صلی اللہ علیہ وسلم

رسول نمبر

نقوش

۱۲



محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۱۲ ٹیلی فون نمبر ۵۲۵۲۵

زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا نمائندہ

نقوش

رسولؐ نمبر

جلد دوازدہم

شمارہ نمبر ۱۳۰
جنوری ۱۹۸۵ء

مُدیر:
محمد طفیل

اِدارۂ فروغِ اُردو ، لاہور

قیمت لائبریری ایڈیشن : ۱۲۵ روپے

فہرست

اس شمارے میں ۷

عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت
(بقایا جلد پنجم)

ضمائم

(۱) مہموں کے قائدین ۸
(۲) سالارانِ رسالہ ۱۲
(۳) اُمرائے علَم ۱۴
(۴) گشتی دستے ۱۸
(۵) جاسوس ۲۰
(۶) راہ بر ۲۱
(۷) اموالِ غنیمت کے نگران ۲۲
(۸) اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر ۲۴
(۹) محافظ دستوں کے افسر ۲۵
(۱۰) خلفائے رسولؐ ۲۶
(۱۱) مشیرانِ نبویؐ ۲۸
(۱۲) کاتبینِ رسولؐ ۳۰
(۱۳) سفیرانِ نبویؐ ۳۲
(۱۴) مخصوص افسرانِ نبویؐ ۳۴
(۱۵) شعرا و خطبائے رسولؐ ۳۵
(۱۶) متفرق ماتحت کارکن ۳۶
(۱۷) گورنر ۳۷

(۱۸) مقامی منتظمین	۳۹
(۱۹) نقبائے مدینہ	۴۱
(۲۰) مرکزی عاملینِ صدقات	۴۲
(۲۱) مقامی عاملینِ صدقات	۴۴
(۲۲) پیداوار کے تخمینہ کے افسران	۴۶
(۲۳) چراگاہ کے افسران	۴۷
(۲۴) مبلّغین و معلّمین	۴۸
(۲۵) مفتیانِ گرامی	۵۰
(۲۶) أئمۂ مساجد و نماز	۵۱
(۲۷) مؤذّنینِ رسولؐ	۵۲
(۲۸) افسرانِ امورِ حج	۵۳

تعلیقات و حواشی

ــــــ عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت

(۱) اسلامی ریاست کا ارتقاء	(پہلا باب)	۱۰۰[1]
(۲) قبائلِ عرب اور اسلام	(دوسرا باب)	۱۵۴
(۳) فوجی تنظیم عہدِ رسالت میں	(تیسرا باب)	۲۱۱
(۴) اسلامی ریاست کا مالی انتظام	(چوتھا باب)	۲۳۰
(۵) اسلامی ریاست کا شہری نظم و نسق	(پانچواں باب)	۲۵۰
(۶) عہدِ نبویؐ کا مذہبی نظام	(چھٹا باب)	۲۷۲

عہدِ نبویؐ کی ابتدائی مہمیں

(۱) پہلی مہم	۲۸۳
(۲) دوسری مہم	۲۸۶
(۳) تیسری مہم	۲۸۸

[1] جلد پنجم میں پہلا باب صفحہ ۳۴۱، دوسرا باب صفحہ ۳۹۸، تیسرا باب صفحہ ۵۲۳، چوتھا باب صفحہ ۵۷۰، پانچواں باب صفحہ ۶۴۰ اور چھٹا باب صفحہ ۷۰۲ پر موجود ہے۔

(۴) چوتھی مہم ۲۸۹
(۵) پانچویں مہم ۲۹۱
(۶) چھٹی مہم ۲۹۲
(۷) ساتویں مہم ۲۹۲
(۸) آٹھویں مہم ۲۹۶
تعلیقات و حواشی ۳۳۱

سرورِ انسانیت (بلا زپند و نصائح)

(۱) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت ۳۷۳
(۲) آنحضرتؐ کی حیات طیبہ ہجرت تک ۳۸۲
(۳) ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک ۳۹۱
(۴) ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ تک ۳۹۹
(۵) رسول اللہؐ کے جنگی معرکے ۴۱۲
(۶) فتح مکہ سے وفات تک ۴۵۸

اشاریہ

۱ جلد اوّل سے چہارم تک ۴۹۳
۲ جلد پنجم سے دہم تک ۶۰۱
۳ جلد یازدہم سے دوازدہم تک

محمد طفیل پرنٹر، پبلشر و ایڈیٹر نے نقوش پریس لاہور سے چھپوا کر ادارہ فروغِ اردو سے شائع کیا

طلوع

میں اپنی موج سے کام کر رہا تھا۔ انسانی کوششوں کو لوگ سراہ رہے تھے، ہر طرف تحسین کے کلمات سنائی دیتے تھے۔ مَیں مطمئن تھا۔ اس کی خبر ایک فرشتے کو ہو گئی۔ وہ ہونکتا ہُوا میرے پاس آیا، عجیب سی گفتگو کرنے لگا:

"سُنو، سُنو!"

"کیا؟"

"تُو نے جیسا کام کیا ہے ویسا نہ کسی قطب نے کیا نہ کسی ابدال نے۔"

میں نے کہا: "کفر نہ بکو، کفر نہ بکو!"

وُہ بولا: "کفر کی بات نہیں، سچ کہہ رہا ہُوں۔"

انسان ناسمجھ ہے، بہلاووں میں آنے والا، اس لیے کَدبُدی سی لگ گئی۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے پوچھا: "تُو کون ہے؟"

"مَیں دنیا میں راست گوئی کی علامت ہُوں۔"

"تُو کیسا راست گو ہے، جو مجھ سے جھُوٹ بول رہا ہے؟"

"میں نے ہمیشہ حوازادوں کی رہنمائی کا فرض ادا کیا ہے!"

"اگر تُو رہنما ہے تو پھر منزل کون کھوٹی کرتا ہے؟"

میں بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ مَیں نے دُنیا کا علم گھول کے پی رکھا ہے۔ اِسی بنیاد پر کہہ رہا تھا: "نہ کسی قطب نے ایسا کام کیا نہ کسی ابدال نے!"

ایک دم میری مدد کو یزداں پہنچا، اُس نے کہا: "اپنے کان بند کر لو اور اسے دیکھو۔"

فرشتہ غائب، آمنے سامنے مَیں اور آدم! وہ بھی خجل، میں بھی خجل!!

سیرت پر یہ میری آخری جلد ہے، آیئے قرآن کی بھی آخری سُورت پڑھیں:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ
یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

(آپ کہیے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہُوں پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے۔ (وہی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ جنّات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

——— محمد طفیل

اس شمارے میں

میں نے اپنے تئیں یہ اعلان کر دیا تھا کہ سیرت کے موضوع پر، میں جتنا کچھ کر سکتا تھا وہ کچھ کر دیا۔ میرا مشن پورا ہوا۔ مگر جب نئی اور اہم دستاویزات ملتی چلی جائیں تو میں کیونکر چپ سادھ لوں؛ میں کیوں اپنی خوشی میں دوسروں کو شریک نہ کروں؟

یہ جلد تو مجھے چھاپنی تھی کیونکہ یہ پانچویں جلد کے ایک اہم مضمون کے باقیات میں سے تھی۔ یہ سب کچھ اتنا اہم تھا کہ اس کے بغیر پانچویں جلد مکمل نہ تھی۔ پھر یہ پانچویں جلد کی تکمیل کا مسئلہ نہ تھا بلکہ سیرت کے موضوع پر اضافے کا مسئلہ تھا۔ ضمائم کے عنوان سے اب سیرت کو ایک نئے زاویے سے، بلکہ یہ کہ ایک نظر میں دیکھا جا سکے گا۔

ہم نے جس مضمون (عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت) کے یہ حواشی پیش کیے ہیں۔ وہ مضمون ۴۴۳ صفحات میں آیا تھا، اس کے حواشی ۹۰۶ صفحات میں آئے ہیں۔ میرے نزدیک حواشی ایک تصنیف (مضمون) کے بعد دوسری تصنیف (حواشی) کا درجہ رکھتے ہیں۔ حواشی کو ہمارے نمبروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خاکساری میں اتنا کچھ ہی کہہ سکتا ہوں!

اس جلد میں ایک مضمون "سرورِ کائنات" کے عنوان سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کا لب و لہجہ مختلف ہے۔ اسے بطرز پند و نصائح پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ انداز ایسا دلنواز ہے کہ بات ذہن میں اترتی چلی جاتی ہے۔

جب دس جلدیں بازار میں آئیں تو سب نے کہا: اس کا اشاریہ بھی چھپنا چاہیے تاکہ ایک نظر میں سب کچھ دیکھا جا سکے۔ علمی نوعیت کے کاموں میں اشاریہ کا ہونا ازبس ضروری ہوتا ہے۔ سو وہ کمی بھی پوری کر دی گئی ہے۔ ہر چند کہ اشاریہ کا شامل کرنا ہمارے پروگرام میں شامل تھا۔ مگر ہم یہاں یہ لکھے دیتے ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی! چونکہ یہ جلدیں تین قسطوں میں سامنے آئیں اس لیے اشاریہ بھی آپ کو تین حصوں میں ملے گا۔

مجھے دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ اس موضوع کو جاری رہنے دو، ختم نہ کرو۔ دل میرا کیا کچھ چاہتا ہے وہ کچھ نہ آپ کو بتا سکتا ہوں نہ سمجھا سکتا ہوں۔ دیوانے کے خواب دیوانہ ہی جانے! مگر یہاں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرا ارادہ تھا کہ دو ابتدائی جلدیں عالمِ اسلام کی سیرت کے موضوع پر ہوں، جس میں تمام سربراہانِ مملکت کے مضامین کے ساتھ اس ملک کا سیرتی ادب بھی پیش کیا جائے۔ تاکہ اس نمبر کا تعلق عالمِ اسلام سے مربوط ہو۔ یہ چھوٹا کام نہیں ہے، بڑا کام ہے، ہو جائے تو کیا کہنے!

ہاں مجھے قرآن کے بارے میں بھی تو کچھ کرنا ہے۔ یہ منصوبہ میرا اوّل دن سے ہے، جسے میں نے رسول نمبر کے ساتھ ساتھ جاری رکھا۔ سیرت ایک امتحان تھا، قرآن دوسرا ہو گا۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ چیونٹی کے بدن پر پہاڑ کا وزن پہلے بھی تھا آج بھی ہے۔

محمد نقوش

○

عہدِ نبویؐ میں

تنظیمِ ریاست و حکومت

(بقایا جلد پنجم)

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

ضمیمہ اوّل-۱ امراءِ سرایا (مہموں کے قائدین)

[نوٹ : ضمائم کی حد تک دو صفحات کو ایک صفحہ شمار کیا گیا ہے کیونکہ پہلے صفحے کا تعلق دوسرے صفحے سے بھی ہے۔]

نمبر شمار	قائدِ مہم کا نام	قبیلہ/ خاندان	زمانۂ قبولِ اسلام	مہم	تاریخِ مہم	تعداد مجاہدین	مخالفین/ منازل
۱	حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	سیف البحر	رمضان ۱ھ/ مارچ ۶۲۳ء	۳۰ (رکاب)	قریش
۲	" عبیدہ بن حارث	" / مطلب	"	رابغ	شوال ۱ھ/ اپریل ۶۲۳ء	۶۰-۸۰ (رکاب)	"
۳	" سعد بن ابی وقاص	" / زہرہ	"	خرار	ذیقعدہ ۱ھ/ مئی ۶۲۳ء	۲۱-۸ (رجال)	"
۴	" عبداللہ بن جحش	اسد خزیمہ/ بنی غنم بن دودان	"	نخلہ	رجب ۲ھ/ جنوری ۶۲۴ء	۱۲-۶ (بعیر)	"
۵	" عمیر بن عدی	اوس / خطمہ	د	اسماء بنت مروان	رمضان ۲ھ/ مارچ ۶۲۴ء	۱ (راجل)	بنو امیہ بن زید/ خطمہ
۶	" سالم بن عمیر	خزرج / نجار	د	ابو عفک یہودی	شوال ۲ھ/ اپریل ۶۲۴ء	۱ ۔	یہود
۷	" محمد بن مسلمہ	اوس/ عبدالاشہل	د	کعب بن اشرف	ربیع الاول ۳ھ/ اگست ستمبر ۶۲۴ء	۵ (رجال)	"
۸	" زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	الف	القردہ	جمادی الآخرہ ۳ھ/ نومبر ۶۲۴ء	۱۰۰ (راکب)	قریش
۹	" سعد بن زید	اوس/ عبدالاشہل	س/ بدری	القردہ (تتمہ)	" "	۔	"
۱۰	" ابو سلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	الف	قطن	محرم ۴ھ/ جون ۶۲۵ء	۱۵۰ -	اسد/ خزیمہ
۱۱	" عبداللہ بن انیس	خزرج	س	سفیان لحیانی	" "	۱ (راجل)	لحیان/ ہذیل
۱۲	" منذر بن عمرو	خزرج/ ساعدہ	د	بئر معونہ	صفر ۴ھ/ جولائی ۶۲۵ء	۷۰ - ۴۰	سلیم/ بنو عامر
۱۳	" مرثد بن ابی مرثد	قیس عیلانی/ بنو غنی	ب	رجیع	" "	۱۰ - ۷	لحیان
۱۴	" عبداللہ بن عتیک	خزرج / سلمہ	س	ابو رافع یہودی	ذی الحجہ ۴ھ/ مئی ۶۲۶ء	۵	ابو رافع
۱۵	" عمرو بن امیہ ؎	کنانہ/ ضمرہ	س	(مکہ)	"	۲	قریش
۱۶	" محمد بن مسلمہ	اوس/ عبدالاشہل	د	القرطاء	محرم ۶ھ/ جون ۶۲۷ء	۳۰	بکر بن کلاب
۱۷	" عکاشہ بن محصن	اسد خزیمہ/ بنو غنم	د	الغمر	ربیع الثانی ۶ھ/ اگست ستمبر ۶۲۷ء	۴۰	اسد

؎ بلاذری، انساب ۱/ ۳۰۹ کے مطابق یہ مہم ۳ھ میں گئی تھی۔

حوالہ جات

افسر مخالف	تعداد مخالفین	نوعیت مہم	نتیجۂ مہم	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
ابوجہل مخزومی	۳۰۰ کارواں والے	کارواں	بلا تصادم	۵۹۵	۹-۱۰	۶/۲	انساب ۳۷۱/۱	۴۰۲/۲	۴۶-۵۰/۲	۱
ابوسفیان/عکرمہ مخزومی	۲۰۰ 〃	〃	〃	۵۹۱	۱۰-۱۱	۷ 〃	〃 〃	۴۰۲-۳ 〃	۲۵۶-۷/۳	۲
۰	۶۰ 〃	〃	بلاتصادم وبلاتصال	۶۰۰	۱۱	۷ 〃	〃 〃	۴۰۳	۹۰-۹۳/۲	۳
۰	۰	〃	حملہ و غنیمت	۶۰۱	۱۳-۱۹	۱۰-۱۱	۳۷۱-۳ 〃	۴۱۰-۱۵	۱۳۱-۲/۳	۴
۰	۰	فوجی	کامیاب	۶۳۶	۱۷۲-۴	۲۷-۲۸	۳۷۳ 〃	۰	۰	۵
۰	۰	〃	〃	۶۳۵	۱۷۴-۵	۲۸	۳۷۳-۴ 〃	۰	۲۴۷-۸/۲	۶
۰	۰	〃	〃	۶۰۹	۱۸۴-۹۳	۵۷	۳۷۴ 〃	۴۸۹-۹۱	۳۳۰/۳	۷
صفوان بن امیہ جمحی	۰	کارواں/فوجی	〃	۶۰۹	۱۹۷-۸	۳۶	〃	۴۹۲-۳	۲۳۴-۷/۲	۸
〃	۰	〃	〃	۰	۰	۰	۰	۱۵۴/۳	۲۷۹-۸/۲	۹
۰	۰	فوجی	〃	۵۹۸	۳۴۰-۴۶	۵۰	۳۷۴-۵ 〃	۱۵۵/۳	۲۱۸/۵	۱۰
سفیان لحیانی	۰	〃	〃	۶۱۹	۵۳۱-۳۳	۵۰-۵۱	۳۷۶ 〃	۱۵۶/۳	۱۲۰-۱/۳	۱۱
۰	۰	مذہبی/تبلیغی	سبب شہید	۶۰۹	۳۴۶-۵۳	۵۱-۵۴	۳۷۵ 〃	۵۴۵-۸	۴۱۸-۱۹	۱۲
۰	۰	〃 〃	〃	۱۶۹ ۶۰۹/۲	۳۵۴-۶۳	۵۵-۶	۳۷۵-۶	۵۳۸	۲۴۵/۴	۱۳
ابو رافع	۰	فوجی	کامیاب	۶۱۹	۳۹۱-۵	۹۱-۲	۳۷۶ 〃	۴۹۳-۹	۳۵۸/۴	۱۴
ابوسفیان	۰	〃	ناکام	۶۳۳	۰	۹۳-۴	۳۷۹-۸۰ 〃	۵۴۲-۵	۸۶/۴	۱۵
۰	۰	〃	کامیاب	۶۱۱-۲	۵۳۴-۵	۷۸	۳۷۶ 〃	۱۵۵/۳	۳۳۰/۴	۱۶
۰	۰	〃	〃	〃	۵۵۰-۱	۸۴-۵	〃 〃	۶۴۰	۲۰۳/۴	۱۷

۱۸	حضرت محمد بن مسلمہ	اوس / عبد الاشہل	د	ذو القصہ	ربیع الثانی ۶ھ / اگست، ستمبر ۶۲۷ء	۱۰	ثعلبہ
۱۹	〃 ابو عبیدہ بن جراح [۱]	قریش / فہر بن حارث	الف	〃	〃 〃	۴۰	〃
۲۰	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	〃	الجموم	〃 〃	۰	سلیم
۲۱	〃 〃 〃	〃 〃	〃	العیص	جمادی الاولیٰ ۶ھ / ستمبر، اکتوبر ۶۲۷ء	۱۷۰	قریش
۲۲	〃 〃 〃	〃 〃	〃	الطرف	جمادی الآخرہ 〃 / اکتوبر، نومبر 〃	۱۵	ثعلبہ
۲۳	〃 〃 〃	〃 〃	〃	حسمیٰ	〃 〃	۵۰۰	جذام
۲۴	〃 〃 〃	〃 〃	〃	وادی القریٰ	رجب ۶ھ / نومبر، دسمبر ۶۲۷ء	۰	فزارہ / غطفان
۲۵	〃 عبد الرحمٰن بن عوف	قریش / زہرہ	〃	دومۃ الجندل	شعبان ۶ھ / دسمبر ۶۲۷ء، جنوری ۶۲۸ء	۷۰۰	کلب
۲۶	〃 علی بن ابی طالب	〃 / ہاشم	〃	فدک	〃 〃	۱۰۰	سعد
۲۷	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	〃	ام قرفہ	رمضان ۶ھ / جنوری، فروری ۶۲۸ء	۰	بدر بن فزارہ
۲۸	〃 عبد اللہ بن رواحہ	خزرج / حارث	د	اسیر بن رازم	شوال ۶ھ / فروری، مارچ ۶۲۸ء	۳۰	یہود خیبر
۲۹	〃 کرز بن جابر	قریش الظواہر / فہر	ط	الحرہ	〃 〃	۲۰	عرینہ
۳۰	〃 عبد اللہ بن المعتم	قیس عیلان / عبس	ط	شاہراہ شام	قبل حدیبیہ	۹	قریش
۳۱	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	مدین	۰	۰	مدین
۳۲	〃 ابان بن سعید	قریش / بنو امیہ	ع	نجد	محرم ۷ھ / مئی، جون ۶۲۸ء	۰	۰
۳۳	〃 عمر بن خطاب	〃 / عدی	ب	تربہ	شعبان ۷ھ / دسمبر ۶۲۸ء	۳۰	ہوازن
۳۴	〃 ابو بکر بن ابی قحافہ [۲]	〃 / تیم	الف	نجد	〃 〃	۰	ہوازن / کلاب
۳۵	〃 بشیر بن سعد	خزرج / حارث	د	فدک	〃 〃	۳۰	غطفان / مرہ
۳۶	〃 غالب بن عبد اللہ	کنانہ / لیث	۰	〃	〃 〃	۲۰۰	〃
۳۷	〃 〃 〃	〃 〃	۰	ثعلبہ	رمضان ۷ھ / جنوری ۶۲۹ء	۱۳۰	ثعلبہ
۳۸	〃 بشیر بن سعد	خزرج / حارث	د	جناب ویمن	شوال ۷ھ / فروری ۶۲۹ء	۳۰۰	غطفان
۳۹	〃 ابن ابی العوجاء	سلیم	۰	۰	ذی الحجہ ۷ھ / اپریل ۶۲۹ء	۵۰	سلیم
۴۰	〃 غالب بن عبد اللہ	کنانہ / لیث	۰	الکدید	صفر ۸ھ / جون ۶۲۹ء	۱۰ یا زیادہ	سلیم / بنو الملوح
۴۱	〃 کعب بن عمیر	کنانہ / غفار	۰	ذات اطلاح	ربیع الاول ۸ھ / جولائی ۶۲۹ء	۱۵	قضاعہ

[۱] بلاذری، انساب ۱/ ۳۷۷ نے حضرت ابو عبیدہ فہری کی ذو القصہ کو دو مہمیں بتائی ہیں۔

[۲] بلاذری، انساب ۱/ ۳۰۶ اور ۱/ ۳۷۹ نے بالترتیب دو مہمیں ۶ھ اور ۷ھ میں بیان کی ہیں۔ ۶ھ کی مہم اتباع بنی لحیان کے خلاف تھی۔

۱۸	۲-۳/۴	۶۴۰	۳۷۷/۱	۸۵	۵۵۱-۲	۰	کامیاب	فوجی	۱۰۰	۰
۱۹	۲۴۹/۵	۶۴۱	۳۷۷ 〃	۸۵-۶	۵۵۲	۶۰۹	〃	〃	۱۰۰	۰
۲۰	۲۳۴/۲	〃	〃 〃	۸۶	۵۵۳	۶۱۱-۲	〃	〃	۰	۰
۲۱	〃	〃	〃 〃	۸۷	۵۵۳-۵	۰	〃	کاروان/فوجی	۰	ابوالعاص بن ربیع
۲۲	〃	〃	〃 〃	〃	۵۵۵	۶۱۶	〃	فوجی	۰	۰
۲۳	〃	〃	〃 〃	۸۸	۵۵۵-۶۰	۶۱۱-۲	〃	〃	۰	۰
۲۴	〃	۶۴۲	۳۷۷-۸ 〃	۸۹	۰	۰	〃	〃	۰	بدر بن فزارہ
۲۵	۳۱۳-۱۷/۴	〃	۳۷۸ 〃	〃	۵۶۰-۶۲	۶۳۲	〃	〃	۰	الاصبغ بن عمرو
۲۶	۱۶-۴۰/۴	〃	〃 〃	۸۹-۹۰	۵۶۲-۳	۶۱۱-۲	〃	〃	۲۰۰	وبر بن حکیم
۲۷	۲۳۴-۷/۲	۶۴۲-۳	〃 〃	۹۰-۹۱	۵۶۴-۵	۰	〃	〃	۰	۰
۲۸	۱۵۶-۹/۳	۱۵۵/۳	〃 〃	۹۲-۳	۵۶۶-۸	۶۱۸	〃	〃	۰	اسیر بن رازم
۲۹	۲۳۲/۴	۶۴۴	۳۷۸-۹ 〃	۹۳	۵۶۸-۷۱	۶۴۰	〃	〃	۰	۰
۳۰	۱۲۵/اصابہ۱	۹/۳	۰	۲۹۵-۶/۱	۰	۰	〃	〃	۰	۰
۳۱	۲۳۴-۷/۲	۰	۰	۰	۰	۶۳۵	〃	〃	۰	۰
۳۲	۳۵-۷/۱	۰	۰	۰	۰	۰	〃	〃	۰	۰
۳۳	۵۲-۷۲/۴	۲۲/۳	۳۷۹/۱	۱۱۷	۷۲۲	۶۰۹	〃	〃	۰	۰
۳۴	۲۵-۲۳/۳	۶۴۳/۴ ۲۲/۳	〃	۱۱۷-۸	〃	〃	〃	〃	۰	۰
۳۵	۱۹۵/۱	۲۲/۳	〃	۱۲۰	۷۲۳	۶۱۱-۱۲	ناکام	〃	۰	۰
۳۶	۱۶۸/۴	〃	〃	۱۲۶	۷۲۳-۶	۶۲۲	کامیاب	〃	۰	۰
۳۷	〃 〃	۲۲-۲۳/۳	〃	۱۱۹	۷۲۶-۷	۰	〃	〃	۰	۰
۳۸	۱۹۵/۱	۲۳/۳	〃	۱۲۰	۷۲۷-۳۱	۶۱۱-۱۲	〃	〃	۰	۰
۳۹	۲۶۶/۵	۲۶/۳	〃	۱۲۳	۷۳۱	〃	〃	〃	۰	۰
۴۰	۱۶۸/۴	۲۷-۸/۳	〃	۱۲۴	۷۵۰-۲	۶۰۹	〃	〃	۰	۰
۴۱	۲۲۶/۴	۲۹/۳	〃	۱۲۷-۸	۷۵۲-۳	۶۲۱	ناکام	〃	۰	۰

۴۲	حضرت شجاع بن وہب	اسد خزیمہ/حلیف بنو امیہ	ب	سی	ربیع الاول ۸ھ/جولائی ۶۲۹ء	۲۴	ہوازن/عامر
۴۳	" زید بن حارثہ	کلب/مولائے رسول	الف	موتہ	جمادی الاولیٰ ۸ھ/ستمبر ۶۲۹ء	۳،۰۰۰	غسان
۴۴	" جعفر بن ابی طالب	قریش / ہاشم	"	"	" "	"	"
۴۵	" عبداللہ بن رواحہ	خزرج / حارث	د	"	" "	"	"
۴۶	" عمرو بن عاص	قریش / سہم	ع	ذات السلاسل	جمادی الآخرہ ۸ھ/ اکتوبر ۶۲۹ء	۵۰۰	بلی، قضاعہ، شمال
۴۷	" ابو عبیدہ بن جراح	" / فہر	الف	خبط	رجب ۸ھ/ نومبر ۶۲۹ء	۳۰۰	علاقہ جہینہ
۴۸	" ابو قتادہ	خزرج / ربیعہ	ط	خضرہ یا غابہ	شعبان ۸ھ/دسمبر ۶۲۹ء	۱۵ یا ۱۶	غطفان
۴۹	" " "	" "	"	بطن اضم	رمضان ۸ھ/ "	۸	شمالی حدود عرب
۵۰	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	نخلہ	" /جنوری ۶۳۰ء	۳۰	نخلہ/عزّیٰ
۵۱	" عمرو بن عاص	" / سہم	"	سواع	" "	۰	ہذیل/سُواع
۵۲	" سعد بن زید	اوس/عبدالاشہل	د	منات	" "	۲۰	مشلل/مناۃ
۵۳	" ہشام بن عاص	قریش / امیہ	ب	یلملم	" "	۲۰۰	۰
۵۴	" خالد بن سعید	" "	الف	عُرنہ	" "	۳۰۰	۰
۵۵	" خالد بن ولید	" / مخزوم	ع	جذیمہ	" "	۳۵۰	بنو جذیمہ
۵۶	" طفیل بن عَمرو	ازدشنوءہ/دوس	ب	دوس	شوال ۸ھ/ "	۰	ازد دوس
۵۷	" غالب بن عبداللہ	کنانہ / لیث	۰	فدک	" "	۰	مرہ
۵۸	" ابوسفیان بن حرب	قریش / امیہ	ف	الات	شوال ذیقعدہ ۸ھ/جنوری فروری ۶۳۰ء	۰	ثقیف
۵۹	" مغیرہ بن شعبہ	ثقیف	ط				
۶۰	" عُیَینہ بن حصن	غطفان / فزارہ	ع	العرج	محرم ۹ھ	۵۰	تمیم
۶۱	" قطبہ بن عامر	خزرج / سلمہ	د	مصحب	صفر ۹ھ/مئی جون ۶۳۰ء	۲۰	خثعم
۶۲	" ضحاک بن سفیان	ہوازن / کلاب	ف	القرطاء	ربیع الاول ۹ھ/جون جولائی "	۰	۰
۶۳	" علقمہ بن مجزز	کنانہ / مدلج	۰	شعیبہ	ربیع الثانی ۹ھ/جولائی اگست "	۳۰۰	غارتگران حبشہ
۶۴	" جزء بن حدرجان	ازد	ق	طے	" "	۰	طے
۶۵	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	الفلس	" "	۱۵۰	طے/فلس
۶۶	" عکاشہ بن محصن	اسد خزیمہ/ بنو غنم	ب	الجناب	۰	۰	۰
۶۷	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	دومۃ الجندل	رجب ۹ھ/ اکتوبر ۶۳۰ء	۴۲۰	بنو کندہ/مملکت

۴۲	۳۸۶/۲	۲۹/۳	۳۷۹/۱	۱۲۷	۷۵۳-۵	۰	کامیاب	فوجی	۰	۰
۴۳	۲۳۴/۲	۰	// //				کامیاب/ناکام	//	۱۰۰,۰۰۰	۰
۴۴	۲۸۶-۹/۱	۳۹-۴۲/۳	// //	۱۲۸-۳۰	۷۵۵-۶۹	۶۲۱ ۳۵۹/۲ ۳۷۳	// //	//	//	۰
۴۵	۱۵۶-۹/۳		// //				// //	//	//	۰
۴۶	۱۱۵-۱۸/۴	۳۱-۲/۳	۳۸۰-۸۱ //	۱۳۱	۷۶۹-۷۴	۶۲۳	کامیاب	//	۰	۰
۴۷	۲۴۹/۵	۳۲-۳/۳	۳۸۱ //	۱۳۲	۷۷۴-۷	۶۳۲	//	//	۰	۰
۴۸	۲۷۴/۵	۳۴-۵/۳	// //	//	۷۷-۸۰	۰	//	//	۰	۰
۴۹	//	۳۵-۶/۳	// //	۱۳۳	۰	۰	//	//	۰	۰
۵۰	۹۳-۶/۲	۶۵/۳	// //	۱۳۵-۶	۸۷۰	۴۳۶/۲	//	مذہبی/فوجی	۰	۰
۵۱	۱۱۵-۱۸/۴	۶۶/۳	// //	۱۴۶	//	۰	//	// //	۰	۰
۵۲	۱۷۹-۸۰/۲	//	// //	۱۴۶-۷	//	۰	//	// //	۰	۰
۵۳	۹۳-۹۴/۵	۰	۰	۰	۸۷۳	۰	//	// //	۰	۰
۵۴	۸۲-۴/۲	۰	۰	۰	//	۰	//	// //	۰	۰
۵۵	۹۳-۶/۲	۶۶-۷/۳	۳۸۱/۱	۱۴۷-۹	۸۷۵-۸۱	۰	//	// //	۰	۰
۵۶	۴-۵/۳	۰	۳۸۲/۱	۱۵۷-۸	۷۰و۹۲۳	۰	//	// //	۰	عامر بن جحمہ
۵۷	۳۴۷/۴	۰	۰	۰	۰	۰	//	فوجی	۰	۰
۵۸	۲۱۶/۵	۹۹-۱۰۰/۳	۰	۰	۹۷۱	۵۴۱	//	{ فوجی/مذہبی }	{ ۰ }	{ ۰ }
۵۹	۴۰۶-۷/۴	//								
۶۰	۱۶۶-۷/۴	۰	۳۸۲/۱	۱۶۰-۶۱	۹۷۴-۵	۶۲۱	//	فوجی	۰	۰
۶۱	۲۰۵-۶/۴	۰	۳۸۰/۱	۱۶۲	۹۸۱	۰	//	//	۰	۰
۶۲	۳۶/۳	۰	۳۸۲/۱	۱۶۲-۳	۹۸۲-۳	۰	//	//	۰	۰
۶۳	۱۴/۴	۰	۰	۱۶۳	۹۸۳-۴	۶۴۰	//	//	۰	۰
۶۴	۲۸۱-۸۲/۱	۰	۳۸۲/۱	۰	۰	۰	//	//	۰	۰
۶۵	۱۶-۴۰/۴	۱۱۱-۱۲/۳	// //	۱۶۴	۹۸۴-۹	۶۱۱-۱۲	//	فوجی/مذہبی	۰	۰
۶۶	۲-۳/۴	۱۵۵/۳	۰	//	۰	۰	//	// //	۰	۰
۶۷	۹۳-۶/۲	۱۰۸-۹/۳	۳۸۲-۳۸۳/۱	۱۶۶	۱۰۲۵-۳۰	۵۲۶/۲	//	فوجی	۰	اکیدر بن عبد[illegible]

۶۸	حضرت خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	نجران / یمن	ربیع الاول ۱۰ھ / جون جولائی ۶۳۱ء	۴۰۰	الحارث بن کعب
۶۹	" علی بن ابی طالب	" / ہاشم	الف	"	رمضان ۱۰ھ / دسمبر ۶۳۱ء	۳۰۰	مذحج
۷۰	" جریر بن عبداللہ	بجیلہ	ق	ذوالخلصہ	"	۱	بجیلہ
۷۱	" مسیب بن عمرو	.	د	.	.	.	.
۷۲	" عبداللہ بن حذافہ	قریش / سہم	ب	.	.	.	.
۷۳	" ثابت بن اقرم	بلی / عجلان	د	نجد	.	.	.
۷۴	" اسامہ بن زید	کلب / مولائے رسول	الف / پیدائشی	موتہ	صفر-ربیع الاول ۱۱ھ / جون ۶۳۲ء	۳,۰۰۰	غسان

۶۸	۹۳-۶/۲	۱۲۶-۷/۳	۳۸۴/۱	۱۶۹	۰	۵۹۲/۲	کامیاب	مذہبی	۰	۰
۶۹	۱۶-۳۰/۴	۱۳۱-۲/۳	〃 〃	۱۶۹-۷۰	۱۰۷۹-۸۳	۶۹۱	〃	〃	۰	۰
۷۰	۱۲۹-۸۰/۲	۱۵۸/۳	〃 〃	۲۶۶۹۳۴۷	۰	۰	〃	〃	۰	۰
۷۱	۳۶۷/۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۲	۱۴۲-۴/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۳	۲۲۰/۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۴	۶۴-۶/۱	۱۸۴-۵/۳	۳۸۴/۱	۱۹۰	۱۱۱۷-۲۷	۶۰۶	کامیاب	فوجی	۰	۰

ضمیمہ اوّل-۲ اُمرائے خمیس (سالارانِ رسالہ)

نمبر شمار	سالار	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت قیس بن ابی صعصعہ	خزرج / نجار	د / عقبہ	بدرعظیم	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	〃 محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۳	〃 ذکوان بن عبد قیس	-	-	〃	〃 〃
۴	〃 المنذر بن عمرو	خزرج / ساعدہ	د / عقبہ	〃	〃 〃
۵	〃 عبداللہ بن جبیر	اوس / عمرو بن عوف	〃	〃	〃 〃
۶	〃 حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	〃	〃 〃
۷	〃 زبیر بن عوام	〃 / اسد	〃	〃	〃 〃
۸	〃 سعد بن زید	اوس / عبدالاشہل	س	〃	〃 〃
۹	〃 سعد بن معاذ	〃	د	〃	〃 〃
۱۰	〃 علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو نضیر	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۱۱	〃 صفوان بن معطل	سُلیم / ذکوان	س	مریسیع	شعبان ۵ھ / جنوری ۶۲۶ء
۱۲	〃 عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۳	〃 سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	〃	〃 〃
۱۴	〃 اُسید بن حُضیر	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	〃	〃 〃
۱۵	〃 عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	〃	〃 〃
۱۶	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	〃	〃 〃
۱۷	〃 سلمہ بن اسلم	اوس / عبدالاشہل	س	〃	〃 〃
۱۸	〃 علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی-جون ۶۲۶ء
۱۹	〃 اُسید بن حُضیر	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	〃	〃 〃

منصبِ سالار	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
ساقہ/مشاۃ اور عرض کے افسر	•	۲۶	۵۱۷/۳	•	۴۳۳/۲	۲۱۸/۴	۱
الحرس کے افسر	•	۲۱۷	۳۹/۲	•	•	۳۳۱/۴	۲
〃 〃 〃 واپسی کے سفر میں	•	۱۱۳ و ۲۱۷	•	•	•	•	۳
میسرہ کے افسر	•	•	•	•	•	۴۱۹/۴	۴
تیراندازوں کے افسر	•	۲۱۹	۴۰/۲	۳۱۷/۱	۵۰۷/۲	۱۳۰-۱/۳	۵
مقدمہ کے افسر	•	•	•	•	۵۰۸/۲	۴۶-۵۰/۲	۶
الخیل (شہسواروں) کے افسر	•	•	•	•	〃	۱۹۶-۹/۲	۷
〃 〃 〃	•	•	•	•	〃	•	۸
مدینہ کی محافظ فوج (الحرس) کے افسر	•	•	•	•	〃	۲۹۶-۹/۲	۹
سالار معسکر	•	۳۷۱	•	•	〃	•	۱۰
مستقل سالار ساقہ	•	۱۰۹۳و۴۲۸	•	۳۴۲/۱	•	۲۶-۷/۳	۱۱
شب بیدار الحرس کے افسر	•	۴۶۴	۶۷/۲	•	•	۱۰۰-۱/۳	۱۲
〃 〃 〃	•	۴۶۳	•	•	•	•	۱۳
۲۰۰ شہسوار دستہ کے افسر	•	۴۷۳و۴۶۷-۵	۶۸/۲	•	•	۹۲-۳/۱	۱۴
شب بیدار الحرس کے افسر	•	۴۶۶	•	•	•	•	۱۵
۳۰۰ شہسوار محافظ دستہ (الحرس) کے افسر	•	۴۶۰	۶۷/۲	•	•	•	۱۶
۲۰۰ 〃 〃 〃 〃 〃	•	〃	〃	•	•	•	۱۷
مقدمہ کے افسر	•	۴۹۹	•	•	۵۸۲/۲	۱۶-۴۰/۴	۱۸
ایک دستہ کے افسر	•	〃	•	•	•	۹۲-۳/۱	۱۹

۲۰	حضرت محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی جون ۶۲۷ء
۲۱	" سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	"	غطفان	ربیع الثانی ۶ھ / اگست ۶۲۷ء
۲۲	" سعد بن زید	اوس / عبدالاشہل	س	"	" "
۲۳	" زید بن ثابت	خزرج / نجار	"	خیبر	صفر ۷ھ / مئی جون ۶۲۸ء
۲۴	" عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	"	" "
۲۵	" عمر بن خطاب	" / عدی	ب	"	" "
۲۶	" محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	عمرۃ القضیہ	ذی قعدہ ۷ھ / مارچ ۶۲۹ء
۲۷	" اوس بن خولی	خزرج / سالم	س	"	" "
۲۸	" عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	"	"	" "
۲۹	" اوس بن خولی	خزرج / سالم	"	"	" "
۳۰	" قطبہ بن قتادہ	سعد ہذیم / عذرہ	۰	غزوہ موتہ	جمادی الاولیٰ ۸ھ / ستمبر ۶۲۹ء
۳۱	" عبایہ بن مالک	انصاری	۰	"	" "
۳۲	" عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۳۳	" زبیر بن عوام	" / اسد	الف	"	" "
۳۴	" ضحاک بن سفیان	عامر / کلاب	ف	"	" "
۳۵	" ابو عبیدہ بن جراح	قریش / فہر	الف	"	" "
۳۶	" خالد بن ولید	" / مخزوم	ع	"	" "
۳۷	" سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	"	" "
۳۸	" زبیر بن عوام	قریش / اسد	الف	"	" "
۳۹	" ورو بن خالد	سلیم	ف	"	" "
۴۰	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	غزوہ حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۴۱	" ابو عامر	اشعر	ط	" اوطاس	" ذیقعدہ ۸ھ " "
۴۲	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	" طائف	" "
۴۳	" عبداللہ بن عتیک	خزرج / سلمہ	س	سریہ علی (الفلس)	ربیع الثانی ۹ھ / اگست ۶۳۰ء
۴۴	" عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	غزوہ تبوک	رجب / رمضان ۹ھ / اکتوبر نومبر ۶۳۱ء
۴۵	" عبداللہ بن ابی ربیعہ	قریش / مخزوم	ف	یمن	۹-۱۰ھ / ۶۳۰-۳۱ء

شب بیدار الحرس کے افسر	.	۵۰۴	.	.	۵۸۶/۲	۳۳۱/۴	۲۰
مدینہ کی محافظ فوج (الحرس) کے افسر	.	۵۴۷	۸۰/۲	.	.	۲۸۳-۵/۲	۲۱
شہسوار فوج (الخیل) کے افسر	.	۵۴۷، ۵۴۵	.	.	۶۰۱/۲	۲۷۹-۸۰/۲	۲۲
افسر عرض	.	۶۸۹	۱۰۷/۲	.	.	۲۲۱-۳/۲	۲۳
لشکرگاہ رجیع کے افسر	.	۶۴۵	.	.	.	۲۷۶-۸۴/۳	۲۴
〃 〃 〃	.	۶۴۷	.	.	.	۵۲-۷۲/۴	۲۵
شب بیدار الحرس کے افسر	.	۶۰۲، ۶۳۳ و ۳۵	۱۲۱/۲	.	۱۲۶/۳	۳۳۱/۴	۲۶
〃 〃 〃	.	〃	.	.	.	۱۴۴-۵/۱	۲۷
〃 〃 〃	.	〃	.	.	.	۱۰۰-۱/۳	۲۸
الخیل/مقدمہ کے افسر	.	.	۱۲۳/۲	.	.	۱۴۴-۵/۱	۲۹
سالار میمنہ	.	.	۳۹/۳	.	.	۳۰۶/۴	۳۰
سالار میسرہ	.	.	〃	.	.	.	۳۱
الحرس کے افسر	.	۸۱۵	۱۳۵/۲	.	.	۵۲-۷۲/۴	۳۲
سالار مقدمہ	.	۸۰۱	.	۳۵۵/۱	.	۱۹۶-۹/۲	۳۳
سالار فوج سلیم	.	.	.	.	.	۳۶/۳	۳۴
سالار دستہ/مقدمہ	.	.	۱۳۵/۲	۳۵۵/۱ قب ۵۲	۵۷/۳	۲۴۹/۵	۳۵
سالار مقدمہ/میمنہ	.	۸۱۹، ۸۲۵	۱۳۵-۶/۲	۵۲ 〃	۵۶/۳	۹۳-۶/۲	۳۶
سالار دستۂ فوج نبوی	.	۸۲۵	〃	.	〃	۲۸۳-۵/۲	۳۷
〃 〃	.	〃	〃	〃 〃	۵۵-۶/۳	۱۹۶-۹/۲	۳۸
سالار میمنہ	.	.	.	.	.	۸۶/۵	۳۹
سالار مقدمہ	.	۸۹۷	۱۵۰/۲	.	.	۹۳-۶/۲	۴۰
〃	.	۹۱۵	۱۵۲/۲	۳۶۵-۶/۱ ۶۷ 〃	۷۹/۳	۲۳۸/۵	۴۱
〃	.	۹۲۳	۱۵۸/۲	.	.	۹۳-۶/۲	۴۲
مشاۃ (پیادہ سپاہ) اور سامان کے افسر	.	.	.	.	.	۲۰۳-۵/۳	۴۳
مستقل الحرس کے افسر	.	۱۰۳۴	۱۶۶/۲	.	.	۱۰۰-۱/۳	۴۴
فوج یمن کے مستقل افسر	.	.	.	.	.	۱۵۵/۳	۴۵

ضمیمہ اوّل - ۳ اُمرائے عَلم / علمبردار (اصحاب الالویۃ والرایات)

نمبر شمار	علمبردار	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبولِ اسلام	مہم	تاریخِ مہم
۱	حضرت ابو مرثد	قیس عیلان / بنو غنی	الف	سریہ حمزہ (سیف البحر)	رمضان ۱ھ / مارچ ۶۲۳ء
۲	" مسطح بن اثاثہ	قریش / مطلب	"	" عبیدہ بن حارث (رابغ)	شوال ۱ھ / اپریل ۶۲۳ء
۳	" مقداد بن عمرو	قضاعہ / بہراء	"	" سعد بن ابی وقاص (خرار)	ذیقعدہ ۱ھ / مئی ۶۲۳ء
۴	" حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	"	غزوہ ودان	صفر ۲ھ / اگست ۶۲۳ء
۵	" سعد بن ابی وقاص	" / زہرہ	"	" بواط	ربیع الاول ۲ھ / ستمبر ۶۲۳ء
۶	" علی بن ابی طالب	" / ہاشم	"	" بدر اولیٰ	" "
۷	" حمزہ بن عبدالمطلب	" / "	"	" ذات العشیرہ	جمادی الآخرہ ۲ھ / دسمبر ۶۲۳ء
۸	" مصعب بن عمیر [1]	" / عبدالدار	"	" بدر عظیم	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۹	" حباب بن منذر [2]	خزرج / سلمہ	س	" "	" "
۱۰	" سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	"	" "	" "
۱۱	" حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	" بنی قینقاع	شوال ۲ھ / اپریل ۶۲۴ء
۱۲	" علی بن ابی طالب	" "	"	" الکدر	محرم ۳ھ / جولائی ۶۲۴ء
۱۳	" مصعب بن عمیر [3]	" / عبدالدار	"	" اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۱۴	" ابوالروم بن عمیر	" "	"	" "	" "
۱۵	" اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	" "	" "

[1] طبری، ۲/ ۴۲۱' میں حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی کو مہاجرین کا علمبردار بتایا گیا ہے۔
[2] " " " " سعد بن عبادہ خزرجی کو خزرج " " " " "۔
[3] " " ۲/ ۵۱۶ " " علی بن ابی طالب ہاشمی کو مہاجرین " " " " "۔

علم قبیلہ / خاندان	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
علم سریہ	۰	۰	۶/۲	۰	۴۰۲/۲	۲۹۶/۵	۱
〃	۰	۰	۷/۲	۰	〃	۳۵۴-۵/۴	۲
〃	۰	۰	〃	۰	۴۰۳/۲	۴۰۹/۴	۳
علم غزوۂ نبوی	۰	۰	۸/۲	۰	۴۰۶/۲	۴۶-۵۰/۲	۴
〃	۰	۰	〃	۰	〃	۹۰-۳/۲	۵
〃	۰	۰	۰	۰	〃	۱۲-۴۰/۴	۶
〃	۰	۰	۹/۲	۰	۴۰۸/۲	۴۶-۵۰/۲	۷
〃	۶۱۲ - ۱۳	۵۶ ، ۵۸	۱۴/۲	۰	۰	۳۷۰/۴	۸
〃 / خزرج	۰	۵۸	〃	۰	۰	۳۶۴-۵/۱	۹
〃 / اوس	۰	۵۸	〃	۰	۰	۲۹۶-۹/۲	۱۰
〃	۰	۰	۲۹/۲	۰	۴۸۱/۲	۴۶-۵۰/۲	۱۱
〃	۰	۰	۳۱/۲	۰	۴۸۲/۲	۱۶-۴۰/۴	۱۲
〃 / مہاجرین	۰	۲۱۵	۵۸/۲	۳۱۷/۱	۵۰۸/۲	۳۶۸-۹/۴	۱۳
〃 / شہادتِ مصعب کے بعد	۰	۲۲۹	۰	۰	۰	۰	۱۴
〃 / اوس	۰	۲۱۵	۵۸/۲	۳۱۷/۱	۵۰۸/۲	۹۲-۳/۱	۱۵

۱۶	حضرت حباب بن منذر [1]	خزرج / سلمہ	س	غزوہ احد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۱۷	〃 علی بن ابی طالب [2]	قریش / ہاشم	الف	〃 حمراء الاسد	〃 〃
۱۸	〃 〃 〃	〃 〃	〃	〃 بنی نضیر	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۱۹	〃 〃 〃	〃 〃	〃	〃 بدر الموعد	ذی قعدہ ۴ھ / اپریل ۶۲۶ء
۲۰	〃 ابوبکر صدیق	〃 / تیم	〃	〃 مریسیع	رجب ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۲۱	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	〃 〃	〃 〃
۲۲	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	〃 خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۲۳	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	〃 〃	〃 〃
۲۴	〃 علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	〃 بنی قریظہ	〃 ذی الحجہ ۵ھ / اپریل مئی ۶۲۷ء
۲۵	〃 مقداد بن عمرو	قضاعہ / بہراء	〃	〃 غطفان	ربیع الثانی ۶ھ / اگست ۶۲۷ء
۲۶	〃 ابوبکر صدیق	قریش / تیم	〃	〃 خیبر	
۲۷	〃 عمر بن خطاب	〃 / عدی	ب	〃 〃	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء
۲۸	〃 علی بن ابی طالب	〃 / ہاشم	الف	〃 〃	
۲۹	〃 حباب بن منذر	خزرج / سلمہ	س	〃 〃	〃 〃
۳۰	〃 سعد بن عبادہ	〃 / ساعدہ	〃	〃 〃	〃 〃
۳۱	〃 مسطح بن اثاثہ	قریش / مطلب	الف	〃 〃	〃 〃
۳۲	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	وادی القریٰ	〃 〃
۳۳	〃 حباب بن منذر	〃 / سلمہ	〃	〃	〃 〃
۳۴	〃 سہل بن حنیف [3]	اوس / مالک	〃	〃	〃 〃
۳۵	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	〃	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۳۶	〃 قیس بن سعد بن عبادہ [4]	〃 〃	〃	〃	〃 〃

[1] بلاذری نے حضرت سعد بن عبادہ کا نام لیا ہے۔

[2] واقدی نے ایک روایت میں حضرت ابوبکر صدیق کا نام لیا ہے۔

[3] ایک روایت میں حضرت عباد بن بشر کا نام ہے۔

[4] حکم نبوی پر باپ کی جگہ بیٹے نے دوران غزوہ لی تھی۔

علم غزوۂ تبوی / خزرج	.	۲۱۵	۵۸/۲	.	۵۰۸/۲	۳۶۴-۵/۱	۱۶
"	.	۳۲۶	۴۹/۲	.	.	۱۶-۴۰/۴	۱۷
"	.	.	۵۸/۲	.	.	"	۱۸
"	.	۳۸۸	۵۹/۲	.	.	"	۱۹
" / مہاجرین	.	۴۰۷	۶۴/۲	.	.	۲۰۵-۲۳/۳	۲۰
" / انصار	.	"	"	.	.	۲۸۳-۵/۲	۲۱
" / مہاجرین	.	.	۶۷/۲	.	.	۲۳۴-۷/۲	۲۲
" / انصار	.	.	"	.	.	۲۸۳-۵/۲	۲۳
"	.	۴۹۷	۷۴/۲	.	.	۱۶-۴۰/۴	۲۴
"	.	.	۸۰/۲	.	.	۴۰۹/۴	۲۵
" بالترتیب	.					.	۲۶
	.				۱۱-۱۲/۳	.	۲۷
	۳۲۸/۲	۴۹،۵۴	۱۰۶/۲	.	.	.	۲۸
" / خزرج	.	.	"	.	.	.	۲۹
" "	.	.	"	.	.	.	۳۰
.	.	.	.	.	.	۳۵۴-۵/۳	۳۱
انصار						۲۸۳-۵/۳	۳۲
"		۷۱۰				۳۶۴-۵/۱	۳
"						۳۶۴-۵/۲	۴
علم نبوی / "						۲۸۳-۴/۲	۵
" "		۸۰۰-۸۰۱				۲۱۵-۶/۴	۶

۳۷	حضرت قطبہ بن عامر	خزرج / سلمہ	د	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۳۸	〃 عمارہ بن حزم	〃 / نجار	〃	〃	〃 〃
۳۹	〃 عبداللہ بن زید	〃 / حارث	〃	〃	〃 〃
۴۰	〃 سلیط بن قیس	〃 / نجار	س	〃	〃 〃
۴۱	〃 زبیر بن عوام	قریش / اسد	الف	〃	〃 〃
۴۲	〃 علی بن ابی طالب	〃 / ہاشم	〃	〃	〃 〃
۴۳	〃 سعد بن ابی وقاص	〃 / زہرہ	〃	〃	〃 〃
۴۴	〃 ہلال بن امیہ	اوس / واقف	س	〃	〃 〃
۴۵	〃 ابو نائلہ	〃 / عبدالاشہل	〃	〃	〃 〃
۴۶	〃 جابر بن عتیک	〃 / بنو معاویہ	〃	〃	〃 〃
۴۷	〃 ابولبابہ بن عبدالمنذر	〃 / خطمہ	〃	〃	〃 〃
۴۸	〃 خزیمہ بن ثابت	〃 / 〃	〃	〃	〃 〃
۴۹	〃 ابو اسید	خزرج / ساعدہ	〃	〃	〃 〃
۵۰	〃 قتادہ بن نعمان	〃 / ظفر	〃	〃	〃 〃
۵۱	〃 ابوبردہ ہانی بن نیار	〃 / حارثہ	〃	〃	〃 〃
۵۲	〃 حیان بن حکم	سلیم	ط	〃	〃 〃
۵۳	〃 یزید بن اخنس	〃	س	〃	〃 〃
۵۴	〃 خفاف بن ندبہ	〃	ط	〃	〃 〃
۵۵	〃 عوف بن مالک	غطفان / اشجع	〃	〃	〃 〃
۵۶	〃 خزاعی بن عبد نہم	مزینہ	〃	〃	〃 〃
۵۷	〃 نعمان بن مقرن	〃	〃	〃	〃 〃
۵۸	〃 عبداللہ بن عمرو	〃	〃	〃	〃 〃
۵۹	〃 بلال بن حارث	〃	〃	〃	〃 〃
۶۰	〃 بریدہ بن حصیب	اسلم	د	〃	〃 〃
۶۱	〃 ناجیہ بن اعجم	〃	〃	〃	〃 〃
۶۲	〃 معبد بن خالد	جہینہ	س	〃	〃 〃

علم نبوی / بنوسلمہ						۲۰۵-۶/۴	۳۷
″ / بنونجار						۴۸/۴	۳۸
″ / ۰						۱۲۵-۷/۳	۳۹
″ / ۰		۸۰۰ - ۸۰۱				۳۴۵-۶/۲	۴۰
″ / مہاجرین					۵۵/۳	۱۹۶-۹/۲	۴۱
″ ″						۱۶-۳۰/۴	۴۲
″ ″						۹۰-۳/۲	۴۳
″ / بنوواقف						۶۶/۵	۴۴
″ / ۰						۳۱۱/۵	۴۵
″ / بنومعاویہ		۸۰۰				۲۵۸-۹/۱	۴۶
″ / ۰						۲۸۴-۵/۴	۴۷
″ / خطمہ						۱۱۴/۲	۴۸
″ / ۰		۸۰۰				۱۲۷/۵	۴۹
″ / ظفر		″				۱۹۵-۷/۴	۵۰
″ / حارثہ		۰				۱۴۶/۵	۵۱
″ / سلیم						۳۶۶/۱	۵۲
″ / ″						۱۰۲-۳/۵	۵۳
″ / ″						۱۱۸-۹/۲	۵۴
″ / اشجع						۱۵۶/۴	۵۵
″ / مُزینہ						۱۱۳/۲	۵۶
″ / ″		۸۰۰				۰	۵۷
″ / ″		۰				۳۰-۱/۵	۵۸
″ / ″		۸۰۰				۲۰۵/۱	۵۹
″ / اسلم		″				۱۷۵-۶/۱	۶۰
اسلم		″				۴/۵	۶۱
جہینہ		۰				۳۹۰/۴	۶۲

۶۳	حضرت سوید بن صخر	جہینہ	د	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۶۴	〃 زید بن خالد	〃	س	〃	〃 〃
۶۵	〃 عبداللہ بن بدر	〃	ط	〃	〃 〃
۶۶	〃 بشر بن ابی سفیان	خزاعہ / کعب	〃	〃	〃 〃
۶۷	〃 ابو شریح	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۶۸	〃 عمرو بن سالم	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۶۹	〃 علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	غزوہ حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۷۰	〃 سعد بن ابی وقاص	〃 / زہرہ	〃	〃	〃 〃
۷۱	〃 عمر بن خطاب	〃 / عدی	ب	〃	〃 〃
۷۲	〃 حباب بن منذر	خزرج / سلمہ	س	〃	〃 〃
۷۳	〃 سعد بن عبادہ	〃 / ساعدہ	〃	〃	〃 〃
۷۴	〃 اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	〃	〃 〃
۷۵	〃 ابو بکر صدیق	قریش / تیم	الف	غزوہ تبوک	شوال۔ ذی قعدہ ۹ھ / اکتوبر۔ نومبر ۶۳۱ء
۷۶	〃 زبیر بن عوام	〃 / اسد	〃	〃	〃 〃
۷۷	〃 اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	〃	〃 〃
۷۸	〃 عمارہ بن حزم	خزرج / نجار	د	〃	〃 〃
۷۹	〃 ابو دجانہ	〃	س	〃	〃 〃
۸۰	〃 حباب بن منذر	〃 / سلمہ	〃	〃	〃 〃
۸۱	〃 زید بن ثابت	〃 / نجار	〃	〃	〃 〃
۸۲	〃 ابو زید	〃 / عمرو بن عوف	〃	〃	〃 〃
۸۳	〃 معاذ بن جبل	〃 / سلمہ	〃	〃	〃 〃
۸۴	〃 عبداللہ بن مالک	〃 / بنو قطیعہ بن عبس	٠	٠	٠
۸۵	〃 عامر بن سالم	اسلم	د	٠	٠
۸۶	〃 بریدہ بن حصیب	〃	〃	سریہ اسامہ بن زید	محرم۔ ربیع ۱۱ھ / مارچ۔ جون ۶۳۲ء

جہینہ						٣٧٨/٢	٦٣
″	٠	٨٠٠	٠	٠	٠	٢٢٨/٢	٦٤
″						١٢٣-٤/٣	٦٥
خزاعہ / کعب						-	٦٦
″ ″	٠	٨٠١	٠	٠	٠	٢٢٥/٥	٦٧
″ ″						١٠٤-٥/٤	٦٨
مہاجرین						″	٦٩
″	٠	٨٩٥	١٥٠/٢	٠	٠	″	٧٠
″						″	٧١
خزرج	٠	″	″	٠	٠	″	٧٢
″						″	٧٣
اوس	٠	٨٩٥-٦	″	٠	٠	″	٧٤
مہاجرین						″	٧٥
″						″	٧٦
اوس						″	٧٧
خزرج						″	٧٨
″	٠	٩٩٦-١٠٠٣	٠	٠	٠	١٨٤/٥	٧٩
″						″	٨٠
″						″	٨١
″						″	٨٢
″						″	٨٣
٠	٠	٠	٠	٠	٠	٢٥١/٣	٨٤
٠	٠	٠	٠	٠	٠	٨١/٣	٨٥
علم نبوی	٠	١١١٨	١٩٠/٢	٠	٠	١٧٥-٦/١	٨٦

ضمیمہ اوّل - ۴   افسرانِ طلیعہ (گشتی دستے)

نمبر شمار	طلیعہ افسر	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت طلحہ بن عبیداللہ	قریش / تیم	الف	کاروان قریش قبل بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	〃 سعید بن زید	〃 / عدی	〃	〃	〃 〃
۳	〃 زبیر بن عوام	〃 / اسد	〃	غزوۂ بدر	〃 〃
۴	〃 علی بن ابی طالب	〃 / ہاشم	〃	〃	〃 〃
۵	〃 بسبس بن عمرو	جہینہ	س	〃	〃 〃
۶	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	〃	〃 〃
۷	〃 عبداللہ بن رواحہ	خزرج / حارث	د	〃	〃 〃
۸	〃 مالک بن خلف	اسلم	س	غزوہ اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۹	〃 نعمان بن خلف	〃	〃	〃	〃 〃
۱۰	〃 سلیط بن خالد	〃	〃	〃	〃 〃
۱۱	〃 سفیان بن خالد	〃	〃	〃	〃 〃
۱۲	〃 (نا معلوم)	〃 / بنو عویر	〃	〃	〃 〃
۱۳	〃 ابو لیلیٰ	خزرج / مازن	〃	غزوہ بنی قینقاع	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۱۴	〃 عبداللہ بن سلام	بنو قینقاع	〃	〃	〃 〃
۱۵	〃 جعال بن سراقہ	کنانہ / ضمرہ	ب	ذات الرقاع	محرم ۵ھ / جون ۶۲۶ء
۱۶	〃 سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	س	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۱۷	〃 اسید بن حضیر	〃 〃	د	〃	〃 〃
۱۸	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	〃	〃 〃
۱۹	〃 ابو بکر صدیق	قریش / تیم	الف	بنو لحیان	ربیع الاول ۶ھ / جولائی ۶۲۷ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
کاروان قریش کی آمد کا وقت و راستہ معلوم کرنا	•	۱۹ - ۲۰	۲/۱۱-۱۲	۱/۲۸۸	۲/۴۷۸	۳/۵۹	۱
″ ″ ″	•	″	″	″	″	۲/۳۰۶	۲
بدر کے کنوؤں کے قریب جا کر دشمن کی خبر لانا	•	۵۱	۲/۱۳	•	۲/۴۲۲ ۴۳۶	۲/۱۹۶-۹	۳
″ ″ ″	•	″	•	•	•	۴/۱۶-۴۰	۴
″ ″ ″	•	″	•	•	•	۱/۱۷۸-۹	۵
فتح بدر کی خوشخبری اہل العالیہ کو دینا	•	۱۱۴	•	۱/۲۹۴	۲/۴۵۸	۲/۲۳۴-۷	۶
″ ″ ″ زیریں مدینہ کے لوگوں کو دینا	•	″	۲/۱۳	•	″	۳/۱۵۶-۹	۷
دشمن کے بارے میں خبریں حاصل کرنا	•	•	•	•	•	۴/۲۷۸	۸
						۵/۲۵	۹
دشمن کی پسپائی کے بعد ان کے ارادوں کا پتا لگانا							۱۰
	•	۳۳۷	•	•	•	۴/۲۹۷	۱۱
							۱۲
کھجوروں کے بعض درخت کاٹنا	•	۳۷۲	•	•	•	۵/۲۸۶	۱۳
						۳/۱۷۶-۷	۱۴
مدینہ والوں کو مسلم فوج کی خیریت سے آگاہ کرنا	•	•	۲/۹۱	•	•	۱/۲۸۳-۴	۱۵
بنو قریظہ کے بارے میں پتا لگانا						۲/۲۹۶-۷	۱۶
	•	۴۵۸	•	•	•	۱/۹۲-۳	۱۷
						۲/۲۸۳-۵	۱۸
غنیم تک خبریں معلوم کرنے گئے تھے	•	۵۳۶	۲/۷۹	•	•	۳/۲۰۵-۲۳	۱۹

۲۰	حضرت عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / مارچ ۶۲۸ء
۲۱	″ ″ ″	″ ″	″	خیبر	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء
۲۲	″ عمرو بن طفیل	ازد / دوس	″	″	″ ″
۲۳	″ محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	″	″	″ ″
۲۴	″ علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۲۵	″ زبیر بن عوام	″ / اسد	″	″	″ ″
۲۶	″ نہیک بن اوس	خزرج	س	حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۲۷	″ اسید بن حضیر	اوس	″	تبوک	۹ھ / ۶۳۱ء
۲۸	″ زیاد بن حنظلہ	تمیم	۰	مسیلمہ کذاب کے خلاف	۱۱ھ / ۶۳۲ء

دشمن کی خبر معلوم کرنا۔ ۲۰ سپاہ کے افسر	۰	۵۷۴	۹۵ / ۲	۰	۰	۱۰۰-۱/۳	۲۰
〃 〃	۰	۶۴۰	۰	۰	۰	〃	۲۱
اپنے قبیلہ سے کمک لانا	۰	۹۲۳	۰	۰	۰	۱۱۵/۴	۲۲
لشکرگاہ کے لیے مناسب جگہ حاصل کرنا	۰	۶۴۴	۰	۰	۰	۳۳۱/۴	۲۳
ایک جاسوس عورت سے خط وصول کرنا	۰	۷۹۷-۸	۰	۰	۴۸-۹/۳	〃 〃	۲۴ ۲۵
مدینہ والوں کو مسلم سپاہ کی خیریت پہنچانا	۰	۰	۰	۰	۰	۴۴/۵	۲۶
پانی وغیرہ حاصل کرنا/جگہ کا پتا لگانا	۰	۱۰۴۱	۰	۰	۰	۹۲-۹۳/۱	۲۷
اس کے ارادوں کا پتا لگانا	۰	۰	۰	۰	۰	۲۱۳/۲	۲۸

ضمیمہ اوّل ۔ ۵ جاسوس (عیون)

نمبر شمار	جاسوس	قبیلہ/خاندان	زمانہ م قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت بسبس بن عمرو	جُہینہ	س	غزوۂ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	" عدی بن ابی الزغباء	"	"	"	" "
۳	" عمّار بن یاسر	مذحج / عنس	الف	"	" "
۴	" عبداللہ بن مسعود	ہذیل	"	"	" "
۵	" انس بن فضالہ	خزرج / ظفر	س	غزوۂ اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۶	" مونس بن فضالہ	" "	"	"	" "
۷	" حباب بن منذر	" / سلمہ	د	"	" "
۸	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	"	" "
۹	" امیہ بن خویلد	کنانہ / ضمرہ	س	رجیع	صفر ۴ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۰	" عمرو بن امیہ	" "	"	"	" "
۱۱	" بریدہ بن حصیب	اسلم	د	مریسیع	شعبان ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۱۲	" خوات بن جبیر	خزرج	س	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل۔مئی ۶۲۷ء
۱۳	" حذیفہ بن یمان	غطفان / حلیف عبدالاشہل	"	"	" "
۱۴	" زبیر بن عوام	قریش / اسد	الف	"	" "
۱۵	" بسر بن سفیان	خزاعہ / کعب	س	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / مارچ ۶۲۸ء
۱۶	" انس بن ابی مرثد	قیس عیلان / غنی	الف	حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۱۷	" عبداللہ بن ابی حدرد	اسلم	س	"	" "

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
جنگ سے قبل بدر جاکر دشمن کی خبر معلوم کرنا	•	۲۲	۱۲/۲	۲۸۹/۱	۳۷ و ۴۳۳		۱
〃						۱۷۸-۹/۱	۲
دشمن کے خیمہ زن ہونے کے بعد ان کی خبریں معلوم کرنا	•	۵۴	•	•	•	۴۳۴-۴۷/۴	۳
〃						•	۴
اُحد سے قبل دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا	•	۲۰۶-۷	۳۷/۲	•	•	۱۲۵-۶/۱	۵
〃						۴۲۵-۶/۴	۶
احد میں خیمہ زن ہونے کے بعد دشمن کے بارے میں خبریں معلوم کرنا	•	۲۰۷	〃	•	•	۳۶۴-۵/۱	۷
جنگ کے بعد 〃 〃 〃 〃	•	•	•	•	۵۲۷-۸/۲	۱۶-۴۰/۴	۸
قریش کے ارادوں کا پتا لگانا	•	•	•	•	•	۱۱۷/۱	۹
〃 〃 〃	•	•	•	•	۵۴۱-۲/۲	۸۶/۴	۱۰
بنو مصطلق کے ارادوں کے بارے میں تصدیق کرنا	•	۴۰۴	۶۳/۲	•	•	۱۷۵-۶/۱	۱۱
بنو قریظہ 〃 〃 〃	•	۴۶۰-۶۱	•	•	•	•	۱۲
احزاب 〃 〃 معلوم کرنا	•	۴۸۹-۹۰	۶۹/۲	•	۵۷۹-۸۱/۲	۳۹۰-۲/۱	۱۳
بنو قریظہ کی غداری کی خبروں کی تصدیق کرنا	•	۴۵۷	•	•	•	۱۹۶-۹/۱	۱۴
قریش کے ارادوں کا پتا لگانا	•	۵۷۳	۹۵/۲	•	•	۱۸۱/۱	۱۵
ہوازن 〃 〃 〃	•	۸۹۴		•	•	۱۲۹-۳۰/۱	۱۶
دشمن کی خیمہ گاہ کا پتا لگانا	•	۸۹۴	۱۵۰/۲	•	۷۳/۳	۱۸۱-۲/۴	۱۷

ضمیمہ اوّل-۶ راہ بر (دلیل)

نمبر شمار	راہ بر	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت عبداللہ بن اریقط	/ دئل	س	سفر ہجرت نبوی	صفر-ربیع الاول ۱ھ / اگست-ستمبر ۶۲۲ء
۲	" سعد العرجی	کنانہ / اسلم	"	"	" "
۳	" ابوحثمہ	اوس / حارث	"	اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۴	" ثابت بن ضحاک	خزرج / عمرو بن عوف	"	حمراء الاسد	" "
۵	" مذکور	عذرہ	•	دومۃ الجندل	ربیع الاول و الثانی ۵ھ / اگست-ستمبر ۶۲۶ء
۶	" مسعود بن ھنیدہ	اسلم	د	مریسیع	رجب ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۷	" ابو حدرد	"	"	غطفان	ربیع الثانی ۶ھ / اگست ۶۲۷ء
۸	" عمرو بن عبد نہم	"	ط	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / مارچ ۶۲۸ء
۹	" حسیل بن خارجہ / نویرہ	غطفان / اشجع	"	خیبر	صفر ۷ھ / مئی-جون ۶۲۸ء
۱۰	" عبداللہ بن نعیم	"	"	"	" "
۱۱	" یاسر	یہود خیبر	ع	"	" "
۱۲	" ابو عریض	"	"	"	" "
۱۳	" سماک	"	"	"	" "
۱۴	" حسیل بن خارجہ / نویرہ	غطفان / اشجع	ط	سریہ بشیر بن سعد	شوال ۷ھ / فروری ۶۲۹ء
۱۵	" غالب بن عبداللہ	کنانہ / لیث	س	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۱۶	" علقمہ بن فغواء	خزاعہ / عامر بن ربیعہ	د	غزوہ تبوک	رجب-رمضان ۹ھ / اکتوبر-نومبر ۶۳۱ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
مکہ سے العرج تک راہ بری	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱
العرج سے مدینہ تک راہ بری	۰	۰	۰	۰	۰	۲۸۶-۷/۲	۲
مدینہ سے احد تک 〃	۰	۲۱۸	۳۹/۲	۰	۵۰۶/۲	۱۶۹/۵	۳
مدینہ سے حمراء الاسد تک 〃	۰	۰	۰	۰	۰	۲۲۵-۶/۱	۴
مدینہ سے دومہ تک 〃	۰	۴۰۳	۰	۰	۰	۳۴۲/۴	۵
مدینہ سے مریسیع تک 〃	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶۰/۴	۶
〃 〃 علاقہ غطفان تک راہ بری	۰	۰	۰	۰	۰	۱۶۹-۷۰/۵	۷
〃 〃 حدیبیہ تک 〃	۰	۵۸۴	۰	۰	۰	۱۱۹-۲۰/۴	۸
〃 〃 خیبر 〃 〃	۰	۶۳۹	۲۳/۳	۰	۰	۱۶/۲	۹
خیبر کی مہم کے دوران	۰	〃	۰	۰	۰	۲۶۸/۳	۱۰
〃 〃	۰	۶۴۱	۰	۰	۰	۰	۱۱
〃 〃	۰	۰	۰	۰	۰	۲۵۳/۵	۱۲
〃 〃	۰	۶۴۷-۸	۰	۰	۰	۳۵۲/۲	۱۳
دوران سریہ اور مدینہ سے علاقہ مہم تک	۰	۷۲۷	۰	۰	۰	۱۶/۲	۱۴
مکہ کا مختصر ترین راستہ بتایا اور راہبری کی	۰	۰	۰	۰	۰	۱۶۸/۴	۱۵
مکہ سے تبوک تک	۰	۹۹۹	۰	۰	۰	۱۳-۱۴/۴	۱۶

ضمیمہ اوّل ۔ اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے نگراں افسر (اصحاب المغانم)

نمبر شمار	صاحب المغانم	قبیلہ/خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت عبداللہ بن کعب	خزرج/نجار	س	غزوۂ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	〃 〃 〃	〃 〃	〃	متعدد ۔ غیر متعینہ	〃
۳	〃 صالح شقران	حبشی/مولائے رسول	الف	غزوۂ بدر	〃
۴	〃 محمد بن مسلمہ	اوس/حارث	د	غزوہ بنی قینقاع	شوال ۲ھ / اپریل ۶۲۴ء
۵	〃 عبادہ بن صامت	خزرج	د	〃	〃 〃
۶	〃 منذر بن قدامہ	اوس/سالم[1]	س	〃	〃 〃
۷	〃 محمد بن مسلمہ	اوس/حارث	د	〃 بنو نضیر	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۸	〃 ابو رافع	مولائے رسول	الف	〃 〃	〃 〃
۹	〃 بریدہ بن حصیب	اسلم	د	مریسیع	شعبان ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۱۰	〃 صالح شقران	حبشی/مولائے رسول	الف	〃	〃 〃
۱۱	〃 محمیہ بن جزء	زبید/حلیف بنی جمح	ب	〃	〃 〃
۱۲	〃 مسعود بن هنیدہ	اسلم	د	〃	〃 〃
۱۳	〃 سعد بن زید	اوس/عبدالاشہل	س	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی ۶۲۷ء
۱۴	〃 مسلم بن بجرہ	انصاری	ط	〃	〃 〃
۱۵	〃 محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	د	〃	〃 〃
۱۶	〃 محمیہ بن جزء	زبید	ب	〃	〃 〃
۱۷	〃 عبداللہ بن سلام	بنو قینقاع	س	〃	〃 〃

[1] بلاذری کے مطابق سُلَمی تھے۔

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
اموال غنیمت کے افسر	۰	۱۰۰	۱۸/۲	۰	۴۵۸/۲	۲۴۸-۹/۳	۱
خمس کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	〃	۲
قیدیوں کے افسر	۰	۱۰۵	۰	۰	۰	۳-۴/۳	۳
قیدیوں کے افسر اخراج اور مغانم کے افسر	۰	۱۷۸	۳۰، ۵۸/۲	۰	۰	۳۳۱/۴	۴
یہود کے اخراج کے انتظامات کے نگراں	۰	۰	۲۹/۲	۰	۴۸۱/۲	۱۰۶-۷/۳	۵
قیدیوں کو ہتھکڑیاں پہنانے کے ذمہ دار	۰	۱۷۷	〃	۳۰۹/۱	۰	۴۱۹/۴	۶
یہود کے اخراج کے نگراں افسر	۰	۳۷۴	۷۵/۲	۰	۰	۳۳۱/۴	۷
اموال غنیمت کے افسر	۰	۳۷۹	۰	۰	۰	۱۹۱/۵	۸
قیدیوں کے نگراں افسر	۰	۴۱۰	۶۴/۲	۰	۰	۱۷۵-۶/۱	۹
اموال غنیمت کے افسر	۰	〃	〃	۰	۰	۳-۴/۳	۱۰
خمس اور سہمان مسلمین کے افسر	۰	〃	〃	۰	۰	۳۳۴/۴	۱۱
خمس کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶۰/۴	۱۲
قیدیوں کو بطور غلام فروخت کرنے کے افسر	۰	۵۹۱-۲	۰	۰	۰	۲۷۹-۸۰/۲	۱۳
قتل ہونے والے قیدیوں کے نگراں افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶۰/۴	۱۴
〃 〃 〃 〃 ہتھکڑی لگانا	۰	۵۰۹	۰	۰	۰	۳۳۰-۱/۴	۱۵
خمس کے افسر	۰	۰	۷۵/۲	۰	۰	۳۳۴/۴	۱۶
قیدیوں کے افسر اعلیٰ	۰	۵۰۹	〃	۰	۰	۱۷۶-۷/۳	۱۷

۱۸	حضرت علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی ۶۲۷ء
۱۹	” زبیر بن عوام	” / اسد	”	”	” ”
۲۰	” سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	”	” ”
۲۱	” مرداس بن مروان	” / سلمہ	ط	غزوہ خیبر	صفر ۷ھ / مئی - جون ۶۲۸ء
۲۲	” فروہ بن عمرو	” / بیاضہ	د	غزوہ خیبر	” ”
۲۳	” ابو جہیمہ	انصاری	٠	”	” ”
۲۴	” خزاعی بن عبد نہم	مُزینہ	س	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۲۵	” مسعود بن عمرو	غفار	ب	حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۲۶	” عمرو بن قاری	قارہ	د	”	” ”
۲۷	” بدیل بن ورقاء	خزاعہ	ف	”	” ”
۲۸	” بسر بن سفیان	”	ط	” طائف	” ”
۲۹	” زید بن ثابت	خزرج / نجار	س	” ”	” ”
۳۰	” ” ”	” ”	”	جعرانہ	” ”
۳۱	” عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	”	” ”
۳۲	” ابو رہم کلثوم بن حصین	غفار	”	”	” ”
۳۳	” ابو قتادہ	خزرج / سلمہ	س	سریہ علی طرف الفلس	ربیع الثانی ۹ھ / جولائی - اگست ۶۳۰ء

قتل کے مجرم قیدیوں کے قتل کے افسر	۰	۵۱۳	۰	۰	۰	۱۶-۲۰/۴	۱۸
″ ″ ″	۰	″	۰	۰	۰	۱۹۶-۷/۲	۱۹
بعض قیدیوں کے فروخت کے نگراں افسر	۰	۵۲۳	۰	۰	۰	۲۸۳-۵/۴	۲۰
اموال غنیمت کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۳۴۷-۸/۴	۲۱
″ ″ ″	۰	۶۸۰	۱۰۷/۲	۰	۰	۱۷۸-۹/۴	۲۲
″ ″ ″ مدینہ پہنچانے کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۱۹۵/۵	۲۳
″ ″ پر قبضہ کرنے کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱۳/۲	۲۴
″ ″ اور قیدیوں کو جعرانہ میں اکٹھا کرنے کے افسر	۴۵۹/۲	۰	۰	۰	۸۱/۳	۳۵۹/۴	۲۵
″ ″ ″ ″ ″ ″ ″	۰	۰	۰	۰	۰	۱۲۶/۴	۲۶
جعرانہ میں جمع شدہ اموالِ غنیمت کے افسر	۰	۹۸۳	۰	۰	۰	۱۷۰/۱	۲۷
حنین کے قیدیوں کے لیے کپڑے خریدنے کے افسر	۰	۹۴۳	۰	۰	۰	۱۸۱-۲/۱	۲۸
اموالِ غنیمت اور قیدیوں کو شمار کرنے کے افسر	۰	۹۴۹	۰	۰	۰	۲۲۱-۲/۲	۲۹
انصار سے قیدیوں کو رہا کرانے کے ذمہ دار	۰	۹۵۲	۰	۰	۰	″	۳۰
مہاجرین سے اسیرانِ حنین کو رہا کرانا	۰	″	۰	۰	۰	۵۲-۷۲/۳	۳۱
بدوی قبائل سے ″ ″ ″ ″	۰	″	۰	۰	۰	۱۹۷/۵	۳۲
اموال غنیمت اور قیدیوں کے افسر	۰	۰	۱۶۴/۲	۰	۰	۲۷۴-۵/۵	۳۳

ضمیمہ اوّل۔ ۸ اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر (اصحاب السلاح والفرس)

نمبر شمار	افسر	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	بدر سے قبل	۱-۲ھ / ۶۲۳-۴ء
۲	؍؍ بشیر بن سعد	خزرج / ساعدہ	س	عمرۃ القضیہ	ذی قعدہ [illegible]ھ / مارچ ۶۲۹ء
۳	؍؍ اوس بن خولی	″		″	″
۴	؍؍ عبدالرحمٰن بن ازہر	قریش / زہرہ	ف	حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
ریاستی گھوڑوں کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۲۶۸/۲	۱
اسلحہ کے افسر	۰	۷۳۳	۱۲۱/۲	۰	۲۶/۳	۱۹۵/۱	۲
〃 〃	۰	۷۳۵	〃	۰	۰	۰	۳
گھوڑوں کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۲۷۹/۳	۴

ضمیمہ اوّل - ۹ (محافظ دستوں کے افسر)

نمبر شمار	محافظ	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	س	غزوۂ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	" " "	" "	"	" اُحد	شوال ۳ھ / اپریل ۶۲۵ء
۳	" اسید بن حضیر	" "	"	" "	" "
۴	" سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	" "	" "
۵	" محمد بن مسلمہ	اوس / حارث	"	" "	" "
۶	" ذکوان بن عبدقیس	" / زریق	"	" "	" "
۷	" سعد بن عبادہ	" / ساعدہ	"	حمراء الاسد	" "
۸	" حباب بن منذر	" .	"	"	" "
۹	" سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	"	"	" "
۱۰	" اوس بن خولی	خزرج / سالم	س	"	" "
۱۱	" قتادہ بن نعمان	اوس / ظفر	د	"	" "
۱۲	" عبید بن اوس	" "	س	"	" "
۱۳	" عباد بن بشر	" / عبدالاشہل	د	"	" "
۱۴	" " "	" "	"	ذات الرقاع	محرم ۵ھ / جون ۶۲۶ء
۱۵	" عمار بن یاسر	مذحج / عنس	الف	"	" "
۱۶	" عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / اگست ستمبر ۶۲۶ء
۱۷	" سلمہ بن اسلم	" / حارث	"	"	" "
۱۸	" بلال بن رباح	حبشی / مولائے رسول	الف	وادی القریٰ	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
میدانِ جنگ میں العریش کے باہر نگراں و محافظ	•	۵۵	•	•	۴۴۹/۲	۲۹۶-۹/۲	۱
رسول کریم کے مکان پر محافظ دستے کے افسر	•	۲۰۸	۳۷/۲	۳۱۴/۱	•	〃	۲
〃 〃 〃	•	〃	〃	〃	•	۹۲-۳/۱	۳
〃 〃 〃	•	〃	〃	〃	•	۲۸۳-۵/۲	۴
پچاس سپاہیوں کے دستے کے افسر	•	•	•	۳۱۵/۱	•	•	۵
رسول کریم کے شیخین نامی مقام پر محافظ	•	۲۱۷	•	•	•	۱۳۷/۲	۶
محافظِ رسول	•	۲۳۴	•	•	•	۲۸۳-۵/۲	۷
〃	•	〃	•	•	•	۳۶۴-۵/۱	۸
〃	•	〃	•	•	•	۲۹۶-۷/۲	۹
〃	•	〃	•	•	•	۱۴۴/۱	۱۰
〃	•	〃	•	•	•	۱۹۵-۶/۴	۱۱
〃	•	〃	•	•	•	۳۴۶/۳	۱۲
〃	•	۳۳۶	•	•	•	۱۰۰-۱/۳	۱۳
محافظ افواجِ اسلامی	•	۳۹۷	•	•	•	〃	۱۴
〃	•	〃	•	•	•	۴۳-۷/۴	۱۵
محافظ رسول	•	۶۰۶	•	•	•	۱۰۰-۱/۳	۱۶
〃	•	〃	•	•	•	۲۳۲-۳۳/۲	۱۷
〃 و فوج اسلامی	•	•	•	•	۱۷/۳	۲۰۶/۱	۱۸

ضمیمہ دوم - ۱ خلفائے رسول (نواب، خلفاء)

نمبر شمار	خلیفہ / نائب	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم / موقعہ	تاریخ مہم / تقرری
۱	حضرت سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	ودان	صفر ۲ھ / اگست ۶۲۳ء
۲	″ سعد بن معاذ	اوس / عبد الاشہل	″	بواط	ربیع الاول ۲ھ / ستمبر ۶۲۳ء
۳	″ زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	بدر اولیٰ / سفوان	″ ″
۴	″ ابوسلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	″	ذات العشیرہ	جمادی الآخرہ ۲ھ / دسمبر ۶۲۳ء
۵	″ عمرو بن ام مکتوم	″ / عامر بن لوی	″	بدر الکبریٰ	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۶	″ ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس / عمرو بن عوف	س	″	″ ″
۷	″ حارث بن حاطب	″ ″	″	″	″ ″
۸	″ عاصم بن عدی	″ / عجلان	″	″	″ ″
۹	″ ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس / عمرو بن عوف	″	بنو قینقاع	شوال ۲ھ / اپریل ۶۲۴ء
۱۰	″ ″ ″ ″	″ ″	″	سویق	ذی قعدہ ۲ھ / مئی-جون ۶۲۴ء
۱۱	″ عمرو بن ام مکتوم [1]	قریش / عامر بن لوی	الف	الکدر	محرم ۳ھ / جولائی ۶۲۴ء
۱۲	″ عثمان بن عفان	″ / امیہ	″	ذوامر / غطفان	ربیع الاول ۳ھ / ستمبر ۶۲۴ء
۱۳	″ عمرو بن ام مکتوم	″ / عامر بن لوی	″	بحران	جمادی الاولیٰ ۳ھ / اکتوبر-نومبر ۶۲۴ء
۱۴	″ ″ ″	″ ″	″	احد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۱۵	″ ″ ″	″ ″	″	حمراء الاسد	″ ″
۱۶	″ ابوسلمہ بن عبدالاسد	″ / مخزوم	″	ذات العشیرہ	محرم ۴ھ / جون ۶۲۵ء
۱۷	″ عمرو بن ام مکتوم	″ / عامر بن لوی	″	بنو نضیر	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء

[1] اس مہم میں دوسری روایت کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ غفاری نائب رسول تھے۔

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
•	۵۹ - ۶۱/۱	•	۸/۲	انساب ا/۲۸۷	۴۰۷/۲	۲۸۳-۵/۲	۱
ابن ہشام ۱/۵۹۶ کے مطابق حضرت سائب بن عثمان جمحی	•	•	″	″/″	″	۲۹۶-۹/۲	۲
•	•	•	۹/۲	″/″	″	۲۳۴-۷/۲	۳
•	۵۹۸/۱	•	″	۲۹۴/″	۴۰۸/۲	۲۱۸/۵	۴
ابن ہشام کے بقول حضرت عمرو کی جگہ ابولبابہ نے لی تھی	۶۱۲/۱	•	•	•	•	۱۲۷/۴	۵
حضرت ابولبابہ کو روحاء سے بھیجا گیا تھا	•	۱۸۰	۱۲/۲	″/″	۴۷۸/۲	۲۹۸/۵	۶
بالائی مدینے کے علاقے میں	•	″	″	۲۸۹/″	″	″	۷
مدینہ زیریں کے لیے	•	″	″	″/″	″	•	۸
پندرہ دن عہدہ مدت	•	″	۲۹/۲ ۶۲	۳۰۹/″	۴۸۱/۲	ایضاً	۹
پانچ ″ ″ ″	۴۵/۲	۸۲ و ۱۸۰	۳۰/۲ ۶۲	۳۱۰/″	″	″	۱۰
پندرہ ″ ″ ″	۴۳/۲	۱۸۴	۳۱/۲	″/″	۴۸۳/۲	″	۱۱
گیارہ ″ ″ ″	۴۶/۲	۱۹۶	۳۵/۲	۳۱۱/″	•	۳۷۶-۸/۳	۱۲
دس ″ ″ ″	″	۱۹۷	۳۵-۶/۲	″/″	•	۱۲۷/۴	۱۳
•	″	۱۹۹	۳۹/۲	۳۳۸/″	•	″	۱۴
پانچ دن عہدہ مدت	۱۰۲/۲	•	۴۹/۲	″/″	۵۳۶/۲	″	۱۵
•	•	•	″	•/″	•	۲۱۸/۵	۱۶
پندرہ دن عہدہ مدت	•	۳۷۱	۵۸/۲	۳۳۸/″	۵۵۵/۲	۱۲۷/۴	۱۷

۱۸	حضرت عبداللہ بن رواحہ[1]	خزرج	س	بدرالموعد	ذی قعدہ ۴ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۹	〃 عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	ذات الرقاع	محرم ۵ھ / جون ۶۲۶ء
۲۰	〃 سباع بن عرفطہ	غفار	ب	دومۃ الجندل	ربیع الاول و الثانی ۵ھ / اگست ستمبر ۶۲۶ء
۲۱	〃 زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	مریسیع	رجب ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۲۲	〃 عمرو بن ام مکتوم	قریش / عامر بن لوی	〃	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۲۳	〃 〃 〃	〃 〃	〃	بنو قریظہ	〃 ذی الحجہ ۵ھ / مئی ۶۲۷ء
۲۴	〃 〃 〃	〃 〃	〃	لحیان	ربیع الاول ۶ھ / جولائی ۶۲۷ء
۲۵	〃 〃 〃	〃 〃	〃	الغابہ	ربیع الثانی ۶ھ / اگست ۶۲۷ء
۲۶	〃 〃 〃 [2]	〃 〃	〃	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / مارچ ۶۲۸ء
۲۷	〃 سباع بن عرفطہ [3]	〃 〃	ب	خیبر / فدک / وادی القریٰ	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء
۲۸	〃 ابو رہم کلثوم بن حصین[5]	غفار	س	عمرۃ القضیہ	ذی قعدہ ۷ھ / مارچ ۶۲۹ء
۲۹	〃 عمرو بن ام مکتوم [6]	قریش / عامر بن لوی	الف	فتح مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۳۰	〃 〃 〃	〃 〃	〃	حنین / طائف	〃 شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۳۱	〃 محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	تبوک	رجب۔ رمضان ۹ھ / اکتوبر دسمبر ۶۳۱ء
۳۲	〃 علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	〃	〃 〃
۳۳	〃 سباع بن عرفطہ	غفار	س	حجۃ الوداع	ذی الحجہ ۱۰ھ / مارچ ۶۳۲ء

[1] ابن ہشام ۳ / ۲۰۹، کے مطابق حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول نائبِ رسول تھے۔

[3] وکان ابن ام مکتوم علی الصلاۃ ۱ / ۳۵۰۔

[5] ابنِ ہشام، ۴/۳۷۰، کے مطابق حضرت عویف بن الاضبط نائبِ رسول تھے۔ بلاذری ۱/۳۵۳ میں ابوذر غفاری کا نام بھی ہے۔

[6] طبری، ۳/۱۰۳، کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ غفاری نائبِ رسول تھے۔

سولہ دن عہدۂ مدت	۰	۳۸۴	۵۹/۲	۰	۵۹۱/۲	۱۵۷-۹/۳	۱۸
پندرہ دن ″	۲۰۳/۲	۴۰۲	۶۱/۲	انساب ۱/۳۴۰	۵۵۶/۲	۳۷۶-۸۴/۳	۱۹
پچیس دن ″	۲۱۳/۲	۴۰۴	۶۲/۲	۳۴۱/″	۵۶۴/۲	۲۵۹/۲	۲۰
اٹھائیس دن ″	۰	۰	۶۳/۲	۳۴۲/″	۰	۲۳۴-۷/۲	۲۱
پندرہ دن ″	۲۲۰/۲	۴۴۱	۶۶/۲	۳۴۵/″	۰	۱۲۷/۴	۲۲
″ ″ ۲۳ ذی قعدہ تا ۷ ذی الحجہ	۲۳۴/۲	۴۹۶	۷۴/۲	۳۴۷/″	۰	″	۲۳
۰	۲۷۹/۲	۵۳۷	۷۹/۲	۳۴۸/″	۰	″	۲۴
پانچ دن ″	۲۸۴/۲	۵۳۶ / ۵۴۷	۸۰/۲	۳۴۹/″	۰	″	۲۵
تقریباً دو ماہ ″	۰	۵۷۳	۹۵/۲	۳۵۰/″	۰	″ [۳]	۲۶
۰	۰	۶۳۶	۱۰۶/۲	۳۵۲/″	۹/۳	۲۵۹/۲	۲۷
۰	۰	۰	۱۲۰/۲	۰	۰	۲۵۰/۵	۲۸
تقریباً دو ماہ ″	۰	۰	۱۳۵/۲	۳۶۴/″	۵۰/۳	″	۲۹
۰	۰	۰	″	۰	۰	″	۳۰
۲ ماہ تقریباً مدتِ عہدہ	۵۱۹/۳	۹۹۵	۱۶۵/۲	۳۶۸/۱	۰	۳۳۱/۴	۳۱
خلیفۂ رسول در امور بنی ہاشم	۵۲۰/۳	۰	۰	۰	۰	۱۶-۴۰/۴	۳۲
۰	۶۰۰/۳	۰	۰	۰	۰	۱۸۴-۵/۵	۳۳

سلہ ابن ہشام ۳۰۸/۴، کے مطابق نمیلہ بن عبداللہ لیثی نائبِ رسول تھے۔

ک ابن ہشام ۳۲۰/۴ اور اسد ۵/۳۴۴ کے مطابق نمیلہ بن عبداللہ لیثی نائب رسول تھے۔

لٹہ ابن ہشام ۳۹۹/۴ کے مطابق حضرت ابورہم غفاری نائبِ رسول تھے مگر واقدی نے تردید کی ہے نیز بلاذری ۱/۳۶۴۔

شہ ایک روایت میں حضرت ابودجانہ انصاری کا نام ہے۔ بلاذری ۱/۳۶۸ میں حضرت ابن ام مکتوم کا نام ہے۔

ضمیمہ دوم - ۲ مشیرانِ نبوی (المشیرون)

نمبر شمار	مشیر	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم / موقعہ	تاریخ مہم / موقعہ
۱	حضرت ابوبکر صدیق	قریش / تیم	الف		
۲	〃 عمر بن خطاب	〃 / عدی	ب		
۳	〃 مقداد بن عمرو	قضاعہ / بہراء	〃		
۴	〃 سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	د	غزوۂ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۵	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	〃		
۶	〃 حباب بن منذر	〃 / سلمہ	〃		
۷	〃 〃 〃	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۸	〃 حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف		
۹	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د		
۱۰	〃 نعمان بن مالک	اوس / سالم	س		
۱۱	〃 مالک بن سنان	خزرج / حذر	〃	غزوۂ اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۱۲	〃 ایاس بن اوس	اوس / عبدالاشہل	〃		
۱۳	〃 خیثمہ بن حارث	〃 / عمرو بن عوف	〃		
۱۴	〃 انس بن قتادہ	〃 / 〃	〃		
۱۵	〃 سلمان فارسی	ایرانی / مولائے رسول	〃	غزوۂ خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۱۶	〃 سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	〃	〃 〃
۱۷	〃 سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	〃	〃	〃 〃
۱۸	〃 عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / اپریل ۶۲۸ء
۱۹	〃 حباب بن منذر	خزرج / سلمہ	د	خیبر	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
(۱) جنگ سے پہلے لڑنے یا نہ لڑنے				۲۹۳-۴/۱		۲۰۵-۲۳/۳	۱
کے بارے میں مشورہ۔ سب کا بالاتفاق				" ۲۹۲/۱		۵۲-۷۲/۴	۲
جنگ کرنے کے حق میں مشورہ۔		۵۳-۴۸ ۱۰۷-۸		"	۴۳۴-۴۰/۲ ۴۷۴-۴۷/۲	۴۰۹/۴	۳
(۲) جنگ کے بعد قیدیوں کے ساتھ				"		۲۹۶-۹/۲	۴
سلوک کے بارے میں مشورہ خاص کر				"		۲۸۳-۵/۲	۵
اول الذکر دو سے۔				"		۳۶۴-۵/۱	۶
خیمہ گاہ کے موزوں مقام کا مشورہ	۰	۵۳	۰	۲۹۳/۱	۴۴۰/۲	"	۷
						۴۶-۵۰/۲	۸
						۲۸۳-۵/۲	۹
ان تمام صحابہ کرام نے شہر سے باہر نکل کر جنگ						۲۹-۳۰/۵	۱۰
کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا تھا بلکہ رسول کریم	۰	۲۰۹-۱۲	۰	۰	۵۰۲-۳/۲	۲۸۱/۴	۱۱
صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اور فیصلہ کو تبدیل کرایا تھا						۱۵۳/۱	۱۲
						۱۲۹/۲	۱۳
						۱۲۶/۱	۱۴
مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ	۴۵۰/۲	۴۴۴-۵	۰	۳۴۳/۱	۵۶۶/۲	۳۲۸-۳۲/۲	۱۵
قبیلۂ غطفان کو میدانِ جنگ سے واپسی کے عوض						ایضاً	۱۶
مدینہ کی ۱/۲ پیداوار کی تجویز کے خلاف مشورہ	۰			۳۴۶/۱	۵۷۳/۲	"	۱۷
حضرت عثمان کی بطور سفیر نبوی تقرری کی تجویز	۳۱۵/۲	۶۰۰	۹۷/۲	۰	۶۳۰-۳۱/۲	ایضاً	۱۸
قلعہ سے ذرا دُور ہٹ کر خیمہ زن ہونے کا مشورہ	۰	۶۴۳-۴	۰	۰	۰	۳۶۴-۵/۱	۱۹

۲۰	حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ	قریش / تیم	الف	خیبر	صفر ۷ھ / جون ۶۲۸ء
۲۱	" سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	"	" "
۲۲	" ابوبکر صدیق	قریش / تیم	الف	سریہ بشیر بن سعد	شعبان ۷ھ / فروری ۶۲۹ء
۲۳	" عمر فاروق	" / عدی	ب	"	" "
۲۴	" " "	" "	"	غزوۂ حنین	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۲۵	" حباب بن منذر	خزرج / سلمہ	د	" طائف	" "
۲۶	" سلمان فارسی	ایرانی / مولائے رسول	س	"	" "
۲۷	" نوفل بن معاویہ	دئل	ط	"	" "
۲۸	" عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	تبوک	رمضان ۹ھ / دسمبر ۶۳۱ء

دباؤ ڈالنے کے لیے بعض کھجور کے درختوں کے کاٹنے کا مشورہ	۰	۶۴۳/۴	۰	۰	۰	سابق	۲۰
حضرت ابوبکر کے مشورہ کے خلاف نہ کاٹنے کا مشورہ	۰	۶۵۱/۲	۰	۰	۰	〃	۲۱
دونوں کا متفقہ مشورہ کہ حضرت بشیر کو افسر سریہ مقرر کیا جائے	۰	۷۲۸	۰	۰	۰	۰	۲۲ ۲۳
طریق جنگ کے بارے میں مشورہ	۰	۸۹۳	۰	۰	۷۳/۲	سابق	۲۴
خیمہ گاہ کے انتخاب کے بارے میں	۰	۹۲۵/۶	۰	۰	۰	〃	۲۵
منجنیق بنانے اور استعمال کرنے کا مشورہ	۰	۹۲۷	۰	۳۶۷/۱	۰	〃	۲۶
محاصرہ اٹھا لینے کا مشورہ	۰	۹۳۷	۰	۰	۸۴/۲	۴۷/۵	۲۷
مدینہ کو واپس ہونے کا مشورہ	۰	۱۰۱۹	۰	۰	۰	سابق	۲۸

ضمیمہ دوم-۳ سکریٹری (کاتبینِ رسول)

نمبر شمار	کاتب/سکریٹری	قبیلہ/خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم/موقعہ	تاریخ مہم/موقعہ
۱	حضرت ابی بن کعب	خزرج/نجار	س	مدنی عہد	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۲	〃 زید بن ثابت	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۳	〃 علی بن ابی طالب [1]	قریش/ہاشم	الف	〃	〃 〃
۴	〃 عثمان بن عفان [1]	〃 /امیہ	〃	〃	〃 〃
۵	〃 خالد بن سعید [1]	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۶	〃 ابان بن سعید	〃 〃	ط	〃	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۷	〃 شرجیل بن حسنہ [1]	کندہ	الف	〃	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۸	〃 معاویہ بن ابی سفیان	قریش/امیہ	ع	〃	سنہ ۷-۱۱ھ / سنہ ۶۲۹-۳۲ء
۹	〃 مغیرہ بن شعبہ	ثقیف	ط	〃	سنہ ۵-۱۱ھ / سنہ ۶۲۷-۳۲ء
۱۰	〃 ارقم بن ابی الارقم [1]	قریش/مخزوم	الف	〃	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۱۱	〃 علاء بن عقبہ	.	.	〃	〃
۱۲	〃 علاء بن حضرمی	حضرموت	ب	〃	〃
۱۳	〃 عبداللہ بن زید	انصاری	.	〃	〃
۱۴	〃 جہیم بن صلت	قریش/مطلب	ط	〃	سنہ ۶-۱۱ھ / سنہ ۶۲۷-۳۲ء
۱۵	〃 زبیر بن عوام	〃 /اسد	الف	〃	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۱۶	〃 عبداللہ بن ارقم	〃 /زہرہ	ع	〃	سنہ ۷-۱۱ھ / سنہ ۶۲۹-۳۲ء
۱۷	〃 حنظلہ الاسیدی	تمیم/اُسید	.	〃	.
۱۸	〃 عقبہ	.	.	〃	.
۱۹	〃 قضاعی بن عمرو	عذرہ	.	〃	.
۲۰	〃 سجل	.	.	〃	.

[1] مکی عہد میں بھی کاتب تھے۔

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
وحیِ الٰہی اور خطوط لکھنا - کاتبِ اعظم	•	۴۹۲-۳ ۸۲،۹۲۴،۸۲ وغیرہ	۲۶۷-۶۸/۱	۵۳۱/۱	۱۷۳/۳	۴۹/۱	۱
نائب کاتبِ اعظم - وحی / خطوط	•	•	•	〃	〃	۲۲۱-۲/۲	۲
وحی، خطوط، معاہدے، فرامین / صلح حدیبیہ	•	۶۱۰	۲۶۷-۶۴/۱ ۹۷/۲	•	۶۳۴-۵/۲ ۱۷۳/۳	۱۶-۴۰/۴	۳
وحی اور خطوط	•	•	۲۸۴/۱	۵۳۲/۱	۱۷۳/۳	۳۷۶-۸۴/۳	۴
〃 〃	۵۴۳/۲	۹۶۷	۲۶۵-۸۵/۱	〃	〃	۸۲/۲	۵
خطوط	•	•	•	〃	〃	۳۵-۷/۱	۶
وحی اور خطوط	•	•	•	〃	•	•	۷
وحی، خطوط، فرامین اور معاہدے / مستقل	•	•	۲۶۶-۸۷/۱	〃	۱۷۳/۳	۳۸۵-۷/۴	۸
خطوط اور فرامین	•	•	۲۶۶-۷۴/۱	•	•	۴۰۶-۷/۴	۹
وحی، خطوط	•	•	۲۶۸-۷۴/۱	•	•	۵۹-۶۱/۱	۱۰
خطوط	•	•	۲۷۱-۳/۱	•	•	۹/۴	۱۱
〃	•	۷۸۲	۲۶۹-۷۱/۱	۵۳۲/۱	۱۷۳/۳	۷-۸/۴	۱۲
〃	•	•	۲۶۶-۷/۱	•	•	۱۶۸/۳	۱۳
〃	•	•	۲۶۸/۱	۵۳۲/۱	•	۳۱۱-۲/۱	۱۴
〃	•	•	۲۶۹/۱	•	•	۱۹۶-۹/۱	۱۵
〃	•	•	•	•	•	۱۱۵/۳	۱۶
وحی اور خطوط	•	•	•	•	۱۷۳/۳	۵۸/۲	۱۷
خطوط	•	•	۲۷۱/۱	•	•	۴۱۸-۹/۳	۱۸
〃	•	•	۲۷۰/۱	•	•	۲۰۵/۵	۱۹
وحی اور خطوط	•	•	•	•	•	۲۶۱/۲	۲۰

۲۱	حضرت نامعلوم نصرانی۔ نومسلم[۱]	•	•	مدنی عہد	•
۲۲	〃 عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ[۱]	قریش / عامر بن لوی	ب / ف	〃	۵-۱ھ / ۶۲۲-۲۶ء
۲۳	〃 یزید بن ابی سفیان	〃 / امیہ	ع	〃	۱۱-۷ھ / ۶۲۹-۳۲ء
۲۴	〃 ابوبکر صدیق	〃 / تیم	الف	〃	۱۱-۱ھ / ۶۲۲-۳۲ء
۲۵	〃 عمر فاروق	〃 / عدی	ب	〃	〃 〃
۲۶	〃 ابوسفیان بن حرب	〃 / امیہ	ف	〃	۱۱-۸ھ / ۶۳۰-۳۲ء
۲۷	〃 عامر بن فہیرہ	〃 / تیم مولائے صدیق	الف	〃	۱۱-۱ھ / ۶۲۲-۳۲ء
۲۸	〃 طلحہ بن عبیداللہ	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۲۹	〃 عبداللہ بن رواحہ	خزرج / نجار	د	〃	۸-۱ھ / ۶۲۲-۲۹ء
۳۰	〃 خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	〃	۱۱-۷ھ / ۶۲۸-۳۲ء
۳۱	〃 حاطب بن عمرو	〃 / عامر بن لوی	الف	〃	۱۱-۱ھ / ۶۲۲-۳۲ء
۳۲	〃 حویطب بن عمرو	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۳۳	〃 حذیفہ بن یمان	اوس / عبدالاشہل	س	〃	〃 〃
۳۴	〃 حصین بن نمیر	•	•	〃	•
۳۵	〃 ابوایوب خالد انصاری	خزرج / نجار	〃	〃	〃 〃
۳۶	〃 معیقب بن ابی فاطمہ	دوس	الف / ب	〃	〃 〃
۳۷	〃 عمرو بن عاص	قریش / سہم	ع	〃	۱۱-۷ھ / ۶۲۸-۳۲ء
۳۸	〃 بریدہ (بن حصیب)	(اسلم ؟)	س	〃	۱۱-۱ھ / ۶۲۲-۳۲ء
۳۹	〃 ابوسلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	الف	〃	〃 〃
۴۰	〃 عبد ربہ	•	•	•	•
۴۱	〃 عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول	خزرج	د	〃	〃 〃
۴۲	〃 ثابت بن قیس	〃	س	〃	〃 〃
۴۳	〃 محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	〃	〃 〃
۴۴	〃 عبداللہ بن ہلالؓ (ابن خطل)[۳]	قریش / ادرم	الف	•	•
۴۵	〃 عبداللہ بن ابی بکر صدیق	〃 / تیم	〃	〃	〃 〃

[۱] مرتد ہوگئے۔ [۲] مکی عہد میں بھی کاتب تھے۔ [۳] مرتد ہوئے اور قتل کے جرم میں قتل ہوئے۔

۲۱	•	بخاری، قصہ اسلام ابی ذر		•	•	•	وحی
۲۲	۱۷۳-۴/۳	۱۷۳/۳	۵۳۱/۱	•	۸۵۵	۴۰۹/۲	〃
۲۳	•	•	•	•	•	•	خطوط
۲۴	•	•	•	•	•	•	وحی، خطوط/فرامین
۲۵		•	•	•	•	•	〃 〃 〃
۲۶	•	•	•	•	•	•	خطوط
۲۷	•	•	•	•	•	•	〃
۲۸	•	•	•	•	•	•	〃
۲۹	•	•	•	•	•	•	〃
۳۰	•	•	•	•	•	•	〃
۳۱	•	•	•	•	•	•	〃
۳۲	•	•	•	•	•	•	〃
۳۳	•	•	•	•	•	•	〃
۳۴	•	•	•	•	•	•	•
۳۵	•	•	•	•	•	•	•
۳۶	۴۰۳/۴	•	•	•	•	•	خطوط / خاتم نبوی کے محافظ بھی تھے
۳۷	•	•	•	•	•	•	خطوط
۳۸	•	•	•	•	•	•	•
۳۹	•	•	•	•	•	•	•
۴۰	•	•	•	•	•	•	•
۴۱	•	•	•	•	•	•	•
۴۲	۲۲۹-۳۰/۱	•	•	۲۸۶/۱	•	•	خطوط
۴۳	۳۳۰-۱/۱	•	•	〃	•	•	〃
۴۴	•	•	•	•	•	•	〃
۴۵	•	•	•	۲۸۶/۱	•	•	〃

ضمیمہ دوم-۴ سفیرانِ نبوی (رسل الرسول)

نمبر شمار	سفیر	قبیلہ/خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ/منزل	تاریخ تقرری
۱	حضرت عمر بن خطاب	قریش/عدی	ب	بدر/قریش مکہ	سنہ ۲ھ / سنہ ۶۲۴ء
۲	〃 محمد بن مسلمہ	اوس/عبد الاشہل	د	بنو نضیر	ذی قعدہ سنہ ۴ھ / .
۳	〃 نعیم بن مسعود	غطفان/اشجع	ط	غطفان، قریش/قریظہ	〃 سنہ ۵ھ / اپریل سنہ ۶۲۷ء
۴	〃 سعد بن معاذ	اوس/عبد الاشہل	د	بنو قریظہ	〃 〃
۵	〃 سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	〃	〃	〃 〃
۶	〃 عبداللہ بن رواحہ	〃 / نجار	〃	〃	〃 〃
۷	〃 خراش بن امیہ	خزاعہ/کعب	س	قریش مکہ	ذی قعدہ سنہ ۶ھ / مارچ سنہ ۶۲۸ء
۸	〃 عثمان بن عفان	قریش/امیہ	الف	〃	〃 〃
۹	〃 علی بن ابی طالب	〃 / ہاشم	〃	〃	〃 〃
۱۰	〃 دحیہ بن خلیفہ	کلب	س۰	قیصر روم ہرقل	محرم سنہ ۷ھ / مئی جون سنہ ۶۲۸ء
۱۱	〃 حاطب بن ابی بلتعہ	لخم/خلیفہ	الف	مقوقس مصر	〃 〃
۱۲	〃 عبداللہ بن حذافہ	قریش/سہم	〃	کسرائے ایران خسرو پرویز	〃 〃
۱۳	〃 شجاع بن وہب	اسد خزیمہ/حلیف بنی امیہ	〃	حارث بن ابی شمر شاہ تخوم شام	〃 〃
۱۴	〃 مہاجر بن ابی امیہ	قریش/مخزوم	ف	شاہِ یمن (حمیر)	〃 〃
۱۵	〃 سلیط بن عمرو	قریش/بنی عامر بن لوی	الف	سردار یمامہ ہوذہ بن علی	〃 〃
۱۶	〃 عمرو بن امیہ	کنانہ/ضمرہ	س	شیخ مکہ ابوسفیان اموی	〃 〃
۱۷	〃 〃 〃	〃	〃	شاہِ حبشہ نجاشی	〃 〃
۱۸	〃 عمرو بن العاص	قریش/سہم	ع	شاہانِ عمان جیفر و عبد	ذی قعدہ سنہ ۸ھ / فروری مارچ سنہ ۶۳۰ء
۱۹	〃 علاء بن حضرمی	حضر موت	الف/ب	شاہِ بحرین منذر بن ساوی	〃 〃

نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
لشکرِ قریش کو واپس مکہ جانے کا حکم پہنچانا	۰	۰	۰	۲۹۲/۱	۰	۰	۱
یہودی قبیلہ کو اخراج کے فیصلہ نبوی سے آگاہ کرنا	۰	۳۶۶	۵۷/۲	۰	۰	۳۳۱/۴	۲
احزاب کے مختلف گروہوں سے گفتگو کے لیے	۰	۰	۰	۰	۵۵۲-۳/۲	۳۳/۵	۳
						سابق	۴
یہودی قبیلہ کو معاہدہ پر قائم رہنے کی یاد دہانی	۳۰۳/۲	۴۵۸-۹	۰	۰	۵۷۱/۲	〃	۵
						〃	۶
مسلمانوں کے مکہ میں داخلہ کی اجازت کے حصول کے لیے	۰	۶۰۰	۹۶/۲	۰	۶۳۱/۲	۱۰۸/۲	۷
〃 〃 〃 〃	۳۱۵/۲	〃	۹۷/۲	۰	۶۳۰-۱/۲	سابق	۸
صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے کرنے کے لیے	۰	۰	۰	۰	۶۳۰/۲	۰	۹
دعوتِ اسلام، معاہدۂ صلح، دوستی	۶۰۷/۱	۰	۲۵۸-۳/۱	۵۳۱/۱	۶۴۴-۵/۲	۱۳۰/۲	۱۰
〃 〃 〃	〃	۰	〃	〃	〃	۳۶۰-۲/۱	۱۱
〃 〃 〃	〃	۰	〃	〃	〃	۱۴۲-۴/۳	۱۲
〃 〃 〃	〃	۰	〃	〃	〃	۳۸۶/۱	۱۳
〃 〃 〃	〃	۰	۰	۰	۰	۴۲۲/۴	۱۴
〃 〃 〃	〃	۰	۲۶۲/۱	۵۳۱/۱ فب ۹۷	۶۴۴-۵/۲	۳۴۴/۲	۱۵
تحائف لے کر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۶
مسلمانوں کو لانے کے لیے، دعوت	۶۰۷، ۳۵۹/۲	۰	۲۵۸/۱	۵۳۱/۱	۶۴۴-۵۵/۲	۸۶/۴	۱۷
دعوت اسلام، معاہدۂ صلح، دوستی	۶۰۷/۱	۰	۲۶۱/۱	۰	۶۴۵/۲ ۲۹/۳	۱۱۵-۱۸/۴	۱۸
〃 〃 〃	〃	۰	۲۶۳/۱	فب ۸۹	۶۴۵/۲ ۱۳۶/۳، ۲۹	۰	۱۹

۲۰	حضرت ابوزید	انصاری	س	شاہِ عمان	ذی قعدہ ۸ھ / فروری مارچ ۶۳۰ء
۲۱	〃 علقمہ بن فغواء	خزاعہ / عمرو بن ربیعہ	۰	شیخ مکہ ابوسفیان	غالباً ۹ھ / ۶۳۰ء
۲۲	〃 عمرو بن فغواء	〃	۰		
۲۳	〃 نمیر بن خرشہ	ہوازن / ثقیف	۰	طائف ، ثقیف	〃 〃
۲۴	〃 ظبیان بن مرثد	سدوس	ف	بکر بن وائل	〃 〃
۲۵	〃 حارث بن عمیر [1]	ازد / لہب	۰	شاہ بصریٰ شرحبیل بن عمرو غسانی	〃 〃
۲۶	〃 عیاش بن ابی ربیعہ	قریش / مخزوم	الف	شاہ حمیر (قوم)	〃 〃
۲۷	〃 دحیہ بن خلیفہ ۔	کلب	س	ضغاطر الاسقف / نجران	〃 〃
۲۸	〃 وبر بن عنیس	خزاعہ	۰	ابناء الیمن	۱۰-۱۱ھ / ۶۳۱-۲ء
۲۹	〃 ابوعامر	۰	۰	حدود شام	〃 〃
۳۰	〃 قطن بن حارثہ	کلب	ق	بنوکلیب اور حلفاء	〃 〃
۳۱	〃 عمرو بن امیہ	کنانہ / ضمرہ	س	مسیلمہ کذاب / یمامہ	〃 〃
۳۲	〃 حبیب بن زید [2]	خزرج / نجار	د	〃 〃	〃 〃
۳۳	〃 عبداللہ بن وہب	اسلم	س	〃 〃	〃 〃
۳۴	〃 فرات بن حیان عجلی	ربیعہ / عجل	〃	حضرت ثمامہ بن اثال شیخ یمامہ	〃 〃
۳۵	〃 صلصل بن شرحبیل	۰	۰	بنو عامر	〃 〃
۳۶	〃 ضرار بن الازور	اسد خزیمہ	ق	بنو صیدا / اسد بنی دیل	〃 〃
۳۷	〃 عبداللہ بن عوسجہ	ہوازن / عرینہ	〃	بنو حارثہ ... بن قریط	〃 〃
۳۸	〃 عبداللہ بن بدیل بن ورقاء	خزاعہ / کعب	ب	قبائل یمن	〃 〃
۳۹	〃 عبدالرحمٰن 〃 〃 〃	〃 〃	〃	〃	〃 〃
۴۰	〃 جریر بن عبداللہ	بجیلہ	ق	ذوالکلاع و ذو ظلیم	〃 〃
۴۱	〃 اقرع بن عبداللہ	حمیر	〃	ذوزود و ذو مران	〃 〃
۴۲	〃 زیاد بن حنظلہ	تمیم / عمرو	〃	تمیم	〃 〃
۴۳	〃 نعیم بن مسعود	غطفان / اشجع	ط	اشجع	〃 〃

[1] شاہ بصریٰ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

[2] مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۲۰	۲۲۱-۲/۲	۰	قب ۸۷-۸۰	۰	۰	۰	دعوتِ اسلام ، معاہدۂ صلح ، دوستی
۲۱	۱۳-۴/۴	۰	۰	۰	۰	۰	قریش کے غرباء کے لیے رقم لے کر
۲۲	۱۲۶/۴						
۲۳	۴۱/۵	۰	۰	۲۸۵/۱	۰	۰	دعوت ، معاہدۂ صلح ، دوستی
۲۴	۰	۰	۰	۲۸۲/۱	۰	۰	″ ″ ″
۲۵	۲۴۱-۲/۱	۰	۰	۱۲۸/۲	۰	۰	″ ″ ″
۲۶	۱۶۱/۴	۰	۰	۲۸۲/۱	۰	۰	″ ″ ″
۲۷	سابق	۰	۰	۲۷۶/۱	۰	۰	″ ″ ″
۲۸	۳۳۸/۴ ۸۳/۵	۱۸۷/۳	۰	۰	۰	۰	اسود عنسی کی بغاوت کو کچلنے کا حکم لے کر
۲۹	۲۴۰/۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۰	۲۰۷/۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۱	۸۶/۴	۰	۰	۲۷۳/۱	۰	۰	اس کے خط کے جواب میں
۳۲	۳۷۰/۱	۰	قب ۱۰۲	۰	۰	۰	دعوت ، معاہدۂ صلح ، دوستی
۳۳	۲۷۲-۳/۳	۰	۰	۰	۰	۰	″ ″ ″
۳۴	۱۷۵/۴	۱۸۷/۳	۰	۰	۰	۰	مسیلمہ کی بغاوت کو کچلنے کا حکم لے کر
۳۵	۲۹/۳	″	۰	۰	۰	۰	۰
۳۶	۳۹-۴۰/۳	″	۰	۰	۰	۰	۰
۳۷	۲۳۹/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۸	۱۲۴-۵/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۹	۲۸۲/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۴۰	۲۷۹-۸۰/۱	۱۸۷/۳	۰	۲۶۶/۲	۰	۰	دعوت ، صلح ، دوستی
۴۱	۱۱۰/۱	″	۰	۰	۰	۰	″ ″ ″
۴۲	۲۱۳/۲	″	۰	۰	۰	۰	″ ″ ″
۴۳	۳۳/۵	″	۰	۰	۰	۰	″ ″ ″

ضمیمہ دوم - ۵ مخصوص افسرانِ نبوی / کمشنر

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	د	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی ۶۲۷ء
۲	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	جذام	جمادی الاولیٰ ۶ھ / نومبر ۶۲۷ء
۳	" ابو امامہ	ازد / باہلہ	ط	ازد / باہلہ	۸ھ / ۶۲۹ء
۴	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	مکہ	رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۵	" " " "	" "	"	بنو ضبیب / بنو جذیمہ	شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۶	" " " "	" "	"	مکہ	ذی قعدہ ۹ھ / مارچ ۶۳۱ء
۷	" طلحہ بن عبید اللہ	" / تیم	"	مدینہ	۹ھ / ۶۳۱ء
۸	" مالک بن الدخشم	اوس / سالم	د	"	۹ھ / ۶۳۱ء (۸ تا ۱۰)
۹	" معن بن عدی	" / عجلان	"	"	
۱۰	" عاصم بن عدی	" "	"	"	
۱۱	" عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	"	۱۱-۱۳ھ / ۶۳۲-۳۴ء
۱۲	" انیس بن ضحاک	اسلم	س	قبیلہ اسلم	" "
۱۳	" حنظلہ بن یمان	غطفان / حلیف اوس	"	مدینہ	" "
۱۴	" علاء بن عقبہ	•	•	•	" "
۱۵	" ارقم	•	•	•	" "

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دینا۔ حکم	۰	۵۱۰	۷۵/۲	۱/۳۴۷ قب ۳۵	۵۸۳-۸/۲	۲۹۶-۹/۲	۱
حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھوں مقتولوں کا قصاص ادا کرنا	۰	۵۵۹	۰	۰	۰	۰	۲
خون کھانے کی حرمت کا اعلان کرنے کے لیے جانا	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰/۵	۳
حضرت خالد کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کا قصاص ادا کرنا	۴۳۰/۲	۰	۰	۰	۰	۱۶-۴۰/۴	۴
〃 〃 〃 〃 〃	۰	۸۸۲	۰	۰	۰	۶۷-۸/۴	۵
حج ابی بکر میں قرآن کریم کے بعض احکام کا اعلان کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	〃	۶
منافقوں کے ایک سازشی اڈے کو منہدم کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۵۹-۶۰/۳	۷
منافقوں کی مسجد ضرار کو منہدم کرنا						۲۷۸-۹/۴	۸
	۰	۱۰۴۶	۱۱۰/۲	۰	۰	۴۰۱/۴	۹
						۰/۳	۱۰
ایک نصرانی کی آدھی دولت ضبط کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۵۲-۷۲/۴	۱۱
اپنی قوم کی ایک زانیہ کو رجم کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳۳/۱	۱۲
دو بھائیوں کے جائداد پر اختلاف کو دور کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵

ضمیمہ دوم - ۶ شعراء و خطباءِ رسول

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت حسان بن ثابت	خزرج / نجار	س	مدینہ	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۶۳۲ء
۲	" کعب بن مالک	" / سلمہ	و	"	" "
۳	" عبد اللہ بن رواحہ	" / حارث	"	"	سنہ ۱-۸ھ / سنہ ۶۲۲-۶۲۹ء
۴	" عامر بن سنان	اسلم	س	"	سنہ ۱-۷ھ / سنہ ۶۲۲-۶۲۸ء
۵	" ثابت بن قیس بن شماس	خزرج	"	"	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۶۳۲ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
ناموسِ رسول و مسلمانان کی حفاظت کرنا	•	۱۲۲ - ۲۶ ۹۷۷ - ۲۸	۲۹۴/۱	•	۵۲۳-۴۸/۲ ۱۱۷-۱۹/۳	۲۴۸/۲	۱
〃 〃	•	•	•	•	۴۸۴و۵۴۸/۲	۲۴۸/۴	۲
〃 〃	•	•	•	•	•	۲۴۸/۳	۳
〃 〃	•	•	•	•	•	۸۲-۳/۳	۴
〃 〃	•	۹۷۶	۲۹۴/۱	•	۱۱۶/۳	۲۲۹-۳۰/۱	۵

ضمیمہ دوم۔ ۷ متفرق ماتحت کارکن

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت عبداللہ بن زمعہ	قریش / اسد	ف	مدینہ	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۲	" عویم بن ساعدہ	اوس / عمرو بن عوف	د	"	شوال سنہ ۲ھ / اپریل سنہ ۶۲۴ء
۳	" رباح الاسود	حبشی / مولائے رسول	الف / س	"	سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۱ء
۴	" عنبسہ	•	•	"	•
۵	" ابوموسیٰ اشعری	اشعر	ب	"	•
۶	" انس بن مالک	•	س	"	•

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
مستقل دربانی دو لتکدۂ رسالت	.	.	.	.	.	۱۶۴-۵/۳	۱
ایک بار " " "	.	۱۷۸	.	.	.	۱۵۸/۴	۲
" " " "	.	.	.	.	.	.	۳
" " " "	.	.	.	.	.	.	۴
" " " "	.	.	.	.	.	.	۵
" " " "	.	.	.	.	.	.	۶

ضمیمہ دوم - ۸ والی/ولاۃِ نبوی (گورنر)

نمبر شمار	والی	قبیلہ/خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	علاقہ/ولایت	تاریخ تقرری
۱	حضرت عمرو بن سعید	قریش / امیہ	الف	وادی القریٰ	غالباً ۷ھ / ۶۲۸ء
۲	″ یزید بن ابی سفیان	″ ″	ع	تیماء	″ ″
۳	″ سواد بن غزیہ	خزرج / نجار	س	خیبر	″ ″
۴	″ عبداللہ (حکم) بن سعید	قریش / امیہ	ع	قریٰ عربیہ	″ ″
۵	″ ہبیرہ بن شبل	ہوازن/ثقیف	ع	مکہ مکرمہ	شوال ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء
۶	″ عتاب بن اسید	قریش / امیہ	ف	″	ذی قعدہ ۸ھ / فروری ۶۳۰ء
۷	″ عثمان بن ابی العاص	ہوازن/ثقیف	ف	طائف/ثقیف	۹-۸ھ / ۶۳۰ء
۸	″ حذیفہ بن الیمان	ازد	ب	دبا	″ ″
۹	″ حارث بن نوفل	قریش / ہاشم	ط	جدہ	″ ″
۱۰	″ عمرو بن العاص	″ / سہم	ع	عمان	″ ″
۱۱	″ جیفر بن جُلندیٰ	•	ق	″	″ ″
۱۲	″ عبد بن جُلندیٰ	•	ق	″	″ ″
۱۳	″ علاء بن الحضرمی	حضرموت	ب	بحرین	″ ″
۱۴	″ ابان بن سعید	قریش / امیہ	ف	″	۱۰-۹ھ / ۶۳۱ء
۱۵	″ منذر بن ساویٰ	تمیم	ف	″	″ ″
۱۶	″ شرجیل بن حسنہ	کندہ	الف	ایلہ	″ ″
۱۷	″ معاذ بن جبل	خزرج / جشم	د	یمن کے گورنر جنرل	″ ″
۱۸	″ یعلیٰ بن امیہ	تمیم / حنظلہ	ق	الجند	″ ″
۱۹	″ خالد بن سعید	قریش / امیہ	الف	صنعاء	″ ″

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
تاوفاتِ نبوی	.	.	.	فب ۴۸	.	۱۰۷-۸/۴	۱
"	.	.	.	"	.	۱۱۲-۳/۵	۲
"	.	.	.	.	.	۳۷۴/۲	۳
شہید موتہ	.	.	.	کتاب المحبر ۱۲۶	جمہرہ ۷۳	.	۴
مدتِ عہدہ ایک ماہ سے اوپر۔ مبدل	.	.	۱۴۵/۲	.	.	۵۵/۵	۵
تاوفاتِ نبوی	۴۴/۲ ، ۵۰۰/۳	۸۸۹، ۹۵۹	۱۳۷/۲	۳۰۴/۶، فب ۷۰	۷۳، ۹۴/۳	۳۵۸-۹/۳	۶
"	۵۴۰/۳	۹۶۸	۳۱۳/۱	فب ۷۰	۹۹/۳	۳۷۲-۴/۳	۷
"	.	.	۵۲۷/۵	.	.	.	۸
"	.	.	.	.	.	۳۵۰/۲	۹
"	۶۰۷/۲	۷۸۸	۱۹۱/۲	فب ۸۷	۹۵/۳	۱۱۵-۱۸/۴	۱۰
"	.	.	.	.	.	.	۱۱
"	.	.	.	.	.	.	۱۲
ایک سال ۔ مبدل بہ حضرت ابان بن سعید	۵۷۶/۲، ۵۹۶	.	۲۷۶، ۲۸۳/۱	۸۹، فب ۹۲	۱۳۷/۳	۷-۸/۵	۱۳
تاوفاتِ نبوی	.	.	.	فب ۹۲	.	۳۵-۷/۱	۱۴
"	.	.	.	.	.	۴۱۷/۴	۱۵
تاوفاتِ نبوی (ماتحت افسر: ابی بن کعب، حرملہ، حریث، ابوجہیم)	.	.	۲۷۸، ۸۹/۱	.	.	۲۹۰/۲	۱۶
" (ماتحت افسر: مالک بن مرہ، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمیر)	۵۹۰/۲	.	۲۶۴-۵/۱	فب ۳-۸۰	۱۲۱، ۲۲۸-۹/۳	۳۷۶-۸/۴	۱۷
تاوفاتِ نبوی	.	.	.	.	۲۲۸/۳	۱۲۸-۹/۵	۱۸
"	۵۴۳/۲	.	۲۶۵/۱	فب ۸۰	"	۸۲-۴/۲	۱۹

۲۰	حضرت باذان	ایرانی / الانبا	ع	یمن	سنہ ۹-۸ھ / سنہ ۶۳۰-۳۱ء
۲۱	" شہر بن باذان	" "	"	" / صنعاء	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۱ء
۲۲	" طاہر بن ابی ہالہ	تمیم / اسد	ب	عک و اشعر	" "
۲۳	" عکاشہ بن ثور	غوث	۰	سکاسک وسکون	" "
۲۴	" ابوعبیدہ بن جراح	قریش / فہر	الف	نجران	سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۰-۳۱ء
۲۵	" عمرو بن حزم	خزرج / نجار	س	" / بنو الحارث	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۱-۳۲ء
۲۶	" ابوسفیان بن حرب	قریش / امیہ	ف	جرش	" "
۲۷	" سعید بن قشیب	ازد / حلیف بنی امیہ	"	"	سنہ ۱۱-۱۰ھ / "
۲۸	" ابوموسیٰ	اشعر	د	زبید، رمع، عدن، ساحل	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۰-۳۱ء
۲۹	" زیاد بن لبید	خزرج / بیاضہ	"	حضرموت	" "
۳۰	" عامر بن شہر	ہمدان	۰	ہمدان	" "
۳۱	" مہاجر بن ابی امیہ	قریش / مخزوم	ف	کندہ / بنو معاویہ	" "
۳۲	" عدی بن حاتم طائی	طے	ق	علاقہ طے	" "

۲۰	۱۹۳/۱	۲۲۷-۸/۳	.	.	.	.	وفات پا گئے
۲۱	۹/۳	۲۲۸-۳۰/۳	.	.	.	.	اسود عنسی کی بغاوت میں شہید
۲۲	۵۰/۳	۲۲۸/۳	.	.	.	.	تا وفاتِ نبوی
۲۳	۲/۵	〃	.	.	.	.	〃
۲۴	۲۴۹/۵	.	.	.	.	.	کچھ مدت - مبدل بہ حضرت عمرو
۲۵	۶۸-۹/۴	۱۲/۲۲۸/۳	فب ۸۰	.	.	۵۹۴-۵/۳	تا وفات نبوی
۲۶	۱۱۲-۳/۲	.	فب ۸۰ر ۷۰	.	.	.	کچھ مدت۔ قبل وفات نبوی
۲۷	۳۱۵/۲	.	.	.	.	.	تا وفاتِ نبوی
۲۸	۳۰۸/۵	۲۲۸/۳	فب ۸۰	.	.	.	〃
۲۹	۲۱۷/۲	۱۴۷/۲۲۸/۳	〃	.	.	۶۰۰/۲	〃
۳۰	.	.	.	.	.	.	〃
۳۱	.	.	.	.	.	.	〃
۳۲	.	.	.	.	.	.	〃

ضمیمہ دوم - ۹ مقامی منتظمین (روٴسا، شیوخ)

نمبرشمار	منتظم	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
	شمالی قبائل				
۱	حضرت امرؤ القیس (ابن الاصبغ)	کلب	ط	دومۃ الجندل	سنہ ۶ھ / ۶۲۸ء
۲	״ دومی بن القیس	کلب / بنی ذہل	.	بنی ذہل / کلب	.
۳	״ رفاعہ بن زید	جذام / ذبیب	ع	خولان	سنہ ۷ھ / ۶۲۸-۹ء
۴	״ قیس بن زید	״	״	بنو سعد بن مالک	״ ״
	مغربی قبائل				
۱	حضرت سعد بن ابی ذباب	ازد / دوس حجاز	ع	اپنی قوم	سنہ ۷ھ / ۶۲۸-۹ء
۲	״ عثمان بن عمرو دئلی	کنانہ / دئل	.	بنو اسد	وفد کے زمانے میں
	مشرقی قبائل				
۱	حضرت مالک بن عوف نصری	ہوازن / نصر	ف	نصر، ثمالہ، سلمہ، فہم	سنہ ۸ھ / ۶۳۰ء
۲	״ صفوان بن صفوان	.	ق	بنو عمرو	سنہ ۹ھ / ״
	جنوبی قبائل				
۱	حضرت صرد بن عبداللہ	ازد جرش	ق	اپنی قوم کے مسلمان	سنہ ۱۰ھ / ۶۳۱ء
۲	״ مالک بن نمط	ہمدان / خارف	״	״	״ ״
۳	״ عامر بن شہر	״ / بکیلہ	״	ہمدان	״ ״

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
ایک سریہ میں مسلمان ، وفد میں حاضر خدمت نبوی	.	۵۶۱	.	.	.	۱۱۵/۱	۱
.	.	.	.	.	.	۱۳۴/۲	۲
.	.	.	.	.	۱۴۰/۳	۱۸۱/۲	۳
.	.	.	.	.		.	۴
حضرت عمر کی خلافت تک برقرار	.	.	.	.	.	۲۷۶/۲	۱
.	.	.	.	.	.	.	۲
.	۴۹۱/۲	۹۵۵	۳۱۲/۱	.	۸۸-۹/۳	۲۹۰/۴	۱
.	.	.	.	.	.	۲۳/۳	۲
اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے	۵۸۷/۲	.	۳۳۸/۱	.	۱۳۰-۱/۳	۱۰/۳	۱
"	.	.	.	.	.	۲۹۴/۴	۲
.	.	.	.	.	.	۸۳/۳	۳

۴	حضرت فروہ بن مسیک	مراد	ق	مراد ، زبید ، مذحج	سنہ ۱۰ھ / سنہ ۶۳۱ء
۵	" قتادہ بن عیاش	جرش	"	اپنی قوم	" "
۶	" قیس بن حصین	مذحج / حارث	"	بنوالحارث بن کعب	" "
۷	" قیس بن سلمہ	جعفی / سعد العشیرہ	"	مرآن، ہویم، کلاب، موالی	" "
۸	" قیس بن مالک	ہمدان / ارحب	د	اپنی قوم	•
۹	" مالک بن مرارہ	رہا	ق	یمن	" "
۱۰	" وائل بن حجر	حضرموت	"	حضرموت	" "
۱۱	" حیان بن بح	صُداء	"	صُداء	" "
۱۲	" اشعث بن قیس	کندہ	"	کندہ	" "

قبائل پراگندہ عرب

۱	حضرت جارود بن معلی	عبدالقیس	ق	عبد القیس	سنہ ۹-۸ھ / سنہ ۳۱-۶۳۰ء
۲	" زبرقان بن بدر	تمیم / سعد	"	تمیم / بنوعوف سعد	" "
۳	" قیس بن زید	•	"	اپنی قوم	" "
۴	" قیس بن عمیر	•	"	"	" "
۵	" عبادہ بن اشیب	عنز بن وائل	"	"	" "

۴	۱۸۰/۵	۱۳۴-۶/۱	۰	۳۲۷/۱	-	۵۸۳/۲	اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے۔ عامل بھی تھے
۵	۱۹۴/۵	۰	۰	۰	۰	۰	اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے
۶	۰	۱۲۸/۳	۰	۳۴۰/۱	۰	۵۹۴/۲	″
۷	۲۱۷/۴	۰	۰	۳۲۵/۱	۰	۰	″
۸	۲۳۴-۵/۵	۰	۰	۳۴۰-۱/۱	۰	۰	″
۹	۲۹۳/۴	۰	۰	۰	۰	۰	″
۱۰	۸۱/۵	۰	۰	۰	۰	۰	″
۱۱	۶۸/۲	۰	۰	۰	۰	۰	″
۱۲	۹۷-۹/۱	۰	۰	۱۳۸-۹/۱	۰	۰	″

۱	۲۶۰-۱/۱	۰	۰	۱۳۶-۷/۱	۰	۰	اپنی قوم کے وفد میں آئے
۲	۱۹۴-۵/۲	۰	۰	۱۱۵-۹/۱	۰	۰	″
۳	۲۲۹/۵	۰	۰	۰	۰	۰	″
۴	۲۲۳/۵	۰	۰	۰	۰	۰	″
۵	۱۰۴/۳	۰	۰	۰	۰	۰	″

ضمیمہ دوم - ۱۰ نقبائے مدینہ

نمبرشمار	نقیب	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت اسعد بن زرارہ	خزرج / نجار	د	بنو نجار	سنہ ۶۲۲ء
۲	" سعد بن ربیع	" / حارث	"	بنو حارث	"
۳	" عبداللہ بن رواحہ	" "	"	"	"
۴	" رافع بن مالک	" / زریق	"	بنو زریق	"
۵	" براء بن معرور	" / سلمہ	"	بنوسلمہ	"
۶	" بشر بن براء بن معرور	" "	"	"	"
۷	" عبداللہ بن عمرو	" •	"	•	"
۸	" سعد بن عبادہ	" / ساعدہ	"	بنو ساعدہ	"
۹	" منذر بن عمرو	" "	"	"	"
۱۰	" عبادہ بن صامت	" / قواقلہ	"	قواقلہ	"
۱۱	" عمرو بن جموح	" / سلمہ	"	بنوسلمہ	"
۱۲	" اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	"	عبدالاشہل	"
۱۳	" سعد بن خیثمہ	" / غنم	"	بنوغنم	"
۱۴	" رفاعہ بن عبدالمنذر	" / بنوظفر	"	بنوظفر	"
۱۵	" ابوالہیثم بن التیہان	" / "	"	بنو عمرو بن عوف	"
۱۶	" رافع بن خدیج	" / عمرو بن مالک	"	عمرو بن مالک	•
۱۷	" مسیب بن عمرو	خزرج	•	•	•
۱۸	" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	قریش / ہاشم	اولین مسلم	بنو نجار	سنہ ۶۲۲ء

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
سنہ متوفی، نقیب اعظم یا نقیب النقباء بھی تھے	۲/۴/۲۰	۰	۱/۱۲-۱۰۸ ، ۲۲۰	انساب ۲۵۲ قب ۲۰	۰	۷۱ - ۲/۱	۱
احد میں شہید	″	۰	۶۱۲/۳	انساب ۲۵۲	۰	۲۷۷-۸/۲	۲
موتہ میں شہید	″	۰	۶۱۲-۳/۳	″	۰	۱۵۶-۹/۳	۳
۰	″	۰	۶۲۱-۲/۳	″	۰	۱۵۷-۹/۲	۴
متوفی سنہ قبل از ہجرت نبوی	″	۰	۶۱۸-۲۰/۳	″	۰	۱۷۳-۴/۱	۵
اپنے والد کی وفات کے بعد	۰	۰	۰	۰	۰	۱۸۳-۴/۱	۶
۰	″	۰	۶۲۰-۱/۳	″	۰	۲۳۱-۳/۳	۷
۰	″	۰	۶۱۳-۷/۳	″	۰	۲۸۳-۵/۲	۸
۰	″	۰	۳۱۸/۳	″	۰	۴۱۸-۹/۴	۹
۰	″	۰	۶۲۱/۳	″	۰	۱۰۶-۷/۳	۱۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹۳-۵/۴	۱۱
۰	″	۰	۶۰۳-۷/۳	″	۰	۹۲-۳/۱	۱۲
۰	″	۰	۶۰۷/۳	″	۰	۲۷۵-۶/۲	۱۳
۰	″	۰	۰	۰	۰	۱۸۱-۲/۲	۱۴
۰	۰	۰	۶۰۷/۳	۰	۰	۰	۱۵
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵۱-۵۲/۲	۱۶
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶۷/۴	۱۷
حضرت اسعد بن زرارہ کے انتقال کے بعد نقیب النقبا	۰	۰	۶۱۱/۳	۰	۰	۰	۱۸

ضمیمہ سوم-۱ مرکزی عاملین صدقات (عمّال الصّدقات)

نمبر شمار	عامل صدقات	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت ابی بن کعب	خزرج / نجار	د	سعد ہذیم / جذام	غالباً ۸ھ / ۶۲۹ء
۲	〃 عنبسہ	〃 〃	•	〃 〃	〃 〃
۳	〃 ولید بن عقبہ اموی	قریش / امیہ	ع / ف	بنو مصطلق	〃 〃
۴	〃 عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	〃	〃 〃
۵	〃 عمرو بن عاص	قریش / سہم	ع	ہوازن / علاقہ حنین	۸ھ / ۶۳۰ء
۶	〃 〃 〃	〃 〃	〃	غطفان / فزارہ	۹-۸ھ / ۶۳۰-۳۱ء
۷	〃 〃 〃	〃 〃	〃	قضاعہ	〃 〃
۸	〃 〃 〃	〃 〃	〃	عمان	۱۱-۱۰ھ / ۶۳۱-۳۲ء
۹	〃 کلاب بن امیہ	کنانہ / لیث	•	ثقیف	آغاز ۹ھ / ۶۳۱ء
۱۰	〃 سالف بن عثمان بن معتب	ثقیف	•	〃	〃 〃
۱۱	〃 بسر بن سفیان [1]	قریش / عدی	ع	خزاعہ / کعب	〃 〃
۱۲	〃 بریدہ بن حصیب	اسلم	س	غفار و اسلم	〃 〃
۱۳	〃 رافع بن مکیث	جہینہ	〃	جہینہ	〃 〃
۱۴	〃 عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	مزینہ اور سلیم	〃 〃
۱۵	〃 ضحاک بن سفیان	کلاب / عامر بن صعصعہ	س	کلاب	〃 〃
۱۶	〃 معاذ بن جبل	خزرج / جشم	د	قریٰ عربیہ	〃 〃
۱۷	〃 عکرمہ بن ابی جہل	قریش / مخزوم	ف	ہوازن	۱۰-۹ھ / ۶۳۱-۲ء

[1] ایک روایت میں ان کی جگہ حضرت نعیم بن عبداللہ النحام قریشی عدوی کا نام ہے - واقدی ص ۲ - ۹۷۳

	اسد الغابہ	طبری	بلاذری	ابن سعد	واقدی	ابن ہشام	کیفیت
۱	۴۹-۵۱/۱	۰	۰	۲۷۰/۱	۰	۰	دونوں کو مشترکہ طور پر بھیجا گیا تھا
۲	۱۵۱/۴	۰	۰	״	۰	۰	
۳	۹۰-۹۱/۵	۰	۰	۱۶۱/۲	۹۸۰-۸۱	۰	تقرری ہوئی مگر وصولیابی نہیں کر سکے
۴	۱۰۰-۱/۳	۰	۰	۱۶۱-۲/۲	۹۸۱	۰	حضرت ولید اموی کی جگہ مقرر۔ تقرری بنو مصطلق کی فرمائش پر
۵	۱۱۵-۱۸/۴	۹۵/۳	۰	۰	۰	۰	۰
۶	״	۰	۰	۱۶۰/۲	۹۷۳	۰	۰
۷	״	۰/۳	۰	۰	۰	۰	۰
۸	״	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۹	۲۵۰/۴	۰	۰	۰	۰	۰	اونٹوں کے عشور کے لیے
۱۰	۰	۰	انساب ۵۳۱	۰	۰	۰	غالباً عام صدقات کے لیے
۱۱	۱۸۱-۲/۱	۰	۰	۲۹۳/۱	۹۷۳	۰	خزاعہ نے صدقات ادا کرنا چاہے مگر تمیم نے ان کو جبراً روک دیا
۱۲	۱۷۵-۶/۱	۰	۰	۱۶۰/۲	״	۰	۰
۱۳	۱۵۹-۶۰/۲	۰	۰	״	״	۰	۰
۱۴	سابق	۰	۰	״	״	۰	۰
۱۵	۳۶/۳	۰	۰	۳۰۰/۱	״	۰	۰
۱۶	۰	یحییٰ بن آدم	۰	۰	۰	۰	۰
۱۷	۴-۶/۴	۲/۳	۰	۴۰۳/۷	۰	۰	روایت کے مطابق وفاتِ نبوی کے سال تقرری

۱۸	حضرت حذیفہ بن یمان	ازد	س	ازد	سنہ ۱۰-۹ھ / ۶۳۱-۲ء
۱۹	" معاویہ بن ابی سفیان	قریش / امیہ	ع	اقیال حضرموت	" "
۲۰	" عُیینہ بن حصن فزاری	غطفان / فزارہ	ف	تمیم	" "
۲۱	" ابن اللتبیہ	ازد	٠	بنی ظلبیان	" "
۲۲	" سنان بن ابی سنان	اسد/حلیف عبدالاشہل	د	بنو مالک	" "
۲۳	" قضاعی بن عمرو	عذرہ	٠	بنو حارث	" "
۲۴	" عکرمہ بن حضفہ	قیس عیلان / ہوازن	٠	بدیل، بسر اور ان کے حلفاء	٠
۲۵	" عبادہ بن صامت	خزرج / عمرو بن عوف	د	٠	٠
۲۶	" ارقم بن ابی الارقم	قریش / مخزوم	الف	٠	٠
۲۷	" زیاد بن حنظلہ	تمیم	٠	٠	٠
۲۸	" عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	٠	٠
۲۹	" عبداللہ بن خطل [۱]	قریش / ادرم	د	٠	٠
۳۰	" ادرم بن غالب [۲]	٠	٠	٠	٠

[۱] و [۲] دونوں مرتد ہو گئے اور بعد میں قتل ہوئے۔

۱۸	•	•	•	•	•	•	
۱۹	۳۸۵-۷/۴	•	•	•	•	•	
۲۰	۱۶۶-۷/۴	•	•	۱۶۰/۲	•	•	روایت ہے کہ ان کو ۹ھ میں بھیجا گیا تھا
۲۱	۳۲۹-۳۰/۵	•	•	〃	۹۷۳	•	〃
۲۲	۳۵۸/۲	۱۷۸/۳	•	•	•	•	•
۲۳	۲۰۵/۵	〃	•	۲۷۰/۱	•	•	•
۲۴	•	•	•	۲۷۲-۳/۱	•	•	•
۲۵	۱۰۶-۷/۳	•	•	•	•	•	•
۲۶	۵۹-۶۱/۱	•	•	•	•	•	•
۲۷	۲۱۳/۲	•	•	•	•	•	•
۲۸	بخاری بحوالہ کتانی اول ص ۲۹۶		•	•	•	•	•
۲۹	•	۵۹/۳	•	•	۸۵۹-۶۰	•	•
۳۰	ابن خلدون اوّل ۸۰۷	•	•	•	•	•	•

ضمیمہ سوم-۲ مقامی عاملین صدقات

نمبر شمار	عامل صدقات	قبیلہ/خاندان	زمانۂ قبولِ اسلام	علاقہ/قبیلہ تقرر	تاریخ تقرر
	شمالی قبائل				
۱	حضرت عمرو بن حکم	قضاعہ / قین	ق	قین	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۱-۳۲ء
۲	" ابن الاصبغ	کلب	ط	کلب	سنہ ۹-۶ھ / سنہ ۶۲۸-۳۱ء
۳	" عبداللہ بن حکیم	بنو ضبیب	ق	بنو ضبیب	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۱-۲ء
	مشرقی قبائل				
۱	حضرت قضاعی بن عمرو	عذرہ	ع	بنو اسد	سنہ ۱۰-۹ھ / سنہ ۶۳۱-۲ء
۲	" عدی بن حاتم طائی	طے	ق	بنو اسد و طے	" "
۳	" کافیہ بن سبیع	اسد	•	اسد	" "
۴	" کمل بن مالک	ہذیل	•	ہذیل	" "
۵	" خزیمہ بن عاصم	عکل	ق	الاحلاف	" "
۶	" مرداس بن مالک	قیس عیلان / غنی	•	بنو غنی	" "
۷	" الہیثم	سلیم	"	سلیم	" "
	مغربی قبائل				
۱	حضرت جندب بن مکیث	جہینہ	ط	جہینہ	" "
۲	" حارث بن ضرار	بنو مصطلق	"	بنو مصطلق	" "

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
•	•	•	•	•	•	۹۹۰/۵	۱
•	•	•	•	•	•	۹۹/۵	۲
•	•	•	•	•	•	۱۴۵/۳	۳
•	•	•	۲۷۰/۱	•	•	۲۰۵/۵	۱
•	۶۰۰/۲	•	۳۲۲/۱	•	۱۴۷/۳	۳۹۲-۴/۳	۲
•	•	•	•	کتاب اول ۳۹۶	•	•	۳
•	•	•	•	۳۹۷ ״	•	•	۴
•	•	•	•	״ ״	•	•	۵
•	•	•	•	۳۹۸ ״	•	•	۶
•	•	•	•	״ ״	•	۷۵/۵	۷
•	•	•	•	•	•	۳۰۶/۱	۱
•	•	•	•	•	•	۳۳۴-۵/۱	۲

قبائل پراگندہ عرب

۱	حضرت قیس بن عاصم	تمیم / سعد	ق	تمیم / سعد	سنہ ۹-۱۰ھ / سنہ ۶۳۱-۳۲ء
۲	″ سہل بن منجاب	″	″	″ ٠	″ ″
۳	″ زبرقان بن بدر	″ ″	″	″ ″	″ ″
۴	″ صفوان بن صفوان	″ ٠	″	″ ٠	″ ″
۵	″ مالک بن نویرہ	″ / یربوع	″	″ / یربوع	″ ″
۶	″ متمم بن نویرہ	″ ″	″	″ ″	″ ″
۷	″ خزیمہ بن عاصم	وائل / عوف	″	بنو عوف / وائل	″ ″
۸	″ غاضرہ بن سمرہ	تمیم / عنبر	″	٠	″ ″
۹	″ شبر بن صعقوق	٠	٠	٠	٠
۱۰	″ ابوجہم بن حذیفہ	٠	٠	٠	٠
۱۱	″ قرہ بن دعموس	٠	٠	٠	٠

۱	۲۱۹-۲۱/۴	۱۴۷/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۲	۳۶۹-۷۰/۲	.	.	.	.	.	.
۳	۱۹۴-۵/۲	۱۴۷/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۴	۲۷-۸/۳	.	.	.	.	.	.
۵	۲۹۵/۴	۱۴۷/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۶	.	.	کتاب اول ۳۹۷	.	.	.	.
۷	۱۱۶/۲	.	.	.	.	.	.
۸	۱۶۷/۵	.	.	.	.	.	.
۹	۳۸۴/۲	.	.	.	.	.	.
۱۰	.	.	کتاب اول ۳۹۷	.	.	.	.
۱۱	.	.	۳۹۸ 〃	.	.	.	.

ضمیمہ سوم - ۳ پیداوار کے تخمینہ کے افسر (خارص)

نمبر شمار	خارص / افسر	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت فروہ بن عمرو	خزرج / بیاضہ	د	مدینہ	سنہ ۳-۱۱ھ / سنہ ۶۲۵-۳۲ء
۲	" عتاب بن اسید	قریش / امیہ	ف	طائف	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۳	" عبداللہ بن رواحہ	خزرج / حارث	د	خیبر	سنہ ۷-۸ھ / سنہ ۶۲۸-۹ء
۴	" ابوالہیثم بن التیہان	اوس / عبدالاشہل	"	"	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۵	" جبار بن صخر	خزرج / سلمہ	"	"	" "
۶	" زید بن سلمہ	" / نجار	س	"	" "
۷	" عمرو بن سعید	قریش / امیہ	الف	"	•
۸	" ابوحثمہ عمرو بن ساعدہ	خزرج / حارث	س	"	سنہ ۱۰-۱۱ھ / سنہ ۶۳۱-۲ء
۹	" سہل بن ابی حثمہ	" "	"	•	•
۱۰	" ابوزبید بن الصلت	کندہ	ق	•	•
۱۱	" الصلت بن معدی کرب	"	"	•	•

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
مدینہ کی پیداوار کا تخمینہ لگاتے تھے خوشوں کی بنیاد پر	•	•	•	•	•	۱۷۸-۹/۴	۱
طائف میں قریشی باغات کے افسر تخمینہ	کتانی اول ۴۰۰	•	•	•	•	سابق	۲
شہید موتہ	۳۵۴/۲	۶۹۱	۱۱۰/۲	فب ، ۲۷	۲۰-۲۱/۳	۱۵۶-۹/۳	۳
حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بعد	•	"	•	•	•	۲۱۸/۵	۴
حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بعد اور حضرت ابوالہیثم کے ساتھ	۳۵۴/۲	•	•	•	۲۰/۳	۲۶۵/۱	۵
" " " " "	•	•	•	•	•	۲۳۲/۲	۶
ایک بار تخمینہ لگایا	•	•	•	•	•	۱۰۷-۸/۴	۷
حضرت علی کی خلافت تک برقرار رہے	•	•	•	•	•	۱۶۹/۵	۸
•	کتانی اول ۴۰۰	•	•	•	•	•	۹
•	•	•	•	•	•	۲۰۵/۵	۱۰
•	کتانی اول ۴۰۰	•	•	•	•	•	۱۱

ضمیمہ سوم - ۴ عاملین علی الحمیٰ (چراگاہ کے افسر)

نمبر شمار	خارص / افسر	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت ذر بن ابی ذر	غفار	ب	مدینہ / الجمع	سنہ ۱-۲ھ / سنہ ۶۲۲-۲۴ء
۲	حضرت یسار	حبشی / مولائے رسول	الف / س	" / ذو الجدر	سنہ ۱-۶ھ / سنہ ۶۲۲-۲۸ء
۳	" ابورافع	"	"	"	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۴	" عریب المالکی	.	ب	" / الغابہ	سنہ ۱-۲ھ / سنہ ۶۲۲-۲۴ء
۵	" بلال بن حارث	مزینہ	س	نقیع	سنہ ۵-۱۱ھ / سنہ ۶۲۷-۳۲ء
۶	" عبید بن مردح	"	"	"	" / "
۷	" سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	وج / طائف	سنہ ۹-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
کرز بن جابر فہری کے ہاتھوں شہید	•	•	•	•	•	•	۱
عرینہ کے لوگوں کے ہاتھوں شہید	•	•	•	•	۱۷۲/۳	۱۲۴/۵	۲
•	•	•	•	•	•	۱۹۱/۵	۳
•	•	•	•	•	•	•	۴
•	•	۵۳۸/۹	۸۰-۱/۲	انساب ۳۴۰	کتانی اول ۲۳۹	•	۵
•	•	۲۲۶/۷	•	•	•	۳۵۳/۳	۶
•	•	•	•	•	•	〃	۷

ضمیمہ چہارم-۱ مبلّغین و معلّمین

نمبر شمار	مبلّغ / معلّم	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانہ تقرر
۱	حضرت مصعب بن عمیر	قریش / عبدالدار	الف	مدینہ / اوس و خزرج	سنہ ۶۲۱ء
۲	حضرات شہداءِ بئر معونہ	•	•	•	•
۳	″ ″ رجیع	•	•	•	•
۴	حضرت معاذ بن جبل	خزرج / جشم	د	مکہ مکرمہ	سنہ ۸ھ / سنہ ۶۳۰ء
۵	″ ابوموسیٰ اشعری	اشعر	ب	″	″ ″
۶	″ عباد بن بشر [1]	اوس / عبدالاشہل	د	بنو مصطلق	سنہ ۸-۹ھ / ″
۷	″ خالد بن ولید مخزومی	قریش / مخزوم	ع	نجران / بنو حارث بن کعب	سنہ ۹-۱۰ھ / سنہ ۶۳۰-۳۱ء
۸	″ علی بن ابی طالب	″ / ہاشم	الف	یمن / مذحج	″ ″
۹	″ اوس بن حدثان	ہوازن	ط	منیٰ / مکہ مکرمہ	سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۱ء
۱۰	″ محیصہ بن مسعود	اوس / حارث	د	فدک	″ ″
۱۱	″ عمرو بن مرہ	جُہینہ	•	جہینہ	•
۱۲	″ ضحاک بن سفیان	عامر بن صعصعہ / کلاب	س	کلاب	•
۱۳	″ جرثوم بن ناشیب	قضاعہ	ط	اپنی قوم	•
۱۴	″ ساریہ بن اوفیٰ	بنو قیس	•	بنو مرہ	•
۱۵	″ جریر بن عبداللہ	بجیلہ	ق	ذوالکلاع، ذوعمرو	سنہ ۱۰-۱۱ھ / سنہ ۶۳۲ء
۱۶	″ وبر بن یحنس / عنیس	خزاعہ	•	فیروز دیلمی وغیرہ ابناء یمن	″ ″
۱۷	″ اقرع بن عبداللہ	حمیر	ق	ذوزود، ذومران	″ ″

[1] بلاذری، انساب ۱/۳۴۱، کے مطابق جنگ مریسیع سے قبل حکم نبوی پر حضرت عمر نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تھا۔

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
مدینہ کے بیشتر لوگوں کو مشرف باسلام کیا اور تعلیم دی	•	•	۲۲۰/۱	•	•	۲۰۰-۹/۴	۱
•	•	•	•	•	•	•	۲
•	•	•	•	•	•	•	۳
قریش کے نومسلموں کو اسلام کی تعلیم دینے کے لیے	۲/۵۰۰	۹۵۹، ۸۰۹	۲/۱۳۷	۱/۳۶۵	۳/۹۴	۳۷۶-۸/۴	۴
						۳۰۸-۹/۵	۵
بنو مصطلق کے نومسلموں کو 〃 〃 〃 وہیں قیام کیا	•	•	۱۹۱-۲/۲	•	•	۱۰۰-۱/۳	۶
تبلیغ و تعلیم	•	•	•	•	۲۲۶-۷/۳	سابق	۷
〃 〃	•	•	•	•	۲۳۰-۱/۳	〃	۸
مذہبی اعلان اور تعلیمات بیان کرنے کے لیے	•	•	•	•	•	۱۲۱-۲/۱	۹
تبلیغ و تعلیم	•	۴۰۶-۷	•	ف ۲۴	•	۳۳۴/۴	۱۰
〃	•	•	۲۳۳-۴/۱	•	•	۱۳۱/۴	۱۱
〃 قبیلہ والے مسلمان ہوگئے	•	•	•	•	•	•	۱۲
〃 〃 〃 〃	•	•	•	•	•	۲۷۶/۱	۱۳
•	•	•	•	•	•	۲۴۴/۲	۱۴
وہاں وفات نبوی تک قیام کیا	•	•	•	•	۱۸۷/۳	۲۷۹-۸۰/۱	۱۵
〃 〃 〃	•	•	•	•	〃	۸۳/۵	۱۶
•	•	•	•	•	〃	۱۱۰/۱	۱۷

۱۸	حضرت فرات بن حیان	ربیعہ / عجل	ط	ثمامہ اور اسد	سنہ ۱۰-۱۱ھ / سنہ ۶۳۲ء
۱۹	″ زیاد بن حنظلہ	تمیم / عمرو	ق	بنو تمیم	″ ″
۲۰	″ صلصل بن شرجیل	•	″	بنو عامر	″ ″
۲۱	″ ضرار بن الازور	اسد خزیمہ	″	بنو صیدا ر	″ ″
۲۲	″ نعیم بن مسعود	غطفان / اشجع	ط	ابن ذی اللحیان وحبیری	″ ″
۲۳	″ عبداللہ بن مسعود	ہذیل	الف		سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۲۴	″ ابی بن کعب	خزرج / نجار	د	مدینہ	″ ″
۲۵	″ سالم مولیٰ ابی حذیفہ	مولیٰ بنی امیہ	الف		″ ″
۲۶	″ عبادہ بن صامت	•	د		″ ″
۲۷	″ خالد بن سعید	قریش / امیہ	الف		
۲۸	″ عمرو بن سعید	″ ″	″		
۲۹	″ ابان بن سعید	″ ″	ف	مدینہ / طائف	سنہ ۸ھ / سنہ ۶۳۰ء
۳۰	″ عثمان بن عفان	″ ″	الف		
۳۱	″ سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د		
۳۲	″ اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	″		

۱۸	۱۷۵-۶/۴	۱۸۷/۳	•	•	•	•	•
۱۹	۲۱۳/۲	〃	•	•	•	•	•
۲۰	۲۹/۳	〃	•	•	•	•	•
۲۱	۳۹-۴۰/۳	〃	•	•	•	•	•
۲۲	۳۳-۴/۵	〃	•	•	•	•	•
۲۳							
۲۴							
۲۵	•	•	•	•	•	•	مدینہ کے اور شہر رسول میں آنے والے مسلمانوں کو تعلیم دیتے تھے
۲۶							
۲۷							
۲۸							
۲۹	•	•	•	•	•	•	طائف کے غلاموں کے معلمین و مربی
۳۰							
۳۱							
۳۲							

ضمیمہ چہارم-۲ مفتیانِ گرامی

نمبر شمار	مفتی	قبیلہ / خاندان	زمانۂ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانہ تقرر	
۱	حضرت ابوبکر صدیق	قریش / تیم	الف	مدینہ منورہ	سنہ ۱۱-۱ھ /	سنہ ۶۳۲-۳۲ء
۲	״ عمر فاروق	״ / عدی	ب	״	״	״
۳	״ عثمان غنی	״ / امیہ	الف	״	״	״
۴	״ علی مرتضیٰ	״ / ہاشم	״	״	״	״
۵	״ عبدالرحمٰن بن عوف	״ / زہرہ	״	״	״	״
۶	״ معاذ بن جبل	״ / جشم	د	״ / یمن	״	״
۷	״ ابی بن کعب	״ / نجار	״	״	״	״
۸	״ زید بن ثابت	״ ״	״	״	״	״
۹	متعدد دوسرے گمنام حضرات	.	.	.	״	״

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
•	•	•	۲/۳۳۵	•	•	۳/۲۳-۲۰۵	۱
•	•	•	۲/۳۵۰″	•	•	۴/۳۷۷	۲
•	•	•	″	•	•	″	۳
•	•	•	″	•	•	″	۴
•	•	•	۲/۳۴۰	•	•	۳/۷-۳۱۳	۵
•	•	•	۲/۳۴۸ ۳۵۰	•	•	۴/۳۷۷	۶
•	•	•	۲/۳۵۰	•	•	″	۷
•	•	•	″	•	•	″	۸
•	•	•	•	•	•	•	۹

ضمیمہ چہارم - ۳ ائمہ مساجد و نماز

نمبر شمار	امام مسجد	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانۂ تقرر
۱	حضرت اسعد بن زرارہ	خزرج / نجار	د	مدینہ	سنہ ۱ھ / سنہ ۶۲۱-۲ء
۲	" مصعب بن عمیر	قریش / عبدالدار	الف	"	" "
۳	" سالم مولیٰ ابی حذیفہ	مولیٰ بنی امیہ	الف / س	"	" "
۴	" حنظلہ بن ابی حنظلہ	انصاری	د	" / قبا	" "
۵	" عتبان بن مالک	خزرج / سالم	"	"	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۶	" عبداللہ بن عمیر	اوس / خطمہ	"	" مسجد بنی خطمہ	" "
۷	" معاذ بن جبل	خزرج / جشم	"	" مسجد جشم	سنہ ۱-۹ھ / سنہ ۶۲۲-۳۰ء
۸	" اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	"	" " عبدالاشہل	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۹	" ابوزید	انصاری	"	عمان	سنہ ۸-۹ھ / سنہ ۶۳۰ء
۱۰	" شداد بن ثمامہ	بنو کعب بن اوس	ق	اپنی قوم	سنہ ۹-۱۰ھ / سنہ ۶۳۰-۳۱ء
۱۱	" عمرو بن سلمہ	بنو جرم	د / س	"	سنہ ۲-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۱۲	" عبدالرحمٰن بن عوف	قریش / زہرہ	الف	لشکر مسلمانانِ تبوک	سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۱ء
۱۳	" ابوبکر صدیق	" / تیم	"	"	" "
۱۴	" "	" / "	"	مدینہ / مسجد نبوی	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ / جون سنہ ۶۳۲ء

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
•	•	•	•	•	•	•	۱
•	•	•	•	•	•	•	۲
•	•	•	•	•	•	•	۳
•	•	•	•	•	•	۵٦/۲	۴
•	•	•	•	•	•	۲۵۹-٦۰/۳	۵
•	•	•	•	•	•	۲۳۷/۳	٦
•	•	•	•	بخاری - بدء الاذان		•	۷
•	•	•	•	سنن ابی داؤد		•	۸
•	•	•	•	۸۷-۸	•	۲۰۳/۵	۹
•	•	•	•	•	•	۳۸۸/۲	۱۰
•	•	•	•	•	•	•	۱۱
ایک نماز پڑھائی تھی	•	•	•	•	•	•	۱۲
نصف لشکر کے مستقل امام تھے	•	۹۹۵	۱٦۵/۲	•	•	۲۰۵-۲۳/۳	۱۳
رسول کریم کے مرض الموت میں سترہ نمازیں پڑھائیں	•	•	۲۱۵-٦/۲	•	۱۹٦-۸/۳	〃	۱۴

ضمیمہ چہارم - ۴ مؤذنینِ رسول

نمبر شمار	مؤذن	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت بلال بن رباح	حبشی / مولائے رسول	الف	مدینہ منورہ / مسجد نبوی	سنہ ۱-۱۱ھ / سنہ ۶۲۲-۳۲ء
۲	〃 عمرو بن ام مکتوم	قریش / عامر بن لوی	〃	〃 〃	〃 〃
۳	〃 سعد بن عائذ (سعد القرظ)	مولیٰ عمار بن یاسر	س	مسجد قبا	〃 〃
۴	〃 عبد العزیز بن اصم	•	•	•	〃 〃
۵	〃 زید بن حارث	صداء	•	•	•
۶	〃 ثوبان	مولائے رسول	س	مدینہ	•
۷	〃 عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	〃	〃 〃
۸	〃 ابو محذورہ اوس بن معیر	〃 / جمح	ف	خانہ کعبہ / مکہ / جعرانہ	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۹	〃 سفیان بن قیس	کندہ	ق	قبیلہ کندہ	سنہ ۱۰-۱۱ھ / سنہ ۶۳۱-۳۲ء

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ	
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے مؤذن	.	.	۲۴۸/۱	۵۲۶/۱	.	۲۰۶-۹/۱	۱
رمضان میں شب میں ایک اذان دیتے تھے	.	.	۲۳۴/۳	″	.	″	۲
مستقل مؤذن	.	.	.	.	.	۲۸۲-۳/۲	۳
″ / ایک بار اذان دی تھی	.	۷۳۸، ۸۴۶	.	.	.	۳۲۸/۳	۴
. ″	.	.	.	.	کتانی اول ہے،	.	۵
″	.	.	.	.	″ ۷۶	.	۶
جمعہ کی ایک اذان دیتے تھے / دی تھی	.	.	.	۵۲۷/۱	″ ″	.	۷
مسجد حرام کے مستقل مؤذن / جعرانہ میں پہلی اذان	.	.	۲۴۸/۱	۵۲۶/۱ ۵۲۸	.	۲۹۲/۵	۸
قبیلہ کندہ کے مستقل مؤذن مقرر ہوئے تھے	.	.	.	.	.	۳۲۱/۲	۹

ضمیمہ چہارم۔ ۵ افسرانِ امورِ حج

نمبرشمار	افسر	قبیلہ/خاندان	زمانہ قبول اسلام	موقعہ/مہم	تاریخ تقرر

امرائے حج

۱	حضرت عتاب بن اسید	قریش/امیہ	ف	فتح مکہ	سنہ ۸ھ / سنہ ۶۳۰ء
۲	" ابوبکر صدیق	" /تیم	الف	سال دیگر	سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۱ء
۳	" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	" /ہاشم	اول المسلمین	حجۃ الوداع	سنہ ۱۰ھ / سنہ ۶۳۲ء

خانہ کعبہ کے متولی اور ساقی حرم

۱	حضرت عثمان بن طلحہ	قریش/عبدالدار	ع	خانہ کعبہ/حجابہ	سنہ ۸-۱۱ھ / سنہ ۶۳۰-۳۲ء
۲	" عباس بن عبدالمطلب	" /ہاشم	ف	" /سقایہ	" "

حدودِ حرم کی تعیین کے افسر

۱	حضرت تمیم بن اسید	خزاعہ	ف	حرم مکہ	سنہ ۸ھ / سنہ ۶۳۰ء

ھدی (قربانی کے جانوروں) کے نگراں افسر

۱	حضرت ناجیہ بن جندب	اسلم	س	مدینہ تا مکہ	سنہ ۶-۱۱ھ / سنہ ۶۲۸-۳۲ء
۲	" ذویب بن حلحلہ	خزاعہ/کعب	۔	"	۔
۳	" عمرو بن ثمالی	ہوازن/ثمالہ	۔	"	۔
۴	" علی بن ابی طالب	قریش/ہاشم	الف	"	۔
۵	" خالد بن سیار	کنانہ/غفار	۔	"	۔

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسدالغابہ	
بحیثیت والیِ مکہ امیرِ حج بنے	۵۰۰/۲	۹۵۹	۱۲۷/۲	فب ۵۳	۳۷،۹۴/۳	۳۵۸-۹/۳	۱
رسولِ کریم کے نائب کی حیثیت سے	۵۴۳، ۶۵۲/۲	۱۰۷۷	۱۶۸/۲	۰	۱۲۲-۳/۳	۲۰۵-۲۳/۳	۲
سربراہِ مملکتِ اسلامی کی حیثیت سے	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳
مستقل متولی اور کلید بردارِ کعبہ	۰	۸۳۳-۸	۱۳۷/۲	۰	۰	۳۷۲/۳	۱
مستقل سقایہ کے عہدہ دار	۰	۸۳۸	〃	۰	۰	۱۰۹-۱۲/۳	۲
از سرِ نو تنصیبِ حرم کی گئی	۰	۸۴۲	۱۳۷/۲	۰	۰	۲۱۴/۱	۱
مستقل افسر، حدیبیہ، عمرۃ القضیہ، حج ابی بکر، حجۃ الوداع	۰	۵۷۲، ۷۳۲، ۱۰۷۷، ۱۰۹۰	۱۲۱، ۱۶۸/۲، ۱۷۳	۳۵۳/۱	۶۲۴/۲	۴/۵	۱
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴۷/۲	۲
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹۲/۴	۳
ایک بار	۰	۰	۰	۰	بخاری - کتاب الحج		۴
۰	۰	۰	۰	۰	جمہرہ ۱۷۶	اصابہ ۲۱۷۰	۵

تعلیقات و حواشی

باب اوّل

(۱) اسلامی سلطنت اور دنیاوی سلطنت کے فرق کے لیے ملاحظہ کیجیے : سید سلیمان ندوی ، سیرۃ النبیؐ ، جلد ہفتم ، نقوش (لاہور) رسولؐ نمبر ، جلد دوم ، دسمبر ۱۹۸۲ء ، ص ۳۳۰ تا ۳۹۹ ؛ سید ابوالاعلیٰ مودودی ، خلافت و ملوکیت ، دہلی ۱۹۶۹ء ، ص ۸۰ - ۱۳ -

(۲) ازرقی ، کتاب اخبار مکۃ ، مرتبہ فرڈیننڈ وستنفلڈ ، بیروت ۱۹۶۴ء ، ص ۵۰ تا ۱۷ ، وغیرہ ؛ ابن عبد ربہ ، العقد الفرید ، مرتبہ احمد امین ، احمد زین ، ابراہیم ابیاری ، قاہرہ ۱۹۵۲ء ، جلد سوم ، ص ۱۵ - ۳۱۴ ؛ مونٹگمری واٹ ، محمدؐ ایٹ مکہ ، آکسفورڈ ۱۹۵۳ء ، ص ۱۶ - ۴ -

(۳) مونٹگمری واٹ ، محمدؐ ایٹ مکہ ، ص ۱۸ - ۱۷ ؛ گرونی بام ، کلاسیکل اسلام ، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن ، لندن ۱۹۷۰ء ، ص ۲۶ - ۱۳ - (۴) مذکورہ بالا

(۵) سید سلیمان ندوی ، سیرت النبیؐ ، جلد ہفتم ، ص ۱ - ۳۶۵ (عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکومت)

(۶) مونٹگمری واٹ ، محمدؐ ایٹ مدینہ ، لندن ۱۹۵۶ء ، ص ۲۳۹ -

(۷) ملاحظہ ہو : سید ابوالاعلیٰ مودودی ، خلافت و ملوکیت کا باب اوّل -

(۸) سید سلیمان ندوی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی ، مذکورہ بالا -

(۹) ابن اسحاق ، سیرۃ رسول اللہؐ ، انگریزی ترجمہ الفریڈ گلیوم ، لندن ۱۹۵۵ء ، ص ۲۳۴ ؛ ابنِ سعد ، سوم ، مختلف تراجم صحابہ ؛ نیز ملاحظہ ہو : مونٹگمری واٹ ، محمدؐ ایٹ مدینہ ، ص ۲۴۹ - نیز ملاحظہ ہو : ابنِ سعد ' الطبقات الکبریٰ ' دار صادر بیروت ۱۹۵۵ء ، جلد سوم ، ص ۳ - ۲۲ ؛ مونٹگمری واٹ ، محمدؐ ایٹ مدینہ ، ص ۲۴۹ - لیکن ابنِ سعد نے اپنی دوسری روایت میں حضرت سہل بن حنیف انصاری سے مواخاۃ کا ذکر کیا ہے - خیال یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں کا تعلق بالترتیب مکی اور مدنی زمانے سے ہے -

(۱۰) ابنِ اسحاق ، مذکورہ بالا ، ص ۷ - ۱۹۶ -

(۱۱) ابن اسحاق ، مذکورہ بالا ، ص ۱۹۷ -

(۱۲) ابنِ اسحاق، مذکورہ بالا، ص ۸ - ۱۹۷؛ ابنِ سعد، طبقات، اول ص ۲۱۹؛ طبری، تاریخ الرسل والملوک (تاریخ طبری)، مرتبہ محمد ابوالفضل ابراہیم، دار المعارف، قاہرہ ۱۹۶۱ء، دوم ص ۵۵ - ۳۵۴؛ بلاذری، انساب الاشراف مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۵۹ء، اوّل ص ۲۳۹ -

ان صالح خزرجیوں کے نام مع ان کے خاندانوں کے حسبِ ذیل ہیں:

۱ - اسعد بن زرارہ ——— بنو نجار
۲ - عوف بن حارث ——— بنو غنم
۳ - رافع بن مالک ——— بنو زریق
۴ - قطبہ بن عامر ——— بنو سلمہ
۵ - عقبہ بن عامر ——— بنو سلمہ
۶ - جابر بن عبد اللہ ——— بنو سلمہ

مؤخر الذکر تینوں بزرگ بنو سلمہ کے مختلف گھرانوں سے متعلق تھے۔

(۱۳) ابنِ اسحاق، سیرہ، ص ۱۹۸؛ ابنِ سعد، سوم ص ۲۱ - ۴۲۰ کا بیان ہے کہ اوس/عبد الاشہل کے سردار سعد بن معاذ کے قبولِ اسلام کا اتنا اثر ہوا کہ پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ مدینہ میں اسلام کے پُرجوش وزبردست داعی ومبلغ اس زمانہ میں حضرات اسعد بن زرارہ وغیرہ اور کچھ زمانے بعد حضرات سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر عبدری تھے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پہلے چھ خزرجی مبلّغین نے اس تندہی سے کام کیا تھا کہ اللہ و رسول کا نام ہر گھر میں پہنچ گیا تھا۔ طبری، دوم ص ۳۵۵ بھی یہی بیان کرتے ہیں۔

نیز ملاحظہ کیجئے: ڈی - ایس - مارگولیتھ، محمدؐ اینڈ رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵ء، ص ۲۰۲؛ ٹی - ڈبلیو آرنلڈ، دی پریچنگ آف اسلام، لندن ۱۹۳۵ء، ص ۲۴ - ۲۲؛ میکسم روڈنساں، محمدؐ، انگریزی ترجمہ این کارٹر، پینگوئن بکس ۱۹۷۶ء، ص ۳ - ۱۴۲؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم گڈھ ۱۹۷۶ء اوّل ص ۲۶۶ -

(۱۴) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۹۹ - ۱۹۸ کا بیان ہے جو کافی اہم ہے کہ "عقبہ کی یہ بیعت جنگ کا حکم ملنے سے پہلے ہوئی تھی"۔ شرائطِ بیعت یہ تھیں:

۱ - وُہ خدا کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ ۲ - چوری نہیں کریں گے۔
۳ - زنا نہیں کریں گے۔ ۴ - اولاد کشی نہیں کریں گے۔
۵ - بہتان تراشی نہیں کریں گے۔ ۶ - اور امر بالمعروف میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ ہجرت سے قبل اور اسلامی ریاست کے قیام سے پہلے مدینہ کے مسلمانوں سے

مکمل اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ کیا گیا تھا جیسا کہ آخری شرطِ بیعت سے معلوم ہوتا ہے۔ دراصل نافرمانی اور حکم عدولی آپؐ کی رسالت کے انکار کے مترادف ہوتی۔

نیز ملاحظہ کیجئے: انساب الاشراف، اوّل ص ۲۳۹؛ طبری، دوم ص ۳۵۶؛ ابن سعد، سوم ص ۳-۶۰۲؛ رودنساں، محمد، ص ۴۴-۱۴۳؛ واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۴۶-۱۴۴۔

شرکاء بیعت عقبہ اولیٰ کے اسماءِ گرامی کے لیے دیکھئے: ابن اسحاق، سیرۃ، ص ۹۹-۱۹۸۔

(۱۵) ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، سیرۃ، ص ۸-۱۹۷۔

(۱۶) اس زمانہ میں یثرب میں اشاعتِ اسلام کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، سیرۃ، ص ۹۹-۱۹۸۔

(۱۷) ابن اسحاق، سیرۃ، ص ۱۹۹؛ ابنِ سعد، سوم ص ۱۱۸؛ انساب الاشراف، اوّل ص ۲۳۹؛ طبری، دوم ص ۳۵۷ اور ص ۳۶۶۔

(۱۸) ابنِ اسحاق، سیرۃ، ص ۲۳۰؛ طبری، دوم ص ۳۵۹؛ نیز دیکھئے: ابن سعد، سوم ص ۱۱۸، ص ۲۱-۴۲۰۔ اوس مناۃ کے قبول اسلام کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلہ کا نام اوس اللہ رکھ دیا تھا۔ ناموں کے سلسلے میں یا کسی بھی معاملہ میں شرک کا شائبہ تک قابلِ برداشت نہیں تھا۔ قدیم نام ایک بڑے بُت کی نسبت رکھتا تھا۔

(۱۹) عام طور سے خیال یہ ہے کہ اس بیعت میں صرف ۷۲ مسلمانانِ مدینہ شریک تھے، ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، اوّل ص ۲۶۴۔ لیکن اس میں شرکاء کی کل تعداد ۷۵ تھی۔ ملاحظہ ہو: بلاذری، انساب الاشراف، اول ص ۵۲-۲۴۰۔ بلاذری نے ان میں سے صرف ستر کے مختصر سوانحی خاکے بھی دئے ہیں۔ ابنِ سعد، اوّل ص ۳-۲۲۱؛ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، اردو ترجمہ نذیر حق، نقوش رسول نمبر، جلد دوم ص ۵۶۷۔ یہ بات اہم ہے کہ مسلمان مدنیوں میں دو عورتیں بھی شریکِ بیعت تھیں اور ان میں سے ایک کے ہاں اسی زمانے میں ایک بچے کی بھی ولادت ہوئی تھی۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے شرکاءِ گرامی کے ناموں کے لیے دیکھئے ابنِ اسحاق، سیرۃ، ص ۱۲-۲۰۸، جن کے نزدیک اس میں ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں شامل تھیں۔ ابنِ اسحاق وغیرہ نے ان شرکاءِ بیعت کے قبائل اور خاندانوں اور ان کے تناسب کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۲۰) ابنِ اسحاق، سیرۃ، ص ۴-۲۰۳ کا بیان ہے کہ انصارِ مدینہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان و مال کا تحفظ دیتے ہوئے کہا تھا کہ "ہم عہد کرتے ہیں اور ہم اہلِ حرب لوگ ہیں۔ ہمارے پاس اسلحے ہیں جو ہم تک ہمارے آباؤ اجداد سے پہنچے ہیں۔ ہم اسی طرح آپ کا تحفظ کریں گے جس طرح ہم اپنے خاندان والوں کا تحفظ کرتے ہیں خواہ اس کے لیے ہمیں ساری دنیا سے (اسود و احمر سے) جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ہم ہر صورت میں آپ کا ساتھ دیں گے خواہ آپ کے مدِمقابل ہمارے رشتہ دار ہوں یا اجنبی لوگ۔" جواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یقین دلایا تھا کہ "میں ان سے لڑوں گا جن سے تم لڑو گے اور ان سے صلح کروں گا جن سے تم صلح کرو گے۔ میرا خون تمہارا خون ہے"

میں تمہارا اور تم میرے ہو۔" اس پر بحث کے آخر میں ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ "اب انھوں نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری دنیا سے جنگ کرنے اور ہر دکھ سُکھ، عُسر و یُسر، تنگی و فراخی ہر حال میں آپ کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا تھا۔"

ابنِ اسحاق اور دُوسرے مورخین اور مولفینِ سیرت کے بیان بیعت عقبہ ثانیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیعت حرب محض دفاعی جنگ تک محدود نہیں تھی جیسا کہ بعض مورخین کا خیال ہے (مثلاً شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۱۶؛ طبری، دوم ص ۶۴-۳۶۳؛ آرنلڈ ص ۲۴؛ محمد ایٹ مکہ، ص ۹۴-۱۴۷؛ مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۲۰۳-۴؛ فرانسسکو جبرئیل، محمد اور فتوحاتِ اسلام، انگریزی، لندن ۱۹۶۸ء، ص ۹۰) حقیقت یہ ہے کہ بیعت حرب میں دفاعی اور جارحانہ جنگ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا تھا۔ حیرت بلکہ شدید حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے قدیم و جدید مورخین و سیرت نگاروں نے یہ نتیجہ کہاں سے اخذ کیا ہے کہ انصارِ مدینہ نے بیعتِ حرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محض دفاعی جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جارحانہ یا اقدامی جنگ میں نہیں۔ ان مورخین کا خاص مغربی مورخین کا خیال ہے کہ اسی بنا پر انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مہموں میں ساتھ نہیں دیا تھا کیونکہ وہ اقدامی مہمیں تھیں۔ اگرچہ یہاں ابتدائی مہموں سے بحث نہیں تاہم بیعتِ حرب پر مآخذ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیعت دونوں قسم کی جنگوں کے لیے تھی۔ اور جدید و قدیم مورخین کا یہ تاثر کہ وہ صرف دفاع کے پابند تھے صحیح نہیں ہے۔ شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں جو ابن اسحاق کی سیرت (ص ۶۲۵) میں محفوظ ہیں ان مہماتِ نبوی کو گنایا ہے جن میں انصار نے شرکت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصارِ مدینہ ان ابتدائی مہمات میں سے غزوات ودان اور ذوالعشیرہ میں شریک رہے تھے۔ واقدی کا بیان ہے (کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونس، آکسفورڈ، ۱۹۶۶ء، ص ۹) کہ اسلام کے پہلے سریے جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی کمان میں سیف البحر کے علاقے میں گیا تھا مسلمان شرکا، نصف مہاجر اور نصف انصار تھے اور وہ ان کے نام بھی گناتا ہے۔ اگرچہ دوسری روایت میں وہ اس کی تردید کر کے وہی کہتا ہے جو سب کہتے آ رہے ہیں کہ انصار نے ابتدائی مہمات میں شرکت نہیں کی تھی کیونکہ وہ دفاعی جنگ کے پابند تھے۔ واٹ کا خیال ہے (محمد ایٹ مدینہ، ص ۳) کہ انصار بعض ابتدائی سرایا و غزوات میں ضرور شامل رہے ہوں گے۔ بہرحال وہ ابتدائی مہموں میں شامل رہے ہوں یا نہ رہے ہوں یہ حقیقت ہے کہ بدر سے پہلے مدینہ کا جو لشکر قریشی کارواں کی تاک میں نکلا تھا اس میں انصار مہاجرین سے کہیں زیادہ شامل تھے۔ کیا وہ ایک اقدامی معاملہ نہ تھا؟ دراصل دفاعی اور جارحانہ یا اقدامی جنگ کی تفریق اس دل کی پھانس سے کی جاتی ہے جس کا سبب یہ عقیدہ ہے کہ اسلام صرف دفاعی جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ دفاع کبھی اقدام کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔

(۲۱) ابنِ اسحاق، سیرۃ ص ۲۰۴؛ ابن سعد، دوم ص ۶۰۲؛ انساب الاشراف، اول ص ۲۵۲-۲؛ طبری، دوم ص ۵۶-۳۵۵۔ نیز ملاحظہ ہو، مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۸-۱۴۷، جنھوں نے اصلاح نقیب کا ترجمہ

نمائندہ (REPRESENTATIVE) کیا مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح ترجمہ سردار، سیّد یا شیخ ہوگا۔ ملاحظہ کیجئے: رچرڈ بیل، دی قرآن، ایڈنبرا ۱۹۳۷ء، ص ۹۵، حاشیہ نمبر ۴ جن کا خیال ہے کہ اس لفظ کا معنیٰ "لیڈر" ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: اے، جی، آربری، دی قرآن انٹرپریٹڈ (THE QUR'AN INTERPRETED)، لندن ۱۹۵۵ء، اول ص ۱۲۹۔ مکمل بحث کے لیے دیکھیے اس کتاب کا باب چہارم بحث بر نقیب۔

(۲۲) جزیرہ نمائے عرب کے جن مقامات سے آپ کو دعوتِ ہجرت ملی یا جن پر آپ کی نگاہِ انتخاب روایات کے مطابق گئی ان میں قبیلہ ازد شنوءہ کے خاندان دوس کے شیخ قبیلہ حضرت طفیل بن عمرو کے علاقہ یا جنوب میں بنو ہمدان کے علاقہ یا یمامہ اور ہجر کے کسی پُر بہار و سرسبز و شاداب شہر کا ذکر آتا ہے۔ روایات ہم کو باور کراتی ہیں کہ مدینہ کا انتخاب خداوندی تھا جو القاء یا رؤیا کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۹۴-۹۳؛ مسلم، جامع صحیح، باب الدلیل علیٰ ان قاتلہ نفسہ لایکفر؛ بخاری، جامع صحیح، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ زرقانی، شرح المواہب اللدنیۃ، قاہرہ، طبع غیر مورخہ، اول ص ۳۵۹۔

ابن اسحاق، سیرہ ص ۱۹۵ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ بنو حنیفہ کے ایک خاندان اور بنو عامر بن صعصعہ کے ایک شیخ قبیلہ بحیرہ بن فراس نے اسلام قبول کرنے اور آپ کو اپنے ہاں پناہ دینے کی پیشکش اس شرط پر کی تھی کہ اسلام کو عروج ملنے پر ان کو حکومت میں شریک یا خلافت کا مجاز قرار دیں جسے آپ نے مسترد فرما دیا۔ بہر حال وہ تمام روایات جو آپ کو پناہ دینے کا ذکر کرتی ہیں ان کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ قبائلِ عرب سے اپنے ذاتی تحفظ کا مطالبہ کرتے تھے یا قبائلِ عرب آپ کو اس کی ضمانت کی پیشکش کرتے تھے۔ بنیادی طور پر آپ کا مطالبہ اسلام کی نصرت و پناہ کا تھا جس کا مطلب تھا قبولِ اسلام کے بعد اس علاقہ میں اسلامی نظام قائم کرنا۔ قبائلِ عرب بھی اس کے مضمرات سمجھتے تھے کہ وہ محض ایک عقیدہ، طرزِ فکر یا چند مذہبی رسوم کا قبول کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے دور رس اور گہرے سیاسی اور سماجی مضمرات ہیں جو موجودہ نظامِ حیات کے قاتل ہوں گے اور ان کے سبب ایک عظیم سیاسی اور سماجی انقلاب آئے گا۔ گوناگوں اسباب تھے مذکورہ بالا یا دوسرے قبائل عرب کے علاقوں کو وطنِ ہجرت نہ بنایا جا سکا۔

(۲۳) مدینہ کا وطنِ ہجرت بنانے کا خیال خالص ٹھوس تاریخی عوامل کے سبب پختہ ہوا اور عمل میں آیا تھا۔ خواب اور القاء کا جہاں تک تعلق ہے اس سے اس معنی میں انکار نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قدم اور ہر کام اذن و رضائے الٰہی سے ہوتا تھا مگر ہمارے قدیم مورخین و سیرت نگار یا محدثین و مفسرین کرام ان تاریخی عوامل کی مذہبی توجیہ تلاش کر لیتے ہیں اور یہ ان کے عہد کا تاریخی شعور تھا۔ مگر صرف تاریخی نقطۂ نظر سے یا تاریخی تناظر میں دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ۶۲۰ء اور ۶۲۲ء کے درمیان مدینہ میں اسلام کی ہمہ گیر اشاعت اور شہر کا تقریباً تمام کا تمام مسلمان ہو جانا (یہودی قبائل کے سوا)، عرب کی مغربی شاہراہِ تجارت پر اس کا محلِ وقوع جو اقتصادی اور فوجی لحاظ سے قریش کی عداوتِ اسلام کے پس منظر میں بے انتہا اہم تھا' وغیرہ ایسے اسباب تھے جنہوں نے درحقیقت مدینہ کو وطنِ ہجرت بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔

(۲۴) مثلاً ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل ص ۲۶۰، ۲۷۴ اور ۲۸۴؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہؐ، ص ۵۶۸، ۵۷۱؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکّہ، ص ۱۵۰؛ محمد ایٹ مدینہ، ص ۵-۲؛ مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۲۲۴۔ تقریباً تمام جدید مورخین اور سیرت نگاروں نے بلا استثناء ہجرتِ مدینہ کے باب میں دو نکات پر اتفاق کیا ہے: اوّل یہ کہ مسلمان خاص طور سے مکّہ کے مسلمان چوری چھپے اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں یا اِکّا دُکّا ہجرت کے سفر پر نکلے تھے؛ دوم یہ کہ معدودے چند کو چھوڑ کر تمام مہاجرین خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے۔ اور یہ دونوں باتیں مآخذ سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ اس سے قطعی مختلف صورتِ حال اُبھرتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے: خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرینِ مکّہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟" تحقیقاتِ اسلامی، علی گڈھ، اپریل ۱۹۸۳ء۔

(۲۵) تفصیلات اور مآخذ کے لیے ملاحظہ کیجئے مضمون مذکورہ در حاشیہ نمبر ۲۴۔

(۲۶) اسی طرح یہ خیال کہ ہجرت نبوی کے وقت مکّہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکابر صحابہ میں محض حضرات ابوبکر و علی رہ گئے تھے صحیح نہیں ہے۔ یہ یقیناً صحیح ہے کہ اکثر بزرگ صحابہ مدینہ جا چکے تھے مگر ان کی معتد بہ تعداد اب بھی مکّہ میں موجود تھی۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "سیرت نبوی میں ہجرت کی اہمیت"۔ یہاں یہ مختصراً کہہ دیا جائے کہ اس غلط فہمی کا سبب ابنِ اسحاق کا عمومی تبصرہ ہے کہ ان دو بزرگوں کے سوا اور کوئی مدینہ میں باقی نہیں رہا تھا۔ ملاحظہ کیجئے ص ۲۲۱۔ بعد کے قدیم و جدید مورخین نے بلا تنقید و جرح یہ بیان قبول کر لیا۔

(۲۷) ہجرت نبوی کی اب تک مسلّمہ تاریخ زیادہ تر مورخین و سیرت نگاروں کے نزدیک یہی ہے۔ لیکن یہ اس تقویم کے مطابق ہے جس میں ولادتِ نبوی ۲۰ اپریل ۵۷۱ء تسلیم کی گئی ہے۔ اس سے متعدد علماء نے اختلاف کیا ہے اور متعدد دوسری تاریخیں بھی ہجرت نبوی کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مذکورہ بالا، ص ۵۰۰، کے نزدیک وہ پیر ۱۲ ربیع الاول ۳۱ مئی ۶۲۲ء تھی۔ اسحاق النبی علوی، مذکورہ بالا، ص ۵۵ - ۵۲ کی جدول کے مطابق دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ۲۲ نومبر ۶۲۲ء تھی۔ جبکہ مارگولیتھ مذکورہ بالا، ص ۲۱۲؛ ایچ۔ جی۔ ویلز، آؤٹ لائن آف ورلڈ ہسٹری، ص ۶۰۰، کارل بروکلمن، ہسٹری آف دی اسلامک پیوپل، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۷۹ء، ص ۲۰ اور تقریباً تمام دوسرے مورخین و مستشرقینِ مغرب کا خیال ہے کہ ۸ ربیع الاول ۱ھ کو ۲۰ ستمبر تھی۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۷۷ نے اس تاریخ سے اتفاق کیا ہے اور سند میں محمد بن موسیٰ خوارزمی اور الیعقوبی کو ذکر کیا ہے۔ جدید مورخین میں مونٹگمری واٹ کا خیال ہے یہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء تھی یا اس کے لگ بھگ اور مدینہ خاص آپ ۲۴ ستمبر کو وارد ہوتے تھے۔

بہرحال اسحق النبی علوی کی جدید ترین تحقیق کے مطابق ہجرتِ نبوی کی مختلف منزلوں اور مرحلوں کی تاریخیں حسب ذیل تھیں:

۱ - غارِ ثور کو روانگی	جمعہ ۲ ربیع الاوّل / ۱۲ نومبر ۶۲۲ء
۲ - غار میں قیام سہ روزہ	جمعہ تا دوشنبہ ۲ تا ۵ ربیع الاوّل / ۱۲-۱۵ نومبر ۶۲۲ء
۳ - قبا میں آمد	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل / ۲۲ نومبر ۶۲۲ء

۴ - مدینہ میں نمازِ جمعہ	جمعہ ۱۶ر ربیع الاوّل / ۲۶ر نومبر ۶۲۲ء	
۵ - مدینہ میں مستقل قیام	یکشنبہ یا دوشنبہ ۲۵ یا ۲۶ر ″ / ۵ر دسمبر ۶۲۲ء	

(۲۸) ابنِ اسحاق، ص ۲۲۸ -

(۲۹) مورخین کے مختلف نقطہ ہائے نظر کے لیے ملاحظہ کیجیے حاشیہ نمبر ۲ -

(۳۰) مضمون "کیا مہاجرینِ مکّہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟"

(۳۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے باب پنجم - حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مورخین جو مہاجرین کی ناداری کے قائل ہیں ہجرت کے بعد ان کی اقتصادی زندگی خاص کر ہجرت کے فوراً بعد ان کے پیشوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں - مثلاً ملاحظہ ہو مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۶ - ۲۳۵؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸۷ - ۲۸۶ -

(۳۲) ابنِ اسحاق، سیرہ، ص ۲۱۸ نے انصار کے گھرانوں میں مختلف مہاجرین کے قیام کی تفصیلات دی ہیں - نیز ملاحظہ کیجیے ابنِ سعد، سوم اور چہارم میں صحابہ کرام کے سوانحی خاکے؛ طبری، دوم، ص ۳۸۲؛ بخاری، باب فضل المنیحہ - نیز دیکھیے: آرنلڈ، مذکورہ بالا، ص ۲۶؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱ -

(۳۳) مثلاً حضرت بلال حبشی کی وابستگی بنو خثعم سے، حضرت حسان بن ثابت انصاری کی حضرت عثمان بن عفّان اُموی سے حضرت عمر بن خطاب عدوی کی حضرت عتبان بن مالک انصاری سے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہری کی سعد بن ربیع انصاری سے اور نہ جانے کتنے دوسرے صحابہ کرام کی اخوت کا یہ رشتہ تا عمر قائم و دائم رہا - ملاحظہ ہو: ابنِ سعد، سوم اور چہارم میں سوانحی خاکے - حضرت بلال نے عہدِ فاروقی میں اپنے عطاء کو اپنے اسلامی بھائی ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی کے خاندان کے ساتھ شامل و مندرج دیوان کرایا تھا - ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۵ -

(۳۴) بخاری، کتاب التفسیر، الانفال آیت نمبر ۱، نیز کتاب المناقب، باب اخبار النبی -
ہمارے جدید مورخین نے بھی اس خیال کو تسلیم کر لیا ہے مثلاً شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ۵ - ۲۸۴؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۹؛ آرنلڈ مذکورہ بالا، ص ۳۳ -

(۳۵) ملاحظہ ہو: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۹ -

(۳۶) شبلی نعمانی، مذکورہ بالا، ص ۶ - ۲۸۵ -

(۳۷) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مذکورہ بالا، ص ۷۲ - ۱۷۱، کا خیال ہے کہ "سیکڑوں مکّی مسلمان مدینہ میں پناہ لے چکے تھے - ان کی یہاں کوئی جائیداد وغیرہ نہ تھی - انھیں مقامی معیشت میں کھپانا وقت کی اشد ضرورت تھی .... انھوں نے تجویز کیا کہ مدینہ کے باوسیلہ اور متمول مسلمان ایک ایک مکّی کو اپنا بھائی بنا لیں - دونوں بھائیوں کے خاندان مل کر کمائیں اور کھائیں، یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے ترکہ میں بھی حصّہ دار ہوں .... یہ انتظام کئی سال تک جاری رہا - مکّی مسلمان طفیلی بن کر رہنے کے خواہشمند نہیں تھے - جب انھوں نے محنت سے کافی دولت پیدا کر لی تو انھوں نے اپنے مکّی (مدنی)

بھائیوں کی املاک ان کے سپرد کر دیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔"

گویا کہ مواخات اقتصادی مجبوریوں اور معاشی ضرورتوں کے تحت عمل میں لائی گئی تھی۔ اور وہ ایک عارضی انتظام تھا۔ شبلی نعمانی بھی اسے اقتصادی اور عارضی ہی سمجھتے ہیں اگرچہ اس کے دیرپا اثرات کی بنا پر "عظیم الشان اغراض اسلامی کی تکمیل کا سامان" بھی سمجھتے ہیں۔

(۳۸) ماخذ اور جدید مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ مواخاۃ کو مدینہ میں پہلی بار اس وقت رُو بہ عمل لایا گیا جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر تکمیل کے قریب تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۴؛ شبلی نعمانی، مونٹگمری واٹ وغیرہ کے مذکورہ بالا حوالے۔ ابن سعد، سوم، ص ۲۲ کا یہ بیان دلچسپ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے قبل پہلے مہاجرین کے درمیان پھر مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قائم کی تھی۔ اور آپ نے یہ مواخاۃ سچائی اور باہمی تعاون کی بنیادوں پر استوار کی تھی۔

(۳۹) مونٹگمری واٹ، مذکورہ بالا، اس کے قائل ہیں۔

(۴۰) ملاحظہ کیجئے: ابنِ اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۴ پر مذکورہ اسمائے گرامی صحابہ۔ نیز ابن سعد، سوم اور چہارم میں سوانحی خاکے۔

(۴۱) واٹ، مذکورہ بالا، اس نظریہ کے جدید عہد میں بانی ہیں۔

(۴۲) مسلم مفکرین و علماء کا خیال ہے کہ اذن جہاد و قتال دوسری بیعت عقبہ سے کچھ پہلے ملا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۳-۲۱۲؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۹-۳۰۸ کی تحقیق کے مطابق اجازت جہاد ۱۲ صفر ۲ھ / اگست ۶۲۳ء کو ملی تھی جیسا کہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ میں تصریح کی ہے۔

(۴۳) ابن سعد، سوم، ص ۵۵۵۔

(۴۴) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، سیرہ، ۳۸-۳۲۷، بدری صحابہ کی فہرست اور ابنِ سعد، سوم۔

(۴۵) مہاجرین میں سے جو صحابہ کرام میدانِ بدر میں موجود نہ تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان اموی اور حضرت ابوذر غفاری کافی ممتاز تھے۔ انصار میں حضرات سعد بن عبادہ خزرجی، خارجہ بن زہیر اور عتبان بن مالک نمایاں تھے۔ ان کے علاوہ متعدد مہاجر و انصاری بھائیوں میں کوئی ایک موجود نہ تھا۔ ابنِ سعد، سوم نے تین سو چودہ بدری صحابہ کرام میں سے صرف ایک سو چار بھائی جوڑوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ۵۸ جوڑے مہاجرین کے اور ۴۶ انصار کے ہیں اور متعدد ان میں سے ایک دوسرے میں مشترک ہیں۔

(۴۶) ملاحظہ کیجئے حضرات جعفر طیار بن ابی طالب، ابوہریرہ دوسی وغیرہ کی مواخات کے لیے ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۴؛ ابنِ سعد، چہارم کے سوانحی خاکے؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۱۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی مواخاۃ حضرت الحتات بن یزید سے قائم کی گئی تھی۔ حضرت معاویہ حدیبیہ کے بعد کسی وقت مسلمان ہوئے تھے۔

(۴۷) ابن اثیر، اسد الغابہ (اسد)، تہران ۱۳۷۷ھ، دوم ص ۳۲۸؛ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ

(اصابہ)، مصر ۱۹۳۸ء، دوم ص ۶۰؛ ابوعمر یوسف بن عبداللہ قرطبی، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (استیعاب)، قاہرہ ۱۹۳۹ء، دوم ص ۴۵۰۔ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۷۹۔

(۴۸) متن دستور نبوی میں کتاب اور صحیفہ کے الفاظ آئے ہیں۔ محمد حمید اللہ اس کو میثاق اور انگریزی میں دستور (CONSTITUTION) کہتے ہیں۔ یہی انگریزی اصطلاح مونٹگمری واٹ، سرجنٹ، موشے گل اور ولہاوزن کے انگریزی مترجم نے بھی استعمال کی ہے۔ برکات احمد اسے دستور نہیں مانتے اور صحیفہ کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ بعض مستشرقین جیسے ریوبن لیوی وغیرہ نے چارٹر (CHARTER) کی اصطلاح استعمال کی ہے تو مارگولیتھ وغیرہ نے کنٹریکٹ کی۔

(۴۹) متن دستور کو سب سے پہلے ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۱-۲۳۳ نے بیان کیا جو ابن ہشام، سیرہ، اول، ص ۵۰۱-۵۰۴ میں نقل ہوا اور وہی تاریخی اعتبار سے قدیم ترین متن ہے۔ اور اسی متن کو بعد کے تمام مورخوں نے نقل کیا ہے۔ ان میں اہم ترین ابوخیثمہ، ابوعبید اور ابن کثیر ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس متن کو مختلف متون سے ملا کر مع اپنے تبصرے کے لاہور کے ایڈیشن ۱۹۶۸ء میں "دنیا کے پہلے تحریری دستور" کے نام سے شائع کیا ہے۔ ریوبن لیوی اور مونٹگمری واٹ نے وینسنک وغیرہ دوسرے مستشرقین کے علاوہ اپنی کتابوں میں اس کا مکمل ترجمہ مع پیراگراف کے دیا ہے۔ محمد حمید اللہ کے مترجم نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۶۷-۷۵ میں اس کا ترجمہ بھی دیا ہے لیکن اس میں اصل ترتیب نہیں قائم رکھی گئی ہے۔

اگرچہ دُوسرے ابتدائی مآخذ میں صحیفہ نبوی کا متن نہیں پایا جاتا تاہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کے مختلف طبقات سے خاص کر یہود سے ایک معاہدہ یا عہد کا حوالہ برابر ملتا ہے۔ واقدی، مغازی، ص ۱۷۶ کا بیان ہے کہ "جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو تمام یہود آپ کے ساتھ ایک معاہدہ (عہد) میں داخل ہوئے آپ نے اپنے اور ان کے درمیان ایک تحریر (کتاب) لکھی۔ اور آپ نے ہر قوم کو ان کے حلیفوں کے ساتھ شامل رکھا۔ آپ نے اپنے اور ان کے درمیان صلح (امان) قائم کیا۔ اور ان کے کچھ فرائض مقرر کیے۔ یہودیوں کے منجملہ فرائض میں سے ایک یہ تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔"

ابن سعد، دوم، ص ۲۹ کا محض یہ کہنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک صلح کا معاہدہ کیا تھا۔ جبکہ طبری، دوم ص ۴۰۹ کا بیان ہے کہ آپ نے یہودِ مدینہ کے ساتھ دوستی کا ایک معاہدہ کیا تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تھے (وکان قد وادع حین قدم المدینۃ یھودھا)۔ شرائط معاہدہ یہ تھیں کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی بھی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدینہ پر کوئی دشمن حملہ کرے تو وہ آپ کی مدد کے پابند ہوں گے۔ نیز بلاذری، فتوح البلدان، مصر ۱۹۳۲ء، ص ۳۰۔

مآخذ کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیلِ امت اور قیام ریاست کا آغاز کیا تو آپ نے دو طرح کے معاہدے مختلف طبقات مدینہ سے کئے تھے۔ پہلے تو وہ انفرادی

معاہدے تھے جو آپ نے یہودِ مدینہ کے مختلف قبیلوں اور ان کے اہم خاندانوں سے الگ الگ کیے تھے۔ اس ضمن میں یہ خیال غلط ہے کہ صرف دستورِ مدینہ ہی واحد معاہدہ تھا جو آپ نے یہودِ مدینہ سے اجتماعی طور سے کیا تھا۔ چنانچہ بدر کی مہم کے بعد جب بنو قینقاع نے معاہدہ شکنی کی تو دُوسرے تمام قبیلوں خاص کر بنو نضیر اور بنو قریظہ نے اپنے اپنے معاہدوں کی تجدید کرلی تھی۔ پھر بنو نضیر کی معاہدہ شکنی اور نتیجتاً جلاوطنی کے ضمن میں ذکر آتا ہے کہ بنو قریظہ نے اپنے معاہدے کی تجدید کی تھی۔ اور بنو قریظہ کے معاملہ کے طے ہونے کے بعد دوسرے تمام یہودی قبیلوں اور خاندانوں نے اپنے اپنے معاہدوں کی تجدید کی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۴-۳۶۳، ص ۴۲۷ اور ص ۴۶۸؛ ابوداؤد، سنن، کتاب الخراج والامارہ، باب خبر النضیر؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، باب غزوہ خندق؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر غیر مورخہ، چہارم، ص ۱۱۲؛ نیز مسلم، جامع صحیح، باب ذکر اجلاء الیہود من الحجاز۔

اس ضمن میں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ بنو نضیر جب مدینہ سے جلاوطن کیے گئے تھے تو انھوں نے اور ان کے سرداروں خاص کر حی بن اخطب نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی طرح معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو بلاذری، فتوح البلدان ص ۳۵۔

لیکن اس سے الگ ایک اجتماعی معاہدہ تھا جو قریشی مہاجرین اور انصار مدینہ کے درمیان کیا گیا تھا جس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے دونوں طبقات اور ان کے حلیفوں اور موالی کو جو مسلمان تھے شامل کیا تھا۔ بعد میں اسی معاہدے میں یہودیوں یا کہنا چاہیے کہ انصار کے یہودی حلیفوں اور موالی کو بھی شامل کرلیا۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہودی حلفاء انصار مدینہ کے یہودی قبیلے نہیں تھے بلکہ وہ عرب یہود تھے جو ان کے اپنے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر آئے گا۔

(۵۰) بحوالہ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۶-۲۲۵۔

(۵۱) ایضاً (۵۲) ایضاً (۵۳) برکات احمد، مذکورہ بالا، ص ۵۰-۴۷

(۵۴) محمد رسول اللہ، ص ۷۶-۵۱

(۵۵) "دستورِ مدینہ" دی اسلامک کوارٹرلی، ہشتم، جنوری - جون ۱۹۶۴ء، ص ۱۶-۳۔

(۵۶) ریوبن لیوی، سوشل اسٹرکچر آف اسلام، ص ۷۶-۲۷۳

(۵۷) موشے گل "دستورِ مدینہ - ایک تجزیہ" اسرائیل اورینٹل اسٹڈیز، تل ابیب، جلد چہارم، ص ۴۴-۱۹۷۔

(۵۸) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۱، حاشیہ ۱۔

(۵۹) واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۲۲۱، حاشیہ ۲ کا خیال ہے کہ من دون الناس کے فقرہ کا اگرچہ ظاہری اور لغوی مطلب یہ ہو سکتا ہے لیکن وہ ایسا اغلباً معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی مستشرق موصوف یہود کو خارج امت نہیں سمجھتے اور اس فقرہ سے مراد کچھ اور لوگ لیتے ہیں ان کا خیال قطعی غلط ہے۔

(۶۰) ولہاوزن کا خیال ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اونٹ پر باری باری بیٹھنا ہے جبکہ کیتانی کا خیال ہے کہ تمام فوجی

امور میں مسلمان باری باری فریضہ ادا کریں گے۔ ملاحظہ ہو: واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۲۲۲، حاشیہ ۲۔ بظاہر موخرالذکر کا خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ولہاوزن کا خیال مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔

(۶۱) بطانہ کے معنی واٹ کے نزدیک (ص ۲۲۴، حاشیہ ۳) مجہول ہیں۔ غالباً اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہودِ مدینہ کے ساتھ حلف کے معاہدے و دوستی کی وجہ سے متحد تھے، خون کا رشتہ ان میں نہ تھا۔ جبکہ وینسنک کا خیال یہ ہے کہ غالباً یہ وہ عرب تھے جو اوس و خزرج کے آنے سے قبل یہود کے ساتھ شامل تھے۔ یہ دونوں نقطۂ نظر یا خیالات صحیح نہیں معلوم ہوتے۔ بطانہ کے معنی لغت کے اعتبار سے اہلِ خانہ یا گھر والوں کے ہوتے ہیں اور وہی یہاں مراد ہیں کہ معاہد یہودیوں کے ساتھ ان کے اہلِ خانہ بھی انھیں جیسے شمار ہوں گے اور سمجھے جائیں گے۔ اس کی کچھ تشریح دفعہ ۳۴ سے ہوتی ہے جس میں موالی کو ان کے سرپرست خاندانوں کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

(۶۲) واٹ، ص ۲۲۴، حاشیہ ۴ کا خیال ہے کہ اس دفعہ کا نصف حصہ مجہول المعنیٰ ہے اور آخری حصہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "خدا اس سے دور رہے"۔ یہ ترجمہ وہی کر سکتا ہے جس کو عربی زبان سے ذرا بھی مس نہ ہو۔

(۶۳) واٹ کا خیال ہے (ص ۲۲۵ حاشیہ ۱) کہ اس دفعہ کا بھی مفہوم واضح نہیں ہے۔ وہ اس کے متضاد معنی دیتے ہیں۔

(۶۴) محمد فؤاد عبدالباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۴۵ء، ص ۸۰۔

(۶۵) محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۵-۲۶؛ نیز ملاحظہ ہو ان کا مضمون "IDEAL FACTORS IN THE ORIGIN OF ISLAM" اسلامک کوارٹرلی، جلد دوم، شمارہ ۳، اکتوبر ۱۹۵۵ء، ص ۱۶۱ وغیرہ۔

(۶۶) اے، جے، ونسنک (A. J. WENSNICK)، المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، لیڈن ۱۹۳۶ء، اول، ص ۹۲ ب یا ۹۸ الف۔

(۶۷) غالباً ولہاوزن، عرب کنگڈم اینڈ اٹس فال، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۱۲-۱۱، اس نظریہ کا بانی اول تھا ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ خیال اپنے پیش رو جرمن علمائے تاریخ سے مستعار لیا ہو۔ بہرحال اس کا خیال ہے جو عجیب و غریب تضادات اور نرالی منطق پر مبنی ہے کہ "رشتۂ اتحاد مذہب ہے۔ اور مومنین اس کے حامی و ناصر ہیں۔ چنانچہ ان کو خاص حقوق اور فرائض حاصل ہیں پھر بھی ایسا نہیں ہے کہ صرف مومنین ہی امہ میں شامل ہیں، بلکہ وہ تمام لوگ جو ان سے اتحاد کر لیں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ یعنی تمام باشندگانِ مدینہ۔ امہ ایک وسیع علاقے یا خطے پر حاوی تھی۔ مدینہ کے تمام اطراف وحدود ناقابل تنسیخ معاہدہ کا علاقہ تھا۔ انصار میں اس وقت بھی غیر مسلم عرب تھے اور وہ بھی امہ سے خارج نہیں کیے گئے تھے بلکہ واضح طریقہ سے ان کو شامل کیا گیا تھا۔ یہود بھی اس میں شامل تھے۔ اگرچہ امہ میں ان کو وہ قریبی تعلق اور مقام حاصل نہ تھا جو انصار اور مہاجرین کو حاصل تھا اسی لیے ان کے حقوق و فرائض بھی ویسے ہی اور برابر و یکساں نہ تھے۔" واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۵-۶ اور ص ۴۲-۲۴۱ بھی ولہاوزن کے اتباع میں مدینہ کے تمام فریقوں اور طبقوں ——— مسلمانوں، یہودیوں اور غیر مسلم عربوں ——— کو امت میں شامل کرتے ہیں۔

اسی طرح شامل کرتے ہیں ایف، ای، پیٹر، اللہ کی کامن ویلتھ (ALLAH'S COMMON WEALTH)، ص ۶۳؛ برکات احمد، مذکورہ بالا، ص ۴۸ - ۴۶؛ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، ص ۱۰۵؛ مضمون امہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، اول طبع۔

حیرت ہوتی ہے کہ اگر امۃ مذہب — اسلام — پر مبنی تھی، جس کا اعتراف تمام جدید مورخین کو ہے تو یہ کیسی امت تھی جس میں یہود، نصارٰی، مشرکین وغیرہ برابر کے شامل تھے۔ منطقی لحاظ سے تو صرف اس میں مسلمانوں کے طبقات — مہاجرین و انصار — ہی سے امۃ اللہ یا امت اسلامی عبارت ہو سکتی تھی یا یہ امت سرے سے مذہبی بنیادوں پر ہی قائم نہ تھی یا نہ ہونی چاہیے۔ امت کے نظریہ کے لیے ملاحظہ ہو ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام کا نظامِ حیات، دہلی ۱۹۷۶ء، ص ۱۷ وغیرہ۔

(۶۸) مومنین اور مسلمین دونوں قرآنی اصطلاحات ہیں اور ان کے بہترین معانی قرآن ہی نے بیان کیے ہیں۔ ویسے ایمان کے معنی ہیں عقیدہ اور یقین۔ جبکہ اسلام کا مفہوم ہے خدا کی مرضی کے آگے جھک جانا یا حلقۂ اسلام میں داخل ہو جانا۔ اسلامی دینیات میں ان کے درمیان ایک نازک سا فرق ہے جس کو قرآن نے کیا خوب بیان کیا ہے:

"کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے، تو کہہ تم ایمان نہیں لائے، پر تم کہو مسلمان ہوئے۔ اور ابھی نہیں بیٹھا ایمان تمہارے دلوں میں....

ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور بیچے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے - وہ جو ہیں، وہی ہیں سچے۔"

سورۂ حجرات، آیت ۱۵ - ۱۴؛ اردو ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی؛ دو ترجمہ حمائل شریف، مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۳ھ، ص ۵۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو: رچرڈ بیل، مذکورہ بالا، ص ۵۲۶؛ آربری، دوم، ص ۲۲۲؛ بخاری اور مسلم، جامع صحیح، کتاب الایمان۔

(۶۹) واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۱ نے دستورِ مدینہ کی اس دفعہ کا ترجمہ غلط کیا ہے اور صحیح ترجمہ بعد میں دیا لیکن اس کی تعبیر و تشریح الٹی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "اس دفعہ کا مطلب ممکن طور پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہود بنی عوف مسلمانوں کے متوازی ایک امت تھے لیکن غالباً اس کا مطلب ہے وہ ایک ہی امت میں شامل تھے۔" ابن ہشام، دوم، ص ۴ - ۱۰۵ کے متن میں بنو عوف کے یہود کے لیے فقرہ ہے امۃ مع المومنین نہ کہ امۃ من المومنین۔ جس کا واضح مفہوم ہے کہ یہود بنی عوف مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ایک اور امت ہیں جو بہرحال مسلمانوں سے الگ اور ممتاز تھی۔ عربی زبان میں من (سے) اور مع (ساتھ) کا فرق بدیہی ہے جو تمام علمائے لغت جانتے ہیں۔ مستشرق موصوف بھی اس سے نابلد نہیں اسی وجہ سے وہ اس کا صحیح مفہوم بھی دیتے ہیں لیکن اس کی تشریح الٹی کرتے ہیں ورنہ ان کا نظریۂ امت باطل ٹھہرے گا۔ یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس دفعہ میں "مسلمانوں کے لیے

ان کا دین اور بنو عوف کے یہودیوں کے لیے ان کا دین" مزید کہہ کر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ امت ہیں۔ اسی ضمن میں قرآن مجید کی سورہ کافرون کی آخری آیت لکم دینکم ولِیَ دین "تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے" بھی سامنے رکھنی چاہیے۔ کیا دستورِ مدینہ کی متعلقہ دفعہ آیت قرآنی کی صدائے بازگشت نہیں ہے؟ محض مستشرقین ہی نے نہیں بلکہ اس سلسلے میں ان کے خوشہ چیں مشرقی مسلم مورخین جیسے برکات احمد اور حمید اللہ نے امت کا مفہوم بے انتہا غلط اور غیر تاریخی بنا دیا ہے۔

(۷۰) ولہاوزن، مذکورہ بالا، ص ۱۱ کا خیال ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دستورِ مدینہ میں "اللہ کا رسول" کہیں نہیں کہا گیا ہے۔ جبکہ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۸، کا بیان ہے کہ محمد رسول اللہ کا فقرہ صرف دیباچہ دستور میں آیا ہے، متن میں کسی جگہ نہیں ہے۔ لیکن دونوں کا خیال خام ہے۔ ابنِ ہشام کے ذکر کردہ متن میں یہ فقرہ طیبہ تین جگہوں پر بیان ہوا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ خود واٹ کے انگریزی ترجمہ میں یہی فقرہ ان تینوں مقامات پر بھی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے: محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵، ۲۲۴، ۲۲۱ پر دفعات دستور ۴۲ اور ۴۷ کے علاوہ دیباچۂ دستور۔

(۷۱) زرِ فدیہ کی رقم اصولی طور سے فریقین کی مفاہمت یا فریق غالب کے فیصلہ پر متعین ہوتی تھی۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرِ فدیہ کی گراں ترین اور غالباً مقبول و مسلّم ترین شرح چار ہزار درہم تھی جو اکثر اسیرانِ بدر سے مسلمانوں نے مانگی تھی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: خاکسار کا مضمون "عہدِ نبوی کی مسلم معیشت میں اموالِ غنیمت کا تناسب" تحقیقات اسلامی علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۵۔

(۷۲) دیت کی عام شرح عہدِ نبوی میں یا قریش کے یہاں سو اونٹ تھے۔ یہی مسلم اصول تھا۔ ملاحظہ ہو: حجۃ الوداع میں خطبۂ نبوی، محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، ص ۵۹۰۔

(۷۳) چونکہ عربوں کے قبائلی نظام میں یا اس وقت تک کے اسلامی معاشرے میں قوانین کو نافذ کرنے والی کوئی طاقت یا ادارہ جیسے پولیس وغیرہ نہیں تھا جو مجرم کو پکڑ کر کیفرِ کردار تک پہنچا سکتا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماجی تحفظ کا نظام اجتماعی ذمہ داری پر مبنی تھا۔ کیونکہ صرف ایک بڑا انسانی گروہ خاندان یا قبیلہ ہی قوانین کو نافذ کر سکتا تھا یا مجرم کو جرم کے ارتکاب سے روک سکتا تھا اور ارتکابِ جرم کی صورت میں اس کو سزا دے سکتا تھا یا جرمانہ وصول کر سکتا تھا افراد اپنی انفرادی حیثیت میں اس کی ضمانت نہیں دے سکتے تھے۔

(۷۴) چونکہ قریشی یا غیر قریشی مہاجرین اپنے خاندانوں اور گھرانوں سے کٹ گئے تھے اور وہ عملاً مختلف قبیلوں، خاندانوں کے افراد تھے اس لیے ان کو ایک نیا سماجی شعور یا جماعتی تصور دینے کے لیے اور اس سے زیادہ عملی اعتبار سے آسانی فراہم کرنے کے لیے ان کو ایک سماجی وحدت قرار دیا گیا تھا اور سماجی تحفظ کے نظام میں ان کی ایک قبیلہ کے مانند اجتماعی ذمہ داری سمجھی گئی تھی۔

(۷۵) دیت اور زرِ فدیہ کی ادائیگی کو اجتماعی ذمہ داری کے اصول کی بنا پر پورے قبیلہ یا خاندان کی ذمہ داری قرار دیا گیا تھا



غلافِ کعبہ کا قدیم ٹکڑا فریم میں لگا ہوا جہاں غلافِ کعبہ تیار ہوتا ہے

کیونکہ فرد/ افراد سے ان کی وصولیابی کی ضمانت نہ تھی۔ عملی اعتبار سے یہ قومی/ قبائلی/ گروہی اخراجات تھے۔

(۷۶) اس سماجی برتری کا اعتراف مستشرقین کو بھی ہے، ملاحظہ ہو ولہاوزن، ص ۱۲؛ واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۲۸۔۲۲۷۔

(۷۷) مدینہ کے یہودی قبائل کے اسلام سے انکار اور عداوت کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۴۷۔۲۳۹؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۰۴۔۳۹۷؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۰۔۱۹۱۔

(۷۸) مثلاً فتح مکہ سے قبل ایک عظیم مخلص و مومن صحابیِ رسول حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے محض قریش کی محبت و حمایت میں ان کو مسلم منصوبوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۵۴۵۔

(۷۹) یہودِ مدینہ اور قریش کے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، سیرہ، ص ۳۶۱ جب غزوہ سویق کے دوران مکی قریشی افواج کے سالار ابو سفیان بن حرب کی ضیافت بنو نضیر کے سردار قبیلہ سلاّم بن مشکم نے کی تھی۔ یہی نہیں بلکہ کیوں کو اس نے مدینہ کے بارے میں فوجی اہمیت کی تمام معلومات اور فوجی راز بہم پہنچائے تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۲۵۔۳۹۵۔

(۸۰) بدر سے ذرا پہلے جب حضرت سعد بن معاذ اوسی عمرہ کے لیے مکہ گئے تھے تو روایات کے مطابق اپنے پرانے دوست امیہ ابن خلف جمحی کے گھر مقیم ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو: بخاری، جامع صحیح، کتاب المغازی، غزوہ بدر۔

(۸۱) ولہاوزن نے اس بحث کا آغاز کیا اور بنیاد فراہم کی جس پر بعد کے تمام مغربی مورخین نے اپنی تحقیق کی پوری عمارت تعمیر کی ہے۔ ان میں مونٹگمری واٹ سب سے اہم ہیں جنہوں نے کافی طویل بحث اس موضوع پر کی ہے۔ ملاحظہ ہو: ولہاوزن، مذکورہ بالا، ص ۱۶۔۱۴؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۸۔۲۲۸۔

(۸۲) مونٹگمری واٹ، مذکورہ بالا، ص ۲۹۔۲۲۸۔ (۸۳) ایضاً، ص ۳۰۔۲۲۹۔

(۸۴) ملاحظہ ہو: سیرت النبی، اول، ص ۳۹۴۔

(۸۵) واقعۂ افک میں ملوث ہونے پر عبداللہ بن ابی کے مومن صادق فرزند حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کو خود قتل کرنے کی اجازت نبوی مانگی تھی جو رحمۃ للعالمین نے نہیں دی۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدارِ اعلیٰ کا سب سے بڑا ثبوت ہے مورخ موصوف کو نظر نہیں آیا۔ ملاحظہ کیجئے واقعہ کے لیے: اسد الغابہ، سوم، ص ۱۹۷۔

(۸۶) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۰۔۶۰۹۔

(۸۷) ایضاً، ص ۳۲۔۲۳۱۔ مورخ موصوف نے اس ضمن میں مال غنیمت خصوصاً بدر کے موقعہ پر غنیمت کے تقسیم کے معاملہ کو بھی اٹھایا ہے۔ دراصل ان کی پوری بحث بڑی بے جان، غیر علمی اور غیر تاریخی ہے۔ وہ ایک کمزور مقدمہ کی ناکام دفاعی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۸۸) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۸۳؛ ابنِ ہشام، اول، ص ۵۹؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۶؛ طبری، دوم، ص ۴۔۴۳۲۔

زیادہ تر جدید مورخین نے واقدی کی ترتیب و تواریخ سرایا و غزوات کو قبول کیا ہے۔ چنانچہ وہی اس کتاب میں بھی تسلیم کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲ اور ۸۶ - ۸۵ اور ضمیمہ ب؛ محمود شیت خطاب، الرسول القائد، بغداد ۱۹۵۵ء، ص ۵۲ - ۵۱؛ جے، ایم، بی، جونس "THE CHRONOLOGY OF THE MAGHAZI - A TEXTUAL SURVEY" بلیٹن آف دی اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز (BSOAS)، جلد ۱۹، ۱۹۵۷ء؛ نیز "ابن اسحاق اینڈ واقدی"، BSOAS، جلد ۲۲، ۱۹۵۹ء؛ ڈبلو، ایم، واٹ، "دی میٹریل یوزڈ بائی ابن اسحاق" HISTORIANS OF MIDDLE EAST، مرتبہ برنارڈ لیوس اینڈ پی، ایم، ہولٹ، لندن ۱۹۶۲ء، ص ۲۴ - ۲۳؛ مارسڈن جونس کا مقدمہ بر واقدی، کتاب المغازی، ص ۳۵ - ۲۵۔

اس موضوع پر مکمل اور جامع بحث کے لیے دیکھیے میرا مضمون "عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں ——— محرکات، مسائل اور مقاصد" برہان دہلی، دسمبر ۱۹۸۲ء تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔

(۸۹) محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، ص ۱۱۱ - ۱۱۰۔

(۹۰) ملاحظہ ہو میرا مضمون "کیا مہاجرینِ مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟" تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، اپریل ۱۹۸۳ء۔

(۹۱) مضمون "عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں ——— محرکات، مسائل اور مقاصد"

(۹۲) مثلاً مارگولیتھ، سر ولیم میور، مونٹگمری واٹ وغیرہ۔ مضمون مذکورہ بالا، حوالوں کے لیے۔

(۹۳) مثلاً شبلی نعمانی، محمد حمید اللہ وغیرہ۔ حوالوں کے لیے مضمون مذکورہ بالا۔

(۹۴) کتاب المغازی، ص ۲؛ مضمون عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں۔

(۹۵) "عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد" (۹۶) ایضاً

(۹۷) ایضاً۔ واٹ نے اس خیال کو زیادہ قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

(۹۸) ایضاً (۹۹) ایضاً (۱۰۰) ایضاً

(۱۰۱ - ۱۱۶) حوالوں اور مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۱۷) ایضاً۔ پہلی مہم میں مسلمانوں کی تعداد محض تیس ۳۰ تھی جبکہ دشمن کی تعداد تین سو تھی۔ دوسری مہم میں مسلمان ۶۰ - ۸۰ کے درمیان تھے اور قریشی کاروان دو سو افراد پر مشتمل تھا۔ خرار میں مسلم آٹھ دشمن نا معلوم تعداد میں۔ سریہ نخلہ آٹھ یا بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ غزواتِ نبوی میں پہلے دوسرے اور تیسرے موقعہ پر مسلمانوں کی عددی طاقت بالترتیب ۶۰، ۲۰۰ اور ۱۵۰ یا ۲۰۰ تھی، باقی کے بارے میں تعداد نہیں معلوم۔ قریشی کاروانوں کی عددی طاقت بھی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلم مہموں کا ہدف تھے نہیں مذکور ہے۔

(۱۱۸) ان تعلقات کے لیے دیکھیے : جواد علی، تاریخ العرب قبل الاسلام، بیروت ۱۹۶۸ء، سہ جلد، کتاب المنمق، ص ۹-۸۸-

(۱۱۹) مکی عہد میں حضرت ابو ذر غفاری کے مسلمان ہونے پر قریش مکہ نے ان کو زدوکوب کرنا شروع کیا مگر جونہی حضرت عباس بن عبدالمطلب نے ان کو احساس دلایا کہ ان کا تجارتی راستہ غفار کے قبیلہ کے علاقے سے ہو کر گزرتا ہے انھوں نے ہاتھ کھینچ لیے تھے۔ ایضاً ؛ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۲۵-

(۱۲۰) اس موقع پر قریشی مخالفین کی تعداد ستر یا اس سے کم تھی۔ واٹ، مونٹگمری، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰، اکا خیال ہے کہ وہ غالباً کچھ کم ہی تھی۔ تفصیلی بحث کے لیے مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۲۱) بدر سے کچھ قبل جب حضرت سعد بن معاذ اوسی عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ گئے اور اپنے دوست امیہ بن خلف جمحی کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ابو جہل مخزومی نے ان کو عمرہ و حج سے محروم کر دینے کی دھمکی دی تھی اگر انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے ہاتھ نہ کھینچا۔ جواب میں حضرت سعد نے ابو جہل کو مکی تجارت کے شامی راستے کو بند کر دینے کی دھمکی دی تھی اور دشمنِ اسلام خاموش ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ بلاریب و اشتباہ ثابت کرتا ہے کہ بدر تک نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی اقتصادی ناکہ بندی کی تھی اور نہ مکی قریشیوں کو اپنی تجارت کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہوا تھا اور نہ ہی ابتدائی مہمیں قریشی کاروانوں سے چھیڑ چھاڑ، لوٹ مار یا اقتصادی ناکہ بندی کے لیے بھیجی گئی تھیں۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۲۲) مضمون مذکورہ بالا۔ (۱۲۳) ایضاً (۱۲۴) ایضاً

(۱۲۵) ان معاہدوں کے متون کے لیے دیکھیے : محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیہ للعہد النبوی و الخلافۃ الراشدہ، قاہرہ ۱۹۴۱ء، ص ۱۷-۱۵۱ ؛ اردو خلاصہ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۸۰-۷۶، ۵ ؛ نیز اردو ترجمہ نثار احمد فاروقی، الرسالات النبویۃ، نقوش لاہور رسول نمبر ۱۹۸۲ء، جلد دوم، ص ۱۴-۲۳۹، ص ۲۴۴ وغیرہ۔

(۱۲۶) ملاحظہ کیجیے نقشہ جزیرہ نمائے عرب۔

(۱۲۷) غزوۂ بدر کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو : ابنِ اسحاق، سیرہ ص ۲۸۹-۳۳۹ اور آگے ؛ واقدی، ص ۱۷۱-۱۹ ؛ ابنِ سعد، دوم ص ۲۷-۱۱ ؛ انساب الاشراف، اول ص ۳۰۸-۲۸۸۔

(۱۲۸) ابنِ اسحاق، سیرہ، ص ۱۱-۳۰۹ ؛ واقدی، ص ۳-۲۰۱ ؛ ابنِ سعد، دوم ص ۳۸-۳۷ ؛ نیز ملاحظہ کیجیے محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی)، حیدر آباد دکن ۱۹۷۳ء، ص ۲۱ ؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶-۱۳۔ واقدی اور ابنِ سعد کے متعدد حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قریشِ مکہ کو اپنے جانی نقصان سے اپنے سیاسی وقار اور فوجی برتری کے صدمے کا زیادہ غم تھا۔ ملاحظہ ہو ابنِ اسحاق، ص ۶۰-۳۴۰، جن کا بیان ہے کہ قریشی و ان کے ہمدرد شعرائے عرب کو بدر کی شکست کا یہ زیادہ اندوہ تھا کہ "قریش کو اب وہ سماجی عزت و مرتبہ اور رعب داب نہیں حاصل رہے گا جو ان کو پہلے کبھی تھا۔ کیونکہ ان کے عظیم ترین قائدین کی اکثریت بدر میں کھیت رہی تھی۔"

(۱۲۹) حوالہ سابق۔

(۱۳۰) ملاحظہ ہو: کتاب المنمق ص ۹-۸۸؛ نیز ابن اسحاق ص ۳۹۰؛ واقدی ص ۳۹-۳۳۸۔

(۱۳۱) بدر کے معاً بعد خزاعہ کے لوگوں نے مدینہ کا قریش مکہ کے مقابلہ میں ساتھ دینا شروع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو معبد خزاعی اور دوسرے خزاعی حلیفوں کا رویہ غزوات سویق، اُحد، بدر الموعد، خندق وغیرہ کے مواقع پر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کے منصوبوں کی اطلاع زیادہ تر انھیں خزاعیوں کے ذریعہ پہنچتی تھی؛ ابن اسحاق ص ۳۹۰؛ واقدی ص ۳۹-۳۳۸ وغیرہ؛ طبری، دوم. ص ۵۵۳ وغیرہ؛ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۸۶ وغیرہ۔

(۱۳۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم، بحث بر اسلام خزاعہ، اسلم وغفار۔

(۱۳۳) محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی) ص ۲۱۔

(۱۳۴) مآخذ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے اور زیادہ قریش کے بارے میں محتاط ہو گئے تھے اور ان کی کارروائیوں اور منصوبوں پر بڑی کڑی نظر رکھتے تھے۔ مکہ میں آپ کے خفیہ جاسوسوں اور ہمدردوں کا ایک خاصا بڑا طبقہ تھا جو آپ کو ان کے ارادوں کے بارے میں برابر خبریں بھیجتا رہتا تھا۔ ہمارے مسلم قدیم اور جدید مورخین عام طور سے حضرت عباس بن عبد المطلب ہاشمی کو سب سے زیادہ شرف دیتے ہیں۔ جبکہ مستشرقین عموماً خزاعی ہمدردوں اور حلیفوں اور بنو غفار و اسلم وغیرہ کے دوسرے قبائل کے دوستوں کو نمایاں مقام دیتے ہیں۔ اگرچہ حضرت عباس کی ہمدردئ رسولِ کریم سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم مآخذ اور جدید مسلم مورخین دونوں ضرورت سے زیادہ ان کے کردار پر زور دیتے ہیں۔ اور یہ غالباً عہدِ عباسی کی اس تاریخ نویسی کا اثر تھا جس میں عباسی بزرگوں کو اسلام کے صدر اول میں نمایاں مقام دینا لازمی سمجھا گیا تھا۔ بہر حال مآخذ سے تنقیدی مطالعہ کے بعد سہی یہ واضح ہوتا ہے کہ بنو خزاعہ کے حلیفوں نے اس سلسلہ میں اسلامی ریاست کی زیادہ خدمت کی تھی۔ اس خیال کو مزید تقویت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ خزاعہ کے کردار کو واقدی نے جو عام طور سے شیعی رجحانات کا حامل سمجھا جاتا ہے نمایاں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب المغازی ص ۹-۳۳۸ وغیرہ۔

مسلم نقطۂ نظر کے لیے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۰۱ وغیرہ؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۲۲۔ مستشرقین کے نقطۂ نظر کے لیے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۷ وغیرہ۔

(۱۳۵) مآخذ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ غزوۂ اُحد میں جنگ کے تین مرحلے تھے۔ پہلا جب مسلمانوں کو برتری حاصل تھی اور مکی پسپا ہو رہے تھے۔ دُوسرا جب تیر اندازوں کی غلطی سے پسپا ہونے والے مکیوں نے حضرت خالد بن ولید مخزومی اور حضرت عمرو بن عاص سہمی کی قیادت میں مسلم لشکر پر عقب اور بازوؤں سے حملہ کر کے مسلمانوں کی صفوں میں ابتری پیدا کر دی جس کے نتیجے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے اور اس سے بڑھ کر آپ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی اور تیسرا اس وقت جب آپ نے زخمی ہونے کے باوجود دل شکستہ مسلمانوں کو نہ صرف جوش و

ولولے سے بھر دیا بلکہ منتشر ہونے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے والے مسلمانوں کو بھی از سرِ نو اقدام پر آمادہ کر دیا جس کے نتیجے میں مکی لشکر پسپا ہو گیا۔ ملاحظہ ہو ابنِ اسحاق، ص ۹۰ - ۳۷۰؛ واقدی ص ۵۴ - ۲۲۹؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۴۷ - ۱۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰ - ۳۱۸؛ طبری، دوم، ص ۱۷ - ۵۱۶؛ نیز ملاحظہ ہو منٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۷ - ۲۲؛ محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۲۸ - ۲۶؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸۱ - ۳۷۵۔

واٹ کا خیال دلچسپ ہے کہ مسلمانوں نے خود غزوۂ احد کو زیادہ تاریک رنگوں میں اور غمناک بنا کر پیش کیا ہے جبکہ مآخذ سے بالکل برعکس تاثر اُبھرتا ہے۔ مستشرق موصوف نے مآخذ پر اس ضمن میں مبالغہ آرائی کے الزام کی تردید بھی کی ہے۔ اگرچہ واٹ نے اس کا جو سبب بتایا ہے وہ انتہائی غیر علمی اور غیر تاریخی ہے۔

(۱۳۶) واقدی، ص ۲۹۹

(۱۳۷) ابن اسحاق، ص ۹۰ - ۳۸۹ کا بیان ہے کہ " حمراء الاسد کے غزوہ میں صرف ان مسلمانوں کو شرکت کی اجازت دی گئی تھی جنھوں نے اُحد کے میدان میں زخم کھائے تھے اور دادِ شجاعت دی تھی۔ آپ نے پسپا ہوتے ہوئے دشمن کا تعاقب اس لیے کیا تھا کہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ آپ ابھی تک طاقتور ہیں اور آپ کے نقصانات نے آپ کو کسی طرح کمزور نہیں کیا تھا اور یہ کہ آپ نے یہ تعاقب علانیہ اور اظہار کر کے کیا تھا تاکہ دشمن کو اس تعاقب کا علم بھی ہو جائے اور وہ مرعوب ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ حمراء الاسد تک دشمن کا پیچھا کرنے سے عرب قبائل پر خاص کر اردگرد کے قبائل پر یہ تاثر قائم ہوا ہو گا کہ مسلم ریاست اب بھی اتنی ہی طاقتور ہے یا کم از کم اس نے صرف ایک معرکہ ہارا ہے جنگ نہیں۔ عرب قبائل کے تاثرات و ردِ عمل کے لیے ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، ص ۹۱ - ۳۹۰؛ واقدی، ص ۴۰ - ۳۳۶؛ طبری، دوم، ص ۵۴ - ۵۵۰؛ الرسول القائد، ص ۱۱۷ وغیرہ۔

شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۰۰ کا خیال ہے کہ "..... بدر کی فتح نے ایک عام رعب بٹھا دیا تھا جس کی وجہ سے تمام قبیلے اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ گئے تھے لیکن احد کی شکست نے حالت بدل دی اور دوبارہ تمام قبائل دفعۃً اُٹھ کھڑے ہوئے سیرت نبوی میں سرایا..... کا جو اچانک سلسلہ پھیلا ہوا نظر آتا ہے اس زنجیر کی کڑیاں ہیں ....." چنانچہ سریہ قطن، سریہ انیس، واقعہ بئر معونہ اور واقعۂ رجیع کو انھوں نے اسی سلسلے میں شمار کیا ہے۔ جبکہ محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۲۹ نے اُحد میں قریش کی ناکامی اور مدینہ پر قبضہ کرنے میں کوتاہی کو نہ صرف مسلمانوں کی فوجی و سیاسی طاقت کی بحالی قرار دیا ہے بلکہ اگلے مہینوں میں طاقت کے استحکام اور مختلف سمتوں میں توسیع حلقۂ اثر و نفوذِ اسلام قرار دیا ہے۔ موخر الذکر کا تجزیہ مآخذ کے بیان کردہ واقعات و حقائق سے زیادہ قریب ہے۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۳۹۰؛ واقدی، ص ۹ - ۳۳۸۔

(۱۳۹) ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۱، ۳۶۴، ۴۴۷ -

(۱۴۰) قریشی اتحاد کی فوجی طاقت کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۴۵۰؛ واقدی ص ۲۰۳؛ ابن سعد دوم، ص ۴۷؛ طبری دوم ص ۵۰۵؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۲۰-۴۱۹؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۶؛ محمد حمید اللہ: عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۳۱-۲۹ - موخر الذکر کا خیال ہے کہ غزوۂ احزاب دراصل خیبر کے یہودی سازشیوں کا آخری اور جامع منصوبہ تھا۔ یہی بات شبلی نے بھی کہی ہے اور مآخذ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - مونٹگمری واٹ کو بھی احزاب کو مدینہ کے خلاف آمادہ کرنے میں یہودِ خیبر کا کلیدی کردار نظر آتا ہے -

(۱۴۱) قرآن کریم، سورۂ احزاب، آیت ۲ -

(۱۴۲) ابنِ اسحاق، ص ۴۶۰-۴۵۰؛ ابن سعد دوم، ص ۴۷-۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۹-۳۵؛ مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۳۲۹؛ خطاب، الرسول القائد، ص ۱۵۷-۱۴۲ -

(۱۴۳) بخاری، الجامع الصحیح، باب غزوۃ الخندق، روایت حضرت سلیمان بن صرد۔ مکمل روایت یوں ہے: "عن سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب نغزوھم ولا یغزوننا۔"

(۱۴۴) بدر کے اسیروں میں حضرت خالد بن ولید مخزومی کے بھائی حضرت ولید بن ولید اسی زمانہ اسیری میں اسلام سے متاثر ہوئے اور کچھ بعد میں مسلمان ہوئے تھے. ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۴۱-۱۴۰ - دُوسروں کے لیے ملاحظہ کیجئے، واقدی، ص ۱۳۸ تا ۱۴۴ -

(۱۴۵) ان یہودی حلیفوں میں یہ لوگ شامل تھے:

(۱) اسماء بنت مروان، اوس / بنو خطمہ کی حلیف. جس کا قتل رمضان ۲ھ / ۶۲۴ء میں ہوا۔

(۲) ابو عفک، خزرج / بنو نجار کا حلیف جس کا قتل ایک ماہ بعد ہوا۔

(۳) کعب بن اشرف اوس کا حلیف جو ربیع الاول ۳ھ / اگست، ستمبر ۶۲۴ء میں مقتول ہوا۔

یہ تینوں یہودی حلیف اسلامی ریاست کے خلاف نفرت پھیلانے، قبائلِ عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور مہاجرین و انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرنے کے مجرم تھے - جیسا کہ مآخذ سے اور خاص کر ان کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے جو ابن اسحاق کی سیرۃ میں محفوظ ہے۔ سیرت نگار کا بیان ہے کہ اسماءؔ بنت مروان کا تعلق بنو امیہ بن زید سے تھا اور وُہ خود بنو خطمہ کے ایک شخص یزید بن زید سے بیاہی تھی۔ اس نے اپنے اشعار میں بنو مالک، بنو نابت اور بنو عوف و خزرج کی ہجو کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم ایک ایسے اجنبی کی اتباع کرتے ہو جو تم میں سے نہیں ہے۔ نہ وہ مراد کا نہ مذحج کا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم کو وہ تمھارے سرداروں کو قتل کرنے کے بعد چھوڑ دے گا۔ کاش کوئی ایسا عزت والا تم میں ہوتا جو اس کا کام تمام کرتا اور اس کے ساتھیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا۔" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سب سُنا تو فرمایا کہ کون اس سے میرا پیچھا چھڑائے گا۔ بنو خطمہ ہی کے ایک شخص حضرت عمیر بن عدی نے اسی رات اس کا کام تمام کر دیا۔ اور پھر بڑی جرأت کے

ساتھ صبح اس کے پانچ جوان بیٹوں کے سامنے اس کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ قبیلہ والوں میں سے کوئی کچھ نہ کر سکا کیونکہ بقول ابن اسحاق انھوں نے اسلام کی طاقت دیکھ لی تھی۔ بنو خطمہ کے چھپے ہوئے مسلمانوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان و اظہار کر دیا بلکہ غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ دراصل حلف کے معاہدے کو توڑنے کی سزا تھی۔

ابو عفک کا معاملہ بھی اسی طرح کا تھا۔ اس کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اس نے بھی اپنی شاعری کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انصار کے دو طبقوں میں منافرت پھیلانی چاہی تھی۔ چنانچہ بنی عوف ہی کے سالم بن عمیر نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

کعب بن اشرف کا معاملہ کافی مشہور ہے۔ وہ بنو نضیر کا ایک شخص اور اسلامی ریاست کا معاہد تھا مگر غزوہ بدر قریش کی شکست اور مسلمانوں کی فتح پر اس قدر برافروختہ ہوا کہ مکہ گیا اور وہاں اپنی شاعری سے جنگ کی آگ بھڑکا آیا۔

ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۴ اور ص ۶۷۵-۶۷۴؛ ابن ہشام، اول، ص ۶۰۹ اور ص ۶-۶۳۵؛ واقدی، ص ۵-۱۷۲ اور ۹۳-۱۸۴؛ ابن سعد، دوم ص ۲۸-۲۷ اور ۵۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴-۳۷۳؛ طبری، دوم، ص ۹۱-۴۸۹؛ بخاری اور مسلم، کتاب المغازی، قتل کعب بن الاشرف۔ آخری تین مآخذ اسماء اور ابو عفک کے قتل کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۸، جن کا خیال ہے کہ یہ تینوں قتل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پالیسی کے نظریاتی پہلو کی اہمیت کے احساس و ادراک کے سبب ہوئے تھے۔ دیکھئے رودنساں، محمد، ص ۱۵۷، ۷۳-۱۷۰۔

(۱۴۶) مثلاً مارگولیتھ، ص ۲۷۷۔

(۱۴۷) ابن اسحاق، ص ۳۱۲ کا بیان ہے کہ جب سہیل کو جنگِ بدر میں گرفتار کر لیا گیا تو حضرت عمر بن خطاب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ سہیل کے اگلے دو دانت اکھڑوا لیے جائیں تاکہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور وہ اس فصاحت و بلاغت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا نہ کر سکے جیسے کہ وہ کر سکتا تھا۔" مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں اس کو مثلہ نہیں کروں گا، شاید کسی دن وہ اسلام کے لیے ایسا کام کرے جس پر تم اسے الزام نہ دے سکو۔" مزید ملاحظہ کیجئے: زبیری (عبداللہ بن مصعب) کتاب نسب قریش، مرتبہ لیفی بروفنسال، قاہرہ سنہ ۱۹۵۳، ص ۴۱۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۲؛ طبری، دوم، ص ۴۶۵۔

(۱۴۸) گو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے مگر بیس سال تک اسلام دشمنی میں آپ کی ہجو کرتے رہے۔ ملاحظہ ہو ابنِ اسحاق، چہارم، ص ۵۱-۴۹۔

(۱۴۹) فتح مکہ تک اسلام اور رسول کے سخت دشمن رہے اور کیا کچھ نہ کیا۔ مگر رحمتِ عالم نے معاف کر دیا۔ ابن اسحاق، ص ۵۵۱؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۵-۴۔

(۱۵۰) فتح مکہ تک قریشی افواج کے قائد کی حیثیت سے مدینہ کی اسلامی ریاست کو مٹانے کے درپے رہے۔ لیکن نہ صرف

ان کو معاف کر دیا بلکہ ان کے گھر کو دار الامان قرار دے دیا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۸ - ۵۴۷۔

ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کے عمِ مکرم کا جگر چاک کر کے چبا ڈالا تھا۔ صفوان بن امیہ جمحی نے ساری زندگی اسلام کی مخالفت میں صرف کی تھی اور بدر کے بعد آپ کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔ عبداللہ بن زبعریٰ نے اپنی آتش نوائی سے اسلام کے خلاف کتنی سازش کی اور آپ کی ہجویں کی تھیں۔ اور نہ جانے کتنے ایسے ہی دشمنانِ اسلام تھے۔ لیکن آپ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی طرح خیبر کی فتح کے بعد آپ کو زہر دینے والی یہودی عورت تھی آپ نے اس کے خون سے بھی درگزر کیا۔ ان متعدد روایات اور مثالوں سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۶ - ۵۴۹؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۱۶۔ اور شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۲۷ - ۵۲۱۔

(۱۵۱) ابنِ اسحاق، ص ۳۶۲، کا بیان ہے کہ "بنو قینقاع پہلے یہودی تھے جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ شکنی کی تھی اور جنگ لڑی تھی"۔ مزید دیکھیے: ابوداؤد، سنن، باب کیف کان اخراج الیہود؛ واقدی، ص ۸ - ۱۷۶؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۳۰ - ۲۸؛ طبری، دوم، ص ۸۳ - ۴۷۹؛ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۳۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۹ - ۳۰۸؛ نیز ملاحظہ ہو شبلی، سیرت النبی، اول، ص ۵ - ۴۰۳؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰ - ۲۰۹؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۴۷۔

(۱۵۲) ابنِ اسحاق، ص ۲۹ - ۴۳۷؛ واقدی، ص ۷۶ - ۳۶۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۹ - ۵۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۳۹؛ فتوح البلدان، ص ۳۲ - ۳۱؛ طبری، دوم، ص ۵۵ - ۵۵۰۔ ان تمام مورخین کا بیان ہے کہ انھوں نے معاہدہ شکنی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ، دوم، ص ۹۳ میں مغازی موسیٰ بن عقبہ کی روایت و استناد پر ثابت کیا ہے کہ بنو نضیر نے قریش سے ایک دفاعی اور جارحانہ معاہدہ اسلامی ریاست کے خلاف کیا تھا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انھوں نے نہ صرف ایسے معاہدے کر رکھے تھے بلکہ دشمن کو مدینہ کے فوجی رازوں سے بھی باخبر کیا تھا۔ ابو داؤد، سنن، مذکورہ بالا باب، میں مزید بیان کرتے ہیں کہ بنو قینقاع کے معاملے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے باقی یہودی قبائل سے اپنے اپنے معاہدوں کی از سرِ نو تجدید کے لیے کہا تھا۔ چنانچہ بنو قریظہ اور دوسروں نے اسے قبول کر لیا تھا مگر بنو نضیر نے تجدیدِ عہد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب المغازی، غزوہ بنی نضیر؛ اور مسلم، اجلاء الیہود من الحجاز؛

مزید دیکھیے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۱۲ - ۴۰۹؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲ - ۲۱۱؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۴۷؛ برکات احمد، محمد اور یہود، ص ۶۶ - ۶۲۔

(۱۵۳) ابن اسحاق، ص ۷۰ - ۴۶۹، واضح طور سے غزوۂ احزاب کے دوران قریشی اتحاد کے ساتھ ایک جنگی معاہدہ کرنے اور مسلمانوں کی ریاست کو مدینہ سے بیخ و بُن سے اکھاڑنے کا ذکر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ معاہدہ کبھی روبہ عمل نہ آسکا

تاہم بنو قریظہ غداری کے مرتکب ہو چکے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو، فتوح البلدان، ص ۳۵، احزاب میں اس یہودی قبیلہ کے جنگی جرائم کے لیے؛ بخاری اور مسلم، مذکورہ بالا؛ ابو داؤد، مذکورہ بالا؛ واقدی، ص ۵۳۰-۴۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۰-۷۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۸-۳۴۰؛ طبری، دوم ص ۵۸۱-۵۹۳؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۳۳۳-۳۹؛ مونٹگمری واٹ، مذکورہ بالا، ص ۲۱۳-۲۱۶؛ محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۵۰-۴۹۔

(۱۵۴) کتاب المحبر، ص ۱۰۷-۸۰۔

(۱۵۵) وفاء الوفاء، ص ۱۱۴-۱۱۲؛ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۵۹۔

(۱۵۶) محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۶۰۲ کا بیان ہے کہ "چنانچہ نبی نے پورے بنی قینقاع کو تو نہیں بلکہ قصور وار خاندانوں کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ سے نکل شام چلے گئے۔" موصوف نے اپنے نظریہ کو دلائل سے نہیں ثابت کیا ہے۔

(۱۵۷) برکات احمد، محمد اور یہود، ص ۶۲-۵۸ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ بنو قینقاع کے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے پر ان کو مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

(۱۵۸) برکات احمد کے دلائل یہ ہیں؛

(۱) بنو قینقاع کے غیر مشروط ہتھیار ڈال دینے کے بعد ان کی طاقت ٹوٹ گئی تھی اور ان کے حامی منافقین کو سبق سکھایا جا چکا تھا۔ ان کے سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول کی منافقت کا نہ صرف پردہ چاک کر دیا گیا تھا بلکہ اس کی بھی سیاسی و قبائلی قوت توڑ دی گئی تھی۔ اس لیے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں رہی۔

(۲) پہلے سیرت نگار ابن اسحاق نے اپنی سیرہ میں ان کے مدینہ سے اخراج کا قطعی ذکر نہیں کیا ہے۔ واقدی اور ابنِ سعد نے ان کی جلا وطنی کا ذکر کیا ہے۔

(۳) بخاری اور مسلم نے بنو قینقاع کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصادم کا الگ سے ذکر نہیں کیا ہے اگرچہ وہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کا ذکر کرتے ہیں۔ دونوں محدثین نے مدینے کے یہود کی جلا وطنی کے ضمن میں ہی بنو قینقاع کے اخراج کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لیکن ان کی روایات میں کسی تاریخ کا ذکر نہیں اور بنو قینقاع کا ذکر بنو نضیر اور بنو قریظہ کے بعد آیا ہے۔ اس لیے اس اخراج کا تعلق حضرت عمر کی خلافت سے ہے۔ حیاتِ نبوی میں مدینہ سے یہودیوں کے عام اخراج کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

(۴) عظیم فقہاء و علماء مثلاً قاضی ابو یوسف (۱۱۳ھ/۷۳۱ء - ۱۸۲ھ/۷۹۸ء) اور یحییٰ بن آدم (۱۴۰ھ/۷۵۷ء - ۲۰۳ھ/۸۱۸ء) نے جو اموالِ غنیمت اور اراضی مفتوحہ پر بحث کرتے ہیں بنو قینقاع کی جلاوطنی اور ان کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہتے بلکہ موخر الذکر نے تو بنو نضیر کو پہلا جلا وطن کیا جانے والا یہودی قبیلہ بتایا ہے۔

(۵) امام شافعی (۱۵۰ھ/۷۶۷ء - ۲۰۴ھ/۸۲۰ء) نے بیان کیا ہے کہ خیبر کی مہم کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کے کرائے کے سپاہی بھرتی کیے تھے۔

(۶) ابن العماد (۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء - ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۹ء) صاحب شذرات الذہب نے بھی بنو قینقاع کی جلاوطنی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۷) قرآن کریم بنو نضیر کی جلاوطنی کو پہلی جلاوطنی بتاتا ہے۔ وہ ان کی اور بنو قریظہ کی سزاؤں کا تو ذکر کرتا ہے لیکن بنو قینقاع کے بارے میں قطعی کچھ نہیں کہتا۔

(۸) ابن اسحاق نے تو بنو قینقاع کے بازار اور جائدادوں کی تقسیم کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن واقدی وغیرہ بھی جو ان کی جلاوطنی کے قائل ہیں مسلمانوں کے درمیان ان کی اراضی کی تقسیم کا ذکر نہیں کرتے۔

(۹) اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گو بنو قینقاع کے اسلحے اور ہتھیار چھین لیے گئے تھے مگر ان کو مدینہ میں ان کی جائدادوں سمیت بحال رکھا گیا تھا۔

برکات احمد کی نظر سے ایک اہم قدیم تاریخی دستاویز اوجھل رہ گئی ہے۔ ان کے دلائل کی مزید تائید بلاذری کی فتوح البلدان سے بھی ہوتی ہے جو بنیادی طور سے مسلمانوں کی فتوحات ممالک و اراضی سے بحث کرتی ہے۔ یہ اہم بات ہے کہ بلاذری ہجرت نبوی کے ذکر کے بعد ایک اہم نکتہ پیش کرتا ہے کہ بنو قینقاع کے یہودی پہلے لوگ تھے جنھوں نے معاہدہ شکنی اور مخالفت کی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ سے نکال دیا اور پہلی زمین بنو نضیر کی اراضی تھی جس کو آپ نے فتح کیا۔ وہ بنو قینقاع کی زمینوں کی فتح اور ان کی مسلمانوں میں تقسیم کا ذکر نہیں کرتا۔ عہدِ نبوی میں اراضی فتوحات کا آغاز اول بنی نضیر سے کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۱-۳۰۔

(۱۵۹) برکات احمد، ص ۹۴-۱۰۷، کے اہم دلائل یہ ہیں:

(۱) ابنِ اسحاق کی روایات کی اسناد میں الجھن، تضاد اور اختلاف ہے۔ وہ بعد کے زمانے کے اثرات سے متاثر تھے اور یہودیوں کی روایات و قوانین سے نابلد تھے یا ان کا صحیح علم نہیں رکھتے تھے۔

(۲) ابنِ اسحاق، ابنِ ہشام، واقدی اور ابنِ سعد کے یہاں بنو قریظہ کے بیان میں زبردست اختلافات اور تضادات ہیں۔ مثلاً محاصرہ کے دنوں کی تعداد، بنو قریظہ کے ہتھیار ڈالنے کے سلسلے میں حکم نبوی یا حکم سعد بن معاذ، سعد بن معاذ کا ثالث مقرر ہونا، اوس کی ان سے سفارش اور ان کا جواب، بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ صادر کرنا، اور یہود بنی قریظہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو اعلان سے پہلے قبول کرنا، مردوں کا قتل اور عورتوں بچوں کو قیدی بنانا، فیصلہ سعد کے بعد اظہار مسرت نبوی، ۶۰۰-۹۰۰ افراد کے قتل کے لیے قبریں کھودنا۔ ان تمام نکات پر مصادر میں زبردست اندرونی تضادات ہیں۔

(۳) ابنِ اسحاق کا پورا بیان دوسرے بیانات سے طریق نقل و بیان میں میل نہیں کھاتا۔

(۴) حضرت سعد بن معاذ اوسی کا ثالث مقرر کیا جانا عقل و درایت کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ اگرچہ ان کی بطور ثالث تقرری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام پالیسی کے عین مطابق تھی تاہم راویوں نے یا تذکرہ نویسوں اور مورخوں نے اس میں کہانی اور افسانے کے عناصر شامل کر دئے ہیں۔

(۵) اصل فیصلہ یعنی بنو قریظہ کے قتل کے بارے میں روایات کی اسناد کمزور ہے۔ کن کو قتل کیا جائے؟

اس مسئلہ پر بھی روایات مختلف ہیں: کچھ تمام بالغ مردوں کو قتل کرنا بتاتی ہیں اور کچھ مقاتل (جنگ کرنے والوں) کو۔ تمام مردوں کا قتل قرآن مجید، حدیث اور اسلامی قانون کے خلاف ہے اس لیے وہ از خود مردود قرار پاتا ہے۔ اب معاملہ صرف ان لوگوں کا رہ جاتا ہے جو جنگ کرنے کے مجرم تھے۔

(۶) ان جنگجو یہودی مردوں کی تعداد جن کو قتل کیا گیا ابن اسحاق کے مطابق ۶۰۰ سے ۹۰۰ تک تھی۔ بنو قریظہ کی کل آبادی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ اگر ان مبینہ مقتولین کی تعداد پر ان کے خاندانوں کو قیاس کر لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کے کل ۲۰۰۰ سے ۴۵۰۰ اشخاص نے ہتھیار ڈالے ہوں گے۔ اتنے لوگوں کو رسّی سے باندھ کر ایک انصاری عورت کے گھر میں قید کر کے رکھنا اس زمانے کے مدینہ شہر کے لیے ناممکن تھا۔

(۷) ابن اسحاق کی روایت کے پہلے حصہ میں یہودِ بنی قریظہ کو بزدل بتایا گیا ہے اور آخر میں وہ ہیرو نظر آتے ہیں۔

(۸) قتل یہود کے ذمہ دار صرف دو صحابی حضرات علی اور زبیر تھے۔

(۹) یہود بنی قریظہ کافی فاصلے پر رہتے تھے ان کو مدینہ کس طرح لایا گیا۔

(۱۰) نو سو لاشوں کو ایک ہی رات میں کس طرح خندقیں کھود کر دفن کر دیا گیا۔

(۱۱) مسلمانوں میں اس قتلِ عظیم پر کوئی ردِ عمل نہیں ہوا۔

ان تمام تضادات کی بنا پر بنو قریظہ کی قتل کی کہانی روایت کے معیار پر صحیح نہیں اُترتی۔ کیونکہ

(أ) ۶۰۰ یا ۹۰۰ آدمیوں کے قتل کے بعد ان کو کہاں دفن کیا گیا اور اس سے بیماری پھیل سکتی تھی مگر ان کا کہیں ذکر ماخذ میں نہیں ملتا۔

(ب) قتل کرنے والوں پر اس کے مضر اثرات کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ اس لیے نفسیاتی اعتبار سے یہ قتل غیر واقعی معلوم ہوتا ہے۔

(ج) ۶۰۰ یا ۹۰۰ مفروضہ مقتولین کی تعداد مبالغہ آمیز ہے۔ بخاری اور مسلم نے نہ تو ان کی تعداد بیان کی ہے اور نہ ہی قتل کے فیصلے کے نافذ کیے جانے کا ذکر کیا ہے۔

(د) قیدی عورتوں اور بچوں کو بازاروں میں غلام بنا کر بیچے جانے اور ان کے بدلے میں ہتھیاروں اور گھوڑوں کے خریدے جانے کی روایت عمل نبوی کے خلاف ہے۔ یہودی اپنے قیدیوں کو ہمیشہ خرید لیتے تھے اور اس واقعہ میں بھی ہے کہ انھوں نے بعض قیدیوں کو خریدا تھا۔ لہٰذا ان قیدیوں کو نجد کے بازاروں میں بیچنے سے کہیں بہتر اور منافع بخش حجاز کے بازاروں میں یا مدینہ خاص میں بیچنا تھا۔

(س) مسلم فقہا امام شافعی، قاضی ابو یوسف، یحییٰ بن آدم وغیرہ نے اراضی و اموالِ غنیمت کی مسلمانوں میں تقسیم کے مسئلہ پر بنو قریظہ کے معاملہ سے کوئی استشہاد نہیں کیا ہے۔

(س) ہتھیار ڈالنے کے بعد بنو قریظہ کے یہودیوں کے سرداروں کے ایک فریق کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت سعد نے ان کے بارے میں قتل کا غلط فیصلہ کیا اور وہ وہیں یعنی بنو قریظہ کے علاقے میں قتل کر دئے گئے۔ ان کو

مدینہ نہیں لایا گیا تھا۔

— حیی بن اخطب، کعب بن اسد، نباش بن قیس اور عزال بن سموال جیسے لیڈروں کو حضرات علی اور زبیر نے قتل کیا۔

— کچھ دوسرے درجہ کے قریظی سرداروں کو اوس کے حوالہ کر دیا گیا۔ ان میں سے ہر دو مجرموں کو بنو اوس کے مختلف خاندانوں بنو عبد الاشہل، حارثہ، ظفر، معاویہ، عمرو بن عوف اور امیہ بن زید کے حوالے قتل کرنے کے لیے کیا گیا تاکہ بنو قریظہ کے قتل میں تمام اوسی خاندان شریک ہو جائیں۔

(ص) بنو قریظہ کا قبیلہ ۶۰۰ یا ۹۰۰ مردوں پر مشتمل تھا اور صرف ان کے مجرم سرداروں کو قتل کیا گیا تھا اور ان کی تعداد سولہ یا سترہ سے زیادہ نہیں تھی۔

(ط) احزاب میں حصہ لینے کا جرم یا فیصلہ سرداروں نے کیا تھا۔ پوری قریظی آبادی اس کی ذمہ دار نہیں تھی اور ان کا قتل قرآن کریم کے فیصلہ کے صریح خلاف ہوتا۔

(ع) قرآن مجید خود ایک فریق کے قتل اور ایک فریق کے گرفتار ہونے کا ذکر کرتا ہے۔

(ف) حضرت سعد بن معاذ کی تحکیم کا افسانہ گھڑا ہوا ہے اور اس کو اموی حامی عناصر نے واقعہ صفین کے بعد گھڑا تھا۔

— اصل نتیجہ یہ کہ بنو قریظہ کے صرف سولہ یا سترہ اہم ترین جنگی جرائم کے مرتکب سرداروں کو قتل کیا گیا تھا۔

(۱۶۰) ڈبلو، این، عرفات، "NEW LIGHT ON THE STORY OF BANU QURAYZA AND THE JEWS OF MEDINA"، جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی، لندن، ۱۹۷۶ء، ع ۲، ص ۱۰۶-۱۰۰۔ کا نظریہ یہ ہے کہ بنو قریظہ کی قتل کی کہانی مسدا کے قتل عام کی کہانی سے بالکل مشابہ ہے۔ مسدا کا المیہ یروشلم کے بادشاہ سکندر کے زمانے میں جو ہیرود اعظم کا پیشرو تھا پیش آیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ دونوں واقعات میں مماثل چیزیں اتنی ہیں کہ یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بعد کی یہودی نسلوں نے المیۂ مسدا کی تفصیلات بنو قریظہ کے المیہ کی طرف منسوب کر دیں۔ عرفات کے باقی دلائل برکات احمد کی مانند ہیں۔ لیکن موخر الذکر نے اپنے دلائل زیادہ تفصیل، گہرائی اور گیرائی اور تحقیق کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

(۱۶۱) ابن اسحاق، ص ۴۶۴ - ۴۶۲۔

(۱۶۲) اس کا تعلق خزرج کے سالم بن غنم بن عوف کے خاندان بنو الحبلیٰ سے تھا۔ ہمارے مآخذ عام طور سے اس کو رئیس المنافقین کہتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہجرت نبوی سے کچھ قبل مدینہ کے اوس و خزرج کے دونوں جنگ سے تنگ آئے ہوئے قبیلے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لینے کے لیے تیار ہو گئے تھے اور بعض روایات کے مطابق سونے کا تاج بنانے کی تیاری بھی شروع ہو گئی تھی کہ اسلام نے یثرب پہنچ کر اس کی طاقت کا قلعہ توڑ دیا۔ ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق،

ص ۶ - ۲۴۵ ؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۶ - ۳۰۵ اور ۴۱۶ وغیرہ ؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ ، ص ۱۶ ، ۲۱ ، ۱۵۶ اور ۸۸ - ۱۸۰ -

اگرچہ منافقین کے مدنی سیاست میں کردار سے بروقت ہمارا تعلق نہیں ہے تاہم یہ تبصرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مآخذ اور ہمارے جدید مورخین دونوں نے منافقین اور خاص کر عبداللہ بن ابی کی طاقت وقوت اور منافقت کا مبالغہ آمیز بیان اختیار کیا ہے۔ مآخذ اور مسلم جدید مورخین ان کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں اور مستشرقین خاص کر مونٹگمری واٹ نے ہجرت سے کچھ قبل اور بعد کے پانچ برسوں میں عبداللہ بن ابی کو مدینہ کا سب سے بڑا سردار اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان سیاسی حریف بنا کر پیش کرنے میں خاصا غیر علمی مبالغہ کیا ہے۔

(۱۶۳) یہودی قبائل سے اوس وخزرج کے حلف کے تعلقات قدیم زمانے سے چلے آرہے تھے۔ اور ان کا پرتو عہدِ نبوی میں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے جنگوں کے علاوہ غزوۂ اُحد اور خندق کے مواقع پر پڑتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو: بنو قینقاع اور بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہود کے ساتھ معاملہ نبوی میں اوس وخزرج کے لوگوں کا رویہ۔ برکات احمد، ص ۵۸ وغیرہ ؛ مونٹگمری واٹ ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰ - ۲۰۹ -

(۱۶۴) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۶ - ۳۰۵ وغیرہ -

(۱۶۵) دیکھئے حوالہ ۱۵۱ بالا -

(۱۶۶) دیکھئے حوالہ ۱۵۲ بالا -

(۱۶۷) دیکھئے حوالہ ۱۵۳ بالا -

(۱۶۸) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲ کا خیال ہے کہ ابن ابی کا عین جنگِ اُحد سے پہلے اپنے آدمیوں کے ساتھ الگ ہو جانا عجیب اور غیر فطری معلوم ہوتا ہے اور مآخذ کا بیان اس ضمن میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ عین ممکن ہے کہ ابن ابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور مشورے سے میدانِ جنگ سے ہٹ کر مدینہ کی حفاظت کے لیے آیا ہو۔ یا اس کی پہلو تہی اس خیال سے رہی ہو کہ غیر جانبداری سے اس کی طاقت میں اضافہ ہوگا۔

ممکن ہے کہ دوسرا خیال صحیح ہو کیونکہ جنگِ بعاث کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ ابن ابی اوس وخزرج کے اس تصادم کے موقع پر بھی غیر جانبدار رہا تھا۔ مگر پہلا خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے دفاع کا بندوبست کیا تھا اور ہمیشہ ایک فوجی دستہ شہر میں تعینات کیا تھا۔ جنگِ اُحد کے موقع پر یہ خدمت حضرت سعد بن معاذ اوسی نے انجام دی تھی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے باب سوم ، بحث بہ العرس۔

لیکن بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ابن ابی کے اس طرح واپسی کی خبر کو مکی فوج نے اسی روشنی میں لیا ہو گا کہ مدینہ کی حفاظت کے لیے ایک فوج وہاں موجود ہے۔

(۱۶۹) سورۂ احزاب، آیات ۹-۲۷ اور آگے؛ نیز شبلی، سیرت النبی، اول، ص ۴۳۰ وغیرہ۔

(۱۷۰) ابنِ اسحاق، ص ۴۶۳ وغیرہ۔

(۱۷۱) ابن اسحاق، ص ۴۹۱۔

(۱۷۲) ابن اسحاق، ص ۴۹۵ وغیرہ۔

(۱۷۳) ابن اسحاق، ص ۶۰۹۔

(۱۷۴) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۳-۹۲، کا یہودی مسئلہ پر یہ تبصرہ کافی حقیقت پسندانہ ہے کہ "اصل نکتہ یہ تھا کہ اسلامی معاشرہ سے وفاداری تمام دوسرے اتحادوں اور تعلقات سے بالاتر تھی.... یہودیوں کی تنقید و نکتہ چینی اس پورے سیاسی اور سماجی تجربے کے لیے خطرہ تھی جس میں آپ اس وقت مصروف تھے اور جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسی بنا پر المناک واقعات کا پورا سلسلہ قائم ہو گیا۔"

واٹ کے اس تبصرہ میں یہ اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہودی محض تنقید و نکتہ چینی کے مجرم نہیں تھے بلکہ وہ باقاعدہ سازشوں اور قبائل عرب کو بھڑکانے اور اسلامی ریاست کو ہر ممکن طریقے سے تباہ کرنے کے مجرم تھے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔

(۱۷۵) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۳۰۰ کا یہ خیال کہ بدر کی فتح نے صرف رعب بٹھایا اور قبائل عرب کو خاموش کر دیا تھا بالکل صحیح نہیں ہے۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ اس فتح نے کچھ قبائل کو بھڑکا بھی دیا تھا۔ چنانچہ بدر اور اُحد کے درمیان تقریباً نو مہمیں واقع ہوئی تھیں جن میں سے چار یہودیوں کے خلاف، دو قریش اور تین مہمیں چار قبائلِ عرب کے خلاف بھیجی گئی تھیں۔ جبکہ احد اور خندق کے درمیان گیارہ مہمیں ہوئی تھیں جن میں سے ایک دو قریش کے دو یہودیوں اور سات قبائل عرب کے خلاف بھیجی گئی تھیں مگر ان سات مہموں میں سے بئر معونہ اور رجیع کی مہمیں فوجی نہ تھیں بلکہ مذہبی مشن تھے جبکہ سفیان لحیانی کے خلاف ایک شخصی کارروائی تھی۔ اس لحاظ سے صرف چار مہمیں رہ جاتی ہیں جو قبائل عرب کے خلاف دراصل گئی تھیں۔

(۱۷۶) ابن اسحاق، ص ۳۶۰؛ واقدی، ص ۸۴-۱۸۲؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۲۱، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ کا قیام وہاں صرف تین دن رہا جبکہ واقدی اور ان کے کاتب کا خیال ہے کہ قیام کی مدت پندرہ دن تھی۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کوئی جنگ یا لڑائی نہیں ہوئی اگرچہ کچھ مالِ غنیمت ضرور ملا تھا، جو انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱۰ کے مطابق پانچ سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔

(۱۷۷) ابن اسحاق، ص ۳۶۲؛ واقدی، ص ۷-۱۹۶؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۶-۳۵؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱۱؛ طبری، دوم، ص ۴۸۷۔ ابن اسحاق اور طبری کا خیال ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحران میں دو ماہ تک مقیم رہے تھے مگر واقدی، ابنِ سعد اور بلاذری کا بیان ہے کہ صرف دس روز قیام رہا تھا۔ اس مہم میں نہ کوئی جنگ ہوئی تھی اور نہ ہی کچھ غنیمت ہاتھ لگی تھی۔

(۱۷۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے، واقدی، ص ۹-۱۹۵؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۳۵؛ نیز باب دوم، بحث بر اسلام

قبیلہ محارب۔

(۱۷۹) دیکھیے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۷، ۹۱۔

(۱۸۰) ابنِ اسحاق، ص ۴۳۲، ۴۳۴ ؛ واقدی، ص ۳۴۶-۵۲ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۵۴-۵۱ ؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۷۵ ؛ طبری، دوم، ص ۵۵۴-۵۵۰ ؛ بخاری، غزوۃ الرجیع و رعل و ذکوان۔ مآخذ کے متفقہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مبلغین اس لیے بھیجے گئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر بن طفیل اور اس کے نجدی قبیلہ والوں سے حملہ کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ابو براء عامری نے اپنے قبیلہ کی طرف سے تحفظ کی ضمانت دی تھی جب انھوں نے اپنے قبیلہ میں مسلم مبلغین کو بھیجے جانے کی درخواست دربارِ نبوی میں پیش کی تھی۔ اسی ضمانت کے سبب بنو عامر کے کسی قبیلہ نے عامر بن طفیل کے اشتعال دلانے کے باوجود مسلمانوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن بنو سلیم کے تین خاندانوں نے اسلام دشمنی میں عامر بن طفیل عامری کا ساتھ دیا تھا۔ مسلمانوں کے قتلِ عام کی خبر جب ابو براء کو پہنچی تو نہ ان کو نہ صرف شدید تکلیف ہوئی بلکہ اُنھوں نے المیہ کے مجرم عامر بن طفیل کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ شدید زخم کھانے کے باوجود بچ گیا۔ یہ بات اہم ہے کہ بنو عامر کے کسی بھی شخص نے عامر بن طفیل کا قصاص ابو براء سے طلب نہیں کیا تھا۔

زبیری، نسب قریش، ص ۹۹-۱۹۸، بئر معونہ کے المیہ کا سبب بیان کرتے ہیں جو عام طور سے مورخین نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ان مورخین کے نزدیک شہداء بئر معونہ کے قتل کی ساری ذمہ داری حضرت ابو براء پر تھی جنھوں نے دھوکہ سے بلا کر ان مسلم مبلغین کا قتل عام کرایا تھا بلکہ ہمارے بعض مسلم مورخین تو حضرت ابو براء کے اسلام کے بھی قائل نہیں ہیں (ملاحظہ کیجیے شبلی نعمانی، سیرت، اوّل، ص ۴۰۹-۴۱۰ اور حاشیہ ۲ اور ۴)۔ بہرحال زبیری کا کہنا ہے کہ مسلم مبلغین کو قریش کے خاندان بنو نوفل کے ایک شخص طعیمہ بن عدی بن مطعم کے قتل کے بدلے میں مارا گیا تھا، ابنِ اسحاق کے بقول (ص ۳۳۶) طُعَیمہ کو جنگِ بدر میں حضرت نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی نے قتل کیا تھا۔ موخرالذکر صحابی بئر معونہ میں طعیمہ بن عدی کے ماموں انس بن عباس سُلمی کے ہاتھوں شہید ہُوئے تھے۔ ابن اسحاق نے اگرچہ واضح انداز سے اس المیہ کے سبب پر روشنی نہیں ڈالی ہے لیکن مضمر انداز سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بہرحال زبیری کے مطابق طعیمہ کے ماموں انس بن عباس سُلمی نے عامر بن طفیل عامری کو اپنے بھانجے کا قصاص لینے پر مدد دینے کے لیے اکسایا تھا۔ یہ بھی بات یاد رکھنے کی ہے کہ سُلیم کے خاندان رعل اور ذکوان قریش کے بنو نوفل کے حلیف تھے اور ان میں ازدواجی تعلقات بھی تھے۔ زبیری نے اس المیہ کا سارا الزام سُلیم کے چار قبیلوں رعل، ذکوان، عصیہ اور فالج پر عائد کیا ہے جبکہ دوسرے مورخین موخرالذکر کا نام نہیں لیتے ہیں۔

مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۲-۲۱ نے یہ تحقیق کی ہے کہ بنو عامر بن صعصعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے تاہم ان میں قبائلی سیاست کے نتیجہ میں رسہ کشی تھی۔ قبیلہ کے سردار ابو براء ضرور تھے لیکن سیاسی اقتدار اصل میں وہ نوجوان خاص ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل کے ہاتھوں میں تھا۔ ابو براءؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسلام کی تبلیغ کے بہانے دراصل اپنے قبیلہ میں اپنی سیاسی طاقت کو مضبوط کرنا اور اپنے حریفوں کو زیر کرنا چاہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سیاسی رسہ کشی سے فائدہ اٹھا کر قبیلہ کی اندرونی سیاست میں مداخلت کرنا مصلحت آمیز سمجھا اور مسلمانوں کا ایک دستہ بھیج دیا۔ واٹ کی اس تحقیق میں اندرونی تضادات بھی ہیں اور بعض دُوسرے خارجی دلائل سے بھی ان کی تردید ہوتی ہے۔ واٹ کو اعتراف ہے کہ ابو براء کو قبیلہ میں طاقت حاصل تھی اور ان کی ضمانت کو قبیلہ والوں نے نہیں توڑا تھا بلکہ کسی نے بھی عامر بن طفیل کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ جو کچھ اس کو مدد ملی تھی وہ دوسرے قبیلہ سے، حالانکہ زہری کے بیان سے پُوری طرح اور ابن اسحاق وغیرہ سے کسی قدر واضح ہوتا ہے کہ اصل مُجرم انس بن عباس اور اس کے چار سُلمی خاندان تھے۔ عامر بن طفیل کا جُرم زیادہ سے زیادہ صرفِ نظر کرنے کا تھا یا سلیم کے قاتلوں کا ساتھ دینے کا۔ اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ بئر معونہ کی جماعت مسلمین سراسر مذہبی اور تبلیغی نوعیت کی تھی کیونکہ اس میں جو لوگ شریک تھے ان کا تعلق اصحابِ صُفہ سے تھا۔ واٹ کا یہ خیال کہ شہداءِ بئر معونہ کی تعداد مختلف روایتوں کے مطابق ستر یا چالیس تھی مگر چونکہ ان کے بیان کردہ ناموں کی تعداد بیس سے بھی کم ہے اس لیے تعداد میں مبالغہ کیا گیا ہے اور وہ کافی کم تھی۔ شاید بیس کے لگ بھگ۔ ان کی یہ دلیل بھی ان کی تحقیق کے خلاف جاتی ہے کیونکہ اتنی چھوٹی سی جماعت جو کوئی خاص مسلح بھی نہ تھی عامر بن صعصعہ کی اندرونی سیاست پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔ مزید برآں بنو عامر بن صعصعہ سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات کے اس واقعہ سے پہلے اور بعد کے زمانے میں ثبوت ملتے ہیں جن کے بھی وہ قائل ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ریاست کو ان کی حمایت پہلے سے حاصل تھی اور بعد میں بھی حاصل رہی جیسا کہ ابو براء کے ضمانت دینے اور ان کی ضمانت و عہد کا عامر بن صعصعہ کی طرف سے مکمل احترام و پابندی کرنے کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ کی 'اندرونی سیاست'، جو دراصل تھی ہی نہیں، میں دخل دینے کی ضرورت کیا رہ جاتی تھی ؟ اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ واٹ کی تشریح و تعبیر نہ صرف مآخذ سے متصادم و متعارض ہے بلکہ وہ حقیقت کے بالکل برخلاف ہے۔ بئر معونہ کی مہم اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک درخشاں باب ہے اگرچہ وہ خونچکاں بھی ہے۔ لیکن یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ مذاہب کی سُرخروئی میں خُون کی سُرخی ہمیشہ شامل رہی ہے۔

اُبلتے خُون کی یہی سُرخی تھی جس نے حضرت عامر بن فہیرہ کے لبوں پر شہادت کے وقت وہ دلگداز کلمہ ثبت کر دیا تھا جس نے اُن کے قاتل جبّار کے دل و دماغ کو ہلا دیا تھا اور اتنا متاثر کیا تھا کہ وہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ شہید نے کہا تھا: "فزت ورب الکعبہ ؛ کعبہ کے رب کی قسم، میں تو کامیاب ہو گیا"۔ اور پھر قاتل پشیمان، تائب اور مسلم تھا۔ ملاحظہ ہو : ابن اسحاق، ص ۴۳۹ ؛ نیز باب دوم ، بحث بر اسلام عامر بن صعصعہ۔

(۱۸۱) روایات میں شہداء بئر معونہ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حدیث کی کتابوں میں عموماً یہ تعداد ستر بتائی گئی ہے، جبکہ ابن اسحاق نے چالیس بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳۴۷، جن کا خیال ہے کہ چالیس والی روایت زیادہ صحیح (ثبت) ہے۔

(۱۸۲) ابن اسحاق، ص ۵۰۴ ؛ واقدی، ص ۳۴۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶ -

(۱۸۳) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۱-۶۱۲ ؛ واقدی، ص ۳۵۵ ؛ ابن سعد، دوم ص ۸۶ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۷، کا بیان ہے کہ بعض قیدی بھی اس مہم میں پکڑے گئے تھے۔

(۱۸۴) ابنِ سعد، چہارم، ص ۲۶۹-۲۷۰، نے اس زمانے میں قبیلہ بنو سلیم کے کثیر تعداد میں مسلمان ہونے والوں کا ذکر کیا ہے: نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۸۱ - تفصیلات کے لیے باب دوم، بحث بر اسلامِ سلیم۔

(۱۸۵) ملاحظہ کیجیے باب دوم، مذکورہ بالا۔

(۱۸۶) ابن اسحاق، ص ۵۰۴، کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر لشکرِ نبوی میں سات سو سلیم کے مسلمان موجود تھے جبکہ واقدی، ص ۸۰۰، کے نزدیک ان کی تعداد ایک ہزار یا اس سے اوپر تھی۔

(۱۸۷) بنو سلیم بحران اور عسفان کے قریبی علاقوں میں آباد تھے۔ ملاحظہ ہو باب دوم، مذکورہ بالا۔

(۱۸۸) واقدی، ص ۱۹۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۴ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۱ ؛ ابن اسحاق، ص ۳۶۲ اور طبری، دوم، ص ۴۸۰، نے اس مہم کا سبب نہیں بیان کیا ہے۔ دوسروں کے مطابق بنو محارب نے اسلامی ریاست پر حملہ کی غرض سے جماؤ کیا تھا۔

ذوامر میں بھی قیام لشکرِ نبوی کی مدت خاصی طویل تھی۔ ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ آپ غالباً مدینہ سے محرم کے آغاز میں مہم کے لیے نکلے اور "نجد میں تقریباً پورے صفر مقیم رہے۔" اس طرح آپ کے قیام کی مدت تقریباً دو ماہ بنتی ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ آپ نے مدینہ میں ماہِ محرم کے اواخر تک قیام کیا اور صفر میں آپ نجد میں یعنی صرف ایک ماہ مقیم رہے۔ واقدی مدینہ سے آغازِ سفر کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۳ھ / ۲۴ اگست سنہ ۶۲۵ء دیتے ہیں اور قیام کی مدت محض گیارہ دن بتاتے ہیں اگرچہ ابن سعد نے تاریخِ سفر نہیں دی ہے تاہم وہ اپنے استاد کی تائید کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۲ ؛ واقدی، ص ۱۹۵ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۳۵ ؛ طبری، دوم، ص ۴۸۷ - نیز ملاحظہ ہو: انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۱ -

(۱۸۹) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۱-۶۱۲ ؛ واقدی، ص ۳۹۵-۳۹۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۴۸ ؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱۱ ؛ طبری، سوم، ص ۱۵۵ -

(۱۹۰) انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰، کا بیان ہے کہ اس مہم کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس کی منزل مقصود ایک ایسے پہاڑ کا علاقہ تھا جو رنگدار چھینٹ کے کپڑے (رقاع) کی مانند معلوم ہوتا تھا۔

(۱۹۱) واقدی، ص ۳۹۶، کا بیان ہے کہ مسلم سپاہ کی تعداد چار سو تھی جبکہ بعض دوسرے مآخذ میں سات اور آٹھ سو بھی ہے؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱، نے صرف چار سو اور سات سو کی تعداد بیان کی ہے۔

(۱۹۲) ربیع الثانی سنہ ۶ھ / اگست، ستمبر سنہ ۶۲۷ء میں حضرت محمد بن مسلمہ کا سریہ ذوالقصہ ؛ واقدی، ص ۵۵۱-۵۵۲ ؛ ابن سعد،

دوم، ص ۸۵ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰ ۔ ابنِ سعد کے بیان میں مسلمان سپاہیوں کی تعداد سو بتائی گئی ہے جو بقول واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۲، کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو۔ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ۔

(۱۹۳) اسی ماہ میں ابو عبیدہ بن جراح کی مہم ذوالقصہ ۔ ابن ہشام، ص ۶۰۹ ؛ واقدی، ص ۵۵۵ : ابن سعد، دوم، ص ۶-۸۵ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ۔

(۱۹۴) جمادی الآخرہ ۶ھ / اکتوبر، نومبر ۶۲۷ء میں حضرت زید بن حارثہ کی مہم جانب طرف ۔ ملاحظہ فرمایئے : ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۶ ؛ واقدی، ص ۵۵۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۷ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱ ؛ الطرف کے لیے ملاحظہ کیجئے : معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۶ء، چہارم، ص ۳۱، جس کے مطابق وہ مدینہ سے ۳۶ میل مشرق میں تھا۔

(۱۹۵) رمضان ۷ھ / جنوری ۶۲۹ء میں غالب بن عبداللہ لیثی کا سریہ میفعہ ۔ واقدی، ص ۷۲۶-۷ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۹ ؛ طبری، سوم، ص ۲۲-۲۳ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹ ۔

یہ نکتہ اہم ہے کہ پہلی تین مہمیں یکے بعد دیگرے پیش آئی تھیں مگر چوتھی مہم تقریباً ایک سال سے زیادہ کے وقفہ کے بعد بھیجی گئی تھی ۔ خیال یہ ہے کہ یہ تبلیغی مشن تھے نہ کہ فوجی مہمیں ۔ کیونکہ اتنی چھوٹی مہمیں کسی قسم کی گڑبڑ یا انتشار کو دور کرنے کے لیے دشمن علاقے میں ناکافی ہوتیں۔

(۱۹۶) ابن سعد، دوم، ص ۵۰ کے مطابق طلیحہ بن خویلد اسدی (جس نے خلافتِ صدیقی میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا) اور اس کے بھائی سلمہ نے اپنے قبیلہ کے ایک حصے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے : انساب الاشراف، اول، ص ۵-۳۷۴ ۔

(۱۹۷) ابنِ ہشام، دوم، ص ۵۹۰ ؛ واقدی ص ۶-۳۴۰ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۵ ؛ طبری، سوم، ص ۵۵۱ ۔

(۱۹۸) معجم البلدان، چہارم، ص ۲۱۱ ؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۷۶ ۔

(۱۹۹) ابن ہشام، ص ۱۲-۶۱۱ ؛ واقدی، ص ۵۵۰-۵۵۱ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۵-۸۴ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰ ۔

(۲۰۰) ابن اسحاق، ص ۶۶۶ ؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۹ ؛ واقدی، ص ۵۳۱-۳۳ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰-۵۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰ ۔

(۲۰۱) ابن اسحاق، ص ۶۶۴-۳۳ ؛ ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۰۹ ؛ واقدی، ص ۶۲-۳۵۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۵۵ ؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۵ ۔

واقعہ رجیع اپنے محرکات، واقعات، تفاصیل اور نتائج کے لحاظ سے المیۂ بئر معونہ ہی جیسا تھا۔ عضل اور قارہ کے

دو خاندانوں جو خزیمہ سے متعلق تھے بنو لحیان سے ان کے سردار سفیان بن خالد ہذلی کے قتل کے بعد ساز باز کر کے دربارِ رسالت سے مسلم مبلغین کو اپنے قبیلہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بلایا۔ سات یا دس افراد پر مشتمل ایک تبلیغی جماعت کو عضل و قارہ کے لوگوں نے بدعہدی کر کے بنو لحیان کے حوالے کر دیا۔ اور موخر الذکر نے پانچ یا سات آٹھ کو قتل کر دیا اور باقی میں سے دو حضرات خبیب اور زید بن دثنہ کو گرفتار کر کے قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔ قریش کے بنو حارث بن عامر اور صفوان بن امیہ جمحی نے جنگِ اُحد میں اپنے اپنے مقتولوں کے عوض قتل کر دیا۔ جدید مورخین اور ہمارے مآخذ بجا طور پر اس واقعہ کی ذمہ داری عضل و قارہ کے ساتھ بنو لحیان پر ڈالتے ہیں۔ لیکن کسی نے بھی یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ اس واقعہ کے پیچھے قریش کے کچھ لوگوں کا بھی ہاتھ تھا۔ بئر معونہ اور واقعہ رجیع دونوں میں قریش کی سازش اور مخالفت کارفرما نظر آتی ہے۔

(۲۰۲) کتاب المحبر، ص ۱۱۴۔ بغدادی اس غزوہ کو غزوہ بنی لحیان من ہذیل کہتا ہے اور مقامِ تصادم کدر بتاتا ہے۔ اسی بنا پر اس کے نزدیک یہ غزوہ منگل یکم جمادی الاولیٰ ۵ھ میں ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے مآخذ کے مطابق وہ محرم ۳ھ میں واقع ہوا تھا۔

(۲۰۳) شہیدِ رجیع حضرت خبیب بن عدی کے قریشی قاتل ابو سروعہ بن حارث بن عامر جنھوں نے صحابی موصوف کو اپنے باپ کے قتل کے قصاص میں قتل کیا تھا بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح حضرت زید بن دثنہ کو قتل کروانے والے صفوان بن امیہ اور ان کے قاتل غلام نسطاس نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ زرقانی، جلد ۲، ص ۷۰ اور ۷۴؛ شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ اول، ص ۳۹۳ - ۳۹۲۔ واقعہ رجیع کے نفسیاتی و مذہبی اثرات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابنِ اسحاق، ص ۲۹ - ۴۲۸۔

(۲۰۴) ابنِ اسحاق، ص ۴۴۹؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰۰؛ واقدی، ص ۴۰۲ - ۴۰۲؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۶۲ - ۶۳؛ طبری، دوم، ص ۵۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱۔

ابنِ سعد کے مطابق دومۃ الجندل شامی سرحدوں کے قریب دمشق سے پانچ راتوں کی مسافت پر واقع تھا، جبکہ مدینہ سے اس کا فاصلہ ۱۵ یا ۱۶ راتوں کا تھا۔ یاقوت حموی کے بیان کے مطابق مدینہ سے اس کی مسافت سات منزلوں کی تھی۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، دوم، ص ۹ - ۴۸۷۔

(۲۰۵) یہ نکتہ اہم ہے کہ مدینہ کی اسلامی ریاست نے جو دومہ سے دمشق کی بہ نسبت تین گنا فاصلے پر واقع تھی۔ ان قزاقوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ شام و فلسطین کی بازنطینی حکومت یا ان کی ماتحت غسانی بادشاہت جو مدینہ کے مقابلے میں کافی قریب تھیں کوئی اقدام کرنے سے باز یا قاصر رہی تھیں زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ دومۃ الجندل میں خود ایک کندی خاندان کی بادشاہت قائم تھی جو اچھی خاصی طاقتور تھی یا کم از کم ان لٹیروں کو کچلنے کی قوت رکھتی تھی مگر اس نے بھی کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا ان حقائق و شواہد و قرائن کی روشنی میں یہ بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ قزاق صرف ان کاروانوں کے خلاف کارروائی کرتے تھے جو مسلمانوں کے ہوتے تھے یا اسلامی ریاست کے علاقوں سے تجارت کرتے تھے۔ عین ممکن ہے کہ ان قزاقوں کو مسلمانوں کی اقتصادی ناکہ بندی کرنے کے لیے شمال کے طاقتور قبائل یا منظم حکومتوں نے اکسایا ہو اور یہ تقریباً یقینی

معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم لوٹ مار کی ان کارروائیوں میں قبائل عرب اور سلطنت شام و بصریٰ و فلسطین کی در پردہ یا خاموش حمایت و رضامندی حاصل رہی تھی ۔ اس کی تائید اس سے اور بھی ہوتی ہے کہ حضرت زید کی قیادت میں شام جانے والا ایک مسلم کارواں اسی زمانے کے قریب لوٹ لیا گیا تھا ۔ پھر حضرت دحیہ بن کلبی کو کچھ مدت بعد اسی علاقے میں لوٹا گیا اور دوسرے مسلم کاروانوں یا قافلوں یا جماعتوں پر غارتگری کی گئی تھی ۔

(۲۰۶) واقدی، ص ۴۰۳ اور ابن سعد، دوم، ص ۶۲ سے مزید یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص اخنس سرایا کے زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا ۔ ظاہر ہے کہ اس کا اپنا ایک تبلیغی اثر رہا ہوگا ۔ لیکن یہ قیاس بے جا نہیں کہ یہ تنہا واقعہ دراصل اس اجتماعی اور مکمل اثر کا ایک اظہار ہے اور نہ جانے کتنے ایسے ہوں گے جو ان سرایا کے دوران یا دومہ کے اس غزوہ میں اسلام کی دولت سے شرفیاب ہوئے ہوں گے ۔ (۲۰۷) ایضاً، ص ۵۶۲ ۔ (۲۰۸) واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۵ ۔

(۲۰۹) طبری، ص ۴۶۵ ؛ یاقوت حموی، معجم البلدان، دوم، ص ۳۶ - ۳۵ اور ۵۵ - ۴۵۲ کے مطابق تغلبین ذہل بن ثعلبہ کے ایک چشمے تقیدہ کے نواح میں ایک مقام تھا ۔ دوسری روایت کے مطابق وہ اس علاقہ کے بالائی علاقے (الحزن) میں ایک مقام تھا جہاں بنو تیم اللہ، بنو عجل اور قیس بن ثعلبہ کے قبیلے آباد تھے ۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ بنو تیم کا نام تیم اللہ غالباً اس غزوہ کے دوران یا بعد میں اس کے مذہبی و تبلیغی اثرات کا ایک نتیجہ ہوگا ۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق میں اس معاہدہ کا ذکر نہیں کیا ہے ۔ غالباً وہ ان کی نظر سے چوک گیا ۔

(۲۱۰) ابن سعد، دوم، ص ۶۳ ؛ نیز دیکھیے واقدی، ص ۴۰۴ ۔

(۲۱۱) واقدی، ص ۴۰۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۳ ؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱ ؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴ ۔

(۲۱۲) بخاری، باب العتق، اور مسلم، کتاب الجہاد والسیر، کا بیان ہے کہ بنو المصطلق پر اچانک حملہ کر دیا گیا تھا لیکن واقدی، ص ۴۰۷ ۔ اور انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱ کا واضح بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بنو المصطلق کے سامنے اپنے دستور کے مطابق اسلام پیش کیا تھا ۔ مگر جب انھوں نے انکار کر دیا تو حملہ کیا گیا تھا ۔ نیز ملاحظہ ہو : ابن اسحاق، ص ۴۹۰ ؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰ - ۲۵ ؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴ ۔ صحیحین کی روایت معمول و
ابن اسحاق، ص ۴۹۰ ؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰ - ۲۵ ؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴ ۔ صحیحین کی روایت معمول و
دستورِ نبوی نیز احکامِ اسلامی کے خلاف ہے اس لئے اسے بلا کسی جھجک کے مسترد کر دینا چاہیے ۔ شبلی نعمانی، سیرت، اول، ص ۵۱۳ نے ابنِ حجر کا قول نقل کیا ہے کہ "صحیحین کی روایت پر سیرت کی روایتوں کو ترجیح نہیں ہو سکتی" لیکن پھر انہوں نے صحیح روایت کو "اصولِ حدیث کی رو سے قابلِ حجت نہیں سمجھا ہے کہ اس روایت کا سلسلہ نافع تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور جنگ میں شریک ہونا تو ایک طرف، نافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھی نہ تھا اس لیے یہ روایت اصطلاحِ محدثین میں منقطع ہے ۔" شبلی نعمانی کی اس کوشش پر ان کے جامع سید سلیمان ندوی نے حاشیہ ۲ میں استدراک کیا ہے کہ اسناد میں موجود ہے کہ نافع نے " اس روایت کو

حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا جو اس لڑائی میں شریک تھے ..... اس تصریح کے بعد یہ روایت منقطع نہیں باقی رہتی ہے۔ سید سلیمان ندوی نے حدیث صحیحین کے اسناد کی رو سے تو صحیح اور مرفوع ثابت کر دیا تاہم انھوں نے صحیحین اور سیرت کی روایتوں میں سے کسی موازنے پر کلام کرنے سے گریز کیا ہے۔ بہرحال روایت اسناد کی رو سے صحیحین کی روایت صحیح ہو سکتی ہے مگر درایت کی کسوٹی پر صحیح نہیں اُترتی کہ علماء حدیث کا اتفاق ہے کہ ہر وہ حدیث و روایت جو معمول نبوی یا حکم اسلامی سے مخالف، متعارض یا متصادم نظر آئے نا قابل قبول ہوگی۔ لہٰذا اس باب میں ارباب سیرت کی روایت کو ہر حال میں ترجیح حاصل ہوگی۔

(۲۱۳) ابن اسحاق، ص ۴۹۰ اور طبری، دوم، ص ۶۰۴ کے مطابق مریسیع قدید کی سمت میں ساحل کی طرف تھا۔ سمہودی، وفاء الوفاء، قاہرہ سنہ ۱۳۲۶ھ، ص ۲، ۳، ۷، کے مطابق خزاعہ کا یہ چشمہ فرع سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔

(۲۱۴) ابن اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقدی، ص ۱۰ او ۴۰۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴ و ۱۰ - ۶۰۹؛ بخاری اور مسلم، مذکورہ بالا ابواب۔

(۲۱۵) ابن اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقدی، ص ۴۱۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱۔ صرف طبری، دوم، ص ۶۱۰ کا بیان ہے کہ ایک سو خاندان (مائۃ اہل بیت) اس طرح آزاد کیے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب العتق؛ مسلم، کتاب الجہاد والسیر؛ ابوداؤد، سنن، کتاب العتاق۔

(۲۱۶) مذکورہ بالا تمام مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ بنو مصطلق کے کافی لوگ اس غزوہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور باقی کچھ مدت کے بعد حضرت حارث بن ابی ضرار خزاعی سردار قبیلہ کے قبول اسلام کے وقت ہوئے۔ بہرحال فتح مکہ سے کافی قبل یہ پورا خاندان اسلام کے دائرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم، بحث بر اسلام بنی مصطلق۔

(۲۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے خزاعہ کے ساتھ قدیم تعلقات کے لیے دیکھئے: ابن سعد، اول، ص ۸۸-۸۷؛ زبیری، نسب قریش، ص ۷۰ - ۶۹؛ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق، مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدر آباد دکن سنہ ۱۹۶۴ء، ص ۹۲-۸۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۷۰ - ۶۹؛ طبری، دوم، ص ۲۵۰۔

(۲۱۸) صرف ابن اسحاق غزوہ بنی المصطلق کے غزوہ احزاب کے بعد ہونے کے قائل ہیں۔ بقیہ مورخین و سیرت نگار اس کو اس واقعہ عظیم سے پہلے کا بتاتے ہیں۔

(۲۱۹) قریش کی قیادت میں قبائل عرب کا احزاب عظیم دس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا جن میں سے غطفان کے مذکورہ بالا تین خاندانوں ——— فزارہ، اشجع اور مرہ ——— نے بالترتیب ایک ہزار، چار سو اور چار سو سپاہی فراہم کیے تھے۔ ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۴۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶؛ نیز دیکھئے ابن اسحاق، ص ۴۵۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۶ - ۳۴۳ اور طبری، دوم، ص ۵۶۶ جو ان کے دستوں کی عددی طاقت کا ذکر نہیں کرتے البتہ یہ کہتے ہیں کہ ان خاندان ہائے غطفان کے دستے اپنے اپنے قبائلی سرداروں کی کمان میں تھے۔

(۲۲۰) سب سے اہم سبب وہ فوجی تکنیک تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنائی تھی۔ مآخذ کا بیان ہے کہ خندق دیکھ کر

قبائل عرب کے سالار اور فوجی ماہرین حیران وششدر رہ گئے تھے کیونکہ ان کے لیے فنِ حرب کی تکنیک قطعی نئی اور غیر متوقع تھی وہ اس کا توڑ نہیں تلاش کر سکے ۔ دوسرا اہم سبب ان کے سالاروں کی عسکری قیادت اور فوجی سوجھ بوجھ کی کمی تھی کہ پورے ایک ماہ تک محاصرہ کرنے کے باوجود وہ خندق عبور کرنے کی ترکیب یا تدبیر اختیار کرنے میں ناکام رہے۔ اسی سے متعلق تیسرا سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تر اور برتر عسکری قیادت اور فوجی لیاقت تھی جس نے مقابل اور حریف سالاروں کی ہر تدبیر و ترکیب کا کامیاب توڑ تلاش کر لیا۔ چوتھا سبب احزاب میں سیاسی، فوجی اور سماجی اتحاد کی کمی تھی اور اس کے برخلاف پانچواں سبب مسلمانوں میں عظیم اتحاد اور مثالی تعاون تھا۔ چھٹا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی و فوجی حکمت عملی تھی جس نے اتحادیوں میں پھوٹ ڈال دی تھی۔ ساتواں اہم سبب جنگ سے قبل مدینہ کی فصلوں کی قبل از وقت کٹائی تھی جس نے دشمن سپاہ کو غذا اور چارے کی کمی سے دوچار کر دیا تھا۔ آٹھواں سبب قدرتی آفات و مصائب تھے جنھوں نے دشمن کی صفوں میں ابتری پھیلا دی تھی۔ نواں اہم سبب محاصرہ کی طویل مدت تھی جس نے دشمنوں میں بددلی ، اکتاہٹ ، اپنے سالاروں کے بارے میں بدگمانی ، ان کی قیادت و سیادت پر شک و شبہ اور اپنے مقصد جنگ کے بارے میں اشتباہ و تزلزل پیدا کر دیا تھا۔ اور اسی سے متعلق دسواں سبب تھا جو فوجی MORALE (حوصلہ) کی کمی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا جبکہ مسلمانوں کا حوصلہ بلند، جذبہ ناقابلِ تسخیر اور اعتماد غیر متزلزل تھا ان کے علاوہ متعدد اور چھوٹے بڑے اسباب بھی تھے ۔

(۲۲۱) ابن سعد، دوم، ص ۸۰ کا بیان ہے کہ عُیینہ بن حصن فزاری نے چالیس شہسواروں کے ساتھ حملہ کیا تھا اور چراگاہ کے نگران جو حضرت ابوذر غفاری کے صاحبزادۂ گرامی تھے مار ڈالا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ریاست اسلامی کی بیس اونٹنیاں ہنکا لے گیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے ؛ واقدی، ص ۹ - ۵۳۷ اور ابن اسحاق، ص ۴۸۶ ' جن کے بیان میں یہ اضافہ ہے کہ نگران چراگاہ کو قتل کرنے کے بعد وہ اونٹوں کے ساتھ نگران کی بیوی کو بھی اٹھا لے گیا تھا۔ مزید دیکھئے ؛ انساب الاشراف ، اوّل، ص ۹ ۴ - ۳۴۸ ؛ طبری، دوم، ص ۵۹۶ اور آگے۔

(۲۲۲) ابنِ سعد، دوم ، ص ۸۱ کے مطابق ذو قرد خیبر کی ایک نواحی بستی تھی۔

(۲۲۳) ابنِ اسحاق ، ص ۹۰-۴۸۸ ؛ واقدی ، ص ۷ - ۵۴۶ ؛ ابنِ سعد ، دوم ، ص ۸۴ - ۸۱ ؛ انساب الاشراف ، اول، ص ۹ - ۳۴۸ ؛ طبری، دوم ، ص ۶۰۴ - ۵۹۹ ؛ نیز دیکھیے بخاری ، غزوۂ ذی قرد ۔

(۲۲۴) ابنِ اسحاق، ص ۵ - ۶۶۴ ؛ واقدی، ص ۵ - ۵۶۴ ؛ ابنِ سعد ، دوم ، ص ۹۱ - ۹۰ ؛ طبری ، دوم ، ص ۴۳-۶۴۲؛ انساب الاشراف ، اول ، ص ۳۷۸ ۔

(۲۲۵) ابنِ ہشام ، دوم، ص ۱۲ - ۶۱۱ ؛ واقدی، ص ۷۲۳ ؛ ابن سعد ، دوم ، ص ۱۲۰ ؛ طبری ، سوم، ص ۲۲ ؛ انساب الاشراف ، اول ، ص ۳۷۹ ۔

(۲۲۶) ان کا انتقام جس مہم نے لیا تھا وہ حضرت غالب بن عبداللہ لیثی کی قیادت میں گئی تھی اور سریۂ فدک کہلاتی ہے ۔ ملاحظہ ہو

ابن اسحاق، ص ۸۰ - ۶۶۷ ؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲ ؛ واقدی، ص ۲۶ - ۶۲۳ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۶ ؛ طبری، سوم، ص ۲۲ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹ -

(۲۲۷) ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۰ میں یَمن اور جبار ہے - انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹، میں یُمن اور جُبر ہے - اور مزید یہ اضافہ ہے کہ یہ دونوں مقامات جناب کے نواح میں تھے۔

(۲۲۸) ابنِ ہشام، دوم، ص ۱۲ - ۶۱۱ ؛ واقدی، ص ۳۱ - ۲۷ ؛ طبری، سوم، ص ۲۳ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹ - ابن سعد، دوم ص ۱۲۰ -

(۲۲۹) یہ حضرت ابوقتادہ خزرجی کا سریہ تھا جو شعبان ۸ھ / دسمبر ۶۲۹ء میں غابہ نامی مقام تک گیا تھا - ملاحظہ ہو : واقدی، ص ۸۰ - ۷۷ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۳ - ۱۳۲ ؛ طبری، سوم، ص ۳۵ - ۳۴ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱ -

(۲۳۰) ابنِ اسحاق، ص ۲ - ۶۶۲ ؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۱ ؛ واقدی، ص ۷ - ۵۵۵ - ان تینوں مغازی و سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ اسی زمانے کے آس پاس جذام کا ایک خاندان بنو ضُبیب کا ایک اہم اور سربرآوردہ سردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مدینہ حاضر ہوا اور اسلام سے سرفراز ہوا - بعد میں اس کو ایک کتاب نبوی (معاہدہ) کا مزید شرف ملا - مدینہ سے واپسی پر اس نے اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ کی اور اس کا پُورا خاندان و قبیلہ مسلمان ہو گیا - کچھ مدت کے بعد قیصرِ روم کے دربار سے سفیرِ نبوی حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی جذام کے اسی علاقے سے گزرے - قبیلہ کے ایک خاندان نے جو روایات کے مطابق لٹیروں پر مشتمل تھا حضرت دحیہ پر حملہ کر کے ان کا سارا سامان لُوٹ لیا، اس میں وُہ تحائف بھی تھے جو قیصرِ روم نے خدمتِ نبوی میں بھیجے تھے - بہرحال یہ بات بہت اہم بھی ہے اور دلچسپ بھی کہ جُوں ہی سفیرِ نبوی کے لُوٹے جانے کی خبر پھیلی اسی بنی ضُبیب نے لٹیروں کے خلاف کارروائی کی اور نہ صرف ان کو سزا دی بلکہ ان سے تمام لُوٹا جانے والا سامان واپس بھی لے لیا اور پھر قاصدِ رسول کو بحفاظت تمام اپنے علاقے سے گزرنے کے انتظامات بھی کیے - ملاحظہ کیجئے : ابن سعد، دوم، ص ۸۸ ؛ نیز رفاعہ بن زید جذامی سے معاہدے کے لیے دیکھیے : مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۶ ؛ میثاق، ص ۱۷۵ ؛ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے باب دوم، بحث بر اسلام جذام۔

(۲۳۱) ابنِ سعد، دوم، ص ۸۸، کے مطابق حِسمیٰ وادی القریٰ سے پرے شمال میں ایک مقام یا علاقہ تھا۔

(۲۳۲) ابنِ اسحاق، ص ۴ - ۶۶۳ ؛ ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۱۲ ؛ واقدی، ص ۶۰ - ۵۵۸ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۸ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱ -

(۲۳۳) ابنِ ہشام، دوم، ص ۱۲ - ۶۱۱ ؛ واقدی، ص ۳ - ۵۶۲ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۰ - ۸۹ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۲ -

(۲۳۴) ابن اسحاق، ص ۶۷۲ ؛ ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۳۲ ؛ واقدی، ص ۶۲ - ۵۶۰ ؛ ابن سعد، دوم،

ص ۸۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۸ اور طبری، دوم، ص ۶۴۲۔

(۲۳۵) واقدی، ص ۶۲-۶۱ ۵ کا نہایت واضح وصریح بیان ہے کہ مسلم سالار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے دومہ پہنچنے کے بعد تین دن تک بنوکلب کو مسلسل اسلام کی دعوت دی۔ دو دن تک اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن تیسرے دن قبیلہ کا سردار مسلمان ہوگیا۔ مورخ کا مزید بیان ہے کہ رئیس قبیلہ الاصبغ کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے ایک قاصد کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سردار قبیلہ کی دختر نیک اختر تماضر بنت اصبغ سے شادی کرنے کی اجازت چاہی جو آپ نے مرحمت فرمادی۔ دُوسری روایت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے لشکر کی روانگی کے وقت ہی حضرت عبدالرحمٰن کو حکم دیا تھا کہ اگر سردار قبیلہ مسلمان ہوجائے تو اس کی لڑکی سے شادی کرلیں۔ بہرحال دونوں روایتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن کی تماضر بنت الاصبغ سے شادی رئیس قبیلہ کے اسلام لانے کے بعد ہی ہوئی تھی۔ ابن سعد، دوم، ص ۸۹، کا مزید اضافہ یہ ہے کہ اپنے سردار کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بنوکلب کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور جو لوگ اپنے پرانے دین پر قائم رہے ان پر جزیہ عاید کردیا گیا۔ ان بیانات نیز دوسرے مآخذ کے بیانات کی روشنی میں یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ بنوکلب کے اس حصہ کے سردار کے مسلمان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا ہے۔ مگر مونٹگمری واٹ (محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۵) کا اصرار ہے چونکہ جزیہ وصول کیا گیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (سردار قبیلہ) عیسائی ہی رہا ہوگا۔ مگر یہ خیال خام ہے اور مآخذ کے واضح اور متفقہ بیانات کے بالکل خلاف ہے۔ ابن سعد کی روایت بالکل واضح ہے جو یہ کہتی ہے کہ "جزیہ صرف ان لوگوں سے لیا گیا تھا جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے تھے اور جنھوں نے اسلام نہیں قبول کیا تھا" نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۸ "جس کا عام بیان یہ ہے کہ "جب لوگ (قوم) مسلمان ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت اصبغ سے شادی کرلی"۔ حالانکہ وہ جزیہ کے عاید کئے جانے کا ذکر نہیں کرتی؛ نیز دیکھیے طبری، دوم، ص ۶۴۲ جو بلاذری کی مکمل پیروی کرتے ہیں۔

(۲۳۶) مونٹگمری واٹ نے صرف اسی موقعہ پر یا محض بنوکلب کے معاملے میں جانب داری سے کام نہیں لیا ہے بلکہ شمال بعید اور جنوب بعید کے قبائل عرب کے معاملہ میں عام طور سے اور عیسائی قبیلوں کے معاملے میں خاص طور سے ان کا نقطۂ نظر جانبدارانہ، غیر علمی اور غیر تاریخی معلوم وثابت ہوتا ہے۔ ان قبائل کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاسی تعلقات اور ان میں تبلیغ واشاعت اسلام کے بارے میں مورخ موصوف کا جھکاؤ غالباً ان کے اپنے مذہبی رجحانات کے سبب اس جانب رہتا کہ وہ عہد نبوی میں مسلم نہیں ہُوئے تھے یا ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات محض سیاسی مفاہمت پر مبنی تھے۔ جس کو وہ دوسرے الفاظ میں سیاسی موقعہ پرستی بھی کہتے ہیں۔ باب دوم میں شمالی یا لیبسی اور شمالی قبائل سے اسلام کے تعلقات پر ہم ان کے نقطۂ نظر کو مفصل طور سے دیکھیں گے۔

(۲۳۷) محمد ایٹ مدینہ، ص ۵۲-۴۶۔

(۲۳۸) ابتدائی مآخذ میں صرف واقدی، ص ۷۰۵، نے خواب میں حکم خداوندی کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق، ص ۴۹۹ وغیرہ اور ابن سعد وغیرہ نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ دوسرے طبقہ کے مورخین کے مطابق یہ فیصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صوابدید اور حالات کے تجزیے کے بعد کیا تھا۔

(۲۳۹) سیرت النبی، اول، ص ۹-۴۴۷۔

(۲۴۰) مآخذ کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ غطفان کے دو قبائل اشجع اور مزینہ جنگِ احزاب کی ناکامی کے بعد ریاست اسلامی سے اپنے تعلقات کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہی حال سلیم اور اسد کا تھا۔ تفصیل ہم دوسرے باب کی متعلقہ فصول میں دیکھیں گے۔

(۲۴۱) ابن اسحاق، ص ۴۹۹ کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف واکناف کے پڑوسی بدو قبائل عرب کو بھی عمرہ کے اس سفر پہ چلنے کی دعوت اس غرض سے دی تھی کہ آپ کو خدشہ تھا کہ قریش مکہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے بزورِ شمشیر روکیں گے، جیساکہ انھوں نے بعد میں حقیقتاً کیا بھی۔ بہت سے بدوی قبائل اس مسلح تصادم کے ڈر سے آپ کے ساتھ نہیں گئے۔ چنانچہ آپ اس سفر پر ان لوگوں کے ساتھ نکلے جو انصار و مہاجرین میں سے تھے اور جو بدوی قبائل میں سے آپ سے وفادار رہے۔ یہ نکتہ اہم ہے کہ ابنِ اسحاق کا یہ بیان بلا کسی سند کے بیان ہوا ہے اور ان کے اپنے تاثرات اور خیالات کا عکاس ہے۔ اس کے معاً بعد جو روایات ابن اسحاق نے بیان کی ہیں وہ زہری کی سند پر بیان ہوئی ہیں جن میں قبائل عرب کو عمرہ میں شرکت کی دعوت دینے، ان کے قبول نہ کرنے اور قریش کے مسلح روک تھام کرنے کا حوالہ نہیں ملتا ہے۔ زہری کی پہلی روایت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی سند پر بیان ہوئی ہے اور اس میں عمرہ کرنے والوں کی تعداد صرف سات سو دی گئی ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے بلا سند حضرت جابر بن عبداللہ، جو اس قافلۂ مشتاقان پر توجمالِ الٰہی میں شامل تھے، کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ہم حدیبیہ والے چودہ سو تھے۔" (ص ۵۰۰)

بہر حال ابن اسحاق کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلیف اور مسلم بدوی قبائل کو شرکت کی دعوت دی تھی اور وہ قریش کے خوف سے غیر حاضر رہے صحیح نہیں ہے۔ اور یہ تو حقیقت کے خلاف ہو گا کہ انصار و مہاجرین میں سے کسی نے حکم نبوی سے عدول و انحراف کرنے کی جرأت بھی کی ہو گی۔ جنگِ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی عددی طاقت جو محاذ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی تین ہزار کے قریب تھی۔ اگر آپ بدوی حلیف قبائل کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ نہیں کر سکے تھے تو کم از کم آپ مدینہ کے تین چار مسلمانوں کو ساتھ لے جاسکتے تھے۔ دراصل آپ مسلمانوں کی پوری طاقت یا جمعیت کے ساتھ اس سفر مبارک پر نہیں نکلے تھے بلکہ قرائن اور حقائق دونوں یہ کہتے ہیں کہ اس سفر میں شرکت اختیاری تھی۔ انصار و مہاجرین میں سے جس کا جی چاہا ساتھ ہو لیا تھا اور آپ نے سب کے چلنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔ اسی طرح یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ کے اس سفر میں غیر مسلم زائرین شامل تھے یا ان کو آپ نے شامل ہونے کی دعوت دی تھی صحیح نہیں ہے۔ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۶-۴۷، نے ابن اسحاق کے تاثر پر

بنیاد رکھ کر ہی وہ غلط نتیجے نکالے ہیں۔

(۲۴۲) ابنِ اسحاق، ص ۵۰۰، زہری کی روایت جو حضرات مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی سند پر بیان ہوئی ہے۔

(۲۴۳) ابنِ اسحاق، ص ۲-۵۰۱ کا بیان ہے کہ مکرز بن حفص عامری کے بعد قریش نے اپنے احابیش اتحادیوں کے سردار حُلیس بن علقمہ، جو ابن زبان کی کنیت سے زیادہ مشہور تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے لیے بھیجا لیکن اس نے قربانی کے جانور (ھدی) دیکھ کر گفت وشنید کی ضرورت نہیں محسوس کی اور تمکہ لوٹ گیا اور قریش کو مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے کی اپنی پوری کوشش کی لیکن قریش نے اس کو بدو جاہل کہہ کر خاموش کر دیا کیونکہ وہ بنو حارث بن عبد مناۃ بن بکر بن کنانہ کا سردار تھا۔

الحلیس نے جو کچھ کہا تھا وہ مکہ والوں کے مزاج اور سیاست کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قبائل عرب کے ایک عام رویے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتاتا ہے کہ مسلمانوں کے اس اقدام و اعلان مذہب نے کس قدر عرب قبائل کے حلقوں میں ان کے لیے حمایت و طرفداری و ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ عبداللہ بن ابوبکر کی روایت ہے کہ قریش کے اس سخت جواب نے الحلیس کو برہم کر دیا اور اس نے سخت لہجے میں کہا "اے قریش! کیا اسی لئے ہم نے تم سے اتحاد و دوستی کی تھی؟ کیا ایک شخص جو خدا کے گھر کی زیارت کے لیے آنا چاہتا ہے اس سے محروم رکھا جائے گا؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یا تو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی اجازت دے دو گے جس کے لیے وہ آئے ہیں یا میں احابیش کے آخری آدمی کو بھی واپس لے جاؤں گا۔" قریش نے اس پر حلیس کو خاموش کیا اور اپنے عندیہ کا یوں اظہار کیا کہ وہ اپنے لیے قابلِ قبول شرائط منوا کر مسلمانوں کو زیارت کعبہ کی اجازت دے دیں گے۔" اسی طرح عروہ بن مسعود ثقفی کے تاثرات تھے اور وہ بھی مسلمانوں کو زیارت دینے کے حق میں تھا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳-۵۰۲۔

(۲۴۴) حضرات خراش بن امیہ خزاعی کو انھیں احابیش نے بچایا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان اُموی کو ان کے خاندان والے یعنی بنو امیہ کے سعیدی گھرانے ابان بن سعید بن العاص نے تحفظ دیا تھا، اور قریش نے اس تحفظ کا احترام کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ابنِ اسحاق، ص ۵۰۳۔

(۲۴۵) ابنِ اسحاق، ص ۵۰۰ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ قریش مسلمانوں کے مکہ میں بلا اجازت و اذن قریش داخل ہونے سے روکنا چاہتے تھے۔ گویا کہ وہ اپنے اقتدار و سیادت کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ اور حضرت خالد کے دستہ کو اسی لیے بھیجا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو قریش کی اجازت کے بغیر اور زور زبردستی سے داخل ہونے سے روکے۔

(۲۴۶) ابنِ اسحاق، ص ۵۰۳ - ۴۹۹۔ (۲۴۷) ابنِ اسحاق، ص ۵۰۱۔

(۲۴۸) ابن اسحاق، ص ۵۰۱ ـ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۵۰ نے اس ضمن میں یہ کہہ دیا ہے کہ "قبیلہ خزاعہ نے اب تک اسلام نہیں قبول کیا تھا۔" یہ بیان کسی حد تک صحیح ہے کیونکہ بدیل بن ورقاء خزاعی کی سفارت کے سلسلہ میں ابن اسحاق ص ۵۰۱ کا بیان ہے کہ خزاعہ کے مسلمان اور مشرک دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ یعنی خزاعہ کے لوگ اسلام لا چکے تھے۔ ملاحظہ کیجئے باب دوم بحث بر اسلام خزاعہ۔

(۲۴۹) ابن اسحاق، ص ۵۰۱۔ (۲۵۰) ابنِ اسحاق، ص ۳-۵۰۲۔

(۲۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۰۳۔

(۲۵۲) ابن اسحاق کی روایت میں بیعتِ رضوان کو موت تک لڑنے یا جنگ سے نہ فرار ہونے کا عہد قرار دیا گیا ہے لیکن ابنِ ہشام نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت لی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۴-۵۰۳ اور ص ۷۶۹۔

(۲۵۳) سہیل عامری کو قریش نے صلح کا معاہدہ کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی تھی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ وُہ مکہ میں زبردستی اور قریش کی مخالفت کے باوجود داخل ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۰۴۔

(۲۵۴) حضرت عثمان بن عفان اموی کی سفارت کے ضمن میں ابنِ اسحاق ص ۵۰۳ نے "ابوسفیان اور دوسرے قریشی سرداروں" کا ذکر کیا ہے جن سے ان کو گفت وشنید کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ لیکن اس صلح کے سلسلہ میں انھوں نے خاص کر ابوسفیان نے کیا کردار ادا کیا تھا مآخذ عام طور پر اس نکتے سے بحث نہیں کرتے۔ ہمارے جدید مورخین نے عام طور سے ابوسفیان کو اس موقعہ پر مکہ سے غیر حاضر تصور کر لیا ہے۔ مونٹگمری واٹ، ص ۵۹ کو ان کی مکہ میں موجودگی یا غیر موجودگی کا یقین نہیں ہے تاہم ان کا خیال ہے جو صحیح ہے کہ وہ صلح و امن حدیبیہ یا صلح کی پالیسی کے حامی تھے۔

قیاس کہتا ہے اور اس کی تائید مآخذ میں مذکور رہ گئی واقعات سے ہوتی ہے جو ابوسفیان کے کردار پر روشنی ڈالتی ہے کہ ابوسفیان بن حرب مکہ میں اس صلح کے وقت نہ صرف موجود تھے بلکہ اس میں انھوں نے کافی فعال اور مثبت حصہ لیا تھا۔ قریشی قائدین میں جو لوگ مدینہ سے مفاہمت کی پالیسی کے حق میں تھے ان میں ابوسفیان سرفہرست نظر آتے ہیں۔

(۲۵۵) حضرت عمرو بن عاص سہمی سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے ذہین وفطین اور معاملہ فہم تھے پھر بھی اتنی دیر سے اسلام لاتے، ایسا کیوں ؟ انھوں نے جواب دیا : ہم ایسے لوگوں (قوم) کے سایہ میں تھے جو بزرگ اور عمر دراز تھے اور جن کی عقلیں پہاڑوں جیسی بلند تھیں۔ وہ جس وادی میں بھی گئے ہم ان کے پیرو رہے اور ہم نے اس راستہ کو آسان پایا۔ چنانچہ جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا تو ہم نے بھی بلا سوچے سمجھے انکار کر دیا اور ان ہی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ لیکن جب وُہ چلے گئے اور معاملہ ہمارے ہاتھوں میں آیا تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں غور کیا اور وہ بالکل صاف اور واضح تھا۔ بس میرے دل میں اسلام جم گیا"۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۱-۴۱۰۔

(۲۵۶) بحث و مباحثہ معاہدہ کی شرائط کے علاوہ متن میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور "محمد رسول اللہ" لکھے جانے پر ہوا تھا۔ قریش کے نمائندے کو دونوں پر اعتراض تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کاتبِ معاہدہ سے قریش کی مرضی کے مطابق "باسمك اللّٰہ" اور "محمد بن عبد اللّٰہ" لکھوایا۔ ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، ص ۵۰۴۔ ابن اسحاق نے حضرت علی کے اس فقرہ کا حوالہ نہیں دیا ہے جس کے مطابق انھوں نے اپنے ہاتھ سے محمد رسول اللہ کو مٹانے سے انکار کر دیا تھا۔ شبلی نے (سیرت النبی، اول، ص ۴۵۵) اس واقعہ کو بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء نیز

مسلم، ایضاً کی بنیاد پر بڑے طمطراق سے نقل کیا ہے۔

(۲۵۷) ابن اسحاق، ص ۵۰۴۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۵۶؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۸۔ موخرالذکر کا خیال ہے کہ موجودہ متن معاہدہ حدیبیہ اصل متن نہیں ہے کیونکہ اس میں صیغے اچانک تبدیل ہوتے ہیں لیکن بہر حال وہ اصل متن کی شرائط ہی کو دوسرے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ متن کے لیے نیز ملاحظہ کیجئے؛ محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴-۱۳۔

(۲۵۸) حوالہ جات سابق

(۲۵۹) ابن اسحاق، ص ۵۰۰۔ نیز ملاحظہ کیجئے؛ بخاری، کتاب الشروط؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶۰-۴۵۹؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۵۲-۵۱۔

(۲۶۰) باب دوم، بحث بر اسلام قبائلِ عرب۔

(۲۶۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب دوم، اسلامِ قریش۔

(۲۶۲) ابن اسحاق، ص ۱۰-۵۰۷؛ ابنِ سعد، چہارم، باب دوم۔ ایضاً۔ حضرات خالد اور عمرو بن العاص کے اسلام کی اس زمانے میں قبولیت کی شہرت عام ہے لیکن فرزندانِ ابوسفیان کو عموماً ہمارے مورخین فتح مکہ کا مسلمان بتاتے ہیں۔ اس کے متعدد اسباب ہیں جن سے یہاں بحث نہیں۔ تاہم مآخذ کی چھان پھٹک سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بزرگ بھی صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام لے آئے تھے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے باب دوم، بحث بر اسلام قریش۔ ملاحظہ کیجئے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۶۷ اور ۵۴۳۔ جو حضرات معاویہ اور یزید کو فتح مکہ کا مسلمان قرار دیتے ہیں اور اپنے دعوٰی کی دلیل عام سیرت کے مآخذ سے لاتے ہیں اور اسی بنا پر مسند احمد بن حنبل جلد ۴، ص ۷۵، کی ایک حدیث کو جس کے مطابق حضرت معاویہ نے نامہ نبوی کے جواب میں آنے والے ہرقل کے خط کو ۸ھ میں کسی وقت پڑھا تھا، غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ لیکن سید سلیمان ندوی نے اپنے استدراک ص ۴۶۷ حاشیہ ۱ میں ابن حجر کی فتح الباری جلد ۸، ص ۹۷ اور زرقانی کی المواہب اللدنیہ جلد ۳ ص ۸۸ کی بنیاد پر اس حدیث کو غزوۂ تبوک کا واقعہ قرار دیتے ہوئے صحیح قرار دیتے ہیں اور حضرت معاویہ کو "صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کا مسلمان" سمجھا ہے۔ سید صاحب موصوفؒ مزید حوالہ ابو عبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مصر، ص ۲۵۵ کا بھی دیا ہے۔ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۳، بھی ان کے فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کے لیے دیکھیے، ص ۶۰، ۵۹۔

(۲۶۳) تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابواب سوم، چہارم، پنجم۔

(۲۶۴) ابن اسحاق، ص ۱۸-۵۱۰؛ واقدی ص ۹۳-۶۳۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۷-۱۰۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲؛ طبری، سوم، ص ۱۶-۹۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری اور مسلم، غزوۂ خیبر؛ بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۲-۳۶۔ انتظامی تفصیلات کے لیے دیکھیے باب چہارم و پنجم۔ جدید مورخین میں دیکھئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول،

ص ۵۰۲-۴۸۰ ؛ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۸-۲۱۷۔

(۲۶۵) ابن اسحاق، ص ۵۲۳ ؛ واقدی، ص ۷۰۶-۷ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۴-۱۱۳ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲ ؛ فتوح البلدان، ص ۴۷-۴۶ ؛ طبری، سوم، ص ۱۵۶ اور ص ۲۰۔

(۲۶۶) ابنِ اسحاق، ص ۵۱۶ ؛ واقدی، ص ۷۰۹-۱۱ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۴-۱۵ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲ ؛ طبری، سوم، ص ۱۶ ؛ نیز ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۴۸-۴۷۔

(۲۶۷) واقدی، ص ۷۱۱ ؛ فتوح البلدان، ص ۴۸۔

(۲۶۸) ان تین یہودی بستیوں سے معاہدات نبوی کا سب سے اچھا بیان بلاذری کی فتوح البلدان میں ملتا ہے۔ جس کے مطابق یہود فدک اور وادی القریٰ نے اپنی پیداوار کا نصف دینے کا معاہدہ کیا تھا جبکہ یہود تیماء پر جزیہ عائد کیا گیا تھا۔ اغلب خیال یہ ہے کہ یہ جزیہ اپنے اصطلاحی معروف معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اس سے مراد عام ٹیکس ہے جو بصورت خراج دوسری یہودی بستیوں سے لیا گیا تھا۔ اس استنباط کی تائید بلاذری کا وہ جملہ کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس طرح وہ لوگ اپنے علاقہ میں بحال رہے اور ان کی اراضی انھیں کے قبضے میں رہیں "۔ یہ بھی ممکن ہے کہ صلح کے نتیجے میں ان سے پچاس فیصد خراج نہ لیا گیا ہو۔ ملاحظہ کیجئے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۱۰ جو اس کو جزیہ کے اصطلاحی معنوں میں مراد لیتے ہیں۔

(۲۶۹) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب چہارم اور پنجم۔

(۲۷۰) سفارت ہائے نبوی کی تفصیلات دیکھئے باب چہارم بحث بر سفیران نبوی

مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۳ کا خیال ہے کہ ان نبوی سفارتوں کے بیانات میں سے بیشتر کو مسترد کر دینا چاہیے کیونکہ وہ نامہ ہائے نبوی جن میں اسلام کو قبول کرنے کی دعوت شاہانِ روم و بصری و ایران وغیرہ کو دی گئی تھی بعد کی تحریریں ہیں جو جعلی ہیں اور گھڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام منسوب کر دی گئی ہیں۔ مورخ موصوف نے ان کے مسترد کرنے کے اسباب و علل سے بحث نہیں کی ہے۔ جیسے کہ پہلے ذکر آچکا ہے واٹ اور ان کے پیشرو اور ہم عصر مغربی مورخین عیسائی بادشاہوں اور سلاطین کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین و خطوط بھیجے جانے کے اس لیے منکر ہیں کہ اس سے ان کے بنیادی معتقدات و نظریات پر زد پڑتی ہے۔ مستشرقین بلا استثنائیہ ثابت کرنے کی کوشش اب یہ کرتے ہیں کہ اسلام ایک عربی دین تھا اور آپ کا پیغام صرف عربوں کے لیے تھا۔ وہ عالمی مذہب نہ تھا اور نہ آپ آفاقی رسول۔ بہرحال تاریخی تحقیقات نے ان خطوط و فرامین کی اصلیت و سچائی ثابت کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰-۲۱ و ۵۲-۴۹ وغیرہ ؛ محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۱۵-۶۰۵۔

(۲۷۱) ابنِ اسحاق، ص ۵۰۰ کے مطابق آپ نے ان سے فرمایا تھا "جاؤ، خدا تم کو راحت دے گا اور تمہاری نجات کا راستہ ضرور نکالے گا"۔ اور حضرت ابوجندل اپنے کافر و مشرک باپ سہیل بن عمرو عامری کی قید میں دوسرے مکی مسلمانوں کی طرح ظلم و ستم اٹھانے کے لیے چلے گئے تھے۔ حضرت ابوجندل صلح حدیبیہ کے لکھے جانے سے قبل بیڑیوں میں جکڑے

مسلمانوں میں پہنچ گئے تھے مگر معاہدہ کی رُو سے ان کو دل پر جبر کر کے واپس کرنا پڑا تھا ۔ اور حضرت عمر اسی پر بے تاب ہو گئے تھے ۔

(۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۵۰۷-۸، کے مطابق حضرت ابو بصیر کا واقعہ یہ ہے کہ وہ بھی مکہ کے مسلمان گرفتاران بلا میں سے ایک تھے لیکن وہ کسی طرح مکہ سے نکل بھاگے اور مدینہ پہنچے ۔ ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص اور ایک آزاد غلام کو خط دے کر خدمتِ نبوی میں بھیجا اور ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ۔ معاہدہ سے مجبور ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس مکہ جانے کا حکم دیا اور تشفی دی کہ " خدا ان جیسے مجبوروں اور بے کسوں کی نجات کی کوئی سبیل نکالے گا " اور ان کے احتجاج کے باوجود ان کو مکہ والوں کے حوالے کر دیا ۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر حضرت ابو بصیر نے عامری کی تلوار کی تیزی اور کاٹ کی تعریف کی اور اس پر ترکیب سے قبضہ کر لیا ۔ اور پھر ایک ہی وار میں عامری کا سر تن سے جُدا تھا اور آزاد کردہ غلام لرزاں و ترساں مدینہ خدمتِ نبوی میں پہنچا اور اس کے پیچھے پیچھے حضرت ابو بصیر بھی ۔ رسالت مآب کی سرزنش کہ " تم نے جنگ بھڑکا دی ہوتی اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوتے " سے حضرت ابو بصیر نے سمجھ لیا کہ وہ پھر مکہ واپس بھیجے جائیں گے چنانچہ وہ یہ کہہ کر کہ " آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا مگر میں نے اپنی حفاظت خود کر لی ۔ " چپکے سے العیص کے علاقے کی طرف نکل گئے اور وہیں شاہراہ تجارت کے قریب پڑاؤ ڈال دیا جس سے مکی کارواں شام کو جاتے تھے ۔ آہستہ آہستہ مکی مسلمانان ابتلاء بھی مکہ سے نکلتے اور حضرت ابو بصیر کے پاس جمع ہوتے گئے اور رفتہ رفتہ ان کی تعداد ستر کے قریب ہو گئی ۔ انھوں نے قریشی کاروانوں کو اتنا پریشان کیا کہ خود قریشِ مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو مدینہ واپس بلا لینے کی درخواست کی ۔ اور اس طرح معاہدہ حدیبیہ کی وُہ شرط جو مسلمانوں پر انتہائی شاق گزری تھی کالعدم قرار پائی ۔

مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۹ نے حضرت ابو بصیر کے قیام العیص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرفِ نظر یا باقاعدہ حوصلہ افزائی کا نتیجہ قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ تاثر ابن اسحاق کے ایک جملہ سے ملتا ہے ۔ تاہم دو اہم تر سوال پیدا ہوتے ہیں جن سے واٹ نے بحث نہیں کی ہے ۔ اوّل یہ کہ مکی سرداروں نے ابو بصیر کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی تھی یا دوسرے یہ کہ انھوں نے دیت کا مطالبہ کیوں نہیں کیا تھا ؟ ابنِ اسحاق ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عامری مقتول کے خون بہا کو حاصل کرنے کی کوشش خود سہیل بن عمرو نے کی تھی مگر غالباً اس کو مکہ کے سرداروں خصوصاً ابو سفیان بن حرب کا تعاون و حمایت نہیں ملی تھی ۔ دُوسرے یہ کہ قانوناً مکہ والے دیت کا یا حضرت ابو بصیر کی واپسی کا مطالبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کر سکتے تھے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مکہ کے ستر مسلمان جو عیص میں اس طرح قریشی کاروانوں کے لئے بلائے ناگہانی و بے درماں بن گئے تھے سب کے سب قدیم گرفتار شدہ یا مقید مکی نہیں تھے ۔ زیادہ تر ایسے رہے ہوں گے جو اسی زمانے میں مسلمان ہوئے اور چونکہ ان کو خوف تھا کہ ان کے رشتہ دار ان کی واپسی کا مطالبہ کریں گے اس لیے انھوں نے مدینہ کے بجائے ہجرت عیص کو کی ۔ چونکہ اسی زمانے میں مکہ کے بعض سربرآوردہ اور عظیم خاندانوں کے افراد نے بھی اسلام قبول کر کے مدینہ کی راہ لی تھی اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکہ والوں نے معاہدہ حدیبیہ کی اس شق کو کالعدم کرنا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ مکہ کے کس کس فرد کو وہ اسلام سے روکتے یا مدینہ سے واپس بلاتے ۔ نیز ملاحظہ فرمائیے : واقدی، ص ۶۲۴-۲۹؛

طبری، دوم، ص ۳۹ - ۶۳۸ -

(۲۷۲) حضرت ام کلثوم اموی کا اسلام اور ان کی مہاجرت اسلام کی اثر پذیری کی ایک عمدہ مثال ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی تھیں۔ حدیبیہ کے زمانے میں وہ مسلمان ہوئیں یا اس سے قبل مسلمان ہو چکی تھیں مگر اسی زمانے میں انھوں نے یکہ و تنہا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ مکہ سے باہر نکلی ہی تھیں کہ ایک عرب مکی مل گیا جس کی غیرت و حمیت نے ایک عورت کو تنہا سفر کرنے دینے کی اجازت نہ دی اور وہ ان کو بصد عزت و احترام مدینہ پہنچا کر واپس مکہ چلا گیا۔ ان کے گھر والوں کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے ان کے دو بھائیوں ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ کو واپس لانے کے لیے مدینہ بھیجا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حجرات میں حکم خداوندی کے مطابق مومن و مہاجر عورتوں کو کافروں میں واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے بھائی ناکام مکہ لوٹ گئے۔ اس طرح اس شق کا ایک حصہ یوں کالعدم ہوا۔ مگر اس سے زیادہ حیرت انگیز ہے مکی رد عمل۔ مآخذ سے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ اس شق کے سلسلے میں انہوں نے کوئی احتجاج کیا ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود مکیوں کو بھی اس شق کے کم از کم غیر انسانی ہونے کا احساس تھا اور اسی لیے اس پر انھوں نے مزید احتجاج بے سود سمجھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۰۹-۵۱۰؛ واقدی، ص ۶۲۹-۶۳۰؛ زبیری، ص ۱۴۵؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۳۰-۲۳۱؛ ابنِ حزم، جوامع السیرہ (مصر غیر مورخہ) ص ۲۱۱؛ ابنِ اثیر، الکامل، بیروت ۱۹۶۵ء، اوّل، ص ۲۰۶۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے خاکسار کی کتاب "حضرت ولید بن عقبہ اموی ——— حیات و شخصیت" (زیر طبع) باب اول۔

(۲۷۳) یعنی معاہدہ کی دوسری شرط۔

(۲۷۴) حضرت عمر بن خطاب کا سریہ تربہ جو محض تیس سپاہیوں پر مشتمل تھا اور شعبان ۷ھ/ دسمبر ۶۲۸ء میں بھیجا گیا تھا۔ اور جس کی حیثیت محض ایک گشتی دستے سے زیادہ نہ تھی۔ ملاحظہ کیجئے ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ واقدی، ص ۷۲۲؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۱۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹؛ اور طبری، سوم، ص ۲۲۔ بلاذری کے مطابق مقصود کا تعلق بنو جشم بن معاویہ بن بکر، بنو نصر بن معاویہ بن بکر، سعد بن بکر اور ثقیف بن منبہ بن بکر بن ہوازن سے تھا۔ ان کو عجز ہوازن کہا جاتا تھا جو دراصل ہوازن کی تلچھٹ تھے (لسان العرب، لفظ عجز)۔ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۷ کے مطابق تربہ ایک مقام کا نام تھا جو عبلاء کے نواح میں مکہ سے چار دن کی مسافت پر صنعاء اور نجران کو جانے والی شاہراہ پر واقع تھا۔

(۲۷۵) حضرت ابوبکر صدیق اسی زمانے میں نجد کے علاقے ذریہ کی جانب ایک گشتی دستہ لے کر گئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۱۷-۱۱۸؛ واقدی، ص ۷۲۲؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۷۹؛ طبری، دوم، ص ۶۴۳؛ بخاری، کتاب المغازی۔

(۲۷۶) حضرت شجاع بن وہب اسدی کا سریہ بنو عامر بن ہوازن کے خلاف ربیع الاول ۸ھ/ جولائی ۶۲۹ء میں۔ ابنِ سعد کے مطابق یہ علاقہ معادن سے پرے رکبہ کے نواح میں مدینہ سے پانچ راتوں کی مسافت پر واقع تھا۔

ملاحظہ ہو ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۷؛ واقدی، ص ۵ - ۷۵۲؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۸۰؛ طبری، سوم، ص ۲۹ -

(۲۷۷) ابنِ ہشام، دوم، ص ۱۲ - ۶۱۱؛ واقدی، ص ۷۲۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰؛ طبری، سوم، ص ۲۲ -

(۲۷۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲؛ واقدی ۲۶ - ۷۲۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۶؛ طبری، سوم، ص ۲۲ -

(۲۷۹) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲ - ۶۱۱؛ واقدی، ص ۳۱ - ۷۲۷؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۰؛ طبری، سوم، ص ۲۳ -

(۲۸۰) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۱ - امراء سرایائے نبوی (۲۸۱) ایضاً

(۲۸۲) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۱؛ واقدی، ص ۲ - ۷۵۲؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۲۸ - ۲۷؛ طبری، سوم، ص ۲۹؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۰ نے اس مہم کی نوعیت کو نہیں سمجھا ہے -

(۲۸۳) ابنِ اسحاق، ص ۹ - ۵۳۱؛ ابنِ ہشام، ص ۲۵۹ اور ۳۷۱ اور ۶۲۱؛ واقدی، ص ۶۹ - ۷۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰ - ۲۸؛ طبری، سوم، ص ۴۲ - ۳۶؛ بخاری، باب فی الجنائز، کتاب المغازی، غزوہ موتہ - نیز ضمیمہ اول - ۱ -

اس مہم کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تین سالار بیک وقت نامزد فرماتے تھے - اول حضرت زید بن حارثہ تھے اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر بن ابی طالب کو امارت سنبھالنی تھی اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجی کو۔ اتفاق یہ کہ تینوں امیرانِ سریہ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور مسلمانوں کو اپنے سے کئی گنا زیادہ رومی لشکر کے سامنے پسپا ہونا پڑا۔ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے اس مہم میں جو فوجی کارنامہ انجام دیا اس پر اور اس کے علاوہ دوسری تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے باب سوم، بحث بر امیرانِ سرایا۔

مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴ - ۵۳ پر غزوہ موتہ کو نہ صرف "پراسرار شمالی پالیسی" کا حصہ بتایا ہے بلکہ اس کو بجائے خود "سربستہ راز" قرار دیا ہے۔ واٹ کو خود اعتراف ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار پر مشتمل اسلامی لشکر کو موتہ کے علاقے میں اس لیے بھیجا تھا کہ سفیر نبوی حضرت حارث بن عمیر ازدی کے قتل کا قصاص لینے کے لیے بصریٰ کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی کے خلاف بھیجا تھا۔ معان میں مسلم سالاروں کو ایک بازنطینی لشکر جرار جس میں شمالی سرحد کے متعدد قبائل بھی شامل ہو گئے تھے کے آنے کی خبر مل گئی تھی لیکن پھر بھی انھوں نے دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور موتہ جا پہنچے جہاں یہ عظیم معرکہ برپا ہوا۔ بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کردہ تینوں سالاروں کی شہادت کے بعد حضرت ثابت بن اقرم اور حضرت خالد بن ولید مخزومی نے منتشر مسلم لشکر کو از سرِ نو ترتیب و تنظیم دے کر مقابلہ کیا اور کچھ مزید مقابلے کے بعد مسلم سپاہ پسپا ہو گئی۔ ایک روایت کے مطابق مسلم لشکر نے بازنطینی لشکر کو فرار پر مجبور کر دیا۔

اس قدر اعتراف کرنے کے بعد یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ واٹ کو اس غزوہ میں کیا "راز" یا "عقدہ" نظر آتا ہے؛ واٹ موتہ کے قصے کو بہت زیادہ گھڑا ہوا سمجھتے ہیں اور اس میں متعدد تضادات اور الجھنیں پاتے ہیں۔ چنانچہ ان کا سب سے بڑا شبہ و اعتراض یہ ہے کہ یہ سارا قصہ حضرت خالد کو مطعون کرنے کے لیے گھڑا گیا ہے۔ اور حضرت زید

جعفر اور عبداللہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نامزدگی بھی اس بنا پر گھڑی گئی ہے کہ حضرت خالد کو بلا اجازت نبوی یا غیر قانونی طور پر قیادت و کمان سنبھالنے کا مجرم قرار دیا جائے۔ پھر حضرت ثابت بن اقرم نے حضرت خالد کو کمان سنبھالنے پر جو اصرار کیا تھا اس کو مستشرق موصوف حضرت خالد کو مطعون کرنے والی روایت کا تریاق یا ردِ عمل بناتے ہیں۔ پھر حضرت خالد کے مدینہ پہنچنے پر مدینہ کے کچھ لوگوں نے ان پر اور مسلم لشکر پر کنکریاں پھینکیں، بُرا بھلا کہا اور بزدلی کے طعنے دیئے تھے۔ اس کو بھی وہ حضرت خالد کے مدینہ واپس آنے کے فیصلے کو ہدفِ ملامت بنانے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مورخ موصوف بازنطینی لشکر کے ایک لاکھ سپاہ پر مشتمل ہونے کی روایت کو حضرت خالد کے دفاع میں گھڑی جانے والی روایت تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خالد کے خلاف منافرت اور دوسرے امراد یا ایک خاندان کے امیر کی تعریف و توصیف کے مبالغہ کو نکالنے کے بعد صرف تین نکات یقینی طور پر ان کے نزدیک رہ جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں ؛

۱۔ دشمن سے کچھ تصادم۔

۲۔ حضرات زید، جعفر، عبداللہ وغیرہ سمیت کچھ لوگوں کی شہادت (زیادہ مسلمان شہید نہیں ہوئے تھے)۔ اور

۳۔ مسلم لشکر کا حضرت خالد کی کمان میں مدینہ واپس ہونا۔

باقی نکات کو وہ غیر یقینی اور راز سربستہ سمجھتے ہیں اور معدودے چند مسلم مقتولوں کی تعداد کے پیش نظر ان کا خیال ہے کہ تصادم پُوری بازنطینی فوج کے بجائے صرف اس کے ایک حصہ سے ہوا ہوگا۔ ورنہ کسی بڑے تصادم کی صورت میں مسلمان مقتولین کی تعداد آٹھ یا بارہ سے جیسا کہ واقدی اور ابنِ ہشام کے بیان سے بالترتیب معلوم ہوتا ہے کہیں زیادہ ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے یہ محض معمولی جھڑپ تھی۔ موصوف کو ایسی معمولی جھڑپ میں فوج کے سالارِ اعلیٰ اور ان کے دو عظیم ترین رفقاء کی شہادت بھی ناقابلِ تصور معلوم ہوتی ہے اگرچہ وہ عرب انداز و طریق جنگ میں ایسا ہونا ناممکن بھی نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ اس جھڑپ میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا ہو ورنہ مسلمانوں کا نقصان بہت زیادہ ہوا ہوتا۔ واٹ نے مسلم لشکر کی مدینہ واپسی کا سبب نہ دشمن کا خطرہ سمجھا ہے نہ بزدلی کو، بلکہ مرکز سے زیادہ دنوں تک غیر حاضری کو اور کسی حد تک ممکن ہے کہ حضرت خالد کی مہم کے صحیح مقاصد سے لاعلمی بھی اس کی ذمہ دار رہی ہو۔ موصوف کا خیال ہے کہ حضرت زید کو جو ہدایات نبوی ملی تھیں وہ بعد کی گھڑی ہوئی ہیں۔ بہرحال واٹ اس کے قائل ہیں کہ اس مہم سے مسلمانوں کی طاقت کا احترام بڑھا ہوگا، اگرچہ سالارِ اعلیٰ کے قتل کا بعض لوگوں پر بُرا اثر بھی پڑا ہوگا۔

غزوۂ موتہ کے بارے میں مونٹگمری واٹ کی پُوری بحث اندرونی تضادات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں اس پُورے بیان کا تنقیدی جائزہ لینا ممکن نہیں ہے تاہم چند اہم نکات کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اوّل : حضرت خالد بن ولید مخزومی کو مطعون کرنے کے لیے روایات گھڑنا اور پھر ان کے دفاع میں روایات اختراع کرنا ناقابلِ فہم ہے۔ ایک ہی قسم کی روایت میں یہ دونوں عناصر نہیں پائے جا سکتے۔ دوسرے یہ کہ تمام روایات

یہ ثابت کرتی ہیں کہ حضرت خالد کا انتخاب کمانداروں کی شہادت کے بعد خود مسلم فوج نے کیا تھا۔ اس کے علاوہ ایسے کسی مرحلے پر جب پوری فوج کی زندگی معرضِ خطر ہیں ہو سالار کی قیادت کا انتخاب نہیں کیا جاتا بلکہ زندہ قومیں اور فوجیں خود ایسے افراد رکھتی ہیں جو کسی نازک مرحلے پر قیادت سنبھال لیتے ہیں۔ مآخذ سے کسی طرح یہ نہیں ثابت ہوتا کہ حضرت خالد کے اعلیٰ کمان سنبھالنے کو خود جناب رسالت مآب نے یا مدینہ کے مسلمانوں نے "غیر قانونی یا غیر دستوری" قرار دیا ہو بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت خالد کی فہم و فراست کی طرفداری کی تھی بلکہ ان کو سیف اللہ کا خطاب اسی موقعہ پر عطا فرمایا تھا۔ مدینہ کے لوگوں کا سخت ردِ عمل محض حضرت خالد کے خلاف نہیں تھا بلکہ پوری فوج کا تھا اور یہ فطری جذبہ یا ردِ عمل تھا جب ان کو معلوم ہوا کہ فوج نے فرار کی راہ اختیار کی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرار نہیں حکمت عملی سمجھا تھا اور آپ کے تبصرے نے ہی لوگوں کو مطمئن کیا تھا اور پوری فوج کو تسلی دی تھی۔ چنانچہ یہ کہنا کہ حضرات زید، جعفر اور عبداللہ کی نامزدگی کی کہانی گھڑی ہوئی ہے اور حضرت خالد کو مطعون کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے بالکل صحیح نہیں ہے۔ دراصل مستشرقین میں سے اکثر و بیشتر اس خیال کے ہیں کہ ہمارے مآخذ حضرت خالد کے خلاف ہیں اس قدر حامی ہیں کہ ان کو ہر چیز میں حضرت خالد کی مخالفت نظر آنے لگتی ہے۔

دوم یہ کہ یہ معمولی جھڑپ تھی اور زیادہ سنگین معرکہ نہیں تھا محض اس لیے کہ مسلمان مقتولین کی تعداد بہت کم گنائی گئی ہے صحیح نہیں ہے۔ ابنِ اسحاق، ابن ہشام اور واقدی وغیرہ نے جن مسلمان شہداء کے نام گنائے ہیں وہ اہم ترین لوگ تھے۔ پھر ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی کل مقتولین کی تعداد نہیں تھی۔

سوم یہ کہ ممکن ہے کہ رومی فوج اتنی زیادہ نہ رہی ہو اور اس کی تعداد میں مبالغہ رہا ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ مسلم لشکر سے کئی گنا بڑی تھی اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی بے جگری نے یقیناً اچھا اثر ڈالا ہوگا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس کثیر تعداد نے مسلمانوں کی پسپائی کی صورت میں ان پر عقب سے حملہ کیوں نہیں کیا اور کیونکر ان کو میدانِ جنگ سے اس طرح پسپا ہونے دیا۔

چہارم یہ تصور کہ حضرت خالد جیسے شخص کو مہم کے مقصد کا علم نہ رہا ہو صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو نہ حضرت خالد کی شخصیت سے واقف ہو، نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب و تنظیم سرایا کی نوعیت سے نہ تاریخی عناصر و واقعات سے۔ اس سے بڑھ کر کور دیدہ ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ جہاں تک اس مہم میں لگنے والے وقت کا سوال ہے وہ لمبے سے کم کی مدت لگی تھی۔

پنجم یہ کہ خود واٹ کو اعتراف ہے کہ اس مہم سے مسلمانوں کی قدر و منزلت بڑھی تھی اور فوجی حیثیت کو احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا تھا۔ اب آخر میں یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اس مہم میں کیا چیز سربستہ راز یا پُراسرار ہے؟

غزوۂ موتہ پر عمدہ بحث کے لیے دیکھئے سید سلیمان ندوی کا تبصرہ و حاشیہ سیرت النبی، اوّل، ص ۵۰۷-۵۰۸ حاشیہ ۴ جو انھوں نے بخاری، غزوہ موتہ کی بنیاد پر تحریر کیا ہے۔

(۲۸۴) ابن ہشام، دوم، ص ۴۲۳؛ واقدی، ص ۷۶۹-۷۷۰؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۳۱؛ طبری، دوم، ص ۱۳۱-۱۳۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۱۵-۱۱۸۔

(۲۸۵) ایضاً (۲۸۶) ایضاً؛ نیز باب دوم، بحث بر اسلام قبائل متعلقہ۔

(۲۸۷) فتح مکہ کے حالات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۵۴۰-۵۶۱؛ واقدی، ص ۷۸۰-۸۷۱؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۳۴-۱۴۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۳-۳۶۴؛ طبری، سوم، ص ۴۲-۶۹۔

(۲۸۸) ملاحظہ کیجئے باب چہارم، بحث بر والیانِ نبوی۔

(۲۸۹) ابن اسحاق، ص ۵۶۶-۵۸۷؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۷۷-۴۸۷؛ واقدی، ص ۸۸۵-۹۲۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۴۹-۱۵۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۴-۳۶۶؛ طبری، سوم، ص ۷۰-۷۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: بخاری، کتاب الجہاد، غزوہ حنین؛ مسلم، غزوہ حنین؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۳۰-۵۴۰، نے ابتدائی ہزیمت کی ذمہ داری سراسر مکہ کے نومسلموں پر جن کو عام طور سے طلقاء کہا جاتا ہے ڈالی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ سید سلیمان ندوی نے بھی ص ۵۳۸-۵۴۴ پر اپنے حواشی میں انھیں طلقاء کو شکست کا پورا الزام دیا ہے اور کثرت سے مفسرین، محدثین اور راویوں کی آراء اپنے دلیل و دعویٰ کے ثابت کرنے میں نقل کی ہیں۔ لیکن تاریخی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے پہلے پیٹھ دکھائی اور فرار حاصل کیا تھا وہ حضرت خالد کی کمان میں بنو سلیم کا شہسوار دستہ تھا جو نو سو یا کچھ زیادہ پر مشتمل تھا۔ ان کا فرار کسی بزدلی یا دون ہمتی یا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے یا منافقت کے سبب نہ تھا جیسا کہ سید صاحب موصوف نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بنیادی طور پر یہ جنگی اور تکنیکی ہزیمت تھی۔ چونکہ دشمن پہلے سے وادی کے دروں اور غاروں میں چھپ گیا تھا اور مسلم فوج کے مقدمہ پر اس نے اچانک تیر اندازی کرنی شروع کر دی تھی اس لیے ان کے قدم نہ ٹک سکے تھے۔ قرآن کریم کی آیات (سورہ توبہ ۲۴) واضح طور سے فرار کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر ڈالتی ہیں اور اس کو مسلمانوں کی نازش بے جا کا عمل مکافات قرار دیتی ہیں۔ قرآن مجید نے کسی ایک خاص طبقۂ مسلم کو اس کا ذمہ دار نہیں قرار دیا ہے۔ دوسری اہم چیز یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرار کے لیے کسی کو بھی موردِ الزام قرار نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی فرد یا طبقہ کو خاص کیا تھا۔ اس لیے فرار کی ذمہ داری صرف طلقاء یا نو مسلمانانِ مکہ پر ڈالنا نہ صرف صریح زیادتی ہے بلکہ قرآن کریم کی واضح آیات کے خلاف ہے۔ مسلمان مورخین، محدثین اور مفسرین کو دراصل مسلمانوں کی اور وہ عہد نبوی کے مسلمانوں کی شکست و ہزیمت شاق گزرتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لیے صرف فتح بنی تھی۔ یہی رویہ یا طرزِ فکر ہے جس نے ہمیشہ ان کو ہر شکست کے موقعہ پر "قربانی کے بکرے" تلاش کرنے پر اکسایا ہے اور اسی بنا پر انھوں نے حنین کی ابتدائی شکست کا الزام طلقاء کے نام لکھ دیا ہے۔ اس سے پہلے اور اس سے زیادہ سنگین ہزیمت اُحد کے میدان میں ہو چکی تھی: وہاں نہ تو منافقین تھے نہ غیر راسخ مسلمان نہ طلقاء۔ پھر کون ذمہ دار تھا؟

(۲۹۰) ابن اسحاق، ص ۵۹۲ کے مطابق چھ ہزار عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے گئے تھے، اور بھیڑ بکری اور اونٹ کی تعداد

بے شمار تھی۔ واقدی، ص ۹۵۰ کا بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمانوں کا ایک وفد جو ۲۴ آدمیوں پر مشتمل تھا خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ کے لطف و کرم، عفو و حلم اور رحمت و رافت کا واسطہ دے کر "اپنی خالاؤں، پھوپھیوں اور رضاعی ماؤں، جنھوں نے آپ کی بچپن میں دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت کی تھی، کو رہا کرنے کی درخواست کی" یہ اصل میں بنو سعد بن بکر کے قیدیوں کی جانب حوالہ تھا جو آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کا گھرانا تھا۔ انھیں قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شیماء بھی تھیں۔ وہ جب خدمت نبوی میں لائی گئیں تو آپ نے ان کو شناخت کر لیا اور ان کا اعزاز و اکرام کیا۔ دل کو چھو لینے والے مناظر، اپنے رضاعی رشتہ داروں کی حالت زار، قبیلۂ ہوازن کے مسلمانوں کی دردبھری درخواست اور ان سب سے بڑھ کر آپ کی فطری رحمت و رافت کا تقاضا تھا کہ ان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خاندان بنو عبدالمطلب کے حصہ آنے والے قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا اور مسلمانوں سے اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کی۔ آپ کا حکم اور مثال نے مسلمانوں کو قیدیوں کے رہا کرنے پر آمادہ کر دیا اور چند گھنٹوں میں تمام قیدی آزاد تھے۔ مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ہزارہا ہوازن کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان واقعات و حقائق کے لیے ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، ص ۵۹۲-۹۴؛ واقدی، ص ۹۵۰-۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۲-۵۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۶-۷؛ طبری، سوم، ص ۸۶-۷؛ بخاری، غزوۂ حنین؛ مسلم، غزوۂ حنین؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، مذکورہ بالا۔

(۲۹۱) ہوازن کی شکست خوردہ فوج نے حنین سے بھاگ کر طائف میں پناہ لی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دنوں کے محاصرہ کے بعد جعرانہ میں قیام کیا جہاں ثقیف کے ایک وفد نے صلح کی گفتگو کی تھی۔ ملاحظہ کیجئے: بلاذری، فتوح البلدان، ص ۹۷؛ نیز دیکھیے: ابنِ اسحاق، ص ۵۸۷-۹۲؛ واقدی، ص ۹۲۲-۳۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۸-۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۶-۷؛ طبری، سوم، ص ۸۲-۸۵۔ یہ تمام مورخین جعرانہ میں آنے والے ثقفی وفد کی آمد کا ذکر نہیں کرتے ہیں لیکن دوسری تفصیلات میں وہ بلاذری کے بیان کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ طائف کی مہم کے لیے بخاری و مسلم وغیرہ کی کتب احادیث بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۲۹۲) اصنامِ عرب کو توڑنے کے لیے جو مہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجی تھیں وہ حسب ذیل تھیں:

(و) حضرت خالد بن ولید مخزومی نے تیس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ نخلہ میں نصب عزّٰی کا بت توڑا تھا۔

(ب) حضرت عمرو بن عاص سہمی نے بنو ہذیل کا بُت سواع جو ینبوع کے اطراف رہاط میں تھا خاک میں ملایا تھا۔

(ج) حضرت سعد بن زید اوسی نے ازد، غسان، اوس و خزرج کے بت مناۃ کو مشلل میں جا کر توڑا تھا۔

(د) حضرت ابو سفیان بن حرب اموی اور مغیرہ بن شعبہ ثقفی نے لات کے بت کو توڑا اور اس کے مندر کو ڈھایا تھا۔

(س) حضرت طفیل بن عمرو دوسی نے اپنے قبیلہ کے بُت ذو الکفین کو توڑا تھا۔

(س) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی نے اپنے قبیلہ کے بُت کو جو ذوالخلصہ میں نصب تھا شکست کیا تھا۔

ان کے علاوہ چھوٹی موٹی اور مہمیں بھی ممکن ہے بھیجی گئی ہوں۔ ان مہموں کے حوالوں اور مآخذ کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول-۱؛

نیز دیکھیے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۹ - ۵۲۷؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۹۔

(۲۹۳) ابن اسحاق، ص ۶۲۸ وغیرہ؛ ابن سعد، اول، ص ۲۶۰ - ۲۹۱؛ طبری، سوم، ص ۱۱۹-۱۱۱؛ بخاری، وفود عرب کے مختلف ابواب جیسے وفد بنی تمیم، وفد بنی حنیفہ، وفد اہل نجران، قدوم الاشعریین وغیرہ - نیز ملاحظہ کیجئے: باب دوم، بحث بر وفودِ عرب۔

(۲۹۴) ابن سعد، اول، ص ۲۹۱ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا وفد عرب قبیلہ مزینہ کا تھا جو ۵ھ / ۶۲۶ء میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ وفود کی آمد اس سے بھی پہلے شروع ہو گئی ہو جیسا کہ بعض شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض بدوی قبائل کے وفود ہجرت کے فوراً بعد آنے لگے تھے۔ ابن اسحاق نے بعض وفودِ عرب کا ذکر مکی زمانے میں بھی کیا ہے ملاحظہ ہو: ص ۱۷۹، ۲۷۰ وغیرہ۔

(۲۹۵) طبقات، اول، ص ۲۶۰ - ۲۹۱ - وفودِ عرب کی تعداد ہر سیرت نگار و مورخ کے یہاں مختلف ہے۔ بعض مورخین صرف چند وفود کا ذکر کرتے ہیں اور بعض دوسرے کچھ بڑی تعداد کا۔ ابن سعد کی ذکر کردہ تعداد بھی آخری نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ عرب کا ہر قبیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وفاداری اور خلوص کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کا وفد مدینہ آیا۔ بقول ابنِ قیم کے مدینہ میں اتنے ہی وفد آئے جتنے کہ عرب کے قبیلے تھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتنے وفودِ عرب آئے جتنے کہ قبائل عرب اور ان کے بڑے آزاد خاندان تھے جو عملی لحاظ سے خود قبیلہ بن چکے تھے۔

مغربی مورخین اور سیرت نگار خاص طور سے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹، اور باب چہارم مکمل، اس خیال کے حامی ہیں کہ قبائل عرب کے اس سرعت کے ساتھ اور اتنی بڑی تعداد میں وفودِ عرب کی آمد میں مآخذ نے بہت مبالغہ کیا ہے لہذا وہ نہ تو یہ مانتے ہیں کہ تمام قبائل عرب نے عہد نبوی میں اسلام قبول کیا تھا اور نہ ہی اسلامی ریاست کی سیاسی بالادستی۔ بلکہ بہت سے قبائلِ عرب مدینہ کے خلاف تھے حتیٰ کہ بہت سے ان قبائل نے جنھوں نے کسی نہ کسی وجہ سے اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر لی تھی۔ عہد نبوی کے اواخر اور عہدِ صدیقی کے اوائل میں مدینہ سے منحرف ہو گئے تھے اور ان کو طاقت کے ذریعہ اسلامی ریاست کا مطیع اور اسلام کا ماننے والا بنایا گیا تھا۔ اس خیال پر مزید بحث و تبصرہ کے لیے ملاحظہ کیجیے باب دوم — بحث بر اسلام قبائل عرب۔

(۲۹۶) تفصیلات کے لیے دیکھیے باب دوم — بحث بر اسلام قبائل عرب۔

(۲۹۷) مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے بنو مدلج، بنو ضمرہ، جُہینہ، مُزینہ، اسلم و غفار وغیرہ سے؛ محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۸۰ - ۱۵۱ وغیرہ؛ نثار احمد فاروقی، الرسالات النبویہ، نقوش، رسول نمبر جلد دوم، ص ۲۳۹، ۲۴۴ وغیرہ۔

(۲۹۸) مثلاً مقابلہ و موازنہ کیجیے رسالاتِ نبوی کا جو قبائل عرب جیسے اہلِ یمن، ہجر، نجران وغیرہ سے کئے گئے۔ محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۰ - ۵۶ وغیرہ؛ نثار احمد فاروقی، الرسالات النبویہ، مذکورہ بالا، ص ۳۳ - ۲۲۵ وغیرہ۔

(۲۹۹) واقدی، ص ۷۵۵ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۸ ؛ بخاری، غزوہ موتہ۔ موتہ کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ معجم البلدان، چہارم، ص ۵۳۶ ؛ فلپ کے حتی، ہسٹری آف سیریا، لندن ۱۹۵۱ء، ص ۴۰۹ وغیرہ۔

(۳۰۰) ابنِ اسحاق، ص ۶۶۸-۹ ؛ ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۲۳ ؛ واقدی، ص ۷۶۹-۷۷۴ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۳۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۰-۸۱ ؛ طبری، سوم ص ۳۱-۳۲ ۔ یہ مہم سریہ ذات السلاسل کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ سلاسل نامی مقام مدینہ سے دس دن کی مسافت پر واقع ہے اور بلاذری کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس علاقے میں بعض اہم شمالی قبائل جیسے بلی، عذرہ، لخم، جذام، قضاعہ اور عاملہ وغیرہ بستے تھے۔

اس مہم کے بارے میں جو تفصیلات ابنِ سعد نے فراہم کی ہیں وُہ کافی اہم اور وقیع ہیں اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے میں اسلامی ریاست کا اقتدار کہاں تک وسیع ہو چکا تھا۔ ابن سعد کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی روانگی سے قبل معمول کے مطابق حضرت عمرو بن عاص سہمی امیرِ سریہ کو ہدایات دیں۔ من جملہ ایک ہدایت یہ تھی کہ وُہ جب قبائل بلی، عذرہ اور بلقین کے علاقے سے گزریں تو ان سے مدد و اعانت طلب کریں کیونکہ وُہ حضرت عمرو بن عاص کی والدہ کے خاندان کے لوگ تھے اور اس طرح ان سے اعانت غیر متوقع نہ تھی۔ بہر حال اس مہم نے بلی کا علاقہ اپنے مکمل قابو میں کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اس قبیلہ کے خطے سے گزرنا اور قبضہ کرنا شروع کر دیا حتی کہ وُہ ان کے آخری سرے تک پہنچ گئی اور کسی قدر عذرہ اور بلقین کے علاقے پر بھی اقتدار قائم کر دیا۔ آخر میں ان کا مقابلہ شمالی عرب کے بعض دشمن اور مخالف قبائل کے ایک لشکر سے ہُوا جو ایک ہلکی سی جھڑپ کے بعد پسپا ہو گئے۔ ان کو اس کے بعد ایک زبردست شکست ہُوئی اور وہ منتشر ہو گئے۔ اس بیان سے کم از کم دو اہم نکات نکلتے ہیں۔ اول یہ کہ بلی، عذرہ اور بلقین کے قبائل میں مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے کچھ ہمدرد اور متفقین موجود تھے جن سے فوجی امداد کی توقع کی گئی تھی۔ دوم یہ کہ یہ پورا علاقہ اسلامی ریاست کے زیرِ اثر کم سے کم آگیا تھا اگرچہ اس پر اسلامی ریاست کا مکمل قبضہ نہیں ہُوا تھا۔ اس حقیقت کی تائید ان تاریخی حقائق سے ہوتی ہے کہ جن کے مطابق بلی، عذرہ، جذام، سعد ہُذیم، بہراء وغیرہ کے قبائل کے وفود پہلے ہی مدینہ آ چکے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی اور تعاون کے معاہدے کر چکے تھے۔ ملاحظہ کیجیے ابن سعد، اول، ص ۳۲، ۳۲۹ اور ۵۵-۳۵۴ وغیرہ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۵۹ - ۱۵۲ ؛ مزید دیکھیے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶-۱۰۶۔

(۳۰۱) تبوک سے پہلے اور سریہ ذات السلاسل کے بعد صرف دو مختصر اور غیر اہم سرایا بھیجے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ابو قتادہ ربعی کا آٹھ نفری دستہ تھا جو بطن اضم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ مقام مدینہ سے تین برد کے فاصلے پر تھا۔ اور یہ ایک طلیعہ تھا جس کا مقصد مکہ والوں کو فتح مکہ کے منصوبے سے تاریکی میں رکھنا تھا۔ ملاحظہ کیجیے ابن سعد، دوم، ص ۱۳۳ ؛ واقدی، ص ۷۷۸-۸۰ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱ ؛ طبری، سوم، ص ۳۵-۳۶ ۔ اور دوسرا حضرت عکاشہ بن محصن کا سریہ تھا جو تبوک سے قبل عذرہ اور بلی کے علاقے میں بھیجا گیا تھا۔ یہ بعض شر پسندوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے

کہ یہ ایک تبلیغی مشن تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعدؒ دوم، ص ۱۶۴۔

(۳۰۲) بلقاء، شام میں بازنطینی سلطنت کی ایک اہم سرحدی چوکی تھی۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، اول، ص ۲۶۱؛ ابن اسحاق، ص ۱۰۳؛ حتی، تاریخ شام، مذکورہ بالا، ص ۴۰۳۔

(۳۰۳) واقدی، ص ۹۹۰؛ ابن سعدؒ دوم، ص ۱۶۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو: فتوح البلدان، ص ۷۱۔

(۳۰۴) واقدی، ص ۹۹۰ - ۹۸۹ کا بیان ہے کہ ساقطہ یا انباط (یعنی شامی تاجروں) کا مسلسل مدینہ آنا جانا ہوتا رہتا تھا۔ ان کے جزیرہ نمائے عرب بالخصوص مدینہ وغیرہ سے تجارتی تعلقات زمانۂ جاہلیت سے قائم تھے۔ ان کے اشیائے تجارت میں گیہوں کے عمدہ آٹے اور زیتون کے تیل وغیرہ شامل تھے جن کی مدینہ میں بہت مانگ تھی۔ ان لوگوں کے ذریعہ مسلمانوں کو شمالی سرحدوں پر ہونے والے اہم واقعات و حالات کی برابر اطلاع ملتی رہتی تھی۔ اس موقعہ پر بھی شمالی سرحد کے مدینہ دشمن قبائل اور بازنطینی سلطنت کی سازباز کی خبریں بھی پہلے پہل انھیں تاجروں کے ذریعہ مدینہ پہنچی تھیں۔ اس کے علاوہ اسلامی ریاست کو شمالی خطرہ کا بخوبی احساس تھا کیونکہ بازنطینی سلطنت اسلامی ریاست کی روزافزوں ترقی اور استحکام کو پسند نہیں کرتی تھی اور وہ اپنے ایشیائی مقبوضات خصوصاً شام و فلسطین کے علاقوں کے لیے اس کو ایک خطرہ تصور کرتی تھی۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ بازنطینی سلطنت خاص کر جزیرہ نمائے عرب کے معاملات میں مداخلت کرتی رہی تھی اور اس زمانے میں اپنی قدیم حریف ایران کی ساسانی سلطنت سے نبرد آزما ہونے کا سبب فوری مداخلت نہیں کر سکتی تھی تاہم ۶۲۸-۲۹ء میں اس کو ذرا سا موقع ملا تو اس نے عرب کے معاملات کی طرف توجہ دینی ضروری سمجھی۔ اسلامی ریاست اور مسلمانوں کو اس خطرہ کا کس قدر احساس تھا، اس کا اندازہ بخاری کی ایک حدیث (کتاب العلم) سے بخوبی ہوتا ہے۔ اسی زمانے میں ایلاء کا واقعہ مدینہ میں پیش آیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے ندیم حضرت عتبان بن مالک انصاری ایک دن حیران و پریشان آئے اور چلا کر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ ایک اہم واقعہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کا پہلا ردِ عمل یہ تھا: "کیا غسانیوں نے حملہ کر دیا؟" ملاحظہ کیجئے: مسلم، کتاب النکاح؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۵۳ خاص کر، ص ۶۲ - ۵۴۷ عام طور سے۔

(۳۰۵) ابن اسحاق، ص ۹ - ۶۰۲؛ واقدی، ص ۱۶ - ۱۰۰۲؛ ابنِ سعد، ص ۶۶ - ۱۶۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۸ - ۱۰۷؛ بخاری اور مسلم، غزوۂ تبوک۔

واقدی اور ابن سعد کے مطابق مسلم سپاہ تیس ہزار مجاہدین اور دس ہزار گھوڑوں پر مشتمل تھی۔ بلاذری کا اضافہ یہ ہے کہ اس میں بارہ ہزار اونٹ بھی تھے۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۶۰۷؛ واقدی، ص ۱۰۳۱؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۱۰۸؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۲۴-۴۔

ان مآخذ کے مطابق شاہِ ایلہ یوحنا بن روبہ خدمتِ نبوی میں بذاتِ خود حاضر ہوا تھا اور اس نے اظہارِ وفاداری و استواری کے علاوہ آپ سے ایک معاہدہ بھی کیا تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ شاہِ ایلہ نے سالانہ تین سو دینار

بطورِ جزیہ اسلامی ریاست کو دینا منظور کیا تھا۔ یہ رقم اس کی چھوٹی سی مملکت کے تین سو کمانے کے لائق مردوں کی تعداد کی بنیاد پر مقرر کی گئی تھی۔ بلاذری نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ فی بالغ مرد ایک دینار جزیہ کے علاوہ ایلہ کے لوگوں پر یہ فرض بھی عائد کیا گیا تھا کہ وُہ اپنے علاقے سے گزرنے والے مسلمانوں کی مہمان داری اور پاسداری بھی کریں گے۔ اس "فرض مزید" کی اور تائید اس نامۂ نبوی سے بھی ہوتی ہے جو کچھ مدت بعد شاہ و اشرافِ ایلہ کے نام مدینہ سے بھیجا گیا تھا۔ اس کے مطابق اہلِ ایلہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حاکم حضرت حرملہ کو چار قاصدانِ نبوی کے لیے عمدہ قبائیں اور تین وسق گیہوں ادا کرنا تھا۔

(۲۰۷) واقدی، ص ۱۰۳۲؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۹ - ۳۶۔ بلاذری کے مطابق اہلِ مقنا پر سالانہ جزیہ جنس میں مقرر کیا گیا تھا جو ان کے پھلوں اور کپڑے اور ہتھیاروں کی پیداوار اور مچھلی کی یافت کا چوتھائی تھا۔

(۲۰۸) ابن اسحاق، ص ۶۰۷؛ واقدی، ص ۳۲ - ۱۰۳۱؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۱۰۸؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۵۔ ان دونوں مقامات کے یہودیوں کو ہر سال ماہِ رجب میں سو دینار فی آبادی اسلامی ریاست کو بطورِ جزیہ ادا کرنا تھا بعض دُوسری روایات کے مطابق جزیہ کی رقم ایک ہزار دینار فی آبادی تھی۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶ - ۱۱۵۔

(۲۰۹) ابن اسحاق، ص ۸ - ۶۰۷؛ واقدی، ص ۳۰ - ۱۰۲۵؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۶۶؛ فتوح البلدان، ص ۷۴، ۷۲؛ طبری، سوم، ص ۹ - ۱۰۸؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۶۸ - ۱۶۶۔ روایات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید مخزومی کو ایک لشکر کے ساتھ دومۃ الجندل کی مملکت کے حکمراں اُکیدر بن عبد الملک کندی سکونی کے خلاف بھیجا۔ حضرت خالد نے ایک معمولی سی جھڑپ کے بعد شاہِ دُومہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے جنگ کے خاتمہ پر دو ہزار اُونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زرہ بکتر اور اتنے ہی نیزے وصول کیے۔ اس کے بعد عیسائی بادشاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں اس نے ایک معاہدہ کیا جس کے مطابق اس نے سالانہ جزیہ ادا کرنے کا عہد کیا۔ ایک نامہ نبوی سے جو یقینی طور پر بعد کے زمانے کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست نے مملکتِ دُومہ کی اراضی کی ملکیت کا اپنا حق جتایا تھا اور اُکیدر اور ان کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ کیونکہ اس نامۂ مبارک کے مطابق اب ان کو "اپنے اموال پہ زکوٰۃ ادا کرنی تھی اور مقررہ اوقات پر نماز ادا کرنی تھی"۔ نیز ملاحظہ کیجئے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۵، جنھوں نے ان نامہ ہائے نبوی کو نہ سمجھا ہے اور نہ صحیح طریقے سے پیش کیا ہے۔

(۲۱۰) ملاحظہ کیجئے باب چہارم، بحث بر والیانِ نبوی۔

(۲۱۱) ابن سعد، اوّل، ص ۳۳ - ۳۳۲ و ص ۴۰ - ۳۳۸ کے بیان کے مطابق اس زمانے میں شمالی عرب کے جو وفود مدینہ پہنچے تھے ان میں سلامان، غسان اور حارث بن کعب کے علاوہ بعض اور وفود قبائل تھے۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مجموعۃ الوثائق، ص ۴۸ - ۴۲، ص ۵۹ - ۱۵۵، ص ۷۰ - ۱۶۸، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد خطوط و فرامین ہیں جو بعض اہم شمالی قبائل

جیسے جذام، سعد ہذیم، قضاعہ، عذرہ، کلب، لخم، بلی اور غسان وغیرہ کے اہم شیوخ اور افراد کے نام ہیں ان خطوط نبوی میں ان کے حاملین کو اسلامی ریاست یعنی خدا اور اس کے رسول کا "ذمّہ" عطا گیا ہے بشرطیکہ وُہ صدقات مقررہ اور مفروضہ ادا کرتے رہیں اور اسلام کے دُوسرے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کریں۔ یہ بات بہرحال طے شدہ ہے کہ ان قبائل کے ان افراد و جماعتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی اقتدار کو قبول کر لیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے: واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۷ - ۱۰۵؛ شمالی قبائل سے مزید تعلقات کے لیے دیکھئے باب دوم، متعلقہ بحث۔

(۲۱۲) یہ دونوں مہمیں حضرات قطبہ بن عامر اور ضحاک بن سفیان کلابی کی قیادت میں بالترتیب تبالہ اور قرطاء کے علاقوں میں بھیجی گئی تھیں ان دونوں مہموں میں عددی طاقت بیس نفر کے لگ بھگ تھی۔ پہلی مہم کے بارے میں بلاذری کا بیان ہے کہ تبالہ اور جرش کے لوگوں نے بلا کسی جنگ و جدال کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۷۰؛ نیز دیکھیے واقدی، ص ۹۸۱-۹۸۳، ابن سعد، دوم، ص ۱۶۲-۱۶۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲۔

(۲۱۳) واقدی، ص ۹۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲؛ نیز دیکھیے ابن اسحاق، ص ۶۷۰ اور ابن ہشام، ص ۶۴۰ جن کے مطابق یہ مہم حضرت وقاص بن مجزز کا انتقام و قصاص لینے کے لیے گئی تھی جن کو ان غارتگروں نے مار ڈالا تھا۔

(۲۱۴) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۹؛ بخاری، کتاب المغازی؛ طبری، سوم، ص ۱۲۶-۱۲۸۔ طبری نے دو خطوط نقل کیے ہیں جو کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ پہلا خط حضرت خالد بن ولید کا ہے جو انھوں نے خدمت نبوی میں بھیجا تھا اور جس میں انھوں نے قبیلہ کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری دی تھی اور دوسرے حکم نبوی کی درخواست کی تھی۔ دوسرا نامہ نبوی تھا جو حضرت خالد کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا اور جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کے اہم کام کی بہت تحسین فرمائی تھی اور ان سے مسلمان ہونے والے قبیلہ کا ایک نمائندہ وفد مدینہ بھیجنے کا حکم دیا تھا جس کی انھوں نے فوری تعمیل کی تھی۔ مزید ملاحظہ کیجئے ابن سعد، اول، ص ۳۳۹-۳۴۰ جس کے مطابق بنو حارث بن کعب (نجران) کے وفد نے شوال سنہ ۱۰ھ / جنوری سنہ ۶۳۲ء میں بارگاہِ نبوی میں حاضری و زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔

(۲۱۵) ابنِ ہشامَ، دوم، ص ۶۴۱؛ واقدی، ص ۱۰۷۹-۱۰۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۹-۱۷۰؛ طبری، سوم، ص ۱۳۱-۱۳۲؛ بخاری، کتاب المغازی۔

(۲۱۶) فتوح البلدان، ص ۷۹-۸۰۔ بلاذری نے متعدد دوسری روایات بھی بیان کی ہیں جن سے اہل یمن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی ریاست سے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

(۲۱۷) طبقات، اول، ص ۲۵۹-۲۹۱۔

باب دوم

(۱) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۹۔

(۲) بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت پر ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون، برہان، دہلی جنوری ۱۹۸۰ئ۔

(۳) اسلام کی مخالفت کرنے والوں میں قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے بڑے بڑے شیوخ اور سردار شامل تھے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۹ - ۱۱۸؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۰ - ۲۱۲؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۳۶ - ۱۰۰۔

(۴) ابن اسحاق، ص ۱۵ - ۱۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۱۲؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۴۔

(۵) ابن اسحاق، ص ۱۸ - ۱۱۷، طبری، دوم، ص ۲۲ - ۳۱۹؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو: انساب الاشراف، اول، ص ۱۹ - ۱۱۸۔

(۶) صحیح بخاری بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۲۱ - ۱۱۹؛ طبری، دوم، ص ۲۳ - ۳۲۲۔

(۷) ابن اسحاق، ص ۱۵ - ۱۱۱؛ طبری، دوم، ص ۱۰ - ۳۰۹؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۳ - ۱۱۲۔

(۸) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶ - ۲۰۵۔

(۹) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۹۔

(۱۰) زمانہ ماقبل اسلام میں بھی حضرت ابوبکر مکہ کے ممتاز و سربرآوردہ اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔ وہ قریشی اشرافیہ کے ایک ممتاز رکن تھے۔ اس کے علاوہ انساب کی مہارت و قدرت کی وجہ سے وہ مرجع خلائق تھے۔ ان کی ذاتی خوبیاں بھی ان کی سماجی قدر و منزلت کا سبب تھیں۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عہد اسلامی میں ان کو جو بلند و بالا مرتبہ ملا تھا اس کا اثر ان کے جاہلی زمانے پر پڑا تھا۔ ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۲ - ۱۷۱؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۲۳؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۰۶۔

(۱۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۵، ۱۰۲، ۱۲۴، ۱۳۹، ۲۱۵۔

(۱۲) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۷ - ۸۶ کا خیال ہے کہ چونکہ اسلام میں شرافت و نجابت کا معیار اسلام میں سبقت اور اس کی خدمات تھیں اس لیے بعض بعد کے مسلمانوں نے اپنے پیش رووں کو سابقین اولین میں شمار کرنا ہی نہیں شروع کیا بلکہ اس کے لیے روایات گھڑیں۔ اسی وضع احتیاط کی بنا پر واٹ کا خیال ہے کہ چونکہ حضرات عثمان، زبیر، عبدالرحمٰن، سعد اور طلحہ حضرت عمر بن خطاب کی نامزد کردہ مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے جو ان کے بعد خلیفہ ثالث کا انتخاب کرنے کے لئے مجاز بنائی گئی تھی اس لیے ان کے سبقتِ اسلام کے دعوے کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ بعض متاخر صحابہ کے لئے ان کے جانشینوں نے سبقت اسلام ثابت کرنے کے لیے جھوٹی روایات کا سہارا لیا ہے لیکن ان پانچ صحابہ کرام کے

اولین مسلمان ہونے کی روایات کو محض اس ظنی و قیاسی معیارِ تنقید پر نہیں مسترد کیا جاسکتا۔

(۱۳) ابنِ ہشام، سوم، ص ۲۰۳؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱ - ۲۱۹؛ بخاری اور مسلم، اسلامِ ابی ذر؛ اصابہ نمبر ۴۷، ۴؛ جمہرۃ، ص ۱۷۵۔

(۱۴) ملاحظہ کیجئے قریش کے خاندان بنو عدی کے قبولِ اسلام پر آئندہ بحث۔

(۱۵) قرآن کریم، سورہ انفال، آیات ۲، ۴، ۷، ۵؛ سورۂ توبہ، آیت ۲۰۔

(۱۶) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۰۔

(۱۷) ابنِ اسحاق، ص ۱۷ - ۱۱۶۔

(۱۸) ایضاً، ص ۱۱۷۔

(۱۹) یہ ایک عام اور سخت غلط فہمی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ بھی زیادہ تر کم زوروں ہی نے دیا"۔ ہمارے جدید مسلم مورخوں اور سیرت نگاروں نے اولین مسلمانوں کے "کمزور" اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے پیرووں کے کمزور طبقات سے ہونے کا اتنے زور و شور سے ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ اب اسے تاریخی حقیقت سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ تاریخی واقعات سے اس کی قطعی تردید ہوتی ہے۔ ابتدائی مسلمانوں میں ضعفاء (کمزور) بھی شریک تھے تاہم اکثریت قریشی خاندانوں کے سربرآوردہ اور معزز لوگوں اور ان کی اولادوں کی تھی جیساکہ ابن اسحاق کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے۔ کمزور طبقات کی حمایت کے لیے ملاحظہ کیجئے سید جلال الدین عمری کا مضمون "کم زور کے مسائل اسلام نے حل کیے ہیں" تحقیقاتِ اسلامی، علی گڈھ، جنوری ۱۹۸۲ء، خاص کر ص ۸۴۔

(۲۰) مآخذ میں سے کسی نے بھی ان کے زمانہ قبول اسلام کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

(۲۱) ابن اسحاق، ص ۴۵ - ۱۴۴۔

(۲۲) ابن اسحاق، ص ۳۲ - ۱۳۱ نے کسی زمانہ کی صراحت نہیں کی ہے۔ ابن سعد، سوم، ص ۹ نے البتہ یہ وضاحت کی ہے کہ وہ دارِ ارقم میں قیامِ نبوی کے بعد نبوت کے چھٹے برس اسلام لائے تھے۔

(۲۳) ابن اسحاق، ص ۵۹ - ۱۵۵ کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے ہجرتِ حبشہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ ابن سعد، سوم، ص ۲۶۹ کی دوسری روایت ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی کل تعداد چالیس یا پینتالیس تھی۔ تیسری روایت میں ۴۵ مردوں اور گیارہ عورتوں کی تصریح ہے۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، سوم، ص ۳۹ - ۶۳۴ نے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸۰ - ۱۵۰ پر حضرت عمر کے قبولِ اسلام کے بارے میں سیرتوں کی روایت قبول کرنے پر تنقید کی ہے۔ اور بخاری صحیح، باب اسلامِ عمرؓ کے حوالے سے ان کے قبول اسلام کا صحیح واقعہ لکھا۔ سید صاحب مرحوم نے روایات کی صحت و ضعف سے زیادہ بحث کی ہے لیکن ان کے زمانہ قبول اسلام کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔

(۲۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ - اول ہجرت حبشہ کے مہاجروں کے ناموں اور تعداد میں روایات کا اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو

سید سلیمان ندوی کا تبصرہ وحاشیہ، سیرت النبی، اول، ص ۲۲۴-۲۵ (حاشیہ ۱)۔

(۲۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۷-۴۸۔

(۲۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ۱۶۱ وغیرہ۔

(۲۷) ابن اسحاق، ص ۱۶۱-۶۷۔

(۲۸) ابن اسحاق، ص ۱۴۴-۵۔

(۲۹) بناتِ مطہرات کے لیے ملاحظہ ہو: بلاذری، انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۹۶-۴۰۵؛ ابنِ سعد، ہشتم، ص ۱۹-۳۹۔

(۳۰) حضرت زید بن حارثہ کے لیے ملاحظہ ہو: ابنِ اسحاق، ص ۱۱۴-۱۵؛ ابنِ ہشام، اوّل، ص ۲۶۵؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۲۲۴-۲۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، سوم، ص ۴۴۔ قبول اسلام کے وقت حضرت زید تیس سال کے تھے۔

(۳۱) بلاذری، انساب الاشراف، اوّل، ص ۲۶۹؛ ابن ہشام، ہشتم، ص ۲۲۳۔

(۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۶۱ اور ۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۹ اور ۴۷۳-۷۶۔ وفات نبوی کے وقت حضرت اسامہ کی عمر بیس سال تھی۔

(۳۳) ابن اسحاق، ص ۸۲؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۴۷۶۔

(۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۷۳-۷۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۷۷-۷۸۔

(۳۵) ابن سعد، سوم، ص ۴۹-۵۰؛ انساب الاشراف، ص ۴۷۸-۹۔

(۳۶) انساب الاشراف، اوّل، ص ۴۷۹-۸۰ کے مطابق حضرت یسار مدنی عہد کے مسلم تھے جبکہ حضرت رافع یا رُوَیفع مکی مسلم تھے ملاحظہ ہو: ص ۴۸۲۔

(۳۷) ابنِ سعد، سوم، ص ۴۹؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۴۷۸۔

(۳۸) ابنِ سعد، سوم، ص ۴۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۷۸۔

(۳۹) ابنِ اسحاق، ص ۱۱۶؛ زبیری، ص ۲۷۵-۶۔

(۴۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۴۱) ابن حزم، جمہرہ، ص ۱۲۶، زبیری، ص ۲۷۵۔

(۴۲) ابن سعد، ہشتم، ص ۲۷۶۔

(۴۳) حضرت عبداللہ بن ابی بکر کے بارے میں تمام مآخذ ذکر کرتے ہیں کہ وہ مکی مسلمان تھے مگر ان کو مکی مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہیں کرتے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۱۶-۱۷ اور ص ۲۲۴۔ ان کے اسلام اور ہجرت کے لئے ملاحظہ کیجئے زبیری، ص ۲۷۵ اور اصابہ نمبر ۴۵۶۸۔

(۴۴) زبیری، ص ۲۷۷۔

(۴۵) مثلاً ملاحظہ کیجئے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۲، جنھوں نے خاندانِ صدیقی سے صرف حضرت ابوبکر اور ان کے مولیٰ حضرت عامر بن فُہیرہ کو شامل کیا ہے۔

(۴۶) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۳۔ ابن اسحاق نے تو ان کا بھی نام مکی مسلمانوں میں شامل نہیں کیا ہے؛ نیز ملاحظہ کیجئے زبیری، ص ۳۴۸؛ اصابہ، نمبر ۴۸۲۵؛ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۲ وغیرہ۔

(۴۷) ابن سعد، ہشتم، ص ۸۱؛ زبیری، ص ۲-۵۱-۳۴۸؛ اصابہ نساء نمبر ۲۹۴۔

(۴۸) زبیری، ص ۹-۳۴۸۔ حضرات عبدالرحمٰن الاکبر اور ان کی والدہ ماجدہ کے لیے مزید دیکھیے اصابہ نمبر ۵۱۶۵ اور اصابہ نساء نمبر ۷۴۹۔

(۴۹) زبیری، ص ۸-۳۴۷ اور ۳۶۳۔

(۵۰) زبیری، ص ۶۶-۳۶۵۔

(۵۱) زبیری، ص ۳۶۳۔

(۵۲) زبیری، ص ۳۴۹۔

(۵۳) ابن سعد، سوم، ص ۹۲-۳۹۱۔

(۵۴) زبیری، ص ۹۵-۹۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۰۔

(۵۵) زبیری، ص ۹۴-۳۹۳۔

(۵۶) ابن اسحاق، ص ۱۵-۲۱۴؛ زبیری، ص ۹۴-۳۹۳؛ ابنِ سعد، سوم، ص ۸۹ اور ص ۹۷؛ ابن حزم، جمہرہ انساب العرب (جمہرہ)، ص ۲۰۰-۱۹۹۔ مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو: محمد یٰسین مظہر صدیقی "کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟" تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، اپریل-جون ۱۹۸۳ء، ص ۲۲-۲۱ خاص کر۔

(۵۷) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۵-۱۷۴۔

(۵۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ نے جتنے نام گنا دئے ہیں اتنے ہی مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۳-۱۷۲ نے بھی شمار کئے ہیں حالانکہ ان کی تعداد کہیں زیادہ تھی ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۱۷۳۔

(۵۹) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۱ نے حضرات ابو مرثد اور مرثد کا ذکر کیا ہے۔

(۶۰) ابن اثیر جزری، اسد الغابہ، اول، ص ۱۲۹ اور ۱۳۵ نے ان کے دو اور فرزندوں حضرات انس اور انیس کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۶۱) مثلاً ملاحظہ کیجئے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۵۰ وغیرہ۔

(۶۲) انساب الاشراف، اوّل، ص ۱۲۳۔

(۶۳) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۰ - ۸۶۔

(۶۴) مثلاً ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم، ص ۵۳، ص ۱۰۰ - ۹۱ وغیرہ؛ چہارم، ص ۲۴ - ۱۰۲ وغیرہ۔

(۶۵) ابن اسحاق، ص ۱۷۱۔

(۶۶) مثلاً ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۲۶۷۔

(۶۷) ابن اسحاق، ص ۲۳۰۔ حیرت ہے کہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی، اوّل، ص ۲۸۰ پر خاندان رسول اور خاندان صدیقی کے ہجرت نبوی کے بعد ہجرت کرنے کا واقعہ خود بھی لکھا ہے۔ شبلی سے اس ضمن میں ایک اور تسامح ہوا ہے اور وُہ یہ کہ حضرت رقیہ اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفان اموی کے ساتھ ہجرت نبوی کے بعد تک حبش میں تھیں۔ حالانکہ ابن اسحاق، ص ۱۶۴ اور دوسرے مآخذ نے بھی یہ واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان حبشہ سے مکہ لوٹ آئے تھے اور پھر وہاں سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ نیز ملاحظہ کیجئے، انساب الاشراف، اوّل، ص ۹۹ - ۳۹۶۔

(۶۸) انساب الاشراف، اوّل، ص ۷۰ - ۲۶۹؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۸۰۔

(۶۹) بخاری، صحیح، باب ہجرۃ النبی؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۷۳ اور ص ۲۱۵؛ بلاذری، انساب الاشراف، اوّل، ص ۲۷ کے مطابق یہ دونوں حضرات ہجرتِ نبوی سے کچھ قبل تجارت کے لیے شام گئے تھے۔ واپسی پر وُہ مدینہ کے راستے میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے اور آپ کی خدمت میں کپڑوں کا تحفہ پیش کیا تھا اور پھر وہ مکہ چلے گئے تھے اور اس کے کچھ دنوں بعد وہاں سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۲۷۴، جنھوں نے حضرت زبیر کا حوالہ دیا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، اول، ص ۱۰۔

(۷۰) ابن اسحاق، ص ۲۴۰ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد بھی مہاجرین مکہ کی ہجرت کا سلسلہ برابر جاری رہا تھا کہ "مکہ کے مہاجر ایک ایک کر کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے آ کر مدینہ ملنے لگے"۔

(۷۱) ابنِ سعد، چہارم، ص ۱۳۸

(۷۲) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۳

(۷۳) ابن اسحاق، ص ۱۹ - ۳۱۸۔ حضرت وہب بن عمیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ میں پہنچے مگر بارگاہِ نبوی میں پہنچ کر ایسے مبہوت و ششدر ہو گئے کہ اسلام قبول کر کے مومن و جاں نثارِ رسول بن گئے۔ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۰ - ۱۹۹؛ زبیری، ص ۳۹۱۔

(۷۴) غزوۂ بدر میں مکی فوج میں شامل تھے۔ جنگ میں گرفتار ہو کر مدینہ میں اسیرِ بدر بن کر رہے۔ ان کے دونوں مخزومی بھائی حضرات خالد بن ولید اور ہشام بن ولید نے زرِ فدیہ دے کر ان کو آزاد کرا لیا اور ان کو مکہ لے گئے مگر راستے سے وہ پلٹ کر مدینہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ ان کے دونوں بھائی پیچھے پیچھے مدینہ پہنچے اور ان کو لعنت ملامت کی کہ زرِ فدیہ کی ادائیگی سے پہلے ہی کیوں نہ اسلام قبول کر لیا۔ اُنھوں نے جواب میں فرمایا کہ صرف اس لئے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ

پیسے کی ادائیگی سے بچنے کے سبب وہ مسلمان ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۴۲-۱۳۱؛ زبیری، ص ۲۴-۳۲۳۔

(۷۵) ابن اسحاق، ص ۵۰۷ کا بیان ہے کہ اسلام میں اس سے بڑی اور کوئی فتح نہیں تھی۔ اس سے پہلے جب لوگ ملتے تھے تو صرف جنگ وجدال کے لیے۔ لیکن جب یہ صلح ہو گئی اور جنگ بند کر دی گئی تو لوگ ایک دوسرے سے صاف ذہنی سے ملنے لگے اور وہ اسلام کے بارے میں ٹھنڈے دل سے بات چیت کرنے لگے۔ اور جو بھی اسلام کو سمجھ لیتا تھا وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد لوگ پہلے کے زمانے کے مقابلے میں دوگنے یا دوگنے سے بھی زیادہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۷۶) ابنِ سعد، چہارم، ص ۵۳-۲۵۲ و ۲۵۴ و ۲۶۲۔

(۷۷) زبیری، ص ۲۵-۱۲۴ کا بیان واضح ہے کہ دونوں بھائی صلح حدیبیہ کے دوسرے سال عمرۃ القضاء میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: اصابہ نمبر ۹۲۶۵ اور ۹۲۶۷؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، چہارم، ص ۸۷-۳۸۵ اور پنجم ص ۱۳-۱۱۲۔ عام خیال یہ ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا تھا۔

(۷۸) مآخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ فتح مکہ کے بعد پورا مکہ مسلمان ہو گیا تھا اور گنتی کے بعض افراد بچ رہے تھے انھوں نے کچھ دنوں بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔

(۷۹) "بنو عبد مناف" کے متحدہ خاندان پر بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے محمد یٰسین مظہر صدیقی، بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کا تاریخی پس منظر" برہان، دہلی جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۲۰-۵۔

(۸۰) ملاحظہ ہو حوالہ مذکورہ بالا، ص ۲۷ تا ۳۷۔

(۸۱) ابو الفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۶ھ) نے خاندانِ حضرت علی کے شہداء پر ایک مکمل کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے "مقاتل الطالبین"۔

(۸۲) ابو طالب کے قبول اسلام کے بارے میں دو مختلف نظریات کے لیے ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۹-۲۴۷۔ شبلی ان کے اسلام کے قائل نظر آتے ہیں جبکہ ان کے شاگرد و جامع سید سلیمان ندوی کو ان کے نظریہ سے اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو: جامع کا حاشیہ ۲۔

(۸۳) ابن اسحاق، ص ۱۱۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۲-۲۱۔

(۸۴) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ زبیری، ص ۳۹۔

(۸۵) ایضاً؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، ہشتم؛ ابن اسحاق، ص ۱۴۶؛ زبیری، ص ۸۰؛ اصابہ نساء نمبر ۵۱۔

(۸۶) زبیری، ص ۳۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۸۶۔

(۸۷) ابن سعد، چہارم، ص ۴۴-۴۲۔

(۸۸) زبیری، ص ۴۰؛ اصابہ نساء نمبر ۷۳۱۔

(۸۹) واقدی، کتاب المغازی، ص ۹۱۰ ؛ نیز ملاحظہ کیجیے خاکسار کا مضمون "بنو ہاشم اور بنوامیہ کے ازدواجی تعلقات"، برہان دہلی، مئی ۱۹۸۰ء، ص ۲۳-۲۱۔

(۹۰) زبیری، ص ۴۰-۳۹ نے ابوطالب کی دو صاحبزادیوں حضرت اُمِّ ہانی اور جمانۃ کا ذکر کیا ہے۔ دونوں کے لیے مزید دیکھیے: اصابہ نساء نمبر ۱۱۰۲، نمبر ۱۵۳۲ اور نساء نمبر ۲۲۳ بالترتیب۔

(۹۱) ابولہب کی اولاد و اخلاف کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن سعد، چہارم، ص ۶۱-۵۹ ؛ زبیری، ص ۹۰-۸۹ ؛ اصابہ نمبر ۵۴۱۳ اور ۸۱۲۰۔

(۹۲) ابن اسحاق، ص ۳۰۱-۴ وغیرہ ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۱-۱۰ اور بعض دوسرے مآخذ کا اصرار ہے کہ وہ اگرچہ مکی عہد کے مسلمان تھے اور عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ میں بھی شریک تھے اگرچہ اس وقت تک مُسلمان نہیں ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر کے سلسلے میں اکثر روایات یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ وہ مکی عہد میں مسلمان تو ہو گئے تھے مگر اپنے اسلام کو چھپائے ہُوئے تھے اور قریش کے اکراہ و اجبار (زور زبردستی) سے غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے چنانچہ ان روایات کا یہ بھی اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدینِ بدر کو ہدایت کی تھی کہ اگر حضرت عباس ان کے مقابل آ جائیں تو ان کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وُہ بحالتِ مجبوری میں آئے تھے۔ لیکن پھر یہی روایات یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ وہ حضرت عقیل بن ابی طالب کے ساتھ غزوۂ بدر کے اسیروں میں تھے اور انھوں نے زرِ فدیہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ اس سلسلے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زر فدیہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا مگر اس کے باوجود آپ نے ان سے ان کا اور حضرت عقیل کا فدیہ وصول کیا۔

ان روایات میں شدید تضادات ہیں۔ اوّل یہ کہ متعدد قریشی افراد اور خاندان جن میں طالب بن ابی طالب ہاشمی اور بنو عدی اور بنو زہرہ وغیرہ شامل تھے قریشی کارواں کے محفوظ ہو جانے کی خبر سُن کر واپس مکہ چلے گئے تھے اور ان کو جنگ میں شریک ہونے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا تھا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرات عباس و عقیل نے ایسا کیوں نہیں کیا ؟ دوم یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد اسیرانِ بدر کو خاص کر مسلمان ہو جانے والوں کو بلا فدیہ رہا کر دیا تھا۔ اگر حضرت عباس کے قبول اسلام کی روایت صحیح ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی بلا زرِ فدیہ رہا کر دیتے۔ زرِ فدیہ کی ادائیگی ان کے اس وقت تک عدمِ قبولِ اسلام کی دلیل ہے۔ چنانچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث نبوی جو حضرت عباس کے مجبوراً بدر میں آنے کو ظاہر کرتی ہے در اصل کلامِ رسول نہیں ہے۔ اور یہ سارے تضادات، الجھنیں اور ابہام صرف اس لیے ہیں کہ ان کے بعد کے زمانے میں اسلام لانے کی حقیقت پر پردہ ڈال کر ان کو ابتدائی مکی مسلم ثابت کیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ساری علمی کاوشیں عہد عباسی میں ان کے جد امجد کی قدامت اسلام کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی تھیں۔

اسی ضمن میں ایک اور نکتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اور وہ ہے ان کے مکّی قیام کا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وُہ

اسلام لا چکے تھے تو انھوں نے ہجرت کیوں نہیں کی تھی۔ اس کے لیے عموماً یہ دلیل دی جاتی ہے کہ وُہ اسلام کی خدمات کی خاطر اور ہدایاتِ نبوی کے بموجب مکّہ میں مقیم رہے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے منصوبوں اور سازشوں سے آگاہ کرتے رہیں چنانچہ اس سلسلے میں غزوات احد، بدر الموعد اور خندق وغیرہ کے مواقع پر آپ کو قریشی منصوبوں سے آگاہ بھی کیا تھا (ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۶۴، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۳ اور ۳۷۱ وغیرہ)۔ ابن سعد، چہارم، ص ۴۷-۴۶ نے تو ان کی غزوہ خندق میں ہجرتِ مدینہ کی بھی ایک روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے نوفل بن حارث ہاشمی کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ لیکن یہ تمام کوششیں بھی ان کے ابتدائی مسلم اور مہاجر ہونے کے مفروضہ کو ثابت کرنے کے لیے ہیں۔ ورنہ واقدی کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی منصوبوں سے آگاہ کرنے والے آپ کے خزاعی حلیف تھے۔ شبلی نے اگرچہ ان کی ہجرت کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم غزوۂ اُحد سے قبل ان کے مسلمان ہونے کی روایت بیان کردی ہے۔

اور سب سے زیادہ حیرت ناک معاملہ ہے ان کے قبول اسلام کے زمانے کا۔ کسی نے بھی ان کے قبول اسلام کا زمانہ نہیں متعین کیا ہے، صرف یہ کہا جاتا ہے کہ وہ قدیم مسلم تھے۔ بہرحال اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وُہ فتح مکہ سے کچھ قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کے قریب بقول ابن ہشام جُحفہ میں اس وقت ملے تھے جب آپ فتح مکّہ کے لیے وہاں پہنچ چکے تھے اور یہی ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ تھا۔ کیونکہ اسی زمانے میں اور بھی قریشیوں بلکہ ہاشمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۴۶ اور ابن ہشام کا تبصرہ ص ۷۷۳، (حاشیہ ۹۶)۔ ابن ہشام کا یہ تبصرہ غلط ہے کہ وُہ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر رہے تھے کیونکہ بعض روایات کے مطابق ہم ان کو حضرت ابوسفیان بن حرب کے ساتھ لشکر رسول کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کے لیے مکہ سے نکلتے ہُوئے پاتے ہیں۔

(۹۳) زبیری، ص ۲۸-۲۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے اصابہ نمبر ۷۰۰۳، ۴۷۸۱، اور استیعاب، جلد دوم، ص ۲۰۸-۲۱۰۔ مذکورہ بالا مآخذ نے ان کی اولاد میں سے صرف حضرات عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس کو صحابہ میں شامل کیا ہے۔

(۹۴) زبیری نے حضرت حمزہ کے خاندان کا سرے سے ذکر نہیں کیا ہے اور اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ ان کی نسل نہیں چلی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۸-۹۔

(۹۵) بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۰۴، جنھوں نے یہ واقعہ صحیح بخاری اور زرقانی کی سند پر بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ ۲۔

(۹۶) ابن سعد، سوم، ص ۴۷-۸؛ اسدالغابہ، اول، ص ۱۲۹ اور ۱۳۵۔

(۹۷) زبیری، ص ۸۵۔

(۹۸) ابن سعد، چہارم، ص ۴۶-۵۴ کا ان کے بارے میں بھی یہی بیان ہے کہ وُہ مجبوراً غزوۂ بدر میں مکی لشکر کی طرف سے لڑے تھے۔ انھوں نے اپنا زرِ فدیہ خود ادا کیا تھا اور دلچسپ بات ہے کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فدیہ میں ایک ہزار نیزے وصول کیے تھے کیونکہ وہ اسلحہ کے تاجر تھے۔ پھر وہ اسلام لائے تھے اور مکہ لوٹ گئے تھے اور خندق کے زمانے میں ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ وہ فتح مکہ کے ہی مسلم معلوم ہوتے ہیں ملاحظہ ہو زبیری، ص ۸۵-۸۶ ؛ اصابہ نمبر ۸۸۲۶۔ وہ حارث بن عبد المطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت نوفل کے ایک صاحبزادے حضرت حارث بن نوفل عہدِ نبوی میں جوان ہو چکے تھے۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۸۶ اور اصابہ نمبر ۱۵۰۰۔

(۹۹) ابن سعد، چہارم، ص ۴۸-۴۷، ۵۴-۴۹ کا خیال ہے کہ حضرت ربیعہ حارثی ہاشمی غزوہ خندق کے زمانے کے مسلم اور مہاجر تھے جبکہ بقیہ دونوں حضرات فتح مکہ کے مسلم۔ زبیری، ص ۸۸-۸۶۔

(۱۰۰) زبیری، ص ۸۸-۸۶۔

(۱۰۱) زبیری، ص ۸۸-۸۶، ور اصل ان میں سے کسی کا واضح ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۰۲) زبیری، ص ۴۰ اور اصابہ نساء ص ۲۲۳۔

(۱۰۳) زبیری، ص ۹۱-۱۵ نے ہاشمی خانوادوں میں خاندان رسالتمآب کے علاوہ علوی، عباسی، حارثی، جعفری اور عقیلی خاندانوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ ذکر کافی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پھر صرف ایک سے کچھ زیادہ صفحہ میں "بقیہ ولد ہاشم بن عبد مناف" کی سرخی کے تحت ہاشم کے تین فرزندوں ابو صیفی، نضلہ اور اسد کا ذکر کیا ہے۔ اول الذکر کے خاندان میں حضرت سارہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے کر قریش مکہ کے پاس فتح مکہ سے پہلے لے جا رہی تھیں اور وہ عمرو بن ابی صیفی کی مولیٰ تھیں۔ ثانی الذکر کی نسل میں ارقم بن نضلہ کو "رجال قریش" مردانِ قریش میں شمار کیا ہے لیکن وہ بعثت سے پہلے گزر چکے تھے۔ ان کی نسل میں صرف خواتین تھیں جن میں سے شفاءؓ بنت ارقم حضرت سائب بن عبید مطلبی کی والدہ ماجدہ تھیں۔ صحابی موصوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔ ان کے علاوہ دو اہم خواتین ہند اور ام جمیل تھیں۔ موخر الذکر کی نسل میں حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ عذری تھے جو زہری کے ایک راوی تھے۔ اسد بن ہاشم کی اولادوں میں سب سے اہم شخصیت حضرت فاطمہ بنت اسد کی تھی جو ابو طالب بن عبد المطلب کی زوجہ محترمہ حضرت علی کی والدہ ماجدہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں۔ وہ در اصل ابو طالب کی تمام اولادوں کی ماں تھیں۔ ان کے علاوہ مردوں میں کوئی اہم شخصیت نہیں ہوئی۔ بہر حال ان تینوں کی نسل منقطع ہو گئی تھی۔

(۱۰۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں : ام حکیم بیضاء جو والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جڑواں بہن (توأم) تھیں، ان کے علاوہ عاتکہ، برۃ، امیمہ، اروٰی اور صفیہ تھیں۔ ان کے شوہروں اور ان کے خاندانوں کے نام جاننا دلچسپی کا باعث ہو گا :

۱۔ ام حکیم بنت عبد المطلب کی شادی کُریز بن ربیعہ / حبیب بن عبد شمس سے ہوئی تھی۔ ان کی اولادیں تھیں : عامر بن کریز، ام طلحہ جو حضرمی کی زوجہ تھیں اور جن کے بطن سے خالد، عامر اور عمر پیدا ہوئے تھے۔ عامر

بن حضرمی وہ نخلہ کا مقتول تھا جس کے سبب بدر کی جنگ ہوئی تھی اور یہ بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ ام حکیم کی ایک صاحبزادی اروٰی بنت کریز تھیں جو حضرت عثمان بن عفان اموی اور عقبہ بن ابی معیط کے فرزندان گرامی ولید، عمارہ، خالد اور ام کلثوم اور ہند کی والدہ تھیں۔

۲۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب ابوامیہ مخزومی کے نکاح میں تھیں جن سے تین بچے عبداللہ، زہیر اور قریبہ پیدا ہوئے تھے۔

۳۔ برّہ بنت عبدالمطلب عبدالاسد بن ہلال مخزومی کی اہلیہ تھیں اور ان سے حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی پیدا ہوئے تھے۔ عبدالاسد کے بعد برّہ نے ابو رہم بن عبدالعزّٰی / عبدِ وُد سے شادی کر لی تھی اور ان سے ابو سبرہ تھے۔

۴۔ اُمیمہ بنت عبدالمطلب جحش بن رباب / بنی غنم بن دودان / اسد کے نکاح میں تھیں اور ان کی اولادوں عبداللہ، ابو احمد، عبیداللہ، زینب بنت جحش، حمنہ بنت جحش، حبیبہ بنت جحش کی ماں تھیں۔

۵۔ اروٰی بنت عبدالمطلب عمیر بن وہب / عبد بن قصی کے نکاح میں تھیں اور اُن سے حضرت طُلیب بن عمیر پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے پھر کلدہ بن ہاشم عبدری سے شادی کر لی تھی اور ان کی متعدد اولادیں ہوئی تھیں۔

۶۔ صفیہ بنت عبدالمطلب عوام بن خویلد اسدی قریشی کی زوجہ تھیں اور ان کی اولادوں میں حضرت زبیر بن عوام، ان کے بھائی سائب اور بہن ام حبیب تھیں۔

اس نسبی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۰-۱۸۔

آپ کی مسلم پھوپھیوں کے لیے ملاحظہ ہو: ابن سعد، ہشتم، ص ۴۵-۴۱۔

(۱۰۵) طبری، دوم، ص ۳۲۰۔

(۱۰۶) روایات کا اتفاق ہے کہ دَہ یا یازدہ سالہ حضرت علی بن ابی طالب کے سوا اور کسی نے اسلام نہیں قبول کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ۵ کے حوالہ جات۔

(۱۰۷) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "بنو ہاشم اور بنو امیہ کے ازدواجی تعلقات" برہان، دہلی، جون ۱۹۸۰ء، ص ۸-۷۔

(۱۰۸) ان دونوں نظریات کے لیے ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اوّل، ص ۲۱۶۔

(۱۰۹) خاکسار کے مضمون "بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کا تاریخی پس منظر" برہان، دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱۰) تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے مضمون مذکورہ بالا (محولہ در ۱۰۹)

(۱۱۱) خاندان عبد شمس کی یہ تفصیل زبیری، ص ۹۷-۱۹۶ سے ماخوذ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو جمہرہ ص ۱۰۶-۶۷۔

(۱۱۲) ابواحیحہ سعید بن عاص کا گھرانا۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۸۳-۱۷۴؛ جمہرہ، ص ۵-۷۳۔

(۱۱۳) ابن سعد، چہارم، ص ۹۵-۹۴؛ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق، ص ۶۰-۲۵۷؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۱۱۶ اور ۱۴۶۔

(۱۱۴) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۴-۱۰۰ کی روایت ہے کہ حضرت عمرو سعیدی دوسری ہجرتِ حبشہ کے بعد اسلام لائے تھے اور پھر مکہ سے ہجرت کر کے اپنے بھائی حضرت خالد سعیدی سے جا ملے تھے جبکہ کتاب المنمق ص ۸-۲۵۷ کا خیال ہے کہ دونوں بھائیوں نے ساتھ ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۱۶ اور ۱۴۶، جنھوں نے حضرت خالد کو ابتدائی چھیالیس مسلمانوں میں شامل کیا ہے لیکن حضرت عمرو کو نہیں کیا ہے البتہ انھوں نے دونوں بھائیوں کو دوسری ہجرتِ حبشہ کا مہاجر بتایا ہے اور کہا ہے کہ دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ ابن سعد نے بھی حضرت خالد کو دوسری ہجرتِ حبشہ ہی میں شامل بتایا ہے۔

(۱۱۵) ابن اسحاق اور ابن سعد، مذکورہ بالا؛ زبیری، ص ۱۷۴۔

(۱۱۶) زبیری، ص ۱۷۴۔ (۱۱۷) ایضاً

(۱۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶، ۱۹۷؛ ابن سعد، سوم، ص ۶-۵۵؛ ہشتم، ص ۷-۳۶؛ نیز ملاحظہ ہو: زبیری، ص ۱۰۱۔

(۱۱۹) زبیری، ص ۱۲۱-۱۰۱، نے حضرت عثمان بن عفان کے اور کسی حقیقی بھائی بہن کا ذکر نہیں کیا ہے۔ البتہ ان کی متعدد اولادوں کا کافی طویل ذکر کیا ہے۔

(۱۲۰) ابن سعد، ہشتم، ص ۴۲۔

(۱۲۱) زبیری، ص ۵-۱۰۴۔ زبیری کا یہ بھی بیان ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے حضرت رملہ کے قبول اسلام پر ان کو طعنہ دیا تھا اور شیبہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کیے جانے پر عار بھی دلایا تھا۔ زبیری نے ہند کے دو شعر نقل بھی کئے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۵۶۔

(۱۲۲) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۳؛ چہارم، ص ۴۴۸۔

(۱۲۳) زبیری، ص ۱۵۹، کے مطابق حضرت حکم بن عاص اموی کے کل فرزندوں کی تعداد اکیس تھی۔ ان کے علاوہ متعدد صاحبزادیاں بھی تھیں۔ یہ سب اولادیں مختلف ماؤں سے تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان میں سے متعدد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر اور مسلم تھے۔

(۱۲۴) ابن سعد، چہارم، ص ۱۱۸۔

(۱۲۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶، ۱۹۷؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۸۴؛ زبیری، ص ۱۵۳۔

(۱۲۶) ابن سعد، سوم، ص ۸-۸۵۔

(۱۲۷) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ص ۵۲۷؛ ابن سعد، ہشتم؛ زبیری، ص ۲۴-۱۲۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی حبشہ کے پاس بھیجا تھا کہ وہ حضرت ام حبیبہ کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن سعید اموی ان کی طرف سے وکیل بنے تھے اور ان کی اجازت سے نجاشی نے نہ صرف نکاح کر دیا تھا بلکہ چار سو دینار مہر اپنی جانب سے ادا کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت ام حبیبہ سمیت تمام مسلمانوں کو بحفاظت تمام مدینہ بھیج دیا تھا۔

(۱۲۸) زبیری، ص ۱۲۴ اور ۲۶-۱۲۵۔

(۱۲۹) ان کی اولادوں میں جو فتح مکہ میں زندہ تھیں زبیری نے نو فرزند اور سات صاحبزادیاں گنائی ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۲۶-۱۲۳۔ نیز ملاحظہ کیجئے: جمہرہ، ص ۴-۱۰۲۔

(۱۳۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶، ۲۱۵۔

(۱۳۱) ابن سعد، سوم، ص ۹۰-۸۹؛ چہارم، ص ۴-۱۰۲۔

(۱۳۲) ابن اسحاق، ص ۲۱۵۔ نیز ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟"

(۱۳۳) ابن سعد، ہشتم، ص ۶-۴۵۔

(۱۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۱۸-۱۱۶۔

(۱۳۵) ابن اسحاق، ص ۱۶۴ وغیرہ؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۴۸۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۸-۱۳۵۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب حضرت ولید بن عقبہ اموی ——— حیات و شخصیت (زیر طبع)، باب اول۔

(۱۳۶) ابن سعد، ششم، ص ۲۴؛ ابن قتیبہ، المعارف، ص ۳۱۹؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، پنجم، ص ۹۰؛ اصابہ نمبر ۹۱۴۷؛ زبیری، ص ۱۳۸ و ص ۶-۱۴۵؛ استیعاب، برحاشیہ اصابہ (مصر ۱۹۳۹ء)، سوم، ص ۴۹۴؛ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، تحقیق محمد اسعد طلس، قاہرہ ۱۹۶۲ء، سوم، ص ۲۷۵؛ خاکسار کی مذکورہ کتاب کا باب اول۔

(۱۳۷) زبیری، ص ۴۶-۱۳۸، نے عقبہ بن ابی مُعَیط اُموی کے چار فرزندوں ولید، عمارہ، خالد، ہشام اور تین دختروں ام کلثوم، ام حکیم اور ہند کا ذکر کیا ہے۔ ان کی سوانح کے لیے ملاحظہ کیجئے اصابہ نمبر ۹۱۴۷ و ۲۴، ۵؛ نیز دیکھئے ابن اسحاق، ص ۵۰۹۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۱۷-۳۱۶؛ زبیری، ص ۵۸-۱۵۷؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۴۰-۳۹۔

(۱۳۹) زبیری، ص ۱۸۷؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰۴؛ سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۸۸۹ اور ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ پنجم، ص ۴۴۶؛ طبری، سوم، ص ۳۷ اور ۹۴؛ انساب الاشراف، اول؛ فتوح البلدان، ص ۵۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۲ اور اسد الغابہ، سوم، ص ۹-۳۵۸۔

(۱۴۰) زبیری، ص ۹۶-۱۸۷۔

(۱۴۱) مثلاً بنو ابوالعاص بن امیہ میں حضرت عثمان بن عفان کے تین اور چچاؤں عفیف، عوف اور عثمان کے گھرانے تھے۔ حرب بن امیہ میں ابوسفیان بن حرب کے ایک اور فرزند عتبہ بن ابی سفیان کا گھرانا تھا۔ ان کے ایک اور فرزند عنبسہ بن ابی سفیان کا گھرانا تھا۔ پھر حرب بن امیہ کے ایک فرزند عمرو بن حرب کا خاندان تھا۔ حارث بن حرب کا ایک گھرانا اسی بطن میں تھا۔ ان کے بنو عمرو بن امیہ ایک الگ خاندان تھے۔ خاندان ابوعمرو بن امیہ میں عقبہ بن ابو مُعیط کے علاوہ تمیم بن ابی عمرو اور ابو وحرہ بن ابی عمرو کے دو گھرانے تھے پھر حبیب بن عبدشمس کے تین ذیلی خاندان تھے جن کا حوالہ اُوپر آچکا ہے لیکن ان کے مسلمانوں کا ذکر کم ملتا ہے۔ تاہم زبیری نے ان کے متعدد مردوں اور عورتوں کے نام گناتے ہیں جن میں حضرات ابوکبشہ حارث بن کُریز، عامر بن کریز اور ان کے فرزند عبداللہ بن عامر، عبدالرحمٰن بن سمرہ وغیرہ عظیم صحابی تھے۔ ایک اور خاندان امیہ اصغر بن عبدشمس کا تھا جن میں کافی مرد اور عورتیں تھیں۔ عبدشمس کے ایک اور فرزند عبدامیہ کا گھرانا تھا جن کے متعدد مرد اور عورتیں مسلمان اور معاصر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ بنو نوفل بن عبدشمس میں حضرات عثمان، ہبار وغیرہ متعدد صحابی تھے۔

عتبہ اور شیبہ یعنی بنو ربیعہ بن عبدشمس کے بھی متعدد گھرانے تھے جن کے کئی مردوں اور عورتوں کے بارے میں یقین ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر اور مسلم تھے۔ اسی طرح بنو عبدالعزّیٰ کے خاندان میں بنو ربیعہ کے علاوہ دوسرے گھرانے تھے۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ حکم بن ابی العاص کے اکیس فرزند تھے اور ان سب کی نسلیں خُوب پھلی پھُولی تھیں۔ چنانچہ مروان بن حکم کے علاوہ حارث بن حکم، عبدالرحمٰن بن حکم، یحیٰی بن حکم، حبیب بن حکم کے خاندان تھے۔ ابوالعاص کے ایک اور فرزند مغیرہ کا گھرانا تھا۔ اسی طرح اور بھی متعدد گھرانے تھے جن کے مسلمانوں کے نام سے ہم واقف نہیں ہو سکے۔ ملاحظہ ہو زبیری ص ۱۰۰، ۱۳۲-۳۴، ۱۴۷-۵۲، ۱۵۴-۵۷، ۱۵۸-۹، ۷۳-۱۶۹ وغیرہ۔

(۱۴۲) خلافت یزید بن معاویہ میں واقعہ حرہ سے قبل مدینہ والوں نے اپنے شہر کے اُمویوں کے ساتھ بڑا نازیبا سلوک کیا تھا اور ان سب کو شہر بدر کیا تھا۔ اس ضمن میں ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: طبری، تاریخ، پنجم، ص ۳-۴۸۲ وغیرہ۔ یہ واقعہ ۶۳ھ کا ہے۔

(۱۴۳) ابن اسحاق، ص ۵۹۔

(۱۴۴) ابن اسحاق، ص ۶۱۔

(۱۴۵) ابن سعد، سوم، ص ۵۳-۵۰؛ اسدالغابہ، چہارم، ص ۳۵۴۔

(۱۴۶) زبیری، ص ۹۷-۹۲۔

(۱۴۷) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۳-۵۰؛ زبیری، ص ۹۵-۹۳۔

(۱۴۸) زبیری، ص ۵-۹۴ کے مطابق وہ غزوۂ بدر میں شہید ہُوئے تو ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔

(۱۴۹) جمہرہ، ص ۶۷-۶۶۔

(۱۵۰) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۸۔

(۱۵۱) زبیری، ص ۹۵ ' نے ان میں سے کسی کی اولاد کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۵۲) ابنِ سعد، سوم، ص ۵۳ - ۵۰ ؛ جمہرہ، ص ۶۷ - ۶۶۔

(۱۵۳) زبیری، ص ۹۵ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۳ ؛ اصابہ نمبر ۹۲۵، ؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۵۴۔

(۱۵۴) زبیری، ص ۹۵ ؛ اصابہ نساء، نمبر، ۱۴۹۔ زبیری کے مطابق حضرت مسطح کی والدہ ام مسطح اور حضرت ابوبکر کی والدہ ام الخیر دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔

(۱۵۵) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۹۔

(۱۵۶) زبیری، ص ۹۳ - ۹۲ ؛ اصابہ نمبر ۲۳۵، ۱۲۵۶۔

زبیری نے اس خاندان کے کئی مردوں کا ذکر کیا ہے جو عام طور سے مسلم مکیوں میں نہیں شمار کیے جاتے ہیں۔ مردوں میں قاسم بن مخرمہ، صلت بن مخرمہ اور ان کی مذکورہ بالا اولادوں کے علاوہ حکیم بن صلت، عمرو بن صلت، کہیم بن صلت اور مخرمہ بن قاسم بن مخرمہ کا ذکر کیا ہے اور یہ سب مسلم تھے۔ ان میں سے بیشتر کو خیبر سے طعمہ ملا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: باب پنجم، بحث بر طعمہ نبی۔

(۱۵۷) زبیری، ص ۹۶ - ۹۵۔ (۱۵۸) زبیری، ص ۹۷ - ۹۶۔

(۱۵۹) زبیری، ص ۱۹۷ ؛ طبری، دوم، ص ۳۶ - ۳۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸ - ۶ ؛ خاکسار کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت پر، ص ۱۲۔

(۱۶۰) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے مضمون محولہ بالا۔

(۱۶۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ پر کسی نوفلی کا ذکر نہیں ہے اور ص ۱۴۶ میں مہاجرینِ حبشہ میں اور ص ۳۲۸ فہرست مجاہدین بدر میں ان کے دو حلیفوں حضرات عتبہ بن غزوان مازنی اور حضرت جناب مولیٰ عتبہ کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۲) ابن سعد، سوم اور چہارم (۱۶۳) ایضاً

(۱۶۴) ملاحظہ ہو رقابت بنی امیہ اور بنی ہاشم پر مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۶۵) ابن اسحاق، ص ۱۹۴ (یہ طبری کی اصل میں روایت ہے) ؛ زبیری، ص ۲۰۰۔

(۱۶۶) زبیری، ص ۲۰۱ ؛ استیعاب، ص ۹۰ - ۸۹ ؛ اسد الغابہ، اول، ص ۲۷۱۔

(۱۶۷) زبیری، ص ۲۰۵ - ۱۹۷۔

(۱۶۸) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸ - ۶ اور ۹۴ - ۹۳۔

(۱۶۹) ابوجہل مخزومی کہا کرتا تھا کہ ہم (بنو مخزوم) نے بنو عبد مناف سے ہر چیز میں برابری کی۔ انھوں نے کھلایا تو ہم نے کھلایا۔ انھوں نے یہ کیا تو ہم نے وہ کیا، یہاں تک کہ ہم مسابقت میں برابر ہو گئے اور شانہ بشانہ

چلنے لگے تو اُنھوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کردیا۔ بخدا ہم اس نبی کو کبھی نہیں مانیں گے۔

(۱۷۰) انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۶ - ۱۲۵ -

(۱۷۱) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۳ -

(۱۷۲) ابن اسحاق، ص ۱۹ - ۱۱۸ -

(۱۷۳) ملاحظہ کیجئے: سیرت النبی، سوم، ص ۶۳۴ وغیرہ۔

(۱۷۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، نے حضرت سلمہ کو شامل نہیں کیا تھا کیونکہ وُہ کم عمر تھے اور نہ ہی حضرت ام سلمہ کا ذکر کیا ہے۔ البتہ اپنی فہرست مہاجرینِ حبشہ میں موخرالذکر کا نام شامل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابنِ سعد، سوم، ص ۴۰ - ۲۳۹ - زبیری، ص ۸ - ۳۳۷ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی ایک دختر سے کردی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عہدِ نبوی میں جوان ہو چکے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ام سلمہ کے بطن سے حضرت ابوسلمہ کے ایک اور فرزند حضرت عمر بن ابی سلمہ اور دُو دختر حضرت درّہ اور حضرت زینب تھیں۔ اور یہ غالباً سب مکی عہد کے مسلمان تھے۔ ان میں سے حضرت سلمہ اور حضرت درہ سے ان کی نسل نہیں چلی لیکن باقی دو حضرت عمر اور حضرت زینب کی اولادیں خوب ہوئیں۔ اسی خاندان میں حضرت ابوسلمہ کے دو بھائی اور تھے۔ ان میں سے ایک اسود بن عبد الاسد بدر میں کافر مقتول ہوئے تھے جبکہ دوسرے بھائی سفیان بن عبد الاسد زندہ رہے تھے اور اسلام کی دولت سے فیضیاب ہوئے تھے ان کا ذکر کچھ آگے آرہا ہے۔
نیز ملاحظہ ہو اصابہ نمبر ۴۷۷۴، نساء نمبر ۱۳۰۲، نمبر ۳۲۷۶ وغیرہ خاندان عبد الاسد کے لیے۔

(۱۷۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶، ۱۶۷ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۹؛ زبیری، ص ۱۸ - ۳۱۷ -

(۱۷۶) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۴۲؛ زبیری، ص ۲۳۴؛ اصابہ نمبر ۷۳ -

(۱۷۷) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶، ۱۶۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۳۱ - ۱۳۰؛ زبیری، ص ۳ - ۳۰۲؛ اصابہ نمبر ۳۴۰۳ -

(۱۷۸) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۳؛ عبد المتعال صعیدی، شباب قریش، ص ۹ - ۵۳ -

(۱۷۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۷ - ۲۴۶؛ چہارم، ص ۱۳۶ - ابن سعد کے مطابق یہ عنسی خاندان ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کا حلیف تھا اور اس میں حضرات یاسر، سمیہؓ اور ان کے دو فرزند عمار اور عبد اللہ شامل تھے۔

(۱۸۰) ابن اسحاق، ص ۱۴۷ -

(۱۸۱) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ زبیری، ص ۳۴۲، کے مطابق وہ مہاجر مدینہ تھے اور غزوۂ اُحد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں جان نچھاور کر دی تھی۔ نیز ملاحظہ ہو اصابہ نمبر ۳۹۱۴ -

(۱۸۲) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۵؛ زبیری، ص ۳۳۸ -
یہ حضرت ابوسلمہ کے حقیقی چچا زاد بھائی سفیان کے فرزند تھے۔ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ زبیری نے ان کے ایک اور بھائی عمر بن سفیان کو مہاجرینِ حبشہ میں شمار کیا ہے۔

(۱۸۳) ابن اسحاق، ص ۱۴۱؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۵؛ زبیری، ص ۳۲۸۔
یہ بھی حضرت ابوسلمہ مخزومی کے حقیقی بھتیجے تھے۔ زبیری نے ان کے ایک اور بھائی حضرت عبیداللہ بن سفیان کا بھی ذکر کیا ہے جو یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ اور دُوسری ماں سے ان کے مزید ... ت بھائیوں کا ذکر کیا ہے۔ گویا کہ کل گیارہ کم از کم افرادِ خاندان مسلمان تھے اس گھرانے سے۔

(۱۸۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۱؛ ابنِ سعد، چہارم، ص ۱۳۵؛ زبیری، ص ۳۱۵؛ اصابہ نمبر ۸۹۶۲۔

(۱۸۵) ابن اسحاق، ص ۱۷۰، انہوں نے اگرچہ واضح الفاظ میں ابولہب کی ضمانت و عہد کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم مراد وہی ہے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ جب ابوسلمہ مخزومی نے اپنے ہاشمی ماموں ابو طالب سے جوار مانگی تو بنومخزوم کے کچھ سرداروں نے ابوطالب کو ایسا کرنے سے روکا۔ ابوطالب سے ان کی اس گفتگو کے موقع پر ابولہب بھی موجود تھا۔ ابوطالب کی اس دلیل پر کہ ابوسلمہ نے ان سے جوار کی درخواست کی ہے اور وہ ان کا بھانجا بھی ہے اس لیے وُہ انھیں پناہ کیوں نہ دیں جب بنومخزوم کے سرداروں نے سخت کلامی کی تو ابولہب کو غصہ آگیا اور اس نے کہا "او قریش! تم اس بزرگ کو بہت ستاتے رہے ہو۔ یا تو تم اس بات کو اب یہیں رہنے دو ورنہ میں بھی ان کا ساتھ دوں گا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔" اس پر بنومخزوم کے سردار یہ کہہ کر اُٹھ گئے کہ وہ ابولہب کی مدد و اعانت کی قدر کرتے ہیں اور اس سے محروم ہونا پسند نہیں کریں گے۔

(۱۸۶) ابن ہشام کا تبصرہ حضرت شماس کے بارے میں ملاحظہ ہو ابن اسحاق میں، ابن ہشام کے تعلیقات ص ۲۱۷ (نمبر ۱۹۴)۔
نیز زبیری، ص ۲۴۲۔

(۱۸۷) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۴۶ - ۲۹۹۔

(۱۸۸) ابن اسحاق، ص ۲۰۸؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۷ - وہ ہشام بن مغیرہ مخزومی کے مولیٰ تھے۔ یعنی ابوجہل مخزومی کے والد کے مولیٰ۔

(۱۸۹) ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۱-۱۳۴؛ زبیری، ص ۳۲۳-۳۲۴؛ اصابہ نمبر ۹۱۵۲؛ استیعاب، سوم، ص ۶۲۸-۶۳۰۔

(۱۹۰) زبیری، ص ۳۲۴ - حضرت خالد بن ولید مخزومی کے قبول اسلام کے لیے ملاحظہ ہو: ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۲-۲۵۳؛ زبیری، ص ۳۲۰؛ اصابہ نمبر ۲۱۹۷؛ استیعاب، اول، ص ۴۰۵-۴۱۰۔

(۱۹۱) ابن اسحاق، ص ۱۵۵؛ زبیری، ص ۳۱۰-۳۱۱؛ اصابہ نمبر ۵۶۲۸؛ استیعاب، سوم، ص ۱۴۸۔

(۱۹۲) اصابہ، نسا۔ نمبر ۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۰۲۔

(۱۹۳) ابن اسحاق، ص ۵۹۴-۵۹۵؛ زبیری، ص ۳۰۱-۳۰۲ - وہ ابوجہل کے حقیقی بھائی تھے۔

(۱۹۴) ابن اسحاق، ص ۵۹۴-۵۹۵؛ زبیری، ص ۳۴۳؛ اصابہ نمبر ۳۲۸۴۔

(۱۹۵) زبیری، ص ۳۱۲، نے اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت علی نے حضرت جویریہ بنت ابی جہل کو پیغام دیا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کی وجہ سے نکاح نہیں کیا۔ اور حضرت عتاب بن اسید نے خوشنودیِ رسولِ کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ان سے شادی کر لی۔ ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب پیدا ہوئے تھے جو جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کی طرف سے لڑے اور شہید ہوئے تھے۔ حضرت جویریہ کے لیے مزید دیکھئے اصابہ نساء، نمبر ۲۴۹۔

زبیری، ص ۲۱۲ نے ابوجہل مخزومی کے متعدد فرزندوں اور دختروں کا ذکر کیا ہے جو سب کے سب فتح مکہ میں غالباً مسلمان ہو گئے تھے اور جنھوں نے بعد میں اسلامی ریاست کے لیے کارہائے نمایاں انجام دئے۔ ان میں ابو علقمہؓ زرارہ بن ابوجہل، ابوحاجب، تمیم بن ابوجہل اور علقمہ بن ابی جہل تھے۔ موخرالذکر کی ماں مختلف تھیں۔ ابوجہل کی چار صاحبزادیاں تھیں جن میں حضرت جویریہ بنت ابی جہل کے علاوہ صخرہ، حنفاء اور اسماء تھیں۔ ان میں سے حنفاء سہیل بن عمرو بن عبدشمس عامری کی اہلیہ تھیں اور اسماء ولید بن عبدشمس بن مغیرہ مخزومی کی اور تیسری دختر صخرہ ابوسعید بن حارث بن ہشام کے نکاح میں تھیں۔ ان میں سے موخرالذکر کی نسل نہیں چلی تھی اور باقی کی نسلیں خوب پھلی پھولی تھیں۔

(۱۹۶) زبیری، ص ۱۶-۳۱۵: اصابہ نمبر ۵۳۳۴؛ استیعاب، دوم، ص ۶۴-۲۶۲ اور اصابہ نمبر ۸۲۴۸ بالترتیب۔

(۱۹۷) زبیری، ص ۳۱۷؛ اصابہ نمبر ۵۹۶ اور ۴۶۶۲۔ ان کا اصل نام بُجَیر تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبداللہ رکھ دیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: استیعاب، دوم، ص ۹۹-۲۹۸۔

(۱۹۸) زبیری، ص ۳۳۰؛ اصابہ نمبر ۹۱۴۷۔

(۱۹۹) زبیری، ص ۳۳۲؛ اصابہ (کنیت) نمبر ۱۰۸؛ اسدالغابہ، پنجم، ص ۲-۲۶۱۔

(۲۰۰) زبیری، ص ۳۳۲۔

(۲۰۱) زبیری، ص ۳۳-۳۳۲؛ اصابہ نمبر ۱۶۷۵ اور ۵۸۰۳؛ نیز اصابہ نمبر ۳۲۴۶۔

(۲۰۲) زبیری، ص ۳۳۳ اور اصابہ نمبر ۳۲۴۶۔

(۲۰۳) زبیری، ص ۳۴-۳۳۳، ۳۴۵، اصابہ نمبر ۳۶۸۹، ۵۱۱۶، ۹۰۸۷، ۱۶۹۶۔ حضرت سہل بن وہب مخزومی کا اصل نام حَزَن تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیا تھا۔

(۲۰۴) زبیری، ص ۳۴۴ (۲۰۵) زبیری، ص ۳۴۵

(۲۰۶) ایک موٹے سے اندازے کے لیے ملاحظہ کیجئے: زبیری، ص ۳۴۶-۲۹۹۔ اس کا کچھ اندازہ بنو مخزوم کے خاندانوں کی تفصیل سے بھی ہوتا ہے جو مختصراً حسب ذیل ہے:

(الف) بنو مخزوم بن یقظہ کے بنیادی خاندان چار تھے: (۱) بنو عُمر بن مخزوم (۲) بنو عامر بن مخزوم (۳) بنو عمران بن مخزوم اور (۴) بنو عمیرہ بن مخزوم۔ بنو عمر بن مخزوم کے تین فرزند تھے عبداللہ، عبیداللہ اور عبدالعزیٰ۔ عبداللہ بن عمر کے چھ فرزند تھے: مغیرہ، عثمان، عائذ، خالد، ابوجندب اسدؓ اور قیس۔ لیکن تعداد و شرف اور عظمت کے لحاظ سے اصل گھرانا بنو مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم کا تھا۔

(ب) بنو المغیرہ بن عبداللہ: (۱) بنو ہاشم بن مغیرہ (۲) بنو ہشام بن مغیرہ (۳) بنو ابی حذیفہ مہشم بن مغیرہ،

(۴) بنوابی ربیعہ عمرو بن مغیرہ (۵) بنو ابوامیہ حذیفہ بن مغیرہ (۶) بنو حذاش بن مغیرہ (۷) بنو زہیر بن مغیرہ (۸) بنو ابی زہیر تمیم بن مغیرہ (۹) بنو فاکہ بن مغیرہ (۱۰) بنو ولید بن مغیرہ (۱۱) بنو عبد شمس بن مغیرہ (۱۲) بنو حفص بن مغیرہ (۱۳) بنو عثمان بن مغیرہ۔—— ان خاندانوں کے اہم ترین افراد سے ان کا تعارف ذیل میں پیش ہے۔

۱ - بنو ہاشم بن مغیرہ : حنتمہ بنت ہاشم حضرت عمر بن خطاب کی والدہ ماجدہ۔ اولادِ نرینہ سے نسل نہیں چلی۔

۲ - بنو ہشام 〃 : عثمان بن ہشام اور حارث بن ہشام، ابوجہل عمرو بن ہشام، سلمہ بن ہشام وغیرہ۔

—— بنو حارث بن ہشام : (۱) عبدالرحمٰن الشرید —— بہت بڑا گھرانا تھا اور متعدد دختر فرزند تھے جو بعد میں مشہور ہوئے۔

—— بنو ابی جہل بن ہشام : (۱) حضرت عکرمہ وغیرہ اوپر ذکر آچکا ہے۔

۳ - بنو ابی حذیفہ بن مغیرہ : حضرت ہشام بن ابی حذیفہ۔ مہاجر حبشہ۔

۴ - بنو ابی امیہ 〃 : عبداللہ بن ابی امیہ، ان کی بہن ام سلمہ بنت ابی امیہ زوجہ کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، زہیر اور مہاجر وغیرہ۔

۵ - بنو ابی ربیعہ 〃 : عبداللہ (بحیر) بن ابی ربیعہ، عیاش بن ابی ربیعہ۔ موخر الذکر کا گھرانا کافی بڑا تھا۔

۶ - بنو فاکہ بن مغیرہ : ابوقیس جو بدر میں کافر مقتول ہوا۔ نسل ختم ہوگئی۔

۷ - بنو عبداللہ 〃 : عثمان بن عبداللہ، بدر میں اسیر ہوا اور نخلہ میں بچ نکلا تھا۔ نوفل خندق میں مقتول ہوا، نسل نہیں چلی۔

۸ - بنو ولید 〃 : حضرت خالد بن ولید مخزومی اور ان کے محترم بھائی اور ان کی اولادیں۔ کافی بڑا گھرانا تھا۔

۹ - بنو عبد شمس 〃 : حضرت ولید بن عبد شمس یمامہ میں حضرت خالد بن ولید کے شریک تھے۔ شہید ہوئے۔ ان کی اولادیں تھیں۔

۱۰ - بنو حفص 〃 : حضرت عمرو بن حفص اور ان کی اولادیں۔

(ج) بنو عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم : حضرات حریث، حویرث، سعید بن حریث، عمرو بن حریث۔

(د) بنو عائذ بن عبداللہ 〃 〃 : حضرت عبداللہ بن ابوالسائب وغیرہ۔

(س) بنو اسد 〃 〃 〃 : حضرت ارقم بن ابی الارقم کا خاندان۔

(ط) بنو خالد 〃 〃 〃 : حضرت وابصہ بن خالد کا خاندان۔

(ع) بنو ہلال 〃 〃 〃 : حضرات ابوسلمہ بن عبدالاسد، سفیان بن عبدالاسد وغیرہ کا خاندان۔ کافی بڑا گھرانا تھا۔

(ف) بنو عبید بن عمر بن مخزوم : حضرت مطلب بن عبداللہ بن مطلب بن حنطب کا خاندان جو بعد میں بہت وسیع و عظیم ہوا۔

(ل) بنو عامر بن مخزوم : حضرت عثمان الشماس بن عثمان اور ان چچاؤں کا خاندان جن میں حضرت سعید بن یربوع بھی شامل تھے۔

(م) بنو عمران " " : ابو ہبیرہ بن وہب زوج ام ہانی بنت ابی طالب اور حضرت سہل (حزن) ابی وہب کا گھرانا جو متعدد ذیلی خاندانوں پر مشتمل تھا۔

(ن) بنو عمیرہ " " : نسل نہیں چلی۔

یہ تفصیل صبر آزما تو ضرور ہے مگر اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے بنو مخزوم کے تقریباً ہر گھرانے میں ابتدا ہی سے اپنے ماننے والے بنا لیے تھے اور دوسرا اہم نکتہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عددی لحاظ سے عہد نبوی میں یہ گھرانا/بطن قریش اصل میں قبیلہ بن چکا تھا اور اس میں مرد و عورت اور بچوں سمیت ہزاروں افراد تھے۔

(۲۰۷) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت پر، ص ۱۸-۱۷۔

(۲۰۸) زبیری، ص ۵-۳۶۴ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۸۰ - ۳۷۹ وغیرہ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ زید بن عمرو بن نفیل خود ایک اُمت ہو کر قیامت کے دن اُٹھیں گے۔

(۲۰۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۶-۱۵۵ ؛ زبیری، ص ۳۶۵ ؛ اصابہ نمبر ۳۲۵۴۔

(۲۱۰) زبیری، ص ۳۶۵ ؛ اصابہ نساء نمبر ۶۹۲ ؛ استیعاب، چہارم، ص ۳۶۵۔

(۲۱۱) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۱۔

(۲۱۲) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۳۹-۱۳۸ ؛ زبیری، ص ۸۱-۳۸۰ ؛ اصابہ نمبر ۸۷۷۷، ۴۰۴، نساء ۴۷۵، ۱۸۶۱ و نساء ۱۱۸، نساء ۸۶۔

(۲۱۳) زبیری، ص ۳۶۸ ؛ اصابہ نساء ۶۱۹ اور ۳۶۴۰۔

(۲۱۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۹ ؛ زبیری، ص ۸۲-۳۸۱ ؛ اصابہ ۵۴۸۳ اور ۸۷۴۸۔

(۲۱۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۰ ؛ زبیری، ص ۸۲-۳۸۱ ؛ اصابہ ۵۴۸۳ اور ۸۷۴۸۔

(۲۱۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۱ ؛ زبیری، ص ۳۸۱ ؛ اصابہ ۵۷۵۱ اور ۵۵۰۸۔

(۲۱۷) ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۱۔

(۲۱۸) ابن سعد، چہارم، ص ۴۲-۱۴۱؛ زبیری، ص ۳۶۷۔

(۲۱۹) ابن سعد، چہارم، ص ۹-۱۸۸۔

(۲۲۰) اصابہ نساء، ۲۷۔ زبیری، ص ۳۸۱۔

(۲۲۱) زبیری، ص ۸-۳۴۷؛ اصابہ ۲۸۹۱؛ استیعاب، اول، ص ۴۴-۱۴۱۔ ۵

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۶-۱۵۵۔

(۲۲۳) ابن اسحاق، ص ۱۵۹؛ زبیری، ص ۴۰۹۔

(۲۲۴) زبیری، ص ۶۳-۳۴۷۔

(۲۲۵) ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۲ وغیرہ؛ زبیری، ص ۳۴۷؛ اصابہ ۴۸۲۵۔

(۲۲۶) ابن سعد، ہشتم، ص ۵-۸۱؛ زبیری، ص ۳۴۴؛ اصابہ نساء ۲۹۴۔

(۲۲۷) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۶۳-۳۴۷؛ اصابہ ۵۱۲۵، ۲۹۵۳؛ ۶۱۴۹ اور استیعاب، سوم، ص ۳۷-۱۳۶؛ اصابہ ۶۲۳۵ اور ۶۲۲۲۔

(۲۲۸) ابن سعد، سوم، ص ۳۷۷؛ زبیری، ص ۳۶۳؛ اصابہ ۶۲۰۷؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۲۹۵۔

(۲۲۹) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سیّد سلیمان ندوی، سیرت النبی، سوم، ص ۸-۶۳۷۔

(۲۳۰) واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۱۔

(۲۳۱) ابن اسحاق، ص ۲۱۷۔ مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرینِ مکّہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟

(۲۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۳۹۱؛ ابن اسحاق، ص ۳۰۰۔ وہ غزوہ بدر میں پہلے شہید تھے۔

(۲۳۳) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، چہارم اور ہشتم وغیرہ۔

(۲۳۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶ وغیرہ؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۶۷۔

(۲۳۵) ابن اسحاق، ص ۵۰۳ کا بیان ہے کہ مکہ میں بنو عدی بن کعب میں سے کوئی نہیں باقی رہ گیا تھا۔

(۲۳۶) ابن اسحاق، ص ۲۹۶۔

(۲۳۷) زبیری، ص ۶۷-۳۶۹؛ اصابہ (کنیت) نمبر ۲۰۶، (کنیت) ۲۵۵، ۲۶۴۰، نساء ۶۱۹۔ بنو عویج بن عدی میں مذکورہ بالا مسلمانوں کے علاوہ متعدد مسلمان عہدِ نبوی کے تھے۔ بلکہ کہنا یہ چاہیے کہ متعدد گھرانے مسلمان تھے۔ زبیری کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم سے کم چار پانچ سو افراد کے درمیان ان کی عددی طاقت رہی ہوگی۔

(۲۳۸) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون بنو ہاشم و بنو امیہ کی رقابت پر۔

(۲۳۹) زبیری، ص ۲۹۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے: کتاب المنمق، ص ۵۴ - ۴۵۔

(۲۴۰) ملاحظہ کیجئے حوالہ سابقہ ۹ اور ۱۱۔

(۲۴۱) ابن اسحاق، مذکورہ بالا؛ ابن سعد، سوم، ۲-۱۷۱ وغیرہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ پس وپیش ضرور کیا مگر صرف ایک شخص یعنی حضرت ابو بکر صدیق ایسے تھے جنھوں نے سنتے ہی قبول کر لیا۔

(۲۴۲) ملاحظہ کیجئے حوالہ جات سابق ۳۹ تا ۴۵۔

(۲۴۳) ابن سعد، سوم، ص ۱۶۹ کے مطابق ایک صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا۔

(۲۴۴) حوالہ جات سابق ۴۰ و ۴۱؛ نیز ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۲۴۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۶ - ۲۱۴؛ زبیری، ص ۲۸۰-۲۸۱؛ اصابہ ۴۲۹۹۔ زبیری نے ان کے متعدد فرزندوں کا ذکر کیا ہے جن میں موسیٰ، عمران، محمد، یعقوب، اسماعیل، اسحاق، زکریا، عیسیٰ، یحییٰ شامل ہیں ان کے علاوہ متعدد صاحبزادیاں بھی تھیں۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ ان میں سے عہد نبوی میں کتنے تھے۔ بہرحال یہ یقینی ہے کہ کچھ اولادیں عہد نبوی کی مسلم تھیں۔ ان کے ایک بھائی عثمان بن عبید اللہ بھی تھے مگر ان کی نسل کچھ زیادہ نہیں چل سکی تھی۔ یہی حال ان کے ایک اور بھائی مالک بن عبید اللہ کا ہوا تھا۔

(۲۴۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ زبیری، ص ۲۹۴ کا بیان ہے کہ ان کا حبشہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۸ نے عمرو بن عثمان کو قادسیہ کا شہید بتایا ہے۔ البتہ زبیری نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔

(۲۴۷) زبیری، ص ۲۷۶؛ اصابہ ۵۱۵۱۔

(۲۴۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۷۵۔

(۲۴۹) زبیری، ص ۲۹۵؛ اصابہ ۸۲۴۵، نساء ۹۷۔

بنو تیم بن مرہ کے کل تین چار خاندان تھے، بنو عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، بنو عبد مناف بن کعب اور بنو کعب بن سعد۔ ان میں سے اصل خاندان اول الذکر تھا جس میں شرف و عظمت و نجابت تھی۔

(۲۵۰) بنو سہم کے اصل گھرانے حسب ذیل تھے:

سہم بن عمرو کے دو فرزند تھے: سعد اور سُعَید۔ بنو سعد بن سہم تھے: عدی، حذیم، حذافہ، حذیفہ، سُعَید۔ اور انھیں کی نسلیں اصل میں بنو سہم کے گھرانے بنے۔ ذیل میں یہ گھرانے اور ان کے اہم اشخاص کا تعارف پیش ہے:

۱ - بنو عدی بن سعد بن سہم: قیس بن عدی، اپنے زمانے میں قریش کے سید تھے اور ان کے فرزند عبد المطلب اور عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف میں منافرہ ہوا تھا۔ بنو سہم مکے میں اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ وہ بنو عبد مناف کے

ہم پلہ ہوگئے تھے۔ لیکن بعثتِ نبوی کے وقت ان کی تعداد کم ہوگئی تھی کیونکہ ان میں بیماری پھیلی اور ایک ایک دن میں کئی کئی موتیں واقع ہوتی گئیں۔

— بنو قیس بن عدی : حارث اور حذافہ ، ابو قیس بن حارث ، سعید بن حارث وغیرہ۔

— بنو زِبعریٰ : عبداللہ بن الزبعریٰ ، مشہور شاعر۔

— بنو حذافہ بن قیس بن عدی : خنیس بن حذافہ ، حضرت حفصہ کے پہلے شوہر کا خاندان۔

۲ - بنو حذیم بن سعد بن سہم : جلد خاندان ختم ہوگیا۔

۳ - بنو عبد قیس بن عدی بن سعد بن سہم : حضرت عمر بن خطاب کی ماں کا خاندان۔

۴ - بنو حذیفہ بن سعد بن سہم : نبیہ و منبہ فرزندان حجاج سہمی کا خاندان۔

۵ - بنو حذافہ بن سعد بن سہم : قیس بن حُذافہ اور ان کے فرزند عدی ، فروہ اور نعمان۔ زیادہ تر عورتیں تھیں۔

۶ - بنو سُعَید بن سعد بن سہم : متعدد فرزند تھے۔ ابو وَدَاعہ کا خاندان۔

۷ - بنو سُعَید بن سہم : ہاشم ، مہشم اور ہشام کا خاندان۔

— بنو ہاشم بن سُعَید : حضرت عمرو بن العاص کا خاندان۔

— بنو مہشم بن سُعَید : حضرت عمیر بن رئاب بن مہشم کا خاندان۔

(۲۵۱) ابن اسحاق ، ص ۱۳۳ ؛ بلاذری ، انساب الاشراف ، اول ، ص ۱۳۲ ، ۱۳۸ ، ۱۴۲ وغیرہ۔ (۲۵۲) ایضاً

(۲۵۳) ابن اسحاق ، ص ۱۱۶ ، ۷ - ۱۴۶ وغیرہ ؛ ابن سعد ، چہارم ، ص ۹۱ - ۱۸۹ ؛ زبیری ، ص ۴۰۲ ؛ اصابہ ۲۲۹۰ ، ۶۱۳۴۔ زبیری نے قیس بن حذافہ کی جگہ ابو الاخنس بن حذافہ کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۴) ابن اسحاق ، ص ۱۴۷ ؛ ابن سعد ، چہارم ، ص ۹۴ - ۱۹۱ ؛ زبیری ، ص ۴۰۹ ؛ اصابہ ۸۹۶۶۔

(۲۵۵) ابن اسحاق ، ص ۷ - ۱۴۶ ؛ ابن سعد ، چہارم ، ص ۱۹۷۔

(۲۵۶) ابن سعد ، چہارم ، ص ۹۷ - ۱۹۴ ؛ نیز زبیری ، ص ۲ - ۴۰۱ ؛ اصابہ ۹۳۱ (کنیت) ، ۳۲۴۴ ، ۸۳۶ ، ۴۵۹۶۔

(۲۵۷) مونٹگمری واٹ ، محمد ایٹ مکہ ، ص ۱۷۷۔

(۲۵۸) ابن سعد ، چہارم ، ص ۶۱ - ۲۵۴ ؛ زبیری ، ص ۱۰ - ۴۰۹ ؛ اصابہ ۵۸۷۷ ؛ استیعاب ، دوم ، ص ۱۵ - ۵۰۸۔

(۲۵۹) ابن سعد ، چہارم ، ص ۲۶۲ ؛ زبیری ، ص ۴۱۱ ؛ اصابہ ۴۷۳۸۔

(۲۶۰) ابن ہشام (ابن اسحاق ص ۸۰ ۷) کے مطابق حضرت عدی بن قیس بن حذافہ ان سردارانِ قریش میں شامل تھے جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ ہوازن میں سے عطیۂ خاص عطا فرمایا تھا۔

(۲۶۱) زبیری ، ص ۴۰۲ ؛ اصابہ ۴۶۷۰ ؛ استیعاب ، سوم ، ص ۱۱ - ۳۰۹۔

(۲۶۲) زبیری، ص ۴۰۶ ؛ اصابہ ۱۲۰۵ (کنیت)، استیعاب، چہارم، ص ۲۱۰ اور اصابہ ۸۰۲۳ اور استیعاب، سوم، ص ۱۳-۱۲۴ ؛ اصابہ ۵۰۱۱ نیز ۵۴۴۲ (کنیت) ؛ اصابہ ۳۰۵۱ ؛ نیز استیعاب، دوم، ص ۱۰۲۔

(۲۶۳) زبیری، ص ۴۰۵ ؛ اصابہ نساء ۴۵۳۔

(۲۶۴) بنو زہرہ بن کلاب کے اہم خاندان اور ان کے نمائندہ افراد حسب ذیل تھے:

۱ - بنو زہرہ بن کلاب: عبد مناف، حارث۔ تعداد کے لحاظ سے بنو حارث بن زہرہ اور شرف کے اعتبار سے بنو عبد مناف بن زہرہ اہم تھے۔ زہرہ بن کلاب دراصل قصی بن کلاب کے بھائی تھے۔

۲ - بنو عبد مناف بن زہرہ: وہب، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا کا خاندان۔

—— بنو وہب بن عبد مناف: اسود بن عبد یغوث بن وہب۔ رسول کریم کا مخالف اور مذاق اڑانے والا۔

—— بنو اہیب بن عبد مناف: مخرمہ بن نوفل بن اہیب۔ فتح مکّہ کے مسلم اور ماہر انساب، حضرت سعد بن ابی وقاص کا خاندان بھی یہی تھا۔

۳ - بنو حارث بن عبد مناف: عبد، عبد اللہ، وہب، شہاب۔ نسل زیادہ تر عبد کے خاندان میں چلی۔

—— بنو عبد بن حارث: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد کا خاندان۔ حضرت عبد الرحمٰن کے متعدد بھائی اور ان کے گھرانے تھے۔

—— بنو عبد اللہ بن حارث: حضرت شہاب بن عبد اللہ کا خاندان۔

—— بنو وہب بن حارث: نسل منقطع ہوگئی۔

—— بنو اہیب بن حارث: نسل زیادہ نہیں چلی۔

(۲۶۵) ابن اسحاق، ص ۲۹۶۔

(۲۶۶) زبیری، ص ۴۷-۲۵۷۔ (۲۶۷) زبیری، ص ۶۶-۲۶۵۔

(۲۶۸) ایضاً۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟"

(۲۶۹) زبیری، ص ۶۶-۲۶۵ اور ۶۳-۲۶۲ بالترتیب حضرت شفا اور حضرت عاتکہ کے لیے؛ نیز ملاحظہ کیجئے حضرت مسور بن مخرمہ کے لیے اصابہ ۷۹۹۳ ؛ استیعاب، سوم، ص ۱۸-۴۱۶۔

(۲۷۰) زبیری، ص ۶۶-۲۶۵۔

(۲۷۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۴ ؛ زبیری، ص ۲۷۴ ؛ اصابہ ۸۰۲۴، ۴۲۸۵، ۵۰۷۸۔

(۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۱۴۷۔

(۲۷۳) ابن سعد، سوم، ص ۴۰-۱۳۷ وغیرہ۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۱۶-۱۱۵، ۱۴۷ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۴-۱۲۳ ؛ زبیری، ص ۶۴-۲۶۳ ؛ اصابہ ۴۱۹ ۳ ؛ استیعاب، دوم، ص ۲۳-۱۸ ؛



حرم المکی کے دروازے پر آبِ زمزم پلایا جا رہا ہے

اصابہ ۶۰۵۷، ۴۴۲۳، ۸۹۱۲۔

(۲۷۴) ابن سعد، چہارم، ۶-۱۲۵؛ زبیری، ص ۲۷۴۔

(۲۷۵) ابنِ سعد، چہارم، ص ۱۲۵ (۲۷۶) ابن سعد سوم ص ۵۱-۱۵۰؛ چہارم، ص ۲۸-۱۲۶۔

(۲۷۷) ابن سعد، چہارم، ص ۸-۱۲۷ (۲۷۸) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱۔

(۲۷۹) ابن سعد، سوم، ص ۱۶۷ (۲۸۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶

(۲۸۱) زبیری، ص ۲۶۲؛ اصابہ ۷۸۴۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے: اسد الغابہ، چہارم، ص ۷۔

(۲۸۲) بنو اسد دراصل خاندان قصی بن کلاب کی شاخ تھے کیونکہ وہ عبدالعزّیٰ بن قصی کی نسل سے تھے۔ عبدالعزّیٰ کے ایک فرزند اسد میں نسل چلی۔ اسد بن عبدالعزّیٰ کے متعدد فرزند اور اتنے ہی گھرانے تھے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) بنو حارث بن اسد (۲) بنو مطلب (نسل نہیں چلی)، (۳) بنو عبداللہ (نسل نہیں چلی)، (۴) بنو نوفل (۵) بنو حبیب (۶) بنو صیفی (نسل نہیں چلی اور اسی طرح طالب، طلیب اور خالد کی نسلیں بھی منقطع ہوگئیں)، (۷) بنو حویرث بن اسد (۸) بنو ہاشم (۹) بنو مہشم (۱۰) بنو عمرو (ان تینوں کی بھی نسلیں نہیں چل سکیں) (۱۱) خویلد بن اسد (اصل گھرانا تعداد کے اعتبار سے یہی تھا)

- بنو نوفل بن اسد: ورقہ بن نوفل کا خاندان مگر خود ان کی اپنی نسل نہیں چلی۔ صفوان بن نوفل کی بھی نسل منقطع ہوگئی۔ البتہ عدی بن نوفل کا گھرانا چلا۔
- بنو حویرث بن اسد: عثمان بن حویرث مکّہ کے ممتاز ترین سرداروں میں تھے لیکن وہ مکّہ کے بادشاہ نہیں بن سکے ان کی نسل بھی نہیں چلی۔ مطلب بن حویرث کی نسل بھی منقطع ہوگئی۔
- بنو حبیب بن اسد: کوئی قابلِ ذکر شخص نہیں ہوا۔
- بنو حارث بن اسد: اصل گھرانا تھا اور نسل بھی خوب پھلی پھولی۔ ان کے دو بیٹے تھے: زہیر اور ہاشم۔ اسلامی عہد میں ان دونوں کے گھرانے خوب پھلے۔ ان کے اہم ذیلی گھرانے تھے:

  —— بنو امیہ بن حارث: حضرت عمرو بن امیہ، مہاجر حبشہ، سفیان بن حارث وغیرہ۔

  —— بنو ہاشم بن حارث: ابو البختری عاصی، شاعرِ وقت، بدر میں مقتول۔ حضرت الاسود بن ابی البختری وغیرہ۔
- بنو مطلب بن اسد: ابو زمعہ اسود بن مطلب، اسلام و رسول کے مذاق اڑانے والوں میں اور سردار قریش۔ اس کا فرزند زمعہ مقتولِ بدر۔ حضرت ہبّار بن اسود بعد میں اسلام لائے۔ ان کی اولاد۔ اور دوسرے صحابہ مثلاً یزید بن زمعہ۔

  —— بنو ابی حُبَیش بن مطلب، حضرت عبداللہ بن سائب صحابیِ رسول۔

○ بنو خویلد بن اسد: عدی، حزام، عوّام، نوفل، حضرات خدیجہ و ہالہ۔

—— بنو عدی: نسل نہیں چلی۔

—— بنو حزام: حضرت حکیم بن حزام اور ان کے فرزند ہشام، خالد وغیرہ۔

—— بنو عوّام: حضرات زبیر بن عوام اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن، سائب وغیرہ کا خاندان۔

ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۵۶ - ۲۰۵۔

(۲۸۳) ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۲۷ اور ۱۳۳ وغیرہ؛ زبیری، مذکورہ بالا۔

(۲۸۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۲ - ۱۰۰؛ زبیری، ص ۲۳۵؛ اصابہ ۳۲۸۹۔

(۲۸۵) ابن سعد، ہشتم، ص ۴۱۔ (۲۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۱۱۹؛ زبیری، ص ۶-۲۳۵۔

(۲۸۷) زبیری، ص ۲۳۵، ان کا اصل نام عبدالکعبہ تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیا تھا؛ نیز اصابہ ۵۱۸۰۔ ان کی زوجہ محترمہ حُمینہ بنت عبدالعزّیٰ خزاعی مبایعات میں سے تھیں۔ ملاحظہ ہو اصابہ نساء ۲۴۱، ۲۴۸ اور ۳۰۹۔ ان کے دو فرزند عبداللہ اور عبیداللہ تھے۔ اول الذکر حضرت عثمان غنی کے ساتھ اور ثانی الذکر جنگِ صفین میں شہید ہوئے تھے۔

(۲۸۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۱؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۵۲؛ زبیری، ص ۳۱-۲۳۰؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۵-۴۳۴ وغیرہ

(۲۸۹) زبیری، ص ۲۳۴۔ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، چہارم، ص ۱۱۹۔

(۲۹۰) زبیری، ص ۲۳۰؛ اصابہ نساء ۱۰۷۵؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۸ - ۵۵۷۔

(۲۹۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۰؛ زبیری، ص ۲۳۰؛ اصابہ ۱۷۱۔

(۲۹۲) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۰؛ زبیری، ص ۲۱۲؛ اصابہ ۵۷۶۶۔

(۲۹۳) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۱؛ زبیری، ص ۲۲۱۔

(۲۹۴) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۲ کا یہ خیال ہے۔

(۲۹۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵ - ۱۱۴۔

(۲۹۶) زبیری، ص ۲۱۹؛ اصابہ ۷۹۲۹؛ استیعاب، سوم، ص ۱۰ - ۶۰۹۔ ان کی متعدد اولادیں بھی مسلمان تھیں۔

(۲۹۷) زبیری، ص ۲۳۱؛ اصابہ ۱۸۰۰؛ ابن اسحاق، ص ۵۹۴۔ ان کے فرزند ہشام کے لیے ملاحظہ کیجئے: زبیری، ص ۲۳۱ اور اصابہ ۸۹۶۵۔

(۲۹۸) بنو اسد کے دوسرے مسلمانوں میں یہ حضرات شامل تھے، حضرات اسود بن ابو البختری، عدی بن نوفل بن اسد، عطاء بن ذؤیب بن تُویت اور حولاء بنت تُویت، اسود بن ابو البختری کی والدہ عاتکہ بنت امیہ/

بنو حارث بن اسد، عبداللہ بن سائب بن ابی حبیش بن مطلب، عبداللہ بن زمعہ، عبداللہ بن زبیر بن عوام وغیرہ۔
ظاہر ہے کہ بنو اسد کے عہد نبوی کے کل مسلمان مردوں اور عورتوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔

(۲۹۹) بنو جمح کے اہم خاندان یہ تھے:

(۱) بنو خلف بن وہب: امیہ بن خلف، ابی بن خلف، دشمنانِ رسول کریم جو بالترتیب بدر اور اُحد میں مقتول ہوئے۔
—— بنو وہب بن خلف، بنو امیہ بن خلف، بنو اسید بن خلف، بنو ابی بن خلف، بنو احیحہ بن خلف۔
(۲) بنو حبیب بن وہب: حضرت عثمان بن مظعون کا گھرانا۔/ بنو معمر بن حبیب بن وہب: بنو حارث بن معمر۔
(۳) بنو وہبان بن وہب: کوئی مشہور شخص نہیں گزرا۔
(۴) بنو اہیب بن حذافہ بن جمح: کئی ذیلی گھرانے تھے: بنو عمیر، بنو عمرو، بنو عبد مناف بن عمیر وغیرہ۔
(۵) بنو سعد بن جمح (۶) بنو عویج بن سعد، بنو لوذان بن سعد، بنو ربیعہ بن سعد۔ موخر الذکر کا ذیلی گھرانا تھا بنو عامر بن حذیم، جس کے نمائندہ شخص تھے حضرت سعید بن عامر۔
ملاحظہ ہو زبیری، ص ۴۰۰ - ۳۸۶۔

(۳۰۰) ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۸ - ۱۳۷؛ ابن اسحاق، ص ۱۲۷ اور ۱۳۳ وغیرہ؛ زبیری، ص ۳۸۷۔

(۳۰۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۷۔

(۳۰۲) ایضاً؛ ابن سعد، سوم، ص ۴۰۱ - ۳۹۳؛ زبیری، ص ۴ - ۳۹۳؛ اصابہ ۵۴۴۵؛ استیعاب، سوم، ص ۸۹ - ۸۵؛ اصابہ ۳۰۶۶، ۴۹۵۵، ۷۰۸۲۔

(۳۰۳) زبیری، ص ۳۹۴۔

(۳۰۴) ابن اسحاق، ص ۱۵ - ۲۱۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے مضمون "کیا مہاجرینِ مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟"، ص ۲۱۔

(۳۰۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۴۰۲ وغیرہ؛ چہارم، ص ۲ - ۲۰۱؛ زبیری، ص ۳۹۵؛ اصابہ ۱۷۵۵، ۱۵۳۴، ۸۱۴۵، ۷۷۵۹، ۱۳۸۷، نساء ۱۱۷۶۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۲؛ زبیری، ص ۵ - ۳۹۴؛ اصابہ ۱۱۹۰؛ استیعاب، اول، ص ۲۳۹؛ اصابہ ۲۳۲۲ وغیرہ۔

(۳۰۷) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۳؛ زبیری، ص ۳۹۶ نے حضرت نُبَیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۳۰۸) ابن اسحاق، ص ۲۰ - ۳۱۸؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۱ - ۱۹۹؛ زبیری، ص ۳۹۱؛ اصابہ ۹۱۷۱؛ استیعاب، سوم، ص ۷ - ۶۲۶۔ حضرت عمیر بن وہب جمحی کے لیے ملاحظہ کیجئے: زبیری، ص ۳۹۱؛ اصابہ ۶۰۵۳؛ استیعاب، دوم، ص ۶ - ۴۸۴؛ نیز ابن اسحاق، ص ۵۵۵۔

(۳۰۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۹؛ زبیری، ص ۳۹۹؛ اصابہ ۳۲۶۳۔

(۲۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۵۵؛ زبیری، ص ۳۰۸؛ اصابہ ۴۰۶۸۔

(۲۱۱) زبیری، ص ۳۰۹؛ اصابہ ۹۱۷۳، ۹۲۱۶ اور نساء ۱۶۱ نیز استیعاب، دوم، ص ۹-۳۳۸۔

(۲۱۲) زبیری، ص ۲۹۲؛ اصابہ ۱۷۹ اور ۵۴۔

(۲۱۳) زبیری، ص ۲۹۹؛ اصابہ ۳۵۵ اور ۱۰۰۸ (کنیت)؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۰۔

(۲۱۴) زبیری، ص ۴۰۰-۳۸۰، نے بنو جمح کے مزید مسلمانوں میں حسب ذیل حضرات و خواتین کو شمار کیا ہے:
حضرت عامر بن مسعود بن امیہ بن خلف (اور غالباً ان کا پورا خاندان)، اولاد و اخلاف امیہ بن خلف اور ابی بن خلف، حضرت عبدالرحمٰن بن سابط بن ابی حُمَیضہ بن عمرو بن اہیب (اور ان کے بقیہ بھائی بھی)، حضرت مُرّہ بن ابو عزّہ جمحی اور ان کی اولاد ذکور و اناث، حضرت ابو محذورہ کے کل بھائی، حضرت سعید بن عامر کی بہن حضرت فاطمہ بنت عامر جو حضرت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی زوجہ تھیں اور جن سے عبدالملک بن مروان کی ماں حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ بھی عہد نبوی کی مسلم تھیں۔ ان کے لیے بالترتیب ملاحظہ ہو اصابہ ۴۴۲۰، ۳۰۲۶، ۷۹۰۵، فساء ۱۴۸ اور نساء ۷۰۹۔ یقینی طور پر یہ بھی مکمل فہرست نہیں ہے متعدد دوسرے ایسے ہوں گے جن کا ذکر دوسرے مآخذ میں ملے گا۔

(۲۱۵) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "بنو امیّہ اور بنو ہاشم کی رقابت کا تاریخی پس منظر"، مذکورہ بالا۔

(۲۱۶) مونٹگمری واٹ، ص ۹۴، کا خیال ہے کہ وہ بعثتِ نبوی کے وقت مکّہ کے معاملات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کی پرانی حیثیت نہیں باقی رہی تھی لیکن اب بھی تکی سیاست و سماج میں نمایاں مقام کے حامل تھے۔

(۲۱۷) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۲-۱۱۶؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ اصابہ ۸۰۰۳۔

(۲۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۰ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۱؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ اصابہ ۸۲۳۳۔

(۲۱۹) ابن اسحاق، ص ۱۴۰۔

(۲۲۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۳-۱۲۱۔

(۲۲۱) ابن اسحاق، ص ۱۶۸۔

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۳۲۸؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۱۶، ۱۲۲۔

(۲۲۳) زبیری، ص ۲۵۶؛ اصابہ فساء ۱۷۲۔

بنو عبدالدار کے مذکورہ بالا مسلموں کے لیے دیکھئے زبیری، ص ۶-۲۵۴؛ اصابہ ۱۲۴۸، ۸۷۲۰، ۳۵۹۱۔

(۲۲۴) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۲؛ زبیری، ص ۲۵۱؛ اصابہ ۵۴۴۰؛ استیعاب، سوم، ص ۹۳-۹۲۔

(۲۲۵) ابن اسحاق، ص ۵۹۴، ۷۸۰۔ ابن اسحاق نے حضرت حارث بن حارث بن کلدہ عبدری کا نام لیا ہے جبکہ

ابن ہشام نے شیبہ بن عثمان، ابوالسنابل بن بعکک بن حارث اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم کو بنو عبدالدار سے شمار کیا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۵۵؛ اصابہ ۸۲۰۰۔

(۲۶) کتاب المنمق، ص ۲۶۹؛ زبیری، ص ۷ - ۲۵۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۲۳؛ اصابہ ۴۲۸۸۔

(۲۷) بنو عامر بن لوی کے اہم گھرانے حسب ذیل تھے:

۱۔ بنو حسل بن عامر: بنو مالک جس کے ذیلی گھرانے تھے بنو جذیمہ، بنو عبد وُدّ، اور موخرالذکر کا ذیلی گھرانا تھا بنو ابوقیس جو کافی بڑا گھرانا تھا۔

۲۔ بنو معیص بن عامر: بنو عبد بن معیص اور بنو عمرو بن معیص، اوران کے بھی اہم ذیلی گھرانے تھے۔

۳۔ بنو عویص بن عامر۔

(۲۸) ابن اسحاق، ص ۱۰۴؛ ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۳؛ زبیری، ص ۴۱۶؛ اصابہ ۲۵۶۶؛ استیعاب، دوم، ص ۱۱۲ - ۱۰۸۔

(۲۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۹، ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۴ - ۲۰۳؛ زبیری، ص ۲ - ۴۲۱۔

(۳۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۴؛ ہشتم، ص ۵۲؛ زبیری، ص ۴۲۲۔

(۳۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲ - ۲۰۵؛ زبیری، ص ۴۳۷؛ اصابہ ۵۷۵۹ اور ۵۹۳۰۔

(۳۲) ابن اسحاق، ص ۱۴۷۔

(۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۳؛ زبیری، ص ۴۲۸؛ اصابہ ۵۰۰ (کنیت)؛ نیز ابن اسحاق، ص ۳۲۸۔

(۳۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۷۲۔

(۳۵) زبیری، ص ۴۲۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۴۰۴؛ اصابہ ۴۹۳۰۔

(۳۶) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۶؛ زبیری، ص ۴۱۹؛ اصابہ ۴۲۷۶۔

(۳۷) زبیری، ص ۴۲۲؛ اصابہ ۶۹۲۸۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ بنت زمعہ کے ایک بھائی تھے۔

(۳۸) ابن اسحاق، ص ۱۴۷

(۳۹) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۵

(۴۰) ابن اسحاق، ص ۱۴۷

(۴۱) ابن اسحاق، ص ۲۲۸

(۴۲) ابن اسحاق، ص ۹ - ۱۹۶؛ زبیری، ص ۲۰ - ۴۱۹؛ اصابہ ۲۰۲ (کنیت)؛ استیعاب، چہارم، ص ۳۵ - ۳۳۔

(۴۳) زبیری، ص ۲۱ - ۴۱۹ نے اس خاندان کے حسب ذیل مزید مسلمانوں کا ذکر کیا ہے: حضرت عتبہ بن سہیل بن عمروؓ، ہند بنت سہیل اور عمرو بن سہیل اور حاطب بن عمرو، سلیط بن سلیط۔

نیز ملاحظہ کیجئے؛ اصابہ ۵۳۹۵، نساء ۵۹۲، ۱۵۳۶، ۳۴۱۲۔

(۳۴۴) زبیری، ص ۳۳۴؛ اصابہ ۷۰۴۲؛ استیعاب، دوم، ص ۷۷-۵۰-۳۔ زبیری کے مطابق ان کے کئی بھائی تھے جیسے اویس اکبر، اویس اصغر، ایاس اور ابوہند۔

(۳۴۵) زبیری، ص ۴۱۸؛ کتاب المنمق، ص ۹۱-۲۹۰؛ اصابہ ۳۵۶۶؛ استیعاب، دوم، ص ۱۲-۱۰۸۔

(۳۴۶) زبیری، ص ۴۲۹؛ اصابہ ۱۸۷۸۔ حضرت معاویہ کی آخر خلافت میں انتقال فرمایا جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔

(۳۴۷) زبیری، ص ۴۳۱؛ اصابہ ۸۹۷۲۔

(۳۴۸) زبیری، ص ۴۱۲؛ اصابہ ۵۲۹۵؛ استیعاب، دوم، ص ۲۴۴۔ نیز اصابہ ۶۲۰۶؛ استیعاب، دوم، ص ۴۱۰۔ بالترتیب۔

(۳۴۹) بنو عامر بن لوی کے دوسرے مسلمانوں میں زبیری نے حسب ذیل کا نام گنایا ہے:

۱۔ بنو ودان بن عبد شمس: حضرت عبداللہ بن السعدی — اصابہ ۴۷۰۹

۲۔ بنو ابوقیس بن عبد وُدّ: حضرت ابوقیس بن عمرو بن عبد وُدّ — اصابہ ۹۳۲ (کنیت)

حضرت مجلل بن عبد وُدّ ابی قیس اور ان کی صاحبزادی ام جمیل۔ — اصابہ نساء ۱۱۷۶

حضرت ابوالحکم بن حویطب — اصابہ ۹۲۰۶

حضرت عبدالرحمٰن بن حویطب اور ابوسفیان بن حویطب

۳۔ بنو معیص بن عامر بن لوی: علاء بن وہب بن عبد بن وہبان — اصابہ ۵۶۴۴

مکرز بن حفص بن الاحنف — اصابہ ۸۱۸۹

ابوعلی بن حارث بن رخصہ اور علی بن عبیداللہ بن حارث۔ یمامہ میں شہید ہوئے۔ — اصابہ ۵۶۸۵

بُسر بن ارطاۃ — اصابہ ۶۳۹

یہ یقینی ہے کہ مذکورہ بالا صحابہ کرام سے کہیں زیادہ تعداد اب بھی ان گمنام مسلمانان عہد نبوی کی ہے جن کا تذکرہ نہیں آسکا ہے۔

(۳۵۰) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸-۶۔

(۳۵۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۳۵۲) ابن اسحاق، ص ۱۲۷؛ زبیری، ص ۴۴۵؛ اصابہ ۴۳۹۳۔

(۳۵۳) زبیری، ص ۴۴۵؛ "ان کے دو فرزند یزید اور عمیر اور ان کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن جناب کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائیوں کی نسل منقطع ہوگئی۔

(۳۵۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۲؛ اصابہ ۳۵۱۳۔ ان کا اصل نام سہیل بن وہب تھا اور وہ زبیری ص ۴۴۶ کے مطابق بدری صحابی تھے۔

(۳۵۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۳؛ زبیری، ص ۴۴۶؛ اصابہ ۵۸۳۲، ۹۱۶۲ نیز ابن اسحاق، ص ۳۳۰۔

(۳۵۶) ابن اسحاق، ص ۳۳۰؛ زبیری، ص ۴۴۶؛ اصابہ ۳۵۵۴ اور ۴۰۸۵۔

(۳۵۷) زبیری، ص ۴۴۶، نے حضرت عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال اور ان کے بھائی وہب کو بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو اصابہ ۵۸۳۲، ۹۱۶۲۔

(۳۵۸) بنو عامر بن لوی کے دوسرے مسلمانوں کا ذکر زبیری، ص ۴۴۶ - ۴۴۵ کے مطابق حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت نافع بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ — اصابہ ۸۶۵۳

۲۔ حضرت سہیل بن وہب (وہ حضرات سہل بن بیضا اور ان کے بھائی صفوان کے حقیقی بھائی تھے) اصابہ ۳۵۵۴

۳۔ حضرت عیاض بن غنم بن زہیر (جنھوں نے خلافتِ صدیقی اور فاروقی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے) اصابہ ۶۱۳۵

ان کے علاوہ بھی یقیناً متعدد بلکہ بہت سے عام مسلمان عہد نبوی میں تھے۔

(۳۵۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۳۶-۲۳۷؛ زبیری، ص ۴۴۸؛ اصابہ ۷۳۸۸۔

زبیری، ۴۴۷-۴۴۸ نے متعدد فہری صحابہ میں حضرات ضحاک بن قیس فہری، حبیب بن مسلمہ فہری اور ضرار بن خطاب فہری اور رباح بن عمرو بن المغترف کو بھی بنو محارب سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ ۴۱۶۴، ۱۵۹۵ (استیعاب، اول، ص ۳۰-۳۲۸) ۴۱۶۸ اور ۲۵۵۷۔

بلا شک و شبہ بنو محارب بن فہر یا بنو حارث بن فہر کے بہت سے مسلمانوں کا نام مآخذ میں نہیں آسکا ہے۔

(۳۶۰) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۴-۸۶ اور ۷۹-۱۷۱ نے بنو محارب بن فہر کو بھی شامل نہیں کیا ہے۔

(۳۶۱) یہ جائزہ بنیادی طور سے زبیری، نسب قریش، ص ۴۰-۴۴۸ اور ابن حزم اندلسی، جمہرہ انساب العرب، ص ۱۵۶-۱۵۷ پر مبنی ہے۔

(۳۶۲) زبیری اور جمہرہ کے علاوہ ان صحابہ کرام کے ذکر کے لیے مزید دیکھئے: اصابہ ۴۱۶۴، ۱۵۹۵، ۴۱۶۸، ۲۵۵۷۔ نیز استیعاب، اول، ص ۳۰-۳۲۸ - نیز اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۴۵، ۳۲۸ وغیرہ؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۰۲ نے ایک صحابی حضرت ابو خلیدہ فہری کا ذکر کیا لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کا کس بنو فہر سے تعلق تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور فہری صحابی ہیں زیاد بن نعیم اسد الغابہ، دوم ص ۲۱۸۔

(۳۶۳) بنیادی طور پر یہ تجزیہ ابن حزم اندلسی، جمہرہ، ص ۲۶-۳۱۳ اور ۴۷-۳۲۶ پر مبنی ہے۔

(۲۶۴) ابن اسحاق، ص ۵۴۵ اور ۵۰۷، کا بیان ہے کہ غزوہ فتح مکّہ میں مسلم سپاہ کی تعداد دس ہزار تھی جس میں حسب ذیل قبائلِ عرب نے حصّہ لیا تھا۔ قوسین میں ان کے سپاہ کی تعداد ہے۔

۱۔ بنو سلیم	۷۰۰	یا ۱۰۰۰
۲۔ غفار	۴۰۰	
۳۔ اسلم	۴۰۰	
۴۔ مُزینہ	۱۰۰۳	

باقی قریش اور انصار اور ان کے حلفاء کی سپاہ تھی اور کچھ جماعتیں تمیم، قیس اور اسد کے عربوں کی بھی تھیں۔
ابن اسحاق کا مزید بیان ہے کہ اس غزوہ میں تمام قریشیوں اور انصار نے حصّہ لیا تھا اور کوئی ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریشی مہاجرین کی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی۔ اس طرح انصار کے علاوہ بقیہ مجاہدین کی تعداد تین ساڑھے تین ہزار کے درمیان آتی ہے۔

(۲۶۵) ماٰخذ کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے جزیرہ نمائے عرب کے پڑوسی ملکوں کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی تھی اور سوائے خسرو پرویز کسرائے ایران کے اور دوسری تمام مملکتوں میں سفراءِ نبوی کا بہتر استقبال ہوا تھا۔ جزیرہ نمائے عرب میں بھی ردِ عمل بہتر ہوا تھا صرف بُصریٰ کے غسانی حکمراں نے نہ صرف اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ سفیرِ نبوی کو انتہائی بیدردی سے قتل کر دیا تھا۔ سُفراءِ نبوی پر بحث باب چہارم میں ملاحظہ فرمائیے۔
سلاطینِ وقت کو اسلام کی دعوت کے لیے ملاحظہ کیجئے، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۷۰-۴۶۲؛ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۱۵-۶۰۵؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۴۵-۰۷، ان سفارتوں کی صحت کو بوجوہ معلوم مشتبہ سمجھتے ہیں۔

(۲۶۶) ابن اسحاق، ص ۱۵۴-۱۵۰۔ بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے شبلی اور محمد حمید اللہ، مذکورہ در ص ۲۶۵۔

(۲۶۷) قرآن کریم: سورہ ۳۴، آیت ۲۸۔

(۲۶۸) ملاحظہ ہو جول لابوم (JULES LA BEAUME) LE KORAN ANAYSE عربی ترجمہ تفصیل آیات القرآن الحکیم، از محمد فؤاد عبد الباقی، قاہرہ ۱۹۵۵ء، ص ۳۴-۱۴ (الباب الثانی)

(۲۶۹) قرآن کریم، سورہ حجر، نمبر ۱۵۔

(۲۷۰) عام طور سے تمام مستشرقین کا یہی خیال ہے ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۳-۱۵۰ وغیرہ۔

(۲۷۱) ابن اسحاق، ص ۱۸-۱۱۴، ص ۸-۱۹۴ وغیرہ۔

(۲۷۲) مغربی مورخین میں گرونی بام (GRUNEBAUM)، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۲۰۷، نے قبائلِ عرب کی عددی طاقت کا جو تخمینہ لگایا ہے وہ کسی حد تک صحیح ہے۔ لیکن بڑے

قبیلوں کے بارے میں ان کا تخمینہ زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ہمارا تخمینہ مآخذ کے بیانات پر مبنی ہے خاص طور سے ان کی فوجی طاقت کے بارے میں ان کے بیانات پر۔ اس کے علاوہ انساب کی کتابوں سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ بھی بنیاد بنے ہیں۔

(۲۷۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۹۱ - ۱۵۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۹۹۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو: باب اوّل۔

(۲۷۴) ابن سعد، چہارم، ص ۹ - ۲۴۵۔

(۲۷۵) ابن ہشام، سوم، ص ۲۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۴-۹۳؛ سوم، ص ۹ - ۲۴۸؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸۶۔

(۲۷۶) اسد الغابہ، اوّل، ص ۱۱۶۔

(۲۷۷) ابن ہشام، دوم، ص ۶۴۰؛ واقدی، ص ۸۴ - ۹۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۴۔

(۲۷۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۱۳۔

(۲۷۹) ملاحظہ ہو باب سوم، چہارم اور پنجم، نیز حوالہ جات آئندہ۔

(۲۸۰) ابنِ ہشام، دوم، ص ۶۴۰؛ واقدی، ص ۴-۹۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۴۔

(۲۸۱) ابن اسحاق، ص ۵۶۱ اور آگے۔

(۲۸۲) ابن ہشام، سوم، ص ۲۰۳؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱-۲۱۹؛ بخاری اور مسلم، صحیح، اسلام ابی ذر؛ اصابہ ۴، ۳۷؛ جمہرہ، ص ۱۷۵۔

(۲۸۳) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۹؛ اصابہ ۲۸۹؛ جمہرہ، ص ۱۷۶۔

(۲۸۴) ترجمہ ابی ذر کے مذکورہ بالا مآخذ۔ (۲۸۵) ایضاً

(۲۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۲۲۱؛ نیز ملاحظہ ہو: ابنِ ہشام، سوم، ص ۲۱۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۵۰ اور پنجم، ص ۱۹۷ وغیرہ۔

(۲۸۷) ابن سعد، چہارم، ص ۴۵ - ۲۴۴؛ اصابہ، ص ۱۹۱؛ جمہرہ، ص ۱۷۶۔

(۲۸۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۹ - ۱۴۸، ۱۸۲، ۲۰۸، ۲۸۸، ۳۳۰ وغیرہ؛ نیز جمہرہ، ص ۶-۱۷۵۔

(۲۸۹) ابن اسحاق، ص ۱۸-۵۱۷۔ (۲۹۰) ایضاً، ص ۵۵۷

(۲۹۱) ابن سعد، چہارم، ص ۵-۲۴۴

(۲۹۲) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۵ (۲۹۳) حوالہ ۲۸۶

(۳۹۴) مونٹگمری واٹ، محمدؐ ایٹ مدینہ، ص ۸۴۔

(۳۹۵) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۵ (۳۹۶) ایضاً، ص ۲۸۸ وغیرہ۔

(۳۹۷) ابن ہشام، سوم، ص ۳۷۰؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۵۷؛ جمہرہ، ص ۱۷۴؛ اصابہ ۶۸ اور ۳۰۴۴۔

(۳۹۸) جمہرہ، ص ۵ - ۱۷۴؛ اصابہ ۳۰۴۴۔

(۳۹۹) واقدی، ص ۵۶۰، ۷۸۲، ۷۸۴، ۷۸۹، ۸۱۲، ۸۴۶ وغیرہ۔

(۴۰۰) ابن اسحاق، ص ۶۲ - ۵۶۱؛ ابن ہشام، سوم، ص ۳۶۴؛ واقدی، ص ۸۱ - ۸۷۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۴ - ۱۴۷؛ طبری، سوم، ص ۶۷ - ۶۶؛ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب المغازی۔

(۴۰۱) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۶۸۔

(۴۰۲) ابن ہشام، دوم، ص ۳۲۸؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۴۳؛ واقدی، ص ۸۷۵ و ۸۶۰۔

(۴۰۳) جمہرہ، ص ۷۳ - ۱۷۱؛ نیز ملاحظہ ہو: اصابہ ۷۰۵۶، ۷۲۸، ۱۹۷، ۴۳۶۳، ۷۷۵۳، ۲۸۳۲، ۸۸۰۶، ۱۰۶۳، ۱۴۳، ۱۲۱۱، ۶۷۶، ۳۷۳، ۲۱۴۷، ۴۳۹۱، ۳۶۸، ۴ اور ۹۰۸۷ بالترتیب۔

(۴۰۴) واقدی، ص ۹ - ۱۰۲۸ (۴۰۵) طبری، سوم، ص ۴۴۲

(۴۰۶) ایضاً (۴۰۷) ایضاً

(۴۰۸) خزاعہ مکہ اور اس کے نواح کے قدیم باشندے تھے اور مدتوں وہ مکہ کی سیاست اور سماج پر چھائے رہے۔ جب قصی بن کلاب کا عروج مکی سیاست میں ہوا تو خزاعہ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا اور وہ اس کے نواح میں جا بسے تھے عبدالمطلب بن ہاشم کے زمانے میں ان کے تعلقات پھر قریش خاص کر بنو ہاشم سے استوار ہو گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں بنو خزاعہ کا اثر ضرور موجود رہا اگرچہ قریشی قبائل کی بالادستی کے قائم ہو جانے کے بعد ان کا سابقہ مقام رسوخ برقرار نہیں رہ سکا تھا۔ خزاعہ کی قدیم تاریخ اور مکہ سے اس کے تعلقات کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۹ - ۴۸، ۵۲ وغیرہ؛ ابن سعد، اول، ص ۹ - ۶۸؛ کتاب المنمق فی اخبار قریش، مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدر آباد دکن ۱۹۶۴ء، ص ۹۳ - ۸۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۰ - ۴۹؛ ازرقی، ص ۶۶ - ۶۴؛ طبری، دوم، ص ۳۴ وغیرہ۔

(۴۰۹) بخاری، باب اسلم وغفار؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۹۰۔

(۴۱۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۲۲۔

(۴۱۱) ابن اسحاق، ص ۳۲۸، کا بیان ہے کہ خزاعہ کے کم از کم دو آدمی مکی عہد میں مسلمان ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت ایہم تھے جو بنو مخزوم کے حلیف تھے اور دوسرے حضرت ذوالشمالین خزاعی تھے جو نہ صرف ابتدائی مسلم تھے بلکہ مہاجر مدینہ اور بدری صحابی بھی تھے۔ ایک اور ابتدائی مسلم حضرت نافع بن بدیل بن ورقاء تھے جو مہاجر اور

بئر معونہ کے شہید تھے۔ ایک خزاعی صحابی حضرت معتب بن عوف تھے جو مہاجر حبشہ اور بدری تھے۔ بلاذری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن سعید اموی کی اہلیہ محترمہ بھی خزاعی تھیں اور ان کا اسم گرامی خمینہ بنت خلف تھا۔ وہ ابتدائی مسلم ہونے کے علاوہ حبشہ کی مہاجر بھی تھیں۔ ملاحظہ ہو : ابن اسحاق ، ص ۴۴۳ ؛ ابن سعد ، چہارم ، ص ۲۹۴ ؛ نیز سوم ، ص ۲۶۵ اور انساب الاشراف ، اوّل ، ص ۱۹۹ اور ۱۲۰ - ۲۱۱ ۔

(۴۱۲) ابن سعد ، چہارم ، ص ۴۴-۳۴۱ ۲ اور ۳۲۵ - ۲۹۸۔

(۴۱۳) اسد الغابہ ، چہارم ، ص ۲۷۸ ؛ پنجم ، ص ۲۵۰۔

(۴۱۴) ابن سعد ، دوم ، ص ۲۱-۱۲۰ ، ۱۵۰ ، ۱۶۸ ، ۲-۱۰۳ ؛ طبری ، دوم ، ص ۳۷ ؛ اسد الغابہ ، سوم ، ص ۲-۱۴۱ ؛ پنجم ، ص ۷۰ - ۱۴۹۔

(۴۱۵) ملاحظہ کیجئے اس کتاب کے ابواب سوم ، چہارم ، پنجم اور ششم۔

(۴۱۶) مجموعۃ الوثائق ، ص ۹ - ۱۴۷ کا بیان ہے کہ قبیلہ کا ایک حصّہ ہجرت کر کے مدینہ جا بسا تھا جبکہ دوسرا حصّہ اپنے روایاتی علاقہ میں آباد رہا تھا۔

(۴۱۷) ملاحظہ ہو : محمد ایٹ مدینہ ، ص ۸۵۔

(۴۱۸) ابن اسحاق ، ص ۵۵۷ ؛ واقدی ، ص ۸۰۱ - ۸۰۰ ؛ نیز اسد الغابہ ، اول ، ص ۶ - ۱۷۵ ؛ چہارم ، ص ۲۲۵ جس کا بیان ہے کہ اس مہم عظیم و جلیل میں اسلام کے دو پرچم تھے۔ پرچم کی اہمیت پر بحث ملاحظہ کیجئے باب سوم — بحث بر علمبرداران نبوی۔ (۴۱۹) ملاحظہ کیجئے حوالہ نمبر ۴۱۱۔

(۴۲۰) مثلاً حضرت خراش بن امیہ خزاعی (بنو کعب بن عمرو) نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کی حیثیت سے صلح حدیبیہ میں شرکت کی تھی جبکہ حضرت بُسر / بشر بن سفیان خزاعی نے ایک جاسوس کے فرائض انجام دئے تھے۔ ملاحظہ ہو : ابن سعد ، دوم ، ص ۹۶ - ۹۵ ؛ طبری ، دوم ، ص ۶۳۱ ؛ اسد الغابہ ، اول ، ص ۲۵۱ اور دوم ص ۱۰۸۔

(۴۲۱) ابن سعد ، اول ، ص ۲۹۳ ، کا بیان اہم بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ بنو تمیم کی ایک شاخ نے جو مدینہ کی مخالف اور بنو کعب بن عمرو / خزاعہ کی پڑوسی تھی۔ انھوں نے بنو کعب کو صدقات نہ ادا کرنے پر مجبور کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بنو کعب نے خود ہی اس کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپ نے ان کے خلاف فوجی کارروائی کی۔

(۴۲۲) واقدی ، ص ۹۷۳ ؛ ابن سعد ، دوم ، ص ۱۶۰ ؛ انساب الاشراف ، اول ، ص ۵۳۱ ؛ اسد الغابہ ، اول ، ص ۶ - ۱۷۵ ۔ تفصیل ملاحظہ کیجئے باب پنجم میں۔

(۴۲۳) حوالہ جات کے لیے ملاحظہ کیجئے سابقہ حوالہ ۴۱۸۔

(۴۲۴) واقدی ، ص ۹۸۰ ؛ ابن سعد ، دوم ، ص ۶۱ - ۱۶۰ ؛ نیز ابن اسحاق ، ص ۴۹۳۔

(۴۲۵) مکمل بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: محمد یسین مظہر صدیقی، حضرت ولید بن عقبہ اموی ——— شخصیت و حیات (زیر طبع)

(۴۲۶) واقدی، ص ۹۸۰-۸۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰-۶۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔

(۴۲۷) واقدی، ص ۲۰۵، ۴۰-۲۳۸، ۴۴۴-۵، ۵۳۲ وغیرہ۔

(۴۲۸) واقدی، ص ۵۸۱، ۵۹۳ وغیرہ۔ (۴۲۹) واقدی، ص ۶۱۲۔

(۴۳۰) واقدی، ص ۹۴۷۔ (۴۳۱) واقدی، ص ۸۰۰-۱ اور ۹۹۰-۹۱۔

(۴۳۲) ان کے اسمائے گرامی تھے: حضرات عَمرو بن مُرّہ، لبلبس بن عَمرو، عدی بن ابی الزغباء، جندب بن مکیث، معبد بن خالد، سوید بن صخر، زید بن خالد، عبداللہ بن بدر اور ضمرہ ——— ملاحظہ ہو بالترتیب اسد، پنجم، ص ۱۳۱؛ واقدی، ص ۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ اسد، اول، ص ۳۰۶؛ ایضاً، پنجم، ص ۳۹۰؛ ایضاً، دوم، ص ۳۷۸؛ ایضاً، دوم، ص ۲۲۸؛ ایضاً، سوم، ص ۴-۱۲۳؛ واقدی، ص ۲۶۔

(۴۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۴۹۶-۷، ۶۰-۵۵۹۔

(۴۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۵۳-۳۴۴۔

(۴۳۵) ابن سعد، اول، ص ۳۳۳' کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسجد کے لیے پہلی زمین عطا کی تھی وہ یہی تھی۔

(۴۳۶) ابن سعد، اول، ص ۴-۳۳۳۔

(۴۳۷) ابن اسحاق، ص ۵۴۹، ۵۵۴، ۵۵۷؛ واقدی، ص ۸۰۰ اور ۸۲۰۔

(۴۳۸) واقدی، ص ۹۹۰۔

(۴۳۹) ان کے نام تھے: حضرات نعمان بن مقرن ——— اسد، پنجم، ص ۳۱-۳۰؛ خزاعی بن عبد نہم ——— اسد، دوم، ص ۱۱۳؛ عبید بن مروہ ——— اسد، سوم، ص ۳۵۳؛ بلال بن حارث ——— اسد، اول، ص ۲۰۵؛ عبداللہ بن عمرو ——— واقدی، ص ۸۰۰۔

(۴۴۰) ابن سعد، سوم، ص ۸-۲۴۷' کا بیان ہے کہ حضرت وہب بن قبوب مزنی اور ان کے بھتیجے حضرت حارث بن مُزینہ کی پہاڑیوں کی طرف سے اپنے جانوروں کے گلّے کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے مسلم فوج میں شریک ہو گئے اور لڑ کر جان خدا کی راہ میں نچھاور کر دی۔

(۴۴۱) کتاب الاشتقاق، مرتبہ وسٹنفلیڈ، گوٹنگن ۱۸۵۴ء، ص ۱۲-۱۱۱۔

(۴۴۲) اسد، پنجم، ص ۳۱-۳۰؛ ابن سعد، اول، ص ۴-۳۳۳۔

(۴۴۳) ابن سعد، اول، ص ۳۲۹۔ نیز ملاحظہ فرمائیے منٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۵، جنھوں نے جُہینہ کے دو نفری وفد کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے تبصرہ کیا ہے کہ یہ دونوں اپنی قوم کے نمائندے نہیں تھے بلکہ انھوں نے ذاتی

طور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ واٹ نے مُزَینہ کے اتنے اہم وفد کی آمد کا ذکر سرے سے نہیں کیا ہے۔

(۴۴) ملاحظہ کیجئے حوالہ سابقہ ۴۳۔ (۴۵) ابن اسحاق، ص ۶۹۸۔ (۴۶) واقدی، ص ۹۹۰۔

(۴۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، اول، ص ۲۲۹۔

(۴۸) مسلم، صحیح، باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا، باب تخفیف الصلاۃ والخطبات۔ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۲۔

(۴۹) ابن سعد، اول، ص ۲۲۹۔ (۵۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۲۔

(۵۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۸-۱۱۱۔ نیز ملاحظہ ہو: اسد، چہارم، ص ۴۰۳۔

(۵۲) حضرت طفیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۹-۱۱۱؛ واقدی، ص ۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۸-۱۵۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۳-۱۱۹؛ طبری، دوم، ص ۲۹-۳۲۲؛ بخاری، صحیح، قصہ دوس۔ نیز اسد، سوم، ص ۵۵-۵۴۔ ان کے صاحبزادہ گرامی کے لیے ملاحظہ ہو: واقدی، ص ۹۲۳ اور اسد، چہارم، ص ۱۱۵۔

(۵۳) ملاحظہ فرمائیے: صحیح مسلم، کتاب الایمان۔

(۵۴) ابن سعد، اول، ص ۳۵۳۔

(۵۵) ابن سعد، چہارم، ص ۱۴-۲۲۵ اور اول، ص ۳۵۳۔ نیز ابن سعد، دوم، ص ۲۷۶۔

(۵۶) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۱ اور اسد، دوم، ص ۲۷۶۔

(۵۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۲۔ مُجَذِّمان کی والدہ کا نام تھا اور وہ اپنی ماں کی نسبت سے زیادہ مشہور تھے۔

(۵۸) ایضاً (۵۹) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴۳ کا بیان ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ ازد کے ایک گھرانے بنو اہیب سے تھا۔

(۶۰) محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۴۔

(۶۱) قبائل عرب مشرق کا یہ تجزیہ بنیادی طور سے نسب کی کتاب جمہرہ پر مبنی ہے۔

(۶۲) مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو باب سوم۔

(۶۳) محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر کا بیان ہے کہ بنو اسد کی ایک شاخ بنو غنم بن دودان مکہ میں غالباً چھٹی صدی عیسوی کے وسط کے قریب آکر بس گئی تھی اور انہوں نے بنو امیہ کے شیخ حرب اور بعد میں ان کے فرزند ابوسفیان سے حلف کے تعلقات قائم کر لیے تھے جبکہ ازدواجی تعلقات انہوں نے بنو ہاشم کے شیخ عبدالمطلب سے استوار کیے تھے نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ۳۲۸؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۷-۸۹۔ نیز خاکسار کا مضمون بنو امیہ اور بنو ہاشم کے ازدواجی تعلقات پر۔ خزیمہ کی ایک اور شاخ بنو قارہ جو ہُون بن خزیمہ کی اخلاف تھے

بنو زہرہ/قریش کے حلیف تھے۔ ملاحظہ ہو جمہرہ، ص ۸۱، ۱۷۹؛ نیز واقدی، ص ۱۶۴، جن کے مطابق بنو مازن/
نجار (انصارِ مدینہ) کے ایک حلیف حضرت عُصَیم تھے جو بدر میں مسلمانوں کی طرف سے شریکِ جہاد تھے۔

(۴۶۴) ابن اسحاق، ص ۲۱۵-۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۸۹-۹۷؛ جمہرہ، ص ۱۸۰-۸۱

(۴۶۵) ابن اسحاق، ص ۵۶۸۔ (۴۶۶) ابن سعد، اول، ص ۲۹۲-۹۳۔

(۴۶۷) طبری، تفسیر، سورۂ حجرات، آیت ۱۷۔

(۴۶۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد، سوم، ص ۳۹۲-۴۔

(۴۶۹) طبری، سوم، ص ۴۴۲، ۲۵۳-۵۸۔ (۴۷۰) طبری، سوم، ص ۲۵۳-۵۸۔

(۴۷۱) جمہرہ، ص ۱۸۰ (۴۷۲) جمہرہ، ص ۱۸۲-۵۔

(۴۷۳) جمہرہ، ص ۱۷۹؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ص ۳۲۸؛ واقدی، ص ۱۵۵۔

(۴۷۴) اسد، پنجم، ص ۲۵۹۔ (۴۷۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۴۔

(۴۷۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ سوم، ص ۱۶۹؛ واقدی، ص ۳۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۵-۶؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۷۵؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸۔

(۴۷۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۴-۱۸، کا بیان ہے کہ ان کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عکاظ کے میلے میں ہوئی تھی۔

(۴۷۸) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۱۱۶ اور جمہرہ، ص ۲۵۲۔

(۴۷۹) ایضاً

(۴۸۰) ابن اسحاق، ص ۳۲۸؛ واقدی، ص ۱۵۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۹؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۲۰۱۔ اگرچہ نسبی لحاظ سے ان کا تعلق بنو مازن سے تھا مگر وہ ایک اعتبار سے بنو سلیم ہی کے فرد سمجھے جاتے تھے کیونکہ بنو مازن سلیم کے بھائی کی نسل میں تھے۔ ملاحظہ ہو جمہرہ، ص ۲۴۸۔

(۴۸۱) ابن اسحاق، ص ۴۳۴-۵؛ واقدی، ص ۳۵۳۔

(۴۸۲) ابن اسحاق، ص ۴۳۵؛ واقدی، ص ۳۴۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۲؛ طبری، دوم، ص ۵۴۸۔

(۴۸۳) ابن اسحاق، ص ۴۹۷؛ واقدی، ص ۴۲۸ اور ص ۱۰۹۳؛ بخاری، صحیح، کتاب الشہادات؛ اسد، سوم، ص ۲۶-۷؛ جمہرہ، ص ۲۵۲۔

(۴۸۴) واقدی، ص ۳۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶۔

(۴۸۵) واقدی، ص ۴۸۸-۹۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۱-۷۲۔

(۴۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۷ - ۲۵۵ -
(۴۸۷) مثلاً ملاحظہ کیجئے: جمہرہ، ص ۵۲ - ۲۴۹ -
(۴۸۸) ابن اسحاق، ص ۵۸۱ نے اس سلسلے میں جو شعر نقل کیے ہیں ان کا آزاد ترجمہ حسب ذیل ہے:
"اور سلیم کو فخر کرنے کا حق حاصل ہے
کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے خدا کی مدد کی
اور رسول کے پیغام و دین کو اس وقت قبول کیا
جب لوگوں کے معاملات الجھے اور پراگندہ تھے۔"
(۴۸۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۷ - ۲۶۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: جمہرہ، ص ۵۲ - ۲۴۹ - یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بنو سلیم کے ابتدائی مسلمان اور ان کے سردار قبیلہ کی بعض دشمن اسلام شاخوں عُصَیّہ، رِعل اور ذکوان سے متعلق تھے جو بئر معونہ کے المیہ کے ذمہ دار تھے۔ مثلاً حضرات عباس بن مرداس اور ان کے فرزند جہیمہ اور صفوان بن معطل کا تعلق بنو ذکوان سے تھا جبکہ عُحفاف ابن عُمیر، ہوذہ بن حارث اور سب سے اہم ترین شخصیت حضرت خنساء جو عہد نبوی کی عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتی ہیں کا تعلق بنو عُصَیّہ سے تھا۔
(۴۹۰) ابن اسحاق، ص ۸۰۰ - ۹۹؛ واقدی، ص ۷۹۹، ۱۳ - ۸۱۲، ۸۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، دوم، ص ۵ - ۱۴۴ - موخر الذکر نے بنو سلیم کے دستے کی موجودگی اور شرکت کا حوالہ تو دیا ہے مگر اس کی تعداد نہیں بیان کی ہے۔
(۴۹۱) واقدی، ص ۸۱۹، ۹۷۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۵۸۳ -
(۴۹۲) واقدی، ص ۹۵۲ کا بیان ہے کہ شروع میں ان کے سردار حضرت عباس بن مرداس اپنے قبیلہ کے حصے میں آنے والے قیدیوں کو رہا کرنے کے حق میں نہیں تھے لیکن بعد میں وہ بھی فیصلہ نبوی سے متفق ہو گئے تھے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کے سرکاری یا نبوی احکام جاری نہیں کئے تھے بلکہ انسانیت کے ناطے ان کے رہا کرنے کی درخواست کی تھی جو قانوناً یا مذہباً ضروری نہیں تھی۔ ان کے رہا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار در اصل ان کے گرفتار کرنے والوں کو حاصل تھا۔
(۴۹۳) ابن اسحاق، ص ۶۴ - ۵۶۱؛ واقدی، ص ۸۷۵ -
(۴۹۴) واقدی، ص ۹۹۰ - (۴۹۵) ابن سعد، اول، ص ۹ - ۳۰۷ -
(۴۹۶) ابن سعد، اول، ص ۴ - ۲۷۳؛ اسد، چہارم، ص ۲۳۱ وغیرہ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۸۴ - ۱۸۰ -
(۴۹۷) واقدی، ص ۹۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰ -
(۴۹۸) اسد، دوم، ص ۷۵ -

(۴۹۹) رِدہ کے زمانے میں بنو سلیم کے لوگوں نے اسلام نہیں ترک کیا تھا - جن لوگوں نے بغاوت میں حصہ لیا تھا وہ زکوٰۃ کو ادا کرنے سے انکار کر رہے تھے -

(۵۰۰) ابن حزم، جمہرہ، ص ۵۴ - ۲۳۶ -

(۵۰۱) ـــ بنو اشجع ـــ ریث بن غطفان کی اولاد -

ـــ بنو فزارہ ـــ ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کی نسل میں -

ـــ بنو مرہ ـــ عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کے خاندان میں -

ـــ بنو ثعلبہ ـــ سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا گھرانا -

ـــ بنو محارب ـــ خصفہ بن قیس عیلان کے اخلاف -

ـــ بنو عبس ـــ بغیض بن ریث بن غطفان کا قبیلہ -

ـــ بنو ذبیان ـــ بغیض بن ریث بن غطفان کا بطن -

ان کے علاوہ بعض ذیلی گھرانے تھے جیسے بنو عبدالعزّیٰ بن غطفان، اور بنو انمار بن بغیض بن ریث بن غطفان وغیرہ -

(۵۰۲) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۱؛ جمہرہ، ص ۲۳۸ - ان کے نام میں اختلاف ہے - بعض حارث بن جبیل کہتے ہیں اور بعض جاریہ -

(۵۰۳) ابن سعد، چہارم، ص ۸۲ - ۲۷۷ -

(۵۰۴) ابن سعد، چہارم، ص ۷۹ - ۲۷۷؛ نیز ابن اسحاق، ص ۹۰ - ۲۵۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۹؛ واقدی، ص ۸۷ - ۴۸۰؛ طبری، دوم، ص ۹ - ۵۷۸؛ اسد، سوم، ص ۲۹۶ -

(۵۰۵) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰؛ اسد، سوم، ص ۲۹۸ -

(۵۰۶) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰ - ۲۸۰؛ اسد، چہارم، ص ۱۵۹ -

(۵۰۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰، کا بیان ہے کہ ان کے والد کا نام نُوَیرہ تھا جبکہ طبری، سوم، ص ۲۳ اور اسد، دوم، ص ۱۹ کا خیال ہے کہ ان کا نام خارجہ تھا -

(۵۰۸) ابن سعد، چہارم، ص ۸۳ - ۲۸۲ - فتح مکہ کی مہم کے دوران وُہ اپنے قبیلہ کے علمبردار تھے -

(۵۰۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو جمہرہ، ص ۲۳۸، جوان کا نام مسعود بن عائذ بتاتی ہے -

(۵۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۸۴؛ نیز ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۲ کا خیال ہے کہ پُورے قبیلہ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن واقعات اس کے خیال کے برعکس ہیں - نیز ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۲۳۸، جو اشجع کے ایک اور مسلمان حضرت نبیت بن شُریت کا ذکر کرتی ہے -

(۵۱۱) ابن سعد، اول، ص ۳۰۹ -

(۵۱۲) ابن سعد، اول، ص ۳۰۶ - نیز ملاحظہ کیجئے: مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۳، جس کا خیال ہے کہ یہ معاہدہ حضرت نعیم بن مسعود سے ہوا تھا۔

(۵۱۳) واقدی، ص ۸۰۰ - ۷۹۹، کا بیان ہے کہ حضرات معقل بن سنان اور نعیم بن مسعود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے سے فوجی دستے فراہم کرنے کے لیے مدینہ سے بھیجا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۸۔

(۵۱۴) واقدی، ص ۹۹۰۔

(۵۱۵) ابن اسحاق، ص ۵۹۳؛ واقدی، ص ۵۲ - ۹۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۴ - ۱۵۲؛ طبری، سوم، ص ۸۶۔

(۵۱۶) واقدی، ص ۶۵۲، ۷۲۹ اور ۷۳۱ وغیرہ۔

(۵۱۷) ابن اسحاق، ص ۵۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۴۳ - ۲۳۹ - مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۴، کا خیال ہے کہ ان مواقع پر حضرت عُیَینہ بن حصن فزاری کے ساتھ ان کے قبیلہ کا ایک معمولی سا بھی دستہ نہیں تھا۔ لیکن یہ خیال مآخذ کی صریح شہادتوں سے متصادم ہے کیونکہ ان سے بنو فزارہ کے دستوں کی موجودگی کا حتمی علم ہوتا ہے۔

(۵۱۸) ابن اسحاق، ص ۵۹۳؛ واقدی ص ۶ - ۹۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۳؛ طبری، سوم، ص ۹۰ - ان مورخین کے مطابق مختلف قبائل کے بارہ سرداروں کو سَو اونٹوں کا حصہ ملا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کی اکثریت یعنی ۳/۴ کا تعلق قریش مکہ کے مختلف بطون سے تھا جبکہ صرف ۱/۴ کا تعلق بدوی قبائل سے تھا۔

(۵۱۹) ابن اسحاق، ص ۶۶۷؛ ابن ہشام، سوم، ص ۶۲۱؛ واقدی، ص ۵ - ۹۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱ - ۱۶۰ - یہ دستہ پچاس شہسواروں پر مشتمل تھا جو سب کے سب بدوی اور غالباً فزاری تھے۔

(۵۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۷ - ۱۶۶۔

(۵۲۱) انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۳۰ - نیز ملاحظہ ہو، واقدی، ص ۹۷۳، جن کا خیال ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کو فزارہ کا مصدق/عامل صدقات مقرر کیا گیا تھا۔

(۵۲۲) ابن سعد، اول، ص ۲۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو: طبری، سوم، ص ۱۲۲، جن کا خیال ہے کہ حضرت عُیَینہ بن حصن فزاری کے بھائی حضرت خارجہ ان میں شامل تھے۔

(۵۲۳) جمہرہ، ص ۵ - ۲۴۳ - حضرت سمرہ بن جندب کے لیے مزید ملاحظہ کیجئے: اصابہ ۳۴۷۵۔

(۵۲۴) طبری، سوم، ص ۲۵۶؛ نیز ملاحظہ ہو: ص ۲۶۰ - طبری کا بیان ہے کہ جب حضرت عُیَینہ بن حصن فزاری کو پابہ زنجیر مدینہ لایا گیا اور مدینہ کے لڑکوں نے ان پر طنز و طعن کیا تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا تھا: "خدا کی قسم، میرا خدا پر کبھی ایمان نہ تھا۔" لیون کیتانی اور مونٹگمری واٹ کا خیال ہے کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ ملاحظہ ہو: محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۵ - ۹۴۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ محض اس خبر واحد کی بنیاد پر حضرت عُیَینہ کے اسلام سے انکار کر دیا گیا اور متعدد

دوسری روایات کو جو ان کے قبولِ اسلام کی شہادت دیتی ہیں نظرانداز یا مسترد کر دیا گیا۔ پھر اس خبرِ واحد میں اسلام اور ایمان کے نازک فرق کی جانب اشارہ ہے جسے مورخین نے عام طور سے نہیں سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عُیَینہ اور ان کے سات سو پیروؤں کے مُرتد ہو جانے یا طُلَیحہ اسدی کا ساتھ دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ پورا قبیلہ فزارہ اسلام سے پھر گیا تھا۔ اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ عبس اور ذبیان کے اس وفد میں جو حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور جو صرف زکوٰۃ سے استثنا چاہتا تھا حضرت عُیَینہ کے بھائی حضرت خارجہ بھی بنو فزارہ کے ساتھ شامل تھے۔ اس کے علاوہ بنو فزارہ کے درمیان معتدبہ مسلمان ——— پکّے اور ثابت قدم مسلمانوں ——— کی موجودگی کا ناقابلِ تردید ثبوت طبری کے ایک صریح بیان سے ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب ذوالقصہ میں جمع ہونے والے مانعینِ زکوٰۃ اور مرتدوں کو شکست دے دی تو بنو عبس اور ذبیان کے لوگ اور دوسرے شکست خوردہ بھی اپنے اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر جا پڑے اور ان میں خُوب بے رحمی سے خُوں ریزی کی۔" ملاحظہ ہو، طبری، سوم، ص ۲۴۴ اور ۲۴۶ وغیرہ۔

(۵۲۵) واقدی، ص ۲۹، (۵۲۶) واقدی، ص ۴۸۰ (۵۲۷) واقدی، ص ۲۹،

(۵۲۸) واقدی، ص ۳۱، (۵۲۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۴۴ (۵۳۰) بنو فزارہ کے ضمن میں مذکور حوالے ملاحظہ کیجئے

(۵۳۱) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔ (۵۳۲) ابن سعد، اول، ص ۸-۲۹۷

(۵۳۳) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۲۴۶۔

(۵۳۴) طبری، سوم، ص ۲۵۷، کا بیان ہے کہ وفاتِ نبوی کے بعد غطفان کے قبیلہ بنو فزارہ اور اسد/خزیمہ نے اپنے جاہلی زمانے کے معاہدۂ حلف کی تجدید کی تھی۔ اس زمانے میں اس معاہدہ کے تین فریق تھے: غطفان، اسد اور طے۔ لیکن بعثتِ نبوی کے متصل زمانے میں اسد اور غطفان نے طے کے دو قبیلوں غوث اور جدیلہ کو نکال باہر کیا تھا اور اس طرح معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ بنو مرہ نے اس معاہدہ شکنی کو پسند نہیں کیا اور طے کے ان دونوں قبیلوں سے اپنے اتحاد کی تجدید کر لی تھی۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے ان دونوں قبیلوں کو اپنے علاقوں میں پھر سے آبسنے میں ہر طرح کی اخلاقی اور مادی امداد دی تھی۔ وفات نبوی کے بعد بھی بنو مرہ نے اسد اور غطفان کے اس جاہلی زمانے کی یادگار معاہدے میں شرکت نہیں کی تھی۔

(۵۳۵) ملاحظہ کیجئے واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۱، حاشیہ ۲، جنھوں نے اس خاندان کے کل ایک مسلمان کا ذکر کیا ہے۔

(۵۳۶) ابن حزم، جمہرہ، ص ۲۴۰۔ (۵۳۷) ابنِ اسحاق، ص ۵۶۸۔

(۵۳۸) ابن سعد، اوّل، ص ۶-۲۹۵؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹۔

(۵۳۹) انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۳۰۔

(۵۴۰) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۸-۲۴۶، ۵۸-۲۵۳۔

(۵۴۱) واقدی، ص ۱۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵۔

(۵۴۲) واقدی، ص ۹۶-۱۹۳، ۳۹۵-۴۰۲، ۵۵۲، ۵۵۵ اور ۷۲۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵-۳۴، ۶۱-۶۲، ۷۰-۸۶ اور ۱۱۹۔

(۵۴۳) ابن سعد، اوّل، ص ۲۹۸۔

(۵۴۴) ملاحظہ ہو جمہرہ، ص ۱۶۸، ۸-۲۴۷ اور ۲۸۰، جس کا بیان ہے کہ اس نام کے تین قبیلے/بطون تھے۔ محارب بن خصفہ کے علاوہ دو اور بنو محارب بن فہر (قریش الظواہر کا ایک خاندان) اور بنو محارب بن عمرو (ربیعہ کی ایک شاخ) تھے۔

(۵۴۵) واقدی، ص ۶-۱۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵' کے مطابق اس مہم کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایے میں آرام فرما تھے اور آپ نے تلوار درخت سے لٹکا دی تھی کہ اچانک حضرت دعثور نمودار ہوئے اور تلوار ہاتھ میں سونت کر آپ سے پُوچھا: "اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟" آپ نے بڑے سکون اور اطمینان سے جواب دیا: "اللہ۔" حضرت دعثور اسمِ اعظم اور آپ کے اطمینان وسکون سے اس قدر متاثر، مبہوت اور ششدر ہوئے کہ تلوار ان کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ ایک عالمِ حیرانی اور لمحۂ جاودانی میں کھڑے سوچتے رہ گئے۔ ان کو ہوش تب آیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور ان سے وہی سوال پُوچھا "تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟" وہ حیران تھے اور جواب وہی دے سکے جو متوقع تھا "کوئی نہیں"۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جاؤ تم آزاد ہو۔" مگر اب وہ آزادی کے خواہاں نہیں تھے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے دام بن چکے تھے۔

(۵۴۶) ابن سعد، اوّل، ص ۲۹۹؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹۔

(۵۴۷) ان کے نسب کے لیے ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۲۵۲۔

(۵۴۸) واقدی، ص ۷-۸۰۵۔

(۵۴۹) جمہرہ، ص ۷۵-۲۶۱ اور ۴-۲۵۳، ۵۹-۲۵۷ اور ۵۷-۲۵۴ بالترتیب۔

(۵۵۰) ابن اسحاق، ص ۵۶۶؛ نیز ملاحظہ کیجیے: واقدی، ص ۸۲۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰-۱۴۹؛ طبری، سوم، ص ۷۱-۷۰ وغیرہ۔

(۵۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۶۶؛ واقدی، ص ۸۰۶۔ (۵۵۲) ایضاً (۵۵۳) ابن اسحاق، ص ۵۶۶

(۵۵۴) ملاحظہ ہو: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۰۔

(۵۵۵) جمہرہ، ص ۲۶۲؛ اصابہ نساء ۱۰۲۶۔

(۵۵۶) جمہرہ، ص ۲۶۲؛ اصابہ نساء ۹۴۲ اور ۹۴۳۔

(۵۵۷) جمہرہ، ص ۲۶۲؛ اصابہ ۷۰۶۱، ۸۶۹۴ اور ۱۸۳۴ بالترتیب۔

(۵۵۸) جمہرہ، ص ۲۶۲؛ اصابہ ۹۱۶۶ اور ۱۰۱۸ بالترتیب۔

(۵۵۹) ملاحظہ ہو جمہرہ، ص ۶۵-۲۶۳؛ اصابہ ۷۱۰۳، ۶۶۹۲، ۶۹۵۸، ۵۸۸۷۔ ابن حزم کا بیان ہے کہ حضرات خالد اور حرملہ فرزندان ہوذہ خدمتِ نبوی میں وفد میں حاضر ہوئے تھے جبکہ حضرت خالد کے فرزند العداء کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چشمہ کی زمین عطا فرمائی تھی۔ چوتھے مسلمان حضرت ثوران بن فزارہ بھی اپنے قبیلہ کے وفد میں حاضر ہوئے تھے۔ ملاحظہ کیجئے: اصابہ ۹۲۳، ۱۶۶۳ اور ۵۴۶۷۔

(۵۶۰) اصابہ ۴۱۶۶؛ نیز جمہرہ، ص ۶۷-۲۶۶ کا بیان ہے کہ اس گھرانے کے دو اور بھی مسلمان تھے: ایک حضرت نواس بن سمعان اور دوسرے عاصی بن عامر۔ موخر الذکر کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اصابہ ۸۸۲۲ اور ۸۰۳۲۔

(۵۶۱) واقدی، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۰۰؛ دوم، ص ۱۶۰؛ اسد، سوم، ص ۳۶۔

(۵۶۲) ابن ہشام، سوم، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۰۰؛ اسد، سوم، ص ۳۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے: جمہرہ، ص ۲۶۷ اور اصابہ ۴۱۶۶۔

(۵۶۳) ملاحظہ کیجئے باب سوم، بحث برامراء سرایا۔

(۵۶۴) جمہرہ، ص ۷۱-۲۷۰؛ اصابہ ۵۹۵۰، ۸۲۷۳ اور ۸۴۰۷۔ مولہ بن کثیف کے بارے میں روایت ہے کہ نبی کریم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتے وقت ان کی عمر بیس سال تھی اور اس کے بعد وہ مزید سو سال زندہ رہے۔ وہ مشہور صحابیِ رسول حضرت ابوہریرہ کے شاگرد اور ساتھی (صاحب) تھے۔

(۵۶۵) جمہرہ، ص ۷۴-۲۷۱؛ اصابہ ۴۳۴۷، ۸۶۳۹، ۷۱۰۵، ۴۱۸۹۴ اور ۵-۷۵۵۴ اور ۷۰۸۱۔
حضرت مطرف کا شمار صحابہ کرام کے طبقہ علماء میں ہوتا ہے۔ جبکہ بنو عقیل کے تین مسلمانوں کے نام تھے: جرد بن منتفق، ابو رازن لقیط بن عامر اور معاویہ بن عبادہ۔

(۵۶۶) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۵۳۰ کا بیان ہے کہ حضرت عامر بن مالک بن جعفر پورے قبیلہ عامر بن صعصعہ کے عامل صدقات تھے جبکہ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی بنو کلاب کے، حضرت قرہ بن ہبیرہ بنو قشیر کے اور حضرت جعدہ بنو عامر کے ایک اور گھرانے کے عامل صدقات تھے؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، اول، ص ۳۰۰ اور جمہرہ، ص ۷۳-۲۷۲۔

(۵۶۷) ملاحظہ فرمائیے: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۹۔

(۵۶۸) ابن سعد، اول، ص ۳۰۵-۳۰۰ (۵۶۹) طبری، سوم، ص ۱۴۴ (۵۷۰) ایضاً

(۵۷۱) ملاحظہ کیجئے: اسد، سوم، ص ۲۲۹؛ نیز واقدی، ص ۹۸۳؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۶۔

(۵۷۲) واقدی، ص ۹۰۶ نے ہوازن کے ایک گمنام مسلمان کا حوالہ دیا ہے۔

(۵۷۳) واقدی ، ص ۷۵۴ ۔ (۵۷۴) اسد، سوم، ص ۲۳۹ (۵۷۵) اسد، چہارم ، ص ۹۲۔

(۵۷۶) ابن ہشام، سوم، ص ۶۸-۵۶۶ ؛ واقدی ، ص ۸۷-۸۸۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰-۱۴۹ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶۵-۳۶۴ اور طبری، سوم، ص ۷۱-۷۰ ۔

(۵۷۷) واقدی ، ص ۸-۸۸۶ ؛ طبری، سوم، ص ۷۲-۷۱ ۔

(۵۷۸) ابن اسحاق، ص ۵۹۲ ؛ واقدی ، ص ۹۵۰ ؛ ابن سعد، دوم ، ص ۴-۱۵۳ ؛ طبری ، سوم ، ص ۸۶ ۔

(۵۷۹) ابن اسحاق، ص ۹۴-۵۹۳ ؛ واقدی ، ص ۵۵-۹۵۴ ؛ طبری، سوم، ص ۹-۸۸ ۔

(۵۸۰) ابن اسحاق، ص ۶۳۵ ۔ (۵۸۱) ابن سعد، اول ، ص ۵۴-۳۵۳ ۔

(۵۸۲) انساب الاشراف ، اول ، ص ۵۳۰ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۵۵ ؛ طبری، سوم ، ص ۸۹ ۔

(۵۸۳) اسد ، چہارم ، ص ۶-۴ (۵۸۴) جمہرہ ، ص ۲۵۵

(۵۸۵) جمہرہ ، ص ۲۵۵ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۶۲ ۔

(۵۸۶) ابن سعد، چہارم ؛ جمہرہ ، ص ۳۵۵ ؛ اصابہ ۸۱۷۹ ۔

(۵۸۷) ان حضرات کے لیے ملاحظہ کیجئے ؛ جمہرہ ، ص ۷-۲۵۵ ؛ اصابہ ۶۹۲۴ ، ۴۴۱۴ ، ۵۷۶۷ ، ۱۷۸۵ ، ۷۳۸ (کنیت) ، ۳۲۰۳ ؛ نیز واقدی، ص ۹۶۲ ۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کے لیے ملاحظہ کیجئے : واقدی، ص ۶۲-۹۶۰ ؛ ابن سعد ، اول ، ص ۳۱۲ ؛ طبری ، سوم ، ص ۷-۹۶ ۔

(۵۸۸) ابن سعد ، اول، ص ۱۴-۳۱۲ ۔

(۵۸۹) طبری ، سوم ، ص ۹۹-۹۸ ؛ نیز ملاحظہ ہو : واقدی ، ص ۶۴-۹۶۳ ۔

(۵۹۰) انساب الاشراف ، اوّل ، ص ۵۳۱ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے : مونٹگمری واٹ ، محمد ایٹ مدینہ ، ص ۴-۱۰۱ ۔

(۵۹۱) ابن اسحاق، ص ۳۲۸ ؛ واقدی، ص ۱۵۳ ؛ ابن سعد، سوم ؛ چہارم ، ص ۴۸-۴۷ کا بیان ہے کہ وہ بدری صحابی تھے ؛ نیز ملاحظہ ہو : ابن ہشام ، دوم ، ص ۶۰۹ ؛ سوم ، ص ۱۶۹ ؛ واقدی، ص ۶۳-۳۵۴ ؛ ابن سعد، اول ، ص ۶-۵۵ ؛ طبری ، دوم ، ص ۵۳۸ ؛ اسد ، چہارم ، ص ۵-۲۵۴ ؛ پنجم، ص ۲۹۶ ؛ نیز دیکھئے : ابن سعد ، دوم ، ص ۶ ؛ طبری، دوم ، ص ۴۰۲ ؛ انساب الاشراف ، اول ، ص ۳۷۵ اور جمہرہ ، ص ۲۳۶ ۔

(۵۹۲) جمہرہ ، ص ۲۴۳ کے مطابق بنو باہلہ مالک بن اعصر بن سعد بن قیس عیلان کی نسل میں تھے جبکہ بنو غنی کا تعلق مالک بن اعصر کے بھائی عمرو کے خاندان سے تھا۔

(۵۹۳) جمہرہ ، ص ۲۴۴ ۔

(۵۹۴) جمہرہ ، ص ۲۴۵ ؛ اصابہ ۴۰۵۹ ، ۴۴۹۸ ۔ حضرت ابو امامہ باہلی حدیث نبوی کے ایک اہم عالم اور راوی تھے ۔ ملاحظہ کیجئے : بخاری ، صحیح ، کتاب الحرس ، کتاب الجہاد ، کتاب الاطعمہ ۔

(۵۹۵) ابن سعد، اول، ص ۳۰۰؛ نیز ملاحظہ ہو: مجموعۃ الوثائق، ص ۶۶-۱۶۵۔

(۵۹۶) جمہرہ، ص ۱۸۷، کا بیان ہے کہ وہ مکہ کے پڑوس میں رہتے تھے اس لیے قریش سے ان کے بہت قریبی تعلقات تھے۔ ابن اسحاق (ص ۲۵) کا بڑا دلچسپ بیان ہے کہ مکہ مکرمہ پر حبشی سردار ابرہہ کے حملہ کے دوران مکہ کے شیخ عبدالمطلب جب گفتگو کے لیے گئے تھے تو ان کے ساتھ اس وقت کے سردار ہذیل خویلد بن واثلہ تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، چہارم، ص ۱۵۰، جس کے مطابق مشہور صحابیِ رسول حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے والد مسعود بن غافل ہذلی نے بنو زہرہ/قریش سے زمانہ جاہلیت میں حلف کے تعلقات استوار کئے تھے۔

(۵۹۷) ابن سعد، چہارم، ص ۵۱-۱۵۰ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قریشِ مکہ کے ایک سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں اُجرت پر چراتے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۱۸۶؛ ابن اسحاق، ص ۴۲-۱۴۱۔

(۵۹۸) جمہرہ، ص ۱۸۶ (۵۹۹) جمہرہ، ص ۱۸۵؛ اصابہ ۹۲۔

(۶۰۰) واقدی، ص ۵۸۹۔ ہذیل کے دو اور مسلمانوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۶۹-۸۶۲؛ ۸۷۳ وغیرہ ان کے نام تھے: ابو حصین ہذلی اور سعید بن عمرو ہذلی۔

(۶۰۱) واقدی، ص ۲۶-۸۲۳، کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر شہر میں حضرت خالد بن ولید کے زیرِ کمان دستے کو داخل ہونے سے جس گروہ نے روکا تھا اس میں ہذیل کے چار شخص تھے جو معرکہ میں مارے گئے تھے نیز ملاحظہ ہو: واقدی، ص ۸۷۰، جن کے مطابق ہم کو ہذیل کے قومی بُت سُواع کی بربادی اور اس کا پجاری و متولی (سادن) کے قبول اسلام کا علم ہوتا ہے۔

(۶۰۲) واقدی، ص ۹۲۴۔ (۶۰۳) جمہرہ، ص ۳۷۵۔

(۶۰۴) مجموعۃ الوثائق، ص ۶-۱۹۳ (۶۰۵) واقدی، ص ۹۸۶۔

(۶۰۶) واقدی، ص ۱۵۱، کا بیان ہے کہ عمرو بن سفیان اور اس کا بھائی جبار جو بنو طے کے حلیف تھے جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۰؛ ابن اسحاق، ص ۳۴۸۔

(۶۰۷) واقدی، ص ۴۱۵ وغیرہ۔

(۶۰۸) واقدی، ص ۴۴-۳۴۱؛ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۴-۱۲۳۔

(۶۰۹) ابن اسحاق، ص ۳۶۵، کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف بنو طے کے خاندان بنو نبہان کا فرد تھا جبکہ اس کی ماں مدینہ کے یہودی قبیلے بنو نضیر کی فرد تھی۔

(۶۱۰) ابن سعد، چہارم، ص ۵۳۹۔ (۶۱۱) واقدی، ص ۷۲-۷۷۱۔

(۶۱۲) ابن ہشام، سوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۹-۹۸۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴؛ طبری، سوم، ص ۱۲-۱۱۱۔

(۶۱۳) ابن اسحاق، ص ۳۹-۶۳۷؛ واقدی، ص ۹-۹۸۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے: اسد، سوم، ص ۴-۳۹۲؛ اصابہ، ۵۴۷۵۔

(۶۱۴) جمہرہ، ص ۳۷۶-۳۸۰ نے دو مسلمان بنو فرقہ سے : حضرات جریر بن اوس اور ان کے پوتے عروہ، بنو سلامان سے : حضرت مالک بن عبداللہ، ایک بنو عدی بن اخزم سے : حضرت عدی بن حاتم طائی، ایک بنو جرم سے : حضرت قبیصہ بن اسود، ایک بنو نبہان سے : حضرت زید الخیل بن مہلہل کا ذکر کیا ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے : اصابہ ۱۱۳۵، ۵۵۲۷، ۵۸۴۵، ۷۰۵۰، اور ۱۴۲۹ بالترتیب۔

(۶۱۵) ابن اسحاق، ص ۶۳۷؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۱-۳۲۳؛ طبری، سوم، ص ۱۴۵-۱۴۶۔ حضرت زید کا نام الخیل سے بدل کر زید الخیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔

(۶۱۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۷۰-۱۷۶۔

(۶۱۷) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد، سوم، ص ۳۹۲-۳۹۴؛ اصابہ ۵۴۷۵؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۳۷-۶۳۹؛ نیز دیکھئے ابن سعد، اول، ۳۲۱-۳۲۳ جس کے مطابق بنو طے کے متعدد لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد قطائع عطا فرمائے تھے۔

(۶۱۸) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۲۵۳-۲۵۵، کا بیان ہے کہ طے کے صرف دو قبیلے جدیلہ اور غوث کچھ متزلزل ہوئے تھے، لیکن پھر وہ اسلام پر ثابت قدم رہے تھے۔ اس کا مزید بیان ہے کہ "بنو طے کے کسی فرد نے اسلام سے روگردانی نہیں کی تھی۔" اس سلسلہ میں بنو طے کے کسی اور گھرانے کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم ابن حزم، ص ۲۷۸ اور ۳۷۷ کا بیان ہے کہ جدیلہ کا تعلق اسد بن ربیعہ بن نزار سے تھا جبکہ غوث کا تعلق بنو طے سے تھا۔

(۶۱۹) ملاحظہ فرمائیے : مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۹-۹۰، جن کا خیال ہے کہ بہت سے بلکہ اکثر بنو طے کے عیسائی تھے اگرچہ وہ اسلامی ریاست کے وفادار رہے تھے۔ لیکن ان کا یہ خیال مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے ان کا یہ خیال کہ بنو طے کے بارے میں معلومات ناقص ہیں بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معلومات بہت زیادہ بھی نہیں ہیں تاہم اتنی ضرور ہیں جن سے ان کے قبول اسلام کا پختہ ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

(۶۲۰) ملاحظہ کیجئے جمہرہ، ص ۴۱۱-۴۳۱۔

(۶۲۱) جمہرہ، ص ۴۱۱-۴۲۱۔

(۶۲۲) ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۲۸، جن کا بیان ہے کہ غزوہ بدر سے پہلے شام جانے والے قریشی کارواں کے سالار ابوسفیان بن حرب کو شام کی حدود ہی میں قبیلہ جذام کے ایک شخص نے مطلع کیا تھا کہ مدینہ کے مسلمان ان کے کارواں کی واپسی پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

(۶۲۳) مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک زوجہ مکرمہ کا نام سہلہ بنت عاصم تھا اور ان کا تعلق بلی سے تھا، جبکہ

حضرت عمرو بن العاص سہمی کی والدہ اسی قبیلہ سے تھیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ؛ واقدی، ص ۷۷۰۔

(۶۲۴) واقدی، ص ۶۸ - ۱۵۸ کے مطابق ان کے نام یہ تھے :
(۱) ابو بردہ بن نیار حلیف بنی سلمہ، (۲) ابو الہیثم بن التیہان اور (۳) ان کے بھائی عبید حلیف بنی عبد الاشہل، (۴) عبداللہ بن طارق اور (۵) ان کے سوتیلے بھائی معتب بن عبید حلیف بنی ظفر، (۶ - ۱۲) معن بن عدی، ربیع بن رافع، ثابت بن اقرم، عبداللہ بن سلمہ، زید بن اسلم، ابو عقیل بن عبداللہ اور عاصم بن عدی حلفاء بنی عمرو بن عوف، (۱۳) نعمان بن اعصر حلیف بنی معاویہ، (۱۴) سواد بن غزیہ، حلیف بنی عدی بن نجار، (۱۵-۱۸) مجزر بن زیاد، عبدہ بن حسحاس، بعاث بن ثعلبہ اور ان کے بھائی عبداللہ، حلفاء بنی لوذان بن غنم۔ نیز ملاحظہ ہو :
ابن اسحاق، ص ۳۷ - ۲۳۰ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۶۲۷ - ۴۱۹ ؛ جمہرہ، ص ۴۱ - ۴۱۳۔

(۶۲۵) واقدی، ص ۳۸۵۔

(۶۲۶) جمہرہ، ص ۱۵-۴۱۳ ؛ اصابہ ۴۵۳۰، ۳۵۲۹، ۴۲۵۸، ۷۷۲۶، ۵۲۸۶، ۳۸۹۸، اور ۵۱۶۴۔

(۶۲۷) واقدی، ص ۷۶۰
(۶۲۸) واقدی، ص ۷۷۰ - ۷۷۱
(۶۲۹) واقدی، ص ۱۰۴۱
(۶۳۰) واقدی، ص ۹۹۰
(۶۳۱) طبقات، چہارم، ص ۵-۳۵۴
(۶۳۲) ابن سعد، اوّل، ص ۲۳۰
(۶۳۳) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰
(۶۳۴) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۹

(۶۳۵) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۱، کا خیال کہ بنو جعیل کو بعض گھرانوں کے صدقات اس لیے عطا کیے گئے تھے کہ وہ اسلام قبول کر لیں، نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی حوالہ متن میں نہیں ملتا بلکہ وہ گمراہ کن بھی ہے کیونکہ وہ صحیح تعبیر کے خلاف ہے۔

(۶۳۶) ابن سعد، سوم، ص ۸ - ۱۳۷، کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص کی دو شمالی عرب کی بیویاں تھیں، ایک کا تعلق بہراء سے تھا اور دوسری کا کلب سے۔

(۶۳۷) ملاحظہ کیجئے بالترتیب واقدی، ص ۱۵۵ اور ۱۶۸ اور ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱ اور ۵۵۴ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے : انساب الاشراف، اول، ص ۲۰۴۔ ابن سعد اور بلاذری دونوں حضرت مقداد کو مہاجرین حبشہ میں شمار کرتے ہیں۔

(۶۳۸) ابن اسحاق، ص ۲۲۸ اور ص ۳۳۳ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱، ص ۵۵۴ ؛ جمہرہ، ص ۱۳ - ۴۱۲۔

(۶۳۹) واقدی، ص ۶۰ - ۵۵۷

(۶۴۰) ابن سعد، اول، ص ۲۳۱ ؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲۔

(۶۴۱) جمہرہ، ص ۴۱۸-۲۱۔

(۶۴۲) ابن سعد، چہارم، ص ۵۵۶، کے مطابق بنو عذرہ جناب اور اس کے نواحی علاقوں میں آباد تھے۔ ابن سعد اس علاقہ کو عذرہ اور بلی کا علاقہ کہتے ہیں کیونکہ دونوں قبیلے پڑوسی تھے۔ جناب کا علاقہ خیبر اور وادی القریٰ کے پار تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰۔

(۶۴۳) بنو عذرہ کا سب سے اہم گھرانا بنو رزاح کا تھا جس کے بانی اوّل مکہ کے قریشی شیخ قصی بن کلاب کے سوتیلے بھائی تھے۔ انھیں کی مدد سے قصی مکہ میں بنو بکر بن عبد مناۃ کے سیاسی و سماجی تفوق ختم کرکے اپنی بالادستی قائم کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اس طرح قریش سے بنو عذرہ کے ازدواجی اور حلف کے تعلقات مدت مدید سے قائم تھے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۵-۱۴، ۴۸-۹، ۵۲؛ ابن سعد، اول، ص ۹-۶۸؛ کتاب المنمق، ص ۱۷، ۴-۸۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۰-۴۹؛ طبری، دوم، ص ۲۵۶؛ ازرقی، ص ۶۳-۶۲ اور جمہرہ، ص ۴۲۰۔

(۶۴۴) حضرت ثابت بن ثعلبہ انصاری ایک عذری عورت کے فرزند تھے جبکہ حضرت خالد بن عرفطہ عذری بنو زہرہ/قریش کے حلیف تھے۔ ملاحظہ ہو، بالترتیب: ابن سعد، سوم، ص ۵۶۹ اور چہارم ص ۳۵۵۔

(۶۴۵) ابن سعد، چہارم، ص ۳۵۶؛ جمہرہ، ص ۴۲۰؛ اصابہ ۲۱۸۲، ۲۱۱۰ وغیرہ۔

(۶۴۶) جمہرہ، ص ۴۲۰؛ اصابہ ۲۸۱۶، ۲۹۴۲ اور ۴۵۷۶۔ حضرت زمیل بن عمرو کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرچم (لواء) عطا فرمایا جس کے ساتھ بعد میں وہ جنگِ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔

(۶۴۷) ابن سعد، اول، ص ۲۷۰؛ طبری، سوم، ص ۱۷۸ اور اسد، پنجم، ص ۲۰۵۔ نیز مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷-۱۷۶

(۶۴۸) اسد، چہارم، ص ۳۰۶ (۶۴۹) واقدی، ص ۴۰۳

(۶۵۰) واقدی، ص ۵۵۷، ۱۱۲۲ اور ۱۱۲۴۔ (۶۵۱) واقدی، ص ۱۰۱۷

(۶۵۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۸ (۶۵۳) ایضاً، ص ۱۵۷

(۶۵۴) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۷۳، جن کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ہذیم ہی کے ایک شخص کو ان کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

(۶۵۵) ابن سعد، چہارم، ص ۳۵۶؛ نیز جمہرہ، ص ۴۲۰؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۸، کو اس روایت کی صحت پر شبہ ہے اور وہ اس کے آخری حصے کو "پراسرار و عجیب" سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت حمزہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی یہ دلیل ضرور عجیب ہے۔ بنو عذرہ حجاز کے بالائی علاقے میں رہتے تھے، جیسے کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ گھرانے شامی حدود میں بھی آباد ہوں۔ اس لئے محض اپنے جغرافیائی تخمینے اور گمان کے سبب روایت کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

(۶۵۶) واقدی، ۱۰۳۴، کا یہ بیان بہت اہم ہے کہ غزوۂ تبوک سے پہلے اسلام سعد ہذیم کے ایک خاص حصے تک محدود تھا

مگر غزوہ کے بعد وُہ ان کے تمام گھرانوں اور بطنوں میں سرعت کے ساتھ پھیلا تھا اور اس نے پورے قبیلہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں سمیٹ لیا تھا۔

(۶۵۷) ابن سعد، اوّل، ص ۳۲ - ۳۲۹ ؛ طبری، سوم، ص ۱۳۰۔

(۶۵۸) واقدی، ص ۷۱ - ۷۷۰۔

(۶۵۹) جمہرہ، ص ۴۴۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو : ابن سعد، سوم، ص ۵۳۳۔

(۶۶۰) ملاحظہ ہو : جمہرہ، ص ۲۲ - ۴۲۱ ؛ اصابہ ۹۰۱۵، ۱۳۸۰ اور ۵۸۵۷۔

(۶۶۱) جمہرہ، ص ۴۲۳ ؛ اصابہ ۴۵۵۰۔

(۶۶۲) جمہرہ، ص ۴۲۵ : اصابہ ۱۲۳۰ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۶۴ جن کا بیان ہے کہ عمرو بن جرہم غزوۂ خیبر میں موجود تھے جبکہ ابن حزم کا بیان ہے کہ وہ صلح حدیبیہ میں بھی شریک تھے۔

(۶۶۳) ابن سعد، اول، ص ۳۲۹ (۶۶۴) ایضاً، ص ۶ - ۳۳۵

(۶۶۵) اسد۔ اول، ص ۲۰۶ (۶۶۶) ابن سعد، سوم، ص ۲۰ - ۴۲۰ - ۴۱

(۶۶۷) قریش مکہ اور بنو کلب کے حلف و دوستی کے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۵۲ - بدر کی جنگ میں بنو عامر بن لوی کا ایک کلبی حلیف معبد بن وہب مکی فوج میں موجود تھا۔

(۶۶۸) ابن سعد، چہارم، ص ۵۰ - ۲۴۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۸۰ ؛ جمہرہ، ص ۴۲۸ ؛ اصابہ ۲۲۹۰۔

(۶۶۹) واقدی، ص ۶۹۵ (۶۷۰) جمہرہ، ص ۴۲۶ - ۴۲۵

(۶۷۱) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۲-۵۴۱، ۵۰، اور ۱۰۲۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۹۔ (۶۷۲) ایضاً (۶۷۳) ابن سعد، اول، ص ۵ - ۳۳۴۔

(۶۷۴) انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱ - ۵۳۰۔

(۶۷۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۰ - ۱۶۶۔

(۶۷۶) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۵ - ۱۱۴

(۶۷۷) واقدی، ص ۷ - ۵۵۵ (۶۷۸) ابن سعد، دوم، ص ۸۸۔

(۶۷۹) جمہرہ، ص ۳۹۶ (۶۸۰) واقدی، ص ۵۸، ۵۵۶ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۸۔

(۶۸۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۶ (۶۸۲) ابن سعد، اول، ص ۵ - ۳۵۴۔

(۶۸۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۷ - ۱۵۶ (۶۸۴) ایضاً

(۶۸۵) واقدی، ص ۱۰۳۲

(۶۸۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۵ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے : مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۹ - واٹ کا خیال ہے کہ جمشی کے قریب

آباد جذام کا قبیلہ مسلمان نہیں ہوا کیونکہ غزوۂ تبوک کے دوران ہم کو بنو وائل اور سعد ہذیم کے محض دو افراد کے قبول اسلام کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی یہ دلیل بڑی عجیب و غریب ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ان کا خیال ہے کہ جذام کا وہ حصہ جو حضرت رفاعہ بن زید کی سرکردگی و قیادت میں تھا مسلمان نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے اسلامی حکومت سے اسلام قبول کیے بغیر صرف سیاسی اتحاد کر لیا تھا۔ ان کا یہ تبصرہ و نتیجہ ماٰخذ کے صریح بیانات کے خلاف ہے اس لیے قابل قبول نہیں ہے۔

(۶۸۷) جمہرہ، ص ۳۹۶ -

(۶۸۸) واقدی، ص ۷۶۰، ۹۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۹ اور ۱۶۵؛ نیز جمہرہ، ص ۲۹۸ -

(۶۸۹) ابن سعد، سوم، ص ۱۵ - ۱۱۴؛ جمہرہ، ص ۲۹۷؛ اصابہ ۱۵۳۸ -

(۶۹۰) ابن سعد، اول، ص ۴۴ - ۳۴۳؛ واقدی، ص ۶۹۵ کے مطابق ان کا تعلق بنو الدار بن ہانی سے تھا اور ان کے اسمائے گرامی تھے :

(۱) ہانی بن حبیب (۲) فاکہ بن نعم، (۳) جبلہ بن مالک، (۴) ابو ہند بن بَرّ، (۵) ان کے بھائی طیب/ عبداللہ، (۶) تمیم بن اوس، (۷) ان کے بھائی نُعَیم بن اوس، (۸) یزید بن قیس، (۹) عزیز / عبد بن رحمٰن بن مالک اور (۱۰) ان کے بھائی مُرّہ - مزید ملاحظہ کیجئے : جمہرہ، ص ۳۹۶؛ اصابہ ۸۳۷، ۸۶۷۶، ۹۱۲۴، ۶۳۸ -

(۶۹۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۳ - ۴۲

(۶۹۲) غسان کے مخالفانہ رویّے کے لیے ملاحظہ ہو واقدی، ص ۶۰ - ۵۵، وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰ - ۱۲۸ وغیرہ۔

(۶۹۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۲ - ۴۱

(۶۹۴) ایضاً

(۶۹۵) محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۳

(۶۹۶) ابن سعد، اول، ص ۹ - ۳۳۸

(۶۹۷) ابن اسحاق، ص ۵۶۸

(۶۹۸) قرآن کریم، سورہ ۱۷، آیت ۵۴ -

(۶۹۹) خطبہ حجۃ الوداع کا جملہ - ملاحظہ فرمائیے

(۷۰۰) قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

(۷۰۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۵

(۷۰۲) جمہرہ، ص ۴۱۰ - ۳۱۰

(۷۰۳) محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۷

(۷۰۴) ابن سعد، چہارم، ص ۶ - ۱۰۵ اور ۹ - ۳۵۷ -

(۷۰۵) ابن سعد، اول، ص ۹ - ۳۴۸؛ چہارم، ص ۱۶ - ۱۰۵، ۵۹ - ۳۵۷

(۷۰۶) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۶؛ بخاری، قدوم الاشعریین -

(۷۰۷) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۸؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ اسد، پنجم، ص ۳۰۸؛ نیز ملاحظہ ہو : بخاری، کتاب وجوب الحج -

(۷۰۸) بخاری، قدوم الاشعریین و اہل الیمن -

(۷۰۹) جمہرہ، ص ۳۶۵

(۷۱۰) ایضاً، ص ۳۶۶

(۱۱۷) ابن سعد، اول، ص ۸ - ۳۴۷ ؛ جمہرہ، ص ۳۶۶ - موخر الذکر کا بیان ہے کہ قبیلہ میں متعدد ابتدائی مسلمان موجود تھے۔

(۱۲۷) ابن سعد، دوم، ص ۲۶۶ ، ۳۴۷ ؛ طبری، سوم، ص ۱۵۸ ؛ بخاری، فضل الجہاد ؛ اسد، دوم، ص ۸۰-۲۷۹ ؛ اصابہ ۱۱۳۶ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۵ ۔

نیز ملاحظہ فرمائیے : مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۱ ' جنھوں نے تبالہ اور ذوالخلصہ کی مہموں کو خلط ملط کر دیا ہے۔ پہلی مہم حضرت قطبہ بن عامر کی کمان میں صفر ۹ھ / مئی جون ۶۳۰ء میں گئی تھی (واقدی، ص ۹۸۱) دوسری مہم حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کی قیادت میں رمضان ۱۰ھ / دسمبر ۶۳۱ء میں بھیجی گئی تھی۔ مونٹگمری واٹ کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے کے لوگوں کو اپنے پڑوسیوں کے خلاف طاقت کا استعمال کرنے پر ابھارا تھا " غلط ہے ۔ ان کے قومی بُت کو توڑنے کا معاملہ دراصل ان کے قبول اسلام کا نتیجہ تھا نہ کہ باعث و محرک ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کے پختہ ایمان اور عزم بالجزم کا بھی ایک ثبوت تھا۔

(۱۳۷) جمہرہ، ص ۶ - ۳۶۵

(۱۴۷) ابن سعد، اول، ص ۳۲۶ ؛ طبری، سوم، ص ۱۷۸ ؛ اسد، اوّل، ص ۸۰ - ۲۷۹ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۵ ۔

(۱۵۷) ابن سعد، اول، ص ۸ - ۳۴۷ ۔

(۱۶۷) واقدی، ص ۲۲۷ ۔

(۱۷۷) ابن سعد، اول، ص ۳۴۸ ؛ نیز ملاحظہ فرمائیے : جمہرہ، ص ۳۶۸ ، جس کا بیان ہے کہ ارکانِ وفد کا تعلق بنومعاویہ سے تھا لیکن جب وہ مدینہ پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنورشد کا خطاب ان کے بلاپس و پیش کے اسلام قبول کر لینے کے سبب عطا فرمایا تھا۔

(۱۸۷) جمہرہ، ص ۷۳ - ۳۶۹

(۱۹۷) ابن سعد، اول، ص ۴۱ - ۳۴۰ ؛ اسد، پنجم، ص ۳۵ - ۲۳۴ ۔

(۲۰۷) جمہرہ، ص ۳۷۲ ؛ اصابہ ۱۷۹ ۴۱ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے : مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷ ۔

(۲۱۷) اسد، پنجم، ص ۲۹۴ ، ۵ - ۲۳۴ ؛ ابن سعد، اول، ص ۴۱ - ۳۴۰ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳ ؛ نیز دیکھیے اسد، سوم، ص ۸۳ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶ - ۱۱۵ ' کے مطابق اس کے کم از کم پندرہ خاندانوں میں معتد بہ مسلم آبادی ہو گئی تھی۔

(۲۲۷) جمہرہ، ص ۳۷۳ ؛ اصابہ ۳۹۱۷ (۲۳۷) حوالہ سابقہ ۲۱۷

(۲۴۷) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷ (۲۵۷) ایضاً، ص ۱۱ - ۱۱۰

(۲۶۷) طبری، سوم، ص ۱۳۲ ' کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قبولِ اسلام کی اطلاع ملی تھی تو

آپ نے خداوند قدوس کا شکر ادا کیا تھا اور ہمدان کے مسلمانوں کے ایمان و یقین کی تعریف و تحسین فرمائی تھی اور ان کے لیے برکاتِ الٰہی کی دعا مانگی تھی۔

(۲۷) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵ - ۱۰۹، جس سے ہر سردار قبیلہ اور اس کے لوگوں کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں۔ ان سے وہ فرائض اور احکام بھی معلوم ہوتے ہیں جو آپ نے حمیری مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دئے تھے۔ ان پر نمازوں کو قائم کرنا، زکوٰۃ، خمس اور صفی رسول ادا کرنا عائد کیا گیا تھا۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر عائد ہونے والے محاصل جیسے زکوٰۃ اور صدقہ کی شرح واضح طور سے بیان کی گئی ہے اس طرح غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی شرح کا بھی غیر مبہم ذکر موجود ہے۔

(۲۸) واقدی، ص ۱۰۸۵

(۲۹) ابن سعد، اول، ص ۲۸۲؛ طبری، سوم، ص ۱۷۸؛ اسد، چہارم، ص ۱۹۱؛ اوّل ۱۱۰ بالترتیب۔

(۳۰) ایضاً

(۳۱) جمہرہ، ص ۸۷ - ۲۸۱

(۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۵۰ - ۲۴۶؛ اسد، چہارم، ص ۴۷ - ۴۳

(۳۳) واقدی، ص ۱۰۴۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ اسد، چہارم، ص ۳۲۴؛ جمہرہ، ص ۳۸۷۔ موخر الذکر کا بیان ہے کہ ان کے ایک بھائی حضرت حارث بن جزء زبیدی اور ایک فرزند حضرت عبداللہ بن محمیہ زبیدی مکی عہد کے مسلمان تھے۔ نیز ملاحظہ ہو اصابہ ۴۸۲۳، اور ۴۵۹۸۔

(۳۴) ابن سعد، اوّل، ص ۳۴۲۔

(۳۵) واقدی، ص ۱۰۸۰ کا بیان ہے کہ مذحج کے متعدد سردار اور شیوخ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُنھوں نے نہ صرف اپنے قبول اسلام کا اعتراف و اقرار کیا بلکہ اپنے پورے قبیلہ کے مسلمان ہونے کی ضمانت دی۔ اور اس کے پہلے عملی ثبوت کے طور پر اُنھوں نے اپنے پُورے قبیلہ والوں کی جانب سے صدقات بھی ادا کر دئے۔

(۳۶) ابن سعد، اول، ص ۴۲ - ۳۴۱۔

(۳۷) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ فتوح البلدان، ص ۸۰۔

(۳۸) ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۰ - ۱۱۹۔

(۳۹) اسود عنسی کی بغاوت اور اس کے متعلقہ امور کے لیے ملاحظہ فرمائیے: فتوح البلدان، ص ۱۵ - ۱۱۳؛ طبری، سوم، ص ۴۰ - ۲۲۷ اور جمہرہ، ص ۳۸۳۔

(۴۰) طبری، سوم، ص ۱۳۲۔

(۴۱) طبری، سوم، ص ۳۶ - ۱۳۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۴۰ - ۶۳۹

(۴۲) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے اس کے برعکس ثبوت کے لیے ابن اسحاق، ص ۴۰ - ۶۳۹

(۴۳) ملاحظہ فرمائیے ابن ہشام، سوم، ص ۵۸۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۷؛ ابن خلدون، ص ۸۲۳؛ اسد،

پنجم، ص ۱۸۰ ؛ جمہرہ، ص ۳۸۲ ؛ اصابہ ۱۶۹۸ -

(۷۴۴) ایضاً (۷۴۵) ایضاً (۷۴۶) جمہرہ، ص ۴ - ۳۸۳

(۷۴۷) ابن سعد، اول، ص ۶ - ۳۲۴ ؛ جمہرہ، ص ۵ - ۳۸۴ ؛ اصابہ ۱۸۳۷ -

(۷۴۸) جمہرہ، ص ۳۸۵ ؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۵ ؛ اسد، پنجم، ص ۲۱۷ ؛ اصابہ ۱۸۳۷ -

(۷۴۹) واقدی، ص ۱۰۸۲ (۷۵۰) ایضاً (۷۵۱) ابن سعد، اول، ص ۳۲۸ ؛ طبری، سوم، ص ۳۳-۱۳۲

(۷۵۲) طبری، سوم، ص ۳۳ - ۱۳۲ (۷۵۳) ایضاً، ص ۳۵ - ۱۳۳

(۷۵۴) ابن سعد، اول، ص ۴۵ - ۳۴۴ ؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹ -

(۷۵۵) واقدی، ص ۶۹۵ : نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷، جس کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ہر ایک کو ایک "کتاب" (تحریر) عطا فرمائی تھی۔ اگرچہ ماخذ سے ان "کتب نبوی" کے متون و مواد کا علم نہیں ہوتا لیکن اندازہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کی ہدایات و احکام دی گئی ہوں۔ بہرحال ان راویوں نے اپنے اپنے حصے حضرت معاویہ کے ہاتھ گراں قیمت پر فروخت کر دیے تھے۔

(۷۵۶) جمہرہ، ص ۸ - ۳۸۷ ؛ ابن سعد، اول، ص ۶ - ۳۲۵

(۷۵۷) اسد، دوم، ص ۶۸ -

(۷۵۸) ابن سعد، اول، ص ۳۴۶ ؛ طبری، سوم، ص ۲۴۰ ؛ نیز ملاحظہ ہو : جمہرہ، ص ۳۸۹ -

(۷۵۹) جمہرہ، ص ۳۸۹ ؛ نیز اصابہ ۲۷۹۵ -

(۷۶۰) جمہرہ، ص ۳۹۰ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۶ - ۱۲۵

(۷۶۱) جمہرہ، ص ۹۲ - ۳۹۱ -

(۷۶۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵۹۲ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۹ ؛ طبری، سوم، ص ۷ - ۱۲۶ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۲۸ ؛ اسد، دوم، ص ۹۶ - ۹۳ ؛ بخاری، کتاب المغازی ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۷۲ - ۷۱ -

(۷۶۳) طبری، سوم، ص ۲ - ۱۳۱ - دلچسپ بات یہ ہے کہ طبری نے خود اس روایت کی تردید پہلے ایک اور روایت میں کی ہے جس میں حضرت خالد کی کامیابی کا واضح ذکر ہے ملاحظہ ہو : ایضاً، ص ۷ - ۱۲۶ -

(۷۶۴) ایضاً (۷۶۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷ - ۷۳

(۷۶۶) ابن سعد، اول، ص ۳۲۴ (۷۶۷) طبری، سوم، ص ۲۶ - ۳۲۴

(۷۶۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۹ (۷۶۹) جمہرہ، ص ۴۱۸

(۷۷۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۹ - ۷۷ (۷۷۱) جمہرہ، ص ۳۱۲ (۷۷۲) ایضاً

(۷۷۳) واقدی، ص ۹۲۳، کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے فوراً بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طفیل بن عمرو کو

ازد ذی الخلصہ کی مہم پر بھیجا۔ واپسی پر حضرت طفیل کے ساتھ ازد کے چار سو مسلمان تھے ، جنھوں نے طائف کے غزوہ میں حصہ لیا۔

(۷۷۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۴۲ ؛ ابن سعد، اوّل، ص ۸ - ۲۳۷ ؛ طبری ، سوم، ص ۲۴۵ -

(۷۷۵) ابن سعد ، اول ، ص ۳۴۵ ، ۳۵۲ ؛ مجموعۃ الوثائق ، ص ۲۱ - ۱۱۹

(۷۷۶) واقدی، ص ۱۰۸۳ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے : ابن قتیبہ دینوری ، کتاب المعارف ، ص ۹۰ - ۱۸۹ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۳ - ۲۶۲ ؛ نثار احمد فاروقی ، مذکورہ بالا ، ص ۹۱ - ۸۹

(۷۷۷) جمہرہ، ص ۴۰۵ - ۳۹۹ -

(۷۷۸) جمہرہ ، ص ۴۰۳ - بانی خاندان اشرس کی والدہ کا نام تُجیب تھا اور اسی کے نام سے قبیلہ موسوم ہوا۔ اس کے متعدد بطون ہو گئے تھے ۔

(۷۷۹) ابن سعد ، اول ، ص ۳۲۳ کے مطابق وفد کے ارکان کی تعداد صرف تیرہ تھی جبکہ ابن اسحاق ص ۶۴۱ اور طبری، سوم ، ص ۳۹ - ۱۳۸ کے مطابق وہ ساٹھ تھے - ابن قتیبہ دینوری ، کتاب المعارف ، ص ۳۳۳ اور محمد بن حبیب بغدادی ، کتاب المحبر ، ص ۲۹۱ کے مطابق ستر تھی - بہر حال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ سب مسلمان تھے ۔

(۷۸۰) کتاب المحبّر ، ص ۶ - ۱۲۵

(۷۸۱) جمہرہ ، ص ۴۰۳ - ۳۹۹ ؛ اصابہ ۲۰۵ ، ۳۸۷۰ ، ۱۹۲۹ ، ۳۸۸۷ ، ۹۲۳۰ ، ۱۹۳ ، ۳۰۷۷ ، ۲۵۰ ، ۸۰۹۲ بالترتیب -

(۷۸۲) ابن خلدون ، اوّل ، ص ۸۴۳ ؛ اسد ، پنجم ، ص ۲ -

(۷۸۳) جمہرہ ، ص ۴۲۹ -

(۷۸۴) ابن سعد ، چہارم ، ص ۶۳ - ۳۵۹ ؛ جمہرہ ، ص ۴۳۰ ؛ اصابہ ۵۶۴۲ -

(۷۸۵) ابن سعد ، چہارم ، ص ۳۶۳ -

(۷۸۶) جمہرہ ، ص ۳۰ - ۴۲۹ ؛ اصابہ ۹۱۰۰ ؛ مجموعۃ الوثائق ، ص ۳۰ - ۱۲۷ - (۷۸۷) ایضاً

(۷۸۸) ابن سعد ، اول ، ص ۵۱ - ۳۴۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو : ص ۳۲۹ ؛ جمہرہ ، ص ۴۳۱ -

(۷۸۹) طبری ، سوم ، ص ۸ - ۲۲۷ وغیرہ ؛ ابن خلدون ، اول ، ص ۸۴۳ ؛ اسد ، اول ، ص ۱۶۳ ؛ سوم ، ص ۶ - (۷۹۰) مونٹگمری واٹ ، محمد ایٹ مدینہ ، ص ۱۲۹ -

(۷۹۱) طبری ، سوم ، ص ۴۰ - ۲۳۱ ؛ ان کے قبول اسلام کے لیے مزید دیکھئے : ص ۱۵۸ -

(۷۹۲) جمہرہ ، ص ۳۰۸ - ۲۷۵ -

(۷۹۳) ابن سعد، پنجم، ص ۵۶۴؛ کتاب المعارف، ص ۳۳۸؛ بخاری، کتاب الجمعہ۔

(۷۹۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷؛ ابن سعد، اول، ص ۲۶۳؛ فتوح البلدان، ص ۸۹؛ کتاب المحبر، ص ۷۷؛ طبری، دوم، ص ۶۴۵ اور سوم، ص ۲۹؛ اسد، پنجم، ص ۸-۷؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۵۷-۵۵؛ نیز ملاحظہ فرمائیے: واقدی، ص ۴۰-۳۳۹ اور ۶-۴۰۵، عبدالقیس کے دو شخصوں کے غزوہ مریسیع کے دوران قبولِ اسلام کے لیے۔

(۷۹۵) کتاب المحبر، ص ۷۷، میں اس کی صراحت نہیں ہے کہ یہ رقم دیناروں میں تھی یا درہموں میں۔ وہ اس کے لیے لفظ مال (خطیر دولت) استعمال کرتی ہے۔ قیاس یہی ہے کہ یہ رقم دراہم میں تھی۔

(۷۹۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۶۲-۶۱ کے مطابق ان دونوں افسرانِ صدقات کے نام تھے: حضرت قدامہ اور حضرت ابوہریرہؓ۔

(۷۹۷) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۲، کا عجیب و غریب خیال یہ ہے کہ حضرت منذر بن ساویٰ اور ان کی رعایا کا قبول اسلام دراصل ایک سیاسی سمجھوتہ تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ایرانی سلطنت کے زوال سے ان کو خطرات لاحق ہو گئے تھے اور مملکتِ بحرین کو کسی سیاسی اور فوجی امداد یا معاہدہ کی ضرورت تھی حالانکہ مدینہ کی اسلامی ریاست اس وقت کوئی فوجی مدد دینے کے لائق نہیں تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسلامی ریاست فوجی اور سیاسی مدد دینے کے اہل نہیں تھی تو شاہِ بحرین نے اس سے سمجھوتہ کیا ہی کیوں تھا؟ اور پھر اس کے اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ ان کے بقول قبولِ اسلام کے بغیر بھی سیاسی سمجھوتہ ہو سکتا تھا۔ واٹ کا نظریہ اور اس کی تائید میں ان کی دلیلیں تضادات سے بھرپور ہیں۔

(۷۹۸) ابن سعد، اوّل، ص ۱۵-۳۱۴، کا بیان ہے کہ ۹ھ/ ۶۳۰ء میں ان کا بیس افراد پر مشتمل وفد پہنچا تھا جبکہ طبری، سوم، ص ۷-۱۳۶، کا خیال ہے کہ ۱۰ھ/ ۶۳۱ء میں وہ وفد آیا تھا۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ حضرت جارود دوبارہ وفود لے کر پہنچے ہوں۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶-۶۳۵؛ کتاب المعارف، ص ۳۳۹-۴۰

(۷۹۹) ایضاً۔ نیز ملاحظہ ہو: مجموعۃ الوثائق، ص ۹-۶۸

(۸۰۰) ایضاً۔ نیز ملاحظہ کیجئے: جمہرہ، ص ۸۰-۲۷۹؛ اصابہ ۱۰۴۲، ۲۰۱، ۸۲۱۸ اور ۳۳۰۹؛ طبری، سوم، ص ۳۰۲ وغیرہ۔

(۸۰۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۶۴-۶۲

(۸۰۲) محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۱

(۸۰۳) ابن اسحاق، ص ۹۲-۹۱، (ابن ہشام کا تبصرہ و اضافہ) نیز ملاحظہ ہو: ص ۷۷-۶۷۶؛ بخاری، وفد بنی حنیفہ، حدیث ثمامہ بن اثال۔

(۸۰۴) نجد کے علاقے میں انھیں دو زمانوں میں ہماری معلومات کے مطابق مہمیں بھیجی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ اول-۱۔

(۸۰۵) ابن سعد، اول، ص ۲۶۲، نے ان کو یمامہ کے بادشاہ کہا ہے۔

(۸۰۶) فتوح البلدان، ص ۹؛ طبری، دوم، ص ۴۵-۶۴۴؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۸؛ کتاب المحبر، ص ۷۷۔

(۸۰۷) طبری، سوم، ص ۱۳۷۔

(۸۰۸) ابن اسحاق، ص ۶۳۶؛ ابن سعد، اول، ص ۱۷-۳۱۶؛ کتاب المحبر، ص ۷، اور فتوح البلدان، ص ۹؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۸-۱۲۷۔

(۸۰۹) مغربی مورخین نے مسیلمہ کذاب کے مذہبی خلوص اور عقیدہ میں تجربات پر بہت کچھ لکھا ہے اور اس کو ایک سچا متلاشیِ حق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے اثرات کو ثابت کرنے کا فرض انجام دیا ہے۔ اگرچہ مسیلمہ کذاب پر بحث سرِدست ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتی لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہرحال ایک علمی اور سنجیدہ بحث کے معیار سے کہیں فروتر ہے۔ ملاحظہ کیجئے ڈی، ایس، مارگولیتھ کا مضمون "مسلم اور حنیف کے ناموں کا ماخذ اور اہمیت پر" جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن ۱۹۰۳ء؛ جے، لیل (J. LYALL) کے مضامین مسلم اور حنیف پر۔ مذکورہ بالا۔ ایف، بہل (F. BUHL) کا مضمون "مسیلمہ پر" انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۷-۱۳۴۔

(۸۱۰) جمہرہ، ص ۲۹۲

(۸۱۱) جمہرہ، ص ۲۹۳؛ اصابہ ۴۲۸۲

(۸۱۲) جمہرہ، ص ۹۲-۲۹۱

(۸۱۳) ایضاً، ص ۹۳-۲۹۱؛ اصابہ ۹۶۱۔

(۸۱۴) طبری، سوم، ص ۱۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۱۷۵۔

(۸۱۵) فتوح البلدان، ص ۸۷؛ جمہرہ، ص ۳۲۳، ص ۳۳۳، ص ۳۵۰، ص ۳۵۸ اور ص ۳۶۲۔

(۸۱۶) ابن سعد، اول، ص ۲۶۲؛ کتاب المحبر، ص ۷۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۸؛ جمہرہ، ص ۳۶۲۔

(۸۱۷) مذکورہ بالا؛ نیز مجموعۃ الوثائق، ص ۷۱-۶۹۔

(۸۱۸) فتوح البلدان، ص ۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۱، جن کا خیال ہے کہ عمان کے ان دونوں حکمرانوں نے خود سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات قائم کرنے کے لیے سلسلہ جنبانی کی تھی۔

(۸۱۹) فتوح البلدان، ص ۸۸-۸۷

(۸۲۰) جمہرہ، ص ۴۱۲

(۸۲۱) فتوح البلدان، ص ۸۸۔

(۸۲۲) ابن سعد، اول، ص ۶-۳۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۱۔

(۸۲۳) فتوح البلدان، ص ۸۸؛ طبری، سوم، ص ۱۸-۳۱۳۔

(۸۲۴) جمہرہ، ص ۱۹۶ وغیرہ

(۸۲۵) جمہرہ، ص ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۳ اور ۲۲۱۔

(۸۲۶) ابن سعد، سوم، ص ۱۶۴-۶۷ - (۸۲۷) ابن سعد، سوم، ص ۱۹۰

(۸۲۸) ابن سعد، چہارم، ص ۱۹۷

(۸۲۹) جمہرہ، ص ۱۹۹-۲۰۰ ؛ اصابہ ۹۰۰۷، ۹۰۰۸، ۱۵۰۱، ۴۰۷۶ (نیز اسد، سوم، ص ۲۷-۲۸)، ۴۰۸۶، ۱۸۵۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو: طبری، سوم، ص ۲۶۸-۹ -

(۸۳۰) واقدی، ص ۸۰۳-۴ - ملاحظہ کیجیے ابن اسحاق، ص ۶۲۸ ؛ طبری، سوم، ص ۶۵، جن کا خیال ہے کہ اس مہم میں تمیم کا ایک بڑا دستہ شریک تھا۔

(۸۳۱) ابن اسحاق، ص ۵۹۳-۹۵ ؛ واقدی، ص ۹۱۹-۲۰ -

(۸۳۲) واقدی، ص ۹۴۶ (۸۳۳) ابن اسحاق، ص ۶۸۶

(۸۳۴) ابن سعد، اول، ص ۲۹۴-۵ ؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۶۲۸-۳۱ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۳-۳۷ -

(۸۳۵) ابن اسحاق، ص ۶۳۱ (۸۳۶) واقدی، ص ۹۷۹-۸۰

(۸۳۷) طبری، سوم، ص ۱۱۵-۲۰ ؛ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۸، جن کو ان کے اسلام سے انکار ہے صرف اس بنا پر کہ حضرت مالک بن نویرہ بھی اس میں شامل تھے۔ ان کا بیان عجیب و غریب تاویلات اور دُوراز کار دلائل کا مجموعہ ہے۔

(۸۳۸) ابن ہشام، دوم، ص ۱۹۷-۸ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰ ؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳ ؛ اسد، دوم، ص ۲۷-۸، ۱۹۴-۵، ۳۶۹-۷۰ ؛ چہارم ص ۲۱۹-۲۱ اور ص ۲۹۵ -

(۸۳۹) جمہرہ، ص ۱۹۷-۹، ۲۰۰-۲۰ ؛ اصابہ ۶۹۰، ۳۴۷۸، ۹۱۲۴، ۱۸۹۳، ۱۷۳۲، ۷۲۱۹، ۷۱۵۸، ۵۳۳۴، ۹۰۰۷-۸، ۱۵۰۱، ۴۰۷۶، ۴۰۸۶، ۱۸۵۹، ۱۱۴۹، ۱۶۱، ۵۶۳۷، ۱۵۷۷، نساء ۳۴، ۵۵، ۶۱۲۸، ۵۵۶۶، ۱۰۱۷، ۸۳۰، ۹۳۵۸، ۷۱۹۴، ۳۴۱۳، ۸۴۸۵ -

(۸۴۰) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۹-۴۰ - (۸۴۱) اسد، دوم، ص ۱۹۴-۵

(۸۴۲) جمہرہ، ص ۲۸۰-۳۰۸ ؛ نیز واقدی، ص ۷۶۰، ۱۰۲۲ -

(۸۴۳) جمہرہ، ص ۲۸۵-۶ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۵ ؛ اصابہ ۴۳۸۱ ؛ نیز ملاحظہ کیجیے ابن ہشام، ص ۵۹۰ ؛ ابن سعد، اول، ص ۲۶۴-۵ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ ؛ فتوح البلدان، ص ۸۰-۸۳ ؛ طبری، سوم، ص ۱۲۱ ؛ بخاری، باب وجوب الزکاۃ ؛ اسد، چہارم، ص ۲۷۶-۸ -

(۸۴۴) واقدی، ص ۴۴، ۱۹۸، ۵۵۴ ؛ جمہرہ، ص ۲۹۵ ؛ اصابہ ۲۲۵ - موخرالذکر دونوں مآخذ وہ اور عزی

مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۸۴۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۲۳-۱۲۲؛ جمہرہ، ص ۲۹۷؛ اصابہ ۱۷۰۹۔

(۸۴۶) ابن سعد، اول، ص ۳۱۵ (۸۴۷) ایضاً، ص ۱۷-۳۱۶

(۸۴۸) طبری، سوم، ص ۳۱۰؛ نیز ملاحظہ ہو: جمہرہ، ص ۳۰۸-۲۹۰۔

(۸۴۹) جمہرہ، ص ۹۹-۲۹۸؛ اصابہ ۷۰۴ اور ۲۲۲۱، سدوس/شیبان کے دو مسلمانوں بشیر بن معبد اور خالد بن معمّر کے لیے۔

(۸۵۰) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۴۱، کا نظریہ ہے کہ عیسائی طبقات نے عہد نبوی میں اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

باب سوم

(۱) ملاحظہ ہو باب اوّل۔

(۲) ابنِ اسحاق، ص ۲۳۲؛ باب اوّل ——— بحث بر دستورِ مدینہ۔

(۳) مہماتِ نبوی پر بحث کے لیے ملاحظہ ہو باب اول۔

(۴) ملاحظہ ہو ضمیمہ اوّل ۔ ۱۔

(۵) ایضاً ۔ ابن سعد، سوم، ص ۴۵ اور انساب الاشراف، اول، ص ۷۳-۴۷۲ کی ایک روایت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو نو مہموں میں کم از کم امیر مقرر فرمایا تھا (یُؤَمِّرُہٗ) مگر بعض دوسرے مآخذ کا بیان ہے کہ انھوں نے کم از کم تیرہ مہموں میں قیادت کی تھی۔ ملاحظہ ہو اسد الغابہ، دوم، ص ۲۷-۲۲۴ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کی اتنی کثیر تقرریوں کے پیچھے دوسرے اسباب وعوامل کے علاوہ سیاسی اسباب بھی کافی کارفرما تھے۔ صحابی موصوف کی فوجی صلاحیتوں اور قائدانہ لیاقتوں سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ انھوں نے اپنی تمام مہموں میں سوائے غزوہ موتہ کے کامیابی حاصل کی تھی اور اسلامی ریاست کو بے انتہا فوائد پہنچاتے تھے۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کو مقرر کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عربوں پر عام طور سے اور مسلمانوں پر خاص طور پر یہ تاثر قائم کرنا چاہتے تھے کہ اسلامی سیاسیات ونظم ونسق میں مناصب اور عہدوں کی اصل بنیاد صلاحیت ولیاقت ہے نہ کہ اعلیٰ خاندان میں پیدائش کا اتفاقی حادثہ یا حسب ونسب پر مبنی سماجی مرتبہ۔ عرب دوسرے اقوام عہد وسطیٰ کی مانند سماجی اونچ نیچ اور خاندانی وقبائلی شرافت ونجابت کے قائل تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کو ایک موالی کی قیادت میں لڑنا ناگوار ہوتا تھا۔ اس کا اظہار حضرت اسامہ بن زید کی تقرری کے ضمن میں ہوتا ہے۔ حیات طیبہ کے اواخر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیرِ لشکر مقرر کیا اور ان کی ماتحتی میں تمام بڑے بڑے صحابہ دے دئے گئے تو بعض نجیب وشریف واعلیٰ خاندان کے عربوں نے ایک موالی زادہ کے اس منصب جلیل پر تقرر پہ اعتراض کیا۔ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنی شدید بیماری اور نقاہت کے باوجود خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "مجھے معلوم ہے کہ تم کو اسامہ کے مقرر کیے جانے پر اعتراض ہے اور اس سے قبل تم نے ان کے والد زید کی تقرری پر بھی اعتراضات کئے تھے لیکن خدا کی قسم دونوں امارہ (منصب امیر) کے پورے اہل تھے۔" بہر حال بعد میں معترضین کو ندامت ہوئی اور لشکرِ اسامہ کو عہد صدیقی میں روانہ کیا گیا۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۹-۱۱۱۸ اور آئندہ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۷۴۔

(۶) ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۴۶-۴۵ اور اسد الغابہ، دوم، ص ۲۲۴-۲۲۷۔

(۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول-۱۔ (۸) ایضاً

(۹) بنو امیہ کے اسلام اور اسلامی ریاست کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بہت اہم غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ملاحظہ ہو اس بحث کے لیے میرے مضامین بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان رقابت اور ازدواجی تعلقات پر، برہان دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء اور مئی — اگست ۱۹۸۰ء۔

(۱۰) ازرقی، کتاب اخبار مکہ، مرتبہ فرڈیننڈ وستنفلڈ، بیروت ۱۹۶۴ء، ص ۶۶-۶۴؛ نیز میرا مضمون، برہان دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء۔

(۱۱) مکی اشرافیہ کے مناصب کے لیے ملاحظہ ہو: ابن عبدربہ، العقد الفرید، قاہرہ ایڈیشن، سوم، ص ۳۱۵؛ فاکہی، کتاب المنتقیٰ فی اخبار ام القریٰ، بیروت ۱۹۶۴ء، دوم ص ۱۴۳۔ نیز ملاحظہ ہو: گرونی بام، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۳۰؛ شبلی نعمانی، اول، ص ۱۵۶-۱۵۷؛ خاکسار کا مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۲) قبہ کے منصب میں شہسوار دستوں کی سالاری کے علاوہ مکی فوج کے لیے فرودگاہ وغیرہ کے انتظامات کی ذمہ داری بھی شامل تھی۔ ملاحظہ ہو العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۵؛ شبلی نعمانی، اول، ۱۵۶-۱۵۷۔

(۱۳) اسلام کے اس عظیم سالار پر کئی عالمانہ کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں محمود شیت خطاب کی تازہ تصنیف خالد بن ولید المخزومی اور قادۃ فتح العراق والشام جدید تحقیقات سے بھرپور ہیں۔

(۱۴) ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۲۱۲-۱۶۹؛ اسد، سوم، ص ۲۲-۲۰۲؛ بخاری اور مسلم، فضائل اصحاب النبی۔

(۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۳۷۵-۲۶۵؛ اسد، چہارم، ص ۲۷-۵۲؛ بخاری و مسلم، ایضاً۔

(۱۶) ابن سعد، سوم، ص ۱۵-۴۰۹؛ اسد، پنجم، ص ۲۴۹؛ بخاری اور مسلم، ایضاً۔

(۱۷) ملاحظہ ہو: جمہرہ انساب العرب، ص ۲۶-۳۱۲ اور ۴۷-۳۲۶ بالترتیب اوس اور خزرج کے لیے۔

(۱۸) حوالوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول-۱۔

(۱۹) ایضاً (۲۰) ایضاً (۲۱) ایضاً (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً

(۲۴) ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۴۰۹، ۴۲۲، ۴۳۸؛ طبری، سوم، ص ۶۵-۱۶۱۔

(۲۵) ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم، ص ۹۳-۳۹۲؛ اسد، سوم، ص ۴۴-۱۴۲۔

(۲۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول -۱-

(۲۷) ایضاً (۲۸) ایضاً (۲۹) ایضاً (۳۰) ایضاً

(۳۱) ایضاً (۳۲) ایضاً (۳۳) ایضاً (۳۴) ایضاً (۳۵) ایضاً

(۳۶) حضرت خالد بن ولید مخزومی کے فوجی کارناموں کے لیے ملاحظہ کیجئے محمود شیت خطاب کی مذکورہ بالا دونوں کتابیں۔

(۳۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول -۱-

(۳۸) ایضاً (۳۹) ایضاً (۴۰) ایضاً (۴۱) ایضاً

(۴۲) ایضاً (۴۳) ایضاً (۴۴) ایضاً (۴۵) ایضاً

(۴۶) ایضاً (۴۷) ایضاً (۴۸) ایضاً

(۴۹) ملاحظہ ہو ابنِ اسحاق، ص ۵۰۷؛ نیز باب دوم بحث بر اسلامِ قریش و قبائلِ عرب بعد صلح حدیبیہ۔

(۵۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۲، ۶۱-۲۵۴

(۵۱) ان میں خالد بن ولید مخزومی، عمرو بن عاص، ابوسفیان بن حرب وغیرہ شامل تھے۔

(۵۲) سید ابوالاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۱۰۹ وغیرہ۔

(۵۳) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۵۳۰۔

(۵۴) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے: شمالی اور جنوبی قبائل میں اسلام کی اشاعت باب دوم میں۔

(۵۵) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول -۱-

(۵۶) مہماتِ نخلہ، قطن، سفیان ہذلی کے خلاف حضرت عبداللہ بن انیس کے سریہ، دومۃ الجندل کے سریہ عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر کے سریہ تربہ، غزوہ موتہ، حضرت ابوقتادہ اور حضرت قطبہ کے سرایا، سریہ خالد بن ولید طرف دومۃ الجندل، حضرت علی کے سریہ یمن اور حضرت اسامہ کے سریہ کے دوران ہدایات و احکامِ نبوی کے لیے ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۳، ۳۴۱، ۴۳۱-۳۲، ۵۶۱، ۷۲۲، ۷۵۷-۸۰، ۷۸۷، ۹۸۱، ۱۰۲۶، ۱۰۲۹ اور ۱۱۱۷-۱۸۔

آپ اپنے تمام سالاروں کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ وہ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں، اپنے ساتھی و ماتحت مجاہدین کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کریں، صرف ان لوگوں کے خلاف لڑیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ جنگ کا آغاز ہمیشہ خدا کے نام سے کریں اور جنگ سے پہلے دشمن کو اسلام کی

دعوت دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو وہ بھی جنگ سے ہاتھ روک لیں اور ان نومسلموں کو مدینہ ہجرت کرنے کی تاکید کریں۔ اگر وہ اسے بھی قبول کرلیں تو ان کو مہاجرین کے حقوق سے مطلع کریں، اور اگر وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر جانے سے انکار کریں تو ان کو امت اسلامی میں اعراب (بدوؤں) کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کریں اور ان کو بتائیں کہ اس صورت میں وہ فے اور غنیمت میں کسی حصہ کے حقدار نہیں ہوں گے سوائے ان مہموں کے جن میں کہ وہ شرکت کریں۔ لیکن اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو ان کو جزیہ ادا کرنے کا حکم دیں۔ اور اگر وہ جزیہ بھی ادا کرنے سے انکار کریں تب ان سے جنگ کریں۔

سالاروں کو یہ بھی ہدایت دی جاتی تھی کہ محاصرہ کی صورت میں دشمنوں سے وہ حکم خداوندی پر ہتھیار ڈالنے کو نہ کہیں بلکہ اپنے حکم پر ان سے گفتگو کریں کیونکہ وہ حکمِ خداوندی کو خود بھی نہیں جانتے کہ وہ کیا ہوگا۔ غالباً یہ ہدایت نبوی اس مقصد سے دی گئی تھی کہ اگر کسی مخصوص معاملہ میں مسلمانوں کے فیصلے سے فیصلۂ خداوندی مختلف ہو تو معاہدہ کی شرائط میں اسی کے مطابق تبدیلی کی جاسکے۔ اسی طرح اگر کسی شہر یا قلعہ کے لوگ ذمہ (عہد) طلب کریں تو سالاروں کو حکم تھا کہ وُہ اپنا ذمہ دیں نہ کہ اللہ یا اس کے رسول کا ذمہ دیں۔ جنگ میں پہل کرنے سے بھی سالاروں کو روکا گیا تھا۔ اور حکم دیا گیا تھا کہ دشمن کو صلح، گفتگو اور ترغیب و ترہیب ہر طریقے سے جنگ کرنے سے روکیں اور صلح کرنے پر آمادہ کریں۔

ان کے علاوہ کچھ ہدایات اخلاقی نوعیت کی تھیں جن میں احترامِ انسانیت کو ملحوظ رکھا گیا تھا مثلاً عورتوں، بچوں، بُوڑھوں اور کمزوروں کو قتل نہ کریں۔ بلا وجہ دشمن کو نقصان نہ پہنچائیں اور نہ ان کا مثلہ کریں یا ان کے ناک کان کاٹیں۔ کھجور کے درختوں کو خاص کر اور عام سایہ دار درختوں کو عام طور سے نہ کاٹیں۔ گھروں کو مسمار نہ کریں شکست خوردہ دشمنوں یا ان کے گھروں اور علاقوں کو آگ نہ لگائیں۔ سالاروں اور ان کے ماتحت مجاہدین کو حکم تھا کہ وہ اموالِ غنیمت میں کسی طرح کی خیانت نہ کریں۔

کچھ عمومی ہدایات فوجی نوعیت کی بھی دی جاتی تھیں۔ مثلاً راتوں کو سفر کریں اور دن کے وقت چھُپ جائیں۔ راہ بروں کی خدمات ضرور حاصل کریں۔ تیز رفتاری سے اور کوچ در کوچ روانہ ہوں، دشمن کے سر پر اچانک جا پہنچیں (تاکہ وہ مرعوب ہو کر ہتھیار ڈال دے اور اس طرح مسلمان خُوں ریزی سے بچ جائیں)، گشتی دستوں (طلائع) اور جاسوسوں (عیون) کی خدمات حاصل کریں۔ دشمن کی حربی تیاریوں کے بارے میں ممکنہ حد تک مکمل معلومات حاصل کریں۔ اپنی مہموں کے متعلقہ علاقوں کی جغرافیائی معلومات سے پُوری طرح لیس رہیں۔ دشمن سے محفوظ فاصلے پر خیمہ زن ہوں۔ دشمن کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور اس کی ناکہ بندی کر لیں۔ صبح کے وقت حملہ کریں اور کامیاب مہم کے بعد میدانِ جنگ یا دشمنوں کے علاقے کو جلد سے جلد چھوڑ دیں۔

ان ہدایاتِ نبوی کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۸۶-۷، ۶۷۲ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم،

ص ۱۰، ۳۲، ۵۱، ۸۹، ۱۲۸، ۲-۱۳۱، ۱۶۹ اور ۱۹۰؛ طبری، دوم، ص ۴۱۰، ۴۶۲؛ سوم، ص ۲۲، ۳۷-۳۶، ۲-۱۳۱ اور ۵-۱۸۴۔

(۵۷) ملاحظہ ہو باب اول، بحث بر سریہ نخلہ؛ نیز دیکھیے خادم کا مضمون "عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد، بحث بر سریہ نخلہ۔

(۵۸) واقدی، ص ۶۴، ۷؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۳۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۹؛ طبری، سوم، ص ۴۰۔

(۵۹) واقدی، ص ۸۱-۸۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹-۱۴۸؛ طبری، سوم، ص ۶۷۔

(۶۰) ابن خلدون، المقدمۃ، مطبعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ غیر مورخہ، فصل ۳۷، ص ۷۳-۲۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۸۸ اور ۲۳۰ وغیرہ برائے اصطلاح تعبیہ؛ محمود شیت خطاب، محمد القائد، ص ۹-۷۸، برائے بحث بر طریق جنگ الکرّ والفر اور تعبیہ۔

(۶۱) ملاحظہ ہو ریوبن لیوی، دی سوشل اسٹرکچر آف اسلام (THE SOCIAL STRUCTURE OF ISLAM) کیمبرج ۱۹۶۲ء، ص ۴۲۸، جن کا خیال ہے کہ "خمیس نظام عہد نبوی میں ابتدا ہی سے یعنی جنگِ بدر سے موجود تھا اور اس کی مثالیں بدر اور موتہ میں ملتی ہیں۔ اس نظام جنگ کی بدولت ہی کہا جاتا ہے کہ آپ کو اپنی مہم میں کامیابی ملی تھی کیونکہ ابھی تک آپ کے دشمن حملہ کا غیر منظم طریقہ اپنائے ہوئے تھے"۔ جہاں تک شواہد کا تعلق ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خمیس نظام غیر مسلم عربوں میں بھی موجود تھا۔ اور عہد نبوی سے قبل عہد جاہلیت کی جنگوں میں ہم کو اس کے متعدد حوالے ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر طبری کا بیان ہے کہ ایرانیوں کے خلاف عربوں نے جو جنگ ذی قار کے مقام پر لڑی تھی اس میں خمیس نظام عرب فوج میں موجود تھا۔ ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۱۰-۲۰۹۔

(۶۲) ابن خلدون، ص ۲۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو لیوی، مذکورہ بالا، ص ۴۲۷، جنھوں نے ابن خلدون کے متعلقہ اقتباس کا ترجمہ یوں کیا ہے: "قلب امیر سریہ/غزوہ کا مقام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے خدام اور سپاہی ہوتے ہیں اور دونوں پہلو میں دو بازو ہوتے ہیں جن کے اپنے سالار ہوتے ہیں وہ امیر کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان سے الگ اور قلب سے کچھ دوری پر مقدمہ ہوتا ہے جو اپنے سالار کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ اس کے پاس اپنا پرچم بھی ہوتا ہے۔ ساقہ عقب پر نظر رکھتا ہے اور اسباب اور سامان رسد، ہتھیاروں اور بھاری محاصرہ کے مشینوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔" لیوی کا یہ بھی خیال ہے کہ "یہ فوجی نظام یا طریقہ ہر حال میں اختیار کیا جاتا ہے چاہے اسلامی فوج پیش قدمی کر رہی ہو یا پریڈ کر رہی ہو یا جنگ میں ہو اور اسی کو تعبیہ کہتے ہیں۔"

(۶۳) ابن خلدون، ص ۲۷۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے قرآن کریم، سورہ انفال، آیت ۱۵ جس میں لفظ زحف استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ کا لفظی ترجمہ ہے: "اے مومنو! جب تمھارا مقابلہ دشمن سے ہو تو تم ہرگز پیٹھ نہ دکھانا۔"

(۶۴) قرآن حکیم، سورہ التوبہ، آیات ۱۲-۱۱۱۔
(۶۵) ملاحظہ کیجئے محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی)، ص ۵۸۔
(۶۶) واقدی، ص ۵۸، ۷۱-۷۰ وغیرہ۔
(۶۷) ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۳۰۰-۲۹۹؛ واقدی، ص ۶-۵۵ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵؛ طبری، دوم، ص ۱۴۴، ۹-۶۴۴۔
(۶۸) واقدی، ص ۵۸۔ لشکر نبوی میں مختلف بازوؤں کی موجودگی ہی میں ان کے سالاروں کی تقرری بھی مضمر ہے۔
(۶۹) ایضاً۔ اس روایت کے مطابق مکی فوج میں شہسوار دستوں کا افسر حارث بن ہشام مخزومی تھا جبکہ میمنہ اور میسرہ بالترتیب ہبیرہ بن وہب مخزومی اور زمعہ بن اسود اسدی کی کمان میں تھے۔ اس روایت کی صحت کی تصدیق اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ یہ روایت مغیرہ بن عبد الرحمٰن مخزومی کی سند پر بیان ہوئی ہے جس کے پردادا حارث بن ہشام تھے۔ یہ واضح رہے کہ حارث بن ہشام ابوجہل مخزومی کا حقیقی بھائی تھا اور خود اس جنگ میں موجود و شریک تھا۔ بعدہٗ وہ ایک اچھے مسلمان بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ باقی دونوں مکی سالار قریش کے دو سربرآوردہ خاندانوں کے افراد ہونے کے علاوہ بجائے خود سردارانِ قریش اور "عظیم دھرتی کے لال تھے" (اَفلاذُ کبدِہا) ان کے لیے ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳۲، ۳۴، ۴۲، ۴۶، ۹-۵۸، ۱۴۴ اور ۹۴، ۲۰۱، ۲۰۳ وغیرہ بالترتیب؛ طبری، دوم، ص ۴۳۴ وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک تیسری روایت بھی ہے جس کے مطابق ان دونوں بازوؤں کے سالاروں کے نام تھے حارث بن عامر اور عمرو بن عبد بالترتیب۔ یہ دونوں بھی مکی خاندانوں کے ممتاز افراد تھے۔ لیکن اس روایت کو خود مآخذ نے ضعیف و مردود قرار دیا ہے۔ سالاروں کے ناموں پر اختلاف کے باوجود یہ یقینی امر ہے کہ مکی فوج میں خمیس نظام موجود تھا اور ان دونوں بازوؤں کے دوسرے بازوؤں کے علاوہ سالار بھی تھے۔
(۷۰) واقدی، ص ۷۱
(۷۱) واقدی، ص ۲۲۰، ۲۲۵، ۳۰-۲۲۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۴۰-۳۹۔
(۷۲) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۱۹۔
(۷۳) طبری، دوم، ص ۵۰۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ اسد، دوم، ص ۵۰-۴۶
(۷۴) واقدی، ص ۲۱، ۲۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۹-۳۸ وغیرہ؛ طبری، دوم، ص ۵۷۰ وغیرہ۔
(۷۵) واقدی، ص ۴۹۹؛ طبری، دوم، ص ۵۸۲۔
(۷۶) واقدی، ص ۶۴۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۱۰۶
(۷۷) واقدی، ص ۷۳۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱۔

(۷۸) اسد، چہارم، ص ۳۰۶ -

(۷۹) واقدی، ص ۶۴۴، نے اس موقعہ پر چار بازوؤں مقدمہ، ساقہ اور میمنہ اور میسرہ کا ذکر کیا ہے۔

(۸۰) واقدی، ص ۸۰۱، ۸۱۵، ۲۵-۸۱۹ -

(۸۱) واقدی، ص ۸، ۸۹۷، ۹۱۲ اور ۹۲۳ -

(۸۲) ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۹۹۶، جن کے یہاں اسلامی فوج کے کوچ کرنے کا بیان بڑا دلچسپ اور اہم ہے۔ تیس ہزار سپاہ پر مشتمل عظیم اسلامی فوج اپنے اقدام کے سفر پر شام کے وقت روانہ ہوتی تھی اور رات بھر اس کے مختلف دستے کوچ کرتے رہتے یہاں تک کہ اس کا آخری دستہ صبح سویرے روانہ ہوتا تھا اور جب اصل فوج کا آخری سپاہی تک روانہ ہو چکتا تھا تو ساقہ اپنا کوچ شروع کرتا تھا جو اسلامی خیمہ گاہ میں دوسرے دن ہی پہنچ پاتا تھا۔

(۸۳) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲ -

(۸۴) ایضاً (۸۵) ایضاً (۸۶) ایضاً (۸۷) ایضاً (۸۸) ایضاً

(۸۹) ایضاً (۹۰) ایضاً (۹۱) ایضاً (۹۲) ایضاً

(۹۳) ۵ھ/۶۲۶ء میں بنو قریظہ کی طاقت کی شکست ہونے تک اسلامی امت کو یہودیوں کی جانب سے ایک خطرۂ مسلسل لاحق تھا غزوۂ احزاب کے دوران اس خطرہ کی شدت میں بے انتہا اضافہ ہو گیا تھا، کیونکہ یہودیوں نے ایک انتہائی نازک موقعہ پر اسلامی ریاست کے استیصال کی سازش کی تھی۔

(۹۴) اسد، دوم، ص ۰، - ۲۹۶ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲ -

(۹۵) واقدی، ص ۴۶۰، ۵۴۷، ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷، ۸۰ وغیرہ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲ -

(۹۶) واقدی، ص ۵۴۷، ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۰ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲ -

(۹۷) ملاحظہ ہو ریوبن لیوی، مذکورہ بالا، ص ۴۳۶ - انھوں نے شہنشاہ لیو چہارم کا وُہ بیان نقل کیا ہے جو TACTICA (میگنے، پٹرولوجیا گریشیا لے ٹینا (MIGNE, PATROLOGIA GRACEA-LATINA) جلد ۱۰۷ میں بیان ہوا ہے۔ اس کے مطابق عرب" ہمیشہ شب خوُن کے خدشہ کی پیش بندی کرتے تھے خاص کر غیر ملکی یا اجنبی علاقوں میں۔ وہ اس کے بھرپور انتظامات کرتے تھے۔ شب بیدار محافظ رات بھر پہرہ دیتے تھے یا خیمہ گاہ کی اس طور پشتوں اور خندقوں سے حفاظت کی جاتی تھی کہ اس پر اچانک چھاپہ مار کر قبضہ نہ کیا جا سکے۔"

(۹۸) ملاحظہ ہو ضمیمہ اوّل - ۲ -

(۹۹) ایضاً (۱۰۰) ایضاً (۱۰۱) ایضاً (۱۰۲) ایضاً (۱۰۳) ایضاً

(۱۰۴) ایضاً ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۶۴-۴۶۳ -

(۱۰۵) واقدی، ص ۳۷۱، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کر لیا تو پہلی شب محاصرہ

میں آپ اپنے دولتکدہ پر واپس آ گئے اور حضرت علی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علی کی بجائے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا جانشین بنایا تھا۔

(۱۰۶) واقدی، ص ۶۴۵۔

(۱۰۷) واقدی، ص ۲۱ کا بیان ہے کہ لشکر اسلامی کا پہلا معائنہ اَلبُقعَہ نامی مقام پر ہوا تھا جو مدینہ کے بالکل نواح میں تھا۔ یہ عرض ۱۲ رمضان سنہ ۲ھ / ۱۰ مارچ سنہ ۶۲۴ء کو ہوا تھا۔ اس عرض کے بعد ان نوجوانوں کو مسترد کر دیا گیا تھا جو فوجی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ ان میں شامل تھے حضرات عبداللہ بن عمر، رافع بن خدیج، اسامہ بن زید، البراء بن عازب، اسید بن زہیر، زید بن ارقم اور زید بن ثابت۔ جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کے خورد سال بھائی حضرت عُمَیر زہری کو ان کی تیر اندازی میں مہارت اور فوجی عمر کو پہنچ جانے کی بنا پر اجازت دے دی گئی تھی۔

(۱۰۸) واقدی، ص ۲۶۔

(۱۰۹) ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے طبری، دوم، ص ۵۰۵۔

(۱۱۰) واقدی، ص ۲۱۶۔ اس موقعہ پر جن نوجوانوں کو مسترد کیا گیا تھا ان کے نام تھے، حضرات عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، اسامہ بن زید، نعمان بن بشیر، زید بن ارقم، البراء بن عازب، اسید بن زہیر، عرابہ بن اوس اور ابوسعید خدری۔ یہ سب مشہور صحابۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنھوں نے بعد کے زمانے میں اسلام کے لیے عظیم کارنامے انجام دیے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۳۹؛ طبری، دوم، ص ۶-۵۰۵۔

(۱۱۱) واقدی، ص ۴۵۳۔

(۱۱۲) واقدی، ص ۶۸۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۰۷۔

(۱۱۳) نیز ملاحظہ کیجئے اسد، دوم، ص ۲۲-۲۲۱، جس کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت فرائض (ترکہ کے حصوں یا مال غنیمت کے حصوں سے متعلق فن) کے ایک بڑے ماہر تھے۔ درحقیقت وہ ریاضی اور علم ہندسہ سے متعلق تمام مروجہ علوم کے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۱۴) واقدی، ص ۲۶ (۱۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۵۱۷

(۱۱۶) ابن اسحاق، ص ۲۹۲ (۱۱۷) طبری، دوم، ص ۴۴۴

(۱۱۸) طبری، دوم، ص ۵۰۸ (۱۱۹) ایضاً

(۱۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۳ (۱۲۱) اسد، سوم، ص ۵-۲۰۳

(۱۲۲) واقدی، ص ۲۶، ۹۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ طبری، دوم، ص ۴۴۴ وغیرہ۔ (۱۲۳) ایضاً

(۱۲۴) واقدی، ص ۱۰۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۹۰ کے مطابق مسلمانوں کو تیس گھوڑے ملے تھے۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۴۱۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۴۴۔

(۱۲۶) واقدی، ص ۲۱۵ وغیرہ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۲۱۹ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۴۰ ؛ طبری، دوم، ص ۵۰۷ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، تاریخ، اول، ص ۷۶۲ ؛ اسد، سوم، ص ۱۳۱-۱۳۰ ؛ بخاری، فضل الجہاد۔

(۱۲۸) ابن سعد، دوم، ص ۶۳۔ (۱۲۹) واقدی، ص ۴۰۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷۔

(۱۳۰) ابن سعد، دوم، ص ۷۹۔ (۱۳۱) ابن سعد، دوم، ص ۸۱۔

(۱۳۲) واقدی، ص ۵۷۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۳۳) ابن سعد، دوم، ص ۱۰۷، کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں مسلم فوج میں دو سو شہسوار تھے۔

(۱۳۴) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰، کے مطابق اس موقعہ پر شہسواروں کی تعداد صرف سو تھی۔

(۱۳۵) واقدی، ص ۸۰۹ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۵۔ عام خیال یہ ہے کہ فتح مکہ میں مسلم فوج میں شہسوار دستے صرف بنو سلیم کے تھے جن کی تعداد نو سو تھی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ دوسرے مسلم طبقات نے بھی شہسوار دستے فراہم کیے تھے۔ ذیل میں ایک مختصر سی فہرست دی جا رہی ہے جو تمام مسلم طبقات کے شہسواروں کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔

(۱)	انصار (اوس و خزرج) کے متعدد بطون	۵۰۰ شہسوار
(۲)	مہاجرین (قریش)	۳۰۰ 〃
(۳)	مُزینہ	۱۰۰ 〃
(۴)	جُہینہ	۵۰ 〃
(۵)	اسلم	۳۰۰ 〃
(۶)	بنو سلیم	۹۰۰ 〃
	میزان	۲۱۵۰ 〃

ماخذ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہرست شہسواران اسلامی مکمل نہیں ہے۔ اس میں بعض مسلم طبقات جیسے خزاعہ اور اسد وغیرہ کے شہسواروں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ اس موقعہ پر شہسواروں کی تعداد ڈھائی ہزار سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ بلکہ امکان یہ ہے کہ وہ اس سے متجاوز رہی ہو۔ شہسواروں کی اس تفصیل کا ذکر عموماً علمبرداروں کے ذیل کے ماخذ میں ملتا ہے اس لیے وہ مورخین اور سیرت نگاروں کی نگاہ سے اوجھل رہ جاتا ہے۔

(۱۳۶) واقدی، ص ۱۰۰۲ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۶۔

(۱۳۷) قرآن کریم، سورہ انفال، آیت ۶۰ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم، الله يعلمهم ..... (اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر

جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے) — ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی۔

(۱۳۸) شہسواروں کے حصۂ مالِ غنیمت پر مختلف روایتوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۵۲۲، ۹۰ - ۶۸۹ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۴، ۱۱۴؛ طبری، سوم، ص ۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳-۱۰۱، جنھوں نے مشہور صحابیِ رسول حضرت مقداد بن عمرو کی سند پر ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ صحابیِ موصوف غزوہ خیبر میں بحیثیت ایک شہسوار کے شریک ہوئے اور ان کو دو حصے ملے: ایک ان کا اپنا اور دوسرا ان کے گھوڑے کا۔ لیکن بعض روایات جن کا تعلق مریسیع اور بنو قریظہ کے غزوات سے ہے یہ بتاتی ہیں کہ شہسواروں کو ان مواقع پر پیادہ سپاہی کے مقابلے میں تین گنا حصہ ملا تھا: ایک ان کی ذات کا اور دو حصے ان کے گھوڑے کے لیے۔ اگرچہ واقدی کا یہ بیان کہ شہسوار کو دو ہی حصے پورے عہدِ نبوی میں ملتے رہے تقریباً تمام مورخین کے نزدیک مسلّم اور واقعی ہے تاہم اس امکان سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو گھوڑے حاصل کرنے کی ترغیب دینے کے لیے تین حصے بھی مرحمت فرمائے ہوں۔

(۱۳۹) واقدی، ۲-۵۹۱۔ وہ تمام افسران حکومت نبوی جن کو قیدیوں اور اسیرانِ جنگ کو بازاروں میں بطور غلام فروخت کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اپنی واپسی پر ہتھیار اور گھوڑے خرید کر لاتے تھے۔ اسی طرح بعض خمس کے افسروں کو بھی اسی مقصد سے عرب اور شام وغیرہ کے بازاروں میں بھیجا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ اول۔ ۷۔

(۱۴۰) مثال کے طور پر حضرت ضحاک بن سفیان کلابی / بنو سلیم فتح مکہ کے غزوہ میں متعدد قبائلی سالاروں میں سے ایک سالار تھے ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۳۶؛ نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ اوّل۔ ۳۔ اس نکتہ پر مفصل بحث ہم عہد نبوی کی فوجی تنظیم میں قبائلی علمبرداروں کے مقام و مرتبہ اور کردار کے مطالعہ میں کریں گے۔

(۱۴۱) اسد الغابہ، سوم، ص ۱۵۵۔

(۱۴۲) واقدی، ص ۶-۹۹۵۔

(۱۴۳) مآخذ اس ضمن میں دو الفاظ یا دو مترادفات لواء اور رایۃ استعمال کرتے ہیں۔ ان دونوں ہی کے معنی جھنڈے اور پرچم کے ہیں اور ان دونوں کو ایک دوسرے کی جگہ بخوبی استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ لغوی اعتبار سے ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اور عموماً مآخذ اسی طرح ان کو درحقیقت استعمال بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض مورخین نے لواء اور رایۃ میں عام و خاص کا فرق بھی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اس نظریہ / خیال کے مطابق عام مہموں میں لواء (جمع الویۃ) دئے جاتے تھے لیکن رایۃ (جمع رایات) کا استعمال پہلی بار واقدی کے مطابق غزوۂ خیبر میں ہوا تھا۔ ہمارے جدید مورخین نے عام طور سے اس بیان کو بلا تنقید و جرح قبول کر لیا ہے۔ واقدی کے اس بیان کے مطابق اس مہم میں تین رایات بنائے گئے تھے جو حضرات علی بن ابی طالب، حباب بن منذر اور سعد بن عبادہ کو دئے گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا پرچم مبارک (رایۃ) سیاہ تھا جو حضرت عائشہ کی چادر (بُرد) سے بنایا گیا تھا۔ اس کو عقاب (شاھین) کہا جاتا تھا جبکہ آپ کا لواء سفید تھا۔ ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۴۹۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ لواء اور رایہ کا یہ فرق بتانے اور یہ بیان دینے کے باوجود کہ رایہ کا پہلا استعمال غزوہ خیبر میں ہوا تھا۔ یہی مورخ دوسرے دو مقامات (ص ۵۶ اور ۲۲۶) پر بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں اپنا رایہ حضرت مصعب بن عمیر عبدری کو عطا فرمایا تھا۔ جبکہ ابن قتیبہ دینوری، کتاب المعارف، ص ۱۵۳، کا بیان یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سیاہ رایہ حضرت علی کو اور سفید لواء حضرت مصعب بن عمیر عبدری کو عطا کیا تھا۔ سرفراز ہونے والے صحابی کے نام میں اختلاف کے باوجود موخر الذکر کے بیان سے یہ البتہ ثابت ہوتا ہے کہ لواء اور رایۃ کا فرق پہلی اہم مہم سے اسلامی عسکری تنظیم میں موجود رہا تھا۔ خود واقدی کا دو مقامات پر بیان بھی مضمراً اسی کی تائید کرتا ہے۔ بہرحال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لواء عام پرچم ہوتا تھا جو سالارانِ سرایا یا قبائلی سرداروں کو دیا جاتا تھا جبکہ رایہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص پرچم ہوتا تھا جو اسلامی ریاست یا مرکزی حکومت کی نمائندگی کرتا تھا۔ اور یہ تفریق ابتداء ہی سے موجود تھی اور پہلی بار اس کا اظہار غزوۂ بدر میں ہوا تھا نہ کہ غزوۂ خیبر میں، جیسا کہ عام طور سے جدید و قدیم مورخین کا خیال معلوم ہوتا ہے۔

(۱۴۴) ازرقی، ص ۷۱-۷۰۔

(۱۴۵) ریوبن لیوی، مذکورہ بالا، ص ۵-۴۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۷۹؛ واقدی، ص ۵۶۔

(۱۴۶) زبیری، ص ۵۴-۲۵۱؛ بلاذری، انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۵-۵۳؛ ازرقی، ص ۷۱-۷۰؛ جمہرہ، ص ۱۱۸؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۷۴، جن کا بیان بڑا دلچسپ ہے۔ روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقعہ پر مکی سالار فوج ابو سفیان بن حرب اموی نے عبد الدار کے علمبرداروں سے طنزاً کہا تھا کہ "اے بنو عبد الدار! بدر کے موقعہ پر تم ہی ہمارے علمبردار تھے۔ تم جانتے ہی ہو کہ اس روز کیا ہوا تھا۔ سپاہی بڑی حد تک اپنے پرچموں سے اپنی قسمت وابستہ کر لیتے ہیں۔ تو یا تم ہمارے پرچم کی پوری جاں نثاری اور ثابت قدمی سے حفاظت کرو یا اس اعزاز سے دستبردار ہو جاؤ تاکہ ہم اس کو کسی اور کے سپرد کر دیں اور تم کو اس زحمت سے بچا لیں۔" انھوں نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد جواب دیا "کیا ہم اپنا پرچم اٹھانے کا اعزاز تمہارے حوالے کر دیں؟ کل جب جنگ کا بازار گرم ہوگا تو تم خود دیکھ لوگے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔" بنو عبد الدار اپنے قول کے پکے نکلے اور انھوں نے اپنے قومی پرچم کی حفاظت میں جانیں نچھاور کر دیں اور اس سلسلہ میں بڑی عدیم المثال مردانگی اور شجاعت بلکہ تہور کا ثبوت دیا۔ زبیری کے بقول اس دن بنو عبد الدار کے نو سرفروشوں نے اپنے قومی پرچم کی حفاظت میں اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۲۱-۲۲۰، ۲۸-۲۲۵، ۸-۳۰۷۔

(۱۴۷) ابن سعد، دوم، ص ۶؛ طبری، دوم، ص ۵۰۲؛ اسد، پنجم، ص ۲۹۶؛ نیز ملاحظہ ہو لیوی، مذکورہ بالا،

ص ۴۳۵۔ موخرالذکر کا یہ بیان صحیح ہے کہ نشان/علم کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علمبرداروں کے ناموں کو نمایاں طور سے بیان کیا جاتا ہے اور اسی طرح انصار کے بعض لوگوں کا غزوۂ بدر میں امتیاز کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعد کے غزوات و سرایا میں بھی علمبرداروں کے ناموں کو خوب نمایاں جگہ دی ہے۔ کسی مہم کو بھیجنے کے لیے ایک فقرہ عقد لواء استعمال کیا جاتا ہے اور علم کا عطا کیا جانا در اصل کمان سے سرفراز کیا جانا تھا۔"

(۱۴۸) واقدی، ص ۹۹۶، کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص رایہ حضرت ابوبکر صدیق کو عطا فرمایا تھا۔

(۱۴۹) ملاحظہ کیجئے: عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی)، حیدر آباد دکن ۱۹۴۳ء، ص ۷۰-۵۳ (باب ہشتم)۔

(۱۵۰) واقدی، ص ۱۵؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۴۲۲، ۴۲۶، جن کا خیال ہے کہ یہ طلیعہ کافی بڑا تھا کیونکہ اس میں متعدد دوسرے صحابی بھی شامل تھے۔

(۱۵۱) واقدی، ص ۱۵؛ طبری، دوم، ص ۴۲۲، ۴۳۶۔

(۱۵۲) طبری، دوم، ص ۴۲۲۔

(۱۵۳) واقدی، ص ۵۲، نے ان کی تعداد تین بتائی ہے اور ان کے نام یسار، اسلم اور ابو رافع بتائے ہیں جو بالترتیب عبید بن سعید بن عاص اموی، منبہ بن حجاج سہمی اور امیہ بن خلف جمحی کے غلام (عُبَیْد) تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکی فوج پانی وغیرہ کی فراہمی جیسی ضروریات کے لیے اپنے غلاموں پر منحصر تھی۔ یہ غلام عموماً جنگجو سپاہی کی حیثیت سے نہیں بھرتی کیے جاتے تھے۔ بعض سپاہی بھی ہوتے تھے مگر اکثر کی حیثیت خدام اور گھریلو کاموں کے ملازموں کی سی ہوتی تھی۔ غالباً اسی غلط فہمی کے سبب بعض غیر ملکی مورخین نے احابیش کو سیاہ غلاموں کی قریشی فوج سمجھ لیا ہے جو قطعی غلط ہے۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۵۴-۱۵۴۔

(۱۵۴) واقدی، ص ۵۳-۵۴؛ نیز ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر مشیرانِ نبوی۔

(۱۵۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۷۸۔

(۱۵۶) واقدی، ص ۳۳۰، کا بیان ہے کہ یہ طلیعہ سفیان بن خالد سہمی کے دو فرزندوں حضرات سلیط اور نعمان پر مشتمل تھا اور ایک بنو عُویر کے گمنام صحابی بھی شامل تھے۔ موخر الذکر صحابی اپنی سُست روی کے سبب پیچھے رہ گئے جبکہ ان کے دونوں ساتھی تیز رفتاری سے مکی فوج کے قریب جا پہنچے۔ مکیوں نے ان دونوں کا پتا لگا لیا اور ان کو فوراً مار ڈالا۔ جب مسلم فوج وہاں پہنچی تو انھوں نے وہاں ان کی لاشیں پائیں اور ان کو دفن کر دیا۔

(۱۵۷) واقدی، ص ۵۳۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۰۔

(۱۵۸) واقدی، ص ۵۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۵۹) واقدی، ص ۱۴۱ - ۱۴۰ -   (۱۶۰) ایضاً، ص ۱۴۴ -

(۱۶۱) واقدی، ص ۹۸ - ۹۷ ؛ نیز ملاحظہ ہو: یعقوبی، تاریخ، دوم، ص ۵۸، جس کے مطابق اس عورت کا نام سارہ تھا اور وہ ابو لہب بن عبد المطلب ہاشمی کی کنیز تھی۔

(۱۶۲) واقدی، ص ۱۰۴۱ -   (۱۶۳) کتاب المحبر، ص ۲۸۶ -

(۱۶۴) واقدی، ص ۱۴۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳؛ طبری، دوم، ص ۴۵۸ - اس خوشخبری پر مدینہ والوں کا رد عمل بڑا دلچسپ تھا - خبر اتنی خوش آیند اور اتنی اچانک تھی کہ پہلے ان کو یقین نہیں آیا اور انھوں نے دونوں منادیوں کو مجنونا سمجھا اور میدانِ جنگ سے مفرور قرار دیا - لیکن ان کے بار بار اور بہ اصرار یقین دلانے پر خبر کا جب یقین آیا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ اتنی سی چھوٹی اسلامی فوج نے پوری طرح مسلح بھی نہ تھی کیونکر اتنی بڑی قریشی اور مسلح و منظم فوج کو ہرا دیا؛ اور آخر آخر میں ان کو عجب حیرت سے چھٹکارا ملا تو ان کی خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی - نیز ملاحظہ کیجئے: کتاب المحبر، ص ۲۸۶ جو مختلف منادیوں کے نام گناتی ہے اور ان کے بارے میں تفصیلات سے گریز کرتی ہے -

(۱۶۵) ابن سعد، دوم، ص ۹۱؛ کتاب المحبر، ص ۲۸۶ -

(۱۶۶) کتاب المحبر، ص ۲۸۶ -

(۱۶۷) اسد الغابہ، پنجم، ص ۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر، ص ۲۸۶ -

(۱۶۸) قرآن کریم، سورہ حشر، آیت ۵ -   (۱۶۹) واقدی، ص ۳۷۲ -

(۱۷۰) ان افسروں اور فوجی کارکنوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲ - جس میں ان میں سے ایک کے بارے میں حوالے مذکور ہیں -

(۱۷۱) جاسوسوں اور ان کی کارگزاری کی اہمیت کے لیے ملاحظہ ہو محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۵۷ - ۵۳ -

(۱۷۲) واقدی، ص ۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۲ -

(۱۷۳) واقدی، ص ۵۰، کا بیان اس سلسلے میں کافی دلچسپ اور اہم ہے جو اس زمانے کے لوگوں کی بصیرت اور مہارت پر روشنی ڈالتا ہے - روایت ہے کہ مکہ کا مشہور سردار عتبہ بن حجاج سہمی لوگوں کے نشان قدم پہچان لینے میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا - چنانچہ ان دونوں مسلم جاسوسوں کے زم مٹی پر نشان قدم کو دیکھ کر اس نے مدینہ کے جاسوسوں کی موجودگی اپنی فوج کے افسروں کو بتادی تھی - اسی ذیل میں وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جو ابو سفیان بن حرب اموی کے ساتھ پیش آیا تھا - بدر کے کنوؤں کے قریب ابو سفیان نے شام سے لوٹتے وقت مسلم جاسوسوں کے اونٹوں کی لید میں مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کو دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ مدینہ کے لوگ گرد و نواح میں موجود ہیں اور اسی بصیرت کے سبب انھوں نے اپنے زیر کمان مالا مال قریشی کارواں کا راستہ بدل دیا تھا -

(۱۷۴) واقدی، ص ۲۰۷ - ۲۰۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷ -

(۱۷۵) واقدی، ص ۸ - ۲۰۷

(۱۷۶) واقدی، ص ۸ - ۲۰۷ کا بیان ہے کہ حضرت حباب بن منذر نے اپنی واپسی پر مکی فوج کی عددی طاقت ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی تھی جس میں سے شہسوار دو سو تھے اور سات سو سپاہی زرہ بکتر پوش تھے۔ ان کی یہ خبر بالکل صحیح ثابت ہوئی تھی۔

(۱۷۷) طبری، دوم، ص ۸ - ۵۲۷، کے اس بیان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ "اگر تم دیکھو کہ مکہ والے گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کا رُخ مکہ کی طرف ہے دوسری صورت میں وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے۔" حضرت علی کو یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے مشاہدہ کا اعلان سب کے سامنے نہ کریں لیکن وہ قریشی فوج کے مکہ واپس ہونے کی خبر سے اتنے خوش ہوئے کہ واپسی میں سب کے سامنے قریشیوں کے مکہ واپس ہونے کا اعلان کر گئے۔

(۱۷۸) واقدی، ص ۴۰۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۳۔ (۱۷۹) ایضاً (۱۸۰) واقدی، ص ۶۱ - ۴۶۰

(۱۸۱) واقدی، ص ۷۵۴، کے مطابق اُنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تھی کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے اپنے قلعوں (آطام) کی مرمت کر لی ہے، اپنے سپاہیوں کو جمع اور منظم کر لیا ہے اور اپنے مویشیوں کو گڑھیوں میں اکٹھا کر لیا ہے۔ یہ دراصل ان کی فوجی تیاریوں کی جانب اشارہ تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے: بخاری، فضل الجہاد۔

(۱۸۲) ایضاً (۱۸۳) واقدی، ص ۹۰ - ۴۸۹ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے مسلم، باب الجہاد۔

(۱۸۴) واقدی، ص ۵۷۳ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۸۵) واقدی، ص ۸۹۳ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۰ ؛ طبری، سوم، ص ۳۷ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۲۔

(۱۸۶) واقدی، ص ۴۴ - ۳۴۱ - (۱۸۷) ایضاً، ص ۳۴۶۔

(۱۸۸) ابن سعد، سوم، ص ۱۷۳، کے مطابق حضرت عبداللہ بن اریقط دُئلی اس وقت تک کافر تھے اور ان کی خدمات اُجرت پر حاصل کی گئی تھیں۔

(۱۸۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۷ - ۲۸۶ کے مطابق حضرت سعد العرجی ہجرت نبوی کے اسی سفر کے دوران اسلام لائے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ہی انھوں نے حضرت عبداللہ بن اریقط دُئلی کی جگہ سنبھالی تھی۔

(۱۹۰) واقدی، ص ۱۸ - ۲۱۷، کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر دو اور روایتیں بیان کی جاتی ہیں جو مختلف راہ بروں کا ذکر کرتی ہیں لیکن مذکورہ بالا روایت زیادہ صحیح ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۳۹ ؛ طبری، دوم، ص ۵۰۶ ؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۶۹۔

(۱۹۱) اسد الغابہ، اوّل، ص ۶ - ۲۲۵۔

(۱۹۲) واقدی، ص ۴۴۳، کے مطابق وہ ایک ماہر راہ بر (دلیل خریت) تھے۔

(۱۹۳) واقدی، ص ۶ ۴ ۴ ۲ - اس مہم میں شریک ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کا بیان ہے کہ "جب ہم نے راہ گم کر دی تو بدوی قبائل میں سے ایک شخص کی خدمات بطور ایک راہبر ہم نے حاصل کیں۔ اس نے پوچھا: "اگر میں آپ لوگوں کو ایسی جگہ کی نشان دہی کروں جہاں آپ کو کافی مالِ غنیمت ملے تو میرا کیا حصہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا "خمس ($\frac{1}{5}$) ملے گا۔" چنانچہ وہ بدو قبیلوں کے مویشیوں کی طرف لے گیا اور اس نے اپنا حصہ وصول کر لیا۔

(۱۹۴) ایضاً، ص ۴۰۳

(۱۹۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۶۰

(۱۹۶) ایضاً، پنجم، ص ۷۰ - ۱۶۹

(۱۹۷) واقدی، ص ۵۵۷، نے اس کا نام نہیں بتایا ہے۔

(۱۹۸) واقدی، ص ۵۸۴

(۱۹۹) واقدی، ص ۶۴۱ ، ۸ - ۶۴۷

(۲۰۰) طبری، سوم، ص ۲۳؛ اسد، دوم، ص ۱۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۴۱۔

(۲۰۱) اسد الغابہ، سوم، ص ۲۶۸۔

(۲۰۲) واقدی، ص ۲۷۷؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۱۶۲۔

(۲۰۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۶۸۔

(۲۰۴) واقدی، ص ۹۹۹؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، ص ۱۴-۱۳۔

(۲۰۵) واقدی، ص ۱۱۲۲۔

(۲۰۶) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۶۔

(۲۰۷) واقدی، ص ۱۰۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۸؛ طبری، دوم، ص ۴۵۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۵۵؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۹ - ۲۴۸۔

(۲۰۸) واقدی، ص ۱۰۵؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، سوم، ص ۴ - ۳۔

(۲۰۹) واقدی، ص ۵ - ۱۰۴، کا بیان ہے کہ بدر میں شریکِ جہاد ہونے والے تمام غلاموں کو مالِ غنیمت میں حصّہ کی بجائے انعام واکرام سے نوازا گیا تھا۔

(۲۱۰) اسد، سوم، ص ۹ - ۲۴۸۔

(۲۱۱) واقدی، ص ۱۰۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴۔

(۲۱۲) واقدی، ص ۱۰۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴، کا بیان ہے کہ وہ خمس کے بھی نگران مقرر کیے گئے تھے۔

(۲۱۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۶۰، کا خیال ہے کہ اس افسر کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا جنھوں نے خمس کے نگران افسر کی حیثیت سے کام کیا تھا۔

(۲۱۴) واقدی، ص ۱۷۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰ اور ۵۸۔

(۲۱۵) واقدی، ص ۱۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۹؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۱۹۔

(۲۱۶) ابن سعد، دوم، ص ۲۹؛ طبری، دوم، ص ۴۸۱؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۵۹؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۷ - ۱۰۶۔

(۲۱۷) واقدی، ص ۳۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۵؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۳۱۔

(۲۱۸) واقدی، ص ۳۷۹ ؛ اسدالغابہ، پنجم، ص ۱۹۱۔
(۲۱۹) واقدی، ص ۵۰۹ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۵ ؛ اسدالغابہ، سوم، ص ۷ - ۱۷۶۔
(۲۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۷۵ ؛ اسدالغابہ، چہارم، ص ۳۳۴۔
(۲۲۱) واقدی، ص ۵۰۹ (۲۲۲) واقدی، ص ۵۱۳
(۲۲۳) اسدالغابہ، چہارم، ص ۳۶۰ (۲۲۴) واقدی، ص ۵۲۳ ؛ اسدالغابہ، دوم، ص ۵ - ۲۸۳۔
(۲۲۵) طبری، دوم، ص ۲ - ۵۹۱ ؛ نیز ملاحظہ ہو اسدالغابہ، دوم، ص ۸۰ - ۲۷۹
(۲۲۶) واقدی، ص ۶۰۸ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۰۷ ؛ اسد، چہارم، ص ۹ - ۱۷۸
(۲۲۷) اسدالغابہ، چہارم، ص ۸ - ۳۴۷
(۲۲۸) ایضاً، پنجم، ص ۱۶۵ (۲۲۹) ایضاً، دوم، ص ۱۱۳
(۲۳۰) طبری، سوم، ص ۸۱ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۵۔
(۲۳۱) اسدالغابہ، چہارم، ص ۱۲۶۔ (۲۳۲) واقدی، ص ۹۲۳۔
(۲۳۳) واقدی، ص ۹۴۳۔ (۲۳۴) ایضاً، ص ۹۴۹۔
(۲۳۵) ایضاً، ص ۹۵۲۔ (۲۳۶) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴۔
(۲۳۷) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول ۔ ۷۔
(۲۳۸) ان افسران کے علاوہ جو اسلحہ اور گھوڑوں کے آزاد و خود مختار افسر تھے صاحب المغانم (اموال غنیمت کا عام افسر) بھی اسلحہ کا نگراں افسر ہوتا تھا جیسا کہ واقدی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ غزوۂ خیبر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ہر قسم کا مال غنیمت صاحب المغانم کی نگرانی و حفاظت میں تھا جس میں اسلحہ بھی شامل تھے اور جس کسی کو دوران غزوہ جنگ کے لیے ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی تھی وہ صاحب المغانم سے مستعار لیتا تھا اور فتح یا جنگ کے خاتمے کے بعد ان کو لوٹا دیتا تھا۔
(۲۳۹) اسدالغابہ، دوم، ص ۲۶۸ (۲۴۰) اسد، سوم، ص ۲۷۹
(۲۴۱) ملاحظہ ہو واقدی، ص ۸۴، ۸۶، ۱۰۰ - ۹۹۔
(۲۴۲) واقدی، ص ۱۶ - ۱۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۔
(۲۴۳) واقدی، ص ۸۲، ۹۲، ۱۰۱ - ۱۰۰۔
(۲۴۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں مکی سردار منبہ بن حجاج سہمی کی ذوالفقار نامی تلوار صفی میں لے لی تھی (تَنَفَّلَ) اور دو اور مقتول مکی سرداروں ابن عائذ مخزومی اور عاص بن منبہ سہمی کی تلواریں اپنے دو ساتھیوں کو عطا کر دی تھی۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۰۳ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۹ - ۱۸۔

(۲۴۵) واقدی، ص ۱۰۴-۸۴ ۔ واقدی اور ان کے کاتب دونوں کا بیان ہے کہ بیضہ (لوہے کا خود) مغفر (کپڑے یا چمڑے وغیرہ کا خود) کے اوپر پہنا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۲۱۹ اور ابن سعد، دوم، ص ۲۹ جن کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہ بکتر تلے اوپر پہنے تھے اور ایک مغفر اور اس کے اوپر ایک بیضہ پہنا تھا۔

(۲۴۶) واقدی، ص ۱۰۴-۸۴ (۲۴۷) ایضاً، ص ۱۰۳

(۲۴۸) واقدی، ص ۲۱۹ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۹ ۔

(۲۴۹) واقدی، ص ۲۳۰ (۲۵۰) واقدی، ص ۱۷۷

(۲۵۱) ہتھیار اس شرط پر ڈالے گئے تھے کہ بنو قینقاع مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اپنے تمام ہتھیار (حلقہ) مویشی (کُرَاع) اور زرگری کے اوزار (آلة الصیاغة) چھوڑ جائیں گے؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹-۱۷۸۔

(۲۵۲) واقدی، ص ۱۷۹۔ (۲۵۳) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۰۹۔

(۲۵۴) واقدی، ص ۳۷۷۔ (۲۵۵) ایضاً، ص ۵۱۰ (۲۵۶) ایضاً، ص ۵۲۲۔

(۲۵۷) واقدی، ص ۸-۶۴۷۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک یہودی جس کا نام سماک تھا رجیع میں واقع مسلم خیمہ گاہ کے ارد گرد گھومتا پایا گیا تھا اور اس کو خیمہ گاہ کے افسر حضرت عمر بن خطاب عدوی اور ان کے سپاہیوں نے پکڑا تھا۔ پوچھ گچھ کے دوران اس نے اس جگہ کی نشان دہی کی جہاں یہ آلاتِ حرب یہودیوں نے مسلمانوں کے قبضے میں جانے کے ڈر سے زمین میں دفن کر دئے تھے۔ اس پر قبضہ کے بعد مسلمانوں نے مذکورہ بالا یہودی قیدی کی رہنمائی میں کھود کر نکال لئے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے بعد وُہ یہودی قیدی مسلمان ہو گیا تھا۔

(۲۵۸) دبابہ اور منجنیق دونوں محاصرہ شکن آلاتِ حرب ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ قلعہ یا گڑھی کی دیواروں کو توڑا جاتا ہے تاکہ محصورین کو ہتھیار ڈالنے یا کھُلے میدانِ جنگ میں لڑنے پر مجبور کیا جائے۔ منجنیق دراصل پتھر پھینکنے والا ایک بڑا سا آلہ ہوتا ہے جو اسپرنگ کے اصول پر کام کرتا ہے۔ اس کے ایک سرے پر وزنی اور بھاری پتھر رکھ دیا جاتا ہے اور دُوسرے سرے پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ دباؤ پڑتے ہی پتھر تیزی سے اچھل کر سامنے والی چیز سے ٹکراتا ہے اور اس طرح کے بار بار عمل سے دیوار میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ جبکہ دَبّابہ ایک رواں اور چلتا پھرتا منارہ ہوتا ہے جس کی کئی منزلیں ہوتی ہیں۔ ہر منزل میں کافی سپاہیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہوتی ہے اور یہ سپاہی نقب زنی کے آلات سے لیس ہوتے ہیں۔ اُوپری منزل کے سپاہی تیر کمانوں سے مسلح ہوتے ہیں تاکہ وُہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کر سکیں اور قلعہ کے دشمن کے تیروں کا جواب بھی دے سکیں۔ ان کی مزید حفاظت کے لیے ان تمام منزلوں کو کھالوں سے ڈھانک دیا جاتا تھا۔ پھر اس منارہ کو دھکیل کر قلعہ کی دیوار سے لگا دیا جاتا تھا اور تمام منزلوں کے سپاہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس آڑ میں قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے کے لئے بھی ساز و سامان ہوتا تھا اور مجاہدین اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر اوپر پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔

نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۲۷ ؛ ریوبن لیوی، مذکورہ بالا، ص ۴۴۰ -

(۲۵۹) واقدی، ص ۶۶۸ اور ص ۶۷۰، کا بیان ہے کہ مرمت کے بعد جوں ہی منجنیق کو دبابہ کے ساتھ استعمال کے لیے رکھا گیا تو ہی قلعہ شق کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیتے۔ نزار اور قموص کے یہودیوں نے منجنیق کو استعمال کے لیے تیار دیکھ کر دہشت کے مارے گھٹنے ٹیک دیے جبکہ اس آلہ محاصرہ شکن سے ایک بھی پتھر نہیں پھینکا گیا تھا۔

(۲۶۰) واقدی، ص ۶۶۴ کا بیان ہے کہ قلعۂ صعب بن معاذ کے زوال کے بعد مسلمانوں کو اس سے ایک منجنیق اور متعدد دبابوں کے علاوہ کافی تعداد میں مختلف النوع ہتھیار اور آلاتِ حرب ملے تھے۔ یہودیوں نے اس قلعہ میں کافی تعداد میں اسلحہ کا ذخیرہ کر رکھا تھا۔

(۲۶۱) واقدی، ص ۶۷۰-۶۷۱ - مورخ موصوف یہ نہیں بیان کرتے کہ باقی دو قلعوں میں بھی مالِ غنیمت ملا تھا یا نہیں۔

(۲۶۲) واقدی، ص ۶۸۰ - جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ خمس کا ۴/۵ حصہ فروخت کر دیا گیا تھا اور غالباً اس سے حاصل شدہ رقم کو معمول کے مطابق آلاتِ حرب و ہتھیاروں کی خرید پر صرف کیا گیا تھا۔

(۲۶۳) اموالِ غنیمت کی مالیت کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "عہد نبوی کی مسلم معیشت میں اموالِ غنیمت کا تناسب" تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، شمارہ ۴، اکتوبر-دسمبر ۱۹۸۲ء۔

(۲۶۴) واقدی، ص ۶۴۴-۶۴۵ - یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب بنو قریظہ کے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور حلیف تھے (سلمٌ للنبی) اور انھوں نے معاہدہ شکنی نہیں کی تھی۔ (۲۶۵) ایضاً

(۲۶۶) واقدی، ص ۷۳۳ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۲۱ - یہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُور اندیشی، حربی عاقبت بینی اور عملی ہونے کا ایک اہم ثبوت ملتا ہے۔ مآخذ کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسلمان نے پوچھا تھا "آپ اتنے سارے ہتھیار اور اسلحہ لے کر کیوں آئے ہیں جبکہ قریش نے ہم پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ ہم مکہ میں صرف تلواروں کے ساتھ داخل ہوں اور کوئی دوسرا ہتھیار ہمارے پاس نہ ہو؟" آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ "ہم ان کو اپنے ساتھ حرم میں لے کر داخل نہیں ہوں گے لیکن وہ ہمارے قریب ہوں گے۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم ان کو آسانی سے استعمال کر سکیں گے۔" یہ فراستِ نبوی تھی جو محض غلط قسم کے توکل پر بھروسا نہیں کرتی تھی بلکہ ہر ممکن تدبیر اختیار کرتی تھی اور اسی فراست اور عملیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی ہر جنگی تدبیر کامیاب ہوتی تھی۔

(۲۶۷) ایضاً (۲۶۸) واقدی، ص ۷۳۵ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱۔

(۲۶۹) واقدی، ص ۸۱۳ - (۲۷۰) ایضاً

(۲۷۱) واقدی، ص ۸۱۴-۸۱۳ کے مطابق بنو فزارہ نے اپنی کثرتِ تعداد، آلاتِ حرب، اسلحوں اور ساز و سامان سے لیس گھوڑوں (الفرس الخیل) پر فخر کا اظہار کیا تھا۔ اس پر بنو سلیم نے بہتر شہسوار، بہتر تیر انداز اور

بہتر تیغ زن (جو مشرفی تلواریں استعمال کرتے تھے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مشرف شام کا علاقہ تھا جہاں کی تلواریں بہت عمدہ ہوتی تھیں۔

(۲۷۲) واقدی، ص ۴۲۱ (۲۷۳) ایضاً (۲۷۴) واقدی، ص ۳-۴۲۲
(۲۷۵) واقدی، ص ۴۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹-۴۰۸۔
(۲۷۶) اسد الغابہ، سوم، ص ۲۷۹۔
(۲۷۷) واقدی، ص ۴۴۳، کا دعویٰ ہے کہ جزیرہ عرب سے آنے والی اس منجنیق سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر حضرت سلمان فارسی نے ایرانی طرز کی ایک منجنیق اسی محاصرہ کے دوران بنائی تھی۔
(۲۷۸) واقدی، ص ۹۲۷، کے مطابق حسب ذیل تین صحابیوں میں سے کوئی ایک یہ منجنیق اور دبابہ لایا تھا: حضرات یزید بن زمعہ، طفیل بن عمرو ازدی، خالد بن سعید اموی۔ موخر الذکر کے بارے میں روایت یہ ہے کہ وہ اسے صنعاء سے لائے تھے۔ روایات کی تنقیح سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو ازدی کے بارے میں روایت زیادہ صحیح ہے۔
(۲۷۹) ایضاً (۲۸۰) ایضاً (۲۸۱) واقدی، ص ۹۲۴۔
(۲۸۲) ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "عہد نبوی کی مسلم معیشت میں اموال غنیمت کا تناسب۔"
(۲۸۳) واقدی، ص ۹۹۱؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸، جس کے مطابق حضرت عثمان غنی نے تنہا ستر ہزار درہم یا اس سے زیادہ کی خطیر رقم صرف کی تھی۔ ان کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی تمام دولت عطا کر دی تھی جو ایک اندازے کے مطابق چار ہزار درہم تھی۔ دوسروں نے بھی فیاضی کے ساتھ حصہ لیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی فنڈ میں دل کھول کر عطیات دیے تھے۔ ان میں سے حضرت عمر بن خطاب نے اپنی آدھی دولت دے دی تھی۔ ان کے علاوہ دوسرے مالدار اور مخیر مسلمان جنھوں نے مال (زر کثیر) دیا تھا یہ تھے: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہری، عباس بن عبدالمطلب ہاشمی، طلحہ بن عبیداللہ تیمی، سعد بن عبادہ خزرجی، محمد بن مسلمہ اوسی اور عاصم بن عدی خزرجی۔ متعدد بلکہ کثیر مسلمان وہ تھے جن کے ناموں کو محفوظ رکھنے کی سعادت ماخذ کو نہیں حاصل ہوئی۔
(۲۸۴) واقدی، ص ۵۵؛ طبری، دوم، ص ۴۴۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، دوم، ص ۹-۲۹۶۔
(۲۸۵) واقدی، ص ۲۰۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر انصار کے دونوں قبیلوں کے تین محافظ دستے تھے جو اپنے کمانداروں کی ماتحتی میں باری باری سے پہرہ دیتے رہے تھے۔
(۲۸۶) واقدی، ص ۳۳۴ اور ۳۳۶۔
(۲۸۷) صحابی موصوف نے حمراء الاسد کی مہم کے دوران اپنی ذمہ داری بے مثال محبت و جذبے کے ساتھ

انجام دی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ذات الرقاع، حدیبیہ وغیرہ متعدد دوسری مہموں میں بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳۳۶، ۳۹۷، ۶۰۲ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، سوم، ص ۱۰۱-۱۰۰۔

(۲۸۸) طبری، سوم، ص ۱۷؛ اسد الغابہ، اوّل، ص ۲۰۶۔

باب چہارم

(۱) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹، ۵۹۸ وغیرہ؛ واقدی، ص ۱۸۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸ وغیرہ؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷ وغیرہ؛ ابن خلدون، اول، ص ۴۴، وغیرہ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸ اور ۲۸۰-۲۸۸ وغیرہ؛ کتانی، اول، ص ۱۶-۳۱۴۔

(۲) مذکورہ بالا۔

(۳) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱ - ۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۴۴، اور اسد، دوم، ص ۵ - ۲۸۳۔

(۴) ابن سعد، دوم، ص ۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ اسد، دوم، ص ۷-۲۹۶۔

(۵) ابن سعد، دوم، ص ۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ اسد، دوم، ص ۷-۲۳۴۔

(۶) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۶۷۹؛ واقدی، ص ۱۹-۱۱۱۷؛ طبری، سوم، ص ۱۸۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴، ۴؛ بخاری، بعث اسامہ اور مناقب زید بن حارثہ۔

(۷) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۹، انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، سوم، ص ۴۰۸؛ اسد، پنجم، ص ۲۱۸۔

(۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۹ - ۴۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۹۔

(۹) واقدی، ص ۱۸۰؛ طبری، دوم، ص ۸۷۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۹۔ موخر الذکر نے حارث بن حاطب کی جگہ حضرت عاصم بن عدی کا نام لیا ہے۔

(۱۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۔

(۱۱) ابن ہشام، دوم، ص ۵۴؛ واقدی، ص ۸۱ - ۱۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۲۹؛ طبری، دوم، ص ۸۱۴ اور ۵۸۴؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۱۰- ۳۰۹؛ اسد، پنجم، ص ۵-۲۸۴۔

(۱۲) ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۱۲۷۔

(۱۳) ابن ہشام، دوم، ص ۶۴ ؛ واقدی، ص ۱۹۶ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۵ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۱؛ اسد، سوم، ص ۸۴-۳۷۶۔

(۱۴) واقدی، ص ۳۸۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۹ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن ہشام، دوم، ص ۲۰۹، جن کے مطابق اس موقعہ پر نائبِ رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ کی جگہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول تھے۔ مزید دیکھئے اسد، سوم، ص ۹-۱۵۶۔

(۱۵) ابن ہشام، دوم، ص ۲۰۳ ؛ واقدی، ص ۴۰۲ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰ اور طبری، دوم، ص ۵۵۶۔

(۱۶) ابن ہشام، دوم، ص ۲۱۳ ؛ واقدی، ص ۴۰۴ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۲ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱ اور طبری، دوم، ص ۵۶۴۔

(۱۷) ابن سعد، دوم، ص ۶۳ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۲ ؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۷-۲۳۴۔

(۱۸) حضرت ابن ام مکتوم کی تیرہ تقرریوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۲ ؛ سوم، ص ۴۳، ۴۶، ۱۰۲، ۲۲۰، ۲۳۴، ۲۷۹، ۲۸۴ اور ۳۹۹ ؛ واقدی، ص ۱۸۴، ۱۹۷، ۱۹۹، ۳۷۱، ۴۴۱، ۴۹۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۴۷، ۵۷۳ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۱، ۶-۳۵، ۳۹، ۴۹، ۵۸، ۶۶، ۷۴، ۷۹، ۸۰، ۹۵، ۱۳۵ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۲۸، ۳۲۹، ۵۰-۳۴۷، ۳۶۴، ۶۸-۳۶۶ ؛ طبری، دوم، ص ۴۸۳، ۵۳۶، ۵۵۵ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، چہارم، ص ۱۲۷ اور ابن خلدون، اول، ص ۹-۷۴۸۔

(۱۹) ملاحظہ کیجئے، ضمیمہ دوم-۱۔

(۲۰) ایضاً (۲۱) ایضاً (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً

(۲۴) قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹۔

(۲۵) واقدی، ص ۴۵-۴۴۴۔

(۲۶) ابن اسحاق، ص ۹۴-۲۹۳ ؛ واقدی، ص ۸-۱۰۷ ؛ بخاری، باب فضائل اصحاب النبی ؛ طبری، دوم، ص ۷۷-۴۷۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۷-۶ ؛ مسلم، غزوۂ بدر ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴-۲۹۳۔

(۲۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم-۲۔

(۲۸) واقدی، ص ۸-۱۰۷ ؛ طبری، دوم، ص ۷-۴۷۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۷-۳۸۹، جن کا بیان ہے کہ غزوہ بدر الموعد کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات ابوبکر و عمر کا مشورہ قبول کر لیا تھا کہ دشمنوں سے

جنگ کے لیے نکلا جائے۔

(۲۹) واقدی، ص ۱۳-۲۰۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۲۷-۳۷۱؛ طبری، دوم، ص ۳-۵۰۲ اور انساب الاشراف، اول، ص ۵-۳۱۴۔

(۳۰) واقدی، ص ۱۸۷، کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی شاعر سے پہنچنے والی تکالیف کا ذکر کیا تو حضرت محمد بن مسلمہ اوسی نے آپ کو اس کی شرارتوں کا مکمل سدِ باب کر دینے کا یقین دلایا مگر وہ کئی دنوں تک اس کے بارے میں کوئی طریقہ نہ سوچ سکے۔ انھوں نے آپ سے رجوع کیا اور آپ نے ان کو حضرت سعد بن معاذ سے مشورہ کرنے کی ہدایت کی۔ انجام کار قبیلہ اوس کے تمام بڑے بڑے سرداروں نے کئی دن کے مباحثے کے بعد اس دشمنِ اسلام کے قتل کا فیصلہ کر دیا۔

(۳۱) ابن اسحاق، ص ۴۵۰ وغیرہ؛ واقدی، ص ۵-۴۴۴؛ طبری، دوم، ص ۵۶۶۔

(۳۲) ابن اسحاق، ص ۴۵۴؛ واقدی، ص ۹-۷۷۴؛ طبری، دوم، ص ۵۷۳۔

(۳۳) ابن ہشام، دوم، ص ۲۱۵؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۷؛ طبری، دوم، ص ۳۱-۶۳۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۸۵۔

(۳۴) واقدی، ص ۴۴-۶۴۳

(۳۵) قرآن کریم، سورہ الحشر، آیت ۵۔

(۳۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم-۲۔ (۳۷) واقدی، ص ۶۵۱

(۳۸) واقدی، ص ۷۲۸ (۳۹) واقدی، ص ۸۹۳؛ طبری، سوم، ص ۷۳۔

(۴۰) واقدی، ص ۹۲۷ (۴۱) ایضاً، ص ۹۳۷ (۴۲) ایضاً، ص ۱۰۱۹

(۴۳) ابن اسحاق، ص ۶-۲۳۵؛ بخاری، باب الاذان؛ ابوداؤد، باب بدءُ الاذان؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶-۲۳۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۳۔ اذان کی تجویز رکھنے والے صحابی کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں: ایک کے مطابق حضرت عبداللہ بن زید نے مشورہ دیا تھا اور دوسری کے مطابق تجویز حضرت عمر بن خطاب کی تھی۔

(۴۴) بخاری، باب المساجد، باب الھجرہ، باب الحج، کتاب البیوع۔

(۴۵) ملاحظہ کیجئے باب اول بحث بر مواخاۃ؛ نیز ابن اسحاق، ص ۲۳۴ وغیرہ۔

(۴۶) فتوح البلدان، ص ۲۲۰؛ زرقانی، شرح مواہب اللدنیہ، طبع اول، قاہرہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء، دوم، ص ۸۷۔

(۴۷) بخاری، فضائل الانصار؛ یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، لیڈن ۱۸۹۶ء، ص ۱۹۔

(۴۸) ابن سعد، دوم، ص ۲۲ -
(۴۹) ابن اسحاق، ص ۳۱۴؛ واقدی، ص ۱۰۳-۱۰۳ -
(۵۰) ابن اسحاق، ص ۱۰-۳۱۶ -
(۵۱) ابن اسحاق، ص ۹۹-۴۹۵؛ واقدی، ص ۴۲۸، ۲۲-۴۳۰ وغیرہ؛ بخاری، باب الحدیث الافک؛ مسلم، مذکورہ متعلقہ؛ نیز ملاحظہ کیجئے قرآن کریم، سورہ نور، آیات ۲۰-۱۱ -
(۵۲) بخاری، باب فضائل اصحاب النبی، فضائل عمرؓ -
(۵۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۶۳-۶۴ -
(۵۴) بخاری، غزوۃ الحدیبیہ اور کتاب الشروط -
(۵۵) ابو داؤد، سنن، باب فی المرء والعبد یحذمان من الغنیمۃ -
(۵۶) انساب الاشراف، اول، ص ۴۵۵، کا بیان ہے کہ یہ مشورہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب ہاشمی نے دیا تھا جو حضرت ابوسفیان بن حرب اموی کے ندیم (دوست اور تجارت کے شریک) تھے۔
(۵۷) بخاری، کتاب النکاح، باب معرفۃ الرجل؛ کتاب اللباس، باب ماکان یتجوز رسول اللہ من اللباس -
(۵۸) طبری، دوم، ص ۶۳۰؛ نیز ملاحظہ ہو مسلم، باب صلح الحدیبیۃ فی الحدیبیۃ -
(۵۹) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۲ -
(۶۰) عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، لفظ متعلق -
(۶۱) زبیری، ص ۱۴۱، حضرت عبداللہ (سابق حکم) بن سعید اموی کو ہمیشہ عبداللہ الکاتب کہتا ہے۔ فن کتابت میں ان کی اتنی شہرت ہوئی تھی کہ الکاتب ان کے نام کا جزو بن گیا تھا۔
(۶۲) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸ -
(۶۳) مجموعۃ الوثائق، دستاویز ۴۳، ص ۴۴-۴۳ -
(۶۴) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸، جو صبح الاعشیٰ (اول باب) جلد چہارم، ص ۹۸ کو نقل کرتے ہیں۔
(۶۵) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۲ -
(۶۶) ایضاً (۶۷) ایضاً (۶۸) ایضاً
(۶۹) بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۷-۱۱۵
(۷۰) ضمیمہ دوم - ۳ - (۷۱) ایضاً
(۷۲) بحوالہ کتانی، اول، ۱۷-۱۱۵ -
(۷۳) بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۱۸ -

(۷۴) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۲، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے۔ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس ہاشمی کو حضرت معاویہ کو بلانے کے لیے بھیجا کیونکہ کوئی اہم دستاویز لکھوانا چاہتے تھے۔ حضرت عبداللہ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے حکم نبوی سننے کے بعد کہا کہ وہ کھانا ختم کرکے فوراً پہنچ رہے ہیں۔ ان کے پہنچنے میں تاخیر ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت عبداللہ کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا مگر وہ اس وقت بھی کھا رہے تھے۔ حضرت عبداللہ نے واپس آکر سارا ماجرا کہہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر کہا کہ "خدا کرے ان کا پیٹ کبھی نہ بھرے!" بعد کے زمانے حضرت معاویہ کہا کرتے تھے کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لگ گئی کیونکہ وہ سارے دن کئی بار اور بہت سا کھاتے تھے۔ بہرحال اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر ان پر اعتماد کرتے تھے اور دستاویزات مخصوص صرف انھیں سے لکھواتے تھے؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸۔

(۷۵) اسد، اول، ص ۳۹۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ المعارف، ص ۲۶۱؛ بخاری، باب فضائل الجہاد والسیر؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸۔

(۷۶) اسد، دوم، ص ۲-۲۲۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ بخاری، مذکورہ بالا باب؛ طبری، سوم، ص ۱۷۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۷۔

(۷۷) بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۱۷۔

(۷۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۲۴۶-۱

(۷۹) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۸۹، ۷۰۰، ۱۹-۷۱۸، ۲۱-۷۲۰، ۹۲۹، ۹۳۲، ۹۹۶؛ بخاری، کتاب الاحکام، باب مایستحب للکاتب ان یکون امیناً عاقلا؛ نیز باب فضل الجہاد والسیر۔

(۸۰) بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۲۳۔ (۸۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴-۱۳۔

(۸۲) ایضاً، ص ۲۶ (۸۳) ایضاً، ص ۷۵ (۸۴) ایضاً، ص ۱۱۵ (۸۵) ایضاً، ص ۱۳۳۔

(۸۶) ایضاً، ص ۱۴۵؛ اس کے انگریزی ترجمے کے لیے ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵۷۔

(۸۷) کتانی، اول، ص ۱۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۲۶، جن کا بیان ہے کہ اس کو تحریر کرنے والے حضرت ابوبکر تھے، ان کے مولیٰ نہیں۔

(۸۸) کتانی، اول، ص ۲۱-۱۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو جہشیاری، ص ۱۲۔

(۸۹) کتانی، اول، ص ۱۲۱، نے اس روایت کو شرح المواہب اللدنیہ اور جہشیاری ص ۱۲ سے لیا ہے۔

(۹۰) ان معاہدات وخطوط کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق ص ۷۷، ۹۶ وغیرہ اور ص ۳۰-۱۲۷۔

(۹۱) ان کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۶۵-۹، ص ۷۳-۷۷، ۱۳۳، ۱۴۷، ۱۴۰-۴۲، ۱۴۶-۷، ۱۸۰-۹۰، ۱۹۳-۷۔

(۹۲) کتانی، اول، ص ۱۲۳-۴؛ نیز ملاحظہ ہو العقد الفرید، دوم، ص ۱۴۲، جس کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان حجاز کی پیداوار کا تخمینہ (خوص) تحریر کیا کرتے تھے۔

(۹۳) کتانی، اول، ص ۱۲۲-۳؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۱۲۵-۲۷، جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کاتب کو ان ہدایات کے بارے میں ذکر ہے جن کے مطابق وہ اپنا قلم کہاں رکھا کرے اور کس طرح لکھا کرے؛

(۹۴) بسملہ دراصل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اختصار ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ کیجئے جہشیاری، ص ۱۴۔

(۹۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد عموماً فقرہ رسول اللہ یا اسی کا ہم معنی فقرہ ثانی آتا تھا جبکہ مکتوب الیہ کے نام کے بعد اس کا دنیاوی خطاب یا قبائلی القاب لکھا جاتا تھا جس سے اس کی شخصیت کے بارے میں پوری طرح سے وضاحت کر دی جاتی تھی۔

(۹۶) ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۰۰-۱۔

(۹۷) بخاری اور شمائل ترمذی، بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۷۷-۸۔

(۹۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۵۰ اور ۵۶ کے سامنے والے صفحات پر اس کا نقش ملاحظہ فرمائیے۔

(۹۹) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۷۸۔

(۱۰۰) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۰۳۔

(۱۰۱) العقد الفرید، دوم، ص ۱۲۲ اور ۱۷۴۔

(۱۰۲) ابوداؤد، سنن، باب قبول ہدایا المشرکین۔

(۱۰۳) واقدی، ص ۲۴۸، ۳۲۶، ۹۷۵-۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۸۷، ۵۵۷-۸۔

(۱۰۴) انساب الاشراف، اول، ص ۱۹۰، ۵۲۴ وغیرہ۔

(۱۰۵) اس کے لیے حدیث و فقہ کی کتابوں میں باب السترۃ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۰۶) اسد الغابہ، اول، ص ۲۰۶۔ (۱۰۷) واقدی، ص ۹۴۸۔

(۱۰۸) ابن اسحاق، ص ۶۴۴، کا بیان ہے کہ حضرت بلال نے ایک اونس سونا دیا تھا جبکہ واقدی، ص ۴۰۰-۴۰۱، کا بیان ہے کہ ایک اوقیہ چاندی جو چالیس درہم کے مساوی تھی دو مزید قیراط کے ساتھ ادا کی گئی تھی؛ نیز ملاحظہ کیجئے بخاری، صحیح، کتاب الوکالۃ۔

(۱۰۹) واقدی، ص ۹۴۴-۵۔ (۱۱۰) ایضاً، ص ۹۴۸۔

(۱۱۱) واقدی، ص ۹۸۰، کے مطابق ہر رکن وفد کو ½۱۲ اوقیہ (اثنی عشر اوقیہ والنش) چاندی عطا کی گئی تھی جبکہ

ایک بچّے یا غلام (غلام) کو صرف ۵ اوقیہ ملے تھے۔

(۱۱۲) بخاری، باب القسمۃ، ابو داؤد، مذکورہ بالا۔

(۱۱۳) واقدی، ص ۷-۳۲۶، ۳۷۱، ۴۹۷۔

(۱۱۴) واقدی، ص ۶۴۵ (۱۱۵) ایضاً، ص ۹۱۷۔

(۱۱۶) مسند احمد بن حنبل، دوم، ص ۳۵۸۔ (۱۱۷) واقدی، ص ۱۹۴۔

(۱۱۸) واقدی، ص ۹۶۸، ۹۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، اول، ص ۳۲۳، ۳۳۰، ۳۵۶ وغیرہ بقیہ دوسرے وفود کے لیے۔

(۱۱۹) ابن اسحاق، ص ۵۱۵؛ واقدی، ص ۶۷۳ (۱۲۰) ابن اسحاق، ص ۶۷۲۔

(۱۲۱) واقدی، ص ۸۳۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۷۷۴، (ابن ہشام کا یہ در اصل تبصرہ ہے)

(۱۲۲) ازرقی، ص ۱۷؛ العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۴۔

(۱۲۳) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کے پس منظر پر۔

(۱۲۴) کتانی، اول، ص ۹۰-۱۸۳۔

(۱۲۵) ابن اسحاق، ص ۶۵۳؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۸۵؛ مسلم، کتاب الایمان؛ طبری، دوم، ص ۶۴۷۔

(۱۲۶) کتانی، اول، ص ۲۰۱-۱۹۴۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۳۶۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۵۔

(۱۲۸) ابن اسحاق، ص ۴۵۲ اور طبری، دوم، ص ۷۵ نے بنو عمرو بن عوف کے ایک انصاری صحابی حضرت خَوّاتؓ بن جُبَیر کا بھی اس فہرست میں اضافہ کیا ہے۔ لیکن واقدی نے اس روایت کو مسترد کر دیا ہے کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح ہے۔

(۱۲۹) ابن اسحاق، ص ۴۵۴؛ واقدی، ص ۹-۴۵۸؛ طبری، دوم، ص ۵۷۱۔

(۱۳۰) ابن اسحاق، ص ۵۰۳؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۶؛ طبری، دوم، ص ۵۳-۵۵۲ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۹۵، جنھوں نے ان کو صلح کے سفیروں کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

(۱۳۱) ابن اسحاق، ص ۵۰۳؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۶؛ طبری، دوم، ص ۶۳۱؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۸۴-۳۷۶؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۹۵، نے ان کو بھی صلح کا سفیر قرار دے کر ان کا ذکر حضرت خراش بن امیّہ خزاعی کے ساتھ کیا ہے۔

(۱۳۲) واقدی، ص ۶۰۳۔ (۱۳۳) طبری، دوم، ص ۶۳۰۔

(۱۳۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۵-۶۵۲۔

(۱۳۵) ابن سعد، اول، ص ۵۹ - ۲۵۸ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۲-۵۵ ؛ ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷ ؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۴-۵ ؛ کتاب المجبر، ص ۷۷-۵ ؛ کتانی، اول، ص ۹۵ - ۱۹۴ - موخرالذکر نے ان چھ سفارتوں کے ساتھ شاہانِ بحرین و یمن کے نام حضرات علاء بن حضرمی اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کی سفارتوں کو "اسلام کی تبلیغ کے لیے مقرر کیے جانے والے سفیروں کے زمرہ" میں شمار کیا ہے ۔مزید ملاحظہ کیجئے ابن خلدون، اول، ص ۹۰ - ۸۸۷ -

(۱۳۶) ان گرامی ناموں کے متون کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۳ وغیرہ اور مجموعۃ الوثائق، ص ۵۶-۱۲۱ وغیرہ

(۱۳۷) ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۳ ؛ ابن سعد، اول، ص ۲۵۸ ؛ طبری، دوم، ص ۶۴۴-۵ ؛ کتانی، اول، ص ۱۹۴ -

(۱۳۸) ایضاً

(۱۳۹) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۴ -

(۱۴۰) ابن سعد، اول، ص ۶۳ - ۲۶۲

(۱۴۱) ابن سعد، اول، ص ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۵ ؛ دوم، ص ۱۲۸ -

(۱۴۲) اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۴-۱۳، ۱۲۶ -

(۱۴۳) الاستیعاب، ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری بحوالہ کتانی، اول، ص ۱۹۸ - موخرالذکر نے ان کو تحائف لے جانے والے سفیروں کے طبقہ میں شمار کیا ہے ۔

(۱۴۴) ابن سعد، اول، ص ۲۷۳ ؛ دوم، ص ۲۶۶ بالترتیب ؛ نیز ملاحظہ ہو آخری سفارت کے لیے کتاب المجبر، ص ۷۵ -

(۱۴۵) طبری، سوم، ص ۱۷۸ -

(۱۴۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۳ -

(۱۴۷) ابن سعد، اول، ص ۲۷۳ ؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۶ - ۲۰۵ -

(۱۴۸) فتوح البلدان، ص ۱۰۲ -

(۱۴۹) ایضاً

(۱۵۰) ایضاً

(۱۵۱) طبری، سوم، ص ۱۸۷ -

(۱۵۲) ایضاً ؛ نیز ملاحظہ ہو باب دوم، بحث بر اسلام بنو حنیفہ -

(۱۵۳) طبری، سوم، ص ۱۷۸ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، اول، ص ۸۴۵ -

(۱۵۴) کتانی، اول، ص ۶ - ۱۹۵ -

(۱۵۵) ایضاً، ص ۲۰۱ - ۱۹۹

(۱۵۶) ایضاً

(۱۵۷) اس کے لیے باب اول میں بنی قریظہ پر بحث ملاحظہ کیجئے ۔

(۱۵۸) تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ابن ہشام، دوم، ص ۴۳۰ ؛ واقدی، ص ۸۰۲ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۰، ۸۲۸ ؛ نیز اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۰ - ۱۶ -

(۱۵۹) واقدی، ص ۵۵۹۔

(۱۶۰) ابن خلدون، اوّل، ص ۸۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۶۰-۵۹۔

(۱۶۱) واقدی، ص ۱۰۴۶؛ طبری، سوم، ص ۱۱۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۲۲؛ ملاحظہ ہو اسد الغابہ، چہارم، ص ۹-۲۰۸، ۴۰۱۔

(۱۶۲) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۷۔ (۱۶۳) اسد الغابہ، اول، ص ۱۳۳۔

(۱۶۴) ایضاً، چہارم، ص ۷۲-۵۲۔ (۱۶۵) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۸۰۔

(۱۶۶) ایضاً، ص ۸۱-۲۸۰ (۱۶۷) اصابہ، جلد سوم، ص ۲۴۰ (۱۶۸) واقدی، ص ۱۰۷۶۔

(۱۶۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۴۸؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اوّل، ص ۲۱۰ اور زرقانی، سوم، ص ۳۷۲ وغیرہ۔

(۱۷۰) سیرت ابن اسحاق میں شامل حضرت حسان وغیرہ کی شاعری کی صحت پر مختصر بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے ابن اسحاق کے انگریزی مترجم الفریڈ گلیوم کا مقدمہ اور مکمل بحث کیلیے ملاحظہ ہو ایم اے ۶۰ء ام اور ڈبلو عرفات کے پی ایچ ڈی کے مقالے جو انھوں نے لندن یونیورسٹی میں جمع کیے اور ابھی تک شرمندۂ طباعت نہیں ہو سکے۔

(۱۷۱) ابن اسحاق، ص ۵-۱۷۴ (۱۷۲) ایضاً، ص ۷-۲۰۶ (۱۷۳) ایضاً، ص ۲۴۵

(۱۷۴) ایضاً، ص ۷-۳۰۶؛ نیز ص ۳۲۰ ملاحظہ ہو بدر میں سراقہ کے مکیوں کو چھوڑ بھاگنے پر۔ ص ۹-۳۴۵ پر حضرت حسان نے مکیوں کی اس نکتہ چینی کا جواب دیا تھا جو انھوں نے بدر کے بعد مسلمانوں کے خلاف شروع کی تھی۔

(۱۷۵) ابن اسحاق، ص ۶۷-۳۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۳۶۹ جو یہودی سازشی سرداروں کے قتل کے بارے میں ان کی شاعری سے پُر ہے؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۲۳-۱۲۲، ۸-۱۸۴؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۵؛ طبری، دوم، ص ۹۱-۴۸۹؛ بخاری اور مسلم، کتاب المغازی، متعلقہ ابواب۔

(۱۷۶) ایضاً، ص ۸۰-۳۷۹، مکیوں کے اس غزوہ میں اپنے قومی پرچم کی حفاظت نہ کر سکنے پر حضرت حسان کی تنقید کے لیے؛ ص ۳۸۲ ابی بن خلف کے قتل کے لیے؛ ص ۳۸۶ ہند زوجہ ابوسفیان بن حرب اموی کے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی لاش کا مثلہ کرنے اور دوسرے بے رحمانہ کاموں کے لیے؛ ص ۴۰۵، ۴۰۸، ۴۱۲ اور ۴۱۷ اہلِ مکہ کی شاعرانہ تنقید و نکتہ چینی کے جواب کے لیے۔

(۱۷۷) ابن اسحاق، ص ۳۳-۴۳۰۔ (۱۷۸) ایضاً، ص ۶-۴۳۵

(۱۷۹) حضرت حسان کی شاعری کے اور نمونوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۴۴۸، ۸-۴۵۷، ۷۶-۴۷۲، ۸۰-۴۷۸، ۴۸۳، ۹-۴۸۸، ۹۹-۴۹۷، ۲۱-۵۲۰، ۹-۵۳۷، ۵-۵۴۴، ۵۵۶، ۵۵۸، ۶-۶۲۴، ۳۱-۶۲۹، ۶۷۶، ۹۰-۶۸۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن ہشام کے تبصرے ایضاً، ص ۹۹-۷۲۲۔ مزید ملاحظہ کیجئے دیوان حسان بن ثابت، مرتبہ ڈبلو، عرفات۔

(۱۸۰) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شاعری کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳۱۵، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۴۸ وغیرہ اور حضرت کعب بن مالک کی شاعری کے لیے ایضاً، ص ۳۶، ۹-۲۷۸، ۳۴۴، ۳۵۰، ۳۶۲، ۳۸۱، ۴۰۵، ۴۰۹ وغیرہ۔ مزید ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱-۲۱۰۔

(۱۸۱) کتانی، اوّل، ص ۱۲-۲۱۱ وغیرہ۔ نیز ملاحظہ ہو ان کے نمونوں کے لیے ابن اسحاق کے مختلف صفحات اور زرقانی، سوم، ص ۶-۳۷۲۔

(۱۸۲) ابن اسحاق، ص ۳۱-۴۲۸؛ واقدی، ص ۶۷۹؛ ابن سعد، اول، ص ۲۹۴؛ طبری، سوم، ص ۱۱۶؛ اسد الغابہ، اول، ص ۳۰-۲۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو زرقانی، سوم، ص ۲۷۶۔

(۱۸۳) بخاری، لم یکن لہ بوّاب؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۶-۲۴، اس حدیث اور اس کی مختلف تعبیرات و تشریحات پر محدثین کی بحث کے لیے۔

(۱۸۴) واقدی، ص ۱۷۸۔

(۱۸۵) اس واقعہ کے لیے ملاحظہ ہو بخاری، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب العلم وغیرہ؛ مسلم، باب النکاح؛ ابوداؤد، سنن، باب الامام یصلی من قعود۔

(۱۸۶) ابوداؤد، سنن، مذکورہ بالا باب، کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہ کی چھت پر واقع ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ باقی مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ کے باغ میں کوئی باہری کمرہ تھا۔

(۱۸۷) ایضاً؛ نیز کتانی، اوّل، ص ۲۵-۲۴۔

(۱۸۸) انساب الاشراف، اول، ص ۴۸۴ اور طبری، سوم، ص ۱۷۱۔

(۱۸۹) انساب الاشراف، اول، ص ۴۸۷؛ طبری، سوم، ص ۱۷۱؛ کتاب المحبر، ص ۲۵۸؛ نیز ملاحظہ ہو العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۶، جو ان کو حاجب قرار دیتی ہے۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۱۔

(۱۹۰) بخاری، باب الادب .....؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۲-۲۱۔

(۱۹۱) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۱۔ (۱۹۲) اسد الغابہ، سوم، ص ۵-۱۶۴۔

(۱۹۳) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۴-۲۳ (۱۹۴) ایضاً، ص ۶-۲۵۔

(۱۹۵) واقدی، ص ۸-۱۹۷، ۳۸۸؛ نیز ملاحظہ ہو باب اول اور باب دوم کے متعلقہ مباحث۔

(۱۹۶) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸۔

(۱۹۷) واقدی، ص ۱۱، کا خیال ہے کہ وادی القریٰ کا علاقہ حجاز میں تھا اور اس کے شمال کا علاقہ حدود شام میں شمار ہوتا تھا۔

(۱۹۸) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۸-۱۷۶؛ جمہرہ، ص ۵-۷۳؛ فتوح البلدان، ص ۴۸۔

(۱۹۹) کتاب المحبر، ص ۱۲۶؛ کتانی، اول، ص ۲۳۴ اور ۲۴۶۔

(۲۰۰) کتاب المحبر، ص ۱۲۶۔

(۲۰۱) کتانی، اول، ص ۲۴۶ میں قُرٰی عُرَیْنَۃ ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، مرتبہ چارلس شیفر (CHARLES SCHEFER)، لیڈن ۱۸۹۶ء، ص ۱۲۲ کا بیان ہے کہ قرٰی عربیہ ایک خاص علاقے (ارض) کا اسم معرفہ تھا۔ اس روایت کے مطابق ایک بار حضرت معاذ بن جبل خزرجی کو "قرٰی عربیہ" سے اس کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے بلاذری، انساب الاشراف، چہارم، حصہ دوم، ص ۱۲۰، جن کا بیان ہے کہ تبوک، خیبر اور فدک کے علاقے "قرٰی عربیہ" کے علاقے تھے جن کے گورنر / والی حضرت عمرو بن سعید اموی تھے۔ بلاذری کی اس روایت میں دو غلطیاں ہیں: اول یہ کہ حضرت عمرو بن سعید اموی مآخذ کے متفقہ بیانات کے مطابق وادی القرٰی کے والی تھے نہ کہ قرٰی عربیہ کے۔ اس میں قرٰی عربیہ کو وادی القرٰی سے خلط ملط کر دیا گیا ہے اور اس کو اسم نکرہ سمجھا گیا ہے جس میں کئی مذکورہ بالا علاقے شامل تھے۔ حالانکہ حقیقت وہ ہے جو یحییٰ بن آدم نے بیان کی ہے۔ دوم یہ کہ خیبر اور فدک کی تبوک سے سیکڑوں میل کی مسافت ہے اور عملی طور سے یہ ممکن نہیں کہ اتنی بڑی ایک ولایت ہوتی۔ بہرحال قرٰی عربیہ کے جغرافیائی محلِ وقوع پر اب تک کسی ماخذ سے کوئی روشنی نہیں پڑ سکی ہے۔ قیاس ہے کہ وادی القرٰی اور تبوک کے بیچ کا خطہ "قرٰی عربیہ" کے اسم خاص سے موسوم تھا۔

(۲۰۲) ابنِ حزم اندلسی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعید اموی کی شہادت بدر میں ہوئی تھی مگر یہ صریحاً غلط ہے کہ دوسرے مآخذ سے ان کے بعد میں زندہ ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور دوسرے تمام مآخذ ان کا نام بدری شہید صحابہ میں نہیں گناتے۔ زبیری کا بیان ہے کہ وہ موتہ میں شہید ہوئے تھے لیکن دوسرے مآخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اگر زبیری کا بیان صحیح ہے تو ان کی گورنری کی کل مدت محض سال بھر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۷۴؛ جمہرہ، ص ۷۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۷۳-۳۲۷، ۵۳۴؛ واقدی، ص ۷-۱۲۵، ۷۲-۱۵۲، ۶۹۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶-۲۹۵؛ اصابہ ۱۷۸۱۔

(۲۰۳) فتوح البلدان، ص ۴۸؛ زبیری، ص ۱۲۴۔ ان دونوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یزید بن سفیان اموی عمرۃ القضیہ کے سال یعنی ۷ھ / ۶۲۹ء میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور اسی سال تیماء فتح ہوا تھا جس کی فتح کے برس ہی ان کو اس کا والی مقرر کیا گیا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر، ص ۱۲۶۔

(۲۰۴) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۷۴؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۵-۲۴۴ اور ۲۹۳، جو ابن قدامہ کی الاستبصار کی شہادت پر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ خیبر کی کھجوروں کی پیداوار کا نصف لے کر مدینہ حاضر ہوئے تھے۔ وہ ان کے عمالہ (گورنری) کا علاقہ تھا۔

(۲۰۵) ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۷ - ۱۰۵ خاص کر آخری دو صفحات جن کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمالی پالیسی بڑی پُر اسرار بلکہ راز سربستہ تھی۔

(۲۰۶) اسلامی ریاست کی شمالی پالیسی کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم بحث بر اسلام قبائل شمالی۔

(۲۰۷) ابن سعد، دوم، ص ۱۴۵، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا (یستخلفہ) جب آپ طائف کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ مگر طائف سے آپ جب مکہ واپس آئے اور مدینہ کے لیے روانہ ہونے والے تھے تو آپ نے حضرت عتاب بن اسید اموی کو مکہ اور حج کا امیر مقرر کیا تھا (استعملہ)۔ واقدی کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے لیے ۶ شوال ۸ھ / ۲۷ جنوری ۶۳۰ء کو روانہ ہوئے تھے اور مدینہ کے لیے آپ کی روانگی مکہ یا جعرانہ سے ۱۸ ذیقعدہ ۸ھ / ۸ مارچ ۶۳۰ء کو ہوئی تھی۔ توقیتی اعتبار سے حضرت ہبیرہ بن شبل ثقفی کی گورنری مکہ کی کل مدت ایک ماہ بارہ دن رہی تھی۔ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۵۵۔ دوسری طرف واقدی، ص ۸۸۹ اور ۹۵۹ کا بیان ہے کہ حنین کے غزوہ کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی سے قبل حضرت عتاب بن اسید کی بطور والی مکہ تقرری ہوئی تھی۔ لیکن واقدی کے اس بیان کی خود اس کے دوسرے بیان سے تردید ہوتی ہے جس کے مطابق وہ حضرت عتاب کی تقرری کا زمانہ مدینہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کو قرار دیتا ہے۔ اس سے بالواسطہ سہی مگر ابن سعد اور اسد کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کتانی نے بھی حضرت ہبیرہ بن شبل کی تقرری کا حوالہ نہیں دیا ہے ملاحظہ ہو اس بحث پر اس کی چوتھی فصل، ص ۲۴۰ - ۲۴۶؛ نیز ملاحظہ ہو ازرقی، ص ۱۲۷ - ۸، جن کا خیال ہے کہ حضرت عتاب کی تقرری جنگِ حنین سے قبل ہُوئی تھی؛ نیز دیکھئے ابن قتیبہ دینوری، المعارف، ص ۱۶۳؛ ابن سعد، پنجم، ص ۴۴۶۔

(۲۰۸) ابنِ ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ طبری، سوم، ص ۷۳، ۹۴؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۸ اور ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷۔

(۲۰۹) ابن ہشام، سوم، ص ۴۴۰، ۵۰۰؛ واقدی، ص ۸۸۹، ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۴۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۸؛ فتوح البلدان، ص ۵۳؛ زبیری، ص ۱۸۷؛ ازرقی، ص ۱۲۷ - ۸؛ جمہرہ، ص ۱۰۴؛ فاکہی، ص ۳۶، ۴۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر، ص ۱۲۶۔

(۲۱۰) جمہرہ، ص ۱۰۴؛ اسد، سوم، ص ۹ - ۳۵۸۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹۔ اور فاکہی، ص ۳۵۔ نیز ملاحظہ ہو ابن قتیبہ، مذکورہ بالا، ص ۲۸۳۔

(۲۱۱) فاکہی، ص ۴۰۔ لیکن اسد الغابہ، سوم، ص ۹ - ۳۵۸ کا بیان ہے کہ ان کو روزانہ تنخواہ صرف دو درہم ملتی تھی۔ جس کا مطلب ہوا کہ ان کی ماہانہ تنخواہ ۶۰ درہم اور سالانہ آمدنی ۷۲۰ درہم تھی۔ لیکن اگر ایک اوقیہ چاندی میں چالیس درہم ہوتے تھے جیسا کہ کتانی کا خیال ہے تو ان کی تنخواہ سولہ سو درہم سالانہ تھی یعنی ۱۳۳۲۳ درہم ماہانہ یا ۴۴۴ درہم روزانہ۔ ایک اور روایت کا اصرار ہے کہ ان کی تنخواہ صرف ایک درہم روزانہ تھی۔ جبکہ ایک اور روایت کا مدعا یہ ہے کہ ان کو کچھ بھی تنخواہ نہیں ملتی تھی۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۶۴۔ سکوں اور اوزان کے لیے ملاحظہ ہو

مقریزی، النقود الاسلامیۃ، مرتبہ محمد السید علی، نجف ۱۹۶۷ء؛ اور شذور العقود، مرتبہ ایل اے، میئر، اسکندریہ ۱۹۳۳ء؛ اے، ایم، کرمیلی، النقود العربیۃ، قاہرہ ۱۹۳۹ء؛ نیز جہشیاری، کتاب الوزراء والکتاب، قاہرہ ۱۹۳۸ء؛ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، لیڈن، ص ۶۷ - ۱۵۱ء؛ نیز ملاحظہ ہو بلاذری، فتوح البلدان، ص ۶ - ۴۵۱۔

(۲۱۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵۴۰؛ واقدی، ص ۹۶۸؛ ابن سعد، اول، ص ۳۱۲؛ چہارم، ص ۹ - ۵۰۸؛ فتوح البلدان، ص ۷۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ کتاب المحبر، ص ۱۲۷؛ طبری، سوم، ص ۹۹؛ نیز ملاحظہ کیجیے اسد، سوم، ص ۴ - ۳۷۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۱۲۸؛ کتانی، اول، ص ۲۴۳ اور دیکھیے ابن قتیبہ، مذکورہ بالا، ص ۹ - ۲۶۸۔

(۲۱۳) ابن اسحاق، ص ۶۱۹؛ ابن ہشام، سوم، ص ۵۴۰۔ اس زمانے میں اسلامی یا مذہبی تعلیم و تفقہ کا مطلب تھا قوانینِ دستور کی سمجھ۔ پھر ثقیف کے وفد میں ان کی شمولیت ان کی فراست اور ذہانت کی دلیل تھی۔ اس کے علاوہ واقعاتی شہادت ان کی قائدانہ صلاحیتوں اور لیاقتوں کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ جس کے مطابق وہ خلافتِ صدیقی اور خلافت فاروقی میں بحرین اور عمان کی حیثیت سے اور اس سے قبل آٹھ برس تک مکہ کے گورنر کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ گورنری پر اتنے طویل زمانے پر فائز رہنا بجائے خود ایک بڑا کارنامہ تھا۔

(۲۱۴) ابن سعد، پنجم، ص ۵۲۷۔

(۲۱۵) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۱۶) ابن سعد، چہارم، ص ۷ - ۵۶، کا خیال ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن نوفل ہاشمی کو مکہ کے بعض ماتحت علاقوں (اعمال) پر مقرر کیا تھا اور حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان کی خلافت کے زمانے میں اس عہدے پر بحال رہے تھے تا آنکہ وہ انتقالِ وطن کر کے بصرہ جا بسے تھے۔ ان کی ترکِ سکونت کا زمانہ حضرت عثمان غنی کی خلافت کا آخری زمانہ معلوم ہوتا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۲ - ۲۴۱۔

(۲۱۷) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۷؛ واقدی، ص ۸۸۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰ - ۵۲۹؛ فتوح البلدان، ص ۸۰، اور طبری، سوم، ص ۹۵۔

(۲۱۸) کتاب المحبر، ص ۱۲۶۔ حضرت علاء بن حضرمی کی تقرری اور مدتِ گورنری کے بارے میں خاصا اختلاف بلکہ ابہام ہے ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۹۲ اور آئندہ بحث بھی۔

(۲۱۹) فتوح البلدان، ص ۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ اسد، اول، ص ۷ - ۳۵؛ ابن خلدون، اول، ص ۴۴ - ۸۴۳، ۸۴۴؛ کتانی، اول، ص ۲۴۶۔ موخر الذکر نے حافظ زین الدین عراقی کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابان بن سعید اموی کو الخط علاقہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ کتانی نے اس ضمن میں حضرت علاء بن حضرمی کا نام بالکل نہیں لیا ہے۔

(۲۲۰) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۳۹ - ۳۲ اور باب پنجم بحث بر صدقات و جزیہ۔

(۲۲۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۷ (۲۲۲) اسد، اول، ص ۴۰۰

(۲۲۳) اسد، اول، ص ۹۷۔ (۲۲۴) ایضاً، ص ۲۹۸

(۲۲۵) ایضاً، ص ۱۲ - ۳۱۱؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۹۳؛ جمہرہ، ص ۶۶؛ اصابہ ۱۲۵۶۔

(۲۲۶) ابن سعد، اول، ص ۹ - ۲۷۸؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۳۴ - ۳۳؛ اسد، اول، ص ۴۹، ۱۲-۳۱۱، ۸ - ۲۹۷۔

(۲۲۷) نجران کے معاہدۂ صلح کے لیے ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۹۷ - ۷۵۔ مجموعۃ الوثائق، ص ۹۶ - ۸۰ اور باب پنجم، بحث بر جزیہ۔

(۲۲۸) ابن ہشام، دوم، ص ۱۶ - ۲۱۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے بخاری، کتاب المغازی: فتح الباری، ہفتم، ص ۷۴؛ ابن ماجہ، سنن، اول، ص ۳۲۔

(۲۲۹) ابن اسحاق، ص ۲۷۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۱۲ - ۴۱۱۔

(۲۳۰) ابن اسحاق، ص ۲۷۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۷۔

(۲۳۱) ابن سعد، سوم، ص ۴۱۲؛ نیز دیکھئے اسد، پنجم، ص ۲۴۹؛ اصابہ ۴۳۹۳۔

(۲۳۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵ - ۵۹۴؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰ - ۵۲۹؛ طبری، سوم، ص ۱۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز دیکھیے اسد، چہارم، ص ۹ - ۶۸ جس کا بیان ہے کہ تقرری کے وقت صحابی موصوف کی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ مزید ملاحظہ کیجئے حضرت خالد بن ولید مخزومی کے کام کے لیے مجموعۃ الوثائق، ص ۷۳ - ۷۱؛ نئے گورنر کو ہدایات نبوی کے لیے ایضاً، ص ۹ - ۱۰۲۔

(۲۳۳) فتوح البلدان، ص ۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۱۳ - ۱۲ جس کا بیان ہے کہ حضرت ابو سفیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک جرش کی گورنری پر فائز رہے اور آپ کی وفات کے بعد ہی مدینہ واپس آئے تھے مگر انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ کے مطابق واقدی کی رائے ہے کہ حضرت ابو سفیان وفاتِ نبوی کے وقت مدینہ میں موجود تھے جبکہ کلبی کی رائے ہے کہ وہ اس وقت جرش میں تھے؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۹ - ۶۸۔

(۲۳۴) فتوح البلدان، ص ۷۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۰ - ۵۲۹ کا بیان ہے کہ ایک روایت کے مطابق حضرت یزید بن ابی سفیان اموی کو اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عوف بن مالک کو نجران بھیجا گیا تھا۔

(۲۳۵) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۱۵۔

(۲۳۶) ان کے قبولِ اسلام کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۹ - ۶۵۸؛ طبری، سوم، ص ۸ - ۲۲۷؛ اسد، اول، ص ۱۹۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۱ - ۲۴۰۔ ایک روایت سے معلوم

ہوتا ہے کہ انھوں نے خسرو پرویز کے قتل کے فوراً بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ یعنی ۶۲۸ء کے بعد۔

(۲۳۷) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲-۱۲۱، کا خیال ہے کہ وہ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا اسلام دراصل سیاسی وفاداری اور سیاسی اتحاد تھا۔ مستشرق موصوف دراصل سرحدی علاقوں کے تمام سرداروں کے اسلام کو مذہبی تبدیلی کے بجائے سیاسی تبدیلی سمجھتے ہیں۔

(۲۳۸) طبری، سوم، ص ۸-۲۲۷، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور اس کے تمام ماتحت علاقوں (مخالیف) پر حضرت باذان کے اقتدار کو تسلیم کر لیا تھا اور ان کے ساتھ حکومت میں کسی اور کو شریک نہیں کیا تھا؛ نیز ملاحظہ فرمائیے ابن خلدونؒ، اول، ص ۸۴۳؛ اسد الغابہ، اول، ص ۱۹۳۔

(۲۳۹) اسد الغابہ، سوم، ص ۶؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۶۵۹؛ طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۴۰) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸، کا بیان ہے کہ ان میں ہر ایک کو ایک مخصوص علاقے (حیّز) پر مقرر کیا گیا تھا۔

(۲۴۱) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۴۲؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۳۷، موخر الذکر کا بیان ہے کہ "معاذ بن جبل کو پورے یمن اور حضر موت کے ان علاقوں میں جو دوسرے نمائندوں (AGENTS) کو سپرد کیے گئے تھے بعض فرائض سونپے گئے تھے۔ ان فرائض میں مذہبِ اسلام کی تعلیم دینا اور کم از کم کچھ علاقوں میں صدقات وصول کرنا شامل تھا۔ لیکن مقامی نمائندوں کی نگرانی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔" مستشرق موصوف کا یہ بیان تاریخی شواہد کے خلاف اور غلط ہے۔ اوپر کی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت معاذ کو ان تمام علاقوں میں مذہبی/سیاسی اور انتظامی اختیارات حاصل تھے اور مقامی منتظمین اور دوسرے گورنروں کے کاموں کی نگہداشت بھی ان کے فرائض میں سے تھی کہ وہ گورنر جنرل تھے۔

(۲۴۲) ابن اسحاق، ص ۶۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۱؛ فتوح البلدان، ص ۸۱ نے حضرت معاذ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادوں کا "امیر" کہا ہے۔

(۲۴۳) فتوح البلدان، ص ۸۰، دوسرے صفحہ پر ایک روایت ہے کہ ان کو یمن کے صدقات پر مامور کیا گیا تھا۔ ص ۸۲-۸۳ پر ان کے عدلیاتی/عدالتی اور انتظامی فرائض و اختیارات بتائے گئے ہیں۔

(۲۴۴) انساب الاشراف، اول ص ۵۲۹۔

(۲۴۵) ابن ہشام، سوم، ص ۵۹۰۔

(۲۴۶) ابن سعد، اول، ص ۵-۲۶۴۔

(۲۴۷) بخاری، صحیح، باب وجوب الزکاۃ۔

(۲۴۸) اسد، چہارم، ص ۸-۳۷۶؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۹ جس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت معاذ کو ایک گرامی نامہ بھیجا تھا جس میں حضرت ابو کنف عبد الرضا خولانی کے معاملہ میں کوئی ہدایت دی گئی تھی۔

(۲۴۹) ابن خلدون، اول، ص ۲۶ - ۸۲۵۔

(۲۵۰) طبری، سوم، ص ۲۲۸۔

(۲۵۱) معلم کے معانی کے لیے ملاحظہ ہو لسان العرب، متعلقہ لفظ "ہس وہر" عربک۔ انگلش ڈکشنری، اور عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات۔

(۲۵۲) طبری، سوم، ص ۲۳۵، کی روایت کے مطابق جنوبی عرب کے تمام والی اسود عنسی کی بغاوت کے خاتمے کے فوراً بعد یعنی حیاتِ نبوی میں ایک مقام پر جمع ہوئے تھے اور ان کی (امارة) پر اتفاق کر لیا تھا۔ اور پھر وہ سب اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے تھے۔

(۲۵۳) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴۔

(۲۵۴) ملاحظہ فرمائیے کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۵۵) طبری، سوم، ص ۳۰ - ۲۲۹ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۸۔

(۲۵۶) طبری، سوم، ص ۱۴۷ کی ایک روایت کہ جنوبی عرب کے "امیروں" اور "عاملوں" کی روانگی سنہ ۱۰ھ / سنہ ۶۳۱ء میں ہوئی تھی نا قابلِ قبول معلوم ہوتی ہے۔

(۲۵۷) طبری، سوم، ص ۹ - ۲۲۸۔

(۲۵۸) طبری، سوم، ص ۹ - ۲۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۸۳۔

(۲۵۹) فتوح البلدان، ص ۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، پنجم، ص ۳۰۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ بخاری، کتاب وجوب الحج و فضائلہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۶ - ۱۰۵۔

(۲۶۰) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۹۶؛ اسد، دوم، ص ۶۴ - ۹۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔ مزید دیکھیے فتوح البلدان، ص ۸۰ اور انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ جن کے مطابق حضرت خالد بن سعید اموی کو صنعاء اور اس کے ماتحت علاقے سونپے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ حضرت شہر کے انتقال کے بعد یہ انتظام ہوا ہو۔

(۲۶۱) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، سوم، ص ۵۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۶۲) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، پنجم، ص ۹ - ۱۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۶۳) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۰؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، دوم، ص ۲۱۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر، ص ۱۸۶؛ کتانی، اول، ص ۲۴۵۔

(۲۶۴) طبری، سوم، ص ۹ - ۲۲۸ ؛ اسد، چہارم، ص ۲۳ - ۲۲ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۳۴۳ : کتانی، اول، ص ۲۴۵ -

(۲۶۵) طبری، سوم، ص ۹ - ۲۲۸ ؛ اسد، پنجم، ص ۲ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۳۴۳ ؛ نیز کتانی، اول، ص ۲۴۳ -

(۲۶۶) طبری، سوم، ص ۲۲۸، کا مزید بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن و حضر موت کے علاقوں کی وضاحت کی تھی اور ان میں سے ہر ایک مخصوص علاقے کو ان امیروں کے سپرد کیا تھا۔

(۲۶۷) ابن اسحاق، ص ۹۴۳ ؛ طبری، سوم، ص ۱۲۱ ؛ فتوح البلدان، ص ۱۰۱ ؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۱ -

(۲۶۸) اسد، سوم، ص ۳۵۱ -

(۲۶۹) اسد، سوم، ص ۱۵۵ ؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۴۵، جنھوں نے نووی کی تہذیب کی بنیاد پر کہا ہے کہ حضرت عبداللہ مخزومی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الجند اور اس کے ماتحت علاقوں پر (امیر) مقرر کیا تھا اور وہ حضرت عثمان کی خلافت تک وہاں تعینات رہے۔ یقیناً وہ امیر (گورنر/والی) نہیں تھے جیسا کہ نووی اور کتانی ہم کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک صوبائی سالار فوج کی تھی جو علاقے کے گورنر جنرل کا ماتحت تھا۔ مزید دیکھئے زبیری، ص ۳۱۷ ؛ اصابہ ۵۹۶ ۴۷۶۶ ؛ الاستیعاب، دوم، ص ۹۹ - ۲۹۸ ؛ جمہرہ، ص ۱۳۷ -

(۲۷۰) انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ ؛ نیز فتوح البلدان، ص ۸۰ -

(۲۷۱) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴ ؛ ترمذی، سنن -

(۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۹۴۴ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴ وغیرہ -

(۲۷۳) ابن اسحاق، ص ۹۴۴ ؛ مسلم، کتاب الایمان -

(۲۷۴) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴ وغیرہ -

(۲۷۵) ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۸، کا خیال ہے کہ امکان یہ ہے کہ نقل کے دوران ان ہدایات میں کافی تغیر و تبدل اور اضافہ ہوا ہے۔ اور وہ عہد نبوی کے زمانے میں رائج طریقوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ واٹ کا یہ شبہ بے بنیاد ہے۔

(۲۷۶) ابن اسحاق، ص ۸ - ۹۴۷ ؛ ابویوسف، کتاب الخراج، ص ۲۱ - ۲۰ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۸ - ۱۰۴ ؛ نیز ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۸ -

(۲۷۷) کتانی، اول، ص ۲۴۵ -

(۲۷۸) انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۴ -

(۲۷۹) ازرقی، ص ۸ - ۱۲۷ -

(۲۸۰) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۸-۵۶، ۶۲-۶۱، حضرت منذر بن ساوی کے نام ہدایاتِ نبوی کے لیے؛ س ۶۹ جیفر بن عبد کے نام ہدایات کے لیے۔ خطِ نبوی، ۵۰ میں ہے کہ "میرے فرستادوں (رسل) کی اطاعت میری اطاعت کے مترادف ہے۔" خط ۵۸ میں جو حضرت منذر بن ساوی نے بارگاہِ نبوی میں بھیجا تھا انھوں نے اپنے غیر مسلم باشندوں کے اسلامی ریاست میں مقام و مرتبے کے بارے میں سوالات پوچھے تھے اور آپ کا فیصلہ چاہا تھا۔ اسی طرح خط ۵۹ اور ۶۰ ہجر کے لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ آپ کے امیروں کی اطاعت کریں۔ خط ۶۳ حضرت منذر بن ساوی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صدقات و جزیہ کی رقم جو انھوں نے اپنے علاقہ میں جمع کی ہے مدینہ کے دو مرکزی نمائندوں حضرات ابوہریرہ اور قدامہ کے حوالے کر دیں۔ یہی خط ۶۴ حضرت علاء بن حضرمی گورنر بحرین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صدقات، جزیہ اور عشور کی تمام رقوم حضرت منذر بن ساوی سے وصول کر کے مذکورہ بالا دونوں مرکزی نمائندوں کے حوالے کر دیں۔

(۲۸۱) ایضاً، ص ۶۲ (۲۸۲) ایضاً، ص ۸-۶۷۔

(۲۸۳) ایضاً، ص ۸۲-۸۰۔ خط ۹۴ اہل نجران کے لیے ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ "میرے رسل (فرستادوں) کی طاعت اور مدد کریں۔" نیز ملاحظہ ہو ص ۸۴-۸۳۔

(۲۸۴) ایضاً، ص ۲-۱۱۱ (۲۸۵) ایضاً، ص ۱۵-۱۱۴

(۲۸۶) ایضاً، ص ۲۸-۱۲۶، ۳۰-۱۲۹۔ (۲۸۷) ایضاً، ص ۱۳۱۔

(۲۸۸) ایضاً، ص ۱۵۷۔ یہ گرامی نامہ قضاعہ کے لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ دو مرکزی منتظموں حضرات ابی اور عنبسہ کو صدقات ادا کریں۔

(۲۸۹) ایضاً، ص ۸-۱۶۶ (۲۹۰) ایضاً، ص ۹-۱۶۷

(۲۹۱) ایضاً، ص ۷-۱۷۶۔ اس گرامی نامے نے بنو اسد کے لوگوں کو تمام معاملات میں مرکزی منتظم حضرت قضاعی بن عمرو کے فیصلوں کو بخوشی قبول کرنے کا حکم دیا تھا۔

(۲۹۲) واقدی، ص ۵۶۱؛ نیز اسد، اول، ص ۱۱۵۔

(۲۹۳) اسد، دوم، ص ۱۳۴؛ سوم، ص ۱۰۴ بالترتیب۔

(۲۹۴) ابن ہشام، دوم ص ۴۹۱؛ واقدی، ص ۹۵۵؛ ابن سعد، اول، ص ۳۱۲؛ طبری، سوم، ص ۹-۸۸؛ نیز اسد، چہارم، ص ۲۹۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۸۔

(۲۹۵) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اوّل، ص ۳۲۲؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۴-۳۹۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۹۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۸

(۲۹۷) ایضاً، ضمیمہ دوم - ۹ ؛ نیز دیکھئے طبری، سوم، ص ۷ - ۱۳۶، اور ص ۱۹ - ۱۱۵ بالترتیب۔

(۲۹۸) قرآن کریم، سورہ الاعراف، آیت ۱۶۰ ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ترجمہ مولانا اشرف علی ؛ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن رچرڈ بیل، دی قرآن۔ ایڈنبرا، ۱۹۳۷ء، اول، ص ۱۵۲۔

(۲۹۹) قرآن کریم، سورہ مائدہ، آیت ۱۵ ؛ طبری، تفسیر، جلد دہم، ص ۱۸ - ۱۰۹ ؛ نیز رچرڈ بیل، اول، ص ۹۵۔

(۳۰۰) دی بائبل (انجیل مقدس) اعداد (NUMBERS)، باب اول، آیات ۲ اور ۴ - آیات ۱۵-۵ بارہ یہودی نقیبوں کے نام بیان کرتی ہیں ؛ نیز ملاحظہ کیجئے کتاب المحبر، ص ۴۶۴ ؛ طبری، تاریخ، اول، ص ۳۰ - ۴۲۹ ان کے مسلم مآخذ میں ناموں کے لیے۔

(۳۰۱) ایضاً، آیت ۱۶ (۳۰۲) ایضاً

(۳۰۳) رچرڈ بیل، مذکورہ بالا، اول، ص ۹۵، حاشیہ ۴۔

(۳۰۴) سینٹ میتھیوز، دہم، آیات ۱ تا ۴ - ان کے ناموں کے لیے مسلم مآخذ دیکھیے کتاب المحبر، ص ۵ - ۴۶۴۔

(۳۰۵) ایضاً، آیات ۷ - ۵ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے شاگردوں کو مکمل ہدایات کے لیے ملاحظہ کیجئے باب دہم، آیات ۸ تا ۴۲۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۲۰۴ (۳۰۷) ابن سعد، سوم ص ۳ - ۶۰۲۔

(۳۰۸) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴۔ (۳۰۹) کتاب المحبر، ص ۷ - ۴۶۴۔

(۳۱۰) طبری، دوم، ص ۳۶۳ (۳۱۱) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴۔

(۳۱۲) ابن اسحاق، ص ۲۰۴۔

(۳۱۳) ابن اسحاق، ص ۲۰۴ ؛ ابن سعد، سوم، ص ۶۰۲ ؛ طبری، دوم ص ۳۶۳ ؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول ص ۲۵۴، کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقرر کیا تھا یا ان کے نام لیے تھے صحیح نہیں ہے۔

(۳۱۴) ایضاً۔

(۳۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۳ - ۶۰۲ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴ ؛ فتوح البلدان، ص ۲۰۔

(۳۱۶) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴۔

(۳۱۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۱۰ ؛ نیز ابن سعد، سوم، ص ۹۶ - ۶۰۳۔

(۳۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۲ - ۲۰۹ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۸ - ۲۴۰۔

(۳۱۹) مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۸۔ (۳۲۰) ایضاً۔

(۳۲۱) ابن سعد، سوم، ص ۶۱۱ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۴۳۔

(۳۲۲) انساب الاشراف، اول، ص ۲۴۶ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۶۱۹۔

(۳۲۳) اسد الغابہ، اول، ص ۴، ۱۸۳۔

(۳۲۴) اسد الغابہ، چہارم، ص ۹۵ - ۹۳۔

(۳۲۵) اسد الغابہ، دوم، ص ۲ - ۱۵۱۔

(۳۲۶) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۶۷۔

(۳۲۷) عباسی نقیبوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، تہران اڈیشن غیر مورخہ، دوم، ص ۱۹۴؛ ہفتم ص ۳۶۰، ۳۷۹؛ نہم، ص ۳۸۷؛ دوازدہم، ص ۲۲۷؛ طبری، چہارم، ص ۵۶۲ وغیرہ؛ ابن اثیر، الکامل، پنجم، ص ۵۳، ۶ - ۲۵۵ اور ۳۰۸۔

علوی نقیبوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، یازدہم، ص ۴۰۲؛ الکامل، ہشتم، ص ۶ - ۵۶۵، ۱۰؛ نہم، ص ۲۵، ۷۷، ۱۰۵، ۲۱۹، ۲۴۲، ۲۶۳، ۴۴۵، ۵۱۳، ۵۲۹، ۵۹۹؛ ابن طولون، قضاۃ دمشق، دمشق ۱۹۶۴ء، ص ۴۱ - ۴۰۔

(۳۲۸) عباسی انقلاب کے داعیوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: فاروق عمر، طبیعۃ الدعوۃ العباسیۃ، بیروت ۱۹۷۰ء؛ نیز دلھاوزن مذکورہ بالا، آخری دو باب۔

(۳۲۹) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدالتی فیصلوں پر مبسوط کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کتانی، اول، ص ۳ - ۲۵۱ نے اس موضوع پر ایک خاص فصل باندھی اور ان میں سے بیشتر کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے کچھ کتابوں کے نام درج ہیں:

(الف) ابن الطلاع، "کتاب اقضیۃ رسول اللہ"۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل کتاب (ب) پر مبنی ہے۔

(ب) ابوبکر ابن ابی شیبہ، "کتاب اقضیۃ رسول اللہ"۔

(ج) ظہیر الدین علی بن عبد العزیز المرغینانی الحنفی (متوفی ۵۰۶ھ / ۱۱۱۲-۳ء) "کتاب اقضیۃ الرسول"۔ اس کتاب پر متعدد حواشی اور شروح لکھی گئیں۔

(د) ابن ابی مروان اشبیلی (متوفی ۵۴۹ھ / ۱۱۵۴ء) "المنتخب المنتقی"۔ مندرجہ ذیل کتاب (س) اس پر مبنی ہے۔

(س) ابو محمد عبد الحق اشبیلی کی تصنیف۔

(ص) ابو علی حسین بن المبارک الموصلی (متوفی ۷۴۲ھ / ۱۳۴۱ء)، "الفتاوی النبویۃ فی المسائل الدینیۃ و الدنیویۃ"۔

(ط) ابن قیم الدمشقی (شمس الدین محمد بن ابی بکر) (متوفی ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء)، "اعلام الموقعین عن رب العالمین"۔

(ع) سید صدیق حسن خاں بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) "بلوغ السول فی اقضیۃ الرسول"۔

اس موضوع پر قدیم وجدید مورخین اور محققین نے جن میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

اتنی بڑی تعداد میں اس موضوع پر کتابوں کا لکھا جانا بلا ریب ثابت کرتا ہے کہ عہدِ نبوی میں عدالتی ارتقا ہو چکا تھا چاہے اس کی شکل بالکل ابتدائی رہی ہو۔

(۳۳۰) مذکورہ بالا (۳۳۱) ایضاً، ص ۵۶ - ۲۵۳۔

(۳۳۲) ایضاً، ص ۲۴ - ۲۵۶ (۳۳۳) ایضاً، ص ۲۵۸۔

(۳۳۴) کتاب المحبر، ص ۸ - ۱۲۵، ان کے لیے لفظ "امراء" استعمال کرتی ہے جبکہ فتوح البلدان، ص ۸۰ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ کو "قضا" کا عہدہ سونپا گیا تھا۔ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ نے ایسے عدالتی کارکنوں کا ذکر "عمال" میں کیا ہے اور حضرت معاذ کا نام ان میں شامل ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۴۴۴؛ ابن ہشام، ص ۵۹۰؛ ابن سعد، اول، ص ۵ - ۲۶۴؛ طبری، سوم، ص ۱۲۱، ۹ - ۲۲۸؛ بخاری، باب وجوب الزکاۃ؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸ - ۳۷۶؛ نیز کتانی، اول، ص ۲۴۰ وغیرہ۔

(۳۳۵) کتانی، اول، ص ۲۵۸ - (۳۳۶) ایضاً، ص ۲۵۹ - (۳۳۷) ایضاً

(۳۳۸) ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، مرتبہ سید احمد خاں، کلکتہ ۱۸۶۲ء، ص ۷ - ۳۱۶۔

(۳۳۹) کتانی، اول، ص ۵ - ۲۸۴ - (۳۴۰) ایضاً

(۳۴۱) ایضاً۔ کسی شے کا بغیر تولے، ناپے اور شمار کیے یوں ہی ڈھیری کی شکل میں خریدنا یا بیچنا مجازفہ کہلاتا ہے۔

(۳۴۲) ایضاً (۳۴۳) ایضاً

(۳۴۴) طبقات، دوم، ص ۱۲۵۔ نیز ملاحظہ کیجئے محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق، ص ۵۲، جس کا بیان ہے کہ مکہ میں روزانہ بازار لگتا تھا۔

(۳۴۵) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۸۷۔

(۳۴۶) ملاحظہ ہو باب پنجم بحث اقتصادی دولت مہاجرین و انصار۔

(۳۴۷) واقدی، ص ۹۰ - ۹۸۹۔

باب پنجم

(۱) ملاحظہ کیجئے محمد تقی امینی، اسلام کا زرعی نظام، علی گڑھ ۱۹۰۸ء؛ سید ابو الاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، مرتبہ خورشید احمد، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۸۱ء۔

(۲) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸ - ۲۰۵؛ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۶ - ۸۶۔

(۳) سید جلال الدین عمری، "کمزور کے مسائل اسلام نے حل کئے ہیں"، تحقیقاتِ اسلامی، جنوری ۱۹۸۲ء، ص ۸۹ - ۸۴۔

(۴) مذکورہ بالا صحابہ کرام کی مکی عہد میں دولتمندی کے لیے ملاحظہ کیجئے: بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۲، ۲۶۱، ۲۷۰ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۶۰، ۲۶-۱۲۵، ۳-۱۷۲، ۲۱۵، ۲۲۸، ۲۷۲؛ ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ ص ۱۷-۲۱۶، ۲۲۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے مارگولیتھ MUHAMMAD AND THE RISE OF ISLAM، لندن ۱۹۰۵ء، ص ۹۶، ۱۰۰-۹۹، ۱۰۱؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۱۹۱ وغیرہ؛ نیز خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرینِ مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟" تحقیقاتِ اسلامی، اپریل۔ جون ۱۹۸۳ء، ص ۲۲-۱۴۔

(۵) خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرینِ مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟" (۶) ایضاً

(۷) انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۱۔ (۸) ایضاً

(۹) اس بحث کے لیے ملاحظہ ہو مہاجرین پر خاکسار کا مضمون مذکورہ بالا۔ نیز "عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں: محرکات، مسائل اور مقاصد" برہان دہلی، دسمبر ۱۹۸۲ء۔ اگست ۱۹۸۳ء۔

(۱۰) ان مباحث کے لیے ملاحظہ ہوں خاکسار کے دو مضمون، تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، جلد ۱، شمارہ ۴ اور جلد ۲، شمارہ ۲۔

(۱۱) تحقیقاتِ اسلامی، جلد ۲، شمارہ ۲۔

(۱۲) ابن اسحاق، ص ۴-۳۶۳؛ واقدی، ص ۱۷۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے برکات احمد، محمد اینڈ دی جیوز، مذکورہ بالا۔

(۱۳) ابن اسحاق، ص ۸-۴۳۷؛ واقدی، ص ۳۷۰، ۳۷۲، ۵-۳۷۴، ۸-۳۷۷؛ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۳۴-۳۱؛ نیز برکات احمد، مذکورہ بالا۔

(۱۴) واقدی، ص ۵۰۱، ۵۲۱ وغیرہ؛ فتوح البلدان، ص ۳۶-۳۴؛ نیز برکات احمد، مذکورہ بالا۔

(۱۵) واقدی۔ ص ۶۳۴، کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی حدا داسلمی نے مدینہ کے ایک یہودی مہاجن ابوالشحم سے پانچ درہم قرض لیا تھا جو غزوۂ خیبر کے ذرا پہلے ادا کیا تھا۔ اس روایت میں سودی رقم کا ذکر نہیں ہے۔ دوسرے قرض کی رقم بہت معمولی ہے۔ خیال ہے کہ کاتب کی غلطی سے پانچ کے بعد کوئی تعداد تحریر میں آنے سے رہ گئی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۷۹، اور ص ۳۷۴، جس کے مطابق بنو قینقاع اور بنو نضیر کے یہودیوں نے انصار کو کافی بڑی رقمیں سود پر ادھار دی تھیں جو اُنھوں نے اپنی جلاوطنی سے پہلے وصول کی تھیں۔ واقدی، ص ۳۷۴ ہی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسید بن حضیر نے جو اوس کے ایک بڑے سردار تھے بنو نضیر کے ایک مالدار یہودی مہاجن ابو رافع سلام بن ابی الحقیق سے اسی دینار ایک سال کے عرصہ کے لیے لیے تھے اور اس پر ان کو پچاس فیصد سود کے مطابق سال کے بعد ایک سو بیس دینار ادا کرنے تھے۔ بہرحال اس سے پہلے ہی یہودی مہاجن کو جلاوطن ہونا پڑا اور معاہدہ کے مطابق اسے صرف اصل مال یعنی اسی دینار ہی پر اکتفا کرنا پڑا۔ واقدی، ص ۹-۱۸۸، کا مزید بیان ہے کہ بنو نضیر سے متعلق ایک اور یہودی مہاجن کعب بن اشرف رہن کی ضمانت پر سودی ادھار دیتے تھے۔ متعدد مآخذ

سے معلوم ہوتا ہے کہ رہن میں زمین ، باغ ، کھیت ، ہتھیاروں ، سونے چاندی کے زیورات کے علاوہ بیوی بچوں کو بھی رکھنے کا رواج تھا۔ شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، دوم ، ص ۱۰۳ کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے مقروض اپنے آخری وقت میں بھی تھے ۔ ان کے علاوہ متعدد اور مثالیں بھی مسلمانانِ مدینہ کے یہودیوں کے مقروض ہونے کی مآخذ میں بکھری ہوئی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی مہاجن مسلمانوں کے ساتھ لین دین کا کاروبار کرکے ہی مالدار بنے تھے ۔

(۱۶) بلاذری ، انساب الاشراف ، اول ، ص ۳۱۳ وغیرہ ۔

(۱۷) اراضی مدینہ کی تقسیم کے لیے ملاحظہ کیجئے اس باب میں بحث بر " نظام قطائع "۔

(۱۸) ملاحظہ ہو شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، اول ، ص ۷- ۲۸۶ ؛ مارگولیتھ ، مذکورہ بالا ، ص ۹۶ ، ۱-۱۰۱ - ۹۹ -

(۱۹) ابن سعد ، سوم ، ص ۶۱۵ وغیرہ ۔ بخاری ، باب فضل المنیحہ ؛ شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، اول ، ص ۲۷۰ ؛ زرقانی کے مطابق وہ ایک دن میں اسی مہمانوں کو کھانا کھلاتے اور ان کی بھرپور خاطر تواضع کرتے تھے ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ان کے عطیات کے لیے اگلی بحث ۔

(۲۰) ابنِ سعد ، سوم ، ص ۳۶ - ۴۲۰ -

(۲۱) انساب الاشراف ، اول ، ص ۲۶۷ ۔

(۲۲) واقدی ، ص ۳۱ - ۳۲۹ -

(۲۳) مسلم ، صحیح ، باب الصدقات ۔

(۲۴) بخاری ، باب الرطب والتمر ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی ، ص ۴۰۲ - ۴۰۰ ۔

(۲۵) بخاری ، کلام الرب مع اہل الجنۃ ؛ واقدی ، ص ۲۰۷ ، ۲ - ۴۰۱ ، ۴۰۵ ۔

(۲۶) واقدی ، ص ۲۰۷ ، ۳۷۵ ، ۲ - ۴۰۱ ، ۹ - ۵۳۵ وغیرہ ۔

(۲۷) اسد الغابہ ، سوم ، ص ۳۱۶ ، ان کا مالِ تجارت عہدِ نبوی ہی میں سات سو اونٹوں پر لد کر آنے لگا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد ، سوم ، ص ۳۳ - ۱۲۴ ؛ بخاری ، کتاب البیوع ۔

(۲۸) ابن سعد ، سوم ، ص ۶۰ وغیرہ ؛ بخاری ، کتاب البیوع ، کتاب الشرب ؛ مسند احمد بن حنبل ، اول ، ص ۶۲ ؛ چہارم ، ص ۴۰۰ بحوالہ شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، اول ، ص ۲۶۶ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی ، ص ۵۲۳ ۔

(۲۹) بحوالہ مارگولیتھ ، ص ۱۴ ، ۲۸ ، ۶۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی ، ص ۳۱۲ اور ۳۷۴ جو سوق الظہر اور سوق المدینہ کا حوالہ دیتے ہیں ۔ اول الذکر بقیع کے پاس واقع تھا۔ یہ دونوں سوق بنی قینقاع کے علاوہ تھے ۔

(۳۰) کتاب المحبر ، ص ۸ - ۲۶۳ ؛ نیز ملاحظہ ہو ازرقی ، مذکورہ بالا ، ص ۳۲ - ۱۳۱ ۔

(۳۱) ازرقی ، مذکورہ بالا ، ص ۲ - ۱۳۱ ؛ واقدی ، ص ۲۹۵ ۔

(۳۲) واقدی، ص ۸۰ - ۳۸۰ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰۔

(۳۳) ایضاً (۳۴) واقدی، ص ۱۰۲ وغیرہ۔

(۳۵) واقدی، ص ۸۲ - ۶۸۰ وغیرہ۔ (۳۶) واقدی، ص ۵۶۴۔

(۳۷) مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، چہارم، پنجم، اور اسد الغابہ اور اصابہ، استیعاب وغیرہ میں ان صحابہ کرام کے سوانحی خاکے۔

(۳۸) بخاری، فضائل الانصار؛ نیز ملاحظہ ہو قرآن کریم، سورہ الدہر، آیت ۶، ۷؛ طبری، تفسیر، آیت مذکورہ بالا۔

(۳۹) بخاری اور مسلم، کتاب المغازی، کتاب الصدقات؛ ترمذی، باب معیشۃ النبی؛ زرقانی، اصحاب الصفہ؛ ابوداؤد، کتاب الادب، کتاب الاطعمہ، کتاب الصدقات؛ نیز ترمذی، کتاب الصدقات۔

(۴۰) مسلم، باب الصدقات۔

(۴۱) ابن اسحاق، ص ۳۰۹ وغیرہ؛ واقدی، ص ۱۱۹؛ بخاری، غزوۂ بدر؛ بخاری ہی کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عباس بن عبدالمطلب کو جو اس وقت تک کافر تھے عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنا کرتا دیا تھا کہ اور کسی کا کرتا ان کے آتا ہی نہ تھا۔ اس احسان کے بدلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا عبداللہ بن ابی کے کفن کے لیے عطا کیا تھا۔

(۴۲) واقدی، ص ۹۵۴، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بسر بن سفیان کو کپڑے خریدنے کا حکم دیا تھا جو وہ مکہ سے خرید کر لائے تھے۔

(۴۳) واقدی، ص ۵۲۴ وغیرہ۔ (۴۴) واقدی، ص ۵۰۰۔

(۴۵) واقدی، ص ۵۴۷۔ (۴۶) واقدی، ص ۶-۷۷۵۔

(۴۷) سنن، باب فی المرأۃ والعبد یحذمان من الغنیمۃ۔

(۴۸) واقدی، ص ۹۹۱۔

(۴۹) انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۰۳؛ طبری، سوم، ص ۱۰۲۔

(۵۰) مذکورہ بالا، سوم، ص ۲۲-۳۱۶ وغیرہ۔

(۵۱) ابن سعد، سوم، ص ۶۲۳۔

(۵۲) بخاری، باب بناء المسجد، باب الہجرۃ؛ نیز ابوداؤد، باب بناء الہجرۃ۔

(۵۳) بخاری، باب فضل المنیحہ۔

(۵۴) ابن سعد، سوم، ص ۴۸۸۔

(۵۵) طبری، اول، ص ۱۵۲۸ بحوالہ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵۲۔

(۵۶) ابن اسحاق، ص ۲۴۲؛ واقدی، ص ۳-۲۶۲۔ واقدی نے ان کے نام اس طرح گنائے ہیں: المیشاب،

الصفیہ، الدلال، حُسنیٰ، برقہ، الاعوف، اور مشربہ ام ابراہیم۔

(۵۷) انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۳۶، کا بیان ہے کہ انھوں نے اس کو چار ہزار دینار میں خریدا تھا۔ مدینہ کے کنوؤں کے لیے جن سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اوّل، ص ۵۲۸-۵۲۵۔

(۵۸) واقدی، ص ۷۱۔

(۵۹) ابن اسحاق، ص ۲۸۷؛ واقدی، ص ۷۱؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۷۲۔

(۶۰) انساب الاشراف، اوّل، ص ۳-۳۷۲، کا بیان ہے کہ دو قیدیوں میں سے ایک حضرت حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے تھے جبکہ عثمان بن عبداللہ بن ابی امیہ نے زرِ فدیہ ادا کر کے رہائی پائی تھی۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۸۸؛ واقدی ص ۱۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱ اور طبری، دوم، ص ۴۱۳۔

(۶۱) واقدی، ص ۳-۱۰۰: اونٹوں کے لیے تین الفاظ ——— بعیر، جمل اور ظہر ——— استعمال کیے گئے ہیں۔

(۶۲) واقدی، ص ۹۹۔

(۶۳) واقدی، ص ۱۰۳، کے مطابق آپ کی صفی میں مشہور تلوار ذوالفقار شامل تھی جو دراصل منبہ بن حجاج سہمی کی تھی۔ آپ کو ابوجہل مخزومی کا قیمتی اونٹ اور حصہ مالِ غنیمت ملا تھا جس کی قیمت کچھ برسوں بعد سو عام اونٹوں کے برابر آنکی گئی تھی۔ واضح رہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ غنیمت ایک عام مجاہد کے حصہ کی مانند تھا۔ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۹-۱۸؛ انساب الاشراف اوّل، ص ۲۹۴۔

(۶۴) واقدی، ص ۱۰۱-۱۰۰۔ (۶۵) واقدی، ص ۹۸۔

(۶۶) ملاحظہ فرمائیے واقدی ص ۱۴۰، جن کا بیان ہے کہ ابوعزیز عبدری کی والدہ قریشِ مکہ میں بڑی متمول تھیں۔ انھوں نے پہلے یہ معلوم کیا تھا کہ فدیہ کی گراں ترین شرح کیا ہے اور پھر اس کے مطابق اپنے فرزند کا زرِ فدیہ ادا کیا تھا کیونکہ وہ اپنے لیے افتخار یہاں بھی برقرار رکھنا چاہتی تھیں۔

(۶۷) مکمل بحث کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۸-۳۱۱؛ واقدی، ص ۴۴-۱۳۸؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۵-۳۰۱؛ نیز ملاحظہ ہو یعقوبی، تاریخ، دوم، ص ۴۶ جس کے مطابق ۶۸ قیدیوں نے فدیہ ادا کیا تھا لیکن یہ روایت بوجوہ معلوم غلط ہے۔

(۶۸) واقدی، ص ۳-۱۴۲؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳-۳۰۲؛ نیز ابن اسحاق، ص ۳۱۲۔

(۶۹) واقدی، ص ۹-۱۷۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۲۹؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۰۹۔

(۷۰) مذکورہ بالا مورخین کے مطابق صفی رسول تین کمانوں، اتنی ہی تلواروں اور نیزوں اور دو زرہ بکتروں پر مشتمل تھی۔

(۷۱) برکات احمد، مذکورہ بالا۔

(۷۲) ابن اسحاق، ص ۳۶۱؛ واقدی، ص ۸۲-۱۸۱؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۳۱-۳۰؛ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱۰۔

(۷۳) واقدی، ص ۱۰۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۱؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۰، جس کا بیان ہے (ایک روایت کے مطابق) کہ مالِ غنیمت "نعم اور شاۃ" پر مشتمل تھا۔

(۷۴) واقدی، ص ۱۹۸؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۳۶: انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۳۶۴۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ قریش نے اس کاروانِ تجارت میں خاصی خطیر رقم لگا دی تھی۔ ان کے دو اہم تاجروں ابوزمعہ اور صفوان بن امیہ نے تقریباً تین سو مثقال چاندی اور سونے کے علاوہ تین ہزار درہم کی مالیت کی چاندی کی سلاخیں (خام چاندی) بھی تجارت کے لیے بھیجی تھی۔ اس سے یہ حقیقت اُجاگر ہوتی ہے کہ مکی تاجر خام چاندی کے علاوہ چاندی اور سونے کی بنی ہوئی اشیاء کی بھی تجارت کرتے تھے۔ مگر یہ تجارت جو شام سے ہوتی تھی بدر کے معرکۂ عظیم کے بعد بند ہوگئی تھی جیسا کہ واقدی، ص ۱۹۷، کا بیان ہے کیونکہ "باشندگانِ سواحل نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدۂ اتحاد کر لیا تھا"۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بدر کی جنگ نے سیاسی اور اقتصادی معاہدوں کی نوعیت بدل دی تھی اور جزیرہ نمائے عرب کی سیاست میں توازن کا پلہ مدینہ کے حق میں جھکا دیا تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۲۶-۲۵، جہاں اُنھوں نے بدر سے قبل شام جانے والے مکی کارواں کی مالیت پچاس ہزار دینار بیان کی ہے۔ اس موقعہ پر بھی ان کا خاص مالِ تجارت چاندی ہی تھی۔

(۷۵) واقدی، ص ۳۴۵؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۵۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۴-۵۔

(۷۶) واقدی، ص ۳۷۴، ۳۷۷ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۳۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳۹-۴۳۷۔

(۷۷) واقدی، ص ۴-۴۰۳؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۶۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰۔

(۷۸) ابن اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقدی، ص ۴۱۱ اور ابن سعد، دوم، ص ۶۴ کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے بنو مصطلق کے سو خاندانوں کو اپنی طرف سے آزادی دے دی تھی لیکن انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱، نے اپنی دو روایات میں سے ایک میں یہ بیان کیا ہے کہ قیدیوں کی رہائی حضرت جویریہ کی شادی کی شرط تھی۔ یہ دوسری روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت جویریہ کی شادی کی اگر کوئی شرط کہی جا سکتی ہے تو وہ مکاتبت کی رقم تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دو "حصہ داروں" کو ادا فرمائی تھی۔

(۷۹) واقدی، ص ۱۳-۴۱۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان قیدیوں نے زرِ فدیہ دے کر رہائی حاصل کرنے کا کام حضرت جویریہ کی شادی سے قبل انجام دے لیا تھا ورنہ وہ بھی بلا فدیہ آزاد ہو جاتے۔

(۸۰) واقدی، ص ۴۱۲۔

(۸۱) واقدی، ص ۴۱۱۔

(۸۲) واقدی، ص ۴۱۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۲۔

(۸۳) واقدی، ص ۵۱۰، ۵۱۳، ۲۲-۵۲۱ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۷۔

(۸۴) واقدی، ص ۲۳-۵۲۲۔

(۸۵) روایت ہے کہ حضرت ثابت کی سفارش پر زبیر بن باطا کے خاندان کو جن سے صحابی موصوف کے پرانے خاندانی تعلقات تھے ان کی تمام جائداد غیر منقولہ (اموال) اور منقولہ سمیت آزاد کر دیا گیا تھا اور ان کو مدینہ منورہ میں سکونت پذیر رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ان کے ہتھیار البتہ لے لئے گئے تھے۔ بعد میں یہ یہودی خاندان مدتوں تک انصار کی شاخ ثابت کے خاندان کے ساتھ مل کر رہا تھا اور مدینہ کی آبادی کا ایک اٹوٹ حصہ بن گیا تھا۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۵۲۰۔

(۸۶) حضرت ام منذر کی سفارش پر ایک اور یہودی رفاعہ بن سموال کو رہا کر دیا گیا تھا۔ روایت میں اگرچہ اس کے خاندان اور اموال کا ذکر نہیں ہے تاہم اندازہ یہی ہوتا ہے کہ ان کا معاملہ بھی زبیر بن باطا کے خاندان کے معاملے سے مختلف نہیں تھا۔ ملاحظہ ہو واقدی ص ۱۵-۵۱۴۔

(۸۷) واقدی، ص ۵۲۳۔

(۸۸) واقدی، ص ۵۲۴؛ نیز ملاحظہ ہو مذکورہ بالا، ص ۳-۵۲۲، جس کے مطابق ابو الشحم یہودی نے جو مدینہ منورہ کا ایک مالدار مہاجن اور تاجر تھا دو یہودی قیدی عورتوں کو ان کے چھ چھوٹے چھوٹے بچوں سمیت صرف ایک سو پچاس دینار میں خریدا تھا۔ درہم میں یہ رقم ۱۸۰۰ کے قریب آتی ہے۔

(۸۹) واقدی، ص ۵-۵۲۴، کے بیان کے مطابق ایک جزور (عام اونٹ) دس بھیڑ بکریوں کے برابر مانا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۶۔

(۹۰) واقدی، ص ۵۵۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۱) واقدی، ص ۲-۵۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۵، انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۲) واقدی، ص ۴-۵۵۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۳) واقدی، ص ۵۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔ بھیڑ بکریوں کی تعداد میرے حساب پر مبنی ہے۔ واقدی کا بیان صرف اتنا ہے کہ بیس اونٹ اس سریہ کے پندرہ مجاہدین میں تقسیم کیے گئے تھے اور اس سے قبل مال غنیمت کا خمس نکال لیا گیا تھا۔ چنانچہ ہر مجاہد کو دو اونٹ یا اس کے مساوی بھیڑ بکریاں حصہ میں ملی تھیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ایک اونٹ کی شرح تبادلہ دس بھیڑ بکریاں تھیں۔

(۹۴) واقدی، ص ۵۵۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۵) واقدی، ص ۵۹۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۰۔

(۹۶) روایت یہ ہے کہ وہ ام باندی بطور تحفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی مگر آپ نے اس کی

شادی حضرت حزن بن وہب سے کر دی۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۵۶۵۔

(۹۷) واقدی، ص ۶۶۴، ۶۶۸، ۶۷۲، ۶۸۰ وغیرہ۔ اشیائے خوردنی اور رسد جو، کھجور، گھی (سمن)، شہد، تیل (زیت) اور مکھن (ودک) پر مشتمل تھی۔ برتنوں میں سونے، چاندی، تانبے کے علاوہ کافی تعداد میں مٹی کے (فخار) بھی تھے۔ صعب بن معاذ کے قلعہ میں جو مالِ غنیمت ملا تھا وہ کشیدہ کاری کے کام کے یمنی کپڑے کے بیس تھانوں (عِکَم) اور پندرہ سو چادروں (قطیفہ/قطائف) پر مشتمل تھا۔ ابی الحقیق کے خزانے میں ملنے والے زیورات میں کڑے (اسورہ)، بازو بند (دمالف)، پازیب (خلاخل)، چھوٹی انگوٹھیاں (خواتم)، بڑی انگوٹھیاں (فتخ)، بُندے بالیاں (قراط)، سونے کے اور ہیروں کے ہار (نُظُم) چاندی سونے کے برتنوں کے علاوہ تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے قیدی بھی گرفتار ہوئے تھے۔ لیکن وہ صرف نزار اور کتیبہ کے قلعہ میں ملے تھے۔ کتیبہ کے قیدیوں کی تعداد دو ہزار سے اوپر تھی گروہ سب رہا کر دئے گئے تھے اور ان کے اموال ان کے تصرف میں دے دیئے گئے تھے جبکہ ان سے صلح کا معاہدہ ہوا تھا۔

(۹۸) واقدی، ص ۶۸۸۔ (۹۹) ایضاً، ص ۷۰۷۔

(۱۰۰) ایضاً، ص ۷۱۱۔ (۱۰۱) ایضاً

(۱۰۲) انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔

(۱۰۳) واقدی، ص ۷۲۷، ۷۲۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۹-۲۰۔

(۱۰۴) واقدی، ص ۷۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔

(۱۰۵) واقدی، ص ۷۵۳-۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۰۔

(۱۰۶) واقدی، ص ۷۶۹، کا بیان ہے کہ اس طرح جو مالِ غنیمت ملا تھا وہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ گویا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

(۱۰۷) واقدی، ص ۷۷۱۔

(۱۰۸) واقدی، ص ۷۸۰؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۳۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱۔

(۱۰۹) واقدی، ص ۹۴۳-۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۴-۵۔

(۱۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۹۲ وغیرہ؛ واقدی، ص ۹۴۹-۵۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۴۔

(۱۱۱) ابن اسحاق، ص ۶۶۷؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲ جس کا بیان ہے کہ ان پر حملہ اس لئے کیا گیا تھا کہ انھوں نے صدقات (محاصل) روک لیے تھے۔

(۱۱۲) واقدی، ص ۷۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۲۔

(۱۱۳) واقدی، ص ۹۸۴، ۹۸۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴۔ انساب الاشراف، اول ص ۳۸۲۔

(۱۱۴) واقدی، ص ۱۰۲۷، ۱۰۲۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۶۔

(۱۱۵) واقدی، ص ۸۱-۱۰۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۷۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۴، جس کا بیان ہے کہ حضرت علی نے اس مہم میں کسی سے کوئی جنگ نہیں کی تھی اور وہ صرف وہاں سے "صدقہ" لے کر آئے تھے۔ طبری، سوم، ص ۳۲-۱۳۱، کا یہ بیان قطعی غلط ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید مخزومی یمن کی اپنی مہم میں ناکام ہو گئے تھے تو ان کی جگہ حضرت علی کو بھیجا گیا تھا اور انھوں نے کامیابی کے ساتھ ہمدان کے لوگوں کو مشرف بہ اسلام کر لیا تھا۔ حالانکہ معاصر تاریخی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید اپنے مشن میں پورے کامیاب رہے تھے۔

(۱۱۶) کتاب المحبر، ص ۱۱۲۔

(۱۱۷) واقدی، ص ۸۱-۱۷۶؛ برکات احمد، مذکورہ بالا؛ حمید اللہ، مذکورہ بالا۔

(۱۱۸) ابن اسحاق، ص ۴-۳۶۳؛ واقدی، ص ۱۷۶، ۱۰۲۹، کا بیان ہے کہ سوق بنی قینقاع مدتوں تک موجود اور تجارتی مرکز رہا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۱۹) وہ لوگ مآخذ کے الفاظ میں "قلعوں والے" تھے کیونکہ قلعوں (حصون) کے مالک تھے اور ان کے اندر ہی بستے تھے ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۸۱، ۵۶۳، ۶۳۴، ۷۲۹۔

(۱۲۰) واقدی، ص ۱۸۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۲۱) واقدی، ص ۱۸۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۲۲) ابن اسحاق، ص ۲۶۳؛ واقدی، ص ۱۷۷۔

(۱۲۳) ابن اسحاق، ص ۹-۳۷۴؛ واقدی، ص ۳۶۹، ۳۷۲ وغیرہ۔

(۱۲۴) واقدی، ص ۳۷۸۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۸-۳۷۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۵۸، جس کا بیان ہے کہ وہ اراضی بطور تحفہ/انعام تقسیم کی گئی تھی نہ کہ بطور مال غنیمت کے حصہ کے۔

(۱۲۶) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۲۱؛ نیز ابو یوسف، کتاب الخراج، بولاق طبع، قاہرہ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء، ص ۳۹۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۳۷۸۔

(۱۲۸) واقدی، ص ۹-۳۷۸۔ (۱۲۹) ایضاً۔

(۱۳۰) مذکورہ بالا، ص ۲۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے ص ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۴۔

(۱۳۱) واقدی، ص ۸۰-۳۷۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۹، جن کا خیال ہے کہ بنو نضیر اور

بنو قریظہ کی اراضی میں سے کوئی بھی تقسیم نہیں کی گئی تھی ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۵۰ جو واقدی سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

(۱۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۳ - ۱۳۲۔

(۱۳۳) واقدی، ص ۴۹۹، ۲-۵۰۱ اور ۵۲۱ وغیرہ۔

(۱۳۴) کتاب الخراج، ص ۰، ۷ اور ۴۷۔

(۱۳۵) واقدی، ص ۵۲۱ وغیرہ ؛ کتاب الخراج، مذکورہ بالا۔

(۱۳۶) واقدی، ص ۲-۵۲۱۔

(۱۳۷) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۰، ۰، ۴۷، حضرت زبیر بن عوام اور ان کے ایک پڑوسی انصاری کا شتکار کے مابین آبپاشی کے لیے پانی کے بٹوارے کے ضمن میں وادی مہزور کا حوالہ دیتے ہیں۔ روایت کے مطابق چشمہ کا پانی پہلے حضرت زبیر کی زمین سے ہو کر گمنام انصاری کے کھیتوں میں جاتا تھا۔ انصاری نے دعویٰ کیا کہ پانی پہلے انھیں ملنا چاہیے حضرت زبیر نے انکار کیا۔ مقدمہ دربار رسالت میں پہنچا۔ آپ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ دیا اور ہدایت کی کہ ضرورت بھر کا پانی لینے کے بعد پھر پانی انصاری کے کھیتوں میں جانے دیں کیونکہ ان کے کھیت پانی کے زیادہ قریب تھے انصاری کو صرف یہ فیصلہ سے اختلاف تھا بلکہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روایت کے مطابق اقربا پروری کا الزام لگایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے فیصلہ انسان دوستی اور صلہ رحمی کی بنیاد پر کیا تھا مگر اب حق و انصاف کی بنا پر فیصلہ کرتا ہوں کہ زبیر اپنے کھیتوں کو سیراب کر لینے کے بعد بھی بقیہ پانی روکے رکھیں اور انصاری کے کھیت میں نہ جانے دیں کیونکہ اس پانی پر مؤخر الذکر کا کوئی حق نہیں۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۵۱۲ کا بیان ہے کہ" اس کی دو وادیاں السُّریر اور خاص، در اصل خیبر کا علاقہ تھیں اور پورا علاقہ انھیں دونوں کی اراضی پر مشتمل تھا جبکہ اس کے دو قطعے نطاۃ اور الشق میں اٹھارہ حصے (سہمان) تھے: النطاۃ میں صرف ۵ اور الشق میں ۱۳۔ ان دونوں علاقوں کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حصہ مسلمانوں کے سو حصوں کا نمائندہ تھا گویا ان دونوں علاقوں میں مسلمانوں کے کل ۱۸۰۰ حصے واقع تھے۔

(۱۳۹) واقدی، ص ۶۹۰۔

(۱۴۰) ابن اسحاق، ص ۵۲۵ ؛ واقدی، ص ۸-۶۷۷، ۹۲-۶۸۹ وغیرہ ؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۲-۲۱ ؛ طبری، سوم، ص ۱۹۔

(۱۴۱) واقدی، ص ۶۹۰ کا خیال ہے کہ اس کی پیداوار کی پچاس فیصد تقسیم کھجوروں اور تمام دوسری فصلوں کو حاوی تھی۔

(۱۴۲) کتاب الخراج، ص ۳۹۔

(۱۴۳) ابن اسحاق، ص ۵۲۲ کے مطابق کتیبہ کا دوسرا نام "وادی خاص" تھا۔

(۱۴۴) واقدی، ص ۶۹۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۱۔

(۱۴۵) واقدی، ص ۶۹۳ میں شعیر (جَو) ہے جبکہ مجموعۃ الوثائق، ص ۲۲ میں قمح (گیہوں) ہے۔ لیکن یہ اس کے کئی دستاویزات میں سے ایک میں ہے۔ یعنی بہ اختلافِ روایات جَو اور گیہوں دونوں کا ذکر آیا ہے۔

اوزان وسق اور صاع وغیرہ کے لیے ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۱۰۰-۹۶ جن کے مطابق ان کا باہمی تناسب یہ تھا:

۱ وسق = ۶۰ صاع

یا ۱ وسق = ۶۰ قفیز (حجاجی، یعنی حجاج بن یوسف ثقفی گورنرِ عراق در خلافت اموی)

۱ صاع/قفیز = ۸ رطل

حجاجی قفیز در اصل حضرت عمر بن خطاب کے صاع پر مبنی تھی۔ ملاحظہ ہو، ص ۱۰۱-۱۰۰۔

ہندوستانی اوزان میں صاع اور وسق کی تبدیلی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ علمائِ ہندوستان کے مطابق ایک صاع پونے دو کلو سے کچھ کم ہوتا ہے اس طرح ایک وسق میں ۹۵ کلو کے قریب پڑتے ہیں۔ آسانی کے لیے اس کو ایک کوئنٹل کر دیا گیا ہے۔ اس سے مراد حسابی کوئنٹل نہیں ہے۔

(۱۴۶) واقدی، ص ۶۹۱۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل پیداوار خیبر اس طرح تھی:

کھجور = ۸۰،۰۰۰ وسق

جَو = ۳۰،۰۰۰ صاع

نَوی = ۱۰،۰۰۰ صاع

(۱۴۷) مذکورہ بالا، ص ۵۱۔

(۱۴۸) ابن اسحاق، ص ۴-۵۲۳؛ واقدی، ص ۶۹۱؛ طبری، سوم، ص ۲۱-۲۰۔

(۱۴۹) ابن اسحاق، ص ۵-۵۲۳ اور واقدی، ص ۶۹۱ کا بیان ہے کہ "تخمینہ و تقسیم نصفین کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ یہودیوں سے کہا کرتے تھے: "اگر تمہیں یہ پسند ہے یہ تمہارا (ڈھیر) ہے اور تم کو میرے تخمینہ اور تقسیم کے نصف کی ضمانت دینی ہوگی۔ اگر تم چاہو تو یہ ہم لے لیں اور ہم تم کو اپنی تقسیم کے نصف ہونے کی ضمانت دوں گا۔" نیز ملاحظہ کیجئے ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۲۹۔ واقدی کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کھجور (نخل) کی پیداوار کو چالیس ہزار وسق کے دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ یہودیوں نے اپنی عورتوں کے زیورات جمع کیے اور حضرت عبد اللہ کو بطور رشوت پیش کیے اور کہا کہ "یہ سب آپ کے لیے ہے اگر آپ تقسیم میں کچھ ہمارے لئے چھوڑ دیں۔" حضرت عبد اللہ نے سخت لہجہ میں جواب دیا" او یہودیو! میں خدا کی مخلوق میں تم سے سب سے زیادہ نفرت کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں کر سکتا۔" نیز دیکھئے

ابو یوسف، ص ۵۱۔

(۱۵۰) مذکورہ بالا، ص ۵۱۔

(۱۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۲۱، ۵۲۲۔

(۱۵۲) ابن اسحاق، ص ۵۲۲؛ واقدی، ص ۹۰ - ۶۸۹۔

(۱۵۳) واقدی، ص ۹۰ - ۶۸۹، ۹ - ۷۱۸۔

(۱۵۴) ایضاً　　　(۱۵۵) ایضاً، ص ۵۲۲ اور حاشیہ ۱۔

(۱۵۶) واقدی، ص ۶۹۱　　　(۱۵۷) واقدی، ص ۶۹۲ وغیرہ۔

(۱۵۸) ابن اسحاق، ص ۳ - ۵۲۲؛ واقدی، ص ۹۶ - ۶۹۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۲-۲۰۔

(۱۵۹) ایضاً، ص ۵۲۳۔　　　(۱۶۰) ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۲۔

(۱۶۱) اس روایت کا تعلق ذی قعدہ ۷ھ / مارچ ۶۲۹ء سے ہے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضیہ کے لیے روانہ ہونے والے تھے۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۷۱۴۔

(۱۶۲) واقدی، ص ۱۴ - ۷۱۳۔

(۱۶۳) ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۲۸؛ ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۲۹۔

(۱۶۴) واقدی، ص ۷ - ۷۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۲؛ طبری، سوم، ص ۱۵ وغیرہ۔

(۱۶۵) واقدی، ص ۷۱۳۔　　　(۱۶۶) ایضاً، ص ۷۰۷۔

(۱۶۷) واقدی، ص ۳۷۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰-۵۱۹۔

(۱۶۸) طبری، سوم، ص ۱۵۔

(۱۶۹) ابن اسحاق، ص ۵۱۵ اور ۵۲۵؛ طبری، سوم، ص ۱۵۔

(۱۷۰) ایضاً، ص ۷۱۱، کا بیان ہے کہ تیماؔ اور وادی القریٰ کو شامی حدود میں شمار کیا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۲۔

(۱۷۱) واقدی، ص ۷۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲۔

(۱۷۲) ایضاً

(۱۷۳) جزیہ اور خراج یعنی جزیہ علی الرقاب اور جزیہ علی الارض کی بحث کے لیے ملاحظہ ہو ڈینیل، سی، ڈینیٹ DANIAL C. DENNETT کی معرکۃ الآرا کتاب CONVERSION AND THE POLL TAX IN EARLY ISLAM کیمبرج ۱۹۵۰ء۔

(۱۷۴) ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر والی۔

(۱۷۵) کتاب الوزراء والکتّاب، ص ۱۲۔

(۱۷۶) واقدی، ص ۱۰۴۱، ۴۰-۵۲۳، ۶۹۴، ۸۰۰ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۷، وغیرہ ؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۳۴۔

(۱۷۷) ملاحظہ کیجئے ڈینیٹ کی مذکورہ بالا کتاب اور اس کا اردو ترجمہ از غلام رسول مہر بعنوان جزیہ اور اسلام، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ء۔ مزید بحث کے لیے دیکھیے یحیٰی بن آدم، کتاب الخراج، ص ۴-۵۳ اور ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۲، ۳۸۰ وغیرہ جزیہ کی تعریف کے لیے۔

(۱۷۸) مجموعۃ الوثائق (مکتوبات ۵۵، ۵۸، ۵۹)، ص ۸-۵۶ ؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۹۲۔

(۱۷۹) ایضاً، ص ۶۱-۶۰۔

(۱۸۰) ایضاً، ص ۶۲-۶۱ (مکتوب ۶۳، ۶۴) (۱۸۱) ایضاً

(۱۸۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۸۲-۸۱ ؛ نیز انگریزی ترجمہ کے لیے ملاحظہ ہو مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۰-۳۵۹، نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۹۲۔

(۱۸۳) ایضاً (۱۸۴) ایضاً، ص ۷-۱۰۶ (۱۸۵) ایضاً، ص ۱۱-۱۱۰

(۱۸۶) ایضاً، ص ۱۲-۱۱۱ (۱۸۷) واقدی، ص ۱۰۳۰۔

(۱۸۸) واقدی، ص ۱۰۳۱ ؛ نیز ملاحظہ ہو یحیٰی بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۵۴، جن کا بیان ہے کہ جزیہ صرف بالغ مردوں پر عائد کیا جاتا تھا۔ عورتیں اور بچے ہمارے فقہا کی متفقہ رائے کے مطابق اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ استثنا حضرت عمرو بن حزم کے نام مکتوب نبوی میں بیان شدہ تصریحات سے متصادم ہے۔

(۱۸۹) واقدی، ص ۱۰۳۲۔

(۱۹۰) واقدی، ص ۱۰۳۲ ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۶۔

(۱۹۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۳۶۔ یہاں خاندان سے مراد بنو عبد مناف ہے یا قریش کا قبیلہ، نہ کہ بنی ہاشم۔

(۱۹۲) کتاب الخراج، ص ۵۴۔

(۱۹۳) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۹۳ جنھوں نے اپنے بیان کی بنیاد بخاری اور ابو داؤد کی دو حدیثوں پر رکھی ہے۔

(۱۹۴) زکوٰۃ کے بارے میں آیاتِ قرآنی کے لیے ملاحظہ ہو محمد فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۵۳ء، لفظ زکوٰۃ، ص ۳۲-۳۳۱۔

(۱۹۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستاویزات میں اس اصطلاح کے استعمال کے لیے ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۴۳-۴۲، ۹-۷۸، ۱۲-۱۱۰ وغیرہ۔ مزید صفحات کے حوالے آئندہ بھی آئیں گے۔

(۱۹۶) واقدی، ص ۵-۱۰۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۰۶ مویشیوں اور زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ کے لیے۔
عام طور سے اس ضمن میں فقہی کتب کے حوالوں کو کم دیا گیا ہے کیونکہ ان کے بارے میں عام دلیل یہ ہے کہ ان کے بیانات نظریاتی زیادہ عملی یا تاریخی کم ہیں۔ بہرحال فقہ کے نقطۂ نظر کے لیے ملاحظہ ہو ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۵-۴۳؛ ہدایہ، کتاب الزکوٰۃ۔

(۱۹۷) واقدی، ص ۱۰۸۵۔ یہی بیان کم و بیش الفاظ میں مجموعۃ الوثائق کے خط بنام حضرت عمرو بن حزم والیِ نجران کے پایا جاتا ہے ملاحظہ ہو ص ۱۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۱۲-۱۱۰ اور ۷۰-۱۶۰؛ یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۸۱-۸۲۔

(۱۹۸) یحییٰ بن آدم، ص ۹۶۔ اوزان / نصاب کے لیے ملاحظہ ہو ص ۱۰۰-۹۸۔

(۱۹۹) مذکورہ بالا، ص ۱۰۵، ۱۰۹ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام انھیں ہدایات کے لیے ملاحظہ کیجئے۔

(۲۰۰) یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۱۲۲۔ اس روایت کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری کے مطابق یہ زکوٰۃ پیداوار کا ثلث (⅓) یا ربع (¼) تھی۔

(۲۰۱) انساب الاشراف، چہارم، ص ۱۵۰؛ ابو داؤد، سنن، بحوالہ کتانی، اول، ص ۴۰۰۔

(۲۰۲) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔

(۲۰۳) ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰، ۴۲-۳، ۶۲-۴، ۶۶-۸، ۷۰-۷۱، ۶۹، ۷۸-۷ وغیرہ۔

(۲۰۴) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵۳-۴، جن کا بیان ہے کہ "یہ مسئلہ کہ زکوٰۃ نے کیونکر قانونی مذہبی محصول (LEGAL ALMS) کے معنی حاصل کیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کے دائرہ سے باہر ہے کیونکہ یہ تبدیلی بعد کے زمانے میں آئی تھی .... بہرحال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات کے دوران ایک متعینہ تناسب تمام مسلمانوں کے لیے لازمی کر دیا گیا تھا' ایسا سوچنے کے لیے کوئی بنیاد نہیں ہے:
مستشرق موصوف اور ان کے ہمنوا جدید مورخوں کا یہ خیال کہ زکوٰۃ تمام مسلمانوں کے لیے ایک فریضہ حیات نبوی کے بعد بنی تھی انتہائی غلط اور گمراہ ہونے کے علاوہ کثیر تاریخی شہادتوں کے خلاف بھی ہے، اس لیے مردود ہے۔

(۲۰۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰، ۴۲، ۹-۷۸، ۱۱-۱۱۰، ۱۲۰ وغیرہ، ۸-۱۴۷، ۱۶۶، ۲-۱۷۰ اور ۱۹۵ وغیرہ۔

(۲۰۶) ایضاً، ص ۱۲-۱۱۱ (۲۰۷) ایضاً، ص ۱۶۴

(۲۰۸) ایضاً، ص ۷۰-۷۱۔ ص ۷۰ پر عمان کے ایک گاؤں دما کے لوگوں سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(۲۰۹) ایضاً، ص ۶۳-۴۔

(۲۱۰) ایضاً، ص ۶۷-۸؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر، ص ۷۷، جس کا بیان ہے کہ بحرین کے لوگوں نے اپنا خراج حضرت علاء بن حضرمی کے ہمراہ مدینہ بھیجا جو ستر ہزار (درہم) تھا۔ اس کا مزید دعویٰ ہے کہ یہ پہلا "مال" تھا جو مدینہ

پہنچا تھا۔

(۲۱۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۲۸-۳۰۔ (۲۱۲) ایضاً، ص ۱۴۹

(۲۱۳) ایضاً، ص ۱۶۵ (۲۱۴) ایضاً، ص ۱۶۷-۷۰۔

(۲۱۵) ایضاً، ص ۱۰۴-۷ (۲۱۶) ایضاً

(۲۱۷) قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۳؛ نیز ملاحظہ ہو واحدی، اسباب النزول، قاہرہ، ص ۱۸۹-۹۰۔

(۲۱۸) طبری، سوم، ص ۱۲۳-۴۔

(۲۱۹) طبری، سوم، ص ۹۵۔

(۲۲۰) ان اصطلاحات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، س ۶۵۰ وغیرہ؛ واقدی، ص ۹۷۲ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم ص ۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹-۳۱؛ طبری، سوم، ص ۱۴۱؛ اسد الغابہ، پنجم ص ۹۲-۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، تاریخ، اول، ص ۸۳-۷۰۴؛ زرقانی، سوم، ص ۳۶۸؛ کتانی اول، ص ۲۸۳۔ سعایہ کے لیے خاص کر ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۱۰۔

(۲۲۱) ابن سعد، اول، ص ۲۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۷؛ کتانی، اول، ص ۳۹۲۔ موخر الذکر کا بیان ہے کہ محدث ابو داؤد کی روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ثقفی کو اس کی تعلیم بنفس نفیس دی تھی کہ وُہ اپنی قوم کے صدقات کیسے وصول کریں۔

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۶۴۴؛ واقدی، ص ۹۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰۔

(۲۲۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶۵۔

(۲۲۴) نسائی، سنن، ص ۲۹۰ بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۷۵۔

(۲۲۵) ایضاً۔

(۲۲۶) طبری، سوم، ص ۳۸۹-۹۰؛ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، مرتبہ صلاح الدین المنجد، دمشق، اول، ص ۴۵۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۹۸-۹۔

(۲۲۷) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ سوم۔ (الف) (۲۲۸) ایضاً

(۲۲۹) بخاری اور مسلم، کتاب الصدقات؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے حوالہ آئندہ ص ۲۳۷۔

(۲۳۰) ضمیمہ سوم (الف)

(۲۳۱) مسلم، صحیح، کتاب الصدقات۔

(۲۳۲) واقدی، ص ۹۹۶-۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے صحیحین، کتاب الصدقات، جہاں یہی واقعہ دُہرایا گیا ہے۔

(۲۳۳) واقدی، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ نیز طبری، سوم، ص ۱۴۷، اگرچہ ان کی روانگی کی

تاریخ نہیں بیان کرتے تاہم ان کی روانگی کو سنہ ۱۰ھ / ۳۲-۶۳۱ء کے سال کے واقعات میں شمار کرتے ہیں۔ انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱ - ۵۲۹، قطعی کسی تاریخ یا زمانہ کا حوالہ نہیں دیتی۔ نیز ملاحظہ ہو زرقانی، سوم، ص ۳۶۸۔

(۲۴۴) مذکورہ بالا، سوم، ص ۱۴۷۔

(۲۴۵) واقدی، ص ۴ - ۹۷۳ - حضرت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں واقدی کا بیان زیادہ واضح نہیں ہے۔ نیز ملاحظہ ہو زرقانی، سوم، ص ۹ - ۳۶۸۔

(۲۴۶) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰۔

(۲۴۷) طبری، سوم، ص ۱۴۷، کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا افسروں حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی کو نجران کے لوگوں سے صدقہ اور جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ ایک ہاشمی کو کیونکر عامل صدقات مقرر کیا جا سکتا تھا جبکہ اس کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ کی تھی۔ کتانی نے اس موضوع پر جو بحث کی ہے وہ دلچسپ بھی اور اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش بھی کرتی ہے۔ مآخذ کا یہ دعویٰ کہ حضرت علی کو نجران کے علاقے کا "ساعی" (عامل صدقات) مقرر کیا گیا تھا ناقابلِ قبول اور غلط ہے۔ کیونکہ حضرت موصوف کا تعلق بنو ہاشم سے تھا اور اس بنا پر وہ اس منصب پر مقرر نہیں کیے جا سکتے تھے۔ لیکن نسائی کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گورنر مقرر کیا تھا (امرہ) نہ کہ عامل (استعملہ)۔ قاضی عیاض کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت علی کو صدقات کا عامل مقرر کیا گیا ہو لیکن ان کو تنخواہ نہ دی گئی ہو یا ان کو گورنری (عمالہ) ملی ہو لیکن صدقات کی وصولیابی ان کے فرائض میں شامل نہ ہو۔ لیکن بعد کا خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ مآخذ کا واضح بیان ہے کہ وہ وہاں سے صدقات وصول کر کے لائے تھے۔ کتانی کا اپنا خیال ہے کہ حضرت علی کو بطور "مستوفی" بھیجا گیا تھا یعنی وُہ آفیسر جو امام کی جانب سے صدقات و محاصل (مال) عمال صدقات سے وصول کر کے موخر الذکر کو ان کے فرائض سے عہدہ برآ کر دیتا ہے اور پھر مال کو امام کے پاس لاتا ہے۔ بظاہر اس نظریہ یا خیال میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ ان کی حیثیت حضرات قدامہ اور ابو ہریرہ کے مانند معلوم ہوتی ہے جن کو منذر بن ساوی اور حضرت علاء بن حضرمی سے صدقات و جزیہ کی رقوم وصول کرنے کے لیے بحرین بھیجا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۱۰۔

لیکن کتانی کے اس نظریہ میں ایک جھول ہے وہ یہ کہ حضرت علی کو براہِ راست عاملِ صدقات مقرر کیا گیا ہو یا بعد میں صدقات کی وصولیابی کے لیے بھیجا گیا ہو بات کم و بیش ایک ہی ہے اور اعتراض بدستور باقی رہتا ہے۔ بہرحال مآخذ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہی صحیح ہے۔ اور وُہ یہ کہ وُہ بطور معلّم اور مبلّغ یمن بھیجے گئے تھے اور یہی کام وہاں انھوں نے انجام بھی دیا تھا اور واپسی پر اپنے مسلمان کیے ہوئے لوگوں کے صدقات بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ مصدق کوئی دُوسرا رہا ہو جو ان کے ساتھ آیا ہو یا انھوں نے خود کسی اور کو صدقات کا نگران بنا دیا ہو۔

(۲۳۸) ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "تاریخ اسلام میں فنِ شانِ نزول کی اہمیت ——— ایک تنقیدی نظر" مجلہ تحقیقاتِ اسلامی سہ ماہی، علی گڑھ جلد ۲-۱ شمارہ ۲-۱ (جنوری تا جون ۱۹۸۲ء)۔ نیز صحابی موصوف کے کردار و شخصیت کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کی زیرِ طبع کتاب "حضرت ولید بن عقبہ اموی ——— حیات و شخصیت"

(۲۳۹) ابنِ اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقدی، ص ۹۸۱-۹۸۰؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۱۶۱؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، پنجم، ص ۹۱-۹۰؛ ابنِ خلدون، اوّل، ص ۴-۸۳۳؛ نیز ملاحظہ ہو میری اس موضوع پر کتاب۔

(۲۴۰) مضمون "تاریخ اسلام میں فن شانِ نزول کی اہمیت"۔

(۲۴۱) ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۵۸۸ اور سوم ص ۱۵۴ ۱۶۸۰؛ فتوح البلدان، ص ۶-۱۰۵؛ ابن اثیر، کامل، دوم، ص ۲۰۵؛ نیز میری زیرِ طبع کتاب۔

(۲۴۲) انساب الاشراف، اوّل، ص ۳۱-۵۳۰۔

(۲۴۳) ایضاً، اول، ص ۲۷۰، ۳-۲۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۱۷۸۔

(۲۴۴) طبری، سوم، ص ۹۵، ۱۷۸۔ (۲۴۵) ایضاً

(۲۴۶) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۵۰۔

(۲۴۷) اسد الغابہ، چہارم، ص ۶-۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ہفتم، ص ۴۰۴؛ اسد، چہارم، ص ۵؛ اصابہ، چہارم، ص ۲۵۸؛ ابنِ سعد، پنجم، ص ۵-۴۴۴ کا بیان ہے کہ ان کا صدر مقام تبالہ تھا۔

(۲۴۸) الکامل، اول، ص ۶۱-۵۹۔

(۲۴۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۷-۳۰۵؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۵۔ اقیال حضر موت کے حضرت وائل بن حجر سے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۷۸۔

(۲۵۰) اسد، سوم، ص ۷-۱۰۶ اور دوم، ص ۲۱۳ بالترتیب۔

(۲۵۱) واقدی، ص ۶۰-۳۵۹؛ طبری، سوم، ص ۹۵؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۰۷۔

(۲۵۲) بحوالہ کتانی، اول، ص ۳۹۶۔

(۲۵۳) بحوالہ کتانی، اول، ص ۳۹۶ اور ۲۶۵ بالترتیب ان کی تقرری اور تنخواہ کے لیے۔

(۲۵۴) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۳۷۔

(۲۵۵) ابنِ قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۳۷۔

(۲۵۶) ابوداؤد، ارزاق العمال۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، باب رزق الحکام والعاملین علیہا؛ مصنف عبد الرزاق؛ کتانی، اول، ص ۶۶-۲۶۴۔

(۲۵۷) سورۃ توبہ، آیت ۶۰۔

(۲۵۸) طبقات، پنجم ص ۵۲۸ - (۲۵۹) ایضاً - ص ۵۲۹ (۲۶۰) ایضاً، ص ۵ - ۵۲۴ -

(۲۶۱) واقدی، ص ۱-۹۸۱ (۲۶۲) ایضاً، اول، ص ۵ - ۲۲۴ -

(۲۶۳) اسد الغابہ، سوم، ص ۴۸۳ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عمرو دئلی اپنی قوم کے عامل تھے اور مقامی ناظم تھی۔

(۲۶۴) اسد الغابہ، اول، ص ۳۰۶ کا بیان ہے کہ وہ دونوں جہینہ کے صدقات کے عامل مقرر کیے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ کیجیے۔ مجموعۃ الوثائق، ص ۹ - ۱۳۸ اور ۱۴۲ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختلف بطون اور گھرانوں سے الگ الگ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنے مویشیوں پر صدقہ اور خمس اور عشر ادا کریں۔ (۲۶۵) اسد، دوم، ص ۲۷۶ -

(۲۶۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۲۲۲؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۴-۳۹۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳ -

(۲۶۷) ابن سعد، اول، ص ۲۷۰؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۵ -

(۲۶۸) ایضاً، اول، ص ۳۹۶ - (۲۶۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۹ -

(۲۷۰) کتانی، اول، ص ۳۹۷ -

(۲۷۱) ایضاً، اول، ص ۸ - ۳۹۷۔ حضرت خزیمہ کے لیے "ساعی" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

(۲۷۲) ایضاً، پنجم، ص ۷۵ -

(۲۷۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۸۔ اس کا مزید بیان ہے کہ حضرت زمیل بن عمرو کو قبیلہ عذرہ کے مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقات کے پاس بھیجا گیا تھا اور ان سے مکمل فرمانبرداری کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں صدقات اور جزیہ کی ادائیگی بھی شامل ہے۔

(۲۷۴) واقدی، ص ۱۶۵ ؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۹۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۷۰-۱۶۸، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گرامی نامہ کے لیے جس میں کلب کے لوگوں سے صدقات کی ادائیگی کے مطالبہ کا ذکر ہے۔

(۲۷۵) ایضاً (۲۷۶) ایضاً (۲۷۷) مجموعۃ الوثائق، ص ۳-۲۴۲ (۲۷۸) ایضاً، ص ۴۲

(۲۷۹) ایضاً، ص ۱۶۵ (۲۸۰) ایضاً، ص ۱۶۶ (۲۸۱) ایضاً، ص ۷۸

(۲۸۲) ایضاً، ص ۷۹ (۲۸۳) ایضاً، ص ۱۶۴ (۲۸۴) ایضاً، ص ۳۰-۱۲۸

(۲۸۵) اسد الغابہ، پنجم، ص ۸۱؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۶ -

(۲۸۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۵ - ۱۹۴، ۷۰ - ۳۶۹؛ سوم، ص ۸ - ۲۷؛ چہارم، ص ۲۱ - ۲۱۹، ۲۹۵؛ پنجم، ص ۱۶۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۸ - ۳۹۷ -

(۲۸۷) اسد، دوم، ص ۱۱۶ -

(۲۸۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۸ - ۶۷ ؛ ابن سعد، اول، ص ۳ - ۱۶۲ بالترتیب۔

(۲۸۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۱۔

(۲۹۰) کتاب المحبر، ص ۷۷۔

(۲۹۱) کتاب المعارف، ص ۳۰۲۔

(۲۹۲) جوامع السیرہ اور قضاعی، بحوالہ کتانی، اول، ص ۹ - ۳۹۸۔

(۲۹۳) کتانی، اول، ص ۳۹۹۔ (۲۹۴) ایضاً

(۲۹۵) صحیح مسلم، باب غزوۂ تبوک ؛ نیز واقدی، ص ۹۸ - ۹۸۹ وغیرہ۔

(۲۹۶) واقدی، ص ۹۹۱۔

(۲۹۷) ابن ہشام، دوم، ص ۳۶۴ ؛ طبری، سوم، ص ۲۰ ؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۹۶ ؛ اسد، اول، ص ۲۶۵۔

(۲۹۸) ابن خلدون، اول، ص ۷۹۶ ؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، دوم، ص ۲۳۲۔

(۲۹۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۸ - ۱۰۷۔

(۳۰۰) اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۶۹ ؛ نیز کتانی، اوّل، ص ۴۰۱ - ۴۰۰۔

(۳۰۱) اسد الغابہ، چہارم، ص ۹ - ۱۷۸ ؛ کتانی، اول، ص ۴۰۰۔

(۳۰۲) کتانی، اول، ص ۴۰۰۔ (۳۰۳) ایضاً

(۳۰۴) انساب الاشراف، چہارم، ص ۱۵۰۔

(۳۰۵) اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۵ ؛ کتانی، اول، ص ۴۰۰۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۶۸۶ ؛ واقدی، ص ۱۲ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۹ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰۷۔

(۳۰۷) واقدی، ص ۵۶۸ ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷۔

(۳۰۸) واقدی، ص ۷۰ - ۵۶۹ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۶۷ ؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۸۰، ۴۰ ، ۴۰۰،
جس کا بیان ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مویشی چرانے کے لیے مقرر کیا تھا۔

(۳۰۹) ابنِ اسحاق، ص ۶۸۶، حاشیہ ۱۔

(۳۱۰) واقدی، ص ۹ - ۵۳۸ ؛ ابنِ سعد، دوم، ص ۸۱ - ۸۰ ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۸ ؛ نیز ملاحظہ ہو
کتانی، اول، ص ۳۳۹۔

(۳۱۱) واقدی، ص ۶ - ۴۲۵ ۔ اس روایت کا بیان ہے کہ اس حمٰی میں چرنے والے جنگی گھوڑوں کی تعداد خلافتِ فاروقی
میں بہت بڑھ گئی تھی۔

(۳۱۲) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۵۲۔

(۳۱۳) واقدی، ص ۹۷۳ ؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۹۔

(۳۱۴) معجم البلدان، پنجم، ص ۳۹۱ (ب)

(۳۱۵) ملاحظہ ہو محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۸۔

(۳۱۶) ابن سعد، سوم، ص ۱۰۵۔ ان کا قطیعہ حضرت زبیر بن عوام کی بقیع نامی اراضی/ باغ اور بنومازن کے قطعات کے درمیان واقع تھا۔

(۳۱۷) ایضاً، سوم، ص ۵۶۔ روایت کے مطابق حضرت عثمان کے ورثہ نے ان کا قطیعہ ترکہ میں پایا تھا اور ابن سعد کے زمانے میں انھیں کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ (۳۱۸) ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۴۔

(۳۱۹) ایضاً، ص ۱۲۶ اور ۱۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے بھائی عتبہ کے قطائع مسجد نبوی کی پشت پر واقع تھے۔

(۳۲۰) ایضاً، ص ۱۳۹۔

(۳۲۱) ایضاً، ص ۱۶۱۔ صحابی موصوف کو ان کا قطیعہ بنوجدیلہ/ خزرج کے علاقے اور اراضی میں ملا تھا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس جگہ ان کو بسنے کی دعوت اسی قبیلہ کے مشہور صحابی حضرت ابی بن کعب نے دی تھی۔

(۳۲۲) ایضاً، ص ۱۷۵۔ جیسا کہ معروف ہے کہ آپ کا گھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے متصل تھا اور مسجد نبوی میں اس کا ایک دروازہ کھلتا تھا ؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۳۴۔

(۳۲۳) ایضاً، ص ۲۱۶ (۳۲۴) ایضاً، ص ۲۴۰۔

(۳۲۵) ایضاً، ص ۲۴۴۔ صحابی موصوف کو بنوزریق کے محلہ میں قطیعہ ملا تھا۔ (۳۲۶) ایضاً، ص ۲۵۰۔

(۳۲۷) ایضاً، ص ۲۷۲ ؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۴۔

(۳۲۸) ایضاً، ص ۲۹۶۔

(۳۲۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۳۔

(۳۳۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۰-۹

(۳۳۱) ابن سعد، چہارم، ص ۲۳

(۳۳۲) واقدی، ص ۲۰

(۳۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۱۰۴ ؛ چہارم، ص ۲۵۲ ؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۴۷، جن کا بیان ہے کہ حضرت زبیر کا قطیعہ حرہ کے شرج یعنی لاوا کے میدان کے کونے میں واقع تھا اور یہ مدینہ کے زرخیز ترین علاقوں میں سے تھا۔

(۳۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۳۱۳۔

(۳۳۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۲۳۔

(۳۲۶) اسد، پنجم، ص ۵۷۔

(۳۲۷) ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۴۴؛ یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۶۵۔

(۳۲۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۷-۱۴۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، ص ۳۵؛ ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، قاہرہ، طبع (غیر مورخہ)، ص ۲۴۳؛ ابو داؤد، دوم، ص ۳۲۔

(۳۲۹) کتاب الخراج، ص ۶۷۔

(۳۴۰) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۹۸۔

(۳۴۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۲۔ مویشی پالنے والے قبائل پر زکوٰۃ ان کے جانوروں پر عائد کی گئی تھی۔

(۳۴۲) ایضاً، ص ۱۴۲۔

(۳۴۳) ایضاً، ص ۱۴۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۳۵۳، جنہوں نے ہشام بن محمد کلبی کی روایت پر بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذی مرکا علاقہ قطیعہ میں دیا تھا لیکن ابن سعد نے اس روایت کو شاذ بتا کر کہ انھوں نے اس کو کسی اور سے نہیں سُنا اس کی کمزوری (ضعف) یا عدمِ صحت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

(۳۴۴) اسد الغابہ، پنجم، ص ۳۰؛ سوم، ص ۳۱۰ بالترتیب۔

(۳۴۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۹۔ (۳۴۶) مجموعہ، ص ۱۸۵۔

(۳۴۷) ایضاً، ص ۱۸۲۔ (۳۴۸) ایضاً، ص ۱۹۳۔

(۳۴۹) ایضاً، ص ۱۸۰، ۲-۱۸۱، ۱۸۴؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، مذکورہ بالا صحابہ کے تراجم اور سوانحی خاکے۔

(۳۵۰) ایضاً (۳۵۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۸۴ (۳۵۲) ایضاً

(۳۵۳) ایضاً، ص ۱۹۰ (۳۵۴) ایضاً، ص ۱۹۷ (۳۵۵) ایضاً، ص ۸-۱۷۷

(۳۵۶) ایضاً، ص ۹-۱۸۸ (۳۵۷) ایضاً

(۳۵۸) ابن سعد، چہارم، ص ۳۵۶؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۵۲۔

(۳۵۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۳۔

(۳۶۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۷۔

(۳۶۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۵۴-۳۴؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۲۷۴ وغیرہ جن کے مطابق حضرات میمون شامی اور ذوالجوشن الضبابی الکلابی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو شام اور حیرہ میں بالترتیب ان کی فتوحات سے قبل اقطاعات دئے گئے تھے۔

(۳۶۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷-۷۳۔ کم از کم وہ ایسے ۸ قطائع کا ذکر کرتا ہے۔

(۳۶۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷۔

(۲۶۴) اسد الغابہ، پنجم، ص ۶۸۔

(۲۶۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷۔

(۲۶۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۶ - ۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۰۰۔

(۲۶۷) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۷۔

(۲۶۸) ایضاً، ص ۹ - ۶۸ (۲۶۹) ایضاً

(۲۷۰) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو اصابہ ترجمہ صحابی موصوف۔

(۲۷۱) ایضاً، ص ۱۶۵۔

(۲۷۲) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۶۷۔ (۲۷۳) ایضاً، ص ۶۵۔

(۲۷۴) واقدی، ص ۳۷۹، ۶۹۳ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۲ وغیرہ۔

(۲۷۵) واقدی، ص ۴ - ۶۹۳، کا مزید بیان ہے کہ ان دونوں صحابہ کو مشترکہ طور سے تین سو وسق ملے تھے جن میں سے دو سو وسق حضرت فاطمہ کے لیے تھے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۵۲۲ جو واقدی سے اتفاق کرتے ہیں۔

(۲۷۶) واقدی، ص ۶۹۴، کا بیان ہے کہ حضرت اسامہ کو ایک سو پچاس وسق میں سے چالیس وسق شعیر کے ملتے تھے اور پچاس وسق نوی کے۔ جبکہ ابن اسحاق، ص ۵۲۲ کا بیان ہے حضرت اسامہ کو دو سو وسق ملے تھے جن میں سے پچاس وسق کھجوریں تھیں۔

(۲۷۷) واقدی، ص ۶۹۴ کا بیان ہے کہ ان کے ورثہ نے حضرت معاویہ کے ہاتھ ان کی خلافت کے زمانے میں کسی وقت اپنا طعمہ بیچ دیا تھا۔

(۲۷۸) واقدی، ص ۶۹۵، کے مطابق چالیس وسق ان کے دو بیٹوں کے لیے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳-۵۲۲، جن کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ اور ان کی دو دختروں کو نوّے وسق ملے تھے جن میں سے چالیس وسق ان کے دو بیٹوں کے لیے تھے۔

(۲۷۹) واقدی، ص ۶۹۵، نے ان کے نام بھی گنائے ہیں۔

(۲۸۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶-۱۱۵۔

(۲۸۱) ایضاً، ص ۲۳۔ (۲۸۲) واقدی، ص ۱۰۰۶

(۲۸۳) ملاحظہ ہو ماوردی، الاحکام السلطانیہ۔

(۲۸۴) واقدی، ص ۶۹۷، ۶۹۸ اور ۶۹۹ نے طعمہ کے وراثت میں منتقل ہونے کے کئی واقعات کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۵) ایضاً، ص ۸ - ۶۹۷۔

باب ششم

(۱) ابن سعد، اوّل، ص ۲۲۰؛ زبیری، نسب قریش، ص ۲۵۴؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۹ - ۳۶۸؛ نیز باب اول۔

(۲) ابن سعد، اول، ص ۲۲۰؛ فتوح البلدان، ص ۲۰۔

(۳) ابن اسحاق، ص ۲۰۸؛ واقدی، ص ۱۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱؛ طبری، دوم، ص ۱۳۱۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے باب اول اور پنجم۔

(۴) باب پنجم بحث بر زر فدیہ اسیران بدر۔

(۵) ملاحظہ کیجئے باب دوم بحث بر اسلام قبائل عرب۔ یہاں اس قسم کی دعوت کی چند مثالیں کافی ہوں گی۔ حضرت دعثور بن حارث، فرات بن حیان عجلی، بنو کلب دومۃ الجندل، بنو مصطلق وغیرہ نے مہمات ذوامر، قردہ، دومۃ الجندل اور مریسیع کے دوران اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے علاوہ بہت سے دوسرے تھے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۶ - ۳۵، ۶۲، ۵ - ۶۴۔

(۶) ابن اسحاق، ص ۷۴۵ وغیرہ؛ واقدی، ص ۵۰۸ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۴ وغیرہ اور طبری، سوم، ص ۵۳ وغیرہ۔

(۷) باب دوم۔ باب اول بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۸) ابن اسحاق، ص ۲ - ۶۵۱؛ واقدی، ص ۸ - ۱۱۰۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۸۳ وغیرہ؛ طبری، سوم، ص ۲ - ۱۵۰۔

(۹) ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۸۹، ۱۲۳، ۱۴۷، ۷۰ - ۱۶۹؛ نیز ملاحظہ ہو باب دوم۔

(۱۰) ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۴۲، جس کے مطابق خیبر کی مہم کے بعد حضرت محیصہ بن مسعود نے فدک کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۳۳۴۔

(۱۱) ابن اسحاق، ص ۶۷۲ وغیرہ؛ ابن سعد، ص ۸۹، ۱۴۷، ۱۷۸ وغیرہ۔

(۱۲) ملاحظہ ہو باب دوم متعلقہ مباحث۔

(۱۳) ابن اسحاق، ص ۴ - ۳۳۴؛ واقدی، ص ۱ - ۵ - ۲۴۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۴ - ۵۱؛ طبری، دوم، ص ۵۵ - ۵۴۵؛ نیز باب دوم۔

(۱۴) ابن اسحاق، ص ۳۲ - ۴۲۶؛ واقدی، ص ۶۲ - ۳۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶ - ۵۵؛ طبری، دوم، ص ۴۲ - ۵۳۸۔

(۱۵) ملاحظہ ہو ضمیمہ چہارم (الف) جس کے مطابق حضرت خالد بن ولید نے عزّیٰ کو، حضرت عمرو بن عاص نے سواع کو،

حضرت سعد بن زید نے مناۃ کو اور حضرت ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ نے لات کو تباہ کیا تھا۔ کچھ مدت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو نے اپنے قومی بت ذوالکفین کو اور حضرت علی بن ابی طالب نے طے کے صنم کدہ الفلس کو برباد کیا تھا۔

(۱۶) فتوح البلدان، ص ۸۹؛ ابن سعد، اوّل، ص ۶۳-۲۶۲ بالترتیب۔

(۱۷) ابن ہشام، سوم، ص ۲۲۹، ۵۹۲؛ طبری، سوم، ص ۸-۱۲۶؛ اسد، چہارم، ص ۹-۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو بخاری، صحیح، کتاب المغازی؛ نیز باب دوم۔

(۱۸) ابن ہشام، سوم، ص ۱۴۱-۶؛ واقدی، ص ۸۳-۱۰۷۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۰-۱۶۹؛ طبری، سوم، ص ۲-۱۳۱؛ نیز بخاری، مذکورہ بالا۔

(۱۹) طبری، سوم، ص ۱۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ چہارم - الف۔

(۲۰) باب چہارم ملاحظہ کیجئے۔

(۲۱) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۲۳، ۲۹، ۴۱، ۴۹، ۴-۵۳، ۶-۵۵، ۶۹، ۱۰۸ وغیرہ؛ نیز باب چہارم بحث بر سفراء نبوی۔

(۲۲) ایضاً

(۲۳) اسد الغابہ، اول، ص ۲۷۶، دوم، ص ۴۴۲ اور چہارم، ص ۱۳۱؛ نیز باب دوم و سوم۔

(۲۴) باب چہارم (۲۵) ایضاً (۲۶) ایضاً (۲۷) طبری، سوم، ص ۱۸۷۔

(۲۸) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۲۴ - ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی رح

(۲۹) قرآن کریم، سورہ حجرات، آیت ۱۴۔

(۳۰) ابن سعد، اول، ص ۲۲۰؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ فتوح البلدان، ص ۲۰؛ اسد، اول، ص ۲-۱۷۱؛ چہارم، ص ۹-۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۲۰-۱۱۶، ۱۲-۶۰۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۲؛ نیز دیکھئے ابن اسحاق، ص ۲۰۱-۱۹۹۔

(۳۱) بخاری، صحیح، باب الہجرۃ۔

(۳۲) ابو داؤد، سنن، ص ۱۲۹، بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۰۔ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۰

(۳۳) احمد بن حنبل، مسند، سوم، ص ۱۳۷ بحوالہ شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۰۔

(۳۴) واقدی، ص ۳۴۷ کا بیان ہے کہ انصار میں ستّر نوجوان اتنے پڑھے لکھے تھے کہ وہ القراء (جمع قاری) کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اس کے لفظی معنی تو پڑھنے والے کے ہیں لیکن اصطلاح میں وہ عالم اور معلّم کے معنی میں مستعمل ہوئے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۵۲، ۵۶؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸، ۶-۵۴۵؛ نیز دیکھیے بخاری، غزوۂ بئر معونہ۔ اس کے علاوہ شہداء بئر معونہ و رجیع کے سوانحی خاکے ملاحظہ کیجئے ابن سعد، جلد سوم میں۔

(۳۵) ملاحظہ کیجئے ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۱ - ۳۲۵۔

(۳۶) بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۷) بحوالہ کتانی، اول، ص ۴۱ - ۴۰۔ (۳۸) ایضاً

(۳۹) زبیری، نسب قریش، ص ۱۷۴؛ جمہرۃ انساب العرب، ص ۲۷۔

(۴۰) کتاب المحبر، ص ۲۸۶۔ (۴۱) ابن سعد، سوم، ص ۵۱۳۔

(۴۲) بحوالہ کتانی، اول، ص ۷ - ۴۴۔ یہاں عہد صدیقی کے آغاز ہی میں جنگ یمامہ میں بڑی تعداد میں قراء کی شہادت پر حضرت عمر بن خطاب کے خدشہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس روایت سے بالواسطہ سہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم سات سو حافظ قرآن صحابہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے علاوہ بہت سے حافظ و عالم مسلمان اس وقت بھی زندہ تھے۔ اور یہ سب کے سب عہد نبوی کے ساختہ و پرداختہ اور تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۲۸۵ وغیرہ۔

(۴۳) بحوالہ شبلی نعمانی، دوم، ص ۸۸۔

(۴۴) بخاری، صحیح، باب رحمۃ البہائم۔

(۴۵) ابن سعد، پنجم، ص ۵۶۴؛ المعارف، ص ۳۳۰۔

(۴۶) ابن سعد، چہارم، ص ۴ - ۳۴۳ کا بیان ہے کہ جہینہ کے ایک نو مسلم حضرت عقبہ بن عامر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ بیعت ہجرت کریں گے یا بیعت عربیت۔ انھوں نے بیعت ہجرت کو پسند کیا اور مدینہ میں آکر بس گئے۔ دوسری کئی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے بدوی عربوں نے بیعت عربیت کی تھی۔ چنانچہ ان کو کچھ دنوں تک مدینہ میں تعلیم دے کر رخصت کر دیا گیا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶-۸۵ اور ۳-۲۴۲۔

(۴۷) مونٹگمری واٹ، مذکورہ بالا۔

(۴۸) بخاری، صحیح، غزوۂ فتح مکہ؛ نیز ملاحظہ ہو ابوداؤد اور نسائی، کتاب الصلوٰۃ۔

(۴۹) طبری، سوم، ص ۲۸۲۔

(۵۰) ابن ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۸۸۹ اور ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۴۷؛ طبری، سوم، ص ۹۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، اول، ص ۸۱۸؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸ - ۳۷۶؛ پنجم، ص ۹ - ۳۰۸؛ کتانی، اول، ص ۴۳۔

(۵۱) واقدی، ص ۲ - ۹۲۱۔

(۵۲) ملاحظہ کیجئے باب چہارم بحث بر ولاۃ رسول۔

(۵۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۳-۱۰۷، نے حضرت خالد کے مکتوب بنام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ "میں ان کے (بنو الحارث) کے درمیان مقیم ہوں اور ان کو اس چیز کا حکم دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے لیے فرض قرار دی ہے اور اس سے منع کرتا ہوں جو اس نے حرام بتائی ہے۔ اور ان کو اسلام کی بنیادی تعلیمات (معالم الاسلام) اور سنتِ نبوی سکھاتا ہوں۔"

(۵۴) ملاحظہ ہو باب پنجم، بحث بر صدقات۔

(۵۵) ایضاً (۵۶) ایضاً

(۵۷) ملاحظہ ہو باب پنجم بحث بر اموال غنیمت/خمس۔

(۵۸) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۲۲؛ طبری، دوم، ص ۵۶۱ کے مطابق یہ واقعہ سنہ ۴ھ / ۶-۶۲۵ء کا ہے۔

(۵۹) حضرت ابو ہریرہ کی سند پر موطا میں ایک روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ دو آدمیوں نے اپنے ایک مقدمے کے بارے میں مدینہ کے بعض اہلِ علم کی رائے جاننے کے بعد معاملہ دربارِ رسالت میں پیش کیا۔ غالباً ان دونوں فریقین کو یا ان میں سے کسی ایک کو "مدنی اہل علم" سے اتفاق یا اس پر اطمینان نہ تھا اسی لیے اس نے مقدمہ عدالتِ نبوی میں پیش کیا تھا۔ بہرحال اس سے "مدینہ میں ایسے اہلِ علم کی موجودگی عہدِ نبوی میں ثابت ہوتی ہے جو مذہبی امور پر اپنی رائے دے سکتے تھے یا قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر کر سکتے تھے"۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۵۶۔

(۶۰) ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر والیانِ رسول۔

(۶۱) ابن سعد، دوم، ص ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۸، ۳۵۰۔ اگرچہ ابنِ سعد نے مفتیانِ عہدِ نبوی کی تعداد صرف چھ بیان کی ہے لیکن دوسری روایت میں دو نئے ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں روایتیں مفتیوں کی "زیادہ سے زیادہ حد" کو متعین نہیں کرتی ہیں بلکہ ان کے مختلف طبقات کی نشان دہی کرتی ہیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے اسد الغابہ، چہارم، ص ۷۷، صرف چھ اشخاص کا ذکر کرتی ہے اور حضرات ابوبکر اور عبدالرحمٰن بن عوف کا کوئی حوالہ نہیں دیتی ہے۔

(۶۲) الطالقہ، بحوالہ کتانی، اول، ص ۵۶۔

(۶۳) کتانی، اول، ص ۵۷۔ (۶۴) ایضاً، ص ۵۸۔ (۶۵) ایضاً۔

(۶۶) ابن سعد، سوم، ص ۶۰۹، کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرات سہل اور سہیل فرزندان رافع بخاری (بنو غنم بن مالک) کے مربد (باڑے) میں ایک مسجد بنائی تھی جہاں وہ پنجوقتہ نمازوں کی امامت کرتے تھے۔ بعد میں اسی جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باقاعدہ مسجد تعمیر کی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۰۰-۱۹۹۔

(۶۷) ایضاً (۶۸) ایضاً (۶۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۵۶۔

(۷۰) ابن اسحاق، ص ۱۹۹؛ بخاری اور ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ۔

(۷۱) بخاری، صحیح، کتاب الصلوٰۃ۔ ان مساجد کا حوالہ اس فصل میں ملتا ہے جس میں امام بخاری نے اس مسئلہ پر بحث

کی ہے کہ آیا مساجد کو انسانوں کے نام سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

(۷۲) ایضاً۔ اس مسجد کے سلسلہ میں دلچسپ روایت آتی ہے جو حضرت انس بن مالک کی سند پر بیان ہوتی ہے۔ اس کے مطابق ایک بار بنو عمرو بن عوف نے اپنی مسجد میں عصر کی نماز اس وقت پڑھی تھی جبکہ وہ مسجد نبوی میں پڑھ چکی تھی۔

(۷۳) واقدی، ص ۱۰۴۹، ۱۰۴۸ اور ۱۰۴۳؛ بخاری، کتاب الصلوٰۃ۔ (۷۴) ایضاً

(۷۵) اسد الغابہ، سوم، ص ۶۰ - ۳۵۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۵۵۰؛ ابو داؤد اور نسائی، کتاب الصلوٰۃ؛ واقدی، ص ۱۰۴۹، جن کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبا میں واقع تھی۔

(۷۶) اسد، سوم، ص ۲۳۶۔

(۷۷) بخاری، صحیح، کتاب الصلوٰۃ۔ (۷۸) ایضاً

(۷۹) ایضاً۔ بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اوّل، ص ۷۷، کا بیان ہے کہ ان تمام نو مسجدوں میں نماز پنجگانہ حضرت بلال کی اذان پر ہوتی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف حضرت بلال ہی موذن مدینہ تھے اور نہ ہی ان کی آواز پورے مدینہ میں سنی جا سکتی تھی بلکہ ان کی اذان دوسری مساجد کے لیے علامت تھی کہ نماز کا وقت ہو چکا اور ان کے اپنے موذن اذان دیتے اور ان کے اپنے امام نماز پڑھاتے تھے۔

(۸۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۵۔

(۸۱) ایضاً بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۲۔ ان تمام مساجد میں سے واقدی نے صرف مسجد الوضیع کا حوالہ دیا ہے جو بنو خطمہ کے محلہ (فضاء) یا میدان میں واقع ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ ملاحظہ ہو کتاب المغازی، ص ۱۷۱۔

(۸۲) نسائی، سنن، کتاب المساجد؛ نیز ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۳۔

(۸۳) ملاحظہ ہو باب دوم بحث بر اسلام عبدالقیس۔

(۸۴) ابن سعد، پنجم، ص ۲۴۹؛ نسائی، کتاب الصلوٰۃ، شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۰۔

(۸۵) ابن سعد، پنجم، ص ۵۰۸ - ۵۰۹؛ نیز ملاحظہ ہو باب چہارم بحث بر والیان رسول۔

(۸۶) فتوح البلدان، ص ۸۷ - ۸۸؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۳۔

(۸۷) ملاحظہ ہو باب چہارم بحث بر ولاۃ نبوی۔

(۸۸) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۸۸۔

(۸۹) ایضاً، باب الامامۃ۔

(۹۰) واقدی، ص ۷۷۵ - ۷۷۶، ۸۸۲۔ (۹۱) ایضاً، ص ۹۸۰۔

(۹۲) واقدی، ص ۹۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۵۔

(۹۳) واقدی، ص ۷۷۱، کا بیان ہے کہ ذات السلاسل کی مہم کے دوران جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح کمک لے کر پہنچے تو حضرت عمرو بن العاص امیر لشکر ہی نے اپنے عہدہ کے سبب نمازوں کی امامت کی تھی۔

(۹۴) واقدی، ص ۱۰۱۲؛ زبیری، ص ۲۶۵؛ اصابہ ۲، ۵۱۹۔

(۹۵) طبری، سوم، ص ۷، ۱۹۶؛ بخاری، باب بدء الاذان۔

(۹۶) بخاری، باب، بدء الاذان؛ مسلم، نسائی اور ترمذی، باب الاذان۔ روایات میں اس پر اختلاف ہے کہ اذان کی تجویز کس نے دربار رسالت میں پیش کی تھی۔ بخاری کے مطابق حضرت عمرؓ نے اور دوسروں کے مطابق حضرت عبداللہ بن زید نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶، ۲۳۵ جو بعد کے صحابی کا نام بیان کرتے ہیں؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المعارف، ص ۳۹۹۔

(۹۷) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۳۹؛ المعارف، ص ۲۹۹ اور ابن سعد، سوم، ص ۲۳۴۔

(۹۸) ابن سعد، اول، ص ۲۴۸؛ سوم، ص ۲۳۴؛ اسد، اول، ص ۲۰۶-۲۰۹۔

(۹۹) بخاری، باب مواقیت الصلوٰۃ۔

(۱۰۰) ماخذ مذکورہ بالا در باب حضرت بلال۔

(۱۰۱) ابن سعد، سوم، ص ۲۳۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعدؒ اول، ص ۲۴۸؛ المعارف، ص ۱۷۰-۳۷۰؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۲۰۴۔

(۱۰۲) بخاری، باب مواقیت الصلوٰۃ۔

(۱۰۳) زبیری، ص ۳۹۹؛ المعارف، ص ۳۰۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۰؛ جن کی بیان کردہ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابو محذورہ حضرت بلال حبشی کے ساتھ مکہ کی فتح کے بعد مسجد حرام میں اذان دیا کرتے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد بھی وہ وہاں اذان دیتے رہے تھے۔

(۱۰۴) ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۰، کا بیان ہے کہ ان کے اپنے زمانے میں (تیسری صدی ہجری کے وسط میں) حضرت ابو محذورہ جمحی کے ورثہ ہی مسجد حرام میں اذان کے ذمہ دار تھے۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۹۹؛ المعارف، ص ۳۰۹؛ الفاکہی، مذکورہ بالا، ص ۱۲؛ اسد، پنجم، ص ۲۹۲۔ فاکہی اور زبیری دونوں کا بیان یہ ہے کہ ان کے ورثہ کے ختم ہوجانے کے بعد اذان کی خدمت ربیعہ بن سعد جمحی کے خاندان اور ورثہ میں منتقل ہو گئی تھی۔

(۱۰۵) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۰۳-۲۰۲۔

(۱۰۶) المعارف، ص ۲۵۸ اور ۱۷۰-۳۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۷۷، جن کا بیان ہے کہ ان کے وارثین نے امام شافعی (۷۶۷ تا ۸۲۰ء) کے زمانے تک یہ خدمت انجام دی تھی۔

(۱۰۷) اسد الغابہ، سوم، ص ۲۲۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے کتانی اول، ص ۷۹، جو ان کو "برموی" کہتے ہیں۔

(۱۰۸) ایضاً، ص ۴۷۔

(۱۰۹) ایضاً۔ صحابی موصوفؓ نے حضرت بلال حبشی کی عدم موجودگی میں ایک بار فجر کی اذان کہی تھی اور نمازِ فجر کی اقامت بھی۔

(۱۱۰) ایضاً، ص ۷۶۔ (۱۱۱) ایضاً (۱۱۲) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۲۱۔

(۱۱۳) ازرقی، کتاب اخبار مکہ، ص ۸۰-۱۲۷۔ ازرقی کا یہ بیان بڑا دلچسپ ہے کہ ۸ھ/ ۶۳۰ء میں فتح مکہ کے سال حج فرض نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس برس حج جاہلی روایات و تقویم کے مطابق ذی قعدہ میں منعقد ہوا تھا اور مسلمانوں نے ان روایات کے مطابق حضرت عتاب کی امارت میں قدیم غیر مسلم عربوں کے ساتھ ادا کر لیا تھا۔

(۱۱۴) ابن سعد، پنجم، ص ۴۴۶؛ کتاب المحبر، ص ۱۱؛ نیز ملاحظہ ہو ابن ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ طبری، سوم، ص ۳۷؛ فتوح البلدان، ص ۵۳؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۹-۳۵۸؛ کتانی، اول، ص ۱۰۹۔

(۱۱۵) ابن ہشام، سوم، ص ۵۴۵؛ واقدی، ص ۸-۱۰۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۸؛ طبری، سوم، ص ۳-۱۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب الحج۔

(۱۱۶) ایضاً۔ بخاری کا بیان ہے کہ اعلان حضرت ابوبکر صدیق نے کیا تھا۔

(۱۱۷) سورۃ التوبہ، آیت ۲۸۔

(۱۱۸) بخاری، حجۃ الوداع؛ ابن اسحاق، ص ۵۲-۶۴۹؛ واقدی، ص ۱۰۸۸ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۷۲ وغیرہ؛ طبری، سوم، ص ۱۴۸ وغیرہ۔

(۱۱۹) مسلم اور ابوداؤد، حجۃ الوداع؛ کتانی، اول، ص ۱۰۹۔

(۱۲۰) بخاری، مذکورہ بالا؛ واقدی، ص ۱۰۴۵۔

(۱۲۱) ابن اسحاق، ص ۶۵۲؛ طبری، سوم، ص ۱۵۱۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جملہ در جملہ دہراتے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۷۰۔

(۱۲۲) ایضاً۔ حجۃ الوداع؛ نیز کتانی، اول، ص ۱۷۔

(۱۲۳) اسد الغابہ، اول، ص ۲-۱۴۱۔

(۱۲۴) طبری، دوم، ص ۶۲۴ کے مطابق ان کے والد کا نام عمیر تھا۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۵۲۲، ۵۳۲، ۱۰۷۷، ۱۰۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱، ۱۶۳، ۱۶۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے طبری، دوم، ص ۶۲۴ اور اسد الغابہ، پنجم، ص ۴۔ صاحب البدن کے کام اور اس کی نوعیت کے سلسلہ میں کتانی، اول، ص ۱۰-۱۱ نے موطا امام مالک اور نسائی کی روایات بیان کی ہیں۔

(۱۲۶) بخاری، صحیح، کتاب الحج۔

(۱۲۷) اسد الغابہ، دوم، ص ۴۷۸ اور چہارم، ص ۹۲۔

(۱۲۸) جمہرہ، ص ۱۷۶؛ اصابہ ۲۱۷۰۔

(۱۲۹) واقدی، ص ۸۳۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ نیز دیکھئے ابن سعد، چہارم، ص ۲۵؛ بخاری، کتاب الحج؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۱۲ - ۱۰۹۔

(۱۳۰) ملاحظہ ہو میرا مضمون مذکورہ بالا، برہان، دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء۔

(۱۳۱) واقدی، ص ۸۳۷-۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ بخاری، کتاب الصلوٰۃ؛ اسد، سوم، ص ۳۷۲؛ زبیری، ص ۲۵۱-۲؛ موخر الذکر کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کلید حضرات طلحہ بن عثمان اور شیبہ بن عثمان کو عطا فرمائی تھیں اور باقی بنو عبد الدار کو اس سے محروم رکھا تھا نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۰-۱۱۳۔

(۱۳۲) ایضاً۔

(۱۳۳) واقدی، ص ۸۴۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱؛ اسد، اول، ص ۲۱۴۔

(۱۳۴) ایضاً؛ نیز خاکسار کا مضمون محولہ بالا در حاشیہ ۱۳۰۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (الانعام : ۴۵)
اس طرح جڑ کاٹ دی گئی اُن لوگوں کی جو ظلم کرتے تھے ۔



عہدِ نبویؐ کی ابتدائی مہمیں

عہدِ نبویؐ کی ابتدائی مہمیں

——— محرکات، مسائل اور مقاصد

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سیرت نبویؐ کے اوّلین مؤلف ابن اسحاق اور مغازی نگاروں کے سرخیل واقدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی مہموں کے بارے میں جو نقطۂ نظر اپنے زمانے میں متعین کر دیا تھا وہ بعد کے دوسرے تمام سیرت نگاروں اور مغازی نویسوں نے بلا تحقیق و تنقید قبول کر لیا۔ ابتدائی مؤلفین سیرت و مغازی بنیادی طور پر اپنے پیشرو "راویوں" اور "اخباریوں" کی "روایات" اور "اخبار" کے پابند تھے۔ اور وہ اپنے پیشروؤں کے طے کردہ خطوطِ فکر و نظر سے ہٹنا بدعت تصور کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فکری رخ ابتدائی رواۃ و اخباریوں نے اپنی دانست میں صحیح سمجھ کر آنے والی نسلوں کے لیے متعین کیا تھا وہ دوسری اور تیسری صدیوں کے جامعین سیرت و تاریخ کی تحریروں میں انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ اس میں ابتدائی راویوں اور اخباریوں کی کسی بدنیتی یا غلط بیانی کو عموماً دخل نہیں تھا بلکہ اس کی ذمہ داری دراصل ان کے غیر مورخانہ اور غیر تنقیدی طرزِ روایت و نگارش پر عائد ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک راوی یا اخباری کا فرض بس یہ تھا کہ اس تک پہونچنے والی روایت کو جوں کا توں بیان کر دے۔ ابتداءً تاریخ نگاریٔ اسلام میں تو راویوں کی شخصیت، دیانت اور ثقاہت وغیرہ کو بھی نہیں پرکھا جاتا تھا لیکن جب مختلف، متصادم اور موضوع روایات ایک ہی واقعہ یا معاملہ کے بارے میں ان کے سامنے آئیں تو اصل منبعِ روایت تک کسی روایت کو جاننے اور بتانے کا اصول وضع کیا گیا اور سند کا سلسلہ شروع ہوا لیکن اس کے بعد بھی صرف توجہ اس پر مرکوز رہی کہ راویوں کے ثقہ اور قابلِ اعتماد ہونے کا یقین کر لینے کے بعد روایت کو بیان کر دیا جائے۔ اس کے سوا نہ تو متنِ روایت کو تنقید کی کسوٹی پر کسا جاتا تھا اور نہ ہی درایت کے دوسرے اصولوں پر حتی کہ راوی اپنی رائے دینے سے بھی اجتناب کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدائی کتب تاریخ و سیرت میں ایک ہی واقعہ یا معاملہ کے بارے میں متعدد اور بسا اوقات متصادم روایات و اخبار جمع ہو گئے اور دوسرے جو نقطۂ نظر یا نقطہ ہائے نظر شروع میں متعین ہو گئے تھے، غلط یا صحیح طور پر وہ بعد کے مؤلفوں کے یہاں راہ پا گئے جو بقول ابن خلدون محض ناقابل اور متطفلوں (بچکانہ ذہن و دماغ والے) تھے۔

ابتدائی راویوں اور ان کی اتباع میں ابتدائی مؤلفین سیرت و مغازی نے بنیادی طور سے ہجرت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر تحریک کو عام طور سے اور ابتدائی مہموں کو خاص طور سے قریش مکہ کی اسلام سے عداوت کے پس منظر میں دیکھا اور سمجھا ہے۔ وہ صحیح سمجھتے تھے کہ قریش مکہ مدینہ میں اسلام کے کسی مذہبی، سیاسی اور فوجی نظام کو پنپنے نہیں دیں گے کیونکہ وہ اشراف مکہ کی سیاسی اور مذہبی بالادستی کے خاتمے کے مترادف ہوتا، عداوت قریش کے اس پس منظر میں اخباریوں نے یہ خیال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جو بھی سیاسی یا فوجی کارروائی کی یا کرنی چاہی وہ دراصل قریش کے عداوت اسلام کے بطن سے پیدا ہونے والی ممکنہ کارروائیوں کی پیش بندی تھی۔ چنانچہ اپنے اس خیال کے مطابق انہوں نے یہ سمجھا کہ ہجرت

کے بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے سترہ اٹھارہ مہینوں کے عرصے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ارد گرد کے علاقوں میں جو سیاسی اور فوجی حکمتِ عملی اختیار کی تھی اس کا اصل نشانہ قریشی کارواں تھے جو مدینہ کے قریب سے گذرنے والی بین الاقوامی شاہراہِ تجارت پر ہر سال شام اور دوسرے شمالی علاقوں کو جایا کرتے تھے۔

جدید مؤرخین نے عام طور سے اور مغربی مؤرخین نے خاص طور سے مآخذ اسلامی کے متعین کردہ نقطۂ نظر کی روشنی میں ان ابتدائی مہموں کی تاریخی تشریح و تعبیر کا کام شروع کیا اور ان کے اسباب و عوامل، مسائل و وسائل اور مقاصد و محرکات کی چھان بین کی اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ مدینہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جو خالی ہاتھ آنے والی کثیر مہاجر آبادی کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتی تھی۔ چنانچہ ان مہاجرین کی معاشی اور اقتصادی ضروریات کی فراہمی کے لیے پیغمبرِ اسلام نے عربوں کے قدیم اور مسلّمہ طریق غارت گری یعنی "رزیہ" کو اختیار کیا کہ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ قریشِ مکہ کے تجارتی کاروانوں سے بڑھ کر اور کون سا فوری اور مفید ذریعۂ آمدنی تھا چنانچہ ان کاروانوں پر چھاپے مارنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے بعد میں کچھ ایسے واقعات بھی پیش آ گئے جن سے اس تاثیر یا نتیجہ کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ مغربی مصنفین و مؤرخین نے پہلے دور میں چونکہ اسلام کا مطالعہ یہودیت اور اسلام یا عیسائیت اور اسلام کی مذہبی اور سیاسی آویزش کے پس منظر میں کیا تھا اس لیے انہوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر شدید اور بسا اوقات متعصبانہ و مخالفانہ حملے کئے اور اسلامی غزوات و سرایا کو عموماً اور ابتدائی مہموں کو خصوصاً قبل اسلام عرب کے "رزیوں" یا لوٹ مار کے حملوں اور چھاپوں کے مماثل قرار دیا اور مسلمانوں اور ان کے پیغمبر کو ایک غارتگر جماعت کے روپ میں پیش کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ مطالعہ معاندانہ تھا اور اسلامی تاریخ و تہذیب کو مسخ کرنے کی نیت سے کیا گیا تھا۔ ہمارے موجودہ عہد میں خاص کر بیسویں صدی کے وسط میں جب مغربی مصنفوں اور مستشرقوں نے اسلام کا مطالعہ معروضی اور سائنٹیفک بنیادوں پر کرنے کا دعویٰ کیا تو ان مہموں کے دوسرے سماجی اور سیاسی محرکات و مقاصد تلاش کئے لیکن بنیادی طور پر ابتدائی مہموں کے بارے میں ان کے یہاں بھی اہمیت اقتصادی محرکات و عوامل کو حاصل رہی جس کی داغ بیل ان کے پیشروؤں نے ڈالی تھی البتہ یہ ضرور ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر معاندانہ حملوں سے گریز کیا گیا اور ذمہ داری انسانی طمع و حرص اور لیٹرانہ ذہنیت سے حالات و زمانہ کی اقتصادی مجبوریوں اور معاشی محرکات کی طرف منتقل کر دی گئی۔ یعنی ابتدائی مہموں کو لوٹ مار اور غارت گری کی پرانی کارروائیوں کی ہی رہی البتہ مسلمان اس کے لیے کسی حرص و ہوس کی وجہ سے ذمہ دار نہ تھے بلکہ حالات ذمہ دار تھے۔ جدید مغربی مؤرخین میں سے اکثریت اسی نقطۂ نظر کی حامی ہے لیکن اب بھی کوئی نہ کوئی ان مہموں کی پرانی تشریح و تعبیر کو اپنا مذہبی اور ملی فرض سمجھ لیتا ہے۔

ہمارے مشرقی اور مسلم جدید مؤرخین کی اکثریت جدید مغربی مؤرخین کے نقطۂ نظر کو قبول کرتی ہے لیکن تھوڑے سے فرق کے ساتھ۔ ان کا خیال یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اصلاح امت کے کام کے بعد قریش مکہ کے خلاف ایک جارحانہ یا اقدامی پالیسی اختیار کی اور اس کا پہلا اظہار ان ابتدائی مہموں کی شکل میں ہوا یعنی آپ نے ہجرت اور غزوۂ بدر کے درمیان سات آٹھ فوجی مہمیں ترتیب دیں جن کا اصل نشانہ قریشی کارواں تھے لیکن مقصد ان کا لوٹنا نہیں تھا بلکہ اشراف مکہ کے ذہنوں پر یہ نقش

مرتسم کرنا تھا کہ اسلامی ریاست ایک فوجی اور سیاسی طاقت تھی جس کے ساتھ ان کو کسی قسم کی مصالحت یا مفاہمت کرنا ناگزیر ہوگا۔ یہ مفاہمت اور مصالحت اس مقصد سے کی جا رہی تھی کہ عداوت اور دشمنی کا دور ختم ہو اور دوستی اور بھائی چارے کے زمانے کا آغاز ہو کیونکہ اسلام کا اصل پیغام یہی ہے۔ اس طرح ان مسلم مؤرخین کے نزدیک ان ابتدائی مہموں کا مقصد یہ تھا کہ اقتصادی دباؤ ڈال کر مکیوں کو سیاسی مفاہمت پر مجبور کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس نقطۂ نظر کے مطابق بھی ابتدائی مہموں کا اصل نشانہ قریشی کارواں ہی تھے چاہے ان کا مقصد ان کو لوٹنا رہا ہو، محض اقتصادی دباؤ ڈالنا رہا ہو۔

ان جدید مسلم مشرقی مؤرخین کے علاوہ خال خال کچھ ایسے بھی مسلمان سیرت نگار پائے جاتے ہیں جنھوں نے ابتدائی مہموں کو ان کے صحیح تناظر میں سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کا طرزِ نگارش و طریق استدلال یا تو معذرت خواہانہ اور دفاعی ہو گیا ہے یا انھوں نے اپنی رائے کو دلائل و براہین سے مستحکم نہیں کیا ہے۔ ضرورت تھی کہ ان مہموں کا ایک تنقیدی مطالعہ پیش کیا جائے تاکہ ان کے محرکات، مسائل اور مقاصد کی نشاندہی کی جائے اور واضح کیا جائے کہ آیا ان مہموں کا مقصد لوٹ مار و غارت گری تھی، تاکہ ننگے بھوکے مہاجرین کی مادی ضروریات پوری کی جا سکیں یا قریش مکہ کو اقتصادی طور پر زک پہونچانا اور سیاسی اشتعال دلانا تھا کہ آئندہ کے لیے فوجی اقدام کا راستہ کھل جائے اور اس کی ذمہ داری مکیوں پر ہی رہے۔ یا محض اقتصادی دباؤ ڈال کر ان کو سیاسی مفاہمت پر مجبور کیا جائے اور اس طرح عرب دنیا میں اسلام اور مکی اشرافیہ باہمی مفاہمت کے سائے میں دو الگ الگ اور خود مختار اکائیوں کی طرح جئیں اور جینے دیں یا ان تمام صورتوں سے الگ ان مہموں کی کوئی اور تشریح و تعبیر کی جا سکتی ہے جو ان کی اصل نوعیت اور ماہیت کو اُجاگر کرتی ہے اور جو اسلامی تعلیمات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و مزاج اور اسلامی تہذیب سے میل کھاتی ہے کیوں کہ موجودہ تمام تعبیرات و تشریحات تمام اسلامی اصولوں اور اقدار کی نفی کرتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ مآخذ میں مذکور بعض اہم حقائق سے بھی ان کی تائید نہیں ہوتی اور ان پر بعض شدید اور اہم اعتراضات وارد ہوتے ہیں جن سے ذہنوں میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان مہموں کا محرک اور مقصد کچھ اور تھا جو ابھی تک پوری طرح سے واضح نہیں ہوا ہے۔ یہ مضمون اسی ضرورت کی تکمیل ہے۔

۱۔ پہلی مہم :۔

مغازی نگاروں کے سالار واقدی کا بیان ہے کہ مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد کے چھ ماہ کے اندر پہلی مہم (سریہ) ترتیب دی جو ایک نواحی علاقے میں بھیجی گئی تھی اور ہجرت کے تقریباً اٹھارہ ماہ کے اندر سات مزید مہمیں منظم کی گئی تھیں۔ ان میں چار سرایا اور چار ہی غزوات تھے اور انھیں مہموں کو ابتدائی مہموں کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اسلامی ریاست کی تشکیل کے آغاز میں اور غزوہ بدر سے پہلے واقع تھیں۔ محمد بن حبیب بغدادی کے نزدیک ابتدائی مہموں کی تعداد دس تھی جن میں سے چھ غزوات تھے۔ آخری دو غزوات بدر سے پہلے واقع ہوئے تھے۔ ابتدائی مؤرخین و سیرت نگاروں کے درمیان اس امر پر اختلاف ہے کہ پہلی مہم کی قیادت کی سعادت (لواء) کس کے حصہ میں آئی تھی؟ ابن اسحاق کا بیان و خیال ہے کہ یہ خوش نصیبی حضرت عبیدہ بن حارث

کے حصہ میں آئی تھی۔ اور یہی خیال ابن اسحاق کے بعض متبعین کے یہاں پایا جاتا ہے۔ سیرت نگاروں کا دوسرا طبقہ جس کی سرخیلی واقدی کو حاصل ہے اور جس میں ابن سعد، بلاذری وغیرہ شامل ہیں اس خیال کا حامی ہے کہ اولیت کا سہرا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے سر بندھا تھا۔ جدید مؤرخین کی غالب اکثریت دوسرے نقطۂ نظر کے حق میں ہے اور ایک جدید مغربی مستشرق جے، ایم، بی، جونس (J. M. B. JONES) کی تحقیق ہے کہ واقدی کی ترتیب مغازی رسولؐ زیادہ صحیح ہے اس لیے جہاں روایات میں تناقض و تصادم ہو وہاں واقدی کی روایت و ترتیب کو ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔

بہرحال اگر واقدی اور ان کے ہمنواؤں کا نقطۂ نظر تسلیم کر لیا جائے تو عہدِ نبوی کی پہلی مہم رمضان ۱ھ مطابق مارچ ۶۲۳ء میں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں ساحلی پٹی (سیف البحر) کی جانب گئی تھی۔ اس مہم میں کل تیس مسلم سپاہی تھے۔ واقدی نے ان مسلم سپاہیوں کی قبائلی نمائندگی و نسبت کے بارے میں دو روائتیں بیان کی ہیں۔ عام اور مشہور روایت تو یہ ہے کہ تمام شرکاء مہم مہاجر تھے اور ان میں انصاری کوئی نہ تھا۔ لیکن دوسری روایت کے مطابق جو پہلے اور زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہے اس پہلی مہم میں مہاجر اور انصار برابر شامل تھے۔ ساحلی پٹی پر مسلمانوں کا سامنا (تعرض) ایک قریشی کارواں سے ہو گیا جو شام سے مکہ سے لوٹ رہا تھا۔ اس میں تین سو مکی تھے اور ان کا قائد ابوجہل تھا۔ سامنا ہوتے ہی وہ جنگ (قتال) کیلئے صف آرا ہو گئے (اصطفوا) لیکن ان کے درمیان جہینہ کا سردار مجدی بن عمرو حائل ہو گیا کبھی وہ ان کی طرف کبھی وہ اُن کی طرف دوڑتا رہا یہاں تک کہ مکہ والے اپنے کارواں اور محافظوں کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت حمزہؓ مدینہ کو واپس ہو لئے اور ان کے بیچ کوئی لڑائی (قتال) نہیں ہوئی۔

ابن سعد کا بیان تقریباً یہی ہے۔ صرف اضافہ یہ ہے کہ وہ مہم کی منزل کا نام العیص بتاتا ہے۔ اس کا بیان دراصل ابن اسحاق، ان کے جامع ابن ہشام اور واقدی کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ ابن اسحاق اور ان کے جامع کے بیان میں مہم کے شرکاء میں انصار کی شمولیت کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف یہ دعویٰ بھی ہے کہ انصار میں سے کوئی اس مہم میں شریک نہ تھا۔ بلاذری نے واقدی اور ابن سعد سے اتفاق کیا تو یعقوبی اور ابن اثیر نے ابن اسحاق سے۔ طبری کے بیان میں کچھ اضافے ہیں۔ اول یہ کہ العیص اور اس کے نواح میں قبیلہ جہینہ بستا تھا جس کی تائید بالواسطہ دوسرے تمام مذکورہ ماخذ سے بھی ہوتی ہے لیکن ابنِ اثیر کے بیان سے بصراحت ہوتی ہے۔ دوسرے طبری کا اپنا تبصرہ یہ ہے کہ واقدی کے بقول یہ سریہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی کارواں (عیرات قریش) پر چھاپہ مارنے کے لیے (لیعترض) ترتیب دیا تھا۔ مذکورہ بالا تمام ماخذ میں یہ بات ضرور کہی گئی ہے کہ یہ مہم ساحل کی جانب گئی جہاں اس کا سامنا ایک قریشی کارواں سے ہوا۔ مگر طبری کے بیان سے قریشی کارواں پر چھاپہ مارنا یا روک ٹوک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے طرفہ ستم یہ کہ طبری نے اپنی طرف سے اضافہ کر کے واقدی کے نام سے اسے منسوب کر دیا۔ طبری کے سوا تمام ماخذ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ قریشی کارواں سے سامنا اور ملاقات اتفاقی تھی جبکہ اول الذکر بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بھیجی گئی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مہم کیوں اور کس علاقے میں بھیجی گئی تھی؟ اگر اس کا مطالعہ آزادانہ کیا جائے جیساکہ طبری نے کیا یا جو ہمارے جدید مورخین کا طریقہ ہے تو یہی تاثر نکلتا ہے کہ قریشی کارواں اس کا اصل نشانہ تھا۔ لیکن یہ مطالعہ تاریخی تناظر میں نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں کئی معاملات تشنہ رہ جاتے ہیں۔ اوّل تو مہم کا علاقہ ہے۔ طبری اور ابن اثیر کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ العیص اور اس کے نواح قبیلہ جہینہ کے علاقے تھے۔ دوسرے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ جہینہ مدینہ کے انصار کے ایک قبیلہ خزرج کا قدیم حلیف و دوست تھا جبکہ اسی نواح کا دوسرا بدوی قبیلہ مزینہ مدینہ کے اوس قبیلے کا حلیف و دوست تھا۔ اور اسی رشتہ حلف اور دوستی کے سبب ان دونوں بدوی قبیلوں نے اپنے اپنے مدنی حلیفوں کی جانب سے جنگ بعاث میں فعال حصہ لیا تھا۔ اور صرف اسی جنگ میں نہیں بلکہ اوس اور خزرج کی اور بھی آویزشوں میں یہ دونوں بدوی قبیلے حصہ لیتے رہے تھے۔ اور اس طرح ان کا اپنے اپنے مدنی حلیفوں سے رشتۂ اتحاد مضبوط تر اور مستحکم تر ہوتا گیا تھا۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی سیاسی اور سماجی نظام قائم کیا تو پرانے حریف و متحارب اوس و خزرج کے قبیلے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور مہاجرین کے ساتھ مل کر وہ اسلامی امت کے رکن رکین ہوئے۔ عرب دستور کے مطابق حلیف کے حلیف دوست ہوتے تھے چنانچہ بظاہر اوس اور خزرج کے حلیف مزینہ اور جہینہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے حلیف اور دوست ہو گئے تھے بالکل اسی طرح جس طرح وہ انصار کے تھے۔ گویا کہ وہ اب انصار کے دو الگ الگ قبیلوں کے حلیف نہ تھے بلکہ اسلامی امت کے حلیف تھے۔ اسلامی ماخذ میں ان قبائل سے اس رشتۂ حلف کے استوار ہونے کی حقیقت کا بصراحت کہیں بھی ذکر نہیں ہے لیکن وہ ان کے متعدد بیانات میں مضمر ہے۔ قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی ابن عمرو کے مصالحانہ کردار کے ذیل میں ماخذ کا بیان ہے کہ اس نے قریش مکہ اور سریہ حمزہ کے بیچ مصالحت اس لئے کرائی تھی کہ وہ دونوں فریقوں کے ساتھ صلح کے تعلقات رکھتا تھا۔ موجودہ عہد کے ایک اہم مستشرق منٹگمری واٹ (MONTGOMERY WATT) کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ مہاجرین و انصار کے بعد سب سے زیادہ مدد و تعاون اسلامی ریاست کو انھیں دو مغربی بدوی قبیلوں سے ملا تھا اور ان کے بعد باقی دوسرے مغربی قبائل بھی اسلامی امت کے زیر اثر آ گئے تھے اور کچھ مدت بعد وہ امت کے مکمل رکن بن گئے تھے۔

اس تاریخی تناظر میں اس مہم کو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد قبیلۂ جہینہ سے دوستی کے تعلقات استوار کرنا تھا جیساکہ طبری اور ابن اثیر کے ایک فقرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ مزید تصدیق بالواسطہ بعد کی تمام دوسری مہموں سے بھی ہوتی ہے جو مغربی ساحل کے دوسرے علاقوں میں گئی تھیں۔ اس کے علاوہ جہنی سردار کا رویہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ مزید برآں فریقین کی عددی طاقت بھی اس کے حق میں ہے۔ تیس مسلمانوں کا مقابلہ تین سو مکیوں سے تھا۔ اگر بعض مغربی محققین کا یہ نظریہ کہ مکّی کاروانوں کے محافظوں کی تعداد میں مبالغہ ہے تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بہر حال فریق مخالف کو مسلم جماعت پر کئی گنا برتری حاصل تھی۔ اور ظاہر ہے کہ مسلم جماعت اپنے سے کئی گنا طاقتور فریق پر حملے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی وہ گھات لگا کر کامیاب ہو سکتی تھی۔ پھر یہ کہ اگر یہ مہم چھاپہ مار کارروائی کے لیے ترتیب دی گئی تھی تو ظاہر ہے کہ مخبروں اور جاسوسوں کی اطلاعات پر ہی کی گئی ہوگی۔ یہ تسلیم کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ مسلم جاسوسوں نے فریق مخالف

کی تعداد و عسکری قوت کو معلوم نہ کرنے کی غلطی کی ہوگی۔ اگر مسلمانوں کو قریشی کارواں کی عددی طاقت کا ذرا بھی اندازہ تھا تو اتنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اس پر چھاپہ مارنے کے لیے نکلنا زیادہ سے زیادہ جرأت بے جا کہلائے گی اور سب سے بڑھ کر یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ مآخذ سے چھاپہ مار منصوبے یا مقصد کی تصدیق نہیں ہوتی۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قریشی کارواں اور مسلم جماعت کا سامنا اتفاقاً اور اچانک ہو گیا تھا۔ ورنہ درحقیقت یہ مہم قبیلہ جہینہ سے کسی کا معاہدہ یا دوستی کا رشتہ استوار کرنے گئی تھی اور سردار جہینہ کی موقعہ پر موجودگی بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

۲۔ دوسری مہم :۔

واقدی کی ترتیب مغازی کے مطابق دوسری مہم پہلی مہم کے ایک ماہ کے اندر حضرت عبیدہؓ بن حارث کی زیر قیادت رابغ کے علاقے میں بھیجی گئی تھی، رابغ قُدید جانے والے راستے پر جحفہ سے دس میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اس مہم میں ساٹھ سوار تھے۔ ان کا سامنا ایک قریشی کارواں سے جو ابوسفیان کی سرکردگی میں (غالباً مکے سے آرہا) تھا۔ وادی رابغ میں واقع ایک احیا نامی چشمے پر ہوا۔ قریشی کارواں میں دو سو آدمی تھے۔ اگرچہ کوئی جنگ نہیں ہوئی تاہم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مسلم جماعت کی طرف سے ایک اور دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش کے کل بیس تیر چلا ڈالے۔ پھر فریقین اپنے اپنے راستے ہو لئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ اس مہم میں سب کے سب مہاجر تھے اور کوئی انصار نہ تھے اور انہوں نے عبیدہ سے کہا تھا کہ قریشی مرعوب ہو گئے ہیں اگر ہم ان کا تعاقب کریں تو ان کو بہ آسانی جا پکڑیں گے مگر کسی نے ہماری بات نہ مانی اور ہم مدینہ لوٹ آئے۔

ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان اس مہم کے بارے میں کچھ مختلف ہے۔ اوّل یہ کہ دونوں کے نزدیک یہ اسلام میں پہلا سریہ تھا۔ دوم یہ کہ شرکائے مہم کی تعداد ساٹھ یا اسی تھی۔ سوم یہ کہ مہم کی منزل کی تصریح نہیں کی گئی ہے صرف یہ کہا گیا ہے کہ حجاز میں ثنیۃ المرۃ کے زیریں علاقے کے ایک چشمہ کی طرف کی گئی تھی۔ چہارم یہ کہ مسلمانوں کے حامی تھے (وللمسلمین حامیۃ) پنجم یہ کہ مشرکوں کی جماعت سے بنو زہرہ کے حلیف مقداد بن عمرو بہرانی اور بنو نوفل کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی ٹوٹ کر مسلمانوں سے آملے تھے کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے اور اسی غرض سے قریشی کارواں میں شامل ہو کر آئے تھے۔ ششم یہ کہ قریشی کارواں کے قائد عکرمہ بن ابی جہل مخزومی اور دوسری روایت کے مطابق مکرز بن حفص تھے۔

ابن سعد کی روایت اگرچہ واقدی کے مماثل ہے تاہم اس میں کچھ قابل قدر اضافے ہیں۔ اوّل یہ کہ اسلامی مہم کا پرچم (لواء) سفید رنگ کا تھا اور علمبردار حضرت مسطح بن اثاثہ مطلبی تھے۔ دوم یہ کہ دونوں فریقوں کا آمنا سامنا جس جگہ ہوا وہ شاہراہ تجارت سے ذرا بائیں کو ہٹ کر تھی اور سوم یہ کہ مشرکین کہ اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے شاہراہ چھوڑ کر ادھر آئے تھے۔ بلاذری کی روایت واقدی کی تلخیص ہے۔ سوائے اس نکتہ کے کہ وہ اس مہم کو سریہ ثنیۃ المرۃ کے نام سے یاد کرتا ہے یعقوبی کی روایت ابن اسحاق اور ان کی جامع کی روایات کا مکمل چربہ ہے۔ صرف تشریحی تعلیقات کا اضافہ ہے طبری نے اپنی روایت میں واقدی اور ابن سعد کی روایات کے تمام اہم نکات کو جمع کر دیا ہے۔

ماخذ میں سے اس مہم کے بارے میں کسی کا دعویٰ نہیں ہے کہ یہ مہم قریش کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ ان سب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وادی رابغ کے چشمے پر ان کی ملاقات اتفاقی تھی۔ ابن سعد کے بیان سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ اگر قریشی کارواں نے اپنا راستہ چھوڑ کر قیام نہ کیا ہوتا اور جانوروں کو چرانے کے لئے وادی میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو مسلم جماعت سے ان کا سامنا بھی نہ ہوا ہوتا۔ اس سے ایک نکتہ اور روشنی میں آتا ہے جو کافی اہمیت کا حامل ہے۔ ماخذ میں سے بعض نے صراحتاً اور بعض نے اشارتاً کہا ہے کہ مسلم مہم کی منزل مقصود ثنیۃ المرۃ کے زیریں علاقہ کا ایک چشمہ تھا اور یہ چشمہ عام راستے سے ہٹ کر تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں نے یا تو قریشی تجارت کی شاہراہ پر سفر ہی نہیں کیا تھا یا کیا بھی تھا تو وہ اس راستے سے ہٹ کر اندرون وادی گئے تھے اگر تجارت کا قریشی کارواں ان کا اصل نشانہ تھا تو ان کے راستے سے ہٹنا نہ تھا بلکہ اسی پر سفر کرنا تھا اور جہاں موقع ملتا گھات لگا کر حملہ کرتے۔ دوسری طرف کاروانِ قریش کے راستے سے ہٹ کر قیام کرنے اور جانوروں کے چرانے کا مسئلہ تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ مرکز اسلام کے بالکل قریب اور مسلمانوں کے حلیفوں اور زیر اثر قبیلوں کے علاقے سے گزر رہے تھے۔ ان کا اس علاقہ میں قیام کرنا، راستہ چھوڑ کر اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے چھوڑ دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کو کم از کم مدینہ کے مسلمانوں سے اپنے اس کارواں یا تجارت کے لیے کوئی خطرہ اب تک محسوس نہیں ہوا تھا۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی مدِنظر رکھنی چاہیے کہ صرف ایک ماہ پہلے ان کے شام سے مکہ لوٹنے والے ایک کارواں کی مسلم جماعت سے ملاقات ہو چکی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کارواں کے لوگوں سے مکہ والوں نے اس ملاقات کا ذکر ضرور کیا ہوگا۔ اگر مکہ والوں کو ذرا سی بھی بھنک مل گئی ہوتی یا تھوڑا سا بھی احساس ہوا ہوتا کہ مدینہ کے مسلمان ان کے کاروانوں پر حملہ کرنے کی نیت رکھتے ہیں تو وہ اس کے تدارک کا مکمل بندوبست کرتے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ماخذ اور جدید محققین دونوں کا دعویٰ ہے کہ مکی اپنی تجارت اور اس کے تحفظ کے بارے میں بڑے حساس تھے اور ظاہر ہے کہ یہ قدرتی بھی تھا کیونکہ ان کی مادی آسائشوں بلکہ پوری اقتصادی زندگی کا انحصار اسی تجارت پر تھا۔ بہر حال اس کے برخلاف ہمارے مشاہدے میں آتا ہے کہ اس بار مکی کارواں کے افراد میں ایک تہائی کی کمی آتی ہے۔ اور وہ محض دو سو رہ جاتے ہیں جبکہ پہلے کارواں میں ان کی عددی طاقت تین سو تھی۔ اس کے علاوہ ایک اہم نکتہ اس ضمن میں یہ ہے کہ بقول ابن اسحاق مسلمانوں کے حامی بھی تھے۔ یہ حامی کون تھے؟ اور ان کا ذکر کیوں کیا گیا؟ ان سوالوں کا جواب ماخذ کے ان بیانات سے تو نہیں ملتا تاہم دوسرے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ وادی رابغ جحفہ اور ابواء یا ودان کے درمیان واقع تھی اور وہاں حاجیوں کا راستہ گزرتا تھا (تجارتی قافلوں کا نہیں) اور یہ پورا علاقہ قبائل خزاعہ اور ان کے حلیف بنو ضمرہ کا تھا۔ خزاعہ سے خاندانِ رسولؐ کے قدیم حلیفانہ تعلقات تھے جبکہ بنو ضمرہ سے آپؐ نے مدینہ پہنچ کر معاہدۂ حلف کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں معزز قبیلے نہ صرف مدینہ کے زیر اثر تھے بلکہ ان کے انصار سے قریبی تعلقات اسلام سے پہلے کے تھے اور غالباً یہی قبیلے مسلمانوں کے حامی بتائے گئے ہیں۔ اگر مسلم جماعت کی عددی طاقت کارواں قریش سے فروتر تھی تو اس کی تلافی ان بدوی قبیلوں سے کمک مانگ کر پوری کی جا سکتی تھی بشرطیکہ مسلمانوں کو اس کارواں پر چھاپا مارنا مقصود ہوتا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان کہ انہوں نے قریشی کارواں کی مرعوبیت دیکھ کر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی مگر امیر سریہ یا ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے اسے قبول نہیں کیا صاف ظاہر کرتا ہے

کہ مسلمانوں کا مقصد کچھ اور تھا، کارواں پر چھاپہ مارنا کم از کم نہ تھا اس ضمن میں یہ نکتہ بھی خاصا اہم ہے کہ اگر بفرض محال یہ قریشی کارواں مسلم مہم کے چنگل سے نکل گیا تھا تو اس کو آگے کی کسی منزل پہ پھر گھیرا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ شام کو جا رہا تھا۔ مسلم امیر سریہ ایک یا دو تیز رفتار قاصدوں کے ذریعہ مدینہ خبر بھیج کر ایسا بندوبست بہ آسانی کروا سکتے تھے کیونکہ وہ لامحالہ مدینہ کے قریب سے دو چار دن کے بعد ضرور گزرتا اور مدینہ سے ایک بڑا یا برابر کا لشکر لا کر اس کو بہ آسانی گھیرا جا سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم مہم کا مقصد قریشی کارواں پہ چھاپہ مارنے کے بجائے اور کچھ تھا اور یہ کچھ غالباً اس علاقے کے بدوی قبیلوں سے رشتہ دوستی استوار یا مضبوط کرنا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ تیسری مہم :-

اس سلسلے کا تیسرا سریہ خرار تھا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے زیر کمان خرار نامی علاقے تک گیا تھا۔ واقدی کے بقول یہ دوسری مہم کے ٹھیک ایک ماہ بعد ذی قعدہ سنہ ۱ھ مطابق مئی ۶۲۳ء میں بھیجی گئی تھی۔ مہم کی منزل کے علاقہ میں چشمہ خم کے قریب تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ ایک قریشی کارواں گزرنے والا ہے لہٰذا وہ خرار جائیں اور اس سے آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ وہ بیس یا اکیس پیادوں (راجل) کے ساتھ مہم پر نکلے اور دن میں چھپتے اور رات کو سفر کرتے پانچویں صبح کو منزل پہ پہنچے مگر قافلۂ تجارت کچھ مدت پہلے (بالامس) گزر چکا تھا۔ حضرت سعد کی طرف بیان منسوب ہے کہ اگر ممانعتِ نبوی نہ ہوتی تو وہ خرار سے آگے بڑھ کر قافلے کو جا لیتے۔ ابن سعد کے بیان میں صرف اضافہ یہ ہے کہ اس سریہ میں بھی پرچم سفید تھا جس کے بردار حضرت مقداد بن عمرو بہرانی تھے۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام کے متحدہ بیان میں شرکائے مہم کی تعداد محض آٹھ بتائی ہے۔ جو سب کے سب مہاجر تھے۔ اس کے مطابق خرار ارض حجاز میں تھا۔ مسلمانوں کی ملاقات کسی کید (لڑائی مکر) سے نہیں ہوئی اس لیے وہ واپس لوٹ آئے۔ اس بیان میں کسی قریشی کارواں کی طرف نہ تو اشارہ ہے نہ کوئی حوالہ۔ بلاذری نے واقدی کی روایت کی تلخیص کر دی ہے یعقوبی نے ایک اہم اور دلچسپ اضافہ کیا ہے کہ جب حضرت سعدؓ کی مہم نے خرار نامی چشمے پر پڑاؤ کیا تو اس نے بنو ضمرہ کے کچھ مویشی پکڑ لیے اور واپسی میں اپنے ساتھ مدینہ لائے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارے مویشی بنو ضمرہ کو لوٹا دیئے کیوں کہ ان سے آپ کا دوستی (حلف) کا معاہدہ تھا۔ یعقوبی بھی کسی قریشی کارواں کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ طبری نے واقدی اور ابن سعد کی روایت بیان کی ہے اور یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ کاروان قریش حضرت سعد کے خرار پہنچنے سے صرف ایک دن پہلے (قبل ذلک بیوم) نکلا تھا۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ طبری نے مسلمانوں کی تعداد بیدرہ یا اکیس مہاجر پیادے بتائی ہے جبکہ قریشی کارواں کی عددی طاقت ساٹھ بتائی ہے۔

ماخذ میں سے ابن اسحاق، ابن ہشام، یعقوبی وغیرہ سے اس مہم کا قریشی کارواں کے خلاف بھیجا جانا ثابت نہیں ہوتا بلکہ واضح ہوتا ہے کہ اس کا مقصد کم از کم قریشی کارواں پہ چھاپا مارنا نہ تھا بلکہ یعقوبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنو ضمرہ کا علاقہ تھا۔ غالباً ان سے گفت و شنید یا کسی قسم کا معاملہ طے کرنے کے لیے اس کو بھیجا گیا تھا مسلمانوں نے غلطی سے ان کے بعض مویشی پکڑ لیے تو ان کو

واپس کر دیا گیا۔ اس سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ بنو ضمرہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ حلف پہلے سے ہو چکا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب اور کہاں یہ معاہدہ ہوا تھا؟ اس کا ممکن اور قرین قیاس جواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ معاہدہ حضرت عبیدہ کی مہم رابغ کے دوران ہوا ہوگا۔ بہر حال یہ حتمی ہے کہ یہ معاہدہ حضرت سعدؓ کی مہم خرآر سے پہلے تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔

جہاں تک واقدی، ابن سعد، بلاذری اور طبری کی روایت کا تعلق ہے وہ واضح طور سے ایک قریشی کارواں کا ضرور ذکر کرتی ہیں۔ لیکن کیا اس سے یہ سمجھ لینا صحیح ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو کارواں پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا؟ جدید مؤرخین نے اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ کسی طور سے بھی نہیں نکلتا۔ بلکہ اس کی تردید کے متعدد ثبوت ملتے ہیں۔ پہلا نکتہ اور ثبوت تو یہ ہے کہ مآخذ میں سے کسی نے بھی قریشی کارواں پر حملہ کرنا مقصود یا محرک نہیں بتایا ہے۔ پھر اگر چھاپہ مار اور لوٹ مار ہی مقصد تھا تو حضرت سعد کو خرآر سے آگے بڑھنے سے کیوں روکا گیا تھا؟ بالخصوص یہ حقیقت بھی مد نظر رہنی چاہئے کہ اگر ممانعتِ رسولؐ آڑے نہ آتی تو وہ کارواں کو جا لیتے۔ ظاہر ہے کہ قرینِ قیاس تو یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے کہ کسی بھی طور سے قریشی کارواں پر حملہ کرنا ہے۔ پھر جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کاروانِ قریش کے گزرنے کا علم تھا اور غالباً تاریخ کا بھی۔ پھر آپ نے یہ ساری مہم پیادوں پر کیوں مشتمل بھیجی تھی جس نے سفر میں چار قیمتی دن ضائع کر دیئے۔ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر یہ مہم سواروں پر مشتمل ہوتی تو قافلے کے گزرنے سے بہت پہلے (طبری روایت کے مطابق) ورنہ کچھ پہلے (دوسروں کی روایت کے مطابق)، تو ضرور اپنے مقام تک پہنچ گئی ہوتی۔ اس کے علاوہ دونوں مہموں یعنی فریقین کی عددی طاقت کا معاملہ ہے۔ اس تیسری مہم میں دونوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔ کیا دونوں فریق کم تعداد کرنے کی مسابقت کر رہے تھے؟ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قریش کو اپنی تجارت کے لئے مدینہ کی طرف سے کوئی خطرہ اب تک محسوس نہیں ہوا تھا، تو جدید مؤرخین کے دعوے کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پورے ہوش و حواس اور منصوبے کے ساتھ قریشی کارواں پر حملہ کرنا یا ان کو مرعوب کرنا چاہ رہے تھے۔ بیس اکیس یا محض آٹھ پیادوں کے ساتھ تو یہ دونوں مقصد حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ رات میں سفر کرنا اور دن میں چھپے رہنا بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقصد جو اس مہم کا ہو سکتا ہے قریشی کارواں کے بارے میں خبریں اور معلومات فراہم کرنا تھا۔

۴۔ چوتھی مہم :۔

واقدی اور ان کے طبقۂ فکر کے مؤرخین کے بقول ان تین "سرایا" کے بعد پے در پے چار غزوات پیش آئے جن کی قیادت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ان میں سے پہلا غزوہ ابواء یا ودّان کہا جاتا ہے۔ واقدی کے بقول صفر ۲ھ/اگست ۶۲۳ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سواروں کے ساتھ کاروانِ قریش کو روکنے کی غرض سے نکلے لیکن کسی کے کید (لڑائی مکر) سے مڈبھیڑ نہ ہوئی۔ اسی غزوہ میں آپ نے کنانہ کے ایک خاندان بنو ضمرہ سے معاہدہ (کتاب) کیا کہ نہ وہ آپ پر حملہ کریں اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں۔ معاہدہ لکھ کر آپ مدینہ واپس آئے جہاں سے آپ کی غیر حاضری کی مدت پندرہ راتوں کی تھی ابن سعد نے

اپنے استاد کی روایت پر کچھ اضافے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس مہم میں علمبردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اور مدینہ میں نائب رسول حضرت سعد بن عبادہ خزرجی تھے۔ دوسرے یہ کہ شرکاءِ مہم سب مہاجر تھے اور ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ یہ غزوہ ابواء بھی کہلاتا اور غزوۂ ودان بھی اور ان دونوں مقامات میں محض چھ میل کا فاصلہ تھا۔ چوتھے یہ کہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ پانچویں یہ کہ آپ نے معاہدہ بنوضمرہ کے اس زمانے کے سردار مخشی بن عمرو ضمری سے کیا تھا۔ چھٹے یہ کہ معاہدہ کی شرطیں یہ تھیں کہ نہ آپ بنوضمرہ پر حملہ کریں گے اور نہ بنوضمرہ آپ پر۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام نے اس غزوہ کو آپ کا پہلا غزوہ قرار دیا ہے اور اس کو تمام سرایا سے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ قریش اور بنوضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ارادے سے نکلے تھے اور اس غزوہ میں بنوضمرہ نے اپنے مذکورہ بالا سردار کے ذریعہ آپ سے صلح کا معاہدہ کر لیا تھا اور بغیر کسی جنگ و جدال کے آپ مدینہ لوٹ آئے تھے۔ بلاذری نے حسب دستور واقدی کی روایت کی تلخیص کر دی ہے۔ جبکہ یعقوبی نے صرف ایک سطر میں آپ کے ودان جاتے اور وہاں کسی کید (لڑائی) سے نہ ملنے پر مدینہ لوٹ آنے کو بیان کیا ہے۔ طبری کا بیان واقدی، ابن سعد اور ابن اسحاق کے بیانات کا مجموعہ ہے۔

تمام روایات کو جانچنے پرکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحاق، ابن ہشام اور طبری کے نزدیک اس مہم میں آپ نے قریش اور بنوضمرہ دونوں کو مقصود بنایا تھا۔ جبکہ واقدی، ابن سعد اور بلاذری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نکلے تو آپ کاروانِ قریش کے لئے تھے مگر بعد میں آپ نے بنوضمرہ سے معاہدہ صلح کر لیا۔ یعقوبی کے یہاں مقصدِ مہم پر سکوت پایا جاتا ہے۔ اس مہم کے بارے میں پہلا اہم نکتہ یہ ہے کہ واقدی اور ان کے متبعین کے سوا اور کسی نے کسی کاروانِ قریش کا ذکر نہیں کیا ہے خود ان مورخین کی روایات میں بھی کارواں کی مزید تفصیلات یا اشارے نہیں ملتے وہ کہاں سے آ رہا تھا کہاں جا رہا تھا، اس میں کتنے اشخاص تھے اور وہ کس کی قیادت میں جا رہے تھے ان تمام سوالات کا کوئی جواب نہیں ملتا اور نہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر اس کارواں کا کیا ہوا! محض قیاس کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اکثر جدید مورخین نے کیا ہے کہ وہ نکل گیا ہوگا، چونکہ قریش کا کارواں ہاتھ نہیں آیا تھا اس لیے آپ نے بطورِ مجبوری بنوضمرہ سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔ پھر ابن اسحاق وغیرہ کے اس تبصرہ کا کیا مطلب ہوگا کہ آپ قریش اور بنوضمرہ دونوں کے بارے میں کوئی ارادہ لے کر نکلے تھے۔ اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ بنوضمرہ نے لڑنے کے بجائے صلح و دوستی میں مصلحت دیکھی تھی اور آپ نے ان کی خواہشات و جذبات کے احترام میں ان کی دوستی کا ہاتھ تھام لیا تھا تو کیا اگر قریشی کارواں ہاتھ لگ جاتا اور وہ آپ سے صلح کا طالب ہوتا تو آپ کا کیا رویہ ہوتا؟ قیاس کہتا ہے کہ آپ ان سے بھی صلح کر لیتے۔ اگر ایسا تھا تو پھر کارواں پر حملہ کرنے کا منصوبہ کہاں رہ گیا؟ پھر ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ بنوضمرہ اور قریشی کارواں سے ملاقات کی صورت میں کہ وہ صلح سے انکار کر دیتے تو ظاہر ہے کہ آپ ان سے نبرد آزما ہوتے۔ تو کیا ساٹھ مسلمانوں کے ساتھ آپ بنوضمرہ کے علاقے ہی میں ان سے یا ان کی اور قریشی محافظ فوج کی متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتے تھے اور بصورتِ جنگ کامیابی کی توقع کر سکتے تھے فوجی حکمت عملی کا ایک معمولی سا طالب علم بھی بیانگِ دہل کہہ سکتا ہے کہ اتنی مختصر سی فوج کے ساتھ آپ دشمن کے علاقے میں ان کے خلاف جارحانہ کاروائی کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے۔ اس لیے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا اصل مقصد بنوضمرہ سے معاہدۂ صلح کرنا یا اس کی تجدید کرنا تھا۔ قریشی کارواں پر حملہ کرنا نہیں تھا۔

۵- پانچویں مہم :-

دوسرا غزوۂ بُواط ابتدائی مہموں کے سلسلے کی پانچویں کڑی تھی۔ واقدی کے مطابق بُواط ایک مقام تھا جو ضبیہ کے کنارے ذی خشب کے نواح میں واقع تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ محض تین برید تھا۔ ربیع الاول ۲ھ (ستمبر ۶۲۳ء) میں یعنی چوتھی مہم کے ایک ماہ کے اندر اندر آپ کاروانِ قریش کو روکنے کی غرض سے نکلے۔ اس بار کاروان کہ میں سو قریشی تھے۔ اور پندرہ سو اونٹ اور سالار کارواں امیہ بن خلف جمحی تھا لیکن کوئی مڈبھیڑ نہیں ہوئی اور آپ لوٹ آئے۔ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری تقریباً ایک ماہ رہی۔ ابن سعد کی روایت میں کچھ اہم اضافے ہیں۔ اول آپ کے سپید پرچم کے علمبردار حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اور مدینہ میں آپ کے جانشین حضرت سعد بن معاذ اوسی۔ دوم یہ کہ مسلم لشکر دو سو صحابہ پر مشتمل تھا۔ سوم یہ کہ بواط ایک پہاڑی کا نام تھا جو قبیلہ جہینہ کا علاقہ تھا اور جو رضوی پہاڑ کے نواح میں واقع تھا۔ چہارم یہ کہ بواط مدینہ سے تین برد نہیں بلکہ چار برد کے فاصلے پر تھا۔ بلاذری کی روایات ان دونوں پیشروؤں کی روایات کی تلخیص ہے۔ جبکہ یعقوبی نے اس کو ابوا کے مانند قرار دیا ہے اور طبری نے ایک بار پھر واقدی اور ابن سعد کی روایات کو جمع کر دیا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام کی مختصر روایات میں قریش کے ارادے سے نکلنے اور کسی مڈبھیڑ کے نہ ہونے پر مدینہ واپس آنے کا ذکر ہے۔

اگرچہ اکثر مآخذ میں اس مہم کا مقصد یا نشانہ کاروانِ قریش یا صرف قریش کو بتایا گیا ہے۔ اور کارواں کے بارے میں بعض مآخذ میں کچھ تفصیلات بھی ہیں خاص کر پہلے غزوہ کے مقابلے میں۔ لیکن پھر بھی بعض تفصیلات تاریکی میں ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کارواں کہاں سے کہاں کو جا رہا تھا؟ پھر اس بار مسلم فوج کی تعداد بعض روایت کے مطابق قریشی کارواں سے دوگنی تھی۔ موقعہ اچھا تھا۔ اور اگر کارواں نکل بھی گیا تو اس کا تعاقب آسانی سے کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ مسلمان سب کے سب سوار تھے اور قریشی کارواں خاصا بڑا تھا۔ (وہ پندرہ سو اونٹوں پر مشتمل تھا) اور ان کے ساتھ محافظ محض سو تھے اس لیے وہ تیز رفتاری سے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر مسلمان بالکل مکہ کے قریب سے ایک کارواں پکڑ لا سکتے تھے جیسا کہ ہم سریہ نخلہ کے ضمن میں دیکھیں گے تو پھر چند منزل دور اس کارواں کو جا پکڑنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی تھی؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد نبوی کاروانِ قریش نہ تھا بلکہ ان کی منزل قبیلہ جہینہ کا علاقہ تھا جہاں وہ کسی سیاسی و سماجی مصلحت سے گئے تھے۔ جیسا کہ ابن سعد کے ایک اشارے سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ مقصد یا مصلحت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی کہ پرانے حلیفوں اور دوستوں سے رشتۂ اتحاد مستحکم تر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم نکتہ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری کی مدت تھی۔ پہلے غزوہ میں آپ پندرہ دن مدینہ سے باہر رہے تھے اور اس غزوہ میں ایک ماہ۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں مقامات مدینہ سے ایک یا دو دن کی مسافت پر واقع تھے۔ باقی مدت آپ وہاں کیوں مقیم رہے؟ ظاہر ہے کہ آپ قریشی کارواں کی واپسی کی توقع اتنی مدت میں نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علاقہ جہینہ میں آپ کا قیام کسی اور مقصد سے تھا اور غالب گمان ہے کہ یہ مقصد اس علاقے کے لوگوں سے دوستی کرنا اور مدینہ کی اسلامی ریاست کا حلیف بنانا تھا کارواں قریش پر حملہ کرنا اور اس کو لوٹنا کم از کم اس غزوہ کا مقصد تو کسی طور سے ثابت نہیں ہوتا اور اس کی تردید خود مآخذ کی داخلی شہادتوں

سے ہو جاتی ہے۔

۶۔ چھٹی مہم

تیسرا غزوہ بدر اولیٰ اور غزوۂ سفوان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ربیع الاوّل ۲ھ میں کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے اونٹوں پر، جو چراگاہ اور اس کے نواح میں چرتے تھے حملہ کیا تھا۔ خبر سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حملہ آوروں کے تعاقب میں نکلے مگر وہ بچ کر نکل گئے۔ ابن سعد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بھی مسلم فوج کا پرچم سفید تھا اور علمبردار حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ اور مدینہ میں آپ کے نائب حضرت زید بن حارثہ تھے۔ جماء، ایک پہاڑی تھی جو وادی عقیق میں جُرف کی سمت میں واقع تھی اور مدینہ سے اس کا فاصلہ محض تین میل تھا۔ کرز بن جابر نے نہ صرف حملہ کیا تھا بلکہ وہ مسلمانوں کے جانوروں میں سے کچھ پکڑ بھی لے گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے نواح میں واقع وادی سفوان تک اس کا تعاقب کیا تھا۔ غالباً اسی وجہ سے بلاذری اس غزوہ کو غزوۂ سفوان کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس کا بیان واقدی اور ابن سعد کی روایتوں کی تلخیص ہے یعقوبی نے اس غزوہ کو قرقرۃ الکدر سے خلط ملط کر دیا ہے۔ طبری کے بیان کے مطابق اضافہ ہے کہ شرکائے مہم سب کے سب مہاجر تھے لیکن ان کی تعداد کسی نے بھی نہیں بیان کی ہے ابن اسحاق اور ابن ہشام کے بیانات بھی دوسروں کی مانند ہیں۔ فرق بس یہ ہے کہ ان کے یہاں اس غزوہ کی تاریخ وقوع چوتھے غزوہ کے بعد جمادی الآخر ۲ھ میں اور واقعہ نخلہ سے متصلاً پہلے بتائی گئی ہے۔ اس غزوہ کے بارے میں کسی بھی مورخ کا چاہے وہ قدیم ہو یا جدید دعویٰ نہیں ہے کہ وہ کسی کاروانِ قریش کے خلاف تھا اور نہ اس کی کسی سیاسی یا فوجی اہمیت کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ پہلی اینٹ تھی جو دشمن کی طرف سے پھینکی گئی تھی۔ صرف منٹگمری واٹ نے اس کی اہمیت کا احساس کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے خطرات سے مستقل طور سے باخبر رہنا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے قرب و جوار کے ایک لٹیرے کے خلاف تادیبی کارروائی کی تھی اور آئندہ آپؐ نے اس قسم کے لٹیروں کے ساتھ بڑی سختی کا سلوک کیا تھا۔

۷۔ ساتویں مہم :-

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا غزوہ اور اس عہد کی ساتویں مہم غزوہ ذی العُشَیرہ کے نام سے موسوم ہے۔ واقدی کا خیال ہے کہ جمادی الآخر ۲ھ / دسمبر ۶۲۳ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو جانے والے قریشی کاروانوں (عیرات قریش) پر چھاپہ مارنے کے لیے منظم کیا تھا۔ مسلمان شرکاء کی تعداد ڈیڑھ سو یا دو سو تھی۔ آپ کو خبر ملی تھی کہ مکہ والوں نے اپنا سارا مال (اموال) اس کارواں میں لگا دیا تھا اور پھر آپ کو شام کے لیے مکہ سے کارواں کی روانگی کی خبر ملی تھی۔ آپ بنو دینار کے راستے (نقب) سے بیوت السقیا کے لیے روانہ ہوئے۔ یہی غزوہ ذوالعشیرہ تھا۔ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری تقریباً ڈیڑھ دو ماہ رہی تھی۔ واقدی کا بیان یہاں ختم ہو جاتا ہے اور باقی تفصیلات تشنہ رہ جاتی ہیں۔ البتہ واقدی کے شاگرد و کاتب ابن سعد نے باقی دوسری تفصیلات بہم پہنچائی ہیں اس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنا جانشین حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو مقرر کر کے اپنی فوج کے ساتھ روانہ

ہوئے جس کے علمبردار حضرت حمزہؓ تھے اور جس کا پرچم سفید تھا۔ پوری فوج کے لیے کل تیس اونٹ تھے جن پر وہ باری باری بیٹھتے تھے۔ ذوالعشیرہ قبیلہ بنو مدلج کا علاقہ تھا اور وہ ینبعؔ کے نواح میں واقع تھا۔ مدینہ سے۔ ینبعؔ کا فاصلہ نو برد تھا۔ آپؐ کے وہاں پہنچنے سے پہلے کارواں کئی دن پہلے نکل چکا تھا۔ یہ وہی کارواں تھا جس کو آپؐ نے اس کی واپسی کے موقع پر بھی روکنا چاہا تھا مگر کارواں نے ساحل کے کنارے کنارے سفر کر کے اپنے کو بچا لیا تھا اور قریش مکہ کو آپؐ کے ارادے سے باخبر کر دیا چنانچہ انہوں نے اپنے کارواں کی حفاظت کے لیے ایک فوج بھیج دی تھی اور جس کے نتیجہ میں غزوۂ بدر پیش آیا تھا۔ اسی غزوہ میں آپؐ نے حضرت علیؓ کو نرم مٹی (البوغار) میں سوتے دیکھ کر جگایا تھا اور ابوتراب کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا اور اسی غزوہ میں آپؐ نے قبیلہ بنو مدلج اور بنو ضمرہ میں ان کے حلفاء سے معاہدہ کیا تھا۔ آپؐ کی کسی سے کوئی مڈبھیڑ نہیں ہوئی اور آپؐ واپس مدینہ لوٹ آئے تھے۔ بلاذری نے مختصراً ابن سعد کی روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے کہ مسلم فوج میں صرف ایک گھوڑا تھا اور جب مسلم فوج بنو مدلج کے علاقہ سے گزری تو انہوں نے مسلمانوں کی خوب خوب مہمان نوازی کی مگر قریشی کارواں بچ کر نکل گیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ اس غزوہ میں قریش کے ارادے سے نکلے تھے اور ابن ہشام نے صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ مدینہ میں آپؐ نے ابو سلمہ کو اپنا جانشین بنایا۔ پھر دونوں کا بیان زیادہ تر مسلم جماعت کے سفر کی مختلف منازل اور ان میں ان کے قیام، کھانے پینے اور نماز پڑھنے یا مساجد بنانے سے تعلق ہے۔ بنو دینار کے راستے سے آپؐ روانہ ہوئے اور فیفاء الخبار کے راستے آپؐ وادی ابن ازہر میں داخل ہوئے جہاں آپؐ نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا، نماز پڑھی اور کھانا پکا کر کھایا اور المشترب کے چشمہ سے پانی پیا۔ پھر الخلائق کو اپنے بائیں چھوڑتے ہوئے ایک تنگ وادی سے گزرے جو آج تک وادی عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ پھر بائیں جانب کے راستے سے روانہ ہوتے حتیٰ کہ آپؐ وادی یلیل پہنچے اور اس حصہ میں قیام کیا جو ضبوعہ سے ملتا ہے اور اس کے کنوئیں سے پانی پیا پھر آپؐ ملل کے میدان سے سفر کرتے ہوئے صخیرات الیمام میں شاہراہ پر پہنچے اور اس پر سفر کرتے ہوئے آپؐ وادی ینبع میں واقع مقام مقصود۔ ذوالعشیرہ پہنچے یہاں آپؐ نے پورے ماہ جمادی الاولیٰ اور دوسرے مہینے کے کچھ دنوں تک قیام کیا۔ آپؐ نے بنو مدلج اور ان کے بنو ضمرہ کے حلیفوں سے دوستی کا معاہدہ کیا اور بغیر کسی جنگ و جدال کے مدینہ واپس آ گئے۔ اسی غزوہ میں آپؐ نے حضرت علیؓ کو ابوتراب کی کنیت عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں کئی روایات بیان کی ہیں۔ یعقوبی نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ ان دو بدوی عربی قبیلوں سے معاہدہ آپؐ نے ان کے سردار مخشی بن عمر ضمری کی معرفت کیا۔ طبری میں مندرج روایات ابن اسحاق اور ان کے جامع اور واقدی اور ان کے کاتب کی روایات کا حسب معمول مجموعہ ہیں تاہم ان میں غزوہ کی تفصیلات سے زیادہ زور حضرت علیؓ کی کنیت کے بارے میں روایات پر ہے۔ بلکہ ایک طرح سے طبری سے پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ غزوہ کس مقصد سے ہوا تھا اور اس میں کیا مسائل و مقاصد مسلمانوں کے پیش نظر تھے؟

مذکورہ بالا مآخذ سے اکثریت غزوہ کے بیان کے شروع میں یہ کہہ کر مسلم فوج قریش کے ارادے سے نکلی تھی پھر کاروان قریش کا کوئی ذکر نہیں کرتی حتیٰ کہ واقدی نے بھی بعد میں صرف اتنا کہا ہے کہ قریش نے اس کارواں میں اپنا سارا مال لگا دیا تھا۔ اور وہ مسلم جماعت کے ذوالعشیرہ پہنچنے سے پہلے نکل گیا تھا۔ تفصیلات صرف ابن سعد کی روایات سے ملتی ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ ابن سعد نے جس قریشی کارواں کی طرف اشارہ کیا ہے یہ وہ کارواں تھا جو ابوسفیان بن حرب اموی کی قیادت میں بدر سے کچھ پہلے شام گیا تھا اور جس کو واپسی پر مسلمانوں

نے روکنا چاہا تھا اور جس کے نتیجہ میں غزوۂ بدر پیش آیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عظیم و مالا مال کارواں قریش کب شام کے لئے مکہ سے روانہ ہوا تھا کیونکہ واقدی نے جنگ بدر کے اسباب کے بارے میں اپنی دو روایتوں میں اور ابن سعد نے غزوۂ العشیرہ کے سبب و محرک پر اپنی ایک روایت میں دعویٰ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کاروانِ قریش کو اس کی آمد و رفت دونوں مواقع پر روکنا چاہا تھا۔ ظاہر ہے کہ واقدی اور ان کے کاتب نے صراحتاً کہا ہے کہ یہ کارواں مکہ سے جمادی الآخر میں غزوہ العشیرہ سے پہلے روانہ ہوا تھا۔ دوسری طرف ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ غزوہ ذوالعشیرہ جمادی الاولیٰ کے شروع میں پیش آیا تھا۔ گویا کہ بالواسطہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحاق اور ابن ہشام کو اس سے اتفاق نہیں کہ غزوہ ذوالعشیرہ نے ابوسفیان کے زیر قیادت تجارتی قافلے کو شام جاتے وقت روکنا چاہا تھا۔ طبری میں مذکورہ ایک روایت جو عروہ بن زبیر نے عبدالملک بن مروان کے استفسار پر اپنے خط میں لکھی تھی، سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ نخلہ کے بعد یہ کارواں قریشِ مکہ سے شام کے لیے روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے مطابق یہ سریہ نخلہ ہی تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکائے تھے۔ (وكانت تلك الموقعه هاجت الحرب بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين قريش واول ما اصاب به بعضهم بعضا من الحرب و ذلك قبل مخرج ابى سفيان واصحابه الى الشام . . . . . .) اس کے علاوہ اس کاروانِ قریش کا ایک سیاسی مقصد جس پر ہم کچھ بعد میں بحث کریں گے اور واقعہ نخلہ کے نتائج کے علاوہ بعض دوسری تفصیلات یہ واضح کرتی ہیں کہ یہ قریشی کارواں واقعہ نخلہ کے بعد کسی وقت رجب ۲ھ میں روانہ ہوا تھا اور اس کی واپسی دو ماہ بعد رمضان ۲ھ میں ہوئی تھی۔ اگر یہ تعین وقت صحیح ہے تو واقدی اور ابن سعد کا یہ دعویٰ کہ غزوہ ذوالعشیرہ میں آپؐ نے اسی کارواں پر حملہ کرنا چاہا تھا غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ واقعۂ بدر کے اسباب کی بعض تفصیلات ثابت کرتی ہیں کہ آپؐ نے اس قریشی کارواں پر اس کی واپسی پر ہی حملہ کرنا چاہا تھا۔ خود واقدی اور ابن سعد کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کارواں کی واپسی کے وقت کا انتظار کرتے رہے تھے اور جب وہ وقت آگیا تو آپؐ نے اپنے اصحاب کو بلا کر کہا کہ:

"یہ قریش کا کارواں آ رہا ہے جس میں ان کا تمام مال لگا ہے شاید اللہ تم کو اس میں غنیمت عطا فرمائے۔"

اس کے علاوہ ابن اسحاق اور ان کے جامع اور ان کے تمام مآخذ سے ثابت ہوتا ہے کہ شام سے واپسی کے دوران کاروان قریش پر چھاپہ مارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ خاص کر ابن اسحاق کا یہ جملہ کہ مسلمانوں میں سے بعض نے یہ حکم نبوی بخوشی قبول کیا تھا اور بعض نے ناگواری سے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آپؐ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کے لیے نہ خود جائیں گے نہ ان سے کہیں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے آپؐ کی تمام مہمیں بشمول غزوۂ ذوالعشیرہ چھاپہ مار کارروائی یا جنگ کے لیے نہ تھیں کیونکہ چھاپہ مار کارروائی میں بھی جنگ کا اور خونریزی کا خطرہ ضرور تھا اور اسی خطرے سے بعض لوگ بچنا چاہتے تھے۔

قریشی کارواں کی تعیین اوقات آمد و رفت کے علاوہ اس غزوہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حادۂ سفر کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ابن اسحاق کے بیان پر کسی قسم کا شبہ کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے بہرحال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے عام

سفر کے راستے سے ہٹ کر کافی دور سفر کیا تھا اور منزل مقصود کے قریب معمول کے راستے پر آ گئے تھے جہاں سے ذوالعشیرہ پہنچے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاصا پیچدار اور لمبا راستہ تھا۔ عام راستہ کو چھوڑنا تو رازداری کی خاطر بھی ہو سکتا تھا مگر ایک طویل تر اور پیچیدہ تر راستہ اختیار کرنا قیمتی وقت لیتا ہے جیسا کہ اس مہم کے دوران ہوا اگر آپ مدینہ سے سیدھے شاہراہ تجارت کا رُخ کرتے اور بجائے مغرب شمال کے مغرب جنوب یا سیدھے مغرب میں جاتے تو زیادہ جلد اور شاید وقت پر پہنچ جاتے جیسا کہ آپ نے غزوۂ بدر سے پہلے کیا تھا لیکن در اصل شاہراہ تجارت آپ کی اصل منزل نہ تھی۔ آپ کی اصل منزل تو بنو مدلج کا علاقہ تھا جن کی خاطر آپ نے یہ سفر کیا تھا۔

تقریباً تمام ماخذ سے عام طور پر اور بلاذری کے ایک جملے سے خاص کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہم کا مقصد بنو مدلج اور ان کے ضمری حلیفوں سے معاہدۂ اخوت و دوستی تھا۔ اس کی مزید تائید اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ آپ نے ذوالعشیرہ میں مختلف روایات کے مطابق ایک ماہ سے زیادہ اور دو ماہ سے کم وقت گذارا یہ وقت گذاری محض عام قریشی کاروانوں کے گذرنے یا اس مخصوص تجارتی قریشی کاروانوں کی واپسی کی خاطر نہ تھی جیسا کہ واقدی کی دو روایتوں میں ایک جذامی شخص کے تاثر سے ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بیّن امر تھا کہ قافلہ جلد ہی گذر چکا تھا اور ماہ ڈیڑھ ماہ میں اس کی واپسی کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس لیے یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ آپ کا علاقۂ بنو مدلج میں قیام قریشی کارواں کی واپسی کے انتظار میں نہ تھا بلکہ اس علاقہ کے لوگوں کی خاطر تھا۔ اس خیال کی مزید تائید خود واقدی ہی کی روایتوں سے ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ آپ قریشی کارواں کی واپسی کے سلسلے میں وقت شماری کرتے رہے تھے یعنی آپ کو اندازہ تھا کہ اس کی واپسی کا متوقع وقت کون سا ہوگا اور غزوۂ بدر کے لیے آپ کی ۱۲ ؍ رمضان ۲ھ کو روانگی اور وہ بھی اپنے ان جاسوسوں کی واپسی کا انتظار کئے بغیر جو قریشی کارواں کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کرنے گئے تھے کہ مراجعت مدینہ سے پہلے اور پھر ۱۶ ؍ رمضان ۲ھ کو بدر میں پہنچنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ آپ کو اس تاریخ یا اس کے مابعد قافلۂ مکہ کے بدر سے گزرنے کا کتنا صحیح اندازہ تھا۔ ابو سفیان نے اپنا قافلۂ تجارت مسلمانوں کی اندازۂ تاریخ و وقت مقام گذر و راہ گذر وغیرہ کی وجہ سے نہیں بچا لیا تھا بلکہ محض اپنی دُور اندیشی، سوجھ بوجھ اور عین بدر سے پہلے اصل راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر کے اور تیز رفتاری سے قریش کو خبر کر کے اور مسلم فوج کے تعاقب کی راہ کو مسدود کر کے بچایا اور محفوظ کیا تھا۔

اسی ذیل میں ایک اہم نکتہ اور ابھرتا ہے۔ واقدی، ابن اسحاق اور بغدادی کے بیان سے واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ ماہ کے قریب قیام کیا تھا۔ اگر اس غزوہ کی تاریخ واقدی کی بتائی ہوئی تسلیم کر لی جائے تو مدینہ کو آپ کی واپسی ماہ رجب کے اواخر یا کم از کم اواسط کے بعد ہونی چاہیے مگر یہ نتیجہ ماخذ کے صریح بیانات سے عموماً اور ابن اسحاق کے بیان سے خصوصاً مردود قرار پاتا ہے۔ تقریباً تمام ماخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ جمادی الآخر، رجب، شعبان اور رمضان کے پہلے ہفتہ تک آپ مدینہ میں مقیم رہے تھے اور غزوۂ ذوالعشیرہ سے واپسی پر آپ نے سریہ نخلہ بھیجا تھا اس سے دو اہم نتیجے سامنے آتے ہیں اوّل یہ کہ غزوہ ذوالعشیرہ کے بارے میں ابن اسحاق کی بیان کردہ تاریخیں زیادہ صحیح ہیں اور واقدی کی مشتبہ۔ دوم یہ کہ ابو سفیان کا کاروان

شام اس وقت تک روانہ ہی نہ ہوا تھا۔ تو پھر اس پر مسلم چھاپے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے!

پھر آخری نکتہ اس کاروان قریش کے بارے میں یہ ہے کہ اس عظیم و مالامال قافلے کے ساتھ کل تیس چالیس اور ایک روایت کے مطابق ستر آدمی تھے اور وہ کل ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ اس پر تمام مآخذ کا اتفاق ہے کہ ماضی قریب میں یہ سب سے بڑا کارواں مکہ تھا جس میں ہر مکی مرد و عورت کا کچھ نہ کچھ پیسہ لگا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ بعض قریشی کاروانوں کا ذکر آ چکا ہے اور ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ کسی میں تین سو کسی میں دو سو اور کسی میں سو محافظ یا اشخاص تھے۔ ایک کارواں کے بارے میں تو یہ کہا گیا ہے کہ اس میں پندرہ سو اونٹ تھے۔ ظاہر ہے کہ سب کے سب ابوسفیان کے زیر قیادت مکی کارواں کے مقابلے میں کافی حقیر تھے۔ ان میں اتنی بڑی تعداد میں محافظوں یا تاجروں کی موجودگی کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی تعداد میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے اس خیال کو مغربی مورخین خصوصاً مونٹگمری واٹ نے قبول کر لیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مکی تاجروں نے شروع میں مدینہ میں اور مسلم حکومت کے قیام سے خوف محسوس کیا تھا اور حفاظت کی خاطر زیادہ سے زیادہ محافظ ساتھ لیے تھے لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا ان کے دل سے خوف دور ہوتا گیا اور اسی وجہ سے قریشی کاروانوں میں شامل افراد کی تعداد گھٹتی گئی تا آنکہ ان کے عظیم ترین کارواں میں افرادی طاقت سب سے کم رہ گئی اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جب ابوسفیان اپنا کارواں لے کر شام روانہ ہوئے تھے تو نہ صرف ان کو بلکہ مکہ والوں کو مدینہ کے مسلمانوں سے کم از کم کوئی خطرہ اپنی تجارت کے لئے محسوس نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی اس قافلے والوں نے پورے سفر کے راستے میں خاص کر مدینہ کے قریب سے گذرتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ ان کو پہلی بار خطرہ شام میں قیام کے دوران یا اپنی واپسی پر شام کی سرحد پر بنو جذام و عذرہ کے علاقہ میں محسوس ہوا تھا اور وہ ہوشیار ہو گئے تھے اور انھوں نے اپنی پہلی فرصت میں اس کی حفاظت کا بندوبست کیا تھا۔ ان تمام نکات و حقائق کی روشنی میں یہ بات حتمی طور سے کہی جا سکتی ہے کہ غزوہ ذوالعشیرہ کا مقصد و محرک قریشی کاروانِ تجارت پر چھاپہ مارنا نہیں تھا بلکہ اس علاقے کے بدوی قبائل سے صلح و دوستی کے معاہدے کرنا تھا۔

۸۔ آٹھویں مہم :-

ابتدائی مہموں کے سلسلے کی آخری اور غالباً اہم ترین مہم نخلہ کی تھی جو حضرت عبداللہ بن جحش بن رباب الاسدی کی قیادت میں مکہ کے بالکل قریب واقع مقام نخلہ کو بھیجی گئی تھی۔ ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ سے اپنی واپسی پر رجب میں آٹھ مہاجرین پر مشتمل یہ مہم روانہ فرمائی تھی۔ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن جحش کو ایک ہدایت نامہ (کتاب) عطا فرما کر حکم دیا تھا کہ وہ دو دن کے سفر کے بعد اسے کھول کر دیکھیں اور اس میں تحریر شدہ حکم پر عمل کریں اور اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ چلے تو اس کو مجبور نہ کریں۔ ان آٹھ مہاجرین کے نام یہ تھے :-

۱۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ اموی رضؓ

۲۔ حضرت عبداللہ بن جحش اسدیؓ (حلیف بنو امیہ)

۳۔ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضؓ (حلیف بنو امیہ)

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضؓ۔

۵۔ حضرت عامر بن ربیعہ عنزی (حلیف بنو عدی)

۶۔ حضرت عتبہ بن غزوان مازنی (حلیف بنو زہرہ)

۷۔ حضرت بکیر خالد بن بکیر لیثیؓ (حلیف بنو سعد) ۸۔ حضرت سہیل بن بیضاء حارثیؓ

دو دن کے سفر کے بعد جب حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے نامہ مبارک کھولا تو اس میں تحریر تھا:

اذا نظرت فی کتابی ھذا فامض	(جب تم میرا یہ خط پڑھو تو چلتے رہو یہاں تک
حتی تنزل نخلۃ بین مکۃ و	کہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع نخلہ میں قیام کرو
الطائف فترصد بھا قریشا وتعلیم	اور وہاں قریش پر کڑی نظر رکھو اور ہمارے
لنا من اخبارھم	لئے ان کی خبریں معلوم کرو۔)

خط کا مضمون پڑھ کر انہوں نے آمنا وصدقنا کہا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نخلہ جا کر قریش پر نظر رکھنے اور ان کی خبریں معلوم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے مجھ کو تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر کسی کو شہادت کی تمنا ہے تو وہ آگے چلے اور جس کو نہ ہو وہ واپس چلا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کروں گا۔"

چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور ان کے تمام اصحاب نے ان کا ساتھ دیا اور کسی نے بھی پیچھے رہنا پسند نہ کیا۔ وہ حجاز کے راستے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فرع کے علاقہ بالا میں واقع ایک کان (معدن) پر پہنچے جس کو بحران کہا جاتا تھا تو سعد اور عتبہ کا اونٹ گم ہو گیا جس پر وہ آگے پیچھے بیٹھتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ جبکہ حضرت عبداللہ اور ان کے بقیہ ساتھی نخلہ جا پہنچے۔ ایک قریشی کاروان جو سوکھی کھجوریں (زبیب) کھالیں (ادم) اور کچھ دوسرا سامان تجارت (تجارۃ من تجارۃ قریش) لے جا رہا تھا۔ ان کے پاس سے گذرا۔ اس میں عمرو بن حضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اور اس کا بھائی نوفل مخزومی اور ہشام بن مغیرہ مخزومی کا مولیٰ حکم بن کیسان شامل تھے۔ جب کاروان والوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے کیونکہ وہ ان کے قریب ہی خیمہ زن ہوئے تھے عکاشہ نے جنہوں نے اپنا سر گھٹا لیا تھا ان کے سامنے آ گئے اور ان کو یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ "وہ عمرہ کرنے والے ہیں اور ان سے خوف کی کوئی ضرورت نہیں" مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کیونکہ یہ رجب کا آخری دن تھا اور آپس میں کہا کہ "اگر تم ان کو آج کی رات چھوڑتے ہو تو یہ حرم مکہ میں داخل ہو جائیں گے اور تم سے بچ نکلیں گے اور اگر تم ان کو قتل کرتے ہو تو تم ایسا ماہ مقدس میں کرو گے۔" چنانچہ وہ ان پر حملہ کرنے سے گریزاں و ترساں تھے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو ہمت دلائی اور آخر کار فیصلہ کر لیا کہ ان میں جتنوں کو قتل کرنا ممکن ہو ان کو مار ڈالا جائے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا جائے۔ واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر ایک تیر چلایا اور اس کو مار ڈالا۔ عثمان بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان نے اپنے کو حوالہ کر دیا اور نوفل بچ کر نکل گیا۔ حضرت عبداللہ اور ان کے اصحاب نے کاروان اور دونوں قیدیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو لے کر مدینہ پہنچے۔ عبداللہ کے ایک خاندان والے کا بیان ہے کہ اول الذکر نے کہا تھا کہ: "مال غنیمت میں سے خمس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔" (یہ فیصلہ مال غنیمت میں خمس کا حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے کیا گیا تھا) بہرحال

انہوں نے خمس الگ کر کے باقی مال اپنے تمام اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ:

"میں نے تم کو ماہ مقدس میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔"

اور آپ نے کارواں اور دونوں قیدیوں کا معاملہ معطل رکھا اور ان میں سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تو اصحاب سریہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور ان کو اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے ان کو ان کے فعل پر لعن طعن شروع کر دیا اور قریش نے کہا۔" محمدؐ اور ان کے اصحاب نے ماہ مقدس کی بے حرمتی کی ہے اس میں خون ریزی کی، مال لوٹا اور قیدی بنائے۔"

مکہ میں موجود مسلمانوں نے اس کی تردید کی اور جواباً کہا کہ انہوں نے یہ سب کچھ شعبان میں کیا ہے۔ یہودیوں نے اس واقعہ سے فال نکالی (جس کا مفہوم و مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں اور مکہ والوں کے درمیان اس واقعہ کی بنا پر جنگ چھڑنے والی ہے) لیکن خدا نے اس (فال) کو ان پر ہی الٹ دیا اور ان کے حق میں نہ رہنے دیا اور جب اس معاملہ پر بہت گفتگو ہونے لگی تو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا:

یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتالٌ فیہ کبیر، وصدٌّ عن سبیل اللہ وکفرٌ بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ، والفتنۃ اکبر من القتل، ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا....

(۲ : ۲۱۷)

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنے، تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں۔

(ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی)

جب اس معاملہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کی تشویش دور کر دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کارواں اور قیدیوں پر قبضہ کر لیا۔ قریش نے آپؐ کے پاس عثمان اور حکم کو رہا کرانے کے لئے بھیجا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ:

"ہم ان کو اس وقت تک رہا نہیں کریں گے جب تک ہمارے دونوں ساتھی واپس نہیں آ جاتے (آپ کی مراد حضرت سعدؓ اور عتبہؓ سے تھی) اگر تم ان کو مار ڈالو گے تو ہم تمہارے ساتھیوں کو قتل کر دیں گے۔"

لیکن جب حضرت سعدؓ اور عتبہؓ واپس آ گئے تو آپ نے ان دونوں قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جہاں تک حکم کا تعلق ہے وہ اچھے مسلمان بنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ عثمان البتہ مکہ چلا گیا جہاں وہ کافر

کی حیثیت سے مرا۔ قرآن کے نازل ہونے پر جب حضرت عبداللہ کی تشویش دور ہو گئی تو ان کو اجر و ثواب کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اور انہوں نے پوچھا: "کیا ہمارے اس کارنامے کو جہاد مانا جاتے گا اور ہم کو مجاہدین کا اجر ملے گا؟"

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا:

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم (۲-۲۱۸)	جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)

اس طرح اللہ نے ان کی سب سے بڑی آرزو پوری کر دی۔

حضرت عبداللہؓ نے ایک خاندان والے کا کہنا ہے کہ خدا نے مالِ غنیمت کے چار حصے مجاہدین کے لئے اور خمس خدا اور اس کے رسول کے لیے مقرر فرما دیے۔ یہ فیصلہ خداوندی اس کاروانِ قریش کے مالِ غنیمت کے بارے میں حضرت عبداللہؓ کے فیصلہ کے مطابق تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبداللہ کے سریے کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے اور بعض راویوں کا خیال ہے کہ یہ اشعار خود امیر سریہ نخلہ نے کہے تھے۔ ان اشعار کا مفہوم قرآنی آیت ۲ : ۲۱۷ کے مطابق ہے۔ صرف اضافہ یہ ہے کہ ابن حضرمی کے قتل اور واقد کے ہاتھوں جنگ کے شعلے بھڑکائے جانے اور عثمان مخزومی کے مسلمانوں کے قبضہ میں ہونے کی طرف اشارہ کئے گئے ہیں) ابن اسحاق کی روایت بیان کرنے کے بعد ابن ہشام نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پہلا مالِ غنیمت تھا جو مسلمانوں کو ملا، عمرو بن حضرمی پہلا مقتول تھا جس کو مسلمانوں نے مارا تھا جبکہ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان ان کے پہلے قیدی تھے۔

واقدی کی روایت میں حسب ذیل اہم اضافے اور اختلافات ہیں:

۱۔ یہ مہم ہجرت کے سترھویں مہینے کے آغاز میں (علی راس سبعۃ عشر شھرا) نخلہ بھیجی گئی تھی جو ابن عامر کا باغ تھا۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی سے ایک شام قبل حضرت عبداللہ کو نمازِ عشاء کے وقت طلب فرمایا تھا اور اگلی صبح مسلح ہو کر آنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "میں صبح کو تمہیں کہیں بھیجوں گا۔"

۳۔ حسب ہدایت نبوی جب وہ صبح کو حاضر ہوئے تو تلوار، تیر کمان و ترکش اور چمڑے سے بنی ہوئی ڈھال سے مسلح تھے۔ نمازِ صبح کے بعد لوگوں کے منتشر ہونے پر حضرت عبداللہ دولتکدہ نبوی پر پہنچے تو وہاں پہلے سے قریش کے کچھ لوگ موجود تھے۔

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو بلا کر خولانی چمڑے کے ٹکڑے (ادیم خولانی) پر خط لکھوایا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن جحش کے استفسار پر آپؐ نے ان کو رکیۃ کی سمت میں نجدی راستے (نجدیۃ) سے سفر کی ہدایت فرمائی تھی۔

۶۔ آپ نے امیر سریہ کو ابن ضمیرہ کے کنوئیں (بئر) نامی مقام پر پہنچنے کے بعد خط پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

۷۔ نخلہ پہنچنے پر ان کو واقدی کے مطابق قریش پر نظر رکھنے کے بجائے کاروانِ قریش پر نگاہ رکھنے کا حکم نامہ نبوی میں دیا گیا تھا (فترصد بھا عیر قریش)

۸۔ حضرت عکاشہ نے مکی کارواں والوں کا خوف دور کرنے کے لیے فوراً "حلق" کرایا تھا اور عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ان کا سر مونڈا تھا۔

۹۔ قریشیوں نے اپنی سواریاں (رکابھم) کھول دی تھیں اور کھانا پکانے میں مصروف ہو گئے تھے۔

۱۰۔ دن اور تاریخ کے بارے میں اصحابِ نبیؐ میں اس پر اختلاف تھا کہ وہ آخری رجب تھی یا یکم شعبان۔

۱۱۔ مسلم جماعت دو فریقوں میں بٹ گئی تھی۔ ایک کا خیال تھا کہ ان پر حملہ کر کے ان کا مال و متاع چھین لیا جائے اور دوسرے فریق نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور پہلے فریق کو دنیاوی مال کی طمع (عرض اللہ) سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ لوگ غالب ہوئے تھے جو دنیاوی مال و دولت کی فکر میں تھے۔"

۱۲۔ حضرت مقداد بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے جب حکم بن کیسان کو پکڑ لیا تو ہمارے امیر نے ان کی گردن مارنی چاہی مگر ہم نے ان کو اس سے باز رکھا۔ واقدی نے حضرت حکم کے مسلمان ہونے کی تفصیلات اسی جگہ بیان کی ہیں اور کہا ہے کہ ان کے مدینہ پہنچنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے جب اسلام پیش کیا تو کافی دیر تک کلام کرتے رہے اور ان کو سمجھاتے رہے لیکن وہ برابر خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی عدم قبولیتِ اسلام کو دیکھ کر ان کی گردن مارنے کی دھمکی دی لیکن پھر بھی ان کے بند لب نہ کھلے۔ آخر کار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل تبلیغ کام کر گئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ واقدی نے زہری کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت حکم بن کیسان نے اسلام لانے سے پہلے اسلام کی تعریف پوچھی تھی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ اسلام توحیدِ الٰہی اور رسالتِ محمدیؐ کا اقرارِ صادق ہے تو وہ اسلام لے آئے۔

۱۳۔ واقدی کے مطابق قریشی کارواں میں ادم، زبیب کے علاوہ خمر (شراب) بھی تھی اور یہ سامان وہ طائف سے لا رہے تھے۔

۱۴۔ بحران نامی کان کے بارے میں واقدی نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ بنو سُلیم کی مشہور کان کا ایک حصہ (ناحیتہ) تھی۔

۱۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کا بیان یہ ہے کہ اس مہم میں بارہ اشخاص تھے۔ پھر انہوں نے اپنے بچھڑ جانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بحران میں ہم نے اپنے اونٹ چرنے کے لیے چھوڑ دیے تھے۔ ہر دو آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا جس پر وہ مشترکہ طور سے سواری کرتے تھے۔ ان کا اونٹ چرتے چرتے کھو گیا تھا اس لیے وہ مہم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت سعدؓ نے اپنے واپسی کے سفر کی تفصیلات معہ منازل کے بیان کی ہیں۔

۱۶۔ واقدی کے مطابق قریش کے ہر قیدی کا زرِ فدیہ چالیس اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے تھے۔

۱۷۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں یہ وضاحت کی ہے کہ خمس ($\frac{1}{5}$) کی جگہ جاہلیت کے زمانے میں ربع ($\frac{1}{4}$) ہوتا تھا۔

۱۸۔ ابو بردہ بن نیار کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خمس کو معطل نہیں کیا تھا بلکہ پورا کارواں ہی موقوف رکھا تھا اور نخلہ کے مالِ غنیمت کو بدر کے مالِ غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا تھا۔

۱۹۔ مقتول نخلہ ابن حضرمی کی روایت کے سلسلے میں دو متضاد روایتیں ملتی ہیں اول عروہ کی روایت ہے جس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت ادا کی تھی۔ اور ماہ مقدس کی حرمت کی تصدیق کی تھی اور اس کو برقرار رکھا تھا۔ جبکہ دوسری روایت ابن عباس

کی ہے جس کے مطابق آپ نے ابن حضرمی کی دیت نہیں ادا کی تھی۔

۴۰۔ ابو معشر کی روایت ہے کہ اسی غزوہ میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو امیرالمومنین کا خطاب ملا تھا۔

۴۱۔ آخر میں واقدی نے شرکائے مہم کی فہرست دی ہے جس میں کل آٹھ نام گنائے ہیں اور کہا ہے کہ یہی روایت زیادہ صحیح (اثبت) ہے بعض دوسری روایتوں کے مطابق ان کی تعداد بارہ اور تیرہ بھی بتائی گئی ہے۔

ابن سعد کی روایت ان کے استاد واقدی کی روایت کی تلخیص ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے یہاں شرکائے مہم کی تعداد بارہ ہی بتائی گئی ہے اور نامہ نبوی کی عبارت کی جگہ ان کے اپنے الفاظ میں کاروان قریش (عیر قریش) پر نظر رکھنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ بلاذری کی روایت بھی واقدی کی روایت کا چربہ ہے لیکن کچھ فرق کے ساتھ۔ ایک تو فرق یہ ہے کہ اس میں حکم بن کیسان کو بھی محلوق بتایا گیا ہے، دوم نامۂ نبوی کے اصل فقرے میں فعل مختلف ہے اور فارصد بھا عیر قریش کے الفاظ ہیں۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ شہر حرام میں جنگ و جدال کے بارے میں استفسار جس کی طرف قرآن کریم کی متعلقہ آیت میں حوالہ ہے مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ یعقوبی کی روایت ابن اسحاق کی روایت کا اختصار ہے۔ طبری نے تین روایات بیان کی ہیں اس سلسلہ میں پہلی تو ابن اسحاق کی روایت ہے جو پوری مفصل ہے۔ دوسری واقدی کا صرف ایک مختصر حوالہ ہے اور تیسری روایت سُدّی کی ہے جو مذکورہ بالا دونوں قسم کی روایتوں سے کافی مختلف ہے۔ اس تیسری روایت کے مطابق نخلہ کی مہم میں کل سات نفر تھے۔ ان میں عمار بن یاسر اور عامر بن فہیرہ کے دو نئے نام ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن جحش نے جس جگہ نامۂ مبارک پڑھا تھا اس کا نام بطن ملل یا وادی ملل بتایا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیوں کو موت کے لیے تیار رہنے اور وصیت کر لینے کی ہدایت بھی کی تھی۔ مکی کارواں کے شرکاء کی تعداد چار ہی بتائی گئی ہے اور ایک کے سوا سب کے نام بھی دوسروں کی طرح ہیں۔ نیا نام مغیرہ بن عثمان ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہی شخص مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ نکلا تھا۔ ایک نیا فرق یہ ہے کہ جب مسلمانوں پر کافروں نے رجب میں قتل و خونریزی کرنے کا الزام لگایا اور طعن کیا تھا تو مسلمانوں نے اپنے جواب میں تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ مہینہ جمادی الآخر کا تھا۔ ابو جعفر کی روایت کے مطابق پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو امیر سریہ بنا کر بھیج دیا تھا مگر پھر ان کو واپس بلا کر حضرت عبداللہ بن جحش کو ان کی جگہ امیر سریہ مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔

جدید مغربی مورخین نے خاص طور پر اور عام جدید مصنفین نے عام طور سے اس سریہ پر کافی بحث کی ہے اور مسلمانوں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی کارواں پر ماہ مقدس میں مال و دولت کی حرص و ہوس میں غدارانہ حملے کا مورد الزام قرار دیا ہے کارل بروکلمن (CARL BROCKELMANN) کا خیال ہے کہ مسلم مہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ماہ مقدس کی بے حرمتی کر کے ایک مالا مال کارواں کو لوٹ لیا کیونکہ مکی کارواں کے محافظ ماہ مقدس کی وجہ سے اس کے تحفظ کی طرف سے مطمئن تھے۔ لیکن اس قبائلی اخلاقی ضابطہ کی اس خلاف ورزی پر جب خود مدینہ میں ایک طوفان ناراضگی اٹھ کھڑا ہوا تو رسولؐ نے حملہ کرنے کا حکم دینے کی واقفیت سے انکار کر دیا حالانکہ اس کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ حملہ آپ کی خواہشات کے مطابق ہوا تھا اور بعد میں آپ کی تردید یا انکار آپ کے اپنے احکام کی غلط تعبیر و تشریح تھی۔ لیکن جب کثیر مالِ غنیمت نے آپ میں شدید حرص پیدا کر دی تو آپ نے ایک بعد کی آیت

منزلہ میں کافروں کے خلاف اعلان جہاد کرنے اور مال غنیمت کی تقسیم اور ماہ مقدس میں جنگ کے جواز کا اعلان کرنے کی جرأت کی۔ فرانسسکو جبرئیلی (FRANCESCO GABRIELI) نے اس مہم کو مدینہ کی کثیر آبادی کی مادی ضروریات پوری کرنے کے عوامل کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اس کو ایک غدارانہ حملہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس نے صلح کے زمانے کا خاتمہ کر دیا اور جس کے نتیجہ میں مکہ میں شدید ردعمل ہوا اور مدینہ میں بھی خاصی بے چینی پیدا ہو گئی۔[۱۰۶] مونٹگمری واٹ نے ان سب میں سب سے طویل بحث کی ہے[۱۰۷] اور تقریباً انھیں خیالات کا اظہار کیا ہے جن سے ہمارا سابقہ اگلے صفحات میں پڑے گا۔ مآخذ کی مختلف روایات اور مغربی مورخین کی شدید بحث میں سریہ نخلہ کی اصل نوعیت اجاگر نہیں ہوتی اس لیے تاریخی دیانت کا تقاضہ ہے کہ اس پر مفصل بحث کی جائے تاکہ اس متنازعہ فیہ آخری سریہ کے محرکات، مسائل اور مقاصد تاریخی حقائق کی روشنی میں واضح ہو سکیں۔

بحث کا آغاز اس نکتے سے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مہم کا محرک و مقصد کیا تھا؟ اور کیا مآخذ سے وہ نتیجہ نکلتا ہے۔ جو جدید مغربی مورخین نے نکالا ہے؟ ہم اوپر مآخذ کی بیان کردہ روایات میں دیکھ چکے ہیں کہ مآخذ کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک طبقہ ابن اسحاق، ابن ہشام، الیعقوبی، طبری اور ابن اثیر پر بنیادی طور سے مشتمل ہے۔ جن کے مطابق سریہ نخلہ کا مقصد و محرک قریش کے آئندہ ارادوں، منصوبوں اور کارروائیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ دوسرا طبقہ واقدی، ابن سعد اور بلاذری پر مشتمل ہے اور ان کے مطابق ان کا مقصد کسی قریشی کارواں پر نظر رکھنا تھا۔ ان دونوں طبقات کا نقطہ نظر درحقیقت نامہ نبویؐ کی عبارت پر منحصر ہے۔ یہ دلچسپ اور اہم حقیقت ہے کہ مختلف مآخذ میں نامہ نبوی کی عبارت مختلف انداز میں نقل ہوئی ہے۔ لفظی اختلافات تو اتنے زیادہ اہم نہیں ہیں کیونکہ ان سے اصل معنی و مفہوم پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔ البتہ بعض الفاظ اور فقروں کی موجودگی اور حذف سے صورت حال خاصی مختلف اور پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ پہلے طبقہ کے مطابق "سریہ نخلہ کے مجاہدین کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ نخلہ جائیں اور وہاں قریش پر نظر رکھیں اور مسلمانوں کے لیے ان کی خبریں فراہم کریں۔ جبکہ دوسرے طبقہ کے مطابق ان کو "کسی خاص کاروان قریش پر نظر رکھنی تھی۔ چنانچہ ان کے یہاں پہلے طبقہ کی نقل کردہ عبارت کا آخری فقرہ" وتعلم لنا من اخبارھم" (ہمارے لیے ان کی خبریں حاصل کرو) نہیں ہے۔ جبکہ پہلے ٹکڑے میں فترصد بھا قریشا (قریش پر نظر رکھو) کی جگہ فترصد بھا عیر قریش عبارتوں میں سے کون سی عبارت زیادہ صحیح ہے؟ تاریخی اصولوں اور تاریخ نویسی کے قواعد کا تقاضا تو یہی ہے کہ اختلاف و تضاد کی صورت میں قدیم ترین روایت کو ترجیح حاصل ہو۔ چنانچہ اس بنا پر ابن اسحاق اور ان کے متبعین کی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے حق میں یہ بات بھی جاتی ہے کہ اکثر مورخین ان ہی کی روایات سے اتفاق کرتے ہیں۔ اس لئے بنیادی طور پر اس سریہ کا مقصد قریش کے ارادوں پر نظر رکھنا اور ان کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہی قرار پاتا ہے۔

پھر اگر واقدی اور ان کے ہمنوا مورخین کی روایت کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کسی خاص مکی کارواں پر نظر رکھنے کی ہدایت مہم والوں کو دی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں دو نکتے ابھرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے کون سا کارواں مراد تھا؟ طائف سے مکہ آنے والا کارواں جس پر مجاہدین نخلہ نے چھاپہ مارا تھا۔ یا کوئی اور؟ بیشتر جدید محققین نے اس سے یہی مراد لیا ہے کہ نامۂ نبوی میں نخلہ کے کارواں کی طرف اشارہ تھا۔ مونٹگمری واٹ نے اس نکتہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کارواں کے اس راستہ سے نخلہ سے گزرنے کا علم تھا کہ نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کو اس کارواں کے نخلہ سے گذرنے کا علم تھا لیکن وقت و تاریخ کے بارے میں یقین نہ تھا۔ غالبًا وہ کچھ مدت بعد گزرنے والا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے وہ کارواں وقت سے پیشتر آ نکلا تھا۔ اس لیے آپ کے تمام اندازے غلط ہو گئے اور مسلمان مجاہدین کو مجبورًا ماہ مقدس میں حملہ کرنا پڑا۔

دوسرا امکان منٹگمری واٹ کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کو اس کارواں کے گذرنے کا علم نہ رہا ہو۔ بلکہ آپ نے عمومی امکان کو مدِ نظر رکھ کر ہدایت دی ہو کہ اس نسبتاً محفوظ راستے پر کارواں عموماً گذرتے ہی رہتے ہیں۔ غالباً آپ کو یہ خیال تھا کہ شامی شاہراہ تجارت کے مقابلے میں اس مقامی شاہراہ پر کارواں کے ساتھ محافظ بھی کم ہوں گے۔"[۱۰۸] واٹ کی یہ دلیلیں تسلیم کرنے میں کئی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اول یہ کہ مکہ سے اتنی دور مدینہ میں بیٹھ کر آپ کو نخلہ سے کسی مخصوص کارواں کسی مخصوص تاریخ کو گذرنے کا علم ہونا ناممکن نہیں مگر محال ضرور تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو علم کیونکر ہوا ہوگا؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ مسلم جاسوسوں کے ذریعے یا کسی مسافر کے ذریعے۔ مسافر کا ذریعہ قطعیت کے ساتھ خبر فراہم کرنے کا وسیلہ نہیں بن سکتا جہاں تک مسلم جاسوسوں کا تعلق ہے تو اول تو یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ مرکز اسلام سے اتنی دور ان کی جولان گاہ رہی ہو اور اگر مکی مسلمانوں کے امکان کو مدِ نظر رکھ کر یقین بھی کر لیا جائے تو پچھلے چھ تجربات کی روشنی میں اس کی واقعاتی تردید ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جدید مورخین کے خیال کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنی زیر کمان یا آپ کی بھیجی ہوئی مہمیں محض اس بنا پر اکثر حالات میں ناکام رہی تھیں کہ ان کو قریشی کارواں کے گذرنے کی صحیح تاریخ اور وقت کا علم نہیں تھا۔ پھر اگر اپنے زیر اثر علاقے اور قریبی شاہراہ سے گزرنے والے قافلوں کا وقتِ گذر مسلم جاسوس معلوم کرنے میں کامیاب نہیں رہے تھے۔ تو اتنی دور کے کسی قافلے کے گزرنے کے وقت کا حتمی علم ان کو کیونکر ہو سکتا تھا؟ جہاں تک کاروانوں کے عمومی امکان کا تعلق ہے یہ خاصا اہم اور وزنی امکان ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے کسی قریشی کارواں پر صرف نظر رکھنے سے مسلمانوں کا بھلا ہو سکتا تھا؟

چنانچہ جدید مغربی مورخین نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہدایت نبوی میں قریشی کارواں پر نظر رکھنا یا نگرانی کرنا مقصود نہیں تھا۔ بلکہ اصل مقصد ان پر چھاپہ مارنا تھا۔ اور مال غنیمت حاصل کرنا تھا۔ اور اسی بنا پر ان مورخین کے نزدیک "ترصّد" کے معنی نگاہ رکھنے یا نگرانی کرنے کے بجائے گھات لگانے کے ہیں۔ واٹ نے مزید تحقیق یہ کی ہے کہ لفظ ترصد کے معنی گھات لگانے کے بجائے نگرانی کرنے کے قرار دینے کے لیے بعض روایتوں میں تعلم لنا من اخبارھم (یعنی ان کی خبریں ہمارے معلوم کرو) کا فقرہ الحاقی ہے جو بعد میں راویوں نے جوڑ دیا ہے۔[۱۰۹] لیکن واٹ کی یہ تحقیق عربی نحو کے قواعد اور تاریخی اصولوں کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی لغوی اعتبار سے کسی بھی قاموس و لغت سے ثابت نہیں ہوتا کہ نامہ نبوی کی منقولہ عبارت میں لفظ ترصُّد کے معنی گھات لگانے اور چھاپہ مارنے کے ہوتے ہیں۔ تمام لغات کیا قدیم کیا جدید اس پر متفق ہیں کہ اس لفظ کے معنی نگرانی کرنے، امید کرنے، انتظار کرنے یا توقع کے ہیں۔ "عربی نحو کے مطابق جب تک لفظ ترصُّد کے لیے ل کا صلہ نہ آئے اس وقت تک اس کے معنی گھات لگانے کے لئے نہیں بن سکتے۔"[۱۱۱]

چنانچہ اس قاعدے کے مطابق واقدی وغیرہ کے یہاں عبارت ترصّد بها عیر قریش ہونا چاہئے تھی۔ یہ تصور بھی نہیں کیا

جاسکتا کہ ان راویوں کو ترصّد اور ترصد کا فرق نہ معلوم ہو۔ پھر اگر لفظ ترصد کے معنی نگرانی کرنے کے قرار دینے کے لیے ایک پورا فقرہ الحاق کیا جاسکتا تھا۔ تو صرف ایک حرف کا اضافہ زیادہ آسان ہوتا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ جس روایت میں تعلم لنا من اخبارھم والا مبینہ الحاقی فقرہ موجود ہے اس میں لفظ عیر موجود نہیں ہے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ فقرہ ابن اسحاق وغیرہ کی روایت میں موجود ہے جو کاروان قریش کے بجائے صرف قریش پر نظر رکھنے کی ہدایت نبوی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس فقرہ کے الحاقی ہونے کے ثبوت میں کوئی دلیل مورخ موصوف نے نہیں دی ہے۔

دوسری اہم بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ الحاق ہونے کا الزام "بعد" کی روایت پر لگانا تو قرین قیاس ہے لیکن ترتیب زمانی کے لحاظ سے کسی قدیم تر یا اولیں روایت پر لگانا تو خلاف عقل ہی ہوگا۔ اس بنا پر تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ واقدی وغیرہ جو ابن اسحاق کے نصف صدی اور اس سے زیادہ مدت کے بعد لکھ رہے تھے۔ بالغو و ذکر کئے اپنی روایتوں میں قریش سے پہلے لفظ عیر بڑھانے کے مرتکب ہوئے تھے۔ نہ کہ ابن اسحاق۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ واٹ نے لفظ ترصّد کے معنی و مفہوم پر خاصی گفتگو کر ڈالی مگر اس نکتے کی طرف اشارہ تک نہ کیا اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے زہری اور یزید بن رومان کے واسطے سے عروہ بن زبیر کی اس معیاری روایت میں جو ابن اسحاق کے یہاں پہلی بار مذکور ہوئی ہے۔ مکی کاروان پر گھات لگانے کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ اصل روایت میں قریش ہے۔ کاروان قریش نہیں![۱۱۲]

مورخ موصوف نے نامۂ رسالت کی عبارت سے گھات لگانے کے مفہوم کی مزید تائید اس دلیل سے فراہم کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریہ کی ترتیب و تنظیم میں کافی احتیاط اور رازداری سے کام لیا تھا۔ آپؐ نے نہ صرف مجاہدین پر مہم کی منزل اور اس کے مقصد کو واضح نہیں کیا تھا بلکہ "قائد سریہ کو ایک مہر بند خط عطا فرمایا تھا۔ جس کے مضمون سے آپؐ کے علاوہ آپؐ کے کاتب اور غالباً ایک دو مشیروں کے سوا اور کوئی واقف نہ تھا اس کے علاوہ آپؐ نے مہم کو عام راستے کے بجائے نسبتاً ایک غیر معروف نجدی راستے سے جانے کی" تاکید کی تھی۔ ان کا سفر تقریباً مشرقی سمت میں ہوا تھا۔ جبکہ منزل مقصود تقریباً بالکل مکہ کے جنوب میں تھی۔ بلاشبہ آپؐ نے یہ ساری احتیاط و رازداری صرف اس لئے برتی تھی کہ آپؐ مکیوں کے جاسوسی نظام کو اپنے اصل ارادوں کے بارے میں تاریکی میں رکھنا چاہتے تھے۔ غالباً آپ کی بعض سابقہ مہمیں صرف اس لیے ناکام رہی تھیں۔ کہ ان کے مقاصد کا علم دشمن کو ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ مہم مدینہ کے بجائے مکہ کے زیادہ قریبی علاقے میں جا رہی تھی۔ اس لیے اس کے منصوبے کے دشمنوں کی نظر میں آجانے کی صورت میں ستر کا مہم کی زندگی خطرہ میں پڑ سکتی تھی۔"[۱۱۳]

بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ اگر اس مہم کے بارے میں دشمن کو ذرا بھی پتہ لگ جاتا یا سن گن مل جاتی تو نہ صرف ان مسلمان مجاہدین کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا۔ بلکہ اس مہم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ لیکن آپؐ کے محتاط اور رازدارانہ اقدامات سے یہ مفہوم کیونکر نکلتا ہے کہ اس مہم کا مقصد چھاپہ مار کارروائی تھا۔ چاہے ابن اسحاق کا نقطۂ نظر تسلیم کیا جائے چاہے واقدی کا۔ دونوں صورتوں میں یہ واضح ہوتا ہے کہ ساری احتیاط اور رازداری کے پیچھے یہ مقصد کارفرما تھا کہ قریش کو اپنے اتنے قریب ایک مسلمان مخبر جماعت یا طلیعہ کی موجودگی کا علم نہ ہونے پائے اور اگر ان کو علم ہو جاتا تو پھر اس صورت میں مسلمان مجاہدین نہ تو قریش کے بارے میں خبریں حاصل کر سکتے اور

نہ ان کی نگرانی کر کے ان کے اصل ارادوں پر نظر رکھ سکتے اور نہ ہی قریش کے مخصوص کارواں کی کارروائیوں، مقاصد اور تیاری وغیرہ پر نظر رکھ سکتے۔ مزید خود ان کا تحفظ ذاتی خطرہ میں پڑ جاتا اس لئے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ نخلہ میں قیام کر کے قریش یا کاروانِ قریش کے بارے میں خبریں حاصل کرنے کے لیے بھی احتیاط اور رازداری کی اتنی ہی ضرورت تھی جتنی کہ کسی کارواں پر چھاپہ مارنے کے لیے۔

واٹ نے ایک دلیل یہ مزید دی ہے کہ نامۂ مبارک پڑھنے کے بعد مسلم جماعت کو احکام نبویؐ پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ تھی اور وہ اس بنا پر نہیں تھی۔ کہ ان کو تعمیلِ احکام کی صورت میں کسی قسم کی اخلاقی ضابطہ شکنی یا اپنی مہم کے اخلاقی پہلوؤں کے بارے میں کسی قسم کا احساس ستا رہا تھا۔ ان کی جھجک بلاشبہ اس مہم میں مضمر واضح خطرہ کے سبب تھی۔ کیونکہ عرب خون جوش کھا جانے پر عاقبت نااندیش حد تک شجاعت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ لیکن عام حالات میں اپنے پورے ہوش و حواس کی درستگی کی صورت میں وہ گمبھیر خطرات سے حتی الامکان گریز کرتا ہے۔ بلاشبہ اسی بنا پر امیر سریہ کو ہدایت نبویؐ تھی۔ کہ وہ صرف اس منصوبے کے حامی اصحاب کے ساتھ کارروائی کریں اور جو اصحاب اس سے پوری طرح متفق نہ ہوں۔ ان کو واپس مدینہ بھیج دیں۔ واٹ نے اس سلسلہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص اور ان کے ہم سفر و ہم رکاب ساتھی حضرت عتبہ بن غزوان کے معاملہ کو پیش کیا ہے۔ ان کا اخذ کردہ نتیجہ یہ ہے کہ اونٹ کے گم ہو جانے اور اس کی تلاش میں ان کے قافلے سے بچھڑ جانے کی کہانی انہوں نے مہم کی کامیابی مدینہ واپسی کے کئی دنوں بعد مدینہ پہنچ کر سنائی تھی۔ واٹ کا کہنا ہے کہ ان کا یہ کہانی بیان کرنا ایک واقعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کہانی صحیح ہی تھی اور ایک روایت تو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ کہانی صحیح نہیں تھی۔[۱۱۴] ان دونوں نے یقیناً کافی وقت ضائع کیا تھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ یہ واقعہ بنو سلیم کے علاقے میں ہوا تھا۔ جو عتبہ بن غزوان کی ولادت کا علاقہ بھی تھا۔[۱۱۵]

منٹگمری واٹ نے اس سلسلے میں ان دونوں اصحاب پر صرف اسی مہم میں بزدلی کا الزام نہیں لگایا ہے۔ بلکہ حضرت سعد کو خاص طور سے نشانہ بناتے ہوئے ان کو جنگ قادسیہ میں بھی دوں ہمتی کا طعنہ صرف اس بنا پر دیا ہے کہ اس جنگ میں انہوں نے مسلم فوج کی کمان بیماری کے سبب ساقۂ لشکر میں ایک پالکی میں بیٹھ کر کی تھی۔ غالباً ان دونوں مواقع پر ان کی دوں ہمتی پر پردہ ڈالنے کے لئے اس روایتی مواد کو حقیقت کا روپ دیا گیا ہے جس کے مطابق حضرت سعد کے شرف میں یہ روایت گڑھی گئی کہ انہوں نے اسلام کی راہ میں پہلا تیر چلایا تھا۔ اس پر مہم نخلہ میں واقد بن عبداللہ تمیمی کے ہاتھوں عمرو بن حضرمی کے قتل کے واقعہ سے کہیں زیادہ زور دیا گیا ہے حالانکہ یہ صحابی اسلام میں پہلے قتل کرنے والے کا شرف رکھتے تھے واٹ کا خیال ہے کہ یہ فرق غالباً اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ حضرت واقد خلافتِ فاروقی کے آغاز میں وفات پا گئے تھے اور ان کے جانشین نہ تھے۔ جبکہ حضرت سعد چالیس برس تک زندہ رہے تھے اور نہ صرف یہ کہ وہ امت کے ایک سرآوردہ اور اہم فرد تھے۔ بلکہ ان کے کافی تعداد میں اولاد و اخلاف تھے۔ اور حضرت کے کارناموں کے بارے میں زیادہ روایات جن میں بعض تضادات بھی ہیں یا تو خود ان سے مروی ہیں یا ان کے خاندان کے افراد سے۔ بہرحال واٹ کی مراد صرف اتنی سی ہے کہ حضرت سعد اور ان کے ہم سفر نے بزدلی کا ثبوت دیا تھا کیونکہ وہ مہم نخلہ کے خطرات سے واقف تھے اور منصوبے سے متفق نہ ہونے کے سبب جان بوجھ کر پیچھے رہ گئے تھے اور اس سے ان کے نزدیک پوری جماعت کی ہچکچاہٹ اور پس و پیش ثابت ہوتا ہے۔[۱۱۶]

اب ذرا ماخذ پر نظر ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کیا مسلم جماعت مجاہدین کی جھجک کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ بلاشبہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ نے نامۂ مبارک پڑھنے کے بعد اپنے اصحاب سے کہا تھا کہ "رسول کریمؐ نے مجھے نخلہ جاکر وہاں قریش کی خبریں معلوم کرنے کی ہدایت کی ہے اور مجھ کو تم میں سے کسی پر جبر و زور، زبردستی کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ تم سے جس کسی کو تمنائے شہادت ہو وہ آگے ساتھ چلے اور جس کو نہ ہو وہ واپس چلا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تعمیل حکم کرنے جا رہا ہوں"۔ چنانچہ وہ روانہ ہوگئے اور اسی طرح ان کے تمام ساتھی بھی چل پڑے اور ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ وہ حجاز کے راستے چلتے رہے۔ یہاں تک بحران نامی کان کے علاقے میں پہنچے اور جہاں بعد میں دو اصحاب کا اونٹ گم ہوگیا اور وہ اس کی کھوج میں پیچھے رہ گئے اور باقی جماعت نخلہ جا پہنچی۔"[۱۱۷] ابن اسحاق کے اس بیان سے مسلم جماعت میں سے کسی ایک کے بھی پیچھے ہٹنے، دوں ہمتی دکھانے یا پس و پیش کرنے کی طرف ذرا سا حوالہ اور اشارہ تک نہیں ملتا۔ پھر اگر دو صحابیوں کے اونٹ کی تلاش کے بہانے پیچھے رہ جانے کو بفرض محال ان کی بزدلی سے تعبیر بھی کر لیا جائے۔ تو اس سے پوری جماعت کی ہچکچاہٹ کہاں ثابت ہوتی ہے۔ جماعت کے دو ارکان ہی تو اس دعوے کے مطابق ہمت ہار گئے تھے۔ بقیہ چھ یا دس یا نو اصحاب تو بلاتکلف و تامل نخلہ جا پہنچے تھے۔

پھر ایک اہم نکتہ یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ نامۂ مبارک پڑھنے کے معاً بعد ان دونوں پیچھے رہ جانے والے اصحاب نے پس و پیش نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس کے بعد بھی مہم کے ساتھ رہے تھے۔ اور بحران کے علاقے میں جہاں بقول واقدی انہوں نے اپنے اونٹ چرنے کے لیے کھول دیئے تھے۔ وہ قافلے سے بچھڑ سے تھے"۔[۱۱۸] گویا کہ انہوں نے پس و پیش کا مظاہرہ فوراً نہیں کیا تھا۔ بلکہ سوچ سمجھ کر اور منصوبہ بندی کر کے کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ امیر سریہ نے ان کو بخوشی اجازت دے دی تھی۔ پھر ان کو تھوڑی دور جا کر منصوبہ بندی کے ماتحت بہانہ بنانے اور پیچھے رہ جانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے علاوہ مدینہ واپس آکر ان کو اپنے پیچھے رہ جانے کی کہانی بنانے کی کیا حاجت تھی؟ کسی سے اس سلسلہ میں تو کوئی مواخذہ ہونے والا نہیں تھا۔ کیوں کہ انہوں نے محض اجازت نبویؐ سے فائدہ اٹھایا تھا اور یہ رعایت تو ان کو اخلاق، قانون اور ہر طرح کے روایتی ضابطہ کی رو سے حاصل تھی۔ اس طرح ان دلیلوں سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ان دونوں صحابیوں کی کہانی محض واقعہ نہیں تھی بلکہ صحیح بھی تھی۔ اس کی تائید واقدی اور ان کے پیرو مورخین کی روایات سے بھی ہوتی ہے اگرچہ اصحاب مہم میں سے کسی کو مجبور نہ کرنے کا فقرہ واقدی کے یہاں نامۂ مبارک کی عبارت کا حصہ ہے جب کہ ابن اسحاق کے یہاں حضرت عبداللہ بن جحش کی تقریر کا جو انہوں نے نامۂ مبارک پڑھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے سامنے کی تھی۔ واقدی کی تائید میں ابن ابی حاتم کی روایت ملتی ہے جو ابن کثیر نے نقل کی ہے اور جو جندب بن عبداللہ کی سند پر بیان ہوئی ہے۔[۱۱۹] باقی تمام روایات زیادہ تر ابن اسحاق کی تائید میں ہیں۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ابن اسحاق کے مطابق رسول کریمؐ نے اپنی زبانی ہدایات میں کسی کو مجبور نہ کرنے کی ہدایت بھی دی ہوگی لیکن اگر واقدی وغیرہ کے نقل کردہ مبارک نامے کی عبارت ہی کو معیاری مان لیا جائے تو بھی کسی جھجک کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ جہاں تک غیر متفقین کے مدینہ واپس بھیجے جانے کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس کی مذکورہ بالا کسی روایت سے تصدیق و تائید نہیں ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں محمد بن عبدالاعلیٰ الصنعانی کے واسطہ سے حضرت جندب بن عبداللہ کی ایک اور روایت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمی لوٹ آئے تھے۔[۱۲۰]

لیکن کہاں سے اور کیوں لوٹ آئے تھے۔ اس کی تصریح نہیں ملتی ہے۔ بہرحال بیشتر شواہد ثابت کرتے ہیں کہ مسلم جماعت کو خاص طور سے اور افراد جماعت کو عام طور سے کسی قسم کا تردد یا تامل نہ تھا۔ جہاں تک حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اس موقعہ اور جنگ قادسیہ میں بزدلی یا دوں ہمتی کے مظاہرے اور پھر اس کو چھپانے کے لئے ان کے تیر چلانے کی روایت گھڑنے اور اس پر بلا ضرورت زور دینے اور حضرت واقد کے کارنامے کو گھٹانے اور دونوں کے بارے میں ماخذ کے رویہ میں ان کے سیاسی اور سماجی پس منظر کے مدنظر فرق پائے جانے کا تعلق ہے اس کا سردست ہمارے اس موضوع سے تعلق نہیں ہے لیکن مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت سعدؓ پر دوں ہمتی کا الزام سراسر بہتان ہے اور اس کی تاریخی واقعات سے تردید ہوتی ہے۔ حضرت سعد کے بارے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ بیشتر بلکہ تمام ابتدائی مہموں میں شریک رہے تھے اور بعد کے تمام غزوات میں اور بعض سرایا میں بھی پورا پورا حصہ لیا تھا۔[121]

ابن سعد اور ابن اثیر کا بیان ہے کہ اصحاب نبیؐ میں ان کا شمار ماہر تیر اندازوں میں ہوتا تھا۔[122]
سریہ عبیدہ میں ان کے تیر چلانے کی فضیلت کا واقعہ کوئی تنہا نہیں ہے۔ جنگ احد میں انہوں نے ماہرانہ تیر اندازی کا وہ مظاہرہ کیا تھا کہ متعدد روایات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف و توصیف فرمائی تھی۔[123]

اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے غزوات و مواقع پر ان کی شجاعت و مردانگی کے حوالے ملتے ہیں۔[124]

یہ صحیح ہے کہ ان کے کارناموں کے بارے میں بعض روایات ان کی سند پر یا ان کے اہل خاندان سے میں کسی سے مروی ہیں۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ تعداد ان روایتوں کی ہے جو ان کے علاوہ دوسرے غیر متعلق راویوں سے مروی ہیں۔[125] پھر واٹ کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے کہ ان کی تیر اندازی کی خیرہ کن روشنی میں حضرت واقد کے کارنامے کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ابن ہشام نے اپنے تبصرے میں ابن حضرمی کے قتل کو اسلام کے لیے اولین قتل قرار دے کر ان کے کارنامے کی قدر و قیمت کا اعتراف و اعلان کیا ہے۔[126] بہرحال یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہریؓ حضرت واقد بن عبداللہؓ تمیمی کے مقابلے میں امت کے زیادہ اہم اور نمایاں ترفرد بنے۔ اگر ان کے کارنامے زیادہ اجاگر نظر آتے ہیں تو یہ فطری بھی ہے اور تاریخی حقیقت بھی اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ان کی سماجی و مذہبی برتری اور کثرت اولاد کی نعمت بعض دوسرے صحابہ یا افراد امت خاص کر اموبوں کو حاصل تھی۔ پھر وہ کیوں مطعون و بدنام نظر آتے ہیں۔ کیا ان کے اخلاف و جانشین ان کی تعریف و توصیف میں یہ خدمت انجام نہیں دے سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ واٹ کی اس سلسلے میں تمام دلیلیں نہ صرف بے وزن اور لچر ہیں۔ بلکہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ ماخذ کے بالکل خلاف ہیں۔

نامۂ نبوی پڑھنے کے بعد حضرت عبداللہ کی اپنے ساتھیوں کے سامنے کی جانے والی تقریر میں ایک فقرہ شہادت کی تمنا کے بارے میں ہے جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ امیر سریہ یا ان کے ساتھیوں کو یا خود ذات نبویؐ کو جانی نقصان کا خدشہ تھا۔ واٹ اور ان کے حامی دوسرے جدید مورخین نے اس فقرے اور بعض دوسرے قرائن سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ مہم اس لیے خطرناک تھی کہ مسلمان مجاہدین چھاپہ مار کارروائی کے لیے جا رہے تھے۔ جس میں دونوں فریقوں کے لیے جانی نقصان کا احتمال و اندیشہ رہتا ہے۔[127]
کسی حد تک بات صحیح ہو سکتی ہے لیکن معاملہ صرف مہم نخلہ تک ہی محدود نہیں ہوتا ہے جدید مغربی مورخین کا تو دعویٰ ہے کہ اس سے

پہلے چھ مہمیں اسی نوعیت کی اور اسی غرض سے بھیجی گئی تھیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی اتنے جانی خطرے کا احساس نہیں پایا جاتا۔ بلکہ انھیں مؤرخین کے دلائل کے مطابق ان مہموں میں جانوں کو زیادہ خدشہ و خطرہ لاحق ہو سکتا تھا کیونکہ وہ شامی شاہراہ تجارت پر گذرنے والے قریشی کاروانوں کے خلاف بھیجی گئی تھیں جو عددی طاقت کے لحاظ سے کافی بڑے ہوتے تھے اور اس طرح ان مہموں کے مجاہدین کے لیے جانی نقصان کا احتمال زیادہ تھا۔ پھر ان مہموں میں اس حقیقتِ صادقہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا حتیٰ کہ خرار کی مہم میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا جو صرف آٹھ افراد پر مشتمل تھی اور کسی اور کی قیادت میں نہیں بلکہ خود حضرت سعدؓ کی قیادت میں گئی تھی جو بقول واٹ اسی خطرے سے نخلہ کی مہم میں جان چرا گئے تھے بہرحال واضح یہ ہوتا ہے کہ اگر امیر سریہ یا ان کے اصحاب میں سے کسی کو اس قسم کے احتمالات تھے تو ان کا سبب مہم جوئی یا چھاپہ مار کارروائی نہ تھی بلکہ سریہ نخلہ کی مخصوص نوعیت تھی اور یہ مخصوص نوعیت اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ وہ دیدہ دانستہ دشمنوں کی کچھار میں جا رہے تھے۔ سریہ کا ادراک اگر طائف کو ہو جاتا تو وہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو پکڑنے یا ختم کرنے کی کوشش کرتے کیونکہ ان کے اپنے گھر کے پچھواڑے دشمن جاسوسوں کی موجودگی نہ صرف ان کو اشتعال دلاتی بلکہ ان کو خدشات سے بھی دوچار کر دیتی اور وہ اس صورت میں ہر قسم کا اقدام کر سکتے تھے۔ اسی لیے امیر سریہ نے شہادت کی تمنا رکھنے والوں کو ساتھ لے جانا چاہا تھا اور مذبذب لوگوں کو روکنا چاہا تھا کیونکہ دوسرے قسم کے لوگوں کی موجودگی مضبوط دل والوں کے لیے بھی کسی وقت اضطراب کا سبب بن سکتی تھی۔ لیکن خوش قسمتی سے اس جماعت مجاہدین میں کوئی بزدل، دوں ہمت یا شہادت سے گریزاں نہ تھا۔

اوپر کی بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کم از کم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کاروانِ قریش پر حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا آپ کی ہدایت صرف قریش پر نظر رکھنے اور ان کے بارے میں خبریں فراہم کرنے یا کسی خاص کاروانِ قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے تک محدود تھی۔ تمام مآخذ کا اس پر حیرت انگیز اتفاق ہے کہ اس موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھاپہ مارنے کا حکم نہ تھا اور اس تاریخی شہادت کی قدر و قیمت اور اہمیت میں اس حقیقت سے اور اضافہ ہو جاتا ہے کہ یہ انھیں تمام رواۃ اور مؤلفین سیرت اور مغازی نگاروں کی فراہم کردہ ہے جو سابقہ چھ مہموں کے بارے میں براہِ راست یا بالواسطہ صراحت کے ساتھ یا مضمر انداز میں چھاپہ مار کارروائی اور کارواں لوٹنے کے مقصد و محرک کے قائل ہیں۔ ہٰذا اس دعوے کی ان مغازی نویسوں اور تذکرہ نگاروں نے ماہ حرم میں کاروانِ قریش لوٹنے کی ذمہ داری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمان مجاہدین مہم کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ از خود تردید ہو جاتی ہے منٹگمری واٹ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اس غدارانہ حملے اور ماہ مقدس کی بے حرمتی پر جب خود مدینہ میں شدید ردِ عمل ہوا تو آپؐ نے اس حقیقت سے انکار کر دیا کہ آپؐ ہی نے کارواں پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس طرح امیر سریہ اور ان کے جانبازوں کے کندھوں پر اس کی تمام ذمہ داری ڈال دی"[۲۸] گویا کہ آپؐ رائے عامہ کے خوف سے نہ صرف یہ کہ اپنی سابقہ حکم کی حقیقت سے مکر گئے بلکہ وفادار مسلم مجاہدین کو معرض خطر میں ڈال دیا اور مسلمان مورخین نے آپ کے دفاع میں نامۂ مبارک کی عبارت میں الحاق و تحریف کی اور خاص کر "ان کی خبریں ہمارے لیے معلوم کرو۔" والا فقرہ گڑھ کر شامل کر دیا" تاکہ آپ کو اس حملہ کی ذمہ داری سے بچایا جائے اور بیچارے مسلم مجاہدین کو قربانی کا بکرا بنا دیا جائے۔

اور شہادتوں کے علاوہ جن میں سے کچھ اوپر گزر چکی ہیں خود مآخذ کی تمام روایات کی داخلی شہادتوں سے اس دعوے کی تردید ہوتی ہے ابن اسحاق اور واقدی اور ان کے متبعین کا اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ گرامی پڑھنے کے بعد مجاہدین کو "حکم نبویؐ" کا بخوبی علم ہو گیا تھا اور بقول واقدی بروایت ضمیرہ اور بقول سدی بطن ملل میں نامۂ نبوت پڑھنے کے بعد نخلہ تک وہ بلاشبہ تعمیل حکم نبوی کی خاطر ہی آئے تھے اور اسی لیے وہاں فروکش ہوئے تھے پھر ان مجاہدین کو ابن حضرمی والے کارواں پر حملہ کرنے میں نخلہ پہنچ کر تذبذب کیوں ہوا تھا؟ انہوں نے بحث و مباحثہ کیوں کیا تھا؟ اور بقول ابن اسحاق وہ حملہ کرنے سے گریزاں و ترساں کیوں تھے؟ کیوں ایک دوسرے کو ہمت دلا رہے تھے؟ اور بالآخر انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا کہ جتنا ممکن ہو کارواں والوں کو مار ڈالا جائے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا جائے؟ مال پر قبضہ کرنے اور اس سلسلہ میں ممکنہ خونریزی کرنے کے لیے تو وہ نخلہ تک آئے ہی تھے پھر یہ سارا تذبذب، مباحثہ و مناقشہ اور انجام کار اُن کا لوٹ لینے کا فیصلہ کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا اس سے پوری طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو اس کی ہدایت نہیں ملی تھی؟ یہ دعویٰ کہ ان کو حملہ کرنے کا حکم نبوی کی تعمیل میں تردد ماہ مقدس کے سبب تھا تو اس کی تردید بھی اسی دلیل سے ہوتی ہے۔ جب وہ نامہ گرامی کے مضمون سے واقف ہونے کے بعد روانہ ہوئے تھے تو بخوبی جانتے تھے کہ وہ مہینہ مقدس و حرام تھا۔ یہ علم ان کو مآخذ کی بیشتر روایات کے مطابق مدینہ سے روانگی کے وقت سے تھا اور اچانک پہنچنے پر نہیں ہوا تھا۔ پھر واٹ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ حملہ کا وقت اول یا آخر رجب نہ تھا بلکہ وسط رجب تھا۔[129] جبکہ ان کے نزدیک اشتباہ کی گنجائش بھی نہ تھی۔ اس نکتہ پر ہم مفصل بحث ذرا بعد میں کریں گے لیکن کیا اس سے ان کے اس دعوے کی تردید نہیں ہو جاتی کہ حملہ کی ذمہ داری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجاہدین کی طرف دیدہ و دانستہ نہیں منتقل کیا گیا ہے اور کیا اس سے بخوبی واضح نہیں ہوتا کہ حملہ کرنے اور لوٹنے کا فیصلہ مسلم مجاہدین کا تھا جو انہوں نے مخصوص حالات و اسباب کی بنا پر کیا تھا؟ اس نتیجہ کی مزید تائید واقدی کی روایت کے مذکورہ بالا گیارھویں نکتے سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق مسلم جماعت مجاہدین کارواں نخلہ پر حملہ کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے معاملہ پر دو فریقوں میں بٹ گئی تھی اور حملہ کے مخالف فریق نے حملہ کے حامی فریق کو دنیاوی مال کی طمع پر لعن طعن کیا تھا۔ اگر وہ نخلہ کارواں لوٹنے ہی آئے تھے تو پھر مسلم جماعت کے حامی و مخالفِ حملہ فریقوں میں منقسم ہونے کے کیا معنی تھے اور کیوں ایک فریق کو دنیاوی دولت کا حریص قرار دے کر مطعون کیا گیا تھا۔ مالِ غنیمت مقصود تھا تو دنیاوی مال و دولت کی حرص کا الزام ہر دو فریق مجاہدین نخلہ کے بجائے سرکارِ مدینہؐ پر عائد ہونا چاہیے تھا۔ جیسا کہ جدید مغربی مورخین نے کیا ہے لیکن نہ صرف اس کا ثبوت مآخذ سے نہیں ملتا بلکہ اس کی واضح تردید ان سے ہوتی ہے۔ مزید تصدیق مآخذ کے اس تبصرے سے ہوتی ہے جس کے مطابق سریہ نخلہ کی مدینہ واپسی پر مسلمانانِ شہر نے مجاہدین کو حملہ کرنے اور مال لوٹنے کا ملزم قرار دیا تھا اور ان کو اس پر لعنت ملامت کی تھی۔ کسی روایت کے فقرے یا اشارے سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی حملہ کی ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ کہ آپؐ نے پہلے حکم دیا اور پھر ردِ عمل دیکھ کر مکر گئے۔ آپؐ کی پوری سیرت و کردار کے منافی ہے دشمن تک آپؐ کے صادق اور امین ہونے کے قائل اور گواہ تھے اس کے علاوہ اپنے ساتھیوں کو معرضِ خطر میں ڈال دینا یا ان کو کسی مشکل وقت میں عاق کر دینا یا

چھوڑ دینا ایک عام سیاسی قائد کے کردار سے فرو تر سمجھا جاتا ہے پھر آپؐ کے بارے میں اس کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ آپؐ دنیا کے چند عظیم ترین سیاسی مدبروں میں سے تھے۔ اس کے علاوہ تاریخی شہادتوں سے بھی اس دعوے کی تردید ہوتی ہے۔ آپؐ کی پوری نجی اور عوامی زندگی کے کسی ایک واقعہ یا پہلو سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا جب آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو کسی مشکل وقت میں چھوڑا ہو یا ان کے دفاع، تحفظ اور امداد سے گریز کیا ہو یا کسی قسم کی روگردانی کی ہو۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ ابن حضرمی کے کارواں کو لوٹنے کا منصوبہ خود مجاہدین نخلہ کا تھا اس سلسلہ میں دو اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ حملہ کس تاریخ کو ہوا تھا اور دوسرے یہ کہ کیوں ہوا تھا جبکہ وہ ایک طرح سے حکم نبویؐ سے تجاوز تھا۔ جہاں تک وقت و تاریخ حملہ کا تعلق ہے ماٰخذ کی متعدد روایات میں اختلاف و تناقض ہے۔ ابن اسحاق و ابن ہشام کی مطبوعہ سیرتوں میں عروہ کی معیاری۔ روایت میں مدینہ سے مہم کی روانگی کا وقت ماہ رجب بتایا گیا ہے۔[130] محمد بن حبیب بغدادی نے رجب کے آخری عشرے میں روانگی اور یکم شعبان کو واپسی کی تاریخیں دی ہیں۔ ابن اسحاق کے تمام متبعین نے اپنے یہاں اسی ماہ کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق نخلہ میں کارواں پر حملہ کرنے یا نہ کرنے کی بحث چھڑی تو ابن اسحاق کے نزدیک وہ حتمی طور سے رجب کا آخری دن تھا اور مجاہدین نخلہ نے پورے علم و دانست میں ماہ متقدس میں حملہ کیا تھا۔[131] واقدی کی روایت میں مدینہ سے مہم نخلہ کی روانگی کی تاریخ ہجرت کے سترھویں مہینے بتائی گئی ہے جس سے بالواسطہ مراد رجب ہی ہے۔[132] لیکن نخلہ میں کارواں پہ حملہ کرنے سے قبل مسلمانوں نے جو بحث کی تھی اس میں یہ اختلاف یا اشتباہ ابھرا تھا کہ وہ رجب کی آخری تاریخ تھی یا شعبان کی۔[133] واقدی کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجاہدین کو اس معاملے پہ دو فریقوں میں منقسم پاتے ہیں۔ ایک آخر رجب کا قائل تھا تو دوسرا یکم شعبان کا۔ یعنی یہ معاملہ اشتباہ کا نہ تھا اختلاف کا تھا۔ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت میں تاریخ حملہ آخر رجب تھی نہ اول شعبان بلکہ وہ آخری جمادی الاخریٰ یا یکم رجب تھی۔[134] یہ بہت اہم حقیقت ہے کہ طبری نے اپنی تفسیر میں زہری کی سند پہ عروہ کی اسی روایت کو ہو بہو نقل کیا ہے مگر اس میں حملہ کی تاریخ کو جمادی الاخریٰ کا آخری دن قرار دیا گیا ہے۔[135] تفسیر طبری میں سریہ نخلہ کے بارے میں مذکورہ سترہ روایتوں میں سے اکثر میں یہ مذکور ہے کہ در اصل تھی تو وہ یکم رجب لیکن مسلمان جانبازوں کا خیال تھا کہ وہ آخری جمادی الاخریٰ کا دن تھا۔[136] بعض روایتوں میں حتمی طور سے اس کو جمادی الاخریٰ کی آخری رات قرار دیا گیا۔[137] بہر حال یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ طبری نے اپنی کسی بھی روایت تفسیر میں شعبان کے مہینے یا اول تاریخ کا حوالہ تک نہیں دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احادیث و آثار کے علمائے کے نزدیک مہم نخلہ کا مہینہ جمادی الاخریٰ تھا۔ نہ کہ رجب اور حملہ کا دن آخری رات تھی جمادی الاخریٰ کی یا اول رجب تھی، گویا شعبان کا یہاں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اسی طرح ابن کثیر نے اپنی روایات تفسیر جن کی تعداد تقریباً دس ہے حملہ کی تاریخ آخری جمادی الاخریٰ یا اول رجب قرار دی ہے۔ اور طبری سے مکمل اتفاق کیا ہے۔[138]

یہ امر خاصہ اہم ہے کہ ابن کثیر کی روایات کی اسناد اکثر و بیشتر روایات میں طبری کی روایات سے قطعی مختلف اور نئی ہیں۔ اور ان میں دو روایتوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ایک زہری سے موسیٰ بن عقبہ کی روایت۔ موسیٰ کو محدثین نے

صحیح ترین اور ثقہ ترین مغازی نویس کہا ہے۔[۱۳۹] اور دوسری روایات میں ابن کثیر نے ابوبکر بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ کا حوالہ دیا ہے جس کے مطابق حافظ موصوف نے اس معاملہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔ ان کے علاوہ تفسیر و حدیث کے متعدد دوسرے علماء و مصنفین نے بھی اسی کی تائید میں متعدد روایات بیان کی ہیں۔[۱۴۰] مزید برآں ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں مہم نخلہ کی روانگی کے بارے میں جو جملہ تحریر کیا ہے وہ بھی بالواسطہ طور پر اس خیال کی تصدیق کرتا ہے کہ مہم دراصل جمادی الاخریٰ میں روانہ ہوئی تھی اور رجب ناکام متین روایت میں یا تو مصنف کی غلط فہمی کی بنا پر یا کاتب کی غلطی سے راہ پا گیا۔[۱۴۱] اس کی تصدیق و تائید ان تمام دوسرے مورخین، مفسرین اور محدثین کی بیان کردہ روایات سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے اسی سند پر یعنی زہری کے واسطے سے عروہ بن زبیر سے بیان کی ہیں۔ اس طرح روایات و آثار کی غالب اکثریت کا فیصلہ یہ ہے کہ سریہ نخلہ ماہ جمادی الاخریٰ کے اواخر میں کسی وقت بھیجا گیا تھا اور حملہ کاروان نخلہ پر اس ماہ کے آخری دن / رات یا رجب کی پہلی رات کو ہوا تھا۔ اس غالب اکثریتی فیصلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حملہ کی تاریخ آخری جمادی الاخریٰ تھی یا اوّل رجب نہ کہ آخری رجب یا اول شعبان۔ اس طرح واٹ کا خیال کہ حملہ وسط رجب میں ہوا تھا۔ یا لکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

اب یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ آخری جمادی الاخریٰ کا یا رجب کا۔ مجاہدین کو یقین تھا یا اس کو معاملہ میں سچ مچ اشتباہ ہو گیا تھا۔ ابن اسحاق میں عروہ کی روایت سے بصراحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجاہدین میں سے کسی کو بھی شبہ نہیں تھا کہ حملہ کی تاریخ ماہ حرام کی تھی۔ لیکن طبری نے اپنی تفسیر میں یہی روایت بیان کی ہے اور اس میں صراحت کی ہے کہ مجاہدین نے جب حملہ کیا تو ان کو یقین تھا کہ وہ جمادی الاخریٰ کا آخری دن تھا۔ تفسیر طبری ہی میں مجاہد کی روایت میں بھی اسی کی تائید ہے اور ذکر آچکا ہے کہ تاریخ طبری میں سدی کی روایت اسی کی تائید کرتی ہے اور یہی روایت پھر طبری نے تفسیر میں بھی دی ہے۔ ابن کثیر نے بھی اس روایت کو اپنی تفسیر میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اس کے علاوہ بعض دوسری روایتوں میں بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ مجاہدین کو تاریخی سلسلہ میں کوئی اشتباہ نہ تھا اور ان کو حتمی یقین تھا کہ وہ جمادی الاخریٰ کا آخری دن تھا اور یہی حقیقت بھی تھی۔

ان روایتوں کے بالمقابل متعدد اور کثیر روایات اس مضمون کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تاریخوں کے بارے میں اشتباہ تھا اور یہ واقعی بھی تھا۔ وہ یقینی طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ دن آخری جمادی الاخریٰ کا تھا یا رجب کا طبری کی تفسیر میں اس نوع کی روایات میں کئی کو شمار کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن کثیر کی کئی روایات میں یہی مضمون پایا جاتا ہے۔ واقدی کے یہاں اگرچہ مہینے مختلف ہیں تاہم حرام مہینوں میں اشتباہ کا جہاں تک تعلق ہے یہی خیال اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں نقطہ ہائے نظر کے علاوہ کچھ روایات ایسی بھی ہیں جو تیسرے نقطۂ نظر کی ترجمان ہیں۔ یعنی حقیقتاً مخصوص دن تھا تو یکم رجب کا لیکن صحابہ کرام کی مجاہد جماعت اس کو اپنے یقین و اعتماد و علم کی حد تک جمادی الاخریٰ کا آخری دن سمجھتی رہی۔

تفسیر طبری میں حسن بن یحییٰ کی سند پر مقسم مولیٰ ابن عباس کی روایت، محمد بن سعد کی سند پر ابن عباس کی دوسری روایت اور عمار بن حسن کی سند پر ابو مالک غفاری کی روایت اور تفسیر ابن کثیر میں عوفی کی سند پر ابن عباس کی روایت کے علاوہ متعدد اسناد پر مروی متعدد روایتیں اس کی تائید کرتی ہیں۔

بہر حال تاریخ، حدیث، تفسیر اور آثار و تذکرہ کی تمام روایات ان ہی تین انواع میں سے کسی نہ کسی کی ہیں۔ اس شدید تناقض و اختلاف کی صورت میں بعد کے کسی مورخ کے لئے حتمی فیصلہ کرنا کہ حملہ کے دن کی اصلی تاریخ کیا تھی۔ خاصہ دشوار کام ہے ابن اسحاق کے مکتب فکر کا واضح فیصلہ ہے کہ بعض ناگزیر اسباب کی بنا پر جماعت مجاہدین نے دیدہ و دانستہ کارواں پر ماہ حرام میں حملہ کیا تھا جبکہ واقدی اور ان کے حامیوں کا زور اس پر ہے کہ تاریخ میں اختلاف رائے تھا۔ لیکن ان دونوں ابتدائی ماخذ سے دو الگ الگ نکات پر زور معلوم ہوتا ہے۔

ابن اسحاق وغیرہ کے نزدیک وقت عمل سے زیادہ شناعت فعل پر زور ہے بہر حال ان تینوں امکانات کا قوی احتمال تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ وزن آخری نقطۂ نظر کے حق میں جاتا ہے اس کی مزید تائید مکہ والوں کے اس الزام کہ مسلمانوں نے ماہ حرام کی بے حرمتی کی تھی۔ کی تردید میں مکی مسلمانوں کا جواب تھا کہ حملہ ماہ حلال میں کیا گیا تھا نہ کہ ماہ حرام میں۔ بہر حال کوئی بھی صورت رہی ہو البتہ یہ قطعی اور حتمی ہے کہ ماہ حرام کی بے حرمتی کی ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں تھی اور اگر کسی پر تھی بھی تو وہ امیر سریہ اور ان کے حامی مجاہدین کے سر تھی۔ کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حملہ کا کوئی حکم سرے سے دیا ہی نہیں گیا تھا۔

مغربی مورخین نے حملہ کی ذمہ داری اور اس کے ذریعہ ماہ حرام کی بے حرمتی کی ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ڈالنے کی غیر معقول حد تک کوشش کی ہے۔ منٹگمری واٹ نے اس سلسلے میں عجیب و غریب منطق سے کام لیا ہے۔ ایک طرف تو وہ سر توڑ کوشش کرتے ہیں کہ ماہ مقدس کی بے حرمتی کا جرم ذات نبوی سے منسوب کر دیں اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر آپؐ نے رجب میں حملہ کا منصوبہ بنایا بھی تھا۔ اور آپؐ کے ساتھیوں نے اس کو عملی جامہ پہنایا بھی تھا تو آپؐ نے ایسا کرکے ارادتاً بے حرمتی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آپؐ ماہ رجب یا مقدس مہینے کے تصور کو جاہلی مذہب کا حصہ سمجھتے تھے اور پورے جاہلی قدیم مذہب کے خلاف برسرِ پیکار تھے اس لئے اس خاص مہینے یا کسی بھی مقدس مہینے کی تقدیس کے قائل ہی نہ تھے۔ اس لیے آپؐ کے نزدیک اس ماہ میں کارواں پر حملہ کرنا کوئی گناہ کا کام نہ تھا۔ پھر آپؐ نے سریہ نخلہ کی واپسی پر مجاہدین مہم کو کیوں سرزنش کی تھی کہ آپؐ نے اُن کو ماہ مقدس میں جنگ کرنے کا تو حکم نہیں دیا تھا۔ اور کیوں مالِ غنیمت کو قبول نہیں کیا تھا اور کیوں اس کو معطل رکھا تھا؟

واٹ کا خیال ہے کہ مہم روانہ کرنے سے پہلے آپؐ کو مدینہ والوں کے اس معاملہ پر اتنے شدید ردعمل اور اتنے نازک و مشتعل جذبات کا علم نہیں تھا اس کا احساس آپؐ کو مہم کی واپسی پر مدینہ کے مسلمانوں کے ردِ عمل سے ہوا۔

واٹ کی یہ بھی منطق نرالی ہے کہ مدنی مسلمانوں میں بہت سوں کو غالباً اس بات کا ڈر تھا کہ ماہ مقدس کی بے حرمتی کی پاداش میں قدیم دیوی دیوتاؤں کا عذاب کہیں ان کو یا اس جرم میں پوری قوم کو نہ آن پکڑے۔ اسی ردِ عمل اور شدید بے چینی کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو حملہ کرنے کے اپنے سابقہ حکم کی تردید کر دی تھی۔ اور اس وجہ سے آپؐ نے مجاہدین کو سرزنش کی تھی اور مالِ غنیمت کی تقسیم کو معطل رکھا تھا۔[۱۴۲]

واٹ کی اس سلسلہ میں تمام دلیلیں اور خیالات حماقت کی حد تک بچگانہ ہیں۔ یہ خیال کہ آپؐ کو مدینہ کے مسلمانوں کے ماہ مقدس کی بے حرمتی کے بارے میں شدید جذبات اور نازک احساسات کا علم نہیں تھا قابل قبول نہیں ہے۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز

اور نامعقول یہ تصور ہے کہ مدینہ کے مسلمان ماہ حرام کی بے حرمتی پر دیوتاؤں کے عذاب سے ترساں و لرزاں تھے۔ یعنی مدنی مسلمانوں کو اپنے پرانے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں توڑنے میں تو کوئی خوف ان کے عذاب کا نہ محسوس ہوا اور ہوا بھی تو ماہ مقدس کے بے احترام ہونے پر۔ واٹ نے اس سلسلہ میں دو نادر تحقیق کے نمونے اور پیش کئے ہیں۔ ایک یہ کہ مدینہ کے لوگوں کو قدیم مذہب سے مکہ والوں کی بہ نسبت زیادہ لگاؤ تھا اور دوسرے یہ کہ مکیوں کے مقابلے میں مدینہ والوں کو جنگ و جدال کا اتنا تجربہ نہ تھا۔ مکہ والوں کو چونکہ مسلسل جنگ و جدال کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس لیے ان کے یہاں نہ تو ماہ مقدس کا اتنا احترام تھا اور نہ ہی دوسرے محرمات کا۔ جنگ کے زمانے میں ان کے یہاں ان تقدیسات کی مکمل خلاف ورزی ہوتی ہے۔[۱۴۳]

واٹ کا یہ پورا تجزیہ غیر علمی اور سطحی ہے جہاں تک قدیم مذہب سے وابستگی کا تعلق ہے۔ مدینہ والوں کے یہاں وہ مکہ والوں سے کسی طور زیادہ نہ تھی۔ تاریخی روایات اور شواہد سے اس کا قطعی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ بلکہ اس کی تردید کے متعدد قوی ثبوت ملتے ہیں۔ اور سب سے بڑا ثبوت ان کی تیز رفتاری کے ساتھ اور خلوص سے قبول اسلام کی حقیقت ہے اس کے علاوہ متعدد مدنی صحابہ کرامؓ کے دل چسپ بت شکنی کے واقعات سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔[۱۴۴]

اس ذیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی وابستگی، ان کی محبت اور تعمیل حکم میں جاں نثاری اور خاص کر آپ کی سماجی اور مذہبی اصلاحات کو بطیب خاطر قبول کرنے کے حقائق کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کیونکہ ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں طرح سے اسلامی دین سے وابستگی اور محبت معلوم ہوتی ہے۔ وہیں قدیم مذہب سے بیزاری اور بے تعلقی کا بھی علم ہوتا ہے۔ جہاں تک جنگ و جدال کے ان کے تجربے کا تعلق ہے وہ بھی مدینہ والوں سے اگر زیادہ نہ تھا تو کچھ کم بھی نہ تھا۔ واٹ نے اس سلسلہ میں یہ تاریخی حقیقت بھلا دی کہ مدینہ کے انصاری قبیلوں اوس اور خزرج نے پہلے یہودی قبائل کے خلاف مدتوں نبرد آزمائی کی تھی اور پھر بعد میں باہم دست بگریبان ہو گئے تھے اور جس کے نتیجے میں بیس بیس سال طویل اور خون آشام جنگیں جیسے حرب سمیر، حرب حاطب، حرب کعب بن عمرو اور جنگ بعث وغیرہ لڑی گئی تھی۔[۱۴۵]

ان جنگوں کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ نہ صرف مدینہ کے متعدد قبائل دو متحارب اتحادوں میں منقسم ہو گئے تھے۔ بلکہ قرب و جوار کے بدوی قبائل جیسے جہینہ، مزینہ، بنو غطفان وغیرہ بھی ان اتحادوں کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔[۱۴۶]

بلکہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ دور دراز شمالی علاقوں کے بعض بدوی قبائل بھی ان اتحادوں میں حلیف کی حیثیت سے شامل تھے۔[۱۴۷]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واٹ کی ماہ حرام سے مدینہ والوں کی جذباتی وابستگی کی پوری تحقیق غیر علمی، غیر سنجیدہ اور غیر معقول ہے اسی ذیل میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس ماہ حرام کی بے حرمتی کے نکتہ پر مدینہ میں مسلمانوں کی طرف سے شدید ردِعمل بے چینی و اضطراب اور ناگواری کا کیا ثبوت ماخذ سے ملتا ہے۔ یا یہ محض روایات سے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ جہاں تک ماخذ کا تعلق ہے ایک روایت میں بھی اس نکتہ پر مدینہ والوں کے شدید ردعمل یا ناگواری و اضطراب کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ مغربی مورخین کے استدلال کی ساری عمارت ان کے روایات و حقائق سے استنباط پر ہے۔ واٹ کے نزدیک اس کے دو ثبوت ہیں۔ اول یہ کہ آپؐ نے مال غنیمت کی تقسیم کو معطل رکھا اور سریہ کے مجاہدین کو سرزنش کی اور دوم یہ کہ قرآنِ مجید کی متعلقہ آیت میں ماہ حرام میں

جنگ کرنے کے بارے میں جن سوال کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے ۔ اس سے مسلمانانِ مدینہ مراد ہیں ۔ جہاں تک مالِ غنیمت کے معطل یا موقوف رکھنے کا سوال ہے ماخذ سے بصراحت واضح ہوتا ہے کہ ایسا کرنا مسلمانوں کے کسی مخالفانہ ردِعمل کے نتیجے میں نہیں تھا۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کاروانِ نخلہ پر حملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کیا گیا تھا اور اس بنا پر وہ حملہ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت دونوں غیر قانونی اور ناجائز تھے ۔ غالباً منشاء یہ تھا کہ مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا جائے کہ بلا صریح حکم و اجازت کے حملہ کرنا اور مالِ غنیمت لوٹ لانا جائز نہیں ہے اور مسلمان حملہ آوروں کو مستقبل میں کسی مالی منفعت کی امید ایسے حملوں یا چھاپوں میں نہ رکھنی چاہیے ۔ دراصل یہ مستقبل میں حکم عدولی یا حکم سے تجاوز سے باز رکھنے کی پیش بندی تھی ۔ اسی بنا پر غالباً ماخذ کے مطابق مسلمان مجاہدین کو اپنی ہلاکت کا اور عذابِ الٰہی کا اندیشہ ہوا تھا ۔ اس سے بڑا سبب یہ تھا کہ مالِ غنیمت کے سلسلے میں ابھی تک کوئی قرآنی نص نہ تھی ۔ مسلمان مفسرین اور علماء نے اس پر تقریباً اتفاق کیا ہے کہ مالِ غنیمت کے سلسلے میں تمام احکام غزوۂ بدر کے بعد نازل ہوئے تھے ۔ تاریخی ماخذ میں ابن اسحاق ، واقدی وغیرہ تمام سیرت نگاروں نے اسی کی تائید میں روایات نقل کی ہیں اور تفسیری و حدیثی روایات بھی اسی کی تائید میں ہیں ۔[148] حتیٰ کہ جدید مغربی مؤرخین نے بھی اس کو قبول کیا ہے ۔[149]

حیرت کی بات ہے کہ خود مونٹگمری واٹ کو بھی اس حقیقت سے انکار نہیں ہے ۔[150] کیا یہ ان کے دعوؤں کی تردید کے لئے کافی نہیں ہے ۔ جہاں تک سورہ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت کا تعلق ہے تو کسی تفسیری یا تاریخی روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے کہ ماہ مقدس میں قتال و جدال کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں نے سوالات کئے تھے ۔ صرف واقدی اور بلاذری کا خیال ہے کہ بعض مسلمانوں نے اس سلسلے میں استفسار کیا تھا ۔ جبکہ ابن اسحاق نے سوالات کرنے والوں کی صراحت نہیں کی ہے ۔ طبری اور ابن کثیر نے اپنی تفاسیر میں متعدد روایات بیان کی ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ آیت میں مذکورہ سائلین سے مراد کفار و مشرکین مکہ تھے ۔ نہ کہ مسلمانانِ مدینہ ۔[151] پھر بعض مفسرین اور علماء نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ آیت کا سیاق و سباق بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں کفار سائلین اور ان کے اعتراضات کا جواب مذکور ہے ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خدا کی راہ سے روکنے اور مسجد حرام میں نہ داخل ہونے دینے اور کفر الٰہی کرنے اور مسجد حرام کے باسیوں کو جلاوطن کرنے اور قتل سے زیادہ فتنہ کے خطرناک ہونے کا مسلمانوں کو جواب میں طعنہ نہیں دیا جاسکتا تھا ۔ دراصل یہ وہ جرائم تھے جن کے مرتکب کفار مکہ ہوئے تھے اور شہر حرام میں قتال پر ان کی طعنہ زنی کے جواب میں ان کے تمام بڑے بڑے جرائم گنائے گئے تھے ۔[152] اس کے علاوہ آیت کا آخری فقرہ کہ وہ تم سے برابر لڑتے رہیں گے ۔ اور اپنی استطاعت بھر تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ۔ سے آیت کے اولین فقرے کی تصریح ہو جاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الزامی جوابات مکہ کے قریش کے اعتراضات کے ردِعمل کے طور پر بیان ہوئے ہیں ۔ جہاں تک "شہر حرام" میں قتال کی خطرناکی کا تعلق ہے قرآن مجید اس کا سبب بے حرمتی کو خاصہ اہم معاملہ (کبیر) تصور کرتا ہے اور اس حقیقت سے نہ صرف اس آیت میں انکار کیا گیا ہے بلکہ قرآن مجید کی ماہ حرام سے متعلق دوسری آیات میں بھی اس سے انکار نہیں ہے بلکہ حرمت مقدس ماہ کو اسلام میں بھی برقرار رکھا گیا ہے ۔ جیسے کہ ابھی ہم دیکھیں گے اسی طرح تاریخی روایات میں بھی مقدس مہینے یا مہینوں کی حرمت و تقدیس کا اعتراف کیا گیا ہے ۔ ضمناً اس سے واٹ کے اس خیال کی تردید بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ مقدس کی

حرمت کا خیال نہ تھا۔ یا آپؐ ان کی بے حرمتی کو جائز سمجھتے تھے۔ مقدس مہینوں کے معاملہ میں عرب کے قدیم جاہلی مذہب اور دینِ اسلامی میں بنیادی طور پر کوئی فرق خداوندکریم نے نہیں روا رکھا ہے اگر کوئی فرق ہے بھی تو وہ ان مہینوں میں قتال کی ممانعت کا مشروط ہونا ہے یعنی مسلمان اپنی طرف سے جنگ کا آغاز تو نہیں کرسکتے لیکن اگر اینٹ دوسری طرف سے آئے تو اس کا جواب پتھر سے دے سکتے ہیں۔[154] اسی بنا پر اکثر مسلمان علماً اس آیت کے ناسخ ہونے کے قائل ہیں۔[155] اور اسی سبب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کے زمانے میں متعدد غزوات وسرایا مختلف مقدس مہینوں میں بھیجے یا خود بے کر گئے تھے۔[156] جدید محققین کی اسلامی سال میں مقدس مہینوں کے بارے میں تحقیق بڑی دلچسپ مگر غیر منطقی ہے۔ واٹ کا خیال ہے کہ "شہر حرم" (مقدس مہینوں) کی تعیین خاصی مشکل ہے حالانکہ سورہ توبہ کی آیت ۳۶ کی نص قرآنی میں جن مقدس مہینوں کا ذکر ہے ان کی تعیین مسلم علماً و محققین نے بصراحت اور حتمی طور سے کر دی ہے۔ چنانچہ مفسرینِ اسلام۔ اسلامی تقویم کے چار ماہ۔ رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کو مقدس و حرام بتاتے ہیں۔ واٹ کا یہ بھی کہنا ہے کہ قرآن بعض دوسری جگہوں پر صرف ایک ماہ مقدس کا ذکر کرتا ہے اور پھر انہوں نے ایک اور مستشرق کے اس خیال سے اتفاق کیا ہے کہ غالباً عرب میں مختلف علاقے اور قبیلے مختلف مہینوں کی تقدیس و حرمت کے قائل تھے۔ چنانچہ ان دونوں مستشرقین کے نزدیک چار ماہ مقدس کی قید و شرط دراصل ایک مصالحانہ کوشش ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ واقعہ نخلہ پر مدینہ میں آنا شدید ردعمل کیوں ہوا تھا۔ اور آپؐ کو اس ردعمل پر کیوں حیرت سے دوچار ہونا پڑا تھا؟[157] یہ پورا تجزیہ غیر علمی اور غیر مستند ہے اور محض اپنے دعویٰ کی دلیل فراہم کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ ورنہ اس میں تضاد ہیں۔ اور گہرائی سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دعوے کی دلیل نہیں فراہم ہوتی بلکہ اس کی ان ہی کی دلیل سے تردید ہوتی ہے نصِ قرآنی میں بصراحت فیصلہ خداوندی ہے کہ "مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں جس دن پیدا کئے زمین و آسمان۔ ان میں چار ہیں ادب کے"[158] اگرچہ نص قرآنی میں ان کی تعیین نہیں ملتی۔ لیکن تفسیری روایات احادیث و آثار اور تاریخی شہادتوں سے ان کی واضح و غیر مبہم تصریح ملتی ہے۔ اور تمام روایات و شواہد میں مکمل اتفاق ہے اور ایک روایت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ شبہ ہی پیدا ہو سکے کہ مذکورہ بالا چاروں مہینوں کے سوا اور کوئی مہینہ مقدس تھا یا ہو سکتا ہے۔[159] واٹ نے قرآن کریم کی ان آیتوں سے جن صرف ایک ماہ حرام کا ذکر ہے۔ یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے کہ قرآن کے نزدیک بھی متبرک مہینوں کا معاملہ مشتبہ یا کم از کم غیر متعین ہے۔ لیکن یہ استنباط غیر علمی ہے۔ جہاں جہاں قرآن نے ماہ مقدس کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے وہاں انھیں مذکورہ بالا مقدس مہینوں میں سے کوئی ایک مخصوص مہینہ مراد ہے۔ جس کا آیت متعلقہ کے سیاق و سباق سے صاف پتہ چل جاتا ہے۔[160] تاریخی شواہد اس پر قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں کہ مقدس مہینوں کے بارے میں قرآنی تصریح اور احادیث و آثار اور عربوں کے سماجی دستور و عادت میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ مستشرقین کا یہ خیال کہ چار ماہ کی قید ایک مصالحانہ کوشش ہے ورنہ مختلف علاقوں میں مختلف مہینے مقدس سمجھے جاتے تھے۔[161] نہ تو تاریخی ثبوت اور نہ ہی تنقید کی کسوٹی پر کھرا اترتا ہے۔ اس خیال کی تردید عربوں کے "قاعدہ نسی"[162] سے بھی ہوتی ہے۔ جس کے مطابق وہ اپنی دنیاوی مصلحتوں کی خاطر ماہ حرام کو حلال کر لیتے تھے۔ قرآن مجید کی اگلی آیت ہی میں اس بے حرمتیٔ ماہ مقدس پر شدید نکتہ چینی کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مختلف علاقے

میں مختلف مہینے مقدس یا حرام ہوتے تو شاید سال کا کوئی حصہ اس سے خالی نہ جاتا۔ لہذا مختلف مقامات پر "نسی" کی ضرورت ہی نہ پڑتی اس کے علاوہ اس صورت میں مقدس مہینوں کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ ان مقدس مہینوں میں جان و مال کی حفاظت کی ضمانت ملتی تھی کیونکہ جنگ و جدال کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ جنگ و جدال، لوٹ مار سے بھرپور اور غیر محفوظ وغیر مامون زندگی میں عرب قبائل کو ان میں مقدس مہینوں میں امن و چین کا سانس لینے کا موقع ملتا تھا اور بلا خوف و خطر وہ ایک دوسرے علاقے میں سماجی و معاشی ضروریات سے آجا سکتے تھے۔ اگر پلسنر (PLESSNER) اور لیون کیتانی وغیرہ کا خیال قبول کر لیا جائے تو عرب سماج میں جان و مال کے تحفظ کا تصور ہی ختم ہو جائے گا اور سال کا کوئی حصہ بھی محفوظ و مامون نہیں سمجھا جا سکتا اس کے علاوہ اس خیال سے ان کے اپنے دعوے کی تردید ہوتی ہے اور وہ یوں کہ اس خیال کے مطابق عین ممکن تھا کہ رجب کا مہینہ مدینہ والوں کے لیے مقدس نہ رہا ہو اور اس کی تقدیس کے قائل صرف مکہ والے رہے ہوں۔[۱۶۳] یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ مسلمانان مدینہ نے مجاہدین نخلہ کو ماہ مقدس کی بے حرمتی پر لعن طعن نہیں کیا تھا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کی وجہ سے کیا تھا۔[۱۶۴] پھر ماہ مقدس کا اعتراض اٹھانے والے مکی تھے۔ مدنی مسلمان نہیں۔[۱۶۵] تاہم قرآن تسلیم کرتا ہے کہ اس ماہ مقدس کی تقدیس بدستور قائم تھی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو بحال رکھا اور تسلیم کیا تھا۔ بہر حال یہ بات قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی تقویم میں چار مخصوص ماہ حرام تھے اور ان کی تعیین میں کسی قسم کا اشتباہ و اختلاف نہ تھا اور یہ کوئی مصالحانہ کوشش نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت تھی۔

اب آخر میں اس نکتہ پر توجہ کرنا ضروری ہے کہ آخر مجاہدین نخلہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے تجاوز کر کے یا ایک طرح سے آپؐ کے حکم کی مخالفت کر کے ماہ مقدس میں کاروانِ نخلہ پر حملہ کیا ہی کیوں تھا؟ وہ تو قریش یا کاروانِ قریش کی خبریں فراہم کرنے گئے تھے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ واقدی وغیرہ کے خیال میں یہ حملہ عرضِ دنیا کے طالبوں کی طلب کی وجہ سے ہوا تھا اور مغربی مورخین تو اس حملہ کا مقصد و محرک ہی لوٹ مار قرار دیتے ہیں۔ ماہ مقدس میں حملہ و لوٹ مار کا ارتکاب کرنے کی توجیہہ مآخذ سے یہ ہوتی ہے کہ تاخیر کی صورت میں کارواں ہاتھ سے نکل جاتا۔ واٹ نے ایک مزید توجیہ یہ کی ہے کہ کاروانِ نخلہ نے متوقع "تاریخوں سے کچھ پہلے آکر سارے اندازے گڑبڑ کر دیئے تھے۔ لیکن ان دونوں توجیہات کی تردید روایات و تنقید سے ہوتی ہے اگر وہ کارواں اپنی تقدیم آمد کے سبب توقع کے خلاف آ گیا تھا۔ تو اسے نکل جانے دیتے کیونکہ اس راہ پر تو کارواں گزرتے ہی رہتے ہیں۔ ایک دن کے صبر کے بعد وہ کسی اور کارواں کو نشانہ بنا لیتے یا پھر جس کاروانِ قریش کا حوالہ واقدی وغیرہ کے یہاں موجود ہے۔ اس سے یہی مخصوص کارواں مراد تھا۔ لیکن اس خیال کی تردید مختلف شہادتوں سے ہوتی ہے۔ واقدی کی روایت کا وہ حصہ جو مسلم مجاہدین کے حملہ حامی و مخالف طبقوں میں بٹ جانے کا ذکر کرتا ہے۔[۱۶۶] اس کی تردید کرتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "عرضِ دنیا" اور حملہ مخالف طبقہ کیوں حملہ میں شریک اور حملہ حامی طبقہ سے متفق ہوا تھا۔ روایات میں اس کا کوئی جواب یا توجیہ نہیں ہے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حملہ حامی فریق کے پاس کچھ دلائل اور مصالح تھے جنہوں نے حملہ مخالف فریق کو بھی ان کے خیال سے متفق ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

دراصل صورتِ حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ مسلم مجاہدین غالباً سرِ شام نخلہ میں پہنچ کر مقیم ہی ہوئے تھے کہ اچانک غیر متوقع طور پر

کاروانِ نخلہ وہاں پہنچ گیا اور اتفاق سے ان کے قریب ہی میں خیمہ زن ہوا دونوں جماعتوں کو ایک دوسرے سے خوف محسوس ہوا۔ کاروانِ نخلہ والوں کو تو غارتگری کا خوف تھا جسے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی نے فوری طور پر حلق کرا کے اور اس کے ذریعہ ان کو یہ تاثر دے کر کہ وہ زائرین کی جماعت ہے۔ غارتگروں کی نہیں۔ قریشیوں کا خوف تو فوری طور سے دور کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حضرت عکاشہ کا حلق کرانا مخالف جماعت کو اطمینان دلانے کے لئے تھا وہاں مسلمانوں کا یہ بھی صحیح مطمح نظر تھا کہ قریشی ان کے بارے میں مزید تفتیش نہ کریں۔ یہ ترکیب غارت گری کے منصوبے کی تکمیل کے لیے نہیں کی گئی تھی جیسا کہ اس کو عام طور سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ مسلم جماعت غارت گری کے لیے نہیں بلکہ خبروں کی فراہمی اور جاسوسی کے لئے آئی تھی۔ ابن اسحاق اور واقدی دونوں کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عکاشہ کا حلق کرانا قریشی کارواں آنے کے فوراً بعد ہوا تھا۔ اور اس پر مجاہدین نے حملہ کرنے کا فیصلہ بعد میں کیا تھا۔[۱۴۷] روایات کی یہ ترتیب نمائی ہے اور اس کے اس طرح ماننے کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمان مجاہدین خود بھی قریشیوں کی نظر میں آنے سے کترا رہے تھے۔ اور بچنا چاہتے تھے۔

چنانچہ روایات میں صراحت ہے کہ قریشیوں کے سامنے صرف حضرت عکاشہ آئے تھے مسلمانوں کے قریشیوں کی نگاہ سے بچنے کا سبب ظاہر یہی تھا کہ وہ سب کے سب محلوق نہ تھے۔ اور اگر ان کو قریشی دیکھ لیتے تو سمجھ جاتے کہ وہ جماعت زائرین نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ لیکن اس ظاہری سبب کے علاوہ اس سے کہیں زیادہ ایک اور باطنی سبب تھا اور وہ یہ تھا کہ مسلم جماعت میں قریشِ مکہ کے کئی جانے پہچانے چہرے تھے اور کوئی ہو یا نہ ہو لیکن کم از کم دو حضرات ایک تو خود امیر سریہ حضرت عبداللہ بن جحش[۱۴۸] اور دوسرے حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ اموی[۱۴۹] مکہ اور قریش کی جانی بوجھی شخصیتیں تھیں اور کسی بھی مکی کی نظروں سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ یہ بھی قابلِ ذکر بات ہے کہ مکی کارواں پورے کا پورا بنو مخزوم کے اہم اشخاص پر مشتمل تھا۔ اور ان کے اور بنو امیہ کے درمیان تجارتی، معاشی اور سماجی تعلقات بہت گہرے اور قریبی تھے۔[۱۵۰] اس لیے ان دونوں مسلموں کی شناخت اور بھی آسان تھی۔ بظاہر حضرت عکاشہ کو محلوق دیکھ کر قریشی مطمئن ہو گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں کا اضطراب ختم نہ ہوا تھا۔ ان کا سامنا اس کارواں سے اچانک ہوا تھا اور فوری طور پر وہ اپنی شناخت سے بچ بھی گئے تھے۔ لیکن اس کا احتمال تھا کہ کسی وقت کوئی قریشی تفتیش حال یا کسی ضرورت سے مسلم جماعت کے قریب آنکلے تو وہ بڑی آسانی سے مسلمان مجاہدین کی شناخت کر کے پورے قافلے کو ہوشیار کر سکتا تھا اور نہ صرف ان کو بلکہ قرب جوار کے قبیلوں کو اور مکہ والوں کو بھی اور مسلمانوں کی شناخت سے نہ صرف یہ کہ قریش کے بارے میں خبروں کی فراہمی کا کام خشکل ہو جاتا بلکہ خود مسلم مجاہدین کی زندگی کے لالے پڑ جاتے اور غالباً یہی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم جماعت کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ کاروانِ قریش پر حملہ کر کے ان کے تمام آدمیوں کو مار ڈالنے یا گرفتار کرنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی وہاں موجودگی کا راز نہ کھلنے پائے۔ اور درحقیقت انہوں نے ایسا اسی لیے کیا بھی تھا اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن ایک شخص کسی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور اس طرح مجاہدین کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

ماخذ میں مسلمانوں کے کاروانِ نخلہ پر حملہ کرنے کے فیصلے کے ضمن میں دو جملے بہت اہم ہیں۔ ان کا فیصلہ تھا کہ ان میں

سے جو مل جائے اسے قتل کر دیا جائے ۔ یا گرفتار کر لیا جائے اور ان کے سامان پہ قبضہ کر لیا جائے ۔ یہ دونوں جملے ثابت کرتے ہیں کہ اصلاً حملہ کرنا یا چھاپہ مارنا مقصود نہ تھا بلکہ یہ ایک وقتی فیصلہ تھا جو حالات کے تحت فوراً کیا گیا تھا اور رازداری یا خود حفاظتی کے اسباب وعوامل کی وجہ سے کیا گیا تھا ۔ کارواں کے ایک شخص کے نکل جانے کی وجہ سے مسلم جماعت کا نخلہ میں قیام بے معنی ہو گیا تھا ۔ اس لئے مدینہ واپس ہونا فطری اور حقیقی تھا ۔ مآخذ کے اس اصرار کی روشنی میں کہ نخلہ کی مہم کا مقصد قریش یا کاروانِ قریش پر نظر رکھنا تھا مسلم مجاہدین کے کاروانِ قریش پر حملہ کرنے کی یہی فطری اور قابلِ قبول توجیہہ کی جا سکتی ہے ۔

محققین نے اب تک اس نکتہ سے بحث نہیں کی ہے اور نہ ہی مآخذ سے اس کا بدیہی طور پہ پتہ چلتا ہے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش یا کاروانِ قریش پہ نظر رکھنے کے لیے ایک مختصر سی جماعت کو مکہ کے اتنے قریب نخلہ کیوں بھیجا تھا ؟ ظاہر ہے کہ آپؐ کو ان کے بارے میں کوئی خاص خبر یا پریشان کن اطلاع ملی تھی اس لیے آپ نے اتنا بڑا خطرہ مول لیا تھا ۔ وہ خبر یا اطلاع کیا تھی ؟ قیاس یہ کہتا ہے کہ وہ خبر یہ تھی کہ قریش ایک بہت بڑا کارواں شام کو بھیجنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں مآخذ کا بیان یہ ہے کہ اس میں قریش کے ہر مرد و عورت نے جس کے پاس ایک مثقال یا اس سے زیادہ رقم تھی حصہ لیا تھا حتیٰ کہ بوڑھی عورت اور کمزور عورتوں نے سوت کات کر اس کارواں میں مال لگایا تھا ۔ جس کی مالیت پچاس ہزار   کی خطیر رقم کے برابر تھی ظاہر ہے کہ یہ خبر مسلمانانِ مدینہ کے لئے خاصی چونکا دینے والی تھی اس میں حیران کن عنصر تجارتی مفادات نہ تھے بلکہ اس مخصوص کارواں کی نوعیت اور اس کے اسباب وعوامل تھے ۔ آخر ایسی کون سی فوری معاشی اور اقتصادی ضرورت پیش آ گئی تھی ۔ جس کے لیے قریش نے غیر معمولی کارواں ترتیب دیا تھا ؟ کسی حد تک یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کارواں کی غیر معمولی نوعیت ہی تھی ۔ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تفتیشِ حال کے لیے ایک مختصر سا طلیعہ مکہ کے بالکل عقب میں بھیجنے پر مجبور کیا تھا ۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بعض روایات میں قریش کے بجائے قریشی کارواں پہ نظر رکھنے کی وجوہات کہی گئی ہیں ۔ غالباً کیا یقیناً اس سے یہی غیر معمولی اور عظیم کاروانِ قریش مراد تھا ، کاروانِ نخلہ نہیں ۔

موخر الذکر تو محض موقعہ و محل کی وجہ سے اور مسلم جماعت کی کارروائی کی وجہ سے اہمیت اختیار کر گیا اور اس طرح سے غلط فہمی اور صورتِ حال کے صحیح تجزیے میں ناکامی کا سبب بن گیا ۔ بہر حال اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس عظیم و غیر معمولی کاروانِ قریش کی ترتیب و تنظیم اور اس کے محرکات وعوامل سے جن کی سن گن آپؐ کو کسی طرح سے مل گئی تھی تو آپؐ کو خدشہ تھا کہ یہ ساری تیاری غالباً مدینہ کی اسلامی ریاست اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی بڑے منصوبے کی خاطر کی جا رہی ہے وہ منصوبہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ تجارتی دولت کو سیاسی و فوجی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور مسلمانوں پہ ایک کاری ضرب لگائی جائے ۔[۱۴۱]

واضح رہے کہ یہ قریشی سیاسی و فوجی پالیسی کسی نئے معاشی سبب یا مسلمانوں کی جانب سے اپنی تجارت کو خطرہ میں دیکھ کر نہیں اپنائی گئی تھی جیسا کہ ہم پہلے بھی دیکھ چکے ہیں اور اپنے آخری مجموعی تجزیے میں تفصیل کے ساتھ دیکھیں گے بلکہ اس قدیم عداوت اسلام اور دشمنی رسولؐ کے سبب تھی جس کو مکی عہد سے تھی اس کے بعض سیاسی اسباب بھی تھے قریش مکہ دیکھ رہے تھے کہ مدینہ کی اسلامی ریاست روز بروز وسیع تر اور طاقتور ہوتی جا رہی تھی ۔ شہر کے ارد گرد کے علاقے میں بسے ہوئے بدوی قبائل اس کے حلیف دوست

بنتے جا رہے تھے"[۴۲] اور اس طرح مدینہ مکہ کے حریف کی حیثیت سے ابھر رہا تھا وہ جانتے تھے کہ اگر اس کو اسی طرح اور پنپنے کا موقع دیا گیا تو وہ ایک دن اتنا طاقت ور ہو جائے گا کہ ان کی سیاسی بالا دستی کو ختم کر دے گا اس سیاسی حیثیت کا خاتمہ نہ صرف ان کی سیاسی موت کے مترادف ہوتا بلکہ ان کے مذہبی تخصص اور معاشی طاقت کے لیے بھی آخری کیل ثابت ہوتا چنانچہ انہوں نے مدینہ پر ایک کاری ضرب لگانے کے لئے اپنی تمام دولت ایک کارواں میں جھونک دی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ مکہ میں قریش کے متعدد مقتدر افراد مدینہ سے مخاصمت اور جدال مول لینے کے حق میں نہ تھے اور وہ تاریخی فطری عناصر کو ان کی قدرتی نشوونما کی بلا روک ٹوک اجازت دینے کے حق میں نہ تھے۔ لیکن تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ کا یہ معتدل اور نرم مزاج طبقہ آہستہ آہستہ ختم یا کمزور ہو رہا تھا۔ اور اس کی جگہ سیاسی قیادت اور زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتی جا رہی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے دشمن ہی نہ تھے بلکہ وہ تلوار کے زور سے ان کو مٹا دینے کی پالیسی میں یقین رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت غزوہ بدر کے موقع پر مکہ کے معتدل و صلح جو طبقہ پر اس کے جنگ جو اور جدال پسند طبقہ کی برتری سے ملتا ہے۔ کیونکہ آخر کار یہ موخر الذکر طبقہ ہی تھا جو جنگ کرانے اور مستقبل میں اس کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا تھا"[۴۳]

اس طرح یہ بات تقریباً پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مہم نخلہ کا مقصد قریش کے آئندہ منصوبوں کی ٹوہ لینے کے لیے تھا اور اس کا محرک اس عظیم قریشی کارواں کی ترتیب و تنظیم تھی جو ابو سفیان بن حرب کی قیادت میں شام جانے والا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی غیر معمولی نوعیت اور زبردست تیاریوں کی خبریں سن کر تشویش ہونی لازمی تھی کیوں کہ آپ کے سامنے مدینہ کے دفاع اور امت مسلمہ کی جانی حفاظت کا زبردست سوال تھا اور دونوں مقاصد کو اسی صورت میں حاصل کیا جا سکتا تھا جبکہ دشمنوں کے ہر منصوبے سے باخبر رہا جائے۔ اسی لیے آپ نے نخلہ کی مہم ترتیب دی تھی۔ واقعات، شواہد اور دلائل کی روشنی میں یہ بلا ریب ثابت ہوتا ہے کہ اس مہم کا محرک و مقصد غارت گری مال کی حرص اور روز افزوں امت کی اقتصادی ضروریات کو پورا کرنا نہ تھا جیسا کہ مغربی مورخین نے دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ اس کا محرک و مقصد سیاسی اور دفاعی تھا اس کی مزید تصدیق سریہ نخلہ میں شامل مجاہدین کی تعداد سے بھی ہوتی ہے محض آٹھ یا بارہ آدمیوں پر مشتمل کوئی دستہ بڑا کارواں اور وہ بالکل دشمن کے گھر میں نہیں لوٹ سکتا تھا اور نہ ہی لوٹ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ پھر یہ کارروائی اصلاً چھ آدمیوں کے دستے نے کی تھی اتفاق سے کارواں نخلہ مختصر تھا لیکن اس کا بھی تو احتمال تھا کہ وہ مسلم دستے سے کافی بڑا ہوتا ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چھاپا مارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس سے یہ خیال تقویت حاصل کرتا ہے کہ اگر چھاپہ مار کارروائی مقصود ہوتی تو نسبتاً بڑا فوجی دستہ بھیجا جاتا اور علاقائی یا جغرافیائی اسباب کی بنا پر یہ ضروری تھا کہ فوجی دستہ اتنا بڑا ضرور ہونا چاہیے تھا کہ وہ ہر قسم کی ممکنہ و غیر متوقع صورت حال سے پوری طرح نمٹنے کا اہل ہوتا اس تمام طویل بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماخذ کا یہ بیان صحیح ہے کہ مہم نخلہ کا مقصد دشمن کی جاسوسی تھی نہ کہ غارت گری اور لوٹ مار ان کے علاوہ متعدد دوسری دلیلیں اور شواہد ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ نہ صرف یہ آخری ابتدائی مہم بلکہ ابتدائی مہمیں اقتصادی محرکات مقاصد نہیں رکھتی تھیں۔

(۹/۱) **نویں اور دسویں مہمیں**: ہمارے مقبول و معروف ماخذ میں ابتدائی مہموں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی

ہے جس میں چار سرایا اور چھ ہی غزوات شامل کیے جاتے ہیں۔ ان کا ہم مفصل مطالعہ کر چکے ہیں۔ لیکن ابتدائی مگر معروف مورخ یا مصنف نے ان ابتدائی مہموں کی تعداد دس بتائی ہے اور چار کے بجائے چھ غزوات غزوہ بدر سے پہلے ہونے کا ذکر کیا ہے اگرچہ موجودہ مورخین اور ان کے طرزِ تاریخ نویسی کا اندازہ یہ ہے کہ مسلمہ ماخذ سے مختلف یا مسترد روایات کو آسانی سے قبول نہیں کرتے اور اس کو ماننے میں غیر ضروری احتیاط برتتے ہیں تاہم ایک ابتدائی مورخ کی روایت کو بلا کسی منطقی سبب یا معقول شہادت کے نظرانداز کرنا محال ہے بہر حال محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ) کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے پہلے ماہ شعبان میں دو مہمیں دو مختلف علاقوں میں لے کر گئے تھے۔ اس کے بیان کے مطابق نویں ابتدائی مہم بروز جمعرات ۲۰ شعبان ۲ھ کو بقیع کے علاقے میں گئی تھی۔ وہاں کوئی مڈبھیڑ نہیں ہوئی اور آپؐ واپس آ گئے لیکن دسویں ابتدائی مہم کے بارے میں بڑا دلچسپ بیان ہے اور وہ یہ کہ ۱۲ شعبان ۲ھ بروز منگل آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور صفوان پہنچے وہاں آپؐ نے قبیلۂ غفار سے باہمی امداد و اعانت کا ایک معاہدہ (کتاب مداجتہ) لکھا اور ایسا دوسرا معاہدہ بنو اسلم سے بھی کیا اس غزوہ میں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔[174] بظاہر یہ بیان مسلمہ ماخذ کے خلاف ہے کیونکہ اول تو وہ ان غزوات کا سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے۔ دوم یہ کہ بعض ماخذ کا اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الآخرہ تا اول رمضان مدینہ میں قیام پذیر رہے اور کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے[175] سوم یہ کہ غزوات و سرایا کی تعداد سے جو ان ماخذ میں صراحتاً بیان ہوئی ہے[176] یہ بیان متصادم ہے اور اوپر کی بیان شدہ دلیلوں کی تردید کرتے ہیں۔ مسلمہ ماخذ پر اضافہ یا اضافی معلومات کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ وہ غلط ہیں پھر آپ کے مدینہ میں جہاں تک مدت قیام کا تعلق ہے اس کی توثیق بعض دوسرے ماخذ سے نہیں ہوتی بلکہ کہیں کہیں تو تردید ہوتی ہے۔[177] اس کے علاوہ ستائیس غزوات اور اڑتیس سرایا کی تعداد بھی بعض ماخذ میں کم یا زیادہ پائی جاتی ہے۔[178] اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ دراصل مورخین اور اصحاب سیرت کو جتنی مہموں اور ان کی تفصیلات کا علم ہو سکا اور جہاں تک وہ معلومات ان کے طریق نگارش یا طبیعت کتاب سے لگا سکیں انہوں نے ان کو بیان کیا۔ یہی سبب ہے کہ سیرت نبویؐ کے بارے میں عموماً اور مہموں کے بارے میں خصوصاً مختلف ماخذ میں معلومات کم و بیش ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ کم از کم دوسری مہم کے بارے میں واقعاتی شہادت یہ ہے کہ بنو غفار اور بنو اسلم سے جو معاہدے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے ان کے متن دستیاب ہیں۔[179] اور دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ ان معاہدوں کے پس منظر کے بارے میں کہ وہ کب اور کہاں ہوئے کچھ بھی ماخذ میں نہیں بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ بغدادی کا بیان صحیح ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ معاہدے انھیں مہموں کے دوران ہوئے ہوں مزید برآں ان معاہدوں کی زبان و طرز بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ معاہدے عہد نبوی کے مدنی دور کے ابتدائی زمانے کے ہیں۔ بہر حال ان شواہد و دلائل کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بغدادی کا بیان صحیح ہے اور ابتدائی مہموں کی تعداد آٹھ نہیں بلکہ دس تھی اگرچہ بغدادی نے اپنی اختصار پسندی اور تفصیلات سے گریز کی بری عادت[180] کی وجہ سے ان مہموں کے پس منظر، حالات و اسباب وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔ تاہم موجودہ تحقیقات اور معیار تحقیق کی بنا پر ان کے اسباب و علل اور عوامل کا پتہ لگانا اب کچھ مشکل نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں مہموں کے حالات و اسباب و عوامل وہی تھے جو دوسری ابتدائی مہموں کے تھے یعنی عرب کے بدوی قبائل سے تعلقات محبت و دوستی اختیار کرنا اور اسلامی ریاست

سے ان کو کسی نہ کسی طرح وابستہ کرنا خوش قسمتی ہے بنو غفار اور بنو اسلم سے غزوۂ سفوان کے ذیل میں معاہدۂ باہمی نصرواعانت کا جو ذکر کیا ہے اس کی مکمل تصدیق ان معاہدوں کے متن سے ہوتی ہے جو دوسرے مآخذ میں مذکور ہیں اور یہ ایک مزید دلیل ہے جو ابتدائی مہموں کے بارے میں وضاحت کرتی ہے کہ ان کے محرکات اقتصادی نہ تھے جیسا کہ ہمارے جدید مؤرخین کا اصرار ہے اس پہ مزید بحث ہم اپنے آخری تجزیے ہی کر رہے ہیں، جواب شروع ہوتا ہے۔

آخری تجزیہ

اب تک ہم نے دس ابتدائی مہموں کے محرکات، مسائل اور مقاصد کا الگ الگ جائزہ لیا ہے اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ "یہ تمام کوششیں اور کاوشیں کارروائیاں اور مجاہدے، مساعی اور سرگرمیاں در اصل ایک سوچی سمجھی اور منصوبہ بند سیاسی حکمتِ عملی کی مختلف کڑیاں تھیں۔ ان مہموں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانانِ مدینہ۔ مہاجرین اور انصار۔ کے سیاسی و سماجی پس منظر میں دیکھنا چاہیے ہجرت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایک مذہبی اور سماجی نظام کا ڈھانچہ کھڑا کر رہے تھے۔ جس کی ابتدا مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارے (مواخاۃ) سے ہوئی تھی اور پھر جب مسلمانوں کے ان دو علاقائی طبقوں کو دین کی بنیاد پر متحد کر لیا گیا تو مدینہ میں ایک اسلامی امت وجود میں آئی۔[181] اس امت کی اساسِ اول اسلام تھا۔ اور اس لحاظ سے وہ عرب کے قبائلی پس منظر میں بالکل نیا تجربہ تھا۔ جس میں سماجی نظام یا معاشرت کا انحصار خون کے رشتوں کے بجائے مذہبی اخوت اور یگانگت پر تھا۔ امت مسلمہ کی تشکیل کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ کی یہودی قبائل اکا دکا عیسائی افراد کا مسئلہ تھا پھر انصار کے دونوں عرب قبیلوں اوس و خزرج کے ان یہودی قبائل سے سیاسی، سماجی اور فوجی نوعیت کے تعلقات تھے جو کافی قدیم تھے ان کے علاوہ مدینہ کے لوگوں کے قرب و جوار کے بدوی قبائل سے دوستی اور حلیفانہ تعلقات تھے۔ ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلقات کو نہ تو نظر انداز کر سکتے تھے اور نہ ان کو جوں کا توں رہنے دے سکتے تھے۔ امت مسلمہ دنیا سے کٹ کر اور اپنی ارد گرد کی بستیوں اور قبیلوں سے منہ پھیر ایک سماجی خلا میں زندہ نہیں رہ سکتی تھی اور نہ ہی پرانے تعلقات نئے حالات میں اور نئے لوگوں کے لیے مفید ہو سکتے تھے۔ ان سماجی تقاضوں اور ضروریات نے امت مسلمہ کے سربراہ کے لیے ایک عملی اور مفید لائحہ عمل تیار کرنا ناگزیر بنا دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے پہلے ایک سیاسی و سماجی نظام قائم کیا جس کو عام طور سے سماجی تحفظ کا نظام (SOCIAL SECURITY SYSTEM) کہا جاتا ہے اس کے مطابق امت مسلمہ کے سماجی تعلقات مدینہ کے یہودی قبیلوں سے قائم کئے گئے اور ایک معاہدہ کے ذریعہ جس کو عموماً دستورِ مدینہ کہا جاتا ہے اور جس کو ابن اسحاق نے "کتاب رسول" یا "صحیفۂ رسول" کا نام دیا ہے مدینہ کی پوری آبادی کو سماجی و سیاسی تحفظات و ضمانتوں کی خاطر ایک سیاسی نظام کے تحت مجتمع کر دیا گیا مذہبی اختلافات کے باوجود مسلمان اور یہود اور ان کے حلیف ایک دوسرے کے حلیف و دوست قرار پائے اور ان کے بعض فرائض و ذمہ داریوں کے ساتھ ان کے حقوق واضح کر دیئے گئے۔[182] اس طرح مدینہ میں ایک نیا سیاسی نظام از خود وجود میں آ گیا اس سیاسی و سماجی نظام کا دائرہ کار مدینہ تک محدود نہ رہ سکا۔ کیونکہ مسلمانوں کو اپنے پڑوسیوں سے سماجی تعلقات فطرتاً رکھنے تھے اور سیاسی تعلقات بھی بعض اسباب کی بنا پر قائم کرنا ناگزیر تھا۔

قرب وجوار خاص کر مغربی علاقے کے بدوی قبائل سے انصار کے قدیم حلیفانہ و دوستانہ تعلقات نے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی اور وہ اپنے پرانے تعلقات کی بنا پر مہاجرین و امیر مہاجرین کے بھی دوست بن گئے لیکن اب نوعیت دوسری ہو چکی تھی مدینہ میں عملاً مہاجرین و انصار کے دو ممتاز طبقات کی تفریق مٹ چکی تھی اور ایک امت مسلمہ قائم ہو چکی تھی اس امت کا ایک سیاسی نظام قائم ہو چکا تھا جس میں ایک باقاعدہ حکومت کا تصور ابھرنے لگا تھا۔ پڑوس کے قبائل کے تعلقات اب انفرادی قبائل اور چھوٹی بڑی سماجی اکائیوں سے نہیں بلکہ ایک بڑے سماجی و سیاسی نظام اور ایک باقاعدہ منظم حکومت سے استوار ہوئے تھے۔ مدینہ کی شہری ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی قبائل سے دوستانہ و حلیفانہ تعلقات قائم کئے لیکن کب اور کیسے؟ اس پر ہمارے مآخذ کا واضح جواب نہیں تھا البتہ ابتدائی مستند مؤرخین اور جدید مورخین دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تعلقات ہجرت کے فوراً بعد قائم ہو گئے تھے اور معاہدوں کے ذریعہ وجود میں آئے تھے۔ ابتدائی مہمیں جن کو بدقسمتی اور غلط فہمی سے فوجی مہمیں سمجھ لیا گیا ہے۔ در اصل سیاسی سفارتیں یا مشن تھے اور انھیں مہموں کے دوران قرب و جوار کے علاقوں سے تعلقات قائم ہوئے تھے۔

علاقائی یا جغرافیائی سیاست ایک اہم عنصر مکہ کا قریشی اشرافیہ تھا پورے عرب میں اس کو مذہبی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی بالادستی حاصل تھی[۱۴۳]۔ اگرچہ بعض اوقات اس کے بعض حریفوں سے نبرد آزما ہونے کے واقعات ملتے ہیں[۱۴۴] تاہم تمام عرب قبائل قریش کی ہمہ جہت بالادستی کے معترف تھے۔ اسلام کی آمد نے اور پھر اس کی بتدریج ترقی و توسیع نے اس بالادستی کو چراغ دکھانا شروع کر دیا تھا اور اسی بنا پر مکی اشرافیہ نے اس کی بھرپور مخالفت کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی اور بالآخر مسلمانوں کو ایک جائے پناہ یثرب میں مل گئی اور مکی مسلمانوں نے وہاں پہنچ کر اپنے دینی مدنی بھائیوں کے ساتھ ایک سیاسی و سماجی نظام قائم کر لیا۔ ظاہر ہے کہ مکی اشرافیہ کو یہ نظام کسی طور پر پسند نہیں آ سکتا تھا اور وہ اس کے لئے نفرت و عناد کے سوا اور کوئی جذبہ نہیں رکھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سیاسی بصیرت نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ قریش مکہ کی اسلام و رسولؐ دشمنی ایک دن رنگ لا کر رہے گی[۱۴۵]۔ اس لئے عرب دستور قبائل کے مطابق آپ نے ایک سیاسی اتحاد کا منصوبہ بنایا جس کے تحت اس علاقے کے تمام عناصر کو اس کا رکن بنانا مقصود تھا کہ بوقتِ ضرورت قریش کی سیاسی و فوجی طاقت کا کامیاب مقابلہ کیا جا سکے چنانچہ آپ کے سامنے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ قریب کے بدوی قبائل سے حلف و دوستی کے تعلقات از سرِ نو اور نئی بنیادوں پر قائم کئے جائیں اور یہی کام ان ابتدائی مہموں کے دوران کیا گیا تھا۔

خوش قسمتی سے مآخذ میں ان ابتدائی مہموں کے سلسلے میں بعض ایسے اشارے، حوالے اور کہیں کہیں واضح تصریحات ایسی موجود ہیں جو ان مہموں کے اس مقصد و محرک کی طرف صاف نشاندہی کرتی ہیں۔ پہلی مہم کے ذیل میں مآخذ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک مغربی قبیلہ۔ جہنہ کے علاقے میں گئی تھی۔ ان لوگوں سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات تھے جیسا کہ جہنی سردار مجدی بن عمرو کے بارے میں مآخذ نے صراحت سے کہا ہے اور جس طرح کہ قریشی کارواں اور مسلم جماعت کے درمیان اس کے مصالحانہ رویے سے مضمر طور سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسری مہم جس علاقے میں گئی تھی۔ وہ بنو خزاعہ اور بنو ضمرہ کا تھا۔ ان دونوں بدوی قبیلوں سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور ان سے معاہدوں کا کیا جانا یا اس کے سلسلے میں گفت و شنید کرنا اسی زمانے

میں ہوتا نظر آتا ہے تیسری مہم سر بخرار بھی بنو ضمرہ کے علاقے میں گئی تھی۔ اور یعقوبی نے تصریح کی ہے کہ مسلمانوں کا ان لوگوں سے بھی دوستی کا معاہدہ تھا چوتھی مہم میں ماخذ کا واضح بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس بنو ضمرہ سے ایک معاہدہ ان کے سردار مخشی بن عمرو ضمری کے ذریعہ کیا تھا۔ اس سلسلہ میں کیا یہ محض اتفاق تھا یا ایک منصوبہ بند پالیسی کہ مؤخر الذکر تین مہمیں یکے بعد دیگرے بنو ضمرہ کے علاقے میں پہنچی تھیں؟ پہلی دو مہموں کے سیاق میں ماخذ نے مبہم انداز سے صرف دوستی اور معاہدہ کا ذکر کیا ہے جبکہ تیسری مہم میں ایک معاہدہ صلح طے پا جانے کی بات بصراحت کہی گئی ہے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ بنو ضمرہ کے علاقے میں جانے والی پہلی دو مہموں میں زمین ہموار کی گئی تھی۔ اور تیسری مہم میں ان سے باقاعدہ معاہدہ عمل میں آیا۔ پانچویں ابتدائی مہم علاقہ بنو جہینہ میں گئی تھی۔ غالباً پہلی ابتدائی مہم اور اس مہم کا مقصد ایک تھا یعنی قبیلہ جہینہ سے تعلقات دوستی استوار کرنا۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ قبیلہ جہینہ اور مزینہ اسلامی امت کے اولین ارکان میں تھے لیکن ان سے مسلمانانِ مدینہ کے تعلقات قائم ہونے کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا لیکن یہ حقیقت تھی اور مسلّم حقیقت تھی اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ اس قبیلے سے انہیں مہموں کے دوران دوستی کے تعلقات قائم ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح اس نوع کی چھٹی مہم میں ماخذ کا واضح بیان ہے کہ آپؐ نے ذوالعشیرہ کے بنو مدلج اور ان کے پڑوسی بنو ضمرہ جو ان کے حلیف بھی تھے، سے معاہدہ صلح کیا تھا جہاں تک ساتویں اور آٹھویں مہموں کا تعلق ہے ان کی نوعیت قطعی جداگانہ تھی، ایک تادیبی کارروائی تھی اور ایک غارت گر کے تعاقب میں بھیجی گئی تھی اور دوسری خبر گیری اور اطلاعات کی فراہمی کی مہم تھی۔ اگرچہ نویں مہم کے بارے میں بغدادی نے تصریح نہیں کی ہے کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ تاہم اندازہ یہی ہوتا ہے کہ بنو جہینہ کے لوگوں سے دوستی اور معاہدہ مقصود ہوگا۔ جس طرح کہ دسویں مہم میں غفار و اسلم سے ہوا تھا۔

ماخذ کے بیانات میں بلاشبہ یہ امتناعی کلمہ ملتا ہے کہ آپ یا آپ کی بھیجی ہوئی مہم قریش یا قریش کے کارواں یا کاروانوں کے ارادے سے نکلی لیکن ان بیانوں میں استقامت و یکسانیت نہیں ہے۔ کہیں قریش کے ساتھ بعض بدوی قبیلوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ اور کہیں آپ کے یا مہم کے محرک و مقصد کا بیان نہیں ہے۔ صرف درمیان کلام میں قریش کا یا قریشی کارواں کا ذکر ملتا ہے۔ اور کہیں قریشی کارواں یا قریش کا ذکر شروع میں تو آ گیا ہے لیکن پھر بعد میں ان کا کوئی حوالہ ہے اور نہ ذکر اس کے علاوہ ماخذ کے بیانات اس ضمن میں ایک دوسرے سے اگر متصادم نہیں ہیں تو مختلف ضرور ہیں پہلی مہم سریہ العیص کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے جامع واقدی اور ان کے شاگرد بلاذری، یعقوبی اور ابن اثیر نے کسی محرک کا ذکر نہیں کیا ہے اور جہاں قریشی کارواں کا ذکر ہے وہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مہم جب اپنی منزلِ مقصود پہ پہنچی تو اس کی نشاندہی کردی گئی تھی کہ قریشی کارواں سے سامنا ہو گیا۔ صرف طبری ایسے مورخ ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مہم اس لئے ترتیب دی گئی تھی کہ قریشی کاروانوں کے سامنے ہوا جائے (لیعترض لصیرات قریش) دوسری مہم کے بارے میں کسی مورخ نے بھی دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ قریش یا قریشی کارواں کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ قریشی کارواں سے اس کا سامنا پہلی مہم کی طرح "اتفاقاً" ہو گیا تھا۔ اس مہم کے سلسلہ میں اس کے ایک شریک حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان کہ قریشی کارواں پر چھاپہ مارنے کی ان کی تجویز سے کسی نے اتفاق نہیں کیا تھا۔ بڑا اہم ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ بنیادی طور پر اس کا مقصد چھاپہ مارنا ہرگز نہ تھا۔ تیسری مہم کے سلسلے میں ماخذ کو دو طبقوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ ایک طبقہ جس میں ابن اسحاق، ابن ہشام، یعقوبی شامل ہیں کسی "قریشی کارواں" کا ذکر کرتا ہے۔ نہ قریش کا حوالہ دیتا ہے جبکہ واقدی اور

ان کے دو میں متبعین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو خرار اس لیے بھیجا تھا کہ وہاں سے ایک قریشی کارواں گزرنے والا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب کیوں کر لے لیا جائے کہ اس سے مراد چھاپہ مارنا تھا۔ اس کا مقصد ان کے بارے میں خبریں فراہم کرنا بھی تو ہو سکتا تھا۔ غزوہ ابوا یا ودان کے بارے میں تین نقطہ ہائے نظر ملتے ہیں۔ ابنِ اسحاق اور ان کے متبعین کا خیال ہے کہ آپ قریش اور بنو ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ارادے سے نکلے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ارادہ کیا ہے۔ کیا دونوں کے بارے میں ایک ارادہ تھا یا الگ الگ البتہ واقدی اور ان کے دو پیرو کاروں کا بیان ہے کہ قریشی کارواں کا سامنا کرنے کے لئے نکلے تھے تیسرا نقطۂ نظر یعقوبی کا ہے اور وہ مکمل سکوت ہے سو سرے غزوۂ بواط کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ آپ کا مقصود قریشی تھے جبکہ واقدی اور ان کے متبعین نے مقصودِ کاروانِ قریش کو روکنا بنایا ہے۔ یعقوبی پھر خاموش ہیں اس فرع کی آخری مہم کے بارے میں ابن اسحاق کے مکتبِ فکر کا خیال ہے کہ آپ قریش کے ارادے سے اور واقدی کے مکتبِ فکر کے مطابق کاروانِ قریش پر چھاپہ مارنے کے لئے نکلے تھے سریہ نخلہ کے بارے میں کسی بھی مورخ نے اپنا تبصرہ نہیں کیا ہے کہ اس کا محرک کیا تھا۔ ان دونوں کاتبِ فکر کے مطابق قریش یا قریش کے کارواں کی نگرانی اور خبر گیری کرنا تھا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ان مہموں میں سے بواط اور ذوالعشیرہ کے بارے میں واقدی اور ابن سعد نے کھل کر کہا کہ ان کا مقصد مکہ کے کاروانوں کو روکنا تھا۔ لیکن کسی اور سریہ یا غزوہ کے بارے میں ایسا واضح بیان نہیں ہے۔ مآخذ میں اس کے لیے جو افعال استعمال ہوئے ہیں وہ بڑے دلچسپ ہیں اور ان میں کسی کے معنی لوٹنے، چھاپہ مارنے کے نہیں ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کے معنی لوٹ مار کے کیونکر لیے گئے ہیں۔[۱۸۶] اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مآخذ کی داخلی شہادتوں سے بھی ان مہموں کا مقصد لوٹ مار، مالِ غنیمت حاصل کرنا یا قریش کو اشتعال دلانا اور ان کی تجارت کے لیے خطرہ پیدا کرنا ثابت نہیں ہوتا۔

اس سے ایک اہم نکتہ ابھرتا ہے اور وہ ہے مختلف منازل کا۔ بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ ان مہموں کا مقصد قریشی کاروانوں پر تاخت تھی تو مہموں کو شاہراہ تجارت یا قریشی کاروانوں کی گذرگاہ کے مختلف منازل پر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ مہمیں مدینہ سے جن مختلف منازل کی جانب بھیجی گئی تھیں ان کی مسافت شہر رسول سے تیس اور سو میل کے درمیان تھی۔ یہ نکتہ حسبِ ذیل نقشے سے اور زیادہ واضح ہو جائے گا۔

مہم	منزل	مدینہ سے فاصلہ
سریہ حمزہ	العیص / سیف البحر	تقریباً ۳۰ میل
سریہ عبیدہ	رابغ	〃 ۶۰ میل
سریہ سعد	خرار	〃 ۱۰۰ میل
غزوہ ودان	ابواء / ودان	〃 ۸۰ میل
غزوہ بواط	بواط	〃 ۲۰ میل
ذوالعشیرہ	ذوالعشیرہ	〃 ۹۰ میل
ینبع	ینبع	
سفوان	سفوان	

اس نقشہ میں سریہ نخلہ اور پہلے غزوہ سفوان کی مسافت نہیں دکھائی گئی ہے کیونکہ ان کی نوعیت بالکل مختلف تھی۔ لیکن اگر سریہ نخلہ

کو بھی شامل کر لیا جائے جیسا کہ جدید تاریخ دانوں کا اصرار ہے کہ اس کی منزل مدینہ سے چار سو کلومیٹر کے قریب تھی۔[۱۸۷] اور اس سے ہماری دلیل کو اور تقویت ملتی ہے عام تاثر بلکہ یقین یہ ہے کہ مذکورہ بالا پہلی چھ مہیں اس بین الاقوامی شاہراہ تجارت پر گزرنے والے قریشی کاروانوں کو لوٹنے کے لیے گئی تھیں جو مکے سے شام کو براہ مدینہ جاتا تھا۔ کیا یہ سب مختلف منازل مہمات نبوی یہ مع اسی شاہراہ کارواں پر واقع تھیں؟ جدید محققین کا جواب اثبات میں ہے لیکن یہ جواب ماخذ کے واضح بیانات کے خلاف ہے۔ خوش قسمتی سے بعض مہموں کے سلسلے میں مسلم جماعت کے راستے اور قریشی کاروانوں کی گزرگاہ کے بارے میں بعض ایسے اشارے ملتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ بعض مواقع پر دونوں کے راستے الگ الگ تھے۔ یا کم از کم مسلم مہم کی منزل قریشی کاروانوں کے راستے سے ہٹ کر تھی۔ دوسری ابتدائی مہم کے سلسلے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اگر قریشی کارواں نے ابن سعد کے بیان کے مطابق اپنا راستہ چھوڑ کر جانوروں کی وادی میں چرانے کے لیے قیام نہ کیا ہوتا تو مسلمانوں سے اس کا سامنا ہوا ہوتا۔ تمام ماخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ مسلم مہم کی منزل ثنیۃ المرۃ کا ایک چشمہ تھا جو قرائن کے مطابق اس عام شاہراہ تجارت سے پرے تھا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے شاہراہِ تجارت سے ہٹ کر سفر کیا تھا اور وہ اندرون وادی سفر کرتے رہے تھے خرار کے بارے میں اگرچہ ماخذ کی تصریح نہیں ملتی کہ وہ کارواں کے راستے پر تھا کہ نہیں لیکن اس مہم کے سیاق و سباق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندرون وادی تھا اور راستے سے کچھ دور تھا۔ اس کی مزید تائید اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ رسول کریم نے اپنے سفرِ ہجرت کے دوران جو راستہ اختیار کیا تھا۔ اس پر خرار پڑا تھا۔[۱۸۸] جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے غزوہ کا تعلق ہے تو ابواء یقیناً مکی کارواں کے راستے پر واقع تھا۔ لیکن ودان راستے سے چھ میل اندر کی جانب تھا۔ یہ دلچسپ حقیقت یاد رکھنے کی ہے کہ زیادہ تر ماخذ اس کو غزوۂ ودان ہی کہتے ہیں اور یہ بھی اہم نکتہ ہے کہ کسی نے بھی کسی کارواں کے گزرنے نہ گزرنے، اس کی آمد و رفت کی منازل، تعداد و قیادت وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے جو بالواسطہ اس امر کی تائید کرتا ہے کہ آپ کی منزل قریشی کارواں کے راستے پر نہ تھی۔ اس طرح باقی دونوں غزووں کی منازل بواط اور ذو العشیرہ شاہراہ تجارت سے ہٹ کر واقع ہوئی تھیں۔

اسی ذیل میں ایک اہم تر نکتہ یہ ہے کہ فوجی حکمت عملی کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ اگر چھاپا مارنا ہو تو گزرگاہ یا راستے کے قریب چھپ کر گھات لگانی چاہیے اور بہتر طریقہ ہوتا کہ کسی ایک مقام کو خاص کر منتخب کر لیا جاتا ہے تھا تاکہ کارواں بچ کر نہ نکلنے پائے۔ اسلامی تاریخ میں اس کی ایک دلچسپ مثال خود عہد نبوی ہی سے ملتی ہے صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابو بصیر اور اس کے ساتھیوں نے العیص میں قیام کر کے قریشی کاروانوں کی زندگی عذاب کر دی تھی اور انہوں نے مختصر سی مدت میں کسی کارواں کو وہاں سے گزرنے نہ دیا تھا۔[۱۸۹] کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بارے میں ایک مغربی مورخ واٹ کی تحقیق ہے کہ ابو بصیر کا العیص میں قیام اور قریشی کاروانوں پر تاخت کرنا آپ کی مرضی یا مضمر اجازت سے تھا۔[۱۹۰] بذاتِ خود وہاں کسی دستے کو مستقل طور سے متعین نہیں کر سکتے تھے؟ یہ نکتہ اس حقیقت کی روشنی میں مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ اسلام کے پہلے سریہ کی منزل العیص ہی تھی اور وہاں ایک کارواں سے اتفاقاً مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہو چکی تھی۔ غالباً یہ نقطۂ سفر تھا جہاں سے کاروانِ قریش کا گزرنا ناگزیر تھا۔ جیسا کہ ابو بصیر کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خاص کر اس ذات کے بارے میں جس نے اپنی تمام جنگوں اور مہموں میں بہترین حکمت عملی کا شاندار مظاہرہ کیا تھا کہ وہ کاروانوں کی تاخت کے مسئلہ پر ایسی فوجی بے تدبیری کا مظاہرہ کرے گی کہ مسلسل اپنی فوجی گھات کے، علاقوں اور منزلوں کو بدلتی رہے اور اس طرح کاروانوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا احتمال پیدا کرے

ایک اہم حقیقت جو جدید مؤرخین کی نظر سے اب تک اوجھل رہی ہے وہ ابتدائی مہموں کے دوران مسلم جماعت کی اپنے علاقے یا منزل پر قیام کی مدت ہے۔ بغدادی کے مطابق سریہ عبیدہ اور سریہ حمزہ میں بالترتیب تقریباً ایک ماہ پندرہ دن لگے تھے۔ سریہ خرار کے بارے میں مدت قیام کا علم نہیں ہوتا ہے البتہ غزوۂ ابواء یا ودّان میں واقدی کے بقول پندرہ دن اور بغدادی کے مطابق قریب ایک ماہ کی مدت لگی تھی۔ غزوہ بواط میں تقریباً سترہ دن لگے تھے اور واقدی کے مطابق یہ مدت ایک ماہ کی تھی۔ غزوۂ ذوالعشیرہ کے بارے میں بغدادی کا حتمی فیصلہ ہے کہ ایک ماہ بائیس دن لگے تھے۔ جبکہ دوسرے ماخذ سے ڈیڑھ دو ماہ کی مدت معلوم ہوتی ہے سریہ نخلہ میں بغدادی کا حتمی فیصلہ
ہے کہ ایک ماہ بائیس دن لگے تھے۔ جبکہ دوسرے ماخذ سے ڈیڑھ دو ماہ کی مدت معلوم ہوتی ہے۔ سریہ نخلہ میں بغدادی کے مطابق کل دس بارہ دن لگے تھے۔ جبکہ ینبوع کے غزوہ کے بارے میں وہ تاریخ روانگی کا ذکر تو کرتا ہے مگر تاریخ واپسی کا کوئی حوالہ نہیں دیتا ہے غالباً ہفتہ عشرہ سے زیادہ مدت نہیں لگی ہوگی کیونکہ اسی کے مطابق وسط شعبان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا آخری ابتدائی غزوہ کر کے سفوان گئے تھے۔ بدقسمتی سے اس غزوہ کی مدت کا ذکر نہیں ملتا ہے بہرحال مدینہ سے مسلم مہمات کی مختلف منزلوں کے فاصلے کو مدنظر رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ تیس اور ستّو میل کے درمیان ان تمام منازل کا سفر دو سے چھ سات دن کے اندر کیا جا سکتا تھا اور واپسی ہی میں اتنی مدت لگتی۔ دو چار دن سفر کی تکان دور کرنے کے لیے منزل پر قیام کے لیے درکار ہوتے اس لحاظ سے حضرت حمزہ کو ہفتہ عشرہ اور حضرت عبیدہ کو دس پندرہ دن کافی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دوسرے غزوہ میں صرف پانچ چھ دن اور باقی میں دس پندرہ دن سے زیادہ درکار نہ تھے۔[191] خاص کر غزوہ ذوالعشیرہ میں آپ کا قیام کافی طویل تھا۔ ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک آپؐ کا قیام مبینہ قریشی کارواں کے انتظار میں نہیں تھا۔

واقدی نے بنو جذام کے جس مخبر کی روایت بیان کی ہے وہ اس کے غلط اندازے پر مبنی تھی۔ ورنہ یہ بڑی حیرت کی بات ہوگی کہ آپ قریشی کارواں کے ایک دو دن پہلے گزرنے کے بعد ذوالعشیرہ پہونچے اور پھر ڈیڑھ ماہ تک وہاں ٹھہرے رہے اس کے انتظار میں، اور جب اس کے شام سے لوٹنے کا وقت قریب آیا تو واپس مدینہ آ گئے اور پھر وہاں سے ایک نیا لشکر لے کہ اس کارواں کو روکنے کے لئے بدر پہونچے اور بالآخر وہ اسی آمد و رفت کے چکر اور حیص بیص کے نتیجہ میں نکل گیا۔ اگر وہی کارواں قریشی مراد تھا تو بہتر حکمت عملی یہ ہوتی کہ جہاں اتنی مدت قیام کیا تھا۔ تھوڑا اور روک لیتے اور اگر کمک کی ضرورت تھی تو چند ہرکارے یا ایک مختصر دستہ مدینہ بھیج کر طلب فرما لیتے بہرحال مختلف مہموں میں منازل پر قیام کی مدت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطمح نظر کم از کم قریشی کارواں نہ تھے

اسی فوجی حکمتِ عملی سے وابستہ ایک اور پہلو جاسوسی کے نظام کا ہے۔ 192 جدید مورخین کا اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی کارواں کے شاہراہِ تجارت پر مدینہ کے قریب سے گزرنے کا علم مسلم جاسوسوں کے ذریعہ ہوتا تھا اسی کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ مسلم، جاسوس قریشی کارواں کے گزرنے کا صحیح وقت و تاریخ معلوم کرنے میں ناکام رہتے تھے۔ اسی لئے آپ کسی موقع پر تاخت کرنے میں کامیاب نہیں رہے دوسری طرف ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس کے برخلاف مکی جاسوسی نظام بہت طاقتور اور مستعد تھا اور وہ مسلمانوں کے منصوبوں سے قبل از وقت یا بروقت واقف ہو جاتا تھا۔ اس لئے وہ مسلم فوج یا مہم کے چنگل سے اپنے آپ کو بچا لے جاتا تھا۔[193] ایک مورخ واٹ نے اپنی ان دلیلوں کی کاٹ خود نخلہ کی مہم کے سلسلے میں کر دی ہے کہ آپ کو وہاں سے گزرنے والے کارواں کی تاریخ گذر کا اتنا حتمی علم تھا کہ مدینہ کا فوجی دستہ تین چار سو کلو میٹر کا سفر کر کے کارواں کو لوٹنے میں کامیاب رہا۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ اتنی دور تو

مسلم جاسوسوں کی اطلاع صحیح نکلی لیکن اپنے گھر کے پچھواڑے کی صحیح خبر معلوم کرنے میں وہ ناکام رہے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے زیر اثر واقتدار علاقے میں ایک دو بار نہیں پورے چھ سات بار ناکام رہے تھے۔ اس دعوے کو بعض دوسرے حقائق کی روشنی میں دیکھنے سے جدید مؤرخین کی دلیلوں کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ بدر سے پہلے جس عظیم قریشی کارواں کو آپ نے پہلی بار شام سے واپسی پر روکنا چاہا تھا اس کے بارے میں آپ کی معلومات اتنی پکی تھیں کہ آپ نے ان دونوں مسلم جاسوسوں کی واپسی کا بھی انتظار نہ کیا تھا۔ جن کو آپؐ نے قریشی کارواں کے بارے میں تازہ خبریں معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور آپؐ شاہراہ تجارت کی طرف نکل کھڑے ہوئے تھے اور عین اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سے وہ کارواں بیچ بیچ گزرنے والا تھا۔ گر وہ اپنے زیرک امیر کارواں کی دور اندیشی اور فوجی حکمت عملی کے سبب بچ نکلا تھا۔[194] بدر اور حدیبیہ کے دوران جب مکہ و مدینہ ایک دوسرے سے باقاعدہ جنگ پر تھے مسلم فوج نے کسی قریشی کارواں کو بچ کر نکلنے نہیں دیا تھا۔ اس مدت میں حضرت زید بن حارثہؓ نے دو قریشی کاروانوں پر نومبر ۶۲۴ء[195] اور ستمبر/اکتوبر ۶۲۷ء[196] میں کامیاب چھاپے مارے تھے۔ بس یہی دو کارواں اس دوران گزرے تھے جو مسلمانوں سے بچ کر نہ جا سکے یعنی نہ تو مسلم جاسوسوں نے ناکامی کا منہ دیکھا تھا نہ فوجی غارت گر دستوں اور مہموں نے اور نہ ہی مسلم فوجی حکمت عملی نے منہ کی کھائی تھی۔ اس دوران مسلم فوجی حکمت عملی کی وجہ سے مکی تجارت ختم ہو گئی تھی اور معزز مکی تاجر بھوکوں مرنے لگے تھے۔ غالباً صلح حدیبیہ پر ان کو مجبور کرنے کا سب سے بڑا سبب بھی اقتصادی صدمہ تھا کیوں کہ اس کے بعد ان کی تجارت کو نئی زندگی ملی تھی اور جب ابوبصیر اور ان کے ستر ساتھیوں نے ان کی تجارت کو پھر تہس نہس کر دیا تو وہ صلح حدیبیہ کی اس شق کو بھی ختم کرنے پر نہ صرف آمادہ بلکہ مستدعی ہوئے تھے جو مسلمانان مدینہ و مکہ کو سخت ناگوار تھی اور اس طرح انہوں نے اپنی گرتی ہوئی اقتصادی زندگی کو سنبھالا دینے کی کوشش کی تھی۔

اس بحث سے ایک اہم حقیقت یہ اجاگر ہوتی ہے کہ قریش مکہ کیا مدینہ کے مسلمانوں سے مخاصمت کی پالیسی اپنا کر اقتصادی طور سے زندہ رہ سکتے تھے؟ جواب نفی میں ملتا ہے اس کی کئی دلیلیں اور ثبوت ہیں اوّل تو مکی تجارتِ شام جس پر ان کی اقتصادیات کا دارومدار تھا کے بارے میں قریش کا شدید احساس بلکہ حساسیت تھی وہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے۔ کہ ان کی اقتصادیات کی زندگی اور ان کی اپنی مادی خوشحالی کا انحصار شاہراہ تجارت کے ارد گرد بسے ہوئے تمام بدوی قبائل کی دوستی اور تعاون پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس پورے علاقے کے تمام عربوں سے حلف اور دوستی کے معاہدے کر رکھے تھے۔[197] یہ عین ممکن ہے کہ ان بدوی قبائل کو قریش سے دوستی کرنے پر ان کی مذہبی، سماجی اور فوجی بالادستی نے بھی مجبور کر دیا ہو لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ غالباً ان بدوؤں کو قریشی کاروانوں کے گزرنے سے مادی فوائد حاصل ہوتے ہوں گے بعض جدید مغربی مورخین کو اعتراف ہے کہ تاجر عرب قبیلے بدوی قبائل کو اپنے تجارتی کاروانوں کی بسلامت روی اور بحفاظت گزران کے لیے کچھ معاوضہ دیتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ قریش نے ایسا کوئی محصول دینا کسرِ شان اور اپنے مقام سے فروتر سمجھا ہو لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ علاقے کے بدوی قبائل کو خوش رکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ اور حتی الامکان ان کی مادی ضروریات کی تسکین کی کوشش کرتے تھے تاکہ ان کی مدد و تعاون حاصل رہے اس سلسلہ میں ماخذ کا بیان کردہ واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ کس طرح غزوۂ بدر کے موقع پر بدر کے کنوئیں کے قریب دو باندیاں آپس میں ایک معمولی رقم کے قرض کے معاملے میں دست بگریباں تھیں اور کس طرح قرضدار اپنی قرض خواہ سہیلی کو تسلی دے رہی تھی کہ قریشی کارواں کے آنے پر وہ اس کا قرض چکا دے گی۔[199]

اس کے سوا یہ حقیقت بھی مآخذ سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ قریشی تاجران مکہ اپنی شاہراہ تجارت پہ بسے ہوئے بدوی قبائل سے نہ صرف مخالفت و مخاصمت مول لینے سے گریزاں رہتے تھے بلکہ اس کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ ان کو کسی طرح سے ناراض نہ ہونے دیں۔ اس سلسلے میں دو مثالیں کافی ہوں گی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام کے ابتدائی مکی عہد میں جب اپنے قبول اسلام کا برملا اعلان حرم مکہ میں کیا تو قریش کی دینی و سیاسی حمیت اس کو برداشت نہ کر سکی اور انہوں نے صحابی موصوف کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، نے اُن کو روکا اور کہا "تم لوگ تاجر ہو اور تمہاری تجارت کا راستہ تو غفار کے راستے سے گزرتا ہے کیا تم اپنی تجارت کو ختم کرنا چاہتے ہو؟" حضرت عباس کے اس سادہ سے سوال نے بجلی کا کام کیا اور مارنے والے ہاتھ رک گئے اور نہ صرف رُکے رہے بلکہ پھر کبھی ان پر اُٹھ نہ سکے حالانکہ وہ پہلے سے زیادہ اشتعال انگیز اعلان اسلام کیا کرتے تھے۔[199] دوسرے واقعہ کا تعلق ہجرت کے بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے زمانے سے ہے۔ واقدی اور بخاری کی روایت ہے کہ اس زمانے میں حضرت سعد بن معاذ اوسی عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ گئے اور وہاں اپنے عزیز و قدیم دوست امیہ بن خلف جمحی کے گھر مقیم ہوئے ایک دن عمرہ کرتے ہوئے ان کا سامنا ابوجہل سے ہو گیا اس نے حضرت سعد کو دیکھتے ہی کہا "تم لوگوں نے صابیوں (مسلمانوں) کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے اس لئے تم لوگوں کو زیارت کعبہ کی اجازت نہیں دی جائے گی اگر تم اُمیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو آج ہی بچ کر نہ جا پاتے" حضرت سعد نے جواب دیا تھا" کہ اگر تم ہمیں حج و عمرہ کی ادائیگی سے روکو گے تو ہم تمہاری تجارت کا راستہ کاٹ دیں گے"۔[200] ظاہر ہے کہ اس جواب نے قریشی کے مغرور ترین اور بدترین اسلام دشمن کو بھی ان مشکلات و دقتوں کا احساس دلا دیا تھا۔ جو مدینہ کے مسلمانوں سے مخاصمت و جنگ کی صورت میں ان کی تجارت کو لاحق ہو سکتی تھیں اور جو درحقیقت بدر اور حدیبیہ کے دوران اس کو لاحق بھی رہیں جیساکہ حضرت زید بن حارثہ کی مہمیں[201] اور حضرت ابوبصیر کی کامیاب تاختیں ثابت کرتی ہیں۔ اس لیے مدینہ سے مکیوں کی دشمنی انھیں کو زیادہ مہنگی پڑتی اور اسی لئے وہ کسی قسم کی مسلح مخاصمت و کھلی جنگ سے پہلوتہی کرتے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مکی مدینہ مخالف یا جنگی پالیسی اختیار کرنے سے گریزاں تھے تو انہوں نے ابوسفیان کے زیر قیادت بدر سے پہلے شام سے واپس ہونے والے قافلے کی اجازت کے لیے فوجی کارروائی کیوں کی تھی؟ اور قریشی کارواں کے بچ جانے پر مدینہ سے چھیڑ کر جنگ کیوں مول لی تھی؟ جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے آئے تھے اس کے ثبوت تو متعدد ہیں مگر یہاں دو کافی ہوں گے۔

مآخذ کا بیان ہے کہ جوں ہی مکیوں کو ممکنہ مسلم حملے کی خبر ملی تو ان میں شدید ردِّ عمل ہوا اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں کو کارواں نخلہ کی کہانی دہرانے نہ دیں گے۔[202] اور پھر یہ کہ مقتدر و ذی اثر مکی نے اپنی اقتصادیات کو بچانے کے لیے یا تو خود بھرپور حصہ لیا تھا یا اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیجا تھا۔[203]

مآخذ کی کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مکہ سے جنگ کی غرض سے نکلے تھے۔ اولین مقصد کارواں کی حفاظت تھی۔ لیکن وہ ہر قسم کی تیاریوں کے ساتھ ہر قسم کے حالات کے لئے مستعد ہو کر آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ قریشی کارواں کے بچ جانے کے بعد مکی قائد ابوسفیان نے ان کو واپسی کا حکم بھیجا تھا کیونکہ مکی فوج کا مقصد — کارواں کا بحفاظت نکال لے جانا۔ حاصل ہو چکا تھا انھیں[204]

جذبات اور خیالات کا اظہار قریشی فوج کے اکثر سربرآوردہ سرداروں نے کیا تھا اور بعض [۲۰۵] قبیلے / خاندان تو پورے کے پورے اور کچھ افراد اسی سبب سے واپس بھی چلے گئے تھے۔[۲۰۶] جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب میں مآخذ سے ثبوت ملتا ہے کہ قریش کے کارواں کے بچ نکلنے کے بعد بدر تک اقدام کرنا اور وہاں قیام کرنا جنگ کی خاطر نہ تھا بلکہ قبائل عرب کے لئے عموماً اور مسلمانان مدینہ کے لیے خصوصاً طاقت کا مظاہرہ تھا جیسا کہ ابوجہل کی تقریر و اصرار سے ظاہر ہوتا ہے اور جو اتفاقاً صحیح بھی تھا لیکن[۲۰۷] بدر میں مسلم فوج کی موجودگی نے مسلم دشمن طبقے کو موقعہ سے فائدہ اٹھانے پر اکسایا۔ کیونکہ اس طرح ان کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے مسلم خطرہ کو مٹا دیں گے۔[۲۰۸] معتدل طبقہ قریش اس موقعہ پر بھی سماجی و قبائلی اسباب کے علاوہ اقتصادی پہلوؤں سے جنگ سے گریزاں تھا لیکن حامیٔ جنگ طبقہ یقینی فتح دیکھ کر پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ اپنی عددی قوت بہتر سامانِ جنگ، جنگ کے طویل تجربے وغیرہ پر ان کو غرور تھا اور یقین تھا کہ فتح ان ہی کی ہوگی۔[۲۰۹] اگر ان کو ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ شکست کا بھی امکان ہے تو وہ یقیناً جنگ سے ہاتھ روک لیتے۔ لیکن ان کے اندازے غلط نکلے اور انہوں نے اپنی شامی تجارت کو خطرات میں ڈال لیا جو اب تک اس کو درپیش نہ تھے اور اگر تھے تو خطرات کے بادل بکھر چکے تھے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور اہم نکتے پر بحث کی جائے جدید مغربی مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی مسلم مہموں کی قریشی تجارت پر چھاپہ مار کاروائیوں کی وجہ سے قریش مکہ اپنی تجارت کی سلامتی کی طرف سے متفکر و متردد تھے اور دراصل یہ مسلم مہمیں مکہ والوں کے لیے شدید اشتعال انگیز کاروائیاں تھیں کیا مآخذ سے قریشی تجارت کو ان مہمات سے پیچ پیچ خطرات درپیش ہونا ثابت ہوتا ہے اور کیا قریشیوں کو ان خطرات کا واقعہ نخلہ تک بلکہ اس کے بعد قریشی کارواں کے شام سے واپسی تک کا احساس ہوا تھا اور کیا وہ ان مسلم مہموں کو انھیں نظروں سے دیکھتے تھے۔ جن نظروں سے جدید مغربی مورخین اور ہمارے بعض مسلم سیرت نگار دیکھتے ہیں؟ اس سلسلے میں کئی نکات پر غور کرنا ضروری ہے۔

اول نکتہ مکیوں کے جاسوسی نظام سے متعلق ہے جدید مورخین کا دعویٰ ہے کہ چھ سات مواقع پر متعدد چالاک مکی جاسوسوں کی چوکس نظر و خبر پر وہ اپنے کارواں کو بچا لے جانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ مآخذ میں مکی جاسوسوں اور ان کی کارگزاری کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ اس کے برخلاف عظیم قریشی کارواں کو مکہ سے شام تک جاتے ہوئے ابن سعد اور ان کے استاد کے دعوے کے مطابق مسلم اقدام تاخت کی خبر کیا سن گن تک نہ ملی تھی۔ بلکہ جب پہلی بار ان کو واقدی کے بقول حدود شام میں واپسی پر والیسی کسی صورت حال کے امکان کا علم ہوا تھا تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اور کارواں والوں نے اعتراف کیا تھا ان کو مسلم ارادوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم[۲۱۰] قریش کے عظیم ترین کارواں کے بارے میں مکی جاسوسوں کی یہ کارگزاری اور مستعدی تھی اس سے باقی کاروانوں کے بارے میں ان کی مستعدی اور کارگزاری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدر سے پہلے تک ان کو مسلم تاخت و غارت گری کے ارادوں کا قطعی کوئی علم نہ تھا اور نہ کوئی احساس ہی۔ اگر مکی تجارت کو مسلم مہموں سے کوئی واقعی خطرہ تاجرانِ قریش کو محسوس ہوا تھا تو ان کی بکثرت آمد و رفت پر تھوڑی بہت پابندی لگنی فطری تھی یا کم از کم اسی پیمانے پر ان کی آمد و رفت نہیں ہو سکتی تھی جتنی کہ خطرے کے احساس سے پہلے ہو رہی تھی۔ ابتدائی مہموں کے سلسلے میں مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ مارچ ۶۲۳ء اور جنوری ۶۲۴ء کی دس

ماہ مدت کے دوران قریش نے چھ کارواں بھیجے تھے مگر مدینہ سے جنگ مول لے لینے کے بعد نومبر ۶۲۴ء اور ستمبر، اکتوبر ۶۲۷ء کی تین سال کی مدت میں وہ صرف دو کارواں مغربی و مشرقی شاہراہ تجارت پر بھیج سکے تھے اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ نے کس طرح مکی اقتصادیات کو متاثر کیا تھا اور کس طرح ان کے کاروانوں کی تیز رفتار آمد و رفت پر پابندی لگی تھی۔ ہجرت اور بدر کے درمیان آتنی زیادہ تعداد میں مکی کاروانوں کا شام جانا ویسے بھی مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ مآخذ نے ابتدائی مہموں کے بارے میں اگرچہ یہ تاثر یہی دیا ہے کہ مسلمانوں نے ہر موقعہ پر کسی نہ کسی کاروان مکہ کو نشانہ بنایا تھا۔ یا بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ شامی تجارت کی شاہراہ پر سفر کرنے والے کاروانوں میں سے صرف تین کا واضح انداز میں ذکر ملتا ہے۔ ایک سریہ حمزہ کے دوران دوسرا سریہ عبیدہ کے موقعہ پر اور تیسرا غزوہ بواط میں ان میں سے بھی پہلے دو کاروانوں کا مسلم مہم والوں سے آمنا سامنا ہوا تھا۔ باقی کسی کا نہیں اس سے زیادہ حیرت انگیز معاملہ یہ ہے کہ اس پورے زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مڈبھیڑ کسی کارواں سے تینوں مہموں میں نہ ہو سکی غزوۂ مذکورہ بالا میں جس قریشی کارواں کا ذکر ہے وہ بھی آپ کی منزل پر آمد سے قبل نکل چکا تھا۔ بہرحال ان تین قریشی کاروانوں کے بارے میں مکمل تفصیلات ملتی ہیں کہ وہ کہاں سے آرہے تھے کہاں جا رہے تھے۔ اس میں کتنے لوگ تھے اور ان کے قائد کون تھے وغزوۂ بواط کے کاروان قریش کے بارے میں سامانِ تجارت کا بھی ذکر یا حوالہ ملتا ہے بہرحال یہ تفصیلات اعتماد پیدا کرتی ہیں۔ کہ یہ مکی کارواں حقیقتاً اسی زمانے میں گزرے تھے۔ اگرچہ غزوۂ بواط میں مذکور قریشی کارواں کا معاملہ بھی خاصا مشتبہ ہے۔ باقی تین مواقع سریہ خرار اور غزوات ودّان وذو العشیرہ کے بارے میں قریشی کاروانوں کا ذکر بڑے مبہم انداز میں کیا گیا ہے۔ ان میں کسی قسم کی کوئی واضح خبر نہیں ملتی ہے اس سے شبہ کو تقویت ملتی ہے کہ یہ کارواں دراصل کبھی گزرے ہی نہ تھے۔ ورنہ راوی ان کی کچھ ضروری تفصیلات بیان کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مؤلفین سیرت اور راویان صدر اول قریش کی اسلام دشمنی کے پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تحریک کو سمجھتے تھے جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں اور اسی بنا پر انہوں نے ہر مہم کے ساتھ قریش یا قریشی کارواں کا ذکر کر دیا یا اس کی طرف اشارہ کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مؤرخین و مؤلفین کے نزدیک بھی کاروانوں کا معاملہ مشتبہ تھا۔ اسی لیے ان کے یہاں ان کا بعض مواقع پر حوالہ بھی نہیں ملتا ہے خصوصاً محمد بن حبیب بغدادی نے اس کی دس ابتدائی مہموں کے بارے میں کسی قریشی کارواں کا حوالہ تک نہیں دیا ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قریش کی شام سے تجارت اسلام سے پہلے زمانے میں یا عہد نبوی میں خاص اوسط درجہ کی تھی اندازہ قریش کے عظیم ترین کارواں کی مالیت سے لگایا جا سکتا ہے قریش نے جب اپنی تمام اقتصادی دولت اور سامان تجارت اس میں جھونک دیا تھا۔ تو اس کی مالیت پچاس ہزار دینار یا چھ لاکھ درہم ہو سکی تھی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ مالیت اصل سرمایہ کی تھی یا بشمول منافع تھی۔ جو بعض اندازوں بلکہ حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد تھا۔[۲۱۱] اصل سرمایہ کی صورت میں شام سے واپسی پر کل مالیت کا تخمینہ ایک لاکھ درہم رہا ہوگا۔ یعنی تقریباً بارہ لاکھ درہم۔ بظاہر یہ رقم خاصی خطیر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس پس منظر میں کہ پورے شہر مکہ کے تاجروں کی کل دولت تھی۔ یا اس کا بیشتر حصہ تھا۔ خاصی حقیر رقم تھی۔ خاص کر چند برسوں کے بعد مسلم تاجروں میں سب سے کمزور اور پست طبقے کے تاجر کا سرمایہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔[۲۱۲]

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ مکی تجارت بہت ہی مختصر پیمانے پر ہو رہی تھی اور اس حقیقت کی روشنی میں مکی کاروانوں کی اتنی تیز رفتاری سے شام جانا خاصا مشتبہ معاملہ معلوم ہوتا ہے۔

اسی سے متعلق ایک مسئلہ عددی طاقت کا ہے۔ جدید مورخین کے اس دعوٰی کی روشنی میں کہ مکی تجارت کو ان مہموں سے خطرہ پیدا ہو چکا تھا اور اس پر مکیوں کو تشویش تھی کہ اس لیے کہ مکی کاروانوں کے ساتھ محافظوں کی تعداد یا افرادی طاقت زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے تھی تاکہ مسلم ارادوں سے بخوبی عہدہ برآ ہوا جا سکے لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے کاروانوں کی عددی طاقت ہر کارواں میں کم ہوتی چلی جاتی ہے ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہلے کارواں میں تعداد تین سو بتائی گئی ہے دوسرے میں دو سو اور تیسرے میں صرف ساٹھ جبکہ پانچویں کارواں میں ان کی تعداد سو ہو جاتی ہے۔ مگر سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ عظیم ترین قریشی کارواں میں ابتدائی مورخین کے بقول صرف تیس یا چالیس اور عروہ کے خط بنام عبدالملک کے مطابق زیادہ سے زیادہ ستر تھی۔ مو خر الذکر کارواں میں قریشی محافظوں کی قلت تعداد کی وجہ سے بعض مورخین کا خیال ہے کہ پہلے قریشی کاروانوں میں انکے محافظوں کی تعداد میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ بہرحال مبالغہ ہو یا نہ ہو قریشی کاروانوں کی عددی قوت کی ہر کارواں میں مسلسل کمی ثابت کرتی ہے کہ جنگ بدر تک قریشیوں کو اپنی تجارت کیلئے کم از کم کوئی خطرہ مسلمانان مدینہ سے عموماً اور مسلم ابتدائی مہموں سے خصوصاً محسوس نہیں ہوا تھا وہ اتنے غیر محتاط لوگ نہ تھے۔

کو اپنی تجارت کے لیے کم از کم کوئی خطرہ مسلمانان مدینہ سے عموماً اور مسلم ابتدائی مہموں سے خصوصاً محسوس نہیں ہوا تھا بہرحال یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ قریشیوں نے دیدہ و دانستہ خطرات کو دیکھ کر اپنے کاروانوں کی حفاظت کا بندوبست نہیں کیا تھا وہ اتنے غیر محتاط لوگ نہ تھے۔

اسی طرح خود مسلم مہموں میں افرادی طاقت ثابت کرتی ہے کہ ان مہموں کا مقصد لوٹ مار نہ تھا۔ پہلی مہم میں تیس مسلمانوں کا سامنا تین سو سے ہو چکا تھا فوجی حکمت عملی کے علاوہ محض عقل سلیم کا تقاضہ تھا کہ آئندہ مہم میں مسلم فوجی طاقت زیادہ سے زیادہ کی جاتی اتنی کہ اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں اگر برتر نہ ہوتی تو بہت زیادہ فروتر بھی نہ ہوتی یا کم از کم ان دونوں کا تفاوت کئی گنا تو نہ ہوتا مگر دوسری مہم میں یہ تعداد محض دوگنی ہو سکی اور تیسری مہم میں مسلمان صرف، آٹھ یا پندرہ بیس تھے۔ چوتھی مہم میں یہ تعداد بڑھ کر اگرچہ پھر ساٹھ ہو گئی تھی لیکن پھر بھی بہت کم تھی۔ پانچویں مہم میں البتہ یہ تعداد معتدبہ تھی یعنی دو سو لیکن پھر چھٹی مہم میں وہ کم ہو گئی تھی اور ڈیڑھ دو سو کے بیچ تھی اور آٹھویں مہم میں تو محض آٹھ آدمی تھے اور کارروائی صرف چھرنے کی تھی۔ باقی دو مہموں میں مسلم جماعت کی عددی طاقت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم بہرحال یہ گھٹتی بڑھتی تعداد یہ ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تجربات سے کچھ نہ سیکھا تھا۔ لیکن یہ حقیقت کے خلاف ہے بلکہ زمانے میں جب مسلمان اپنے دشمنوں سے برسر پیکار تھے تو ہم مسلمانوں کی تعداد میں ہر آنے والی مہم میں چند در چند اضافہ پاتے ہیں اور ایک موٹے سے اندازہ کے مطابق دو مہموں کے درمیان یہ اضافہ تقریباً تین گنا تھا۔ جنگ بدر میں مسلمان تین سو سے اوپر تھے[213] تو جنگ احد میں ان کی تعداد ساڑھے سات سو تھی بلکہ شروع میں ایک ہزار تھی[214]۔ جنگ خندق میں مسلم سپاہ تین ہزار تھی[215] اور فتح مکہ کی مہم میں دس ہزار کا لشکر جرار تھا جو بقول[216] ابوسفیان بن حرب پورا لوہے میں غرق تھا[217]۔ اور اگرچہ غزوۂ تبوک مکیوں کے خلاف نہ تھا تاہم اس میں مسلم فوج کی تیس[218] ہزار تعداد ثابت کرتی ہے کہ اسلامی مملکت نے تصادم اور جنگ کے زمانے میں اپنی فوج کی عددی طاقت کو ہمیشہ بڑھایا ہی تھا اور کبھی گھٹانے کی غلطی نہیں کی تھی اس پس منظر میں ابتدائی مہموں میں مسلم جماعتوں کی گھٹتی بڑھتی تعداد کو دیکھنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ان مہموں میں دشمن سے کسی قسم کی نبرد آزمائی مقصود نہ تھی۔

تعلیقات و حواشی

۱۔ محمد بن اسحاق (متولد ۸۵ھ۔ مدینہ / متوفی ۱۵۱ھ۔ بغداد)

۲- محمد بن عمر واقدی (متولد ۱۳۰ھ متوفی ۲۰۷ھ بغداد)
۳- اسلامی تاریخ نویسی کے لئے ملاحظہ کیجئے: اے، گیلیوم (A. Guillaume) کا مقدمہ "سیرت رسول اللہ" از ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۵۵ء، xvii تا xlv: Historians of the Middle East، مرتبہ برنارڈ لوئس اور پی ایم ہولٹ (Bernard Leuis & P. M. Holt)، لندن ۱۹۶۲ء، خاص کر مضامین منٹگمری واٹ، عبدالعزیز دوری، روزنتھال، وغیرہ، مارگولیتھ (D. S. Margolioth) Lectures on Arabic Historians کلکتہ ۱۹۳۰ء، روزنتھال (F. Rosenthal) History of Muslim Historiography، لندن ۱۹۵۲ء، خاص کر شروع کے صفحات ۱-۱۷، نثار احمد فاروقی Early Muslim Historiography دہلی ۱۹۷۹ء، "The Earliest Biographies of the Prophet and their Biographers" جوزف ہورووتس (Joseph Horovits)، اسلامک کلچر، حیدر آباد دکن ۱۹۲۷-۲۸ء اور اس کا اردو ترجمہ سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مؤلفین، ادارہ ادبیات دلی، ۱۹۷۲ء، خاص کر شروع کے صفحات، اول ص ۵۹-۵۳۵، دوم ص ۵-۲۲ وغیرہ- جواد علی "موارد التاریخ الطبری"، مجلہ مجمع العلمی العراقی، بغداد عراق ۱۹۵۳ء اور اس کا اردو ترجمہ از نثار احمد فاروقی، دہلی ۱۹۸۰ء، جگدیش نرائن سرکار، History of History writing in Medilval India، کلکتہ ۱۹۷۷ء باب دوم، نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اعظم گڈھ ۱۹۷۰ء، اول ص ۸۵-۱۲-
۴- عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدون (متولد ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء تیونس / متوفی ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء مصر)
۵- ابن خلدون، مقدمہ، انگریزی ترجمہ فرانز روزنتھال (Franz Rosenthal)، جلد اول ص ۱۲-
۶- ابن اسحاق، مذکورہ بالا ص ۲۲۱، کا ہجرت مدینہ کے بارے میں ابتدائی بیان یہاں ذکر کرنے کے قابل ہے:

"جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت اور اصحاب جمع ہوگئے جو صرف قریش اور مکہ سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ دوسرے علاقوں کے بھی تھے اور آپؐ کے اصحاب نے ہجرت کرکے ان سے جا ملنا شروع کر دیا تھا اور ان کو علم ہو گیا تھا کہ وہ اپنے نئے گھر میں نہ صرف بس گئے تھے بلکہ وہاں ان کے حامی و ناصر بھی تھے تو ان کو خوف محسوس ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی ان سے جا ملیں گے کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا"

آخری جملہ کس طرح ثابت کرتا ہے کہ ابن اسحاق یا ان کے راوی کس طرح عداوتِ قریش برائے رسولؐ سے متاثر و مغلوب تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت تک مسلمانوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ نئے وطن میں پہونچ کر قریش کے خلاف محاذِ جنگ کھولیں گے۔ اس وقت اگر کوئی محرک تھا تو وہ قریش کے چنگل سے نکلنا اور کسی مرکزِ اسلام میں امت مسلمہ کی تنظیم کرنا۔ ظاہر ہے کہ ہجرت کے مقاصد و محرکات کی یہ تشریح و تعبیر ابن اسحاق نے حیاتِ نبوی کے اس دور

کے پس منظر میں کی ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے پیچ پیچ برسرِ پیکار تھے اور یہی سبب ہے کہ ابن اسحاق نے ابتدائی مہموں کو اسی عداوتِ قریش کے پس منظر میں دیکھا ہے۔ اسی طرح سیرت نگار مذکور نے بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد قریش اور جماعت انصار کے درمیان ایک گفتگو کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ قریشیوں کو شبہ تھا کہ اس بیعت کی منجملہ شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ وہ قریش کے خلاف جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے۔ ظاہر ہے کہ قریش تو یہ شبہ کرنے میں حق بجانب ہو سکتے تھے، یا ان کے الزام کو بے بنیاد قرار دیا جا سکتا تھا جیسا کہ جماعتِ اوس و خزرج کے غیر مسلموں نے کیا بھی تھا، لیکن ابنِ اسحاق نے اس سے جو تاثر دیا ہے وہ یہ ہے کہ قریش سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل کر رکھا تھا۔ یہ تو صحیح ہے کہ اس بیعت یا معاہدے میں جنگ کی شرط شامل تھی لیکن کیا واضح طور سے قریش مراد تھے؟ یہ کہنا تاریخی حقیقت کے خلاف ہوگا۔

۷۔ اس نقطۂ نظر کے لیے ملاحظہ ہو: لیون کیتانی (Leone Caetani Annalide'll Islam)' ملان ۱۹۰۵ء، جلد اول، صـ ۳۴۵-۸۰، کارل بروکلمن 'History of the Islamic People '(Carl Brockelmann) انگریزی ترجمہ از جوئل کارمیخائیل (Joel Carmichael) اور موشے پرلمن (Moshe Perlmann) لندن ۱۹۷۹ء، صـ ۲۴-۲۳، فلپ، کے ہٹی Islam, A way of life '(Phillip K. Hitti) لندن ۱۹۷۰ء، صـ ۱۵، History of the Arabs لندن ۱۹۲۹ء، صـ ۱۱۶-۱۷، منٹگمری واٹ Muhammad at Medina '(Montgomery Watt) لندن ۱۹۶۸ء، صـ ۲-۹، فرانسسکو جبریئلی (FRANCESCO GABRIELI) Muhammad and the conguest of Islam، انگریزی ترجمہ از ورجینا لولنگ (Virgina Luling) اور روزامنڈ لنل (Rosamand Linell)' لندن ۱۹۶۸ء، صـ ۶۸، ڈبلیو سی ٹیلر The History of Mohammadanism '(W. C. Taylor) لندن ۱۸۴۴ء، صـ ۹-۱۰۸، جی، ای وان گرونی بام (G. E. Von Grunebowm)، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن (Katherine Watson)، لندن ۱۹۷۰ء، صـ ۳۶-۳۵، اور منٹگمری واٹ (Muhammad: Prophet and statesman)، لندن ۱۹۶۱ء صـ ۱۰۹-۱۰۲، نے یہ اچھوتا خیال پیش کیا ہے کہ ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً "رزیہ" کے بارے میں منصوبہ بنا لیا تھا۔ مزید یہ کہ "رزیہ" سے "جہاد" تک پہونچنا محض نام کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ فوجی کارروائی کی نوعیت اور ماہیت میں تبدیلی آئی تھی"۔ "رزیہ" محض ایک قبیلہ کی دوسرے قبیلہ پر تاخت کا نام تھا جبکہ جہاد میں مسلمان غیر مسلموں سے بطور جماعت یا امت نبرد آزما ہوتے تھے۔

۸۔ یہ نقطۂ نظر زیادہ وضاحت سے منٹگمری واٹ نے پیش کیا ہے۔ مختصراً فرانسسکو جبریئلی کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔

۹۔ فلپ ہٹی نے اپنی تازہ ترین تصنیف "اسلام - ایک طریق حیات" میں یہی فرض انجام دیا ہے۔

۱۰۔ ان جدید مسلم مورخین میں ممتاز حسب ذیل ہیں: محمد حمید اللہ "عہد نبوی کے میدان جنگ"، انگریزی، حیدرآباد دکن ۱۹۷۳ء،

ص۱۲، محمد حسین ہیکل "حیاۃ محمد" انگریزی ترجمہ از اسمٰعیل راجی فاروقی، علی گڑھ طبع، غیر مورخہ ص۲۰۶-۲۰۰۔ شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ دارالمصنفین اعظم گڈھ، طبع چہارم (غیر مورخہ)، اول ص۳۱۱-۳۰۹، فرماتے ہیں کہ "کیونکہ اس جرم میں کہ انصار نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے، قریش نے مدینہ کی بربادی کا فیصلہ کر لیا، اور اپنے قبائل متحدہ میں یہ آگ بھڑکا دی تھی، اس بنا پر آپ نے دو تدبیریں اختیار کیں، اوّل یہ کہ قریش کی شامی تجارت جو ان کا مایۂ غرور تھی بند کر دی تاکہ وہ صلح پر مجبور ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ مدینہ کے قرب وجوار کے جو قبائل ہیں ان سے امن وامان کا معاہدہ ہو جائے۔"

۱۱- سید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، دارالمصنفین اعظم گڈھ، اول ص۳۱۲ حوالہ ۲ شاہ محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، لاہور ۱۹۲۱ء، دوم، ص۴۵-۲۴۳ اور ص۶۴-۲۶۳۔ نیز خاکسار کی کتاب Organisation of Government Under the Prophet ادارہ ادبیات دلی، ۱۹۸۲ء، ص۲۳-۱۵ تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے جس میں پہلی بار یہ نقطۂ نظر مفصل ومدلل پیش کیا گیا ہے۔ مکمل بحث اس مضمون میں پیش کی جا رہی ہے۔

۱۲- واقدی، کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونز (Marsden Jonos) آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ص۲ اور ص۱۲-۹

۱۲ ب- کتاب المحبر ص۱۱۱ کے مطابق یہ دونوں غزوات بالترتیب جمعرات ۲ شعبان ۲ھ کو ینبوع اور منگل ۱۴ شعبان ۲ھ کو سفوان گئے تھے۔ موخرالذکر میں آپ نے قبیلہ غفار اور قبیلہ اسلم سے ایک معاہدۂ دوستی (کتاب مداجحۃ) کیا تھا۔

۱۳- ابنِ اسحاق، انگریزی مذکورہ بالا، ص۲۸۱۔

۱۴- ابن ہشام، سیرۃ النبی، مرتبہ محمد محی الدین عبدالحمید، قاہرہ غیر مورخہ، دوم ص۲۲۴ اور ص۳۰-۲۲۹۔ نیز ملاحظہ کیجئے: محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ/۸۵۹ء) کتاب المحبر، مرتبہ ایلزہ لیختن شٹیتر، حیدر آباد، حیدر آباد دکن ۱۹۴۲ء، ص۱۱۶۔

۱۵- محمد بن سعد (متولد ۱۶۸ھ بصرہ / متوفی ۲۳۰ھ- بغداد)۔

۱۶- احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری (متوفی ۲۷۹ھ/۸۹۲ء- بغداد)۔

۱۷- واقدی، ص۲ اور ص۱۳؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۵۷ء، دوم ص۶-۷۔ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول ص۲۸۷، یعقوبی، تاریخ یعقوبی، بیروت ۱۹۶۰ء، دوم ص۶۹۔ طبری، تاریخ الطبری، مرتبہ محمد ابو الفضل ابراہیم، قاہرہ ۱۹۶۱ء، دوم ص۱۵-۴۰۲، ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، بیروت ۱۹۶۵ء جلد دوم ص۱۱۱۔

۱۸- جے، ایم، بی، جونس "The chronology of the Maghazi — A textual Survey," Bulletin of the School of Oriental and African studies، یونیورسٹی آف لندن، جلد ۱۹، حصہ دوم ۱۹۵۷ء، ص۶۶-۲۴۵ خصوصاً ص۲۴۵ اور ص۲۶۰ اس خیال کا اظہار بعض اور مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ لیکن بعض مہموں کے سلسلے میں واقدی کی روایت پر ابن اسحاق کی روایت کو ترجیح دی جانی چاہیے جیسا کہ غزوۂ ذوالعشیرہ سے واضح ہوتا ہے ایک کم معروف مورخ محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ) نے ان مہموں کی متعین اگرچہ مختلف تاریخیں دی ہیں، ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص۲۵-۱۱۰۔

۱۹- واقدی ص۱۲ اور ص۹۔

۲۰- واقدی نے مہاجرین میں حضرات ابو عبیدہ بن جراح، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، عامر بن ربیعہ، عمرو بن سراقہ، زید بن حارثہ، کناز بن حصین اور ان کے فرزند مرثد اور غلام رسول کریم انیثہ کے نام گنائے ہیں۔ اور انصار میں حضرات ابی بن کعب، عمارہ بن حزم، عبادہ بن صامت، عبید بن اوس، اوس بن خولی، ابو دجانہ، منذر بن عمرو، رافع بن مالک، عبداللہ بن عمرو بن حرام اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ کے۔ یہ کل انیس آدمیوں کے نام ہیں جن میں سے ۹ مہاجر ہیں اور ۱۰ انصار۔ باقی ۱۱ کے نام غیر مذکور ہیں۔ اگرچہ واقدی نے واضح کر دیا ہے کہ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے اور بدر سے پہلے کسی مہم میں کوئی انصاری شریک نہ تھا اور اسی کو اکثر جدید و قدیم مورخین تسلیم کرتے ہیں، لیکن یہ خیال یا روایت صحیح نہیں ہے۔ نہ صرف قرائن بلکہ مسلمہ تاریخی حقائق سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ ان ابتدائی مہموں میں مہاجرین کے شانہ بشانہ انصار برابر کے شریک و سہیم تھے البتہ یہ عین ممکن ہے کہ بعض بہت ہی مختصر سرایا میں جیسے سریہ نخلہ اور سریہ خرارہ میں وہ شریک نہ رہے ہوں۔ بعض مستشرقین نے بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابتدائی مہموں میں انصار مہاجرین کے برابر کے شریک و سہیم تھے ملاحظہ ہو: واٹ، محمد مدینہ میں ص۲-۳ لیکن ابھی تک اس موضوع پر کوئی خاص تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔

۲۱- واقدی، ص۹۔ مجدی بن عمرو جہنی کے لیے ملاحظہ کیجئے: مذکورہ بالا۔ نیز دیکھئے کتاب المحبر، ص۱۱۶ جس کے مطابق روانگی نصف ربیع الاول کو اور واپسی آخر ماہ میں ہوئی تھی۔

۲۲- ابن سعد، دوم ص۶۔ العیص، ابن اسحاق ص۵۰۶ کے مطابق، ساحلی علاقے میں ذوالمروہ کے خطے میں قریشی شاہراہ تجارت پر واقع تھا جس پر شام کو کارواں جایا کرتے تھے۔

۲۳- ابن اسحاق۔ ص۲۸۱۔

۲۴- ابن ہشام، جلد دوم ص۲۳۔

۲۵- بلاذری، جلد اول ص۳۷۱۔

۲۶- یعقوبی، جلد دوم ص۶۹ (احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح یعقوبی۔ متوفی بعد ۳۰۰ھ۔ بغداد)

۲۷- ابن اثیر، اسد الغابہ، طہران ۱۳۷۷ھ، پنجم ص۸۰-۷۹۔ (عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن عبدالکریم جزری (متوفی ۶۳۰ھ۔ بغداد)

۲۸- طبری، تاریخ، دوم ص۴۰۲ (ابو جعفر محمد بن جریر طبری، (متولد ۲۲۴ھ / متوفی ۳۱۰ھ۔ بغداد)

۲۹- واقدی کا جملہ ہے: اول لواء عقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ان قدم المدینۃ لحمزۃ بن عبد المطلب، بعثہ ثلاثین راکباً شطرین .... فبلغوا سیف البحر یعترض لعیر قریش ...... طبری کا جملہ ملاحظہ کیجئے: وزعم الواقدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقد ...... لحمزۃ بن عبد المطلب لواء ابیض فی ثلاثین رجلا من المهاجرین یعترض لعیرات القریش ... طبری کی روایت میں نہ صرف اضافہ ہے بلکہ ل کے اضافہ نے ایک اتفاقی واقعہ کو محرک و مقصد بنا دیا ہے۔

۳۰- طبری، تاریخ، جلد دوم ص۴۰۴، ابن اثیر، اسد الغابہ جلد دوم ص۴۵-۴۶۔ العیص کے لئے ملاحظہ کیجئے: یاقوت حموی،

معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۶ء، جلد چہارم ص۱۶۳۔ یاقوت نے ابن اسحاق کے بیان پر کوئی خاص اضافہ نہیں کیا ہے بس اتنا کہا ہے کہ وہ ذی المروہ کے نواح میں ساحل بحر (سیف البحر) پر واقع تھا جس پر قریش شام کا سفر کیا کرتے تھے۔

۳۱۔ بڑوسی بدوی قبائل جہینہ و مزینہ وغیرہ سے انصارِ مدینہ کے رشتۂ حلف کے لئے ملاحظہ کیجیے: خاکسار کی مذکورہ بالا کتاب، باب دوم بحث بر قبائل جہینہ و مزینہ و دیگر مغربی بدوی قبیلے، محمد مدینہ میں ص۸۷-۸۲۔ اے پی کیسن ڈی پرسیول Essai Sural' Histoire ('A.P. Caussin de Perceval) des Arabs avant l' Islamis me، پیرس ۱۸۴۷ء، جلد دوم ص۶۸۱ وغیرہ۔ محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد بجاوی اور محمد ابوالفضل ابراہیم، ایام العرب فی الجاہلیۃ، مصر ۱۹۴۲ء، ص۸۴-۶۲۔

۳۲۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص۸۴-۶۲۔

۳۳۔ طبری، جلد دوم ص۴۰۴۔

۳۴۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، جلد دوم ص۵۰-۴۶

۳۵۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص۳-۲۔

۳۶۔ رابغ ایک وادی کا نام تھا جسے حجاج بزواء اور جحفہ غرور سے پرے طے کرتے تھے۔ ابن السکیت کا خیال ہے کہ رابغ جحفہ اور ودان کے درمیان ہے جبکہ واقدی کا بیان ہے کہ ابواء اور جحفہ کے درمیانی واقع شاہراہ پہ جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان، سوم ص۱۱۔ قُدید مکہ کے قریب ایک مقام تھا۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان جلد چہارم ص۳۱۳۔ معجم البلدان، جلد دوم ص۱۱۱ جُحفہ کے لئے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان کے راستے پر اوّل الذکر سے چار مرحلوں پر وہ ایک بڑا گاؤں تھا۔ شامی و مصری حجاج کے لیے وہ میقات تھا اگر وہ مدینہ سے نہ گذریں، لیکن مدینہ ہو کر آنے والوں کے لیے ذوالحلیفہ میقات تھا۔ ساحل سے جحفہ کا فاصلہ محض تین مراحل کا ہے۔ جبکہ ساحل سمندر پر واقع مقام اقرن سے چھ میل اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع ہے اور غدیر خم سے محض دو میل پر جحفہ مدینہ کی جانب سے مکہ کی پہلی سرحد ہے۔

۳۷۔ واقدی، ص۱۱-۱۰۔

۳۸۔ ابن اسحاق ص۲۸۱۔ ابن ہشام جلد دوم ص۲۵-۲۴۔ نیز ملاحظہ کیجیے: کتاب المحبر، ص۱۱۶ میں مہم کی منزل ثنیۃ المرۃ اور قائد کاروانِ قریش کا نام عکرمہ بن ابی جہل بتایا گیا ہے۔ روانگی کی تاریخ پہلی ربیع الاول اور واپسی آخر ماہ میں بتائی گئی ہے۔

۳۹۔ ابن سعد، جلد دوم ص۷۔ ۴۰۔ انساب الاشراف، جلد اوّل ص۲۸۷۔

۴۱۔ یعقوبی، دوم ص۶۹۔ ۴۲۔ طبری، دوم، ص۴۰۴۔

۴۳۔ معجم البلدان، جلد اول ص۷۹ ابواء اور ودان مدینہ کے فرع کے نواح میں تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ تینتیس (۳۳) میل تھا۔ اور وہ غزوۃ سے پرے بزواء اور جحفہ کے درمیان واقع تھا۔ موخر الذکر مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر ایک گاؤں تھا۔ ساحل سے وہ تین مراحل پر اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع تھا۔ نیز ملاحظہ کیجیے معجم البلدان جلد دوم ص۸۵ اور ص۱۱۱ جلد سوم ص۱۱

یاقوت نے ثنیۃ المُرّہ کی کوئی تصریح یا وضاحت نہیں کی ہے۔

۴۴- خزاعہ سے قریش کے قریبی تعلقات کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن اسحاق ص ۹-۴۸ ، ۴۴ ، ص۵۲ ، ابن سعد جلد اوّل ص۹۰-۹۸ ، جلد چہارم ص۲۲۲ ، محمد بن حبیب بغدادی ، کتاب المنمق فی اخبار قریش ، مرتبہ خورشید احمد فارق ، حیدر آباد دکن ۱۹۶۴ء ص۸۵ ۔ انساب الاشراف جلد اوّل ص۴۹-۵۰ ، ازرقی ، کتاب اخبار مکہ ، مرتبہ فرڈی نینڈ وستنفلڈ (Ferdinand Wiistenfeld) بیروت ۱۹۶۴ء ص۶۴-۹۶ اور طبری ، جلد دوم ص۴۳ ، نیز خاکسار کی کتاب مذکورہ بالا باب دوم - خاندانِ رسولؐ سے معاہدۂ خزاعہ کے لیے عموماً اور قریش سے تعلقات کے لیے خصوصاً ملاحظہ کیجیے : واٹ ، محمدؐ مدینہ میں ص۸۴-۸۲ ۔

۴۵- یاقوت ، معجم البلدان ، جلد دوم ص۳۵ ، نے خرّار کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے - وہ حجاز میں حُجفہ کے قریب ایک مقام تھا - مدینہ کی وادیوں میں سے ایک تھا اور ایک روایت کے مطابق وہ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک چشمہ تھا اور ایک اور روایت کے مطابق وہ خیبر میں ایک مقام تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے کئی مواضع تھے جیسا کہ ابنِ اسحاق کے اضافی فقرے " من ارض الحجاز " سے معلوم ہوتا ہے لیکن یہ خرّار ارضِ حجاز میں اس عام شاہراہِ تجارت سے ہٹ کر تھا جس پہ مکی کارواں شام کو جایا کرتے تھے - ابنِ اسحاق ص۲۲۶ کے ہی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے قُدید سے پہلے گذرے تھے ۔

۴۶- واقدی ص۱۱ ، نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص۱۱۶ ، جس کا خیال ہے کہ یہ مہم رجب کے نئے چاند کو دیکھ کر روانہ ہوئی تھی ۔

۴۷- ابن سعد ، جلد دوم ص۷

۴۸- ابنِ اسحاق ، ص۲۸۶ ، ابن ہشام ، جلد دوم ص۲۳۸ ۔

۴۹- انساب الاشراف ، جلد اول ص۲۸۷ ۔ ۵۰- یعقوبی ، جلد دوم ص۶۹ ۔

۵۱- طبری ، تاریخ ، جلد دوم ص۴۰۳ ۔

۵۲- واقدی ، ص۱۲-۱۱ - نیز دیکھیے کتاب المحبر ، ص۱۱۰ ، جس کے مطابق صفر کی چند راتوں کے بعد آپ روانہ ہوئے تھے اور بنو ضمرہ سے معاہدہ کیا تھا - اور ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو واپس آئے تھے - بغدادی نے کسی کاروانِ قریش کا حوالہ تک نہیں دیا ہے ۔

۵۳- ابن سعد ، جلد دوم ص۸ ۵۴- ابن اسحاق ص۲۸۱ ، ابن ہشام ، جلد دوم ص۲۴-۲۲۳

۵۵- انساب الاشراف ، جلد اول ص۲۸۷ ۔ ۵۶- تاریخ یعقوبی ، جلد دوم ص۶۶ ۔

۵۷- تاریخ طبری ، دوم ص۴۰۳ اور ص۴۰۷ ۔

۵۸- واقدی ، ص۱۲ - محمد بن حبیب بغدادی ، کتاب المحبر ، ص۱۱۰ ، کا خیال ہے کہ بُواط مدینہ سے صرف تین مراحل پر شام کے راستے میں واقع تھا - ۳ ربیع الآخر ۲ھ کو روانگی اور اسی سال ۲۰ ربیع الآخر کو واپسی ہوئی تھی ۔

۵۹- ابن سعد ، جلد دوم ص۸-۹ ۔ ۶۰- انساب الاشراف جلد اول ص۲۸۷ ۔

۶۱۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص۶۶ ۔

۶۲۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص۴۰۷ ۔

۶۳۔ ابن اسحاق، ص۲۸۶ ، ابن ہشام، جلد دوم ص۲۳۸ ۔

۶۴۔ ابن سعد کے بیان کی تائید یاقوت سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان، جلد اول ص۵۰۳

۶۵۔ معجم البلدان جلد دوم ص۹-۱۵۸ ، کی ایک روایت کے مطابق مکہ کو جانے والے راستہ پر مدینہ کے نواح میں واقع تھا۔

۶۶۔ واقدی ص۱۲ ۔

۶۷۔ ابن سعد، جلد دوم ص۹ ، نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص۳۸۶ ، بغدادی، کتاب المحبر، ص۱۱۱ ، اس کو محض غزوۂ بدر اولیٰ کہتا ہے اور سفوان کا ذکر نہیں کرتا ۔

۶۸۔ انساب الاشراف جلد اول ص۲۸۷ ۔ ۶۹۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص۶۶

۷۰۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص۴۰۷ ۔

۷۱۔ ابن اسحاق، ص۲۸۶ ۔ ابن ہشام، جلد دوم ص۲۳۸ ۔ نیز دیکھئے کتاب المحبر، ص۱۱۰ ، جس کے مطابق دوشنبہ ۱۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۲ھ کو غزوہ کی روانگی ہوئی اور اس ماہ کی چند راتیں باقی بچی تھیں کہ واپسی ہوئی ۔

۷۲۔ واٹ، محمدؐ مدینہ میں، ص۴ ۔ تعجب ہے کہ واٹ نے کرز فہری کو پڑوسی علاقے کا ایک لٹیرا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ ان کا تعلق قریش کے خاندان بنی فہر سے تھا۔ گویا کہ جارحیت کا آغاز قریش کی طرف سے ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو اصابہ، سوم ص۲۰۱ ۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، اول ۳۱۲ ، رحمۃ للعالمین، جلد دوم ص۱۵-۱۱۴ ۔

۷۳۔ واقدی، ص۱۳-۱۲ ۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص۱۱۰ ، جس کا بیان ہے کہ یکم جمادی الاولیٰ کو روانگی اور ۲۲ جمادی الآخرہ کو واپسی ہوئی۔ اس میں بنو مدلج اور اس کے ضمری حلیفوں سے معاہدہ ہوا۔ بغدادی نے اس میں بھی کسی کاروانِ قریش کا حوالہ نہیں دیا ہے ۔

۷۴۔ ابن سعد، جلد دوم ص۱۰-۹ ۔ ۷۵۔ انساب الاشراف، جلد اول ص۲۸۷ ۔

۷۶۔ ابن اسحاق ص۶-۲۸۵ ۔ ۷۷۔ ابن ہشام، جلد دوم ص۳۷-۲۳۴ ۔

۷۸۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص۶۶ ۔ ۷۹۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص۱۰-۴۰۹ ۔

۸۰۔ واقدی ص۲۰-۱۹ اور ص۲۸ ۔ ۸۱۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص۴۲۱

۸۲۔ واقدی ص۲۰-۱۹ ، ابن سعد، جلد دوم ص۱۳-۱۲ ۔

۸۳۔ ابن اسحاق ص۲۸۹ ۔ ابن ہشام، جلد دوم ص۲۴۴ ۔ موخر الذکر نے اول الذکر کی روایت کو یوں شروع کیا ہے:

"لمّا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأبی سفیان مُقبلاً من الشام ندب المسلمین الیھم..."

۸۴۔ واقدی ص۲۸ ۔

۸۵ - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی اور سعید بن زید عدوی کو کاروانِ قریش کی خبر لانے بھیجا تھا۔ واقدی صـ۵ اور ابن سعد جلد دوم صـ۱۱ کے مطابق ۱۲ رمضان ۲ھ بروز ہفتہ بدر کے لئے روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں جاسوسوں کو دس دن پہلے یعنی ۲ رمضان کو بھیجا تھا۔ ان دونوں نے قبیلۂ جہینہ کے ایک سردار کے گھر قیام کیا تھا اور چھپ کر معلومات فراہم کی تھیں۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ جہنی سردار نے کارواں والوں کو ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ ملاحظہ ہو: واقدی صـ۲۰-۱۹، ابن سعد، جلد دوم صـ۱۲-۱۱، طبری، جلد دوم صـ۴۲۷، اسد الغابہ جلد دوم صـ۳۰۶ اور سوم صـ۵۹ - ابن ہشام اور محمد بن حبیب بغدادی کا خیال ہے کہ آپ بدر کے لئے ۸ رمضان کو روانہ ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق صـ۴۳۰ اور کتاب المحبر صـ۱۱۱ - اول الذکر کے مطابق دن دو شنبہ تھا اور موخر الذکر کے مطابق بدھ

۸۵ - مآخذ نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات فراہم کی ہیں وہ فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اور ان سے فریقین کی دور اندیشی، منصوبہ بندی اور وقتِ نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ بدر کے قریب پہونچنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ قریش کی خبر لانے کے لئے روانہ ہوئے اور راہ میں ایک بوڑھے بدو سے دریافت حال کیا۔ اس نے فریقین کی اپنے اپنے مقام سے روانگی کی خبروں کی بنیاد پر ان کے موجودہ جائے قیام کی بالکل صحیح تعیین کی تھی۔ مگر اس سے زیادہ اہم اور دلچسپ آپ کے دو جاسوسوں کا واقعہ ہے جن کو آپ نے بدر جا کر خبر لانے کو کہا تھا۔ یہ دونوں جاسوس حضرات بسبسؓ اور عدیؓ (جو دونوں قبیلہ جہینہ کے تھے) بدر پہونچے اور وہاں دو بدوی باندیوں کی کاروانِ قریش کے بدر پہونچنے کی تاریخ کے بارے میں گفتگو سن کر اس نتیجے پر پہونچے کہ اسی دن یا دوسرے دن کاروانِ قریش وہاں پہونچنے والا ہے۔ ان دونوں نے یہ خبر واپس آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ اس کے کچھ دیر بعد ابوسفیان بن حرب، کاروانِ قریش کے سربراہ، اسی جگہ پہونچے اور وہاں کے کنوئیں پر موجود مجدی بن عمرو جہنی سے پوچھا کہ کیا اس نے کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہے۔ ابوسفیان اپنے کارواں سے آگے نکل آئے تھے تاکہ مدینہ کے مسلمانوں کے بارے میں سنی ہوئی خبروں کی تصدیق کر سکیں اور مجدی بن عمرو جہنی اس وقت بھی کنوئیں پر موجود تھے جب دونوں مسلمان جاسوسوں نے وہاں سے پانی لیا تھا۔ بہر حال جیسے ہی جہنی سردار نے ابوسفیان کو بتایا کہ صرف دو سوار آئے تھے اور انہوں نے مشک میں پانی بھرا تھا ابوسفیان کے کان کھڑے ہوئے اور فوراً اس جگہ پہونچا جہاں دونوں جاسوس رکے تھے۔ وہاں آکر انہوں نے ان کے اونٹوں کے فضلہ کو چیر کر دیکھا اور اس میں مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں اور سمجھ گئے کہ دشمن جاسوس تھے۔ وہ فوراً اپنے کارواں کی طرف واپس ہوئے اور اس کا راستہ بدل دیا۔ معمول کی شاہراہ سے ہٹ کر انہوں نے ساحلی پٹی کا رخ کیا اور بدر سے بائیں طرف کترا کر نکل کر برق رفتاری سے نکل گئے۔ ملاحظہ کیجیے: ابنِ اسحاق صـ۹۵-۲۹۴، واقدی صـ۲۲، ابن سعد، جلد دوم صـ۱۲، طبری جلد دوم صـ۴۳۳ اور صـ۴۳۷، ابن خلدون، تاریخ جلد اول صـ۴۴۹، اسد الغابہ جلد اول صـ۹-۱۷۸۔

۸۷ - ایضاً۔

۸۸ - کتاب المحبر، صـ۱۱۰، نے روانگی اور واپسی دونوں کی قطعی تاریخیں دی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں تقریباً

ایک ماہ اکیس دن لگے تھے۔ یہ بالواسطہ ابن اسحاق کی تائید کرتی ہے۔

۸۹- ابن اسحاق ص ۲۸۹، طبری، تاریخ جلد دوم ص ۴۲۱، نیز بحوالہ ابن اسحاق ص ۴۲۷۔

۹۰- واقدی ص ۲۸۔

۹۱- واٹ، محمدؐ مدینہ میں (انگریزی)، ص ۲۔ مستشرق موصوف نے ایک دلچسپ تحقیق کاروان قریش کے بارے میں یہ فرمائی ہے کہ غالباً متعدد کاروانوں نے جن میں سے بعض اپنے شمالی سفر کے دوران مسلمانوں کی توجہات کا مرکز بن چکے تھے عظیم تر تحفظ و حفاظت کی خاطر مل کر ایک کارواں بنا لیا تھا۔ (ص ۱) موصوف نے یہ نتیجہ ایسا لگتا ہے کہ واقدی کی ایک روایت سے اخذ کیا ہے۔ مغازی نگار کا کہنا ہے کہ اس عظیم کاروان قریش میں قریش کے متعدد خاندانوں کے کاروان شامل تھے (واقدی ص ۲۸) اس کی تصدیق دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جو مختلف خاندان ہائے قریش کی شمولیت اور ان کے سرمایے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے دو اہم نکتے ابھرتے ہیں اول یہ کہ قریش مکہ کے مختلف خاندان اپنے اپنے کارواں الگ بھیجتے تھے۔ اور یہ طرز عمل بنیادی طور پر اقتصادی روایت کی وجہ سے تھا جو ایک تاجرانہ معیشت کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شام کو جانے والا یہ عظیم قریشی قومی کارواں مخصوص حالات و اسباب کی بنا پر بھیجا گیا تھا اور اس میں متعدد خاندانوں کے کارواں مکہ سے اپنے سفر کے آغاز ہی میں شامل تھے۔ اور انہوں نے شام میں تحفظ کی خاطر یہ اتحاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتحاد اقتصادی اور اس کے محرکات سیاسی تھے جن کا ذکر کہیں اور آتا ہے۔ اس لیے مستشرق موصوف کا یہ خیال کہ قریشی کاروانوں نے یہ اتحاد شام میں مسلمانوں کے خطرہ کے پیش نظر اور ان کے بارے میں اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں کیا تھا گمراہ کن ہے۔

۹۲- نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان مشرقی مقامی راہ تجارت پر واقع تھا۔ وہ بنو سُلیم کے علاقے کا ایک مذہبی مرکز تھا جہاں واقدی کے بقول عُزّیٰ کا بت اور مندر تھا اور جس کی تولیت بنو سُلیم کے خاندان بنو شیبان کے ہاتھوں میں تھی۔ نیز ملاحظہ ہو: یاقوت، معجم البلدان جلد پنجم ص ۲۷۷-۸۔

۹۳- بحران فرع کے نواح میں تھا اور فرع کا مدینہ سے فاصلہ آٹھ بُرد تھا یعنی تقریباً اسی میل۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، جلد اول ص ۳۴۱۔

۹۴- ابن اسحاق ص ۲۸۱-۹ اور ص ۴۲۸، ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۴-۳۷۔ نیز ملاحظہ ہو، کتاب المحبر، ص ۱۱۶-۱۷، جس کے مطابق یہ مہم رجب کے آخری عشرہ میں روانہ اور یکم شعبان کو واپس مدینہ ہوئی تھی۔

۹۵- یاقوت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عامر کا باغ (البستان)، وادی نخلہ کے زیریں علاقہ میں تھا اور شہر نخلہ سے اس کا فاصلہ ایک رات کے سفر کا تھا جبکہ نخلہ اور مکہ کے درمیان دو راتوں کی مسافت تھی۔ گویا یہ باغ طائف اور مکہ کے بالکل بیچ میں اور اس لیے کاروانوں کے قیام کا بالکل یقینی مقام تھا۔ معجم البلدان، اول ص ۴۱۴ اور پنجم ص ۲۷۷-۸۔

۹۶- واقدی کے مرتب نے "رُکیّۃ" کے معنی بئر (کنوئیں) کے دیئے ہیں۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام کنواں نہ تھا بلکہ یک مخصوص مقام کا نام تھا جہاں کنواں بھی تھا جیسے بئر ابن ضمیرہ، بئر معونہ، بئر ابن المرتفع اور بئر ابی عنبہ وغیرہ تھے۔ ملاحظہ ہو صفحات ۱۳، ۲۶، ۱۶۳، ۴۴۰ وغیرہ۔

۹۷- ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ امیر سریہ نے خمس محفوظ رکھا تھا اور باقی مالِ غنیمت مجاہدینِ نخلہ میں تقسیم کر دیا تھا جبکہ اس روایت کے مطابق پورا کارواں معطل رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد مجاہدین نے بھی اپنا حصہ موقوف کر دیا ہو اور کل مالِ غنیمت کی تقسیم بعد میں ہوئی ہو جیسا کہ دوسرے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۸- عروہ کی اس روایت کی دوسری تمام روایات سے تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مقتول نخلہ کی دیت نہیں ادا کی تھی۔ اس سلسلہ میں مآخذ کی وہ متفقہ روایت بہت دلچسپ ہے جس کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے جو عمرو بن حضرمی کے حلیف تھے صلح جویانِ قریش کے مشورے پر اپنے مقتول حلیف کی دیت ادا کر کے مسلمانوں سے بدر میں تصادمؓ ٹالنا چاہا تھا مگر ابوجہل مخزومی کے بھڑکانے پر مقتول ابن حضرمی کے بھائی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے اور قصاص کے علاوہ اور کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں جنگِ بدر ہو کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق صـ۹۸ - ۲۹۷ ، واقدی صـ۶۵ ، ۶۳ -

۹۹- واقدی صـ۱۹-۱۳ -

۱۰۰- ابن سعد، جلد دوم صـ۱۱-۱۰ -

۱۰۱- انساب الاشراف، جلد اول صـ۷۲ - ۳۷۱ -

۱۰۲- تاریخ یعقوبی، جلد دوم - صـ۷۰-۶۹ -

۱۰۳- تاریخ طبری جلد دوم صـ۱۵-۱۰ ، ۴ - سدی کی روایت کی تائید احادیث و آثار سے ہوتی ہے۔

۱۰۴- وادی ملل، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر مدینہ سے ۲۸ میل کی مسافت پر واقع تھی۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان، پنجم صـ۱۹۴ - گویا مسلم جہم نے دو دن کا سفر روزانہ ۱۴ میل کے حساب سے کیا تھا۔

۱۰۵- مذکورہ بالا صـ۲۳ -

۱۰۶- مذکورہ بالا صـ۶۸ -

۱۰۷- مذکورہ بالا صـ۹-۵ -

۱۰۸- مذکورہ بالا صـ۷ -

۱۰۹- مذکورہ بالا صـ۷

۱۱۰- ابن منظور، لسان العرب، لفظ متعلق۔ لوئس معلوف نے المنجد (موضوع) میں اس کے معنی یوں بیان کئے ہیں: ارتصدہ و ترصدہ: ترقبہ ایف، اسٹینگاس (F. Steingass) نے A Comprehensive Arabic English Dictionary میں حسبِ ذیل معانی بیان کئے ہیں: (۱) Observing steadly (۲) expleting (۳) waiting for (۴) expletation (۵) hope

۱۱۱- لوئس معلوف اور اسٹینگاس وغیرہ کی لغات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۲- مذکورہ بالا صـ۵ -

۱۱۳- مذکورہ بالا صـ۶

۱۱۴- واٹ نے یہ نتیجہ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت سے نکالا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۱۵- واٹ اس نکتہ کی طرف اشارہ کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں واضح نہیں ہے۔ اگر مقصد یہ دکھانا ہے کہ عتبہ بن غزوان مازنی نے اپنے وطن مالوف یا جائے پیدائش میں وقت گذاری کی تھی اور بنو سلیم سے اپنے دیرینہ تعلقات سے فائدہ اٹھایا تھا تو یہ

حقیقت بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ بنو سُلیم کے قریش سے خاص کر بنو عبد شمس (یعنی بنو امیہ) اور بنو ہاشم سے بہت پرانے اور قوی تعلقات تھے۔ یہ تعلقات تجارتی، اقتصادی اور ازدواجی تھے۔ ان کا اعتراف خود واٹ نے (ص۹۵-۹۴) کیا ہے۔ اس ذیل میں یہ حقیقت زیادہ اہم ہے کہ ایک مسلم جہاں سے تعلقات کے معاملہ میں بہر حال قریش کے تعلقات اہم تھے اور یہ پورا علاقہ در اصل مکہ کے دائرۂ اثر و اقتدار میں تھا۔

۱۱۶۔ واٹ، مذکورہ بالا۔ ص۹۶۔

۱۱۷۔ ابن اسحاق ص۲۸۷۔

۱۱۸۔ دو دن کے سفر کے بعد کا مقام، بئر ابن ضمیرہ یا لبطن ملل جس جگہ نامہ نبوی پڑھا گیا تھا اور بحران کا مقام جہاں یہ دونوں صحابی قافلے سے بچھڑے تھے پانچ چھ دن کی مسافت پر واقع تھے۔ ایک دلچسپ حقیقت اس سلسلے میں یہ ہے کہ تقریباً ایک سال بعد (جمادی الاولیٰ ۳ھ / اکتوبر۔ نومبر ۶۲۴ء میں) رسول کریمؐ کی سربراہی میں ایک مسلم مہم جو تین سو مجاہدین پر مشتمل تھی اسی علاقے میں آئی تھی۔ مآخذ اور ان کی بنیاد پر جدید مورخین کا دعویٰ ہے کہ یہ فوجی نوعیت کی مہم تھی اور بنو سُلیم کے بعض سرکش اور مسلم مخالف خاندانوں کے باغیانہ و مدینہ دشمن ارادوں و عزائم کو کچلنے کے لئے گئی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن اسحاق اور طبری کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے میں تقریباً دو ماہ تک اور واقدی اور ان کے متبعین کے مطابق دس دن قیام کیا تھا۔ یہ قیام جنگ جوئی کے لیے نہ تھا جیسا کہ مآخذ نے تصریح کی ہے کہ اس غزوہ میں کوئی جنگ و جدال نہیں واقع ہوا تھا۔ یہ طویل مدت قیام کس مقصد سے تھی یہ ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص۳۶۲۔ واقدی ص۱۹۶-۱۹۷ : ابن سعد جلد دوم ص۳۵-۳۶۔ انساب الاشراف، جلد اول ص۳۱۱۔ طبری جلد دوم ص۴۸۷۔

۱۱۹۔ ابن کثیر، تفسیر، مطبع عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، (غیر مورخہ)، اول ص۲۵۲۔

۱۲۰۔ طبری، تفسیر، مرتبہ محمود محمد شاکر اور احمد محمد شاکر، قاہرہ، چہارم ص۳۰۷-۳۰۴۔

۱۲۱۔ ابتدائی مہموں میں سے سریہ رابغ اور سریہ خرار اور سریہ نخلہ میں ان کی شمولیت کا ذکر صراحتاً ملتا ہے اور چار ابتدائی غزوات میں بھی ان کی شمولیت تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مآخذ کا اصرار ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد (مہموں) میں شریک رہے تھے۔ بعد کے تمام اہم غزوات میں بدر سے تبوک تک — ان کی شمولیت کا ذکر بوضاحت ملتا ہے۔ مآخذ کے اصرار اور ان واقعاتی شہادتوں کے بعد یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تقریباً تمام اہم غزوات و سرایا میں شامل رہے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، جلد سوم ص۱۴۱-۱۴۰۔ اسد الغابہ، جلد دوم ص۱۹۱-۱۹۰۔

۱۲۲۔ ابن سعد، جلد سوم ص۱۴۰، اسد الغابہ جلد دوم ص۲۹۔ نیز ملاحظہ کیجیے ابن اسحاق ص۳۷۷، ص۳۸۱ وغیرہ۔

۱۲۳۔ ابن اسحاق ص۳۸۱، ابن ہشام، جلد سوم ص۳۰۔ واقدی ص۲۴۲-۲۴۰۔ ابن سعد، جلد سوم ص۱۴۲-۱۴۰۔ ان مستند مورخین کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جن صحابہ کرام نے غزوۂ احد میں بے مثال قربانی و جاں نثاری کا ثبوت دیا تھا ان میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص زہری سر فہرست تھے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمرو کی سند پر روایت میں کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ

کو تیر دے کر کہتے رہتے تھے ارم سعد، فداک ابی وامی ——— سعد تیر چلاتے رہو، تم پر میرے ماں باپ قربان)۔ ابن سعد نے بھی ایک روایت غزوۂ احد میں ان کی ماہرانہ تیر اندازی کے بارے میں دی ہے۔ اور ایک ایک روایت سریہ خرار اور غزوۂ بدر میں ان کی شجاعت کے بارے میں دی ہے۔ جبکہ چار روایتیں سریہ عبیدہ میں ان کی اسلام کے لیے پہلی تیر اندازی کی فضیلت میں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے حوالہ جات مذکورہ بالا۔

۱۲۴- ملاحظہ کیجیے: ابن سعد، جلد سوم، صہ ۱۴۱-۲، اسد الغابہ، جلد دوم صہ ۲۹۲ وغیرہ۔ اصابہ، جلد سوم صہ ۸۴، استیعاب جلد دوم صہ ۶۰۷ وغیرہ۔ ابن قتیبہ، المعارف، صہ ۵۷۵ کا بیان ہے کہ حضرت سعد تیر و کمان سازی کی صنعت میں عہد جاہلیت سے امتیاز رکھتے تھے اور یہ فن جنگ کے علاوہ سیر و شکار کے لیے بھی اہم تھا چنانچہ ان کو اس سے بہت دولت ملی تھی۔

۱۲۵- غزوۂ احد میں ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے نام جن میں حضرت سعد سر فہرست ہیں حضرت مقدادؓ کی روایت پر مروی ہیں اسی طرح میدان جنگ میں داد شجاعت دینے کی روایت بہت سے راویوں سے بیان ہوئی ہے جس کے لئے واقدی نے قالوا کا لفظ استعمال کیا ہے واقدی صہ ۲۴۰-۲۴۱۔ اسی طرح جہاں حضرت سعد کے اسلام میں پہلے تیر چلانے والے واقعہ کے بارے میں کچھ روایتیں خود حضرت سعد سے مروی ہیں وہیں تین روایتیں حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن، عبداللہ اور داؤد بن حصین سے مروی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، جلد سوم صہ ۱۴۰-۱۴۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ "تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان"۔ اس حدیث کو حضرت علیؓ اور قیس بن ابی حازم نے بھی بیان کیا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ان کی فضیلت میں تمام یا اکثر روایات خود حضرت سعد یا ان کے اہل خاندان سے مروی ہیں صحیح نہیں ہے۔

۱۲۶- ابن اسحاق صہ ۲۸۷، ابن ہشام جلد دوم صہ ۲۳۸۔

۱۲۷- واٹ، مذکورہ بالا صہ ۶	۱۲۸- مذکورہ بالا صہ ۷۔
۱۲۹- مذکورہ بالا صہ ۸-۷	۱۳۰- مضمون ہذا کا صہ ۲۸۔
۱۳۱- ایضاً صہ ۲۹	۱۳۲- ایضاً صہ ۳۲۔
۱۳۳- ایضاً صہ ۳۳	۱۳۴- ایضاً صہ ۳۵۔

۱۳۵- تفسیر طبری، جلد چہارم صہ ۳۰۳-۳۰۴۔

۱۳۶- اس ذیل میں مجاہد کی روایت، مقسم مولیٰ بن عباس کی روایت۔ محمد بن عباس کے واسطے سے ابن عباس کی ایک اور روایت، ابو مالک غفاری کی روایت بیان کی جا سکتی ہیں۔ ملاحظہ ہو مذکورہ بالا صہ ۳۰۷-۳۱۲۔

۱۳۷- مثلاً زہری کی سند پر عروہ کی روایت، مجاہد کی روایت وغیرہ، مذکورہ بالا صہ ۳۰۲۔ اور صہ ۳۰۷۔

۱۳۸- تفسیر ابن کثیر، اول صہ ۵۵-۲۵۲۔

۱۳۹- موسیٰ بن عقبہ کی ثقاہت کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن اسحاق کے انگریزی مترجم کا مقدمہ بر سیرت ابن اسحاق، صہ xliii-xlviii، نثار احمد فاروقی، سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مؤلفین صہ ۱۰۴-۵: Early Muslim Historiography صہ ۲۶۱-۷۔

۱۴۰- ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، جلد اول ص۵۵-۲۵۲ -

۱۴۱- ابن اسحاق ص۲۸۶ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر اولیٰ سے اپنی واپسی پہ سریہ نخلہ بھیجا تھا - اور ایک سطر پہلے مورخ نے بیان کیا ہے کہ بدر اولیٰ سے آپ جمادی الآخرہ میں واپس مدینہ آئے اور باقی جمادی ، رجب ، شعبان کے مہینے آپ نے مدینہ میں گذارے - بدر اولیٰ سے واپسی پہ رجب میں مہم کا بھیجا جانا کچھ عجیب سا لگتا ہے جب کہ واپسی کا مہینہ جمادی تھا - پھر تفسیر طبری میں جب یہ روایت نقل ہوتی ہے تو اس میں مہینہ جمادی ہی مذکور ہے - ان شہادتوں کی بنا پہ یہ یقین ہوتا ہے کہ مہم نخلہ کی روانگی کا مہینہ جمادی تھا - اور بغدادی نے قطعیت کے ساتھ جو آخری عشرے کی بات کہی ہے اس میں بھی ماہ کا اشتباہ معلوم ہوتا ہے -

۱۴۲- مذکورہ بالا ص۹-۸

۱۴۳- ایضاً ص۸ -

۱۴۴- مدنی انصاری مسلمانوں کی بت شکنی کے واقعات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص۲۰۷ ، ص۲۲۷-۸ - وغیرہ -

۱۴۵- اسلام سے پہلے اوس و خزرج کے باہمی نزاع اور جنگ جوئی کے لئے ملاحظہ ہو محمد احمد جاد المولیٰ بک ، علی محمد البجاوی اور محمد ابوالفضل ابراہیم کی مرتب کردہ کتاب ایام العرب فی الجاهلیة ، مصر ۱۹۴۲ء باب ششم (حروب الاوس و الخزرج) ص۶۲-۴۴ - مرتبین نے صرف چار بڑی جنگوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ مدینہ کے ان دونوں قبیلوں کے درمیان بہت سی جنگیں (حروب کثیرة) برپا ہوئی تھیں جن میں سے ہم نے چند پر اکتفا کی ہے -

۱۴۶- مذکورہ بالا کتاب کا ص۷۵-۴۳ اور خاص کر ص۷۶ - نیز واٹ ، مذکورہ بالا ص۸۶-۸۳ وغیرہ -

۱۴۷- ملاحظہ ہو واٹ ، مذکورہ بالا ص۱۱۱-۱۰۷ -

۱۴۸- مال غنیمت کے سلسلے میں حکم خداوندی اور قوانین کے لئے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص۲۷-۳۲۱ خاص کر صفحہ ۲۲۴ -

۱۴۹- فرانسسکو جبرئیلی ، مذکورہ بالا ، ص۷ -

۱۵۰- واٹ ، مذکورہ بالا ص۱۲ اور ص۲۵۵ -

۱۵۱- تفسیر طبری - جلد چہارم ص ۳۱۵ - ۲۹۹ ، خاص کر ص۳۰۷-۱۱ ، تفسیر ابن کثیر ، جلد اول ص۵۵، ۲۵۲ ، خاص کر ص۵۲-۲۵۲ طبری کی بیان کردہ تمام روایات میں صرف ابو جعفر کی روایت میں مسلمانوں کو سوال کرنے والا بتایا گیا ہے - باقی تمام روایات میں مشرکین مکہ کو - اسی طرح ابن کثیر کی بیان کردہ تمام روایات میں یسئلونك سے مراد مشرکین مکہ لیے گیے ہیں -

۱۵۲- مذکورہ بالا -

۱۵۳- تفسیر طبری ، جلد چہارم ص۳۰۱-۲ میں تین الفاظ قتال ، کبیر اور صد کے مختلف معانی پر بحث دیکھئے -

۱۵۴- تفسیر طبری ، جلد چہارم ص۳۰۲ میں حضرت جابر کی سند پر روایت مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں اس وقت تک غزو / جہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پر حملہ نہ کر دیا جائے (یُغزیٰ)

۱۵۵- زہری کا خیال ہے کہ پہلے شہر حرام میں قتال ناجائز تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جائز کر دیا گیا۔ لیکن دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس آیت سے شہر حرام میں قتال کسی کے لئے جائز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قتال کو ایک بڑا معاملہ بتایا ہے اور اس نقطۂ نظر کے حامی علماء میں عطار شامل ہیں جبکہ ابو جعفر کا خیال زہری سے متفق ہے۔ خود مفسر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن (حنین) طائف اور اوطاس کے غزوات لڑے تھے اور ان میں سے بعض کا زمانہ شہر حرام میں تھا۔ اسی طرح بیعت رضوان ماہ ذوالقعدہ میں کی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو طبری، تفسیر، جلد چہارم ص ۲۱۳-۲۱۵۔

لیکن بنیادی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ "اشہر حرم" میں جنگ وجدال ناجائز ہے اور مقدس مہینوں کی حرمت بدستور قائم ہے اور آیت مذکورہ بالا ان میں قتال کی حرمت کو ختم یا منسوخ نہیں کرتی ہے۔ اپنی طرف سے اقدام کرنا ہر حال میں ناجائز ہے البتہ اس آیت کریمہ نے دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دے دی ہے جس طرح کہ ایک اور حکم خداوندی نے "حرم مکہ" میں دفاع کے لئے قتال کی اجازت دی ہے ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱۔

چنانچہ اس سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ بالا کے نزول کے بعد جو غزوات وسرایا مقدس مہینوں میں بھیجے وہ اقدامی نہ تھے بلکہ دفاعی تھے جن کا مقصد فتنہ کا سر کچلنا تھا۔

۱۵۶- غزوات وسرایا جو مقدس مہینوں میں سے کسی میں بھیجے گئے تھے حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتے ہیں :-

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	مہینہ وسال	قائد
۱	سریہ خرار	ذی قعدہ سنہ ۱ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص
۲	سریہ نخلہ	رجب سنہ ۲ھ	حضرت عبداللہ بن جحش
۳	غزوہ سویق	محرم/صفر سنہ ۲ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۴	غزوہ کُدر	محرم سنہ ۳ھ	"
۵	سریہ قطن	محرم سنہ ۴ھ	حضرت ابو سلمہ
۶	سریہ سفیان لحیانی	"	حضرت عبداللہ بن انیس
۷	غزوہ بدر الموعد	ذوالقعدہ سنہ ۴ھ	رسول کریمؐ
۸	غزوہ ابو رافع یہودی	ذوالحجہ سنہ ۴ھ	حضرت عبداللہ بن انیس
۹	غزوہ ذات الرقاع	محرم سنہ ۵ھ	رسول کریمؐ
۱۰	غزوۂ خندق	ذوالقعدہ سنہ ۵ھ	"
۱۱	غزوۂ بنی قریظہ	ذوالقعدہ/ذوالحجہ سنہ ۵ھ	"
۱۲	غزوہ قرطاء	محرم سنہ ۶ھ	"

نمبر شمار	نام سریہ / غزوہ	مہینہ و سال	قائد
۱۳-	سریہ وادی القریٰ	رجب ۶ھ	حضرت زید بن حارثہؓ
۱۴-	غزوۂ حدیبیہ	ذوالقعدہ ۶ھ	رسول کریمؐ
۱۵-	غزوہ خیبر	محرم ۷ھ	"
۱۶-	سریۂ نجد	"	حضرت ابان بن سعیدؓ
۱۷-	عمرۃ القضیہ	ذوالقعدہ ۷ھ	رسول کریمؐ
۱۸-	سریہ بنی سُلیم	ذوالحجہ ۷ھ	حضرت ابن ابی العوجار سُلمیؓ
۱۹-	سریہ خبط / سیف البحر	رجب ۸ھ	حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ
۲۰-	غزوۂ طائف	شوال۔ ذوالقعدہ ۸ھ	رسول کریمؐ
۲۱-	سریہ العرج	محرم ۹ھ	حضرت عیینہ بن حصن فزاری
۲۲-	غزوۂ تبوک	رجب۔ رمضان ۹ھ	رسول کریمؐ
۲۳-	سریہ دومۃ الجندل	رجب ۹ھ	حضرت خالد بن ولیدؓ
۲۴-	حج ابی بکر	ذوالقعدہ / ذی الحجہ ۹ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲۵-	حجۃ الوداع	ذوالحجہ ۱۰ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ بالا مہموں میں سے تین یقینی طور پر مذہبی مقاصد رکھتی تھیں۔ باقی بائیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فوجی نوعیت کی تھیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بیشتر سیاسی تھیں۔

۱۵۷- مذکورہ بالا ص ۹-۸۔

۱۵۸- سورہ توبہ آیت ۳۶ " ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموٰت والارض منھا اربعۃ حرم ......" مذکورہ بالا آیت کا اُردو ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلویؒ۔

۱۵۹- تفسیر طبری، مرتبہ محمود محمد شاکر، مصر ۱۹۵۸ء، ص ۱۰۵-۲۴۴، نے چھ احادیث اور اتنے ہی آثار کا ذکر کیا ہے جس کے مطابق مذکورہ بالا چار مہینے ایام جاہلیت سے حرام چلے آرہے تھے اور اسلام میں بھی برقرار رہے۔ حضرت ابن عمر وغیرہ متعدد صحابہ کرام کی سند پر مروی روایات کے مطابق ان مہینوں کی حرمت کا واضح ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے آخری خطبہ میں منیٰ میں کیا تھا۔ اس روایت کی تصدیق کتب سیر و تاریخ سے بخوبی ہوتی ہے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۶۵۱۔ خاص کر مترجم گلیوم کا حاشیہ ۲ جس میں انہوں نے ایک مستشرق کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ رجب مضر کو مضر اس لیے کہا جاتا تھا کہ مضر تو اس ماہ کو محترم و حرام سمجھتے تھے جبکہ دوسرے عرب اس کی حلت کے قائل تھے۔ مترجم کا خیال ہے کہ برونل (BRONNLE) کے ایڈیشن میں ص ۲۴۹ پر لفظ کو تحدمہ پڑھا گیا ہے جبکہ وہ اصلاً تحرمہ ہے۔ اگر یہ دلیل مان لی جائے تو واٹ اور دوسرے مستشرق مورخین کے

ماہ رجب میں مسلمانان مدینہ کے حملہ پر اعتراض غلط ثابت ہوتا ہے اور اس سے خود ان کی اپنی دلیلوں کی کمزوری نمایاں ہوتی ہے

۱۶۰- مثلاً سورہ بقرہ آیات ۱۹۴-۱۹۰، سورہ بقرہ آیات ۲۱۷ اور ۲۲۴، سورہ مائدہ آئت ۲ اور ۹۸-۹۷۔ ملاحظہ کیجئے تفسیر طبری، اول ص ۵۶۲-۵۶۹، تفسیر ابن کثیر، جلد اول ص ۲۲۵ وغیرہ۔

۱۶۱- یہ خیال ایم پلیسنر (M. Plessner) نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اپنے دو مضامین جو بالترتیب محرم اور رجب کے مقدس مہینوں کے بارے میں ہیں ظاہر کیا ہے ملاحظہ ہو EI یعنی طبع اول۔ مونٹگمری واٹ نے اس خیال سے اتفاق کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مذکورہ بالا ص ۸۔ نیز اے ڈی ایچ (A. Dh) نے بھی یہی خیال پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق کا بونل ایڈیشن ص ۴۴۹ اور ابن اسحاق انگریزی ترجمہ ص ۶۵۱، حاشیہ ۲۔

۱۶۲- قرآن مجید کی آیت کریمہ (سورہ توبہ ۳۷) میں "نسی" کا ذکر ہے تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے تفسیر طبری جلد ۱۴ ص ۲۴۴-۲۳۴۔ طبری نے پہلے نسی کی لغوی تحقیق کی ہے اور اس کی مختلف قرآت بیان کی ہیں پھر آیت قرآنی کے ایک حصہ کہ "وہ اس کو ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام رکھتے ہیں" کے معنی بیان کئے ہیں۔ اہل تاویل و تفسیر کے نزدیک اس کی جو تشریح و تعبیر تھی وہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ محرم کو صفر بنا کر حلال کر لیتے تھے اور اس میں حملے کرتے، مال لوٹتے اور غارت گری کرتے تھے اور پھر دوسرے سال محرم کو حرام قرار دیتے تھے۔ مہینوں کی ترتیب میں وہ ایک برس محرم کو خارج کر دیتے تھے اس طرح حج ماہ ذوالقعدہ میں پڑتا تھا۔ طبری کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر نے سنہ ۹ھ میں اپنی امارت میں جو حج کیا تھا وہ ذوالقعدہ میں ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۰ھ کے اپنے آخری حج میں اسلامی تقویم کی قدیم ترتیب بحال کر دی تھی اور حج اپنے زمانے یعنی ماہ ذوالحجہ میں انجام دیا گیا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ ان الزمان قد استدار کھیئة یوم خلق اللہ السمٰوات والارض بلا ریب زمانہ۔ وقت۔ اپنی اسی حالت پر لوٹ آیا ہے جس پر وہ اس دن تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا) طبری نے متعدد احادیث و آثار بیان کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ "نسی" عام طور سے ہوازن، غطفان، بنو سلیم اور کنانہ کے بعض خاندانوں میں رائج تھی۔ مآخذ و مصادر اور کتب جدیدہ میں اس موضوع پر بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے:

لیون کیتانی، مذکورہ بالا، جلد اول ص ۳۵۶ وغیرہ، بہل، محمدؐ ص ۳۵ وغیرہ، پلیسنر کا مضمون محرم پر مذکورہ بالا، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، طبع اول۔

محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ (انگریزی)، ص ۹ حوالہ ۲۔ نیزان کا مضمون، جرنل آف پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء، جلد ۱۶ ص ۱۹-۲۱۳، واٹ، محمدؐ مدینہ میں، مذکورہ بالا، ص ۳۰۰-۲۹۹۔

۱۶۳- لیون کیتانی پلیسنر، مونٹگمری واٹ اور تمام دوسرے مستشرقین کے مطابق جو مقدس مہینوں کے بارے میں اس خیال کے قائل ہیں کہ مختلف علاقے مختلف مہینوں کی حرمت کے قائل تھے یہ عین ممکن تھا کہ مدینہ کے انصار رجب کی حرمت کے قائل نہ رہے ہوں پھر ان کو تقدیس ماہ حرام کی خلاف ورزی کا مطعون یا مورد الزام کیوں بنایا جا سکتا ہے؟

۱۶۴ - مضمون ہذا کا ص۳۰ ۔ ۱۶۵ - ایضاً۔

۱۶۶ - ص۳۳ مذکورہ بالا۔ ۱۶۷ - ص۲۹ اور ص۳۳ بالا۔

۱۶۸ - حضرت عبداللہ بن جحش قبیلہ اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اسدی کہلاتے تھے۔ وہ مکہ کے دو عظیم خاندانوں بنو ہاشم اور بنو امیہ سے یکساں قریبی تعلقات بیک وقت رکھتے تھے۔ اول الذکر سے ان کا ننہالی رشتہ تھا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کے فرزند اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور بنو امیہ کے حلیف تھے خاص کر ابوسفیان بن حرب اموی سے اُن کے بہت قریبی حلف کے تعلقات تھے۔ مکہ کے ان دونوں خاندانوں سے یہ تعلقات ان کے والد جحش بن رئاب اسدی نے قائم کئے تھے۔ حضرت عبداللہ ابتدائی مسلمان تھے اور دار ارقم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے قبل اسلام لائے تھے۔ وہ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے اور مکہ والوں کے اسلام کی خبر سن کر لوٹ آئے تھے اور پھر وہاں اپنی ہجرت مدینہ تک مقیم رہے تھے۔ وہ ابتدائی مہاجرین مدینہ میں بھی شامل تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص۱۱۶، ص۱۴۶، ص۱۶۸ وغیرہ۔ ابن سعد سوم، ص۴۶۔

۱۶۹ - حضرت ابو حذیفہؓ مکہ کے ایک عظیم ترین سردار عتبہ بن ربیعہ کے فرزند اور خاندان بنو عبد شمس بن عبد مناف کے ایک بڑے رکن تھے۔ یہ خاندان بنو امیہ سے بہت قریب تھا اور حقیقتاً اس کو بھی اموی ہی سمجھا جاتا ہے۔ حضرت ابو حذیفہ اپنی کنیت سے زیادہ معروف ہیں ورنہ ان کا اصل نام ابن ہشام کے مطابق مہشم تھا۔ وہ بھی ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں۔ ابن اسحاق نے ان کو پہلے چالیس مسلمانوں میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے بھی حبشہ کو ہجرت کی تھی اور پھر مکہ والوں کے اسلام لانے کی خبر سن کر واپس آ گئے تھے اور مکہ میں مقیم رہے تا آنکہ اجازتِ نبوی ملنے کے بعد مدینہ کو ہجرت کی اور پہلے مہاجرین میں شمار ہوئے۔ ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق ص۱۱۷، ص۱۴۷، ص۱۶۸ وغیرہ ابن سعد جلد سوم ص۸۴۔

۱۷۰ - بنو مخزوم اور بنو امیہ کے درمیان تعلقات کے لئے ملاحظہ ہو واٹ، محمدؐ مکہ میں، ص۵-۸۔

۱۷۱ - قریش کی مدینہ سے مخاصمت و دشمنی کے پس منظر اور اس پر بحث کے لئے ملاحظہ کیجیے شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد اول ص۳۰۹-۳۰۵۔

۱۷۲ - ملاحظہ کیجئے حوالہ مذکورہ بالا

۱۷۳ - مکی سماج کے جس معتدل طبقہ نے جنگ بدر کو براہِ راست یا بالواسطہ روکنے کی کوشش کی تھی اس میں عتبہ بن ربیعہ اموی اور اس کا بھائی شیبہ، عمیر بن وہب جمحی، حکیم بن حزام اسدی وغیرہ شامل تھے جبکہ جنگ بھڑکانے والے بیشتر بنو مخزوم سے تھے خاص کر ابوجہل مخزومی، اسود بن عبدالاسد مخزومی وغیرہ، ملاحظہ ہو ...... ابن اسحاق ص۲۹۹-۲۹۷۔ جہاں تک قریش مکہ کے معتدل و نرم رو طبقہ کا تعلق ہے تو اس میں مختلف بطون (خاندانوں / شاخوں) کے لوگ شامل تھے۔ ان میں ہشام بن عمرو، زہیر بن ابوامیہ بن مغیرہ، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود کے علاوہ عتبہ بن ربیعہ اموی، شیبہ بن ربیعہ اموی، ابوسفیان بن حرب اموی، سعید بن العاص اموی وغیرہ شامل تھے۔ یہ لوگ اسلام کے مخالف ضرور تھے

لیکن مسلمانوں کی بیخ کنی یا مسلح کشمکش کے قائل نہ تھے جیساکہ مکہ میں مسلمانوں کے قریشی مقاطعہ کے مسئلہ یا جنگ بدر کے معاملہ پر ان کے طرزِ عمل سے واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح شدید مخاصمت اور جنگ و جدال کا حامی اور اسلام کی یکسر و مکمل بیخ کنی کا قائل طبقہ بھی قریش کے مختلف طبقات کے افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ابوجہل مخزومی، امیہ بن خلف جمحی اور اس کا بھائی عمرو، نُبَیْہ بن حجاج سہمی اور اس کا بھائی مُنَبِّہ، عاص بن وائل سہمی، عقبہ بن ابی معیط اموی، ابولہب ہاشمی اور سفیان بن حارث ہاشمی وغیرہ کافی ممتاز تھے۔ ملاحظہ کیجئے:۔ ابن اسحاق ص ۱۱۹-۱۲۰، ص ۱۳۳-۱۳۵، ص ۱۴۳-۱۴۵، ص ۱۵۹-۱۶۷، ص ۱۷۰-۱۷۳ وغیرہ۔

۱۷۴- کتاب المحبر، ص ۱۱۱۔

۱۷۵- مثلاً ابن اسحاق۔ ص ۲۸۶۔

۱۷۶- ابن ہشام، جلد چہارم ص ۶۰۸-۶۱۲، میں ۲۷ غزوات اور ۳۸ سرایا یعنی کل مہموں کی تعداد ۶۵ بتائی گئی ہے۔ واقدی، مذکورہ بالا اول تا آخر نے کل مہموں کی تعداد ۷۴ بیان کی ہے۔ ابن سعد دوم ص ۱-۶۶، اور بلاذری، انساب الاشراف جلد اول ص ۲۸۷-۲۹۰ نے واقدی کا اتباع مکمل طور سے کیا ہے۔ طبری، دوم ص ۴۰۳، نے ابن اسحاق اور واقدی کی پیروی تو کی ہے مگر بعض مہموں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جیسے قتل کعب بن اشرف کے لیے سریہ محمد بن مسلمہ انصاری۔ بعد کے دوسرے سیرت نگاروں نے عام طور سے واقدی یا ابن اسحاق کی متابعت کی ہے۔ جدید مورخین نے اصلاً ان دونوں مآخذ پر انحصار کرکے تمام غزوات و سرایا کی تاریخ وار فہرست تیار کی ہے لیکن انہوں نے اس میں بعض دوسرے مسلمہ مآخذ سے استفادہ کرکے تعداد میں اضافہ کیا ہے۔ لیون کیتانی، مذکورہ بالا، کی تیار کردہ فہرست غزوات و سرایا اب تک مکمل جامع اور صحیح سمجھی جاتی رہی ہے اور اسی پر انحصار کرکے مونٹگمری واٹ "محمدؐ مدینہ میں"، ص ۳۳۹-۳۴۲ - اپنی تازہ ترین فہرست تیار کی ہے جو غالباً مکمل ترین کہی جاسکتی ہے۔ لیکن محمد بن حبیب بغدادی کے ذکر کردہ غزوات و سرایا میں سے بعض اور خاص طور سے یہ دو ابتدائی مہمیں اس میں بھی بار نہیں پاسکی ہیں۔ غالباً ان مورخین کو اس ماخذ کا علم نہیں تھا۔ بہرحال بغدادی کے مطابق کل مہموں کی تعداد چوراسی تھی جن میں سے ۳۲ غزوات تھے اور ۵۲ سرایا۔ واٹ کے مطابق ان کی تعداد ۸۹ تھی۔ گویا کہ کل تعداد ان دو غزوات کو شمار کرکے ۹۱ ہوگی۔ واٹ اور ان کے پیشرو کیتانی نے بتوں کو توڑنے کی متعدد مہموں کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ اگر ان کی تعداد بھی شمار کرلی جائے تو کل میزان کہیں زیادہ ہوگا۔

۱۷۷- مثلاً ابن اسحاق اور واقدی کے یہاں غزوات و سرایا کی تاریخوں میں کافی زمانی اختلاف ہے اور ظاہر ہے کہ اول الذکر کے معاملے میں اگر اختلاف ہوگا تو آپ کے قیام مدینہ کی مدت از خود مختلف ہوگی۔ ملاحظہ ہو جے ایم بی جونس کا مضمون مذکورہ بالا بہ ترتیب و تاریخ غزوات و سرایائے نبوی۔

۱۷۸- حوالہ ص ۱۹۶ سابق۔

۱۷۹- ملاحظہ کیجیے مجموعۃ الوثائق السیاسۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدہ، مرتبہ محمد حمید اللہ قاہرہ ۱۹۴۱ء ص ۱۴۵ اور ص ۱۶۵ وغیرہ۔

۱۸۰- محمد بن حبیب بغدادی کی اب تک معروف و معلوم دونوں کتابوں کتاب المحبر اور کتاب المنمق مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدرآباد

دکن ۱۹۴۲ء میں بیانیہ انداز کے بجائے اشاراتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۱۸۱- تفصیلات ملاحظہ ہوں خاکسار کی انگریزی کتاب مذکورہ بالا کا باب اول خاص کر ص ۲۳-۵۔

۱۸۲- ایضاً۔ نیز واٹ، مذکورہ بالا، ص ۱۹۲-۲۲۱۔ برکات احمد، محمدؐ اور یہود (Muhammad and the Jews) دہلی ۱۹۸۰ء، ص ۵-۳۷، ولہاسن (Arab Kingdom and its Fall, (Wellhasan) - لندن ۱۹۷۳ء ص ۱۱-۱۶!!

۱۸۳- قریش کو یہ بالادستی کئی وجوہ سے حاصل تھی۔ بنیادی طور سے ان کا مذہبی تشخص کعبہ کی تولیت و پاسداری کے سبب تھا اور حج کے مذہبی فریضہ حجاج کے لیے سقایہ اور رفادہ کے فرائض انجام دینے کے سبب ان کو پورے عرب میں مذہبی فضیلت حاصل تھی اور حج کے موقعہ پر میلوں ٹھیلوں کی وجہ سے ان کی معیشت کو تجارتی استحکام کی بدولت فوقیت حاصل ہو گئی تھی جس کو انہوں نے پڑوسی ممالک (شام، یمن، ایران اور حبشہ) سے تجارتی تعلقات قائم کر کے باعث رشک بنا دیا تھا۔ مذہبی اور اقتصادی تفوق نے ان کو سماجی مرتبہ بھی بخش دیا تھا۔ اور اسی کے نتیجہ میں انہوں نے مختلف بدوی قبائل سے بزرگانہ تعلقات قائم کیے تھے۔ اپنے تجارتی اور قبائلی حریفوں سے کامیابی سے نمٹنے کے لئے انھوں نے ایک عظیم فوجی طاقت بھی جمع کر لی تھی۔
قریش کی بالادستی کے لئے مزید تفصیلات پر ملاحظہ کیجئے: واٹ، محمدؐ مکہ میں (Muhammad at Mecca) لندن ۱۹۵۳ء، ص ۱-۲۲۔ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد اول ص ۳۰۷۔

۱۸۴- ہوازن (قیس عیلان) اور بنو بکر بن عبد مناۃ اور خزاعہ، قریش مکہ کے روایتی حریف تھے اور ان کے درمیان کئی جنگیں بھی ہوئی تھیں جن میں جنگ فجار کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان منازعات کے لیے ملاحظہ ہو: ایام العرب فی الجاہلیہ ص ۳۲۲-۳۲۷ وغیرہ۔

۱۸۵- قریش سے مدینہ والوں کو خطرہ کوئی تصوراتی نہ تھا بلکہ حقیقی تھا۔ شیوخ قریش مہاجرین مکہ کو کسی قیمت پر اپنے چنگل سے نکلنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ لیکن جب وہ بچ بچا کر مکہ سے نکل کر مدینہ بسنے میں کامیاب ہو گئے تو قریش نے ان کو مدینہ سے نکالنے یا واپس لانے کے جتن کئے بالکل اسی طرح جیسے انہوں نے کچھ برس قبل مہاجرین حبشہ کو واپس مکہ لانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ محدث ابو داؤد کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد قریش نے مدینہ کے سب سے با اثر سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول خزرجی کو خط لکھا تھا جس میں مسلمانوں کو قتل کرنے یا جلا وطن کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور بصورت عدم تعمیل جنگ و جارحیت کی دھمکی دی گئی تھی۔ قریش کی اس جارحانہ پالیسی کے سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مسلسل متفکر و متردد رہے یہاں تک کہ امام نسائی کے مطابق آپؐ اور آپ کے ساتھی راتیں جاگ کر گزارتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ اکثر گشت لگایا کرتے تھے۔ مآخذ کے دوسرے متعدد بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش سے مسلمانان مدینہ کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ ملاحظہ کیجیے: سنن ابی داؤد، باب خبر النضیر، سنن نسائی، باب اجلاء النضیر، بخاری الجامع الصحیح، باب الجراد (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمائش رسولؐ پر رات بھر پہرہ دیا تھا)۔ سیوطی، لباب فی اسباب النزول، تفسیر سورۂ نور آیت ۵۵۔

۱۸۶- ابتدائی مہموں کے بارے میں اہم مآخذ کے افتتاحی کلمات مضمون ہذا میں ہر مہم کے آغاز سے صاف معلوم ہوتے ہیں۔

۱۸۷ - ان مقامات کے مدینہ سے فاصلوں کے لیے ملاحظہ کیجئے : خاکسار کی مذکورہ بالا کتاب (انگریزی) صہ ۱۶-۱۵

۱۸۸ - ابن اسحاق صہ ۲۲۶ - تمام مآخذ کا اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر ہجرت میں معمول کا راستہ یعنی شاہراہِ تجارتِ قریش چھوڑ کر ایک دوسرے پیچیدہ راستے سے سفر کیا تھا تاکہ تعاقب اور دشمن کی تاخت سے محفوظ رہ سکیں۔

۱۸۹ - صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ مکہ سے مدینہ آنے والے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو واپس کرنا ہوگا جبکہ مدینہ سے مکہ بھاگ جانے والوں پر ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔ مکی مسلمانوں کے لیے یہ شرط بڑی تکلیف دہ تھی کہ وہ قریش کے آہنی پنجے اور ظلم و ستم سے کسی طور فرار نہ حاصل کر سکتے تھے لیکن حضرت ابوبصیرؓ نے ان غریب و بے کس مسلمانوں کے لیے ایک نیا دروازہ کھول دیا۔ وہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ پہنچے تو ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے کے لیے ازہر بن عبد عوف زہری اور اخنس بن شریق ثقفی نے ایک عامری کو ایک مولیٰ کے ساتھ بھیجا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیر عتبہ بن اسید ثقفی کے احتجاج کے باوجود ان کو واپس مکہ بھیج دیا۔ ذوالحلیفہ میں جب ان لوگوں نے قیام کیا تو حضرت ابوبصیر نے اپنے عامری محافظ کی تلوار کی تیزی کی تعریف کی اور بہانے سے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک وار میں عامری کو مار ڈالا۔ مولیٰ بھاگ کر مدینہ پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیر بھی بارگاہ نبویؐ میں پہنچے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ نے اپنا عہد پورا کر دیا اب آپؐ پر میری واپسی کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ لیکن آپؐ نے صحابی موصوف کو جنگ کا بھڑکانے والا بتایا۔ غالباً ابوبصیر نے سمجھ لیا کہ آپ ان کو واپس کر کے ہی رہیں گے۔ چنانچہ وہ از خود ذوالمروہ کے ساحلی مقام العیص میں آکر بس گئے۔ ان کی مثال کی تقلید کرتے ہوئے مکہ کے مسلم گرفتاران بلا ایک ایک کر کے ابوبصیر ثقفی سے العیص میں آکر ملتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد ستر ہو گئی اور انہوں نے قریشی کاروانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود قریش مکہ نے معاہدۂ حدیبیہ کی اس شرط کی منسوخی کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور مکی مسلمانوں کو بلا خوف و خطر مدینہ آکر رہنا نصیب ہوا تو قریش کو شاہراہ تجارت پر پھر سے بلا روک ٹوک آنے جانے کا موقع ملا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق صہ ۵۰۷-۵۰۸۔

۱۹۰ - واٹ، مذکورہ بالا صہ ۶۲-۶۱

۱۹۱ - مختلف مہمات کے دوران مسلم جماعتوں کے اپنے علاقوں میں قیام کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ حوالہ جات سابقہ۔ عام حالات میں ایک دن کے اونٹ کے سفر میں تقریباً پندرہ میل طے کیے جاتے تھے۔ ملاحظہ ہو: محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ (انگریزی) صہ ۴۲۔ لیکن سریہ نخلہ میں مسلم جماعت طلیعہ کے سفر اور مدت سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر معمولی حالات میں جبکہ تاخت کرنی ہو یا کسی اور سبب سے جلدی ہو تو اس سے کئی گنا زیادہ سفر کیا جا سکتا ہے۔ وادی نخلہ مدینہ سے ۲۸۰ میل کے فاصلہ پر تھی اور مسلم جماعت نے وہ مسافت صرف دو دن میں طے کی تھی۔

۱۹۲ - عہدِ نبویؐ کے جاسوسی نظام کے لیے ملاحظہ ہو، محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ کے میدان جنگ (انگریزی) صہ ۶، ۵۸۔ فوجی جاسوسی نظام پر تاریخی و اتفاقی بحث کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی انگریزی کتاب، باب سوم، بحث "عیون" اور "طلیعہ"۔

۱۹۳- واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص ۲

۱۹۴- ملاحظہ ہو مضمون ہذا کا ص ۲۶ اور حوالے ۸۶ اور ۸۷ ۔

۱۹۵- یہ غزوہ قردہ تھا۔ قریش مکہ نے ایک بڑا کارواں شام کے لیے روانہ کیا۔ اس میں زیادہ تر سامانِ تجارت چاندی پر مشتمل تھا۔ ابن اسحاق کے بقول اس کارواں کی کمان اور کسی کے ہاتھ میں نہیں خود ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی اور اس کا رہنما د رہبر فرات بن حیان عجلی جیسا ماہر شخص تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت زید بن حارثہؓ نے اس پر قردہ نامی چشمہ پر چھاپہ مارا۔ لوگ تو بچ نکلے مگر سارا سامانِ تجارت مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۴، ابن ہشام دوم ص ۶۰۹ - واقدی ص ۱۹۷-۱۹۸ - ابن سعد جلد دوم ص ۳۶ - طبری جلد دوم ص ۴۹۲-۴۹۳ - نیز ملاحظہ ہو: واٹ، محمد مدینہ میں، ص ۲ - ابن اسحاق وغیرہ کے علاوہ دوسرے مآخذ میں کارواں قریش کی امارت صفوان بن امیہ جمحی کے ہاتھ میں تھی۔ واٹ کا اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مکہ میں ابوسفیان کا ایک مخالف فریق ابھر رہا تھا صحیح نہیں ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قریشی کارواں مختلف سردارانِ قریش کی قیادت میں شام جاتے رہے تھے - اور عموماً یہ کارواں قریش کے انفرادی خاندانوں کے ہوتے تھے۔ عام طور سے پورے قبیلہ کا ایک قافلہ نہیں جاتا تھا۔ صرف بدر سے پہلے جانے والا کارواں قومی یا قبائلی سطح کا تھا جس کے خاص اسباب تھے -

۱۹۶- حضرت زید بن حارثہؓ کا یہ سریہ العیص گیا تھا۔ ایک مکی کارواں ابوالعاص بن ربیعؓ، داماد رسول کریمؐ کی زیرِ قیادت شام سے مکہ واپس ہو رہا تھا - اس میں حضرت ابوالعاصؓ کی اپنی تجارت کے علاوہ بعض دوسرے قریشی تاجروں کی دولت بھی لگی تھی۔ بہرحال العیص میں اس پر حضرت زیدؓ نے چھاپہ مارا اور اس بار کارواں کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں کو بھی پکڑ لیا اگرچہ امیر کارواں بچ نکلے تھے۔ لیکن وہ بعد میں خود مدینہ آگئے تھے اور اپنی مسلم بیوی حضرت زینبؓ کے یہاں پناہ گزیں ہوئے تھے - اس سریہ میں دو اہم نکات توجہ کے طالب ہیں - اول یہ کہ یہ چھاپہ العیص میں مارا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مقام سے قریشی کارواں کا گزرنا ناگزیر تھا جیسا کہ کہیں اور کہا جا چکا ہے - دوسرے غالباً مکہ والوں نے اپنی گرتی ہوئی تجارت کو آخری سنبھالا دینے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کا سہارا لیا تھا شاید اس خیال سے کہ مسلمان ایسے کسی قریشی کارواں پر حملہ نہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۱۶ - ابن سعد جلد دوم ص ۸۷ - واقدی ص ۵۵۳-۵۵۵ ، طبری جلد دوم ص ۶۴۱ ، نیز واٹ محمد مدینہ میں، ص ۴۵ - موصوف کا یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ کو حضرت زینبؓ کی مداخلت پر پناہ اور بعد میں ان کا مالِ تجارت واپس دے کر ایک نئی پالیسی اختیار کی تھی اور جس کا مقصد مکہ والوں کو جیتنا تھا! اور حقیقت میں اس کا یہی اثر ہوا تھا - اس سریہ کے سلسلے میں یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ مکہ والوں نے یہ کارواں عراقی شاہراہ سے بھیجا تھا لیکن اس پر بھی وہ شامی شاہراہ پر جانے والے کارروانوں کی طرح مسلمانوں سے بچ نہ سکا۔

۱۹۷- متعدد جدید مورخوں نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً واٹ، محمدؐ مکہ میں ص ۳-۲ ۔

۱۹۸- ابن اسحاق ص ۲۹۵ کا بیان ہے کہ گاؤں کی ان دو باندیوں کے درمیان مصالحت اس علاقے کے ایک جہنی سردار مجدی

بن عمرو جہنی نے کرائی تھی۔ اور قرض دار سے قرض خواہ کو اس کی رقم واپس دلانے کا وعدہ کیا تھا۔

۱۹۹- بخاری، الجامع الصحیح، اسلام ابی ذر، ابن سعد جلد چہارم صہ ۲۲۵۔

۲۰۰- واقدی صہ ۳۵۔ بخاری، کتاب المغازی، روایت حضرت سعد بن معاذ۔

۲۰۱- غزوہ قردہ کے بارے میں ابن اسحاق کا ایک جملہ مدینہ سے مخاصمت اور اس کی خطرناکی کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ بدر میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کی وجہ سے قریش اپنے شامی راستے پر کارواں بھیجنے سے خوفزدہ تھے۔ گویا کہ بدر سے پہلے ان کے کارواں اس راستے پر گزرتے تھے وہ اس حقیقت کا اعلان تھے کہ اب تک ان کی تجارت کو کوئی خاص خطرہ نہیں محسوس ہوا تھا ملاحظہ ہو، مذکورہ بالا صہ ۳۶۳۔

۲۰۲- ابن اسحاق صہ ۲۹۱۔

۲۰۳- ابن اسحاق صہ ۲۹۱۔

۲۰۴- ابن اسحاق صہ ۲۹۵ کا بیان ہے کہ ابوسفیان نے قریش کو جو پیغام بھیجا تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ "چونکہ تم لوگ اپنے کارواں اپنے آدمیوں اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اور خدا نے اس کو بچا بھی دیا ہے اس لیے اب واپس آ جاؤ"۔

۲۰۵- ابن اسحاق، صہ ۲۹۵ وغیرہ۔

۲۰۶- اخنس بن شریق ثقفی نے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا جس کے نتیجے میں تمام زہری مکہ واپس چلے گئے تھے اور ماخذ کے مطابق ایک زہری نے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اسی طرح بنو عدی بن کعب بھی جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ بنو ہاشم میں حضرت علی کے بڑے بھائی طالب کچھ اور قریشیوں کے ساتھ مکہ لوٹ گئے تھے جب کہ عقیل بن ابی طالب اور عباس بن عبدالمطلب شامل ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق صہ ۲۹۵ اور صہ ۳۱۲۔

۲۰۷- ابن اسحاق صہ ۲۹۵ کے مطابق ابوجہل نے کہا تھا۔

"خدا کی قسم ہم واپس نہ جائیں گے جب تک بدر تک نہ ہو آئیں وہاں ہم تین دن گذاریں گے اونٹ قربان کریں گے، دعوتیں اڑائیں گے اور شراب پئیں گے اور باندیاں ہمارے لیے ناچیں گائیں گی اور تمام عرب سن لیں گے کہ ہم یہاں آئے اور جمع ہوئے چنانچہ مستقبل میں وہ ہمارا احترام کریں گے"۔

۲۰۸- ابن اسحاق صہ ۹-۲۹۷

۲۰۹- ایضاً

۲۱۰- واقدی صہ ۳۸

۲۱۱- واقدی صہ ۴۷

۲۱۲- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (متوفی ۳۲ھ) دولت مند ترین صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی وفات کے

وقت راہ خدا میں پچاس ہزار دینار کی رقم وقف کی تھی جبکہ ان کی کل دولت کا اندازہ مشکل تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، جلد سوم ص ۱۳۶۔
حضرت سعد بن وقاص زہری (متوفی ۵۵ھ) نے اپنی وفات کے وقت دو لاکھ پچاس ہزار درہم ترکہ چھوڑا تھا۔ ایضاً ص ۱۴۹۔
حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی کو عراق سے چار پانچ لاکھ سالانہ اور صرف سراۃ سے دس ہزار دینار سالانہ کی آمدنی بشکل غلہ ہوتی تھی،
ابن سعد جلد سوم ص ۲۲۱۔ جبکہ ان کا ترکہ بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار پر مشتمل تھا، ایضاً ص ۲۲۲۔

۲۱۳۔ ابن اسحاق ص ۳۳۶۔   ۲۱۴۔ ابن اسحاق ص ۳۷۳۔
۲۱۵۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۶۶۔   ۲۱۶۔ ایضاً ص ۱۳۵۔
۲۱۷۔ واقدی ص ۸۲۱ اور ص ۸۲۳۔   ۲۱۸۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۱۶۶۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل: ۱۲۵)

آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائیے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے ۔



سرورِ انسانیت ﷺ

(بطرزِ پند و نصائح)

سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰت والتسلیمات

بطرز پند و نصائح

تالیف : ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعیؒ سابق پرنسپل شریعت کالج، شام

مترجم: نورالٰہی بی۔اے (آنرز) ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ

عرضِ مترجم

سیرتِ طیبہ سے شغف دیرینہ تھا چنانچہ اس ضمن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم سے بھی مراسلت رہی لیکن اپنی علمی بے بضاعتی کے پیشِ نظر کبھی گمان بھی نہ گزرا تھا کہ میں اس سلسلے میں کوئی علمی کام کر سکوں گا۔ ربیع الاول میں میں بیمار ہو گیا کچہری جانا رک گیا۔ حسنِ اتفاق سے ایک روز برادرِ عزیز جناب مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن تیمار داری کے لیے تشریف لائے اور ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعی مرحوم کی عربی کتاب "السیرۃ النبویہ" لے آئے اور فرمائش کی کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ اس وقت میری ذہنی کیفیت دوگونہ تھی۔ اپنی علمی کوتاہی و کم مائیگی کو دیکھتا تو ہمت جواب دے جاتی اور کتاب کی ورق گردانی کرتا تو چھوڑنے کو جی نہ چاہتا۔ فرمائش ایسی تھی کہ رد نہ کی جا سکتی تھی کیونکہ معاملہ سیرتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میں نے ترجمہ کرنے کا وعدہ کر لیا اور کام کا آغاز کر دیا۔ جُوں جُوں کام کرتا گیا کارگزاری کی رفتار بڑھتی گئی، اور اللہ کا احسان ہے کہ ترجمہ جلد مکمل ہو گیا اور میں صحت یاب بھی ہو گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ورگرنہ بقولِ حافظ شیرازی: ؎

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

قرآنی آیات اور چند احادیث کا ترجمہ میں نے 'تفہیم القرآن' سے نقل کیا ہے جس کے لیے میں ادارہ ترجمان القرآن کا شکرگزار ہوں۔

ڈاکٹر سباعی مرحوم اپنے مجوزہ خاکہ کے مطابق کتاب کی تکمیل سے قبل ہی داعیِ اجل کو لبیک کہہ کر عالمِ آخرت کو سدھار گئے۔ خیال تھا کہ بقایا چار فصلیں تالیف کر کے بطور ضمیمہ اپنی طرف سے شاملِ کتاب کر دوں لیکن احباب کا اصرار ہے کہ ترجمہ کا مسودہ جلد بھیجا جائے۔ اس لیے جو کچھ لکھا جا چکا ہے پیشِ خدمت ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سیرتِ پاک کے بقایا مضامین پر کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

گجرات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　خاکسار

۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ　　　　　　　　　　　　نور الٰہی ایڈووکیٹ

۲۷ر مارچ ۱۹۸۳ء

ترتیبِ مضامین

— مقدمہ
— حیاتِ طیبہ قبل بعثت
— بعثت سے ہجرتِ حبشہ تک
— ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک
— ہجرت اور قیامِ مدینہ
— رسولِ اکرم کے جنگی معرکے
— حجۃ الوداع اور وفات

عرضِ مؤلف

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں اور انھیں اس خدا کا راستہ دکھائیں جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

اور درود و سلام ہو خاتم الرسل سیدنا محمد مصطفیؐ پر جو رسولوں میں سب سے افضل اور داعیانِ الی اللہ میں بزرگ ترین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی سیرتِ مطہرہ کو زندگی کے تمام شعبوں میں ہر مومن کے لیے نمونہ بنایا ہے۔ آپ کے دین سے جملہ شرائع سابقہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ آپؐ کی رسالت کامل ترین ہے اور تمام امکنہ و ازمنہ میں لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے کافی و وافی ہے۔ اللہ کا درود و سلام ہو آپؐ پر اور آپ کے اصحاب پر جو حق و صداقت کی راہ پر گامزن رہے اور جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سلیم الفطرت انسانوں کی عظیم قربانیوں اور صدقِ عقیدہ کے باعث انھیں اقوامِ عالم تک اسلام کے ابدی پیغام کو پہنچانے کے شرف سے سرفراز فرمایا۔ انھوں نے اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر اختیار کیے اور اس راہ میں اپنے خون کے نذرانے پیش کیے اور اس طرح انھوں نے امانت اسلام کی ادائیگی اور تبلیغِ دین کا حق ادا کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ انھیں بنی نوع انسان پر بے پایاں فضیلت حاصل ہے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی گردنیں ان کے احسانات کے نیچے دبی ہوئی ہیں اللہ کی خوشنودی کی سند ہے ان کے لیے اور ان خوش بختوں کے لیے جو ان کے بعد ان سے محبت کریں اور دعوت الی اللہ کے علم کو قیامت تک تھامے رکھیں۔

یہ نصائح میں نے شدتِ مرض کے دوران میں بعجلت قلمبند کی ہیں اور قبل ازیں میں نے انھیں شریعت کالج کے سالِ اوّل کے طلبہ کے سامنے بالتفصیل بیان کیا جس سے میری غرض و غایت یہ تھی کہ میں سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان زرّیں واقعات کو اُجاگر کروں جن کا جاننا ہر فردِ مسلم، ہر قانون دان اور فقیہ اور ہر اسلامی تحریک کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ ان میں غور و فکر کریں اور ان کو اپنا نصب العین بنائیں نیز اس ذریعہ سے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا مقام حاصل ہو اور لوگوں کے مابین دعوتِ اسلام کی کامیابی اور ان کے لیے اللہ جل شانہٗ کی مقبولیت اور خوشنودی کی راہیں کھل جائیں اور نعمت بھری جنتوں میں انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی معیت کا شرف حاصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنّات تجری من تحتھا الانہار خالدین فیھا وذٰلک الفوز

العظیم ۔ (النساء - ۱۳)

(ترجمہ : جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے)

میں نے سیرتِ مطہرہ کا بیان درج ذیل طریقے پر کیا ہے :

ا - مقدمہ جو ان دو امور پر مشتمل ہے ۔

(۱) سیرت نبوی کی خصوصیات اور اس کے مطالعہ کا فائدہ ۔

(۲) سیرت نبوی کے مصادر و مآخذ صحیحہ ۔

ب - سیرت النبی کی تفصیل و تفہیم ، اور یہ دس فصلوں پر حاوی ہے :

فصل اول ——— نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت ۔

فصل دوم ——— آنحضرت کی بعثت کے بعد ہجرت حبشہ تک کے واقعات ۔

فصل سوم ——— ہجرت حبشہ تا ہجرت مدینہ ۔

فصل چہارم ——— ہجرت مدینہ اور آنحضرت کا قیام مدینہ ۔

فصل پنجم ——— آنحضرت کے جنگی معرکے از غزوۂ بدر تا فتح مکہ ۔

فصل ششم ——— فتح مکہ کے بعد جزیرۃ العرب میں اسلام کی نشر و اشاعت ۔

فصل ہفتم ——— فتح مکہ سے لے کر آپ کی وفات تک کے واقعات ۔

فصل ہشتم ——— مدینہ منورہ میں قانون اسلامی کے نفاذ کی خصوصیات ۔

فصل نہم ——— آنحضرت کے اخلاق حمیدہ اور اس ضمن میں مستشرقین اور مشنریوں کی افتراء پردازیاں ۔

فصل دہم ——— آنحضرت کی ذات والا صفات اور آپ کی رسالت کے اثرات ۔

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو عجلت میں قلمبند کیا گیا ہے ۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گوشوں کو اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے مطالعہ سے شریعت کالج کے طلبہ اور طالبات کو سیرۃ مطہرہ سے عشق و محبت کا لگاؤ پیدا ہو اور وہ اس کے معانی و اسباق سے اپنے اخلاق کی اصلاح کریں اور اپنے آپ میں وہ صفات پیدا کریں جن پر استقامت و مداومت کے ذریعے انھیں لوگوں میں قیادت کا مقام حاصل ہو وہ لوگوں کو ہدایت کی دعوت دیں یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس جاہلیت جدیدہ کے دور میں بھی سراج منیر ثابت ہو جس کی ضیا پاشیوں سے تاریکیاں کافور ہوں ، لوگوں کے فکر و نظر میں اسلام کی حرارت پیدا ہو ، وہ اسلام کے جادۂ مستقیم پر گامزن ہوں اور سیرت مطہرہ جو اسوۂ حسنہ ہے ہم مسلمانوں کو از سرِ نو عالم انسانیت میں امامت و قیادت کا مقام عطا فرمائے اور امت مرحومہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دوبارہ محقق ہو جائے کہ :

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

(آل عمران: ۱۱۱)

(ترجمہ: اب دنیا میں وُہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو)

دمشق ۱۳۸۱ھ ○ مصطفیٰ السباعی

مقدمہ

۱۔ سیرتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کی خصوصیات

سیرتِ نبوی متعدد فضائل و محاسن کی جامع ہے جن کا مطالعہ روحانی، عقلی اور تاریخی فوائد کا حامل ہے۔ یہ مطالعہ علماء قانون، داعیانِ الی اللہ اور اجتماعی اصلاح کا اہتمام کرنے والوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس کے ذریعے لوگوں تک مسائل شریعت کی تبلیغ بدیں طور مقصود ہے کہ وہ اپنے گھمبیر مسائل اور پیچیدہ اور مشکل ترین حالات میں سیرۃ مطہرہ سے رہنمائی حاصل کریں اور اسے ملجا و ماویٰ قرار دیتے ہوئے مضبوط پکڑیں تاکہ عامۃ الناس کے دل و دماغ دعوت اسلامی کے کارکنوں کے لیے کھل جائیں اور وہ اصلاح جس کی دعوت مصلحین دیتے ہیں روبکار آئے اور کامیابی سے ہمکنار ہو۔ ہم یہاں سیرتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کی واضح ترین خصوصیات بیان کرتے ہیں۔

اوّلاً یہ کہ یہ سیرت کسی نبیِ مرسل یا کسی عظیم ریفارمر کی صحیح ترین تاریخی سیرت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت صحیح ترین علمی طریقے سے اور مضبوط ترین ثبوت کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے جیسا کہ ہم ماٰخذِ سیرت کی بحث میں بیان کریں گے۔ سیرتِ مطہرہ کے اہم ترین واقعات و احوال میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اگرچہ ازمنہ متاخرہ میں جاہلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹے معجزات اور خلافِ سنّت واقعات اختراع کیے جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے انحراف و تجاوز کا نتیجہ اور شانِ نبوت میں افراط و تفریط پر مبنی ہیں لیکن ان کی چھان پھٹک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جلالتِ شان اور قدسیتِ رسالت اور عظمتِ سیرت کی معرفت ان ماٰخذ کے ذریعے بہت آسان ہے۔

صحتِ سیرت کی خصوصیت ایسی ہے کہ اس میں شک و شبہ کا گزر نہیں اور یہ صحتِ احوال انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کی سیرت میں بھی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے صحیح واقعات خلط ملط ہیں کیونکہ یہود نے ان میں کتربیونت اور تحریف کر دی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی سیرت کے استخراج کے لیے ہم موجودہ توراۃ پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ مغربی ناقدین میں سے اکثر نے تورات کے بعض پاروں پر شک و شبہ کا اظہار کیا ہے اور کچھ ناقدین کا موقف یہ ہے کہ بعض اسفار توراۃ موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ یا اس سے قریبی زمانہ میں نہیں لکھے گئے بلکہ کافی عرصہ بعد غیر معروف کاتبوں نے انھیں قلمبند کیا اور صرف یہی امر توراۃ میں بیان کردہ موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کو مشکوک قرار دینے کے لیے کافی ہے اس لیے کسی مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس میں سے کسی بات کی صحت کو

تسلیم کرے ماسوائے ان واقعات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم یا سنتِ نبویہ صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مسیحی کلیسوں میں موجودہ مروجہ اناجیل سیدنا مسیح علیہ السلام کے صدیوں بعد قلمبند ہوئیں۔ اور اس وقت عیسائیوں کے پاس جو سیکڑوں انجیلیں تھیں ان میں سے بغیر کسی علمی تحقیق کے منتخب کی گئیں اور ان مروجہ انجیلوں کی نسبت اور سند ان کے لکھنے والوں کے ساتھ کسی علمی طریقے سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی بلکہ غیر متصل ہے جس پہ اظہارِ اطمینان نہیں کیا جا سکتا، نیز مغربی ناقدین کے نزدیک ان کے اناجیل کے مولفین کے نام بھی مختلف فیہ ہیں اور اس امر میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ کس زمانے میں ہوئے ہیں۔

جب ان رسولوں کی سیرتوں کا یہ حال ہے جن کے مذاہب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں تو بدھ اور کنفیوشس جیسے بانیانِ مذاہب اور دیگر مفکرین جو ہزارہا سال پہلے گزر چکے ہیں ان کی سیرتوں میں رطب و یابس کے پائے جانے کا زیادہ قوی احتمال ہے۔ ان کے متبعین ان کے بارے میں جو روایات نسلاً بعد نسلٍ نقل کرتے آئے ہیں وہ علمی نقطۂ نظر سے معتبر نہیں کیونکہ ان میں ہر دور میں کاٹ چھانٹ اور تحریف ہوتی رہی ہے اور وہ اساطیر و خرافات کے قبیل سے ہیں جن کی تصدیق ایک غیر متعصب ناقد نہیں کر سکتا۔

اس طرح ہمارے پاس صحیح ترین اور متواتر ثبوت کے اعتبار سے قوی ترین سیرت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک ہی ہے۔

ثانیاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں آپ کے والد ماجد سیّد عبداللہؓ اور والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ کے نکاح سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کے جملہ واقعات پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ کی ولادت، طفولیت، شباب، قبل نبوت کاروبار اور مکہ مکرمہ کے باہر مختلف سفروں کے بارے میں ہمارے پاس کثیر معلومات ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کے منصب پر مبعوث فرمایا تو اس کے بعد کے جملہ حالات و واقعات بھی ہم سال بہ سال دقیق ترین، واضح ترین اور کامل ترین شکل میں محفوظ پاتے ہیں۔ آپ کی سیرت سورج کی طرح چمک رہی ہے جیسا کہ بعض مغربی ناقدین نے کہا ہے کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت ہی ایک اکلوتی شخصیت ہے جو اپنے ساتھ سورج کی روشنی لیے ہوئے ہے۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کی نظیر یا اس کے لگ بھگ مثل انبیاء سابقین میں سے کسی نبی و مرسل کی سیرت میں نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کی طفولیت، شباب اور قبل نبوت کی معیشت کا ہمیں کچھ علم نہیں اور بعثت کے بعد کی زندگی کے بارے میں بھی ہماری معلومات بہت قلیل ہیں اور آپ کی مکمل شخصیت کا نمونہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسی طرح کہا جاتا ہے اور ہم آپ کی طفولیت کے بارے میں صرف وہی کچھ جانتے ہیں جس کا تذکرہ موجودہ اناجیل میں ہے یعنی یہ کہ آپ یہود کی ہیکل میں داخل ہوئے اور ان کے علماء سے مباحثہ کیا۔ آپ کے لڑکپن کے بارے

میں بھی ایک واقعہ ہے جو مذکور ہے۔ پھر ہم آپ کی نبوت کے بعد کے حالات کے بارے میں ماسوائے آپ کی دعوت و تبلیغ کے کچھ نہیں جانتے آپ کے اسلوبِ معیشت کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک دیگر امور کا تعلق ہے آپ کی شخصیت خمول کے پردوں میں پوشیدہ ہے۔

اس کے برعکس ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی زندگی کی جزئیات مثلاً آپ کا کھانا پینا، قیام و قعود، لباس، شکل و ہیئت، بول چال، اہلِ خاندان سے معاملہ، آپ کی عبادت گزاری اور نماز اور اپنے اصحاب کے ساتھ آپ کی معاشرت کی دقیق ترین تفصیلات سیرتِ صحیحہ کے مآخذ میں موجود ہیں بلکہ آپ کی سیرت کے راویوں نے اس حد تک باریک بینی کا مظاہرہ کیا ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے سفید بالوں تک کا ذکر بھی کیا ہے۔

ثالثاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک ایسے انسان کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب جلیلہ پر سرفراز فرمایا۔ آپ کی سیرت ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے جسے کبھی بھی انسانیت سے علیحدہ کر کے الوہیت کا مقام نہیں دیا گیا لیکن عیسائیوں کے بقول عیسیٰ علیہ السلام اور بدھوں کی روایات کے مطابق بدھ کی طرف اور بت پرستوں کے ہاں ان کے معبودانِ باطلہ کی طرف الوہیت منسوب کی گئی ہے اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں خدا بنا دیا گیا ہے تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور دوسروں کی سیرتوں میں جلی فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے ان کے متبعین کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں نمایاں اختلاف موجود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور بدھ کے متعلق الوہیت کی نسبت نے ان دونوں کو ایسا مقام دے دیا ہے کہ وہ ہر دو انسان کی شخصی اور اجتماعی زندگی کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ اس شخص کے لیے کامل ترین انسانی نمونہ ہے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ سعادتمندانہ اور اپنی ذاتی حیثیت سے اپنے خاندان اور قبیلے میں شریفانہ زندگی گزارے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاٰخر۔ (الاحزاب ۲۱)

(ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو)

رابعاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت انسانیت کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے۔ یہ سیرت ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ رسالت پر سرفراز فرمائے جانے سے قبل ایک امین اور راستباز نوجوان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیں اس خدا کی طرف بلاتی ہے جس نے آپ کی دعوت کی پذیرائی کے لیے بہترین ذرائع و وسائل مہیا فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری طاقت اور جد و جہد ابلاغِ رسالت میں لگا دی۔ آپ کی سیرت کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی مملکت کے ایسے سربراہ کی طرح ہیں جو اپنی مملکت کا انتظام و انصرام بہترین

طریقے اور سلیقے سے سرانجام دیتا ہو اور راتوں کو جاگ کر اور اخلاص و صداقت کے ساتھ مملکت کی نگرانی کرتا ہو اور اس کی کامیابی کا ضامن ہو۔ رسول اللہ کی سیرت ہمارے لیے واضح کرتی ہے کہ آپ ایک شفیق و مہربان اور حسنِ سلوک کرنے والے خاوند اور باپ ہیں۔ آپ کی سیرت سے زوجین اور اولاد کے حقوق و واجبات کی واضح نشان دہی ہوتی ہے۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک مربّی اور مرشد ہیں جو اپنے اصحاب کی مثالی تربیت کرتے ہیں اور اپنی روحانیت اور ذات ان کے ارواح و نفوس تک اس طرح منتقل کرتے ہیں کہ وہ ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کے نقشِ قدم پر چل کر مکمل فرمانبرداری بجالاتے ہیں آپ کی سیرت ایک ایسے سچے دوست کی سیرت ہے جو اپنے اصحاب کے واجبات ادا کرتا ہو اور اس ضمن میں جملہ التزامات و آداب بجالاتا ہو جس کی وجہ سے آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ اپنی جانوں اور اہل و عیال اور رشتہ داروں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ آپ کی سیرت ایک شجاعت پرور فوجی جرنیل ایک غالب و فاتح قائد ایک کامیاب سیاستدان ایک امانتدار پڑوسی اور ایک سعادت شعار معاہد کی سیرت ہے۔ المختصر یہ کہ آپ کی سیرتِ مبارکہ انسانیت کے جملہ گوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور آپ کی ذات بابرکات میں ہر اصلاحی تحریک، ہر قائد، ہر باپ، ہر خاوند، ہر دوست، ہر مربّی، ہر سیاستدان اور ہر سربراہِ مملکت وغیرہ کے لیے صالح ترین نمونہ موجود ہے۔

اس قسم کا جامع ترین یا اس سے قریب ترین نمونہ انبیاء سابقین، بانیانِ مذاہب اور متقدمین و متاخرین فلاسفہ کی سیرتوں میں نہیں ملتا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی مثال ایک ایسے زعیم کی سی ہے جس نے اپنی اُمّت کو غیر اللہ کی عبادت سے نجات دلائی اور اصلاحِ اُمت کے لیے قواعد و مبادی وضع کیے لیکن آپ کی سیرت میں جنگ کرنے والوں یا مربیوں یا سیاستدانوں یا سربراہانِ مملکت یا باپوں یا خاوندوں وغیرہ کے لیے نمونہ نہیں ملتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ایک ایسے عابد و زاہد داعی کی سی ہے جس نے دنیا کو ٹھکرا دیا اور جس کے پاس گھر نہ گھاٹ تھا اور نہ مال و متاع۔ عیسائیوں کے ہاں آپ کی جو سیرت موجود ہے اس میں فوجی جرنیل، رئیسِ مملکت، باپ، خاوند اور قانون دان وغیرہ کے لیے کوئی نمونہ نہیں ملتا جس طرح کہ سیرتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ میں ملتا ہے۔ اسی طرح بدھ، کنفیوشس، ارسطو، افلاطون اور نپولین وغیرہ عظیم تاریخی شخصیتوں کی سیرتیں بھی نمونہ نہیں بن سکتیں کیونکہ ان میں جامعیت مفقود ہے اور وہ زندگی کے متعدد پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کو نمایاں کرتی ہیں جس کی وجہ سے ان مشاہیر کو شہرت نصیب ہوئی اور تاریخ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد انسان ہیں جو تمام اقوامِ عالم اور تمام لوگوں کے لیے ہر حال میں قائد و راہبر بن سکتے ہیں۔

خامسًا یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت آپ کی رسالت و نبوت کی صداقت کے ایسے دلائل مہیا کرتی ہے جن میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ درحقیقت یہ ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے جو اپنی دعوتی زندگی میں یکے بعد دیگرے مختلف مراحل سے گزر کر کامیابی سے ہمکنار ہوا اس کامیابی کا حصول خارق عادت یا معجزانہ طور پر نہ تھا بلکہ یہ کامیابی خالص طبیعی طریقے سے حاصل ہوئی۔ آپ نے دعوت پیش کی جس کی پاداش میں آپ کو ایذا دی گئی۔ آپ نے دین کی تبلیغ کی

اور اس طرح آپ کو تحریک کے لیے حامی و ناصر میسر آئے۔ آپ کو جنگ پر مجبور کیا گیا اور آپ نے جنگی معرکے سر کیے۔ آپ فہیم و دانشمند تھے اور قیادت و امامت کی صلاحیتوں کے حامل تھے۔ آپ کی وفات سے قبل پُورے جزیرۃ العرب میں آپ کی دعوت کی پذیرائی بطریقِ ایمان و تسلیم ہو چکی تھی اور اس قبولیتِ دعوت میں کسی قہر و غلبہ یا ظلم و زیادتی کا دخل نہ تھا بلکہ جو شخص بھی عربوں کے عقاید و عادات سے واقف تھا اور اس بات سے بھی آگاہ تھا کہ انہوں نے کس طرح مختلف ہتھکنڈوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا راستہ روکنے کی کوشش کی یہاں تک کہ آپ کے قتل کے منصوبے تیار کیے لیکن وُہ اپنے مذموم عزائم میں ناکام رہے اور جس شخص کو بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس جنگی ساز و سامان اور افرادی قوت آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں کم تھی لیکن اس کے باوجود آپ ہر معرکے میں فتحیاب ہوئے اور جس نے بھی دیکھا کہ تھوڑی سی مدت یعنی ۲۳ سال میں آپ کی تحریکِ رسالت عظیم کامیابی سے ہمکنار ہُوئی وہ یہ یقین کیے بغیر نہ رہ سکا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قدر ثابت قدمی و قوت اور تاثیر و تائید سے صرف اسی لیے نوازا کہ آپ نبی برحق ہیں اور جو کوئی بھی نبی برحق کے لیے اس بے مثل تاریخی تائیدِ ایزدی کو تسلیم نہیں کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے خالص عقلی طریقے سے آپ کی رسالت کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معجزات وقوع پذیر ہُوتے ہیں وہ آپ کی دعوت پر عربوں کے ایمان لانے کے لیے بطور اساسِ اوّل نہیں ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ معاند کافر آپ کے کسی معجزے کی وجہ سے آپ پر ایمان نہیں لاتے باوجود اس کے کہ مادی معجزات دیکھنے والوں کے لیے حجت کا کام دیتے ہیں اور یہ بات قطعی ہے کہ اہلِ تسلیم و رضا نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش نہیں کی اور نہ ہی معجزات کا مطالبہ کیا بلکہ وُہ آپ کے دعوائے نبوت کی صداقت کے لیے خالص عقلی دلیلوں کی بنیاد پر آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور انہی عقلی دلائل میں سے قرآن کریم بھی ہے جو ایک عقلی معجزہ ہے اور ہر انصاف پسند عقلمند کو مجبور کرتا ہے کہ وہ دعوائے رسالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لائے۔

سیرتِ محمدیہؐ کی اس مذکورہ خصوصیت میں اور انبیاءِ سابقین کی جو سیرتیں ان کے متبعین کے ہاں محفوظ ہیں ان میں اس اعتبار سے مکمل اختلاف موجود ہے۔ یہ سیرتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ ان انبیاءؑ پر لوگ ان کی دعوت کے اصول و مبادی کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر ایمان نہ لائے اور ان کے فرمانبردار نہ بنے بلکہ صرف اسی وقت ایمان لائے جب انہوں نے انبیاءؑ کے ہاتھوں معجزات و خوارق کا مشاہدہ کیا۔ اس کی واضح ترین مثال سیدنا مسیح علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ہمیں یہ بتاتا ہے کہ انہوں نے اپنی رسالت کی صداقت پر یہود کو مطمئن کرنے اور انہیں قائل کرنے کے لیے جن معجزانہ دلائل کا سہارا لیا وُہ یہ تھے کہ وہ اللہ جل شانہٗ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے ہیں، بیماروں کو شفایاب اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور انہیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ کیا کھاتے ہیں اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں۔ موجودہ انجیلیں ہمیں بتاتی ہیں کہ صرف انہی معجزات کے سبب لوگ

جو ق در جوق ان پر ایمان لائے اور انہیں خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ انجیلوں کے مطابق وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا رسول جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے تسلیم نہ کرتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیت کی نشر و اشاعت معجزات و خوارق عادات ہی کے ذریعہ ہوئی اور اس کی سب سے بڑی شہادت عہد نامہ جدید کی کتاب "اعمال الرسل" میں موجود ہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ موجودہ مسیحیت جس پر اس کے متبعین کا ایمان ہے ایک ایسا دین ہے جس کی بنیاد معجزات و خوارق پر ہے نہ کہ عقلی ترغیب پر۔ اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی یہ خصوصیت بالکل واضح ہے کہ آپ پر کوئی ایک شخص بھی معجزات خارقہ کے ذریعے ایمان نہیں لایا بلکہ جو کوئی بھی دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہوا معقول طریقے سے وجدانی طور پر رسالت کی صداقت کا قائل ہو کر ایمان لایا۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات خارقہ سے بھی مشرف فرمایا ہے لیکن یہ معجزات آپ کو عظمت و کرامت کے طور پر اور آپ کے منکر دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لیے دے گئے۔ جو شخص بھی قرآن کریم کا تتبع کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے لوگوں کو قائل کرنے کے لیے عقلی محاکمہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم صناعی کے محسوس مشاہدہ اور اُفق نبی کی معرفت تامہ پر انحصار کیا ہے اور اس طرح قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت کی روشن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عنکبوت میں فرمایا ہے:

وقالوا لولا انزل علیه اٰیات من ربه ، قل انما الاٰیات عند الله ، وانما انا نذیر مبین ، اولم یکفهم انا انزلنا علیك الكتاب یتلی علیهم ، ان فی ذٰلك لرحمة وذكرٰی لقوم یؤمنون۔ (العنکبوت : ۵۰ ، ۵۱)

(ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے؟ کہو "نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کر" اور کیا ان لوگوں کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے؟ درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں)

جب کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت و تکرار کے ساتھ معجزات کی فرمائش کی جیسا کہ امم سابقہ فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتی آئی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ وہ ان کو قرآن کے الفاظ میں یہ جواب دے دیں:

سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولا ؟

(ترجمہ: پاک ہے میرا پروردگار، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟)

اس ضمن میں سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان غور طلب ہے:

وقالوالن نؤمن لك حتى تفجرلنا من الارض ينبوعاً، او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجرالانهار خلالها تفجيراً، او تسقط السمآء كما زعمت علينا كسفاً او تاتی بالله والملٰئکة قبیلا، او یکون لك بیت من زخرف او ترقیٰ فی السمآء، ولن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤه قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولا؟

(بنی اسرائیل : ۹۰-۹۳)

(ترجمہ: اور انہوں نے کہا ”ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تُو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اُوپر گرا دے، جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے، یا خدا کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے، یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے، یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تُو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں“ اے نبی! ان سے کہو، پاک ہے میرا پروردگار، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟)

اسی طرح قرآن صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغام لانے والے انسان ہیں اور یہ کہ دعوائے رسالت میں آنحضرتؐ کا انحصار خوارق و معجزات پر نہیں بلکہ آپ صرف لوگوں کے دل و دماغ کو خطاب کرتے ہیں۔

(فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام۔ الانعام : ۱۲۵)

(ترجمہ، پس یہ حقیقت ہے کہ جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے)

ب۔ سیرۃ نبویہ کے مآخذ

سیرت نبویہ کے قابلِ اعتماد بڑے بڑے مصادر کا انحصار مندرجہ ذیل چار مآخذ پر ہے:

۱۔ قرآن کریم

یہ سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و محاسن کے ضمن میں بنیادی ماخذ ہے۔ قرآن کریم آپ کی پیدائش، نشو و نما اور تربیت کے بارے میں بیان کرتا ہے:

الم یجدك یتیماً فاویٰ، ووجدك ضالاً فهدیٰ۔ (الضحیٰ : ۶-۷)

(ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی)

قرآن کریم آپ کے اخلاقِ عالیہ کریمانہ کو اس طرح پیش کرتا ہے:

وانك لعلیٰ خلق عظیم۔ (القلم، ۴)

(ترجمہ: اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو)

دعوتِ اسلامی کے سلسلے میں جو تکالیف و مصائب آپ کو برداشت کرنا پڑے قرآن انہیں بھی بیان کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ مشرکین اللہ عزّ و جل کے دین کا راستہ روکنے کے لیے آپ پر سحر اور جنون کے الزامات بھی لگاتے رہے اور دیگر آوازے بھی کستے رہے۔ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور اس کے بعد آپ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، اُحد، احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے حالات بھی بیان کرتا ہے اور آپ کے بعض معجزات مثلاً معجزۂ اسراء و معراج کا ذکر بھی ملتا ہے۔ المختصر یہ کہ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ چونکہ یہ کتاب کریم رُوئے زمین پر ثقہ ترین کتاب ہے اور ایسے تواتر کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل و فہیم انسان کو اس کے نصوص اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک و ارتیاب کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قرآن کریم علی الاطلاق سیرت کے واقعات کے لیے صحیح ترین ماخذ ہے۔

لیکن قرآن کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ قرآن وقائع نبویہ کی تفصیلات بیان نہیں کرتا بلکہ واقعات کا اجمالی ذکر کرتا ہے۔ جب قرآن کسی جنگی معرکے کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کے اسباب بیان نہیں کرتا نیز مسلمانوں اور مشرکوں کی افرادی قوت اور جنگی مقتولین اور مشرک قیدیوں کی تعداد بیان نہیں کرتا بلکہ اس معرکے پر تبصرہ کرتا ہے اور جو ہدایات اور پند و نصائح اس سے حاصل ہوتی ہیں صرف ان کا ذکر کرتا ہے نیز انبیاءِ سابقین اور اُمم ماضیہ کے جو قصص قرآن میں بیان ہوئے ہیں ان میں بھی یہی اسلوب کارفرما ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل حالاتِ زندگی کے استخراج کے لیے ہم نصوصِ قرآنی متعلقہ سیرتِ نبویہ پر اکتفا نہیں کر سکتے۔

۲۔ سنّتِ نبویہ صحیحہ

سنّتِ نبویہ صحیحہ کے بارے میں عالمِ اسلامی میں ائمۂ حدیث کی جن کتابوں کو صحت و صداقت و ثقاہت کے اعتبار سے مستند مانا جاتا ہے وہ صحاح ستہ ہیں۔ یعنی بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ۔ اور موطا امام مالک اور مسند امام احمد بھی اسی قبیل سے ہیں۔ یہ سب کتابیں بالخصوص بخاری و مسلم صحت و ثقاہت اور تحقیق کے لحاظ سے بہت بلند پایہ ہیں۔ ان کے علاوہ حدیث کی دیگر کتابوں میں صحیح و حسن روایات بھی ہیں اور کچھ کتابوں میں ضعیف روایات بھی شامل ہیں۔

یہ کتابیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ، آپ کے معمولات اور دیگر واقعات و جنگی معرکوں پر حاوی ہیں اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے غور و فکر کے لیے مواد مہیا کرتی ہیں اگرچہ بعض شاذ واقعات کا مواد ناتمام ہی کیوں نہ ہو۔ ان کتابوں سے متعلق یہ امر ہمارے لیے موجبِ اطمینان ہے اور ان پر ہمارے اعتماد کو مضبوط کرتا ہے کہ ان کی روایت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تک متصل سند سے ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت و ملازمت اختیار کی اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی امداد فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس ان کی تربیت فرمائی اور ایسی جماعت تیار کی جو استقامتِ اخلاق، قوتِ ایمان، صدقِ مقال، معراجِ روحانیت اور کمالِ دانش و بینش کے اعتبار سے تاریخ انسانی میں کامل ترین جماعت تھی۔ اور جو کچھ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سندِ صحیح متصل کے ذریعے روایت کیا ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم اسے بطورِ تاریخی حقیقت تسلیم کریں اور ہمیں اس میں کسی قسم کا شک و خلجان لاحق نہ ہو۔

فتنہ پرداز مستشرقین اور مغرب آزاد منش مسلمان جنہوں نے اپنے دین کو ہلکا سمجھ رکھا ہے اور علماءِ مغرب کی اندھی تقلید کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان کی یہ کوشش ہے کہ ہمارے پاس سنت کی معتمد کتب جو موجود ہیں انھیں مشکوک قرار دیا جائے اور ذریعے سے شریعت کے انہدام کی راہ ہموار کی جائے اور واقعات سیرت میں شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے اور اسی کی توفیق سے معاندین کے باطل تیروں کو ان پر لوٹایا جاتا ہے اور ان کی پُرفریب چالوں کو ان ہی کے حلقوم کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب "السنۃ و مکانتہا من التشریع الاسلامی" میں علماءِ اسلام کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے سنتِ نبویہ کی تحقیق و تفحص میں صرف کیں۔ نیز مستشرقین اور ان کے مقلدین کے جملہ شبہات کا ازالہ کیا ہے اور علمی طریقے سے ان کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دئے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھے اس کا ثواب عطا کرے اور قیامت کے روز میری اس حقیر کوشش کو میرے نامۂ اعمال کے حسنات کے پلڑے میں ڈالے۔ آمین۔

۳۔ عہدِ رسالت کے ہمعصر عرب شعرا کا کلام

یہ حقیقت ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کی دعوت کے برخلاف اپنے شعراء کی زبانوں سے بھرپور حملے کروائے اس لیے مسلمانوں نے بھی مجبوراً اپنے شعراء مثلاً حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ سے ان کی تردید کروائی۔ کتبِ ادب اور کتبِ سیرت میں ان اشعار کا بیشتر حصہ موجود ہے جن سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کے بارے میں اور دعوتِ اسلامی کی ابتدا سے لے کر اس کے پروان چڑھنے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے تک کے بہ کثرت واقعات و حقائق معلوم کر سکتے ہیں۔

۴۔ کُتبِ سیرت

سیرت نبویہ کے واقعات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے بعد آنے والوں کو روایت کیے ہیں۔ اور بعض صحابہ نے تو سیرت کے دقائق اور تفصیلات کے تتبع میں خصوصی کام کیا ہے۔ پھر ان اخبار و وقائع کو تابعین نے تبع تابعین تک منتقل کیا اور اپنے ہاں صحیفوں میں مدوّن کیا۔ بعض حضرات تابعین تو ان کی پُوری طرح حفاظت کرنے میں خصوصیت کے حامل ہیں۔ مثلاً ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ (۳۲ھ - ۱۰۵ھ) اور عروہ بن زبیر بن العوام (۲۳ھ - ۹۳ھ) اور چھوٹے تابعین میں سے عبداللہ بن ابوبکر انصاری (متوفی ۱۳۵ھ) اور محمد بن مسلم بن شہاب (۵۰ھ - ۱۲۴ھ، جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں ان کے حکم سے سنت کو جمع کیا) اور عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری (متوفی ۱۲۹ھ)۔

پھر سیرت کی حفاظت کا کام ان کے بعد والوں کے حصے میں آیا جنھوں نے یکسوئی کے ساتھ اس کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا۔ سیرت کے اولین مصنفین میں سے مشہور ترین مصنف محمد بن اسحاق بن یسار (متوفی ۱۵۲ھ) ہے جمہور علماء اور محدثین (ماسوائے مالکؒ اور عروہ بن زبیر کے) اس کی توثیق پر متفق ہیں۔ صرف ان دو بڑے عالموں نے محمد بن اسحاق کی کتاب کی عیب چینی کی ہے لیکن علماء محققین نے ان دونوں کی تجریح کو شخصی عداوت پر محمول کیا ہے جو ان دونوں اور ابن اسحاق کے مابین تھی۔ ابن اسحاق نے اپنی کتاب "المغازی" ان احادیث اور روایات سے تالیف کی جو اس نے بذاتِ خود مدینہ منورہ اور مصر میں سنیں۔ اگرچہ یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی اور ہمارے قیمتی علمی ورثے سے مفقود ہو چکی ہے لیکن اس کتاب کے اکثر مضامین سیرت ابن ہشام میں محفوظ اور باقی ہیں جنھیں ابن ہشام نے اپنے شیخ بکائی کے حوالے سے روایت کیا ہے جو ابن اسحاق کے مشہور ترین تلامذہ میں سے تھا۔

سیرت ابن ہشام

وہ ابو محمد عبدالملک بن ایوب حمیری ہے جس کی پیدائش، نشوونما اور تربیت بصرہ میں ہوئی اور وفات بر بنائے اختلاف روایت ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ میں ہوئی۔ ابن ہشام نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویہ" ان روایات کی بناء پر تالیف کی جو اس کے شیخ بکائی نے ابنِ اسحاق سے روایت کیں۔ اس کے علاوہ ابن ہشام نے اپنے دیگر شیوخ سے بھی روایات حاصل کیں جن کا مذکور ابنِ اسحاق کی سیرت میں نہیں ہے اور ابن اسحاق کی ان روایات کو ترک کر دیا جو اس کے ذوقِ علمی اور تنقید کی کسوٹی پر پُوری نہ اُتریں اور اس نے اس طرح سیرت نبویہ کے صحیح ترین، دقیق ترین اور کامل ترین مآخذ سے ایک کتاب تالیف کی جسے وہ قبولِ عام نصیب ہُوا کہ دوسرے لوگ بھی اپنی کتابوں کو اسی کی طرف منسوب اور اسی نام سے موسوم کرنے لگے اور اندلس کے دو عالموں سہیلی (۵۰۸ھ - ۵۸۱ھ) اور خشنی (۵۳۵ھ - ۶۰۴ھ) نے سیرت ابن ہشام کی شرح لکھی۔

طبقات ابنِ سعد

وہ محمد بن سعد بن منیع زہری ہے جو ۱۶۸ھ میں بصرہ میں پیدا ہوا اور ۲۳۰ھ میں بمقام بغداد فوت ہوا۔ وہ مغازی اور سیرت کے مشہور مورخ واقدی (۱۳۰ھ - ۲۰۷ھ) کا منشی تھا۔ ابن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات" میں سیرۃ رسول علیہ السلام کے ذکر کے بعد صحابہ اور تابعین کا ذکر ان کے طبقات، قبائل اور اماکن کے لحاظ سے کیا ہے اور اس کی کتاب "الطبقات" سیرت کے ابتدائی ثقہ ترین مصادر میں سے ہے اور صحابہ اور تابعین کے ذکر میں محفوظ ترین ماخذ شمار ہوتی ہے۔

تاریخ طبری

وہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (۲۲۴ھ - ۳۱۰ھ) ہے جو ایک امام، فقیہ اور محدّث ہے نیز فقہ میں صاحب مذہب بھی ہے لیکن اس کے فقہی مسلک کو زیادہ فروغ حاصل نہیں ہوا۔ اس نے اپنی مبسوط تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں کتاب تالیف کی اور پھر اپنی وفات کے قریب تک دولت ہائے اسلامیہ کی تاریخ لکھتا رہا۔

طبری کو اپنی مرویات کے باب میں ثقہ حجت کا مقام حاصل ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی روایت کردہ اکثر احادیث ضعیف یا باطل ہیں کیونکہ اس نے ان کی اسناد کو اپنے دور کے معروف راویوں تک بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے مثلاً ابی مخنف کی روایات ہیں جو ایک متعصب شیعی تھا لیکن اس کے باوجود طبری نے اس کی مرویات میں سے اکثر اس کی سند اس طرح لی ہیں گویا کہ وہ ان کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو بری قرار دے رہا ہو اور پورا بوجھ ابی مخنف پر ڈال رہا ہو۔

تالیفِ سیرت کے اسلوب میں تبدیلی

بعد ازاں سیرت کی تالیف میں انقلاب رونما ہوا اور سیرت کے بعض پہلوؤں کو تالیف کے لیے مختص کر لیا گیا۔ اس ضمن میں یہ کتابیں قابلِ ذکر ہیں:

اصفہانی کی "دلائل النبوۃ"، ترمذی کی "الشمائل المحمدیہ"، ابن قیم جوزی کی "زاد المعاد"، قاضی عیاض کی کتاب "الشفاء" اور قسطلانی کی "المواہب اللدنیہ" جس کی شرح زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے آٹھ جلدوں میں لکھی)

ہر دور کے علماء امت سیرتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ابنائے زمانہ کے ذوق کے مطابق نئے نئے اسلوب سے لکھتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہمارے اس دورِ جدید میں سیرت کی مشہور ترین

مولفات میں سے شیخ محمد خضری رحمہ اللہ کی کتاب "نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلینؐ" ہے جسے بہترین پذیرائی حاصل ہوئی اور یہ کتاب دنیائے اسلام کے اکثر علاقوں میں دینی مدارس کے نصاب میں شامل کر لی گئی ہے۔

فصلِ اوّل

آنحضرتؐ کی حیاتِ طیّبہ قبلِ بعثت

۱۔ تاریخی واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت سے متعلق ثابت شدہ خبروں سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں :

(۱) آنحضرتؐ اہلِ عرب کے گھرانوں میں سے بزرگ ترین گھرانے میں پیدا ہُوئے اور آپ کا خاندان قبیلہ قریش کی عالی قدر شاخ یعنی بنی ہاشم تھا۔ قریش دربارِ عرب میں برگزیدہ ، پاک نسب اور بلند پایہ قبیلہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق اور سب سے بہتر گروہ (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا اور (انسانوں کے) دونوں فریق (یعنی عرب وعجم) کو بہتر بنایا ، پھر قبیلوں کا انتخاب کیا اور مجھے سب سے بہتر قبیلے (یعنی قریش) میں پیدا کیا۔ پھر تمام گھرانوں کا چناؤ عمل میں آیا اور مجھے بہترین گھرانے (یعنی بنی ہاشم) میں پیدا کیا گیا۔ پس میں اپنی ذات (حسب) کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں میں بہتر ہُوں اور خاندان (نسب) کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔"[1]

چونکہ آپ کا نسب قریش میں مشہور ومعروف تھا اس لیے نسبی بلند پائیگی سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی اعتراض نہیں کیا گیا حالانکہ اس کے علاوہ دیگر امور میں آپ پر متعدد افتراء پردازیاں کی گئیں۔

(۲) آپ کی نشوونما اور تربیت حالتِ یتیمی میں ہوئی۔ آپ کے والد عبداللہ اس وقت فوت ہوئے جب آپ شکمِ مادر میں تقریباً دو ماہ کے تھے۔ آپ چھ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کی والدہ آمنہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صغر سنی ہی میں والدین کی شفقت ومحبت سے حرماں نصیبی کا مزہ چکھنا پڑا۔ اس کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔ لیکن جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ پھر آپ کے

---

[1] رواہ الترمذی - یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

چچا ابو طالب نے آپ کی کفالت کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ اس طرح آپ کی نشوونما ہوئی اور آپ کی کلائی مضبوط ہوگئی۔ قرآن کریم نے بھی آپ کی یتیمی کی نشان دہی اس آیت کریمہ میں کی ہے:

الم یجدك یتیماً فاٰوٰی۔ (الضحٰی: ٦)

(ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کے ابتدائی چار سال قبیلہ بنی سعد میں صحرائی علاقے میں بسر کیے۔ وہاں آپ خُوب تنومند ہو گئے۔ آپ کی نشوونما ایک تسلیم الجسم، فصیح اللسان اور جری دل و دماغ والے بچے کی طرح ہوئی۔ آپ صغر سنی کے باوجود گھوڑے کی سواری بڑی اچھی طرح کر سکتے تھے۔ صحرا کی پاک وصاف اور پرسکون زندگی اور وہاں کی سورج کی روشنی اور لطافت و نظافت سے بھرپور آب و ہوا کی وجہ سے آپ کی فطری صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوا۔

(۴) صغر سنی ہی سے آپ میں شرافت و نجابت کا جوہر موجود تھا اور آپ کے بشرے سے ذہانت کے آثار چمکتے تھے اور اس وجہ سے جو کوئی بھی آپ کو دیکھتا وہ آپ کو پیار کیے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ جب آپ کے دادا بزرگوار اپنی مسند پر تشریف فرما ہوتے تو ان کے ادب کی وجہ سے ان کی اولاد (آنحضرتؐ کے اعمام) میں سے کوئی بھی ان کی مسند پر بیٹھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا لیکن حضورؐ جو اس وقت ایک تنومند لڑکے تھے آپ سیدھے اپنے دادا کی مسند پر آکر بیٹھ جاتے۔ آپ کے چچا آپ کو ہٹانا چاہتے لیکن عبدالمطلب فرماتے: "میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو، خدا کی قسم اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔"

(۵) اوائل شباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی بکریاں کچھ قراریط[1] کی مزدوری پر چرایا کرتے تھے۔ اور یہ بات آپ سے ثابت شدہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

"کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔"

صحابہؓ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی چرائی ہیں؟"

تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

"ہاں، میں نے بھی چرائی ہیں۔"

ایک[2] دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔"

---

[1] قراریط۔ قراط یا قیراط کی جمع ہے جو ایک دینار کے بیسویں یا چوبیسویں حصے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

[2] صحیح بخاری، کتاب الاجارہ۔ (مترجم)

آپ کے اصحابؓ نے آپ سے پوچھا: "کیا آپ نے بھی چرائی ہیں؟"
آنحضرتؐ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:
"میں اہلِ مکہ کی بکریاں کچھ قراریط پر چرایا کرتا تھا۔"
پھر جب آپ کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو آپ خدیجہ بنت خویلد کے لیے تجارت کا کاروبار کرتے تھے جس کی مزدوری وہ آپ کو ادا کرتی تھیں۔ [1]

(۶) عنفوانِ شباب ہی سے آپ دانائی و زیرکی کے رجحان اور اصالتِ رائے کے لیے معروف تھے اور اس کی واضح دلیل حجرِ اسود نصب کرنے کے واقعہ میں موجود ہے۔ کعبہ کی عمارت کو سیلاب سے نقصان پہنچا اور اس کی دیواریں پھٹ گئیں اس لیے اہلِ مکہ نے یہ طے کیا کہ بوسیدہ عمارت کو منہدم کر کے کعبہ کی تعمیرِ نو کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا لیکن جب حجرِ اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کا موقع آیا تو ان میں اس بارے میں شدید اختلاف رونما ہوا کہ حجرِ اسود نصب کرنے کا شرف کس کو حاصل ہونا چاہیے۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت و شرف اسے حاصل ہو اور اس پر اتنا شدید جھگڑا ہوا کہ آپس میں لڑائی تک کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ بالآخر کافی ردو کد کے بعد وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ سب سے پہلے جو شخص مسجد کے باب بنی شیبہ سے داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے۔ چنانچہ سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا:
"یہ امین ہیں، ہم ان کے فیصلے پر رضامند ہیں۔"
جب آپ کو بتلایا گیا کہ اس قضیہ کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے تو آپ نے یہ مشکل معاملہ ایسے طریقے پر حل کر دیا کہ سب جھگڑا کرنے والے مطمئن ہو گئے۔ آپ نے اپنی چادر بچھا دی اور حجرِ اسود کو پکڑ کر اس پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ ایک ایک طرف سے اس چادر کو پکڑے۔ جب سب نے چادر کو اٹھایا اور پتھر اس مقام پر پہنچ گیا جہاں اس کو لگانا تھا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں لگا دیا اور وہ سب راضی ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی کمال عقلمندی اور حکمت کے باعث عربوں کو خون ریزی سے بچا لیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر خونریزی ہوتی۔
(۷) آنحضرتؐ اپنے شباب ہی سے اپنی قوم میں صادق اور امین سمجھے جاتے تھے اور حسنِ معاملہ، ایفائے عہد، سیرت کی پختگی اور ذکرِ خیر کے لیے مشہور تھے۔ اسی وجہ سے خدیجہ کو رغبت ہوئی کہ وہ شہر بصریٰ کی طرف جانے والے تجارتی قافلہ میں اپنے اموال آنحضرتؐ کے سپرد کرے اور اس کے لیے پیشکش کی کہ جتنی مزدوری وہ اپنی قوم کے دوسرے کسی فرد کو دیتی تھی اس سے دگنی مزدوری آپ کو ادا کرے گی۔ جب آپ مکہ واپس آئے اور خدیجہ کے غلام میسرہ نے آنحضرتؐ کی امانت و اخلاص کے بارے میں اپنے مشاہدات بیان کیے اور خدیجہ نے دیکھا کہ اس سفر سے اسے

---

[1] ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (مترجم)

بہت زیادہ نفع حاصل ہوا ہے تو اس نے جتنی مزدوری کی پیشکش آپؐ کو کی تھی اس سے بھی زیادہ کر دی اور اسی چیز نے اسے آمادہ کیا کہ وہ آپ کو شادی کا پیغام دے۔ چنانچہ آپؐ نے اسے قبول کر لیا درانحالیکہ آپؐ کی عمر حضرت خدیجہؓ سے پندرہ سال کم تھی۔ نبوت سے قبل آنحضرتؐ کے حسنِ اخلاق سے متعلق حضرت خدیجہ کا بیان بہترین شہادت ہے۔ جب غارِ حرا میں اچانک آپؐ پر نزولِ وحی کے باعث کپکپی کی حالت طاری ہو گئی آپ گھبراہٹ میں گھر واپس آئے اور جان کے خطرے کا اظہار کیا تو حضرت خدیجہ نے فرمایا :

"ہرگز نہیں، خدا کی قسم، آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رُسوا نہ کرے گا۔ آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، بے سہارا (کمزور) لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔"

(۸) آپؐ نے دو مرتبہ مکہ سے باہر سفر کیے۔ پہلا سفر اپنے چچا ابو طالب کی معیت میں جبکہ آپ کی عمر بارہ سال کی تھی اور دُوسرا سفر پچیس سال کی عمر میں کیا جب آپ نے خدیجہ کے ساتھ مالِ تجارت میں شرکت اختیار کی۔ یہ دونوں سفر شام کے شہر بصریٰ کی طرف تھے۔ ان دونوں سفروں میں آپ تاجروں کی باتیں سنتے تھے اور جن شہروں سے آپ کا گزر ہوتا وہاں کے آثار اور وہاں کے باشندوں کی عادات و اطوار کا مشاہدہ کرتے تھے۔

(۹) بعثت سے کچھ سال قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنہائی پسند بنا دیا تھا۔ آپؐ مکہ کی آبادی کو چھوڑ کر کوہِ حرا[1] کے ایک غار میں چلے جاتے تھے۔ جبلِ حراء مکہ کے قریب ہی شمال مغربی جانب واقع ہے۔ آپ وہاں ہر سال ایک ماہ تک خلوت گزینی اختیار فرماتے تھے۔ آپ ماہِ رمضان میں ایسا کیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ خلوت پسندی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی عظیم قدرت کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لیے تھی۔ آپ کا یہ معمول اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آئی اور آپ پر قرآنِ کریم نازل ہوا۔

ب۔ پند و نصائح

مندرجہ بالا واقعات سے درج ذیل اسباق و نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں :

(۱) جب کوئی داعی الی اللہ یا مصلح اپنی قوم میں شرافت و نجابت کا حامل ہو تو لوگ اس کے پیغام کو بڑے غور سے سُنتے ہیں اور اس کی دعوت میں زیادہ وزن ہوتا ہے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ اگر داعیان اور مصلحین بلند مرتبہ اور عالی نسب نہ ہوں تو ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور اگر داعی ایسا ہو کہ لوگ اس کی نسبی بزرگی اور خاندانی وجاہت کا انکار

---

[1] کوہِ حرا کو اب جبلِ نور بھی کہتے ہیں۔ وہ غار جس میں آپ خلوت گزینی اختیار فرماتے تھے اس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز تھا۔ (مترجم)

نہ کر سکتے ہوں تو وہ اس کی ذاتی حیثیت کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کی دعوت و پیغام کو غور و خوض سے سننے کے بعد صرف اسی بارے میں افترا پردازی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل شاہِ قسطنطنیہ کی طرف نامہ مبارک ارسال فرمایا جس میں اسے اور اس کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو ہرقل نے ابوسفیان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے آپ کے نسب کے متعلق سوال کیا۔ ابوسفیان جو اس وقت مشرک تھا، نے جواب دیا کہ وہ نسب کے اعتبار سے ہمارے اشراف میں سے ہیں۔ جب ہرقل نے اپنے سوالات ختم کیے اور جوابات سن لیے تو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابوسفیان سے جو سوالات کیے تھے ان کی وجہ بیان کی۔ ہرقل نے کہا: "میں نے تم سے ان کے خاندان اور نسب کے متعلق سوال کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمہارے شرفا میں سے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی نبی بنایا وہ اپنی قوم کے بزرگ ترین اور نسب کے اعتبار سے برگزیدہ لوگوں میں سے تھے تاکہ ان کی اطاعت و اقتدا میں کسی کو عار محسوس نہ ہو۔"

حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام اعمال کے مقابلے میں شرافتِ نسبی کو کوئی وزن نہیں دیتا لیکن جو شخص شرافتِ نسب اور شرافتِ کردار کا جامع ہو وہ مرتبے کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

"خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام ان فقھوا۔"

(ترجمہ: تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں ممتاز تھے وہ اگر دین کی سمجھ حاصل کر لیں تو وہ اسلام میں بھی ممتاز ہی رہیں گے)

(۲) جس داعی کے بچپن کا زمانہ حالتِ یتیمی میں گزرا ہو اور اس نے زندگی کی سختیاں جھیلی ہوں وہ انسانیت کی شرافت و اعلیٰ اقدار کے بارے میں حساس ہو جاتا ہے اس کا سینہ یتیموں، محتاجوں اور ستم رسیدہ لوگوں کے لیے محبت و شفقت کے جذبات سے لبریز ہوتا ہے اور وہ ان حرماں نصیب اور پسماندہ طبقوں کے ساتھ زیادہ عدل و انصاف اور احسان و ترحم کا برتاؤ کرتا ہے۔ ہر داعی اس امر کا محتاج ہے کہ وہ انسانیت کی ایسی شریفانہ خصوصیات سے بہرہ مند ہو جن کے ذریعے وہ کمزوروں اور بے کسوں کی تکالیف و مصائب کا ادراک کر سکے اور اگر اسے بذاتِ خود اپنی زندگی میں یتامیٰ، فقرأ اور مساکین جیسے حالات سے سابقہ پیش آیا ہو تو یہ تجربہ اس کے لیے بہترین محرک ثابت ہوتا ہے اور وہ ضعیف اور خستہ حال لوگوں کی تکالیف سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔

(۳) جو داعی ایسی فضا میں زندگی گزارے جو فطرت سے قریب تر اور تکلفات سے پاک ہو اس کا ذہن زیادہ صاف ہوگا اور وہ روحانی، جسمانی اور عقلی اعتبار سے زیادہ قوی اور حسنِ گفتار اور غور و فکر کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسالتِ اسلام کے مشن کی سرانجام دہی کے لیے عرب کا انتخاب الل ٹپ طریقے سے بلاوجہ نہیں کیا بلکہ اس لیے کیا کہ اہلِ عرب اپنے قرب و جوار کی متمدن قوموں کی بہ نسبت زیادہ سادہ اور صاف دل، سلیم الفکر اور پختہ

اخلاق کے حامل تھے اور اللہ کی دعوت کے سلسلے میں اور چار دانگِ عالم میں اس کی رسالت کی نشر و اشاعت کے کٹھن کام میں جنگی مہمات وغیرہ کے دوران زیادہ تکلیفیں برداشت کرنے کا دم داعیہ رکھتے تھے۔

(۴) مرکزِ دعوت اور اس کی قیادت کے اہل صرف ذہین و فطین اور نامی گرامی لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ کند ذہن اور نجابت و شرافت میں درمیانہ درجے کے لوگ فکری، اصلاحی یا روحانی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ یاب نہیں ہوتے، بلکہ وہ لوگ جو کند ذہن ہوں یا جن کی فکر و رائے اضطراب و بے قاعدگی کا شکار ہو وہ تو زندگی کے متعدد گوشوں میں سے کسی ایک گوشے میں بھی قیادت و سیادت کے مستحق اور اہل قرار نہیں دیے جا سکتے جب زندگی کے تمام گوشوں کے ہدف اور احوال و ظروف باہم مماثل ہیں تو اسی سے مرکزِ قیادت کے بارے میں قیاس کر لیا جائے۔ اگر مرکزِ قیادت کسی نااہل کے سپرد ہو تو وہ اسے بہت جلد تنزل کی گہرائیوں تک پہنچا دے گا اور جب اس کی حماقت، بے قاعدگی اور اضطرابِ فکر کے کارنامے ظاہر ہوں گے تو قوم اس سے کوئی سروکار نہ رکھے گی۔

(۵) داعی کے لیے لازم ہے کہ وُہ اپنی معیشت کے معاملے میں خود کفیل ہو اور اس کا انحصار اپنے ذاتی کاروبار یا ایسی شریفانہ ملازمت پر ہو جس میں اسے دوسروں کا دستِ نگر نہ ہونا پڑے اور ذلّت و اہانت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حقیقت یہ ہے کہ مخلص اور شریف داعیان بذاتِ خود اس چیز کو ناپسندیدہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں کے صدقات و عطیات پر گزارہ کریں۔ اگر وہ دُوسروں کے دستِ نگر ہوں اور سوال کی ذلت میں مبتلا ہوں (خواہ یہ سوال پوشیدہ اور خفی ہی کیوں نہ ہو) تو لوگوں کی نظروں میں ان کی عزّت و شرافت جاتی رہے گی۔ جب ہم ایسے آدمی کو دیکھتے ہیں جو دعوت و ارشاد کا مدعی ہو لیکن مختلف حیلوں بہانوں سے لوگوں کے اموال لُوٹ رہا ہو تو اس کے متعلق ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ وہ بذاتِ خود اپنے آپ کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے چہ جائیکہ اس کے پڑوسی یا دوسرے لوگ اس کے بارے میں یہ خیال کریں اور جس نے اپنی ذات کے لیے اہانت و رسوائی کو پسند کر لیا ہو وہ دوسروں کو مکارمِ اخلاق کی دعوت دینے، سرکشوں اور مفسدین کا مقابلہ کرنے، شر و فساد سے نبرد آزما ہونے اور اُمتِ مرحومہ میں کرامت و شرافت و استقامت کی روح بیدار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

(۶) اگر داعی اپنی جوانی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو اور حسنِ اخلاق میں پختہ کار ہو اور اس کی دعوت سے قبل کی زندگی لوگوں کی نظروں میں بے داغ ہو تو اس کی دعوت الی اللہ، اصلاحِ اخلاق اور برائیوں کے خلاف جہاد کی تحریک ضرور کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔ ہمارا تجربہ یہ ہے اور ہم نے ایسے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے دعوتِ اصلاح اور بالخصوص اصلاحِ اخلاق کی تحریکیں چلائیں لیکن لوگوں نے ان کے ساتھ تعاون نہ کیا اور اس کی سب سے بڑی وجہ ان داعیان کا گناہوں سے آلودہ ماضی اور غیر مستقیم اخلاق تھا بلکہ یہ معیوب ماضی دعوتِ اصلاح جیسی تحریک کی صداقت کو بھی مشکوک بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ایسے داعیان پر یہ تہمت لگائی جا سکتی ہے کہ انہوں نے اپنی دعوتِ اصلاح کے پردے میں مخصوص اغراض چھپا رکھی ہیں اور ان پر یہ الزام بھی عاید کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے دعوتِ اصلاح کی

تحریک اس وقت شروع کی جبکہ وہ زندگی کی بڑی بڑی لذات و شہوات سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں اور اب وہ اس حالت اور عمر کے اس مرحلے پر پہنچ چکے ہیں جہاں ان کے لیے شہرت وجاہ اور عزت و مال حاصل کرنے کی کوئی امید نہیں رہی۔ اس لیے ایسے لوگوں کی دعوتِ اصلاح میں لوگوں کے لیے کوئی کشش نہیں ہوتی اور اس کی کامیابی مخدوش اور غیر یقینی ہوتی ہے۔

اگر داعی جوان ہو اور استقامت کی صفت سے متصف ہو تو وہ ہمیشہ سرافراز اور شگفتہ جبیں ہوتا ہے اور دشمنانِ تحریک اس کے ماضی قریب یا بعید کی وجہ سے اس کی تشہیر یا اس پر الزام تراشی نہیں کر سکتے اور لوگوں سے اس کا استخفاف نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کی حالیہ نیکیوں کے سبب اس کے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن جہاں تک دعوتِ اصلاح کا تعلق ہے اس کے لیے ایک ایسا داعی مطلوب ہے جس کی سیرت مستقیم ہو اور وہ اچھی شہرت کا مالک ہو اور صرف اسی صورت میں اس کی دعوت کی کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے!

(۷) داعی کے سفر کے تجربات، جمہور کے ساتھ اس کی معاشرت، لوگوں کے حالات و واقعات کی پہچان اور ان کی مصائب و مشکلات میں شرکت، یہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں دعوت کی کامیابی میں بڑا عمل دخل حاصل ہے۔ وہ لوگ جو صرف اپنی کتابوں اور مقالات کے ذریعے لوگوں سے رابطہ رکھتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ان کے ذاتی مراسم نہیں ہوتے وہ دعوتِ اصلاح میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ لوگ ان کی دعوت پر کان نہیں دھرتے اور لوگوں کے دل و دماغ ان کی دعوت کو قبول نہیں کرتے کیونکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ان کے حالات و مشکلات سے بے خبر ہیں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دیندار طبقے کی اصلاح کرے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کی مسجدوں، مجلسوں اور اجتماعات میں شریک ہو۔ جو شخص مزدوروں اور کسانوں کی اصلاح کا پروگرام بنائے اس کو چاہیے کہ وہ ان کے دیہات اور کارخانوں میں ان کے ساتھ رہے اور ان کے گھروں میں جا کر ان کی خبر گیری کرے اور اجتماعات میں انہیں خطاب کرے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ لوگوں کے باہمی معاملات کی اصلاح کرے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کے بازاروں، منڈیوں، کارخانوں، مجلسوں اور اجتماعات میں ان کے ساتھ رابطہ رکھے۔ اور جو شخص سیاسی حالات کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اس کو چاہیے کہ وہ سیاستدانوں سے میل جول رکھے، ان کی تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کرے، ان کے خطابات میں شمولیت اختیار کرے، ان کے پیروکاروں اور ان کی پارٹیوں اور جتھوں کو تعلیم دے، ان کے طرزِ زندگی، تہذیب و ثقافت، تحریکی مقاصد اور نصب العین کا بغور مطالعہ کرے اور معلوم کرے کہ وہ انھیں کس طریقے سے خطاب کرے تاکہ وہ بدکنے نہ پائیں اور ان کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ اپنی ذاتی اصلاح کس طور پر کرے تاکہ وہ ناراض ہو کر الٹے دُور نہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ محاذ آرائی پر نہ اُتر آئیں۔

اس طرح داعی کے لیے واجب ہے کہ وہ زندگی کے تجربات اور لوگوں کے حالات کی معرفت حاصل کرے

تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر فی الحقیقت عمل پیرا ہونے کے قابل ہو جائے :

ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة۔ (النحل - ۱۲۵)

(ترجمہ : اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ)

اور یہ قول ماثور کس قدر انوکھا اور جامع ہے :

خاطبوا الناس علیٰ قدر عقولھم ، اتریدون ان یکذب اللّٰہ ورسولهٗ ؟[1]

(ترجمہ : لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے خطاب کرو ، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کی جائے ؟)

(۸) داعی الی اللہ کے لیے واجب ہے کہ وُہ اپنے مختلف اوقات میں سے کچھ وقت ایسا نکالے جس میں خلوت گزینی اختیار کرے۔ اس دوران میں وہ اپنی روح کو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ متصل کر دے ، اخلاقِ ذمیمہ کی کدورتوں سے اپنے آپ کو پاک وصاف کرے اور اپنے اردگرد کی مضطرب و بے چین زندگی کے بکھیڑوں سے علیحدگی اختیار کرلے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر اس کی نیکی میں کمی واقع ہو گئی ہو یا اپنے نصب العین میں ٹھوکر کھا چکا ہو یا حکمت کے راستے سے ہٹ گیا ہو یا اس سے کسی معاملے میں کسی قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو یا وہ لوگوں کے ساتھ جنگ و جدال یا منافشت میں اُلجھ گیا ہو تو یہ خلوت کے اوقات اس کو محاسبۂ نفس کی دعوت دیں گے اور اس طرح اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے ذکر سے محبت پیدا ہو گی اور اسے آخرت ، جنت ، دوزخ ، موت اور اس کے گلوگیر پھندے ، اور آلام یاد آئیں گے اسی لیے نمازِ تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرض کی گئی تھی اور دوسروں کے حق میں مستحب قرار دی گئی ہے اس نفل نماز کی ادائیگی کے سبب سے زیادہ سزاوار وہ خوش نصیب ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ ، شریعت اور جنت کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ خلوت ، تہجد اور رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے قیام میں ایک خاص لذت جس کا ادراک صرف وہی شخص کرسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کرامت و شرافت سے نوازا ہو۔ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ اپنے متعلق کہا کرتے تھے :

"تہجد و عبادت میں ہم ایسی لذت حاصل کرتے ہیں کہ اگر اس کا علم بادشاہوں کو ہو جاتا تو وہ اس کے لیے ہمارے ساتھ آمادۂ پیکار ہو جاتے۔"

اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کافی ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا :

---

[1] بخاری ، کتاب العلم میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "حدثوا الناس بما یعرفون ، اتحبون ان یکذب اللّٰہ ورسولہ۔

ایک روایت میں خاطبوا کی جگہ تکلموا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

یٰاَیہا المزمل ٥ قم الّیل الّا قلیلا ٥ نصفہٗ او انقص منہ قلیلا ٥ او زد علیہ
ورتل القراٰن ترتیلا ٥ انا سنلقی علیك قولاً ثقیلا ٥ انّ ناشئۃ الّیل ھی اشد
وطاً و اقوم قیلا ٥ (مزمل-۱-۶)

(ترجمہ: اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے! رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس
سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، ہم تم پر ایک بھاری
کلام نازل کرنے والے ہیں۔ در اصل رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر اور
قرآن ٹھیک پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں ہے) [۱]

فصل دوم

آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ بعثت سے ہجرت تک

۱۔ واقعات

اس دوران میں ہمارے لیے مندرجہ ذیل تاریخی واقعات ثابت شدہ ہیں :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر پوری کرلی اور آپ غارِ حرا میں خلوت گزین تھے تو سوموار کے روز یکایک جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور اس کے ختم ہونے میں ابھی سترہ[۱] دن باقی تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متصل سند کے ساتھ آنحضرتؐ پر نزولِ وحی کی کیفیت کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ جو خواب بھی آپ دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپ تنہائی پسند ہوگئے اور غارِ حرا میں خلوت گزیں ہو کر عبادت کرنے لگے۔ (حضرت عائشہؓ نے تحنث کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی کئی کئی شب و روز تک مسلسل عبادت گزاری

---

[۱] اولین وحی کب نازل ہوئی اس باب میں اختلاف ہے۔ اہلِ روایت کے بقول تاریخِ نزولِ وحی ۷ یا ۱۲ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ یا ۲۴ رمضان بیان کی جاتی ہے لیکن قرآن میں ارشاد ہوا ہے :

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر۔

(ترجمہ : ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا)

اور اکثر علماءِ امت کی یہ رائے ہے کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے بلکہ ان میں سے زیادہ اہلِ علم ستائیسویں رات کو شب قدر کہتے ہیں۔

کے ہیں) آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جاکر وہاں چند روز گزارتے، پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور وہ مزید چند روز کے لیے سامان مہیا کر دیتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے پاس امرِ حق آگیا اور اس وقت آپ غارِ حرا میں تھے۔ فرشتے نے رو در رو آپؐ کے سامنے آکر آپ سے کہا، "پڑھو"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھو۔" میں نے کہا: "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھو"۔ میں نے پھر کہا: "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اقرأ باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم، علم الانسان ما لم یعلم۔ (العلق ۱-۵)

(ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے لرزتے ہوئے وہاں سے واپس آگئے اور خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس پہنچ کر کہا:

"مجھے اُڑھاؤ، مجھے اُڑھاؤ۔"

چنانچہ آپؐ کو اُڑھا دیا گیا۔ جب آپ پر سے خوف زدگی کی کیفیت دُور ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

"اے خدیجہ! یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔"

پھر آپ نے سارا قصہ ان کو سنایا اور کہا: "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔"

خدیجہ نے کہا: "ہرگز نہیں، خدا کی قسم، آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رُسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور اصل مصیبت زدگان کی امداد کرتے ہیں۔"

پھر وہ حضورؐ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا: "بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سُنیے۔

ورقہ نے حضورؐ سے کہا: "بھتیجے! تم کو کیا نظر آیا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس (عالمِ بالا سے وحی

لانے والا جبریل فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ کے زمانۂ نبوت میں قوی اور جوان ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟"

ورقہ نے کہا: "ہاں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپؐ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پر زور مدد کروں گا۔" مگر زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن ہشام نے ابنِ اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں سوئے ہوئے تھے۔ اسی حالتِ خواب میں جبریلؑ نے آکر ایک ریشمی کپڑے میں لکھی ہوئی تحریر آپ کو دکھائی اور کہا: اقرا... الخ (پڑھو... الخ)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اس تحریر کو پڑھا۔ فرشتہ چلا گیا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو معلوم ہوتا تھا کہ یہ تحریر میرے سینے میں لکھی ہوئی ہے۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: "میں غار سے نکلا اور پہاڑ کے وسطی حصے میں آگیا، وہاں اچانک آسمان کی جانب سے ایک آواز میرے کانوں میں سنائی دی جو یہ تھی: "اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ جبرائیلؑ ایک انسان کی شکل میں نمودار ہے اس کے دونوں پاؤں اکٹھے آسمان کے افق پر ہیں اور وہ کہہ رہا ہے:

"اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے اس کی طرف دیکھنے کے لیے توقف اختیار کیا اور اپنے مقام سے آگے پیچھے نہ ہوا۔ بعد ازاں آفاقِ آسمانی میں اس کی طرف سے میں اپنا رُخ پھیرتا رہا لیکن جس طرف بھی رُخ کرتا جبریل کو اسی طرف اسی شکل و صورت میں موجود پاتا۔ چنانچہ میں اُسی حالت میں کھڑا رہا نہ آگے جاتا نہ پیچھے پلٹتا یہاں تک کہ خدیجہؓ نے میری تلاش میں اپنے آدمی بھیج دئے ..... الخ

(۲) سب سے پہلی ایمان لانے والی اور اسلام میں داخل ہونے والی آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ تھیں، ان کے بعد آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ ایمان لائے، جن کی عمر اس وقت دس سال کی تھی۔ پھر آپ کے آزاد کردہ حضرت زیدؓ بن حارثہ (مولی) ایمان لائے اور بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے[1] غلاموں میں

---

[1] یہ بات متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجہؓ تھیں۔ اس کے بعد اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ میں سے کون سب سے پہلے اسلام لایا۔ بہرحال یہ بالاتفاق تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد اولیں اسلام لانے والے یہی تین حضرات تھے۔ (بحوالہ سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۴۳) مترجم

سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت بلالؓ بن ابی رباح حبشی تھے۔ اس طرح حضرت خدیجہؓ علی الاطلاق سب سے پہلی ایمان لانے والی خاتون ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ سوموار کو دن کے آخری حصے میں نماز پڑھی اور یہ آپ کی نماز کا پہلا روز تھا۔ اس وقت صرف دو نمازیں فجر و عصر کی فرض ہوئی تھیں جن میں دو دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔

(۳) بعد ازاں ایک مدت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول بند رہا۔ اس مدت کے تعین کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ وقفہ زیادہ سے زیادہ تین سال اور کم از کم چھ مہینے تھا، اور یہ آخری روایت ہی صحیح ہے۔ نزولِ وحی کی بندش کا زمانہ آپ پر بہت شاق گزرا اور آپ پر اس قدر شدید غم کی کیفیت طاری رہی کہ بعض اوقات آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لیے آمادہ ہو جاتے تھے کیونکہ آپؐ کو یہ شبہ گزرتا ہوگا کہ شرفِ رسالت کے لیے منتخب کیے جانے کے بعد کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہو۔ پھر اس کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میں اسے دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہو گیا اور گھر پہنچ کر میں نے کہا: "مجھے اُڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔" چنانچہ گھر والوں نے مجھ پر لحاف دیا کمبل اڑھا دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: "یٰاَیُّھَا المدثر ... تا ... والرجز فاھجر"[1] پھر لگاتار وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

(۴) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت اور حکمت کے ساتھ تین سال تک اسلام کی دعوت پیش کی یہاں تک کہ ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی مسلمان ہو گئی جو صحیح الفکر اور سلیم الفطرت تھے۔

(۵) جب اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد تقریباً تیس[2] ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

---

[1] ترجمہ: اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اُٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دُور رہو۔

[2] ابتدائی تین سال تک آنحضرتؐ خفیہ طور پر تبلیغ کرتے رہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی تحقیق کے مطابق اس سہ سالہ دور میں ۱۳۴ اشخاص نے اسلام قبول کیا جن کے اسماءِ گرامی سیرتِ سرورِ عالمؐ جلد دوم کے صفحات ۱۵۵ تا ۱۶۲ پر درج ہیں۔ ان کے علاوہ آنحضرتؐ کی تین صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمِ کلثوم بھی اپنی ماں حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ایمان لائی تھیں۔ اور اگر حضرت ام الفضلؓ زوجہ حضرت عباسؓ اور حضرت ابو ذر غفاریؓ کو بھی قدیم الاسلام تسلیم کیا جائے تو ان لوگوں کی کل تعداد ۱۳۹ بن جاتی ہے۔

(مترجم)

کروہ دعوت کی تبلیغ کھلے بندوں کریں جیسا کہ سورہ الحجر کی آیت ۹۴ میں فرمایا گیا:

فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین۔

(ترجمہ: پس اے نبی! جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو)

(۶) جب آپ نے علانیہ دعوتِ عام شروع کی تو کفار کی مخالفت زور پکڑ گئی اور انہوں نے نئے نئے ایمان لانے والوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی کا تختۂ مشق بنایا۔ مشرکین کو یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بودے عقاید و مراسم کا قلع قمع کر دیں گے اور ان کے جھوٹے خداؤں کی خدائی کا پردہ چاک کر دیں گے کیونکہ وہ ایک ایسے دین کا پرچار کر رہے ہیں جو صرف ایک خدا کی طرف دعوت دیتا ہے اور جس کی صفت یہ ہے کہ آنکھیں اور نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

(۷) اس دوران میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ارقم بن ابی ارقم جو حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے تھے ان کے مکان کو مسلمانوں کے اجتماع اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مسلمانوں کو قرآن کریم کی نازل شدہ آیات سناتے اور دین کے ان احکام و قوانین کی تعلیم دیتے جو وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہتے۔

(۸) اس مرحلے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ آپ کوہ صفا پر کھڑے ہوئے اور قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپ نے آواز دی اور انھیں اسلام قبول کرنے اور بتوں کی عبادت چھوڑ دینے کی دعوت دی، جنت کی رغبت دلائی اور دوزخ سے ڈرایا۔ اس پر آپ کے چچا ابولہب نے آپ کو کہا:

ستیاناس جائے تیرا، کیا اس لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا!

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو روکنے کے لیے قریش نے پے در پے آپ کے چچا ابو طالب کے پاس وفد بھیج کر ان پر دباؤ ڈالا کہ وہ ان کی حمایت چھوڑ دیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ ان سے نمٹ لیں۔ لیکن آپ کے چچا آپ کی حمایت سے دست بردار نہ ہوئے۔ ایسے ہی ایک وفد کے چلے جانے کے بعد انہوں نے آنحضرتؐ کو بلایا اور مشورہ دیا کہ دعوت کے کام میں ذرا تخفیف کر دی جائے تاکہ قریش کو آپ کا مشن ناگوار نہ ہو۔ چچا ابوطالب کی یہ بات سن کر آنحضرتؐ نے یہ گمان کیا کہ چچا کے لیے اب میری حمایت کرنا مشکل ہو گیا ہے اور وہ اس سے دست کش ہونے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ اس وقت آنحضرتؐ نے اپنا وہ مشہور جواب ارشاد فرمایا:

"خدا کی قسم، اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں یہ

کام نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ یا تو اللہ اسے کامیاب کر دے یا میں اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔"

(۱۰) اس کے بعد مشرکین کے ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعذیب شدت اختیار کر گئی اور انہوں نے مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کے لیے بے رحمی، درندہ طبعی اور سفاکی کا بے پناہ مظاہرہ کیا اور ظلم و ستم کے عبرتناک کارنامے سرانجام دیے خاص طور پر بے کس، غریب مسلمانوں اور غلاموں اور کنیزوں کی تو شامت آ گئی۔ مثلاً حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے اسلام لانے کے جرم میں برچھی ماری اور وہ ہلاک ہو گئیں، اور حضرت زنیرہؓ (کنیز) کو ابو جہل نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

(۱۱) جب قریش نے دیکھا کہ ایذا رسانی کی شدت بھی مومنین کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرنے اور ان کو اپنے عقیدے سے ہٹانے میں ناکام ہو چکی ہے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی کوشش کی، اور یہ پیشکش کی کہ اگر آپ کو مال و دولت مطلوب ہو تو آپ جتنا مال لینا چاہیں لے لیں اور اگر بادشاہ بننا مقصود ہو تو وہ آپ کو بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

(۱۲) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش کی ایذا رسانی کا سلسلہ طول پکڑتا جا رہا ہے اور ان کی ستم رانی صحابہ کرام کے لیے ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "اچھا ہو کہ تم لوگ یہاں سے نکل حبش چلے جاؤ، وہاں ایک بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے۔ جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا نہ کرے تم لوگ وہیں ٹھہرے رہو۔" اس ارشاد کے مطابق سرزمینِ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت ہوئی جس میں ۱۲ مردوں اور ۴ خواتین نے حبش کی راہ لی۔ جب انہیں حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے اور غلبۂ اسلام کی خبر پہنچی تو وہ مکہ میں واپس آ گئے لیکن یہاں زیادہ دیر قیام نہ کیا بلکہ دوبارہ حبش چلے گئے اور ان کے ہمراہ اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔ یہ دوسری ہجرتِ حبشہ ہے جس میں مہاجرین کی تعداد ۸۳ مردوں اور ۱۱ خواتین تک پہنچ گئی۔

(۱۳) مشرکینِ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کا مقاطعہ باقی سب خاندانوں سے کرا لیا کہ ان کے ساتھ خرید و فروخت، شادی بیاہ اور میل جول کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے گا اور نہ ہی ان سے کبھی صلح کی جائے گی یہ مقاطعہ دو تین سال تک رہا۔ (اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور رہے) اور آپؐ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ بالآخر قریش کے کچھ عقلمند لوگوں کی مساعی سے اس مقاطعہ کا خاتمہ ہوا۔

ب۔ پند و نصائح

(۱) یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دعوتِ خیر و اصلاح کی توفیق دیتے ہیں تو اس کے

دل میں معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہی اور بگاڑ کے خلاف کراہت و ناپسندیدگی کے جذبات پیدا کر دیتے ہیں۔

(۲) غارِ حرا میں فرشتے کی آمد سے پہلے تک حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات سے خالی الذہن تھے کہ آپ کو شرفِ نبوت سے نوازا جائے گا۔ اس چیز کا طلبگار ہونا تو در کنار آپ کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ کوئی ایسا معاملہ آپ کے ساتھ پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں خلوت گزینی کے لیے جو جذبہ بیدار کیا وہ تو صرف عبادت گزاری کے لیے تھا تاکہ اس طریقے سے آپؐ کی تطہیر ہو اور روحانی طور پر آپ میں رسالت کا بارِ گراں اٹھانے کی استعداد پیدا ہو جائے۔ اگر آنحضرتؐ شرفِ نبوت سے نوازے جانے کے امیدوار ہوتے تو آپ نزولِ وحی سے کبھی خوف زدہ نہ ہوتے اور نہ ہی غارِ حرا میں پیش آنے والے واقعے کے بعد حضرت خدیجہؓ کے پاس کانپتے ہوئے آکر استفسار کرتے، آپ کو اپنی رسالت کے بارے میں پختہ یقین اس وقت ہوا جب آپؐ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا:

"اے محمدؐ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔"

مزید برآں ورقہ بن نوفل نے بھی آنحضرتؐ اور حضرت خدیجہؓ کے روبرو اس امر کی تصدیق کر دی کہ جو کچھ آپ نے غار میں دیکھا ہے یہ وہی ناموس (عالمِ بالا سے وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا تھا۔

(۳) جب دعوتِ اصلاح اور جمہور کے اعتقادات و افکار میں ہم آہنگی نہ ہو تو داعی کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک علانیہ دعوت کا کام نہ کرے جب تک کہ اس دعوت پر ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ایمان نہ لے آئے جو اس کے راستے میں ہر قسم کے مخالف و موافق حالات میں ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لیے آمادہ ہو۔ چنانچہ اگر داعی پر کوئی افتاد پڑے اور اسے ایذا رسانی کا ہدف بنایا جائے تو اس کی دعوت پر ایمان لانے والے اس کے پیروکار اشاعتِ دعوت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ صرف اسی صورت میں دعوت کی لگاتار اشاعت کی ضمانت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴) یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ عرب کو یکایک وُہ پیغام دیا جو ان کے نظریات و ایمانیات کے خلاف تھا۔ انہوں نے آپ کی دعوت کا انکار شد و مد سے کیا اور ان کی تمام تر خواہش و کوشش یہ تھی کہ آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب کو ہلاک کر دیا جائے۔ دورِ حاضر کے بعض داعیانِ قومیت کے زعمِ باطل کا رد اس واقعہ میں موجود ہے۔ ان داعیانِ قومیت کا گمان یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی تحریکِ رسالت اس وقت کے اہلِ عرب کی خواہشات اور نصب العین کے مطابق تھی۔ یہ ایک مضحکہ خیز گمان ہے جس کی تردید تاریخی واقعات سے ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے داعیان اس طرح کی باتیں دعوائے قومیت کے بارے میں اپنے غلو کی بنا پر کرتے ہیں اور وُہ اسلام کو ایک ایسا نظامِ زندگی قرار دیتے ہیں جس کا دھارا اہلِ عرب کی قومیت اور ان کے افکار سے پھُوٹا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا برملا انکار ہے اور رسالتِ اسلام کی عظیم توہین ہے۔

(۵) اگر اشرار اور گمراہ لوگ مومنین کو ہر طرح کے جور و ستم کا نشانہ بنائیں اور مومنین اس کے باوجود اپنے عقیدے اور نصب العین پر ثابت قدم رہیں تو یہ ان کے حق میں صدقِ ایمان، اخلاصِ عقیدہ اور ذاتی و روحانی بلندی کی بیّن

دلیل ہے۔ انھیں اپنے لائحہ عمل میں ضمیر کی راحت اور روحانی و فکری اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ کفار کی ایذا رسانی اور ظلم و تعدی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے مقابلے میں ہیچ سمجھتے ہیں۔

نیز اور پختہ کار مومنین اور اخلاص پیشہ داعیان کی تمام تر لگن اور دائمی تگ و دو تن پروری کی بجائے اپنی روحانی آسودگی کے لیے ہوتی ہے وہ ہمیشہ اپنے روحانی جذبات کی تسکین میں کوشاں رہتے ہیں اور اپنی جسمانی داعیات و شہوات مثلاً حصولِ راحت و لذت اور شکم سیری کی چنداں فکر نہیں کرتے۔ اسی لیے ان کی دعوتِ اصلاح کو فروغ نصیب ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے جمہور تاریکیوں اور جہالتوں سے نجات حاصل کرتے ہیں۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورۂ تخفیفِ دعوت کا جو جواب دیا اور کفارِ قریش کی طرف سے بادشاہت اور مال و دولت کی پیشکش کو جس طرح رد کر دیا یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ آپ اپنے دعوائے رسالت میں کس قدر سچے ہیں اور لوگوں کا ہدایت یافتہ ہونا آپ کو کس درجہ مرغوب و مطلوب ہے۔ اسی طرح ایک داعی کو چاہیے کہ وُہ اپنی دعوت میں پختہ کار اور مستقیم ہو اور اگر اہلِ باطل اس کو جاہ و منصب کا لالچ دے کر راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش کریں تو اسے ایسی پیشکش کو ٹھکرا دینا چاہیے۔ مومنین کو راہِ حق میں جو تکالیف پہنچتی ہیں وہ ان کے ضمیر اور قلب و نظر کے لیے راحت کا سامان مہیا کرتی ہیں اور ان کے نزدیک دُنیا کے مناصب و درجات اور مال و منال سے کہیں زیادہ مرغوب و عزیز اور قیمتی متاع اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنّت کا حصول ہے۔

(۷) داعی کو چاہیے کہ وہ ہر روز یا ہر ہفتے وقفوں وقفوں سے اپنے رفقاء کے اجتماعات منعقد کرتا رہے اور انہیں دعوت کے طریق کار اور اس کے اسالیب و آداب کی تعلیم دیتا رہے تاکہ انہیں ایمان و یقین میں زیادتی حاصل ہو اگر علانیہ اجتماعاتِ عام میں داعی کو اپنی جان اور اپنے رفقاء کی ہلاکت کا خطرہ محسوس ہو تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ خفیہ طور پر خصوصی اجتماعات منعقد کرے تاکہ اہلِ باطل ان کے برخلاف کوئی سازش یا منصوبہ تیار کر کے انہیں جَور و ستم کا ہدف نہ بنا سکیں اور ان کی ہلاکت کا اقدام نہ کر سکیں۔

(۸) داعی کے لیے واجب ہے کہ وُہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے بھی دعوتِ اصلاح کی تبلیغ کا اہتمام کرے اور اگر وہ اس سے مُنہ موڑ جائیں اور گمراہی اور بگاڑ کی روش پر قایم رہیں تو وہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش کر سکے۔

(۹) اگر داعی کو محسوس ہو کہ کفار کی فتنہ پردازی کے باعث اس کی جماعت کے لوگوں کی زندگیاں اور اعتقادات خطرے کا شکار ہیں تو اسے چاہیے کہ وُہ ان کے لیے ایسا مامن تلاش کرے جہاں وہ اہلِ باطل کی سرکشی اور ظلم و زیادتی سے امان حاصل کر سکیں۔ اور یہ چیز داعیان کے جذبۂ قربانی کے منافی نہیں ہے۔ اگر داعیان کی افرادی قوت کم ہو تو اہلِ باطل ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی تحریک کو کچل سکتے ہیں اس لیے داعیان کو چاہیے کہ وُہ ایسے ناسازگار حالات میں اپنی دعوت اور خود کو بچا کر کسی دار الامان کی طرف نکل جائیں تاکہ ان کی دعوت کو استمرار اور نشر و اشاعت

کی ضمانت حاصل ہو جائے۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو حبش کی طرف دو مرتبہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختلافِ مذاہب کے باوجود دینداروں کے مابین دینی رابطہ بت پرستوں اور ملحدوں کے ساتھ رابطہ کی بہ نسبت زیادہ مضبوط اور قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔ آسمانی ادیان جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور یومِ آخر پر ایمان لانے کے بارے میں باہم متفق ہیں اسی طرح وہ اجتماعیتِ کبریٰ کے نصب العین کے مآخذ اور اصولِ صحیحہ کے بارے میں بھی باہم ملتے جلتے ہیں اس لیے ان کے درمیان قرابت کی بنیادیں زیادہ قابلِ اعتماد اور پختہ ہیں۔ اس کے برعکس الحاد، بت پرستی اور شرائع الٰہیہ سے انکار کے ساتھ رنگ و نسل اور زبان و وطن کے اشتراک کی بنیاد غیر پختہ اور ناقابلِ اعتماد ہے۔

(۱۱) اہلِ باطل کا معمول ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ اہلِ حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اگر دعوتِ حق کا مقابلہ کرنے اور اسے کچلنے کے لیے ایک ذریعہ ناکارہ ثابت ہو جاتا ہے تو وہ دیگر ذرائع و وسائل مہیا کر لیتے ہیں اور حق و باطل کی یہ کشمکش مسلسل جاری رہتی ہے جب تک کہ حق پوری طرح کامیابی سے ہمکنار نہ ہو جائے اور باطل پوری طرح نیست و نابود نہ ہو جائے۔

فصلِ سوم

ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک

۱۔ تاریخی واقعات

اس وقفہ کے دوران میں مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے :

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابُو طالب بعثت کے دسویں سال وفات پا گئے۔ وہ اپنی زندگی بھر کفار کے مقابلے میں اپنے بھتیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت وحمایت کرتے رہے۔ جب تک وہ زندہ رہے ان کی ہیبت واحترام کی وجہ سے کفارِ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکے۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد قریش کو یہ جرأت ہُوئی کہ وُہ آنحضرتؐ کو شدید ایذا رسانی کا نشانہ بنا سکیں۔ اس لیے چچا کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انتہائی رنج وملال کا باعث ثابت ہُوئی۔ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا اور وُہ بسترِ مرگ پر تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انتہائی خواہش تھی کہ وہ کلمۂ اسلام کہیں، لیکن انہوں نے اس خوف کی وجہ سے کلمہ کہنے سے انکار کر دیا کہ کہیں ان کی قوم انہیں رُسوا نہ کرے۔

(۲) حضرت خدیجہؓ نے بھی اسی سال وفات پائی۔ دشمنانِ قریش کی طرف سے جو غم وآلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتے تھے حضرت خدیجہؓ کی رفاقت ان کو ہلکا کر دیتی تھی۔ ایسی رفیقۂ حیات کی وفات سے آنحضرتؐ کو شدید صدمہ ہوا۔ چونکہ اس سال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار چچا اور غمگسار بیوی دونوں انتقال کر گئے اس لیے آپ نے اس سال کو عام الحزن (یعنی سالِ غم) کا نام دیا۔ سفرِ طائف

(۳) چچا اور بیوی کی وفات کے بعد جب قریش کی ریشہ دوانی اور ستم رانی شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اس خیال سے طائف کا رُخ کیا کہ شاید وہاں آپ کی دعوت کو قبیلہ بنی ثقیف کی طرف سے حُسنِ قبول اور نصرت حاصل ہو[1]۔ لیکن نہ صرف

---

[1] اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ نے طائف میں کتنا عرصہ قیام فرمایا۔ اختلافِ روایت کی بنا پر آپ وہاں دس دن یا بیس دن ٹھہرے۔ اور ایک روایت میں طائف کے قیام کی مدت ایک مہینہ بتائی گئی ہے۔ (مترجم)

یہ کہ طائف میں آپ کی دعوت کو پذیرائی نصیب نہ ہوئی بلکہ اہلِ طائف نے آپ کے ساتھ غیر شریفانہ سلوک کیا۔ انہوں نے اپنے لڑکے بالوں کو آنحضرتؐ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپؐ پر سنگباری کی اور آنحضرتؐ کے دونوں مبارک قدموں سے خون بہنے لگا۔ آپؐ نے طائف کے باغوں میں سے ایک باغ میں پناہ حاصل کی اور اس عجز و انکسار کی حالت میں اپنے اللہ کی طرف رجوع کیا اور گڑگڑا کر یہ رقت انگیز دُعا مانگی:

"الٰہی! میں تیرے ہی حضور اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی توہین کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تُو سارے ہی کمزوروں کا مالک ہے اور میرا مالک بھی تُو ہی ہے۔ تُو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے سپرد، جو مجھ سے درشتی کا برتاؤ کرے؟ یا کسی دشمن کے سپرد جو مجھ پر قابو پا لینے کی طاقت رکھتا ہے؟ اگر تُو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے ان مصائب کی کچھ پروا نہیں۔ اگر تیری طرف سے مجھے آسُودگی نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لیے زیادہ کشائش ہے۔ میں پناہ مانگتا ہُوں تیری ذات کے اس نور کی جس سے اندھیروں میں اجالا ہوتا ہے اور دنیا و آخرت کے معاملات درست ہو جاتے ہیں، مجھے اس سے بچا لے کہ تیرا غضب مجھ پہ نازل ہو یا تیری نارضامندی مجھ پر وارد ہو۔ میں تیری رضا پر راضی ہُوں یہاں تک کہ تُو مجھ سے راضی ہو جائے اور بدی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق مجھے تیری ہی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔"

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے اور بنی ثقیف میں سے کسی نے بھی آپؐ کی دعوت کو قبول نہ کیا ماسوائے "عداسؓ" کے جو عتبہ اور شیبہ فرزندانِ ربیعہ کا عیسائی ملازم تھا۔ ایک روز بنی ثقیف کے اوباشوں نے آپ کا گھیراؤ کیا اور آپ کو اس حد تک تنگ کیا کہ آپؐ ایک باغ کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔ یہ باغ عتبہ اور شیبہ پسرانِ ربیعہ کا تھا۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ کو اس عاجزی و درماندگی کی حالت میں دیکھا تو انہوں نے غلام کو کہا کہ انگوروں کا ایک خوشہ اس شخص کو دے آؤ۔ جب غلام نے انگور آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیے تو آپؐ نے بسم اللہ کہہ کر انگور کھانا شروع کیے۔ اس چیز نے عداس کو آپؐ کی طرف مائل کر دیا کیونکہ وہاں تو کوئی بھی یہ کلمہ کہنے والا نہیں تھا۔ اس کے بعد عداس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت ہوئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

(۵) معجزۂ اسراء[۱] و معراج[۲] وقوع پذیر ہوا۔ یہ واقعہ کب پیش آیا اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اور مؤکد قول یہ ہے کہ یہ ہجرتِ مدینہ سے قبل سنہ ۱۲ بعدِ بعثت کا واقعہ ہے۔ جمہور علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اسراء و معراج دونوں واقعات ایک ساتھ پیش آئے تھے۔ ایک ہی رات میں آپ کو جسم و روح کے ساتھ بیداری کی حالت

---

[۱] اسرا سے مراد، رات کے وقت آپؐ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی (بیت المقدس) تک لے جانا ہے۔ (مترجم)
[۲] معراج سے مراد ہے آپؐ کا مسجدِ اقصٰی سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا۔ (مترجم)

میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے جایا گیا پھر آپؐ عالمِ بالا کی انتہائی بلندیوں سے گزرتے ہُوئے بارگاہِ ربّ العزّت میں پہنچے اور پھر اسی رات صبح ہونے سے قبل مکّہ مکرمہ اپنے گھر میں واپس بھی تشریف لے آئے۔ آپؐ نے قریش کو اس معجزہ کی روداد سُنائی تو انہوں نے آپ کا استہزاء کیا اور مذاق اڑایا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ اور دیگر راسخ الایمان مسلمانوں نے آپؐ کی تصدیق کی۔

(۶) اسی شب معراج میں ہر عاقل بالغ مسلمان پر پنجوقتہ نماز فرض کی گئی۔

۷۔ انصار کے اسلام کی ابتداء سنہ ۱۱ بعد بعثت کے موسمِ حج میں آنحضرتؐ اپنے قاعدے اور سالانہ معمول کے مطابق ہر قبیلے کے پڑاؤ پر تشریف لے گئے اور انہیں بتوں کی عبادت ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اسی اثناء میں پھرتے پھراتے آپ اس عقبہ (گھاٹی) کے قریب پہنچے جو منیٰ کے علاقے میں مکّے کے راستے پر واقع ہے جس کے قریب رمی جمار کی جاتی ہے وہاں قبیلہ اوس و خزرج کے ایک گروہ سے آپؐ کی ملاقات ہُوئی۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے ان کی تعداد سات[1] تھی۔ جب وہ مدینہ کی طرف واپس گئے تو انہوں نے اپنی قوم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اس ملاقات اور دینِ اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا۔ اس طرح وہاں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

۸۔ پہلی بیعتِ عقبہ آئندہ سال یعنی سنہ ۱۲ بعد بعثت کے زمانہ حج میں انصار کے ۱۲ افراد نے اسی عقبہ کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب وہ واپس گئے تو آنحضرتؐ نے ان کے ہمراہ مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیج دیا تاکہ وہ مسلمانوں کو قرآنِ کریم پڑھائیں اور انہیں اسلام کی تعلیم دیں۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام کی نشر و اشاعت وسیع پیمانے پر ہوگئی۔

۹۔ دُوسری[2] بیعتِ عقبہ تیسرے سال یعنی سنہ ۱۳ بعد بعثت انصارِ مدینہ کی ایک جماعت موسمِ حج میں مکہ مکرمہ آئی اور انہوں نے خفیہ طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بمقام عقبہ ملاقات کی۔ یہ جماعت ستر[3] مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ آپ کی ہر اس

---

[1] بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد چھ تھی اور یہ سب کے سب قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور کچھ دیگر روایات میں ہے کہ یہ آٹھ آدمی تھے۔ (مترجم)

[2] بعض مورخین نے انصار کے ابتدائے اسلام کے واقعہ کا نام پہلی بیعت عقبہ رکھا ہے اور انہوں نے ۱۲ افراد والی بیعت کو دوسری بیعت عقبہ اور ۷۲ آدمیوں والی بیعت کو تیسری بیعت عقبہ کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ (مترجم)

[3] ایک روایت کے مطابق اس بیعت میں دو عورتیں اور ۷۳ مرد شامل تھے جن میں سے ۱۱ قبیلہ اوس کے تھے اور ۶۲ قبیلہ خزرج کے۔ (مترجم)

چیزسے حفاظت کریں گے جس سے وُہ خود اپنی عورتوں اور اولاد کی کرتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ۱۲ نقیب منتخب کیے جو اپنے اپنے قبیلے کے ذمہ دار بنائے گئے۔ اس کے بعد وُہ مدینہ واپس چلے گئے۔

ب۔ پند و نصائح

(۱) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ داعی کی حمایت اس کا کوئی ایسا قریبی رشتہ دار کرتا ہے جو اس کی دعوت پر ایمان نہیں لاتا بلکہ صرف قرابت کی عصبیت کے باعث وُہ ایسا کرتا ہے۔ وُہ اشرار کو داعی کے خلاف ظلم و عدوان روا رکھنے سے روکتا ہے اور اس طرح دعوت کو فائدہ پہنچتا ہے جب کہ وُہ ابھی کمزور حالت میں ہو۔ اگر داعی اپنے قبیلے اور خاندان کی برائیوں میں ان کا شریک کار نہ ہو تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وُہ اپنے قبیلے اور خاندان کی عصبیت کا فائدہ اپنی ذات اور دعوت کے لیے حاصل کرے۔

(۲) ایک نیکو کار بیوی اگر اپنے داعی خاوند کی دعوت پر ایمان رکھتی ہو اور اس کے دُکھ درد میں برابر کی شریک ہو تو وُہ اپنے خاوند کی بیشتر صعوبتیں نرم کر دیتی ہے اور اس کے رنج و غم کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اسے اپنی دعوت کے سلسلے میں استقامت اور ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ایک غمگسار بیوی کا دعوت کی کامیابی و کامرانی میں نمایاں حصہ ہوتا ہے۔ ایک ایمان دار اور وفاشعار بیوی جو اپنے خاوند کی دعوتِ خیر کی کامیابی، اس کی ثابت قدمی اور دعوت کیلیے پیہم جدوجہد میں اچھا کردار ادا کرنا چاہے اس کے لیے آنحضرتؐ کے ساتھ سیدہ خدیجہؓ کا حُسنِ سلوک ایک اعلیٰ نظیر اور بہترین نمونۂ عمل ہے۔ اور معرکہ اصلاح کی سرگرمیوں کے دوران میں ایسی رفیقۂ حیات کا فقدان داعی خاوند کے لیے حُزن و یاس کا باعث اور بہت بڑا نقصان ہے۔

(۳) دعوتِ حق کے کسی غیر مومن حامی رشتہ دار کی وفات پر غمزدہ ہونا ایک مخلص داعی کے لیے قدرتی امر ہے۔ اسی طرح ایک مومن و مخلص رفیقۂ حیات جو دعوت کے سلسلے میں ہر طرح کی قربانیاں کرتی ہو اور ہر قسم کے حالات میں دعوت کی نصرت و تائید پر کمربستہ رہتی ہو۔ ایسے مثالی کردار کی حامل بیوی کی موت کا صدمہ بھی قدرتی ہے اور داعی کے اخلاص و وفاکیشی کا مظہر ہے۔ جب ابو طالب فوت ہُوئے تو اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کرنے سے منع نہ کر دے۔"

دُوسرے مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اپنے مشرک مردہ رشتہ داروں کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہُوا:

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔ (التوبہ - ۱۱۳)

(ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دُعا کریں، چاہے وُہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وُہ جہنم کے مستحق ہیں)

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے لیے مغفرت کی دُعا ترک کر دی اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے مشرک مردہ رشتہ داروں کے لیے دُعا مانگنے سے اجتناب کی روش اختیار کر لی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی بھر حضرت خدیجہؓ کی فضیلت و شرافت کا ذکر کرتے رہے ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہے۔ ان کی سہیلیوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتے رہے اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کی اس قدر تعریف فرماتے تھے کہ حضرت عائشہؓ کو حضرت خدیجہؓ پر رشک آتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے :

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنا رشک نہیں آتا تھا جس قدر رشک کہ مجھے حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا حالانکہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے اور اس کے ٹکڑے کرتے تو انہیں حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ہاں بھجواتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے یہ کہنے کی جسارت کی (کہ آپؐ تو خدیجہؓ کی اس طرح تعریف کرتے ہیں) گویا ان کے سوا دنیا میں کوئی اور عورت ہی نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! وہ ایسی اور ایسی تھی اور اس کے بطن سے میرے ہاں اولاد بھی ہوئی۔"

اشاعت دین میں رکاوٹ

(۴) جب اہلِ مکہ نے آنحضرتؐ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور آپؐ نے طائف کا رُخ کیا تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت کی بہم تبلیغ کے لیے عزم صمیم کے حامل تھے اور اس سلسلے میں کبھی ناامیدی کا شکار نہ ہُوئے۔ اگر ایک مقام پر آپؐ کی دعوت کے آگے رکاوٹیں کھڑی کی گئیں تو آپ اس کے لیے نئے نئے میدانوں کی تلاش و جستجو کے لیے نکلتے رہے۔ طائف کے بنی ثقیف نے اپنے لڑکے بالوں اور بیوقوفوں کو ورغلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شر پسندی کی طبعی خاصیت اور اس کے طور طریقے ہر جگہ یکساں ہوتے ہیں یعنی یہ کہ بیوقوفوں کو داعیانِ خیر و صلاح کی ایذا رسانی کے لیے اکسانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے خُون بہنا، ایک داعی حق کے ظلم و ستم برداشت کرنے کی بہت بڑی مثال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے ایک باغ میں جو دعا فرمائی وہ ایک ابدی دعا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاص اور مصائب کے علی الرغم دعوت کے مسلسل جاری رکھنے کا عزم صمیم نمایاں نظر آتا ہے۔ دعا کا یہ فقرہ کہ "اگر تُو مجھ پر ناراض نہیں ہے تو مجھے کچھ پروا نہیں" ظاہر کرتا ہے کہ یہ دُعا صرف خدائے واحد و یکتا کی رضا جوئی کے لیے تھی نہ کہ بڑے لوگوں، سرداروں یا عامۃ الناس کی بھیڑ کی خوشنودی کے لیے۔ اس میں ایک داعی کے لیے یہ سبق بھی ہے کہ اگر ایذا رسانی

شدید ہو تو اسے صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرنی چاہیے اور اسی سے امداد و اعانت طلب کرنی چاہیے۔ نیز اس سے داعی کو یہ نصیحت بھی حاصل ہوتی ہے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کی ناراضامندی سے ڈرنا چاہیے اور اس کے ماسوا کسی دوسری چیز کے خوف کو خاطر میں نہ لانا چاہیے۔

(ہ) معجزۂ اسراء و معراج میں بے شمار اسرار و رموز پنہاں ہیں یہاں تک کہ مندرجہ ذیل تین نکات بھی اس میں مضمر ہیں:

الف۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مکہ کو عالمِ اسلامی کے اتحاد اور اس کی سرگرمیوں کا محور و مرکز بن چکا ہے تو معجزۂ اسراء و معراج میں مسجد اقصیٰ اور فلسطین کے قضیہ کا عالمِ اسلامی کے مسائل و معاملات کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کا دفاع عین اسلام کا دفاع ہے۔ اس لیے رُوئے زمین پر بسنے والے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ اگر فلسطین کے دفاع اور اس کو آزاد کرانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی گئی تو یہ اسلام کے حق میں ہماری کوتاہی شمار ہوگی اور یہ ایک جُرم ہے جس پر ہر مومن سے مواخذہ کیا جائے گا۔

ب۔ اس میں یہ راز بھی پوشیدہ ہے کہ ایک مسلمان کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی سفلی لذات و شہوات سے پرہیز کرے اور اس اعلیٰ نظیر کے پیش نظر بلندی درجات اور بلند و بالا نصب العین کے حصول کے لیے اپنی تمام تر سعی و جہد ہمیشہ صرف کرتا رہے تاکہ دیگر بنی نوع انسان کی بہ نسبت اسے منفرد و عالی مقام حاصل ہو۔

ج۔ اس واقعہ معراج میں یہ اشارہ بھی مخفی ہے کہ انسان کے لیے ارضی جاذبیت کے بندھن سے باہر نکل کر فضاؤں کی تلاش و جستجو ممکن ہے اور فضائی پرواز کے بعد دوبارہ زمین پر سلامتی کے ساتھ واپس آجانا بھی ممکن ہے۔ اس پورے عالم کی تاریخ میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے واقعۂ اسراء و معراج میں عالمِ بالا کی سیر کی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ واقعہ ان کے حق میں معجزہ کے طور پر پیش آیا تو دوسرے لوگوں کے لیے علمی و فکری طریقے سے فضاؤں کی جستجو ممکن ہے۔[۱]

---

[۱] مولف رحمہ اللہ نے صرف مادی ذرائع و وسائل سے فضائی سیر کا ذکر کیا ہے۔ اس نکتہ کی طرف علامہ اقبال نے بھی اپنے کلام میں متعدد اشارات کیے ہیں۔ مثلاً: ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے — کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

(بالِ جبریل)

(باقی برصفحہ آیندہ)

(۶) شبِ اسراء و معراج کو پنجوقتہ نماز فرض ہوئی۔ سفرِ معراج میں فرضیتِ نماز کی حکمت کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عالمِ بالا کی طرف معراج جسم و روح کے ساتھ معجزہ کے طور پر پیش آئی اور تمہارے لیے ہر روز پانچ مرتبہ اللہ کے دربار کی حاضری مقرر کر دی گئی جس میں تمہاری ارواح اور دل و دماغ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تمہارے لیے یہ روحانی معراج اس وقت متحقق ہوگی جب تم اپنی خواہشات و شہوات کی پیروی سے رُوگردانی کر لو گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور وحدانیت کی شہادت ادا کرو گے۔ تمہیں زمین کی سیادت قہر و غلبہ اور لوگوں کو اپنا غلام بنا کر حاصل نہیں ہوگی بلکہ خیر و صلاح، بلند کرداری، پاکیزگی اور بزرگی میں سبقت لے جانے اور نماز کے ذریعے تمہیں امامتِ ارضی کے منصب پر سرفراز کیا جائے گا۔

(۷) زمانۂ حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف قبائل کے پڑاؤ پر جانے سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایک داعی کو صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے کہ اس کی دعوت اپنے اجتماعات اور دفاتر تک محدود ہو کر رہ جائے بلکہ اس کے لیے واجب ہے کہ وہ ہر ایسے مقام کا دورہ کرے جہاں لوگ جمع ہوں یا لوگوں کے اجتماع کا امکان ہو، نیز اس کو چاہیے کہ اگر لوگ اس کی دعوت سے اعراض کی روش اختیار کریں تو وہ اس سے مایوس نہ ہو جائے۔ بعض اوقات دعوتِ حق و خیر کی نشر و اشاعت میں اور شر پسندوں اور ان کے حامیوں کے برخلاف انتہائی غلبہ حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید عجیب کرشمے دکھلاتی ہے۔ انصارِ مدینہ کے وہ پہلے سات مومنین جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا ان کی مساعی سے مدینہ میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور دعوت کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ اس کے ذریعے مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی راہ ہموار ہوئی جہاں وہ سب اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدینہ دارالامان بن گیا جہاں آپ کی ریاست قایم ہوئی، آپ کی دعوت کی نشر و اشاعت ہوئی۔ آپ کے اصحاب اس قابل ہوئے کہ وہ جنگوں اور

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں   کہہ رہی ہے یہ مسلماں سے معراج کی رات

(بانگِ درا)

ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا   ہے سرِ سراپردۂ جاں نکتہ معراج

(ضربِ کلیم)

ورنہ جس مقامِ بلند تک آنحضرتؐ کو معراج ہوئی وہاں تک کسی دیگر مخلوق کی پرواز نہیں ہو سکتی۔ اس سفر میں جبریل علیہ السلام جو آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے وہ بھی ساتوں آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ (جو عالمِ خلق اور بارگاہِ خداوندی کے درمیان حدِ فاصل ہے) پر ٹھہر جاتے ہیں اور آنحضرتؐ تنہا آگے جاتے ہیں اور پیشگاہِ رب العزت میں ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ واقعۂ اسراء و معراج کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوت السموٰت والارض یعنی اس کائنات کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا، اور ایسا عظیم تجربہ کسی دیگر نبی و رسول کو بھی نہیں کرایا گیا۔ (مترجم)

معرکوں میں مشرکین کا مقابلہ کریں جن میں اہلِ ایمان کو غلبہ و فتح اور مشرکین کو ابدی ہزیمت و شکست نصیب ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اوس و خزرج کے انصار سے راضی ہوا۔ انہیں اہلِ اسلام اور جملہ عالم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جس کی بھلائی لامحدود ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اخوان مہاجرین سے بھی راضی ہُوا جو ان سے قبل دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے اور جنہوں نے اسلام کے راستے میں اپنے قیمتی مال و متاع اور گھر بار کی عظیم قربانیاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنتِ رضوان میں ان سب کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین

فصلِ چہارم

ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ میں ٹھکانا حاصل کرنے تک

ا- تاریخی واقعات

(۱) جب قریش کو یہ معلوم ہوا کہ اہلِ یثرب کے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں مومنین پر ظلم و تشدد میں زیادتی شروع کر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ انھوں نے اکا دُکا مخفی طور پر ہجرت اختیار کی ماسوائے حضرت عمرؓ کے جنہوں نے اپنی ہجرت کے بارے میں کھل کر اعلان کیا اور مشرکین قریش کو چیلنج کیا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اولاد سے محروم ہو جائے وہ کل صبح اس وادی کے درمیان مجھ سے مقابلہ کرے۔ لیکن کسی مشرک کو باہر نکل کر ان کا راستہ روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(۲) جب قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ مسلمان مہاجرین مدینہ منورہ میں عزت و حفاظت سے زندگی گزار رہے ہیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کرنے کے لیے دار الندوہ میں ایک اجلاس طلب کیا اور باتفاق رائے یہ طے کیا گیا کہ تمام قبیلوں میں سے ایک ایک مضبوط نوجوان منتخب کیا جائے اور وہ سب یکبارگی حملہ کر کے آنحضرتؐ کو قتل کر دیں۔ اس طرح آپؐ کا خون تمام قبائل پر تقسیم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور مجبوراً خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ تمام نوجوان جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا تھا وہ ہجرت کی رات آنحضرتؐ کے دروازے پر اکٹھے ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آنحضرتؐ باہر نکلیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

(۳) اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہ سوئے اور حضرت علیؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ وہ ان کی جگہ ان کے بستر پہ سو جائیں۔ نیز حضرت علیؓ کو یہ حکم دیا کہ کفارِ قریش کی جو امانتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی ہوئی تھیں وہ صبح کے وقت کفار کو واپس کر دی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سے اپنے گھر سے نکل گئے اور قتل کے لیے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرنے والوں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ آپؐ حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے پہلے سے دو اونٹنیاں ایک اپنے لیے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کر رکھی تھیں ان دونوں نے نکلنے کا ارادہ کیا حضرت ابو بکرؓ نے بنی الدیل کے ایک شخص عبد اللہ بن اریقط کو جو اس وقت مشرک تھا اجرت پر بطور بدرقہ مقرر کیا کہ وہ ان

دونوں کو مدینہ جانے والی عام گزرگاہ سے ہٹ کر کسی غیر معروف راستے سے مدینہ لے جائیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترپن سال کی عمر میں حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں بتاریخ یکم ربیع الاول بروز جمعرات نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کی ہجرت کی خبر باسوائے حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کے کسی دوسرے کو نہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی دونوں بیٹیوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے ان کے لیے زادِ راہ تیار کیا۔ حضرت اسماءؓ نے اپنا نطاق (کمربند یا وہ کپڑا جو اس زمانہ میں عورتیں کمر پر لپیٹتی تھیں) کھول کر اسے پھاڑا اور اس کے ایک ٹکڑے سے توشہ دان کا منہ باندھا۔ اسی بنا پر حضرت اسماءؓ کو ذات النطاقین (دو نطاقوں والی) کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بدرقہ کی معیت میں یمن کے راستہ کا رُخ کیا اور غارِ ثور تک پہنچ گئے اور وہ دونوں وہاں تین رات تک چھپے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ رات ان کے پاس گزارتے تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے چل کر علی الصبح منہ اندھیرے مکہ میں پہنچ جاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا انھوں نے رات مکہ ہی میں بسر کی ہو۔ اس وقت ان کا عنفوانِ شباب تھا اور وہ ایک ہوشیار اور فہیم نوجوان تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے خلاف جو منصوبہ بھی قریش رات کو تیار کرتے تھے یہ صبح کو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے شام کے وقت اس کی اطلاع غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قتل سے بچ کر نکل گئے تو قریش کے لیے قیامت برپا ہو گئی وہ آپ کی تلاش میں مکّہ کے معروف راستے سے نکلے لیکن سب بےسُود۔ پھر یمن کے راستے کی طرف متوجہ ہوئے اور غارِ ثور کے دہانے پر آ کر ٹھہر گئے ایک نے کہا:

"شاید آنحضرت اور ان کے ساتھی اس غار میں ہوں"

دوسروں نے کہا:

"کیا تو نہیں دیکھتا کہ اس غار کے دہانے پر مکڑی نے اپنا جالا تنا ہُوا ہے اور اس میں پرندوں نے انڈے دے رکھے ہیں۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس غار میں مدّتِ مدید سے کوئی شخص داخل نہیں ہُوا"

اس وقت ابوبکرؓ غار کے دہانے پر کھڑے ہونے والوں کے پاؤں دیکھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے خوف سے کانپتے ہُوئے آپ سے کہہ رہے تھے:

"خدا کی قسم، یا رسولؐ اللہ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کے نیچے کی طرف سے دیکھے تو ہمیں دیکھ لے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں یہ کہہ کر تسلّی دے رہے تھے کہ اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے"

(۶) قریش نے لوگوں کو لالچ دینے کے لیے مختلف قبائل میں اعلانِ عام کر دیا کہ جو شخص آنحضورؐ اور ان کے ساتھی کے بارے میں مخبری کرے یا ان کو پکڑ کر لاتے یا قتل کر دے تو اسے خطیر رقم بطور انعام دی جائے گی۔ اس پیشکش کے پیشِ نظر سراقہ بن جعشم نے اپنے آپ کو تیار کیا اور وہ تنِ تنہا آنحضرتؐ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تاکہ آپ پر قابو پا کر انعام حاصل کرے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی کی تلاش و جستجو دوسرے مرحلے میں داخل ہو گئی اور آپؐ اپنے بدرقہ کی معیت میں غارِ ثور سے نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بحرِ احمر کا ساحلی راستہ اختیار کیا اور کافی راستہ بلا روک ٹوک طے کر گئے۔ اس کے بعد سراقہ آپ سے جا ملا۔ اس نے آنحضرتؐ کے قریب جانے کی کوشش کی تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور گھوڑے میں چلنے کی سکت نہ رہی۔ سراقہ نے تین مرتبہ کوشش کی کہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلے لیکن بے سُود۔ اس وقت سراقہ کو یقین ہو گیا کہ آنحضرتؐ امام اور رسول کریم ہیں۔ سراقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ وہ آپؐ کی امداد کرے گا۔ آنحضرتؐ نے اسے خوشخبری دی کہ اسے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ سراقہ مکہ کی جانب لوٹ آیا اس نے آنحضرتؐ کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ دی اور آنحضرتؐ کسی مزاحمت کے بغیر اپنا سفر طے کر گئے۔

(۸) مدینہ منورہ میں آپؐ کے اصحاب بڑی بے چینی سے آپؐ کا انتظار کر رہے تھے اور وُہ ہر روز صبح کے وقت نکل کر مدینہ کی اونچی جگہوں پر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور اس وقت تک واپس نہ جاتے تھے جب تک کہ دوپہر کے وقت دھوپ کی گرمی ناقابلِ برداشت نہ ہو جاتی۔ یہ انتظار طول پکڑ گیا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچ گئے۔ جب مدینہ والوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو انہیں بے انتہا خوشی نصیب ہوئی اور لڑکیوں نے دفوں پر یہ گیت گانا شروع کیا:

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　مادعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا　　جئت بالامر المطاع

(ترجمہ: وداع کی پہاڑیوں کی جانب سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا، جب تک کوئی اللہ سے دعا مانگنے والا دُعا مانگے ہم پر شکرگزاری واجب ہے۔ اے ہم میں مبعوث کئے گئے! تو ایسے احکام لے کر آیا جو واجب الاطاعت ہیں)

(۹) جب آپؐ "قبا" پہنچے جو مدینہ کے راستے میں جانبِ جنوب دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے تو وہاں آپؐ نے چار روز تک قیام فرمایا اور دَورِ اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجد قبا) کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کی صبح کو وہاں سے چل دیے۔ بنی سالم بن عوف کے محلے میں نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ نے وہاں بھی ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اسلام میں پہلا جمعہ قایم کیا اور خطبۂ جمعہ دیا۔ پھر آپؐ نے مدینہ کا رُخ کیا۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو سب سے پہلے

جو کام آنحضرتؐ نے سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ جہاں آپؐ کی اُونٹنی جا کر رُکی اُس جگہ کو مسجد کی تعمیر کے لیے انتخاب کیا۔ یہ جگہ انصار کے دو یتیم لڑکوں کی ملکیت تھی آں حضرتؐ نے انہیں قیمت کی پیشکش کی لیکن انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! ہم اسے ہبہ کرتے ہیں۔" آپؐ نے بطور ہبہ قبول کرنے سے انکار فرمایا اور اسے سونے کے دس دینار کے عوض خریدا۔ یہ قیمت حضرت ابوبکرؓ کے مال سے ادا کی گئی۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ سب مل کر اس کی تعمیر کریں۔ وہ اس کام میں بلا توقف مشغول ہو گئے۔ آپؐ بھی دوسروں کے ہمراہ مٹی کی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ یہاں تک کہ تعمیر مکمل ہو گئی مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور چھت کا چھپر کھجور کے تنوں اور ٹہنیوں کا تھا۔

(۱۰) مسجد نبوی کی تعمیر سے فارغ ہو کر آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصار کے مابین رشتۂ اخوت قائم فرما دیا۔ ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ انصاری اپنے مہاجر بھائی کو اپنے گھر لے جاتا اور جملہ مال و متاع کے بارے میں کہتا کہ یہ آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔

۱۱۔ **یہودِ مدینہ کے ساتھ معاہدہ** پھر آنحضرتؐ نے مسلمانوں (مہاجرین و انصار) اور یہودِ مدینہ کے مابین معاہدہ کی ایک دستاویز تحریر کروائی، جس میں ان کے دین اور اموال کو تحفظ فراہم کیا گیا تاکہ کوئی کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کر سکے۔ سیرت ابنِ ہشام میں اس دستاویز کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اس میں وہ مبادیات درج ہیں جن پر اسلام کی سب سے پہلی مملکت قائم ہوئی اور انسانیت، عدلِ اجتماعی، دینی رواداری اور مصلحتِ عامہ کے اصول درج ہیں۔ ہر طالب علم کو چاہیے کہ وہ اس دستاویز کا مطالعہ کرے، اسے سمجھے اور اس کے مبادیات کو ازبر کرے۔ بلا

یہ ابدی تاریخی دستاویز مندرجہ ذیل مبادیات پر مشتمل ہے،

۱ - امتِ مُسلمہ کی وحدت بلا تفریق۔
۲ - ابنائے امت کے مابین حقوق و شرافت میں مساوات۔
۳ - ماسوائے ظلم و زیادتی اور گناہ کے کاموں کے دیگر امور میں ابنائے امت کا آپس میں تعاون۔
۴ - دشمنوں کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں امت کا اشتراک۔
۵ - ہیئت اجتماعیہ کی بہترین تنظیم جو راستی اور استقامت پر مبنی ہو۔
۶ - مملکت اور اس کے نظام کے برخلاف خروج کرنے والوں کو بے نقاب کرنا اور ان کی امداد سے باز رہنا۔
۷ - جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت و تعاون سے رہنا چاہیں ان کی حمایت کرنا اور ان کے حقوق پر دست درازی نہ کرنا۔
۸ - غیر مسلموں کے لیے ان کا دین اور اموال ہیں۔ انہیں دین اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے اموال زبردستی حاصل کیے جائیں گے۔

۹۔ مملکت کے اخراجات برداشت کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے غیر مسلم حلیف بھی حصہ دار ہوں گے۔
۱۰۔ غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہوگا کہ وہ مملکت کے برخلاف ہر قسم کی سرکشی و بغاوت کو کچلنے کے لیے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں۔
۱۱۔ غیر مسلموں پر یہ بھی واجب ہوگا کہ جب تک مملکت کو حالتِ جنگ درپیش ہو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کے مصارف اٹھائیں۔
۱۲۔ اگر غیر مسلموں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو مملکت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اسی طرح ان کی امداد کرے جس طرح ہر مظلوم مسلمان کی امداد کی جاتی ہے۔
۱۳۔ مملکت کے دشمنوں اور ان کے مددگاروں کی حمایت نہ کرنا مسلمانوں اور ان کے غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے۔
۱۴۔ جب اُمّت کی بھلائی صلح میں ہو تو مسلمانوں اور غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے کہ وہ سب کے سب صلح قبول کرلیں۔
۱۵۔ کسی شخص سے کسی دُوسرے کے گناہ کا مواخذہ نہیں ہوگا، اور کسی شخص سے صرف اس کی ذات یا خاندان کے بارے میں تاوان لیا جائے گا۔
۱۶۔ حدود مملکت کے اندر اور باہر نقل و حرکت کی آزادی مملکت کی حمایت کے ساتھ مشروط ہوگی۔
۱۷۔ کسی گناہگار اور ظالم کی حمایت نہیں کی جائے گی۔
۱۸۔ ہیئت اجتماعیہ کی بنیاد نیکی اور تقویٰ پر قایم ہوگی نہ کہ گناہ اور زیادتی پر۔
۱۹۔ ان مبادیات کا تحفظ یہ دو طاقتیں کریں گی:

د۔ قوتِ معنویہ۔ یہ عبارت ہے اس سے کہ ہیئتِ اجتماعیہ کا اللہ پر غیر متزلزل ایمان ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر نیکوکار اور وفاشعار کا محافظ و نگہبان ہے۔
ب۔ قوتِ مادیہ۔ یہ مملکت کی سربراہی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مرکوز ہے۔

ب۔ پند و نصائح

(۱) جب کسی مومن کو اپنے زورِ بازو پر اعتماد ہوتا ہے تو اس کی عملی جدوجہد پوشیدہ نہیں ہوتی بلکہ وہ علانیہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھتا ہے اور جب تک اسے سرکش دشمنوں کے غلبے کا خطرہ نہ ہو وہ ان کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ہجرت کے موقع پر کیا تھا۔ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جب داعی قوی موقف اختیار کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عمرؓ کے چیلنج کے جواب میں دشمن حضرت عمرؓ کے قتل کا منصوبہ تیار کرنا چاہتا تو وُہ ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے

جرأت مندانہ موقف سے ان میں سے ہر ایک کے دل پر رُعب طاری ہوگیا اور وُہ ڈر گیا کہ اگر اس نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی تو وُہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے گی کیونکہ ہر شر پسندوں کو اپنی متاعِ حیات بہت عزیز ہوتی ہے اور وُہ اسے خطرے میں ڈالنے سے گریز کرتے ہیں۔

(۲) جب اہلِ باطل دعوتِ حق و اصلاح کی پیش قدمی روکنے سے مایوس ہو جاتے ہیں اور مومنین ان کی دستبرد سے نجات حاصل کرکے کسی دارالامان میں چلے جاتے ہیں تو اس وقت دشمن طاقتیں اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آتی ہیں اور مخلص داعی کے قتل کے درپے ہو جاتی ہیں۔ انھیں یہ گمان لاحق ہوتا ہے کہ اگر داعیِ تحریک کو قتل کر دیا جائے گا تو اس کی تحریک آپ سے آپ مُردہ ہو جائے گی اور اس طرح وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ ہر دَور میں شر پسند دشمنانِ اصلاح کی سوچ کا یہی انداز رہا ہے اور ہم نے اپنے زمانے میں بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

(۳) تحریکِ اصلاح کا ایک اخلاص پیشہ مجاہد اپنے قائد پر اپنی زندگی قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے کیونکہ قائد کی سلامتی تحریک کی سلامتی کی ضامن ہوتی ہے اور قائد کی ہلاکت تحریک کی رسوائی و توہین کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کی ہجرت کی رات آپؐ کے بستر پر رات گزاری۔ ان کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بچانے کے لیے اپنی جان کی قربانی دینے کے مترادف ہے۔ اس وقت یہ احتمال موجود تھا کہ حضرت علی انتقامی کارروائی کے طور پر قریش کے نوجوانوں کی تلواروں کا نشانہ بن جاتے کیونکہ حضرت علیؓ نے ہی آنحضرتؐ کے دشمنوں کے حملہ سے بچ جانے کی راہ ہموار کی تھی لیکن حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈالنے کی مطلق پروا نہ کی اور آپؓ کا مقصود صرف یہ تھا کہ قائدِ تحریک حضرت نبی الامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات صحیح و سالم بچ جائے۔

(۴) مشرکین اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرا تھے اور آنحضرتؐ کے قتل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی امانتیں آنحضرت کے پاس ودیعت رکھتے تھے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دشمنانِ اصلاح کو داعی کی راست روی، امانت اور پاکدامنی کا پورا پورا یقین ہوتا ہے اور ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ وہ ان کی بہ نسبت اعلیٰ سیرت اور پاکیزہ کردار کا حامل ہے۔ لیکن ان کی گمراہی، جھگڑالو پن اور عادات و عقایدِ باطلہ پر ان کی ہٹ دھرمی انھیں اکساتی ہے کہ وُہ داعی کے خلاف محاذ آرائی پر آمادہ ہوں اس سے ہر قسم کا مکر و فریب روا رکھیں اور اگر ہو سکے تو اس کے قتل کا منصوبہ تیار کریں۔

(۵) کسی قائدِ تحریک یا رئیسِ مملکت یا دعوتِ اصلاح کے لیڈر کا اس کی گھات میں بیٹھے ہوئے قتل کے درپے دشمنوں کے نرغے سے بچ نکلنے کی کوشش کرنا یا کسی ایسے دارالہجرت کی تلاش کرنا جہاں اس کی تحریک قوت و زور حاصل کر سکے اور کامیابی سے ہمکنار ہو سکے تو اس کی کوشش کو بُزدلی یا موت سے فرار یا جانی و روحانی قربانی سے گریز پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

(۶) حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کے کردار سے ثابت ہوتا ہے کہ نوجوان کسی تحریک کو پروان چڑھانے میں بڑے ممد و معاون ہوتے ہیں۔ وُہ ہر دعوتِ اصلاح کے ستون ہوتے ہیں اور بڑی سرگرمی سے قربانی اور فداکاری کے لیے تیار ہو جاتے ہیں

اور اس طرح تحریک نصرت و غلبہ کی جانب تیز رفتاری سے پیش قدمی کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دورِ اسلام میں مومنین سابقین سب کے سب جوان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بوقت بعثت چالیس سال تھی۔ حضرت ابو بکرؓ آنحضرتؐ سے تین سال چھوٹے تھے۔ حضرت عمرؓ ان دونوں سے کم عمر تھے۔ حضرت علیؓ سب سے خورد سال تھے۔ حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں کم تھے۔ اسی طرح حضرات عبداللہؓ بن مسعود، عبدالرحمانؓ بن عوف، ارقمؓ بن ابی ارقم، سعیدؓ بن زید، بلالؓ بن رباح، عمارؓ بن یاسر وغیرہ سب کے سب جواں سال تھے۔ انہوں نے اپنے کندھوں پر تحریک کا بوجھ اٹھایا اور اس راستے میں قربانیاں پیش کیں اور عذاب و آلام اور موت تک کے مزے چکھے۔ ان کی وجہ سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ اور ان کی اور ان کے بھائیوں کی جدوجہد سے خلافتِ راشدہ کے قیام کی راہ ہموار ہوئی اور اسلامی فتوحات پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ یہ ان ہی کی کرم فرمائی ہے کہ دینِ اسلام ہم تک پہنچا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہالت و جاہلیت، گمراہی و بت پرستی اور کفر و فسق سے نجات بخشی۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دوران میں حضرات عائشہؓ و اسماءؓ کے کردار سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین تک دعوتِ اصلاح کی تبلیغ کس قدر ضروری ہے۔ خواتین طبعاً نرم مزاج، دعوت کو جلد قبول کرنے والی، نیک نفس اور پاک دل ہوتی ہیں۔ جب ایک عورت ایک دفعہ ایمان لے آتی ہے تو پھر اس دعوت کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں مصائب و آلام کی پروا نہیں کرتی، وہ اپنے خاوند، بھائیوں اور بیٹوں کو اس دعوت کی طرف راغب کرتی ہے۔ عہدِ رسالت میں فروغِ اسلام کے لیے خواتین کی جدوجہد سے تاریخ کے ابواب روشن و تابناک ہیں۔ ہمیں اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر دورِ حاضر میں اسلامی اصلاحی تحریک میں خواتین کو شامل نہ کیا گیا اور نوجوان بچیوں کی نشو و نما ایمان و اخلاق اور عفت و طہارت کے اصولوں کے مطابق نہ کی گئی تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہوگی اور اس کے نتیجے میں اجتماعی زندگی میں تحریک اپنا بھرپور کردار ادا نہ کر سکے گی۔

دورِ جدید میں ہماری اجتماعی زندگی کی اصلاح کے لیے مردوں کی بہ نسبت نوجوان لڑکیاں حلقہ خواتین میں بہترین طریقے سے دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ سرانجام دے سکتی ہیں۔ وہ خانگی ذمہ داریوں سے کسی حد تک فارغ البال ہوتی ہیں۔ خورد سال صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد تابعینؒ کی تربیت تمام تر خواتینِ اسلام کی مرہونِ منت ہے جنہوں نے اپنی اولاد کو اسلامی اخلاق و آداب سے آراستہ اور محبتِ اسلام اور محبتِ رسولؐ کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ تاریخ اسلام میں صحابہؓ و تابعینؒ کی جماعت عالی ہمتی، استقامتِ سیرت اور دین و دُنیا کی بھلائی کے نقطۂ نظر سے بہترین جماعت ہے۔

دورِ حاضر میں ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اس حقیقت کا ادراک حاصل کریں اور کوشش کریں کہ حلقہ خواتین میں ہماری نوخیز لڑکیاں اور شادی شدہ عورتیں اسلامی اصلاحی تحریک کا بیڑا اٹھائیں۔ ان کی تعداد نصفِ اُمت سے زیادہ ہے۔ اس کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو ایسی قابلِ اعتماد درسگاہوں میں تعلیم دلوائیں جہاں اسلام کی تدریس بطریقِ احسن ہوتی ہو۔ مثلاً ہماری یونیورسٹی کا شریعت[1] کالج۔ جوں جوں نوخیز پود علمِ دین، فقہ و شریعت

[1] مؤلف نے شریعت کالج شام کو معیاری درسگاہ قرار دیا ہے۔ ہمارے ہاں سید عنایت اللہ شاہ بخاری مدظلہ کی نگرانی میں الجامعۃ الاسلامیہ لبنات الاسلام گجرات میں بچیوں کی دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ (مترجم)

تاریخِ اسلام کی معلومات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آنحضرتؐ اور امہات المومنینؓ کے اخلاق سے آراستہ ہوجائے گی ہم اس قابل ہوتے جائیں گے کہ اسلامی اصلاحی تحریک کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھا سکیں اور اپنی اجتماعی زندگی میں احکامِ اسلام اور شریعت کو نافذ کرسکیں۔ ان شاء اللہ یہ مرحلہ قریب ہے۔[۱۱۱]

(۸) غارِ ثور کے پاس پہنچ کر بھی مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کے ساتھی کو نہ دیکھ سکے روایات کی رُو سے وہاں مکڑی نے اپنا جالا تنا تھا اور غار کے دہانے پر پرندوں نے انڈے دے رکھے تھے۔ اس قسم کی خارق عادت عنایات سے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں، داعیوں اور احباب کو نوازتا رہتا ہے اور اس قبیل کے واقعات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف دلوں کا میلان ہوتا ہے۔ خاکم بدہن اگر مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے اور آپ کے قتل اور آپ کی دعوت کو ناکام بنانے کے منصوبے میں کامیاب ہوجاتے تو یہ صورتِ حال اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے حق میں رحمت کے تقاضے کے منافی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا والوں کے حق میں رحمت کے طور پر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اخلاص پیشہ بندگان کی امداد شدائد و آلام کے مواقع پر کیا کرتا ہے۔ انہیں ہر قسم کے گزند سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کی گھات میں بیٹھے ہوئے شرپسندوں اور غداروں کی آنکھوں سے اکثر اوقات انھیں اوجھل کردیتا ہے غارِ ثور میں مشرکین کے گھیراؤ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی کی نجات کے واقعہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان اقوال کی تصدیق ہوتی ہے:

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰة الدنیا و یوم یقوم الاشهاد۔ (غافر/المومن - ۵۱)

(ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے)

ان اللّٰہ یدافع عن الذین اٰمنوا۔ (الحج - ۳۸)

(ترجمہ: یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں)

(۹) جب حضرت ابوبکرؓ غار میں تھے تو انہیں خوف لاحق ہُوا کہ کہیں مشرکین ان دونوں کو دیکھ نہ لیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک کا ایک سچا مجاہد جو اپنے امانت دار قائد کے ہمراہ ہو اور اسے اپنے قائد کی زندگی خطرے میں گھری ہوئی معلوم ہو تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ابوبکرؓ کو اس وقت اپنی موت کی مطلق پروا نہ تھی۔ اگر یہ بات ہوتی تو وہ اس سفرِ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اختیار نہ کرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مشرکین نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گرفتار کرلیا تو ایسی صورت میں ان کی کم از کم سزا قتل ہی ہوگی۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کو تو اس بات کا خوف دامنگیر تھا کہ اگر خدانخواستہ مشرکین آنحضرتؐ کو گرفتار کرلیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کا مستقبل خطرے میں تھا۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو اس خوف و خطر کے عالم میں تسلی دینے کے لیے یہ جواب دیا:

"اے ابوبکرؓ! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان، اس کی امداد پر پختہ اطمینان اور کٹھن گھڑیوں میں اللہ پر کس قدر توکل تھا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ آنحضرتؐ دعوائے نبوت میں سچے تھے۔ جب آپؐ انتہائی خطرناک حالات سے دوچار تھے اس وقت بھی آپؐ کو اس بات کا کامل اطمینان نصیب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اور رحمت کے طور پر مبعوث فرمایا ہے اس لیے وہ ایسے سنگین مواقع پر آپؐ کو ہرگز بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اس قسم کا قلبی اطمینان کسی ایسے مدعیِ نبوت کو بھی حاصل ہو سکتا ہے جو صفتِ رسالت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی کٹھن مراحل میں سچے داعیانِ اصلاح اور خود ساختہ مدعیانِ اصلاح کے کردار کا فرق واضح ہوتا ہے۔ سچے داعیان کے دل ہمیشہ اللہ کی رضا جوئی اور اس کی امداد پر اعتماد کے جذبات سے لبریز ہوتے ہیں اور جھوٹے مدعیان خوف کے مواقع پر بزدلی کا شکار ہو جاتے اور آلام و شدائد میں استقامت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور پھر اللہ کے مقابلے میں تم کسی کو ان لوگوں کا حامی و مددگار نہ پاؤ گے۔

(۱۱) سراقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا لیکن آپؐ تک پہنچنے سے عاجز آ گیا۔ یہ آنحضرتؐ کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوا تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں۔ وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کا رُخ مکہ کی طرف کیا تو گھوڑے کا ہانپنا ختم ہو گیا اور وہ تازہ دم ہو گیا۔ لیکن جب دوبارہ اس نے گھوڑے کا رُخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف موڑا تو گھوڑا پھر عاجز ہو کر زمین میں دھنس گیا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایسا معجزہ کسی نبی مرسل ہی کے لیے وقوع پذیر ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی اعانت و نصرت کی تائید حاصل ہو۔ سراقہ نے بھی یہی سمجھا اور اس نے عاجز آ کر آنحضرتؐ کو امان کے لیے پکارا، نیز اس نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی حفاظت سے نوازتا ہے جس پر غلبہ پانے سے انسانی قویٰ عاجز ہیں۔ سراقہ اپنی اس مہم کی ناکامی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ حاصل کرنے کی کامیابی پر راضی ہو گیا۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کو کسریٰ کے کنگن پہنانے کا جو وعدہ فرمایا وہ بھی ایک معجزہ ہے۔ جو شخص اپنی قوم سے بھاگ کر جا رہا ہو وہ فتحِ ایران اور کسریٰ کے خزانے حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اِلّا یہ کہ وہ نبی مرسل ہو۔ سراقہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعدہ پُورا ہو کر رہا۔ جب حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایران کے اموالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن دیکھے تو انہوں نے حضرت سراقہؓ کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو پورا کیا۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو دونوں کنگن صحابہ کرامؓ کے بھرے اجتماع میں پہنائے اور فرمایا:

"تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے کسریٰ سے اس کے کنگن چھین لیے اور ایک بدو سراقہ بن جعشم کو پہنا دیے۔"

اس طرح ہجرت کے دوران میں یکے بعد دیگرے متعدد معجزات کا ظہور ہوا تاکہ مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو اور

اہلِ کتاب جو تردّد اور انکار و جحود کا شکار تھے انہیں یقین آجائے کہ آنحضرتؐ رب العالمین کے رسول ہیں۔

(۱۳) انصار و مہاجرین جو یثرب میں تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور صحیح و سالم پہنچ جانے پر بہت خوش ہُوئے۔ عورتیں اور بچے شاداں و فرحاں گھروں سے باہر نکل آئے اور مردوں نے آنحضرتؐ کے استقبال کے لیے اپنا کام کاج چھوڑ دیا۔ اس وقت یہودِ مدینہ کے کردار سے بھی مترشح ہوتا تھا کہ وُہ بظاہر اہلِ یثرب کی خوشی میں شریک ہیں لیکن بباطن وہ اس نئی قیادت کے برخلاف رقابت اور حسد کے جذبات کی وجہ سے غمزدہ تھے۔ مومنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے جو خوشی نصیب ہوئی اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ آپؐ ہی نے انہیں اپنے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف خدائے عزیز و حمید کے راستے کی ہدایت فرمائی۔ یہود کا موقف بھی معلوم اور واضح ہے۔ وہ اجتماعی معاشرہ جس کی سیادت ان کے ہاتھ میں تھی اس کے ساتھ ان کا رویّہ خوش آمد اور منافقت کا تھا اور وہ بظاہر لوگوں کی خوشی میں شامل تھے۔ لیکن جن کی وجہ سے وہ قبائل کی سیادت کے منصب سے معزول ہو رہے تھے ان کے برخلاف وہ غیظ و غضب کی آگ میں جل رہے تھے۔ اب وُہ قرض کی آڑ میں لوگوں کے اموال پر ڈاکہ ڈالنے سے محروم ہو رہے تھے اور خیر خواہی اور مشاورت کے نام پر عربوں کے قبائل کو آپس میں جنگ و جدال میں اُلجھا کر ان کے خون سے ہولی نہیں کھیل سکتے تھے۔ یہود ہر اس شخص کے دشمن تھے جو لوگوں کو ان کے استحصال اور چالبازیوں کے چنگل سے نجات دلائے لیکن وہ اپنی اس دشمنی کو عیاری و مکاری سے چھپائے ہوئے تھے اور اگر ہو سکے تو دھوکہ دہی سے قتل کے منصوبے بھی کرتے تھے یہ ان کا طرزِ عمل تھا اور ان کی قومی سرشت کے عین مطابق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو قرارگاہ بنایا تو اسی قسم کا سلوک یہود نے آنحضرتؐ کے ساتھ روا رکھا باوجودیکہ آنحضرتؐ نے یہود کے ساتھ باہمی تعاون اور سلامتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ کیا ہوا تھا۔ لیکن یہود تو ایسی قوم ہے جو ہمیشہ سے جنگوں کی آگ بھڑکاتی رہی ہے:

كلما اوقدوا نارًا للحرب اطفاها الله۔ (المائدہ - ۶۴)

(ترجمہ: جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو ٹھنڈا کر دیتا ہے)

(۱۴) ہجرتِ مدینہ کے واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام پر بھی ٹھہرے وہاں سب سے پہلا کام جو آپؐ نے سرانجام دیا وہ مسجد کی تعمیر تھا جس میں مومنین عبادت کے لیے جمع ہوں۔ آپؐ نے قبا کے مقام پر چار یوم قیام فرمایا تو وہاں ایک مسجد قائم کر دی۔ جب آپؐ نے قبا سے مدینہ کی طرف کُوچ کیا تو راستے میں بطنِ وادی (وادی رانوناء) میں بنی سالم بن عوف کی بستی میں جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے وہاں بھی ایک مسجد کی بنا ڈالی۔

جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سب سے پہلا کام جو آپؐ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر کا تھا۔

اس سے ہمیں یہ راہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اسلام میں مسجد انتہائی اہمیت کی حامل ہے اسلام کی جملہ عبادات، تہذیبِ نفس، تزکیۂ اخلاق اور مسلمانوں کے باہمی تعاون کے رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے ہیں۔ نمازِ باجماعت اور جمعہ عیدین کے اجتماعات میں اتحادِ امت، فکر و نظر کی ہم آہنگی، وحدتِ نصب العین اور نیکی و پرہیزگاری میں تعاون کا

مظاہرہ ہوتا ہے۔ بلاشبہ مسجد مسلمانوں کی زندگی میں عظیم الشان اجتماعی و روحانی شعار ہے۔ مسجد مسلمانوں کی صفوں میں وحدت پیدا کرتی ہے، ان کے نفوس کی تہذیب کرتی ہے، ان کے دل و دماغ کو تازگی عطا کرتی ہے، ان کی مشکلات کو دُور کرتی ہے۔ اور مسجد ہی کے ذریعے مسلمانوں کی قوت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

اسلام میں مسجد کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق مسجد ہی سے اسلامی لشکر زمین کو فتح کرنے کے لیے نکلے، وہیں سے لوگوں کی ہدایت کے لیے نور کی شعاعیں پھوٹیں۔ مسجد میں ہی اسلامی شریعت کے بیج پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، خالدؓ، سعدؓ، ابوعبیدہؓ وغیرہ جو تاریخ اسلام کی عظیم شخصیتیں ہیں وہ مدرسہ محمدیہؐ کے شاگرد تھے جو مسجد نبوی میں قایم تھا۔

اسلام میں مسجد کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہاں ہر ہفتے خطیب کی زبان سے کلمۂ حق بلند ہوتا اور فضا میں گونجتا ہے۔ خطباتِ جمعہ میں منکرات سے روکا جاتا ہے اور معروفات کا حکم دیا جاتا ہے، بھلائی کی دعوت دی جاتی ہے، خوابِ غفلت سے جگایا جاتا ہے، اتحادِ ملت کا پیغام دیا جاتا ہے، ظالم کے خلاف احتجاج کیا جاتا ہے اور سرکش کو ڈرایا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے عہدِ طفولیت میں مشاہدہ کیا ہے کہ مسجدیں فرانسیسی استعمار کے خلاف وطنی تحریکوں کا مرکز تھیں۔ استعمار اور صیہونیت کے خلاف جہاد کرنے والے قائدین مسجدوں میں پناہ لیتے تھے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسجدیں اس عظیم فریضے کی ادائیگی سے خالی ہیں۔ اس صورتِ حال کے لیے بعض تنخواہ دار خطیب اور جاہل و غفلت شعار نوکر پیشہ قصور وار ہیں۔ جس دن مساجد کے محرابوں میں امامت اور منبروں پر خطابت کے فرائض داعیانِ حق، علماءِ شریعت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخلصین اور جمہور مسلمانوں کے خیر خواہ سرانجام دیں گے، تو ہمارے معاشرے میں مسجد کو اجتماعی مسائل کے ضمن میں دوبارہ صدارت کا مقام حاصل ہو جائے گا اور مسجد از سرِ نو تربیتِ رجال کا کام شروع کر دے گی، عظیم شخصیتیں پیدا کرے گی۔ فتنہ و فساد کی اصلاح کا عمل شروع ہو گا، منکرات ختم ہوں گے اور معاشرہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اس کی خوشنودی کی بنیاد پر ہو گی۔

ہمیں امید ہے کہ جب ہمارے نوجوانوں میں سے اللہ پر ایمان لانے والے، دینی تہذیب و ثقافت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانے والے مسجد کے منبر و محراب کے وارث بنیں گے تو ان شاء اللہ یہ پاکیزہ دَور ضرور آئے گا۔

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہ انسانی و اخلاقی بنیادوں پر اسلام کے عدل اجتماعی کے مظاہر میں سے قوی ترین مظہر ہے۔ مہاجرین نے اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اراضی کو خیر باد کہا اور وہ مدینہ منورہ اس حالت میں آئے کہ ان کے پاس دنیا کے مال میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ انصار غنی تھے وُہ باغات و اموال اور صنعتوں کے مالک تھے۔ بھائی نے بھائی کا بوجھ اٹھایا۔ اسے اپنی زندگی کے رنج و راحت میں برابر کا شریک کیا۔ اگر اس کے گھر میں دونوں کے ٹھہرنے کی گنجائش تھی تو اسے اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ بصورتِ دیگر اس کے لیے دُوسرا سامان مہیا کیا اور اپنے پورے مال و متاع کا نصف بانٹ کر اسے

دے دیا۔ دُنیا میں عدلِ اجتماعی کی ایسی کون سی مثال ہے جو اس کے مقابلے میں پیش کی جا سکے۔

درحقیقت جو لوگ اسلام میں عدلِ اجتماعی کا انکار کرتے ہیں وہ کورِ چشم ہیں اور نہیں چاہتے کہ نورِ اسلام لوگوں کو بصارت و بصیرت عطا کرے یا وہ دقیانوسی ہیں جو جمود کا شکار ہیں اور ہر جدید مستقل اصطلاح کو ناپسند کرتے ہیں اگرچہ اس اصطلاح کا مدلول اسلام میں موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام میں عدلِ اجتماعی کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے جبکہ اسلام میں یہ مواخات موجود ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے جس کا عقد صاحبِ شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ نے بذاتِ خود باندھا اور بہ نفسِ نفیس اسے نافذ فرمایا اور اس کی بنیاد پر اسلام میں پہلا معاشرہ اور پہلی مملکت قائم فرمائی؛

(۱۶) وہ مکمل دستاویز جس کے ذریعے آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصار کو بھائی قرار دے کر ان کے اور غیر مسلموں کے مابین تعاون کا معاہدہ کیا وہ اس امر کی دلیل ہے کہ مملکتِ اسلامیہ کی بنیاد عدلِ اجتماعی پر قایم کی گئی۔ مسلمانوں اور غیر مسلم معاہدین کے درمیان تعلقات کی بنیاد سلامتی پر رکھی گئی جب تک ہر دو فریق سلامتی و مصالحت اختیار کریں۔ بلاشبہ حق و عدالت کا قیام، نیکی و تقویٰ میں تعاون، لوگوں کی خیر خواہی اور شر پسندوں کو معاشرہ کے خلاف ایذا رسانی سے روکنا اسلامی مملکت کے نمایاں ترین شعار ہیں جن کی بنیاد پر مملکتِ اسلامیہ قائم ہوتی ہے اور جس زمانے میں بھی وہ قائم ہو ان ہی بہترین اور عادلانہ اصول و مبادی کی حامل ہوتی ہے، اور وہ دورِ حاضر کی اعلیٰ اصولوں پر قائم مملکتوں سے مطابقت رکھتی ہے جس کے سائے میں مختلف قومیں امن و سلامتی سے زندگی گزارتی ہیں۔ مملکت کے مفہوم کے بارے میں فکرِ انسانی میں اختلاف کے باوجود دورِ جدید میں یہ کوشش جاری ہے کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں ایسی مملکتیں قایم ہوں جو اسلام کے اصول و مبادی پر مبنی ہوں کیونکہ مسلمانوں کے لیے اسلام ہی ایک ایسی جامع بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر ایک مکمل، سعادت مند اور ترقی یافتہ معاشرہ قایم ہو سکے۔

بہرحال ہماری مصلحت اسی میں ہے کہ ہم اپنی مملکت کو اسلام کی اساس پر قایم کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں ہلاکتؒ بربادی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم، ایذا رسانی سے محفوظ ہوتے ہیں، ان کے عقاید سے کوئی تعرض نہیں کیا جاتا اور ان کے حقوق پُوری طرح ادا کیے جاتے ہیں اس لیے بلادِ اسلامیہ میں اسلامی احکام کی ترویج اور شرائعِ اسلام کے نفاذ سے غیر مسلموں کو کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ شرائعِ اسلام تو بالجملہ عدل و انصاف، قوت و مواخاۃ اور اجتماعی کفالت مبنی بر محبت و تعاون کا سرچشمہ ہیں۔ ہم استعماری طاقتوں کے چنگل سے صرف اسی صورت میں نجات حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم سب مل کر اللہ کی رسّی (اسلام) کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اس لیے سب مسلمانوں کو اپنی تمام تر کوشش اس کے لیے وقف کر دینی چاہیے:

ولو ان اھل القرٰی اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السمآء والارض۔ (الاعراف - ۹۶)

(ترجمہ: اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے)

وان ھٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ (الانعام-۱۵۳)
(ترجمہ: اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے)

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ٥ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی قدراً ٥ (الطلاق-۲-۳)
(جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے)

ومن یتق اللہ یجعل لہٗ من امرہ یسراً۔ (الطلاق-۴)
(ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے)

ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاٰتہ ویعظم لہ اجراً۔ (الطلاق-۵)
(جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا)

فصل پنجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جنگی معرکے

د۔ تاریخی واقعات

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو قیام گاہ بنایا تو آنحضرتؐ اور قریش اور ان کے حامی عرب قبائل کے درمیان جنگی معرکہ آرائی شروع ہوگئی۔ مسلمان مورخین نے ہر اس معرکے کو جس میں آنحضرتؐ بنفس نفیس شریک ہوئے غزوہ کا نام دیا ہے اور فریقین کے درمیان ہر ایسی محاذ آرائی جس میں آنحضرتؐ بذاتِ خود شامل نہ ہوئے اسے سریہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ غزوات کی تعداد ۲۷ تک پہنچتی ہے اور سرایا کی تعداد ۳۸ ہے۔ ہم اس مختصر رسالہ میں مشہور ترین غزوات کے ذکر پر اکتفا کریں گے جو تعداد میں گیارہ ہیں:

۱۔ غزوۂ بدرِ کبریٰ

۱۷ رمضان سنہ ۲ھ کو یہ جنگ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس سے تعرض کرنے کی ترغیب دلائی[1] اور آپ کا اس سے لڑنے کا کوئی ارادہ

---

[1] عام مورخین نے یہی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہؓ کو تجارتی قافلہ سے تعرض کے لیے فرمایا۔ کچھ لوگ تیار ہوگئے اور بعضوں نے اس مہم میں شمولیت اختیار نہ کی۔ بعد ازاں چند منزل سفر کر کے جب معلوم ہوا کہ قریشِ مکہ کا ایک لشکر قافلے کی حفاظت کے لیے آرہا ہے تو آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے مشاورت کر کے یہ طے فرمایا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن جنگ کی جائے۔ مولف مرحوم نے بھی عام اربابِ سیر کے تتبع میں قریش کے تجارتی قافلے سے تعرض کا لکھ دیا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات اس موقف کی تائید نہیں کرتیں:

كما اخرجك ربك من بيتك	(ترجمہ: (اس مال غنیمت کے معاملہ میں بھی
بالحق ص وان فريقاً من	ویسی ہی صورت پیش آرہی ہے جیسی اس وقت

(باقی برصفحہ آیندہ)

نہ تھا۔ قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ لیکن سردارِ قافلہ ابوسفیان نے پہلے سے اصحابِ رسولؐ کے تعرض کے خوف سے قریشِ مکہ کی طرف ایک آدمی بھیج رکھا تھا تاکہ وہ قافلہ کی حمایت کے لیے کمک لے آئے۔ قریش کے تقریباً ایک ہزار جنگجو نکل آئے جن میں ۶۰۰ زرہ پوش پیادہ تھے اور ۱۰۰ زرہ پوش سواروں کا رسالہ تھا۔ اس لشکر کے ساتھ ۷۰۰ اونٹ بھی تھے اور ان کے ہمراہ دف بجانے اور گانے والی عورتیں بھی تھیں جو مسلمانوں کی ہجو کے اشعار گاتی تھیں۔

دوسری جانب مسلمانوں کی افرادی قوت ۳۱۳ یا ۳۱۴ تھی جن میں اکثریت انصار کی تھی۔ ان کے پاس ۲ یا ۳ گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے جن پر صحابہ کرام باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ جنگ کا فیصلہ کرنے سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب بالخصوص انصار سے مشاورت کی۔ مہاجرین نے معرکہ آرائی کے حق میں رائے دی اور بڑی اچھی تقریر کی۔ اس کے بعد انصار نے سمجھا کہ آنحضرتؐ کا روئے سخن ان کی طرف ہے۔ اس پر سید الانصار حضرت سعد بن معاذؓ نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المؤمنین لکارھون ٥ یجادلونك فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون ٥ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہٖ ویقطع دابر الکافرین ٥

پیش آئی تھی جبکہ) تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا وہ اس معاملہ کے حق میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے درانحالیکہ وہ صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔ یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمھیں مل جائے گا۔ تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمھیں ملے۔ مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (الانفال۔ ۵ ۔ ۷)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو گھر (یعنی مدینہ منورہ) سے لشکرِ قریش کا مقابلہ کرنے کے لیے نکالا۔ چونکہ جنگ درپیش تھی اس لیے موت کا خطرہ تھا۔ اگر صرف قافلے کو لوٹنا مقصود ہوتا تو قافلہ والوں کی قلتِ تعداد کے پیشِ نظر لڑائی کا خدشہ نہ تھا اور موت کی طرف ہانکے جانے کا کوئی سوال نہ تھا۔ نیز آیت نمبر ۷ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشاورت ہوئی تھی تو اس وقت تجارتی قافلہ اور لشکرِ قریش دونوں زیرِ بحث تھے اور مدینہ منورہ میں ہی جنگ کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ (مترجم)

سب کی طرف سے کہا "یارسولؐ اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ ہم آپ سے سمع و طاعت کا عہد و پیمان باندھ چکے ہیں۔ یارسولؐ اللہ! آپؐ نے جو کچھ ارادہ فرمالیا ہے اسے عملی جامہ پہنائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لے چلیں اور اس میں اتر جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں اُتریں گے اور ہم سے ایک فرد بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ ہمیں یہ گوارا ہے کہ آپ ہمیں لے کر کل ہی دشمن کا مقابلہ کریں۔ ہم لڑائی میں ثابت قدمی دکھائیں گے اور مقابلہ میں سچی وفاشعاری کا ثبوت دیں گے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ کچھ دکھلائے گا جس سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔ اللہ کی برکت کے پیشِ نظر آپ ہمیں جہاں چاہیں لے چلیں۔ ایک دوسرے انصاری نے بھی اسی قسم کی تائیدی تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ان جذبات سے خوش ہوگئے اور آپؐ نے فرمایا:

"اللہ کی برکت کے بھروسے پر نکلو اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدۂ بشارت سے خوش ہو جاؤ کہ دو گروہوں ——— قافلۂ تجارت (عیر) یا لشکرِ قریش (نفیر) میں سے ایک تمھیں مل جائے گا اور تم اس پر غالب آؤ گے۔"

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کُوچ کیا یہاں تک کہ آپ بدر کے مقام پر قریب ترین پانی کی جگہ پر پہنچ گئے اور وہاں ڈیرہ ڈال دیا۔ حباب بن منذر نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! کیا یہ ایسی منزل ہے جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ٹھہرنے کا حکم دیا ہے کہ آپ اس سے آگے پیچھے نہ جائیں یا جنگی افادیت کے نقطہ نظر سے اس جگہ کا انتخاب آپ نے اپنی رائے سے کیا ہے۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ میری اپنی رائے کے مطابق فوجی تدبیر ہے۔ اس پر حباب بن منذر نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اس سے بہتر ایک دوسری جگہ ہے جہاں سے مسلمان مشرکین کو بدر کے پانی سے روک سکیں گے۔

آنحضرتؐ نے حباب بن منذر کی یہ تجویز منظور فرمائی اور وہاں سے اٹھ کر اس جگہ چلے گئے جس کی نشان دہی حباب بن منذر نے کی تھی اور وہاں قیام فرمایا۔

پھر سعد بن معاذ نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے آنحضرتؐ کے لیے ایک اونچا چبوترہ (عریش) بنا دیا جائے جہاں سے پُورا میدانِ جنگ آپ کی نظروں میں ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی تو یہ پسندیدہ ہے ورنہ سواریوں پر بیٹھ کر واپس مدینہ جا سکتے ہیں اور سعد نے یہ بھی عرض کی:

"یارسولؐ اللہ! کچھ لوگ ہم سے پیچھے رہ گئے ہیں جو ہماری بہ نسبت آپ سے کم محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر انہیں یہ گمان ہوتا کہ آپ کو جنگ درپیش ہے تو وہ آپ سے پیچھے نہ رہ جاتے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے لیے دُعا فرمائی اور حکم دیا کہ آپ کے لیے چبوترہ بنا دیا جائے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں تو آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور انھیں قتال پر ابھارا اور شہادت کا شوق

دلایا اور فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج جو شخص صابر اور ثواب کا امیدوار ہوگا اور پیٹھ نہ پھیرے گا بلکہ آگے بڑھ کر کفار کا مقابلہ کرتا ہوا قتل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔"

آنحضرتؐ اپنے چبوترے پر لوٹ آئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ بھی تھے اور حضرت سعد بن معاذ بے جگری سے آپ کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

"اے اللہ! تُو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے وہ پُورا فرما۔ اے اللہ! اگر آج ان مومن مجاہدین کا گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر قیامت تک تیری عبادت نہ کی جائے گی۔"

آنحضرتؐ دیر تک اللہ کے حضور سر بسجود رہے بالآخر حضرت ابو بکرؓ نے خدمتِ اقدس میں عرض کی:

"حضورؐ! اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پُورا فرمائے گا۔"

پھر گھمسان کا رن پڑا اور مسلمان فتحیاب ہُوئے۔ مشرکین کے ستر آدمی قتل ہُوئے جن میں ان کا سردار ابوجہل اور دیگر رؤسائے قریش بھی شامل تھے[1]۔ ستر مشرکین قید کیے گئے۔ پھر آپؐ نے سب مقتولین کو دفن کرنے کا حکم دیا[2] اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے وہاں آپؐ نے قیدیوں کے بارے میں صحابہؓ سے مشاورت کی۔ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ انھیں قتل کر دیا جائے اور حضرت ابو بکرؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو قبول فرمایا اور مشرکین نے مال ادا کر کے اپنے قیدیوں کو رہائی دلوائی۔[3]

قرآن کریم کی متعدد آیات معرکۂ بدر کے بارے میں نازل ہُوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران میں فرمایا:

ولقد نصرکم الله ببدر و انتم	جنگِ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ اس
اذلة فاتقوا الله لعلکم تشکرون	وقت تم بہت کمزور تھے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ
اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم	کی ناشکری سے بچو، امید ہے کہ اب تم شکرگزار
ان یمدکم ربکم بثلاثة ألاف	بنو گے۔ یاد کرو جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے
من الملئکة منزلین بلیٰ	"کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار

---

[1] ابن ہشام کے مطابق اس جنگ میں ۱۴ اصحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصار تھے۔ (مترجم)

[2] مشرکین کی لاشوں کو آنحضرتؐ نے ایک کنویں میں ڈلوا دیا۔ (مترجم)

[3] جو قیدی مفلس تھے اور فدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے انھیں یونہی چھوڑ دیا گیا اور جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھا دیں۔ حضرت زیدؓ بن ثابت نے قیدیوں سے لکھنا سیکھا تھا۔ (مترجم)

ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین وما جعله الله الا بشرٰی لکم ولتطمئن قلوبکم به ط وما النصر الا من عند الله العزیز الحکیم ٥ لیقطع طرفًا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین ٥
(آل عمران - ۱۲۳ - ۱۲۷)

فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے؟ بے شک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتا دی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ۔ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں فتح و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے (اور یہ مدد وہ تمہیں اس لیے دے گا) تاکہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کہ وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہو جائیں۔

قیدیوں سے فدیہ قبول کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب فرمایا:

ما کان لنبی ان یکون له اسرٰی حتی یثخن فی الارض و تریدون عرض الدنیا ﷺ والله یرید الاٰخرة ط والله عزیز حکیم ٥ لولا کتٰب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔
(الانفال - ۶۷ - ۶۸)

کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیشِ نظر آخرت ہے، اور اللہ غالب اور حکیم ہے، اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے اس کی پاداش میں تم کو بڑی سزا دی جاتی۔

۲۔ غزوۂ اُحد

وسط شوال ۳ھ میں بروز ہفتہ اُحد کی جنگ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے جنگِ بدر کا بدلہ لینے کی ٹھانی اور وہ تیاریاں کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ میں جنگ کرنے کا

سازوسامان مہیا کرلیا۔ وہ احابیش کے ماسوا تین ہزار جنگی جوان لے کر نکلے۔ ان میں سات سو زرہ پوش اور دو سو سواروں کا رسالہ تھا۔ ان کے ہمراہ سترہ عورتیں تھیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی ان میں شامل تھی جس کا باپ جنگِ بدر میں قتل ہوگیا تھا۔ مشرکین مکّہ سے چل کر مدینہ کے بالمقابل احد کے نزدیک بطنِ وادی میں پہنچ گئے۔ اُحُد ایک اونچا پہاڑ ہے جو مدینہ کے شمال میں دو میل کی مسافت پر واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور متعدد صحابہ کرامؓ کی یہ رائے تھی کہ مسلمان ان کے مقابلے کے لیے باہر نہ نکلیں بلکہ شہر ہی میں محصور رہ کر مشرکین کے حملہ کی مدافعت کریں۔ لیکن بعض نوجوان صحابہؓ اور کچھ مہاجرین و انصار بالخصوص وہ حضرات جو معرکۂ بدر میں شمولیت اختیار نہ کرسکنے کی وجہ سے شرفِ قتال سے تا حال محروم تھے انہوں نے اصرار کیا کہ باہر نکل کر اور کفار کے پڑاؤ میں جاکر ان سے جنگ کی جائے۔ بالآخر ان کے اصرار کے تحت آنحضرتؐ نے باہر نکلنے ہی کا فیصلہ فرمالیا۔

آنحضرتؐ اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی زرہ پہنی، پشت پر ڈھال لٹکائی، دستِ مبارک میں نیزہ سنبھالا اور تلوار گلے میں حمائل کرکے باہر مسلمانوں کے پاس تشریف لے آئے اب ان لوگوں نے ندامت محسوس کی جنہوں نے آنحضرتؐ کو اپنی ذاتی رائے کے خلاف باہر نکلنے پر مجبور کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم اپنی تجویز واپس لیتے ہیں آپؐ جس طرح چاہیں عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کبھی کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ ہتھیار پہنے اور اتار دے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔"

پھر آں حضرتؐ نکل پڑے اور آپ کے ہمراہ ایک ہزار آدمی تھے جن میں سے صرف ایک سو کے پاس زرہیں تھیں اور دو گھوڑے بھی ساتھ تھے۔

جب مسلمان نکلنے کے لیے اکٹھے ہوئے تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن سلول کے ہمراہ یہود کی ایک جماعت بھی مسلمانوں میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ آپؐ نے پوچھا:

"کیا انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے؟"

جواب نفی میں دیا گیا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"انھیں واپس چلے جانے کا حکم دے دو کیونکہ ہم مشرکوں کے مقابلے میں مشرکوں سے امداد نہیں لیتے۔"

راستے میں عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر الگ ہوگیا۔ اب مسلمانوں کی تعداد سات سو کے قریب رہ گئی۔ آپ انھیں لے کر آگے بڑھے اور جبل اُحد کے دامن میں پہنچ گئے۔ آپ نے اپنی فوج کو اس طرح صف آرا کیا کہ پشت پر پہاڑ تھا اور سامنے لشکرِ قریش۔ آپ نے ہر فوجی دستے کا ایک ایک سردار مقرر فرمایا[1]۔ عبداللہ بن جبیر کی کمان میں

[1] حضرت زبیرؓ بن العوام رسالے کے سردار مقرر کیے گئے۔ حضرت حمزہؓ کو فوج کے اس دستہ کی قیادت سپرد کی گئی جو زرہ پوش نہ تھا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو علمبردار بنایا گیا۔ (مترجم)

پچاس تیر اندازوں کو ایک درے پر بٹھا دیا تاکہ وہ اس جانب سے مسلمانوں پر مشرکین کو حملہ کرنے سے باز رکھیں اور تاکیداً فرمایا:

"تم ہماری حفاظت اس طرح کرو کہ مشرکین پیچھے سے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں اور تیر اندازی کے ذریعے انہیں ہمارے نزدیک نہ آنے دو۔ اگر تم ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے تو ہمیں ضرور غلبہ نصیب ہو گا کیونکہ گھوڑے تیروں کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اے اللہ! میں آپ کو ان پر گواہ بناتا ہوں۔"

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے انھیں فرمایا:

"اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچ کر لے جا رہے ہیں تب بھی تم اپنے اس مقام کو نہ چھوڑنا جب تک کہ میں تمہیں اس کا حکم نہ دوں۔"

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ متعدد دشمن قتل ہو گئے اور قریش پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ مسلمان لشکرِ مشرکین کی غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہو گئے۔ ان کے پیچھے متعین تیر اندازوں نے جب یہ سماں دیکھا تو کہا:

"ہمیں اب کیا کرنا چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی امداد فرمائی ہے!"

پھر انہوں نے سوچا کہ انہیں وہ درہ چھوڑ دینا چاہیے تاکہ وہ بھی غنیمت میں اپنا حصہ حاصل کریں۔ ان کے سردار عبداللہ بن جبیر نے انہیں آنحضرتؐ کا حکم یاد دلایا لیکن انہوں نے جواب دیا کہ لڑائی تو اختتام پذیر ہو چکی ہے اس لیے اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ عبداللہ اور دیگر دس آدمیوں نے اپنی جگہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ خالد بن ولید جو مشرکین کے میمنہ کا قائد تھا اس نے دیکھا کہ تیر اندازوں نے مسلمانوں کی پشت پناہی چھوڑ دی ہے تو اس نے اچانک پیچھے سے ان پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ وہ ہر طرف سے تلواروں کی زد میں تھے۔ ان کے لشکر میں ابتری پھیل گئی اور مشہور کر دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ بعض لوگ اس غیر متوقع صورت حال سے سراسیمہ ہو کر مدینہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اب مشرکین کے لیے ممکن ہو گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ پر پتھر پھینکے آپؐ بیہوش ہو کر گر پڑے آپ کے چہرے پر ضربیں آئیں، گھٹنے پر خراش آئے، نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا، سر مبارک پر پہنا ہوا خود ٹوٹ گیا، منہ پر ڈالی ہوئی زرہ (مغفر) کی دو کڑیاں آپ کے رخساروں پر چبھ کر رہ گئیں۔ مشرکین نے آپؐ کو قتل کرنے کے لیے آپؐ پر ہلہ بول دیا۔ آنحضرتؐ ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور آپؐ کے ہمراہ مومنین کی ایک چھوٹی جماعت بھی مقابلہ کرتی رہی۔ ان میں حضرت ابو دجانہؓ تھے جو آنحضرتؐ کے سامنے ڈھال بن کر مشرکین کے تیروں سے آپ کی حفاظت کرتے رہے اور تیروں کے وار اپنی پیٹھ پر روکتے رہے۔ ان میں سعدؓ بن ابی وقاص بھی تھے جنہوں نے اس روز تقریباً ایک ہزار تیر چلائے۔ انہی جانباز صحابہ کرامؓ میں ایک صحابیہ حضرت نسیبہؓ ام عمارہ انصاریہ بھی تھیں جنہوں نے زخمیوں کو پانی پلانا چھوڑ دیا اور تلوار سے قتال اور تیر اندازی شروع کر دی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا یہاں تک کہ ان کی گردن میں گہرا زخم آیا جس میں غار پڑ گیا۔ ان کے ساتھ ان کا خاوند اور دو بیٹے بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا :

باسك الله عليكم اهل البيت۔

(اے گھر والو! اللہ تعالیٰ تمہیں برکتوں سے نوازے)

نسیبہؓ نے عرض کی :

"ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ ہمیں جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو جائے۔"

آنحضرتؐ نے دعا فرمائی :

"اے اللہ! انہیں جنت میں میری رفاقت عطا فرما۔"

نسیبہؓ نے اس کے بعد کہا :

"دنیا کی جو تکلیفیں ہمیں پہنچی ہیں مجھے ان کی ذرہ برابر پرواہ نہیں۔"

آں حضرتؐ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے :

"جنگِ اُحد میں میں نے اپنے دائیں بائیں جدھر نظر دوڑائی میں نے دیکھا کہ نسیبہؓ میرے بچاؤ کے لیے لڑ رہی ہے۔"

اس جنگ میں اس صحابیہؓ نے تیر اور تلوار کے بارہ زخم کھائے۔

اس شدت کے موقع پر ابی بن خلف نے آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے لیے آپ پر دھاوا بول دیا اور قسم کھائی کہ وہ اس سے باز نہیں آئے گا۔ آنحضرتؐ نے اس پر ایک حربہ سے وار کیا جو اس کے حلقوم میں لگا اور اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ یہ ایک ہی مقتول ہے جو تمام جنگی معرکوں میں آنحضرتؐ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کے شانوں پر چڑھ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور دیکھا کہ مشرکین کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھی ہوئی ہے آپ نے کچھ مسلمانوں کو انہیں نیچے اتارنے کے لیے بھیجا اور فرمایا :

"وہ ہم پر غالب نہیں آ سکتے۔ اے اللہ! ہمارے پاس اپنا کوئی زور نہیں اور ہمیں صرف تیری قوت پر بھروسا ہے۔"

معرکہ اختتام پذیر ہوا تو ابو سفیان نے اپنی اور مشرکین کی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جنگِ بدر کی شکست کے حوالے سے کہا :

"آج جنگِ بدر کا بدلہ لے لیا گیا ہے۔"

اس معرکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شہید ہو گئے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے ان کے ناک کان کاٹ لیے ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجا اور دل نکال کر چبا گئی لیکن کڑواہٹ محسوس کی اور اگل دینا پڑا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمزدہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر اللہ نے مجھے قریش پر فتح کا

موقع نصیب فرمایا تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کر دوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مثلہ کرنے سے منع فرمادیا۔
اس معرکے میں تقریباً ستر مسلمان اور تیئس مشرکین قتل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجوئی اور اس شکست کے اسباب سے سبق حاصل کرنے کے لیے غزوۂ اُحد کے بارے میں متعدد آیات نازل فرمائیں۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا:

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين ٥ ان يمسسكم قرح فقد مس القوم قرح مثله ط وتلك الايام نداولها بين الناس ج وليعلم الله الذين امنوا ويتخذ منكم شهدآء ط والله لا يحب الظلمين ٥ وليمحص الله الذين امنوا ويمحق الكفرين ٥ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصبرين ٥

(آل عمران ۱۳۹ - ۱۴۲)

دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لئے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں۔ کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں، اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے سچے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

پھر چند آیات کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه ج حتى اذا فشلتم وتنازعتم في الامر وعصيتم من بعد ما اركم ما تحبون ط منكم من

اللہ نے (تائید و نصرت) جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے پُورا کر دیا۔ ابتداء میں اس کے حکم سے تم ہی ان کو قتل کر رہے تھے مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم

يريد الدنيا ومنكم من يريد الأخرة ج ثم صرفكم عنهم ليبتليكم ج ولقد عفا عنكم ط والله ذو فضل على المؤمنين ○ اذ تصعدون ولا تلوٗن على احد والرسول يدعوكم في اخراكم فاثابكم غمًّا بغم لكيلا تحزنوا على ما فاتكم ولا ما اصابكم ط والله خبيرٌ بما تعملون ○
(آل عمران ۱۵۲ - ۱۵۳)

اختلاف کیا، اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمھیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مال غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے تب اللہ نے تمھیں کافروں کے مقابلے میں پسپا کر دیا تاکہ تمھاری آزمائش کرے۔ اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمھیں معاف ہی کر دیا کیونکہ مومنوں پر اللہ بڑی نظرِ عنایت رکھتا ہے۔ یاد کرو جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے، کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنے کا ہوش تمھیں نہ تھا اور رسول تمھارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا اس وقت تمھاری اس روش کا بدلہ اللہ نے تمھیں یہ دیا کہ تم کو رنج پر رنج دیئے تاکہ آئندہ کے لیے تمھیں سبق ملے اور جو کچھ تمھارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر ملول نہ ہو اللہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

۳۔ غزوہ بنی نضیر[۱]

بنی نضیر یہودی تھے اور نواحِ مدینہ میں آباد تھے۔ قبیلہ خزرج کے ساتھ ان کے حلیفانہ تعلقات تھے اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان سلامتی اور تعاون کا معاہدہ ہو چکا تھا جس کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے لیکن شرارت و غداری یہود کی سرشت میں داخل ہے اور انہوں نے نقضِ عہد کی ٹھان لی۔ آنحضرت ؐ اور آپ کے بعض اصحاب رضؓ بنی نضیر کی بستی میں کسی کام کے سلسلے میں تشریف لے گئے۔ آپ ان کے ایک مکان کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ انہوں نے درپردہ یہ سازش تیار کی کہ مکان کی چھت سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ کو قتل کر دیا جائے۔ آنحضرت ؐ کو

---

[۱] یہ غزوہ ربیع الاول ۴ھ میں واقع ہوا۔ (مترجم)

اس کے بارے میں معلوم ہوگیا۔ آپ فوراً وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ آپ کو کوئی حاجت درپیش ہے اور مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ سے آملے۔

واپس آکر آپؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نضیر کے پاس بھیجا کہ میرے اس شہر سے نکل جاؤ تم جانتے ہو کہ تم نے میرے ساتھ کیا غداری کرنی چاہی تھی تم یہاں میرے ساتھ رہنے کے اہل نہیں ہو۔ آپ نے خروج کے لیے انہیں دس یوم کی مہلت دی۔ بنی نضیر نے اس دھمکی کے پیشِ نظر نکل جانے کی تیاری کرلی لیکن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے انہیں نکلنے سے روک دیا اور کہلا بھیجا کہ وہ اپنی جماعت کے دو ہزار آدمیوں سے ان کی مدد کرے گا۔ اس وعدۂ امداد کے بھروسے پر بنی نضیر ڈٹ گئے، انہوں نے نکلنے سے انکار کردیا، وہ اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے آپ سے جو کچھ ہو سکے کریں۔

آں حضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ ان کی سرکوبی کے لیے نکل پڑے۔ عَلم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جب یہود نے مسلمانوں کو دیکھا تو ان پر تیر اور پتھر برسانے شروع کردئے۔ رئیس المنافقین نے حسبِ وعدہ یہود کی امداد کے لیے کوئی کمک نہ بھیجی۔ آنحضرتؐ نے یہود کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔ یہود ڈٹے رہے۔ پھر آں حضرتؐ نے ان کے قلعہ کے اردگرد کھجور کے جو درخت تھے وہ کٹوا دئے۔ اس وقت یہود نے کہا کہ وہ مدینۃ النبیؐ سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ ان کے لیے یہ شرط طے کی گئی کہ وہ اپنے ساتھ اسلحہ لے کر نہیں جا سکتے لیکن دیگر مال و اسباب جس قدر بھی وہ اونٹوں پر لاد کر لے جاسکیں لے جائیں ان کی جانوں کو کسی قسم کا کوئی گزند نہیں پہنچایا جائے گا اور انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ نکلے تو اپنا تمام اثاثہ جو وہ ساتھ لے جا سکتے تھے لے گئے اور جاتے ہوئے اپنے مکانوں کو منہدم کر گئے تاکہ مسلمان ان سے استفادہ نہ کرسکیں۔ ان میں سے کچھ افراد خیبر کے مقام پر جو مدینہ سے تقریباً ایک سو میل کی مسافت پر واقع ہے آباد ہوگئے اور بعض لوگ شام کی جنوبی سرحد پر "جرش" کے نواح میں مقیم ہوگئے۔ ان میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔

اس غزوہ کے بارے میں سورۃ الحشر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هوالذی اخرج الذین کفروا من	وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے
اهل الکتاب من دیارهم لاوّل	ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔
الحشرط ما ظننتم ان یخرجوا و	تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے
ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من	اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں
الله فاتٰهم الله من حیث لم یحتسبواق	انہیں اللہ سے بچالیں گی مگر اللہ ایسے رُخ
وقذف فی قلوبهم الرعب یخربون	سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔
بیوتهم بایدیهم وایدی	اس نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔

المومنین ق فاعتبروا یا اولی الابصار ○ ولولا ان کتب اللہ علیھم الجلاء لعذبھم فی الدنیا ط ولھم فی الاٰخرۃ عذاب النار ○

(الحشر ۲-۳)

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں بھی برباد کروا رہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو! اگر اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو دنیا ہی میں وہ انہیں عذاب دے ڈالتا اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی۔

۴۔ غزوۂ احزاب

اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ کفر و اسلام کا یہ تصادم شوال ۵ھ میں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب بنی نضیر کی جلاوطنی مکمل طور پر ہو گئی تو ان کے کچھ سردار مکہ پہنچ گئے اور قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بر خلاف جنگ کی دعوت اور ترغیب دی۔ قریش نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ اس کے بعد رؤسائے یہود قبیلہ غطفان کی طرف گئے۔ چنانچہ بنو فزارہ، بنو مرہ اور اشجع نے بھی قتال میں شرکت پر آمادگی کا اظہار کیا۔ ان سب قبائل عرب نے پوری تیاری کر کے مدینہ کا رُخ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ نے مشورہ دیا کہ مدینہ کے اردگرد خندق کھودی جائے۔ آنحضرتؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا اور بذاتِ خود بھی اس کی کھدائی میں حصہ لیا۔ جب قریش اور دیگر ہمراہی قبائل مدینہ پہنچے تو خندق کو دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ ڈر گئے کیونکہ عرب خندق وغیرہ کے طور طریقوں سے ناواقف تھے۔

دشمن کی تعداد دس ہزار اور مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ حیی بن اخطب (حضرت صفیہؓ ام المومنین کا باپ) ان یہودی سرداروں میں سے ایک تھا جنہوں نے قریش اور دیگر قبائل کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی تھی وہ بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ سلامتی کے معاہدے کو توڑ دیا جائے۔ کعب نے شروع میں انکار کیا لیکن حیی مسلسل اسے مسلمانوں سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور بالآخر بنی قریظہ بھی دیگر حملہ آور قبائل کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اب مسلمان سخت نازک ترین صورتِ حال سے دوچار ہو گئے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے پھلوں کے ½ حصہ پر بنی قریظہ سے صلح کی بات چیت کرنا چاہی لیکن انصار نے دینی حمیت کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہ خیانت کار ہیں جنہیں عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں اس لیے خراج کے طور پر ایک حبہ بھی انھیں نہیں

دینا چاہیے۔

خندق کی چوڑائی ایک جگہ سے کم تھی۔ مشرکین کے کچھ سواروں نے وہاں سے خندق کو عبور کر کے اچانک حملہ کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور قتل کر دیا۔

پھر نعیم بن مسعود بن عامر (جو قبیلہ غطفان کی شاخ اشجع کا رئیس تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطلاع دی کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں لیکن میری قوم کو میرے قبول اسلام کی تاحال خبر نہیں اور بنی قریظہ سے میرے دوستانہ روابط ہیں وہ مجھ پر اعتماد اور بھروسا کرتے ہیں آپ مجھ سے جو خدمت لینا چاہیں میں انجام دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہماری جماعت میں ایک ہی آدمی ہو، ہم سے علیحدگی اختیار کر کے اگر کوئی تدبیر کر سکو تو کر لو کیونکہ جنگ میں دھوکہ دینا جائز ہے۔ نعیم اپنی ہوشیاری و ذہانت کو کام میں لائے یہاں تک کہ انہوں نے قریش و حلفائے قریش اور بنی قریظہ میں پھوٹ ڈال دی اور ایک فریق کو دوسرے فریق کے بارے میں شک و بدگمانی میں مبتلا کر دیا۔

سردی کا موسم تھا، محاصرہ طول پکڑ چکا تھا، دشمن کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ ایک رات جس میں شدید سردی تھی اچانک اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سخت آندھی آئی جس نے دشمن کی دیگوں کو الٹ دیا اور خیموں کو اکھاڑ دیا۔ قبائل میں افراتفری مچ گئی۔ وہ مرعوب ہو گئے اور اسی رات بے نیلِ مرام کوچ کر گئے۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ وہاں ایک دشمن بھی موجود نہ تھا۔

اس غزوہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يٰٓايها الذين اٰمنوا اذكروا نعمة الله عليكم اذ جآءتكم جنود فارسلنا عليهم ريحًا وجنودًا لم تروها ؕ وكان الله بما تعملون بصيرًا ۚ اذ جآءوكم من فوقكم ومن اسفل منكم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا ○ هنالك ابتلى المؤمنون وزلزلوا زلزالًا شديدًا ○ (الاحزاب ۹-۱۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم لوگ اس وقت کر رہے تھے جب وہ اُوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے۔ جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کے موقف کی وضاحت فرمائی کہ انہوں نے کن حیلوں بہانوں سے جنگ سے دست برداری اور علیحدگی اختیار کر لی اور پھر مومنین صادقین کی توصیف اس طرح فرمائی :

ولما رأ المؤمنون الاحزاب لا قالوا
هٰذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق
الله ورسوله وما زادهم الا ایمانا
وتسلیماً ۝ من المؤمنین رجال صدقوا
ما عاهدوا الله علیه ج فمنهم من قضٰی
نحبه ومنهم من ینتظر صلے وما
بدلوا تبدیلاً ۝ لیجزی الله الصادقین
بصدقهم ویعذب المنافقین ان شآء
او یتوب علیهم ط ان الله کان
غفوراً رحیما ۝ ج ورد الله الذین
کفروا بغیظهم لم ینالوا خیراً ط
وکفی الله المؤمنین القتال ط وکان
الله قویاً عزیزا ۝

(الاحزاب ۲۲-۲۵)

اور سچے مومنوں (کا حال اس وقت یہ تھا کہ) جب انہوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اُٹھے کہ "یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی"۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انھوں نے اپنے رویّے میں کوئی تبدیلی نہیں کی (یہ سب کچھ اس لیے ہوا) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے تو سزا دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ غفور و رحیم ہے۔ اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا۔ پھر وہ کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر اپنے دل کی جلن لیے یُوں ہی پلٹ گئے اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

۵۔ غزوۂ بنی قریظہ

یہ غزوہ ۵ھ میں غزوۂ احزاب کے فوراً بعد پیش آیا۔ بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔ جنگِ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا کہ یہود بنی قریظہ نے انتہائی سفلہ پن اور غداری کا ارتکاب کیا ہے اور مسلمانوں کے برخلاف قریش و حلفائے قریش کا ساتھ دیا ہے۔ نیز

یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ معرکۂ احزاب کی شدت کے وقت انہوں نے عہد توڑ دیا اور ان کی کوشش یہ تھی کہ جملہ مسلمانوں کو شرِ عظیم میں مبتلا کریں۔ اگر معرکہ احزاب کا انجام اس طرح نہ ہوتا جس طرح کہ ہوا تو بنی قریظہ کی شر انگیزی ضرور رنگ لاتی۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ ان خیانت کاروں اور غداروں کی سرکوبی کی جائے۔ مدینہ منورہ جو آپ کی تحریک جہاد کا مرکز تھا اسے ان کے ناپاک وجود سے یکسر پاک کر دیا جائے تاکہ انہیں دوبارہ موقعہ نہ مل سکے کہ وہ اپنی سفلہ اور غدارانہ سرشت کے تحت اسی قسم کی حرکتوں سے مسلمان ہمسایوں کے لیے ابتلا و ہلاکت کا سامان مہیا کریں۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے واپس تشریف لائے تو آپ نے اسلحہ اتارا اور غسل فرمایا۔ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے جن کا سر غبار آلود تھا اور کہا:

"آپ نے اپنا اسلحہ اتار دیا ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی نہیں اتارا۔"

آپ نے پوچھا:

"کون سی مہم درپیش ہے؟"

جبرئیلؑ نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سے اسی وقت نمٹ لینا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس حکم کے تحت آں حضرتؐ نے نکلنے کی تیاری کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت منادی کرا دی کہ کوئی شخص عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک بنی قریظہ کی بستی میں نہ پہنچ جائے۔ آپ خود بھی تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے علم اٹھایا۔ تین ہزار مسلمان جمع ہو گئے۔ چھتیس سوار بھی تھے۔ جب حضرت علیؓ بنی قریظہ کے قلعہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے سنا کہ یہودی آنحضرتؐ اور آپ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہود کی بدکلامی کی خبر آنحضرتؐ کو دی اور عرض کی کہ آپ ان خبیثوں کے قریب نہ جائیں۔ آنحضرتؐ یہود کی اخلاقی گراوٹ اور ان کی منافقت اور چاپلوسی سے باخبر تھے۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو ایسی باتیں نہیں کریں گے۔ چنانچہ جب یہود نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو انہوں نے نرم گفتاری اختیار کی جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ مسلمانوں نے پچیس روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ یہود تنگ آ گئے۔ بالآخر انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم مقرر فرمایا۔ بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ سعد نے فیصلہ صادر کیا کہ بنی قریظہ کے جنگجو جوان موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے۔ ان کے اموال و اسباب بطور غنیمت تقسیم کیے جائیں۔ آنحضرتؐ نے سعدؓ کا یہ فیصلہ نافذ فرمایا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریک کے خلاف مدینہ اور اس کے نواح میں یہود کی سازشوں، ہتھکنڈوں اور چیرہ دستیوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

اس غزوہ کے بارے میں قرآن کریم میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہود کی غداری و بدعہدی اور جنگ احزاب میں ان کی طرف سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا بیان ہے:

واذقالت طآئفۃٌ منھم یاھل یثرب لامقام لکم فارجعواؕ ویستاذن فریق منھم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ ؕ وماھی بعورۃ ۚ ان یریدون الا فرارا ○ ولودخلت علیھم من اقطارھا ثم سئلوا الفتنۃ لاٰتوھا وما تلبثوا بھا الا یسیراً ○ ولقد کانوا عاھدوا اللہ من قبل لا یولون الادبار ط وکان عھد اللہ مسؤلا ○ قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذاً لا تمتعون الا قلیلاً۔

(الاحزاب ۱۳-۱۶)

جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ "اے یثرب کے لوگو! تمہارے لیے اب ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، پلٹ چلو" جب ان کا ایک فریق یہ کہہ کر نبی سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ "ہمارے گھر خطرے میں ہیں" حالانکہ وہ خطرے میں نہ تھے، در اصل وہ (محاذِ جنگ سے) بھاگنا چاہتے تھے۔ اگر شہر کے اطراف سے دشمن گھس آئے ہوتے اور اُس وقت انہیں فتنے کی طرف دعوت دی جاتی تو یہ اس میں جا پڑتے۔ اور مشکل ہی سے انہیں شریکِ فتنہ ہونے میں کوئی تامل ہوتا۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ یہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے کیے ہوئے عہد کی بازپرس تو ہونی ہی تھی اے نبی! ان سے کہو، اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لیے کچھ بھی نفع بخش نہ ہوگا۔ اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع مل سکے گا۔

اس کے بعد فرمایا گیا ہے:

وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب من صیاصیھم وقذف فی قلوبھم الرعب فریقاً تقتلون وتاسرون فریقاً ۚ واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وارضاً لم تطؤھا ط وکان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیراً ○

(الاحزاب ۲۶-۲۷)

پھر اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کی گڑھیوں سے انہیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمہیں دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۶۔ غزوۂ حدیبیہ

یہ واقعہ ذی قعدہ ۶ھ میں پیش آیا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ بلا خوف و خطر اور پورے امن کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے، اپنے سر منڈوائے اور بال ترشوائے۔ اس اشارۂ الٰہی کے تحت آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وُہ عمرہ ادا کرنے کے لیے سفر کی تیاری کریں۔ اس سفرِ زیارت میں قریش کے ساتھ جنگ و قتال کا آپ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ مسلمانوں کے لیے بیت اللہ کا راستہ گزشتہ ۶ سال سے بند تھا اس لیے مہاجرین و انصار شوقِ زیارت میں گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ دیہاتی لوگ جو جانا چاہتے تھے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بیت اللہ کی تعظیم و تکریم کے لیے قربانی کے اونٹ اور چوپائے بھی ساتھ لے لیے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر عمرے کا احرام باندھا تاکہ عوام الناس اور خصوصاً قریش کو معلوم ہو جائے کہ آنحضرتؐ کا قتال کا ارادہ نہیں۔ ان زائرینِ حرم کی تعداد تقریباً پندرہ سو تھی۔ سب کے سب غیر مسلح تھے۔ صرف ایک ایک تلوار نیام میں بند ساتھ رکھ لی گئی جو اس زمانے میں سفر کا ضروری آلہ سمجھی جاتی تھی اور عرب کے معروف قاعدے کے مطابق ہر مسافر کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت تھی۔

آنحضرتؐ اس مبارک سفر پر چل پڑے یہاں تک کہ قافلہ مقام عُسفان تک پہنچ گیا۔ وہاں ایک شخص نے آکر آپ کو اطلاع دی کہ قریش کے لوگوں کو آپؐ کے آنے کی خبر ہو چکی ہے اور وہ چیتے کی کھالوں کا لباس پہن کر آپ کا راستہ روکنے کے لیے نکل پڑے ہیں۔ انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ آپ کو مکہ میں کبھی داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

"قریش کا طرزِ عمل افسوسناک ہے۔ میں تو ان سے لڑنا نہیں چاہتا۔ ان کا کیا بگڑتا ہے اگر وہ مجھے دوسرے عرب قبائل میں تبلیغ کر لینے دیں۔ انہوں نے عمداً مجھے مصائب سے دوچار کر رکھا ہے۔ اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ عطا فرمایا تو یہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے ورنہ اگر انھیں طاقت ہُوئی تو مزید قتال کریں گے۔ قریش کا کیا خیال ہے؟ اللہ کی قسم کہ اس نے جس حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا ہے میں اس کے لیے پیہم کوشش کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں بے یار و مددگار رہ جاؤں۔"

جب آپؐ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے جو مکّہ کے قریب جدّہ کے راستے پر واقع ہے تو بنی خزاعہ کے کچھ آدمی آپ کے پاس آئے اور آپ کی آمد کا مقصد دریافت کیا۔ آپ نے انہیں بتلایا کہ میں صرف زیارتِ بیت اللہ اور عمرے کے لیے آیا ہوں۔ انھوں نے واپس جا کر قریش کو کہا:

"تم محمدؐ کے معاملے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہو وُہ کسی سے لڑنے نہیں آئے صرف بیت اللہ کی زیارت ان کے پیشِ نظر ہے۔"

قریش نے جواباً کہا:

"اللہ کی قسم، وُہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر کبھی مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پورے عرب میں ہم ذلیل ہو جائیں گے اور لوگ ہمارے بارے میں چہ میگوئیاں کریں گے۔"

پھر قریش نے مسعود ثقفی کو اس صورتِ حال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کے لیے بھیجا۔ اس نے آنحضرتؐ سے بات چیت کی اور بعض صحابہؓ سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔ واپس جا کر اس گفت و شنید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی عقیدت و محبت کا جو نظارہ دیکھا اس کے متعلق قریش کو خبر دی اور بتلایا کہ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ صلح کے خواہشمند ہیں لیکن قریش نہ مانے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو اہلِ مکہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ انھیں آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے آنے کی غرض و غایت سے آگاہ کریں۔ قریش نے حضرت عثمانؓ کو نظر بند کر لیا اور مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ وہ قتل کر دئے گئے ہیں۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینے کے لیے اب ہم قتال کئے بغیر نہ جائیں گے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو بلایا کہ وُہ جہاد اور اللہ کے راستے میں شہادت کی بیعت کریں۔ تمام صحابہؓ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر آنحضرتؐ کے دستِ مبارک پر جاں نثاری کی بیعت کی اور آپ نے فرمایا کہ صلح ہو گی یا شہادت ہو گی۔

جب قریش کو اس بیعت کے متعلق معلوم ہُوا تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ صلح پر آمادگی ظاہر کی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آ کر صرف تین دن قیام کر سکتے ہیں اور اپنے ساتھ مسافر کا اسلحہ یعنی تیر اور نیام میں بند تلوار لا سکتے ہیں۔ صلح کی تکمیل کے لیے قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا اور بالآخر قریش کی مرضی کے مطابق صلحنامہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں مزید یہ شرطیں رکھی گئیں کہ دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی اور یہ کہ محمدؐ کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس چلا جائے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے لیکن قریش کا جو آدمی محمدؐ کے پاس چلا جائے گا اسے آپ واپس کر دیں گے۔ یہ شرطیں بظاہر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھیں اور ذلت آمیز معلوم ہوتی تھیں اس لیے مسلمانوں میں اضطراب کا پیدا ہونا قدرتی امر تھا۔ بعض صحابہؓ نے جن میں حضرت عمرؓ پیش پیش تھے آنحضرتؐ سے ان شرائط کے بارے میں بحث و تکرار بھی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ عمرہ کا احرام کھول دیا جائے لیکن زیارت بیت اللہ سے محرومی اور نامساوی شرائطِ صلح کی بنا پر صحابہ کرام رنج و غم سے اس قدر مغلوب تھے کہ انہوں نے تعمیل نہ کی۔ حضور علیہ السلام نے بذاتِ خود پہل کر کے عمرے کا احرام ختم کر دیا۔ پھر سب مسلمانوں نے آپ کے عمل کی پیروی کی۔ یہ شرائطِ صلح جو اس وقت مسلمانوں پر گراں گزریں اور جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عقلمندی، بالغ نظری اور وحی کی ہدایت کے تحت

منظور فرمایا تھا ان کی افادیت بعد میں ظاہر ہوئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسس غزوۂ حدیبیہ کو فتح مبین کا نام دیا ہے۔ فرمایا گیا:

انا فتحنا لك فتحاً مبيناً ٥ لا ليغفر لك الله
ما تقدم من ذنبك وما تاخر ويتم نعمته
عليك ويهديك صراطاً مستقيماً ٥ وينصرك
الله نصراً عزيزاً ٥ (الفتح ۱-۳)

اے نبیؐ! ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے اور تم کو زبردست نصرت بخشے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے جو بیعت لی اس کے بارے میں فرمایا گیا:

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد
الله فوق ايديهم فمن نكث فانما ينكث على
نفسه ومن اوفى بما عاهد عليه الله
فسيؤتيه اجراً عظيماً ٥
(الفتح ۱۰)

اے نبیؐ! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، اور جو اس عہد کو وفا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

وہ صحابہ کرامؓ جو بیعتِ رضوان میں شامل ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی سند عطا کی اور فرمایا:

لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك
تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فانزل
السكينة عليهم واثابهم فتحاً قريباً ٥ لا
(الفتح ۱۸)

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے غزوہ حدیبیہ پیش آیا۔ ارشاد ہوا:

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق ج
لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله
امنين محلقين رءوسكم ومقصرين
لا تخافون ط فعلم ما لم تعلموا فجعل
من دون ذلك فتحاً

فی الواقع اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے، اپنے سر منڈواؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا

قریباً ۵ (الفتح ۲۷)

وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہ جانتے تھے اس لیے اُس نے خواب پُورا ہونے سے پہلے یہ قریبی فتح تم کو عطا فرما دی۔

یہ اشارہ فتح مکّہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے ثمرات میں سے ہے ان شاءاللہ ہم اس کا ذکر پند و نصائح کے تحت کریں گے پھر اس دین مبین کے غلبہ و کامرانی کی نوید ان الفاظ میں سنائی گئی :

هوالذی ارسل رسولهٗ بالهدٰی و دین الحق لیظهرهٗ علی الدین کلّهٖ وکفیٰ بالله شهیداً ۵ (الفتح ۲۸)

وُہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

صدق الله العظیم۔

۷۔ غزوۂ خیبر

یہ غزوہ اواخر محرم ۷ھ میں پیش آیا خیبر مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی طرف ایک وسیع نخلستانی علاقہ ہے جہاں یہود سکونت پذیر تھے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کی تکمیل سے قریش کی جانب سے مسلمانوں کو امن میسر آگیا تھا، نیز مدینہ منورہ کی آبادی یہودیوں سے پاک ہو چکی تھی اور مدینہ کے مضافات میں یہودی آبادیوں کا صفایا ہو چکا تھا۔ البتہ خیبر میں یہودیوں کے مضبوط قلعے قائم تھے جن میں تقریباً دس ہزار سپاہ تھی۔ ان کے پاس کثیر مقدار میں اسلحہ اور سازوسامان تھا یہود مکاری و فریب کاری اور بیہودگی کا مظاہرہ کرتے رہتے تھے ان کی اس پیہم شرانگیزی کا قلع قمع کیا جانا ضروری تھا تاکہ یہود مسلمانوں کے مرکز مدینہ منورہ کے لیے آئے دن اضطراب و بے چینی کا سبب نہ بن سکیں۔

آنحضرتؐ نے اواخر محرم میں خیبر کی طرف لشکر کشی کا فیصلہ فرمایا۔ آپؐ سولہ سو مجاہدین لے کر روانہ ہوئے۔ اس لشکر میں دو سو اسپ سواروں کا رسالہ بھی تھا۔ آنحضرتؐ نے اس غزوہ میں اپنی ہم رکابی کے لیے ان صحابہ کو نکالا جو غزوہ حدیبیہ میں شامل تھے۔ جب آپ کو خیبر کی عمارتیں نظر آئیں تو صحابہؓ کو فرمایا کہ یہاں ٹھہر جاؤ۔ پھر آپؐ نے اللہ سے یہ دعا مانگی :

"اے اللہ! تُو آسمانوں اور ان کے زیر سایہ ہر چیز کا مالک ہے، زمینوں اور ان پر بسنے والوں کا مالک ہے۔ شیطانوں اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا مالک ہے، ہواؤں اور جن چیزوں کو وہ اڑاتی اور بکھیرتی ہیں ان کا مالک ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس قریہ کی قریہ والوں کی اور

یہاں کی ہر چیز کی بھلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

جب آپ خیبر پہنچے تو قلعہ نطاۃ کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ اس میں یہود نے اپنے فوجی سپاہی جمع کیے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے حباب بن منذر کو اس قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا کیونکہ وہ اہلِ نطاۃ کے حالات سے اچھی طرح باخبر تھے۔ یہودی فوجی ماہر تیر انداز تھے۔ وہ اونچی جگہ پر تھے جہاں سے وہ مسلمانوں کی صفوں پر بڑی سرعت کے ساتھ تیر برسا سکتے تھے۔ ان پر غلبہ پانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور وہ رات کے اندھیرے میں کھجور کے گھنے درختوں کی اوٹ میں چھپ کر بھی مسلمانوں پر حملے کر سکتے تھے۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے ایک دستے کی ہمراہی میں ایک دوسرے قلعے کا محاصرہ کیا۔

معرکہ آرائی شروع ہوئی اور مسلمان یکے بعد دیگرے قلعے فتح کرنے لگے۔ صرف دو قلعے رہ گئے یہودیوں کی تمام جانی و مالی و جنگی قوت اب ان کے اندر مجتمع ہو گئی۔ بالآخر بے بس ہو کر یہود نے آنحضرتؐ سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کی پیشکش کی:

(۱) ان کے جنگی جوانوں کی جان بخشی کی جائے۔

(ب) ان کی اولاد اور اہل و عیال کو چھوڑ دیا جائے۔

(ج) انھیں ایک ایک جوڑا کپڑے لے کر خیبر سے نکل جانے کی اجازت دی جائے۔

آنحضرتؐ نے ان شرائط پر ان سے صلح کر لی[1] اور فرمایا کہ اگر انہوں نے کوئی چیز چھپائی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ بری الذمہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ قلعوں سے باہر نکل آئے۔ مسلمانوں کو ان قلعوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ ہاتھ آیا۔ اور توراۃ کے متعدد صحیفے دستیاب ہوئے۔ بعد میں یہود نے ان کی واپسی کی درخواست کی اور آنحضرتؐ نے واپس کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اس معرکہ میں ۹۳ یہودی کام آئے اور ۱۵ مسلمان شہید ہوئے۔

۸۔ غزوۂ موتہ

یہ غزوہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں پیش آیا۔ شام کے بالائی حصہ میں موتہ ایک قصبہ ہے جس کا موجودہ نام "کرک" ہے اور بحرِ مردار کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو دعوتِ اسلام کا ایک خط دے کر بصریٰ کے رئیس حارث بن ابی شمر غسانی[2] کے پاس بھیجا۔ جو

---

[1] خیبر چھوڑنے سے قبل یہود نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں درخواست کی کہ خیبر کی اراضی اور باغات کی کاشت ان کے سپرد کر دی جائے اور ان کو یہیں رہنے کی اجازت دی جائے۔ حضورؐ نے یہ درخواست قبول کر لی اور طے ہوا کہ یہود پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج مسلمانوں کو دیا کریں گے۔ (مترجم)

[2] حارث بن ابی شمر کے پاس آنحضرتؐ کا نامہ مبارک شجاع بن وہب اسدیؓ لے کر گئے تھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)



میدان عرفات میں جبلِ رحمت

پہل کر دیں۔ انہوں نے مالک بن عوف کو اپنا سالار مقرر کیا۔ اس وقت اس کی عمر تیس سال تھی۔ اس نے حکم دیا کہ وہ جنگ آزمائی کے وقت اپنے اموال و مواشی اور اہل و عیال کو بھی ساتھ رکھیں تاکہ قتال میں ثابت قدمی کا مظاہرہ ہو۔ اس ہونے والی جنگ میں ان کی سپاہ بیس سے تیس ہزار تک تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے مقابلے میں قتال کے لیے نکلنے کا اعلان فرما دیا۔ مکہ میں جو کوئی بھی تھا وہ لڑائی کے لیے نکل آیا۔ یعنی آنحضرتؐ کے وہ صحابہؓ جو آپؐ کے ساتھ غزوۂ فتح میں شریک ہوئے تھے اور ان کے علاوہ مکہ مکرمہ کے وہ لوگ جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا وہ بھی شامل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ وادی حنین میں پہنچے تو صبح کے دھندلکے میں قبیلہ ہوازن اور ان کے حلفاء سے آپؐ کا آمنا سامنا ہو گیا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے اور شکست کھا گئے۔ اب مسلمان غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ مشرکین نے موقع شناسی کر کے ان پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس اچانک حملہ سے مسلمان فوج سراسیمہ ہو گئی۔ اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ تتر بتر ہونے لگی اور اس نے پسپائی اختیار کی۔ خصوصاً وہ لوگ جو نئے نئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے بھاگ نکلے۔ اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نظیر ثابت قدمی و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ آپؐ اپنے خچر پر سوار یہ رجز پڑھتے رہے :

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

(ترجمہ : میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)

مسلمانوں میں یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دئے گئے ہیں۔ اکثر مسلمانوں نے مایوسی کے عالم میں اپنا اسلحہ پھینک دیا۔ لیکن مہاجرین و انصار کا ایک دستہ آنحضرتؐ کے گرد ثابت قدمی سے مقابلے میں ڈٹا رہا۔ حضرت عباسؓ بلند آواز تھے انہوں نے مسلمانوں کو زور سے پکارا اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ یہ آواز کانوں میں پڑتے ہی تمام فوج لوٹ آئی اور دوبارہ غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ مسلمانوں نے مشرکین کا تعاقب کر کے ان کو قتل کیا اور انہیں قیدی بنا لیا۔ جنگ کے نتیجے میں کثیر غنیمت ہاتھ آئی۔ آنحضرتؐ نے اسے نئے نئے اسلام قبول کرنے والوں میں تالیفِ قلوب کے لیے تقسیم کیا۔ اس میں سے انصار کو کچھ نہ دیا گیا کیونکہ وہ تو آزمودہ اور قابل اعتماد تھے اور اپنے ایمان و اسلام کا ثبوت بہم پہنچا چکے تھے۔

اس معرکے کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے :

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	اللہ بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے
و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم	ابھی غزوۂ حنین کے روز (اس کی دستگیری
فلم تغن عنکم شیئاً و	کی شان دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرت
ضاقت علیکم الارض بما رحبت	تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور

ثم ولیتم مدبرین o ثم انزل اللّٰہ سکینتہٗ علیٰ رسولہٖ وعلی المؤمنین و انزل جنوداً لم تروھا و عذب الذین کفروا ط و ذٰلک جزآء الکافرین o (التوبہ ۲۵-۲۶)	زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں۔

مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان یہ آخری قابلِ ذکر معرکہ تھا جس کے بعد اہل عرب نے بتوں کو توڑ دیا اور وہ دینِ اسلام میں داخل ہو گئے۔

۱۱۔ غزوۂ تبوک

اسے غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ ماہ رجب سنہ ۹ھ میں پیش آیا۔ تبوک سرزمینِ حجاز کی وادی قریٰ اور شام کے درمیان ایک موضع کا نام ہے۔ اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ رومیوں نے ایک لشکر جرار شام میں اکٹھا کیا جس میں عرب عیسائی قبائل لخم، جذام، عاملہ اور غسان بھی شامل ہو گئے۔ قیصر روم ہرقل کا ارادہ تھا کہ وہ اس فوج سے مدینہ منورہ پر حملہ کرے اور جزیرہ نمائے عرب کی اس نئی اُبھرتی ہُوئی مملکت کو تاخت و تاراج کر دے جس کے غلبہ و فتوحات کی خبریں آئے دن سُننے میں آتی تھیں اور قیصر اس روز افزوں ترقی سے کبیدہ خاطر اور خوف زدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومی لشکر کے مقابلے پر نکلنے کی ترغیب دلائی۔ گرمی زوروں پر تھی اور عسرت کا عالم تھا۔ سچے مومن بطیبِ خاطر تیار ہو گئے۔ ان صادق الایمان لوگوں میں سے صرف تین پیچھے رہ گئے اور لشکر میں شامل نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیش عسرت کے لیے ساز و سامان مہیا کرنے کا حکم دیا۔ وہ کثیر مال لے آئے۔ ابو بکرؓ نے اپنا سارے کا سارا مال لا کر ڈھیر کر دیا جس کی مالیت چالیس ہزار درہم تھی۔ حضرت عمرؓ اپنا آدھا مال لے آئے۔ حضرت عثمانؓ نے مالِ کثیر خدمتِ نبوی میں پیش کر دیا اور ایک تہائی لشکر کی ضروریات کے لیے سامانِ جنگ مہیا کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے لیے دعا کی اور فرمایا :

"آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کرے اس کے لیے ضرر رساں نہیں ہو گا۔"

کچھ تنگ دست صحابہؓ بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس سواریاں نہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تمہیں سوار کر کے لے جا سکوں۔"

وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کیونکہ ان کے پاس زادِ راہ نہیں تھا۔ انہی سے زیادہ منافقین

بھی پیچھے رہ گئے۔ متعدد بدویوں نے بھی غلط اور جھوٹے عذرات پیش کیے۔ آنحضرتؐ نے ان سب کے عذرات قبول کر لیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے۔ آپؐ کی ہمراہی میں تیس ہزار مردانِ جنگ تھے جن میں سے دس ہزار کے پاس گھوڑے بھی تھے۔ یہ عظیم ترین لشکر تھا جو اس وقت عربوں نے دیکھا۔ آپؐ منزلوں پر منزلیں طے کرتے گئے اور پیہم سفر کر کے تبوک پہنچ گئے۔ وہاں آپؐ نے بیس دن تک قیام فرمایا۔ رومی دشمنوں کو مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان کے عزائم پر اوس پڑ گئی۔

یہ آخری غزوہ تھا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم ط انہ بھم رؤف رحیم ہلا وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ ط ثم تاب علیھم لیتوبوا ط ان اللہ ھو التواب الرحیم ہ

(التوبہ ۱۱۷ - ۱۱۸)

اللہ نے معاف کر دیا نبی کو اور ان مہاجرینؓ انصار کو جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبیؐ کا ساتھ دیا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہو چلے تھے (مگر جب انہوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبیؐ کا ساتھ ہی دیا تو) اللہ نے معاف کر دیا۔ بیشک اس کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے اور ان تینوں کو بھی معاف کیا جن کے معاملے کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اللہ ہی کے دامنِ رحمت کے سوا نہیں ہے، تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اس کے علاوہ منافقین اور بدوی معذرت خواہوں کے موقف کے بارے میں کثیر آیات نازل ہوئیں۔ جنھیں معذرت قبول کرنے پر عتاب کا ذکر بھی ہے۔ یہ آیتیں سورہ توبہ میں ہیں۔

ب - پند و نصائح

سب سے پہلے ہم اسلام میں قتال کی فرضیت، اس کے اسباب اور عام قواعد و ضوابط سے بحث کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز شہادتِ حق اور وعظ و نصیحت سے کیا۔ اللہ کی کتاب جو آپؐ پر نازل ہوتی تھی آپؐ اسے لوگوں کو سناتے تھے اور اس میں اپنے دل و دماغ کی پوری توانائیاں صرف کرتے تھے تاکہ لوگ بت پرستی و خرافات اور جہالت و گمراہی کے بُرے انجام سے واقف ہو جائیں، ان کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ حق کو پہچان لیں۔ لیکن آپ کی قوم نے پہلے مرحلے پر تحریک کا مقابلہ اس طرح کیا کہ آپ کی ہدایت قبول نہ کی، دُوسروں کو بھی ہدایت قبول کرنے سے روکا اور آپؐ کا تمسخر اڑایا۔ دوسرے مرحلے میں آپؐ پر بہتان باندھے گئے اور آپؐ کو ایذا دی گئی۔ جب یہ حربے تحریک کا راستہ روکنے میں ناکام ثابت ہوئے تو بالآخر آپؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعوت کے لیے مدینہ منورہ کی سرزمین میں امن و اطمینان کا ایک ٹھکانا مہیا فرما دیا۔ لیکن اس نئی قرارگاہ میں بھی دو طاقتیں آپؐ کی تحریک کی گھات میں رہیں اور آئے دن آپؐ کا گھیراؤ کرتی رہیں۔ ایک طاقت قریش کی تھی جن کی مخالفت نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے اصحاب کو ہجرت پر مجبور کیا انھیں اپنے لیے ایک دار الامان میسر آگیا۔ تحریک کو قدرے تقویت حاصل ہوئی اور قریش کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ دُوسری طاقت یہودِ مدینہ تھے جنہوں نے مدینہ میں آنحضرتؐ کی آبادکاری کے بعد آپؐ کے ساتھ سلامتی کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن کینہ پروری، مکر و فریب اور شرپسندی یہود کی سرشت میں ہے اور جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو مستقر بنایا وہاں مہاجرین و انصار کی قیادت سنبھالی تو یہود کے حسد اور غیظ و غضب کی آگ بھڑک اُٹھی کیونکہ اس نئی قیادت نے انہیں نیچا دکھا دیا اور مدینہ منورہ پر مکمل غلبہ حاصل کر لیا۔

قیامِ مکہ کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی نازل شدہ آیات میں آپ کو معاندین کی باتوں پر صبر کی تلقین فرمائی گئی۔

واصبر علیٰ مایقولون واھجرھم ھجراً جمیلا۔ (المزمل ۱۰)

(اور جو باتیں لوگ بنا رہے ہیں ان پر صبر کرو اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ)

آنحضرتؐ کو مشرکین کی ایذارسانی پر جوں جوں صبر کی تلقین کی جاتی مشرکین آپ کے خلاف ظلم و زیادتی اور مکر و فریب کی کارروائیوں میں اضافہ کرتے جاتے تھے۔ اس وقت تک مسلمان اپنی قلتِ تعداد اور کمزوری کے باعث اس ایذارسانی کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

جب آنحضرتؐ کو قیامِ مدینہ کے دوران میں قرار نصیب ہوا اور مسلمانوں کو شوکت اور کفار کے مقابلے کی طاقت میسر آئی تو انہیں قریش کی قوت و عداوت اور یہود کی کینہ توزی و بیہودگی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ قریش و یہود کو ہمہ وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ یہ اُبھرتی ہوئی طاقت ان پر قابو پا جائے گی۔ اسلام ایک حقیقت پسند دین ہے اور واقعات سے

چشم پوشی نہیں کرتا۔ وہ کفار و معاندین کے مقابلے میں توہم پرستی کا قائل نہیں اس کی جولانگاہ محض فکری بھول بھلیاں نہیں ہیں بلکہ وہ عمل کا دین ہے اس لیے اس پر لازم تھا کہ وہ قوت بہم پہنچائے ظلم و زیادتی کی بیخ کنی کے لیے استعداد مہیا کرے اور باطل کی قوت و شوکت کو ملیامیٹ کر دے تاکہ اس دینی و اصلاحی دعوت کو بلا روک ٹوک ترقی کرنے کا کھلا میدان میسر آ جائے، لوگوں کی فہم و فراست کو اپیل کی جائے، ان کے نفوس کا تزکیہ کیا جائے، بگاڑ کی اصلاح کی جائے، بھلائی کے سنگ میل نصب کیے جائیں جن سے لوگ جادہ و منزل کا پتا چلائیں اور روشنی کے مینار تعمیر کیے جائیں جن سے ہدایت و خیر و صلاح کے طالب تاریکیوں میں صراطِ مستقیم کی رہنمائی حاصل کریں۔

اس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے ۲ھ میں مومنوں پر قتال فرض کیا، جس کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں:

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا ط و
ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیرہ الذین
اخرجوا من دیارھم بغیر حق
الا ان یقولوا ربنا اللہ ط ولولا
دفع اللہ الناس بعضھم ببعض
لھدمت صوامع وبیع وصلوات
ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ
کثیراً ط ولینصرن اللہ من ینصرہ ط
ان اللہ لقوی عزیزہ الذین ان
مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ
واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف
ونھوا عن المنکر ط وللہ عاقبۃ
الامور ہ

(الحج ۳۹-۴۱)

اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے: "ہمارا رب اللہ ہے۔" اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں۔ اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقت ور اور زبردست ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

یہ اولیں آیات ہیں جو قتال کے بارے میں نازل ہوئیں اور جن کے ذریعے مسلمانوں کو قتال کی اجازت دی گئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم یہاں توقف کر کے ذرا ان پر غور کریں کہ قتال کی اس اجازت میں کیا حکمت اور

افادیت ہے اور اس کا دائرہ کار کیا ہے۔

۱۔ اس آیہ مبارکہ کی ابتدا میں فرمایا گیا ہے کہ مومنوں کو قتال کی اجازت دی گئی ہے یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں فرمایا:

الذین یقاتلون۔ یعنی وہ مومن جن کے ساتھ جنگ کی جا رہی ہے۔

لغت کا یہ معروف قاعدہ ہے کہ اگر جو حکم کسی مشتق لفظ کے ذریعے دیا جائے تو اس حکم کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ جس مصدر سے یہ مشتق اخذ کیا گیا ہو اس پر غور کیا جائے۔ یقاتلون کا مصدر مقاتلہ ہے یعنی یہ مومن جن کو قتال کی اجازت دی گئی ان سے جنگ کی جا رہی تھی اور وہ ظلم و تعذیب کا شکار تھے اس طرح ان پر جنگ مسلط ہو چکی تھی چنانچہ اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انھیں جنگ کی اجازت دینے کی علت پہلے سے موجود تھی یعنی ان پر ظلم و تشدد ہو رہا تھا اور اسے روکنے کے لیے یہ اجازت دی گئی۔ یہ علاج بالمثل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فمن اعتدٰی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدٰی علیکم۔ (البقرہ ۱۹۴)	لہٰذا جو کوئی تم پر دست درازی کرے تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو۔
وجزآء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ (الشوریٰ ۴۰)	بُرائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔

۲۔ یہ مضمون نفسِ آیت میں بالتصریح بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ظلم و عدوان کے ذریعے جنگ کا تختۂ مشق بنایا گیا تھا نہ کہ کسی حق کی بنا پر۔ بانھم ظلموا میں یہ صراحت موجود ہے کہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں مومن نہ ظالم تھے نہ بے راہ رو، بلکہ وہ تو اپنے عقیدے کا دفاع ہی کرتے رہے اور اپنی قوم کو اوہام و خرافات اور غیر اخلاقی حرکتوں سے بچنے کی دعوت دیتے رہے۔

۳۔ دوسری آیت میں تاریخی حقائق بیان ہوئے ہیں کہ ان پر ظلم کی نوعیت کیا تھی۔ وہ مومن جن کو قتال کی اجازت دی گئی انھیں ان کے گھروں سے نکالا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لیے اس کو اس کے وطن سے نکال دینے اور اس کی جنم بھومی سے ہجرت پر مجبور کر دینے سے زیادہ بڑا ظلم اور کوئی نہیں۔

۴۔ نفسِ آیت میں یہ بیان بھی موجود ہے کہ کس وجہ سے ان مومنوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا۔ مسلمان بت پرستی اور باطل خداؤں کی عبادت کے مخالف تھے۔ واحد و یکتا خدا کی عبادت کرتے تھے۔ یہی ان کا جُرم تھا۔ اسی عقیدہ کی وجہ سے ان پر ظلم روا رکھا گیا۔ قریش انھیں اس عقیدہ کو ماننے کی آزادی دینے کے لیے تیار نہ تھے۔

۵۔ مومنوں کو اعتقاد کی آزادی حاصل نہ تھی اس آزادی کو بحال کرنے کے لیے جنگ فرض کی گئی۔ اور اس دنیا کی زندگی میں یہ گراں ترین قیمت ہے جو شرفِ انسانی کے پیشِ نظر حریت عقیدہ کے تحفظ کے لیے مقرر کی گئی۔

۶۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ یہ جنگ جسے مسلمانوں کے لیے فرض کیا گیا ہے صرف مسلمانوں ہی کی دینی آزادی کے تحفظ کے لیے مفید نہیں بلکہ اس کے فوائد تمام سماوی ادیان کے ماننے والوں کو پہنچتے ہیں خواہ

وہ یہودی ہوں یا نصرانی۔ مسلمان اس وقت بُت پرستوں سے لڑتے تھے جن کا کوئی دین نہ تھا۔ جب مسلمانوں کو قوت و شوکت حاصل ہوگئی تو وہ اس قابل ہو گئے کہ اپنی مساجد کی حفاظت کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں کا بھی تحفظ کریں۔ بت پرستوں اور ملحدوں کو بالادستی حاصل نہیں ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ الٰہی ادیان سے جنگ آزمائی پر اتر آئیں اور ان کی عبادت گاہوں کو بند کر دیں۔ اس آیہ مبارکہ میں اس کی وضاحت موجود ہے:

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدّمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً۔

صوامع 'صومعہ کی جمع ہے۔ اور صومعہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں تارک الدنیا فقیر رہتے ہوں۔ بیع بیعہ کی جمع ہے اس سے مراد عیسائیوں کے گرجے ہیں۔ صلوات یہود کی عبادت گاہوں کو کہتے ہیں۔ اس سے بہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی جنگ سماوی ادیان کو ملیامیٹ کرنے اور ان کی عبادت گاہوں کو گرانے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ جنگ کی غرض و غایت یہ ہے کہ ان ادیان کو ملحدوں اور بت پرستوں کی دست درازیوں سے بچایا جائے اور عبادت خانوں کو گرانے اور بند کر دینے سے محفوظ رکھا جائے۔

۷۔ تیسری آیت میں ان نتائج کی تصریح کی گئی ہے جو اس شرعی جنگ میں مومنین کے غلبہ سے مترتب ہوتے ہیں۔ ان کا ماحصل قوموں کا استعمار، بھلائیوں کو مٹانا، مال و دولت لُوٹنا اور شریفانہ قدروں کو پامال کرنا نہیں بلکہ اسلامی جنگ سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور معاشرے کے فائدے کے لیے ہیں:

(ا) نظامِ عبادت کی اقامت سے پُوری دنیا میں روحانی اقدار کی نشر و اشاعت (اقاموا الصلٰوۃ)

(ب) زکٰوۃ کے ذریعے سے قوموں کے درمیان عدلِ اجتماعی کی ترویج (واٰتوا الزکٰوۃ)

(ج) معاشرے کی بھلائی، شرافت اور ترقی کے لیے تعاون (وامروا بالمعروف)

(د) شرپسندی، جرائم اور بگاڑ کو ختم کرنے کے لیے تعاون (ونھوا عن المنکر)

کفر و اسلام کی جنگ میں مسلمانوں کے غلبہ سے مذکورہ نتائج مترتب ہوتے ہیں اور مملکت اسلامیہ کی اقامت، روحانی ترقی، معاشرے کی کفالت، بھلائیوں کی ترویج اور شر کو روکنے کی ضامن ہوتی ہے۔ بنی نوع انسان کی کون سی ایسی ضرورت ہے جو ان اغراض و مقاصد کے حصول سے بہتر و برتر ہو حق کے لیے اسلام میں قتال کو فرض کیا گیا ہے، زمانۂ ماضی و حال میں کون سی ایسی جنگ ہے جو پُوری انسانیت کو اس قدر عمومی فائدہ پہنچائے اور سوسائٹی کی تعمیر ان بنیاد پر کرے جس سے انسانیت ترقی کی منازل طے کرے۔ اس کی مثال جاہلیت اولیٰ کی ملحدانہ، اباحیت پسندانہ لامتناہی خُوں ریزیوں اور جنگوں میں نہیں ملتی اور موجودہ مغربی مادہ پرستانہ معاشرہ

بھی ایسی پاکیزہ نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ ہیں قتال کی اجازت کے اسلامی اغراض و مقاصد۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ اسلامی جنگ محض فی سبیل اللہ ہوتی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ایسا جہاد ہے جو انسانیت کی بہبود، سلامتی و ترقی اور عدل اجتماعی کے قیام کے لیے ہو۔ اس کے حصول کا راستہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اور اللہ کی طرف لے جانے والا راستہ گناہ و سرکشی میں تعاون کا راستہ نہیں بلکہ صرف بھلائی، باہمی محبت اور نیکی و تقویٰ میں تعاون کا راستہ ہی ہو سکتا ہے۔

اسلامی قتال کی فرضیت کے اغراض و مقاصد اور اس کی اجازت کے بارے میں تاریخی اسباب کا مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے، اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی ابتدائی اسلامی جنگوں کے بارے میں پند و نصائح بیان کریں گے۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ ہر معرکے سے متعلق علیحدہ علیحدہ اسباق قلمبند کیے جائیں لیکن وقت ناکافی ہے اور اس کام کے لیے بیسیوں صفحات درکار ہیں اس لیے میں نے ان پند و نصائح کو مجبوراً یکجا جمع کر دیا ہے اور ہر معرکہ کے بارے میں ایک سے زیادہ نصیحت درج کی ہے۔ اگر فراغت نصیب ہوئی اور بیماری کا افاقہ ہوا تو ان شاء اللہ آیندہ سال ہر معرکے سے متعلق علیحدہ علیحدہ اسباق تحریر کروں گا۔

(۱) سب سے پہلا معرکہ بدر میں واقع ہوا۔ قریش کا ایک قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تعرض کے لیے نکلے تھے لیکن قافلہ کسی مزاحمت کے بغیر نکل گیا۔ مشرکینِ قریش نے قتال کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا اور اس لیے بدر کا وہ معرکہ پیش آیا جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ قریش کے قافلے سے تعرض کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ اقدام مال لوٹنے اور ڈاکہ زنی کی غرض سے تھا جیسا کہ بہتان تراش مستشرقین کا دعویٰ ہے بلکہ صورت واقعہ اس سے مختلف تھی۔ اس اقدام کے اسباب میں سے ایک سبب قریش سے قصاص لینا بھی تھا کیونکہ انہوں نے مہاجر مومنوں کے اموال ہتھیا لیے تھے۔ اور مومنین کو اس قدر ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا کہ وہ اپنے اموال و متاع، گھر بار اور جائداد چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے جس مکی مسلمان کے بارے میں بھی قریش کو معلوم ہوا کہ وہ ہجرت کر گیا ہے قریش اس کا مکان بیچ دیتے تھے اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔ آج کے بین الاقوامی قانون میں معاملہ بالمثل کا قانون مسلمانوں کے تعرض کو مباح قرار دیتا ہے یہ اسی طرح کے حالات تھے جیسا کہ اس دور میں فلسطینی مہاجرین اور اسرائیل کا طرزِ عمل ہے۔ اس سلسلۂ واقعات میں قابلِ لحاظ ایک اہم بات یہ ہے کہ جنگِ بدر سے قبل قریش کے قافلوں پر مسلمانوں کی طرف سے سات عدد تاختیں ہوئی ہیں ان مہمات میں سب کے سب مہاجرین صحابہؓ ہی نکلے ہیں اور کسی ایک انصاری کو بھی ان میں شمولیت کی غرض سے نہیں بھیجا گیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اگر مہاجرین قریش کے قافلے سے تعرض کریں اور اس پر قابو بھی پا لیں تو تمام الٰہی اور وضعی قوانین کے مطابق مہاجرین اپنے ایک قانونی حق کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور رہتے۔ جن سات تاختوں کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ سریہ حمزہؓ (رمضان ۱ھ) یہ دستہ ہجرت کے سات ماہ بعد ارسال کیا گیا۔

کار فرمائی معلوم ہوتی ہے۔ آپؐ اللہ سے اس بات کے امیدوار تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے گا اور ان کے بعد ان کی ذریت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے۔ قرآن کریم میں ایک دیگر اسلامی مصلحت کے پیش نظر اس اقدام پر عتاب بھی وارد ہوا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو خوب کچل دینا چاہیے اور فتنہ و گمراہی کے سرچشموں کو بند کر دینا چاہیے۔ اگر جنگ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا تو قریش میں اسلام کے مقابلے کی طاقت ختم ہو جاتی کیونکہ ان کے سرغنے اور مومنوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے والے تو موت کی آغوش میں جا چکے ہوتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ قبول کرنے کے رجحان میں ایک اور حکمت بھی معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ قیدیوں میں شامل تھے، اور حضرت عباسؓ کے بارے میں معلوم ہے کہ انہوں نے اعلان اسلام سے قبل متعدد مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد فرمائی تھی۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر وہ خفیہ طور پر آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور قریش کی جملہ معاندانہ کارروائیوں کے بارے میں آنحضرتؐ کو خبریں بہم پہنچاتے تھے۔ اس سے میرا رجحان یہ ہے کہ حضرت عباسؓ درپردہ مسلمان تھے اور حضرت عباسؓ کی ان پوشیدہ خدمات کی موجودگی میں انہیں کیونکر قتل کر سکتے تھے، ایسی صورت میں آنحضرتؐ کا انہیں قتل کرنا قتل مسلم کی حرمت کے قانون کی خلاف ورزی تھی اور اگر انہیں قتل سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا درانحالیکہ وہ مشرک تھے تو اسلامی قانون ایسے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کے درمیان جو اللہ اور رسول کے خلاف محاربت کریں کوئی تفریق و امتیاز روا نہیں رکھتا۔ اس صورت میں مشرکین اور منافقین کو پراپیگنڈہ کا موقعہ میسر آ جاتا اور وہ آنحضرتؐ کی عدالت اور بےنفسی کے خلاف طوفان برپا کر کے آپؐ پر صحابہؓ کے اعتماد کو مخیس پہنچاتے اور یہ چیز تحریکی مصلحت کے منافی ہوتی۔

(۸) ایک پختہ کار صاحب بصیرت قائد کے حکم کی خلاف ورزی معرکہ کی ناکامی پر منتج ہوتی ہے۔ جیسا کہ جنگ احد میں وقوع پذیر ہوا۔ اگر وہ تیر اندازوں کا دستہ جو آنحضرتؐ نے لشکر کی پشت پناہی کے لیے درے پر متعین فرمایا تھا آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق اپنی جگہ پر قائم رہتا تو مشرکین کو یہ جسارت نہ ہوتی کہ وہ پیچھے سے دوبارہ حملہ کر دیتے اور اپنی شکست کو فتح سے بدلنے کی کارروائی عمل میں لاتے۔ اسی طرح دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کے موقعہ کو ضائع کر دینے کا نتیجہ بھی ناکامی کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔ اگر مومن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کی وعید سنائی ہے:

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم ٥ (النور ۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔

(۹) غنیمتوں وغیرہ کے مادی لالچ سے کمزوری اور بُزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے جیسا کہ جنگِ اُحد میں واقع ہوا جبکہ تیر اندازوں نے غنیمت حاصل کرنے کے لالچ میں اپنی چوکی چھوڑ دی اور جیسا کہ جنگِ حنین میں پیش آیا جبکہ ابتداء میں مسلمان فتحیاب ہو گئے اور ان میں سے بعض نے غنیمت کا لالچ کیا اور دشمن کا تعاقب چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ دشمن نے پلٹ کر مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا گئے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس اور آپؐ کے اردگرد دیگر صداقت شعار مومنین ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ شکست فتح مبین میں تبدیل نہ ہو سکتی تھی۔ اگر داعیانِ تحریک پر دنیا کی غنیمت، مال و دولت اور جائداد و اراضی حاصل کرنے کا لالچ سوار ہو جائے تو اس سے تحریک بگاڑ کا شکار ہو جاتی ہے اور لوگوں کے دلوں سے تحریک کے مثبت اثرات محو ہو جاتے ہیں بلکہ لوگ داعیان کی صداقت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس طرح کے بہتان باندھنے شروع کر دیتے ہیں کہ اس تحریک کی غرض و غایت اللہ عزّ و جل کی رضا جوئی نہیں بلکہ دین و اصلاح کے نام پر دنیا کا مال اکٹھا کرنا مقصود ہے اور جب لوگوں کے ذہنوں میں اس قسم کے خدشات جنم لیتے ہیں تو اللہ کے دین میں رکاوٹ آجاتی ہے اور وہ لوگ جو فی الحقیقت صداقت و اخلاص کے ساتھ تحریکِ اصلاح چلاتے ہیں ان کے بارے میں بھی بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور تحریک کا کام رُک جاتا ہے۔

(۱۰) جنگِ اُحد میں جب مسلمان منتشر ہونے لگے اور حضرت نسیبہؓ اُمِ عمارہ اور ان کا خاوند اور اولاد ثابت قدمی کے ساتھ آنحضرتؐ کے اردگرد ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کرتے رہے تو یہ اس امر کی روشن دلیل ہے کہ ایک مسلمان عورت دعوتِ اسلام کے ضمن میں بہت بڑی خدمات سرانجام دے سکتی ہے۔ دورِ حاضر میں بھی ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ مسلمان مستورات نئے سرے سے دعوتِ الی اللہ کا بوجھ اُٹھائیں اور نوجوان لڑکیوں، شادی شدہ اور صاحبِ اولاد خواتین کے حلقوں میں اللہ کی دعوت کو پھیلائیں اور اپنی نئی نسل کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کریں، انہیں اسلام اور تعلیماتِ اسلام کا گرویدہ بنائیں اور سوسائٹی کی خیر و صلاح کے لیے کام کرنے پر آمادہ کریں۔

اگر دعوت کا میدان مسلمان داعی مستورات کے لیے خالی رہے گا یا اس کارِ خیر میں خواتین کی کافی تعداد بھرپور حصہ نہیں لے گی تو دعوت کا کام کمزور رہے گا اور تحریکِ اصلاح لنگڑاتی رہے گی اور یہ صورتِ حال اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک کہ اُمتِ مسلمہ کا نصف حصہ یعنی خواتین دعوتِ خیر سے روشناس نہ ہوں گی ان کے دلوں میں نیکی کی محبت اور دین پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پیدا نہ ہوگا اور وہ دین کے مضبوط حلقے کو جلد از جلد نہ تھام لیں گی۔

(۱۱) داعیان کو اللہ کے راستے میں مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ انہیں جسمانی ایذا دی جاتی ہے۔ ان کی آزادی پر قید و بند کے ذریعے قدغن بھی لگائی جاتی ہے۔ انھیں سزائے موت بھی سنائی جاتی ہے اور کبھی دھوکہ سے انہیں قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں داعیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے جنہیں جنگِ اُحد میں زخم آئے تھے اور یہ واقعہ

داعیان کے لیے صبر کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

الٓمّٓ ○ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ○ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین ○ (العنکبوت ۱-۳)

(ترجمہ: الف۔ لام۔ میم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؛ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون)

(۱۲) جنگِ اُحد میں مشرکین نے مسلمان شہداء خصوصاً حضرت حمزہؓ کا مثلہ کیا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ دشمنانِ اسلام میں انسانیت کا شائبہ تک نہیں اور وہ ضمیر سے خالی ہیں مقتول کے مثلہ کرنے سے مقتول کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی جس طرح ایک ذبح شدہ بکری کی کھال اتارنے سے بکری کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ کفار کے سینوں میں مسلمانوں کے خلاف جو سیاہ کینہ بھرا ہوا ہے اس قسم کے وحشیانہ اعمال کی صورت میں اس کا اظہار ہوتا ہے اور اس طرح کی غیر انسانی حرکات دیکھ کر ہر زندہ صاحب وجدان اور انسانی ضمیر رنج محسوس کرتا ہے۔

مشرکین نے جنگِ اُحد میں مسلمان شہداء کے ساتھ یہ سلوک کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ فلسطینی معرکوں میں اسی قسم کا سلوک یہود نے ہمارے شہداء کے ساتھ روا رکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں فریق ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور ان کے دلوں میں یکساں کجی پائی جاتی ہے جس کے باعث وُہ اللہ تعالیٰ اور یومِ آخر پر ایمان سے محروم ہیں اور اسی لیے وہ ان مومنوں کے خلاف کینہ توزی میں ملوث ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور یومِ آخر پر صحیح و سچے ایمان کی دولت سے مالا مال اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں معرکہ کے لیے جس جگہ کا انتخاب فرمایا تھا اسے آپ نے حباب بن منذر کی تجویز پر تبدیل فرمایا اور اسی طرح جنگِ خیبر میں ان کا مشورہ قبول فرمایا۔ اس سے دورِ حاضر کے ڈکٹیٹروں کا غرور خاک میں مل جاتا ہے جو قوموں پر ان کی مرضی اور ارادہ کے بغیر مسلط ہو چکے ہیں۔ یہ ڈکٹیٹر اپنے بارے میں اس زعمِ باطل کا شکار ہیں کہ وُہ عقلی فضیلت اور دور رس فکر کے حامل ہیں اور اس وجہ سے وُہ قوموں کے ارادہ اور ان کے عقلاء، حکماء اور مفکرین کے مشوروں کو پرکاہ کے برابر وقعت اور اہمیت نہیں دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کامل ترین صفات سے نوازا اور اپنی خاتمی اور اکمل رسالت کا بوجھ اٹھانے کا اہل قرار دیا اس کے باوجود آنحضرتؐ اپنے ان صحابہؓ کی رائے کو قبول فرماتے تھے جو فنونِ حرب اور میدانِ جنگ کے بارے میں باخبر تھے اور آنحضرتؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ میرا ہی منصب ہے کہ میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں اور کسی چیز سے روکوں اور تمہیں دخل در معقولات کا کوئی حق نہیں ہے۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان معاملات میں صحابہؓ کے مشوروں کو قبول فرمایا جن میں آپؐ پر وحی نازل نہ ہوتی تھی تو وہ ڈکٹیٹر جنہیں عوام الناس پر علم و عقل اور تجربہ میں کسی قسم کی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے بلکہ

وہ حکومت کے وسائل پر جابرانہ قبضہ کرکے برسرِاقتدار آگئے ہیں انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اجتماعی معاملات میں اپنی من مانی چلائیں۔ اور وہ آمر جو اپنی رعایا کی بہ نسبت ثقافت، علم اور تجربہ میں فروتر ہیں ان پر تو یہ واجب ہے کہ وہ اصحاب الرائے سے مشاورت کریں۔ ناصحین اور تجربہ کار ماہرین کی نصائح و آراء کو قبول کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

ماضی و حال کے تاریخی واقعات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آمروں کا غرور انھیں اور ان کی قوم کو لے ڈوبا ہے انہوں نے امت کو تنزل کے ایسے عمیق گڑھے میں دھکیل دیا ہے کہ جہاں سے نکلنے میں بیسیوں سال یا صدیاں درکار ہیں۔ جنگِ بدر اور جنگِ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبابؓ کا مشورہ قبول فرمایا۔ آپ کے اس طرزِ عمل میں ہر مخلص فرمانروا، دانا قائد اور صداقت شعار داعی کے لیے بہترین نمونہ موجود ہے۔

اسلام میں حکومت کا واضح ترین اصول "شورائیت" ہے (وامرھم شوریٰ بینھم۔ (الشوریٰ ۳۸) ترجمہ: اور وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں) اور ایک حکمران جسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی اس کی نمایاں ترین صفت یہ ہے کہ وہ جبر و استبداد سے پرہیز کرے۔ مشاورت کے اصول پر عمل پیرا ہو اور ہر معاملے میں ماہرین کی رائے سے استفادہ کرے۔

وشاورھم فی الامر۔ (آل عمران ۱۵۹)

(ترجمہ: اور دین کے کام میں ان کو بھی شریکِ مشورہ رکھو)

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (النحل ۴۳۔ الانبیاء ۷)

(ترجمہ: اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے)

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معرکے میں پیش قدمی کا مظاہرہ فرمایا اور ہر آڑے وقت میں آپ صحابہؓ کرام کے ساتھ رہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ قیادت کے منصب کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو شجاعت اور ثابت قدمی کی صفات کا حامل ہو۔ بزدل، کمزور اور کم ظرف لوگ قوموں کی سربراہی، لشکروں کی سالاری، اصلاحی تحریکوں اور دعوتِ خیر کی قیادت کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔ کردار و عمل کے ذریعے قائد اور داعی کی شجاعت اس کے لشکروں اور حامیوں کے دلوں میں مردانگی و بہادری کے ایسے جذبات ابھارتی ہے اور اس سے وہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں کہ جنگ پر ابھارنے والی ہزار عوامی تقریروں سے بھی ایسے نتائج برآمد نہیں ہوتے لشکروں اور تحریک کے حامیوں کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے سالار اور سربراہ کی قوت سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ اگر جنگ کے موقعہ پر سالار بزدلی دکھائے اور آڑے وقت میں کمزوری کا مظاہرہ کرے تو اس کا جھنڈا کبھی اونچا نہیں رہ سکتا۔

(۱۵) لشکروں اور تحریک کے حامیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے پختہ کار اور صاحبِ بصیرت قائد کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ قائد سب سے بڑی ذمہ داری کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور اس کی جواب دہی بھی زیادہ ہے۔ جب کسی معاملہ پر تبادلۂ آراء ہو جائے، معاملے کے تمام پہلو سامنے آجائیں اور اس کے بعد کسی کام کا عزم کر لیا جائے

تو لشکروں پر واجب ہے کہ وہ اپنے قائد پر اعتماد کریں اور اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرتؐ کو ایک پیچیدہ معاملہ درپیش تھا آنحضرتؐ نے شرائطِ صلح کو تسلیم کر لیا۔ یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ شرائط تحریک کی مصلحت میں ہیں۔ یہ صلح فی الحقیقت مسلمانوں کی سیاسی فتح تھی اور صلح کے بعد دو سال کے اندر اندر مومنوں کی تعداد میں پہلے کی بہ نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ لیکن بعض صحابہؓ کو یہ شرائط ناگوار تھیں اور وہ وفورِ اضطراب کی حالت میں اپنے محبوب قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کما حقہٗ ادب ملحوظ نہ رکھ سکے۔ اسی طرح کی صورتِ حال کا سامنا خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی کرنا پڑا۔ ان کے عہدِ خلافت میں ارتداد کے واقعات رونما ہوئے۔ جملہ صحابہؓ کی یہ رائے تھی کہ مرتدین کے ساتھ قتال نہ کیا جائے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی انفرادی رائے قتال کے حق میں تھی اور جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے کے مطابق عمل پیرا ہونے کا تہیہ کر لیا تو سب صحابہؓ نے آپؓ کی اطاعت کی اور سب کے سب بخوشی قتال کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور یہ امر واضح ہو گیا کہ مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکرؓ کے فیصلے سے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو استحکام اور ثبات نصیب ہوا اور مومنین اس قابل ہو گئے کہ وہ اسلام کی رشد و ہدایت کا پھریرا لے کر چار دانگِ عالم میں نکلیں اور فتحیاب ہوں۔

(۱۶) جنگِ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہؓ[1] بن مسعود کو فرمایا کہ اگر وہ کفار کے مختلف گروہوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کر سکتے ہیں تو کریں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنوں سے جنگ کے دوران میں اسی طرح کی کارروائی جائز ہے جبکہ ایسا کرنے سے فتح کی امید ہے۔ کیونکہ غداری اور خیانت کے علاوہ ہر ایسا طریقہ جنگ میں جائز ہے جس کے ذریعے خونریزی سے بچ کر فتح حاصل کی جا سکے۔ یہ سیاسی اور عسکری حکمتِ عملی کے قبیل سے ہے اور یہ اسلامی اخلاق کے مبادیات کے منافی نہیں ہے کیونکہ جنگوں میں خون خرابہ نہ کرنے میں انسانیت کی مصلحت ہے۔

شر انگیزی، کفر اور فتنہ کو مغلوب کرنے میں انسانی و اخلاقی مصلحت ہے لیکن جنگوں میں شر برپا ہوتا ہے اور جب جنگ کی ضرورت لاحق ہو جائے تو جنگ ناگزیر بھی ہو جاتی ہے۔ اگر ہو سکے تو محاذ آرائی سے بچنا چاہیے۔ اس لئے جنگوں میں کوئی ایسی چال چلنا جس کے ذریعے جنگ میں خونریزی کے بغیر فتحیاب ہونا ممکن ہو انسانی اخلاق کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قتال کو صرف دین اسلام، اُمتِ مسلمہ اور دار الاسلام کی حمایت کے نقطۂ نظر سے فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ دشمنوں کے ساتھ ایسی چال چلنا جس سے وہ شکست کھا جائیں اور ان باطل پرستوں کے مقابلے میں اہلِ حق کو فوری فتح نصیب ہو جائے ایک اسلامی حکمتِ عملی ہے۔ اس لیے غزوۂ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر نعیم بن مسعود کے بارے میں وارد ہے۔

الحرب خدعة۔ (جنگ میں چالبازی جائز ہے)

اور یہ اصول جملہ شرائع و قوانین میں مسلم ہے۔

---

[1] ان صحابی کا نام نعیم بن مسعودؓ ہے نہ کہ عروہ بن مسعودؓ۔ (مترجم)

(۱۷) خندق کھودنے کے بارے میں آنحضرتؐ نے سلمانؓ فارسی کا مشورہ قبول فرمایا۔ اس سے قبل اہل عرب خندق کے ترقی یافتہ اصولِ جنگ سے ناواقف تھے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دینِ اسلام دوسری قوموں کے ان تجربوں سے استفادہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا جو اُمت اور سوسائٹی کے لیے مفید اور نافع ہوں۔ بلاشبہ خندق کی کھدائی نے مدینہ منورہ سے قبائل کی شرانگیزی کو روکنے میں بہت فائدہ پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشورے کو قبول کرنے سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسری اقوام کی اچھی چیزوں کو اپنانے کی عظیم استعداد تھی آنحضرتؐ نے ایک سے زاید مرتبہ ایسا کیا ہے۔ جب آنحضرتؐ نے بادشاہوں، امراء اور رؤسا کی طرف دعوتی خطوط ارسال کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ بادشاہوں کے ہاں معمول ہے کہ وہ کسی ایسے مکتوب کو قبول نہیں کرتے جس پر ارسال کرنے والے کے نام کی مہر ثبت نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے فوراً حکم دیا کہ آپؐ کے لیے ایک مہر تیار کی جائے جس پر "محمد رسول اللہ" لکھا جائے۔ یہ مہر آنحضرتؐ اپنے خطوط پر ثبت فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف اطراف سے آنحضرتؐ کے پاس اعلانِ اسلام کے لیے وفود آنے لگے تو آنحضرتؐ سے عرض کی گئی کہ بادشاہوں اور امراء کا یہ معمول ہے کہ وہ اعلیٰ قسم کا خوب صورت لباس پہن کر وفود کا استقبال کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ آپ کے لیے نئے کپڑوں کا ایک جوڑا خرید اجائے۔ ایک روایت کے مطابق اس کی قیمت چار سو درہم تھی۔ اور ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی قیمت چار سو بار برداری چوپائے تھی۔ آنحضرتؐ یہ لباس زیب تن کر کے وفود کا استقبال فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری اور ابد الآباد تک باقی رہنے والا دین دے کر بھیجا گیا اور یہ آنحضرتؐ کا طرزِ عمل تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ کے متبعین کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر زمان و مکان میں دُوسری اقوام کی بہترین چیزوں کو اخذ کریں جو ان کے لیے مفید ہوں اور ان کی شریعت کے احکام اور قواعدِ عامہ سے متعارض نہ ہوں۔ ایسا نہ کرنا جمود ہے جو اسلام کے منافی ہے اور اس کے ابدی دستور یعنی قرآن کریم میں درج ہے۔

فبشر عباد ۝ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔ (الزمر ۱۷-۱۸)

(پس (اے نبیؐ!) بشارت دے دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سُنتے ہیں اور اس کے بہترین
پہلو کی پیروی کرتے ہیں)

یہ جمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ناگوار ہے جنہوں نے بذاتِ خود دُوسری قوموں کی اچھی چیزوں کو حاصل کیا۔ آپؐ کا فرمان ہے:

"حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے وُہ اسے جہاں بھی پاتا ہے حاصل کرتا ہے۔"

لیکن جب مسلمان غفلت کا شکار ہو گئے۔ خصوصاً یورپ کی ترقی کے بعد مسلمانوں نے اپنے دورِ انحطاط میں دوسروں کی ہر اصلاح کی مخالفت کی درانحالیکہ انہیں اس کی ضرورت تھی اور وُہ قعرِ تنزل میں گرتے گئے۔ اس طرح دیگر اقوامِ عالم ترقی کی منازل طے کر گئیں اور مسلمان پسماندگی کا شکار ہو گئے (وللہ عاقبۃ الامور۔ الحج - ۴۱) اور تمام معاملات کا

انجامِ کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(۱۸) غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو جو احکام دیے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جنگ انسانیت کے لیے رحمت کی حامل ہے۔ اسلامی قتال میں غیر مقاتلین کو قتل نہیں کیا جاتا اور نہ راستے میں موجود کسی چیز کی تخریب کی جاتی ہے صرف اشد ضرورت کے تحت راستے کی رکاوٹوں کو ہٹایا جا سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اور ان کے بعد مختلف ادوار میں مسلمانوں نے ان احکام پر عمل کیا۔ مسلمانوں کی جنگیں تاریخ کی ایسی جنگیں ہیں جن میں رحمت و رافت جھلکتی ہے۔ مسلمان جنگ کے دوران مشفقانہ اور نرم اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے اور غیر مسلم مصالحین کی بہ نسبت بھی زیادہ رحیم تھے۔ اس ضمن میں مسلمانوں کا تاریخی ریکارڈ روشن ہے جبکہ غیر مسلموں کی ماضی و حال کی جنگوں کے ابواب تاریک ہیں۔ ہم میں سے کون اس امر سے ناواقف ہے کہ عیسائیوں نے بیت المقدس کی فتح کے دوران صلیبی جنگوں میں وحشت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اس کے برعکس جب صلاح الدین ایوبی نے فرنگیوں کو وہاں سے نکالا تو ان کے ساتھ انسانیت اور مہربانی کا سلوک کیا گیا۔

ہم میں سے کس کو یاد نہیں کہ صلیبی امرأ اور ان کے لشکروں نے جب مسلمانوں کی راجدھانیوں طرابلس اور المعرہ وغیرہ پر غلبہ حاصل کیا تو انہوں نے وحشیانہ سلوک روا رکھا لیکن جب مسلمانوں کے امرأ اور لشکروں نے ان علاقوں کو مکار غاصبوں کے چنگل سے نجات دلائی تو ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا۔

آج ہم یورپی منافقت کے دور میں زندگی گزار رہے ہیں جبکہ وہ تہذیب و ثقافت، انسانیت کی بھلائی اور اقوامِ عالم کی محبت کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ شہروں کو برباد کرتے ہیں اور نہتے اور بے گناہ بُوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا قتلِ عام کرتے ہیں۔ جب اسرائیل نے ارضِ فلسطین کو ہتھیا لیا تو ہم نے وہاں عسرت کے دن کاٹے۔ دیر یاسین، قبیہ، حیفا، یافا، عکا اور صفد وغیرہ شہروں اور دیہات میں یہود کے وحشیانہ حملوں کے سیاہ کارناموں سے پُوری دنیا واقف ہے۔ اس کے باوجود وُہ انسانیت کا مدعی ہے لیکن کردار برعکس ہے۔ ہم مسلمانوں کی کارروائیاں انسانیت کی بھلائی کے لیے ہیں لیکن ہم اس کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے۔ ہم ایسی قوم ہیں جن کے سینوں میں حق و صداقت ہے اور صلح و جنگ میں حق و صداقت کا اصول بہترین اخلاقی اصول ہے اور ہم اس حق کو ضمیر کی خوشی اور اطمینان کے ساتھ نافذ کرتے ہیں جبکہ غیر مسلم اقوام ان اصولوں سے عاری ہیں لیکن منافقت اور پوشیدہ حیلوں کے ذریعے اخلاقی اصولوں کا ڈھنڈورا پیٹتی رہتی ہیں۔ ہم ایسی قوم ہیں جو قوی اور رحیم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری طاقت سے صرف شفقت و رحمت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور کفار ایسی قوم ہیں جن کا طرزِ عمل منافقت پر مبنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قوت اور گرفت کا انکار کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف محبت و رحمت کی صفات سے کرتے ہیں حالانکہ دیگر اقوام کے ساتھ کفار کے تعلقات اور مسلمانوں اور بعض دوسرے کفار کے ساتھ کفار کی جنگوں میں اس محبت و رحمت کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ہم وہ قوم ہیں کہ ہماری جنگیں صرف انسانیت

کی بھلائی کے لیے ہیں اور ہم انسانیت کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہیں لیکن کفار کے حربی معرکوں کا مقصد جنگ وجدال، لوٹ مار، کشورکشائی اور استعمار ہے اور وہ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

آج ہم کفار کے ساتھ اپنی جنگوں میں صرف اپنی سرزمین، حق اور شرافت کا دفاع کر رہے ہیں اور ہمارا مقابلہ اس قوم سے ہے جو رحمت، شرافت اور انسانیت جیسے الفاظ کے مفہوم سے ناواقف ہے لیکن ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم ان کے ساتھ اپنے معرکوں میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی شریعت کے اصولوں کی پوری پوری پیروی کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔

(۱۹) جب لشکر میں ایسے لوگ ہوں جو شجاعت، ایمان اور اخلاص میں برابر نہ ہوں بلکہ اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جائیں جو کنارہ کشی اختیار کرنے والے، نوکر پیشہ، تنخواہ دار اور بزدل ہوں تو دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوۂ حنین میں پیش آیا۔ یہ اصول تحریکوں پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ تحریکوں میں تالیاں بجانے والوں کی کثرت پر انحصار نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہی کارکن قابلِ اعتماد ہوتے ہیں جو پختہ ایمان کے حامل اور تحریک کے راستے میں قربانیاں پیش کرنے والے ہوں۔

(۲۰) جنگوں اور معرکوں کے سلسلے میں آنحضرتؐ کی سیرت سے ہم ایک اور سبق حاصل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آنحضرتؐ کا یہود کے ساتھ طرزِ عمل اور آنحضرتؐ اور آپؐ کی تحریک کے بارے میں یہود کا ردِ عمل قابلِ ملاحظہ ہے۔ قیامِ مدینہ کے اوائل ہی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ یہود کے ساتھ آپؐ کی مصالحت ہو جائے اور ان کے دین اور اموال سے تعرض نہ کیا جائے۔ یہود کے ساتھ معاہدے کی ایک دستاویز بھی تحریر کی گئی۔ لیکن یہود ایک غدار قوم ہے۔ انہوں نے بلاتاخیر آپؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور اس کے نتیجہ میں غزوۂ بنی نضیر پیش آیا۔ جنگِ احزاب میں آڑے وقت پر انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی جس کے باعث غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا۔ پھر انہوں نے اپنی پوری قوت کو مجتمع کیا۔ اسلحہ تیار کیا اور خفیہ سازش کر کے دھوکے اور کمینہ پن سے مدینہ اور وہاں کے مومنین پر حملہ کی تیاری کی، جس کے سبب غزوۂ خیبر پیش آیا۔

یہود ایسی قوم ہیں جن کے ساتھ حُسنِ سلوک کار آمد ثابت نہیں ہوتا۔ انھیں وعدوں اور عہد و پیمان کی پاسداری کا کوئی لحاظ نہیں۔ جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آیا انہوں نے دھوکا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ان کی سرکوبی کی وہ اسی کے مستحق تھے۔ آنحضرتؐ پر یہ واجب نہیں تھا کہ وُہ ان کی پیہم سازشوں، خیانتوں اور معاہدے کی خلاف ورزیوں کو برداشت کرتے رہتے اور ایسی فضا میں زندگی گزارتے کہ آپؐ اور آپؐ کے اصحاب مسلسل بے چینی، خطرات، فتنہ پردازی اور سازشوں کے چکر میں پھنسے رہتے۔ آنحضرتؐ نے یہود کے ساتھ ہوشمندی اور چابک دستی سے کارروائی کر کے اپنی نئی مملکت کی حدود کو مستحکم کیا اور جزیرہ نمائے عرب اور بعد ازاں اطرافِ عالم میں اپنی دعوت کی نشر و اشاعت کی راہ ہموار کی۔ آنحضرتؐ کے یہود کے ساتھ اس محتاط طرزِ عمل کی عیب چینی صرف ایک یہودی یا تعصب زدہ یا یہود نواز

استعماری ہی کر سکتا ہے۔ اس کے بعد بھی تاریخ میں یہود کا کردار سازشوں، ہتھکنڈوں، فساد انگیزی اور خیانت کاری سے عبارت ہے اور ہمارے اس دورِ جدید میں بھی ان کا طرزِ عمل اسی نوعیت کا ہے۔ جنگِ فلسطین اور اسرائیلی ریاست کے قیام سے قبل ہم میں ایسے لوگ موجود تھے جو اپنی شیریں گفتاری سے ہمیں دھوکہ دیتے تھے اور یہود کے ساتھ کی دعوت دیتے تھے۔ ہم میں بڑی طاقتوں کے ایسے حاشیہ بردار بھی تھے جو یہود کے ساتھ تعاون پر مجبور تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ مسئلہ فلسطین کا حل فکری و عملی انتشار کی وجہ سے کھٹائی میں پڑ گیا۔ اس کے بعد بھی ہم غفلت و بے عملی کا شکار رہے اور اب ہمارے لیے یہود کی شرانگیزی سے نجات کا کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہوشمندی اور چابکدستی کا طرزِ عمل اختیار کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا تھا تاکہ ہم اپنے علاقے ان سے حاصل کر سکیں اور آنے والے نئے دور میں اسلام اور سلامتی کا پیغام جملہ اقوامِ عالم تک پہنچا سکیں۔

ہمارے پاس یہ امانت ہے جسے ہم صدق و ایمان کے ساتھ اپنی نئی نسل کے سپرد کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ کامیابی و فلاح کا ایسا طرزِ عمل اختیار کرے گی جو فکری و عملی انتشار کا شکار پچھلی نسل نہیں کر سکی۔

(۲۱) غزوۂ موتہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان پہلی جنگ تھی۔ اگر امیر بصریٰ کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو غسانی عرب قتل نہ کرتے تو یہ تصادم پیش نہ آتا۔ ایلچی کا قتل جملہ شرائع کی رُو سے ایک ظالمانہ اور گھناؤنی کارروائی ہے اور اچھی ہمسائیگی کے اصولوں کے منافی ہے۔ اس سے رومی گورنروں اور کارپردازوں کی شرپسندی کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اسی لیے آنحضرتؐ نے لشکرِ موتہ ارسال فرمایا تاکہ رومی سردار اور گورنر مسلمانوں کی نئی مملکت اور اس کی دفاعی قوت سے خوف زدہ ہو جائیں اور مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کا سوچ نہ سکیں۔ جب مسلمان موتہ پہنچے تو انہوں نے رومیوں اور ان کے ماتحت عرب نصرانیوں کا ایک لشکرِ جرار دیکھا مورخین کے نزدیک جس کی تعداد دو لاکھ تھی۔ ہرقل شاہ روم کا بھائی اس لشکر اور موجودہ عمان کے قریب مآب کے مقام پر خیمہ زن سپاہ کا سالار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توقع تھی کہ اہلِ روم عرب کی سرزمین میں قائم مسلمانوں کی جدید مملکت پر حملہ آور ہونے کا پختہ عزم کیے ہُوئے ہیں اور اس کو ملیا میٹ کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جزیرہ نمائے عرب کی حدود کے اندر ایک مستقل عرب سلطنت کے قیام سے وہ گھبراہٹ محسوس کر رہے تھے اور انھیں یہ خدشہ لاحق ہو چکا تھا کہ وہ عرب علاقے جو حجاز سے ملحق عرب کی سرحدوں پر واقع ہیں اور جنھیں شاہِ روم نے غلام بنا رکھا ہے وہ بھی اس کے استعمار سے آزاد ہو جائیں گے۔ اس طرح مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان محاذ آرائی کا آغاز ہوا۔

(۲۲) غزوۂ تبوک یا غزوۂ عسرت میں ایسی واضح نشانیاں موجود ہیں کہ ایمان صادق کس طرح مومنوں کو قتال کے لیے عزمِ صمیم عطا کرتا ہے اور وہ کس خندہ پیشانی اور خوشدلی سے اپنا مال پیش کرتے ہیں۔ اللہ کی رضا جوئی اور اس کے راستے میں دور دراز سفر کی تکالیف، مصائب اور شدید گرمی کا عذاب برداشت کرنے کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن سچے مومن بلا عذرِ معقول اس غزوہ سے پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقاطعہ کا حکم دیا اور

جمہور مسلمین کے علاوہ ان کی بیویوں اور ان کے بڑوں نے بھی ان سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا، جس سے مجبور ہو کر ایک نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا اور دُوسروں نے اپنے گھروں میں گوشہ نشینی اختیار کر لی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اس واقعہ سے مسلمانوں نے یہ بلیغ سبق حاصل کیا کہ بلا عذر فرض کی ادائیگی سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے خواہ آرام کو چھوڑ کر مصیبت اختیار کرنا پڑے اور گھنے سائے کو ترک کر کے گرمی اور سختی برداشت کرنا پڑے۔

(۲۳) فتح مکہ میں اس قدر پند و نصائح ہیں کہ ان کی تشریح کے لیے یہ قلیل صفحات ناکافی ہیں آنحضرتؐ ایک ایسے داعی ہیں جن کے دل میں اپنے دشمنوں کے خلاف کوئی نفرت یا کینہ نہیں۔ کفارِ مکہ نے مسلسل اکیس سال تک آنحضرتؐ کی تحریک کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور محاذ آرائی کا ہر ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے آنحضرتؐ، آپؐ کے اصحاب اور آپؐ کی تحریک کو ختم کیا جا سکے۔ لیکن جب آنحضرتؐ نے پُوری طرح اُن پر قابُو پا لیا اور مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو انھیں معاف کر دیا اور ان کی آزادی بحال کر دی۔ تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس طرح کی کارروائی ایک رسول کریم ہی کر سکتا ہے جس کی تحریک کا مقصود کشور کشائی اور غلبہ حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو اس غرض کے لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت و رہنمائی مہیا کرے اور ان کے ضمیر اور دل و دماغ پر فتح حاصل کرے۔ اسی لیے آنحضرتؐ مکہ مکرمہ میں عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہوئے اور آپ نے عظیم فاتحین کی طرح کسی قسم کے طمطراق یا کر و فر کا مظاہرہ نہ کیا۔

(۲۴) آنحضرتؐ نے اہلِ مکہ کے ساتھ انتہائی حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا۔ اس میں ایک اور حکمت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ اہلِ عرب اللہ کے پیغام کو دنیا والوں تک پہنچائیں گے اور اہلِ مکہ عربوں کے سردار تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو باقی رکھا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جائیں اور اپنے جسم و جان کی پوری توانائیاں خرچ کر کے ہدایت و نور کا پیغام دیگر اقوامِ عالم تک پہنچائیں اور ان کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔

(۲۵) سب سے آخر میں پند و نصائح کے ذیل میں ہم جس سبق اور دور رس نصیحت کا ذکر کریں گے، وہ یہ ہے کہ اللہ کی دعوت مختصر سے عرصے میں عظیم ترین کامیابی سے ہمکنار ہوئی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اسلام اللہ کی دعوت ہے۔ اس تحریک کے داعیوں، اس پر ایمان لانے والوں اور اس کے جھنڈے کو تھامنے والوں کو اللہ تعالیٰ غلبہ عطا کرنے کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دعوت رحمت و شفقت اور حق اور نور سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا حامی ہے۔ اللہ حق ہے اور رحمان و رحیم ہے جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ کسی میں طاقت نہیں کہ وہ اللہ کے نور کو بجھا سکے۔ اور اللہ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ حق باطل سے مغلوب ہو جائے، اور نہ ہی اللہ کو یہ گوارا ہے کہ رذالت، سنگدلی اور بگاڑ مہربانی و شفقت اور صلاحیت پر غلبہ حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کو جنگِ اُحد اور جنگِ حنین میں زخم آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دعوت و تحریک کا

راستہ انتہائی کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ اس ضمن میں ابتلا و آزمائش اور مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

ولینصرن اللہ من ینصرہٗ ط ان اللہ لقویٌّ عزیز۔ (الحج - ۴۰)

(اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے)

فصل ششم

فتح مکہ کے بعد سے رسولؐ کی وفات تک کے اہم واقعات

۱ - غزوۂ حنین

جب اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ مکرمہ پر فتح نصیب فرمائی اور قریش کی مخالفت جو آغازِ دعوت سے مسلسل اکیس سال تک جاری رہی ختم ہوگئی تو قبیلہ ہوازن نے رسولؐ کے ساتھ جنگ کی تیاری کرلی اور معرکہ حنین پیش آیا جس کی تفصیلات سیرت ابن ہشام میں موجود ہیں۔

اس معرکہ کے بارے میں ہم مندرجہ اسباق کا ذکر کریں گے :

(۱) مالک بن عوف ہوازن و ثقیف کی قیادت کا خواہشمند تھا۔ وہ ایک مغرور اور متکبر نوجوان تھا۔ اس نے دُرید بن صمہ ایک پختہ کار اور جہاں دیدہ بوڑھے کی نصیحت پر کان نہ دھرا کیونکہ وہ اس زعمِ باطل میں مبتلا تھا کہ وہ درید کی بہ نسبت زیادہ صائب الرائے ہے وہ اپنے بارے میں اپنی قوم سے یہ تعریفی کلمات سُننا چاہتا تھا کہ مالک جوان اور صاحبِ قوت اور سردار ہے۔ اگر وہ درید کی نصیحت پر عمل کرتا تو اس کی قوم عظیم نقصان سے بچ جاتی اور ان کی عورتیں گرفتار نہ ہوتیں۔ لیکن غرور اور قیادت کا تکبر قوموں کو ہلاکت سے دوچار کرتا ہے اور بالآخر خسارے کا موجب بنتا ہے مالک کا غرور اس کے آڑے آیا کہ وہ اسلام کی قوت و بالادستی کو تسلیم کرلے جس کے آگے قریش نے طویل مزاحمت اور شدید محاذ آرائی کے بعد ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ وہ اپنی افرادی قوت اور مالی وسائل کے بل بُوتے پر اسلام کی نئی اُبھرنے والی قوت پر غالب آئے گا اور اسلام کے مشن، نصب العین اور تنظیم کو پاش پاش کردے گا۔ پھر اس کے غرور نے ہی اسے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنی قوم کی عورتیں اور اموال ساتھ لے کر جنگ آزمائی کرے تاکہ اس کی فوج بے جگری سے لڑے اور اس حیلہ کے ذریعے وہ شکست سے بچ جاتے۔ بوڑھے درید نے اسے نصیحت کی تھی کہ شکست خوردہ فوج اپنی ہر چیز سے محروم ہو جاتی ہے لیکن اس نے اس نصیحت کو کوئی وقعت نہ دی اور وہ اس حقیقت سے بھی غافل ہوگیا کہ مسلمان جن کے ساتھ اس کا مقابلہ ہے وہ ایسی قوم ہیں جو فتح کے لیے اپنے مالی وسائل، افرادی قوت اور جنگی ساز و سامان پر انحصار نہیں کرتے بلکہ انھیں اس خدائے عزیز و جبار کی طاقت پر بھروسا ہوتا ہے جس نے مسلمانوں کے لیے

فتح اور جنّت کا وعدہ کر رکھا ہے مسلمان اپنی عورتوں اور اموال کی حفاظت کی خاطر میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر نہیں بھاگتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طلب گار ہوتے ہیں اور میدانِ جہاد میں منہ موڑنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب اور سخت انتقام کی جو وعید سنائی ہے اس سے ڈرتے ہیں :

ومن یولھم یومئذ دبرہٗ الا متحرفاً لقتال او متحیزًا الٰی فئۃ فقد باء بغضبٍ من اللّٰہ وماوٰہ جھنم ط و بئس المصیر ○ (الانفال - ۱۶)

جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری، الّا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لیے۔ تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اس کا ٹھکانا جہنّم ہو گا، اور وہ بہت بُری جائے بازگشت ہے۔

مالک بن عوف، اس کا قبیلہ ہوازن اور ان کے حلیف شکست کھا گئے اور اس کے غرور و تکبر کی نحوست کا وبال اس اکیلے پر نہ پڑا بلکہ اس کی پوری قوم کو لے ڈوبا کیونکہ اُنھوں نے اس غرور میں اس کی اطاعت کی تھی۔ جب مالک نے ڈرامائی انداز میں ان کو یہ دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ تلوار سے اپنا پیٹ چاک کر لے گا۔ تو وہ اس کی اطاعت پر فوراً مائل ہو گئے اگر وہ اپنے تجربہ کار بوڑھے (درید) کا اتباع کرتے اور اپنے نوجوان سردار مالک کی متکبرانہ کارروائی کا ساتھ نہ دیتے تو اس مصیبت سے بچ جاتے جس کا وبال ان سب پر پڑا۔ وہ اپنے مغرور سردار کی ناراضگی سے ڈر گئے تھے۔ اگر وہ سوچتے کہ اس کی ناراضگی کا کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا تھا تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ وہ اپنے مغرور سردار سے محروم ہو جاتے، اور یہ کوئی خاص نقصان نہ تھا۔ ایک مغرور اور انانیت زدہ قائد جو دُوسرے جہاندیدہ لوگوں کی بہ نسبت جنگی حالات و واقعات اور جنگوں کے نتائج سے باخبر نہ ہو اور صرف سپہ سالاری کا طالب ہو اگر وہ ضائع بھی ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایسے شخص کی زندگی کسی طرح بھی ایک قبیلے اور ایک پوری امت کی زندگی کے متوازی قرار نہیں دی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مغرور سرداروں اور قائدوں کی خواہشات کی اجتماعی غلامی کے بُرے نتائج و عواقب سے ہمیں متنبہ فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے میں بیان کیا گیا :

فاستخف قومہ فاطاعوہ ط انھم کانوا قومًا فٰسقین ○ فلمّآ اٰسفونا انتقمنا منھم فاغرقنٰھم اجمعین ۙ فجعلنٰھم سلفاً ومثلًا للاٰخرین ○ (الزخرف ۵۴-۵۶)

اس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی، درحقیقت وہ تھے ہی فاسق لوگ۔ آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کر دیا اور بعد والوں کے لیے پیش رو اور نمونۂ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

(۲) صفوان بن امیہ جو اس وقت مشرک تھا اس سے آنحضرتؐ نے ایک سو زرہیں اور ان کا متعلقہ اسلحہ مستعار لیا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ قتال کے لیے پوری تیاری کرنا واجب ہے۔ نیز اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کافروں سے اسلحہ خریدنا یا مستعار لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسا اسلحہ جو مسلمانوں کے لیے ایذا رسانی یا ضرر کا موجب بن سکتا ہو وہ کافروں سے ضرور لے لینا چاہیے تاکہ کوئی دُوسری کافر طاقت اسے حاصل کر کے مسلمانوں پر لشکر کشی نہ کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد صفوان سے یہ اسلحہ حاصل کیا اس وقت وہ کمزوری و رسوائی کی حالت میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شرائط عاید کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا:

"اے محمدؐ! کیا آپ اسلحہ غصب کرنا چاہتے ہیں۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا:

"نہیں بلکہ ہم عاریۃً لینا چاہتے ہیں اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم اسے واپس کر دیں گے۔"

مسلمانوں کی اپنے شکست خوردہ دشمنوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کی یہ بہترین مثال ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان کا اسلحہ غصب کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے اور صفوان کچھ بھی نہ کر سکتا تھا لیکن فتح حاصل کرنے کے بعد مغلوبین کے ساتھ حُسنِ معاملہ کی ایسی مثال ایک نبی ہی پیش کر سکتا ہے کہ جنگ کے بعد دشمنوں کے مال سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور ان کا اسلحہ انہیں کے پاس رہے۔ ہمارے علم میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے قبل یا آپ کے بعد کسی فاتح نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے اس قول کی تائید ہمارا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی لشکر فتحیاب ہوتا ہے تو وہ مفتوحین کے اموال پر قبضہ کر لیتا ہے اور اُن کی شرافت اور حقوق کو پامال کرتا ہے۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل (الاحزاب۔۴) مگر اللہ وہ بات کہتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہے اور وہی صحیح طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معرکے میں قتال کے لیے نکلے تو اس وقت آنحضرتؐ کے ہمراہ بارہ ہزار سپاہ تھی۔ دس ہزار مجاہدین تو وہ تھے جو مدینہ منورہ سے آئے تھے اور فتح مکہ میں شریک ہوئے، ان میں مہاجرین، انصار اور مدینہ کے قُرب و جوار یا راستے میں آباد قبائل شامل تھے اور دو ہزار وُہ تھے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا چونکہ یہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے ان میں سے اکثر ایسے تھے جو ابھی اسلام کی ہدایات و تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہ تھے اور کچھ لوگ صرف اس لیے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے کہ وُہ اسلام کے مقابلے اور اس پر غلبہ پانے کی طاقت سے محروم ہو چکے تھے۔ اس لشکر میں صداقت شعار مومنین بھی تھے جنہوں نے اپنے جسم و جان کو دین کی سربلندی کے لیے اللہ کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور ایسے بھی تھے جو ابھی دین کے معاملے میں کمزور تھے اور ایسے منافق بھی تھے جو سیاسی قوت سے محروم تھے اور خوف کی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے ان کے سینے اسلام کے خلاف کینہ سے معمور تھے اور وُہ اسلام کے غلبہ کی وجہ سے رنج و الم کا شکار تھے۔ معنوی قوت کے لحاظ سے پورا لشکر یکساں نہ تھا۔

ایمان کا اپنا ہدف اور نصب العین ہے جس کے حصول کے لیے وہ کفر سے جنگ کرتا ہے لیکن کچھ فتح کی وجہ سے غنیمت اور کمائی کے متلاشی ہوتے ہیں اس لیے ابتدائی مرحلے پر شکست سے دوچار ہونا تعجب خیز نہ تھا۔ جب آنحضرتؐ نے اپنے ہمراہ کثرت دیکھی تو فرمایا کہ آج ہم غالب نہیں آسکیں گے۔ یعنی اس قسم کا کثیر التعداد لشکر صرف ایسے معنوی امور کے باعث فتح حاصل کر سکتا ہے جن کا تعلق افراد کی جان، ایمان، روحانی قوت، اخلاص اور قربانی سے ہو۔ آنحضرتؐ نے ہمارے لیے ایک اعلیٰ اصول وضع فرمادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فتح کا انحصار فوج کی کثرتِ تعداد اور اسلحہ کی بہتات پر نہیں ہوتا بلکہ فتح ایک معنوی چیز کی مرہونِ منت ہوتی ہے جو لڑنے والوں کی اخلاقی قوت سے عبارت ہے اور انھیں قربانی اور فداکاری پر اُبھارتی ہے۔ ایک دوسرے موقعہ پر قرآن کریم نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کم من فئۃٍ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ
باذن اللہ ط واللہ مع الصابرین۔
(البقرہ - ۲۴۹)

بار ہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آگیا ہے اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اس معرکہ کے اختتام پر جو آیات نازل ہوئیں وہ صراحت کے ساتھ اس مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم
فلم تغن عنکم شیئًا وضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم
مدبرین ○ ثم انزل اللہ سکینتہٗ علیٰ رسولہٖ
وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم
تروھا وعذب الذین کفروا ط و
ذٰلک جزآء الکافرین ○
(التوبہ ۲۵-۲۶)

ابھی غزوہ حنین کے روز (اس کی دستگیری کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمھیں اپنی کثرتِ تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان لوگوں کا جو حق کا انکار کریں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے حنین کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بہت بڑا سرسبز درخت تھا جسے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ قریش ہر سال اس استھان پر آتے تھے اس درخت کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکا دیتے تھے، قربانیاں کرتے تھے اور ایک روز وہاں اعتکاف کرتے تھے۔ اس کا نام انہوں نے "ذات انواط" رکھا ہوا تھا۔ یعنی ایسا درخت جس کے ساتھ چیزیں لٹکائی جائیں۔ اسی سفر کے دوران راستے میں ایک بہت بڑا بیری کا ہرا بھرا درخت تھا اُسے دیکھ کر بعض نئے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

"یارسولؐ اللہ! ہمارے لیے بھی ایک "ذات انواط" مقرر فرمادیا جائے جس طرح کہ قریش کا ایک متبرک

درخت ذات انواط ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم نے ویسی ہی فرمائش مجھ سے کی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا: تم بڑی نادانی کی بات کرتے ہو (اجعل لنا الٰھًا کما لھم اٰلھۃ قال انکم قوم تجھلون۔ الاعراف: ۱۳۸)۔"

اس کے بعد آنحضرتؐ نے مزید فرمایا:

"یہ عبادت کے طریقے ہیں تم بھی سابقہ قوموں کے طریقوں کی پیروی کرو گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اُمّتِ مسلمہ بھی پہلی امتوں کی تعلیداختیار کرے گی اسی لیے آنحضرتؐ نے ہمیں تقلید کے بُرے انجام سے ڈرایا ہے اور امتِ مسلمہ کی یہ حالت اس وقت ہو گی جب اُمّت پر جہالت غالب آ جائے گی۔ جو قومیں خیر و شر کے اسباب اور نفع نقصان کے طریقوں سے واقف ہوتی ہیں۔ خیر کو مضبوطی سے تھامتی ہیں اور بگاڑ سے اعراض کرتی ہیں نیز ضرر رساں طور طریقوں سے روگردانی کرتی ہیں خواہ دوسری قوموں نے وہ طریقے اختیار کر رکھے ہوں تو ایسی ہوشمند قومیں کامیاب ہیں لیکن اگر وہ نتائج سے بے پروا ہو کر تقلید کا راستہ اختیار کریں تو یہ اپنے حق میں ظلم کرنے کے مترادف ہے اور یہی وہ جہالت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔ (انکم قوم تجھلون)

جس قوم کو اپنے آپ پر اعتماد اور اپنی شخصیت کا پاس ہو اور جو بھلائی اور حق اس کے پاس ہے وہ اس پر مطمئن ہو اور دُوسری قوموں کی ایسی چیزوں کی تقلید سے انکار کر دے جو ضرر رساں اور اس کے اصولوں کے منافی ہوں تو وہ قوم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی قوم کا لائحہ عمل دُوسروں کی تقلید ہی ہو تو قوم کی شخصیت کمزور اور اس کی فکر مضطرب ہوتی ہے نیز وُہ خواہشات کی پرستار اور ضعف و بُزدلی کا شکار ہوتی ہے۔ یہی وہ جاہلیت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی کتاب و شریعت کے ذریعے ہمیں نجات دی۔ اصلاحی تحریکوں کی نظر میں علم کا مفہوم خواندگی اور جہالت کا مفہوم ناخواندگی نہیں ہے بلکہ علم بداہت و فقاہت اور جہالت ضلالت و ناواقفیت سے عبارت ہے۔ سمجھدار قوم وُہ ہوتی ہے جو اپنے نفع و نقصان کو پہچانے خواہ وہ ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو اور جو قوم بھلائی کا راستہ اور منہاج اختیار نہیں کرتی وہ جاہل ہے خواہ وہ متعدد علوم اور مختلف ثقافتوں کی حامل ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوئی قوم دوسروں قوموں کی گرویدہ ہوتی ہے اور ان کی تقلید اختیار کرتی ہے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ ابنائے قوم اور ان کی خواہشات پر جاہلیت مسلط ہو چکی ہے۔ تاریخ سے پوچھو کہ کیا یونان و روما کی تہذیبیں جاہلیت کے غلبہ ہی کے باعث غارت نہیں ہوئیں؟

تقلید کرنے والے علم کے باوجود جاہل اور کبر سنی کے باوجود نابالغ ہوتے ہیں اور اس وقت تک جاہل و

نابالغ رہتے ہیں جب تک وُہ غیر قوموں کی ذہنی غلامی سے آزادی حاصل نہیں کر لیتے۔

(۵) جنگِ حنین میں ابتدائی مرحلے پر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور افراتفری میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچھڑ گئے۔ اس وقت شیبہ بن عثمان نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کا بدلہ لے جو جنگِ اُحد میں مارا گیا تھا۔ شیبہ کا بیان ہے کہ جب میں قتل کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو دفعتاً کوئی چیز اُٹھ آگئی اور اس نے میرے دل کو ڈھانپ لیا۔ میری طاقت سلب ہو گئی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میں آنحضرتؐ پر قابو نہیں پا سکتا۔

آنحضرتؐ کی سیرت کے باب میں اس قسم کے متعدد واقعات — مکہ مکرمہ میں ابوجہل وغیرہ کے ساتھ اور مدینہ منورہ میں بھی — پیش آئے۔ ان سب واقعات سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی ذات کا احاطہ ہیبت کے پرتو سے کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ کے قتل کا ارادہ کرنے والوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ یہ آپ کے دعوائے رسالت کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی سازشوں سے اپنے نبی کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا تھا اور اللہ کا مقصود یہ تھا کہ وہ آپ کو اس دنیا میں باقی رکھے تا کہ تبلیغی حجت پوری ہو جائے۔ امانتِ رسالت لوگوں تک پہنچ جائے، جزیرہ نمائے عرب سے جاہلیت کا قلع قمع ہو جائے اور مومنین کی ایسی جماعت تیار ہو جائے جو دنیا والوں کو اسلامی تعلیم و تہذیب سے آراستہ کرے اور انھیں جاہلیت سے نجات دلائے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل نہ ہوتی تو مشرکین آغازِ دعوت ہی میں آپ پر قابو پا جاتے۔ ایسی صورت میں دین مکمل نہ ہوتا، اللہ کی نعمت تمام نہ ہوتی اور ہم تک رسالت، ہدایت اور رحمت کا نور نہ پہنچتا اور تاریخ کا دھارا اس سمت نہ مڑتا جس سے اسلام کی نشرواشاعت کے ذریعے انسانیت نے گمراہی اور شقاوت سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور قوموں پر جابرانہ حکومتوں اور خود مختار بادشاہوں اور سرداروں کی استبدادی کارروائیاں ختم ہوئیں جن کی سلطنتوں کی بنیاد بغاوت، ظلم، انسانی شرافت کی پامالی اور تشدد پر قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت فرمائی اور اس کی بدولت دینِ اسلام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور آنحضرتؐ امانتِ رسالت کی ادائیگی سے پوری طرح اور بلاکم و کاست عہدہ برآ ہوئے۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل تھا (وکان فضل اللّٰہ علیك عظیمًا۔ النساء - ۱۱۳) اور اللہ کا فضل تم پر بہت ہے اور عالمِ بشریت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل بھی بہت ہے (وما ارسلناك الا رحمة للعالمین - الانبیاء - ۱۰۷) اور ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

یقیناً دشمنوں کی خفیہ چالوں اور سازشوں سے داعیانِ حق کی نجات اللہ تعالیٰ کے اس فضلِ عظیم کا تسلسل ہے جس کی ابتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے ہوئی تھی۔

داعیانِ حق پر واجب ہے کہ وہ خوف و خطر سے حفاظت کے نقطۂ نظر سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ملجا تلاش کریں اس کی طاقت و قدرت کی حمایت طلب کرتے رہیں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور ان کا مددگار اور حافظ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے ارادہ فرمائے کہ اسے دشمنانِ ہدایت کے مکروفریب سے نجات دلائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ہی نجات دلاتا ہے خواہ دشمنوں کی طاقت شدید ہو اور انہوں نے مکروفریب اور ارتکابِ جرم کا عظیم منصوبہ تیار کر رکھا ہو۔ جان لو کہ حمایت و نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہوسکتی ہے اور اللہ جس کی امداد نہ کرے کوئی دوسرا اس کی مدد نہیں کرسکتا۔ صرف اللہ کا فیصلہ اور حکم ہی نافذ العمل ہے۔

ان ینصرکم اللّٰہ فلا غالب لکم۔ — اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں۔

(آلِ عمران ۱۶۰)

کبھی کبھی ظالم انسان مکروفریب کے عظیم منصوبے تیار کرتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں خدائے عادل کی امداد بہت بڑی اور بے انتہا ہوتی ہے۔ ایک داعی کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرتا اور ایک مصلح کبھی عدمِ استقلال کا شکار نہیں ہوتا اور ایک مومن باللہ جسے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر کامل بھروسا ہوتا ہے وہ شہادتِ حق کے فریضہ کی ادائیگی سے باز نہیں آتا۔

وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ — اور ہم پر یہ حق تھا کہ مومنوں کی مدد کریں۔

(الروم ۴۷)

ان الذین یحادون اللّٰہ و رسولہ اولئک فی الاذلین ۰ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی ط ان اللّٰہ قوی عزیز ۰ — یقیناً ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ فی الواقع اللہ زبردست اور زورآور ہے۔

(المجادلہ ۲۰-۲۱)

اگر اللہ کے دشمن بعض ائمۂ ہدایت اور داعیانِ اصلاح پر قابو پا نے، انہیں قتل کرنے یا ان کی ایذا رسانی میں کامیاب ہوجائیں تو یہ چیز داعیان کے حق میں اللہ کے فضل کے منافی نہیں ہے کیونکہ موت تو برحق ہے اور وہ ہر ابنِ آدم کا نصیب ہے۔ جس کی موت ظالموں کے ہاتھوں مقدر ہو وہ مرنے والے کے حق میں اللہ کی طرف سے کرامت اور فضل ہے۔ اللہ کے راستے میں جو موت آئے شہادت ہے۔ دعوتِ حق کے سلسلے میں جو ایذا پہنچے وہ شرف و بزرگی سے عبارت ہے اور اصلاح کے سبب سے اگر ابتلاء و آزمائش سے گزرنا پڑے تو اس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے: ؎

اقبالؔ کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

ذلك بانهم لا یصیبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل — اس لیے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ اللہ کی راہ میں بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف

اللہ ولا یطئون موطئا یغیظ الکفار و لا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہ عمل صالح ط ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ○ (التوبہ ۱۲۰)

وہ چلیں، اور منکرینِ حق کو جو راہ ناگوار ہے اس پر کوئی قدم وہ اٹھائیں اور کسی دشمن سے (عداوتِ حق کا) کوئی انتقام وہ لیں گے اور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک عملِ صالح نہ لکھا جائے۔ یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا۔

(۶) جنگ کی ابتداء میں دشمنوں نے کمین گاہوں سے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کی صفوں میں افراتفری پھیل گئی، وہ تتر بتر ہونے لگے اور اس انتشار کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا ہو گئے اور صحابہؓ کی ایک قلیل تعداد آنحضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم رہ گئی۔ آنحضرتؐ نے پکارنا شروع کیا:

"اے لوگو! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔"

آنحضرتؐ کی آواز لوگوں نے نہ سُنی۔ حضرت عباسؓ بلند آواز تھے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ وہ منادی کریں:

"اے گروہِ انصار! اے گندم گوں رنگ والو!"

لوگوں نے جواب دیا: "ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔"

چونکہ لشکر کا شیرازہ بکھر چکا تھا اس لیے جو مجاہد اپنی سواری کو موڑنا چاہتا تھا وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا، وُہ اپنی زرہ لیتا اور اسے اپنی سواری کے گلے میں ڈال دیتا، اپنی تلوار اور ڈھال لیتا اور اپنی سواری کی اوٹ سے حملہ آور ہو کر اپنا راستہ بناتا اور اس آواز کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا۔ اس طرح آنحضرتؐ کے پاس ایک سو صحابہ کرامؓ اکٹھے ہو گئے۔ وہ آگے بڑھے۔ اُنھوں نے قتال کیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔

اس ضمن میں متعدد پند و نصائح حاصل ہوتی ہیں۔ داعیانِ حق اور لشکروں کو چاہیے کہ وُہ انھیں یاد رکھیں۔ بعض اوقات لڑنے والوں کی کمزوری اور حق کے لیے ان کا عدمِ اخلاص اور قتال کے لیے پُورے جنگی ساز و سامان سے مسلح نہ ہونا جنگ میں شکست کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح مہمّات میں قائدِ تحریک کی ثابت قدمی و جرأت اور اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی امداد پر بھروسا شکست کو فتح میں بدل دیتا ہے۔ نیز کمزور اور شکست و تردد میں مبتلا ساتھیوں کے حوصلے بڑھانا اور حق کے لشکروں میں سچے مجاہدین کی ثابت قدمی اور ان کا اپنے مخلص اور جری قائد کے ارد گرد جم کر لڑنا بھی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ابتدائی شکست کے بعد جو صحابہؓ آنحضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور جو صحابہ بعد ازاں آنحضرتؐ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اکٹھے ہو گئے اور جن کی تعداد ایک سو سے زائد نہ تھی جب انہوں نے لڑنا شروع کیا تو میدانِ جنگ کا نقشہ بدلنا شروع ہو گیا۔ اللہ کی امداد اپنے مومن بندوں کے لیے آئی۔ دشمنوں نے پسپائی اختیار کی ان کے دلوں اور ان کی صفوں میں کمزوری راہ پا گئی۔ دُوسری طرف قائدِ تحریک علیہ السلام نے لشکر کو یاد دلایا کہ وہ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کا ساتھ دیتا ہے تو ان کی اخلاقی قوت میں اضافہ ہو گیا اور

فداکاری اور قربانی کے لیے وہ زیادہ مستعد ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا :
"انا رسول اللہ۔"
اور ابن ہشام کے علاوہ ایک دُوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
"انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے دعوئے رسالت میں سچے تھے اور آپؐ کو اپنے رب کی امداد پر کامل بھروسا تھا۔ قائد کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ شدائد و آلام کے مواقع پر خود اعتمادی کا مظاہرہ کرے۔ اپنے رب کو اپنا ملجا سمجھے اور اللہ کی امداد و عنایت پر اسے پورا پورا یقین ہو۔ اگر قائد اپنے ہدف، نصب العین اور تحریک کے بارے میں پوری طرح یکسو ہو گا تو اسے اپنے مقصد میں کامیابی اور لوگوں کی طرف سے مقبولیت اور پذیرائی نصیب ہو گی اور اس میں شدائد و آلام برضا و رغبت برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

(۷) جنگ میں ام سلیمؓ بنت ملحان کی کارکردگی صدرِ اسلام میں مسلمان خواتین کے باعثِ افتخار جنگی کارناموں میں سے ہے۔ وہ جنگ میں اپنے خاوند ابو طلحہؓ کے ساتھ تھیں۔ وہ اُمید سے تھیں اور اس نے اپنا پیٹ ایک دھاریدار کپڑے کے ساتھ مضبوطی سے باندھا ہوا تھا۔ اس کے پاس ابو طلحہؓ کا اونٹ بھی تھا۔ وہ ڈرتی تھی کہ اُونٹ کہیں اس سے چھُوٹ نہ جائے اس لیے اُونٹ کی مہار کے ساتھ اونٹ کی ناک میں ڈالے ہوئے چھلے میں بھی اس نے اپنا ہاتھ ڈالا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے اسے دیکھا تو پُوچھا :
"تم ام سلیم ہو؟"
اس خاتون نے جواب دیا :
"جی ہاں، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں انہیں قتل کر رہی ہوں جو آپ سے شکست خوردہ میں جس طرح حضور ان لوگوں سے قتال کر رہے ہیں جو آپ کے مدِمقابل ہیں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
"اے ام سلیم! اللہ کافی ہے۔"
اس خاتون کے پاس ایک خنجر بھی تھا، اس کے خاوند ابو طلحہؓ نے خنجر کے بارے میں اس سے سوال کیا۔ ام سلیم نے کہا :
"میں نے یہ خنجر اس لیے لیا ہوا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب پھٹکا تو میں خنجر کے ساتھ اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔"
ابو طلحہؓ اس جواب سے خوش ہو گیا۔ آنحضرتؐ اس خاتون کی باتوں کو غور سے سُنتے رہے۔
صدرِ اسلام میں مسلمان خواتین اس طرح کے کارنامے سرانجام دیتی تھیں اور ایک مسلمان خاتون کا کردار ایسا ہی ہونا چاہیے۔

مسلمان خاتون جرأت مندی کے ساتھ دفاعی جنگوں میں شامل ہوتی تھی۔ اگر ضرورت پیش آئے یا دشمن اس کے قریب آ جائیں تو وہ بذاتِ خود دشمنوں کے شر کو دفع کرتی تھی تاکہ گرفتار کر کے قیدی نہ بنالی جائے۔ اسلام کی ابتداء ہی سے مسلمان خواتین کی فداکاری، قربانی، آزمائش اور شجاعت کے کارناموں سے تاریخ اسلام کے صفحات روشن ہیں اسی لیے متعصب مستشرقین اور دیگر مغربی راہنما اسلام پر یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ اسلام عورت کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے اور اسے معاشرے میں وہ مقام عطا نہیں کرتا جو اس کی فطری ساخت کے مطابق ہو بلکہ وہ اس حد تک افتراء پردازی کرتے ہیں کہ اسلام ایک عورت کو جنت میں داخل ہونے اور چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دیتا خواہ وہ کتنی ہی نیکوکار، عبادت گزار اور تقویٰ شعار کیوں نہ ہو۔

اس بہتان طرازی کی تردید میں قرآن کریم اور سنتِ صریحہ کی نصوص سے قطع نظر تاریخ اسلام میں مسلمان خواتین نے اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے راستے میں قربانی و فداکاری کی جو اعلیٰ مثالیں قایم کی ہیں ان کی نظیر دیگر ادیان پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ معرکہ حنین میں ام سلیمؓ کا کردار اس قسم کی سیکڑوں مثالوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم اس ضمن میں متعصب دشمنانِ اسلام کی الزام تراشی کا رد کریں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ ہم ام سلیمؓ کے کردار سے سبق حاصل کریں اور مسلمان خاتون کو دعوت دیں کہ وہ نئے سرے سے اپنے فطری ماحول کے اندر رہ کر خدمتِ اسلام کا فریضہ انجام دے اور آنے والی نسلوں کی تربیت اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے مطابق کرے۔

دورِ حاضر کی مسلمان خواتین دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں، ایک طبقہ نیکو شعار اور راہِ راست پر گامزن خواتین کا ہے لیکن یہ صرف اقامتِ صلوٰۃ اور قرأتِ قرآن کی نیکی اور محرمات سے اجتناب پر اکتفا کرتی ہیں۔ دوسرا طبقہ منحرف خواتین کا ہے۔ انہوں نے جوشیلی مغربی تہذیب کی تقلید میں اسلامی آداب کی بجائے مغربی آداب اور ایک مسلمان عرب خاتون کے اخلاق کی بجائے مغربی اخلاق کو اپنا لیا ہے اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان اور قوم کو مصیبت و شقاوت میں مبتلا کر دیا ہے۔ بعض مغرب زدہ لوگوں نے اس بات کا بیڑا اٹھا رکھا ہے کہ مسلمان عرب خواتین ان اخلاقی قدروں اور خصوصیات سے بیگانہ اور عاری ہو جائیں جن کی بدولت تاریخِ اسلام میں عظمت و شرافت اور ناموری کے نقطۂ نظر سے عظیم سپوت پیدا ہوئے۔ دورِ حاضر بلاشبہ اسلام اور اس کی تاریخ اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی سیرت سے مرعوب ہے۔ مسلمان خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی فطری صلاحیتوں، بچوں کی دیکھ بھال اور شرافت، عفت، حشمت اور حیا کی کریمانہ خصوصیات کے ساتھ نئے سرے سے اسلام اور اسلامی معاشرے کی خدمت کا فریضہ انجام دیں۔ کیا ہماری مسلمان متدین نوجوان خواتین حضرات خدیجہؓ، عائشہؓ، اسماءؓ، خنساءؓ اور ام سلیمؓ وغیرہا کی تاریخ دُہرائیں گی؟ کیا یہ مشاہیر مومن عورتیں جن کی سیرتیں آسمان کے ستاروں کی مانند چمک رہی ہیں ان کی تقلید دورِ حاضر میں کی جائے گی؟ کیا حضرات خدیجہؓ، عائشہؓ، اسماءؓ اور ام سلیمؓ کے نقوشِ قدم پر چلنے والی بیسیوں مسلم خواتین دورِ حاضر میں پیدا ہوں گی؟ تاریخ اپنے آپ کو دُہرایا کرتی ہے اور یقیناً ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہمارا نصب العین صحیح ہو اور ہمارا ایمان پختہ، روشن اور نصب العین کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ دورِ جدید کی مسلم خواتین بھلائی، حق، فضیلت اور دین کے

دشمنوں کے استہزاء کے علی الرغم گمراہ کرنے والوں کی گمراہی سے بچ کر اپنے نصب العین کے حصول کے لیے تاریخی کارنامے سرانجام دیں۔

(۵) اس معرکے میں حضرت خالد بن ولید نے ایک خاتون کو قتل کر دیا تھا۔ لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آنحضرتؐ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپؐ نے دریافت فرمایا: "کیا معاملہ ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ ایک عورت کو خالد بن ولید نے قتل کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ خالد کو میرا یہ حکم پہنچا دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لڑکے یا خاتون یا تنخواہ دار ملازم کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

کمزور طبقے یا ایسے لوگ جو قتال میں شامل نہ ہوں مثلاً رہبان، خواتین، شیوخ اور اطفال یا ایسے لوگ جنہیں بالجبر جنگ میں شامل کیا گیا ہو جیسے کسان اور مزدور' ان کو قتل نہ کرنا۔ دنیا کی جنگی تاریخ میں اسلام کا ایک منفرد حکم ہے اس قسم کا رحمت و شفقت اور شرفِ انسانیت کا مرقع مخصوص قانون دورِ اسلام کے قبل یا بعد میں آج تک مدون نہیں کیا گیا۔ جملہ اقوامِ عالم میں یہ امر مسلّم اور متفق علیہ ہے کہ جنگ میں ہر قسم کے دشمنوں کو بلا استثناء قتل کرنا مباح ہے۔ دورِ حاضر میں انسانی حقوق کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ ظلم و زیادتی کو روکنے اور کمزور قوموں کو سہارا دینے کے لیے بین الاقوامی ہیئت حاکمہ قائم ہے لیکن انسانی ضمیر ہنوز اس بلندی اور شرافت تک نہیں پہنچ سکا کہ جنگوں میں کمزور اور معذور طبقوں کے قتل کو ممنوع قرار دے۔ سابقہ دونوں عالمی عظیم جنگوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ شہروں کے شہر مکینوں سمیت تباہ و برباد کر دئے گئے اور وہاں کے ہر جاندار کے قتل کو مباح قرار دے دیا گیا۔ قومی تحریکوں کے برخلاف استعماری جنگوں میں بھی ہم نے یہی کچھ مشاہدہ کیا ہے حالانکہ قومی تحریکیں زندگی اور شرافت کے حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں۔

انقلابی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استعماری طاقتیں شہروں اور دیہات کی تخریب اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے قتلِ عام کو مباح سمجھتی ہیں۔ فرانسیسیوں نے متعدد دفعہ الجزائر میں اس قسم کے مظالم روا رکھے۔ انگریزوں نے اپنی اکثر نو آبادیات میں اسی طرح کی وحشت اور درندگی کا مظاہرہ کیا اور اسی طرح کی حرکتیں پرتگیز اپنی افریقی نو آبادیات میں کر رہے ہیں۔

قدیم و جدید اقوامِ عالم میں سے کسی قوم نے بھی جنگ میں بالجبر شامل کردہ مزدوروں اور کسانوں کے قتل کو ممنوع قرار نہیں دیا لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل بالصراحت ان طبقوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اور اسے صرف قانونی طور پر منع کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ واقعاتی اور حقیقی سطح پر اسے عملی جامہ پہنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت تھے اور اللہ کی طرف سے لوگوں تک شریعت کے پہنچانے والے تھے۔ آنحضرتؐ نے ایک عورت کے قتل کیے جانے پر ناخوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے سالاروں کی طرف حکم بھجوایا کہ وہ عورتوں، بچوں اور مزدوروں سے تعرض نہ کریں۔ اپنے آخری ایام میں آنحضرتؐ نے رومیوں کے برخلاف قتال کے لیے جو لشکر حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں ارسال فرمایا اسے دیگر احکام کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جنگ نہ کرنے والے اور جنگ میں امداد

نہ دینے والے راہبوں کو قتل نہ کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا تو یہی حکم دیا، نیز حضرت ابوبکرؓ نے جب دیگر لشکر اللہ کے راستے میں یعنی حق، بھلائی، ہدایت اور عدالت کے راستے میں نکالے تو ان کو بھی یہی تلقین کی۔ سیف اللہ حضرت خالد بن ولید نے بھی فتوحاتِ عراق میں اس کے مطابق عمل کیا۔ اور ایسے کسانوں سے تعرض نہ کیا جو اپنے کھیتوں کی کاشت میں مصروفِ عمل تھے۔ اسلامی لشکروں نے ہر جگہ اور ہر زمانے میں اسی شریفانہ انسانی اصول پر عمل کیا جبکہ دنیا کے دیگر لشکر اس اصول سے ناواقف محض ہیں۔ صلاح الدین ایوبی نے جب عیسائیوں سے بیت المقدس واپس لے لیا اور فتح حاصل کر لی تو اسی قسم کا سلوک عیسائیوں سے کیا گیا۔ اس نے بوڑھوں، پادریوں، عورتوں اور بچوں بلکہ شدید جنگ کرنے والوں تک کو امان دے دی اور انہیں اسلامی لشکر کی حراست میں ان کے ساتھیوں تک پہنچا دیا اور ان سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کی، حالانکہ جب عیسائیوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا تو اس وقت انہوں نے انتہائی غداری، کمینگی، وحشت اور دنائت کا مظاہرہ کیا تھا۔ عیسائیوں نے بیت المقدس میں پناہ گزین مسلمانوں کی جان و مال کی امان کا اعلان کیا۔ لیکن جب مسلمانوں نے مسجدِ اقصیٰ پر سفید جھنڈا لہرا دیا تو امان کے اس عہد میں مسلمانوں سے غداری کی گئی۔ عیسائیوں نے بیت المقدس میں داخل ہو کر مسجدِ اقصیٰ میں اقامت گزیں تمام مسلمانوں کو بلا امتیاز تہ تیغ کر دیا۔ قتل کیے جانے والے عالموں، زاہدوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد ستر ہزار تک پہنچتی ہے یہاں تک کہ ایک عیسائی اہلِ قلم نے اس فتح مبین سے یہ بشارت بھی دی کہ ابدالآباد تک فتوحات ہوں گی اور فخریہ انداز میں لکھا کہ سڑکوں پر مسلمانوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ عیسائیوں کے گھوڑے ٹانگوں تک خون میں ڈوب گئے۔

ہمارے لشکروں، سپہ سالاروں اور فتوحات کے بارے میں لوبون نے کہا تھا کہ عربوں سے زیادہ رحم دل اور عدل گستر فاتحین سے تاریخ ناآشنا ہے۔ ہم یہ قول فخر و مباہات کے طور پر نقل نہیں کرتے بلکہ ہم دُنیا کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم بیسویں صدی کے اہلِ مغرب کی بہ نسبت انسانیت کے ساتھ زیادہ نیکی اور رحمت و شفقت کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اہلِ مغرب انسانی تہذیب کے حرف بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، یوم اطفال اور یوم امہات منعقد کرتے ہیں اور اپنی تہذیب و تمدن کا ڈھنڈورا پیٹ کر ہمیں دھوکا دیتے ہیں بلکہ ہم میں سے ان سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کو فریب دیتے ہیں جنہیں اُمتِ مسلمہ اور اپنی قومی تاریخ پر کوئی اعتماد نہیں رہا۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری موجودہ نسل اغیار کی ان دسیسہ کاریوں سے آگاہ ہو اور اسے اپنے دین اور شریفانہ انسانی تہذیب کے ورثے پر پورا اعتماد حاصل ہو اور وہ اہلِ مغرب کے حضور اس طرح نہ جھکیں جس طرح ایک ذلیل گداگر ایک طاقتور غنی کے آگے جھکتا ہے اور ہمیں مغربی افکار و نظریات کے دستر خوان پر رطب و یابس اور مفید و غیر مفید کا امتیاز کیے بغیر اس طرح نہ گرنا چاہیے جس طرح پروانے آگ پر گرتے ہیں اور جل جاتے ہیں۔

یہ حقیقت علمی طور پر ثابت شدہ ہے کہ اسلام جملہ ادیان سے بہتر اور انسانی فطرت کے قریب ترین دین ہے اور جملہ نظامہائے زندگی کی بہ نسبت لوگوں کی اصلاح کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ امر تاریخ سے ثابت ہے

کہ اسلام کی جنگیں نوعِ انسانی کے ساتھ رحمت و شفقت کے جذبات کے تحت لڑی گئی ہیں وہ کم از کم نقصان اور زیادہ سے زیادہ بھلائی کی ضامن ہیں اور ان کا مقصود انتہائی شریفانہ ہے اور ہر آنے والا دن اس امر کی نئی دلیل مہیا کرتا ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں اور سچے مسلمان اللہ کے بندوں میں سے چیدہ چیدہ اور انسانیت کے سرتاج ہیں۔

(۹) آنحضرتؐ اور مسلمانوں نے ہوازن کے شکست خوردگان کا تعاقب طائف کے علاقے میں ثقیف کے مقام تک کیا اور چند دن تک ثقیف کا محاصرہ کیا لیکن فتح نہ ہوئی۔ آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ راستے میں جنگِ حنین کی غنیمت تقسیم کی گئی جس میں چھ ہزار بچے اور عورتیں اور لاتعداد اونٹ اور بھیڑ بکریاں تھیں۔ اس میں سے زیادہ حصہ آنحضرتؐ نے رؤسائے عرب کو ان کی تالیفِ قلوب کے لیے عطا کیا۔ بہت سا مال قریش کو بھی دیا اور انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہ دیا۔ بعض انصار نے غنیمت سے محرومی کے بارے میں چہ میگوئیاں کیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے مل گئے ہیں یعنی آنحضرتؐ نے فتح مکہ اور قریش کے قبولِ اسلام کے بعد ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے انصار کا اجتماع بلایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے گروہِ انصار! تمہاری طرف سے ایک بات مجھے پہنچی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں میرے بارے میں گمان وارد ہوا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے ذریعے سے ہدایت دی۔ تم نادار تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔"

سب نے اثبات میں جواب دیا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ احسان اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

"اے گروہِ انصار! کیا تم مجھے اپنے احسانات نہیں جتا سکتے۔"

انصار نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہم تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے، ہم تو اللہ تعالیٰ اور آپؐ کے زیرِ بارِ احسان ہیں۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تو یہ کہنے میں حق بجانب ہو کہ ہم آپؐ کے پاس اس وقت آئے جب آپ کی تکذیب کی جاتی تھی اور ہم نے آپ کی تصدیق کی آپؐ امداد سے محروم تھے ہم نے آپؐ کی تائید کی۔ آپؐ کو اپنے گھر سے نکالا گیا اور ہم نے آپؐ کو ٹھکانا مہیا کیا۔ آپؐ نادار تھے ہم نے اپنے مال سے آپؐ کی امداد کی۔ اے گروہِ انصار! میں نے دنیا کا مال ان جدید الاسلام لوگوں کو تالیفِ قلوب کے لیے دیا اور تمہیں محروم رکھا ہے کیونکہ تم تو قدیم الاسلام تھے۔ اے گروہِ انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ

لوگ بکریاں اور اُونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر تحریک اسلامی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا مرحلہ مقرر نہ کیا جاتا تو میں انصار میں سے ہوتا، اور اگر دو پہاڑوں کے درمیان لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔ اے اللہ! انصار کو اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اپنی بے پایاں رحمت سے نواز۔"

اس پر انصار بے اختیار رو پڑے، یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا: "ہمارے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور ہم اس تقسیم پر راضی ہیں۔"

یہاں مندرجہ ذیل مسائل حل طلب ہیں:

اوّل۔ غنیمتوں کا معاملہ اسلام کے جنگی نظام کا حصہ ہے لیکن دشمنانِ اسلام نے اسے طعنہ زنی کا مورد ٹھہرایا ہے وہ اسے اسلام میں اعلانِ جنگ کے اسباب میں سے ایک مادی سبب سمجھتے ہیں اور اسلامی لشکروں کو قربانی اور فداکاری پر اکسانے کے لیے ایک موثر ذریعہ قرار دیتے ہیں اور اسی لیے وہ جنگ کے بعد غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں جیسا کہ اس معرکے میں پیش آیا۔ بلاشبہ ہر انصاف پسند شخص اس دعوے کی تردید کرے گا۔ دراصل اسلام میں جنگ کے اسباب معنوی ہیں جن کا مقصود حق کی نشر و اشاعت اور ظلم و زیادتی کو روکنا ہے اور اس مضمون کی صراحت قرآن و حدیث کی کثیر التعداد قطعی نصوص سے ثابت ہے۔ یہ امر بعید از قیاس ہے کہ انسان مادی غنیمت کے حصول کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کرے اور اپنے خاندان کا مستقبل ضائع کر دے۔

صدرِ اسلام میں مسلمان محاربین نے بہادری و شجاعت کے جو خارقِ عادت کارنامے سرانجام دیے مادی غنیمت کے لالچ کی خاطر ان کی بجا آوری ناممکن تھی۔ آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ میں عربوں کے ساتھ معرکہ آرائی کے دوران جو حیران کن نتائج برآمد ہوئے اور اسی طرح ایران و روما اور مابعد کی جنگوں میں جو واقعات رونما ہوئے وہ مادی غنیمت کے طمع کے تحت ناممکن الوقوع تھے۔ مزید برآں دشمنانِ اسلام کو بھی مادی طمع کچھ کم نہ تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی شکست کی صورت میں مسلمان گرفتار ہو کر اور ان کے اموالِ غنیمت کے طور پر دشمنوں کے حصّے میں آتے اور صرف مسلمان ہی فتح کی صورت میں دشمنوں کے مال تقسیم نہ کر سکتے تھے بلکہ اس میں تو دونوں متحارب لشکر یکساں تھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مادی طمع دشمن کی طرف سے خارقِ عادت شجاعت کے کارناموں اور حیران کن تابناک نتائج کا موجب نہ ہوا۔ اسلامی جنگوں میں پیش آنے والے واقعات اس امر کی قطعی نفی کرتے ہیں کہ ایک مسلمان مجاہد کو جہاد پر اکسانے والا سب سے بڑا محرک مادی طمع ہے۔ بدر، اُحد، موتہ وغیرہ کی جنگوں سے ظاہر ہے کہ مسلمان مجاہدین صرف شرفِ شہادت اور جنّت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے معرکوں میں پیش قدمی کرتے رہے ہیں۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے شہداؑ کے بارے میں جنت کی بشارت سنی وہ کھجوریں کھا رہا تھا اس نے یہ کہتے ہوئے کھجوریں پھینک دیں کہ یہ کھجوریں میرے جنت کے داخلے

میں تاخیر کا موجب ہیں اور یہ تاخیر میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ وہ معرکے میں کود پڑا اور قتال میں مصروف رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ ایک دوسرا صحابی بے جگری کے ساتھ دشمنوں سے قتال کر رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

"خدا کی قسم، میں اُحد کے پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، کیوں نہ ہو جنت تو مجھے نظر آرہی ہے" یہ واقعات معرکۂ اُحد میں پیش آئے۔

ایرانی جنگوں میں رستم نے یہ عرضداشت پیش کی کہ اگر مسلمان لڑائی سے باز آجائیں تو وہ مسلمانوں کو اپنے اموال اور پارچات دینے کو تیار ہے۔ اس پر اسلامی وفد کے سالار نے رستم کو یہ جواب دیا:

"خدا کی قسم، ہم غنیمت سمیٹنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تمھیں بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر خدائے واحد و قہار کا بندہ بنانے کے لیے آئے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کر لو تو ہم واپس چلے جائیں گے اور تمہاری سرزمین اور تمہاری مملکت تمہاری تحویل میں رہے گی۔ ہم ان کے بارے میں تم سے کوئی تنازع نہ کریں گے۔" کیا یہ کسی ایسی جماعت کا جواب ہو سکتا ہے جو غنیمت حاصل کرنے اور کشور کشائی کے لیے نکلی ہو۔

اگر کفار کے اس باطل دعویٰ کے ثبوت میں معرکہ حنین کی غنیمت کی تقسیم کے واقعہ کو پیش کیا جائے جہاں اکثر صحابہؓ کو غنیمت دی گئی اور انصار کو محروم رکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غنیمت جدید الاسلام لوگوں میں تالیفِ قلوب کے لیے تقسیم کی گئی جن کے دلوں میں اسلام کی ہدایت قدیم الاسلام صحابہؓ کی طرح پوری طرح جاگزیں نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے بزرگترین صحابہؓ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابنِ عوف، طلحہ، زبیر جو السابقون الاوّلون میں سے تھے ان کو کچھ بھی نہ دیا گیا۔

جہاں تک انصار کے معاملے کا تعلق ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض مجاہدین جن کی جنگی کارکردگی دوسروں کے مقابلے میں کمتر نوعیت کی تھی لیکن اس کے برعکس غنیمت کی تقسیم میں انہیں ترجیح دی گئی تو اس پر کسی انصاری نے اگر انگشت نمائی کی تو اس طرح کی صورتِ حال میں ایسا واقعہ پیش آجانا فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے خطاب کے دوران میں فرمایا کہ "کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔" تو انصار رو پڑے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مقصود رضائے الٰہی، ثواب، جنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تھا۔

ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، آپؐ کے قرب اور پڑوس کو اموالِ غنیمت اور رزق پر ترجیح دی، ان کے بارے میں یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ وہ اموال اور روزی کمانے کے لیے لڑتے تھے۔

کفار کا یہ اعتراض بھی فضول اور لایعنی ہے کہ اسلام نے غنیمت مجاہدین کے لیے کیوں مشروع کی ہے اور اسے مملکت کا مال کیوں قرار نہیں دیا جیسا کہ ہمارے اس دور میں مروج ہے۔ یہ اعتراض اس دور کے جنگی دستور اور رسم و رواج سے ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ اس زمانے میں صرف اسلامی لشکر میں غنیمت کا ۴/۵ حصّہ تقسیم نہیں ہوتا تھا، بلکہ رومی اور ایرانی حاکم بھی اپنی فوجوں میں اسی طرح غنیمت تقسیم کرتے تھے۔ اگر دورِ حاضر کا اجتہاد یہ فیصلہ کر دے کہ اسلامی لشکر کی غنیمت ساری کی ساری مملکت کے خزانہ میں جانی چاہیے تو یہ مسئلہ اسلام کے فقہی مزاج اور اسلامی

اصولوں کے منافی نہیں ہوگا۔

دوم، جو لوگ جدید الاسلام تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے بہت زیادہ مال عطا کیا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ اپنی قوم کے مزاج شناس تھے اور حالات کو درست کرنے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لیتے تھے۔ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی دعوتِ اسلام کو نہ صرف یہ کہ قبول نہ کیا بلکہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ فتح مکہ تک برسرِ پیکار رہے۔ جنگِ حنین میں پہلے مرحلے پر مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو اس ناکامی پر ان میں سے بعض نے ملامت محسوس کی۔ اس لیے اسلام پر ان کی تالیفِ قلوب ضروری تھی اور انہیں یہ جتلانا مقصود تھا کہ اسلام قبول کرنے سے انہیں مادی فائدہ بھی حاصل ہوا ہے جس کے لیے وہ دورِ جاہلیت میں جنگ آزمائی کرتے رہتے تھے حالانکہ فی الحقیقت سردارانِ قوم تو صرف اپنی سیادت کی بحالی اور اپنے مادی مصالح کی پاسداری کے لیے جنگ کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ میں اسلام نے ان کی شان و شوکت کے بُت کو توڑ دیا تھا اور فتح حنین ان کی شکست و ہزیمت کے بعد ہوئی تھی اس لیے یہ ممکن تھا کہ اس فتح کے برخلاف ان کے دلوں میں کینہ و نفرت کے جذبات ہوں۔ اسلام ہدایت و اصلاح کا دین ہے وہ اپنا اقتدار قہر و غلبہ کے ذریعے قائم رکھنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ لوگوں کے دلوں کو گرویدہ کرتا ہے اور انھیں اپنی ہدایت کی خوشخبری سناتا ہے اور اپنے اصولوں سے عشق و محبت کا درس دیتا ہے حالانکہ دیگر نظام جن کے قیام و بقا کا انحصار صرف قوت پہ ہے وہ جبر و اکراہ کے ذریعے اپنی سلطنت قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کو قلب و ضمیر کی آزادی نہیں دیتے۔ لیکن اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر بعض لوگوں کے دلوں کی اصلاح اور ان کی عداوت کو دفع کرنے کے لیے داد و دہش مفید ہو تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں اس قدر عطیات سے نوازا جائے کہ وہ راضی ہو جائیں جیسا کہ آنحضرتؐ نے حنین کے موقع پر کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس کی دعوتِ اسلام جسے بالآخر جزیرہ نمائے عرب میں غلبہ نصیب ہوا اس کے لیے ضروری تھا کہ اس کی نشر و اشاعت مشرق و مغرب تک کی جائے اور یہ بھی لابدی تھا کہ جملہ اہلِ عرب اس تحریک کا بیڑا اٹھانے کی تیاری کریں اور اس کے راستے میں فداکاری پر آمادہ ہوں جب حنین کی غنیمت کے عطیات سے عرب رؤسا کے دلوں کی اصلاح ہوگئی، ان کے قلب و نظر اس دعوت کے انوار سے روشن ہوگئے اور وہ اس تحریک کا بوجھ اٹھانے پر راغب ہوگئے تو حنین کی غنیمت کا یہ ماحصل کس قدر قیمتی تھا۔ جب آنحضرت نے عرب رؤسا کے دلوں کو فتح کر لیا تو ان کے دلوں سے اسلام اور اس کی دعوت کے برخلاف ہر قسم کا کینہ و نفرت زائل ہوگئی۔ نیز جب اسلامی لشکر دنیا کو اسلام کے اصولوں کی بشارت دینے اور لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے کے لیے آمادہ ہوا تو پورے کا پورا جزیرہ نمائے عرب اس عظیم تاریخی کارروائی کے لیے مستعد تھا اور وہ عرب رؤسا، جو اوائل میں مولفۃ القلوب تھے بالآخر انہوں نے اپنی رضا و رغبت سے دنیا کو کفر و شرک سے نجات دلانے کے لیے معرکہ آرائی کی اور تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے انتہائی شدید اور مشکل ترین جنگیں لڑ کر فتوحات حاصل کیں اور جزیرہ نمائے عرب کے باہر اسلام کے جھنڈے گاڑ دئے اور اسلامی مملکت کی توسیع اور اس کے لشکروں کی آناً فاناً بالادستی قائم کرنے میں بہترین کردار ادا کیا۔

ان مجاہدین کے لیے یہ امر کسی طرح بھی ضرر رساں نہیں ہے کہ انہیں اسلام پر استقامت عطا کرنے کے لیے اوائل میں ان کی تالیف قلوب کی گئی یا فتح مکہ کے بعد یہ اسلام میں داخل ہوئے کیونکہ بہت سے متاخرین سابقین سے مل جاتے ہیں اور ایک کمزور آدمی طاقتور کی فضیلت حاصل کر لیتا ہے اور ایک ایسے کو خالص کر لیتا ہے جسے اس نے ابتداء میں مخلصانہ شروع نہیں کیا تھا۔ حسن رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ہم نے علم غیر اللہ کے لیے حاصل کیا لیکن بالآخر اس میں للّٰہیت آگئی۔"

ایک اور بزرگ کا قول ہے:

"ہم نے علم بلا نیت حاصل کیا پھر اس کی تحصیل میں ہماری نیت بھی شامل ہو گئی۔"

متاخرین کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اچھے اجر کا وعدہ فرمایا ہے:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ط اولٓئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ط وکلا وعد اللّٰه الحسنٰی ط واللّٰه بما تعملون خبیر ○

(الحدید - ۱۰)

تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔

سوم، انصار کی غنیمت سے محرومی پر ان کو راضی کرنے کے لیے آنحضرتؐ نے ان کا اجتماع طلب کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ انتہائی خوش اخلاق اور بہترین سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔ جس وقت آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ کسی انصاری نے غنیمت کے بارے میں چہ میگوئی کی ہے، آنحضرتؐ نے اسی وقت ان کو راضی کرنے کے لیے اجتماع بلا لیا اور ان سے نہایت حکیمانہ خطاب فرمایا باوجودیکہ آنحضرتؐ کو معلوم تھا کہ انصار آنحضرتؐ سے محبت کرتے ہیں اور آپؐ کے فرمانبردار ہیں، انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے جان و مال کی قربانیاں پیش کی ہیں اور آنحضرتؐ کو ان کے بارے میں کوئی خدشہ نہ تھا کہ ان کے ایمان میں کوئی نقص واقع ہوا ہے یا انھوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناخوشنودی کا کام کیا ہے۔ لیکن آنحضرتؐ نے ضروری سمجھا کہ ان میں سے بعض کے ذہنوں میں غنیمت کے بارے میں جو خلش پیدا ہوئی ہے اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک بہترین سنّت ہے۔ مسلمان قائدین اور زعماء کو اپنے انصار اور محبین کے معاملے میں اس سنّت کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ دشمن ہمیشہ اس گھات میں رہتے ہیں کہ کوئی ایسی بات یا حادثہ پیش آئے جس سے محبین کا اپنے رہنماؤں کے ساتھ رابطہ کمزور ہو جائے اور شیطان بُری سازشیں کرنے والا اور تیز مکار ہے۔ جب انصار کا اپنے قائد پر اعتماد ہو جاتا ہے تو شیطان قائد کو ورغلاتا ہے اور وہ اپنے انصار کو راضی رکھنے کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

وُہ بلیغ اور موثر اسلوب خطاب قابلِ ملاحظہ ہے جو آنحضرتؐ نے انصار کو راضی کرنے اور غنیمت کی حکیمانہ تقسیم پر مطمئن کرنے کے لیے اختیار فرمایا۔ آنحضرتؐ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما کر انہیں گمراہی، انتشار اور باہمی عداوت سے نجات دلائی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے دعوتِ اسلامی کو قبول کرنے میں انصار کی فضیلت کا ذکر فرمایا اور اس امر کا اعتراف کیا کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی امداد اور تصدیق میں پیش قدمی کی جبکہ آپؐ کی قوم نے آنحضرتؐ کے ساتھ تکذیب اور محاذ آرائی کی روش اختیار کر رکھی تھی۔ اس طرح ان کے دنیا کے مال سے محرومی کے احساس کو زائل کیا اور ان کے لیے سعادتِ ہدایت قبول کرنے کی راہ ہموار کی۔ آپ نے ان کے لیے دو باتوں کی تاکید فرمائی :

(الف) یہ کہ آنحضرتؐ نے اپنی قوم کو انصار پر فوقیت نہیں دی اور نہ ہی انصار کو فراموش کر دیا ہے جیسا کہ ان میں سے بعض کا احساس تھا۔

(ب) یہ کہ جب آنحضرتؐ نے غنیمت میں سے انصار کو کچھ نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو انصار کی دینی قوت، ایمانی عظمت اور محبتِ خدا و رسول پر پُورا پُورا اعتماد تھا۔ خدا کی قسم! ایسے سچے اور مخلص ایمان دار جو جزا اور شکریہ کے طالب نہ ہوں اور جن کی ایمانی فضیلت اور دعوت کے قبول کرنے میں مسابقت مسلّم ہو انھیں راضی کرنے کے لیے اس اسلوبِ خطاب سے زیادہ بلیغ اسلوب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتؐ پہ درود و سلام ہو، اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے بارے میں کتنی سچی بات فرمائی ہے :

وانّک لعلیٰ خلقٍ عظیم۔ (ن - ۵) — اور بیشک تم اخلاق کے بہترین مرتبے پر ہو۔

چہارم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سن کر انصار نے جو موقف اختیار کیا اس میں صداقتِ ایمانی، رقتِ قلوب اور ہدایت و تقویٰ کے بارے میں اللہ کی مہربانی کی یاد کی بہترین تعجب انگیز مثال موجود ہے۔ انہوں نے نصرت و تائیدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کے قیام کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی قرار دیا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال نہ ہوتی تو وُہ ہدایت حاصل نہ کر سکتے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میسر نہ آتی تو ان کے دل و دماغ نورِ اسلام سے روشن نہ ہوتے اور اگر اسلام نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے انتشار کو اتحاد میں تبدیل نہ کرتا اور ان کے خون جو مباح تھے محفوظ نہ ہوتے اور انہیں یہود کے غلبہ اور پڑوسیوں کی سرکشی سے نجات حاصل نہ ہوتی اور وُہ اسلام کی عزّت و شوکت سے سرفراز نہ ہوتے۔ پھر انہوں نے دنیا کے جملہ مال و متاع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ترجیح دینے کا اعلان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے لیے رحمت کی دُعا کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور دعائے مستجاب کی خوشی میں ان کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ کیا صداقتِ ایمانی کی اس سے بڑی کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے اور اس محبت کی بہ نسبت کوئی اور محبت اعلیٰ و ارفع ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ انصار سے راضی ہُوا اور اس نے انہیں راضی کیا اور ان کے تذکرے کو کائنات میں دوام عطا کیا۔

اے اللہ! اپنے رسولِ حبیب وعظیم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن لوگوں پر تُو نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور مقربین، ان کی معیت میں ہمیں انصار کے ساتھ نعمت بھری جنتوں میں ملا (وحسن اولٰئك رفیقا) اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

ہر داعی اور طالب علم کو چاہیے کہ وُہ انصار کا یہ موقف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا ماجرا یاد رکھے کیونکہ اس سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت و اشتیاق کی آگ بھڑکتی ہے۔

ب ۔ بُت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ابوالانبیاءؑ ہیں انہوں نے اپنی قوم کی بت پرستی کے خلاف جہاد کیا۔ یہاں تک کہ ان کی قوم نے ان کو آگ میں جلا دینے کا منصوبہ تیار کیا جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو وہاں آباد کیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام عنفوانِ شباب کو پہنچے تو ان دونوں باپ بیٹا نے مل کر کعبہ تعمیر کیا تاکہ لوگ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کا حج کریں۔ اسماعیل علیہ السلام کے ہاں کثیر اولاد پیدا ہوئی جو عرب مستعربہ کہلاتے ہیں اور مورخین بھی ان کو یہی نام دیتے ہیں۔ وہ مورتیوں اور بُتوں کی عبادت سے ناآشنا تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کی عبادت اس طرح شروع ہوئی کہ جب کوئی شخص مکہ مکرمہ سے نقل مکانی کر کے حرم سے دُور چلا جاتا تو وہ حرم کی تعظیم اور مکہ کی محبت کے پیشِ نظر حرم کا ایک پتھر بھی اپنے ساتھ لے جاتا اور یہ لوگ جہاں کہیں قیام کرتے وہاں اس پتھر کو رکھ کر اس کے گرد اسی طرح طواف کرتے جس طرح کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ عمل حرم کی محبت و شوق کے تحت کعبۃ اللہ کی برکت حاصل کرنے کے لیے تھا۔ یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ ایک شخص جس کا نام عمرو بن لحی تھا اس نے عربوں میں بُت پرستی کو رواج دیا۔ روایات کے مطابق یہ واقعہ بعثتِ نبوی سے تقریباً پانچ سو سال قبل کا ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کر دیا۔ کعبہ کی ولایت کے ضمن میں یہ شخص جرہم کو مکہ اور اس کے نواح سے نکال کر بیت اللہ کا محافظ بن بیٹھا۔ بعد ازاں یہ شخص ایک شدید بیماری میں مبتلا ہو گیا، اسے مشورہ دیا گیا کہ شام کے علاقہ بلقاءؔ میں گرم پانی کا ایک چشمہ ہے (جسے آجکل "الحمہ" کہا جاتا ہے) اگر تم وہاں چلے جاؤ تو صحت یاب ہو جاؤ گے۔ وُہ وہاں گیا، اس نے گرم پانی میں غسل کیا اور تندرست ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں کے باشندے بُتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں۔ انھوں نے جواب دیا:

"ان کے ذریعہ ہم بارش طلب کرتے ہیں اور دشمن کے خلاف امداد حاصل کرتے ہیں۔"

اس نے ان سے عرض کی کہ کچھ بُت اسے بھی دے دئے جائیں۔ انھوں نے اسے دے دئے اور وہ بت لے کر مکہ مکرمہ آگیا۔ انھیں کعبہ کے گرد نصب کر دیا۔ اس کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں بُتوں کی پرستش کا عام رواج ہو گیا یہاں تک کہ مکہ میں ہر اہلِ خانہ نے اپنے گھر میں ایک بُت رکھ لیا جس کی وہ اپنے گھر میں پُوجا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص سفر کا

ارادہ کرتا تو سب سے آخری کام جو وہ گھر میں کرتا وہ یہ تھا کہ بُت پر ہاتھ پھیر کر وہ سفر کے لیے باہر نکلتا اور جب سفر سے واپس آتا اور گھر میں داخل ہوتا تو سب سے پہلے بت کو مسح کرتا۔

پھر اہلِ عرب بُت پرستی کے انتہائی شیفتہ و گرویدہ ہو گئے۔ چنانچہ کسی نے ایک مندر بنا لیا اور کسی نے ایک بت تراش لیا اور جسے نہ بُت بنانے کی استطاعت تھی اور نہ مندر تعمیر کرنے کی، تو وہ حرم کے سامنے یا کسی اور پسندیدہ چیز کے سامنے ایک پتھر رکھ کر اس کا طواف اس طرح کرتا جس طرح کہ بیت اللہ کا طواف کیا کرتا تھا۔ جب کوئی شخص سفر اختیار کرتا اور کسی جگہ پڑاؤ کرتا تو چار پتھروں کو لیتا ان میں سے حسین ترین پتھر کو رب بنا لیتا اور باقی تین پتھروں سے اپنی ہنڈیا کے لیے چولھا بنا لیتا۔ جب وہاں سے کُوچ کرتا تو اپنے اُس رب کو وہیں چھوڑ دیتا۔ جب دوسری منزل پر پڑاؤ کرتا تو وہاں بھی یہی کارروائی کرتا۔

عربوں کے تین بڑے بُت تھے جن کی وُہ تعظیم کرتے تھے۔ ان کا حج کرتے تھے اور ان بُتوں کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے ان کا قدیم ترین بُت "مناۃ" تھا۔ یہ بت ساحلِ سمندر پر مدینہ اور مکہ کے درمیان قدید میں مشلل کی جانب نصب کیا ہُوا تھا، تمام اہلِ عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اوس اور خزرج کے قبیلے سب سے بڑھ کر اس کی تعظیم بجا لاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں فتح مکہ کے لیے نکلے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو اس کی طرف بھیجا، انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اس استھان کی تمام جائداد اور دولت پر قبضہ کر لیا اور اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس سامان میں دو تلواریں بھی تھیں جنھیں حارث بن ابی شمر غسانی شاہِ غسان نے نذرانہ کے طور پر یہاں پیش کیا تھا اور یہ حارث وہی ہے جس نے شجاع بن وہب اسدیؓ[1] کو قتل کر دیا تھا جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوتی مکتوب دے کر اس کی طرف ارسال کیا تھا۔ ان کے علاوہ آنحضرتؐ کے کسی دوسرے سفیر کو قتل نہیں کیا گیا۔

---

[1] غزوۂ موتہ کے ذیل میں مولف مرحوم نے تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ کے سفیر حارث بن عمیر ازدیؓ کو قتل کیا گیا تھا اور یہاں مولف مرحوم نے لکھا ہے کہ شجاع بن وہب اسدیؓ کو قتل کیا گیا اور ان کے علاوہ آنحضرتؐ کا کوئی دیگر ایلچی قتل نہیں ہُوا شاید یہ تسامح ازدی اور اسدی کی وجہ سے ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حارث بن عمیر ازدیؓ کو شرحبیل بن عمر غسانی نے قتل کیا تھا اور شجاع بن وہب اسدیؓ آنحضرتؐ کا نامہ مبارک لے کر حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس گئے تھے اگرچہ اس نے نامہ مبارک دیکھ کر خفگی کا اظہار کیا لیکن سفیر کو قتل نہیں کیا بلکہ اعزاز کے ساتھ واپس کیا۔ (بحوالہ نور الیقین) تاریخ الکامل لابن الاثیر میں ہے:

"فلما قرأہٗ قال انا سائرٌ الیہ فلما بلغ قولہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بار ملکہٗ۔"

یعنی جب اس نے آنحضرتؐ کا نامہ مبارک پڑھا تو کہا ہم خود مدینہ پر چڑھائی کریں گے اور جب آنحضرتؐ کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہوا۔ (مترجم)

دوسرا بڑا بت "لات" تھا۔ اس کا استھان طائف میں تھا۔ یہ ایک مربع شکل کی چٹان تھی۔ قریش اور تمام اہلِ عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی پر ثقیف کا ایک وفد آیا انہوں نے آنحضرتؐ سے مطالبہ کیا کہ آپ تین سال تک اس بُت کو مسمار نہ کریں لیکن آنحضرتؐ نے ان کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک ایک سال میعاد گھٹاتے گئے لیکن آنحضرتؐ انکار کرتے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک مہینہ کی مہلت طلب کی لیکن آنحضرتؐ نے ان کی اس درخواست کو نا منظور کر دیا۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ انہوں نے مہلت کی یہ درخواست اپنی خواتین، اولاد اور بیوقوفوں کی فرمائش پر کی تھی۔ وفد کا خیال تھا کہ لات کے مسمار کرنے سے ان کی قوم ڈر جائے گی اس لیے وہ یہ چاہتے تھے کہ قوم کے مسلمان ہونے تک لات کے انہدام کو موخر کر دیا جائے۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس فرمائش کو قبول نہ فرمایا۔ آپؐ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اور ان دونوں نے اسے مسمار کر دیا۔ جب مغیرہ نے اپنے تیشہ سے اسے توڑنا شروع کیا تو ثقیف کی عورتیں حسرت سے روتی ہوئی باہر نکل آئیں اُن کی زبان پر یہ شعر تھے: ؎

لتبکین دُفاع ۔۔۔ اسلمها الرضاع

لم یحسنوا المصاع

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہائے افسوس اس دیوی کے حال پر جو دشمنوں سے ہماری مدافعت کیا کرتی تھی اور ہم سے مصیبتیں ہٹاتی تھی۔ کمینے لوگوں نے اسے مسمار کیے جانے کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اس کی مدافعت نہیں کی اور اس کے راستے میں تلواریں نہیں چلائیں۔

تیسری دیوی "عزّٰی" تھی۔ اس کا استھان مکہ سے عراق جاتے ہوئے مسافر کے دائیں جانب تھا قریش خاص طور پر اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ جب قرآن کریم میں "عزّٰی" اور دُوسرے بتوں کی نفرت کے بارے میں نازل ہوا تو یہ بات قریش پر بڑی گراں گزری۔

ابواُحیحہ سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ابولہب اس کی عیادت کے لیے اُس کے ہاں آیا، اس نے دیکھا کہ سعید بن عاص رو رہا ہے۔ ابُولہب نے کہا:

"اے احیحہ! کیا تم موت کے خوف سے رو تے ہو؛ حالانکہ موت سے تو کسی کو مفر نہیں ہے۔"

اس نے جواب دیا:

"نہیں، مجھے یہ اندیشہ لاحق ہے کہ میرے بعد عُزّٰی کی پُوجا نہیں کی جائے گی۔"

ابولہب نے کہا:

"خدا کی قسم، تیری زندگی میں اس کی عبادت تیری وجہ سے نہیں کی جاتی تھی اور تیرے بعد بھی تیری موت کی وجہ سے اس کی پرستش ترک نہیں کی جائے گی۔"

ابو احیحہ نے کہا :

"مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ میرا جانشین بھی ہے۔"

اور وہ "عزیٰ" کی پرستش کے بارے میں ابولہب کے مضبوط موقف سے خوش ہو گیا۔

فتح مکہ کے سال آنحضرتؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلایا اور حکم دیا کہ "عزیٰ" کو مسمار کر دیا جائے۔ جب خالدؓ وہاں پہنچا تو آستھان کے محافظ دبیر بن حرمی شیبانی پکار اُٹھا :

اعزاذ شدی شدۃ لا تکذبی　　علی خالد القی الخمار وشمری

فانک الا تقتلی الیوم خالداً　　تبوئی بذل عاجل وتنصری

(اے عزیٰ! خالد پر بھرپور حملہ کرو اور پسپائی اختیار نہ کرو۔ اوڑھنی اتار دو اور اپنا دامن چن لو۔ اگر آج تم نے خالد کو موت کے گھاٹ نہ اتارا تو تو عنقریب ذلت کی مستحق ہو جائے گی اور نصرانی بن جائے گی)

خالدؓ نے اس کے جواب میں فرمایا :

یا عزکفرانک لا غفرانک

انی رایت اللہ قد اھانک

(اے عزیٰ! میں تیری خدائی کا انکار کرتا ہوں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ذلیل و رسوا کر دیا ہے)

لوگوں کا گمان ہے کہ عزیٰ ایک شیطان عورت تھی جس نے اپنے بال بکھیرے ہوئے تھے اور اپنا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا ہوا تھا وہ ایک درخت کے بیچ میں تھی جسے خالدؓ نے کاٹ ڈالا تھا وہ اس شکل میں خالدؓ کے سامنے آگئی۔ خالدؓ نے تلوار ماری اور اس کا سر چیر دیا اور دیکھا تو وہ راکھ بنی ہوئی تھی۔ جب حضرت خالدؓ نے یہ مہم سر کرنے کے بعد آنحضرتؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا :

"یہ عزیٰ تھی آج کے بعد اس کی پوجا نہیں کی جائے گی اور آیندہ عربوں میں کوئی عزیٰ نہیں ہوگی۔"

وہ دور جاہلیت میں یہ عربوں کے مشہور ترین بُت تھے ان کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے :

افرأیتم اللات والعزّٰی ۝ ومناۃ الثالثۃ الاخرٰی ۝ (النجم - ۱۹ - ۲۰)　　اب ذرا بتاؤ، تم نے کبھی اس لات، اور اس عزیٰ اور تیسری ایک دیوی مناۃ کی حقیقت پر کچھ بھی غور کیا ؟

جب آنحضرتؐ فتح مکہ کے دن بیت الحرام میں داخل ہوئے تو وہاں آپؐ نے فرشتوں وغیرہ کی

مُورتیاں دیکھیں، آپؐ نے وہاں ابراہیم علیہ السلام کی شبیہ بھی دیکھی جن کے ہاتھ میں قرعہ کے تیر تھے جن سے قسمت معلوم کی جاتی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ انھیں تباہ کرے، انھوں نے ہمارے بزرگ کو اس صورت میں پیش کیا ہے کہ پانسوں کے ذریعے قسمت معلوم کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام اور پانسوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

ماکان ابرٰھیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما ط وما کان من المشرکین ○ (آل عمران - ٦٧)	ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ عیسائی، بلکہ وہ تو ایک مسلم یک سو تھا۔ اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب تصویروں کے بارے میں حکم دیا اور وہ غارت کر دی گئیں۔

حضرت ابن عباس نے کہا، فتح مکہ کے دن آنحضرتؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اسی حالت میں آپؐ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ بیت اللہ کے ارد گرد متعدد بت سیسہ پلا کر نصب کیے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کے دستِ مبارک میں کمان یا چھڑی تھی آپؐ اس کی نوک سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس وقت یہ پڑھ رہے تھے :

جآء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقا ○ (بنی اسرائیل - ٨١)	حق آگیا اور باطل مٹ گیا ، باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

جس بُت کے منہ پر آپ ٹھوکر لگاتے وہ الٹا گر پڑتا اور جس کی پشت کی جانب اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ یہاں تک کہ سارے بت گر پڑے۔

فتح مکہ کو ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ بت شکنی کی تحریک پُورے عرب میں پھیل گئی اور بتوں کے پجاریوں نے ان سے اعلانِ بیزاری کر دیا۔ یہ صورتِ حال ہو گئی کہ کل جو شخص بتوں کی پرستش کرتا تھا وہ آج اپنی کم فہمی پر خجلت محسوس کر رہا تھا کہ وہ ایک پتھر کو پُوجتا تھا جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی حادثاتِ زمانہ کے مقابلے میں کوئی کام دے سکتا ہے۔

عرب میں ان بُتوں اور جھُوٹے خداؤں کی بہت شہرت تھی۔ اب ان کی پرستش کی تشنیع بھی بڑے پیمانے پر ہوئی اس لیے اسلام کے پیغام، دینِ فطرت کی دعوت اور اللہ خالقِ کائنات و رب العالمین کی عبادت کا چرچا بھی پھیلنے لگا۔ اور قریش کی سرکردگی میں پورے جزیرۂ عرب نے اس دعوت کا مقابلہ کیا اور تعجب انگیز نتائج برآمد ہوئے۔

اجعل الألٰھۃ الٰھاً واحدا ان ھذا لشیٔ عجاب۔ (ص - ٥)	کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

تحریکِ اسلامی سے پورے عرب میں ہیجان و اضطراب برپا ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازشیں بھی کی گئیں لیکن اکیس سال کی مسلسل کشمکش کے بعد بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی نصیب ہوئی۔

مکہ مکرمہ جو بت پرستی کا گڑھ تھا مفتوح ہوگیا۔ جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کر دیا گیا۔ شرک کے لشکروں کو شکست ہوئی اور ان کے سرداروں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان واقعات کی موجودگی میں عقل یہ باور کرنے پر مجبور ہے کہ اس تحریک کو اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی حاصل تھی جو لشکروں کی تجہیز اور معرکوں کا اہتمام کر رہا تھا۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔ — اور تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔

(الانفال - ۱۷)

بت پرستی عربوں کا ایک فکری اور نظریاتی المیہ ہے جو پانچسو سال یا اس سے زاید عرصہ کو محیط ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کا قلع قمع کیا اور عربوں کے عقل و شعور کو بت پرستی کی لعنت اور اس کے خرافات سے آزاد کرایا اور عربوں کی شرافت کو اہانت و ذلت سے نجات دلائی۔ اس طرح عربوں کے لیے ابدی نجات کے دروازے کھول دیئے جن میں داخل ہونے کے بعد وہ نکلنے کا نہیں سوچیں گے۔ آنحضرتؐ کا یہ فرمان سچا ہے کہ :

"اس کے بعد عربوں کے لیے کوئی عزّیٰ نہیں ہوگی اور آج کے بعد اس کی پرستش نہیں کی جائے گی۔"

جزیرۂ عرب نے بُت پرستی کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا اور عربوں کی عقل سنِ رشد کو پہنچ گئی اور پھر دوبارہ طفولیت کی طرف رجوع پر راضی نہ ہوئی۔ طفولیت سے مراد بُت پرستی کی طفولیت ہے جو بُت پرست کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی پیشانی کو گونگے اور بہرے بے جان پتھروں کے سامنے رگڑے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جنگیں بھی لڑی گئیں۔ ہر طرح کے فتنے رونما ہوئے۔ نبوت کے جھوٹے دعوے کیے گئے۔ قرآنِ کریم کا مقابلہ کیا گیا لیکن ہم نے یہ نہیں سُنا کہ کسی ایک عرب نے بھی بت پرستی اور بتوں کی طرف لوٹ جانے کا سوچا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص جو سنِ رشد کو پہنچ چکا ہو وہ طفولیت کی طرف نہیں لوٹتا۔ بت شکنی کے عمل کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت کے ذریعے ہوئی۔ دنیا کے اختتام تک ہر عربی پر آنحضرتؐ کا یہ احسان ہے کہ آنحضرتؐ نے بتوں کی پرستش سے آزادی و نجات دلائی اور مزید برآں آپؐ کا یہ احسان بھی ہے کہ عربوں کے ذریعے دنیا کی دوسری قوموں تک ہدایت پہنچی خواہ کوئی قوم اس کا اتباع کرے یا نہ کرے۔

اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا :

هو الذی بعث فی الامیین رسولًا منهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتٰب والحكمة ق وان كانوا من قبل لفی ضلال مبين ٥	وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

(الجمعہ - ۲)

ج - غزوہ تبوک

اس غزوہ میں مندرجہ ذیل اہم پند و نصائح ہیں جو اختصار کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں :

(۱) اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رومیوں نے شام میں لشکرِ گراں جمع کیا اور ہرقل شاہِ روم نے اپنے فوجیوں کو سال بھر کی تنخواہیں بھی ادا کر دیں۔ اس لشکر کے ساتھ لخم، جذام، غسان اور عاملہ کے عرب قبائل بھی شامل ہو گئے۔ انہوں نے اپنا مقدمۃ الجیش بلقاء کی طرف بھیج دیا جو شام اور وادی القریٰ کے درمیان اضلاعِ دمشق کا ایک شہر ہے۔ جب اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے تبوک کی طرف لشکر کشی کے لیے لوگوں کو توجہ دلائی نیز سامانِ جنگ مہیا کرنے اور سفر کی تیاری کے لیے اعلانِ عام کر دیا اور اغنیاء سے مالی اعانت اور انفاق فی سبیل اللہ کا مطالبہ کیا۔

اس سے اسلام میں جنگ کی ہیئت و نوعیت پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلامی معرکہ آرائی ظلم و زیادتی کرنے یا فساد پھیلانے اور دھوکہ دینے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ دینِ اسلام اور بلادِ اسلامیہ کے دفاع اور ظالموں کو ایذا رسانی اور فساد سے روکنے کے لیے ہوتی ہے۔ اسلام میں جنگ کی قانونی حیثیت اور اس کے نصب العین اور طریق کار کے بارے میں ہم سال اول کے اسباق میں ذکر کر چکے ہیں اور رومیوں کی تیاری اور فوجوں کے اجتماع کے بعد آنحضرتؐ کے تبوک کی طرف فوج کشی سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

مسلمانوں کے مقابلے میں بعض عرب قبائل کے رومی فوجوں کے ساتھ شامل ہو جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات سے ناواقف تھے اور اسلام کے اس پیغام سے ناآشنا تھے جو نوعِ انسانی کے لیے بالعموم اور عربوں کے لیے بالخصوص آزادی کا چارٹر ہے۔ اگر انہیں اسلام کی واقفیت ہوتی تو وہ اپنے ہم قوم عرب مسلمانوں کے برخلاف رومیوں کی امداد و اعانت کرنے سے گریز کرتے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم اس وقت دیا جبکہ بے سروسامانی اور عسرت کا عالم تھا اور پھلوں کے پکنے کا موسم قریب تھا۔ سچے مومنوں نے آنحضرتؐ کی دعوت پر فی الفور لبیک کہا اور سفر کی مشقت و بے آرامی کی پروا نہ کی۔ لیکن منافقین مختلف حیلے بہانے کر کے اپنے گھروں میں پیچھے رہ گئے۔ اس طرح سختی کے مواقع پر مخلص اہل ایمان منافقین سے ممیز ہو جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مصیبت کے ایام میں جھوٹے مدعیان کی قلعی کھل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

الم ۝ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۝ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا و لیعلمن الکاذبین ۝
(العنکبوت ۱-۳)

الف لام میم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا! حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمایش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

تحریکوں کی کامیابی وکامرانی اور قوموں کی قوت کا انحصار اس امر پر ہے کہ وُہ اپنی صفوں کو منافقین اور دھوکہ دینے والوں سے پاک رکھیں۔ مصیبت کے وقت میں صرف وہی شخص ثابت قدم رہتا ہے جو صاحبِ عزیمت نیک نیت اور با اصول ہو۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کمزوروں اور دھوکہ بازوں نے امت کی اصلاحی تحریکوں کا راستہ روک دیا اور وہ ان کی کامیابی میں حائل ہو گئے یا کچھ عرصہ کے لیے کامیابی میں تاخیر کا باعث بن گئے۔ غزوۂ تبوک کے جیش عسرت میں اس قسم کے لوگ شامل نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کا مقابلہ عیاں ہو گیا تھا اور ان کا ضعفِ ایمان کھل کر سامنے آ گیا تھا اور ان کے عزائم کی کمزوری بے نقاب ہو گئی تھی۔ ایسا لشکر جو قوی الایمان، عمدہ کارپا سردار اور یکسو ہو اور جن کی صفوں میں اتحاد ہو وہ اُمت کے لیے مفید ترین ہے خواہ اس کی تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو اور وہ یقیناً ایسے کثیر التعداد لشکر پر کامیابی حاصل کرے گا جو فکر و نظر اور قوت و ثبات کی ہم آہنگی اور یکسوئی سے محروم ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے :

کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً ـــــــ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے

باذن اللہ واللہ مع الصابرین ○ ـــــــ اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے

(البقرہ - ۲۴۹) ـــــــ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

(۳) مالدار صحابہ کرامؓ مثلاً حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہ نے اپنا مال اللہ کے راستے میں فوری طور پر پیش کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنوں کے دلوں میں نیکی کے کاموں میں مسابقت اور نفسانی خواہشات و داعیات کا مقابلہ کرنے کا جذبہ ایمان کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور دشمنوں پر فتح کی ضمانت اور اس ضمن میں ضروری لوازمات کے حصول کے لیے ہر اُمت اور ہر تحریک اس کی محتاج ہے۔ اُمتِ مسلمہ کو اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے کیونکہ اس کی تعداد زیادہ ہے، بوجھ بھاری ہیں، معرکہ کٹھن ہے اور دشمن طاقتور اور چالباز ہے اس کے مقابلے میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مالی وجانی اور خواہشات و شہوات کی قربانیاں پیش کریں اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے تکالیف برداشت کریں۔ امید ہے کہ جنگی معرکوں میں مجاہدین کی ثابت قدمی کے مطابق اللہ تعالیٰ ثواب عطا کرے گا۔

مصلحین اور تحریکوں کے قائدین کے کرنے کا بہترین کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں دین کا بیج بو کر اس کی آبیاری اور نگہداشت کرتے رہیں۔ دین کا مقابلہ کرنا یا بے راہروی کی دعوت دینا یا دین کا استخفاف کرنا ایک ایسا قومی و دینی جرم ہے جو بدترین نتائج اور خطرناک اثرات کا موجب ہے۔ اس بارے میں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی موجود ہے اور زمانہ ماضی کی تاریخ اور دورِ حاضر کا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اس بدیہی حقیقت کا انکار ایک ایسا مغالطہ ہے جس میں وہی لوگ پھنسے ہوئے ہیں جن کے دل خلوص سے خالی ہیں اور دماغ بھلائی قبول کرنے اور طبیعتیں اعلیٰ و شریف اقدار کی طرف مائل و آمادہ نہیں ہیں۔

(۴) کچھ مخلص مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لیے حاضر ہوئے کہ انہیں جہاد میں شامل کیا جائے لیکن آنحضرتؐ نے انہیں اس لیے واپس کر دیا کہ ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہ تھا۔ اور وہ اس

حال میں واپس آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد سے محرومی پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ ایمان کے معجزانہ اثرات کی یہ بہترین مثال ہے۔ انسانی طبیعت بالعموم خطرات سے نجات اور جنگوں سے بچاؤ پر خوش ہوتی ہے۔ لیکن یہ سچے مسلمان اس کے برعکس جہاد میں عدم شرکت پر رو رہے تھے۔ کیونکہ ان کے دل یہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ اللہ کے راستے میں شہادت اور ثواب سے محروم ہو رہے ہیں ایمان کے علاوہ ایسی کون سی چیز ہے جو لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے جذبات پیدا کرتی ہے اور جب امت میں اس قسم کے مخلص لوگ نہ رہیں تو امت کے حق میں اس سے بڑا نقصان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تین سچے ایمان دار صحابہؓ جنہوں نے راحت کو تکلیف پر، چھاؤں کو دھوپ پر اور اقامت کو سفر پر ترجیح دی ان کے قصہ میں بہت عظیم اجتماعی سبق ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان کی خاموش شمع جلد ہی روشن ہو گئی اور ان کے دلوں میں یہ احساس بیدار ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں سے پیچھے رہ کر ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس کی انہیں سخت اذیت ناک سزا دی گئی۔ سوسائٹی نے ان کا مکمل مقاطعہ کیا۔ تمام لوگوں نے یہاں تک کہ ان کی بیویوں نے بھی ان سے کلام کرنے اور ان کی بات سننے سے انکار کر دیا بالآخر انہوں نے سچی توبہ کی اور ان کی ندامت، رنج والم اور حسرت انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ جب انہیں قبولیتِ توبہ کی خوشخبری سنائی گئی تو ان کو بے انتہا خوشی نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور بخشش کی نعمت پر شکر گزاری کے جذبہ کے تحت بعض نے اپنا مال اور کپڑے راہ خدا میں دے دیے۔

اس قسم کے نظائر ایک سچے مومن کو فرائض کی ادائیگی پر ابھارتے ہیں اور اسے اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ اپنے لیے راحت و آرام پسند کرے جبکہ دوسرے رفقاء اللہ کے راستے میں تکالیف و مصائب برداشت کر رہے ہوں یہ ایمان کا خاصہ ہے، اور تمہارا یہ شعوری احساس ہر وقت بیدار رہنا چاہیے کہ تمہاری حیثیت جماعت کے ایک فرد کی ہے اور تم کل کا ایک جزو ہو۔ اگر جماعت پر مصیبت آئے تو تمہیں وہ مصیبت ضرور پہنچے گی اور جماعت کو فائدہ پہنچے تو تمہیں بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔ جب امت شقاوت و مشقت کا شکار ہو تو انسان کی انفرادی خوشحالی بے معنی ہے اور اگر دوسرے لوگ مصائب و شدائد میں مبتلا ہوں تو فردِ واحد کی راحت بے مزہ ہے۔ فریضہ کی ادائیگی سے جی چرانا ایمانی کمزوری اور دینی خلل ہے اور ایک ایسا گناہ ہے جس سے توبہ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اس قصہ سے ہمیں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ عقیدہ، رشتہ داری سے بالاتر ہے اور شرعی نظام کا نفاذ اپنی خواہشات اور قرابت کی محبت پر مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناپسندیدگی کے سامنے قرابتداری کسی کام نہیں آتی۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ	رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو
ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم	ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں

عذابٌ الیم - (النور - ۶۳) یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔

د- حجۃ الوداع

حجۃ الوداع ایک ہی حج ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد ادا کیا۔ جب لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسال حج کے لیے تشریف لے جانے والے ہیں تو وہ جزیرۂ عرب کے مختلف اطراف سے انبوہ در انبوہ آنا شروع ہوئے یہاں تک کہ بعض مورخین کے نزدیک ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تک پہنچ گئی۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ تعداد اندازاً ہے اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ ان کی گنتی کے شمار کو اسی قدر تعداد تک محدود کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا جو ہر طالب علم کو یاد کرنا چاہیے کیونکہ اس میں اسلام کے عام اصول و مبادی بیان کیے گئے ہیں۔ اور یہ آنحضرتؐ کا آخری خطبہ ہے، اس میں فرمایا گیا ہے :

" اے لوگو! میری باتوں کو غور سے سنو، شاید اس سال کے بعد میں تم سے پھر کبھی اس مقام پر نہ مل سکوں" (یہ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے)

" اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے اموال قیامت تک باہمدگر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم آج کے دن اور اس مہینہ کی حرمت کی پاسداری کرتے ہو۔ تم عنقریب اپنے رب کے روبرو حاضر ہوگے وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ اس کے مالک کو ادا کر دے۔ تمام سودی رقوم کالعدم قرار دی جاتی ہیں۔ تم صرف راس المال کے حقدار ہو۔ تم نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سُود حرام ہے اس لیے عباس بن عبد المطلب کا سُود بھی ملیا میٹ کیا جاتا ہے۔ دورِ جاہلیت کے تمام خون کالعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے قبیلے بنی ہاشم میں سے ابنِ ربیعہ بن حارث کا خون جو بنی سعد میں دُودھ پیتا تھا اور جسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا ختم کرتا ہوں۔

امّا بعد اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی پُوجا کی جائے گی لیکن عبادت کے ماسوا دیگر امور میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اس پر راضی ہے۔ اس لیے دین کے معاملے میں محتاط رویہ اختیار کرو اور شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی کوشش کرو۔

اے لوگو! نسی تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کیے ہُوئے مہینوں کی تعداد بھی پُوری ہو جائے اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی ہو جائے

اور اللہ کا حلال کیا ہوا حرام قرار دیا جا سکے۔ حج کا موسم گردش کرتا ہوا ٹھیک اس تاریخ پر آگیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں چار مہینے حرام ہیں۔ تین پے در پے یعنی ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک مہینہ علیحدہ ہے یعنی رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان واقع ہے۔

اما بعد، اے لوگو! تمہاری خواتین پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور کسی صریح بد چلنی کا ارتکاب نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم خوابگاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔ اگر وہ اس سے باز آجائیں تو وہ معروف طریقے کے مطابق کھانے اور لباس کی حقدار ہیں۔ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو، یقیناً وہ تمہارے ماتحت ہیں وہ اپنے لیے بطورِ خود کچھ نہیں کر سکتیں۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو اپنی ازدواجی رفاقت میں لیا ہے اور خدا کے قانون کے تحت تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال کیا ہے۔

اے لوگو! میری بات کو سمجھو، میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ نمایاں چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنّت ہے۔

اے لوگو! میری بات سُنو اور سمجھو۔ خوب جان لو کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے دوسرے شخص کی وہی چیز حلال ہے جسے وہ بہ طیبِ خاطر اسے عطا کرے۔ تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ اے اللہ! میں نے تیرے احکام پہنچا دئے ہیں۔"

حجۃ الوداع میں سب سے پہلی چیز جو جاذبِ نظر ہے وہ جمہور کا وہ جمِ غفیر ہے جو جزیرہ عرب کے مختلف اطراف سے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ سب کے سب آنحضرتؐ پر ایمان لانے والے، آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے والے اور آپؐ کے فرمانبردار تھے۔ تئیس سال قبل یہی لوگ بت پرستی اور شرک کے دلدادہ تھے آپؐ کے پیغام کے اصول و مبادی کا انکار کرتے تھے۔ آپ کی دعوتِ توحید کو مضحکہ خیز قرار دیتے تھے اور آنحضرتؐ ان کے مشرک آباؤ اجداد کے مسلک کی تردید اور ان کی توہم پرستی کو نادانی پر محمول کرتے تھے لیکن یہ لوگ آنحضرتؐ کے موقف کو بُرا جانتے تھے بلکہ ان میں اکثر نے آنحضرتؐ کے ساتھ عداوت کی روش اختیار کی آپ کو نقصان پہنچانے اور قتل کرنے کی خفیہ سازشیں کیں۔ آنحضرتؐ کے خلاف لشکر کشی کی اور تلواروں اور تیروں سے آپ کا مقابلہ کیا۔ یہ ایک عجیب انقلاب ہے جو مختصر سی مدت

میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ جملہ اہلِ عرب نے بت پرستی و جاہلیت سے رجوع کیا وہ تنزل اور تفرقہ سے نجات حاصل کر کے موحد بن گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم حاصل کیا۔ وہ متحد ہو گئے اور وحدتِ فکر و عمل کے علمبردار بن گئے۔ قبل ازیں آنحضرتؐ ان ہی لوگوں کی عداوت کا شکار تھے اور یہ انتہائی کینہ توز اور مخاصمت میں شدید تھے لیکن آنحضرتؐ نے ان کے دلوں کو جیت لیا اور ان کے محبوب بن گئے۔ ایک انسان خواہ کتنا ہی عبقری، ذہین اور شخصی قوت کا مالک ہو لیکن اس کے لیے اتنی بڑی کامیابی کا حصول صدیوں میں بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس عظیم انقلاب کی مثال ازمنہ سابقہ و متاخرہ میں نہیں ملتی۔ یہ کامیابی آسمانی تائید، اللہ کی امداد اور آپ کی رسالت کی سچائی کی رہینِ منت ہے اور یہ اس کامل و ہمہ گیر دین کا اعجاز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور اپنی رسالت کو لوگوں کے لیے ختم کیا اور یہ ارادہ فرمایا کہ اس قوم کو بدبختی سے نجات دلائے جو زندگی کی بھول بھلیوں میں پھنس کر گمراہ رہی تھی اور خواہشات و تعصبات کے چکر میں ذلت و رسوائی سے دوچار تھی۔ اور یہ بھی ارادہ فرمایا کہ اسے ہدایت کا راستہ دکھلائے اور اس کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ نبوت کے سورج کی شعاعیں دیکھ سکے نیز قدرت کو یہ بھی منظور تھا کہ اسے اقوامِ عالم کی قیادت کے منصب پر فائز کرے، اس کے ذریعے تاریخ کے دھارے کو بدلے اور انسانیت کو ذلت سے نجات دلائے اور اس قوم کو حکمت و کتاب کا وارث بنائے جو عقل و دانش رکھنے والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

ایک لاکھ چودہ ہزار افراد، جو آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے والے تھے وہ آپؐ کی تصدیق کرنے والے بن گئے۔ وہ آپؐ سے برسرِ پیکار تھے پھر آپؐ کے فرمانبردار بن گئے۔ قبل ازیں وہ آپؐ سے بغض رکھتے تھے پھر آپ کے محب بن گئے۔ وہ آپؐ سے سرکشی اختیار کیے ہوئے تھے لیکن اطاعت گزار بن گئے۔ یہ انقلاب تئیس سال میں رونما ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقت پر مبنی ایک کھلا کرشمہ ہے۔ اللہ بہت بلند و برتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں اور آنحضرتؐ کی ذات ملحدوں کی افترا پردازیوں سے مبرا ہے اور پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور سلام ہے مرسلین پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

حجۃ الوداع میں دوسری چیز جس کی طرف توجہ مبذول کیے بغیر چارہ نہیں آنحضرتؐ کا وہ جاندار اور محکم خطاب عام ہے جس کے مخاطب جملہ انسان ہیں اس میں آنحضرتؐ اور اپنی قیادت کی کامیابی کے بعد ان تمام اصول و مبادی کا اعلان فرمایا جن کا بیان آپؐ نے اپنی دعوت کے ابتدائی دَور میں کیا تھا جبکہ آپؐ اکیلے اور مظلوم تھے اور جب آپؐ کی جماعت قلیل اور ضعیف تھی۔ یہ ثابت شدہ اور غیر متبدل اصول ہیں جن پر قلت و کثرت، جنگ و سلامتی، شکست و فتح، دنیا کی پذیرائی و روگردانی اور دشمنوں کی قوت و کمزوری کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا پرست لیڈروں کے عقاید و اصول بدلتے رہتے ہیں۔ کمزوری کی حالت میں ان کے اصول اور ہوتے ہیں اور قوت حاصل کرنے کے بعد وہ ان اصولوں سے انحراف کر لیتے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں اختلاف ہوتا ہے۔ وہ ایسے نعرے لگاتے ہیں جن پر ان کا اعتقاد نہیں ہوتا۔ کمزوری کی حالت میں وہ درویشوں کا لباس پہن لیتے ہیں اور قوت کی حالت میں بھیڑیوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ

اس وجہ سے ہے کہ وہ مصلحت کے پیغامبر ہیں۔ ان کے برعکس انبیاء علیہم السلام اللہ کے پیغامبر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو مردار پر منڈلاتا ہے اور جو نور کے سمندروں میں تیرتا ہے ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ جو اپنی نفسانیت کے لیے کام کرتے ہیں اور جو انسانیت کی بھلائی چاہتے ہیں ان دونوں گروہوں میں بڑا فرق ہے، شیطان کے ساتھی اور رحمان کے دوست کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ط والذین کفروا اولیاؤھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات ط اولٰئک اصحاب النار ج ھم فیھا خٰلدون ۝

(البقرہ - ۲۵۷)

جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انھیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں، یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

۵- جیشِ اُسامہؓ

دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت اور حمایت کے لیے نیز نئی اسلامی مملکت پر سرکشوں کی غارت گری کو روکنے اور گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے آنحضرتؐ نے سب سے آخری کام جو انجام دیا وہ تھا کہ اسامہؓ بن زید کی قیادت میں ایک لشکر تیار کر کے شام کی طرف روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ رومیوں کا وہ لشکر جو ارضِ فلسطین میں بلقاء اور داروم کے مقام پر ٹھہرا ہوا ہے اسے کچل دیا جائے۔ اس لشکر میں جملہ مہاجرین و انصار شامل ہوئے اور نواحِ مدینہ میں جو مسلمان آباد تھے ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ جب لشکر مدینہ سے باہر نکل کر کوچ کی تیاری کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کا آغاز ہوا اس لیے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفایابی کے انتظار میں اور آنحضرتؐ سے معلومات اور ہدایات حاصل کرنے کے خیال سے توقف کیا۔ لیکن آنحضرتؐ کچھ روز کے بعد اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کی سپرد کردہ امانت کا حق ادا کر دیا، رسالت کی پوری طرح تبلیغ کر دی اور ایک ایسی فوج تیار ہو گئی جو تاریخ انسانی میں اس وسیع الاثر امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہو۔ نیز صالحین کے ایسے لشکر مہیا ہو گئے جو معرکہ آرائی کر سکیں اور ایسی قیادت فراہم ہو گئی جو اسلامی جنگوں کی قیادت کی اہل ہو اور ایسے عظیم اور صالح افراد تیار ہو گئے جو اسلامی مملکت کا نظام چلا سکیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا صلی اللہ وسلم علیٰ رسولہٖ۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور پوری انسانیت کی طرف سے آنحضرتؐ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ اگر آنحضرتؐ تشریف نہ لاتے اور آنحضرتؐ کے تربیت یافتہ وفاشعار اور امانتدار متبعین نہ ہوتے

توہم آج کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شرف عطا فرمایا جو آپ سے قبل کسی نبی کو حاصل نہیں ہُوا۔ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی دعوت کے ثمرات دیکھ لیے۔ آپؐ کی تحریکی سرگرمیوں نے پورے جزیرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے ہمیشہ کے لیے بُت پرستی سے پاک کر دیا۔ جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بتوں کو توڑا وہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر خوش تھے کہ انھیں گمراہی سے نجات عطا کی گئی۔ یہی وُہ لوگ تھے جو قبل ازیں بتوں کے پجاری تھے ان کے سامنے اپنی پیشانیاں زمین پر رگڑتے تھے اور اُن کا قرب حاصل کرتے تھے۔ پھر ان ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اور وہ نورِ ہدایت کو لے کر زمین پر پھیل گئے اور اسے پُوری مستعدی کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا۔ یہ ایک ہی نسل ہے جو ایک زمانہ میں بتوں کی پُوجا کیا کرتی تھی اور انہیں خدائی کا مرتبہ دیتی تھی۔ عہدِ جاہلیت میں یہ ژولیدہ فکری کا شکار رہتی اور توہم پرستی کے رسم و رواج کے تحت زندگی گزارتی تھی۔ پھر عہدِ اسلام میں اسی نسل نے بتوں کو پاش پاش کر دیا اور تاریخ عرب میں عربوں کی پہلی مملکت قایم کی جو رسالت کی حامل ایک نظریاتی مملکت تھی اور اردگرد کی بڑی بڑی قوموں کی نجات دہندہ اور معلم بن گئی، دوسری قوموں کو اس نے عزت کا راستہ دکھایا کیونکہ اس کے پاس ہدایت، روشنی اور مشفقانہ بھلائی تھی اور دُوسری قومیں جہالت اور ظلمت کے قعرِ مذلت میں گری ہوئی تھیں حالانکہ قبلِ اسلام اہلِ عرب دوسری قوموں کو کبیر و عظیم گردانتے تھے اور سیاسی، فکری اور اجتماعی نقطۂ نظر سے اپنے آپ کو ان سے کمتر سمجھتے تھے۔ زمانہ ماضی و حال کی تاریخ میں یہ ایک منفرد انقلاب ہے اور جیشِ اسامہؓ اس انقلاب کا عنوان اور آں حضرتؐ کی سعید و مبارک رسالت کے ثمرات میں سے ہے۔

اسامہؓ بن زید کو آنحضرتؐ نے سالارِ لشکر مقرر فرمایا وہ اس وقت بیس سالہ نوجوان تھے اور ان کے جھنڈے کے نیچے حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وغیرہ جیسے بزرگ مہاجرین و انصار تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو قدیم الاسلام تھے اور اسلام کی خاطر آزمائشوں سے گزرے تھے اور عمر اور مرتبے کے لحاظ سے اسامہؓ سے برتر تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان مرتبے، عمر اور فضیلت کے فرق کو مٹانے کے لیے آنحضرتؐ کی یہ بہترین سنت ہے نیز اس سے یہ رہنمائی بھی حاصل ہوتی ہے کہ عمر اور مرتبے کو نظر انداز کرتے ہوئے قابل اور باصلاحیت کارکن کو آگے لانا چاہیے۔ بزرگ مہاجرین و انصار جو تاریخ کی مسلّمہ عظیم شخصیتیں ہیں اور جن کی مثل و نظیر ناپید ہے۔ وہ نوجوان اسامہؓ کی امارت پر راضی ہو گئے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جلیل القدر حضرات انتہائی پاکیزہ نفوس اور مہذب اخلاق کے حامل تھے اور ان کا یہ تزکیہ آنحضرتؐ کی ہدایت، تربیت اور ارشاد کا مرہونِ منت ہے۔

حضرت اسامہؓ کو حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ جیسے اکابر پر امیر مقرر کرنا ایک عظیم واقعہ ہے، جس کی مثال امم سابقہ میں سے کسی امت میں بھی نہیں ملتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں عبقری اور قابل نوجوانوں کے لیے میدان کھلے ہیں اور بشرطِ صلاحیت ان کو امور کی قیادت سپرد کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک

بہت بڑا سبق ہے۔ اگر بعد کے ادوار میں مسلمان اس کو یاد رکھتے تو تاریخ اسلام شدائد و آلام سے پاک ہوتی اور اس اہم سبق کو بھلا دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان سلطنتوں کی تاریخ فتنوں اور المیوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے ارکانِ سلطنت کو ہلا کر رکھ دیا اور ان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔

آنحضرتؐ کو وحیِ آسمانی کی تائید حاصل تھی، آپ کو ایسی حکمت، راستی، دُور اندیشی اور عظیم سیاسی بصیرت عطا کی گئی تھی کہ آپؐ سے قبل کسی نبی پر ایسی نوازش نہیں کی گئی اور تاریخ میں آپؐ جیسی عظیم شخصیت نہ آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسامہؓ نوجوان سے راضی ہوا اور یہ امر بھی اسامہؓ کو مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اہلیتِ قیادت، صدقِ عزیمت اور حُسنِ اسلام پر پورا اعتماد تھا اللہ تعالیٰ اسامہؓ سے راضی ہوا اور انہیں ہمارے ایمان دار اور باعمل نوجوانوں کے لیے پیشوا بنایا۔

د۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

آنحضرتؐ کو وحی کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کی اجل قریب ہے۔ آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں لوگوں سے کلماتِ تودیع فرمائے تھے۔ یہ خبرِ وحشت اثر سُن کر صحابہ کرامؓ کے دل مضطرب و بے قرار اور خوف زدہ تھے کہ آنحضرتؐ کا آخری وقت قریب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہُوا وقت جب آجاتا ہے تو پھر ٹالا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بروز دوشنبہ بوقت چاشت اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ جب آنحضرتؐ کی وفات کی خبر پھیلی تو جملہ صحابہؓ اس اندوہناک سانحہ سے اضطراب و بے قراری کا شکار ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں زلزلہ آگیا اور کہرام مچ گیا۔ اکثر قدیم الاسلام اکابر صحابہؓ پر حیرانی و وارفتگی کا عالم تھا۔ ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کسی نے چپ سادھ لی۔ کوئی سراسیمہ و ششدر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ حضرت عمرؓ پر مدہوشی طاری تھی انہوں نے اپنی تلوار سونت لی اور وُہ لوگوں کو یہ کہنے سے منع کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا گمان یہ تھا کہ آنحضرتؐ نے غیوبت اختیار کر لی ہے اور آپ دوبارہ واپس تشریف لائیں گے۔ صرف حضرت ابوبکرؓ ہی کو اپنے جذبات پر قابو تھا۔ وہ آنحضرتؐ کے حجرہ میں داخل ہوئے، آنحضرتؐ اپنے بستر پر تھے، آپؐ کا چہرۂ مبارک کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو بوسہ دیا اور کہا:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔ یہی ایک موت تھی جو آپؐ کا مقدر تھی۔ اس کے بعد آپؐ پر موت وارد نہیں کی جائے گی۔ یا رسولؐ اللہ! اپنے پروردگار کے ہاں ہمارا ذکر فرمانا۔"

پھر حضرت ابوبکرؓ حجرہ سے باہر نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یہ خطاب فرمایا:

"اے لوگو! جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو

رحلت فرما گئے ہیں اور جو اللہ کا عبادت گزار تھا تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اور اس کے لیے موت نہیں"۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی :

وما محمد الا رسول ج قد خلت من قبله الرسل ط افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ط و من ینقلب علیٰ عقبیه فلن یضر اللہ شیئاً ط و سیجزی اللہ الشاکرین ٥ (آل عمران - ۱۴۴)	محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے ؛ یاد رکھو جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا

جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہؓ کو صدمہ کی دہشت سے افاقہ ہوگیا۔ اس سے قبل انہوں نے گویا یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا :

"اللہ کی قسم، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میں نے یہ آیت حضرت ابوبکرؓ سے سنی تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی میرے پاؤں مجھے سہارا نہ سکے اور میں دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔"

یہاں ہمارے لیے مندرجہ ذیل دو بلیغ سبق ہیں :

(۱) آنحضرتؐ کی وفات سے صحابہ کرامؓ پر دہشت طاری تھی اور انہیں یہ گمان ہوا کہ آنحضرتؐ پر موت وارد نہیں ہو سکتی حالانکہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ صحابہؓ کی یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھی جو ان کے جسم و جان میں رچی بسی ہوئی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ احباب کے فقدان کا صدمہ بقدر محبت ہوتا ہے ۔ ہمارے مشاہدہ میں ایسے واقعات بھی آئے ہیں کہ کسی کا عزیز، لختِ جگر یا والد فوت ہوگیا تو کئی روز تک اس کی یہ حالت رہی کہ اسے اس عزیز کی موت کا یقین ہی نہ آیا اور دنیا میں کون سی ایسی محبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی محبت سے بڑھ کر ہو، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو ہدایت نصیب کی ۔ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی مہیا کی گئی۔ ان کی زندگیوں میں انقلاب رونما ہوا۔ انھیں بصیرت و بصارت عطا ہوئی اور انھیں قیادت و عظمت کے اعلیٰ مراتب پر فائز کیا گیا۔ آنحضرتؐ اپنی حیاتِ طیبہ میں صحابہ کرامؓ کے مربی، قاضی اور مرشد تھے جن کے پاس وہ مصائب و شدائد میں پناہ حاصل کرتے تھے اور حادثات میں آپؐ سے رہنمائی لیتے تھے اور آپؐ ہی کے ذریعے ان تک اللہ تعالیٰ کے پیغامات ، اقوال اور تعلیمات پہنچتی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے باعث یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ اس صدمہ سے بڑا اور دور رس نتائج کا حامل اور کون سا صدمہ ہو سکتا ہے ؛

(۲) حضرت ابوبکرؓ نے اس سانحہ کے وقت جس پامردی کا ثبوت دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ میں تکالیف و مصائب سے عہدہ برآ ہونے کی بے پناہ روحانی و جسمانی طاقت تھی اور اس صفت میں دوسرا کوئی صحابی ان کا ہم پایہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار قرار پائے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے جزیرۂ عرب میں فتنۂ ارتداد کی سرکوبی جس طرح کی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہی منصب خلافت کیلیے اہل ترین تھے۔

اشاریہ



اشاریہ نقوش

رسولؐ نمبر

جلد اوّل تا چہارم

شمارہ نمبر ۱۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ ـــــ جنوری ۱۹۸۳

مرتبہ

سیّد جمیل احمد رضوی

تعارف

آئندہ صفحات میں نقوش رسولؐ نمبر، جلد اول تا چہارم، شمارہ ۱۳۰ (دسمبر ۱۹۸۲ء – جنوری ۱۹۸۳ء) کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں پانچ قسم کے اشاریے شامل ہیں۔

پہلا اشاریہ مقالہ نگاران اور مقالات کے اہم نکات پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلے مقالہ نگار کا نام ہے، اس کے بعد مقالے کا عنوان درج کیا ہے۔ بعد میں قوسین میں جلد نمبر کو ظاہر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان صفحات کی نشاندہی کر دی ہے جن پر وہ مقالہ موجود ہے۔ اس تفصیل کے بعد مقالے کے اہم نکات مع صفحات درج کر دیے ہیں۔ ان نکات کو مقالہ نگار کے الفاظ ہی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر کسی مقالے میں ذیلی سرخیاں موجود نہیں ہیں، تو پھر مقالے سے اہم نکات کو اخذ کر کے درج کر دیا ہے۔ اس طرح پورے مقالے کے اہم نکات کو ایک نظر میں دیکھا جا سکتا ہے، گویا اس کی حیثیت توضیحی اشاریے کی ہے۔

دوسرا اشاریہ مقالات کا ہے، اس میں پہلے مقالے کا عنوان ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار کا نام ہے۔ بعد میں قوسین میں جلد نمبر کو لکھا گیا ہے، اس کے بعد ان صفحات کو درج کر دیا ہے جن پر وہ مقالہ مشتمل ہے۔

تیسرا اشاریہ موضوعات کا ہے، اس میں موضوعی سرخیوں کے تحت ان مقالات کو درج کیا گیا ہے جو اس موضوع سے متعلق ہیں، اگر کوئی مقالہ ایک سے زیادہ موضوعات سے بحث کرتا ہے، تو اس کو ایک سے زیادہ موضوعی سرخیاں (SUBJECT HEADINGS) دی گئی ہیں۔ ہر موضوع کے ذیل میں مقالات کی ترتیب مقالہ نگار کے نام کے اعتبار سے الفبائی ہے۔ پہلے مقالہ نگار کا نام، اس کے بعد مقالے کا عنوان اور اس کے بعد قوسین میں جلد نمبر ہے۔ بعد میں ان صفحات کو درج کر دیا ہے، جن پر وہ مقالہ مشتمل ہے۔

چوتھا اشاریہ مقامات سے متعلق ہے۔ اس میں پہلے مقام کا نام، پھر قوسین میں جلد نمبر اور اس کے بعد اس صفحے کا نمبر درج کیا ہے جس پر وہ نام موجود ہے۔ اگر ایک صفحے میں کسی مقام کا نام کئی بار آیا ہے، تو اس کو صرف ایک بار ہی درج کیا ہے۔

آخری اشاریہ کتب کے بارے میں ہے۔ اس میں پہلے کتاب کا عنوان، پھر مصنف کا نام درج کیا ہے۔ اس کے بعد قوسین میں جلد نمبر کو ظاہر کیا گیا ہے۔ بعد میں اس صفحے کا نمبر درج کیا ہے جس پر کتاب کا ذکر آیا ہے۔ اگر کسی صفحے پر ایک سے زیادہ بار اس کتاب کا حوالہ آیا ہے، تو زیر نظر اشاریہ میں صرف ایک مرتبہ اس کا اندراج کیا ہے، یہ اشاریہ ان مآخذ و مصادر کی نشاندہی کرتا ہے جن سے مقالہ نگاروں نے استفادہ کیا ہے۔

آخر میں ان سب کا ممنون ہوں جنہوں نے اشاریہ سازی میں کسی قسم کی مدد کی بالخصوص اپنے پرانے رفیق کار جناب محمد حنیف کا سپاس گزار ہوں جنہوں نے ایک مرحلے پر اشاریے کے کارڈوں کو ترتیب دینے میں دستِ تعاون بڑھایا۔ خداوند عالم ان سب کو جزائے خیر دے۔

مقالہ نگاران
(اور مقالات کے اہم نکات)

ا

آزاد، ابوالکلام: پیغامِ محمدؐ (۳)، ۳۰۶—۳۳۷
عالمگیر دعوت ۳۰۶، پیامِ زندگی ۳۰۶، توحید ۳۰۷، بعض ضروری نکتے ۳۰۷، نبوت کی روشن ترین دلیل ۳۰۸، پیغمبرِ اسلام کی صداقت ۳۰۹، دین میں جبر نہیں ۳۱۰، خداپرستی اور نیک عملی ۳۱۰، اوامر و نواہی ۳۱۱، فرمانبرداروں کے نشان ۳۱۲، ایمان والوں کے پانچ وصف ۳۱۲، راہِ حق کے پیرو ۳۱۲، طریقِ خیر و سعادت ۳۱۲، نظم و فلاح میں اصل اصول ۳۱۳، مسلمانوں کے لیے اصل دین ۳۱۴، قوامون بالقسط ۳۱۴، بنیادی دستور العمل ۳۱۴، انسانی مساوات ۳۱۵، دین کی اصل عظیم ۳۱۵۔ ابراہیم کی راہ ۳۱۶، عمل کی کمائی ۳۱۶، دنیاپرستی کا غرور ۳۱۷، آخرت کی نجات ۳۱۷، حق و باطل کا معیار ۳۱۷، منکرینِ آخرت ۳۱۸، مشکلیں اور آزمائشیں ۳۱۸، صبر و ثبات ۳۱۸، مسلمانوں کا نصب العین ۳۱۹، وحدتِ دعوت ۳۱۹، ایمان اور محبت ۳۱۹، قرآن مجید کے چار وصف ۳۲۰، اعلان ہی نہیں دلیل بھی ۳۲۰، صراطِ مستقیم اور دینِ قیم ۳۲۱، دین کے تین بنیادی اصول ۳۲۱، دکھاوے کی خیرات ۳۲۲، محبت و ہمدردی کے تقاضے ۳۲۲، مومن اور امید و یقین ۳۲۲، قبولِ حق کی استعداد ۳۲۳، دعوتِ اسلام کی تین خصوصیتیں ۳۲۳، درخشاں حقائق ۳۲۴، تذکیر و توکیل ۳۲۵، تذکیر و تبلیغ اور پسند و قبول ۳۲۵، خوف و حزن ۳۲۶، عقل اور ماورائے عقل ۳۲۶، مرد عورت کی اخلاقی مساوات ۳۲۷، قرآن کریم کی شہادت ۳۲۷، صبر اور شکر ۳۲۸، اکتسابِ مال اور انفاقِ مال ۳۲۹، بدعملی کا بڑا مرکز ۳۲۹، فضیلت و کامرانی کے طریقے ۳۳۰، ذات و صفات ۳۳۱، درماندگیوں کا ایک ہی حل ۳۳۱، محکمات و متشابہات ۳۳۲، وفائے عہد اور قرآن ۳۳۲، قرآنی ارشادات ۳۳۳، رسولِ اکرمؐ کی شانِ رافت و رحمت ۳۳۴، پیامِ موعظت کی ضرورت ۳۳۵، تاریخِ انسانیت کے نوادر ۳۳۵، نذیر و بشیر ۳۳۶، سورۂ فاتحہ کی تعلیمی روح ۳۳۶ (۸)،

آزاد، ابوالکلام: کارنامۂ سیرت، بے رحم تاریخ کی کسوٹی پر (۳)، ۲۸۹—۳۰۵
وجودِ مقدس کی لاانتہائیت ۲۸۹، مطالعۂ سیرت کے طریقے ۲۸۹، قرآنی معیار ۲۸۹، رحمۃ للعالمین ۲۹۰، بے کس اور مجبور انسان ۲۹۰، ظہورِ نبوی اور نویدِ امن ۲۹۱، تاریخ کی شہادت ۲۹۲، دورِ شہنشاہیت ۲۹۲، پاپائیت اور عقلِ انسانی کی مہجوری ۲۹۲، سرچشمۂ ضلالت ۲۹۳، مسیحی دنیا کے نام اسلام کا پیغام ۲۹۵، ارباباً من دون اللہ کی تفسیر ۲۹۶، یورپ کا دورِ نشاۃ ثانیہ ۲۹۶، کلیسا کا

مصلح ۲۹۷، ساتویں صدی عیسوی کا عہد سعادت
۲۹۸، تاریخ عالم کی مستمر حقیقت ۲۹۸، قدیم ہندوستان
۲۹۹، عقیدۂ تناسخ، ہندوستان کا عہدِ سعادت ۳۰۱،
عرب کا عہدِ جاہلیت ۳۰۲، عرب کا عظیم الشان
انقلاب ۳۰۳

آزاد، محمد اسماعیل: سلامی معاشرہ اور نابینا افراد
(۳)، ۴۷۶ - ۴۹۸ .
نابینا افراد کے مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں ۴۷۷،
نابینائی اور مذاہب عالم ۴۷۹
نابینائی دربارِ رسالت میں ۴۸۰، عہدِ رسالت میں نابینا
افراد کی تعلیم وتربیت ۴۸۲، دورِ رسالت میں نابینا افراد
کی کارگزاریاں ۴۸۵، دورِ رسالت میں نابینا افراد کے
ساتھ ان کے اہلِ خاندان کا رویہ ۴۹۰، دورِ رسالت
میں نابینا افراد اور ان کی ازدواجی زندگی ۴۹۲،
دورِ رسالت میں نابینا افراد برسرِ روزگار ۴۹۴، اسلام
میں نابینا افراد کے حقوق ۴۹۶، خلاصہ ۴۹۷ .

ابوالاعلیٰ، مودودی، سید دیکھئے مودودی، سید ابوالاعلیٰ

ابوبکر غزنوی، سید: رحمتِ عالمؐ کا ہمہ گیر انقلاب
(۴)، ۳۳ - ۳۹
محمدی انقلاب ابتدائی مرحلوں میں ۳۳، محنت کش
اور مزدور کو عزت بخشی ۳۴، سب کچھ لٹا دیا ۳۷،
معاشرے کے منتشر اجزا کو مرتب کیا ۳۸ .

ابوالحسن علی ندوی، سید دیکھئے ندوی سید ابوالحسن علی

ابوسلمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۷ - ۲۹۷
جہاد ۲۸۷، جہاد کی قسمیں ۲۸۹، حقیقت حکم دفاع
۲۸۹، نفیر کا مطلب ۲۹۱، احکام قطعیہ دفاع ۲۹۲،
ترتیب وجوب دفاع ۲۹۳، فضائل دفاع ۲۹۵

ابوالکلام آزاد، دیکھئے آزاد، ابوالکلام

ابو محمد ثاقب کانپوری دیکھئے ثاقب کانپوری، ابو محمد

احسان عباس، ناصر الدین اسد: ابن حزم الاندلسی اور جوامع السیرۃ
ترجمہ واضافہ: محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۵۹۵ - ۶۱۴
تقدیم وتعارف ۵۹۵، مصنف ۵۹۷، وجۂ تالیف
۶۰۱، مآخذ ۶۰۲، مقبولیت واہمیت ۶۰۳، ابنِ حزم
کی تاریخ نویسی اور جوامع السیرۃ کی خصوصیات ۶۰۴،
سیرت ابنِ حزم کا نام ۶۰۷، مخطوطہ اور اس کی سند ۶۰۷،
حواشی وحوالہ جات ۶۱۱

احمد شاہ، معین الدین: دعوت نبویؐ کے اصول ومقاصد
(۳)، ۶۷۴ - ۶۸۶
دعوت نبوی کی اصل عظیم علم وعمل کی ہم آہنگی ۶۷۵،
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی کارنامہ ۶۸۰، دعوت
نبوی کا اقتضائے طبعی مصالحت وامن پسندی ۶۸۲

احمد شلبی: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (۴)، ۱۰۶ - ۱۱۴
اسلام اور تعلیم نسواں ۱۰۷، دینیات ۱۰۹، ادب ۱۱۰
موسیقی ونغمہ ۱۱۱، طب ۱۱۳، فوجی خدمات ۱۱۳، دیگر سرگرمیاں
۱۱۴

ارشد، رشید احمد: رسولُ اللہ اور طرزِ معاشرت
(۳)، ۴۱۸ - ۴۲۶
سیرتِ نبویؐ کی اہمیت ۴۱۸، کامل شخصیت ۴۱۹،
عزم واستقلال ۴۱۹، نظامِ حکمرانی ۴۲۰، حکام کا تقرر
۴۲۰، تقرر کا معیار ۴۲۰، حکام کے فرائض ۴۲۰،
خوش اخلاقی کی ہدایت ۴۲۱، تشدد کی ممانعت ۴۲۲،
محصلین اور عمال ۴۲۲ - محصلین کو ہدایت ۴۲۲
نذرانے کی ممانعت ۴۲۳، خویش پروری کا خاتمہ ۴۲۴
درخواست کی ممانعت ۴۲۳، مزدوروں سے حسن سلوک ۴۲۴

محنت کی فضیلت ۴۲۴، خطاب وکلام ۴۲۴، راست گفتاری ۴۲۵، غیرت وحیا ۴۲۵، صفائی اور پاکیزگی ۴۲۵، سادگی ۴۲۵، جود وعطا ۴۲۶، خدمتِ خلق ۴۲۷۔

ارشد، سید رشید احمد: عہدِ رسولؐ میں نظامِ تعلیم (۴)، ۱۲۸—۱۳۶

یمن کا تمدن ۱۲۸، مخصوص رسم الخط ۱۲۸، دورِ جاہلیت ۱۲۹، مکہ معظمہ کی مرکزیت ۱۲۹، تعلیم کا سنگ بنیاد ۱۲۹، تعلیم و تبلیغ ۱۲۹، علم کی فضیلت ۱۳۰، احادیث نبوی ۱۳۱، معلّم مدینہ ۱۳۱، عام اور لازمی تعلیم ۱۳۲، اقامتی جامعہ ۱۳۲، اصحاب صفہ ۱۳۲، طلبہ کی تعداد ۱۳۲، نصاب تعلیم ۱۳۳، تعلیم بالغاں ۱۳۳، قرآن کی شہادت ۱۳۳، جنگی قیدیوں کی تعلیمی خدمات ۱۳۴، غیر زبانوں کی تعلیم ۱۳۴، ماہر السنہ ۱۳۴، مخصوص اساتذہ ۱۳۵، فنونِ سپہ گری ۱۳۵، خواتین کی تعلیم ۱۳۵، طریقۂ تعلیم ۱۳۶، انقلابی نتائج ۱۳۶

ارشد میر: جناب رسالت مآبؐ کی شگفتہ مزاجی (۴)، ۲۶۹—۲۷۳

مزاح ۲۶۹، مزاح میں متانت کا پہلو ۲۶۹، شائستہ مزاح تبلیغی اور دینی ضرورت ۲۷۰، مزاح کے واقعات ۲۷۱، آپؐ کا تبسم ۲۷۲، آپؐ کا مزاح شگفتگی اور پاکیزگی کا حامل تھا ۲۷۳

اسحاق النبی علوی دیکھیے، علوی، اسحاق النبی

اسد، ناصر الدین (شریک مقالہ): ابنِ حزم الاندلسی اور جوامع السیرۃ از ڈاکٹر احسان عباس (ر)، ڈاکٹر ناصر الدین اسد ترجمہ واضافہ از محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۵۹۵—۶۱۴

اسرار احمد، ڈاکٹر: نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (۳)، ۳۳۸—۳۶۵ (تقریر)

ایمان ۳۳۹، توقیر و تعظیم ۳۴۰، اطاعت ۳۴۲، محبت ۳۴۳، اتباع ۳۴۵، نصرت رسولؐ ۳۴۸، تبلیغ کا بارِ گراں ۳۴۹، اتباع کا اقتضاء ۳۵۵، متفقہ سنتِ رسولؐ ۳۵۶، نصرت کا قرآن میں مقام ۳۵۷، اتباعِ قرآنِ مجید ۳۵۸، حبل اللہ ۳۵۹، حرفِ آخر ۳۶۴

اسرار احمد، ڈاکٹر: نبی کریم کا مقصد بعثت (قرآنِ حکیم کی روشنی میں)، (۱)، ۳۱۲—۳۵۰

بعثت انبیاء کی اساسی غرض و غایت ۳۱۲، بعثتِ محمدیؐ کی اتمامی اور تکمیلی شان ۳۲۲، انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج ۳۳۸

اشرف علی تھانوی: سرورِ کائناتؐ کے حقوق امت پر (۳)، ۴۲۷—۴۳۴

حبِ رسولؐ ۴۲۷، پہلی روایت ۴۲۷، دوسری روایت ۴۲۸، تیسری روایت ۴۲۸، چوتھی روایت ۴۲۸، پانچویں روایت ۴۲۹، آنحضرتؐ کے ادب و احترام کا واجب ہونا ۴۲۹، آپؐ کی عظمت اور احترام کے بارے میں روایات ۴۳۲

اشرف علی تھانوی (مترجم) شیم الحبیب از الٰہی بخش کاندھلوی (۴)، ۲۴۹—۲۶۸

اصلاحی، امین احسن۔ نبیؐ اپنے گھر میں (۳)، ۳۸۵—۳۹۵

اہل بیت کا مشغلہ ۳۸۶، آزادانہ انتخاب ۳۸۸، محبت، اعتماد اور خودداری کی فضا ۳۹۰، محاسبہ ۳۹۳

اصلاحی، امین احسن: نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہرِ سیاست

(۳)، ۶۲۳ — ۶۲۸

اسلام سے پہلے عرب قوم کی سیاسی حالت ۶۲۳، آپؐ کی سیاست کا ایک اہم پہلو ۶۲۴، اصولوں کے لیے جان و مال کی قربانی ۶۲۵، پاکیزہ سیاست ۶۲۵، اجتماعی اور سیاسی زندگی کی اخلاقیات ۶۲۵، امن و عدل کی حکومت ۶۲۶، اسلامی انقلاب میں ناموس کی حفاظت ۶۲۶، دنیوی کر و فر کی بجائے خلافتِ الٰہی کا جلال ۶۲۷، اسلامی انقلاب کو آگے بڑھانے کے لیے ایک جماعت کی ترتیب ۶۲۷

اصلاحی، امین احسن و محمود حسن شیخ الہند: حقیقتِ توحید اور حقیقتِ وحی (۲)، ۲۶۷—۳۲۷

قرآن کے اوّلین مخاطب ۲۶۸، قرآن کا طرزِ استدلال، ۲۶۸، قرآنی استدلال کی اساس ۲۷۰، توحید کے عمومی دلائل ۲۷۳، کائنات کا حسن و جمال ۲۷۳، کائنات کے مختلف اجزا کا باہمی توافق ۲۷۶، ضد سے ضد کا وجود ۲۸۰، متحدات سے مختلفات کا وجود ۲۸۱، مظاہرِ کائنات کی تسخیر ۲۸۲، کائنات کی محکم تدبیر ۲۸۳، ہر نظمِ اجتماعی کے لیے لازم ہے کہ حاکمیت غیر منقسم ہو ۲۸۴، حق و باطل کی آویزش اور حق کا غلبہ ۲۸۵ اشارات ۲۸۷، توحید کے دلائل انفس میں ۲۹۰: عہدِ فطرت ۲۹۰، علم و یقین کی فطری طلب ۲۹۵، فطرتِ انسانی کا علو ۲۹۷، انسان کا ضعف و افتقار ۳۰۰، توحید کے خصوصی دلائل - دلائل بلحاظ مسلمات مخاطب ۳۰۲، شرکاء کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے ۳۰۴، لوازم سے استدلال ۳۰۶، دلیل عدل ۳۱۵، اہلِ کتاب اور منافقین ۳۱۶، پچھلی فصلوں کا خلاصہ ۳۱۸، توحید کے اثرات ۳۲۰، توحید کی اہمیت دین میں ۳۲۴

اِصلاحی، شرف الدین: عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرت کا پیغام (۳)، ۷۰۳—۷۱۱

عصرِ حاضر کے مسائل ۷۰۳، عہدِ جدید کے خاص خاص مسائل ۷۰۸، انسان، انسان کی بقا و سلامتی کا مسئلہ ۷۰۸، رنگ، زبان اور وطن کے امتیاز کا مسئلہ ۷۰۹، سیاسی کش مکش ۷۰۹، کردار کی پستی اور اخلاقی گراوٹ ۷۱۰، معاشی مسائل ۷۱۰، سرمایہ داری ۷۱۰، اسلام کے اقتصادی نظام کے نفاذ کا اثر ۷۱۱

اصلاحی، محمد اجمل: ابنِ ہشام اور سیرتِ ابنِ ہشام (۱)، ۴۵۲ — ۴۹۷

ابن ہشام ۴۵۳، حالاتِ زندگی ۴۵۴، شیوخ و اساتذہ ۴۵۹، علمی مرتبہ ۴۶۲، تلامذہ ۴۶۳، تصنیفات ۴۶۴، وفات ۴۶۵، سیرتِ ابنِ ہشام: مؤلف سیرت ۴۶۶، راوی سیرت ۴۶۷، ابنِ ہشام کا کارنامہ ۴۶۸، تلخیص و تدوینِ جدید ۴۶۹، تہذیبِ متن ۴۷۱، حواشی اور تعلیقات ۴۷۳، شعری مواد کی تحقیق و تنقید ۴۷۴، ابنِ ہشام کے مآخذ ۴۷۸، اسناد میں ابنِ ہشام کا منہج ۴۷۹، معروف مآخذ ۴۸۰، مجہول مآخذ ۴۸۳، مقبولیت اور اشاعت ۴۸۴، شارحین ۴۸۵، تلخیصات ۴۸۶، منظومات ۴۸۷، تراجم ۴۸۸، ایڈیشن ۴۸۸، حواشی اور حوالہ جات ۴۸۹

اصلاحی، محمد اجمل (مترجم)، پہلے سیرت نگار — حضرت عروہ بن الزبیر از خلیل ابراہیم (۱)، ۳۹۷—۴۰۹

اصلاحی، محمد اجمل (مترجم)، المقدس دروس اختصار المغازی

والتّسیر از شوقی ضیف

(۱) ۶۱۵ — ۶۳۶

اعجاز الحق قدوسی دیکھئے قدوسی، اعجاز الحق

افضل حق: ظہور قدسی (۴) ۷۰۴ — ۷۰۷

دعائے خلیل اور نوید مسیحا ۷۰۴، میلاد النبی ۷۰۵، صحرائی تربیت ۷۰۵، آمنہؓ کا لالؐ ۷۰۶، یتیم مکہ ۷۰۶، دین حنیف کا آخری معمار ۷۰۶، قدوسیت کا شاہکار ۷۰۷

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد: جناب رسالت مآبؐ کا ادبی تبصرہ

(۴) ۶۴۷ — ۶۴۸

امراء القیس کے بارے میں آپؐ کی رائے ۶۴۷، عنترہ کے بارے میں آنحضرتؐ کی رائے ۶۴۸

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد: محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ۶۴۹ — ۶۵۰

درود صلوٰۃ ۶۴۹، اسوۂ رسولؐ سے واقف ہونا ۶۴۹، یادِ رسولؐ کا قلوب پر اثر ۶۴۹، مکارم اخلاق کی تکمیل ۶۵۰، اخلاق نبوی کی تعلیم ۶۵۰

اقبال احمد نوری دیکھئے نوری، اقبال احمد

الٰہی بخش کاندھلوی: شیم الحبیب۔ ترجمہ اشرف علی تھانوی

(۴) ۲۴۹ — ۲۶۸

شمائل نبوی ۲۴۹، وصل دوم آپؐ کے تقسیم اوقات و طرز معاشرت ۲۵۱، وصل سوم تتمہ وصل اول میں ۲۵۳، وصل چہارم آپؐ کے طیب و مطیب ہونے میں ۲۵۵، وصل پنجم آپؐ کی قوت بصیرت میں ۲۵۶، وصل ششم آپؐ کی قوت بدنیہ وغیرہ میں ۲۵۶، وصل ہفتم آپؐ کے بعض خصائص کے بارے میں ۲۵۶، وصل ہشتم آپؐ کے کلام و طعام و منام وقیود و قیام میں ۲۵۷، وصل نہم آپؐ کی بعض صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت ہیبت و حیاء و بے نفسی و ایثار وغیرہ میں ۲۵۷، وصل دہم آپؐ کی عصمت میں ۲۵۸، وصل یازدہم تتمہ وصل نہم ۲۵۸، وصل دوازدہم دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت میں ۲۵۹، وصل سیزدہم تتمہ وصل ہشتم میں ۲۶۰، وصل چہاردہم آپؐ کے تنگی معیشت اختیار کرنے میں ۲۶۱، وصل پانزدہم آپؐ کی خشیت مجاہدہ میں ۲۶۱، وصل شانزدہم آپؐ کے حسن و جمال میں ۲۶۱، وصل ہفتدہم آپؐ کے رفق و تواضع و پاکیزگی طبیعت میں ۲۶۲، وصل ہشدہم آپؐ کے اعتدال تزئین میں ۲۶۲، وصل نوزدہم تتمہ وصل ہشتم و سیزدہم میں ۲۶۴، وصل بستم آپؐ کی وفات شریف میں ۲۶۵، وصل بست و یکم میں ۲۶۶، وصل بست و سوم تتمہ وصل ہفتم و بست و دوم تتمہ وصل ہفتم میں ۲۶۵، وصل بست و دوم آپؐ کے مزاح میں ۲۶۶، وصل بست و چہارم آپؐ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اس کی حکمت میں ۲۶۶، وصل بست و پنجم آپؐ کی روح پر ان عوارض کے اثر نہ ہونے میں ۲۶۷،

امیر علی، سید: دنیائے قبل از اسلام پر ایک نظر۔ ترجمہ از محمد ہادی حسن (۳) ۲۱ — ۴۰

اہل بابل کا مذہب ۲۲، ہندوستان میں آریائی مذہب ۲۴، ہندوؤں کی حماسہ سرائی میں ان کے مذہبی عقیدے ۲۷، قدیم ایران پر ایک نظر ۳۰، یہودیوں کے مظالم ۳۵، حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات ۳۶

امین الدین، سید: طب نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) ۹۲ — ۱۰۰

شریعت اسلامیہ اور حفظانِ صحت ۹۲، دانتوں کی صفائی

۹۳، پانی پینے کے آداب ۹۴، لباس کی صفائی ۹۴، جسم کی صفائی ۹۵، آپؐ کی پسندیدہ غذائیں ۹۷، پرہیز ۹۸

انوار الحق، محمدؐ اور صاحبِ رسولؐ (۴)، ۱۶۳—۲۲۷

سادہ زندگی ۱۶۳، حُسنِ معاشرت اور خوش خلقی ۱۶۷، شجاعت ۱۷۱، ثبات و استقلال ۱۷۴، علم اور تحمل ۱۷۸، عفو و رحم ۱۸۱، صبر و شکر ۱۸۴، سخاوت ۱۹۰، ایثار اور حسن سلوک ۱۹۴، محبت و شفقت ۱۹۶، عدل و انصاف ۲۰۱، تواضع اور انکسار ۲۰۴، صدق ۲۰۹، حیا ۲۱۴، وقار و متانت ۲۱۶، زندہ دلی اور شگفتہ مزاجی ۲۱۷، اتباعِ سنّت اور رسم ۲۲۰،

ب

بمشی، اے۔ جی: محمدؐ اور عیسیٰؑ (۴)، ۵۴۸—۵۴۹

اس مقالے میں حضرت عیسیٰؑ اور آپؐ کے عہد کے حالات کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔

برق، غلام جیلانی: ابن الجوزی اور سوانحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱)، ۷۰۱—۷۰۸

حضورؐ کی ولادت ۷۰۱، حسب و نسب ۷۰۲، حضورؐ کی رضاعی مائیں ۷۰۳، حضرت آمنہ کی وفات اور مابعد ۷۰۳، تجارتی سفر ۷۰۳، حضورؐ کے چچے ۷۰۴، حضورؐ کی پھوپھیاں ۷۰۴، حضورؐ کی کنیزیں ۷۰۵، حضورؐ کے خدام و غلام ۷۰۵، حضورؐ کی اولاد ۷۰۵، حضورؐ کے مرکب ۷۰۶، حضورؐ کے دودھیالے جانور ۷۰۷، حضورؐ کی تلواریں ۷۰۷، حضورؐ کی کمانیں ۷۰۷، حضورؐ کے نیزے ۷۰۸، حضورؐ کی ڈھالیں ۷۰۷، حضورؐ کی زرہیں ۷۰۸

برق، غلام جیلانی: رسالت نامہ — دریا بہ حباب اندر

(۲)، ۴۳—۵۰

سیرت نبویؐ کی توقیت ۴۳، نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات ۴۴، آپؐ کی صاحبزادیاں اور صاحبزادے ۴۵، آپؐ کا لباس ۴۶، حضورؐ کا اسلحہ ۴۶، عہد نبویؐ کی مساجد ۴۶، سرور کونینؐ کے قاصد ۴۷، مقرر کردہ محصلین ۴۷، مدینہ میں نائبین ۴۸، عمال نبویؐ (گورنر) ۴۸، بیعت عقبہ اولیٰ کے چھ افراد ۴۸، رسولِ اکرمؐ کے مدنی نقیب ۴۸، حضورؐ کے آزاد کردہ غلام ۴۹، حضورؐ کے کاتبانِ وحی ۴۹، حضور کے محافظ ۴۹، وہ لوگ جن کی شکل و صورت حضورؐ سے ملتی تھی ۴۹، حضورؐ کے خدام ۴۹، عہدِ رسولؐ کے مفتی ۴۹، ہجرت ۵۰۔

برق، غلام جیلانی: مہماتِ رسولؐ (۴)، ۳۷۳—۴۳۲۔

اسلام بزورِ شمشیر کا الزام ۳۷۶، مکہ میں حضورؐ کی مشکلات ۳۷۷، بعد از ہجرت ۳۷۹، اذنِ جہاد ۳۸۰، دفاعی تدابیر ۳۸۰، مہمات کی قسمیں ۳۸۱، سریہ حمزہ بن عبدالمطلب ۳۸۲، عبیدہ بن حارث کی مہم ۳۸۲، حضرت سعد بن ابی وقاص کی مہم ۳۸۳، غزوۂ ابوا ۳۸۳، الواء ۳۸۳، غزوۂ بواط ۳۸۴، غزوہ تلاش کرز ۳۸۴، غزوہ ذی العشیرہ ۳۸۴، عبداللہ بن جحش کی مہم ۳۸۵، غزوہ بدر ۳۸۶، حضورؐ کی بدر کو روانگی ۳۸۷، غزوہ بنی قینقاع ۳۸۸، غزوہ سویق ۳۹۱، غزوۂ قرقرۃ الکدر ۳۹۲، غزوۂ غطفان ۳۹۳، غزوہ بنو سلیم ۳۹۳، حضرت زید بن حارثہ کی مہم ۳۹۳، غزوۂ احد ۳۹۴، مہم قطن ۳۹۷، وادی عرنہ کی مہم ۳۹۷، بئر معونہ کی مہم ۳۹۸، رجیع کی مہم ۳۹۹، غزوہ بنو نضیر ۴۰۰، غزوہ بدر الموعد ۴۰۰، غزوہ ذات الرقاع ۴۰۱، غزوہ دومۃ الجندل ۴۰۱،

غزوۂ مریسیع (یا بنی مصطلق) ۴۰۱، واقعہ افک ۴۰۲،
غزوۂ احزاب (یا خندق) ۴۰۲، غزوہ بنو قریظہ ۴۰۴،
مہم قرطا ۴۰۴، غزوۂ بنو لحیان ۴۰۴، غزوہ غابہ ۴۰۵
عطائشہؓ کی مہم ۴۰۵، مہم ذو القصہ ۴۰۵، مہم جموح
(یا جموم) ۴۰۶، مہم عیص ۴۰۶، مہم طرف ۴۰۶، مہم
حسمیٰ ۴۰۶، سریہ دومۃ الجندل ۴۰۶، مہم فدک ۴۰۶
مہم ابن عتیک ۴۰۶، مہم عبداللہ بن رواحہ ۴۰۶، مہم
کرز بن جابر ۴۰۶، عمرو بن امیہ کی مہم ۴۰۷، غزوہ حدیبیہ
۴۰۷، غزوۂ خیبر ۴۰۹، مہم فدک ۴۱۰، مہم تربہ ۴۱۱،
مہم بنی کلاب ۴۱۱، مہم بشیر بن سعد ۴۱۱، مہم میفعہ
۴۱۱، مہم الجناب ۴۱۱، مہم ابن ابی العوجا ۴۱۲، مہم
کدید ۴۱۲، مہم بنو مرہ ۴۱۲، مہم سیّ ۴۱۲، مہم کعب
بن عمیر ۴۱۳، مہم موتہ ۴۱۳، مہم ذات السلاسل
۴۱۳، مہم خبط ۴۱۴، مہم خضرہ ۴۱۴، فتح مکہ ۴۱۴،
عزیٰ کی تباہی ۴۱۵، سُواع کی تباہی ۴۱۵، مناۃ کی تباہی
۴۱۵، غزوۂ حنین ۴۱۵، غزوۂ طائف ۴۱۶، مہم بنو
تمیم ۴۱۶، مہم قطبہ بن عامر ۴۱۷، مہم بنی کلاب ۴۱۷
مہم علقمہ ۴۱۷، مہم الفلس ۴۱۷، غزوہ تبوک ۴۱۷،
مہم یمن ۴۱۸، آخری حج ۴۱۸، مہم اسامہ ۴۱۸، غیر اہم
مہمات ۴۱۹، حرفِ آخر ۴۲۰، ضمیمہ اوّل۔ قبائل
۴۲۲، قبائلِ حرمین کے مغرب میں ۴۲۲،
قبائل حرمین کے مشرق میں ۴۲۲، شمالی قبائل ۴۲۴،
جنوبی قبائل ۴۲۴، عرب کے باقیماندہ قبائل ۴۲۵،
قبائلِ مدینہ ۴۲۵، ضمیمہ دوم۔ مقاماتِ عرب ۴۲۸، ضمیمہ سوم۔
ان عمال کی فہرست جو حضورؐ نے مقرر فرمائے تھے ۴۲۹،
ضمیمہ چہارم، اشاریہ حواشی، کتابیات ۴۳۲

بشیر الدین پنڈت، ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم (۴) ۵۵۵ — ۵۵۹
اُپ نشد ۵۵۵۔ سام میں آنحضرت صلعم کا ذکر ۵۵۵،
تشریح ۵۵۶، اتھروید کے کنتاپ سوکت میں بشارات
۵۵۶، کنتاپ سوکت کا پہلا منتر۔ اسمِ مبارک آنحضرت
صلعم ۵۵۶، واضح اسمِ گرامی ۵۵۷، جنگِ احزاب کا
مفصل ذکر ۵۵۸۔

البوصیری، محمد شرف الدین: قصیدۂ بردہ شریف۔ فارسی ترجمہ از
ملا محمد عبدالرحمٰن جامیؒ اردو ترجمہ از محمد فیاض الدین نظامی
بہزاد دکن (۲)، ۷۴۰ — ۷۶۰
اس میں قصیدہ بُردہ کا عربی متن شامل کیا گیا ہے۔ اس کے
ساتھ دو منظوم ترجمے فارسی اور اردو میں درج کیے گئے ہیں

ت

تحسین فراقی (مترجم): ابن اسحٰق اور "سیرۃ الرسول اللہ" از
الفریڈ گیوم (۱)، ۴۱۰ — ۴۵۱

تمنا عمادی: کتاب اللہ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ
مَعَهٗ (۱) ۳۵۱ — ۳۶۸۔
تعلیم رسولؐ ۳۵۵، سامانِ ہدایت ۳۵۷، وَالَّذِينَ
مَعَهٗ ۳۵۹، فرائض انسانی ۳۶۰، حقوق اللہ ۳۶۰،
عبادت ۳۶۰، حقوق نفس ۳۶۲، آپس کے حقوق و
فرائض ۳۶۳، زن و شوہر کے باہمی حقوق ۳۶۳، اہل قرابت
کے حقوق ۳۶۴، اقربا پروری ۳۶۴، پڑوسیوں کے حقوق
۳۶۴، عام مسلمانوں کے حقوق ۳۶۵، ذمی کفار اور مسلمانوں
کے حقوق ۳۶۶، حربی دشمن کفار کے حقوق ۳۶۶، باہمی
تعاون ۳۶۷۔

توحیدی، محمد سالم: تاجدارِ مدینہ کی گھریلو زندگی
(۴)، ۲۲۷ — ۲۴۰

ازواجِ نبیؐ ۲۳۷، یکساں سلوک ۲۳۸، کاشانۂ اقدس ۲۳۹، عظمت و محنت ۲۴۰

ث

ثاقب کانپوری، ابو محمد: عرب اور علومِ طبیہ (۴)، ۸۹—۹۱
علمِ طب اور عربوں کی خدمات ۸۹، رازی کی تصنیفات ۸۹، علی عباس (طبیب) ۹۰، بوعلی سینا ۹۰، البقاس (جراح) ۹۰، شفاخانے ۹۱، فنِ جراحی ۹۱

ج

جامی، محمد عبدالرحمٰن (مترجم)، قصیدہ بُردہ شریف از محمد شرف الدین البوصیری (۲)، ۴۰—۶۰

جعفر شاہ پھلواری: اسلام اور جہاد (۴)، ۲۹۸—۳۱۵۔
مقصد کی محبت ۲۹۸، سب سے زیادہ محبوب مقصد ۲۹۹، قربانی ۲۹۹، اقسام قربانی ۲۹۹، جہاد بالنفس کا مطلب ۲۹۹، جانی جہاد ۳۰۰، جانی قربانی ۳۰۰، دفاعی جنگ ۳۰۰، جھوٹے پروپیگنڈے ۳۰۱، پروپیگنڈے کی غرض ۳۰۱، مدافعانہ اور جارحانہ ۳۰۲، اجزائے جہاد ۳۰۲، جہاد کی فرضیت ۳۰۳، اُمتِ مسلمہ کا وجود کیوں عمل میں آیا ۳۰۳، وعظ اور امر ۳۰۳، جہاد کا مطلب ۳۰۴، معروف اور اسلام ۳۰۴، امر و نہی کے لیے طاقت ۳۰۴، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خلاصہ ۳۰۴، فتنہ و فساد کا مطلب ۳۰۴، جنگ اور فطرت ۳۰۵، جنگ کے دو رخ اور جہاد فی سبیل اللہ ۳۰۵، حصولِ مقصد کی تیاری ۳۰۵، دو طرح کے دشمن ۳۰۶، آزادی کی قدر و قیمت ۳۰۶، اعدادِ قوت کی غرض ۳۰۷، بقائے وجود مقدم ہے ۳۰۷، اعدادِ قوت کا مقصد ۳۰۸، اعدادِ قوت کے شعبے ۳۰۸؛ پروپیگنڈا ۳۰۸، جاسوسی ۳۰۹، ذرائع حمل و نقل ۳۰۹، آلاتِ حرب و ضرب ۳۰۹، طبی امداد ۳۰۹، سامان خورد و نوش ۳۰۹، لباس ۳۰۹، حوصلے ۳۰۹؛ اخذ حذر ۳۱۰، مالی جہاد ۳۱۰، جانی جہاد کا مقصد ۳۱۰، جہاد سے پہلوتہی ۳۱۱، اگلوں کے نمونے ۳۱۱، بائبل ۳۱۱، لامذہبوں کے اعداد و شمار ۳۱۲، اسلامی و غیر اسلامی جنگوں کا فرق ۳۱۳، اسلامی آدابِ جنگ ۳۱۴، دونوں کا فرق ۳۱۵۔

جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضور اکرم اور تبلیغ (۳)، ۴۱۴—۴۱۷
تبلیغ — قرآنی اصطلاح ۴۱۴، تبلیغ کے لیے شرائط ۴۱۵، حضور کی تبلیغ اور اس کے اثرات ۴۱۶۔

جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضور اکرمؐ اور تعددِ ازواج (۴)، ۶۵۴—۶۶۶
یہ مقالہ لکھنے کا سبب ۶۵۴، متعدد شکوک ۶۵۴، دوسرا شبہہ ۶۵۴، تیسرا شبہ ۶۵۵، دیگر مصالح ۶۶۱، توسیع دین ۶۶۱، اصلاح و قیام امن ۶۶۱، آدھی دنیا کی تعلیم ۶۶۱، نصف دین کی تکمیل ۶۶۲، حسن معاشرت کا درس ۶۶۳، دوسرے غیر مسلم ۶۶۴، حسن معاشرت کا سبق ۶۶۴، خانگی زندگی کی شہادت ۶۶۶

جلال حامدی، سید: حیاتِ نبویؐ میں غاروں کی اہمیت (۴)، ۶۳۴—۶۴۰
غارِ حرا میں پہلی وحی ۶۳۵، غارِ ثور میں پناہ ۶۳۹

جناح، قائد اعظم محمد علی: رحمۃ للعالمینؐ (۳)، ۱۷۶—۱۸۱
عہدِ جاہلیت ۱۷۶، اصحابِ فیل کا واقعہ ۱۷۷، صحرائی تربیت ۱۷۸، حضرت خدیجہؓ ۱۷۸، صلح و امن کا داعی ۱۷۹، سیرت اور اخلاق کا معجزہ ۱۷۹، اولاد ۱۸۰، انقلاب عظیم ۱۸۰۔

چ

چراغ علی خان، محمد: پیغمبرؐ پر سحر (۴)، ۶۴۱ — ۶۴۶
اس میں سحر والی روایات کو تنقیدی زاویۂ نگاہ سے دیکھا گیا ہے، مقالہ نگار کہتے ہیں کہ "ایسے لغو اور واہی خیالات کو تو قرآن مجید جھٹلا چکا۔ پس جو روایتیں بھی اس مضمون کی ہوں گی وہ کب لائق التفات ہوں گی" ص ۶۴۱

ح

حبیب احمد: اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر (۳)، ۸۶ — ۹۲
اسلام سے پہلے عربوں کی اجتماعی زندگی ۸۶، اسلام کے اثر سے شرک کا خاتمہ ۸۹، اقتصادی نظام پر اسلام کے اثرات ۸۹ء

حسن میاں پھلواری: کتب سابقہ کی بشارتیں (۴)، ۴۳۸ — ۴۴۶
حضرت موسیٰ کی بشارت ۴۳۸، سیدنا داؤد علیہ السلام کا توصیف کرنا ۴۴۰، حضرت سلیمانؑ کی اپنے محبوب سے ملنے کی خواہش ۴۴۲، حضرت عیسیٰ کی بشارت ۴۴۴

حفیظ اللہ پھلواری، محمد: عہدِ نبوی میں علمی ترقیاں، (۴)، ۱۴۱ — ۱۴۷
علم کی اہمیت ۱۴۱، دارارقم ـ تبلیغی مرکز ۱۴۱، شعب ابی طالب ۱۴۱، مدینہ منورہ میں تعلیم دینے کا انتظام ۱۴۲، صفہ کی درس گاہ ۱۴۲، اقامتی درس گاہ دار القراء ۱۴۳، کتابت و تحریر کی ترقی ۱۴۴، اخلاقی اور حکیمانہ شاعری کی حوصلہ افزائی ۱۴۵، تدریس کا طریقہ ۱۴۶، قرآنِ حکیم کا فارسی میں ترجمہ ۱۴۷

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم (۴)، ۱۱۵ — ۱۲۷
عرب میں زمانۂ جاہلیت میں تعلیم ۱۱۵، قبل ہجرتِ اسلام ۱۱۸، بعد ہجرت ۱۲۰، درس گاہ صفہ ۱۲۰، تعلیم و تربیت کے لیے معلم بھیجنا ۱۲۱، مدینہ میں شرح خواندگی ۱۲۳، عہدِ رسالت میں فنی ذوق یا تخصص ۱۲۴، تعلیم نسواں کے لیے اہتمام ۱۲۵، یمن میں ناظرِ تعلیمات کا تقرر ۱۲۶، علماء کی فضیلت ۱۲۷

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبوی کی سیاستِ خارجہ کا شاہکار (۳)، ۵۵۵ — ۵۶۱
مدینہ میں شہری مملکت کا قیام ۵۵۴، یہودیوں کی اسلام کے خلاف جد و جہد ۵۵۶، مکہ والوں کا صلح کے لیے آمادہ ہونا ۵۵۷، صلح نامہ حدیبیہ اور اس کی شرائط ۵۵۹، حدیبیہ کی صلح کو فتح مبین کہا گیا ۵۵۹، معاہدۂ حدیبیہ ۵۶۰ ماخذ کے متن ۵۶۱، ماخذ کے اقتباسِ متن ۵۶۱، جدید بحث و ترجمہ ۵۶۱

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبویؐ کے اصولِ سیاسیات (۳)، ۶۴۴ — ۶۵۱
سیاست کاری ۶۴۴، مکہ کی اہمیت ۶۴۵، تبلیغِ رسالت ۶۴۶، اندرونی استحکام ۶۴۶، انسانی خون کی عزت ۶۴۷، فنونِ حرب کی ترقی و استفادہ ۶۴۷، خبر رسانی اور ناکہ بندی ۶۴۸، معاشی دباؤ ۶۴۹، غنیم کے دستوں کو توڑ لینا ۶۴۹، دشمنوں سے گھیرنا ۶۵۰، دعایکاری ۶۵۰، دشمن کے ایک طبقے کو موہ لینا ۶۵۰، معزز دشمنوں کا اسلام میں اعزاز ۶۵۱

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات (۳)، ۶۳۴ — ۶۴۳
قبل اسلام ۶۳۴، ابتدائے اسلام ۶۳۶، تتمہ ۶۴۳، ضمیمہ ۶۴۳

حمید اللہ، محمد: سرورِ کائنات کی حکومت (۳) ۶۰۷ — ۶۲۲
آنحضرتؐ کا ماحول ۶۰۷، ظہورِ قدسی ۶۰۸، سرورِ کائناتؐ کا مقصدِ رسالت ۶۰۸، حکمرانی کی تربیت ۶۰۸، حکومتیں کس طرح قائم ہوتی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت ۶۰۹، ابتدائے کار ۶۱۰، اجنبی استعمار پر حملہ ۶۱۳، حقوقِ شہریت کا منشورِ اعظم ۶۱۳، حکومت کے ادارے ۶۱۳، فرائض و مقاصدِ حکومت کی انجام دہی ۶۱۵، تبلیغ و تعلیم ۶۱۸، سول سروس ۶۱۹ فوج ۶۱۹، دارالانشا ۶۱۹، صیغۂ داخلہ ۶۱۹، حوالے ۶۱۹۔

حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ از نذیر حق (۲) ۵۱۳ — ۶۸۲
یہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس کے سولہ ابواب ہیں۔ اہم نکات کی نشاندہی کے لیے ان ابواب کے عنوان ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:
۱۔ تعارف ۵۱۵؛ ۲۔ نیا دین کیوں؟ ۵۳۴؛ ۳۔ پیغام اور اس کے متعلقات ۵۴۴؛ ۴۔ تبلیغِ اسلام اور اس کے نتائج ۵۵۱؛ ۵۔ یثرب۔ مدینۃ النبیؐ ۵۶۴؛ ۶۔ مکہ سے تعلقات ۵۷۹؛ ۷۔ عرب قبائل سے تعلقات ۵۹۶؛ ۸۔ یہود سے تعلقات ۶۰۲، ۹۔ خارجہ تعلقات ۶۰۵؛ ۱۰۔ اسلامی معاشرہ کی تنظیم ۶۱۶؛ ۱۱۔ رسولِ اسلامؐ کی تعلیمات ۶۳۳؛ ۱۲۔ رسولؐ کی عائلی زندگی ۶۴۳؛ ۱۳۔ دورِ نبویؐ کا معاشرہ ۶۶۲؛ ۱۴۔ رسول اللہؐ کے کام پر ایک نظر ۶۷۰؛ ۱۵۔ رسولِ خدا کا وصال ۶۷۴؛ ۱۶۔ تدفین اور جانشینی ۶۷۸

حیدر زمان صدیقی: عہدِ نبوت کے عمرانی اور تمدنی مسائل (۳) ۷۳۴ — ۷۴۸
زمانہ قبل نبوت کے اجتماعی مفاسد ۷۳۵، بے روح اور فلط کارانہ مذہب پرستی ۷۳۵، نظامِ تمدن کی ہیبت ناکیاں ۷۴۱، زہرناک قومی تعصب اور بے قید سیاست ۷۴۲، نتائج بحث ذکر ۷۴۷

خ

خالد کمال مبارک پوری: برناڈ شا اور عرب (۴) ۵۵۰ — ۵۵۴
برناڈ شا اور الف لیلیٰ ۵۵۰، برناڈ شا اور محمدؐ ۵۵۱، برناڈ شا اور تعددِ ازواج ۵۵۲، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بُت پرستی ۵۵۳۔

خالد مسعود: سیاستِ نبویؐ کا ایک اہم پہلو (۴) ۵۷۳ — ۵۷۵
تبوک جانے کا اعلان ۵۷۳، مسجد ضرار کا گرانا ۵۷۴، لات کے توڑنے کا مسئلہ ۵۷۴، نبیؐ کی سیاست ۵۷۵

خدیجۃ النساء ایم سراج: رسول اللہؐ اور طبقۂ نسواں (۳) ۵۰۷ — ۵۱۷ معاشرے میں عورت کا درجہ ۵۰۷، اجر کے سلسلے میں مرد و عورت میں مساوات ۵۰۸، فرائض کے عائد ہونے میں عورتوں کے لیے بعض رعایتیں ۵۰۹، ماں ہونے کے ناطے سے عورت کا بلند مقام ۵۰۹، نکاح سنت رسول مقبولؐ ہے ۵۰۹، حقوقِ اولاد ۵۱۰، حقوقِ نسواں ۵۱۱، وراثت میں عورت کا حصہ ۵۱۲، طلاق و خلع ۵۱۴، رسول اللہؐ نے عورت کا مرتبہ بہت بلند کر دیا ۵۱۶۔

خلیل ابراہیم: پہلے سیرت نگار حضرت عروہ بن زبیر۔ ترجمہ محمد اجمل اصلاحی (۱) ۳۹۷ — ۴۰۹، حالاتِ زندگی ۳۹۷، بنو امیہ سے عروہ کے روابط ۳۹۹، عروہ کے راوی ۴۰۰، عروہ کے تاریخی آثار ۴۰۰، عروہ کا طرزِ تحریر ۴۰۳، حواشی اور حوالہ جات ۴۰۵۔

خلیل حامدی، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں
(۴)، ۱۳۷ — ۱۴۰
درس گاہ کی تاسیس ۱۳۷، سزا دینے کا نظریہ ۱۳۷، درس گاہ کے ایک نامور طالب علم ۱۳۸، غیر ملکی زبان کی تعلیم ۱۳۸، مسجدی مدرسہ کتی ۱۳۹، حصول تعلیم کی ترغیب ۱۳۹، معلم کی شخصیت ۱۳۹، مدت تعلیم ۱۴۰، طرز تحریر ۱۴۰،

خورشید احمد، پروفیسر: نبی اکرمؐ بحیثیت داعی الی الحق
(۳)، ۳۹۶ — ۴۰۱، انبیاءؑ کے مبعوث ہونے کی غرض و غایت ۳۹۶، قرآن اور بعثت انبیاءؑ ۳۹۷، حضورؐ داعی الی اللہ ۳۹۸، کلی انقلاب کی جدوجہد ۳۹۹، دعوت دین کی راہیں ۴۰۰، حضورؐ کی دعوت دین کے لیے ثابت قدمی ۴۰۰

د

درد، رگھوناتھ راؤ: ظہور قدرت (۴)، ۳۳۴ — ۳۳۷
اس میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔

ر

رحمٰن، ایس اے: رسول اللہؐ کے عہد میں نظام عدل
(۳)، ۶۵۲ — ۶۶۵
قانون ۶۵۲، قرآنی قانون کی خصوصیات ۶۵۳، نظریۂ اجتہاد ۶۵۳، قانونی نوعیت کی احادیث ۶۵۴، معاہدوں کی پابندی ۶۵۴، ریاست کے معاملات ۶۵۶، اجتہاد کی اہمیت ۶۵۶، حاکم کی صفات ۶۵۶، کتمان شہادت ۶۵۷، سود کی ممانعت ۶۵۸، قرض کا لین دین ۶۵۹، امتحانی آزادی ۶۶۲ کوئی امتیاز نہیں ۶۶۲

رشید احمد ارشد، دیکھئے ارشد، رشید احمد

رئیس احمد جعفری: سرور کائناتؐ کا رویہ منافقوں سے
(۳)، ۵۱۸ — ۵۲۴، منافق کا کردار ۵۱۸، منافق کی سازش ۵۱۹، منافق ساتھی ۵۱۹، منافق باپ کا مومن بیٹا ۵۲۰، منافقوں کا عذر لنگ ۵۲۱، منافق کو شبہ کا فائدہ ۵۲۲، مسجد ضرار ۵۲۳، منافقوں کی فتنہ انگیزی میں ۵۲۳، منافق کی سپر ۵۲۳، منافق کا اقرار سے انکار ۵۲۴،

ز

زبیری، محمد نعیم الدین (مترجم)، خطبہ حجۃ الوداع
(۲)، ۷۳۵ — ۷۳۹، اس مقالے میں خطبہ حجۃ الوداع کا عربی متن اور اس کا اردو ترجمہ شامل ہے۔

س

سجاد میرٹھی، زین العابدین، پیغمبر اسلام کا پیغام امن و سلام
(۳)، ۴۶۰ — ۴۷۰، دنیا کے جاہلیت ۴۶۰، ادب جاہلی کی شہادت ۴۶۱، ندائے صفا ۴۶۴، شہنشاہیت ۴۶۴، سرمایہ داری ۴۶۵، وطنیت ۴۶۵، مذہبی منافرت ۴۶۶، انتقام در انتقام ۴۶۸۔

سلیم، قاری محمد عبد اللہ: پیغمبرؐ انسانیت خدا کی نظر میں
(۱)، ۲۱۲ — ۲۲۰ انبیائے ماسلف کی شان محبوبیت ۲۱۲، آپ کی شان محبوبیت ۲۱۴، آپ کے مکارم اخلاق ۲۱۶، آپؐ کا مقام عبدیت ۲۱۸، قرآن آنحضرتؐ کا علمی معجزہ ۲۱۹، روز آخرت آپؐ کی شہادت ۲۱۹

سلیمان ندوی، سید: حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے
(۲) ۳۳۰ — ۳۴۱ یہ مضمون سید سلیمان ندوی کی کتاب سیرۃ النبی جلد ساتویں سے لیا گیا ہے۔

قانون کا حاکم اور امر و نہی کا واضع صرف اللہ تعالےٰ ہے ۳۳۱، اطاعت کا حکم ۳۳۲، طاغوت کیا ہے ۳۳۵، اللہ تعالیٰ ہی حاکم، آمر اور واضع شرع ہے ۳۴۰

سلیمان ندوی، سید: سلطنت اور دین کا تعلق (۲)، ۳۴۲-۳۶۴
سلطنت اور دین کا تعلق ۳۴۲، لفظ رعیت ۳۴۹، سلطنت و ملکیت کی حقیقت ۳۵۳، اسلام نے ملکیت کے الفاظ ترک کر دیے ۳۵۳، لفظ ملک الملک کی ممانعت ۳۵۴

سلیمان ندوی، سید: عہدِ نبوی میں نظامِ حکومت (۲)، ۳۶۵-۳۹۹، عرب میں اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں مشکلات ۳۶۵، اسلام کا اصولِ سلطنت ۳۶۷، نظامِ محاصل ۳۷۲، امیر کا تصور ۳۸۱، باہمی مشورے کی ضرورت ۳۸۲، دنیوی سلطنت اور اسلام کے نظامِ سلطنت میں فرق ۳۸۹

سید قطب شہید دیکھیے قطب، سید
سید محمد عبدالستار گیلانی، دیکھیے گیلانی، سید محمد عبدالستار
سید محمد عبداللہ دیکھیے عبداللہ، سید محمد

ش

شبلی نعمانی: ظہورِ قدسی (۲)، ۳۲۸
رسولِ خدا کے ظہورِ قدسی کو شبلی نعمانی نے اپنے خاص پیرایۂ بیان میں لکھا ہے۔

شبیر احمد: اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳)، ۷۱۲-۷۲۱
قرآنِ کریم میں غلط نظریوں کی تردید ۷۱۲، اسلام کا اصولی نظریہ ۷۱۴، نصب العینی اندازِ فکر کے بنیادی اجزا ۷۱۵، اسلام کے بنیادی عقائد ۷۱۶، نصب العینیت کی غیر اسلامی توجیہات پر ایک نظر ۷۱۶، اسلامی فکر کے بنیادی اجزا ۷۱۸

شبیر احمد خاں غوری: صدرِ اسلام میں دینی علوم کے ارتقاء کا اجمالی جائزہ (۴)، ۵۷-۷۳، سیرتِ مقدسہ ۵۷، خلافتِ راشدہ ۵۹، امیر معاویہ اور اُن کی اولاد کا عہدِ حکومت ۶۳، مروانیوں کا عروج ۶۶، مروانیوں کا زوال ۶۹

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱)، ۶۹۱-۷۰۰
علامہ نبہانی کے ابتدائی حالات ۶۹۱، ان کی تالیفات ۶۹۲، حجۃ اللہ علی العالمین کے مندرجات ۶۹۷، معجزاتِ نبویؐ ۶۹۸، مآخذ ۶۹۹

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۷-۶۴۵
اکتسابِ علم ۶۳۷، منصبِ قضا ۶۳۷، تلامذہ و شعر و شاعری ۶۳۷، نمونۂ کلام ۶۳۸، تصانیف ۶۳۸، وفات ۶۳۹، شفاء شریف ۶۳۹، بارگاہِ رسالت میں شفاء شریف کی مقبولیت ۶۳۹، شفاء شریف کا مآخذ اور جرح و تعدیل ۶۴۲، مضامین شفاء ۶۴۲، شروح و تعلیقات ۶۴۳، حواشی ۶۴۴

شرف الدین اصلاحی دیکھیے، اصلاحی، شرف الدین

شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں: ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم (۳)، ۱۸۲-۱۹۰
معجزاتِ نبویؐ ۱۸۶، جود و سخا ۱۸۸، شجاعت و بہادری ۱۸۸، حیا ۱۸۸، تمکین و وقار ۱۸۹، تواضع و انکساری ۱۸۹، امانت ۱۹۰، خوفِ خدا ۱۹۰

شریفی، محمد حسام الدین: نبی اکرمؐ اور اصلاحِ معاشرہ (۳)، ۴۰۹-۴۱۳، غیبت کی ممانعت ۴۰۷، رشوت کی مذمت ۴۱۰، سُود کی حرمت ۴۱۰، پیشے کی اہمیت ۴۱۲

معاشرہ اور خوفِ خدا ۴۱۳

شمس اللہ قادری، سید: تجارت العرب قبل الاسلام
(۳) ۶۶ — ۸۵، تجارت عرب کی قدامت ۶۶، تجارت عرب کی وسعت ۶۶، دنیا کے وہ ممالک جہاں عرب تجارت کیا کرتے تھے ۶۷، مصریوں کے عربوں سے تعلقات ۶۷، صُور مین اور عربوں کے تعلقات ۶۸، بنی اسرائیل سے عربوں کے تعلقات ۶۹، بابل والوں سے عربوں کے تعلقات ۶۹، ایرانیوں سے عربوں کے تعلقات ۷۰، چین سے عربوں کے تجارتی تعلقات ۷۰، ہندوستان اور سیلان سے عربوں کے تجارتی تعلقات ۷۱، افریقہ اور عربوں کے تجارتی تعلقات ۷۲، عربوں اور یونانیوں کے تجارتی تعلقات ۷۳، عربستان کی تجارت گاہیں ۷۴، عربوں کے تجارت پیشہ قبائل ۷۷، قبیلہ قریش کے چند مشہور تجار ۷۸، وہ اشیا جن کی تجارت اہلِ عرب کیا کرتے تھے ۷۹، عربوں کی وہ تجارتی اجناس جو خاص خاص ممالک کی پیداوار ہیں ۸۰، عربستان کی پیداوار ۸۲، معدنیات وجواہرات ۸۴، صنعت وحرفت ۸۴

شمیم احمد، سید: ادبِ نبویؐ (۴) ۷۴ — ۸۲
احادیث ۷۵، مکاتیب ۷۵، خطبات ۷۵، رسولؐ اور عربی ادب ۷۶، قصیدۂ بردہ ۷۶، سعدی ۷۷، امیر خسرو کا نعتیہ کلام ۷۷، نعت قدسی ۷۸، اردو میں سیرت نگاری ۷۸، اردو شعراور مدح رسولؐ ۸۰

شوقی ضیف: الدّرر فی اختصار المغازی والسیر
ترجمہ محمد اجمل اصلاحی (۱) ۶۱۵ — ۶۳۶
تقدیم ۶۱۵، مصنف ۶۱۶، الدّرر کے ماخذ ۶۱۸، استناد اور قدر وقیمت ۶۲۱، سیرت ابن عبدالبر کا مخطوطہ ۶۳۰، حواشی ۶۳۲

شیر محمد خاں اعوان: رسولِ اکرمؐ کا معاشی نظام
(۳) ۷۲۲ — ۷۲۸، موجودہ معاشی واقتصادی عدم توازن کے نظام ۷۲۲، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ۷۲۳، کمیونزم اسلام کا حریف نہیں ۷۲۴، اسلامی اقتصادی نظام کے بنیادی عناصر ۷۲۴، معاشی عدل ۷۲۵، اسلام کے قوانین وراثت ۷۲۶، اسلام کے اقتصادی نظام کی برکات ۷۲۸

ص

صارم، عبدالصمد: قرآن، اسلام اور رسولؐ
(غیر مسلموں کی نظر میں) (۴) ۴۴۷ — ۴۷۹
اس میں غیر مسلم دانش وروں کے وہ اقتباسات جمع کیے گئے ہیں جو قرآن، اسلام اور رسولؐ خدا کے بارے میں ہیں۔ اُن میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

صلاح الدین، محمد: خُلقِ عظیم (۴) ۵۷۲ — ۵۷۹
خلق عظیم کی سند ۵۷۲، مکارم اخلاق کی تکمیل ۵۷۳، عالم انسانیت کی تعلیم کے مراحل ۵۷۴، انسانی معاشرہ کی عدل پر استواری ۵۷۶، قلم اور کتاب کا اخلاق سے تعلق ۵۷۷، اسلام کا تصور اخلاق ۵۷۷

ظ

ظفر علی خاں: گنجِ شائگاں (۴) ۷۳۹ — ۷۴۲
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث جمع کرنا باعث فوز عظیم ہے۔ مولانا جامی نے اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر چالیس احادیث کا منظوم ترجمہ اربعین جامی کے نام سے فارسی میں کیا تھا مولانا ظفر علی خاں نے انہی احادیث کا ترجمہ اردو نظم میں کیا (ص — ۷۳۹)

ظفر علی خاں: میرِ حجازؐ (۴) ۶۵۱ — ۶۵۳
رحمت خداوندی کا ظہور ۶۵۱، حریت اور آزادی کا دور ۶۵۲، عید میلاد النبیؐ ۶۵۲

ظفر نظامی نوشہروی: سرورِ کائناتؐ غیر مسلم مفکرین کی نظر میں (۴) ۴۸۰ — ۵۰۰
غیر مسلم مفکرین نے رسولؐ خدا کی خدمت میں اپنی تحریروں میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں مختلف مفکرین کی تحریروں سے اقتباسات دیئے گئے ہیں، ہر اقتباس ایک عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے۔

ظفر الدین، محمد: رحمت عالم کا پیش کردہ نظام حیات (۳) ۶۸۷ — ۷۰۲
چالیس سال اپنوں میں ۶۸۷، زندگی کے تیس سالہ مکہ اور مدینہ میں ۶۸۷، تعلیمات نبوی ۶۸۸، انسانیت کا مقام ۶۸۸، مرکز واجتماعیت ۶۸۸، نظام اجتماع ۶۸۹، نظام مساوات ۶۹۱، نظام عدل وانصاف ۶۹۲، نظامِ جنگ اور انتقام ۶۹۳، نظام معیشت ۶۹۵، نظامِ عفت وعصمت ۶۹۷، نظام امن وامان ۶۹۹، نظام تعلیم ۷۰۰، نظام اخلاق واعمال ۷۰۱

ع

عبدالحق انصاری، محمد: ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء (۳) ۱۲۸ — ۱۵۲، قرآن وسنت میں اخلاق ۱۲۹، متکلمین کے اخلاقی تصورات ۱۳۸، فلسفیانہ اخلاقیات ۱۴۱، تصوف کا اخلاقی آئیڈیل ۱۴۷

عبدالحکیم، خلیفہ: آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۴۷۱ — ۴۷۵، اصل دین توحید ہے ۴۷۲، غلاموں کو آزادی دینے کی ترغیب ۴۷۳، حقوق نسواں ۴۷۳، غلامی کی دو قسمیں۔ سیاسی غلامی اور معاشی غلامی ۴۷۴

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور مذہبی رواداری (۳) ۶۶۶ — ۶۷۳، دینی آزادی کا مفہوم ۶۶۶، صلح پسندی ۶۶۷، یہود ونصاریٰ سے مراعات ۶۶۷، عبادت گاہوں کا احترام ۶۶۸، آزادی و رواداری ۶۶۹، غیر مسلموں سے معاہدے ۶۷۰، تبلیغ کے طریقے ۶۷۱، بنیادی تصور ۶۷۲

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام کا سیاسی ومعاشی تصور (۳) ۵۹۷ — ۶۰۶ اخلاقی اور ذہنی نقطۂ نگاہ میں تبدیلی ۵۹۸، اسلامی مساوات ۵۹۸، اخلاق کی سطح کی بلندی ۵۹۹، اسلامی مملکت ۶۰۰، مملکت فلاح وخیر ۶۰۱، سود کا خاتمہ ۶۰۲، حق ملکیت اور ذاتی جائداد ۶۰۳، زکوٰۃ کا آئین ۶۰۴، نظام زکوٰۃ کی اہمیت ۶۰۵

عبدالحکیم، خلیفہ: رحمۃ للعالمینؐ بحیثیت انسان کامل (۳) ۲۱۸ — ۲۲۳ انسانوں کے اخلاق اچھے نمونوں سے متاثر ہو کر عمدہ سانچوں میں ڈھلتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اچھے نمونے محمد رسول اللہ ہی کی زندگی میں مل سکتے ہیں۔ ایسے ہی انسان کو انسان کامل کہہ سکتے ہیں۔ (ص ۲۲۳)

عبدالحکیم، خلیفہ: نبی کریم کے بنیادی عناصر (۳) ۴۵۵ — ۴۵۹ توحید۔ تعلیم محمدی کی اساس ۴۵۵، دیگر ادیان میں تصور توحید ۴۵۶، اسلام میں خدا کا تصور ۴۵۶، خدا انسان پر جبر روا نہیں رکھتا ۴۵۸، اجتہاد کی ضرورت ۴۵۸، آپؐ کا اسوۂ حسنہ ۴۵۹

عبدالحمید صدیقی: عہد جاہلیت میں عربوں کے مذہبی معتقدات (۳) ۵۶ — ۶۵ عرب میں بُت پرستی کا آغاز ۵۶، عرب کے مشہور بت اور بت کدے ۵۷، عربوں کی قومی بت پرستی ۵۹

عبدالرحمٰن عزام: تاجدارِ دو عالم کی فصاحت وبلاغت (۴) ۱۵۱ — ۱۵۸ فصاحت نبوی ۱۵۱، آپؐ کا انداز گفتگو ۱۵۲، آپؐ کی معجز بیانی ۱۵۲، رسولؐ خدا کے چند کلمات ۱۵۴

میدانِ عرفات میں آنحضرتؐ کا خطبہ ۱۵۶
عبدالرحمٰن عزام بک: رحمت و رافت کی روح رواں (۳) ۴۴۲ – ۴۴۸
آپؐ کی رحمت و رافت ۴۴۲، آنحضرتؐ کی جود و سخا ۴۴۲، آپؐ مسکینوں کی صحبت میں رہتے ۴۴۳، غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک ۴۴۴، غلاموں کو آزادی ۴۴۵، جانوروں کے ساتھ نرمی اور رحم ۴۴۵، بچوں کے ساتھ محبت ۴۴۶، جنازہ کا احترام ۴۴۷، آپؐ کی رحمت و شفقت تمام دُنیا کو گھیرے ہُوئے ہے۔ ۴۴۸
عبدالرحمٰن عزام بک: بندگی کا انقلابی تصوّر (۴) ۴۸ – ۵۵
آپؐ کی عبادت ۴۸، آنحضرتؐ نے دین و دنیا کو ہم آہنگ کر دیا ۴۸، غارِ حرا میں خلوت گزینی ۴۹، آپ محبتِ الٰہی اور خشیتِ ایزدی سے لبریز تھے ۵۰، رہبانیت سے منع فرمایا ۵۲، رسولِ خداؐ کی دعا ۵۴
عبدالرحمٰن ندوی دیکھیے ندوی، عبدالرحمٰن
عبدالرزاق، محمد: طبِ رسولؐ (۴) ۱۰۱ – ۱۰۵، کلونجی کے فوائد چھوہارے کا استعمال ۱۰۱، قسطِ بحری اور زیت سے علاج کا حکم ۱۰۲، سناء کے فوائد ۱۰۲، معدہ بدن کا حوض ہے۔ ۱۰۳، بچھو کے کاٹے کا علاج ۱۰۳، گوشت کھانے کے فوائد ۱۰۴، رات کا کھانا ۱۰۴، کھنبی آنکھوں کے لیے شفا ہے ۱۰۴، سوتی کپڑے پہننے کے فائدے ۱۰۵
عبدالستار خاں نیازی: پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۲۴۷ – ۲۶۰
تمہید ۲۴۷، آغازِ کلام ۲۴۸، عقل کی حد کا تقاضا عقل کرتی ہے ۲۴۹، انبیاء علیہم السلام کا تاریخی اور عقلی منصب ۲۵۰، پیغمبروں کے درمیان تفریق نہیں لیکن فضیلت ہے ۲۵۴، پیغمبرؐ کی سنت سے اجماع امت کا رشتہ ۲۵۵، عالمی مسائل اور پیغمبرِ اسلام ۲۵۶، انسانیت کی نجات رحمۃ للعالمین کی پیروی میں ہے ۲۵۸، ختمِ نبوت۔ ۲۶۰
عبدالصمد صارم دیکھیے صارم، عبدالصمد
عبدالقدوس ہاشمی: سیرتِ طیبہ کا مطالعہ (۴) ۲۸۲ – ۲۸۵)
سیرت کے مطالعے کی ضرورت ۲۸۳، سیرتِ طیبہ کی ہمہ جہتی اہمیت ۲۸۴، انسانی زندگی کے مسائل اور سیرتِ پاکؐ سے راہنمائی ۲۸۴
عبدالقیوم، پروفیسر: اُمّی نبی کا مفہوم (۴) ۷۰۸ – ۷۱۴)
اُمّی لقب ۷۰۸، اُمّی کا مطلب ۷۰۹، مفسرین کے نزدیک اُمّی کا مفہوم ۷۰۹، دورِ حاضر کے مفسرین کے نزدیک اُمّی کا مطلب ۷۱۱
عبداللہ، سید محمد: سیرتِ نبویؐ کا پیغام عصرِ حاضر کے نام (۳) ۲۶۶ – ۲۷۴، آنحضرتؐ کی جامع شخصیت ۲۶۶، اسوۂ حسنہ ۲۶۷، اتحادِ اسلامی ۲۶۷، دعوتِ حق اور آج کی زبان ۲۶۸، حضورؐ کی تعلیمات اور مغرب ۲۶۸، مغرب کی پریشانیاں ۲۶۹، ایمان ۲۷۱، آپؐ کی تعلیمات اور معاشی نظام ۲۷۲
عبداللہ قدسی: اسلام سے پہلے عرب کے تصورات (۳) ۴۱ – ۵۵، مذاہبِ عرب ۴۲، بت پرستی ۵۰، توحید ۵۱، عرب میں یہودیت و نصرانیت ۵۲، عرب کا قانون ۵۳، عرب کا فلسفۂ اخلاق ۵۴
عبداللہ یوسف علی، علامہ: محمدؐ رسول اللہ (۳) ۲۰۴ – ۲۱۷)
شخصیت اور کامیابی ۲۰۴، غیر مسلموں سے استدعا ۲۰۴، مناظرِ قدرت کا اثر ۲۰۵، خاندانی وجاہت ۲۰۵، صحرائی تہذیب ۲۰۶، والدین ۲۰۷، بی بی حلیمہؓ ۲۰۶، قلب میں انوار تجلیات ۲۰۸، ابوطالب ۲۰۸، تجارتی مراکز کا سفر ۲۰۹،

دیانت وامانت ۲۱۰، حضرت خدیجہؓ اور حضرت
فاطمۃ الزہرا ۲۱۰، نبوت کا اعلان ۲۱۲، صبر و استقلال
کی مستحکم چٹان ۲۱۲، دنیا نے پیغام حق کیسے سنا ۲۱۳،
عمر بن الخطابؓ ۲۱۴، ظلم و ستم کا دور ۲۱۵، مدینہ شریف
کی ہجرت ۲۱۵، رحم ۲۱۵، غزوات ۲۱۶، عالمگیر اخوت
۲۱۶، موجودہ زمانہ کا پیغام ۲۱۷
عبدالماجد دریا بادی: سیرت رسولؐ قرآن کی روشنی میں
۲۳۲ — ۳۰۲ ظہور کی پیش خبریاں ۲۳۲ فضائل خصائص
اور مشاغل ۲۳۶، رسالت و بشریت ۲۵۴، معاصرین
۲۶۱، مشرکین ۲۶۴، منافقین ۲۸۰، مومنین ۲۹۲
عبدالماجد دریا بادی: سیرت نبویؐ کی روشنی میں سچی باتیں
(۳) ۲۶۱ — ۲۶۹ بابرکت نکاح ۲۶۱، دور جاہلیت
کی واپسی ۲۶۱، نیت عمل کا فرق ۲۶۲، ایفائے
عہد ۲۶۳، حب دنیا ۲۶۴، پابندی عہد ۲۶۴، مقصود
زندگی ۲۶۵، جذبہ حب زر ۲۶۵ سہل الحصول نسخہ
۲۶۶، جشن ولادت ۲۶۷، جنتی بیوی ۲۶۷، حقیقت
دنیا ۲۶۸، رنگ و نسل ۲۶۹
عبدالواحد ہالے پوتا دیکھئے ہالے پوتا، عبدالواحد
علوی، اسحاق النبی: سیرت النبیؐ (توقیت کی روشنی میں)
(۲) ۵۲ — ۲۰۴ درست تاریخیں ۵۹، مہینوں
اور موسموں میں اختلاف ۶۰، موسمی مطابقت کی مثالیں
۶۳، تیسری قسم کی نامطابقتیں ۶۴ صحیح توقیت کی مثالیں
۶۶ توقیتی تضادات کی چوتھی قسم ۶۷، واقعاتی ترتیب
میں تضاد ۷۰، اہل مکہ کا نظام سنی ۷۹، مدنی کیلنڈر
۱۱۶، دو تقویمی نظریہ کی ابتداء ۱۲۰، توقیتی اختلافات کا
واقعاتی ترتیب پر اثر ۱۳۲، ابن حبیب اور مجبر کی
حیثیت ۱۴۸، ہجرت ۱۵۲، سن ۲ اور ۳ ہجری کے
واقعات ۱۵۶، معرکہ احد اور غزوہ حمراء الاسد ۱۶۴،
غزوہ بدر موعد ۱۷۰، غزوہ ذات الرقاع ۱۷۳، صلح حدیبیہ
۱۷۷، غزوہ خیبر ۱۸۳، فتح مکہ ۱۸۴، غزوہ تبوک ۱۹۴
حجۃ الوداع ۱۹۸، جیش اسامہ اور رحلت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲۰۰)
علوی، سید بدرالدین: عہد نبوی میں قرآن مجید کی ترتیب و تدوین
(۱) ۳۶۹ — ۳۹۶ کتابت وحی ۳۶۹، سورتوں کی ترتیب
۳۷۱، عہد نبوی میں قرآن مجید کے چھ نسخے ۳۷۲، قرآن
مجید کی تعلیم دینے کا انتظام ۳۷۸، عہد نبوی کی ترتیب
اور موجودہ مصحف کی ترتیب میں مطابقت ۳۸۰
علی حافظ: مسجد نبوی (۴) ۵۶۰
علی شیر: آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رائے
(۴) ۵۲۹ — ۵۳۸ آنحضرتؐ کی شکل و شمائل ۵۳۰،
آپ کا اعزاز خاندان ۵۳۰، آنحضرتؐ کی فصاحت ۵۳۰،
آنحضرتؐ کی معرفت اور دیگر خصائل ۵۳۰، آنحضرت کا
نبی برحق ہونا ۵۳۱، تعلیم محمدی و اصلاحات ۵۳۲، آنحضرت
کی مقرر کردہ اذان ۵۳۴، تعلیم محمدیؐ کی برکتیں ۵۳۴، اسلام
بزور شمشیر نہیں پھیلا ۵۳۵، آنحضرتؐ کا سلوک غیر
مذاہب کے ساتھ ۵۳۵، آنحضرتؐ کی نسبت اتہام مرض
صرع ۵۳۵،
عمر الدین: اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا
(۳) ۱۴۳ — ۱۹۶ اخلاق قبل اسلام ۱۵۲، قرآن مجید کا اخلاق
۱۵۳، سنت کا اخلاق ۱۵۵، اخلاقی فکر کا پس منظر ۱۵۷،
کلامی اخلاقیات ۱۵۹، معتزلہ ۱۵۹، اشاعرہ ۱۶۰، ماتریدیہ
۱۶۱، فلسفہ اخلاقیات ۱۶۱، کندی (م ۲۵۹ھ/۸۷۳ء)

۱۶۱، فارابی (م ۳۳۹ھ/ ۹۵۰ء) ۱۶۲، ابن سینا (م ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۶ء) ۱۶۳، اخوان الصفا ۱۶۳، مسکویہ (م ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء) ۱۶۴، صوفیانہ اخلاق ۱۶۶

عنایت اللہ، شیخ: رسولِ اکرمؐ کے سیرت نگار (۱) ۷۰۹ — ۷۱۹

سیرت کے مطالعہ کی ضرورت ۷۰۹، سیرت نگاری کی ابتداء ۷۱۰، سیرت نبویؐ کے قدیم مصادر ۷۱۰، امام زہری ۷۱۱، موسیٰ بن عقبہ ۷۱۱، سیرت ابن ہشام ۷۱۲، متقدمین کی مؤلفات: کتاب المغازی مؤلفہ الواقدی ۷۱۴، کتاب الطبقات الکبیر لابن سعد ۷۱۵، انساب الاشراف مؤلفہ علامہ بلاذری ۷۱۵، تاریخ الرسل والملوک مؤلفہ امام طبری ۷۱۶، متاخرین کی تالیفات: کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۷۱۶، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ۷۱۷، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۷۱۷، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ تالیف القسطلانی ۷۱۷، الخمیس فی احوال النفس نفیس ۷۱۸، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ۷۱۸

غ

غلام جیلانی برق دیکھیے برق، غلام جیلانی

غلام السیدین، خواجہ: انسانِ کامل (۳) ۲۲۸ — ۲۴۶

آنحضرتؐ کے ابتدائی حالات ۲۲۹، صادق اور امین کا خطاب ۲۳۰، غار حرا میں پہلی وحی ۲۳۰، اعلان نبوت کے وقت عرب کے حالات ۲۳۲، اخلاق نبوی ۲۳۶، آداب جنگ کی تعلیم ۲۳۹، اعجاز بلاغت کی چند مثالیں ۲۴۱، اسلام کی تعلیم ۲۴۲

غلام مصطفیٰ خاں: اُردو احادیث کے محاورے (۴) ۵۹۰ — ۶۲۲ اس میں حضورؐ کی ایسی احادیث نقل کی گئی ہیں جو اُردو میں محاورات یا ضرب الامثال کی طرح بولی جاتی ہیں اُردو شعراء کے اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔

غلام مصطفیٰ خاں: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات (۳) ۴۳۵ — ۴۴۱

غلام مصطفیٰ خاں: ہمہ قرآن در شانِ محمدؐ (۱) ۸۹ — ۲۰۲

"آپ کی حیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ قرآن کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی صحیح عملی تصویر پیش کرتا ہے" (ص۔ ۸۹) سو اس مقالے میں سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک اس موضوع کو واضح کیا گیا ہے۔

ف

فاروقی، محمد طاہر: غزوات نبویؐ (۴) ۳۱۶ — ۳۲۱

جہاد کا حکم ۳۱۶ قریش کا یہود کو اکسانا ۳۱۷، غزوہ بدر ۳۱۸، غزوہ احد ۳۱۸، غزوہ خندق ۳۱۹، قریش، یہود اور منافقین — تین بڑے گروہ ۳۱۹، فتح مکہ ۳۱۹، غزوۂ تبوک ۳۱۹، نتائج جنگ ۳۲۰

فاروقی، نثار احمد: انسانیت کا منشور آزادی (۴) ۳۴۳ — ۳۴۶، اس میں خطبہ حجۃ الوداع کو زیر بحث لایا گیا ہے اس فصیح و بلیغ خطبے کے اقتباسات اُردو ترجمے کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔ آخر میں دس اصول بیان کئے گئے ہیں جو اس خطبے سے ماخوذ ہیں

فاروقی، نثار احمد الرسالات النبویہ یعنی رسولؐ اکرم فخر عالم و آدم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب مکتوبات و فرامین کا اُردو متن، مع ترجمہ و مختصر حواشی (۲) ۲۰۵ — ۲۶۶

مقالہ نگار نے اس مقالے میں آنحضرتؐ کے مکتوبات اور دستاویزات کا انتخاب دیا ہے۔ اُردو ترجمہ بھی متن کے ساتھ

موجود ہے نثار احمد فاروقی مقدمہ میں رقمطراز ہیں" رسولؐ
اللہ کے (۲۵۰ سے زائد) مکاتیب اور وثائق مختلف
مصادر میں ملتے ہیں اور یک جا سب سے زیادہ ڈاکٹر
محمد حمید اللہ کی قابلِ قدر کتاب الوثائق السیاسیہ میں دیئے
گئے ہیں" (ص - ۱۲۵) زیرِ حوالہ مقالے میں جو مکتوبات
اور دستاویزات شامل کئے گئے ہیں، اُن کی تعداد ۹۹ ہے
فاروقی، نثار احمد: طبقات ابن سعد (سیرتِ نبوی کا قدیم ماخذ)
(۱) ۴۹۸ — ۵۶۲ محمد بن عمر الواقدی ۴۹۸، ابن سعد کے
شیوخ ۵۰۲، وفات ۵۰۵، طبقات اور ان کی تدوین
۵۰۶، ابن سعد کے دوسرے مآخذ ۵۰۸، تقسیم طبقات
۵۱۱، طبقات کی اہمیت ۵۱۲، طبقات ابن سعد میں سیرۃ
کا مواد ۵۱۶، مکتوبات وفرامین ۵۲۱، اہل کتاب سے
تعلقات ۵۲۲، آنحضرت کے فضائل واخلاق اور سیرۃ
طیبہ ۵۲۴، طبقات ابن سعد میں مغازی اور مدنی زندگی
کا بیان ۵۴۰
فخر الدین، فواد: حضورؐ نے انسانی معاشرت کو کیا دیا. ترجمہ از
خلیل حامدی (۳) ۴۹ — ۵۴
دعوتِ حق کا ابلاغ ۵۰، تواضع اور رواداری ۵۰،
عام مساوات ۵۱، اسلامی اور انسانی اخوت ۵۱، اعتماد
علی النفس ۵۲
فراق، ناصر نذیر: تصویر ہجرت (۴) ۲۴ — ۲۹
ہجرت کے لئے تیاری ۲۶، غارِ ثور میں قیام ۲۸،
مدینہ کی طرف روانگی ۲۹، حضور کا مدینہ میں استقبال ۲۹
فواد فخر الدین دیکھئے فخر الدین، فواد

ق

قدوسی، اعجاز الحق. رسولؐ اکرم کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونۂ عمل ہے
(۲) ۲۲۲ — ۲۳۶ حسن معاملہ اور ایفائے عہد ۲۲۲،
جوہر انصاف ۲۲۳، عفو و درگزر ۲۲۴، جود وسخا ۲۲۴،
خرید و فروخت کے آداب ۲۳۵
قطب، سید: ہمارا پرچم انقلاب — لا الٰہ الا اللہ (۴) ۷ — ۱۵
مکی دور کا بنیادی مسئلہ ۷، کارِ رسالت کا آغاز اسی مسئلہ
سے ہوا ۸، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قومیت کے نعرہ
سے کیوں کام کا آغاز نہیں کیا ۹، قومی نعرے کو اختیار نہ
کرنے کی وجہ ۱۰، آپؐ نے اقتصادی انقلاب کا طریق کار
کیوں نہ اختیار کیا ۱۱، ایسا طریق کار اختیار نہ کرنے کی وجہ
۱۱، آپ نے اصلاح اخلاق کی مہم سے دعوت کا آغاز
کیوں نہ کیا ۱۲، اس طریقہ میں کیا کمزوری تھی ۱۳، ہمہ گیر
انقلاب ۱۳، یہ انقلاب عظیم کیسے برپا ہوا ۱۴، نظام حق کی
کامیابی کا واحد راستہ ۱۵

ک

کارلائل، ٹامس: سید الانبیاءؑ (۴) ۵۳۹ — ۵۴۷
حضرت محمدؐ پیغمبرِ صادق ہیں ۵۳۹، سفرِ شام اور راہب
سے ملاقات ۵۴۰، مدینہ میں دس سال کی جدوجہد ۵۴۴،
آپؐ کی صفات ۵۴۵، اسلام نور کا ظہور تھا ۵۴۶
کوثر نیازی: پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم
(۴) ۱۶ — ۳۲ اسلامی انقلاب ۱۶، اسلام سے قبل دنیا
کی حالت ۱۶ — روم اور ایران ۱۷، اسلام سے پہلے دنیا
کی مذہبی حالت ۱۹، مذہبی رواداری کا ارتقاء ۲۱، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تعلیمات ۲۳، سیاسی تعلیمات
۲۳، آزادیٔ نسواں ۲۴، اقتصادی تعلیمات ۲۵، علم و
مشاہدہ کی ضرورت پر زور ۲۸

گ

گلزار احمد: خاتم النبیینؐ کا بچپن (۴) ۵۶۱ — ۵۷۱
آپ کا خاندان ۵۶۲، حلیمہ سعدیہ کی خدمات ۵۶۲،

جناب آمنہ کا یثرب کا سفر ۵۶۴، حضرت عبد المطلب کی کفالت ۵۶۶، حضرت ابوطالب اور آپ کی نگہداشت ۵۶۶، حضرت ابوطالب کے ہمراہ سفر شام ۵۶۷

گلزار احمد: غزواتِ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم (۴) ۳۲۲ — ۳۷۲ غزوات نبوی پر تحقیق کی ضرورت ۳۲۲، میثاق مدینہ ۳۲۵، غزوہ بدر ۳۳۶، غزوہ احد ۳۴۵، غزوہ خندق ۳۵۳، صلح حدیبیہ ۳۶۲، فتح خیبر ۳۶۴، موتہ کی لڑائی ۳۶۷، فتح مکہ ۳۶۹

گلزار حسین: دورِ نبوی میں عرب قوم (۴) ۱۵۹ — ۱۶۱ جاہلیت ۱۶۱، عائلی زندگی ۱۶۱، معاشرتی برائیاں ۱۶۱، سادہ زندگی ۱۶۰، ایفائے عہد ۱۶۲، مہمان نوازی ۱۶۳، احساس برتری ۱۶۰، راست گوئی ۱۶۱

گیلانی، سید محمد عبدالستار: علوم عرب (۴) ۸۳ - ۸۸ علم متن اللغتہ ۸۴، علم الصرف ۸۴، علم النحو ۸۴، علم المعانی ۸۶، علم البیان ۸۶، علم البدیع ۸۶، علم القوافی ۸۶، علم الفقہ ۸۷، علم الحساب ۸۷

گیوم، الفرڈ: ابن اسحٰق اور سیرۃ الرسول اللہؐ. ترجمہ تحسین فراقی (۱) ۴۱۰ — ۴۵۱ ابن اسحٰق. تعارف ۴۱۰، سیرت: سیرت کے پیش رو ۴۱۲، خصوصیات ۴۱۸، شاعری ۴۲۱، گم شدہ اصل نسخے کی تفویض ۴۲۶، ابن اسحٰق کی شہرت ۴۳۰، ترجمہ دتمن ۴۳۸، مدیر ابن ہشام ۴۳۹، موسیٰ بن عقبہ کی گمشدہ کتاب کا کچھ حصہ ۴۴۱، حواشی ۴۴۷

م

مالک رام: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حلہ (۳) ۱۷۲ — ۱۷۵ کلمہ میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی توحید خالص کا اعلان ہے اس کا پڑھنے والا عہد کرتا ہے کہ آج سے میں کسی غیر اللہ کی عبادت نہیں کروں گا۔ (ص — ۱۷۵)

ماہر القادری: محمدؐ عبدہٗ و رسولہٗ (۳) ۲۲۴ — ۲۲۷ قیصر کے ابوسفیان سے رسولؐ خدا کے بارے میں سوالات ۲۲۵، مدینے میں ورود مسعود اور آپؐ کا استقبال ۲۲۶، اخلاق نبویؐ ۲۲۷

ماٹر گانی، محمد جمعہ: سرور کونینؐ اور سماجی انصاف ۔ ترجمہ از وحید عثمانی (۳) ۴۰۵ — ۴۰۸ مکہ والوں کا ظالمانہ رویہ ۴۰۶، ہجرت نبوی ۴۰۶، مدینے میں ورود مسعود ۴۰۷، اسوۂ رسولؐ پر عمل کی اہمیت ۴۰۷

محمد اجمل اصلاحی دیکھئے اصلاحی، محمد اجمل

محمد اسلم ملک: مدینہ کی قدیم تاریخ (۲) ۴۲۲ — ۴۶۸ شہر کب آباد ہوا ۴۲۳، مدینہ کا قدیم نام ۴۲۴، یہود کی آمد ۴۲۵، یہود کا بسایا ہوا شہر یثرب ۴۲۷، یثرب کہاں واقع تھا؟ ۴۲۸، یہود نے یثرب کی سکونت کیوں ترک کی؟ ۴۲۹، اوس اور خزرج کی آمد ۴۳۰، بعاث ۴۳۱، قبائلی تقسیم ۴۳۴، یثرب کی تعمیرات اور مکانات ۴۳۵، ہجرت کی نوعیت ۴۳۸، دار الخلافہ کے لیے جگہ کا انتخاب ۴۳۹، حرم مدینہ ۴۴۳، حرم مدینہ کی حدود ۴۴۴، اسلام میں اولین مسجد کی تعمیر ۴۴۵، مسجد نبویؐ کی تعمیر ۴۴۶، ازواج مطہراتؓ کے حجرے ۴۴۹، دار الخلافہ کی تعمیر کا تصور ۴۵۱، مہاجرین کی آبادکاری ۴۵۳، شہر کی توسیع ۴۵۵، گلی کوچے ۴۵۶، حمام اور طہارت خانے ۴۵۷، بیت الخلا ۴۵۸، قبرستان اور عیدگاہ ۴۵۹، باغات ۴۵۹، خندق ۴۶۰، سرکاری مہمان خانہ ۴۶۰، مدینہ کی مساجد ۴۶۲، مدینہ کی فوجی چھاؤنی ۴۶۵، مدینہ کا بازار ۴۶۸

محمد اسلم ملک، مکہ کی قدیم تاریخ (۲)، ۴۰۲ — ۴۲۱
مکہ مکرمہ کی بنیاد ۴۰۲، حضرت اسمٰعیلؑ کی بنی جرہم میں شادی ۴۰۶، خاندانِ اسمٰعیلؑ خانۂ خدا کا متولی ۴۰۸، مکہ کے حکمران ۴۰۹، قطنے کا مکے پر قبضہ کرنا ۴۱۲، شہرِ مکہ کی آبادی اور تعمیری منصوبہ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں ۴۱۴
محمد اسماعیل آزاد دیکھیے آزاد، محمد اسماعیل
محمد اشرف: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (۳)، ۱۹۱ — ۲۰۳
رحمۃ للعالمین ۱۹۱، اللہ تعالےٰ کی رحمت و شفقت ۱۹۴، دینِ اسلام کی رحمت و رافت ۱۹۷، رحمتِ محمدیہ اور نظامِ اقتصاد و معاشیات ۱۹۹
محمد اشرف خاں، رسولؐ اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی نظام (۴)، ۷۳۰ — ۷۳۸
دینِ توحید ۷۳۰، نظامِ حیات ۷۳۱، بنیادی حقوق ۷۳۲، عادلانہ نظام ۷۳۲، سرمایہ دارانہ نظام ۷۳۴، اشتراکی نظام ۷۳۵، طبقاتی کشاکش ۷۳۶، حدودِ الٰہی ۷۳۷
محمد انوار الحق دیکھیے انوار الحق، محمد
محمد جعفر شاہ پھلواری دیکھیے جعفر شاہ پھلواری، محمد
محمد جمعہ مارگانی دیکھیے مارگانی، محمد جمعہ
محمد چراغ علی خاں دیکھیے چراغ علی خاں محمد
محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی دیکھیے، شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں
محمد حسام الدین شریفی دیکھیے، شریفی، محمد حسام الدین
محمد الحسنی، سید (مترجم)، بارگاہِ نبوی میں از سید ابوالحسن ندوی (۴)، ۷۱۵ — ۷۲۳
محمد حفیظ اللہ پھلواری دیکھیے حفیظ اللہ پھلواری، محمد۔
محمد حمید اللہ دیکھیے حمید اللہ، محمد
محمد حنیف ندوی دیکھیے ندوی، محمد حنیف
محمد زاہد: دربارِ رسالتؐ کا پیغمبرانہ طرق (۴)، ۶۲۳ — ۶۲۶
تعیینِ اوقات ۶۲۳، بحث و گفتگو کے مسائل و موضوعات ۶۲۴، عملیات کی پاپرشناسی ۶۲۴، شگفتہ مزاجی ۶۲۴، عورتوں کے لیے انتظام ۶۲۵، صحبتِ نبویؐ کے فیوض ۶۲۶
محمد سالم توحیدی دیکھیے، توحیدی، محمد سالم
محمد سلیمان منصور پوری: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۴)، ۵۸۰ — ۵۸۹، قرآن مجید میں للعالمین کا لفظ کن کن اشیا یا اشخاص کے متعلق آیا ہے ۵۸۰، آپ عالمین کے لیے رحمت ہیں ۵۸۱، آپؐ کا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ ۵۸۴، رحمت کے مختلف پہلو ۵۸۵
محمد صالح: آدابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (۴)، ۶۸۳ — ۷۰۲
صدیق اکبرؓ کا طریق ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۸۴، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اپنے باپ کو آنحضرتؐ کی گستاخی کرنے کے سبب طمانچہ مارنا ۶۸۵، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھنا خلافِ ادب سمجھا ۶۸۶، حضرت عمر خطابؓ کا طریق ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۸۶، حضرت عثمانؓ کا طریق ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۸۷، حضرت علیؓ کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۸۹۔ حضرت علی کا نماز عصر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث قضا کرنا ۶۹۰، حضرات عثمان و عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۱، حضرت براء بن عازبؓ کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۲، حضرت ابوہریرہؓ کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۳، حضرت اصلح بن شریکؓ کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۳، امام

جعفر صادق کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۴، امام
مالک بن انس رضؓ کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹۴، حضرت ابو محذورہؓ کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ۶۹۵، خالد بن ولیدؓ کا طریق ادب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم ۶۹۵، امیر معاویہ کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹۵ - عبداللہ بن عمرؓ کا ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ۶۹۶، حضرت محمد رسولؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعظیم و تکریم کا زندگی اور بعد وصال یکساں واجب
ہونا ۶۹۷، روضہ مبارک کے قریب میخ گاڑنے پر عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تہدیدی حکم ۶۹۷، مسجد نبویؐ میں
چلا کر بولنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری حکم ۶۹۸،
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ابو جعفر کو مسجد نبویؐ میں چلا
کر بولنے پر ڈانٹنا ۶۹۸، صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نام مبارک کے ساتھ بابی کہتے ۷۰۰، آپؐ کے نام مبارک
کا ادب کافر بھی کرتے تھے ۷۰۰، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۱، امام
بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ۷۰۱، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۱، سلطان محمود غزنوی کا طریق ادب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۲
محمد صغیر حسن معصومی دیکھیے معصومی، محمد صغیر حسن
محمد صلاح الدین دیکھیے، صلاح الدین، محمد
محمد طاہر فاروقی دیکھیے، فاروقی محمد طاہر
محمد طیب، قاری: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول
(۱)، ۳۸ - ۵۱، آپؐ کا خلق (سیرت) اور قرآن
۳۸، حدیث قرآن کی شرعی تفسیر ۳۹، قرآن اور دعوت
فکر ۴۴، عصری مسائل کے حل کے لیے سیرت نبویؐ کی
ضرورت و اہمیت ۴۷
محمد ظفیر الدین دیکھیے، ظفیر الدین، محمد
محمد عبدالحکیم شرف قادری، دیکھیے شرف قادری، محمد عبدالحکیم
محمد عبدالرزاق دیکھیے، عبدالرزاق، محمد
محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلم اخلاق (۴)، ۲۴۱ - ۲۴۸،
معاشرے میں حقوق و فرائض ۲۴۱، لفظ خلق کی تشریح
۲۴۲، مکارم اخلاق کی تکمیل ۲۴۴، انداز تعلیم ۲۴۵،
جن چیزوں کو حسن اخلاق کہا گیا ہے وہ کیا ہیں؟ ۲۴۶،
محمد مبارک: دین رسولؐ اور دیگر مذاہب فکر (۴)، ۵۰۱ - ۵۲۵
اسلام اور دور جدید ۵۰۱، یورپ جس سے ہم دوچار ہوئے
۵۰۲، شخصیتوں کا اختلاط ۵۰۵، اسلامی مصنوعات
میں رنگ آمیزی ۵۰۶، اسلامی نظام میں نسبتوں کی تعیین
۵۰۹، اسلام اور جدید مشکلات کا مقابلہ ۵۱۲، نصوص
کو سمجھنے میں دقت ۵۱۲، جدید حالات میں شریعت کے
قوانین کی تطبیق ۵۱۳، اصطلاحات اور جدید تصنیفات
۵۱۶، نئی قسمیں ۵۱۸، جمہوریت اور اشتراکیت ۵۲۰،
جمہوریت ۵۲۰، اشتراکیت ۵۲۱، اسلام کی اشتراکیت
۵۲۴، مفہومات کی تشریح ۵۲۴۔
محمد مظہر الدین صدیقی دیکھیے، مظہر الدین صدیقی، محمد
محمد نعیم الدین زبیری دیکھیے زبیری، محمد نعیم الدین
محمد ہادی حسن دیکھیے ہادی حسن، محمد
محمد یسین مظہر صدیقی دیکھیے مظہر صدیقی، محمد یسین
محمود حسن: وحی (۲)، ۶۸۳ - ۷۲۴
وحی کا مفہوم ۶۸۳، حامل وحی کی صداقت ۶۸۴،
وحی کی تکذیب اور تحریف ۶۹۱، لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا
اَمَانَةَ لَهٗ ۶۹۸، کار خلافت کے لیے علمی و جسمانی قوت
کی ضرورت ۷۰۲، فطرت سلیم کو فاسد کرنے والے اسباب

۱۱، عصمت انبیاء ۱۹، بارِ امانت کو سہل و
آسان بنانے کے لیے انبیاء کی ضرورت ۲۲، علم وحی
اور صفتِ امانت کے حصول کی اہمیت ۲۳
محمود حسن، شیخ الهند (شریکِ مقالہ)، حقیقتِ توحید اور حقیقتِ
وحی از امین احسن اصلاحی و شیخ الهند محمود حسن
(۲) ۲۶۷ — ۳۲۷
محمود، عبدالحلیم (شیخ الازہر) جوہرِ خلقِ رسول (صلی اللہ علیہ
وسلم) ترجمہ از ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۴) ۲۲۸ — ۲۳۱
آپ کا اخلاق قرآن تھا ۲۲۸، آپ کو اخلاقِ عالیہ اور
اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے فائز کیا گیا تھا، ۲۳۰
مرتضیٰ حسین فاضل، سید: آنحضرت کی پہلی سیاسی فتح (ہجرتِ
حبشہ) (۳) ۵۷۶ — ۵۹۶ .
بصیرتِ نبوت کا اعجاز ۵۷۶، ابرہہ کا کعبہ پر حملہ
۵۷۸، جناب عبدالمطلب کی ابرہہ سے ملاقات ۵۷۹،
حبشہ کی جانب پہلی ہجرت ۵۸۱، پہلا مہاجر گروہ ۵۸۲
روانگی ۵۸۲، جعفر بن ابی طالب کی سربراہی ۵۸۷، قریش
کا وفد ۵۸۸، حضور شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ۵۸۹،
جعفر بن ابی طالب کا خطبہ ۵۸۹، حضرت ابو طالب
اور امدادِ اسلام ۵۹۳، حبشہ کے عیسائیوں کے وفد
کی روانگی ۵۹۴، ایک عجیب واقعہ ۵۹۵، خلاصہ و
نتیجہ ۵۹۵، مصادر و مراجع ۵۹۶
مسعود الرحمٰن خاں ندوی دیکھیے ندوی، مسعود الرحمٰن خان
مطلوب حسین، سید (مترجم) جوہرِ خلقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم
از شیخ الازہر عبدالحلیم محمود (۴) ۲۲۸ — ۲۳۱
مظہر الدین صدیقی، محمد: اسلام اور جنسی مساوات
(۳) ۴۹۹ — ۵۰۶، جنسی مساوات سے مراد ۴۹۹

قبل اسلام عرب معاشرے میں عورت کی حیثیت ۵۰۰،
اسلام کی تعلیم میں عورت کے حقوق ۵۰۲، ماں کا بلند مقام
۵۰۴، عورتوں اور مردوں کے فرائض ۵۰۶
مظہر الدین صدیقی، محمد: انسانیت اسلام سے پہلے
(۳) ۷ — ۲۰، بعثتِ نبویؐ کے وقت دنیا کی سیاسی
اور اقتصادی حالت ۷، زن و مرد کی عدمِ مساوات ۱۱،
ترکِ دنیا اور رہبانیت کا زور ۱۴، انسانی فکر و نظر کا
انحطاط ۱۶
مظہر صدیقی، محمد یٰسین: تاریخ الیعقوبی — سیرت نبویؐ کا ایک
قدیم ماخذ (۱) ۵۶۳ — ۵۹۴، تاریخی پس منظر ۵۶۳،
مصنف: حیات و رجحانات ۵۶۵، تاریخ الیعقوبی میں
سیرت نبویؐ کا مواد ۵۷۳، تعلیقات و حوالہ جات ۵۸۷
معصومی، محمد صغیر حسن: نقشِ پیمبرؐ — سماجی انصاف (۳) ۲۹ — ۳۳،
سماجی انصاف ۲۹، اسلامی معاشرہ کو ”امت وسط“
کا لقب ملا ۳۰، اسلامی مساوات ۳۲، معاملات
کے بارے میں ہدایات ۳۲، سماجی انصاف اور جہاد ۳۳
معین الحق: سیرت نگاری کے چند پہلو (۱) ۷۰ — ۸۰
سیرت کے متعلق ہمعصر ماخذ کی کثرت ۷۱، تدوینِ حدیث
۷۲، اسلام میں فنِ تاریخ نویسی ۷۳، عروہ بن زبیر
پر پروفیسر واٹ کی تنقید ۷۸، تاریخ اسلام پر مستشرقین
کے اعتراضات ۷۹،
معین الدین احمد شاہ دیکھیے احمد شاہ، معین الدین
مفتاحی، محمد ظفر الدین: رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام
حیات (۴) ۶۶۸ — ۶۸۲
اسلامی آئینی حکومت ۶۶۸، انسانی عظمت کا اعلان ۶۶۸،
دعوتِ توحید ۶۶۹، مساوات اور اخوتِ انسانی ۶۷۰،

شرافت کا معیار ۶۷۰، اسلامی عبادت میں مساوات کا مظاہرہ ۶۷۱، نیکوکار کا درجہ ۶۷۱، انصاف اور عدل ۶۷۱، انصاف میں کوئی جذبہ حائل نہ ہونے پائے ۶۷۱، مشورہ کی اہمیت ۶۷۲، صحابہؓ کرام کا عمل ۶۷۳، امیر جماعت کی اطاعت ۶۷۳، حکمران کے فرائض ۶۷۳، ایک صحابی کی تقریر ۶۷۴، جنگ و انتقام ۶۷۴، جذبہ صلح و آشتی ۶۷۵، درگذر کا درجہ ۶۷۵، انسانیت کا لحاظ ۶۷۵، دین کے سلسلہ میں زبردستی نہیں ۶۷۵، آنحضرت کا عمل ۶۷۶، فتنہ ختم ہونے کے بعد امن ۶۷۶، دوسری حکومتوں سے تعلقات ۶۷۷، رواداری ۶۷۷، محتاجوں اور معذوروں کے لئے انتظام ۶۷۸، قانون امن و سلامتی ۶۷۹، عفت و عصمت کا لحاظ ۶۸۰، تعلیم و تربیت ۶۸۱، اخلاق و اعمال کی پاکیزگی ۶۸۲

مقبول احمد نظامی سیوہاروی: ہجرتِ رسولؐ
(۴) ۶۲۷ — ۶۳۳ ہجرت کا مطلب ۶۲۷، ہجرت کا باعث ۶۲۸، حبشہ کی جانب ہجرت ۶۲۹، مدینہ کی جانب ہجرت ۶۳۰، سفر ہجرت کے واقعات ۶۳۲

ملا واحدی: سرورِ کائناتؐ کا دربار (۳) ۶۲۹ — ۶۳۳
مسجد نبوی کے اجلاس ۶۲۹، دربار کی سادگی ۶۲۹، دربار نبویؐ میں مساوات ۶۳۰، حاضرین کے ساتھ بے تکلفی ۶۳۱، آپ کا طریق تعلیم ۶۳۱، حضورؐ کی مجالس میں اثر آفرینی ۶۳۲

مناظر احسن گیلانی، سید: مدنی زندگی (۲) ۴۹۱ — ۵۱۲
مسجد نبوی کی تعمیر اور "صفہ" کے مدرسہ کا قیام ۴۹۲، تحویل قبلہ ۴۹۲، داخلی نظم و نسق ۴۹۳، خارجی تعلقات ۴۹۷، عورت کا مقام ۵۰۲، تخلیق انسان کی غرض و غایت ۵۰۹

منہاج، عبدالرحیم: شانِ محمدؐ بزبان بائبل (۴) ۵۲۶ — ۵۲۸
اس میں آنحضرتؐ کی بعثت کی پیشگوئی، جو حضرت عیسٰی نے دی تھی، بیان کی گئی ہے۔

مودودی، سید ابوالاعلیٰ: نبوت محمدیؐ پر قرآن میں استدلال (چند اہم نکات) (۱) ۲۰۳ — ۲۱۱ امی ہونے سے نبوت پر استدلال ۲۰۳، نبوت سے پہلے کی زندگی سے استشہاد ۲۰۶، قرآن ایک معجزانہ کلام اور نبوت کی دلیل ہے ۲۱۰

مہر، غلام رسول: حجۃ الوداع (۴) ۷۴۷ — ۷۵۲
حضور صلعم کا عزم حج ۷۴۷، تلبیہ کی معنوی حیثیت ۷۴۸، مکہ مکرمہ میں داخلہ ۷۴۸، ایک ارشاد کی توضیح ۷۴۸، کیفیت حج ۷۴۹، حضور صلعم کے خطبات ۷۴۹، عالمگیر مساوات ۷۴۹، اسلامی اخوت ۷۵۰، امن و سلامتی کی راہ ۷۵۱، گمراہی سے بچنے کا طریقہ ۷۵۱، تکمیل دین ۷۵۲

ن

نامعلوم: جغرافیہ اسلامی عہد میں (۴) ۱۴۸ — ۱۵۰
معروف مسلمان جغرافیہ دان ۱۴۹، جغرافیہ کی قاموس کی طرز پر ترتیب ۱۴۹، سیاحت ۱۴۹

نامعلوم: معلم انسانیت کی پسندیدہ غذائیں (۴) ۲۷۴ — ۲۸۱
شہد ۲۷۴، کھجور ۲۷۵، گوشت ۲۷۷، کدو ۲۷۸، ثرید حلوہ ۲۷۹، سالن سرکہ ۲۷۹، دودھ ۲۸۰

ناصر، نصیر احمد: رسول اللہؐ کے اسوۂ حسنہ کے سترہ نکات
(۳) ۲۷۰ — ۲۸۷ معرفت میرا راس المال ہے ۲۷۶، عقل میرے دین کی اساس ہے ۲۷۷، محبت میری بنیاد ہے ۲۷۸، شوق میرا مرکب (سواری) ہے ۲۷۸، ذکر الٰہی میرا انیس ہے ۲۷۹، اعتماد میرا خزانہ ہے ۲۸۰، غم میرا رفیق ہے ۲۸۰، علم میرا ہتھیار ہے ۲۸۱، صبر میرا لباس ہے ۲۸۲، رضا میرا مال غنیمت ہے ۲۸۳، عجز میرا فخر ہے ۲۸۳، زہد میرا پیشہ ہے ۲۸۴، یقین میری قوت ہے ۲۸۴، صدق میرا حامی د

سفارشی ہے ۲۰۵، طاعت میری کفایت کرنے والی ہے ۲۰۶، جہاد میرا خلق ہے ۲۰۶، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۲۰۷

ناصر نذیر فراق دیکھئے فراق، ناصر نذیر

نثار احمد فاروقی دیکھئے فاروقی، نثار احمد

ندوی، ابوالجلال: فخر موجودات (آنحضرتؐ کی مکی زندگی)

(۲) ۲۶۹ – ۴۹۰ ایام قبل نبوت ۴۷۰، آغاز نبوت ۴۷۶، ایام وحی والہام ۴۷۰، آغاز دعوت ۴۷۸، سابقین اولین ۴۸۱، انذار عشرہ ۴۸۱، دار الارقم ۴۸۴، اسلام حمزہؓ ۴۸۵، اسلام عمرؓ ۴۸۶، حصار شعب ۴۸۷، انشقاق قمر ۴۸۸

ندوی، سید ابوالحسن علی: بارگاہِ نبوی میں ترجمہ از سید محمد الحسنی

(۴) ۷۱۵ – ۷۲۳، علماء و ائمہ کا درود و سلام ۷۱۶، صوفیہ کا درود و سلام ۷۱۷، صالح، عبادت گزار اور عفیف خواتین کے جذبات تشکر و عقیدت کا اظہار ۷۱۷، ائمہ نحو و لغت و بلاغت کا سلام ۷۱۸، سلاطین کا ہدیۂ درود و سلام ۷۲۰، شعراء کے جذبات عقیدت ۷۲۱

ندوی، سید ابوالحسن علی: بعثت محمدی سے پہلے

(۲) ۹۳ – ۱۲۷ چھٹی صدی مسیحی کی دنیا ۹۳، اقوام و مذاہب پر ایک نظر ۹۴، مسیحیت چھٹی صدی عیسوی میں ۹۴، رومی سلطنت میں مذہبی خانہ جنگی ۹۵، اجتماعی بدنظمی اور معاشی بے چینی ۹۶، یورپ کی شمالی و مغربی قومیں ۹۷، یہود ۹۸، ایران اور وہاں کی تخریبی تحریکات ۹۹، ایران کی شاہ پرستی ۱۰۰، ایرانیوں کی قوم پرستی ۱۰۲، آتش پرستی اور انسانی زندگی پر اُس کے اثرات ۱۰۲، بودھ مت اور اُس کے تغیرات ۱۰۲، وسط ایشیا کی قومیں ۱۰۴، ہندوستان مذہبی اجتماعی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے ۱۰۴، نت نئے دیوتا ۱۰۴، جنسی بحران ۱۰۶، طبقہ واریت ۱۰۶، بدقسمت شودر ۱۰۹، ہندوستانی سماج میں عورت کی حیثیت ۱۰۹، عرب ۱۱۰، دورِ جاہلیت کے بت ۱۱۰، معبودوں کی کثرت ۱۱۱، اخلاقی و اجتماعی امراض ۱۱۲، عورت کا درجہ ۱۱۳، قبائلی و خاندانی عصبیت ۱۱۳، جنگجو فطرت ۱۱۴، دنیا کا عمومی جائزہ ۱۱۴، زمانۂ جاہلیت کا سیاسی و معاشی نظام ۱۱۶، مطلق العنان بادشاہت ۱۱۶، مصر و شام کی رومی حکومت ۱۱۷، ایران میں خراج اور ٹیکس وصول کرنے کا انتظام ۱۱۸، شاہی خزانے اور ذاتی دولت ۱۱۹، طبقاتی تفاوت ۱۱۹، ایران کے کسان ۱۲۰، حکام کا رویہ ۱۲۱، مصنوعی معاشرت اور پُرعشرت زندگی ۱۲۱، حکومت کی دولت ستانی ۱۲۴، عوام کی خستہ حالی ۱۲۵، سرکش دولت مند اور خود فراموش مفلس ۱۲۵،

ندوی، سید ابوالحسن علی: پندرھویں صدی ہجری — ماضی و حال کے آئینہ میں (۱) ۹ – ۳۷

ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کی یلغار ۱۲، دسویں صدی ہجری میں ہندوستان میں دینِ الٰہی کی تحریک ۲۰، شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الفِ ثانی (م ۱۰۳۴ھ) کا اس کے خلاف جہاد ۲۱، ہندوستان میں اصلاحی اور تجدیدی تحریکیں ۲۲،

بیرونِ ہند کی اسلامی تحریکیں ۲۳، چودھویں صدی ہجری میں اسلامی حکومتوں کا قائم ہونا ۲۷، پندرھویں صدی ہجری میں عالم اسلام کے لیے دس نکاتی پروگرام ۳۰

ندوی، سید ابوالحسن علی: سیرت نگاری کی ذمہ داریاں (۱) ۸۱ – ۸۸

سیرت نگار کے لیے حسنِ بیان، حسن ترتیب اور حسن انتخاب کی ضرورت ۸۲، عقل و جذبات دونوں کی کارفرمائی

۸۲، چھٹی صدی عیسوی کی عالمگیر جاہلیت سے
سیرت نگار کی واقفیت ۸۳، مقالہ نگار کی سیرت
نبویؐ کے متعلق تالیف ۸۸
ندوی، سیّد ابوالحسن علی : عالم عربی کی قیادت (۳) ۵۶۲-۵۸۲
عالم عربی کی اہمیت ۵۶۲، محمد رسول اللہ عالم عربی
کی روح ہیں ۵۶۲، ایمان عالم عرب کی طاقت ہے
۵۶۴، شہسواری اور فوجی زندگی کی اہمیت ۵۶۴
طبقاتی تفاوت اور اسراف کا مقابلہ ۵۶۶، تجارت
اور مالی نظام میں خود مختاری ۵۶۶، انسانیت کی سعادت
کے لیے عربوں کی ذاتی قربانی ۵۶۷
ندوی، سیّد ابوالحسن علی : نبوت کا عطیہ (۳) ۳۷۵—۳۸۴
خدمتِ انسانیت اور حکماء و فلاسفہ ۳۷۵، ادباء و شعراء
کی جماعت ۳۷۶، فاتحین کی جماعت ۳۷۶، سائنسدانوں
کا گروہ ۳۷۷، انبیاء کا گروہ ۳۷۷، تعلیماتِ محمدیہ
کے معاشرے پر اثرات ۳۸۰
ندوی، عبدالرحمٰن : اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۶۷-۱۸۱
اس میں سرکارِ رسالت مآبؐ کے نام مبارک محمدؐ کے
چند خصائص بیان کیے گئے ہیں۔
ندوی، محمد حنیف : آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت و ارشاد
(۴) ۴۴—۴۷، آپؐ کے انداز وعظ و نصیحت
کی خصوصیات ۴۴، تبلیغ دین کی مثالیں ۴۵
ندوی، محمد حنیف : قرآن حکیم اور اطاعت رسول
(۱) ۳۰۳—۳۱۱
آنحضرتؐ کی اطاعت ۳۰۱، آپ کا منصب و فرائض
۳۰۶، قرآن میں تصور رسالت و نبوت ۳۰۹
ندوی، محمد حنیف : قرآن سے مظہر نبوت کی تشریح
(۱) ۲۲۱—۲۳۱
نبوت کے بارے میں شسرو کا نقطہ نظر ۲۲۲، مظہر
نبوت کی تشریح ۲۲۲، تصور نبوت کے بارے میں ڈاکٹر
صبحی صالح کی حرفیت پسندی ۲۲۵، وحی کا مفہوم
۲۲۷، نبوت کی اس روایت سے کلیسا کا انحراف ۲۲۹
ندوی، مسعود الرحمٰن خاں : ابن کثیر (سیرت نگار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم)، (۱) ۶۴۶—۶۹۰
خلاصۂ سیرت : سیرت یا حیاتِ طیبہ ۶۵۱، ماقبل ہجرت
واقعات ۶۵۱، مابعد ہجرت واقعات ۶۵۳، شمائل یا
صفات و اخلاقِ مبارکہ ۶۵۷، دلائل یا آپ کی زندگی کے اعجازی گوشے
۶۵۷، مصادر و مآخذ (سیرت)، سیر و مغازی اور تاریخ کی کتابیں، شمائل
کی کتابیں ۶۷۳، دلائل کی کتابیں ۶۷۴، قرآن شریف کی تفسیر ۶۷۴
آسمانی کتابیں ۶۸۰، حدیث کے مجموعے ۶۸۱، تراجم اور
نقد رجال کی کتابیں ۶۸۵، حاصل بحث : طریقۂ کار ۶۸۷،
علمی دیانت ۶۸۸، تنقیدی غیر جانب داری ۶۸۸،
ترتیب کتاب ۶۸۹، اسلوب بیان ۶۸۹، مقبولیت
۶۸۹، خاتمہ ۶۹۰
ندیم الواجدی : سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو (۱)، ۵۲—۶۹
سیرت کیا ہے؟ ۵۲، حدیث اور سیرت میں فرق ۵۲، سیرت اور تاریخ
میں فرق ۵۷، سیرت نگاری کی ابتداء ۶۰، سیرت کی چند کتابوں کا تعارف
۶۳، سیرت کے مآخذ ۶۵، سیرت کی ضرورت کیا ہے ۶۸
نصیر احمد ناصر دیکھیے ناصر، نصیر احمد
نظامی، محمد فیاض الدین (مترجم) : قصیدہ بردہ شریف از محمد شرف
الدین البوصیری (۲) ۷۴۰—۷۶۰
نعیم صدیقی : رسول اللہؐ۔ ایک نظر میں (۲) ۷—۴۲
ایک جامع لفظی تصویر ۱۲، لباس ۱۳، وضع قطع اور آرائش

۱۷، رفتار ۱۸، تکلم ۱۸، خطابت ۲۴، عام سماجی رابطہ ۲۶، خالص نجی زندگی ۳۰، اکل و شرب ۳۳، نشست و برخاست ۳۵، بشری حاجات ۳۵، سفر ۳۵، جذبات ۳۶، ذوق مزاح ۳۷، تفریحات ۳۹، چند متفرق ذوقیات ۴۱، اخلاق ۴۲

نوری، اقبال احمد: رسولؐ اللہ کی بین الاقوامیت (۳)، ۵۲۵، ۵۵۴، عرب ۵۲۵، عرب کی وجہ تسمیہ ۵۲۵، مختلف تفصیلات ۵۲۵، عرب کی تہذیب، اخلاق اور معاشرتی حالت ۵۲۶، بین الاقوامی رسول ۵۲۷، سوانح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۵۲۷، سلسلہ نسب ۵۲۷، حضرت ہاشم کی تولیت کعبہ ۵۲۸، عبدالمطلب ۵۲۹، چاہ زمزم کی دوبارہ کھدائی ۵۲۹، ذبیح اللہ حضرت عبداللہ ۵۲۹، حضرت عبداللہ کی شادی ۵۲۹، حضرت عبداللہ کا انتقال ۵۳۰، ولادت رسول عالمؐ ۵۳۰، ولادت اور چند خصوصیات ۵۳۲، حضورؐ کے اسماء مبارک ۵۳۳، ایام رضاعت ۵۳۳، میلاد کی خوشی منانے والا ابولہب ۵۳۳، حلیمہ سعدیہ رضؓ ۵۳۴، مکہ کا چاند اور حلیمہ کا گھر ۵۳۶، حلیمہ کے گھر خیر و برکت کی بارش ۵۳۶، مفت کا دارالشفاء ۵۳۸، دُرِ یتیم گہوارے میں ۵۳۸، نورِ خدا کا نوری کھلونا ۵۳۸، قوت گویائی ۵۳۸، سات ماہ کی عمر میں چلنا ۵۳۹، بچپن کے کھیل ۵۳۹، بکریاں چرانا ۵۴۰، بے مثل بشر کا شق صدر ۵۴۱، مکہ میں واپسی ۵۴۱، والدہ ماجدہ کی آغوشِ شفقت سے جدائی ۵۴۳، عبدالمطلب کی کفالت ۵۴۵، عبدالمطلب بھی رخصت ہوتے ہیں ۵۴۵، ابوطالب کی سرپرستی ۵۴۷، حضورؐ کے اشارے پر پانی برسنا ۵۴۷، ملک شام کا سفر ۵۴۸، حرب فجار میں شرکت ۵۴۸، مبارک عہد ۵۴۸، قافلہ تجارت کے ساتھ ملک شام کا دوسرا سفر ۵۴۹، حضرت بی بی خدیجہؓ کے مختصر حالات زندگی ۵۴۹، ایک حسین خواب ۵۵۱، حضورؐ کی بی بی خدیجہؓ کے قافلے میں شمولیت ۵۵۱، مکہ سے روانگی ۵۵۲، دوست و دشمن ۵۵۲، دو جھکے اونٹوں کا دستِ شفا سے کھڑا ہو جانا ۵۵۲، نسطورا راہب ۵۵۳، بصریٰ کا بازار ۵۵۴، قدوم مبارک کی برکت ۵۵۴

و

وحید عثمانی (مترجم)، سرور کونین اور سماجی انصاف از محمد حمید ہارگانی (۳)، ۴۰۵ — ۴۰۸

ہ

ہاشمی فرید آبادی، سید: عطیات محمدی (۳)، ۴۰۲ — ۴۰۴، توحیدِ الٰہی ۴۰۳، مساواتِ انسانی ۴۰۳، ربا (سود) کی قطعی حرمت ۴۰۳، قمار و مسکرات کی ممانعت ۴۰۴، جہاد ۴۰۴، تعدد ازدواج ۴۰۴

ہالے پوتا، عبدالواحد: انقلابِ محمدیؐ (۴)، ۴۰ — ۴۳، انبیاؑ اور انقلاب ۴۰، انقلاب محمد ۴۱، آپؐ کی تعلیمات کا انقلاب آفریں اثر ۴۱، آپ کی جامع کمالات اور بے مثال شخصیت ۴۲

ہوروتس، جوزف: سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱)، ۷۲۱ — ۸۱۶، مغازی کی ابتداء ۷۲۱، ابان بن عثمان ۷۲۲، عروہ بن الزبیر ۷۲۶، شرحبیل بن سعد ۷۳۴، وہب بن منبہؒ ۷۳۵، ابن اسحٰق کے شیوخ: عبداللہ بن ابی بکر ۷۳۹، عاصم بن عمر ۷۴۳، ابن شہاب الزہری ۷۴۵، الزہری کے تلامذہ: موسیٰ بن عقبہ ۷۵۲، معمر بن راشد ۷۵۶، محمد بن اسحٰق ۷۵۷، ابن اسحٰق کے بعد، ابو معشر السندی ۷۶۸، الواقدی ۷۷۰، الواقدی کی کتب ۷۷۷، محمد بن سعد ۷۸۳، حوالہ جات ۷۸۶

مقالات

ا

آدابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام : محمد صالح
(۴) ۶۸۳ - ۷۰۳

آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم : خلیفہ عبدالحکیم
(۳) ۴۷۱ - ۴۷۵

آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت وارشاد : محمد حنیف ندوی
(۴) ۴۴ - ۴۷

آنحضرتؐ کی پہلی سیاسی فتح (ہجرتِ حبشہ) : سید مرتضیٰ حسین فاضل
(۳) ۵۷۶ - ۵۹۶

آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رائے۔ علی شبیر
(۴) ۵۲۹ - ۵۳۸

ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء: محمد عبدالحق
انصاری (۳) ۱۳۸ - ۱۵۲

ابن الجوزی اور سوانح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
غلام جیلانی برق (۱) ۷۰۱ - ۷۰۸

ابنِ حزم الاندلسی اور جوامع السیرۃ : ڈاکٹر احسان عباس و
ڈاکٹر ناصر الدین اسد، ترجمہ و اضافہ
از محمد اجمل اصلاحی (۱) ۵۹۵ - ۶۱۴

ابن اسحٰق اور "سیرۃ الرسول اللہ" : الفریڈ گیوم
ترجمہ از تحسین فراقی (۱) ۴۱۰ - ۴۵۱

ابنِ کثیر (سیرت نگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) :
مسعود الرحمٰن خان ندوی (۱) ۴۴۶ - ۴۹۰

ابن ہشام اور سیرت ابنِ ہشام : محمد اجمل اصلاحی
(۱) ۴۵۲ - ۴۹۷

ادبِ نبوی : سید شمیم احمد (۴) ۷۴ - ۸۲

اُردو احادیث کے محاورے : ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں
(۴) ۵۹۰ - ۲۲۲

اسلام اور جنسی مساوات : محمد مظہر الدین صدیقی
(۳) ۴۹۹ - ۵۰۶

اسلام اور جہاد : محمد جعفر شاہ پھلواری
(۴) ۲۹۸ - ۳۱۵

اسلام اور مذہبی رواداری : خلیفہ عبدالحکیم (۳) ۶۶۶ - ۶۷۳

اسلام سے پہلے عرب کے تصورات : عبداللہ قدسی
(۳) ۴۱ - ۵۵

اسلام کا بنیادی فلسفہ : شبیر احمد (۳) ۷۱۲ - ۷۲۱

اسلام کا سیاسی و معاشی تصور : خلیفہ عبدالحکیم
(۳) ۵۹۷ - ۶۰۶

اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا : عمر الدین
(۳) ۱۵۳ - ۱۶۶

اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر : حبیب احمد
(۳) ۶۶ - ۸۵

اسلامی عہد میں تعلیم نسواں : احمد شبلی
(۴) ۱۰۶ - ۱۱۴

اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد : محمد اسماعیل آزاد
(۳) ۴۷۶ — ۴۹۸
اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم : عبدالرحمٰن ندوی (۳) ۱۶۷ — ۱۸۱
اُمّی نبی کا مفہوم : پروفیسر عبدالقیوم (۴) ۷۰۸ — ۷۱۴
انسانِ کامل : خواجہ غلام السیدین (۳) ۲۲۸ — ۲۴۶
انسانیت اسلام سے پہلے : محمد مظہر الدین صدیقی
(۳) ۷ — ۲۰
انسانیت کا منشورِ آزادی : نثار احمد فاروقی (۴) ۴۷۳ — ۴۷۶
انقلابِ محمدیؐ : عبدالواحد ہالے پوتا (۳) ۴۰ — ۴۳
اوصافِ رسولؐ : مفتی محمد انوار الحق (۴) ۱۶۳ — ۲۲۷

ب

بارگاہِ نبوتؐ میں : سید ابوالحسن علی ندوی (۴) ۷۱۵ — ۷۲۳
برناڈ شا اور عرب : خالد کمال مبارک پوری
(۴) ۵۵۰ — ۵۵۴
بعثتِ محمدیؐ سے پہلے : سید ابوالحسن ندوی
(۳) ۹۳ — ۱۲۷
بندگی کا انقلابی تصور : عبدالرحمٰن عزام بک
(۴) ۴۸ — ۵۵

پ

پندرھویں صدی ہجری - ماضی وحال کے آئینہ میں :
سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۹ — ۳۷
پہلے سیرت نگار حضرت عروہ بن الزبیر : خلیل ابراہیم
ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱) ۳۹۷ — ۴۰۹
پیغامِ محمدؐ : ابوالکلام آزاد (۳) ۳۰۶ — ۳۲۷
پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم : عبدالستار خاں نیازی
(۳) ۲۴۷ — ۲۶۰
پیغمبرِ اسلام کا پیغام امن وسلام : زین العابدین سجاد میرٹھی
(۳) ۴۶۰ — ۴۷۰
پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں : قاری محمد عبداللہ سلیم
(۱) ۲۱۲ — ۲۲۰
پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم : کوثر نیازی
(۴) ۱۶ — ۳۲
پیغمبرِ پُرسحر : محمد چراغ علی خاں (۴) ۶۴۱ — ۶۴۶

ت

تاجدارِ دو عالمؐ کی فصاحت وبلاغت : عبدالرحمٰن عزام
(۴) ۱۵۱ — ۱۵۸
تاجدارِ مدینہ کی گھریلو زندگی : محمد سالم توحیدی
(۴) ۲۳۷ — ۲۴۰
تاریخ الیعقوبی - سیرتِ نبوی کا ایک قدیم ماخذ : محمد لیٰسین
مظہر صدیقی (۱) ۵۶۳ — ۵۹۴
تصویرِ ہجرت : ناصر نذیر فراق (۴) ۷۲۴ — ۷۲۹

ج

جنابِ رسالت مآبؐ کا ادبی تبصرہ : علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
(۴) ۶۴۷ — ۶۴۸
جنابِ رسالت مآبؐ کی شگفتہ مزاجی : ارشد میر
(۴) ۲۶۹ — ۲۷۳
جغرافیہ اسلامی عہد میں : نامعلوم (۴) ۱۴۸ — ۱۵۰
جوہرِ خُلقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) : عبدالحلیم محمود
ترجمہ سید مطلوب حسین (۴) ۲۲۸ — ۲۳۱

ح

حاکمِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے : سید سلیمان ندوی
(۲) ۳۳۰ — ۳۴۱

حجۃ الوداع : غلام رسول مہر (۴)، ۷۴۷ — ۷۵۲

حضورِ اکرمؐ اور تبلیغ : محمد جعفر شاہ پھلواری
(۳)، ۴۱۴ — ۴۱۷

حضورِ اکرمؐ اور تعددِ ازدواج : محمد جعفر شاہ پھلواری
(۴)، ۶۵۴ — ۶۶۷

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات : غلام مصطفٰے خاں
(۳)، ۴۳۵ — ۴۴۱

حضورؐ نے انسانی معاشرت کو کیا دیا : فواد فخرالدین ۔
ترجمہ از خلیل حامدی (۳) ۴۴۹ — ۴۵۴

حقیقتِ توحید اور حقیقت وحی : امین احسن اصلاحی (۹)
شیخ الہند محمود حسن (۲)، ۲۶۷ — ۳۲۷

حیاتِ نبویؐ میں غاروں کی اہمیت : سید جلال حامدی
(۴)، ۶۳۴ — ۶۴۰

خ

خاتم النبیینؐ کا بچپن : گلزار احمد (۴)، ۵۶۱ — ۵۷۱

خطبہ حجۃ الوداع : ترجمہ از حکیم محمد نعیم الدین زبیری
(۲)، ۷۳۵ — ۷۳۹

خُلقِ عظیم : محمد صلاح الدین (۴)، ۵۷۲ — ۵۷۹

د

دربارِ رسالتؐ کا پیغمبرانہ طمطراق : محمد زاہد (۴)، ۶۲۳ — ۶۲۶

الدّرر فی اختصار المغازی والسّیر : شوقی ضیف
ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۶۱۵ — ۶۳۶

دعوتِ نبویؐ کے اصول و مقاصد : معین الدین احمد شاہ
(۳)، ۶۷۴ — ۶۸۶

الدفاع فی الاسلام : ابوسلیمان شاہجہانپوری
(۴)، ۲۸۷ — ۲۹۷

دنیائے قبل از اسلام پر ایک نظر : سید امیر علی
ترجمہ محمد ہادی حسن (۳)، ۲۱ — ۴۰

دورِ نبویؐ میں عرب قوم : گلزار حسین (۴)، ۱۵۹ — ۱۶۱

دینِ رسولؐ اور دیگر مذاہبِ فکر : محمد مبارک (۴)، ۵۰۱ — ۵۲۵

ذ

ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم : محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی
(۳)، ۱۸۲ — ۱۹۰

ر

رحمتِ عالمؐ کا پیش کردہ نظامِ حیات : محمد ظفیر الدین
(۳)، ۶۸۷ — ۷۰۲

رحمتِ عالمؐ کا ہمہ گیر انقلاب : سید ابوبکر غزنوی (۴)، ۳۳ — ۳۹

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظامِ حیات :
محمد ظفیر الدین مفتاحی (۴)، ۶۶۸ — ۶۸۲

رحمت و رافت کی رُوح : عبدالرحمٰن عزام بک
(۳)، ۴۴۲ — ۴۴۸

رحمۃ للعالمینؐ : قائدِاعظم محمد علی جناح (۳)، ۱۷۶ — ۱۷۱

رحمۃ للعالمینؐ بحیثیت انسان کامل : خلیفہ عبدالحکیم
(۳)، ۲۱۸ — ۲۲۳

الرسالات النبویۃ، یعنی رسولِ اکرم فخرِ عالم و آدم محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب مکتوبات و فرامین کا اُردو متن مع ترجمہ و مختصر حواشی : نثار احمد فاروقی (۲)، ۲۰۵ — ۲۶۶

رسالتؐ نامہ ۔ دریا بہ حباب اندر : غلام جیلانی برق
(۲)، ۴۳ — ۵۰

رسولِ اکرمؐ کا معاشی نظام : شیر محمد خاں اعوان
(۳)، ۷۲۲ — ۸۲۸

رسولِ اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونۂ عمل ہے : اعجاز الحق قدوسی
(۴)، ۲۳۲ — ۲۳۶

رسولِ اکرمؐ کے سیرت نگار: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ
(۱)، ۷۰۹ — ۷۱۹

رسول اللہ اور طبقۂ نسواں: بیگم خدیجۃ النسا ایم سراج
(۳)، ۵۰۷ — ۵۱۷

رسولؐ اللہ اور طرزِ معاشرت: سید رشید احمد ارشد
(۳)، ۴۱۸ — ۴۲۶

رسول اللہؐ ۔ ایک نظر میں: نعیم صدیقی (۲)، ۷ — ۴۲

رسول اللہ کی بین الاقوامیت: اقبال احمد نوری
(۳)، ۵۲۵ — ۵۵۴

رسولؐ اللہؐ کے اسوۂ حسنہ کے ستر نکات: نصیر احمد ناصر
(۳)، ۲۷۰ — ۲۸۷

رسولؐ اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی نظام: محمد اشرف خاں
(۴)، ۷۳۰ — ۷۳۸

رسولؐ اللہ کے عہد میں نظامِ عدل: ایس اے رحمٰن
(۳)، ۶۵۲ — ۶۶۵

س

سرورِ کائناتؐ (غیر مسلم مفکرین کی نظر میں): ظفر نظامی نوشہروی
(۴)، ۴۸۰ — ۵۰۰

سرورِ کائناتؐ کا دربار: ملا واحدی (۳)، ۶۲۹ — ۶۳۳

سرورِ کائنات کا رویّہ منافقوں سے: رئیس احمد جعفری
(۳)، ۵۱۸ — ۵۲۴

سرورِ کائنات کی حکومت: ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۳)، ۶۰۷ — ۶۲۲

سرورِ کائناتؐ کے حقوق امت پر: اشرف علی تھانوی
(۳)، ۴۲۷ — ۴۳۴

سرورِ کونینؐ اور سماجی انصاف: محمد جمعہ مارگانی ۔ ترجمہ
وحید عثمانی (۳)، ۴۰۵ — ۴۰۸

سلطنت اور دین کا تعلق: سید سلیمان ندوی
(۳)، ۳۴۲ — ۳۶۴

سیاست نبویؐ کا ایک اہم پہلو: خالد مسعود (۳)، ۵۷۳ — ۵۷۵

سید الانبیاءؐ: ٹامس کارلائل (۴)، ۵۳۹ — ۵۴۷

سیرتِ رسولؐ قرآن کی روشنی میں: عبد الماجد دریا بادی
(۱)، ۲۳۲ — ۳۰۲

سیرتِ طیبہ کا مطالعہ: عبد القدوس ہاشمی (۴)، ۲۸۲ — ۲۸۵

سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول: قاری محمد طیب
(۱)، ۳۸ — ۵۱

سیرت نبویؐ (توقیت کی روشنی میں): اسحٰق النبی علوی
(۲)، ۵۲ — ۲۰۴

سیرتِ نبویؐ کا پیغام عصرِ حاضر کے نام: ڈاکٹر سید
محمد عبد اللہ (۳)، ۳۶۶ — ۳۷۴

سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور اُن کے مؤلفین:
جوزف ہورووتس ۔ ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
(۱)، ۷۲۱ — ۸۱۶

سیرتِ نبوتؐ کی روشنی میں سچی باتیں: عبد الماجد دریابادی
(۳)، ۲۶۱ — ۲۶۹

سیرت نگاری کی ذمّہ داریاں: سید ابو الحسن علی ندوی
(۱)، ۸۱ — ۸۸

سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو: ندیم الواجدی (۱)، ۵۲ — ۶۹

سیرت نگاری کے چند پہلو: سید معین الحق (۱)، ۷۰ — ۸۰

ش

شانِ محمدؐ بزبان بائبل: عبد الرحیم منہاج (۴)، ۵۲۶ — ۵۲۸

شیم الحبیب: الٰہی بخش کاندھلوی ۔ ترجمہ
اشرف علی تھانوی (۴)، ۲۴۹ — ۲۶۸

ص

صدرِ اسلام میں دینی علوم کے ارتقا کا اجمالی جائزہ : شبیر احمد خاں غوری (۴)، ۵۷ — ۷۳

ط

طبِ رسولؐ : محمد عبدالرزاق (۴)، ۱۰۱ — ۱۰۵
طبِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) : سید امین الدین (۴)، ۹۲ — ۱۰۰
طبقاتِ ابنِ سعد (سیرتِ نبوی کا قدیم ماخذ) : نثار احمد فاروقی (۱)، ۴۹۸ — ۵۶۲

ظ

ظہورِ قدرت : رگھوناتھ راؤ درد (۴)، ۴۳۳ — ۴۳۷
ظہورِ قدسی : افضل حق (۴)، ۲۰۴ — ۲۰۷
ظہورِ قدسی : شبلی نعمانی (۲)، ۲۳۸

ع

عالمِ عربی کی قیادت : سید ابوالحسن علی ندوی (۳)، ۶۲ ۵ — ۵۷۲
عرب اور علومِ طبیہ : ابومحمد ثاقب کانپوری (۴)، ۸۹ — ۹۱
عطیاتِ محمدیؐ : سید ہاشمی فرید آبادی (۳)، ۴۰۲ — ۴۰۴
علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی : محمد عبدالحکیم شرف قادری (۱)، ۶۹۱ — ۷۰۰
علومِ عرب : سید محمد عبدالستار گیلانی (۴)، ۸۳ — ۸۸
عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرتؐ کا پیغام : شرف الدین اصلاحی (۳)، ۷۰۳ — ۷۱۱
عہدِ رسولؐ میں نظامِ تعلیم : سید رشید احمد ارشد (۴)، ۱۲۸ — ۱۳۶
عہدِ جاہلیت میں عربوں کے مذہبی معتقدات : عبدالحمید صدیقی (۳)، ۵۶ — ۶۵
عہدِ نبوت کے عمرانی اور تمدنی مسائل : حیدر زمان صدیقی (۳)، ۷۳۴ — ۷۴۸
عہدِ نبویؐ اور عہدِ صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں : خلیل حامدی (۴)، ۱۳۷ — ۱۴۰
عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم : محمد حمید اللہ (۴)، ۱۱۵ — ۱۲۷
عہدِ نبویؐ کی سیاستِ خارجہ کا شاہکار : ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۳)، ۵۵۵ — ۵۶۱
عہدِ نبویؐ کے اصولِ سیاسیات : ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۳)، ۶۴۴ — ۶۵۱
عہدِ نبویؐ کے حربی ایرانی تعلقات : ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۳)، ۶۳۴ — ۶۴۳
عہدِ نبویؐ میں علمی ترقیاں : محمد حنیف اللہ پھلواری (۴)، ۱۴۱ — ۱۴۷
عہدِ نبوی میں قرآن مجید کی ترتیب و تدوین : سید بدرالدین علوی (۱)، ۳۶۹ — ۳۹۶
عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکومت : سید سلیمان ندوی (۲)، ۳۶۵ — ۳۹۹

غ

غزواتِ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم : گلزار احمد (۴)، ۳۲۲ — ۳۷۲
غزواتِ نبویؐ : محمد طاہر فاروقی (۴)، ۳۱۶ — ۳۲۱

ف

فخرِ موجودات (آنحضرتؐ کی مکی زندگی)، الجلال ندوی (۲)، ۴۶۹ — ۴۹۰

ق

قاضی عیاض : محمد عبدالحکیم شرف قادری (۱)، ۶۳۷ — ۶۴۵
قرآن، اسلام اور رسولؐ (غیر مسلموں کی نظر میں) : عبدالصمد صارم (۴)، ۴۴۷ — ۴۶۹

قرآن حکیم اور اطاعتِ رسولؐ : محمد حنیف ندوی (۱) ۳۰۳ — ۳۱۱
قرآن سے مظہرِ نبوّت کی تشریح : محمد حنیف ندوی (۱) ۲۲۱ — ۲۳۱
قصیدہ بردہ شریف : محمد شرف الدین البوصیری : فارسی ترجمہ از ملا محمد عبدالرحمٰن جامیؒ اُردو ترجمہ از محمد فیاض نظامی بہزاد دکن (۲) ۷۴۰ — ۷۶۰

ک

کارنامہ سیرت تاریخ کی بے رحم کسوٹی پر : ابوالکلام آزاد (۳) ۲۸۹ — ۳۰۵
کتاب اللہ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ : تنا عمادی (۱) ۳۵۱ — ۳۶۸
کتبِ سابقہ کی بشارتیں : حسن میاں پھلواری (۴) ۴۳۸ — ۴۴۶

گ

گنجِ شائگاں : ظفر علی خاں (۴) ۷۳۹ — ۷۴۲

ل

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ : مالک رام (۳) ۱۶۲ — ۱۷۵

م

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم : علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (۴) ۶۴۹ — ۶۵۰
محمد اور عیسیٰؑ اے۔ جی۔ ہیمٹی (۴) ۵۴۸ — ۵۴۹
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : علامہ عبداللہ یوسف علی ۲۰۴ — ۲۱۷
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نذیر حق (۲) ۵۱۳ — ۶۸۲
محمد عبدہٗ و رسولہٗ : ماہر القادری (۳) ۲۲۴ — ۲۲۶
مدنی زندگی : سید مناظر احسن گیلانی (۲) ۴۹۱ — ۵۱۲
مدینہ کی قدیم تاریخ : محمد اسلم ملک (۲) ۴۲۲ — ۴۶۸
مُعلّمِ انسانیت کی پسندیدہ غذائیں : نامعلوم (۴) ۲۷۴ — ۲۸۱
مکہ کی قدیم تاریخ : محمد اسلم ملک (۲) ۴۰۲ — ۴۲۱
مہماتِ رسولؐ : غلام جیلانی برق (۴) ۳۷۳ — ۴۳۲
میرِ حجاز : ظفر علی خاں (۴) ۶۵۱ — ۶۵۲

ن

نبوّتِ محمدیؐ پر قرآن میں استدلال (چند نکات) : سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱) ۲۰۳ — ۲۱۱
نبوّت کا عطیہ : سید ابوالحسن علی ندوی (۳) ۲۷۵ — ۳۸۴
نبیؐ اپنے گھر میں : امین احسن اصلاحی (۳) ۳۸۵ — ۳۹۵
نبی اکرمؐ اور اصلاحِ معاشرہ : محمد حسام الدین شریفی (۳) ۴۰۹ — ۴۱۳
نبی اکرمؐ بحیثیت داعی الی الحق : پروفیسر خورشید احمد (۳) ۳۹۶ — ۴۰۱
نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : ڈاکٹر اسرار احمد (۳) ۳۳۸ — ۳۶۵
نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہرِ سیاست : امین احسن اصلاحی (۲) ۶۲۳ — ۶۲۸
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم : محمد اشرف (۳) ۱۹۱ — ۲۰۳
نبی کریمؐ بحیثیتِ معلم اخلاق : محمد کرم شاہ (۴) ۲۴۱ — ۲۴۸
نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن حکیم کی روشنی میں) : ڈاکٹر اسرار احمد (۱) ۳۱۲ — ۳۵۰
نبی کریمؐ کے بنیادی عناصر : خلیفہ عبدالحکیم (۳) ۴۵۵ — ۴۵۹
نقشِ پیمبر۔ سماجی انصاف : محمد صغیر حسن معصومی (۲) ۷۲۹ — ۷۳۳

و

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ :
محمد سلیمان منصورپوری (۴)، ۵۸۰ — ۵۸۹

وحی: محمود حسن (۲)، ۶۸۳ — ۷۳۴

ہ

ہجرتِ رسولؐ: مقبول احمد نظامی سیوہاری (۴)، ۶۲۷ — ۶۳۳

ہمارا پرچم انقلاب - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
سید قطب شہید (۴)، ۷ — ۱۵

ہمہ قرآن درشان محمدؐ: غلام مصطفیٰ خاں (۱)، ۸۹ — ۲۰۳

ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: بشیر الدین پنڈت (۴)، ۵۵۵ — ۵۵۹

موضوعات

ا

آزادی

عبدالحکیم خلیفہ : آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۴۷۱ — ۴۷۵

ابان بن عثمان (م ۱۰۵ھ ؟)

ہورووتس، جوزف ، سیرتِ نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین - ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

(۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

ابن اسحٰق (۸۵ھ-۱۵۱ھ)

گیوم، الفریڈ : ابنِ اسحٰق اور سیرۃ الرسول اللہ - ترجمہ از تحسین فراقی

(۱) ۴۱۰ — ۴۱۵

ہورووتس، جوزف : سیرتِ نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

ابن الجوزی (۵۱۰ھ—۵۹۷ھ)

برق، غلام جیلانی : ابن الجوزی اور سوانحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ۷۰۱ — ۷۰۸

ابن حزم الاندلسی (۳۸۴—۴۵۶)

احسان عباس، ڈاکٹر و اسد ناصرالدین، ڈاکٹر : ابنِ حزم الاندلسی اور جوامع السیر - ترجمہ و اضافہ از محمد اجمل اصلاحی

(۱) ۵۹۵ — ۶۱۴

ابن سعد (۱۶۸ھ—۲۳۰ھ)

نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر : طبقات ابنِ سعد دسیرت نبوی کا قدیم ماخذ (۱) ۴۹۸ — ۵۶۲

ہورووتس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور اُن کے مؤلفین ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ)

شوقی ضیف : الدّرر فی اختصار المغازی والسِیَر ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱) ۶۱۵ — ۶۳۶

ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ندوی، مسعود الرحمٰن خان : ابنِ کثیر دسیرت نگارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱) ۶۴۶ — ۶۹۰

ابن ہشام (م ۲۱۸ھ)

اصلاحی، محمد، محمد اجمل : ابنِ ہشام اور سیرت ابن ہشام

(۱) ۴۵۴ — ۴۹۷

ابو معشر السندی (م ۱۷۰ھ)

ہورووتس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اوّلین کتابیں اور اُن کے مؤلفین ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

اخلاق نبویؐ

ارشد میر : جنابِ رسالت آبؐ کی شگفتہ مزاجی

(۴) ۲۶۹ — ۲۷۳

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد : محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ۶۴۹ — ۶۵۰

انوار الحق، محمد: اوصافِ رسولؐ (۴)، ۱۹۳—۲۲۶

الٰہی بخش کاندھلوی: شیم الحبیب۔ ترجمہ از اشرف علی تھانوی (۴)، ۲۴۹—۲۶۸

توحیدی، محمد سالم: تاجدارِ مدینہؐ کی گھریلو زندگی (۴)، ۲۳۷—۲۴۰

سلیم، قاری محمد عبداللہ: پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں (۱)، ۲۱۲—۲۲۰

صلاح الدین، محمد: خلقِ عظیم (۴)، ۵۷۲—۵۷۹

عبدالحکیم، خلیفہ: رحمۃ للعلمینؐ بحیثیتِ انسانِ کامل (۳)، ۲۱۸—۳۲۳

عبدالرحمٰن عزام بک: رحمت و رافت کی روحِ رواں (۳)، ۴۴۲—۴۴۸

قدوسی، اعجاز الحق: رسولِ اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونۂ عمل ہے (۴)، ۲۳۲—۲۳۶

محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلمِ اخلاق (۴)، ۲۴۱—۲۴۸

محمود، عبدالحلیم (شیخ الازہر) جوہرِ خلقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ از ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۴)، ۲۲۸—۲۳۱

ملا واحدی: سرورِ کائنات کا دربار (۳)، ۶۲۹—۶۳۳

نامعلوم: معلمِ انسانیت کی پسندیدہ غذائیں (۴)، ۲۷۴—۲۸۱

اخلاقیات

انوار الحق، محمد: اوصافِ رسولؐ (۴)، ۱۹۳—۲۲۶

سلیم، قاری محمد عبداللہ: پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں (۱)، ۲۱۲—۲۲۰

صلاح الدین، محمد: خلقِ عظیم (۴)، ۵۷۲—۵۷۹

قدوسی، اعجاز الحق: رسولِ اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونۂ عمل ہے (۴)، ۲۳۲—۲۳۶

محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلمِ اخلاق (۴)، ۲۴۱—۲۴۸

محمود، عبدالحلیم (شیخ الازہر) جوہرِ خلقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، ترجمہ از ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۴)، ۲۲۸—۲۳۱

مفتاحی، محمد ظفیر الدین: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظامِ حیات (۴)، ۶۶۸—۶۸۸

ملا واحدی: سرورِ کائنات کا دربار (۳)، ۶۲۹—۶۳۳

ادبِ نبویؐ

شمیم احمد، سید: ادبِ نبویؐ (۴)، ۷۴—۸۲

اسلام — سیاست و حکومت

اصلاحی، امین احسن: نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہرِ سیاسیات (۳)، ۶۲۳—۶۲۸

حمید اللہ، محمد: سرورِ کائنات کی حکومت (۳)، ۶۰۷—۶۲۲

حمید اللہ، محمد: عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار (۳)، ۵۵۵—۵۶۱

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبویؐ کے اصول سیاسیات (۳)، ۶۴۴—۶۵۱

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات (۳)، ۶۳۴—۶۴۳

خالد مسعود: سیاستِ نبویؐ کا ایک اہم پہلو (۳)، ۵۷۳—۵۷۵

رحمٰن، ایس اے: رسولُ اللہ کے عہد میں نظامِ عدل (۳)، ۶۵۲—۶۶۵

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی تصور (۳)، ۵۹۷—۶۰۶

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور مذہبی رواداری (۳)، ۶۶۶—۶۷۳

اسلام اور عصرِ حاضر

محمد مبارک : دینِ رسولؐ اور دیگر مذاہبِ فکر (۴)، ۵۰۱—۵۲۵

اسلامی انقلاب

آزاد، ابوالکلام : کارنامۂ سیرت، بے رحم تاریخ کی کسوٹی پر (۳)، ۲۸۹—۳۰۵
ابوبکر غزنوی، سید : رحمتِ عالمؐ کا ہمہ گیر انقلاب (۴)، ۳۳—۳۹
حبیب احمد : اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر (۳)، ۸۶—۹۲
عبدالحکیم خلیفہ : آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳)، ۴۷۱—۴۷۵
قطب، سید : ہمارا پرچم انقلاب — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ (۴)، ۷—۱۵
کوثر نیازی : پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۱۶—۳۲
مفتاحی محمد ظفیر الدین : رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظامِ حیات (۴)، ۶۶۸—۶۸۲
ندوی، محمد حنیف : آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت و ارشاد۔ (۴)، ۴۴—۴۷
ہلے پوتا، عبدالواحد : انقلابِ محمدی (۴)، ۴۰—۴۳

اسلامی تحریکیں

ندوی، سید ابوالحسن علی : پندرھویں صدی ہجری۔ ماضی و حال کے آئینہ میں (۱)، ۹—۳۷

اسلامی ریاست

اصلاحی، امین احسن : نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہرِ سیاسیات (۳)، ۶۲۳—۶۲۸
عبدالحکیم خلیفہ : اسلام اور مذہبی رواداری (۳)، ۶۶۶—۶۷۳
عبدالحکیم خلیفہ : اسلام کا سیاسی و معاشی تصور (۳)، ۵۹۷—۶۰۶
حمید اللہ، محمد : سرورِ کائناتؐ کی حکومت (۳)، ۶۰۷—۶۲۲
حمید اللہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ از نذیر حق (۲)، ۶۱۳—۶۸۲
سلیمان ندوی، سید : حاکمِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲)، ۳۳۰—۳۴۱
سلیمان ندوی، سید : سلطنت اور دین کا تعلق (۲)، ۳۴۲—۳۶۴
سلیمان ندوی، سید : عہدِ نبوی میں نظامِ حکومت (۲)، ۳۶۵—۳۹۹
ندوی، سید ابوالحسن علی : عالمِ عرب کی قیادت (۳)، ۵۶۲—۵۷۲

اسلامی معاشرہ

آزاد، ابوالکلام : پیغامِ محمدؐ (۳)، ۳۰۶—۳۳۷
آزاد، محمد اسماعیل : اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد (۳)، ۴۷۶—۴۹۸
اسرار احمد، ڈاکٹر : نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (۳)، ۲۳۸—۲۶۵
ارشد، رشید احمد : رسول اللہ اور طرزِ معاشرت (۳)، ۴۱۸—۴۲۶
خدیجۃ النساء ایم سراج : رسول اللہ اور طبقۂ نسواں (۳)، ۵۰۷—۵۱۷
سجاد میرٹھی، زین العابدین : پیغمبرِ اسلام کا پیغامِ امن و سلام (۳)، ۴۶۰—۴۷۰
شریفی، محمد حسام الدین : نبی کریمؐ اور اصلاحِ معاشرہ (۳)، ۴۰۹—۴۱۳
ظفیر الدین، محمد : رحمتِ عالمؐ کا پیش کردہ نظامِ حیات (۳)، ۶۸۷—۷۰۲
فخر الدین، فواد : حضورؐ نے انسانی معاشرت کو کیا دیا۔ ترجمہ از خلیل حامدی (۳)، ۴۴۹—۴۵۴
مارگانی، محمد جمعہ : سرورِ کونینؐ اور سماجی انصاف (۳)، ۴۰۵—۴۰۸
منظہر الدین صدیقی، محمد : اسلام اور جنسی مساوات (۳)، ۴۹۹—۵۰۶
ندوی، سید ابوالحسن علی : نبوت کا عطیہ (۳)، ۳۷۵—۳۸۴
ہاشمی فرید آبادی : عطیاتِ محمدی (۳)، ۴۰۲—۴۰۴

اقتصادیات

اصلاحی، شرف الدین: عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرتؐ کا پیغام
(۳)، ۷۰۳ — ۷۱۱
جمیل احمد: اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر
(۳)، ۸۶ — ۹۲
شیر محمد خاں اعوان: رسولِ اکرمؐ کا معاشی نظام
(۳)، ۷۲۲ — ۷۲۸
ظفیر الدین، محمد: رحمتِ عالمؐ کا پیش کردہ نظامِ حیات
(۳)، ۶۸۷ — ۷۰۲
عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی تصور
(۳)، ۵۹۷ — ۶۰۶
محمد اشرف خاں: رسول اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی
نظام (۴)، ۷۳۰ — ۷۳۸
معصومی، محمد صغیر حسن: نقشِ پیغمبرؐ۔ سماجی انصاف
(۳)، ۷۲۹ — ۷۳۳

امراء القیس

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد: جنابِ رسالت مآب کا ادبی تبصرہ
(۴)، ۶۴۷ — ۶۴۸

امہات المومنینؓ

جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضورِ اکرم اور تعددِ ازواج
(۴)، ۶۵۴ — ۶۶۷
حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ترجمہ از
نذیر حق (۲)، ۶۱۳ — ۶۸۲

ب

بعثتِ نبویؐ اور بائبل

منہاج، عبدالرحیم: شانِ محمدؐ بزبانِ بائبل (۴)، ۵۲۶ — ۵۲۸

بدھ مت

حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ترجمہ نذیر حق
(۲)، ۵۱۳ — ۶۸۲

بشریتِ رسولؐ

عبدالماجد دریا بادی: سیرتِ رسولؐ قرآن کی روشنی میں
(۱)، ۲۳۲ — ۳۰۲

بلاغتِ نبویؐ

زبیری، محمد نعیم الدین (مترجم): خطبہ حجۃ الوداع (۲)، ۷۳۵ — ۷۳۹
ظفر علی خاں: گنجِ شائگاں (۴)، ۷۳۹ — ۷۴۲
عزام، عبدالرحمٰن: تاجدارِ دو عالم کی فصاحت و بلاغت
(۴)، ۱۵۱ — ۱۵۸
غلام مصطفےٰ خاں: اردو احادیث کے محاورے (۴)، ۵۹۰ — ۶۲۲
فاروقی، نثار احمد: انسانیت کا منشورِ آزادی (۴)، ۷۴۳ — ۷۴۶
مہر، غلام رسول: حجۃ الوداع (۴)، ۷۴۷ — ۷۵۲
ناصر نصیر احمد: رسولؐ اللہ کے اسوۂ حسنہ کے سترہ نکات
(۳)، ۲۷۰ — ۲۸۷

پ

پندرھویں صدی ہجری

ندوی، سید ابوالحسن علی: پندرھویں صدی ہجری۔ ماضی و حال کے آئینہ
میں (۱)، ۹ — ۳۷

ت

تبلیغِ اسلام

احمد شاہ، معین الدین: دعوتِ نبویؐ کے اصول و مقاصد
(۳)، ۶۷۲ — ۶۸۶
جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضورؐ اکرم اور تبلیغ (۳)، ۱۴۴ — ۱۴۷
حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ از نذیر حق
(۲)، ۶۱۳ — ۶۸۲

تبلیغ و دعوت

ندوی، محمد حنیف : آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت و ارشاد
(۴)، ۴۴—۴۷

تجارت

شمس اللہ قادری، سید : تجارت العرب قبل الاسلام (۳)، ۶۶—۸۵

تصاویر

خانہ کعبہ اور زمزم (تصویر) (۱)، ۲۰۰ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک اور منظر (تصویر)، (۱)، ۲۹۶ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر)، ۴، ۴۰۰ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر)، (۴)، ۲۳۲ کے بعد
غارِ حرا جہاں پہلی وحی نازل ہوئی (تصویر)، (۳)، ۶۱۶ کے بعد
غلافِ کعبہ پر چند آیاتِ قرآنی (تصویر)، (۲)، ۱۵۲ کے بعد
گنبدِ خضریٰ (تصویر) (۲)، ۸۰ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا اندرونی منظر (تصویر)، (۳)، ۴۴ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا بیرونی منظر (تصویر) (۳)، ۳۱۲ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا ایک منظر (تصویر) (۴)، ۱۲۰ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا ایک دروازہ (تصویر) (۲)، ۶۰۰ کے بعد
منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تصویر) (۲)، ۳۶۰ کے بعد
ہیلی کاپٹر سے جبلِ رحمت کا منظر (تصویر) (۱)، ۶۱۶ کے بعد

تصوف

عبدالحق انصاری محمد : ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء
(۳)، ۱۲۸—۱۵۲
عمرالدین : اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا (۳)، ۱۵۳—۱۶۶

تقویم

علوی، اسحاق النبی: سیرتِ نبویؐ (توقیت کی روشنی میں
(۲)، ۵۲—۲۰۴

تعلیم نسواں

ارشد، سید رشید احمد: عہد رسول میں نظامِ تعلیم (۴)، ۱۲۸—۱۳۶
احمد شبلی: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (۴)، ۱۰۶—۱۱۴

تعلیمات

احمد شبلی : اسلامی عہد میں تعلیم نسواں (۴)، ۱۰۶—۱۱۴
ارشد، سید رشید احمد : عہدِ رسولؐ میں نظامِ تعلیم (۴)، ۱۲۸—۱۳۶
حنیف اللہ پھلواری، محمد : عہدِ نبوی میں علمی ترقیاں (۴)، ۱۴۱—۱۴۷
حمید اللہ، محمد: عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم (۴)، ۱۱۵—۱۲۷
خلیل حامدی : عہدِ نبویؐ اور عہدِ صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں
(۴)، ۱۳۷—۱۴۰
شبیر احمد خاں غوری : صدرِ اسلام میں دینی علوم کے ارتقاء کا اجمالی جائزہ (۴)، ۵۷—۷۳

تعدد ازواج

جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضورؐ اکرم اور تعدد ازواج
(۲)، ۶۵۴—۶۶۷

توحید

اصلاحی، امین احسن (محمود حسن، شیخ الہند : حقیقتِ توحید اور حقیقتِ نبی (۲)، ۲۶۷—۳۲۷
عبدالحکیم، خلیفہ: آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم
(۳)، ۴۷۱—۴۷۵
عبدالحکیم، خلیفہ : نبی کریمؐ کے بنیادی عناصر (۳)، ۴۵۵—۴۵۹
مالک رام : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (۳)، ۱۴۲—۱۷۵

ج

جبلِ رحمت (تصویر)

ہیلی کاپٹر سے جبلِ رحمت کا منظر (تصویر)، (۱)، ۶۱۶ کے بعد

جغرافیہ

نامعلوم: جغرافیہ سلامی عہد میں (۴)، ۱۴۸ — ۱۵۰

جہاد

ابوسلیمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۷ — ۲۹۷
برق، غلام جیلانی: مہماتِ رسولؐ (۴)، ۳۷۳ — ۴۳۲
جعفر شاہ پھلواری: اسلام اور جہاد (۴)، ۲۹۸ — ۳۱۵
فاروقی، محمد طاہر: غزواتِ نبویؐ (۴)، ۳۱۶، ۳۲۱
گلزار احمد: غزواتِ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۳۲۲ — ۳۴۲

ح

حلیہ مبارکؐ

نثار احمد فاروقی: طبقات ابنِ سعد (سیرتِ نبویؐ کا قدیم ماخذ)،
(۱)، ۴۹۸ — ۵۶۲
نعیم صدیقی: رسول اللہؐ — ایک نظر میں (۱)، ۷ — ۴۲

حقوق العباد

آزاد، محمد اسماعیل: اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد (۳)، ۴۷۶ — ۴۹۸
تمنا عمادی: کتاب اللہ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ
مَعَہٗ (۱)، ۳۵۱ — ۳۶۸

حقوق اللہ

تمنا عمادی: کتاب اللہ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ
(۱)، ۳۵۱ — ۳۶۸

حقوق نسواں

خدیجۃ النساء ایم سراج: رسول اللہ اور طبقہ نسواں (۲)، ۵۰۷ — ۵۱۷
مظہر الدین صدیقی، محمد: اسلام اور جنسی مساوات (۲)، ۴۹۹ — ۵۰۶

خ

خانہ کعبہ (تصویر)

خانہ کعبہ اور زمزم (تصویر) (۱)، ۲۰۰ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک اور منظر (تصویر)، (۱)، ۲۹۶ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر)، ۴۰ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر) (۴)، ۲۳۲ کے بعد

خدا

عبدالحکیم، خلیفہ: نبی کریمؐ کے بنیادی عناصر (۳)، ۴۵۵ — ۴۵۹

خطابت نبویؐ

نعیم صدیقی: رسول اللہؐ — ایک نظر میں (۲)، ۷ — ۴۲

خطبات نبویؐ

زبیری، محمد نعیم الدین (مترجم): خطبہ حجۃ الوداع (۲)، ۷۳۵ — ۷۳۹
فاروقی، نثار احمد: انسانیت کا منشورِ آزادی (۴)، ۷۴۳ — ۷۴۶
مہر، غلام رسول: حجۃ الوداع (۴)، ۷۴۷ — ۷۵۲

د

درود و سلام

ندوی، سید ابوالحسن علی: بارگاہِ نبویؐ میں (۴)، ۷۱۵ — ۷۲۳

دفاع

ابوسلیمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۷ — ۲۹۷

ر

رسالت نامہ

برق، غلام جیلانی: رسالت نامہ — دریا بہ حباب اندر
(۲)، ۴۳ — ۵۰
نعیم صدیقی: رسول اللہ — ایک نظر میں (۲)، ۷ — ۴۲

ز

زرتشتی مذہب

حمید اللہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ نذیر حق
(۴)، ۵۱۳ — ۶۸۲

الزہری، ابن شہاب

ہوروویتس جوزف: سیرتِ نبوی کی اولین کتابیں اور اُن کے مؤلفین۔
ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱)، ۷۲۱ — ۸۱۶

س

سحر

چراغ علی خان: پیغمبر پر سحر (۴) ۶۲۱ — ۶۲۶

سیاسیات

حمید اللہ، محمد: عہدِ نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار
(۳) ۵۵۵ — ۵۶۱
حمید اللہ، محمد: عہدِ نبوی کے اصولِ سیاسیات
(۳) ۶۴۴ — ۶۵۱
حمید اللہ، محمد: عہدِ نبوی کے عرب ایرانی تعلقات
(۳) ۶۳۴ — ۶۴۳
حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ از نذیر حق
(۲) ۶۱۳ — ۶۸۲
خالد مسعود: سیاست نبوی کا ایک اہم پہلو (۳) ۵۷۳ — ۵۷۵
رحمٰن، ایس اے: رسول اللہ کے عہد میں نظامِ عدل
(۳) ۶۵۲ — ۶۶۵
سلیمان ندوی، سید: حاکمِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے (۲) ۳۳۰ — ۳۴۱
سلیمان ندوی، سید: سلطنت اور دین کا تعلق (۲) ۳۴۲ — ۳۴۶
سلیمان ندوی، سید: عہدِ نبوی میں نظامِ حکومت (۲) ۳۶۵ — ۳۹۹
عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور مذہبی رواداری (۳) ۶۶۶ — ۶۷۳
مرتضیٰ حسین فاضل، سید: آنحضرت کی پہلی سیاسی فتح (ہجرت حبشہ)
(۳) ۵۷۶ — ۵۹۶
ندوی، سید ابوالحسن علی: عالم عرب کی قیادت (۳) ۵۶۲ — ۵۷۲

سیرتِ نبوی

اصلاحی، امین احسن: نبی اپنے گھر میں (۳) ۳۸۵ — ۳۹۵
جناح، محمد علی: رحمۃ للعالمین (۳) ۱۷۶ — ۱۸۱
حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ از نذیر حق
(۲) ۶۱۲ — ۶۸۲
خورشید احمد، پروفیسر: نبی اکرم بحیثیت داعی الی الحق (۲) ۳۹۶ — ۴۰۱
رئیس احمد جعفری: سرورِ کائنات کا رویہ منافقوں سے
(۳) ۵۱۸ — ۵۲۴
شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خان: ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
(۳) ۱۸۲ — ۱۹۰
عبدالستار خان: پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
(۳) ۲۴۷ — ۲۶۰
عبدالقدوس ہاشمی: سیرتِ طیبہ کا مطالعہ (۴) ۲۸۲ — ۲۸۵
عبدالقیوم، پروفیسر: امی نبی کا مفہوم (۴) ۴۰۸ — ۴۱۷
عبدالماجد دریا بادی: سیرتِ نبوی کی روشنی میں سچی باتیں
(۳) ۲۶۱ — ۲۶۹
عبداللہ یوسف علی، علامہ: محمد رسول اللہ (۱) ۲۰۴ — ۲۱۷
گلزار احمد: خاتم النبیین کا بچپن (۴) ۵۶۱ — ۵۷۱
ماہر القادری: محمد عبدہٗ و رسولہٗ (۳) ۲۲۴ — ۲۲۷
محمد سلیمان منصور پوری: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
(۳) ۵۸۰ — ۵۸۹
محمد طیب، قاری: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول
(۱) ۳۸ — ۵۱
مناظر احسن گیلانی، سید: مدنی زندگی (۲) ۴۹۱ — ۵۱۲
ندوی، ابوالجلال: فخرِ موجودات (آنحضرت کی مکی زندگی)
(۲) ۴۶۹ — ۴۹۰
ندوی، سید ابوالحسن علی: سیرت نگاری کی ذمہ داریاں (۱) ۸۱ — ۸۸
نوری، اقبال احمد: رسول اللہ کی بین الاقوامیت (۳) ۵۲۵ — ۵۵۴

سیرتِ نبوی اور عصرِ حاضر

اصلاحی، شرف الدین: عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرت کا پیغام
(۳) ۴۰۳ — ۴۱۱

سجاد میرٹھی، زین العابدین: پیغمبرِ اسلام کا پیغام امن و سلام (۴)، ۴۶۰ — ۴۷۰

عبدالقدوس ہاشمی: سیرتِ طیبہ کا مطالعہ (۴)، ۲۸۲ — ۲۸۵

عبداللہ، سید: سیرتِ نبوی کا پیغام عصرِ حاضر کے نام (۳)، ۳۶۶—۳۷۴

محمد طیب، قاری: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول (۱)، ۳۸ — ۵۱

ندوی، سید ابوالحسن علی: پندرھویں صدی ہجری، ماضی وحال کے آئینہ میں (۱)، ۹—۳۷

ندوی، سید ابوالحسن علی: نبوت کا عطیہ (۳)، ۳۷۵ — ۳۸۴

سیرتِ نبویؐ اور غیر مسلم دانشور

بٹنی، اے۔ جی: محمدؐ اور عیسیٰؑ (۴)، ۵۴۸—۵۴۹

بشیر الدین پنڈت: ہندوؤں کی کتبِ مقدسہ میں بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۵۵۵ — ۵۵۹

خاکہ کمال مبارک گوری: برناڈ شا اور عرب (۴)، ۵۵۰—۵۵۴

صارم، عبدالصمد: قرآن، اسلام اور رسولؐ (غیر مسلموں کی نظر میں) (۴)، ۴۴۷ — ۴۷۹

ظفر نظامی نوشہروی: سرورِ کائناتؐ (غیر مسلم مفکرین کی نظر میں)، (۴)، ۴۸۰ — ۵۰۰

علی شبیر: آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رائے (۴)، ۵۲۹—۵۳۸

کارلائل، ٹامس: سیّد الانبیاء (۴)، ۵۳۹—۵۴۷

سیرتِ نبویؐ اور قرآن

اسرار احمد، ڈاکٹر: نبی کریمؐ کا مقصدِ بعثت (قرآن حکیم کی روشنی میں) (۱)، ۳۱۲ — ۳۵۰

سلیم، قاری محمد عبداللہ: پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں (۱)، ۲۰۰ — ۲۱۲

عبدالماجد دریا بادی: سیرتِ رسولؐ قرآن کی روشنی میں (۱)، ۲۳۲ — ۳۰۲

غلام مصطفےٰ خاں، ڈاکٹر: ہمہ قرآن در شان محمدؐ (۱)، ۸۹—۲۰۲

مودودی، سید ابوالاعلیٰ: نبوتِ محمدیؐ پر قرآن میں استدلال (چند نکات) (۱)، ۲۰۳ — ۲۱۱

ندوی، محمد حنیف: قرآنِ حکیم اور اطاعتِ رسول (۱)، ۲۰۳—۲۱۱

سیرتِ نبویؐ — آداب

محمد زاہد: دربارِ رسالت کا پیغمبرانہ طمطراق (۴)، ۶۲۳ — ۶۲۶

سیرتِ نبویؐ — توقیت

علوی اسحاق النبی: سیرت النبیؐ (توقیت کی روشنی میں) (۲)، ۵۲—۲۰۴

سیرت نگارانِ رسولؐ

احسان عباس، ڈاکٹر و اسد، ناصر الدین، ڈاکٹر: ابن حزم الاندلسی اور جوامع السیرۃ۔ ترجمہ و اضافہ از اجمل اصلاحی (۱)، ۵۹۵—۶۱۴

اصلاحی، محمد اجمل: ابن ہشام اور سیرت ابن ہشام (۱)، ۴۵۲ — ۴۹۷

برق، غلام جیلانی: ابن الجوزی اور سوانح رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۱)، ۷۰۱ — ۷۰۸

خلیل ابراہیم: پہلے سیرت نگار — حضرت عروہ بن الزبیر — ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۳۹۷ — ۴۰۹

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱)، ۶۹۱ — ۷۰۰

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۷ — ۶۴۵

شوقی ضیف: الدرر فی اختصار المغازی والسیر۔ ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۶۱۵ — ۶۳۶

عنایت اللہ، شیخ : رسولِ اکرمؐ کے سیرت نگار (۱)، ۷۰۹ — ۷۱۹

گیوم، الفریڈ : ابن اسحٰق اور سیرۃ الرسول اللہ۔ ترجمہ از تحسین فراقی (۱)، ۴۱۰ — ۴۵۱

مظہر صدیقی، محمد لٰسین : تاریخ لیعقوبی — سیرت نبویؐ کا ایک اہم قدیم ماخذ (۱)، ۵۶۳ — ۵۹۴

نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر : طبقات ابن سعد (سیرت نبویؐ کا قدیم ماخذ (۱)، ۴۹۸ — ۵۶۲

ندوی، مسعود الرحمٰن خان : ابن کثیر (سیرت نگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم)، (۱)، ۶۴۶ — ۶۹۰

ہورووتس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین۔ ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱)، ۷۲۱ — ۸۱۶

سیرت نگاری

ندیم الواجدی : سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو (۱)، ۵۲ — ۶۹

معین الحق، سید ڈاکٹر : سیرت نگاری کے چند پہلو (۱)، ۷۰ — ۸۰

ندوی، سید ابوالحسن علی : سیرت نگاری کی ذمہ داریاں (۱)، ۸۱ — ۸۸

سیرت نگاری اور مستشرقین

معین الحق، سید : سیرت نگاری کے چند پہلو (۱)، ۷۰ — ۸۰

ش

شرحبیل بن سعد (م ۱۲۳ھ)

ہورووتس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین۔ ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱)، ۷۲۱ — ۸۱۶

ط

طب

ثاقب کانپوری، ابو محمد : عرب اور علوم طبیہ (۴)، ۸۹ — ۹۱

طب نبویؐ

امین الدین، سید : طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۹۲ — ۱۰۰

عبدالرزاق، محمد : طب رسولؐ (۴)، ۱۰۱ — ۱۰۵

ظ

ظہور قدسی

افضل حق : ظہور قدسی (۴)، ۴۰۴ — ۴۰۷

درد، رگھوناتھ داوڑ : ظہور قدرت (۴)، ۴۳۳ — ۴۳۷

ظہور قدسی — بشارتیں

حسن میاں پھلواری : کتب سابقہ کی بشارتیں (۴)، ۴۳۸ — ۴۴۶

ع

عالم انسانیت (قبل از اسلام)

امیر علی، سید : دنیائے قبل از اسلام پر ایک نظر۔ ترجمہ از محمد ہادی حسن (۳)، ۲۱ — ۴۰

منظر الدین صدیقی : انسانیت اسلام سے پہلے (۳)، ۷ — ۲۱

ندوی سید ابوالحسن علی : بعثت محمدی سے پہلے (۳)، ۹۳ — ۱۲۷

عالم عرب (قبل از اسلام)

حبیب احمد : اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر (۳)، ۸۶ — ۹۲

شمس اللہ قادری، سید : تجارت العرب قبل الاسلام (۳)، ۶۶ — ۸۵

عبدالحمید صدیقی : عہد جاہلیت میں عربوں کے مذہبی معتقدات (۳)، ۵۶ — ۶۵

عبداللہ قدسی : اسلام سے پہلے عرب کے تصورات (۳)، ۴۱ — ۵۵

عالم عرب — عہد نبوت

حیدر زمان صدیقی : عہد نبوت کے عمرانی اور تمدنی مسائل (۳)، ۲۳۴ — ۲۴۸

عبادت نبویؐ

عبدالرحمٰن عزام بک : بندگی کا انقلابی تصور (۴)، ۴۸ — ۵۵

عبادات

عبدالرحمٰن عزام بک : بندگی کا انقلابی تصور (۴)، ۴۸ — ۵۵

عدل

رحمٰن، ایس اے : رسول اللہ کے عہد میں نظامِ عدل
(۳) ۶۵۴ — ۶۶۵

عرب معاشرہ (قبل از اسلام)

گلزار حسین : دورِ نبوی میں عرب قوم (۴) ۱۵۹ — ۱۶۱

عربی شاعری - نقد و نظر

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد : جنابِ رسالت مآب کا ادبی تبصرہ
(۴) ۶۴۷ — ۶۴۸

عروۃ بن الزبیر (م ۹۴ھ)

خلیل ابراہیم : پہلے سیرت نگار ـ حضرت عروہ بن الزبیر
ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱) ۳۹۷ — ۴۰۹

ہورووتس، یوزف : سیرتِ نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین
ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

عُلوم

گیلانی، سید محمد عبدالستار : علومِ عرب (۴) ۸۳ — ۸۸

عنترہ

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد : جنابِ رسالتمآب کا ادبی تبصرہ
(۴) ۶۴۷ — ۶۴۸

عیاض، قاضی ابوالفضل (م ۴۷۶ھ)

شرف قادری، محمد عبدالحکیم : قاضی عیاض (۱) ۶۳۷ — ۶۴۵

عیسائیت

حمید اللہ، محمد : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ ترجمہ نذیر حق
(۲) ۵۱۳ — ۶۸۲

غ

غارِ ثور

جلال حامدی، سید : حیاتِ نبویؐ میں غاروں کی اہمیت
(۴) ۶۳۴ — ۶۴۰

غارِ حرا

جلال حامدی، سید : حیاتِ نبویؐ میں غاروں کی اہمیت
(۴) ۶۳۴ — ۶۴۰

غارِ حرا (تصویر)

غارِ حرا جہاں پہلی وحی نازل ہوئی (تصویر) (۳) ۱۱۶ کے بعد

غلافِ کعبہ (تصویر)

غلافِ کعبہ پر چند آیاتِ قرآنی (تصویر) (۲) ۱۵۲ کے بعد

غزوات

برق، غلام جیلانی : مہماتِ رسولؐ (۴) ۳۷۳ — ۴۳۲

فاروقی، محمد طاہر : غزواتِ نبویؐ (۴) ۳۱۶ — ۳۲۱

گلزار احمد : غزواتِ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم (۴) ۳۲۲ — ۳۷۲

ف

فضائلِ نبوی

اشرف علی تھانوی : سرورِ کائنات کے حقوق امت پر
(۳) ۴۲۷ — ۴۳۴

عبدالحکیم، خلیفہ : رحمۃ للعالمینؐ بحیثیت انسانِ کامل
(۳) ۲۱۸ — ۲۲۳

عبدالرحمٰن عزام بک : رحمت و رافت کی روح رواں (۳) ۴۴۲ — ۴۸۸

غلام السیدین، خواجہ : انسانِ کامل (۳) ۲۲۸ — ۲۴۶

غلام مصطفےٰ خاں : حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی
خصوصیات (۳) ۴۳۵ — ۴۴۱

محمد اشرف : نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۹۱ — ۲۰۳

ندوی، عبدالرحمٰن : اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۶۷ — ۱۸۱

فکرِ اسلامی

شبیر احمد : اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳) ۷۱۲ — ۷۲۱

عبدالحق انصاری، محمد : ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء
(۳) ۱۲۸ — ۱۵۲

عمر الدین : اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا (۳)، ۱۵۳—۱۶۶

فلسفہ

شبیر احمد : اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳)، ۷۱۲—۷۲۱
عبدالحق انصاری، محمد : ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء (۳)، ۱۲۸—۱۵۲
عمر الدین : اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتداء (۳)، ۱۵۳—۱۶۶

ق

قرآن — جمع و ترتیب

علوی، سید بدرالدین : عہدِ نبوی میں قرآن مجید کی ترتیب تدوین (۱)، ۳۶۹—۳۹۶

قصیدہ بُردہ

البوصیری، محمد شرف الدین : قصیدہ بردہ شریف - فارسی ترجمہ از ملا عبدالرحمٰن جامی، اردو ترجمہ از محمد فیاض الدین نظامی بہزاد دکن (۲)، ۷۴۰—۷۶۰

گ

گنبدِ خضریٰ (تصویر)

گنبدِ خضریٰ (تصویر)(۴)، ۸۸ کے بعد

م

مدحِ صحابہ کرامؓ

عبدالماجد دریا بادی : سیرت رسول قرآن کی روشنی میں (۱)، ۲۳۲—۳۰۲

مدنی تقویم

علوی، اسحاق النبی : سیرتِ نبویؐ (توقیت کی روشنی میں) (۲)، ۵۲—۲۰۴

مدینہ — تاریخ

حمیداللہ، محمد : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ترجمہ از نذیر حق (۲)، ۶۱۳—۶۸۲
محمد اسلم ملک : مدینہ کی قدیم تاریخ (۲)، ۴۲۲—۴۶۸

مزاح

ارشد میر : جنابِ رسالت مآبؐ کی شگفتہ مزاجی (۴)، ۲۶۹—۲۷۳

مستشرقین

معین الحق، سید : سیرت نگاری کے چند پہلو (۱)(۴۷—۸۰)

مسجدِ نبویؐ

علی حافظ : مسجد نبوی (۴)، ۵۶۰

مسجد نبویؐ (تصویر)

مسجد نبویؐ کا ایک دروازہ (تصویر) (۲)، ۶۰۰ کے بعد
مسجد نبوی کا اندرونی منظر (تصویر) (۳)، ۴۴۰ کے بعد
مسجد نبویؐ کا ایک منظر (تصویر) (۴) ۱۲۰ کے بعد
مسجد نبویؐ کا بیرونی منظر (۳) ۳۱۳ کے بعد

معجزات

شرف قادری، محمد عبدالحکیم : علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱)، ۶۹۱—۷۰۰
ندوی، مسعود الرحمٰن خان : ابنِ کثیر سیرت نگارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)، ۶۴۶—۶۹۰

معاشرہ، اسلامی

اسرار احمد، ڈاکٹر : نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن کی روشنی میں) (۱)، ۳۱۲ ۳۵۰
حمیداللہ، محمد : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ از نذیر حق (۲)، ۶۱۳—۶۸۲

معمر بن راشد (م ۱۵۴ھ)

ہوروفس، جوزف : سیرتِ نبویؐ کی اولین کتابیں اور اُن کے مؤلفین (۱)، ۷۲۱ ۸۱۶

مکتوباتِ نبویؐ

نثار احمد فاروقی : الرسالات النبویہ یعنی رسول اکرم فخرِ عالم و آدم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے منتخب مکتوبات و فرامین کا اُردو متن، مع ترجمہ و مختصر حواشی (۲) ۲۰۵-۲۶۶

مکہ ـ تاریخ

محمد اسلم ملک : مکہ کی قدیم تاریخ (۲) ۴۰۲-۴۲۱

مکے تقویم

علوی، اسحاق النبی : سیرت نبویؐ (توقیت کی روشنی میں)

(۲) ۵۲-۲۰۴

منبر رسولؐ (تصویر)

منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم (تصویر) (۲) ۳۶۰ کے بعد

موسیٰ بن عقبہ

ہوروونس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اوّلین کتابیں اور اُن کے مؤلفین

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱-۸۱۶

میثاق مدینہ

حمید اللہ، محمد : محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۶۱۳-۶۸۲

میلاد النبیؐ

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد : محفل میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم (۴) ۶۴۹:۶۵

ظفر علی خاں : میر حجاز (۴) ۶۵۱ — ۶۵۲

ن

نبوت و رسالت

اسرار احمد، ڈاکٹر : نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن کریم کی روشنی میں)

(۱) ۳۱۲-۳۵۰

تمنا عمادی : کتاب اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ

(۱) ۳۵۱-۳۶۸

عبدالماجد دریا بادی : سیرتِ رسولؐ قرآن کی روشنی میں

(۱) ۲۳۲ — ۳۰۲

ندوی، محمد حنیف : قرآن سے مظہر نبوت کی تشریح (۱) ۲۲۱-۲۳۱

ندوی، محمد حنیف : قرآن حکیم اور اطاعتِ رسول (۱) ۳۰۳ — ۳۱۱

نبہانی، یوسف بن اسماعیل (۱۲۶۵ھ/۱۳۵۰ھ)

شرف قادری، محمد عبدالحکیم : علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی

(۱) ۶۹۱-۷۰۰

نفاق

عبدالماجد دریا بادی : سیرتِ رسولؐ قرآن کی روشنی میں

(۱) ۲۳۲-۳۰۲

نعت

شمیم احمد، سید : ادبِ نبویؐ (۴) ۴۷ — ۸۲

و

الواقدی، محمد بن عمر (م ۲۰۷ھ)

ہوروونس، جوف، سیرت نبویؐ کی اوّلین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

وحی

محمود حسن : وحی (۲) ۶۸۳-۷۳۴

ندوی، محمد حنیف : قرآن حکیم اور اطاعت رسولؐ (۱) ۳۰۳ — ۳۱۱

ندوی، محمد حنیف : قرآن حکیم سے مظہر نبوت کی تشریح

(۱) ۲۲۱-۲۳۱

وھب بن منبّہ (م ۱۱۰ھ)

ہوروتس، جوزف : سیرت نبویؐ کی اوّلین کتابیں اور اُن کے مؤلفین

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱ — ۸۱۶

ھ

ہندوستان

حمید اللہ، محمد : محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ترجمہ نذیر حق

(۲) ۵۱۳-۶۸۲

ہجرت

فراق، ناصر نذیر: تصویر ہجرت (۴)، ۴۲۴ – ۴۲۹
مرتضےٰ احسین، فاضل سید: آنحضرتؐ کی پہلی سیاسی فتح (ہجرت حبشہ) (۳)، ۵۷۶ – ۵۹۶
مقبول احمد نظامی سیوہاروی: ہجرت رسولؐ (۴)، ۶۲۷–۶۳۲

ہیئت

علوی، اسحاق النبی: سیرت نبویؐ (توقیت کی روشنی میں) (۲)، ۵۲ – ۲۰۴

ی

یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح (م ۲۹۲ ھ)
مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: تاریخ یعقوبی - سیرت نبویؐ کا ایک اہم قدیم ماخذ (۱)، ۵۶۳ - ۵۹۴

یہودیت

حمید اللہ، محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ نذیر حق (۲)، ۵۱۳–۶۸۲

مقامات

ا

آذربائیجان (۳)، ۲۲ — ۶۷۰
آرام (۳)، ۷۸
آرمینیہ (۱)، ۳۹۴
آریانا (افغانستان) (۴)، ۱۴۸
آسٹریا (۴)، ۳۱۳
آکسفورڈ (۱)، ۴۱۰، ۵۸۷، ۵۹۴، ۷۰۹، ۷۱۳ — ۷۱۴
(۳)، ۱۳۸ (۴)، ۱۱۷، ۴۳۲، ۴۶۵
آگرہ (۴)، ۴۵۹
اباکورہ (۱)، ۴۸۸
ابرہیہ (۲)، ۶۰۷
البہ (۳)، ۷۵
انیوسوکس (۳)، ۹۸
ابواء (مدینہ کے جنوب میں اسّی میل دور ایک مقام)
(۱)، ۵۱۳، ۵۱۷، ۷۰۳ (۲)، ۷۰، ۱۲۷، ۱۵۶،
۱۶۰ — ۱۶۱، ۵۱۹
(۳)، ۵۴۴ (۴)، ۳۲۸، ۳۷۴، ۳۸۳، ۴۲۸،
۵۶۶، ۷۰۶
ابولہ (بصرہ) (۲)، ۵۲۳
اپسالہ (۱)، ۵۱۵
اٹلی (۳)، ۹۷ (۴)، ۱۴۸، ۳۱۳

اجزم (فلسطین کا ایک قصبہ) (۱)، ۶۹۱
اجمیر (۴)، ۸۰، ۴۵۸
اجیاد (۲)، ۴۳۷
احد (۱)، ۴۰۱ — ۴۰۳، ۴۲۲، ۴۲۵، ۴۷۳، ۵۴۰،
۵۵۵، ۵۵۶، ۵۶۷، ۵۸۳، ۵۶۴، ۶۶۶،
۷۳۴، ۷۴۵، ۷۶۳، ۷۹۰، ۷۹۶، ۸۱۵ (۲)،
۴۲، ۴۴، ۴۸، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۹، ۷۳،
۱۱۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷،
۱۶۸، ۱۷۷، ۳۹۹، ۴۲۲، ۴۲۸ — ۴۲۹،
۴۴۴، ۴۹۶، ۴۹۹، ۶۵۲ — ۶۵۳ (۳)، ۲۳۸،
۲۶۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۴۰۱، ۴۲۶، ۴۴۸، ۴۴۴،
۴۷۰، ۴۹۵، ۵۱۸ — ۵۱۹، ۵۵۶، ۶۹۵،
۶۷۷، (۴) ۷۵، ۱۱۳، ۱۷۳، ۱۷۸، ۱۹۱،
۲۳۴، ۲۵۸، ۲۶۶، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۴۶،
۳۵۰، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۶، ۳۶۷، ۳۷۴،
۳۷۶، ۳۷۹، ۳۸۲ — ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۹۷،
۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۱۰، ۴۱۷،
۵۶۱، ۶۵۸
احسا (۳)، ۷۴
ادرنہ (۱)، ۲۵
ادیس بابا (۲)، ۲۰۹

اذاما (۲) ۲۴۳
اذراعات (شام) (۳) ۶۸۵
اذرح (۲) ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۶۰۶ (۳) ۶۴۶، ۶۸۵
اذنبہ (۲) ۲۳۶
ار (۲) ۴۲۵ (۳) ۲۳
ارام (۲) ۲۴۴
اردن (۱) ۲۸، ۵۹۶ (۴) ۴۲۳
ارمینیا (۱) ۵۶۶
اریس (۱) ۵۳۹ (۲) ۲۱۴
ازھر (۳) ۱۳۸
اسپین (۱) ۲۷، ۳۲، ۷۷۹ (۲) ۲۰۹ (۳) ۱۱۶ (۴) ۱۴۸
استنبول (۱) ۴۱۰، ۴۶۱، ۷۱۵، ۷۱۷ (۲) ۲۲۱، ۵۱۶، ۵۷۱، ۶۰۷، ۶۲۶، ۶۲۹ (۳) ۱۳۸ (۴) ۱۴۵
اسٹٹگارٹ (۱) ۴۸۸
اسرائیل (۳) ۲۵۸ (۴) ۳۸۱، ۴۲۳-۴۲۸
اسکاٹ لینڈ (۲) ۲۰۹
اسکندریہ (۱) ۴۶۶، ۷۰۵ (۲) ۲۰۶، ۲۲۴ (۳) ۱۲، ۱۴، ۱۷، ۲۷، ۳۵، ۴۰، ۸۱ (۴) ۲۱
اسکنڈی نیویا (۴) ۵۴۴
اسوان (۱) ۲۵
اشبیلیہ (۱) ۵۹۸، ۶۰۹، ۶۱۶ (۴) ۱۱۰
اصفہان (۱) ۱۵۴ (۳) ۳۰۳
اطالیہ (۴) ۱۷، ۹۰، ۴۶۵
اعشاشش (۱) ۷۴۳
اعظم گڑھ (۲) ۴۰۳، ۴۲۶ (۳) ۵۹۶
افریقہ (۱) ۲۵، ۷۲۶ (۲) ۵۲ (۳) ۳۷، ۶۶-۶۷، ۷۰، ۷۳-۷۴، ۷۹، ۸۱، ۹۸، ۱۷۱، ۱۷۶، ۳۶۷، ۵۲۵، ۵۵۵، ۵۸۱، ۵۸۲، ۶۶۹، ۷۳۹ (۴) ۱۴۴، ۳۲۹، ۵۶۷
افغانستان (۱) ۲۷ (۳) ۳۰، ۳۴، ۷۶۹، ۳۶ (۴) ۱۴۸، ۶۵۰
اقصیٰ (۲) ۷۵۳
اکسوم (۳) ۵۸۲، ۵۸۳
البانیہ (۱) ۲۵
الہ آباد (۴) ۴۵۹
ام البلاد (۲) ۵۹۵
ام رحم (۲) ۴۱۹
ام القریٰ (۱) ۲۳۳ (۲) ۴۱۹، ۴۸۶، ۵۰۱، ۵۹۵
امج (۲) ۱۸۹
امریکہ (۲) ۳۹۳، ۴۴۰، ۶۷۱ (۳) ۲۵۸، ۲۶۶، ۳۲۶، ۳۶۹، ۳۷۳، ۴۷۶، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۹۷، ۶۲۱، ۶۴۶، ۷۲۴ (۴) ۳۱۳، ۳۲۰
اناطولیہ (۲) ۶۷۱
اندلس (۱) ۴۵۴، ۴۸۵، ۴۸۷، ۵۶۶، ۵۹۷، ۵۹۹، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۳، ۶۱۶-۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۹، ۶۳۷، ۷۱۳ (۲) ۶۲۶، ۶۳۷ (۴) ۶۶، ۷۱۰
انڈونیشیا (۱) ۲۷ (۳) ۶۶۹
انطاکیہ (۳) ۱۳، ۹۸
انقرہ (۲) ۵۱۶، ۵۲۳، ۶۶۳

انگلستان (۱) ۱۳، ۴۱۰ (۲) ۶۷۱ – ۶۷۲ (۳) ۱۱۶، ۲۶۹،
۴۶۵، ۵۹۷، ۶۰۱، ۶۲۰، ۶۶۲ (۴) ۱۰۶ – ۴۶۵
۴۸۷، ۴۹۷، ۵۸۹، ۶۲۶
اڑیسا (ORSA) (۱) ۵۱۵
ارسطو (۲) ۴۹۳
اوطاس (۱) ۵۵
ایا صوفیا (۱) ۶۴۶
ایتھنز (۲) ۶۱۰ (۳) ۱۶
ایتھوپیا (۳) ۷۲
ایڈنبرا (۱) ۵۹۰
ایران (۱) ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۹ – ۲۰، ۱۵۰، ۱۵۱، ۲۳۷، ۳۸۶،
۴۸۸، ۵۱۵، ۶۷۰، ۷۳۵، ۷۷۰ (۲) ۴۷، ۶۵،
۷۸، ۱۰۷، ۱۷۸، ۲۰۰، ۲۰۶، ۲۲۱، ۳۶۵، ۳۶۹
۳۷۳، ۳۷۴، ۳۸۱، ۳۹۸، ۵۰۰، ۵۰۹، ۵۱۶
۵۵۴، ۵۸۹، ۵۹۷، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۹ – ۶۱۰،
۶۱۳، ۶۱۵ (۳) ۷، ۹، ۱۲، ۳۰، ۲۳، ۳۵، ۴۲
۶۶، ۶۷، ۶۹، ۷۲، ۷۴ – ۷۵، ۹۹ – ۱۰۱، ۱۱۵ –
۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۵۷، ۱۸۴، ۳۷۶،
۴۱۷، ۴۶۶، ۵۲۵، ۵۵۵، ۵۵۸، ۵۷۷، ۵۸۱،
۶۰۴، ۶۲۰، ۶۳۴، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۴۵ – ۷۴۶،
(۴) ۱۷، ۶۰، ۷۵، ۱۸۸، ۳۸۳، ۴۲۳، ۴۲۸،
۵۶۷، ۵۸۳، ۶۳۷، ۶۵۰
ایشیا (۲) ۵۳، ۴۹۳ (۳) ۲۳، ۳۲، ۳۵، ۵۳،
۹۸، ۱۶۷، ۵۲۵، ۵۵۵، ۵۸۱، ۷۳۹ (۴) ۱۴۴
۴۹۱
ایشیائے کوچک (۱) ۱۹، ۷۲۳ (۳) ۳۳، ۳۸، ۳۹، ۶۶
۵۲۹ (۴) ۱۷
ایفیسس (۳) ۱۳
ایلہ (۱) ۴۰۲ (۲) ۲۰۷، ۲۴۸ – ۲۴۹، ۲۶۴،
۲۶۵، ۶۰۶ (۳) ۶۸۵ (۴) ۴۲۸
ایلیا (۲) ۲۲۱، ۲۲۶، ۴۱۸
ایلیوس (۳) ۳۸

ب

بابل (۱) ۲۳۷ (۲) ۴۳
(۳) ۲۲، ۳۱ – ۳۲، ۳۴، ۴۱، ۴۹، ۶۷،
۶۹، ۷۸، ۷۴۶
باختر (۳) ۲۲، ۳۳ – ۳۴
بازنطین (۲) ۵۱۶، ۵۹۷ (۴) ۳۶۶
باقیستان (۲) ۴۲۷
بانکی پور (۳) ۶۳۸
بحران (۲) ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۱۵، ۶۱۹ (۴) ۳۹۳
بحرین (۱) ۳۸۶، ۴۴۵، ۷۶۸، ۸۱۰ (۲) ۴۷ – ۴۸،
۲۰۶ – ۲۰۷، ۲۲۹، ۲۴۶، ۲۵۶، ۳۶۵،
۳۶۹، ۴۳۹، ۴۶۳، ۵۲۳، ۵۹۶، ۵۹۸،
۶۱۲، ۶۱۹ (۳) ۷۴، ۷۷، ۸۲ – ۸۵، ۱۷۴، ۶۲۶ –
۶۳۸، ۶۴۳، ۶۴۵ —— ۶۴۶، ۶۴۹،
۶۵۸ (۴) ۱۹۱، ۲۶۴، ۳۸۵، ۴۲۳، ۴۲۸،
۴۳۹
بدخشاں (۳) ۲۳
بدر (۱) ۳۳۶، ۳۵۱، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۱۵، ۴۲۱،
۴۲۲، ۴۳۸، ۴۴۵، ۴۵۶، ۴۷۱، ۴۷۳، ۵۱۲
۵۱۴، ۵۸۲، ۵۵۵، ۵۹۰، ۶۲۶، ۶۳۰، ۶۵۴

۶۶۸، ۶۷۳، ۶۸۰، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۲۳، ۷۲۵،
۷۳۲، ۷۳۴، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۵۵، ۷۶۱—
۷۸۳، ۷۹۰، ۷۹۶، ۸۱۴ (۲) ۴۰، ۴۴،
۴۸، ۵۰، ۵۷ — ۵۸، ۶۰، ۶۳،
۶۷، ۶۸، ۷۱—۷۲، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۴
۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۶۴، ۱۶۶،
۱۶۹، ۱۷۰، ۱۹۵، ۳۲۶، ۳۷۱، ۳۷۶، ۳۸۳
۳۹۰، ۳۹۸، ۴۶۱، ۴۶۶، ۴۸۰، ۴۹۶،
۴۹۹، ۵۵۲، ۵۵۷، ۵۷۹، ۵۸۳، ۵۹۸،
۶۵۲، ۷۵۶، (۳) ۱۸۰، ۱۹۵، ۲۶۲،
۳۵۴، ۴۰۱، ۴۲۰، ۴۷۰، ۵۱۸،
۵۵۶، ۶۴۰، ۶۸۵ (۴) ۵۸، ۷۵، ۱۱۰، ۱۲۰،
۱۳۷—۱۳۸، ۱۷۳، ۱۸۳—۱۸۴، ۲۴۷، ۲۶۰،
۲۹۶، ۳۱۸—۳۲۰، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۳-
۳۳۵، ۳۳۶—۳۳۸، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۷
۳۵۳، ۳۵۶، ۳۶۱، ۳۷۴، ۳۷۶—۳۷۸
۳۸۲، ۳۸۳—۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۴
۳۹۶، ۳۹۸—۴۰۱، ۴۰۷—۴۰۸، ۴۱۰،
۴۱۴—۴۱۵، ۴۲۳، ۵۵۷
برطانیہ (۳) ۱۱۶، ۲۶۶، ۳۸۱، ۴۲۷ (۴) ۳۱۳، ۵۸۹
بُرقہ (۱) ۲۳، ۴۶۳
برک الغماد (۲) ۳۹۹
برلن (۱) ۴۱۵، ۴۶۵، ۴۸۶، ۵۱۵، ۶۱۴، ۷۱۴،
۷۷۵، ۷۸۳ (۲) ۶۱۳
برنسٹن (۱) ۴۹۱
برھاط (۳) ۵۷

بُستان (۳) ۶۱
بصرہ (۱) ۶۳، ۳۲۶، ۳۳۹، ۴۵۶، ۴۵۸—۴۶۲،
۴۸۲، ۴۹۸، ۵۱۰، ۵۱۲، ۵۲۰، ۵۵۴، ۵۵۷،
۶۶۳، ۷۱۵، ۷۵۶، ۷۸۳، ۷۷۹، ۸۰۹، ۸۱۱،
(۲) ۳۴۷، ۴۵۰، ۴۵۴، ۴۵۸، ۴۶۷، ۵۲۳،
۵۹۳، ۶۰۶ (۳) ۱۸۷ (۴) ۶۶، ۷۰، ۷۳، ۲۷۰،
۴۱۲، ۷۰۷
بُصریٰ (۱) ۵۷۶ (۲) ۴۷، ۲۲۰، ۴۷۲ (۳) ۵۴۸
۵۵۳—۵۵۴.
بطحٰی (۱) ۶۵۶ (۲) ۴۱۹، ۴۲۱ (۳) ۱۸۳ (۴) ۵۲۹، ۶۲۲
بطحان (۲) ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۵۹
بطلیوس (۱) ۶۱۶
بطن اضم (۳) ۴۲۰
بعاث (۲) ۴۳۲ — ۴۳۳
بعلبک (۳) ۷۵، ۷۶
بعلت [بعلبک کا قدیم نام] (۳) ۷۵
بغداد (۱) ۱۶، ۶۳، ۴۱۰ — ۴۱۱، ۴۲۶، ۴۶۶، ۴۹۸، ۵۰۱
۵۰۸، ۵۱۰ — ۵۱۱، ۵۹۰، ۶۶۱، ۷۰۱، ۷۱۲،
۷۱۴ — ۷۱۵، ۷۶۰، ۷۶۴، ۷۶۹، ۷۷۱، ۷۷۴—
۷۷۷، ۷۷۹، ۷۸۳، ۷۹۴، ۸۱۲ (۲) ۳۹۱—۴۶۲
(۳) ۷۰، ۷۷ — ۷۸، ۸۵، ۱۸۴ (۴) ۸۹، ۹۱،
۱۰۹، ۴۲۲
بقیع (۱) ۵۵۷ (۲) ۴۶۶ (۴) ۳۹۰
بقیع الغرقد (۲) ۴۵۶
بحتریا (۳) ۷۱
بکہ (۲) ۴۱۴، ۴۱۶، ۶۲۵ (۴) ۵۵۶

بلجیم (۴)، ۳۱۳
بلخ (۳)، ۲۳ (۴)، ۱۶۶
بلغاریہ (۴)، ۳۱۳
بلقان (۴)، ۶۲۱
بلقار (۱)، ۴۰۲ (۲)، ۲۵۳
بلکشہ (۲)، ۲۴۱
بلنسیہ (۱)، ۷۹۷، ۵۹۸، ۶۰۹—۶۱۰، ۶۱۶
بمبئی (۴)، ۸۰، ۴۵۱، ۴۷۷، ۴۹۵
بنگال (۳)، ۷۲ (۴)، ۵۴۸
بنگالہ (۳)، ۸۰
بواط (۲)، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۷ (۴)، ۳۳۲، ۳۸۴، ۴۲۸
بوصیر (۴)، ۷۰
بوقبیس (۳)، ۱۸۳
بھارت (۴)، ۳۸۱
بہار (۴)، ۸۰
بھوپال (۱)، ۸
بئر معونہ (۱)، ۳۴۴ (۲)، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۶۹، ۵۹۸
۶۵۳ (۴) ۲۵۱، ۲۷۴، ۲۷۶، ۳۸۵، ۳۹۲
۳۹۸، ۴۲۸
بیت الحرام (۴)، ۵۸۱
بیت عتیق (۲)، ۴۴۶
بیت المقدس (۱)، ۲۵، ۹۵، ۹۹، ۱۳۱، ۵۴۳، ۵۴۹،
۶۵۵ (۲)، ۱۰۵، ۲۲۱، ۲۲۶، ۴۴۶، ۴۴۸،
۴۹۲، ۵۶۲—۵۶۳، ۵۸۱ (۳) ۱۴، ۱۱۵،
۲۵۲، ۷۳۹ (۴) ۲۵۶-۳۱۹-۳۲۳-۵۴۳-۵۸۱
بیت اللہ (۲)، ۱۰۵، ۱۷۷—۱۷۸، ۲۳۱، ۴۰۶، ۴۱۹-۴۲۰
۴۳۷، ۴۴۷، ۴۵۰، ۴۶۰، ۵۸۱، ۵۸۹، ۵۹۵
۴۷۴، ۷۳۶ (۲) ۱۱۱، ۳۹۹ (۴) ۱۴۸، ۳۴۱، ۵۶۶
بیروت (۱)، ۴۷۵، ۵۹۰، ۶۱۱، ۶۴۴—۶۴۵، ۶۴۹،
۶۹۲، ۶۹۷ (۲)، ۲۲۰، ۲۴۳ (۳)، ۶۶—۶۷،
۷۶، ۷۸، ۸۴، ۸۳، ۵۹۶

پ

پاک دیکھئے پاکستان
پاکستان (۱)، ۲۷، ۶۴—۶۵، ۶۱۲، ۶۴۴ (۲)، ۶۳۵ (۳)،
۱۸۱، ۲۵۹، ۲۶۷، ۳۶۳، ۶۳۷، ۶۶۹
(۴)، ۶۶، ۹۹، ۵۹۰۔
پامورک (۲)، ۶۱۵
پامینج (۲)، ۶۱۵
پٹنہ (۱)، ۴۸۷ (۳)، ۶۳۷ (۴)، ۸۰، ۴۹۴
پٹی (۴)، ۴۵۷، ۴۵۸
پولینڈ (۴)، ۳۱۳
پھلواری (۴)، ۸۰
پیٹرسبرگ (۳)، ۱۷
پیرس (۱)، ۷۱۲ (۳)، ۸۰ (۴)، ۹۰
پیکین (۳)، ۷۰

ت

تاشقند (۲)، ۶۲۶
تبت (۲)، ۸۱
تبع (۲)، ۴۳۰—۴۳۱
تبوک (۱)، ۱۲۰، ۶۵۵ (۲)، ۴۴، ۴۸، ۵۰، ۶۲، ۷۰، ۱۸۴

۱۹۳–۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۵۴، ۳۶۷، ۳۶۶،
۵۸۷، ۶۰۶، ۶۱۵، ۶۲۱ (۳) ۳۵۴، ۳۸۹، ۵۷۲
۵۷۴، ۶۱۳، ۶۴۹، ۶۸۵ (۴) ۲۴۰، ۳۱۹، ۳۷۵
۳۷۹، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۵، ۴۰۱، ۴۰۵، ۴۱۷،
۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۳، ۵۴۶
تدمور (۳) ۷۵–۷۶
ترُبہ (۴) ۴۱۱
ترکستان (۱) ۱۲، ۲۷، ۳۲ (۳) ۶۶، ۷۰–۷۱، ۸۱، ۵۸۱
(۴) ۶۹
ترکی (۱) ۲۴–۲۶، ۳۸، ۶۴۶ (۲) ۲۲۵، ۲۰۷ (۳)
۵۸۱ (۴) ۴۳۸
تونس (۱) ۲۵، ۲۷، ۴۸۷، ۵۱۵، ۶۰۸
تہامہ (۲) ۲۴۹، ۳۶۶ (۳) ۵۴۳
تیماء (۱) ۴۵۸، ۴۰۷ (۲) ۴۸، ۲۶۴، ۴۲۶، ۵۸۳
(۳) ۴۲۶، ۵۵۶ (۴) ۴۰۶، ۴۱۰، ۴۲۳، ۴۲۸

ٹ

ٹرکی (۴) ۳۱۳
ٹکسلا (۳) ۷۰۲
ٹیونس (۳) ۷۲

ث

ثعلبہ (۲) ۶۹
ثمالہ (۱) ۲۶۰
ثنیات الوداع (۲) ۵۷۰
ثور (۲) ۴۴۵، ۴۹۱

ج

جاپان (۲) ۵۰۷ (۳) ۱۱۵، ۲۵۷، ۴۷۶ (۴) ۳۱۳
جارستہ (۲) ۴۳۵
جامع کردی (۱) ۶۳۱
جبل بنی دبلیبد (۲) ۴۳۵
جبل تہامہ (۲) ۲۰۷
جبل ثور (۴) ۲۶۶، ۳۹۸
جبل القبلہ (۲) ۲۴۱
جبل قیم (۲) ۴۴۴
جبلین (۲) ۲۱۳، ۲۵۲
جحفہ (۱) ۶۵۶ (۲) ۴۲۳ (۴) ۳۳۲، ۳۸۳
الجدر (۲) ۴۳۵
جدّہ (۲) ۵۳۰ (۳) ۷۴، ۷۳، ۴۷ (۴) ۳۲۹، ۳۶۲، ۴۱۷،
۴۲۳، ۴۲۸
جرباء (۲) ۲۰۸، ۲۶۶، ۲۶۴، ۶۰۶ (۳) ۶۸۵، ۷۴۶
جرجان (۳) ۶۷۰
جرس (۲) ۴۶۰
جرش (۲) ۴۳۶
جرف (۲) ۲۰۱، ۲۰۳، ۴۳۵، ۴۶۷
جرمنی (۲) ۶۲۶، ۶۷۱، ۶۸۸ (۳) ۴۶۵ (۴) ۳۱۳
جری (۲) ۲۳۵
الجزائر (۱) ۲۷ (۳) ۲۵۸
جزائر الہند (۳) ۸۱
الجزیرہ (۱) ۴۱۱، ۴۶۶، ۷۶۰
جزیرۃ العرب (۱) ۲۵ (۲) ۴۴۵، ۵۵۰، ۶۹۸ (۲) ۸۶، ۳۶۸
(۴) ۱۲، ۳۳۳، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۵۵–۳۵۶، ۳۵۹
۳۶۵، ۳۶۸، ۳۷۱، ۵۶۳
جزیرہ قبرص (۱) ۲۵
جعرانہ (۲) ۱۸۷، ۲۲۹
الجفر (۲) ۲۴۳
جفلات (۲) ۲۴۱
جلعاد (۳) ۸۳

جاء (۲) ۲۳۶
الجناب (۴) ۴۱۱
جنت البقیع (۱) ۵۶۱ (۲) ۴۵۹، ۶۷۵
جند (۲) ۴۸، ۶۱ (۴) ۴۲۹
جنوبی افریقہ (۴) ۳۸۱
جنوبی عرب (۱) ۴۱۶ (۳) ۴۱۷ (۶) ۲۱، ۱۲۸
جنوبی یمن (۱) ۲۷
جنوبی ہند (۳) ۸۱
جوڈیا (۳) ۱۴
جوزہ (بغداد کا ایک محلہ) (۱) ۷۰۱
جیرہ (۳) ۷۳—۷۴
جیفر (۲) ۲۲۷

چ

چکن دگاؤں (۱) ۲۷
چین (۱) ۲۳۷ (۲) ۳۲۸، ۴۵۶، ۵۰۷، ۵۲۳، ۵۲۹،
۶۱۲، ۶۱۵، ۶۲۶، ۶۳۷
چین (۳) ۶۶—۶۷، ۶۹—۷۱، ۷۴—۷۵، ۷۹—۸۱، ۱۰۳،
۱۱۶، ۲۳۲، ۲۵۷، ۵۵۵، ۶۱۸، ۶۲۰، ۷۴۲، ۷۴۴،
۷۴۵
چینی ترکستان (۱) ۲۷

ح

الحاطمہ (۲) ۴۱۹
حبش (۲) ۳۶۶، ۳۶۹، ۳۸۳—۳۸۴ (۳) ۲۳۰، ۵۲۹
۳۱۶، ۳۱۶ (۴) ۷۵، ۸۱—۱۶۵، ۳۱۶، ۵۸۳
حبشہ (۱) ۵۶، ۴۵، ۳۶۶، ۳۶۹، ۴۳۷، ۴۸۳—۴۸۴ (۳) ۲۳۶
۴۴۵، ۵۴۹، ۵۵۶، ۵۷۲، ۵۷۸—۵۷۹، ۵۹۳،
۶۵۵، ۶۲۶، ۶۲۹، ۶۶۱، ۶۶۴، ۷۳۱، ۷۵۵، ۷۶۳
۷۹۵ (۲) ۴۳، ۱۴۹، ۲۰۶، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۷—۲۱۹
۲۲۳—۲۲۴، ۳۰۳، ۳۲۷، ۳۵۳، ۵۱۶، ۵۲۳—
۵۲۴، ۵۵۲، ۵۵۵، ۵۵۹، ۵۷۷، ۵۷۸—۵۸۱،
۶۰۵، ۶۰۷—۶۰۹، ۶۱۳، ۶۲۸—۶۲۹،
۶۵۳—۶۵۴، ۶۶۳ (۳) ۷۲، ۷۴، ۷۸، ۸۰،
۳۹۳، ۴۱۷، ۵۵۷، ۵۷۶—۵۷۸، ۵۸۰—
۵۸۱، ۵۸۳، ۵۸۷—۵۸۹، ۵۹۳—۵۹۵،
۶۸۷، ۷۲۹، ۷۴۳ (۴) ۲۳۸، ۲۵۶، ۲۳۳،
۲۷۸، ۳۸۵، ۳۹۷، ۴۰۵، ۴۱۰، ۵۶۶،
۶۵۷—۶۵۹
۵۸۳، ۵۸۷—۵۸۹، ۵۹۳—۵۹۵، ۶۸۷، ۷۲۹
۷۴۳ (۴) ۲۳۸، ۲۵۶، ۳۳۲، ۳۷۸، ۳۸۵، ۳۹۷
۴۰۵، ۴۱۰، ۵۶۶، ۶۵۷—۶۵۹
حبط (۴) ۴۱۴
حجاز (۱) ۲۵، ۶۲، ۳۴۷، ۶۵۱، ۷۱۱، ۷۱۴، ۷۲۵، ۸۳۷،
۸۴۹، ۸۰۰ (۲) ۵۲، ۵۷، ۶۳، ۱۶۷، ۱۸۲، ۱۹۱،
۲۳۲، ۲۴۹، ۲۶۶، ۲۶۹، ۳۰۵—۳۰۶، ۳۱۳،
۳۱۴، ۳۲۰، ۳۴۱، ۶۴۱ (۳) ۶۸، ۷۲، ۷۴، ۷۷،
۸۳، ۸۵—۸۶، ۱۱۲، ۱۷۶، ۱۸۹، ۲۶۶، ۵۲۵،
۵۵۵، ۵۷۶—۵۷۷، ۵۸۲، ۵۸۵، ۶۴۵ (۴) ۱۵۹،
۲۵۷، ۳۲۲، ۳۲۶، ۵۸۳، ۷۴۴
حجر (۲) ۱۹۰، ۲۵۶، ۳۲۵
حجون (۱) ۵۱۷
الحدان (۲) ۲۶۰
حدیبیہ (۱) ۴۵، ۱۷۲، ۲۰۳، ۳۰۰، ۴۰۱—۴۰۲، ۵۴۱
۵۸۴، ۶۵۵ (۲) ۴۴، ۵۰، ۵۹، ۶۵، ۶۶، ۶۹،
۷۴، ۱۲۷، ۱۷۵—۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۸، ۲۱۷، ۲۲۴،
۲۶۶، ۳۷۶—۳۷۷، ۳۹۸، ۴۲۵، ۴۵۴، ۴۵۹

۵۸۱، ۵۸۴، ۶۰۲—۶۰۳، ۶۰۵، ۶۵۸
(۳) ۱۸۶، ۳۵۶، ۵۵۸—۵۶۰، ۶۱۳، ۶۳۶،
۶۳۷، ۶۳۹—۶۴۰، ۶۴۲—۶۴۳، ۶۵۰، (۴)
۵۸، ۷۵، ۲۰۳، ۲۱۲، ۲۱۷، ۳۲۰، ۳۶۴،
۳۶۸—۳۶۹، ۳۷۵، ۳۹۵، ۴۰۸—۴۰۹،
۶۶۰۔
حازۃ (۱) ۱۹۴
حواض (۳) ۶۱
حرہ واقم (۲) ۲۶۰
حُویلض (۲) ۹۳
الحساءُ (۲) ۶۱۰، ۶۱۲ (۳) ۶۳۶ (۴) ۱۴۳
حسمیٰ (۲) ۱۸۲ (۴) ۳۷۴، ۴۰۶
الحسنیہ دمحل (۲) ۲۱۲
حصات (۳) ۷۷
حصار (۴) ۴۹۸
حض الاغراب (۲) ۴۳۰
حضرموت (۱) ۵۳۸ (۲) ۳۷—۳۸، ۲۰۷، ۲۲۳،
۲۵۶، ۲۶۱، ۴۶۲، ۵۹۱، ۵۶۳، ۶۳۰ (۳)
۶۹، ۷۴، ۷۶، ۳۹۹، ۶۴۵، ۷۲۹ (۴)
۴۲۳، ۴۲۸—۴۲۹
حُضرہ (۴) ۴۱۴
حطیم (۳) ۵۳۱، ۵۴۲
حظمہ (۲) ۴۳۵
حضیا (۲) ۴۴۴
حلب (۲) ۲۲۰ (۳) ۶۳۴ (۴) ۴۲۳
حمراء الاسد (۲) ۱۲۷، ۱۶۳—۱۶۴، ۱۶۶—۱۶۸ (۴)
۳۵۰، ۳۹۶، ۴۱۹
حمص (۱) ۳۷۹، ۶۱۰ (۲) ۱۹۴، ۲۲۰—۲۲۱، ۲۳۶ (۴) ۴۲۳
حمیر (۲) ۲۳۱، ۳۶۹
حنین (۱) ۵۵ (۲) ۴۲، ۴۴، ۴۷، ۵۰، ۵۸—۶۰
۶۲، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۴۶، ۱۸۶—۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۴،
۳۸۳، ۳۸۸، ۴۶۶، ۴۹۸، ۵۸۶، ۷۵۶ (۳)
۳۵۴، ۳۵۶، ۶۳۶ (۴) ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۹۱، ۳۱۹—
۳۲۰، ۳۷۱، ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۸۸، ۳۹۳، ۳۹۵،
۳۹۸، ۴۰۱، ۴۱۵—۴۱۶، ۶۳۲
حیدرآباد دکن (۱) ۶۶، ۶۷، ۴۸۸، ۴۹۳، ۴۹۴، ۵۸۷
۵۹۱، ۶۱۱، ۶۳۲، ۶۳۴، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۶۲
۶۸۹، ۷۱۳، ۷۱۵—۷۱۶، ۷۱۸، ۷۶۴، ۷۹۲،
۸۰۹ (۲) ۱۲۱، ۴۴۳، ۶۴۵ (۳) ۱۳۱—۱۴۴
۵۵۵، ۶۳۶، ۶۳۸ (۴) ۳۸۲، ۴۵۳، ۴۶۱
حیرہ (۱) ۴۶۶، ۵۶۸، ۷۶۰ (۲) ۳۶۵، ۳۷۴، ۶۰۹
۶۱۳ (۳) ۵۲، ۷۵، ۱۲۲—۱۲۳، ۶۳۴،
۶۳۹، ۷۲۷

خ

خالدیار (۳) ۶۹
خان بالغ (۳) ۷۰
خانقور (۳) ۷۰
خانہ خدا (۲) ۵۳۷، ۵۹۳
خانہ کعبہ (۱) ۹۴، ۹۵، ۱۳۱، ۲۰۷، ۲۷۵، ۴۲۰، ۵۴۲،
(۲) ۳۰۶، ۴۸۷ (۳) ۵۱، ۵۷، ۲۳۲، ۲۳۹،
۵۵۰، ۵۶۹، ۵۷۷—۵۷۹، ۵۹۵ (۴) ۲۵۶
۲۱۷، ۴۷۹

خبط (۴) ۳۷۵، ۴۱۴
الحجر (۱) ۱۴۷
خرار (۴) ۳۳۲
خراسان (۱) ۱۵۴ (۴) ۷۰، ۷۲
خضرہ (۴) ۳۷۵
خط (۳) ۸۵
خطا (۳) ۶۶، ۷۰
خطۃ المافر (۱) ۴۵۴
خنساء (۲) ۷۰
خیبر (۱) ۵۳-۵۴، ۳۳۷، ۳۳۹، ۴۴۴، ۵۰۱،
۵۲۷، ۵۴۲، ۵۷۲، ۵۸۴، ۲۶۴،
۶۵۷، ۶۶۶، ۶۷۱، ۶۷۳، ۷۶۰، ۷۶۳،
۷۷۶، ۷۷۹ (۲) ۴۴، ۴۷، ۴۸—۵۰، ۱۲۷، ۱۳۰،
۱۳۱، ۱۴۳، ۱۴۲—۱۸۵، ۱۸۷، ۲۰۰، ۴۴۷، ۴۹۶،
۵۷۱، ۵۸۲—۵۸۳، ۵۹۸، ۶۰۰—۶۰۳،
۶۰۵، ۶۵۷، (۳) ۷۵، ۱۸۶، ۵۲۲، ۵۵۶—۵۷۷
۵۵۹، ۲۳۶، ۴۴۸، ۶۵۰، ۷۲۹، ۷۳۹ (۴) ۱۲۳،
۱۴۷، ۱۸۲، ۲۳۸، ۳۱۹، ۳۵۱، ۳۵۵، ۳۶۱، ۳۶۴—
۳۶۶، ۳۷۱، ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۵، ۴۰۰—۴۱،
۴۰۷، ۴۰۹—۴۱۰، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۲۸، ۶۶۰، ۶۹۰

د

دارارقم (۱) ۸۷۵ (۲) ۳۳۷، ۳۸۴—۳۸۶ (۴) ۱۴۱
دار ابی جہم (۲) ۴۶۸
داراجالہ (۲) ۳۷۴
دارالندوۃ (۲) ۱۵۳، ۲۱۴، ۴۲۱، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۵۰،
۴۶۰—۴۶۱ (۳) ۴۰۶ (۴) ۱۱۷، ۵۶۴، ۷۲۵
۷۹۷ (۲) ۱۹۴، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۶
۲۲۱، ۴۹۱، ۶۰۶، ۶۰۸ (۳) ۴۸، ۷۵
۶۳۴، ۷۴۶ (۴) ۱۱، ۳۷۷، ۴۲۳
دمینہ (۱) ۴۹۱
دومۃ (۲) ۲۱۳، ۲۶۳
دومۃ الجندل (۲) ۴۷-۴۸، ۵۰، ۱۲۷، ۱۴۲—۱۴۳، ۱۴۹—
۱۷۰، ۱۹۵، ۲۶۳—۲۶۴، ۴۲۵، ۵۹۶، ۶۰۶، ۶۵۵
(۳) ۷۶، ۸۷، ۱۴۷، ۵۵۶، ۵۶۵، ۶۴۸، ۶۴۴، ۷۴۴ (۴)
۲۱۹، ۳۷۴، ۴۰۱، ۴۰۶، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۲۸
دومۃ الحجر (۲) ۴۳۷
دھلک (۱) ۷۴۷
دہلی (۱) ۲۳، ۶۰، ۶۵، ۷۰۱ (۲) ۲۱۲، ۲۱۵—۲۱۶، ۴۹۲
(۳) ۷، ۱۸۱ (۴) ۸۰، ۴۳۲، ۴۵۹—۴۶۰، ۴۶۲
۴۶۶، ۴۶۸، ۴۹۸، ۵۴۷
دیر بحیرا (۲) ۴۷۲
دیوبند (۱) ۲۲، ۵۸، ۶۳، ۶۵، ۷۱۲،

ڈ

ڈنلاپ (۲) ۲۱۰

ذ

ذات الاساود (۲) ۲۵۸
ذات اطلاح (۴) ۴۱۳، ۴۱۹
ذات الجیش (۲) ۴۴۴
ذات الحناظی (۲) ۲۵۸
ذات الرقاع (۲) ۸۴، ۹۹، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۴
(۴) ۲۱۹، ۳۶۵، ۴۲۸
ذات العشیرہ (۲) ۱۴۴، ۱۶۱
ذباب (۲) ۴۳۵
ذوامر (۲) ۵۹۸

ذوالحلیفہ (۲) ۱۶۵، (۴) ۷۴۷

ذوالخلصہ (۲) ۸۸ (۳) ۵۱

ذوالعشیرہ (۲) ۴۴۴، (۴) ۳۸۴، ۴۲۸

ذوالقصہ (۴) ۴۰۵، ۴۱۹

ذی خشب (۱) ۷۹۴

ذی طوی (۴) ۷۴۳

ذی الغصنۃ (۲) ۲۳۷

ذی المروۃ (۲) ۲۴۰

ر

رابغ (۴) ۳۲۹

رابیہ (سوق) (۳) ۶۳۵

رام پید (۲) ۱۱۹، ۱۴۲، ۱۴۷

رباط (۱) ۶۱۴، ۶۱۸

رجیع (۱) ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۶۴، ۴۰۱، ۴۹۶ (۴) ۳۹۹، ۲۷۶،
۴۲۸

رشبونہ (۱) ۶۱۶

رصافہ (۱) ۷۷۷

رصد (۱) ۴۵۴

رضوی (۲) ۱۴۲

رقم (۲) ۴۲۵

رقہ (۱) ۷۷۱–۷۷۳، ۸۱۲

رقیم (۲) ۴۲۷

رمل (۱) ۶۵۶

رملہ (۲) ۴۱۸

روڈیشیا (۴) ۳۸۱

روس (۱) ۹، ۱۳، ۳۳۴، ۳۳۸ (۳) ۶۶، ۲۵۷، ۲۶۶،
۷۲۴ (۴) ۱۶، ۳۱۳، ۳۲۰، ۷۳۵

روسی ترکستان (۱) ۲۷

روم (۱) ۱۵۰–۱۵۱، ۷۷۴، ۶۵۵ (۲) ۱۲، ۷۴، ۳۸، ۴۸، ۱۸۱،
۲۰۳، ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۲۰–۲۲۱، ۲۳۱–۲۳۲، ۲۵۳،
۳۲۸، ۳۵۴، ۳۶۶، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۹۸، ۶۱۰ (۳)
۷، ۱۶، ۳۸، ۵۳، ۷۶، ۸۲، ۹۵–۹۶، ۹۹، ۱۱۵، ۱۱۸،
۱۲۱–۱۲۲، ۱۲۵، ۲۷۹، ۵۵۵، ۵۵۸، ۵۷۷، ۵۶۸،
۵۸۱، ۶۳۹، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۶ (۴) ۶۹، ۷۵، ۲۶۳،
۳۶۸، ۳۸۱، ۴۹۵، ۵۸۷، ۶۷۴،

روما (۳) ۳۲، ۳۴–۳۵، ۳۷، ۱۱۵، ۷۴۲–۷۴۳، ۷،
۷۴۶ (۴) ۱۷، ۳۰۲

رومانیہ (۴) ۳۱۳

رومہ (۱) ۲۳۷، ۶۵۵ (۲) ۳۸۱

رہاط (۳) ۲۴۳

رے (۱) ۱۱۴، ۱۵۴، ۴۲۰–۴۲۶، ۴۶۶، ۵۰۸، ۶۷۰، ۷۱۴

ریاض (۴) ۴۲۳

ز

زبید (۴) ۴۲۹

زُبیر (قلعہ) (۴) ۴۱۰

الزنج (۲) ۲۴۲

زرقان (۱) ۷۱۸

س

سائبیریا (۴) ۱۴۸

سبا (۱) ۳۲۳ (۲) ۸۸، ۳۶۹، ۴۸۰ (۴) ۴۲۶

سبتہ (۱) ۶۳۷–۶۳۸، ۷۱۶

سپین (۱) ۹، ۶۰۵، ۶۲۶

سنج (۲) ۴۵۳، ۴۶۰

سراف (۳) ۷۱
سراندیپ (۳) ۷۲
سرہند (۱) ۲۱
سردیادمانٹینگرو (۴) ۳۱۳
سریا (۲) ۴۰۳
سسلی (۴) ۱۴۸
اسطح (۲) ۴۱۲
سعودی عرب (۱) ۱۰ (۲) ۶۱۲
سفوان (۴) ۳۸۴
سقام (۳) ۶۳
سلالم (۱) ۵۰۴ (۴) ۴۱۰
سلع (۲) ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۲، ۴۴۴-۴۴۵، ۴۶۰، ۴۹۱
سلوق (۳) ۸۵
سماوہ (۲) ۶۱۳ (۳) ۶۲۷
سمرقند (۴) ۱۴۸
سنحریب (۱) ۳۱
سندھ (۱) ۵۹۰، ۷۶۸، ۸۰۹ (۲) ۵۳، ۵۲۳، ۶۱۳ (۳)
۶۹، ۷۱-۷۲، ۷۴-۷۵، ۵۷۷، ۵۸۱ (۴)
۶۴، ۴۲۰
سوریا (۴) ۵۸۲
سوسیانہ (۳) ۳۰
سوق الشحر (۳) ۷۷
سویڈن (۱) ۱۳، ۵۱۵ (۲) ۶۷۲
سہارنپور (۱) ۲۲
سہیل (۱) ۷۱۳
سوئٹزرلینڈ (۲) ۶۷۲
سیام (۳) ۷۱
سیسرینی (۳) ۳۵
سیلون (۲) ۵۳۷ (۳) ۷۱-۷۲، ۸۰-۸۱
سینا (۳) ۴۲۴، ۴۵۶ (۴) ۳۲۳، ۴۲۸
سیوط (۱) ۴۸۷

ش

شاطبیہ (۱) ۶۱۶
شام (۱) ۲۳-۲۵، ۲۷، ۲۰۰، ۳۸۶-۳۸۷، ۳۹۹، ۴۰۹،
۴۱۵، ۴۳۲، ۴۵۱، ۴۸۷، ۵۰۵، ۵۱۴-۵۱۵، ۵۱۷،
۵۲۳-۵۲۴، ۵۳۸، ۵۴۵، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۶،
۵۷۶، ۵۹۱، ۶۰۲، ۶۵۲، ۶۶۸، ۷۰۴، ۷۲۸، ۷۶۹،
۷۹۸، ۸۰۰، ۸۱۲ (۲) ۴۳، ۷۸، ۱۶۵، ۱۸۴، ۲۱۱،
۲۲۴، ۲۳۵، ۲۴۹، ۲۶۴-۲۶۶، ۲۷۴، ۳۷۴،
۳۹۳، ۴۱۱، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۲۲، ۴۷۰، ۴۷۲،
۴۷۵، ۴۹۴، ۵۲۳، ۵۵۷، ۵۶۷، ۵۷۹، ۵۸۱،
۵۸۳، ۶۰۱-۶۰۲، ۶۰۹ (۳) ۳۹، ۵۷، ۶۷، ۶۸،
۷۴-۷۵، ۷۸-۷۹، ۹۵، ۹۸، ۱۱۵، ۱۱۷-۱۱۸،
۱۲۲، ۱۲۴، ۱۵۷، ۱۷۷، ۱۸۴، ۱۸۹، ۲۰۹-۲۱۰
۲۶۴، ۳۰۴، ۴۱۷، ۴۲۵، ۴۸۴، ۵۲۹، ۵۳۰،
۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۱-۵۵۲، ۵۵۴-۵۵۵، ۵۵۸،
۵۶۰، ۵۶۲، ۵۷۷، ۵۸۰-۵۸۱، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۳۰،
۶۴۳، ۶۴۹، ۶۵۵، ۷۲۹، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۶
(۴) ۱۲۸، ۱۴۸، ۲۱۳، ۲۵۷، ۲۹۶، ۳۱۸، ۳۱۹،
۳۲۹، ۳۳۴-۳۳۵، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۴۵
۳۵۲، ۳۶۶، ۳۷۷، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۷
۳۹۳، ۳۹۷، ۴۰۱، ۴۰۶، ۴۲۳، ۴۲۸، ۵۳۰،

۵۶۷، ۵۷۸، ۷۰۷، ۷۱۳
شامہ (مکہ کی پہاڑی یا چشمہ) (۱)، ۴۰۸
شجران (۲)، ۴۷
شرق اردن (۱)، ۲۵
شرق اوسط (۳)، ۱۲۲
شُعَیبَہ (۳)، ۵۸۲
شعب (۱)، ۷۱۱، ۷۴۹، ۸۰۰
شق (قلعہ) (۱)، ۵۸۴ (۴)، ۴۱۰
شقران (۱)، ۶۳۵
شنتریں (۱)، ۶۱۶
شواق (۲)، ۲۴۳
الشوط (۴)، ۳۴۶ — ۳۴۷
شہرزور (۱)، ۲۳
شیراز (۳)، ۶۹

ص

صحار (۲)، ۷۶
صحارہ (۱)، ۴۹۱
صحرا (۱)، ۷۰۷
صفا (۱)، ۵۶۰، ۵۷۸ (۲)، ۴۸۲، ۴۸۵ (۳)، ۳۸۱
۴۶۲ (۴)، ۲۱۰ — ۲۱۱
صفین (۳)، ۴۸۹ (۴)، ۶۰، ۱۱۳، ۳۷۸
صنعاء (۱)، ۷۷، ۶۵۶، ۶۵۷ (۳)، ۵۸، ۴۷، ۷۴، ۷۶،
۳۹۹، ۴۲۰، ۵۷۸ (۴)، ۱۴۱، ۴۲۳،
۴۲۹
صور (۳)، ۶۸، ۷۴
صیدا (۳)، ۶۸

صین (۳)، ۷۰ (۴)، ۵۹
صین الصین (۳)، ۷۰ — ۷۱، ۸۱
صین الکبیر (۳)، ۷۰

ط

طائف (۱)، ۵۵، ۱۸۹، ۳۳۹، ۴۰۲، ۵۱۲، ۵۱۹، ۵۴۲،
۵۴۹، ۵۸۱، ۵۸۴، ۶۵۵، ۷۶۲ (۲)، ۲۴،
۴۴، ۸۸، ۱۱۷، ۱۸۶ — ۱۸۷، ۴۳۰، ۴۳۶،
۴۴۹، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۸۹، ۴۹۱، ۴۹۷
۴۹۹، ۵۵۹ — ۵۶۰، ۵۶۶، ۵۸۲، ۵۸۶
۵۹۹ — ۶۰۰، ۶۰۸، ۶۲۲، ۶۲۹، ۶۴۵، ۶۴۹
۶۶۳، ۶۶۶ (۳)، ۶۰، ۷۷، ۲۰۲، ۲۰۶، ۲۵۴
۳۵۶، ۴۰۱، ۴۱۷، ۴۳۴، ۴۴۸، ۴۴۴، ۵۳۴،
۵۴۱ — ۵۴۲، ۵۷۵، ۵۷۸، ۶۳۶، ۶۴۵، ۷۲۹
۷۴۷ (۴)، ۱۸۴، ۲۶۶، ۳۲۹، ۳۷۱، ۳۷۵،
۳۷۷، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۳ — ۳۹۴، ۴۰۶
۴۲۸ ۔
طرابلس (۱)، ۲۳، ۲۵
طبرستان (۱)، ۷۱۶
طفیل (مکہ کی ایک پہاڑی یا چشمہ) (۱)، ۴۰۸
طور (۴)، ۴۲۳
طہران (۳)، ۵۹۶
طیسیفون (مدائن کا قدیم نام) (۳)، ۷۰، ۱۱۹

ظ

ظفار (۳)، ۷۴

ع

عبدالاشہل (۲)، ۴۳۵

عدن (۳)، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۶
عدنان (۲)، ۴۰۸
عراق (۱)، ۱۴، ۱۹، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۳۸۷، ۳۹۸، ۴۱۵
۴۵۱، ۴۹۸، ۵۰۸، ۵۱۵، ۵۵۷، ۵۶۱، ۶۲۰
۷۲۴، ۷۵۷ — ۷۵۸، ۷۶۱، ۷۶۹، ۷۷۱، ۸۱۰
(۲) ۶۳، ۸۷، ۱۰۷، ۱۶۵، ۳۶۵، ۴۰۶، ۴۱۸
۵۲۳، ۵۷۶، ۵۸۹، ۶۰۹، ۶۱۹ (۳)
۵۲، ۵۸، ۶۱، ۷۰، ۷۴ — ۷۵، ۷۹، ۱۲۲،
۱۵۷، ۱۸۹، ۲۳۷، ۵۵۱، ۵۵۵ — ۵۵۶، ۵۶۰،
۵۶۲، ۵۸۱، ۶۴۹، ۷۴۵، ۷۴۶ (۴) ۶۵ — ۶۶،
۸۶، ۱۱۷، ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۴۰، ۲۵۷، ۳۸۵، ۴۵۶، ۴۸۵، ۵۸۲،
۶۹۱، ۷۱۳
عراق قدیم (بابل)، (۳) ۱۷۳
عرب (۱) ۲۵، ۲۲۵، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۴۱۲، ۴۴۴
۴۶۹، ۴۸۵، ۵۴۵، ۵۶۹، ۵۷۴، ۵۸۱، ۵۸۳،
۶۰۳، ۶۳۰، ۶۵۲ — ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۶۳، ۶۹۱،
۷۰۴، ۷۲۵، ۷۴۲، ۷۵۲، ۷۶۲ — ۷۶۳، ۷۶۵،
۷۶۸، (۲) ۵۲ — ۵۳، ۶۱، ۷۰، ۷۶ — ۷۹، ۸۴،
۸۸ — ۹۰، ۹۵، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴ — ۱۰۵، ۱۰۸،
۱۸۱، ۱۹۴ — ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۸۸، ۳۰۲، ۳۰۵ —
۳۰۷، ۳۱۱ — ۳۱۲، ۳۱۵، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۴۵ —
۳۴۷، ۳۴۹، ۳۷۱، ۳۷۴، ۳۸۶ — ۳۸۷، ۳۹۸،
۴۰۳، ۴۱۴، ۴۲۱، ۴۲۵، ۴۳۶، ۴۵۸، ۴۶۰،
۴۶۴، ۴۶۹، ۴۸۰، ۴۹۲ — ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۷ — ۴۹۸،
۵۰۰ — ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۹، ۵۱۵، ۵۲۰،
— ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۵ — ۵۲۶، ۵۵۲، ۵۵۸،
۵۶۴، ۵۶۶، ۵۶۹ — ۵۸۴، ۵۸۹، ۵۹۷، ۶۰۶،
۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۲ — ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۵،
۶۵۲، ۶۵۳، ۶۶۲ — ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۸۰، ۶۸۷ —
۶۸۸، ۶۹۲، (۲) ۷، ۱۱، ۴۶ — ۴۷، ۴۸، ۵۵، ۵۷، ۶۲، ۶۶،
۷۷، ۷۹ — ۸۰، ۸۲، ۸۸، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۲۲، ۱۷۶ —
۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲ — ۱۸۴، ۱۸۹، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۹،
۲۱۳، ۲۲۴ — ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۲ — ۲۳۴، ۲۳۹،
۲۴۱ — ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۵۰، ۲۷۱، ۲۷۴، ۲۹۲ — ۳۰۳،
۳۰۷، ۳۲۱، ۳۳۲ — ۳۳۴، ۳۵۲ — ۳۵۴، ۳۶۵،
۳۶۷، ۴۰۳، ۴۰۹، ۴۱۷، ۴۲۰، ۴۶۱، ۴۶۶، ۴۸۱،
۴۹۴، ۵۲۵ — ۵۲۹، ۵۳۳، ۵۴۲، ۵۴۵ —
۵۴۶، ۵۴۹ — ۵۵۱، ۵۵۵، ۵۵۶ — ۵۵۸،
۵۶۰، ۵۶۲ — ۵۶۶، ۵۷۰ — ۵۷۲، ۵۷۷ —
۵۷۸، ۵۸۱، ۵۸۷ — ۵۸۸، ۵۹۵، ۶۰۷ — ۶۰۹،
۶۱۱ — ۶۱۳، ۶۲۰، ۶۲۳، ۶۲۶ — ۶۲۸، ۶۳۲ —
۶۳۷، ۶۴۳ — ۶۴۸، ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۶۲، ۶۶۷،
۶۸۵، ۷۲۳، ۷۲۷، ۷۲۹ — ۷۳۰، ۷۳۹، ۷۴۵،
۷۴۶ — ۷۴۷ (۳) ۷، ۹، ۱۱، ۱۶، ۲۲، ۲۷، ۶۰،
۶۳، ۶۶، ۸۳، ۸۹ — ۹۰، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۷،
۱۲۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۰،
۱۶۳، ۱۶۶، ۱۷۷، ۱۸۴، ۱۹۵، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۸،
۲۵۷، ۲۹۵، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۸، ۳۳۹، ۳۴۵، ۳۵۵،
۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۳، ۴۰۶، ۴۱۴، ۴۱۶ — ۴۱۷،
۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۸، ۴۳۷، ۴۵۵ —
۴۵۷، ۴۷۷ — ۴۷۸، ۴۸۳، ۴۸۴ — ۴۸۷، ۴۹۱، ۴۹۳،
۴۹۵ — ۴۹۶، ۵۱۸، ۵۳۰، ۵۳۳، ۵۳۸،

۵۴۲—۵۴۳، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۹۰، ۵۹۵،
۶۲۶، ۶۲۸—۶۲۹، ۶۳۱، ۶۴۳، ۶۴۹—۶۵۰،
۶۵۵، ۷۰۵، ۷۱۳—۷۱۴، ۷۴۸
عربستان (۲) ۴۳۰، ۴۳۶ (۳) ۲۴، ۵۱، ۷۳، ۷۶، ۸۲
عرج (۱) ۳۴۵ (۲) ۱۹۲
عرس (۲) ۴۱۹
عرفات (۲) ۳۰۶، ۳۱۶، ۵۸۹، ۵۹۴، ۶۱۷، ۶۲۸ (۳)
۱۱۴ (۴) ۷۵، ۸۱۴، ۳۴۳، ۷۴۷، ۷۴۹
عرفہ (۱) ۶۵۶
عروض (۲) ۴۱۹
عرازۃ (۱) ۴۹۱
عسفان (۲) ۱۸۹ (۳) ۳۹۹
عسیر (۱) ۲۳، ۲۵
العشیرہ (۲) ۵۷۷
عقبہ (۱) ۴۱۳
العقیق (۱) ۸۷، ۷۸۸ (۲) ۴۵۶
عک (۲) ۴۳۰
عکاظ (۱) ۵۵۷ (۲) ۱۷۴، ۵۱۸، ۶۶۸ (۳) ۷۶،
۶۴۵ (۴) ۱۱۷
علیگڑھ (۱) ۵۹۳ (۳) ۱۳۶
عمان (۲) ۴۷—۴۸، ۲۱۱—۲۱۳، ۲۲۷، ۲۵۳، ۳۶۵،
۵۲۲—۵۲۳، ۵۵۷، ۵۹۶، ۶۰۲، ۶۱۰،
۶۱۲، ۶۱۹ (۳) ۷۷، ۷۶، ۸۴، ۲۶۶، ۴۱۷،
۴۲۰، ۵۵۸، ۶۳۶—۶۳۷، ۶۴۳ (۴)
۴۲۳، ۴۲۸
عمواس (۴) ۴۰۶
عوالی (۲) ۴۵۳
عورا (۲) ۴۲۵
عیر (۲) ۴۲۲، ۴۴۴—۴۴۵
عیص (۴) ۳۷۴، ۴۰۶، ۴۲۸
عین التمر (۱) ۱۱۴، ۴۶۶، ۷۵۷
عینون (۲) ۲۳۵

غ

غارِ ثور (۱) ۳۳۶، ۳۳۹ (۲) ۴۲، ۱۵۳—۱۵۴، ۱۵۶،
۵۶۹ (۴) ۳۹۸، ۶۳۹
غارِ حرا (۱) ۱۹۷ (۲) ۳۴، ۳۷۶، ۵۰۳، ۵۲۹—
۵۳۰، ۵۳۲، ۵۶۰، ۶۸۶ (۳) ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۳۰،
۴۶۲، ۷۲۳ (۴) ۴۹، ۴۶۶، ۶۲۵—۶۳۶،
غبغب (۳) ۶۳
غدیرِ خم (۱) ۶۵۶، ۶۷۸
غرناطہ (۱) ۶۰۹ (۲) ۴۹۲ (۳) ۱۸۱ (۴) ۱۱۰—۱۱۱، ۵۴۷
غزنی (۲) ۴۹۲
غزہ (۳) ۲۲۵
غسان (۱) ۲۴۷ (۲) ۱۲۳ (۳) ۶۰
غطفان (۲) ۶۹ (۳) ۵۵۶

ف

فاران (۱) ۲۹۶ (۳) ۱۸۹، ۲۲۴—۲۲۵، ۴۰۰ (۴)
۵۷، ۶۵۲
فارس (۱) ۳۸۶، ۵۶۸ (۲) ۲۲۳، ۳۲۸، ۳۶۵، ۵۷۱،
۵۸۳، ۶۷۱—۶۷۲، ۶۸۸ (۳) ۷۸، ۱۸۴،
۲۶۴، ۷۴۶ (۴) ۲۱، ۱۴۸

فاس (۱) ۴۱۵، ۶۳۷، ۶۴۴
فجا (۳) ۶۹
فدک (۱) ۳۸۵۴ (۳) ۷۳۹ (۴) ۱۶۷، ۳۷۴ – ۳۷۵، ۳
۳۹۱، ۴۰۶ – ۴۰۷، ۴۱۹، ۴۲۰ – ۴۲۳، ۴۲۸
فرانس (۱) ۳۳۴، ۳۳۸ (۳) ۹۷، ۱۱۶، ۳۲۶، ۳۷۶
(۴) ۱۶، ۹۰، ۱۴۸، ۳۱۳، ۳۲۰، ۵۸۹
فزان (۱) ۲۵
فسطاط (۱) ۴۳۹، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۳ – (۲) ۴۵۰،
۴۶۷ (۴) ۱۰۹
فلپائن (۴) ۲۱۳
الفلج (۲) ۲۱۴
فلس (۳) ۶۰
فلسطین (۱) ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۳۷۹، ۵۹۵، ۵۹۶، ۶۹۱،
(۲) ۷۸ — ۷۹، ۱۰۵، ۲۰۹، ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۲۳
۴۲۵ – ۴۲۶، ۴۹۲، ۵۱۶، ۵۱۹، ۵۲۳، ۵۲۵
۵۵۷، ۵۸۹، ۶۰۶ – ۶۰۷، ۶۰۹، ۶۱۹، ۶۴۸
۶۷۴ (۳) ۱۴، ۴۲، ۴۹، ۲۵۸، ۲۶۴، ۴۶۰،
۵۲۵، ۵۶۲، ۵۶۸، ۶۱۳، ۶۳۴، ۶۳۹، ۶۷۰
۷۴۳، ۷۴۵ – ۷۴۶
فن لینڈ (۴) ۳۱۳
فینشیا (۲) ۴۰۳
فینیقیہ (۳) ۴۲
فینکینیا (۳) ۶۷

ق

قادسیہ (۱) ۴۰۲ (۲) ۴۱۹ (۳) ۴۹۰ (۴) ۳۸۷
قاہرہ (۱) ۵۳، ۴۱۰، ۴۳۹، ۴۵۱، ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۸۹
۵۹۵ – ۵۹۶، ۶۰۰، ۶۱۲ – ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۲۹
۶۳۲، ۶۴۶، ۶۵۲، ۶۶۴، ۶۶۹، ۶۸۳، ۶۹۰،
۷۱۳، ۷۱۵ – ۷۱۹، ۸۰۷ (۲) ۴۹۲، ۶۴۴،
(۳) ۱۵۰، ۵۵۵
قبار (۱) ۱۲۰، ۵۴۹، ۷۳۵ (۲) ۴۶، ۵۰، ۵۶، ۱۵۴،
۱۵۶، ۴۳۵، ۴۳۹، ۴۲۲، ۴۴۵ – ۴۴۶، ۴۶۰،
۴۶۲، ۴۶۴، ۴۹۱، ۵۷۰ – ۵۷۱ (۴) ۳۷۹،
۳۹۰، ۴۲۸
قبط (۲) ۴۳۷
قبرص (۳) ۳۵
قدید (۲) ۱۹۰ (۳) ۵۹
قردۃ (۲) ۶۳
قرطاجنہ (۳) ۷۴۵
قرطاء (۴) ۷۳۴
قرطبہ (۱) ۵۹۷، ۶۰۸، ۶۱۶، ۶۳۷ – ۶۳۸ (۴) ۱۱۴
قرقرۃ الکدر (۲) ۱۲۹، ۵۹۸ (۴) ۳۹۲
قرن الثعلب (۲) ۴۹۱، ۴۹۴
قریۃ النمل (۲) ۴۱۹
قریظہ (۲) ۴۳۵
قسطنطنیہ (۱) ۷۶۱ (۲) ۲۲۱، ۲۳۲، ۲۶۵، ۶۰۵ (۳) ۱۲،
۳۵، ۱۱۵، ۱۹۰، ۴۱۷، ۴۶۰، ۵۸۱
قصارہ (۱) ۵۸۴ (۴) ۴۱۰
قضیمہ (۴) ۳۲۹
قطر (۲)، (۴)، ۲۶۴، ۴۲۸
قفکن (۴) ۳۷۴
قطیب (۳) ۷۴

قلع (صحرا کا ایک گاؤں) (۱) ۷۰۷
قموص (قلعہ) (۱) ۵۷۲، ۵۸۴ (۴) ۴۱۰
قناط (۴) ۳۴۷
قندھار (۴) ۵۴۸
قنوج (۳) ۱۰۵
قیب حجرا (۲) ۴۱۹
قیروان (۱) ۵۹۸

ک

کارتھیج (۳) ۷۲
کاشغر (۱) ۱۶
کاظمہ (۲) ۷۴
کانپور (۱) ۹۴ (۴) ۸۰
کدید (۴) ۴۷۵، ۴۱۲
کراچی (۱) ۷۱۷ (۳) ۵۹۶ (۴) ۳۸۲، ۴۳۲، ۵۹۰، ۶۱۷
کربلا (۴) ۶۹، ۴۲۳، ۴۲۸
کرمان (۴) ۱۶۶
کریٹ (۳) ۷۴۵
کشمیر (۳) ۷۲
کعبہ (۱) ۱۴۴، ۵۱۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۷۰، ۵۷۶، ۶۳۰،
۶۵۲، ۷۱۴، ۷۶۳ (۲) ۴۳، ۵۰، ۷۸، ۸۸،
۱۰۴، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۲، ۳۷۶، ۴۰۶، ۴۰۸،
۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۳۷،
۴۹۲، ۴۹۳، ۵۰۱، ۵۱۶، ۵۲۴–۵۲۹–۵۳۰
۵۳۹، ۵۵۴، ۵۵۷–۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۳–
۵۶۴، ۵۶۹، ۵۸۵، ۵۸۷، ۵۹۰، ۵۹۲–۵۹۵،
۶۰۷–۶۰۸، ۶۱۱، ۶۵۲، ۶۶۳، ۶۶۸ (۳) ۵۷،
۶۲–۶۳، ۶۶، ۸۸، ۱۱۱، ۱۷۶–۱۷۷، ۱۷۹، ۲۰۵،
۲۰۶، ۲۱۱، ۲۱۳، ۴۷۰، ۴۸۰، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۵،
۵۴۱، ۵۴۷، ۵۵۸، ۵۷۸، ۷۴۰، ۷۴۳ (۴)
۵۸، ۱۱۷، ۱۵۹، ۲۰۴، ۳۲۷، ۳۷۰، ۳۸۷،
۵۳۱، ۵۳۳، ۵۴۱، ۵۴۵–۵۴۶، ۶۵۳، ۶۷۶،
۷۰۷
کلکتہ (۲) ۵۰۰ (۴) ۸۰
کندہ (۲) ۴۸، ۳۶۹، ۵۱۶
کوفہ (۱) ۴۱۱، ۴۲۰، ۴۲۶، ۴۵۹، ۴۶۶، ۴۶۴–۴۶۸،
۵۰۱، ۵۰۵، ۵۱۲، ۵۲۷، ۵۵۶، ۶۶۳، ۶۶۰، ۷۶۴
۷۷۹ (۲) ۳۴۵، ۴۵۰، ۴۵۴، ۴۵۸، ۴۶۷، ۴۹۱،
۶۰۹، ۶۱۳
کوفتہ (۳) ۵۲ (۴) ۷۳، ۴۲۸
کوہِ حرا (۴) ۵۴۱
کوہِ طور (۲) ۵۶۳
کہلان (۴) ۴۲۶
کورگ (۴) ۴۹۶
کویت (۱) ۱۰، ۶۳۲، ۶۴۴ (۴) ۴۲۳، ۴۲۸
کیپڈوشیا (۳) ۱۱۵
کیمرج (۱)، (۳) ۱۳، ۱۴۴، ۱۴۷
کینٹن (۳) ۷۰

گ

گجرات (۳) ۶۹
گوٹنگن (۱) ۴۸۸، ۷۱۲
گیلان (۳) ۲۲

ل

لاہور (۱) ۴۸۸، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۷ (۲) ۲۱۵، ۶۳۵ (۳)
۸۰، ۲۶۷، ۵۹۶، ۶۳۸ (۴) ۳۵، ۸۰
۴۳۲، ۴۵۹—۴۶۰، ۴۵۳، ۴۵۷، ۴۹۹
۶۱۹
لائپزشش (۱) ۴۸۰
لائل پور (۴) ۴۶۷
لائیڈن (۱) ۴۱۰، ۴۸۸—۴۸۹، ۴۹۷، ۶۰۰ (۳) ۱۴۳
لبلہ (۱) ۵۹۷
لبنان (۱) ۱۵ (۳)
۵۹۶ (۴) ۴۲۳، ۴۲۸
لکھنؤ (۱) ۲۲، ۳۲، ۳۷ (۳) ۵۹۶ (۴) ۸۰، ۶۱۹
۶۲۰
لندن (۱) ۶۴۵، ۴۹۷، ۵۸۸ (۲) ۲۰۹، ۲۱۱، ۶۸۸
(۳) ۱۳۵
لنکا (۲) ۵۳۷ (۳) ۳۷، ۴۲
لوابۃ الخنزاد (۲) ۲۴۲
لوائر (۳) ۱۱۶
لیبیا (۱) ۳۷، ۵۹۶
لینزبک (۱) ۴۸۸

م

مآرب (۲) ۴۸ (۴) ۴۲۶، ۴۲۹
ماچین (۳) ۷۰
ماد (۳) ۳۰
مالابار (۲) ۶۱۳—۶۱۴
مالٹا (۳) ۳۶۳
مالقہ (۱) ۶۰۹
مالقہ (اندلس کا ایک ضلع) (۱) ۷۱۳
ماوراء النہر (۲) ۶۲۶
متھرا (۳) ۳۹ (۴) ۵۹۱
مجمع الجزائر (۳) ۷۱
المحراف (۱) ۵۶۲ /
مخلاف (یمن کا صوبہ) (۱) ۴۵۴
مخیض (۲) ۴۴۴
مدائن (۲) ۶۰۹، ۶۱۳ مدائن
(۳) ۷۰، ۷۵، ۱۲۲، ۱۸۴، ۳۰۴، ۶۴۰، ۶۳۸
۶۴۳، ۶۷۰
مدراس (۳) ۲۲۷
مدفوار (۲) ۲۴۳
مدین (۲) ۷۷۴
مدینہ (۱) ۲۳، ۵۸، ۶۰، ۸۴، ۹۵، ۱۸۳، ۲۶۴، ۲۸۵
۲۹۸، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۱۰-
۴۱۱، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۶، ۴۳۶، ۴۴۱، ۴۵۱، ۴۶۲
۴۶۶، ۴۹۸، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۲،
۵۱۹، ۵۲۰، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۹، ۵۵۵—
۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۷، ۵۷۱، ۵۸۱، ۵۸۳،
۵۸۹—۵۹۰، ۵۹۲، ۶۰۴—۶۰۵، ۶۰۷،
۶۱۰، ۶۲۴، ۶۲۶—۶۲۷، ۶۳۰، ۶۳۵، ۶۴۴
۶۵۱، ۶۵۳—۶۵۴، ۶۵۶، ۶۶۱، ۶۶۳، ۶۶۶
۶۹۲، ۷۰۳—۷۰۴، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۱۱، ۷۱۲،
۷۱۴، ۷۲۲—۷۲۳، ۷۲۵—۷۳۱، ۷۳۴—
۷۳۶، ۷۳۹—۷۴۰، ۷۴۲—۷۵۰، ۷۵۷،
۷۵۹—۷۶۱، ۷۶۵، ۷۶۸—۷۶۹، ۷۷۱—

۷۷۴، ۷۷۹، ۷۸۱، ۷۸۳، ۷۹۰، ۷۹۳—۷۹۴،
۷۹۶، ۸۰۱، ۸۰۶، ۸۱۰—۸۱۱، ۸۱۳، ۸۱۶ (۲)
۹، ۲۸، ۲۹، ۳۶، ۴۴—۴۸، ۵۵، ۵۸، ۶۰،
۶۴—۶۷، ۷۲—۷۳، ۷۶، ۷۹، ۱۰۳، ۱۰۵—
۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۶—۱۱۸، ۱۲۴، ۱۳۹—۱۴۰، ۱۴۲،
۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۶، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۹۴،
۱۹۶، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۳۲، ۲۳۹،
۲۴۲، ۲۵۱، ۲۵۴، ۲۶۶، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۳،
۳۹۴—۳۹۵، ۴۲۲—۴۲۴، ۴۴۳—۴۴۶،
۴۴۹—۴۶۰، ۴۶۲—۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۴،
۴۸۴، ۴۸۹—۴۹۵، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۰۰،
۵۰۳، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۴۶—
۵۷۳، ۵۷۶—۵۷۸، ۵۸۰—۵۸۴،
۵۸۶—۵۸۷، ۵۸۹، ۵۹۴، ۵۹۶—۵۹۷،
۵۹۹—۶۰۳، ۶۰۶—۶۱۲، ۶۱۸—۶۱۹،
۶۲۱، ۶۲۴—۶۲۷، ۶۲۹، ۶۴۹، ۶۵۱—
۶۵۳، ۶۵۵—۶۵۶، ۶۵۹—۶۶۰، ۶۶۲—
۶۶۴، ۶۶۶—۶۶۹، ۶۷۵—۶۷۶، ۶۷۹—
۶۸۰ (۳) ۴۹، ۵۷، ۵۹، ۱۲۴، ۱۷۸،
۱۸۵، ۱۸۸، ۲۰۶، ۲۱۵—۲۱۶، ۲۲۴
۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۰، ۳۰۴،
۳۴۰، ۳۵۲، ۳۷۲، ۳۸۳، ۴۰۰، ۴۰۷، ۴۱۷،
۴۲۰، ۶۲۶، ۴۳۰، ۴۴۷—۴۴۸، ۴۸۶،
۴۸۹، ۴۹۵، ۵۱۶، ۵۱۹، ۵۲۲، ۵۲۹—۵۳۰،
۵۳۶، ۵۴۳—۵۴۴، ۵۵۵—۵۵۷، ۵۵۹—
۵۶۰، ۵۷۰، ۶۱۱—۶۱۳، ۶۳۱، ۶۳۸—۶۳۹
۶۴۲—۶۴۳، ۶۴۵—۶۴۶، ۶۴۸—۶۵۰،
۶۵۴—۶۵۵، ۶۶۷، ۶۸۵، ۶۸۷—۶۸۸،
۷۲۴، ۷۲۹—۷۳۱، ۷۳۹، ۷۴۱ (۴) ۵۹، ۶۰،
۶۴، ۶۸، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۲۰—۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۶،
۱۳۱—۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱—۱۴۳، ۱۴۵—۱۴۶
۱۶۷، ۱۷۲، ۱۸۸، ۲۱۳، ۲۳۷، ۲۴۷، ۲۵۶، ۲۵۹
۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۶، ۲۹۶، ۳۱۶—۳۱۸
۳۲۲—۳۲۶، ۳۲۸—۳۳۴، ۳۳۷—۳۳۸
۳۴۱—۳۴۵، ۳۴۷، ۳۴۹—۳۶۱، ۳۶۳—
۳۶۶، ۳۶۸—۳۷۲، ۳۷۸—۳۹۳، ۳۹۶—
۳۹۷، ۳۹۹—۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۲—۴۱۵،
۴۱۷—۴۱۸، ۴۲۵—۴۲۶، ۴۲۸، ۴۵۶، ۴۶۲
۵۷۸، ۶۳۲—۶۳۳، ۶۳۸، ۶۴۰، ۶۵۸، ۶۷۴،
۶۷۶، ۶۹۱، ۶۹۳، ۷۰۱، ۷۴۷
مدینۃ النبیؐ (۴) ۳۴۱—۳۴۲، ۵۶۶
مربطۃ (۱) ۵۸۴
مربطہ (۴) ۴۱۰
مرالظہران (۲) ۱۹۹ (۴) ۴۱۴
مراکش (۱) ۲۳، ۲۷، ۴۷، ۶۰۹، ۷۱۳ (۲) ۶۲۴
مراکو (۱) ۷۱۶
مرحب (قلعہ) (۱) ۵۷۲
مردہ (۱) ۵۷۷—۵۷۸، ۶۵۶ (۲) ۲۵۸، ۵۸۹
مری (۴) ۴۶۱
مریس (۲) ۲۱۱
مُریسیع (۲) ۱۲۷، ۱۷۳ (۴) ۴۰۱
مُریّہ (۱) ۵۹۷، ۶۱۰

مزدلفہ (۱) ۶۵۶ (۴) ۷۴۹
مزہ (دمشق) (۱) ۹۶۳
مستورہ (۴) ۳۲۹
مسجد اقصیٰ (۱) ۱۳۱ (۲) ۷۵۳ (۳) ۴۳۷
مسجد بنو اسلم (۲) ۴۶
مسجد بنو بیاضہ (۲) ۴۶
مسجد بنو جہینہ (۲) ۴۶
مسجد بنو زریق (۲) ۴۶، ۴۴۵
مسجد بنو سلمہ (۲) ۴۶
مسجد بنو ساعدہ (۲) ۴۶
مسجد بنو جبید (۲) ۴۶
مسجد بنو عمرو (۲) ۴۶
مسجد بنو غفار (۲) ۴۶
مسجد بیت المقدس (۱) ۷۴۵، ۷۹۷،
مسجد حرام (۱) ۱۱۸، ۷۴۵، ۷۹۷ (۲) ۱۸۸، ۲۱۷، ۴۹۳
(۳) ۴۳۷ (۴) ۳۸۶، ۵۱۱، ۵۸۵
مسجد دمشق (۱) ۷۳۵
مسجد ضرار (۱) ۶۵۵ (۲) ۵۰، ۴۶۴ (۳) ۵۲۳، ۵۷۴
مسجد قباء (۱) ۵۲۱، ۶۵۳، ۶۶۶ (۲) ۴۴۵—۴۴۶، ۴۴۴، ۶۴۳
(۳) ۵۲۳، (۴) ۲۴۰
مسجد مدینہ (۲) ۴۶۵
مسجد نبوی (۱) ۲۹۹، ۳۹۹، ۴۷۲، ۴۷۴، ۵۲۰، ۵۴۵،
۵۵۸، ۵۸۲، ۶۵۳، ۶۶۶، ۷۲۳، ۷۲۷—
۷۲۸، ۷۴۵، ۷۵۴، ۷۹۷ (۲) ۴۶، ۵۰، ۴۴۶،
۴۹۲، ۶۲۱—۶۲۲، ۶۲۶، ۶۵۹، ۶۷۶
(۳) ۲۹۳، ۴۲۶، ۴۳۳، ۴۸۳، ۶۲۷، ۶۲۹،
۶۳۱ (۴) ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۴۲—۱۴۳،
۱۴۶، ۱۶۴، ۲۳۹—۲۴۰، ۲۴۷، ۲۷۱، ۳۴۰،
۳۶۰، ۳۹۰، ۴۰۰، ۴۰۴، ۵۶۰، ۶۲۳، ۶۹۷—
۶۹۹، ۷۲۳
مسجد نبیؐ (۲) ۴۳۹—۴۴۰، ۴۴۵، ۴۴۷—۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۱،
۴۵۴، ۴۵۷، ۴۵۹، ۴۶۱—۴۶۴، ۴۶۸
مسقط (۴) ۴۲۳
مشارف (۴) ۳۶۷
مشرقِ بعید (۳) ۱۱۵، ۵۶۲
مشرقِ وسطیٰ (۱) ۱۹ (۲) ۵۲، ۸۲، ۱۰۷ (۳) ۱۲۲
(۳) ۱۱۵، ۲۵۲، ۲۵۶
مشرقی افریقہ (۳) ۶۳۴، ۷۴۵
مشرقی چین (۳) ۸۱
مشرقی یورپ (۳) ۱۱۵
مشقر (۲) ۶۱۳ (۳) ۷۶، ۶۴۵
مشیرب (۲) ۴۴۴
مصباحہ (۲) ۲۴۲
مصر (۱) ۲۴—۲۵، ۲۷—۲۸، ۱۲۳، ۲۳۷، ۲۸۶—۲۸۷،
۳۹۸، ۴۱۱، ۴۳۹، ۴۵۳—۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۲—
۴۶۳، ۴۷۵—۴۷۶، ۴۸۴—۴۸۵، ۴۸۷—
۴۸۹، ۴۹۶—۴۹۷، ۵۱۲، ۵۱۵، ۵۵۷، ۵۶۶،
۵۸۸—۵۹۰، ۶۰۸، ۶۱۱—۶۱۲، ۶۲۹، ۶۳۳،
۶۴۴، ۶۶۵، ۶۹۰—۶۹۱، ۷۰۰، ۷۱۲—۷۱۳،
۷۱۶، ۷۱۸—۷۱۹، ۷۵۸، ۷۶۱، ۷۶۴ (۲)
۴۵، ۴۷، ۲۰۱، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۳۵، ۲۳۸، ۳۴۰،
۳۴۳، ۳۴۵، ۳۵۹، ۳۶۱، ۴۰۲—۴۰۳، ۴۰۵—

۴۰۶، ۴۷۷، ۵۱۱، ۵۳۷، ۵۴۵، ۵۷۶، ۶۰۷،
۴۲۹، ۵۴۳ (۳) ۱۳، ۳۱، ۳۵، ۳۷، ۴۱، ۵۴، ۶۶—
۶۴، ۷۴، ۷۷—۷۹، ۸۳، ۹۶، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۳۲،
۱۳۸، ۱۴۱—۱۴۳، ۱۵۷، ۲۰۹—۲۱۰، ۲۳۲، ۲۴۶،
۲۷۳، ۲۷۶—۲۷۷، ۳۰۴، ۴۱۷، ۵۲۵، ۵۴۲،
۵۵۱، ۵۵۵، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۷۷، ۵۹۶، ۶۴۹،
۶۵۵، ۷۲۹، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۶ (۴) ۶۰، ۷۵،
۱۴۸، ۱۸۱، ۲۷۸، ۳۸۲، ۴۳۲، ۵۵۶، ۵۷۸،
۶۵۰، ۷۱۰—۷۱۳، ۷۳۵
مصطلق (۴) ۳۵۹
معتمر (۲) ۲۴۱
معاد (۲) ۴۱۹
معان (۲) ۲۰۱
مَعَد (۱) ۳۴۷
معطشہ (۲) ۴۱۹
مغربی ایشیا (۱) ۲۵ (۲)، ۲۳، ۳۱، ۳۷، ۱۱۵
مقنا (۲) ۱۷۲، ۲۰۷، ۲۴۸، ۲۶۶، ۶۰۶ (۳) ۵۵۶
مکاریا (۲) ۴۱۴
مکران (۱) ۵۹۰
مکہ (۱) ۵۶، ۵۸، ۶۵، ۸۴، ۱۱۷، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۷۹، ۱۸۳،
۱۹۲، ۱۹۵، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۷—۲۰۸، ۲۱۱، ۲۶۴،
۲۸۵، ۲۹۶، ۳۰۲، ۳۲۹، ۳۵۱، ۴۰۲، ۴۰۸،
۴۱۳، ۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۳—۴۲۴، ۴۴۱، ۴۴۹،
۴۵۸، ۴۶۹، ۵۱۲—۵۱۳، ۵۱۹، ۵۲۳، ۵۴۲،
۵۳۸، ۵۴۸—۵۴۹، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۷،
۵۶۹، ۵۷۱، ۵۷۷—۵۷۸، ۵۸۰—۵۸۱، ۵۸۴،
۵۸۹، ۵۹۲، ۶۲۲، ۶۲۷، ۶۳۰، ۶۳۵، ۶۵۳—
۶۵۶، ۶۶۴، ۶۶۸، ۷۲۶—۷۲۸، ۷۳۲، ۷۳۴،
۷۴۵، ۷۵۴، ۷۷۰، ۷۷۹، ۷۹۳، ۷۹۷ (۲) ۱۱،
۱۵، ۲۰، ۲۴، ۲۹، ۴۲، ۴۴، ۴۶—۴۸، ۵۰، ۵۸—
۶۲، ۷۰—۷۳، ۷۸—۷۹، ۸۲—۸۳، ۸۵—
۸۶، ۸۹، ۱۰۴، ۱۰۷—۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۶—۱۱۸، ۱۲۷،
۱۴۶، ۱۵۳—۱۵۴، ۱۶۴—۱۶۵، ۱۷۷—۱۸۳،
۱۸۶—۱۹۲، ۱۹۸—۱۹۹، ۲۴۳—۲۴۴، ۲۵۱،
۲۵۸، ۳۶۵—۳۶۶، ۳۸۹، ۴۰۲—۴۰۳، ۴۰۶—
۴۱۵، ۴۱۷—۴۲۰، ۴۲۲، ۴۳۰، ۴۳۳، ۴۳۵—
۴۳۹، ۴۴۳—۴۴۴، ۴۵۵، ۴۵۹—۴۶۱،
۴۶۳، ۴۶۵، ۴۷۰—۴۷۱، ۴۷۳، ۴۷۶، ۴۸۴،
۴۸۳، ۴۸۹—۴۹۲، ۴۹۵—۴۹۶، ۴۹۸،
۵۰۰—۵۰۱، ۵۰۳، ۵۱۵—۵۱۶، ۵۱۸، ۵۲۰،
۵۲۲—۵۳۰، ۵۳۶، ۵۳۹، ۵۵۱—۵۵۳، ۵۵۵،
۵۵۴—۵۶۰، ۵۶۳—۵۶۴، ۵۶۷—۵۷۳،
۵۷۶—۵۸۷، ۵۸۹، ۵۹۳—۶۰۰، ۶۰۲—
۶۰۳، ۶۰۵، ۶۰۷—۶۰۸، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۹—
۶۲۰، ۶۲۲، ۶۴۱—۶۴۲، ۶۴۷—۶۴۹، ۶۵۲،
۶۵۴—۶۵۵، ۶۵۷—۶۵۸، ۶۶۲—۶۶۳،
۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۹، ۷۵۳ (۳) ۴۹، ۵۷،
۵۹، ۷۴، ۷۷، ۸۳، ۸۶، ۱۱۱، ۱۲۴، ۱۷۷—۱۷۹،
۱۸۲، ۱۸۵—۱۸۶، ۲۰۱—۲۰۲، ۲۰۶—۲۰۷،
۲۱۳، ۲۱۴—۲۱۶، ۲۲۴، ۲۳۰—۲۳۱، ۲۳۷،
۲۳۹، ۲۶۳، ۲۹۱، ۳۰۴، ۳۵۶، ۴۰۰—۴۰۱،

۴۰۶ – ۴۰۷، ۴۲۰، ۴۵۱، ۵۲۳، ۵۲۹ –
۵۳۰، ۵۳۵، ۵۳۶ – ۵۳۷، ۵۴۰، ۵۴۱ –
۵۴۳، ۵۴۸ – ۵۴۹، ۵۵۲، ۵۵۴ – ۵۵۵،
۵۵۶ – ۵۶۱، ۵۶۹، ۵۷۷ – ۵۷۸، ۵۸۱ –
۵۸۳، ۵۹۴، ۶۰۷ – ۶۰۸، ۶۱۰ – ۶۱۴، ۶۱۸،
۶۲۶، ۶۳۱، ۶۳۶، ۶۴۲، ۶۴۳ – ۶۴۶،
۶۴۸ – ۶۵۰، ۶۵۵، ۶۶۷، ۶۷۹، ۶۸۵،
۶۸۷، ۷۲۴، ۷۳۱، ۷۳۳، ۷۴۴ (۴) ۳۸، ۴۹ –
۵۰، ۵۷ – ۵۸، ۶۴، ۶۶، ۶۸، ۷۵، ۱۱۲ –
۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۴۱،
۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۸۳، ۱۸۸، ۱۹۸ – ۱۹۹، ۲۰۳،
۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۷، ۲۲۳ – ۲۳۴، ۲۵۴،
۲۵۶، ۲۶۲، ۳۱۴، ۳۱۶ – ۳۱۹، ۳۲۴، ۳۲۷ –
۳۳۴، ۳۳۶ – ۳۳۷، ۳۳۹ – ۳۴۵، ۳۵۰ –
۳۵۲، ۳۵۵، ۳۵۸، ۳۶۱ – ۳۶۴، ۳۶۸ –
۳۷۱، ۳۷۴ – ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴ – ۳۸۶،
۳۸۸ – ۳۹۰، ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۷ – ۳۹۹،
۴۰۳ – ۴۰۵، ۴۰۸ – ۴۰۹، ۴۱۱، ۴۱۲ – ۴۱۴، ۴۱۶ –
۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۸، ۵۵۶ – ۵۵۷، ۵۶۱ –
۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۶ – ۵۶۷، ۶۳۷ – ۶۳۹،
۶۵۲، ۶۵۷، ۶۷۶، ۷۰۶، ۷۲۵، ۷۴۳،
۷۴۸ – ۷۴۹، ۷۵۲
ملتان (۳) ۶۹ (۴) ۶۴، ۸۰
مُلل (۲) ۱۶۶
ملیبار (۳) ۷۱، ۷۲، ۸۰ – ۸۱
ملیبہ (۲) ۴۱۹
ملیشیا (۱) ۲۷
منگولیا (۳) ۷۰
منیٰ (۱) ۶۵۶ (۲) ۵۳۰، ۵۴۴، ۵۶۷ – ۵۶۸، ۵۸۹، ۵
۵۹۴، ۶۱۷ (۳) ۷۴۷، ۷۵۲
(۱) ۴۰۱، ۵۵۵، ۶۵۵، ۷۶۳ (۲) ۴۴، ۵۰، ۶۱، ۶۴،
۱۸۴، ۱۹۴، ۳۶۵، ۳۹۴، ۶۰۵، ۶۰۶
(۳) ۴۴۴ (۴) ۳۶۷ – ۳۶۸، ۳۷۵، ۴۰۰، ۴۱۰، ۴۴۰
موصل (۴) ۴۲۳، ۴۲۸
مہرہ (۳) ۶۲۵
میدغاشقار (میڈگاسکر) (۳) ۸۱
میڈوڈ (۱) ۶۱۱/
میفعہ (۴) ۴۱۱
میورقہ (۱) ۵۹۸

ن

ناعم (۴) ۴۱۰
ناندری (۴) ۴۹۸
نجد (۲) ۶۸، ۱۳۲، ۱۷۰، ۱۷۴، ۳۶۶، ۳۶۹
۳۹۵، ۴۰۶، ۶۲۲، ۶۵۲، ۶۵۸ (۳)
۸۶، ۲۶۶، ۵۵۶ (۴) ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۸۲، ۳۲۲
۳۴۴ – ۳۴۵، ۳۹۳، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۴ – ۴۰۵،
۴۰۷، ۴۱۱ – ۴۱۲، ۴۱۹، ۴۲۲ – ۴۲۳، ۴۲۸
نجدیہ (۱) ۴۰۱
نجران (۱) ۹۸، ۵۸۵، ۵۹۲، ۶۵۶، ۷۳۹، ۷۴۱، ۷۹۳
(۲) ۱۶۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۳۲، ۲۶۲، ۴۳۸، ۴۴۲،
۶۱۰ – ۶۱۱ (۳) ۴۳ – ۴۴، ۷۸، ۶۷۵،
۷۲۹، ۷۴۳ (۴) ۳۹۵، ۴۱۱، ۴۲۳، ۴۳۹، ۵۶۱، ۵۸۹

نجف (۱) ۵۶۶
نخاس (۱) ۷۷۱
نخلہ (۱) ۵۵، ۱۸۹ (۲) ۵۵۹، ۵۹۸ (۴) ۳۲۲، ۳۳۳، ۳۸۵، ۴۱۵، ۴۲۸
نخلۃ الشامیہ (۳) ۶۱
نطاۃ (۱) ۴۸۵ (۴) ۴۱۰
نیقیہ (۴) ۲۰
نینوا (۳) ۳۰–۳۱، ۵۵۸، ۶۳۶، ۶۳۹ (۴) ۴۲۳
نیوجرسی (۱) ۴۱۰

و

وادی اجارۃ دشہر
وادی بطحان (۴) ۳۹۰
وادی زینب (۲) ۴۲۹
وادی عقیق (۲) ۱۶۵ (۴) ۳۹۰
وادی عُرَنہ (۴) ۳۹۷
وادی القریٰ (۱) ۴۸۵ (۲) ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۷، ۲۵۶، ۴۲۵–۴۲۶، ۴۲۹، ۴۳۵، ۵۲۲، ۵۶۳، ۵۸۳ (۳) ۵۵۶، ۷۳۹ (۴) ۳۰۶، ۴۰۷، ۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۹، ۴۲۳، ۴۲۸
وَج (وادی) (۳) ۲۳۶
ودان (۲) ۱۶۰–۱۶۱ (۴) ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۵۹
وسط (ایشیا (۱) ۲۷ (۳) ۱۰۴
الوطیح (۴) ۴۱۰
ویانا (۱) ۵۱۵
وینس (۲) ۶۲۲ (۳) ۶۷ (۴) ۹۰

ہ

ہارورڈ (۳) ۳۷۱
ہاشمیہ (۱) ۴۱۱
ہالینڈ (۱) ۳۱ (۳) ۶۷ (۴) ۳۱۳، ۴۳۲
ہائیڈل برگ (۱) ۳۸۷
ہجر (۱) ۵۸۵ (۲) ۷۳۳، ۲۰۶–۲۰۷، ۲۲۹، ۲۴۵، ۳۶۶، ۴۲۵ (۳) ۶۳۶
ہسپانیہ (۴) ۴۲۰
ہمبرگ (۲) ۶۴۳
ہمدان (۱) ۵۸۵ (۲) ۱۳۱ (۳) ۲۲ (۴) ۴۲۳، ۴۲۹
ہند (۳) ۶۸–۶۹، ۷۱–۷۲، ۷۶، ۷۸، ۸۰–۸۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۲۶۷، ۴۷۷، ۵۵۵، ۵۷۷، ۵۸۱، ۶۲۰، ۶۶۹، ۷۴۲، ۷۴۴، (۴) ۶۶، ۵۹۰
ہندوستان (۱) ۹، ۱۴، ۱۹–۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۸، ۵۸، ۶۴، ۷۴، ۲۳۳، ۶۰۷، ۶۱۰، ۶۴۶، ۷۱۷ (۲) ۸۲، ۴۰۰، ۴۲۵، ۵۰۰، ۵۰۷–۵۰۸، ۵۱۰–۵۱۱، ۵۲۳–۵۲۴، ۵۳۹، ۶۱۳–۶۱۵، ۶۲۹، ۶۳۳، ۶۶۵ (۳) ۱۱، ۱۴، ۲۴–۲۸، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۶۶–۶۷، ۶۹–۷۶، ۷۹، ۸۱، ۱۰۲–۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۱، ۲۰۴، ۲۲۲، ۲۶۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۷۳، ۳۷۵–۳۷۶، ۴۶۰، ۴۶۵–۴۶۶، ۴۷۱، ۴۷۴، ۷۴۴ (۴) ۱۴۸، ۳۰۶، ۴۵۷
ہنگری (۴) ۳۱۳
ہوازن (۱) ۴۴۴
ہوانگ چو (۳) ۷۰

ہیلیوپوس (۳)، ۷۵

ی

یثرب (۱)، ۵۷۱، ۸۰۶ (۲)، ۴۴ – ۴۵، ۴۸، ۴۰۶،
۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۷ – ۴۳۰، ۴۴۲ – ۴۴۳
۴۴۵، ۴۴۸، ۴۶۰ – ۴۶۱، ۴۶۵، ۴۷۰
(۳)، ۲۷۴، ۴۰۶، ۴۴۵، ۷۳۰ (۴)، ۱۴۱، ۳۲۵
۳۴۱، ۵۶۴ – ۵۶۵، ۶۳۰
یرموک (۱)، ۴۰۲ (۲)، ۱۱۳، ۴۰۸
یروشلم (۴)، ۵۸۳
یزداد (۱)، ۴۹۱
یمامہ (۱)، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۱ – ۳۹۲، ۵۱۲، ۷۶۸،
۸۱۰ (۲)، ۲۰۶، ۲۲۷، ۳۶۶ (۳)، ۱۴۷، ۴۴۸، ۴۴۴
۵۵۷ – ۵۵۸، ۶۴۹ – ۶۵۰ (۴)، ۳۹۳، ۴۲۰
۴۰۲، ۴۲۳
یمن (۱)، ۲۳، ۲۵، ۶۰، ۱۲۴، ۲۰۰، ۲۸۶ – ۳۸۷،
۴۰۲، ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۶۲، ۴۶۹
۵۱۲، ۵۱۷، ۵۲۰، ۵۵۴، ۵۸۵، ۶۲۶، ۶۵۵،
۶۶۳، ۶۷۸، ۷۳۵ – ۷۳۶، ۷۳۹، ۷۵۶،
۷۵۷، ۷۶۳، ۷۶۵، ۷۶۸، ۷۹۱، ۸۰۹ (۲)
۱۵، ۴۷ – ۴۸، ۷۷، ۱۹۷ – ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۲۲
۲۲۳، ۲۲۶، ۲۳۰، ۲۶۴، ۳۶۵ – ۳۶۶،
۳۶۹، ۳۹۹، ۴۰۵ – ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۲۲،
۴۳۰، ۴۳۸، ۴۷۵، ۴۹۵، ۵۱۶، ۵۲۲ – ۵۲۳،
۵۲۶، ۵۵۲، ۵۵۷، ۵۶۳، ۵۷۹، ۵۹۶
۶۰۲، ۶۰۷ – ۶۰۸، ۶۱۰ – ۶۱۱، ۶۱۳ – ۶۱۴
۶۱۹، ۶۲۳، ۶۶۳، ۶۶۸ (۳)، ۴۲، ۵۷، ۶۷
۶۸، ۷۲ – ۷۴، ۷۷، ۷۸، ۸۰ – ۸۵، ۱۷۷،
۱۸۹، ۲۰۹، ۲۶۶، ۳۱۷، ۴۲۰ – ۴۲۳، ۴۲۵،
۴۲۹، ۵۵۸، ۵۷۷ – ۵۷۸، ۵۹۵، ۶۱۶،
۶۳۵، ۶۳۷ – ۶۳۸، ۶۴۲ – ۶۴۳، ۶۴۵
۶۴۶، ۶۴۹، ۶۵۵، ۷۲۹، ۷۴۳، ۷۴۶ (۴)،
۲۱، ۱۲۸، ۱۴۳، ۲۳۹، ۲۵۷، ۳۷۵ – ۳۷۶
۴۰۱، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۴۶، ۴۲۸، ۷۰۷
ینبع (۲)، ۵۷، ۱۶۲ (۳)، ۵۷ (۴)، ۳۸۴
ینبوع (۲)، ۲۳۹، ۵۷۰ (۳)، ۶۴۹
یوگوسلاویہ (۴)، ۳۱۳
یورپ (۱)، ۹، ۲۳، ۲۵، ۷۵ (۲)، ۸، ۵۲، ۳۴۲، ۳۸۶
۳۹۳، ۵۰۷ – ۵۰۹، ۵۱۱، ۵۷۹، ۶۲۲، ۶۸۸،
(۳)، ۹، ۳۲، ۳۷، ۶۶ – ۶۷، ۷۶، ۷۸، ۹۷،
۹۸، ۱۷۶، ۲۹۴، ۳۶۹، ۴۷۶، ۵۲۵،
۵۵۵، ۵۶۲، ۵۶۶، ۵۸۱، ۷۲۴، ۷۳۹،
۷۴۵ (۴)، ۴۰، ۹۰، ۱۴۹، ۳۲۳، ۵۰۲ –
۵۰۴، ۵۱۷ – ۵۱۸، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۵۲
۷۲۲، ۷۳۵
یونان (۱)، ۹، ۲۳۷ (۲)، ۸۲، ۸۸، ۳۸۱ (۳)
۱۲، ۳۳، ۳۸، ۵۳، ۶۶ – ۶۷، ۷۲ –
۷۳، ۱۱۵، ۱۹۲، ۲۵۲، ۳۷۵، ۵۵۵

کتب

ا

الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ : البیرونی (۱) ۵۱۵، (۲) ۵۶، ۶۴–۶۵، ۷۸–۷۹، ۸۱–۸۳، ۸۵–۸۶، ۹۲–۹۵، ۹۷، ۹۹–۱۰۱، ۱۰۷–۱۰۸، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۸، ۱۵۵

آداب المتعلمین (۴) ۱۰۸

آراء اہل المدینۃ الفاضلۃ : فارابی (۳) ۱۴۲

آفتاب : صادق حسین صادق (۴) ۷۹

آمنہ کا لالؐ : علامہ راشد الخیری (۴) ۸۰

آوٹ لائن آف ہسٹری : ایچ-جی- ویلز (۴) ۴۹۰

آئینِ اکبری : ابوالفضل (۳) ۸۱

ابنِ حزم : ابوزہرہ (۱) ۶۱۲

ابن رشد : محمد یونس فرنگی محلی (۳) ۱۶

ابن کثیر، دراسۃ تحلیلیۃ الکتاب البدایۃ والنہایۃ : مسعود الرحمٰن خاں ندوی (۱) ۴۸۶

ابن الوقت : نذیر احمد (۴) ۴۱۸

ابواب التواریخ : کلیتی (۲) ۶۰، ۱۵۵، ۲۰۳

اپالوجی : گاڈفری ہیگنز (۴) ۵۳۲

اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن : جان ڈیون پورٹ (۴) ۴۸۱، ۵۳۰

اتحاف المسلم جعلہ خاصا باذکرہ صاحب الترغیب والترہیب من احادیث البخاری ومسلم : نبہانی (۱) ۶۹۵

اتقان : جلال الدین السیوطی (۱) ۳۸۲–۳۸۳، ۳۸۵

اتھروید (۴) ۵۵۵

اثبات امامۃ ابی بکر الصدیق : ابوبکر محمد بن حاتم بن زنجویہ البخاری (۱) ۶۷۸

اثبات المفارقات : فارابی (۳) ۱۴۲

الاجوبۃ المخیرہ عن اسئلۃ الحیرہ : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹

الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین : نبہانی (۱) ۶۹۴

الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین : نبہانی (۱) ۶۹۴

الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المومنین : نبہانی (۱) ۶۹۴

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ : ابن الخطیب (۱) ۶۱۲–۶۱۴

الاحتفال فی بیان احوال الرجال : ابن حجر عسقلانی (۱) ۶۶

الاحکام فی اصول الاحکام : ابن حزم (۱) ۶۰۰

الاحکام الکبیر : ضیاء الدین محمد المقدسی (۱) ۶۵۴، ۶۷۳

الاحوذی : ابوبکر ابن العربی (م ۵۴۳ھ) (۱) ۶۷۲

احیاء العلوم : امام غزالی (۳) ۱۳۲، (۴) ۲۴۲

اخبار الحکماء : قفطی (۱) ۶۱۱

اخبار عبید بن شریح الجرہمی (۱) ۴۹۴

اخبار القرطبیین : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹

اخبار الماضیین : عبید بن شریح (۱) ۶۰

اخبار مکہ - الازرقی (۱) ۴۱۶

اخبار مکہ : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹، ۷۷۸
اخبار النبی : ابن سعد م ۲۳۰ھ (۱)، ۴۲۸، ۵۰۲
اختلاف الائمہ : محمد زکریا (۱)، ۵۵
اخوان الصفاء : عمر فروخ (۳)، ۱۴۵، ۱۴۶
الادب الجاہلی : طٰہٰ حسین (۳)، ۴۴، ۵۲
ادب العرب (۴)، ۴۷۰ — ۴۷۱
الادب العربی المعاصر فی مصر : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵
الادب الکبیر : ابن المقفع (۱)، ۶۳۳
ادب المفرد : امام بخاری (۲)، ۴۵۱، ۴۵۴، ۴۵۷
الادب و مذاہبہ فی الشعر العربی : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵
الاربعین، اربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (۱)، ۶۹۵
اردو انسائیکلو پیڈیا (۱)، ۴۹۳، ۴۹۵، ۴۹۷، (۴)، ۳۷۷
اردو دائرہ معارف اسلامیہ پاکستان (۱)، ۶۱۲
ارشاد الاریب : یاقوت (۱)، ۵۱۰ (۴)، ۱۱۱
ارشاد الباری الی شرح البخاری : قسطلانی (۱)، ۵۴
ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین عن مدارس النصاری التی ہلکت دین المسیح : بنہانی (۱)، ۶۹۴
ارشاد الساری : شرح بخاری : القسطلانی (۱)، ۱۷ (۴)، ۶۴۵
ارض القرآن : سلیمان ندوی (۱)، ۱۹۲ (۲)، ۴۰۳ — ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۲۰ — ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۳۰ — ۴۳۱، ۴۳۴، ۴۶۰
ارشاد الفحول : شوکانی (۲)، ۳۳۹
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء : شاہ ولی اللہ دہلوی (۱)، ۳۲۲ (۴)، ۶۹۱
الازمنہ والامکنہ : مرزوقی (۲)، ۱۰۱، ۱۰۷ (۴)، ۱۱۷
ازہار الریاض فی اخبار قاضی عیاض : ابو العباس المقری (۱)، ۷۱۷
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم : واقدی (۱)، ۷۷۸
الاساطیر العربیۃ قبل الاسلام (۲)، ۴۵
الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ و اقناع الشیعۃ : بنہانی (۱)، ۶۹۵
اسپرٹ آف اسلام : سید امیر علی (۱)، ۸۰
الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیٰ : بنہانی (۱)، ۶۹۵
الاستذکار فی شرح مذاہب علماء الامصار مما رسمہ الامام مالک فی الموطا من الرای والآثار : ابن عبد البر (۱)، ۶۱۷
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ابن عبد البر م ۴۶۳ھ (۱)، ۳۷۲، ۵۱۴، ۵۸۹، ۶۲۰ — ۶۲۱، ۶۲۲ — ۶۲۳، ۶۳۰، ۶۳۳ — ۶۳۵، ۶۸۵ (۳)، ۵۵۷ (۴)، ۱۲۰، ۳۷۸ — ۳۷۹، ۳۸۲ — ۳۸۸، ۳۹۱ — ۴۰۳، ۴۰۵ — ۴۰۸، ۴۱۰ — ۴۱۷، ۴۳۲
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ : ابن الاثیر م ۶۳۰ھ (۱)، ۵۸ — ۵۹، ۴۱۵، ۵۱۴، ۵۸۹، ۶۸۵، ۷۶۴ (۳)، ۶۸۱
اسرائیلیات : ابو عبد اللہ وہب بن منبہ (۱)، ۴۱۶
اسلام : منٹگمری واٹ (۲)، ۴۳۱ — ۴۳۲، ۴۳۸، ۴۵۱، ۴۶۴
اسلام : نولدیکہ (۱)، ۴۴۸
اسلام اینڈ دی ماڈرن کامیڈی پیلیو اسس (۱)، ۴۸۴
اسلام کا قانون جنگ و امن : (انگریزی) مجید خدوری (۳)، ۵۶۱
اسلام کا قانون خارجہ (جرمن) ہیفننگ (۳)، ۵۶۱

اسلام کا نظامِ حکومت (۴)، ۱۴۴
اسلام کی اقدار: ریورنڈ بوسورتھ سمتھ (۴)، ۳۱
اسلام کی مذہبی فکر کی تشکیل جدید: ڈاکٹر محمد اقبال (۳)، ۵۱۳
اسلامک سولزیشن: خدابخش (۴)، ۱۱۴
اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش: سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۲۹، ۳۴–۳۶
اسماء الخلفاء والولاۃ وذکر مدھم: ابنِ حزم (۱)، ۵۹۶
اسماء الصحابۃ لرواۃ ومالکل واحد من العدد: ابنِ حزم (۱)، ۵۹۶
الاسماء والصفات: بیہقی (م ۴۵۸ھ) (۱)، ۶۸۳
اسوۃ الرسولؐ: اولادحیدر فوق بلگرامی (۳)، ۵۹۶
الاشباہ والنظائر: ابنِ نجیم (۴)، ۵۲۳
اشتقاق: ابنِ درید (۳)، ۶۳۶
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ابن حجر العسقلانی (۱)، ۵۱۴، ۵۸۹، ۷۶۴ (۲)، ۶۱۵ (۳)، ۴۸۷، ۲۷۷ (۴)، ۱۰۹، ۱۱۳، ۳۸۶
اصح السیر: عبدالرؤف دانا پوری (۱)، ۵۳، ۵۵–۵۶–۵۹–۶۰ (۴)، ۷۸–۷۹
اصحاب الفتیا من الصحابۃ ومن بعدھم: ابن حزم (۱)، ۵۹۶
الاصطفاء لبیان معانی الشفاء: شمس الدین محمد بن محمد الدلجی الشافعی العثمانی م ۹۴۷ھ (۱)، ۶۴۳
اصول قانون: سائمنڈ (۳)، ۶۱۵، ۶۱۶
الالمیاع فی ضبط الروایہ وتقیید السماع: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹
الاعلام: خیر الدین الزرکلی (۱)، ۴۹۰، ۴۹۲–۴۹۴، ۴۹۵–۴۹۷، ۴۹۸–۵۰۴، ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۶۶، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۱، ۶۱۲، ۶۶۹، ۶۸۴
اعلام بحدود قواعد الاسلام: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹
اعلام السائلین عن کتب سید المرسلینؐ: ابن طولون (۲)، ۲۱۴ (۳)، ۶۳۸
اعلام فلسفۃ العربیہ: کمال الیازجی وانطون غطاس کرم (۳)، ۱۴۷
اعلام الموقعین: ابنِ قیم (۳)، ۶۶۵
اعلام النبوۃ: ابوجعفر احمد بن قتیبہ (۱)، ۶۰۳
اعلام النبوۃ: ابوداؤد سجستانی (۱)، ۶۰۳
الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التاریخ: سخاوی، م ۹۰۲ھ (۱)، ۵۷، ۴۶۸، ۴۹۶، ۵۰۳، ۶۶۰، ۶۶۴
اعیان الشیعہ: عاملی (۱)، ۵۸۸، ۸۱۴
اعیان العصر: صفدی (۱)، ۶۱۴
افضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم: بنہانی (۱)، ۶۹۳
الاقتصاد فی الاعتقاد: الغزالی (۳)، ۱۳۸
اقناع (۴)، ۲۸۷
الاکتفاء فی شرح الفاظ الشفاء: امام ابوالمحاسن عبداللہ یمانی (۱)، ۶۴۳
الاکتفاء فی قرأۃ نافع وابی عمرو بن العلاء بترجیہ ما اختلفا فیہ ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۷–۶۱۸
الاکلیل: ہمدانی (۱)، ۴۵۴، ۴۹۱، ۴۹۴ (۳)، ۴۱
اکمال العلم فی شرح مسلم: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸
اکمال فی اسماء الرجال: محمد بن عبداللہ خطیب (۴)، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۸۳، ۴۳۲
اکنامکس آف اسلام (۴)، ۷۳۶
الفیہ ابنِ معط الزوادی (۱)، ۵۱۵

الغنیہ : قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹
امتاع الاسماع : مقریزی (۱)، ۵۱۴، ۶۰۳، ۶۱۳
امرالجشہ والفیل : واقدی (۱)، ۸۷۷
امعان النظر : اکرم ابن عبدالرحمٰن (۱)، ۶۷
الاملاء علی سیرۃ ابن ہشام : ابوذر مصعب بن محمد بن مسعود خشنی
(۵۳۵ھ — ۶۰۶ھ) (۱)، ۴۸۵
الاموال : ابن سلام (۱)، ۴۰۷ — ۴۰۸
انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ : قفطی (۱)، ۴۵۳، ۴۶۵، ۴۸۹
۴۹۶
الانباہ علی قبائل الرواۃ : ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۸
الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمہ الفقہاء : ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۸
انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز (۲)، ۴۵۰
۴۵۲ (۴)، ۱۶، ۳۱
انجیل (۱)، ۱۱۴، ۱۲۱، ۱۸۱، ۲۱۷، ۲۲۳ — ۲۲۵، ۲۹۷،
۳۰۲، ۳۸۱، ۵۲۴، ۵۵۰، ۷۶۵ (۲)، ۳۴۲،
۴۷۵، ۴۷۸، ۵۳۷، ۵۴۰، ۵۴۲، ۵۴۵، ۵۴۶
۵۴۷، ۶۲۴، ۶۲۷، ۶۴۰ — ۶۴۱، ۶۴۴
۶۴۵، ۶۶۵، ۶۸۸ (۳)، ۱۸۹، ۱۹۸، ۲۵۴،
۲۹۷، ۲۹۹، ۳۳۳، ۳۳۹، ۴۵۹ (۴)، ۴۳۹
۴۴۴ — ۴۴۵، ۴۷۷ — ۴۷۸، ۵۳۳، ۵۸۳
اندر سبھا : امانت (۲)، ۵۰۵
انساب : الذہبی (۱)، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۴
انساب : السمعانی (۱)، ۸۰۹، ۸۱۱
انساب الاشراف : بلاذری (۱)، ۴۰۵ — ۴۰۸، ۵۱۳، ۵۸۸
۵۹۰، ۵۹۲ — ۵۹۴، ۷۱۵، ۷۸۷ — ۷۸۸
۷۹۷، ۸۱۵ (۲)، ۶۱۵، ۶۶۲
انساب حمیر و ملوکہا : ابن ہشام، دیکھیے
کتاب التیجان فی ملوک حمیر : ابن ہشام
انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون : علی بن برہان الدین الحلبی
(م ۱۰۴۴ھ) (۱)، ۵۴، ۶۳، ۷۱۸
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر : سید ابوالحسن علی
ندوی (۱)، ۸۳
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۱)، ۷۴۴، ۵۱۵ (۲)، ۱۰۰، ۴۰۲،
۴۱۶، ۴۱۹ — ۴۲۱، ۴۲۲ — ۴۲۴، ۴۲۷ —
۴۲۸، ۴۳۱، ۴۳۳، ۴۳۹، ۴۴۲، ۴۴۵،
۴۴۷ — ۴۵۰، ۴۵۹، ۴۶۲ — ۴۶۴ (۲)، ۴۰۲
(۳)، ۵۴، ۶۴۳
انسائیکلوپیڈیا آف ایجوکیشن (۴)، ۱۰۶
انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز (۲)، ۴۰۸، ۴۱۹، ۴۵۶
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱)، ۵۱۵ (۴)، ۱۷، ۴۸۰
الموذج اللبیب : سیوطی (۳)، ۶۷۴
الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ : یوسف ابن اسماعیل نبہانی
(۱)، ۶۴۱، ۶۹۵
اورنگ زیب عالمگیر : شبلی نعمانی (۱)، ۸۰
اوستا (۲)، ۵۳۶ — ۵۳۷
اہمیۃ الحضارۃ فی تاریخ الدیانات وحیاۃ اصحابہا : سید ابوالحسن علی
ندوی (۱)، ۳۵
ایام العرب (۳)، ۱۱۴
ایران بعہد ساسانیاں : آرتھر کرسٹن سین (۳)، ۹۹، ۱۰۱، ۱۱۹ —
۱۲۱، ۱۲۳ — ۱۲۴
الایصال الی فہم کتاب الخصال الجامعۃ لجمل شرائع الاسلام فی الواجب والحلال
والحرام وسائر الاحکام علی ما اوجبہ القرآن والسنۃ والاجماع :

ابن حزم (۱)، ۵۹۹
ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون : اسماعیل پاشا بغدادی (۱)، ۵۰۴، ۶۴۵–۶۴۶

ب

باطل شکن (۴)، ۴۷۴، ۴۷۸
الباعث الحثیث الی معرفة علوم الحدیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر : عبدالرزاق حمزہ (۱)، ۶۴۷
بال جبریل : اقبال (۴)، ۶۰۶
بائبل (۱)، ۵۱۶، ۵۲۳ (۲)، ۸۱، ۸۳، ۱۴۱، ۲۰۰، ۵۳۷ (۳)، ۲۷، ۱۷۶ (۴)، ۲۱۲، ۴۷۹، ۵۲۶، ۵۲۸، ۵۵۶
بائبل گزیٹیر (۳)، ۸۴
البحث الادبی : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵
بحث فی نشاة علم التاریخ عند العرب : عبدالعزیز الدوری (۱)، ۶۵۹، ۶۶۱، ۶۶۴، ۶۶۷
بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۳)، ۴۹۶
بحر نیوت : مہاتما ستیہ دہاری (۴)، ۴۸۱
بدایۃ المجتہد : ابن رشد (۲)، ۶۴۴ (۳)، ۶۲۱، ۶۶۳
البدایہ والنہایہ : ابن کثیر (۱)، ۱۶، ۴۲، ۸۸، ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۸۹، ۴۹۲، ۴۹۳، ۶۰۳، ۶۱۳، ۶۴۶–۶۵۱، ۶۵۸، ۶۶۰–۶۶۳، ۶۶۵–۶۷۱، ۶۷۴–۶۸۰، ۶۸۴–۶۸۵، ۶۸۷–۶۸۸، ۶۹۰ (۲)، ۵۸، ۶۱، ۶۸–۶۹، ۱۰۵، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۶۵، ۱۶۷ (۳)، ۵۹۱، ۵۹۳، ۶۳۹–۶۴۰ (۴)، ۷۶، ۱۰۹
البدر الطالع بمحاسن القرن السابع : الشوکانی (۱)، ۶۹۰
البدء والتاریخ : مقدسی (۲)، ۵۶، ۱۵۵
بر الاعظم : رازی (۴)، ۸۹
البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن : برہان الدین ابو القاسم محمود بن حمزہ ابن نصر الکرمانی المقری الشافعی (م بعد ۵۰۰) (۱)، ۳۸۳
البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱)، ۶۹۴
بستان المحدثین : شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱)، ۶۲۹، ۶۴۴، ۶۴۵
بطلان الجزیۃ عن یہود خیبر : ابن کثیر (۱)، ۶۷۳
البعث والنشور : امام بیہقی (۱)، ۶۷۷
بغیۃ الرائد لما تضمنہ حدیث ام زرع : قاضی عیاض دیکھیے
حدیث ام زرع : قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸
بغیۃ العلماء والرواۃ : السخاوی (۱)، ۵۰۴
بغیۃ الملتمس : الضبی (۱)، ۶۱۱، ۶۱۴، ۶۲۲–۶۲۳
بغیۃ الوعاۃ : سیوطی (۱)، ۵۵، ۴۸۵، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۷، ۵۱۰، ۶۱۴
بلاغ مبین : محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی (۲)، ۲۱۵
البلاغۃ تطورہ و تاریخ : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵
بلوغ الارب : آلوسی (۲)، ۱۱۰ (۳)، ۴۸، ۷۷–۷۸، ۸۴–۸۵، ۱۱۲
بلوغ المرام : تقی الدین ابوبکر بن علی بن عبداللہ قادری حنفی (۷۷۷ھ–۸۳۷ھ) (۱)، ۴۸۶
بوستان : سعدی (۴)، ۷۷
بہجۃ المجالس وانس المجالس : ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد ابن عبدالبر القرطبی (۱)، ۶۱۸، ۶۳۳ (۴)، ۳۹۲

بھگوت گیتا (۳)، ۲۵ - ۲۶

البیان عن تلاوۃ القرآن : ابن عبد البر (۱)، ۶۱۷

البیان والتبیین : الجاحظ (۱)، ۳۰۶ (۴)، ۱۱۰

بیوتات العرب : ابن سلام الجمحی (م ۲۳۲ھ) (۱)، ۵۱۰

بینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من القرآن : محمد عزت دروزہ (۳)، ۱۱۱

پ

دی پاپولر ریلیجن آف دی ورلڈ (۴)، ۴۷۲

پرشین لٹریچر : اسٹوری (۱)، ۴۹۷

پریچنگ آف اسلام : آرنلڈ (۴)، ۴۷۴

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق : علامہ محمد اقبال (۴)، ۷۷

پیغمبران اسلام (۴)، ۴۷۲

پیغمبر اعظم : فضل الدین واعظ (۴)، ۷۸

ت

تاج العروس فی شرح جواہر القاموس : محمد مرتضیٰ زبیدی، م ۱۲۰۵ھ (۱)، ۶۱۴، ۶۳۱ (۲)، ۹۹

تاج المفرق (مخطوط) بلوی (۱)، ۶۱۴

تاریخ : ابن خلدون (۱)، ۴۹۱ (۲)، ۵۸، ۶۵، ۶۷-۶۸، ۸۸، ۱۷۸، ۳۹۱ - ۳۹۲، ۴۳۲ - ۴۳۴، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۶، ۴۵۹، ۴۶۲ (۳)، ۷۸، ۴۸۶، ۷۲۵ (۴)، ۷۶، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۴، ۳۹۷، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۹، ۴۱۹، ۴۳۲

تاریخ : ابو الفداء (۱)، ۴۸۹، ۸۰۳ (۴)، ۶۴

تاریخ : ابو حسان زیادی (۱)، ۶۰۲

تاریخ : بخاری (۱)، ۳۰۶، ۳۶۷، ۷۲۳، ۷۸۹، ۷۹۷، ۷۹۸، ۸۰۵ - ۸۰۶، ۸۱۰

التاریخ : خلیفہ ابن خیاط (۱)، ۳۹۸، ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۰۸، ۶۰۲

تاریخ طبری دیکھیے تاریخ الرسل والملوک : ابن جریر الطبری

تاریخ : یعقوبی (۱)، ۴۹۶، ۶۳۸، ۷۹۷

تاریخ آداب اللغۃ العربیہ : جرجی زیدان (۱)، ۴۹۰، ۴۹۷-۴۹۸، ۵۰۴

تاریخ الادب الاندلسی : ڈاکٹر احسان عباس (۱)، ۵۹۵

تاریخ ادب عربی : زیات احمد حسن ۴-۱۴۵

تاریخ الادب العربی : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵

تاریخ الاسلام : الذہبی (۱)، ۴۵۱ (۳)، ۶۱۳

تاریخ اسلام : عبد الحلیم شرر (۳)، ۱۲۲

تاریخ اسلام (اطالوی) کائتانی (۳)، ۵۶۱، ۶۳۸

تاریخ الاشراف الکبیر : ہیثم بن عدی، م ۲۰۷ھ (۱)، ۶۶۸

تاریخ اصبہان : ابو نعیم اصبہانی، م ۴۳۰ھ (۱)، ۶۰

تاریخ ایران : مکاریوس (۳)، ۱۰۱

تاریخ بغداد : خطیب بغدادی (۱)، ۴۹۳، ۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۱۰، ۶۶۹، ۶۷۱ - ۶۷۲ (۲)، ۱۳۸ (۴)، ۱۰۹

تاریخ تدوین حدیث : مناظر احسن گیلانی (۱)، ۷۸۶

تاریخ چین : جیمس کارکرن (۳)، ۱۱۶

تاریخ حبیب اللہ : مفتی عنایت احمد (۱)، ۶۵

تاریخ الخلفاء : سیوطی (۲)، ۴۲۹ (۴)، ۶۹۵

تاریخ الخمیس : دیار بکری (۱)، ۶۰۳، ۷۱۸، ۷۵۵، ۸۰۵ (۲)، ۵۸، ۶۲، ۶۶، ۶۸ - ۶۹، ۱۴۷، ۱۶۸، ۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۹ - ۱۹۰، ۶۸۰ (۳)، ۵۳۸، ۵۶۰ - ۵۶۱

تاریخ دمشق : ابن عساکر (۱)، ۵۱۴، ۶۷۲

تاریخ دعوت وعزیمت : سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۱۹، ۲۱
تاریخ الرسل والملوک : ابن جریر الطبری، م ۳۱۰ ھ
(۱) ۵۶، ۴۰۱ – ۴۰۲، ۴۰۶ – ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۲
۴۱۴، ۴۲۹، ۴۴۳، ۴۴۷ – ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۶۷
۶۶۸، ۶۷۰، ۷۵۶، ۷۶۲، ۷۶۶، ۷۱۲ – ۷۱۳،
۷۱۶ – ۷۸۶ – ۷۹۵ – ۷۹۷ – ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۳
۸۱۴ (۲) ۵۷ – ۵۸، ۶۱، ۶۳ – ۶۵، ۶۷ – ۶۸
۷۷، ۷۹، ۱۰۵، ۱۱۸، ۱۲۶، ۱۳۷، ۱۳۹ – ۱۴۰،
۱۴۲ – ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۸، ۱۶۰ –
۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۷ – ۱۷۹، ۱۸۱
۱۸۴، ۱۸۹، ۲۰۹، ۲۱۷ – ۲۱۸، ۲۲۲ – ۲۲۴
۲۲۷، ۲۲۹، ۲۴۳، ۲۶۱، ۴۳۲، ۴۳۳
۴۳۶ – ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۰ – ۴۴۱، ۴۴۶، ۴۴۴،
۴۵۲، ۴۵۴، ۴۶۲، ۵۲۴، ۵۵۷ (۳) ۴۱، ۵۵
۹۹، ۱۰۰ – ۱۰۱، ۱۱۴، ۱۲۲ – ۱۲۳، ۴۹۵، ۵۵۸
۵۶۰ – ۵۶۱، ۶۳۶ – ۶۳۷، ۶۳۹ – ۶۴۰ – ۶۴۴
۶۶۸، ۷۳۹، ۷۴۳ (۴) ۶۴، ۷۶، ۱۱۳، ۱۲۴،
۱۲۶، ۱۴۳، ۴۰۳، ۴۱۹، ۴۳۲
تاریخ روم : ایڈورڈ گبن (۴)، ۵۳۰
تاریخ زوال وانحطاط روما : گبن (۳)، ۲۴۷، ۳۴۷–۳۴۷
(۴)، ۱۹، ۲۱
تاریخ سلاطین مصر وشام (۱)، ۵۱۵
تاریخ صغیر : امام بخاری (۲)، ۴۳۹
تاریخ طبری کے مآخذ : جواد علی (۱)، ۴۹۵
تاریخ العراق (۱)، ۵۰۴
تاریخ عرب : ہٹی (۲)، ۴۲۶، ۴۳۰ (۳)، ۵۱۰، ۴۰۳
تاریخ عرب کے قدیم راویوں کا مطالعہ : ایڈورڈ سخاؤ
(۱)، ۸۱۳
تاریخ الغرباء القادمین علی مصر : حافظ، ابن یونس (۲۸۱ –
۳۴۷ ھ) (۱)، ۴۵۳، ۴۵۴
تاریخ فلسفہ : دبیر (۳)، ۴۱۳
تاریخ الفقہاءؒ : محمد بن عمرؓ الواقدی (۱)، ۵۰۰، ۷۷۹
تاریخ القرآن : مفتی عبداللطیف (۱)، ۳۸۷ (۳)، ۶۱۹
تاریخ القرآن : نولد کے (۱)، ۸۰۸، ۸۱۶
تاریخ قضاۃ الاندلس : النباہی (۱)، ۶۱۴
التاریخ الکبیر : امام بخاری (۱)، ۶۶ (۴)، ۲۵۵
التاریخ الکبیر : یعقوب بن سفیان الفسوی، م ۲۷۷ الفسوی (۱)، ۶۷۰
التاریخ الکبیر : واقدی (۱)، ۷۷۸ – ۷۷۹
التاریخ المحیط : السخاوی (۱)، ۵۰۴
تاریخ مسجد حرام : عبدالشکور پھلواری (۲)، ۴۰۲، ۴۱۹
تاریخ المدینتین : السخاوی (۱)، ۵۰۴
تاریخِ مشائخ چشت : خلیق احمد نظامی (۱)، ۲۱، ۳۰
تاریخ مکہ : الازرقی (۱)، ۷۶۲
تاریخ ملت (۳)، ۶۹۵
تاریخ النقد الادبی : ڈاکٹر احسان عباس (۱)، ۵۹۵
تالمود (۱)، ۵۱۶
تاویل مختلف الحدیث : ابن قتیبۃ الدینوری (م ۲۷۶ ھ)
(۱)، ۵۵ – ۵۸
تاویل مشکل القرآن : ابنِ قتیبہ (۳)، ۴۸۹
التبر المسبوک : السخاوی (۱)، ۵۰۳
التشبیہ : ابو زید انصاری، م ۲۱۵ ھ (۱)، ۴۶۱
تجرید اسماء الصحابہ (۱)، ۵۱۴

تجرید البخاری (۴)، ۴۳۲

التجوید والمدخل الی علم القرآن بالتجرید: ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۷، ۶۲۳

التحذیر من اتخاذ الصور والتصویر: نبہانی (۱)، ۶۹۴

تحریر: ابن ہمام، م ۸۶۱ھ (۲)، ۳۳۸

تحریک پیامِ انسانیت کے بارے میں ایک اہم انٹرویو: سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۳۷

تحصیل السعادۃ: فارابی (۳)، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴

تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف: جمال الدین ابوالحجاج یوسف المزی (۱)، ۶۸۲

التحفۃ اللطیفۃ فی اخبار مدینۃ الشریفۃ: السخاوی (۱)، ۵۰۴

تحفۃ المجاہدین فی بعدر؟، اخبار پرتگالیین: زین العابدین المعبری (۲)، ۶۱۵

تحفۃ النظار (۴)، ۱۱۰

تدریب الراوی: نووی، م ۶۷۷ھ (۱)، ۶۷، ۳۹۰

تدوین حدیث: سید مناظر احسن گیلانی (۴)، ۱۴۳

تذکرہ: ابوالکلام آزاد (۱)، ۶۹

تذکرۃ الحفاظ: ذہبی (۱)، ۶۶، ۷۶، ۳۸۰، ۴۶۴، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۸، ۵۲۰، ۵۹۰-۵۹۱، ۶۰۷، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۱۴، ۶۳۲، ۶۳۷، ۶۴۴-۶۴۵، ۶۶۳، ۶۶۵، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۸ (۴)، ۷۲

التذکرۃ فی احوال الآخرۃ: القرطبی، م ۶۷۱ھ (۱)، ۶۷۳

التربیت والتعلیم عند العرب: خلیل طوطح (۴)، ۱۰۸

ترتیب المدارک وتقریب المسالک فی ذکر فقہاء مذہب مالک: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸

التراتیبات الاداریہ: عبدالحی کتانی (۱)، ۶۰۷، ۶۱۴ (۳)، ۶۵۶

ترغیب وترہیب: عبدالعظیم بن عبدالقوی (۴)، ۲۱۰

ترجمان السنۃ: بدر عالم (۳)، ۳۶۸

التطور والتجدید فی الشعر الاموی: شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵

التعرف لمذہب التصوف: کلاباذی (۳)، ۱۶۶

تشکیل الٰہیات جدیدہ - علامہ محمد اقبال (۴)، ۳۶

تعلیقہ: ابو حامد محمد بن یونس م ۶۰۸ھ (۱)، ۶۵۰، ۶۷۳

التعلیقات (۳)، ۱۴۲

التعلیم عند القالبی (۴)، ۱۰۸

تفاسیر اربع (۴)، ۷۱۱

تفسیر: ابن ابی حاتم م ۳۲۷ھ (۱)، ۶۸

تفسیر: ابن جریر الطبری، م ۳۱۰ھ (۱)، ۶۸۰، ۷۲۲، ۷۸۹ (۳)، ۱۱۲، ۵۶۰-۵۶۱ (۴)، ۱۱۲، ۷۰۹-۷۱۰

تفسیر: ابن مردویہ، م ۴۱۰ھ (۱)، ۶۸۰

تفسیر: ابی السعود (۳)، ۴۶

تفسیر: بقی بن مخلد، م ۲۷۶ھ (۱)، ۶۸۰

تفسیر: بیضاوی (۲)، ۸۹، ۳۶۰ (۴)، ۷۱۰

تفسیر: السدی الکبیر، م ۱۲۷ھ (۱)، ۶۸۰

تفسیر: عبدالرزاق، م ۲۱۱ھ (۱)، ۶۸۰

تفسیر: القاضی الماوردی، م ۴۵۰ھ (۱)، ۶۸۰

تفسیر: القرطبی (۳)، ۴۶

تفسیر بیان القرآن: محمد علی (۳)، ۶۲۰

تفسیر خازن (۴)، ۱۲۱، ۲۰۲، ۷۱۰

تفسیر روح المعانی (۲)، ۳۶۰

تفسیر القرآن الکریم: ابن کثیر (۱)، ۶۴۶، ۶۷۹ - ۶۸۰

تفسیر القرآن الکریم: محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹

تفسیر القرآن الکریم: محمود حمزہ، حسن علوان، احمد برانق (۴)، ۷۱۲

تفسیر قرۃ العین عن البیضاوی والجلالین : نبہانی (۱)، ۶۹۵
تفسیر کبیر: امام رازی (۲)، ۸۵ (۳)، ۴۷۹ (۴)، ۶۴۲
تفسیر کشاف : زمخشری (۲)، ۳۶۰ (۴)، ۷۱۰
تفسیر المراغی : مراغی (۴)، ۷۱۲
تفسیر المنار : محمد عبدہٗ (۳)، ۴۶۳ (۴)، ۷۱۱
التفسیر الواضح (۳)، ۴۸۹
تفہیم القرآن : سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱)، ۲۱۰ (۲)، ۴۱۷، ۴۲۳، ۴۲۶، ۴۳۰، ۴۴۴
تقریب التہذیب : ابن حجر (۱)، ۶۷
التقصی لما فی الموطا من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۷
تقویم گنگھم (۲)، ۱۸۲
تقویم وسٹنفیلڈ (۲)، ۱۷۱، ۱۷۵، ۱۷۸-۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۵
۱۹۸-۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۴
تقویم البلدان : ابوالفدا (۳)، ۷۰، ۷۶، ۸۰
تکملہ (۱)، ۶۱۲
التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل :
ابن کثیر (۱)، ۶۸۱
تلاش ہند : جواہر لعل نہرو (۳)، ۱۰۳
تلخیص ابن مکتوم (۱)، ۴۹۰
تلخیص طبقات القراء : السخاوی (۱)، ۵۰۴
تلقیح : ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی القرشی البغدادی م ۵۹۷ھ
(۲)، ۴۳، ۴۹، ۶۹ (۴)، ۳۸۲-۳۸۵، ۳۸۸،
۳۹۱-۳۹۴، ۳۹۷-۴۱۳، ۴۱۵-۴۱۹
۴۳۲
تمدن عرب : محمد احسان الحق سلیمانی (۴)، ۱۴۲
تمدن عرب : موسیو ریبان (؟)، (۳)، ۵۱، ۵۳
تمدن ہند : گستاولی بان (۲)، ۴۰۵، ۴۲۷، ۴۶۰-۱۰۲
۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۶، ۶۲۰ (۴)،
۴۶۴، ۴۷۴
التمہید : باقلانی (۳)، ۱۴۰
التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید : ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۷
التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان : ابن ابی بکر م ۷۴۱ھ
(۱)، ۵۱۴
تنبیہ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار نبہانی (۱)، ۶۹۴
التنبیہ علی سبیل السعادۃ : فارابی (۳)، ۱۴۲، ۱۴۴
التنبیہ والاشراف : مسعودی (۲)، ۵۶-۶۶-۶۷، ۷۷،
۷۹، ۸۶، ۱۱۰-۱۱۱، ۱۷۱، ۱۷۳ (۳)، ۶۳۴
تنبیہات : ابن الوقشی، م ۴۸۹ھ (۱)، ۴۸۵-۴۸۶
التنبیہات المستنبطہ فی شرح مشکلات المدونۃ والمختلطۃ :
قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸
تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الاغبیاء : سیوطی (۴)، ۷۰۱
تنزیہ القرآن : مولوی سید محمد مجتہد (۱)، ۳۸۷
توبۃ النصوح : ڈپٹی نذیر احمد (۴)، ۵۹۲، ۵۹۵
توجیہ النظر : طاہر صالح الجزائری (۱)، ۶۷، ۳۹۰
توریت (۱)، ۱۱۴، ۱۲۱، ۲۳۳-۲۳۵، ۳۰۲، ۳۸۱،
۵۱۶، ۵۲۴، ۵۵۰، ۷۶۲، ۷۶۵ (۲)، ۳۵۵
۴۰۳، ۴۰۵، ۴۱۴، ۴۲۴، ۵۳۲، ۵۳۹-
۵۴۱، ۵۴۹، ۶۸۸، ۶۹۰ (۳)، ۶۶، ۶۹، ۷۷،
۷۹، ۸۲-۸۳، ۱۷۶، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۸، ۲۲۴،
۲۹۹، ۳۳۹، ۵۹۴ (۴)، ۳۱۹، ۴۰۴، ۴۳۹
۴۷۷-۴۷۸، ۵۵۰، ۵۵۴، ۵۶۲، ۵۸۳

تورات دیکھئے توریت
تہذیب الاخلاق: مسکویۃ (م ۴۲۱ھ) (۳) ۱۶۴
تہذیب الاسماء: النووی (۴) ۱۰۹
تہذیب تاریخ دمشق (۴) ۱۰۹
تہذیب التہذیب: ابن حجر (۱) ۵۸، ۶۲-۶۳، ۶۶-۶۷،
۸۰، ۲۷۲، ۲۹۰-۲۹۱، ۲۹۳، ۳۹۸، ۴۰۵-۴۰۶،
۴۴۷، ۴۵۵-۴۵۷، ۴۵۹، ۴۹۱-۴۹۴، ۴۹۶،
۴۹۸، ۵۱۴، ۵۲۰، ۶۶۲، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۸۴،
۷۱۱، ۷۸۷-۷۸۸، ۷۹۰-۷۹۵، ۸۰۱-
۸۰۲، ۸۰۴-۸۰۸، ۸۰۹-۸۱۲، ۸۱۴، ۸۱۶
تہذیب سیرۃ ابن اسحاق (سیرت ابن ہشام): ابن ہشام (۱) ۴۶۴
تہذیب سیرۃ ابن ہشام: عبدالسلام ہارون (۱) ۴۸۷
تہذیب السیرۃ النبویہ: ابن ہشام (۱) ۵۶۴
تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: جمال الدین ابوالحجاج یوسف
المزی م ۷۴۲ھ (۱) ۶۶، ۶۸۶
تہذیب اللغۃ: الازہری (۱) ۵۱۵
تہذیب النفوس فی ترتیب الدروس مختصر ریاض الصالحین للنووی:
نبہانی (۱) ۶۹۵
التیجان فی اخبار ملوک الزمان: ابن ہشام دیکھئے کتاب التیجان
فی ملوک حمیر

ٹ

ٹرائمسٹ بگریمیج: اور لنتر (۴) ۳۰

ث

الثمرات المرضیۃ فی بعض الرسالات الفارابیہ: فارابی (۲) ۱۴۲

ج

الجامع: محمد بن سعدان (۱) ۵۰۵
جامع الاحکام القرآن: قرطبی (۴) ۷۱۰
جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایتہ وحملہ: ابن عبدالبر،
م ۴۶۳ھ (۱) ۵۹-۶۰، ۶۱۸
جامع تاریخ: قاضی عیاض (۱) ۶۳۸
جامع ترمذی: ترمذی (۱) ۲۵۹، ۲۷۰-۲۷۲، ۲۷۷-۷۸،
۲۸۸، ۲۹۳ (۲) ۱۱، ۱۶، ۲۲، ۳۳۴، ۳۴۵
۳۵۰، ۳۸۱، ۳۸۳، ۴۳۳، ۴۳۶، ۴۳۷،
۴۳۹، ۴۴۷، ۴۵۰-۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۶۲
۴۶۳، ۴۶۵، ۶۱۰ (۳) ۱۳۴، ۱۹۷، ۲۶۵، ۲۶۸
۴۲۱، ۴۸۹، ۵۲۸، ۵۴۸، ۶۱۶، ۶۴۳، ۶۶۰،
۶۸۱، ۷۰۲ (۴) ۲۹، ۷۵، ۹۴، ۹۹-۱۰۲، ۱۱۸،
۱۲۲، ۱۲۴-۱۲۷، ۱۳۱، ۱۶۴-۱۶۵، ۲۱۰، ۲۱۹
۲۳۷، ۲۵۹، ۲۶۵، ۳۰۷، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۲۳
جامع الثناء علی اللہ وھو یشتمل علی جملۃ من احزاب اکابر الاولیاء:
نبہانی (۱) ۶۹۴
جامع الصلوٰت علی سید السادات: نبہانی (۱) ۶۹۵
الجامع الکبیر: امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) (۱) ۶۸۲ (۴) ۱۰۴
جامع کرامات الاولیاء ومعہ رسالۃ فی اسباب التالیف: نبہانی
(۱) ۶۹۵
جامع المسانید والسنن: ابن کثیر (۱) ۶۸۱
جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ: حافظ نذر احمد (۴) ۱۴۴
جذب القلوب: عبدالحق محدث دہلوی (۴) ۷۰۱
جذوۃ المقتبس: حمیدی (۱) ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۳۲، ۶۳۳
الجرح والتعدیل: ابن ابی حاتم (۱) ۵۲۰، ۶۶۲
الجمع: ابوزید انصاری م ۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱
جمع الجوامع: السیوطی (۴) ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶-۱۲۷

جمع الفوائد (۳) ۱۹۷، ۱۹۹ (۴) ۶۷۳–۶۷۴

جمل فتوح الاسلام لبعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ابن حزم (۱) ۵۹۶

جمہرۃ انساب العرب (۱) ۵۰۶، ۵۹۱، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۱۰

جمہرۃ الخطب : احمد زکی صفوت (۲) ۲۵

الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح : ابن تیمیہ (۱) ۶۵۸، ۶۷۷

جوامع السیرۃ : ابن حزم (۱) ۵۹۵–۶۱۰، ۶۱۳–۶۱۴، ۶۲۵–۶۲۸ (۳) ۴۸۶ (۴) ۷۱۳

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱) ۶۹۵

جواہر الحکماء (۱) ۶۳۳

الجواہر المجموعہ : السخاوی (۱) ۵۰۴

الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی السخاوی (۱) ۵۰۴، ۶۹۰

جویلئے حق : عبد الحلیم شرر (۴) ۷۹

چ

چیمبرس انسائیکلوپیڈیا (۴) ۴۷۴

چنگیز خاں : ہیرلڈ لیمب (۱) ۱۳

ح

حاضر العالم الاسلامی : امیر شکیب ارسلان (۱) ۲۳، ۲۷

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱) ۶۹۴، ۶۹۷

حجۃ اللہ البالغہ : شاہ ولی اللہ دہلوی (۱) ۳۴۷–۳۴۸ (۲) ۴۱۶ (۳) ۷، ۱۲۶–۱۲۷، ۶۵۳ (۴) ۱۹

حدیث دفاع : اکبر خاں (۲) ۴۲۹، ۴۳۸، ۴۴۲

حدیث منبع الاصول الی اصطلاح احادیث الرسول : صدیق حسن بھوپالی (م ۱۳۰۷ھ) (۱) ۶۴

حدیقۂ آخرت : شفیق عماد پوری (۴) ۸۰

حرب الاوس والخزرج : واقدی (۱) ۷۷۸

حزب الاستغاثات : نبہانی (۱) ۶۹۴

حسن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلاۃ الظہر بعد الجمعہ : نبہانی (۱) ۶۹۴

حسن المحاضرۃ : سیوطی م ۹۱۱ھ ۴۹۶ (۱) ۴۸۹

حضارۃ الاسلام فی دار السلام : جمیل نخلہ (۴) ۱۱۴

حقانیت اسلام (۴) ۴۸۳

الحقوق والفرائض (۴) ۱۹۶

حکمت : وہب بن منبہ (۱) ۷۳۸

حلیۃ الاولیاء : ابو نعیم (۱) ۵۱۴

حماسہ : ابو تمام (۳) ۴۵، ۴۹، ۱۱۲، ۱۱۴

حولیات اسلام : کیتانی (۱) ۷۷۹، ۸۱۳، ۸۱۵ (۲) ۲۱۲

حیاۃ الصحابہ : محمد یوسف کاندھلوی (۳) ۲۰۲

حیات القلوب : محمد باقر مجلسیؒ (۳) ۵۹۳، ۵۹۵–۵۹۶

حیات محمد : حسنین ہیکل (۲) ۴۰۲، ۴۱۱، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۳۶

حیات محمد (اردو ترجمہ) محمد حسنین ہیکل (۳) ۳۶۸، ۵۹۶

خ

خاتم المرسلینؐ : عبد الحلیم شرر (۴) ۷۸

خریدۃ القصر : عماد الدین اصفہانی الکاتب (۱) ۵۹۵

خصائص علی : امام نسائی م ۳۰۳ھ (۱) ۶۷۰، ۶۷۸

خصائص کبریٰ : السیوطی (۴) ۲۰۹

خصائل نبوی : محمد زکریا سہارنپوری (مترجم) (۱) ۶۵

خطبات احمدیہ : سر سید احمد خاں (۲) ۵۴ (۴) ۷۸، ۶۷۵

خطبات مدراس : سید سلیمان ندوی (۱) ۷۱، ۸۰ (۴) ۷۸، ۷۹

خطط: مقریزی (۱)، ۴۹۰-۴۹۱ (۲)، ۵۶۳
خطط مبارک (۱)، ۵۰۴
خطط الشام: محمد کرد علی (۳)، ۱۸، ۱۲۵
خطیبِ قرآن: مرتضیٰ احسین (۳)، ۵۹۶
خلاصہ السیرۃ النبویہ: علی بن الامام المؤید باللہ (۱)، ۴۸۷
خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام: نبہانی (۱)، ۶۹۴
الخلافیات: بیہقی (م ۴۵۸ھ) (۱)، ۶۸۳
خلفائے راشدین: (۳)، ۲۷
خلق الانسان: سعید بن اوس بن ثابت ابوزید انصاری م ۲۱۵ھ (۱)، ۴۶۱
الخمیس فی احوال انفس نفیس: دیار بکری (۱)، ۱۸، ۷

د

الدارس فی تاریخ المدارس: النعیمی (۱)، ۶۸۹
دائرۃ المعارف: البستانی (۱)، ۵۲
دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) (۴)، ۳۷۷-۴۲۵-۴۳۳
دائرۃ المعارف الاسلامیہ فرید بن مصطفیٰ وجدی (۱)، ۴۳۲، ۴۹۸
دائرۃ المعارف العثمانیہ (۱)، ۶۶۵، ۶۸۹
دائرہ معارف القرن العشرین: فرید وجدی (۱)، ۶۴۴ (۴)، ۳۹۲
دبستانِ مذاہب: محسن فانی (۳)، ۳۵
درمکنون: شوکت علی شاہ جہاں پوری (مترجم) (۱)، ۶۴
الدر المنثور: جلال الدین السیوطی (۲)، ۵۷، ۷۰، ۱۵۷ (۳)، ۴۹۴ (۴)، ۶۹۴
دریتیم: ماہر القادری (۴)، ۷۹
دراسات: زخاؤ (۱)، ۸۱۶
دراسات اسلامیہ: گولڈ زیہر (۱)، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۶، ۸۱۰
دراسات فی الشعر العربی المعاصر: شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵
الدرۃ المکللۃ فی فتح مکہ المشرفۃ المبجلہ: بکری (۲)، ۴۰۲، ۴۱۴، ۴۱۹
الدرر فی اختصار المغازی والسیر: ابن عبد البر م ۴۶۳ھ (۱)، ۴۰۶-۴۰۸، ۴۹۶، ۶۰۳، ۶۱۵-۶۳۶
الدرر الکامنۃ فی اعیان المئۃ الثامنۃ: ابن حجر (۱)، ۴۹۷، ۶۱۴، ۶۹۰
الدرۃ الفاخرہ: حمزۃ الاصفہانی (۳)، ۴۷
دعوتِ اسلام: آرنلڈ (۱)، ۱۵ (۴)، ۵۳۵
دفع الاحزان: کندی (۳)، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۶۱
الدلالات الواضحات: نبہانی (۱)، ۶۹۵، ۶۹۹
دلائل النبوۃ: ابن شاہین، م ۳۸۵ھ (۱)، ۶۷۵
دلائل النبوۃ: ابن قتیبہ، م ۲۷۶ھ (۱)، ۶۷۴
دلائل النبوۃ: ابو اسحٰق ابراہیم بن اسحٰق العربی م ۲۵۸ھ (۱)، ۶۷۴
دلائل النبوۃ: ابوداؤد (۱)، ۶۷۴
دلائل النبوۃ: ابو زرعہ الرازی، م ۲۶۴ھ (۱)، ۶۷۵
دلائل النبوۃ: ابو محمد عبد اللہ بن حامد الفقیہ (۱)، ۶۷۴، ۶۷۶
دلائل النبوۃ: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی م ۴۳۰ھ (۱)، ۶۷۴-۶۷۵، ۶۸۴، ۶۸۷ (۲)، ۱۷۹ (۳)، ۵۳۲، ۵۳۸، ۶۳۸-۶۴۰، ۶۴۲
دلائل النبوۃ: بیہقی (۱)، ۶۶۷، ۶۷۰، ۶۷۵، ۶۸۳-۶۸۴، ۶۸۷ (۴)، ۶۹۱-۶۹۲
دلائل النبوۃ: عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی، م ۲۴۶ھ (۱)، ۶۷۴

دیل التجار الی اخلاق الاخیار : نبہانی (۱)، ۶۹۴
دول الاسلام : السخاوی (۱)، ۵۰۴
دیوان المدائح المسمی العقود اللؤلؤیہ فی المدائح النبوۃ : نبہانی (۱)، ۶۹۵
الدیباج المذہب : برہان الدین ابن فرحون مالکی (۱)، ۶۳۲-۶۴۵
دیوان : احمد حمدیس صقلی (۱)، ۵۹۵

ذ

الذخیرہ (۱)، ۶۱۱
الذخیرہ فی مختصر السیرہ : برہان الدین ابراہیم بن محمد بن المرحل دمشقی (م ۲۸ھ) (۱)، ۴۸۶
الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ : آغا بزرگ (۱)، ۸۱۴
الذریۃ الطاہرۃ : ابوبشر محمد بن احمد الدولابی م ۳۱۰ھ (۱)، ۶۷۸
ذکر النبیؐ : اشرف علی تھانوی (۴)، ۸۰
ذیل طبقات الحفاظ الذہبی : السیوطی (۱)، ۶۹۰
الذیل علی طبقات القرا لابن الجزری : السخاوی (۱)، ۵۰۴
ذیل تاریخ المقریزی : السخاوی (۱)، ۵۰۳
ذیل مرأۃ الزمان (۱)، ۴۹۷

ر

المراۃ العربیۃ : عفیفی (۴)، ۱۱۳
رامائن (۱)، ۳۳۳
الرأیۃ الصغری فی ذم البدعۃ و مدح السنۃ الغرا : نبہانی (۱)، ۶۹۵
رحمۃ للعلمین : سلیمان منصورپوری (۱)، ۸۱، ۱۹۰، ۷۰۱ (۳)، ۳۱۵، ۳۶۹ (۴)، ۷۸، ۱۴۵-۱۳۲، ۱۴۵، ۴۴۲
الرحلۃ الحلبیہ : السخاوی (۱)، ۵۰۴
الرحلۃ السکندریہ : السخاوی (۱)، ۵۰۴
الرحلۃ الملکیہ : السخاوی (۱)، ۵۰۴
الرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلات : نبہانی (۱)، ۶۹۴
الرد علی ابن نغریلۃ الیہودی و رسائل اخری : ابن حزم (۱)، ۶۰۰
رد المحتار : مصنف (۴)، ۲۹۰، ۲۹۴
الردۃ والدار : واقدی (۱)، ۷۷۸، ۷۷۹
رگ وید (۴)، ۳۱۲، ۵۵۵
رسالات نبویہ : عبدالمنعم خان (۲)، ۲۱۵
رسالات نبویہ : عبدالمنعم خان (۳)، ۶۳۸
رسالۃ : نبہانی (۱)، ۶۹۴
رسالۃ الخلفاء : ابن حزم (۱)، ۶۱۴
الرسالہ فی التصوف : القشیری (۳)، ۱۵۰
رسالہ فی ما ینبغی ان یقدم قبل تعلم الفلسفۃ : فارابی (۳)، ۱۴۳، ۱۴۴
رسائل : ابن حزم (۱)، ۵۹۵
رسائل اخوان الصفا (۳)، ۱۴۵-۱۴۷
رسائل الکندی الفلسفیۃ : کندی (۳)، ۱۴۱، ۱۴۲
رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی : محمد حمید اللہ (۲)، ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۴۶، ۲۴۸، ۳۴۴، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۲۱، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۴۳، ۴۵۵، ۴۶۱
رسولؐ رحمت : ابوالکلام آزاد و غلام رسول مہر (۲)، ۴۳۹ (۳)، ۵۹۶
الرافع والتکمیل فی الجرح والتعدیل : عبدالحی لکھنوی (۱)، ۶۷
روداد دائرۃ معارف اسلامیہ (۲)، ۱۸۰
روح البیان غلام رسول مہر (۳)، ۴۶۳

روح المعانی : آلوسی زادہ (۲) ۳۵۹
روزگار فقیر : فقیر وحید الدین (۲) ۴۵۶
الروض الانف : القاسم عبدالرحمٰن سہیلی، م ۵۱۸ھ
(۱) ۶۱، ۴۵۸، ۴۶۶، ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۸۹،
۴۹۴ — ۴۹۵، ۶۰۸ — ۶۰۹، ۶۳۱، ۶۶۵ —
۶۶۶، ۶۷۰، ۶۷۵، ۶۸۰، ۶۹۵، ۷۱۳، (۲)
۳۸۴ (۴) ۱۲۰، ۷۱۳
الروضۃ البہیۃ : ابو عذبہ (۳) ۱۴۱
ریاض الصالحین : امام نووی (۲) ۱۳۰، ۱۳۲، ۴۱۰،
۴۳۷، ۶۹۶ (۴) ۶۷۸

ز

زاد المعاد فی ہدی خیر العباد : ابن القیم الجوزی، م ۷۵۱ھ
(۱) ۵۹، ۶۴، ۸۱، ۸۸، ۴۸۹،
۶۴۳، ۷۱ (۲) ۳۲، ۲۰۹ — ۲۱۰، ۲۱۵،
۲۱۸، ۲۴۶، ۴۵۵ (۳) ۳۹۳، ۴۸۶،
۶۹۲ (۴) ۲۴، ۶۷۰ — ۶۷۱
زبور (۱) ۲۳۵، ۳۸۱، ۷۳۸ (۲) ۶۲۴، ۶۲۷، ۶۴۳ (۳)
۲۹۰ (۴) ۴۴۴، ۴۴۶، ۴۷۷ — ۴۷۸

س

السابقات الجیاد فی مدح سید العباد صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی
(۱) ۶۹۴
سام وید (۴) ۵۵۵
سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان : غلام علی آزاد بلگرامی
(۲) ۶۱۴
سبعہ معلقہ (۲) ۶۶۳ (۳) ۴۴، ۴۷ (۴) ۱۱۷
سبل الہدیٰ والارشاد فی سیرۃ خیر العباد : شمس الدین شامی
(۱) ۶۳، ۷۱۸، ۷۱۹

سبیل النجاۃ فی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ : نبہانی (۱) ۶۹۴
اسپرٹ آف اسلام : امیر علی (۳) ۱۱
سحر البیان : میر حسن (۴) ۶۰۴
سراجیہ (۴) ۲۹۰
سرور المحزون : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ
(۱) ۶۴، ۶۵
سرور العباد (۳) ۵۳۷
سرور القلوب (۳) ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۴۰ — ۵۴۱
سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم :
نبہانی (۱) ۶۹۴
سفر السعادۃ : مجد الدین فیروز آبادی م ۸۱۷ھ (۱) ۶۴
سفرنامہ : ابن بطوطہ (۳) ۸۱،
سفرنامہ : مارکوپولو (۳) ۸۰
سفرنامہ : ہیون سیانگ (۳) ۱۰۵
السقیفۃ وبیعۃ ابی بکر : واقدی (۱) ۷۷۸
السلعۃ الغربی فی توضیح شرح النخبۃ : عبدالحی (۱) ۶۷
سنن : ابن ماجہ، م ۲۷۳ھ (۱) ۳۴۳، ۶۸۳ (۲) ۱۶، ۴۴۲،
۴۴۹، ۴۵۳ — ۴۵۴، ۴۵۷، ۴۶۰ — ۴۶۲، ۴۶۴ — ۴۶۵
(۳) ۶۵۸ — ۶۵۹ (۴) ۷۵، ۹۴، ۹۹ — ۱۰۲،
۱۲۴، ۱۲۶ — ۱۲۷
سنن : ابوداؤد (۱) ۵۹، ۳۷۱، ۳۷۴، ۶۸۳ (۲) ۱۱، ۱۴،
۱۷، ۴۴۱، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۴ — ۴۵۵
۴۵۸ — ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۵ (۳) ۴۶،
۴۲۳، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۸۸، ۵۱۹، ۶۵۹ — ۶۶۰
۶۶۳، ۶۷۹ (۴) ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۴ — ۱۲۷، ۲۱۵
سنن : البیہقی، م ۴۵۸ھ (۱) ۶۸۳ (۲) ۱۱، ۱۸۱، ۱۸۹،
(۳) ۱۳۴، ۴۸۴

سنن دار قطنی، م ۳۸۵ھ (۱)، ۵۹
سنن: دارمی (۱)، ۳۷۰–۳۷۱ (۳)، ۶۶۰ (۴)، ۱۱۹، ۱۲۶
۱۲۷
سنن: نسائی م ۳۰۳ھ (۱)، ۶۷۰ (۲)، ۱۴، ۱۶، ۴۲۴، ۴۳۸،
۴۴۱، ۴۴۹، ۴۵۱، ۴۵۶–۴۵۸، ۴۶۰–
۴۶۱، ۴۶۴–۴۶۵، ۶۱۳ (۳)، ۲۶۵ (۴)،
۷۵، ۹۳، ۳۸۰
سقوط و زوال روما: ایڈورڈ گبن (۱)، ۱۳
سوانح و تعلیمات محمدی (جرمن) اسپرنگر (۳)، ۵۶۱
لاسولیزیشن دی عربس: لی بان (۳)، ۶۶–۶۷، ۷۱،
۷۳–۷۴، ۷۶
سیاحة المعارف (۳)، ۶۸، ۷۲
السیاسة المدنیة: فارابی (۳)، ۱۴۲، ۱۴۴
السیاسات المدنیہ: کندی (۳)، ۱۴۷
سیاسی وثیقہ جات: محمد حمید اللہ (۲)، ۲۱۵
سیر اعلام النبلاء: ذہبی (۱)، ۵۶، ۶۶، ۴۹۰، ۵۱۱ (۳)،
۴۸۸، ۴۹۰
السیر الکبیر: امام محمد الشیبانی (۳)، ۶۲۱
سیرت: ابن اسحٰق [اس کتاب کے دیگر نام: کتاب المغازی، کتاب المغازی والسیر، کتاب السیرت والابتداء والمغازی]
(۱)، ۴۱۵، ۵۷۴، ۵۸۷، ۵۹۲، ۶۰۲
۶۰۳، ۶۱۰، ۶۱۸–۶۱۹، ۶۲۴–۶۲۵، ۶۶۴،
۶۶۵، ۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۷، ۶۸۴، ۷۱۲، ۷۱۳،
۷۶۷–۷۶۸، ۷۸۹، ۷۹۵ (۲)، ۵۷، ۶۰، ۶۹،
۱۲۵–۱۳۰، ۱۳۲–۱۴۲، ۱۴۶–۱۴۷، ۱۵۴،
۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۲–۱۶۴، ۱۶۶–۱۷۱، ۱۷۴–
۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۲، ۱۸۴–۱۸۵، ۱۸۹–۱۹۰،
۱۹۴–۱۹۶، ۲۱۹، ۳۱۴، ۴۲۲، ۶۲۹ (۳)،
۲۶۲، ۵۶۰–۵۶۱، ۵۹۳، ۵۹۶، ۶۳۸،
۶۷۸ (۴)، ۲۱
سیرت (جوامع السیرة) ابن حزم (۱)، ۶۳۶
سیرت: ابن ہشام (۱)، ۶۱–۶۳، ۸۱، ۸۸، ۴۰۸–۴۰۹،
۴۲۹–۴۳۰، ۴۴۴، ۴۶۰، ۴۶۵، ۶۱۰، ۶۲۷،
۶۳۶، ۶۶۴، ۶۶۲، ۶۶۶–۶۶۷، ۶۷۱،
۶۸۴، ۷۱۲–۷۱۳، ۷۷۸، ۷۹۴–۷۹۶،
۸۰۴، ۸۰۷–۸۰۹، ۸۱۵ (۲)، ۵۶–۵۸، ۶۱،
۶۳، ۶۷–۷۰، ۸۹، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۷–
۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۷، ۱۵۳، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۶۸، ۳۰۶،
۴۰۷، ۴۱۰–۴۱۲، ۴۱۴–۴۱۶، ۴۱۹–۴۲۰،
۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۳–۴۳۴، ۴۳۶–۴۳۷،
۴۵۲، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۴۴
۶۱۳، ۶۴۵ (۳)، ۴۱، ۴۸–۴۹، ۷۸، ۷۹،
۲۶۱، ۲۶۴، ۳۱۰، ۵۳۷، ۵۵۷، ۵۶۰–۵۶۱،
۵۷۴، ۶۱۳، ۶۳۸–۶۳۹، ۶۷۸ (۴)، ۲۵، ۷۶
۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۶۵–۱۶۶، ۱۷۸، ۱۸۵، ۲۰۰،
۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳
سیرت: ابن عبد البر (۱)، ۶۱۳
سیرت جلیلہ (۳)، ۵۳۲
السیرة: واقدی (۱)، ۷۷۸
سیرة ابی بکر و وفاتہ: محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۵۰۰، ۷۷۸
سیرت حلبیہ: علی ابن برہان الدین الحلبی (۱)، ۶۳، ۳۰۰، ۷۱۸–
۷۱۹، ۸۱۶ (۳)، ۴۸۶–۴۸۷، ۵۶۱
سیرت خاتم النبیین: مرزا بشیر الدین محمود (۴)، ۷۸

سیرت خیر البشر: محمد علی لاہوری (۴)، ۷۸
سیرتِ رسولؐ عربی (۳)، ۵۴۰
سیرتِ سرورِ دو عالم: ابوالاعلیٰ مودودی (۳)، ۵۹۲، ۵۹۶
سیرتِ شامی (۳)، ۵۳۳
سیرۃ صغیرۃ: ابن کثیر (۱)، ۶۴۶
سیرۃ عمر بن عبدالعزیز: ابن الجوزی (۱)، ۷۰۱
سیرۃ محمدؐ: حسنین ہیکل (۱)، ۶۴
سیرت محمدی: ولیم میور (۴)، ۵۳۳
سیرت محمدی: اے اسپرنگر (۵)، ۵۳۰
سیرت محمدیؐ دعاؤں کے آئینہ میں: سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۸۶
سیرت محمدیہ: مرزا حیرت دہلوی (۴)، ۷۸
سیرۃ المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی (۲)، ۸
السیرۃ النبویہ: ابن کثیر (۱)، ۶۴۶ – ۶۵۱، ۶۵۷، ۶۵۹، ۶۶۲، ۶۶۴ – ۶۹۰
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (تلخیص)، عمر عبدالعزیز امین (۱)، ۷۸۴
سیرۃ النبیؐ: ابو عمر و صالح بن اسحاق الجرمی النحوی، م ۲۲۵ھ (۱)، ۶۳
سیرۃ النبیؐ: سید سلیمان ندوی (۱)، ۶۵، ۸۰ (۲)، ۴۶۰ (۳)، ۷۴۰
سیرۃ النبیؐ: شبلی نعمانی (۱)، ۸، ۵۳، ۶۳، ۶۵، ۷۴، ۸۰ (۲)، ۹، ۵۶، ۱۲۶، ۱۵۵ – ۱۵۶، ۱۹۲، ۱۹۵، ۴۲۶، ۴۳۰ – ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۹ (۳)، ۵۹۶، ۶۱۳، ۶۱۹، ۶۹۵، ۶۲۰، (۴)، ۷۸ – ۷۹، ۸۲، ۱۲۴، ۳۷۹ – ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۸ – ۳۸۹، ۳۹۱ – ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۷، ۳۹۸ – ۴۰۰، ۴۰۴، ۴۰۹ – ۴۱۰، ۴۱۵ – ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۳۲
سیرت النبوی: سیماب اکبر آبادی (۴)، ۷۸
سیرت النبیؐ: شہاب الدین احمد بن اسمٰعیل الاشبیلی، م ۸۳۵ھ (۱)، ۶۹۰
سیرۃ النبیؐ: محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۱)، ۶۳
السیف المسلول علی من سبّ اصحاب الرسول: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹
سینٹ ہیلینا کی یادداشتیں (فرانسیسی) (۴)، ۱۱۵

ش

شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۲)، ۴۲۲
الشافی من الالم وفیات الامم فی القرنین الثامن والتاسع: السخاوی (۱)، ۵۰۴
شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات: خلیق احمد نظامی (۱)، ۲۲
شذرات الذہب: ابن العماد، م ۱۰۸۹ھ (۱)، ۴۹۰، ۴۹۳، ۵۰۴، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۳۲، ۶۴۶، ۶۶۹، ۶۸۹، ۷۱۸ (۳)، ۴۹۳
شرح الاحوذی: ابوبکر ابن العربی (۱)، ۶۸۳
شرح الفیہ: العراقی (۱)، ۵۰۳، ۵۲۰
شرح انساب حمیر و ملوکہا: ابن ہشام دیکھیے کتاب التیجان فی ملوک حمیر: ابنِ ہشام
شرح بخاری: قسطلانی (۴)، ۶۴۴
شرح البخاری: مہلب بن ابی صفرۃ م ۴۳۵ھ (۱)، ۶۸۲
شرح حدیث ام زرع: قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸
شرح تحریر: شیخ الاسلام زکریا انصاری (۱)، ۶۹۱

شرح سفر السعادت : عبدالحق دہلوی (۴)، ۶۴۱
شرح السیر الکبیر (۲)، ۶۴۵ (۳)، ۵۵۷
شرح صحیح البخاری : ابن کثیر (۱)، ۶۸۱
شرح صحیح بخاری : عینی (۴)، ۱۲۱
شرح السیرۃ : خشنی، م ۶۰۴ھ (۱)، ۴۸۹
شرح شرح النخبۃ : ملا علی قاری، م ۱۰۱۴ھ (۱)، ۶۷
شرح شفاء : شہاب خفاجی (۲)، ۳۸۰
شرح شفاء : ملا علی قاری (۱)، ۶۴۴، ۶۴۵
شرح غریب سیرۃ ابن اسحٰق : ابوذر مصعب بن مسعود خشنی، م ۶۰۶ھ (۱)، ۴۸۵
شرح العقلیہ : ابو عبداللہ بن حسن مخلوف الراشدی المعروف بابرکان (۱)، ۶۴۳
شرح ما وقع اشعار السیر من الغریب : ابن ہشام (۱)، ۴۶۵
شرح مسلم : قاضی عیاض، م ۵۴۴ھ (۱)، ۶۸۲
شرح مسلم : نووی (۱)، ۵۶، ۵۸، ۶۳۹، ۶۸۲ (۲)، ۳۸۳ (۳)، ۴۸۷ (۴)، ۶۴۵
شرح مسلم الثبوت : ملا عبدالعلی بحر العلوم (۱)، ۳۸۷ (۲)، ۳۳۹
شرح منہج : زکریا انصاری (۱)، ۶۹۱
شرح المواہب اللدنیہ : زرقانی (۱)، ۵، ۱۸۷ (۲)، ۱۶۰ (۳)، ۴۸۲
الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱)، ۶۹۵، ۶۹۹
شعب الایمان : بیہقی (۴)، ۱۰۳
شعر الہند : عبدالسلام ندوی (۴)، ۶۲۱
شفاء : ابن السبع (۱)، ۶۴۲
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰؐ : قاضی عیاض (۱)، ۶۳۷ — ۶۴۵ (۲)، ۲۳ (۴)، ۱۲۵، ۱۶۴ — ۱۶۵، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۹ — ۱۸۰، ۱۹۲، ۲۰۶ — ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۵ — ۲۱۷، ۲۲۹، ۲۴۹، ۶۴۳، ۶۹۰
شمائل : ترمذی (۱)، ۶۷۴، ۶۸۴، ۶۸۷ (۲)، ۷، ۹، ۱۴، ۱۹، ۳۰ — ۳۵، ۳۷ — ۳۸، ۴۰ (۳)، ۷۶، ۱۲۲، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۱۹، ۳۴۹
شمائل الرسولؐ : ابن کثیر (۱)، ۶۴۷ — ۶۴۸، ۶۵۸، ۶۷۵ — ۶۷۸
شمائل النبیؐ : ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری م ۴۳۲ھ (۱)، ۶۴، ۶۷۴
شمائل النور الساطع : ابن المقدمی غرناطی م ۵۵۲ھ (۱)، ۶۴
شمس العلوم : نشوان حمیری (۱)، ۵۱۵
شمیم الریاض : (ترجمہ کتاب الشفاء) محمد اسماعیل کاندھلوی (مترجم) (۱)، ۱۷
شواہد الحق : نبہانی (۱)، ۶۹۹، ۷۰۰
شواہد الحق (تعارف) : محمد حبیب اللہ بن بابائی الجکنی (۱)، ۷۰۰
شوقی شاعر العصر الحدیث : شوقی ضیف (۱)، ۶۱۵

ص

صبح الاعشیٰ : قلقشندی (۲)، ۲۰۹ — ۲۱۰، ۲۱۸، ۲۲۸ (۳)، ۶۲۰، ۶۲۷
صحاح : جوہری (۴)، ۴۸۵
صحیح : ابن خزیمہ، م ۳۱۱ھ (۱)، ۶۸۲
صحیح بخاری : محمد بن اسماعیل بخاری، م ۲۵۶ھ (۱)، ۵۲، ۵۵ — ۵۶، ۵۸ — ۶۰، ۶۲، ۹۱، ۲۰۲ — ۲۰۴،

۳۱۹، ۳۷۵ — ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۴، ۳۸۸،
۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۴، ۴۴۱ — ۴۴۳، ۴۴۵،
۶۳۸، ۶۵۲، ۶۸۲، ۶۸۳، ۷۱۷، ۸۰۴ (۲) ۲۵،
۲۷، ۳۴، ۳۶، ۴۲، ۴۶، ۶۶، ۶۹ — ۷۰، ۷۲،
۸۹، ۹۸، ۱۰۲ — ۱۰۵، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۶، ۱۵۳،
۱۵۶، ۱۶۱، ۱۸۱، ۱۸۵، ۱۹۱، ۱۹۵، ۲۴۳، ۲۴۷ —
۲۴۸، ۲۵۵، ۲۷۱ — ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۵ — ۲۷۷،
۳۸۴ — ۳۸۹، ۳۹۴، ۳۹۶ — ۳۹۷، ۴۰۴، ۴۰۷،
۴۱۰، ۴۱۷، ۴۲۳ — ۴۲۴، ۴۳۲ — ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۴۳،
۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۴ — ۴۴۸، ۴۵۰ — ۴۵۵، ۴۵۷ —
۴۶۰، ۴۶۲ — ۴۶۸، ۵۳۲، ۵۷۳، ۵۸۰، ۶۰۸، ۶۱۲،
۶۱۹، ۶۲۴، ۶۸۱، ۶۸۶، ۶۹۲ (۳) ۱۱۱، ۱۳۰،
۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۱ — ۲۰۲، ۴۱۰ — ۴۱۲، ۴۲۸، ۴۳۴ —
۴۲۹، ۴۳۳ — ۴۳۴، ۴۳۹، ۴۴۳، ۴۴۷، ۵۰۴،
۵۱۳، ۵۱۶، ۵۶۵، ۵۸۵، ۶۳۸، ۶۷۸، ۶۸۵، ۶۸۶،
۶۹۰، ۷۲۷ (۴) ۲۱، ۷۵، ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۶،
۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ — ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۶۴ —
۱۶۶، ۱۶۸ — ۱۷۰، ۱۷۲ — ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۷۹ — ۱۸۴،
۱۸۶ — ۱۸۹، ۱۹۱ — ۱۹۵، ۱۹۸ — ۲۰۰، ۲۰۳ — ۲۰۶،
۲۰۸ — ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۵۹، ۲۶۳ —
۲۶۴، ۲۸۹ — ۲۹۰، ۲۹۵ — ۲۹۶، ۳۸۰، ۳۸۸،
۳۹۶، ۶۲۴ — ۶۲۵، ۶۳۲، ۶۴۲، ۶۸۴، ۶۹۲،
۶۹۸، ۷۰۱، ۷۱۲ — ۷۱۳، ۷۲۳
صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج بن مسلم القیشری م ۲۶۱ھ (۱) ۵۲،
۵۳، ۲۰۴، ۳۷۰، ۳۷۲ — ۳۷۵، ۳۷۷، ۴۳۸،
۴۸۲، ۶۸۱، ۶۸۳ (۲) ۲۷، ۳۳ — ۳۴، ۳۶،
۴۰، ۴۲، ۶۰، ۲۱۸، ۳۴۳، ۳۴۷ — ۳۴۸، ۳۵۰،
۳۷۴، ۳۷۶، ۳۸۷، ۳۹۳ — ۳۹۴، ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۳۰،
۴۳۳، ۴۳۸، ۴۴۰ — ۴۴۱، ۴۴۴ — ۴۴۸، ۴۵۱،
۴۵۳، ۴۵۵ — ۴۵۸، ۴۶۲ — ۴۶۸، ۶۲۴ (۳)
۴۶، ۱۳۰، ۲۰۰، ۲۰۲، ۳۰۵، ۴۱۰ — ۴۱۱، ۴۲۱، ۴۲۳،
۴۳۴، ۴۸۳، ۴۸۷، ۵۰۳ — ۵۰۴، ۵۶۱، ۵۶۵،
۶۳۸، ۶۹۰، ۷۲۳ (۴) ۷۵، ۹۳، ۱۰۱، ۱۳۱، ۱۳۹،
۲۱۰، ۲۴۵، ۲۹۵، ۵۲۲، ۶۴۲، ۷۱۲
صحیفہ: ہمام بن منبہ (۱) ۵۹، ۷۸۶
الصفاء تیجر الشفاء: قطب الدین محمد بن محمد الخیضری م ۸۹۴ھ (۱) ۶۴۴
صفۃ جزیرۃ العرب: (۱) ۴۹۱
صفۃ الصفوہ: ابن الجوزی (۱) ۷۰۱
صفین: واقدی (۱) ۷۷۸
الصلۃ: ابن بشکوال (۱) ۶۰۹، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۳۲ — ۶۳۳
صلۃ الصلۃ: ابن الزبیر (۱) ۶۱۴
صلوٰت الاخیار علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم: نبہانی (۱) ۶۹۵
الصلوٰت الالفیۃ فی الکمالات المحمدیۃ: نبہانی (۱) ۶۹۵
صلوٰت الثناء علی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم: نبہانی (۱) ۶۹۵
صواعق المحرقہ: ابن حجر (۴) ۶۹۱
صورۃ الاقالیم: ابوزید بلخی (۴) ۱۴۹

ض

ضرب الدنانیر والدراہم: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۵۰۰، ۷۷۸
ضرب کلیم: علامہ محمد اقبال (۲) ۷۴۰ (۴) ۵۹۳
الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع: السخاوی (۱) ۵۰۳ — ۵۰۴، ۶۳۱ (۴) ۱۰۹

ضمیمہ I ببعد کمان (۱) ۴۹۷ (۴۹۸)

ط

طبقات: ابن سعد (۱) ۵۲، ۵۸-۶۰، ۶۳، ۷۵، ۳۷۲، ۳۷۵، ۴۰۵-۴۰۶، ۴۱۲، ۴۳۸، ۴۴۱، ۴۴۷، ۴۶۱، ۴۶۴، ۵۰۲، ۵۱۰، ۵۸۵، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۶۳۵، ۶۶۲، ۶۶۷، ۷۰۸، ۷۱۵، ۷۵۱، ۷۵۳، ۷۸۳، ۷۹۵، ۷۹۷، ۷۹۸، ۸۰۰-۸۰۷، ۸۱۰-۸۱۳، ۸۱۵، ۸۱۶ (۲) ۵۶، ۶۰، ۶۲-۶۳، ۶۷، ۷۲، ۱۲۵، ۱۲۹-۱۳۰، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۲-۱۴۷، ۱۵۱، ۱۵۳-۱۵۵، ۱۵۷، ۱۶۳-۱۶۴، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۴-۱۷۵، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۱۰، ۲۱۲-۲۱۵، ۲۱۷-۲۱۸، ۲۲۱-۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۷، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۶۴۶-۲۴۸، ۲۵۰-۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷-۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۴، ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۴۱، ۴۵۳، ۵۱۶، ۶۱۳، ۶۲۳، ۶۸۰ (۳) ۵۴، ۲۶۲، ۵۶۱، ۵۸۳، ۵۹۶، ۶۳۸، ۶۴۹، ۶۸۵، ۷۲۸ (۴) ۷۶، ۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۹۳، ۳۸۲، ۳۸۹، ۴۰۸-۴۱۹، ۴۳۲۔

طبقات: ابن سلام (۱) ۴۶۲، ۴۹۳

طبقات: الواقدی (۱) ۵۱۴، ۷۶۹، ۷۸۶

طبقات الاطباءؒ: ابن ابی اصیبعہ (۴) ۱۱۳

طبقات الامم: صاعد الاندلسی (۱) ۶۱۱ (۳) ۱۱۲

طبقات الحفاظ: ابن حجر عسقلانی (۱) ۵۹، ۶۷

طبقات الشافعیہ: ابن قاضی شہبۃ (۱) ۴۹۷، ۶۴۶، ۶۸۹

طبقات الشعراء: الجمحی (۱) ۴۹۶، ۷۸۸، ۸۰۹،

طبقات فحول الشعراء: (۱) ۵۱۰

طبقات القراء: ذہبی (۱) ۳۷۹

طبقات اللغویین والنحاۃ: ابن قاضی، شہبہ م ۸۵۱ھ (۱) ۴۶۰

الطبقات المالکیہ تلخیص تاریخ الیمن: السخاوی (۱) ۵۰۴

طبقات النحویین: (۱) ۵۱۰

الطریق الی المدینۃ: سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۳۳، ۸۱

طرفۃ الاصحاب: اشرف الرسولی (۱) ۵۱۵

طوق الحمامہ: ابن حزم (۱) ۶۰۰

ظ

ظفر فی مختصر الجرجانی: خلیفہ محمد عاقل (مترجم) (۱) ۶۴

ظہر الاسلام: احمد امین (۳) ۱۴۵، ۱۴۶

ظہور المحزون: خلیفہ محمد عاقل (مترجم) (۱) ۶۴

ع

العاقبۃ: عبدالحق الاشبیلی (۱) ۶۷۳

عبدالوہاب البیاتی: ڈاکٹر احسان عباس (۱) ۵۹۵

العبر فی خبر من غبر: ذہبی (۱) ۴۸۹، ۶۳۲، ۶۳۷، ۶۴۴، ۶۴۵،

عبقریۃ محمد: محمود عقاد (۱) ۶۴

عجالہ نافعہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱) ۵۲، ۶۶-۶۸

العجائب الغریبہ (= العجائب والغرائب)، محمد بن المنتذر بن سعید الہروی، م ۳۰۲ھ (۱) ۶۷۷

عجائب المخلوقات : مصنف (۳)، ۴۸
العجائب والجواہر : محمد بن المنذر بن سعید الهروی، م ۳۰۳ھ
(۱)، ۶۷۷
العقد الفرید : ابن عبد ربہ (۱)، ۶۷۳ (۲)، ۵۲۸، (۳)، ۱۱۲، ۶۳۶
عرائس المجالس فی قصص الانبیاء : الثعلبی (۱)، ۷۹۱
العرب فی صقلیہ : ڈاکٹر احسان عباس (۱)، ۵۹۵
(۳)، ۱۱۲، ۶۳۶
عظمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم : سر فلپ گبز (۴)، ۳۲
عقد جوہر فی مولد خیر البشر : جعفر بن حسین برزنجی (۴)، ۸۰
: ابن عبد ربہ (۴)، ۱۱۳
علم التاریخ عند المسلمین : فرانز روز نتھال (۱)، ۶۴۷
عمدۃ الادب : مصنف (۳)، ۴۸
عمدۃ التفسیر : ابن کثیر (۱)، ۶۴۶
عمدۃ القاری والسامع : السخاوی (۱)، ۵۰۴
علوم الحدیث : ابن الصلاح (۱)، ۴۸۸
عن سیرۃ النبی محمدؐ : محمد توفیق حسین (۱)، ۶۴۹، ۶۶۰، ۶۶۴
۶۶۷
علی ہامش السیرۃ : طٰہٰ حسین ۶۴۱
عہد نامہ قدیم (۲)، ۱۹۲
عہدِ نبوی کے میدان جنگ : محمد حمید اللہ (۲)، ۴۲۸، ۴۲۹،
۴۳۵ – ۴۳۷، ۴۴۳ – ۴۴۴، ۴۵۹، ۴۶۰ – ۴۶۴
(۴)، ۳۸۸، ۴۰۰، ۴۰۴
عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی : ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۴)، ۱۴۲، ۱۴۳
عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر : ابن سید الناس، م ۷۳۴ھ
(۱) ۳۶۹، ۴۴۲، ۴۹۵، ۴۹۸، ۶۰۷، ۶۱۳، ۶۲۸ –
۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۵، ۷۱۷ – ۷۱۸، ۸۰۷ (۲)، ۵۸،
۶۳، ۶۸ – ۶۹، ۱۶۸، ۱۷۱
عیون التواریخ : مصنف (۱)، ۴۹۰
العیون الستۃ فی اخبار السیتہ : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹

غ

الغایہ فی شرح الھدایہ : السخاوی (۱) ۵۰۴
غازیانِ ہند (۴)، ۴۶۱، ۴۶۴
غایۃ النہایۃ : مصنف (۱)، ۵۰۵
غریب الحدیث : قاسم بن ثابت العوفی م ۳۰۲ھ (۱) ۶۸۶
غریب الشہاب : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹
غریب القرآن : ابن سلام الجمحی، م ۲۳۲ھ (۱) ۵۱۰
الغنیۃ الوسطی : ابو عبد اللہ بن حسن مخلوف الراشدی المعروف بابرکان
(۱) ۶۴۳

ف

الفاروق : شبلی نعمانی (۱) ۸۰ (۲) ۴۵۲ (۳) ۷۹، ۶۱۵
فتاوی : امام النوادی (۱) ۶۵۰
فتاوی عالمگیری (۳) ۴۹۵، ۴۹۷
فتح افریقیہ : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
فتح الباری : ابن حجر (۱) ۲۵۴، ۵۵ – ۵۶، ۲۰۴، ۳۹۰، ۴۰۹
(۲) ۳۸۲ (۳) ۲۱، ۲۸، ۷۲ (۴) ۲۹۱
فتح العجم : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
فتح القدیر (شرح ھدایہ) : امام ابن الہمام، م ۸۶۱ھ (۱)
۵۲ (۴) ۲۹۳
فتح القدیر (تفسیر) : امام شوکانی (۴)، ۷۱۱
فتح القریب فی سیرۃ الحبیب : ابن الشہید، م ۷۹۳ھ (۱) ۴۸۷
الفتح الکبیر فی ضم الروایات الی جامع الصغیر : نبہانی (۱) ۶۹۳
فتح مصر والاسکندریہ : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹

فتح الملہم: شبیر احمد عثمانی (۱) ۵۲-۵۳، ۶۰، ۶۷
فتوح: وھب بن منبہ (۱) ۷۳۸
فتوح البلدان: البلاذری (۱) ۵۸، ۴۰۹، ۴۲۹، ۵۱۳، ۷۱۵،
۷۸۸، ۷۹۰، ۸۱۶ (۲) ۳۹۹، ۴۰۶-۴۰۸، ۴۲۰،
۴۲۳، ۴۲۵، ۴۳۰، ۴۳۷، ۴۶۴-۴۶۵، ۵۶۸
(۳) ۵۶۰-۵۶۱، ۶۳۷ (۴) ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۲۳،
۱۴۴، ۳۹۱، ۴۱۹
فتوح الشام: واقدی (۱) ۶۶۷، ۷۷۸
فتوح العراق: واقدی (۱) ۵۰۰، ۷۷۸
فتوحات مکیہ: ابن عربی (۲) ۵۳۴
فجر الاسلام: احمد امین (۳) ۴۱
فسانۂ عجائب: رجب علی بیگ سرور (۴) ۵۹۹
الفصل فی الملل والاھواء والنحل: ابن حزم (۱) ۶۰۰، ۶۱۳
الفصول فی اختصار سیرۃ الرسولؐ: ابن کثیر (۱) ۶۴۶
الفصول فی سیرۃ الرسول: ابن کثیر (۱) ۶۰۳، ۶۴۶
الفضائل المحمدیہ ترجمہا بعض السادات العلویہ للغتہ الجاویہ:
نبہانی (۱) ۶۹۴
فلاح دارین: محمد اسماعیل (۳) ۷۹
فلسفہ: ابن رشد (۳) ۱۶
فلسفۃ التشریع فی الاسلام: ڈاکٹر صبحی محمصانی (۳) ۶۵۴
فن السیرۃ: ڈاکٹر احسان عباس (۱) ۵۹۵، ۶۴۹
فن الشعر: ڈاکٹر احسان عباس (۱) ۵۹۵
الفن و مذاہبہ فی الشعر العربی: شوقی ضیف (۱) ۶۱۵
فواتح الرحموت برحاشیہ المستصفیٰ: ابو علی محمد بن نظام الدین
انصاری (۳) ۱۴۱
فوائد بدریہ: بدر الدولہ (۳) ۶۲۰

الفہرس التمہیدی (۱) ۵۰۴
فہرس الفہارس: عبدالحی الکتانی (۱) ۶۳
الفہرست: ابن الندیم م ۲۳۵ھ (۱) ۶۰، ۴۴۲، ۴۴۸، ۴۶۲،
۴۶۴، ۴۹۳، ۴۹۸-۴۹۹، ۵۰۱-۵۰۲، ۵۱۰، ۵۲۰،
۶۶۴، ۶۶۷-۶۷۰، ۷۱۴، ۷۲۵، ۷۳۷، ۷۴۰،
۷۴۷، ۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۵، ۷۶، ۷۷۷، ۷۷۹،
۷۸۲-۷۸۳، ۷۹۸، ۸۰۶، ۸۰۹-۸۱۰، ۸۱۲،
۸۱۴-۸۱۵، (۲) ۱۲۶، ۱۳۷ (۴) ۶۶، ۱۱۷
فہرست: ابوبکر محمد ابن خیر الاشبیلی، م ۵۷۵ھ (۱) ۴۹۶، ۶۱۳،
۷۳۸، ۷۷۹
فی ظلال السیرۃ: محمد الحبیب الہوشی (۱) ۴۸۷
فی مفردات القرآن: ابن الجوزی (۱) ۷۰۱
فی النقد الادبی: شوقی ضیف (۱) ۶۱۵

ق

القاموس: فیروز آبادی (۱) ۴۹۱
قاموس الکتب (۱) ۴۹۷
قانون: بوعلی سینا (۴) ۹۰
قدیم ہندوستان کی تہذیب: آر۔ سی۔ دت (۴) ۲۱۲
قرآن (۱) ۳۸-۴۰، ۴۲، ۴۹، ۵۱، ۵۷-۵۸، ۶۵، ۶۹،
۸۹، ۹۱-۹۳، ۹۵-۹۶، ۹۹، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱
۱۲۰-۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰-۱۳۳، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱-
۱۴۳، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۵۲، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۶۶-۱۶۹،
۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۷، ۱۸۹،
۱۹۰، ۱۹۳-۱۹۴-۱۹۸-۲۰۲-۲۰۳، ۲۰۵،
۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰-۲۱۱، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۵
۳۲۶، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۳۷-۲۳۹، ۲۴۰
۲۴۶، ۲۴۶-۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۳-۲۵۴،

۲۵۸-۲۵۹، ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۵-۲۸۰،
۲۸۳-۲۸۴، ۲۸۷-۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۶،
۲۹۸، ۳۰۲-۳۰۳، ۳۰۹-۳۱۱، ۳۱۵،
۳۱۸، ۳۲۱-۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۶-۳۲۸
۳۳۱، ۳۳۲-۳۳۵، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۵۱،
۳۵۴، ۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۸-۳۶۹، ۳۷۱-
۳۷۴، ۳۷۶-۳۸۰، ۳۸۶-۳۸۹، ۳۹۱،
۳۹۴-۳۹۵، ۴۱۷، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۸۸،
۴۴۹، ۴۷۰، ۵۰۶، ۵۱۵-۵۱۶-۵۱۹
۵۲۱-۵۲۳-۵۲۴، ۵۴۶، ۵۴۹،
۵۵۲، ۵۵۴-۵۵۵، ۵۵۷-۵۵۸،
۵۶۰-۵۶۱، ۵۸۰-۵۸۱، ۵۸۹، ۶۱۶، ۶۲۴،
۶۵۷، ۶۷۹، ۶۹۰-۶۹۱، ۶۹۶، ۶۹۸، ۷۱۰-
۷۱۱، ۷۱۸، ۷۲۰، ۷۳۱-۷۳۲، ۷۴۸، ۷۵۱
۷۶۲-۷۶۳ (۲) ۱۹-۲۰، ۲۴، ۳۲، ۳۷،
۴۲، ۶۰، ۶۲، ۷۳، ۸۱، ۸۴-۸۷، ۸۸
۹۰، ۱۱۰، ۱۴۱، ۱۹۵-۱۹۶، ۱۹۹، ۲۱۷، ۲۴۲،
۲۴۹، ۲۶۹-۲۷۱، ۲۷۳-۲۷۷، ۲۷۹،
۲۸۲-۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۸-۲۸۹، ۳۰۱-۳۰۲
۳۰۴-۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۲، ۳۱۴-۳۱۸، ۳۲۳
۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۳۵-۳۳۷، ۳۴۵
۳۵۱-۳۵۲، ۳۵۴-۳۵۵، ۳۵۷-۳۶۴،
۳۷۴، ۳۷۸، ۳۹۰، ۴۰۳-۴۰۶، ۴۱۴، ۴۱۶
۴۱۹-۴۲۰، ۴۲۵، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۴۵
۴۴۶، ۴۵۱، ۴۵۷، ۴۶۱، ۴۶۵، ۴۶۶،
۴۷۳، ۴۷۷-۴۷۸، ۴۸۶، ۴۸۸-۴۹۱
۵۱۰، ۵۱۵-۵۱۶، ۵۲۰، ۵۲۹، ۵۳۱-
۵۳۳، ۵۳۷، ۵۳۹-۵۴۱، ۵۴۸-۵۵۰

۵۵۲، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۹-۵۶۳، ۵۶۵
۵۶۶، ۵۶۹-۵۷۰، ۵۷۹، ۵۸۱، ۵۸۷-
۵۸۸، ۵۹۱، ۵۹۳، ۵۹۵، ۶۰۳، ۶۰۸-
۶۰۹، ۶۱۱، ۶۱۴، ۶۲۲-۶۲۸، ۶۳۰-
۶۳۱، ۶۳۴-۶۳۵، ۶۳۷-۶۳۹،
۶۴۱، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۶-۶۴۷، ۶۵۱،
۶۵۵، ۶۵۸، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰،
۶۷۸، ۶۸۳، ۶۸۵، ۶۸۸-۶۹۱، ۶۹۳،
۷۰۲، ۷۲۲، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۵۱-۷۵۲، ۷۵۷
(۳) ۴۶، ۵۰-۵۱، ۵۳، ۵۵، ۵۹، ۶۲، ۶۶،
۸۹، ۹۱، ۹۵، ۹۸، ۱۲۹-۱۳۵، ۱۴۷، ۱۵۱
۱۵۵، ۱۵۸، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۸۲، ۱۹۰-۱۹۴،
۱۹۸، ۲۰۰، ۲۱۴-۲۱۵، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۷-
۲۵۰، ۲۵۶، ۲۶۰، ۲۶۷، ۲۷۱، ۲۷۳،
۲۷۷، ۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۵، ۲۸۹-۲۹۰، ۲۹۲
۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۲-۳۰۳، ۳۰۸، ۳۱۰
۳۱۲، ۳۱۶، ۳۱۹-۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۸-
۳۳۹، ۳۴۲، ۳۴۵، ۳۵۵، ۳۵۷-۳۶۴،
۳۶۸، ۳۷۰-۳۷۳، ۳۸۶، ۳۹۱، ۳۹۳،
۳۹۶-۳۹۷، ۴۰۲-۴۰۴، ۴۰۹، ۴۱۲،
۴۱۵-۴۱۶، ۴۲۱، ۴۳۵-۴۳۶، ۴۴۱
۴۴۲، ۴۵۲، ۴۵۵-۴۵۹، ۴۶۳، ۴۶۶-
۴۶۷، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۷، ۴۸۱، ۴۸۵-۴۸۶
۴۸۹-۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۰۴،
۵۰۹، ۵۱۱-۵۱۵، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۳۳، ۵۳۵،
۵۵۹، ۵۶۵، ۵۷۴-۵۷۷، ۵۹۰، ۵۹۳-
۵۹۵، ۵۹۸-۵۹۹، ۶۰۱، ۶۰۳-۶۰۵، ۶۱۲
۶۱۳، ۶۱۵، ۶۲۲، ۶۳۲، ۶۳۶، ۶۳۹، ۶۵۲،

۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۶، ۶۶۸ — ۶۶۹، ۶۷۱ —
۶۷۳، ۶۷۷، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۹۲، ۶۹۶، ۷۰۱،
۷۰۵، ۷۱۰، ۷۱۲ — ۷۱۴، ۷۱۹ — ۷۲۱ — ۷۲۶
۷۲۷، ۷۲۹، ۷۲۸، ۷۳۲، ۷۳۶ — ۷۴۷ (۴)
۷ — ۸، ۱۰، ۱۵، ۲۳ — ۲۶، ۲۸، ۲۶، ۳۱ —
۳۲، ۳۴، ۵۷، ۵۹، ۶۱ — ۶۵، ۶۸، ۷۱
۷۵ — ۷۶، ۹۴ — ۹۷، ۱۰۸، ۱۱۶ — ۱۲۷
۱۲۹ — ۱۳۵، ۱۳۹ — ۱۴۰، ۱۴۴ — ۱۴۵،
۱۴۷، ۱۵۱، ۱۸۱، ۱۸۵، ۲۰۷، ۲۱۸، ۲۲۸
۲۳۱، ۲۵۸، ۲۶۵، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۸۲،
۲۹۰، ۲۹۳ — ۲۹۵، ۲۹۷، ۳۰۳ — ۳۰۶
۳۱۱، ۳۲۶، ۳۳۵ — ۳۳۶، ۳۵۶، ۳۸۰،
۳۸۸، ۴۰۳، ۴۳۹، ۴۴۷، ۴۶۸ — ۴۷۷،
۴۸۶، ۴۹۲، ۵۲۱، ۵۲۸، ۵۳۱، ۵۳۳،
۵۳۵، ۵۷۲، ۵۷۴، ۵۷۷، ۵۸۰ — ۵۸۱،
۵۸۹ — ۵۹۰، ۵۹۲، ۶۴۱، ۶۵۰، ۶۵۹،
۶۷۵، ۶۸۱، ۷۰۱، ۷۰۸ — ۷۱۰، ۷۱۳،
۷۱۵، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۷ — ۷۳۸

قران السعیدین : (۴) ۴۸۳
قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین : نبہانی (۱) ۶۹۳ -
قرۃ العیون در شرح سرور المحزون از شاہ ولی اللہ
(۱) ۶۵
قسطنطین اعظم : جان بی فرتھا سکوائر (۳) ۹، ۱۵
قصص الانبیاء : ابن الجوزی (۱) ۷۰۱
قصص الاخیار : وہب بن منبہ (۱) ۷۳۷
قصیدہ بردہ : البوصیری (۴) ۶۶، ۷۷
قصیدۃ الرائیۃ الصغری : نبہانی (۱) ۶۹۲، ۶۹۷

القصیدۃ الرائیۃ الکبری فی مجموعۃ منہا سعادۃ الانام فی اتباع دین
الاسلام : نبہانی (۱) ۶۹۲، ۶۹۴
قصیدۃ سعادۃ المعاد فی موازنۃ بانت سعاد : نبہانی (۱) ۶۹۴
قوت القلوب : ابوطالب مکی (۲) ۱۶۶
القول البدیع فی احکام الصلوٰۃ عن الحبیب الشفیع : السخاوی
(۱) ۵۰۳
القول التمام فی فضل الرمی بالسہام : السخاوی (۱) ۵۰۴
القول الحق فی مدح سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱) ۶۹۵
القیان والغناء فی الشعر الجاہلی : ڈاکٹر ناصر الدین اسد (۱) ۵۹۶
قیصر ہرقل کی جنگی مہمیں (جرمن) گرلانڈ (۳) ۵۵۸

ک

الکاشف فی اسماء الرجال : ذہبی (۱) ۶۶
الکامل : ابن عدی (۴) ۱۲۷
کامل : المبرد (۱) ۷۸۸ (۳) ۵۹۵ (۴) ۱۱۱
الکامل فی التاریخ : ابن الاثیر (۱) ۳۱، ۴۲۹، ۶۰۷ (۳) ۵۶۱، ۶۱۲
(۴) ۷۶، ۱۰۹، ۱۱۴، ۵۵۷
الکافی فی الفقہ علی مذہب اہل مدینہ ابن عبد البر (۱) ۶۱۷
کتاب الآداب : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب الادب : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۷۷۸
کتاب الاحکام فی اصول الاحکام : آمدی م ۶۳۱ھ (۲) ۲۳۷
کتاب اخبار مکہ : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹ — ۵۰۷
کتاب اخبار النبی : ابن سعد (۱) ۴۸۳
کتاب الاختلاف : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۷۷۷
کتاب الازمنہ والامکنہ : ازرقی (۲) ۹۲ — ۹۵، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۱
کتاب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم : الواقدی (۱) ۴۹۹، ۵۰۷
کتاب الاستذکار : ابن عبد البر (۱) ۶۱۲ — ۶۳۱
کتاب الاسرائیلیات : وہب بن منبہ (۱) ۷۳۷
کتاب اسماء البلدان : یعقوبی (۱) ۵۶۵

کتاب الاسماء فیما لسیدنا محمد من الاسماء: نبہانی (۱) ۶۹۴
کتاب الاسماء والصفات: امام بیہقی (۱) ۶۷۳
کتاب الاصنام: ہشام بن محمد بن السائب الکلبی (۱) ۲۷۴، ۵۲۳
(۲) ۸۱ (۳) ۴۹–۵۰، ۱۱۱–۱۱۲
کتاب الاصنام تکملہ: احمد زکی پاشا (۲) ۸۷، ۹۷
کتاب الاعلام: سخاوی (۴) ۱۳۷
کتاب الاغانی: ابوالفرج الاصفہانی (۱) ۵۸، ۳۹۹، ۴۰۵–۴۰۷،
۴۲۴، ۷۴۱، ۷۴۴، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۹، ۷۸۷–
۷۸۸، ۷۹۰، ۷۹۸، ۸۰۰–۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۵، ۸۰۸،
(۲) ۱۱۸، ۱۴، ۵۱–۵۲، ۱۱۳، ۱۳۸، ۶۳۶، ۷۴۱
(۴) ۷۰، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۵۴
کتاب الافراد: دارقطنی، م ۳۸۵ھ (۱) ۶۸۳، ۶۸۶
کتاب الاکتفاء: الکلاعی البلنسی (۱) ۵۱۴
کتاب الاکلیل: ہمدانی (۱) ۵۶۴
کتاب امتاع الاسماع: مقریزی (۴) ۱۳۸
کتاب الامثال: یونس بن حبیب نحوی، م ۱۸۲ھ (۱) ۴۶۱
کتاب امر الحبشہ والفیل: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب الاموال: ابو عبید القاسم بن سلام (۱) ۶۵۰ (۲) ۳۵۴، ۴۱۴،
(۳) ۴۶۱، ۵۶۰–۵۶۱، ۶۲۸
کتاب الانباء: القرطبی، م ۴۶۳ھ (۴) ۳۹۲
کتاب الانساب: سمعانی (۱) ۴۹۱، ۸۱۲
کتاب الانوار (۲) ۸۹، ۹۲–۹۳، ۹۸
کتاب ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب
والفنون: اسماعیل پاشا بغدادی (۱) ۵۸۸
کتاب البر والاثم: ابن سینا (۳) ۱۶۲
کتاب التاریخ: یعقوبی (۱) ۵۶۵
کتاب التاریخ علی السنین: ہیثم بن عدی: م ۲۰۷ھ (۱) ۶۶۸
کتاب التاریخ والمغازی والمبعث: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب التاریخ الکبیر: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب تاریخ الفقہا: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب الترغیب فی علم القرآن: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۵۷۷
کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف، کلاباذی (انگریزی ترجمہ
از آربری (۳) ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲
کتاب التکملہ: ابن بشکوال (۱) ۶۰۹
کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ابن عبدالبر (۱)
۶۲۲، ۶۳۰–۶۳۱
کتاب التیجان: ابن ہشام (۱) ۴۳۱، ۴۳۷، ۴۵۴، ۴۵۸، ۴۶۴–
۴۶۵، ۴۶۹–۴۷۰، ۴۹۰–۴۹۱، ۷۳۷، ۷۹۲
(۳) ۴۴، ۴۸
کتاب الجمل محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹–۵۰۰
کتاب حرب الاوس والخزرج: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹
کتاب الحیل: ابن سعد (۱) ۵۰۲
کتاب الخراج: ابو یوسف (۲) ۱۴۴، ۴۵۴، ۴۶۱ (۳) ۶۳۹–
۶۴۰، ۷۲۷ (۴) ۳۶
کتاب الخراج: قدامہ بن جعفر (۴) ۱۱۷
کتاب الخلفاء: ابن اسحاق (۱) ۵۰۸
کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر: القرطبی (م ۴۶۳ھ) (۴) ۳۹۲
کتاب الدلائل: قاسم بن ثابت العوفی، م ۳۰۲ھ (۱) ۶۷۵
کتاب ذکر القرآن: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۷۷۸
کتاب الردۃ والدار: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۶۶۷
کتاب الرسالۃ: امام شافعی (۱) ۶۵۰، ۶۸۴
کتاب الزہری وعمہ الذین ساروا الی ہشام بن عبدالملک: الزہری
(۱) ۷۴۷
کتاب الزیادات: عبداللہ م ۲۹۰ھ (۱) ۶۸۴
کتاب السقیفہ وبیعۃ ابی بکر: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۷۷۸

کتاب السنتہ : ابن ابی عاصم، م ۲۸۶ھ (۱)، ۶۸۴
کتاب السنۃ والجماعۃ و ذم الھوی و ترک الخوارج فی الفتن : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹، ۷۷۸
کتاب السیاسۃ : ابن سینا (۳)، ۱۶۳
کتاب السیر : امام نسائی م ۳۰۳ھ (۱)، ۶۷۰
کتاب السیر : سعید بن یحییٰ اموی (۱)، ۶۰۳، ۶۲۱
کتاب السیرۃ : ابو محمد علی ابن حزم الاندلسی (۱)، ۶۷۱
کتاب السیرۃ : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹، ۵۰۷
کتاب سیرۃ ابی بکر و وفاتہ : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹
کتاب الشعر : ارسطو (۱)، ۵۹۵
کتاب الشعر والشعراء : ابن قتیبہ (۱)، ۷۸۷
کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ : قاضی عیاض، م ۵۴۴ھ (۱)، ۶۴
کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ : قاضی عیاض (۱)، ۶۷۲، ۷۱۶ – ۷۱۷
کتاب الشکوا (۴)، ۱۱۰
کتاب الشمائل : امام ترمذی م ۲۷۹ھ (۱)، ۶۴ – ۶۵
کتاب الصحابہ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) : ابن عبدالبر (۱)، ۶۱۹
کتاب صفین (۱)، محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۵۰۰
کتاب الصلۃ : ابن بشکوال (۱)، ۶۳۷
کتاب الصناعتین : ابو ہلال العسکری (۳)، ۶۳۷
کتاب الضعفاء : محمد بن عبداللہ، م ۲۴۹ھ (۱)، ۴۶۳
کتاب الطب : ابو نعیم (۴)، ۱۰۴
کتاب الطبقات : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹
کتاب الطبقات الکبیر : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۵۰۰
کتاب طعم النبیؐ : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۵۰۷، ۷۷۹
کتاب العلم : ابن عبدالبر (۴)، ۱۲۱ – ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶ – ۱۲۷
کتاب غلط الحدیث : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹ – ۷۷۷
کتاب فتوح الشام : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹، ۵۰۰
کتاب فتوح العراق : محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹
کتاب فی جزیرۃ العرب : ابو سعید السیرافی (۴)، ۴۲۲
کتاب فی قبائل العرب وانسابھم : القرطبی م ۴۶۳ھ (۴)، ۳۹۲
کتاب القصاص : ابن الجوزی (۱)، ۵۰۱
کتاب غزوات : ابن حبیش، م ۵۸۴ھ (۱)، ۷۷۹
کتاب الفتن والملاحم : الخلیل بن احمد بن عیسیٰ بن الشیخ ابو صالح (۱)، ۶۷۶
کتاب الفتن والملاحم : نعیم بن حماد الخزاعی (م ۲۲۸ھ) (۱)، ۶۷۶
کتاب فی اخبار الامم السالفہ : یعقوبی (۱)، ۵۶۵
کتاب الکامل : ابن عدی، م ۳۶۵ھ (۱)، ۶۸۶
کتاب الکامل : المبرد (۱)، ۵۴۲
کتاب المبتداء : ابن اسحٰق (۱)، ۵۰۸
کتاب المبتداء : ابو عبداللہ وھب بن منبہ (۱)، ۴۱۶، ۷۳۷
کتاب اللباب (۱)، ۵۱۰
کتاب اللغات : یونس بن حبیب نحوی، م ۱۸۲ھ (۱)، ۴۶۱
کتاب المبعث : ہشام بن عمار م ۲۴۵ھ (۱)، ۶۵۹، ۶۷۶
کتاب المحبر : ابن حبیب (۱)، ۶۰۷، (۲)، ۵۷ – ۵۹، ۶۷، ۷۰، ۷۸، ۸۳، ۸۸، ۱۱۱، ۱۲۹، ۱۳۸ – ۱۴۷، ۱۵۷ – ۱۵۸، ۱۶۰ – ۱۶۲، ۱۷۰ – ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۸۳

۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۸، ۴۱۳، ۶۱۵ (۳)، ۶۳۶، ۶۴۵
کتاب المحلی: ابن حزم (۱)، ۶۰۸
کتاب مدعی قریش والانصار فی القطائع ووضع عمر الدواوین وتصنیف القبائل ومراتبھا وانسابھا: محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹
کتاب المسائل: ابن الصباغ (۱)، ۶۵۰
کتاب مشاکلتہ الناس لزمانھم: یعقوبی (۱)، ۵۶۵
کتاب المعارف: ابن قتیبہ (۱)، ۶۰۷، ۶۷۱ (۲)، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰ (۳)، ۷۳۹
کتاب المعرفتہ لیعقوب بن سفیان الفسوی، م ۲۷۷ھ (۱)، ۶۷۰
کتاب المغازی: ابو معشر السندی (۱)، ۵۰۸، ۷۶۹
کتاب المغازی (سیرت): ابن اسحٰق (۱)، ۵۰۷، ۷۶۱، ۷۶۴
کتاب المغازی: عبدالرزاق بن ہمام (۱)، ۷۵۷
کتاب المغازی: عبدالملک بن محمد القاضی (۱)، ۷۴۰
کتاب المغازی: معمر بن راشد (۱)، ۷۵۷
کتاب المغازی: موسیٰ بن عقبہ (۱)، ۵۰۷، ۷۵۴ - ۷۵۶
کتاب المغازی: عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم انصاری م ۱۷۶ھ (۱)، ۷۹۴
کتاب المقدمات: ابن کثیر (۱)، ۶۸۱
کتاب الملوک المتوجہ من حمیر واخبارھم وقصصھم وقبورھم واشعارھم وھب بن منبہ (۱)، ۴۶۴، ۷۴۷، ۷۹۲
کتاب الممالک: ابو اسحٰق اصطخری (۴)، ۱۴۹
کتاب المناسک: ابن اسحاک (۱)، ۶۵۰
کتاب المناسک: طبرانی م ۳۶۰ھ (۱)، ۶۸۵
کتاب المناکح: محمد بن عمر الواقدی (۱)، ۴۹۹
کتاب المولد: ابن ابی عاصم (۱)، ۶۸۴
کتاب نسب الانصار: عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری (۱) ۷۸۵
کتاب نسب قریش: مصعب زبیری (۱) ۵۸۹، ۵۹۱ - ۵۹۲
کتاب النوادر: یونس بن حبیب نحوی، م ۱۸۲ھ (۱) ۴۶۱
کتاب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹، ۵۰۷
کتاب الیوم واللیلہ: امام نسائی، م ۳۰۳ھ (۱) ۶۷۰
کاروانِ مدینہ: سید ابو الحسن علی ندوی (۱) ۸۲
کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: حاجی خلیفہ (۱) ۶۱، ۶۳، ۴۳۰، ۶۳۹، ۶۴۳، ۶۴۵، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۹، ۶۷۴، ۶۹۰، ۷۱۶، ۷۳۸، ۷۸۹
کشف المحجوب: علی ہجویری (۳) ۱۵۲
کعب بن زہیر: پروفیسر علی محسن صدیقی (۴) ۱۴۵
کلید القرآن (۴) ۱۹۵
کنز العمال: شیخ علاؤ الدین الہندی (۱) ۵۹، ۳۷۳ (۳) ۲۰۱، ۲۰۲، ۵۰۲ (۴)، ۳۶، ۶۹۲
کنز انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (۴) ۴۰۳
کنسائز انسائیکلو پیڈیا آف عربک سولیزیشن (۴) ۴۲۳، ۴۳۲
الکواکب السائرہ (۱) ۵۰۴
الکواکب المضئی: السخاوی (۱) ۵۰۴
کیپٹل: مارکس (۱) ۳۳۸
کیمیائے سعادت: غزالی (۴) ۶۸۷
گائیڈنس آف ہولی قرآن (۴) ۲۷۴
گرفتہ صاحب (۴) ۷۷۴
گلزار نسیم: دیاشنکر نسیم (۴) ۶۲۲
گلستان: سعدی (۴) ۷۷
گریمر آف پولٹکس: ایچ۔ لاسکی (۳) ۶۱۸، ۶۲۲

ل

دی لائف آف محمد: ابن اسحاق، مترجم پروفیسر گلامی (۱) ۷۴

دی لائف آف محمد: سر ولیم میور (۱) ۷۹ (۴) ۲۲، ۴۴۹، ۴۷۱، ۶۲۷
لائف آف محمد: امپڈور منگھم (۴) ۴۹۰
لائف آف محمد: واشنگٹن ارونگ (۴) ۵۳۱
لائف آف دی ہولی پروفٹ: ٹامس کارلائل (۴) ۱۴۷
لائف آف ہولی محمد: فیضل (۴) ۴۹۳
اللامات: ابوزید انصاری م ۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱
اللباب فی تہذیب الانساب: ابن اثیر (۱) ۴۹۰
لسان العرب: ابن منظور (۱) ۴۰۸، ۴۹۱، ۸۰۲ (۲) ۸۹، ۹۹، ۱۰۲ (۴) ۲۴۴-۷۰۹
لسان المیزان: ابن حجر (۱) ۶۶، ۴۹۴، ۴۹۷، ۶۱۱
لسانی وتہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق: سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۴۳۲
لغۃ الغریب فی مصطلح آثار الحبیب: مرتضیٰ ابن محمد حسین بگرامی (۱) ۶۷
لغات القرآن (رسالہ): سعید بن اوس بن ثابت ابوزید انصاری، م ۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱
لکچرز آن ہیروز: ٹامس کارلائل (۴) ۵۳۲، ۵۳۴،

م

مادر گیتی (۴) ۶۰۷
ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین: سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۸۳
مارکس ان ایوالیوشن: باب ٹاوزر (۳) ۶۲۱
المامون: شبلی نعمانی (۱) ۸۰
مباحث فی علوم القرآن: ڈاکٹر صبحی صالح (۱) ۲۲۵
مبادی تدبر قرآن: امین حسن اصلاحی (۱) ۳۴۸
مبایعات: امام مسلم (۱) ۴۶۶
مبسوط: سرخسی (۲) ۶۴۵ (۳) ۵۵۶-۵۵۷، ۶۵۶ (۴) ۱۴۷
المبشرات المنامیۃ: نبہانی (۱) ۶۹۵
المقتفی فی حل الفاظ الشفاء: برہان الدین ابراہیم ابن محمد الحلبی، م ۸۴۱ھ (۱) ۶۴۳
مثالب العرب: مصنف (۴) ۶۴
مثیر العزم: ابن جوزی (۲) ۸۸
مثال نعلہ الشریف: نبہانی، م ۱۳۵ھ (۱) ۶۹۴
مجاز القرآن: ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ، م ۲۰۹ھ (۱) ۴۹۳
المجرد: محمد بن سعدان (۱) ۵۰۵
مجمع البیان: طبرسی (۴) ۶۴۱
مجمع الزوائد: ابن حجر الہیثمی (۱) ۳۷۰ (۳) ۱۹۷
المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ واسماء رجالہا: نبہانی (۱) ۶۹۴
محسن انسانیت: نعیم صدیقی (۲) ۴۲۳، ۴۳۹ (۴) ۷۸-۷۹
المحلی: ابن حزم (۱) ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۱۴ (۳) ۴۹۷
محفل میلاد: ضیاء المصطفیٰ (۳) ۵۲۹
محمد صلی اللہ علیہ وسلم: میریڈیتھ ٹاؤنسنڈ (۴) ۲۴
محمدؐ اور آپؐ کے جانشین: واشنگٹن ارونگ (۴) ۴۹۰
محمدؐ اور ظہور اسلام: مارگولیتھ (۱) ۷۰۹
محمدؐ اور محمدن ازم: باسورتھ (۴) ۴۷۹، ۴۸۱
محمدؐ ایٹ مدینہ (محمدؐ مدینہ میں): منٹگمری واٹ (۲) ۴۲۷، ۴۲۹ (۴) ۳۸۲، ۳۹۸، ۴۰۱-۴۰۳، ۴۰۵، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۲۲، ۴۲۷، ۴۳۲
محمدؐ ایٹ مکہ (محمدؐ مکہ میں): منٹگمری واٹ (۴) ۳۹۴
محمدؐ مدینہ میں: ایس ویل ٹاؤزن (۱) ۷۸۰
محمدؐ رسول اللہ: شیخ رضا (۲) ۴۲۲، ۴۳۱، ۴۳۴
محمدؐ کا جیون چرتر: شانتا رام (۴) ۴۸۹
محمد بن الحق: نیوک (۱) ۷۵۷، ۷۹۹، ۸۰۲، ۸۰۶-۸۰۸

مختصر: شریف جرجانی، م ۸۱۶ھ (۱) ۶۷
مختصر ابن حاجب (تخریج الاحادیث): ابن کثیر (۱) ۶۸۱
مختصر ارشاد الساری: نبہانی (۱) ۶۹۵
مختصر تاریخ ہند: ڈبلیو۔ ایچ۔ مورلینڈ و اے۔ سی۔ چٹرجی (۱) ۲۰
مختصر جامع بیان العلم: ابن عبدالبر (۴) ۱۱۶، ۱۱۹
مختصر الزاہر: زجاجی (۱) ۴۸۴
مختصر سیرۃ ابن اسحاق: ابن ہشام (۱) ۴۸۴
مختصر سیرۃ ابن ہشام: عماد الدین احمد بن ابراہیم واسطی، م ۷۱۱ھ
(۱) ۴۸۶
مختصر العین: زبیدی (۱) ۴۸۴
المختصر فی علم التاریخ: کافیجی، م ۸۷۹ھ (۱) ۵۷
مختصر الواضحۃ: فضل بن سلمہ (۱) ۴۸۴
مخزن الادویہ (۳) ۸۰
مخصص: ابن سیدہ (۲) ۷۸-۷۹، ۹۲، ۹۷، ۹۹
مدارج النبوۃ: عبدالحق محدث دہلوی، م ۱۰۵۲ھ (۱) ۶۴ (۲)
۴۵۵ (۳) ۴۴۵ (۴) ۴۸۷، ۷۲۷، ۷۲۹
مدارک التنزیل: عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (۳) ۴۹۱
مداواۃ النفوس: ابن حزم (۱) ۶۰۰
المدد الفیاض: الشیخ حسن العدوی الحمزاوی (۱) ۶۴۴
المدونہ فی فروع المالکیہ: ابو عبداللہ عبدالرحمٰن القاسم (م ۱۹۱ھ)
(۱) ۶۲۸-۶۲۹
المدینۃ الفاضلۃ: فارابی (۲) ۱۴۳، ۱۴۴
مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم: غزالی (۳) ۴۷۸
مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان: یافعی، م ۷۶۸ھ (۱) ۶۸۹،
۶۱۱، ۶۳۲، ۶۶۵
المراسیل: ابوداؤد (۱) ۶۸۳
مراعی قریش والانصار فی القطائع و وضع عمر الدواوین: واقدی (۱) ۴۸۷
مردوں کی مسیحائی: عبدالماجد دریا بادی (۴) ۷۸
مروج الذہب: المسعودی (۱) ۷۹۱، ۸۱۲ (۲) ۶۱۵ (۳)
۷۹ (۴) ۷۶
المزہر: السیوطی (۱) ۴۹۶
المزوجۃ الغرا فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ: نبہانی (۱) ۶۹۴
مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء: تقی الدین ابوالعباس احمد بن محمد
الشمنی (۱) ۶۴۳
مسالک والممالک: ابن حوقل (۴) ۱۴۹
مسالک الابصار: ابن فضل اللہ العمری (۱) ۴۱۶ (۲) ۲۰۹
المسائل: ابن الصباغ (۱) ۶۴۳
مستدرک: حاکم نیشاپوری (۱) ۴۵۰، ۶۸۲، ۷۶۴ (۲) ۱۱، ۵۷،
۶۱-۶۲، ۱۹۱-۱۹۲، ۴۴۳، ۴۸۴ (۳) ۲۰۳، ۴۸۳-
۴۸۴ (۴) ۶۹۶
مسدس: حالی (۴) ۸۱، ۶۰۱
المستشرقون: نجیب العقیقی (۱) ۶۱۲
المستصفیٰ: الغزالی (۲) ۱۳۹-۱۴۱
مسلم الثبوت: محب اللہ بہاری، م ۱۱۱۹ھ (۲) ۳۳۹ (۳) ۶۲۱
مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت: سید مناظر احسن گیلانی (۱) ۲۱
مسلمانوں میں تفسیر کے رجحانات: گولڈ تسیہر (۱) ۸۰۸
مسلم کنڈکٹ آف سٹیٹ: محمد حمید اللہ (۲) ۴۲۵، ۴۴۴، ۴۶۰-۴۶۲
مسند: ابوبکر البزاز (۱) ۶۸۴
مسند: ابوبکر السلیاسی، م ۲۰۴ھ (۱) ۶۸۴
مسند: ابوداؤد (۲) ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۵ (۴) ۹۴
مسند: ابوشیبہ (۱) ۴۴۰
مسند: ابو یعلیٰ الموصلی (۱) ۶۸۴

مسند: احمد بن حنبل (۱) ۴۵، ۵۸، ۳۸۱، ۴۸۳، ۷۲۱، ۷۴۵،
۸۰۴ (۲) ۹۷، ۱۰۶، ۱۹۱، ۳۳۴، ۳۴۵، ۳۸۰، ۳۸۲ —
۳۸۴، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۸ — ۳۹۹،
۵۲۳، ۶۱۳ (۳) ۱۳۳ — ۱۳۴، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۶۷،
۳۵۵، ۴۳۸، ۶۵۷ (۴) ۲۸، ۷۵، ۹۴، ۱۱۸، ۱۲۰،
۱۲۵ — ۱۲۶، ۱۳۱، ۲۳۷، ۲۹۱، ۷۲۳
مسند: اسود بن الشریح (۳) ۲۷۲
مسند: امام شافعی (۱) ۶۸۴
مسند دارمی (۳) ۱۳۰
مسند: عبد بن حمید م ۲۴۹ھ (۱) ۶۸۴
مسند فردوس: دیلمی (۴) ۶۸۳، ۶۹۷
مسوّی: شاہ ولی اللہ (۴) ۲۹۱
مشارق الانوار فی اقتفاء صحیح الآثار: قاضی عیاض (۱) ۶۳۸ (۲) ۵۷
مشکل الحدیث: ابوجعفر الطحاوی، م ۳۲۱ھ (۱) ۶۸۶
مشکوٰۃ: ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد الخطیب، م ۷۴۰ھ (۱)
۵۷ (۲) ۲۲، ۴۰ (۳) ۱۳۱، ۱۳۴، ۲۰۲، ۲۶۱، ۴۲۸، ۴۴
۴۳۳ — ۴۳۴ (۴) ۲۷، ۷۵، ۹۹، ۱۶۴، ۱۶۷ — ۱۶۸،
۱۸۴، ۱۹۰، ۲۰۷ — ۲۰۹، ۲۱۴ — ۲۱۵، ۲۱۹ — ۲۲۰،
۶۲۰
مصابیح الاسلام: گنگا پرشاد (۳) ۱۷۴
المصادر: ابوزید انصاری م ۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱
مصادر الشعر الجاہلی وقیمتہا التاریخیۃ: ڈاکٹر ناصر الدین اسد (۱) ۵۹۶
مصادر الفقہ الاسلامی: ابوزہرہ (۴) ۱۲۷
مصنف: ابن ابی شیبہ م ۲۳۵ھ (۱) ۳۸۴، ۶۸۴
مصنف: عبد الرزاق (۲) ۳۸۲
مطامح الافہام فی شرح الاحکام: قاضی عیاض (۱) ۶۳۹
مطمح الانفس: فتح بن خاقان (۱) ۶۳۲

مظاہر حق (۴) ۶۱۹، ۶۲۰
المظہر: جلال الدین السیوطی (۱) ۴۵۱
مع العقاد: شوقی ضیف (۱) ۶۱۵
معارج الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ (۱) ۵۱۵
معارج النبوۃ: معین الدین فراہی (۳) ۴۴۵
المعارف: ابن قتیبہ (۱) ۳۹۸، ۴۰۵ — ۴۰۶، ۴۲۸، ۴۴۲، ۴۹۱، ۷۸۸ —
۷۸۹، ۷۹۱ — ۷۹۲، ۷۹۶، ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۶ — ۸۰۷، ۸۱۱ — ۸۱۲
(۴) ۱۱۷
معانی القرآن: یونس بن حبیب نحوی (۹۰ — ۱۸۲ھ) (۱) ۴۶۱
معجزات اسلام مصنف (۴) ۸۴۴، ۴۶۱، ۴۶۳ — ۴۶۶، ۴۶۷ — ۴۷۴،
۴۷۶، ۴۷۸
معجم الادباء: یاقوت حموی (۱) ۳۹۳، ۴۹۸، ۵۰۲، ۵۰۵، ۵۰۸، ۵۴۵ —
۵۴۶، ۵۸۷، ۶۱۲، ۶۶۹، ۷۱۴، ۷۷۷، ۷۹۱ — ۷۹۲،
۸۰۶، ۸۱۴ (۲) ۱۳۸ (۴) ۱۱۰
معجم البقاع: ابو عبید البکری الاندلسی (۴) ۳۲۴
معجم البلدان: یاقوت حموی (۱) ۴۰۸، ۴۲۷، ۴۵۴، ۴۹۱، ۴۹۳،
۵۱۳، ۵۱۷، ۵۳۹، ۶۱۴، ۷۲۳، ۷۵۹، ۷۸۸، ۷۹۰،
۸۰۶ — ۸۰۷، ۸۰۹ (۲) ۸۱، ۸۸، ۲۲۰، ۲۲۱ — ۲۲۲،
۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۱ — ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۰،
۲۴۲ — ۲۴۵، ۲۴۸ — ۲۴۹، ۲۵۲، ۲۶۰، ۲۶۳،
۲۶۵ — ۲۶۶، ۴۲۲ (۴) ۱۴۹، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۹۳،
۴۰۶، ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۲۲، ۴۳۲
معجم: طبرانی (۱) ۵۹ (۴) ۱۲۵، ۱۳۱، ۲۴۶
معجم السلفی (۱) ۶۱۴
معجم الصحابۃ: ابو عبد اللہ محمد بن اسحٰق مندہ م ۳۹۵ھ (۱) ۶۸۵
معجم الصحابۃ: ابو القاسم عبد اللہ البغوی (۱) ۶۸۵

المعجم فی شرح ابن سکرۃ : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹
معجم قبائل العرب : کحالہ (۱) ۴۹۱–۴۹۲
المعجم الکبیر : طبرانی، م ۳۶۰ھ (۱) ۶۸۵ (۴) ۵۱۱، ۶۷۲
معجم المطبوعات العربیۃ : سرکیس (۱) ۴۹۷، ۵۱۵
معجم المؤلفین : عمر رضا کحالہ (۱) ۴۶۶، ۴۹۰، ۴۹۳، ۴۹۴–
۴۹۵، ۴۹۷، ۵۶۶، ۵۸۸، ۶۱۲، ۶۴۵–۶۴۶، ۶۷۷
معجم المطبوعات العربیۃ : یوسف الیان سرکیس (۱) ۶۴۵
المعرب عن الکلام الاعجمی : الجوالیقی (۱) ۵۱۵
معرفۃ الصحابۃ : ابوعبداللہ محمد بن اسحاق مندہ، م ۳۹۵ھ (۱) ۶۸۵
معرفۃ الصحابۃ : ابونعیم الاصبہانی (۱) ۶۸۵
مغازی الرسولؐ : ابن اسحٰق (۱) ۶۲–۶۳
معرکۂ مذہب و سائنس : ڈریپر (۳) ۱۲
مغازی : ابن عائذ الدمشقی م ۲۳۳ھ (۱) ۶۶۹
مغازی : سعید بن یحییٰ الاموی م ۲۴۹ھ (۱) ۶۶۹
مغازی الرسولؐ : موسیٰ بن عقبہ، م ۱۴۱ھ (۱) ۶۲
مغازی الرسولؐ : محمد بن عمر الواقدی، م ۲۰۷ھ (۱) ۶۲–
۶۳، ۴۰۲، ۴۰۷–۴۰۸، ۴۲۷–۴۲۹،
۴۳۱، ۴۴۵، ۴۴۹، ۵۰۷، ۵۸۷، ۵۸۹–۵۹۰،
۵۹۳، ۶۰۵، ۶۶۷، ۷۱۴، ۷۲۱، ۷۵۵، ۷۸۰–
۷۸۱، ۷۸۴، ۸۱۳، ۸۱۵ (۲) ۵۷، ۵۹–۶۱
۶۳، ۶۷–۷۰، ۱۲۵–۱۲۸، ۱۳۰–۱۳۵،
۱۳۸–۱۴۴، ۱۴۶–۱۴۷، ۱۵۴، ۱۵۷–
۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۳–۱۶۴، ۱۶۶–۱۷۱، ۱۷۴،
۱۷۹–۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۵، ۱۹۰، ۱۹۴–۱۹۵
۲۰۳، ۲۱۳، ۶۲۵، ۶۸۱ (۳) ۵۶۱، ۶۴۰،
(۴) ۷۶

المغازی الاولیٰ و مؤلفوہا : جوزف ہوروٹس (۱) ۳۹۹، ۴۰۳
۴۰۶، ۴۰۸، ۶۶۳، ۶۶۶، ۶۶۷–۶۶۸
المغرب (۱) ۴۹۰
المُغرِب فی حلی المغرب : ابن سعید (۱) ۶۱۳، ۶۱۵
المغنی : ابن قدامہ (۱) ۶۰۰
المفاضلۃ بین الصحابۃ : ابن حزم (۱) ۶۰۱، ۶۱۳
مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ : طاشکبری زادہ (۱) ۶۸۹
مفتاح کنوز السنۃ : فنسنک (۳) ۵۶۱ (۴) ۱۲۱
مفرج القلوب : نبہانی (۱) ۶۹۴
مفردات القرآن : راغب اصفہانی (۲) ۳۵۹ (۳) ۲۸۵–
۲۸۶
المفصل : زمخشری (۱) ۴۸۷
مفید العلوم و مبید الہموم : قزوینی (۳) ۶۳۸
مقاصد الحسن فی مایلزم الانسان : قاضی عیاض (۱) ۶۳۹
المقاصد الحسنۃ : السخاوی (۱) ۵۰۲ (۲) ۳۸۵
مقالات الاسلامیین : الاشعری (۳) ۱۳۸، ۱۳۹
المقتبس : ابن حیان (۱) ۵۸۸
مقتل الحسنؓ : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۸۱۵
مقتل الحسین علیہ السلام : محمد بن عمر الواقدی (۱) ۴۹۹–
۵۰۰، ۷۷۸، ۸۱۵
مقدمہ ابن الصلاح م ۶۴۳ھ (۱) ۶۷، ۴۹۶
مقدمہ : شبیر احمد عثمانی م ۱۳۶۹ھ (۱) ۶۷
مقدمہ انوار الباری : احمد رضا بجنوری (۱) ۶۲
مقدمہ فتح الملہم : شبیر احمد عثمانی (۱) ۵۸۰
مکتوبات نبویؐ : سید محبوب رضوی (۲) ۲۱۵
مکہ کے حکمران (۲) ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴–۴۱۵، ۴۵۰

ملکی : علی عباس (۴)، ۹۰
الملل والنحل : ابن حزم م ۴۵۶ھ (۱)، ۶۷۸
الملل والنحل : شہرستانی (۲)، ۸۸، ۱۰۹-۱۱۱ (۳)، ۴۵، ۴۹، ۵۰، ۹۹-۱۰۰، ۱۳۸-۱۴۰
من حدیث الشعر والنثر : طٰہٰ حسین (۴)، ۴۷
من عاش بعد الموت : ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا، م ۲۸۱ھ (۱)، ۶۷۷
المناسک : ابوذر الھروی (۱)، ۶۷۳
المناکح : واقدی (۱)، ۷۷۸
مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء : جلال الدین سیوطی (۱)، ۶۴۲-۶۴۴
منتخب الصحیحین : نبہانی (۱)، ۶۹۳
منتخب اللغات (۲)، ۸۳
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم : ابن الجوزی (۱)، ۴۹۴، ۷۰۱
المنتقیٰ : ابونعیم (۳)، ۶۳۸
منتہی الآمال : شیخ عباس قمی (۳)، ۵۹۶
المنہج : نظام الدین حلوی کاکوروی (۱)، ۶۷
المنجد : لویس معلوف (۴)، ۴۰۰
منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین : سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۳۳، ۸۶
المنصوریہ : رازی (۴)، ۸۹
المنقذ من الضلال : غزالی (۳)، ۱۵۰
منوشاستر (۳)، ۱۰۷-۱۰۹
منہاج الاصول : بیضاوی (۱)، ۴۸۸ (۲)، ۳۳۸
منہاج الاستقامۃ فی اثبات الامامۃ : جمال الدین ابومنصور حسن بن یوسف المطہر الحلی، م ۷۲۶ھ (۱)، ۶۷۹
منہاج السنۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ : ابن تیمیہ (۱)، ۶۷۹
المنہل الاصفیٰ فی شرح ماتمس الحاجۃ الیہ من الفاظ الشفاء : ابو عبداللہ محمد بن علی بن ابی الشریف (۱)، ۶۴۳
موارد الصفاء و موائد الشفاء : رضی الدین محمد ابن ابراہیم المعروف بابن الحنبلی الحلبی (۱)، ۶۴۴
موازنۂ انیس و دبیر : شبلی نعمانی (۴)، ۶۲۱
المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ : شیخ شہاب الدین احمد ابن محمد القسطلانی، م ۹۲۳ھ (۱)، ۶۳، ۶۰۳، ۷۱۶، ۷۱۸ (۲)، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۲۰، ۲۷، ۲۹، ۳۰-۳۱، ۳۳، ۳۶-۳۸، ۵۸، ۶۳، ۶۹، ۱۴۵، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۴۴، ۱۹۶، ۲۰۹-۲۱۰، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۵، ۲۲۸ (۳)، ۴۲۸، ۴۳۳، ۵۳۷، ۵۳۸، ۶۳۸
موطا : امام مالک م ۱۷۹ھ (۱)، ۵۹، ۳۷۳، ۴۳۷، ۶۰۸، ۶۱۷، ۶۳۸، ۶۸۱، ۷۱۲، ۷۵۹ (۲)، ۶۲، ۹۸، ۱۰۶، ۴۳۸-۴۳۹، ۴۴۷-۴۴۸، ۴۵۳-۴۵۴، ۴۵۷، ۴۶۵، ۶۶۵ (۳)، ۴۶، ۶۵۶ (۴)، ۷۵، ۱۲۴، ۲۹۱، ۶۸۸
المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ للترمذی : شیخ ابراہیم بیجوری (۱)، ۶۱
المواہب اللدنیہ للقسطلانی (شرح مواہب اللدنیہ) زرقانی محشی (۱)، ۵۹ (۲)، ۵۸ (۴)، ۷۰۰، ۷۱۳
الموضوعات ابن الجوزی، م ۵۹۷ھ (۱)، ۶۸۶
الموضوعات : ملا علی قاری، م ۱۰۱۴ھ (۱)، ۶۲
موعظہ : وہب بن منبہ (۱)، ۷۳۸

موقف العلم والعقل والعالم من رب العالمین :
ڈاکٹر مصطفےٰ صبری (۱)، ۶۱
مولد الحسن والحسین : واقدی (۱)، ۷۷، ۸۱۵
مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ابن الزملکانی، م ۷۲۷ھ
(۱)، ۶۷۷
مولد النبی صلعم : ابن الجوزی (۱)، ۷۰۱
مولود طیش : مصنف (۴)، ۸۰
مہابھارت (۱)، ۳۳۳ (۴)، ۳۲۰
مہاجرین : معین الدین ندوی (۳)، ۷۲۷
المیرۃ فی حل مشکل السیرۃ : یوسف بن عبدالہادی صالحی، م ۹۰۹ھ
(۱)، ۴۸۶
میزان الاعتدال فی نقد اسماء الرجال : شمس الدین ذہبی، م
۷۴۸ھ (۱)، ۶۰، ۶۶، ۳۹۰، ۳۹۳، ۴۹۸،
۵۱۰، ۶۶۹، ۶۸۶، ۷۸۵
میزان التحقیق : آرنلڈ (۴)، ۴۷۴
میزان العمل : الغزالی (۳)، ۱۴۹
میلاد اکبر : (۴)، ۸۰
میلاد نامہ : خواجہ حسن نظامی (۴)، ۷۸

ن

النبی الخاتم : مناظر احسن گیلانی (۱)، ۶۹
نتائج الافہام : احمد زکی آفندی (۲)، ۱۲۱
نحو التربیۃ الاسلامیۃ الحرۃ : سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۳۴
نخبۃ الدھر فی عجائب البر والبحر (۳)، ۷۱
نداء الحیاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض : محمد بن عبدالسلام
البنانی (۱)، ۶۴۴
النجوم الزاہرہ : ابن تغری بردی (۱)، ۴۹۵، ۵۱۴
نجوم المہتدین فی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم والرد علی اعداء
اخوان الشیاطین : نبہانی (۱)، ۶۹۴
نخبۃ الفکر : ابن حجر (۱)، ۶۷
نزہۃ الالباء : (۱)، ۴۹۳، ۵۰۵، ۵۱۰
نزہت المجالس فی الاخبار النساء السیوطی (۴)، ۱۱۱
نزہۃ المشتاق : ادریسی (۴)، ۱۴۹
نسیم الریاض فی شرح شفاء للقاضی عیاض : احمد شہاب الدین
خفاجی (۱)، ۶۴، ۶۴۳، ۶۴۴ – ۶۴۵ (۴)،
۲۰۹
نشاۃ علم التاریخ عند العرب : عبدالعزیز الدوری (۱)، ۳۹۷،
۳۹۸، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۷ – ۴۰۹
نصب الرایۃ الاحادیث الہدایۃ : زیلعی
(۳)، ۶۳۸
النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : نبہانی
(۱)، ۶۹۴
نظم البرہان علی صحۃ جزم الاذان : قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹
نظام الحکومت النبویۃ : کتانی (۴)، ۱۲۰
نفح الطیب : مقری (۱)، ۶۱۱، ۶۱۴ (۴)، ۱۱۱ – ۱۱۲
نقائض جریر و فرزدق : ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ، م ۲۰۹ھ
(۱)، ۴۶۱
النقائض و تحقیق : بیون (۱)، ۷۹۵
نقط العروس فی تواریخ الخلفاء : ابن حزم
(۱)، ۶۰۰ – ۶۰۱، ۶۱۴
نکت الہمیان : الصفدی (۱)، ۵۵، ۶۱۴ (۳)، ۷۶۴ – ۷۷۴
النوادر : القالی (۴)، ۱۱۱
نوادرات : اسلم جیراجپوری (۳)، ۷۷۴

النور الاجلی فی اختصار المحلی : ابن حزم (۱)، ۶۰۸
النور السافر : عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدروسی (۱)، ۵۰۴

نہایۃ الارب : نویری (۱)، ۳۵۴، ۴۹۱ (۴)، ۱۱۲
نہایۃ الاقدام : شہرستانی (۳)، ۱۳۸، ۱۳۹
نہایۃ غریب الحدیث (۲)، ۱۰۲
نیل الاوطار : محمد بن علی بن محمد شوکانی (۴)، ۳۰
الوافی بالوفیات : مصنف (۱)، ۵۱۰
الوثائق السیاسیۃ : محمد حمید اللہ (۲)، ۱۴۳، ۲۰۹، ۴۴۴، ۶۴۱ (۳)، ۵۵۵، ۵۶۰، ۶۳۷، ۶۵۴ (۴)، ۱۲۳
وجیز الکلام فی الذیل علی کتاب الذہبی : السخاوی (۱)، ۵۰۳
الورد الشافی یشتمل علی الادعیہ والاذکار النبویہ : نبہانی (۱)، ۶۹۴
وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : نبہانی (۱)، ۶۹۳ -
وسیلۃ المتعبدین : عمر الموصلی (۳)، ۶۳۸
الوفا فی فضائل المصطفیٰ : ابن الجوزی (۱)، ۷۰۱ (۲)، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۱-۲۲۴، ۲۲۶-۲۲۷، ۲۳۱-۲۳۲، ۲۵۳
وفاء الوفا : سمہودی (۱)، ۵۰۴ (۲)، ۴۳۱-۴۳۲
وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ (۳)، ۴۹۶
وفات النبیؐ : واقدی (۱)، ۷۸۵
وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم : واقدی (۱)، ۷۷۸، ۷۸۵
وفیات الاعیان : ابن خلکان (۱)، ۳۹۸، ۴۰۵-۴۰۶، ۴۸۹-۴۹۲، ۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۳، ۶۱۲، ۶۳۲-۶۳۳، ۶۳۸، ۶۴۵، ۶۶۹، ۷۱۴، ۷۲۷، ۷۸۸، ۷۹۹، ۸۰۳، ۸۰۶، ۸۱۲، ۸۱۶ (۴)، ۷۶، ۱۰۹

ھ

ہادی المرید الی طرق الاسانید ثبت الجامع النافع نبہانی (۱)، ۶۹۴
ہادی الشاۃ : سید احمد دہلوی (۴)، ۶۱۹
ہسٹری آف دی اسلامک پیپل : دوکل (۴)، ۴۶۴
دی ہسٹری آف دی لاز آف نیشنس ورکر (۳)، ۶۸۰
ہسٹری آف دی مورش ایمپائر : لین پول (۴)، ۴۴۹
ہسٹری آف دی ورلڈ (۴)، ۴۶۹
ہسٹری لاٹرکی : الفریڈ ڈی لمرٹائن (۴)، ۴۸۸
ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک : مسعود عالم ندوی (۱)، ۲۲
ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم : مناظر احسن گیلانی (۴)، ۱۴۲
ہندوستانی تمدن : ایشوری ٹوپا (۳)، ۱۰۲
ہندوستانی مسلمان ایک تاریخی جائزہ : سید ابوالحسن علی ندوی (۱)، ۲۲
ھدی الرسول : محمد ابو زید (۱)، ۷۱۷
ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین وآثار المصنفین : اسماعیل پاشا بغدادی (۱)، ۴۹۰، ۴۹۷، ۵۶۶، ۵۸۸، ۶۴۵، ۶۴۶
الہمزیۃ الالفیہ (طیبۃ الغراء) فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم : نبہانی (۱)، ۶۹۴
ہواتف الجان وعجائب مایحکی من الکہان : ابوبکر محمد بن جعفر بن سہل الخرائطی م ۳۲۷ھ (۱)، ۶۷۲
ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ ایز اے پرافٹ : طامس کارلائل (۴)، ۴۸۹، ۵۳۹

ی

یجروید (۴)، ۵۵۵
یوم الجمل : واقدی (۱)، ۷۷۸
یہودیوں کی تاریخ : ڈین ملمین (۳)، ۱۳
یورپ اور اسلام : عبدالقیوم ندوی (۴)، ۱۴۷

A

Ancient Monarchies : Rawalinson (3) 23

The Arab Woman (4) 113

The Arabs Conquest of Egypt and the Last Thirty Years of the Roman Dominion : Alfred J. Butler (3) 96,98,118

B

Babylonian Literature (3) 149

Beitrage Far Kritik and Zur Sprachichlichen .... : D. H. Brenth (1) 813

Bibliotheca Arabo-Hispana (1) 812

Bibliotheca Geographoram (1) 806

Biographien Muhammads Seiner Gefahiten Und Der .... Ibn Sad (1) 815

Biographien : Fischer (1) 709

The Blind in India (3) 476

Book III : Herodotus (3) 42

C

The Challange of Islam : Altaf Gohar (3) 366, 370

The Caliphate : T. W. Arnold (1) 588

Das Classenbuch des Ibn Sad : Otto Loth (1) 450, 815 - 816

A Concise History of the World: H. G. Wells (1) 333.

Conquest of Egypt and the Last Thirty Years of the Roman Dominion : Alfred J. Butler (3) 96

Cultural Contradictions of Capitalist : T. W. Bell (3) 371

Chalida : Ragozin (2) 80

Chambers' Encyclopaedia (2) 77, 80, 83

The Chronology of Ancient Nations : C. E. Sachan (2) 65

D

Dictionary of the Bible : W. Smith (2) 77, 78 - 79, 81 - 83

Development of Metaphysics in Persia : Allamah Dr. Muhammad Iqbal (3) 35

E

Early Muslim Architecture : (2) 437-38, 447 - 449

Early Muslim Historiography : N. A. Faruqi (1) 523-24,587(2)210

Eeclesiastical History : Moshim (3) 36

Encyclopaedia Britannica (2) 96

Encyclopaedia of Islam (2)77,79,83-84,86-88,102,125 (3) 43,50,54

Encyclopaedia of Religion and Ethics (1)590 (2) 402, 419 (2)79 (3) 49

English Life and Manners in the Middle Ages : (4) 107

F

Foreign Vocabulary : Arthur Jeffery (2) 79

G

The Gentile and the Jaw : Dollinger (3) 33

Geschichte des Qorans : (1) 450

H

A Handbook of Early Muhammadan Tradition: Wensinch(1)722

Historians of the Middle East (1) 587

A History of Historical Writings (2) 154

History of the Arab: P. K. Hitti (1) 30-31, (3) 52, 142

History of the Church of Christ: Milner (3) 37

History of Decline and Fall of the Roman Empire : Gibbon (2) 180 (3) 96

The Historians History of the World (3) 52-53, 97-98

History of the Mongols : Howorth (1) 15

I

Introduction to Philosophy : W. Windelband (3) 718

Islam and Introduction of Society M. Watt (2) 434, 442

J

Jurisprudence : Simond (3) 620

L

Legacy of Islam : Arnold (4) 111

De Legendis Quae Dicuntur Propheticis: Lidzbatskia (1) 791

The Letter of Prophyry to Marcella : Alice Zimmeru (3) 137

The Life of Muhammad: A Guillume (1) 408,472,488,587,713

Life of Muhammad : W. Muir (2) 56,61,66,70,72-73,82,84, 86,87,108,122,123,155,165, 167,185,190-192,195

M

The Making of the Humanity Robert Briffault (3) 97,117, 120

Mohammed at Mecca: Montgomery Walt (1) 73,76,77

Mohammed and the Rise of Islam: D.S. Margolliouth (1) 709(2) 56,66,74,84, 101-102,104,153, 155,203.

Mohammed en de Joden to Medina : Wensinck (1) 807

Muhammdanische Studien : Goldzieher (1) 447, 786

Muslim Historiography: (1)503

Q

Organisation of Government Under the Prophet : N.A. Faruqi (1) 594

P

Persian Literature : (1)490

Preaching of Islam : Arnold (1) 14, 17

Principles of Psychology : William James (3) 47

Die-Persiscke Feldzuge Des Kaisers Heraklius Gerland (3)640

Political Thought in Medieval Islam : Rosen Thal (3)144

Q

Quran (translated by Palmer) (2) 84

R

Religion of Palestine (3)42

The Religion of the Ancient World: G. Rowlinson (2) 79

Religion of Semites : W. R. Smith (2) 79,87-88,102(3)48

Roman Society from Nero to Marcus Aurelivs (3)38,40

Rulers of Mecca : Gevalde Gaury (2) 408, 409

S

A Short History of the World: G. H. Wells (3) 97

Short History of the Saracens (4) 113

Short History of Women : Jonn Lang Don Davis (4) 106

A Shorkhif of Soraccu (4)110

Studien Fur Altesten Geschicht-
suberlieferungber Araber
Sachau (1) 813
Studies in Muslim Ethics : Donaldson (3) 135
Studies on the Civilisation of Islam: H. A. R. Gibb (1) 588

T

Talmud Tract Samliedzin
(2) 83

U

Unification of Mankind
(3) 373

W

Waqidis' History of Mohammads' campaigns' Alfred Von Kremer
(1) 813

اشاریۂ نقوش

رسول نمبر

جلد پنجم تا دہم

شمارہ ۱۳۰ (دسمبر ۱۹۸۳ء تا جنوری ۱۹۸۴ء)

مقالہ نگاران

(اور مقالات کے اہم نکات)

آزادؔ، ابوالکلام: حضرت عمرؓ کے آخری لمحات (۹)، ۶۹۶ — ۶۹۹

فیروز نے قتل کی دھمکی دی ۶۹۷، حضرت عمرؓ پر فیروز کا قاتلانہ حملہ ۶۹۷، خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ ۶۹۸، آخری وقت میں وصیتیں ۶۹۹

آزادؔ، ابوالکلام: سیرت اور مطالعہ سیرت، (۹)، ۱۰۹ - ۱۲۸

حافظ ابنِ کثیر ۱۰۹، امام ابن تیمیہ کی ایک صحبتِ درس ۱۰۹، فلاسفہ و متکلمین کی محرومی ۱۰۹، ایک نصیحت ۱۱۰، امام موصوف کا مرتبہ تجدید و مقامِ فاتحیت ۱۱۰، موجودہ دور کا فتنۂ عقائد اور اس کا علاج ۱۱۱، حیاتِ طیّبہ نبوت، علم و بصیرت کا اصلی سرچشمہ ۱۱۲، آثار و سیرت صحابہ رضؓ ۱۱۲، جامع الکلم — نبویہ ۱۱۳، عدم الیقین و البصیرت اور عوارض قلب و روح ۱۱۴، دارالشفائے وحی و حکمت نبوت ۱۱۵، حقائق و معارف کتاب و سنت ۱۱۷، نسخۂ شفائے شک و ریب ۱۱۹، وقائع و اعمال حیات نبوت۔ حجۃ اللہ البالغہ ۱۲۰، منتہائے مرتبہ سیادت ۱۲۱، جامعیتِ کبریٰ ۱۲۲، خصائص قرآن کا ایک عظیم الشان پہلو ۱۲۳، قرآنِ حکیم اور سیرتِ طیبہ ۱۲۴، قرآنِ حکیم اور حالات و خصائص صحابہ کرام رضؓ ۱۲۴، قرآنی سیرتِ نبوی ۱۲۵، دائرہ حقیقت محمدیہ ۱۲۶

آفتاب حسین، شیخ: رسولِ اکرمؐ بہ حیثیت مظہر ختم نبوت (۸) ۶۶۱ - ۶۸۵

تکمیل رسالت و نبوت ۶۶۱، انبیاؑ کے معجزات ۶۶۲، اعجازِ قرآن ۶۶۲، آپؐ کے پیغام کی صداقت پر قرآن کی شہادت ۶۶۴، اچھائی اور برائی کا حسن و قبح ۶۶۷، قرآن میں علم والوں کی فضیلت اور ان کی گواہی ۶۶۹، حصولِ علم کی تاکید ۶۷۰، تدبّر فی القرآن کی دعوت ۶۷۲، تخلیق میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۶۷۴، تسخیرِ کائنات ایک فرض ہے ۶۷۷، حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ میں عدل و احسان ۶۸۱، جدید اور قدیم علوں کی اہمیت اور افادیت ۶۸۵

آفتاب حسین، شیخ: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۹) ۲۹۱ — ۲۹۵

اصلاح فرد ۲۹۱، ان قوانین کا نفاذ جو معاشرے کو راہِ راست پر رکھنے میں ممد ہوں ۲۹۱، آپؐ کا اسوۂ حسنہ ۲۹۱، حضورؐ کی مکی زندگی کے اثرات ۲۹۲، حدود و تعزیر کی ضرورت ۲۹۲، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت و ضرورت ۲۹۳، اصلاحِ معاشرہ ۲۹۳، پاکستان میں نظامِ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ ۲۹۴، اصلاح معاشرہ کس طرح ممکن ہے؟ ۲۹۵

آلِ احمد رضوی، سید: ادب قبل از اسلام میں ذکر رسول (۹) ۲۶ — ۵۰

ہندو مت کے ویدوں میں آپؐ کی بعثت کے اشارے

۲۶، بھگوت گیتا میں حضورؐ کے متعلق اشارات ۲۷، مہابھارت میں آپؐ کا تذکرہ ۲۸، گوتم بدھ نے آپؐ کے متعلق اشارہ کیا ۳۰، پارسی مذہب کے بانی زرتشت کی تعلیمات میں آپؐ کے بارے میں پیش گوئی ۳۱، صحفِ آدمؑ میں حضورؐ کے متعلق بشارت ۳۳، حضرت ادریسؑ کی پیش گوئی ۳۴، حضرت نوحؑ کی بشارت ۳۵، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل کی دعا میں آپؐ کا تذکرہ ۳۵، حضرت اشعیاہ کی پیش گوئی ۳۷، حضرت شعیبؑ کی پیش گوئی ۳۹، حضرت یسعیاہ علیہ السلام کی پیش گوئی ۳۹، حضرت موسیٰ کی پیش گوئی ۴۱، حضرت سلیمان نے آپؐ کا تذکرہ کیا ۴۳، حضرت یحییٰؑ کی پیش گوئی ۴۴، حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ۴۶

ابن حکیم غلام مصطفےٰ: رحمت للعالمینؐ کی قائم کردہ چراگاہیں (۹)
۱۰۳-۱۰۶ احمیٰ النقیع ۱۰۴، حمیٰ الربذہ ۱۰۴، چراگاہوں کا انتظام ۱۰۴، چراگاہوں کے بارے میں حکم ۱۰۵، چراگاہ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۰۵، چراگاہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۰۵، چراگاہ اشرف ۱۰۵، چراگاہ ربذہ ۱۰۵، چراگاہ ضریہ ۱۰۵، چراگاہ فید ۱۰۵، چراگاہ نقیعہ اور دوسری چراگاہیں ۱۰۵

ابن ہشام المعافری۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے وفود۔
ترجمہ از محمد عبدالحکیم شرف قادری (۷) ۶۶۰ — ۷۰۲، وفد بنو تمیم ۶۶۰، بنو تمیم کا خطاب ۶۶۱، حضرت ثابت بن قیس کا خطاب ۶۶۱، زبرکان کے اشعار ۶۶۲، حضرت حسان کا جواب ۶۶۳، زبرکان کے مزید اشعار ۶۶۶، حضرت حسانؓ کا جواب ۶۶۶، وفد کا مشرف باسلام ہونا ۶۶۷، وفد بنو عامر ۶۶۸، اللہ تعالےٰ کی حفاظت ۶۶۸، عامر کی حسرت ناک موت ۶۶۹، اربد کی ہولناک ہلاکت ۶۶۹، وفد سعد بن بکر ۶۶۹، وفد عبدالقیس ۶۷۰، دورِ ابتلا میں ثابت قدمی ۶۷۱، وفد بنو حنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی آمد ۶۷۲، وفد بنو طے ۶۷۳، قیادت: زید الخیل ۶۷۳، عدی بن حاتم ۶۷۳، عدی کا فرار ۶۷۴، بہن کی گرفتاری ۶۷۴، الطاف کریمانہ ۶۷۵، عدی بارگاہِ رسالت میں ۶۷۵، شانِ نبوت ۶۷۵، پیش گوئی کی صداقت ۶۷۶، فروہ ابن مسیک مرادی کی آمد ۶۷۶، فروہ کی خوش بختی ۶۷۶، وفد بنو زبید ۶۷۷، قیادت: عمر بن معدیکرب ۶۷۷، وفد کندہ ۶۷۸، قیادت: اشعث ابن قیس ۶۷۸، آکل المرار کی طرف انتساب کی نفی ۶۷۸، آکل المرار کی وجہ تسمیہ ۶۷۹، وفد ازد ۶۷۹، قیادت: صرد ابن عبداللہ ۶۷۹، غیبی خبر ۶۷۹، اہل جرش آغوش اسلام میں ۶۸۰، بادشاہانِ حمیر کا قاصد ۶۸۰، احکام اسلام ۶۸۰، حضرت معاذ بن جبل کو نصیحت ۶۸۱، شوہر کا بیوی پر حق ۶۸۲، فروہ ابن عمر جذامی کا اسلام ۶۸۲، حضرت فروہ کی مظلومانہ شہادت ۶۸۳، وفد بنو الحرث ابن کعب ۶۸۳، بنو الحرث کا حضرت خالد ابن ولید کے ہاتھ پر اسلام ۶۸۳، حضرت خالد بن ولید کا عریضہ ۶۸۳، بارگاہِ رسالتؐ کا جواب ۶۸۴، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ۶۸۵، رفاعہ ابن جذامی کی حاضری ۶۸۶، وفد ہمدان ۶۸۶، لفظ وفد کی تحقیق ۶۸۹، بیعتِ انصار ۶۹۰ انصار کا دوسرا وفد ۶۹۰، تعلیمات ۶۹۰، وفد عبدالقیس ۶۹۱، شر کا وفد ۶۹۱، بارگاہ رسالتؐ میں ۶۹۲، وفد مزینہ ۶۹۳، طعام میں برکت ۶۹۴، وفد اسد ۶۹۴، وفد عبس ۶۹۵، وفد فزارہ ۶۹۶، دعا کی قبولیت ۶۹۷، وفد مرّہ ۶۹۷، وفد ثعلبہ ۶۹۸، وفد محارب ۶۹۸، چودھویں کے چاند ایسا چہرہ ۶۹۹، وفد کلاب ۷۰۰، وفد عقیل ابن کعب ۷۰۰، وفد جعدہ ۷۰۰، وفد قشیر ابن کعب ۷۰۱، وفد بنو البکاء ۷۰۱، وفد کنانہ ۷۰۱،

وفد بنو عبید ابن عدی ۷۰۲، وفد اشجع ۷۰۲، وفد باہلہ
۷۰۳، وفد سُلیم ۷۰۳، وفد ابن عامر ۷۰۴، وفد ثقیف ۷۰۴،
وفد بکر ابن وائل ۷۰۵، وفد تغلب ۷۰۶، وفد شیبان ۷۰۶
وفد تجیب ۷۰۶، وفد خولان ۷۰۷، وفد جعفی ۷۰۷، وفد
صُداء ۷۰۸، وفد صدف ۷۰۸، وفد خشنین، وفد سعد ھذیم
وفد بلی ۷۰۹، وفد بہراء ۷۰۹، وفد عذرہ ۷۰۹، وفد سلامان
۷۱۰، وفد جہینہ، وفد کلب ۷۱۰، وفد جرم ۷۱۱، وفد غسان
۷۱۱، وفد سعد العشیرۃ ۷۱۲، وفد عنس ۷۱۲، وفد الداریین
۷۱۲، وفد الرہاویین ۷۱۳، وفد غامد ۷۱۳، وفد نخع ۷۱۳،
وفد بجیلہ ۷۱۴، وفد خثعم ۷۱۴، وفد اشعریین ۷۱۵، وفد
حضرموت ۷۱۵، وفد ازد عمان ۷۱۶، وفد غافق ۷۱۶،
وفد بارق ۷۱۷، وفد دوس ۷۱۷، وفد ثمالہ و حُدّان ۷۱۸،
وفد اسلم ۷۱۸، وفد مہرہ ۷۱۸، وفد نجران ۷۱۹، وفد جیشان ۷۲۰

ابوالکلام آزاد دیکھئے آزاد، ابوالکلام

ابونعیم احمد اصبہانی: اصحاب صُفّہ۔ ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ (۸)
۴۵۱ — ۵۱۷ اصحاب صفہ ۴۵۱، اوس بن اوس الثقفی
۴۵۹، اسماء بن حارثہ ۴۵۹، الاغر المزنیؓ ۴۶۰، بلال
بن رباح، ایلر بن مالک ۴۶۳، ثوبان مولیٰ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ۴۶۴، ثابت بن ضحاک ۴۶۵، ثابت بن
ودیعہ ۴۶۶، ثقیف بن عمرو ۴۶۶، ابوذر غفاریؓ ۴۶۶،
جُرہد بن خویلد ۴۶۶، جُعیل بن سراقہ ۴۶۷، جاریہ بن
جمیل ۴۶۷، حذیفہ بن یمانؓ ۴۶۷، حذیفہ بن اسید ۴۶۸،
حبیب بن زید ۴۶۸، حارثہ بن نعمان ۴۶۹، حازم بن
حرملہ ۴۶۹، حنظلہ بن ابی عامر ۴۷۰، حجاج بن عمرو
۴۷۰، حکیم بن عمیر ۴۷۰، حرملہ بن ایاس ۴۷۱، جناب
بن الارت ۴۷۱، خنیس بن حذافہ ۴۷۲، خالد بن یزید
(ابوایوب انصاریؓ) ۴۷۲، خریم بن فاتک ۴۷۳، خریم بن
اوس ۴۷۴، حبیب بن یساف ۴۷۵، دکین بن سعید ۴۷۵،
ذوالبجادین (عبداللہ) ۴۷۶، رفاعہ ابولبابہ ۴۷۶، ابورزین
۴۷۶، زید بن خطاب ۴۷۷، سلمان فارسیؓ ۴۷۷، سعد بن ابی
وقاص ۴۷۸، سعید بن عامر ۴۷۸، سفینہ ابوعبدالرحمن ۴۷۹،
سعد بن مالک (ابوسعید الخدری) ۴۸۰، سالم مولیٰ ابی حذیفہ
۴۸۰، سالم بن عبید الاشجعی ۴۸۱، سالم بن عمیر ۴۸۲، سائب
بن خلاد ۴۸۲، شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۸۲، شداد بن اسید ۴۸۲، صہیب بن سنان بن مالک
۴۸۳، صفوان بن بیضاء ۴۸۴، طخفہ بن قیس ۴۸۴، طلحہ
بن عمرو ۴۸۵، الطفاوی الدوسی ۴۸۵، عبداللہ بن مسعود
۴۸۵، ابوہریرہ ۴۸۷، عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی ۴۹۱،
عبداللہ بن حوالۃ الازدی ۴۹۱، عبداللہ بن ام مکتوم ۴۹۱،
عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری ۴۹۲، عبداللہ بن انیس
۴۹۲، عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی ۴۹۳، عبداللہ
بن عمر بن الخطاب ۴۹۴، عبدالرحمن بن قرط ۴۹۷، عبدالرحمن
بن جبر بن عمرو ۴۹۷، عتبہ بن غزوان ۴۹۷، عمار بن یاسر
۴۹۸، عثمان بن مظعون ۴۹۹، عامر بن عبداللہ (ابوعبیدہ
بن الجراح) ۵۰۱، عویمر ابوالدرداء ۵۰۲، عقبہ بن عامر الجہنی
۵۰۳، عباد بن خالد الغفاری ۵۰۴، عمرو بن عوف المزنی
۵۰۴، عمرو بن تغلب ۵۰۵، عویم بن ساعدہ الانصاری ۵۰۵،
عبید مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۰۶، عکاشہ بن محصن
الاسدی ۵۰۶، عبداللہ بن حبشی الخثعمی ۵۰۷، عتبہ بن عبد السلمی
۵۰۷، عتبہ بن الندر السلمی ۵۰۸، عمرو بن عبد السلمی ۵۰۸،
عبادہ بن قرص ۵۰۸، عیاض بن حمار المجاشعی ۵۰۸، فضالہ
بن عبید الانصاری ۵۰۹، فرات بن حیان العجلی ۵۰۹، ابوفراس

الاسلمی ۵۰۹، قرۃ بن ایاس المزنی ۵۱۰، کناز بن الحصین ۵۱۰، کعب بن عمرو ۵۱۰، ابوکبشہ (مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ۵۱۱، مصعب بن عمیر الداری ۵۱۱، المقداد بن الاسود ۵۱۲، مسطح بن اثاثہ ابوعیاد ۵۱۴، مسعود بن ربیع القاری ۵۱۴، معاذ ابوحلیمہ القاری ۵۱۴، واثلہ بن الاسقع ۵۱۴، وابصہ بن معبد الجہنی ۵۱۶، ہلال مولی المغیرہ بن شعبہ ۵۱۶، یسار ابوفکیہہ ۵۱۷

اظہر، ظہور احمد: فصاحت نبویؐ (۸) ۳۳۷ — ۳۹۲ فصاحت و بلاغت اور نبوت ۳۳۷، فصاحت نبویؐ کے عناصر ترکیبی ۳۳۸، قرشیت ۳۴۲، بنو سعد اور دیگر قبائل کا ماحول ۳۴۳، قرآن کریم ۳۴۴، فطرت محمدیؐ کا عطیہ ربانی ۳۴۵، فصاحت و بلاغت کا نظریہ نبوی ۳۴۶، افصح العرب کی نظر میں ۳۵۰، خطابت کا اسلوب نبویؐ اور اس کے خصائص ۳۵۷، فصاحت نبویؐ سلف اور خلف کی نظر میں ۳۶۳، خطابت نبویؐ کے اثرات ۳۷۰، کلام اللہ اور کلام نبویؐ میں فرق ۳۷۳، انواع کلام نبویؐ ۳۹۱

احمد خاں (مترجم): صدر اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین از محمد عجاج الخطیب (۶) ۲۲۶ — ۲۳۸
مقالے کے اہم نکات، مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں

ارشد القادری: رسالتِ محمدیؐ کا عقلی ثبوت (۸) ۶۲۷ — ۶۳۵
رسولؐ کی شناخت کا پہلا عقلی ذریعہ ۶۲۸، زندگی کا پہلا رُخ ۶۲۸، زندگی کا دوسرا رُخ ۶۳۰، رسولؐ کی شناخت کا دوسرا عقلی ذریعہ ۶۳۱، زندگی کا تیسرا رُخ ۶۳۲، ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۶۳۲، رسولؐ کی شناخت کا تیسرا عقلی ذریعہ ۶۳۳، ان امور کی نشاندہی جن کا کسی بھی الہامی کتاب میں ہونا ضروری ہے ۶۳۳، آپؐ کے ساتھ الہامی کتاب — قرآن ۶۳۴

اسد اللہ (مترجم): ابوالحسن علی بن حسین علی المسعودی از فاروق خورشید (۹) ۷۱ — ۸۳
مقالے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں

اسعد گیلانی، سید: رسولِ اکرمؐ کی حکمتِ سیاست (۷) ۶۱۱ — ۶۵۹
اسلامی انقلاب کے لیے اتحاد اور امن کا اہتمام ۶۱۲، عرب کردار پر اسلام کا اصلاحی غازہ ۶۱۳، معاشرتی مرتبے کی بجائے قبولیت حق، معیار فضیلت ۶۱۳، غلاموں کی آزادی اور مظلوموں کی داد رسی کی تحریک ۶۱۴، حجر اسود کی خونی نزاع کا متوازن قابل قبول فیصلہ ۶۱۶، کلمہ طیبہ اسلامی تحریک کے لیے ایک جامع انقلابی نعرہ ۶۱۶، مکہ سے باہر دور کے علاقوں میں اسلامی تحریک کے اثرات پہنچانے کی کوشش ۶۱۷، اصولوں کے بارے میں ناقابلِ مصالحت رویہ ۶۱۸، جدید مستقر کا قیام ۶۲۰، آپؐ نے اسلامی تحریک کا منشور پیش فرمایا ۶۲۱، معاہدۂ مدینہ اور ایک نظریاتی اسلامی ریاست کے قیام کا سنگِ بنیاد (۶۲۳) مواخاۃ۔ نظریاتی اسلامی برادری کا قیام ۶۲۴، دعوت اسلامی کے مرکز کی تعمیر ۶۲۵، قریش کی دھمکی پر اندرونی فتنے کا علاج ۶۲۶، تجارتی قافلہ کی بجائے مسلح لشکر سے ٹکراؤ کا فیصلہ ۶۲۷، کفر کے مقابلے میں ڈٹ کر رہنے کا پرعزیمت راستہ ۶۲۸، دشمن کی درخواست صلح پر بے جھجک جرأت مندانہ پذیرائی ۶۲۹، دشمنوں کو ممنون احسان کرنا ۶۳۰، خبر رسانی اور دشمنوں کی صفوں میں اپنے آدمی بھیجنا ۶۳۰، دشمنوں سے باری باری نمٹنے کی حکمت ۶۳۱، عرب کا افرادی ذخیرۂ قوت محفوظ رکھنے کا اہتمام ۶۳۳، صلح حدیبیہ۔ وقفہ دعوت و تبلیغ ۶۳۵، صلاحیت اور جوہر قابل کا اعتراف اور استعمال ۶۳۷، جانشین کے مسئلے کا پیشگی حل ۶۳۹، نسلی ملوکیت اور خاندانی بادشاہت کا خاتمہ ۶۴۰،

تلوار اور قوت کا استعمال ۶۴۱، کعب بن اشرف کا قتل اور گوریلا
تدابیر ۶۴۲، خطرے کا بروقت نوٹس لینا ۶۴۲، معاہدات صلح
کے ذریعے قبائل کو حلیف اور غیر جانبدار بنانا ۶۴۴، چیلنج کو
جرأت و مردانگی سے قبول کرنا ۶۴۵، دعوتی قوت اور سیاسی دباؤ
کا استعمال ۶۴۶، ساتھیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک ۶۴۷،
فتح مکہ پر دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا بلند پایہ اخلاقی سلوک
۶۴۹، انصار کا گلہ اور اُن کی دلجوئی ۶۵۰، مردم شناسی
اور قیادت کے لئے ایک مؤثر گروہ کی تیاری ۶۵۱،
عصبیتوں کو بھڑکانے سے اجتناب ۶۵۲، زندگی کے ہر
پہلو میں سادگی کا خصوصی اہتمام ۶۵۳، عزم مصمم کے حامل
اور متوکل ۶۵۵، عالمگیر دعوت کا منشور انسانیت ۶۵۶،
سیاست عبادت کی مانند ہر آلودگی سے پاک ۶۵۸
اسعد گیلانی، سید: ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۸) ۲۴۶ —
۳۲۰۔ ہجرت کی تاریخ ۲۴۶، ہجرت کا پس منظر ۲۴۷،
قریش کی رعونت ۲۴۷، ہرشے سے بالاتر نعمت ایمان
۲۴۸، ہجرت مدینہ ہی کیوں؟ ۲۴۹، ہجرت۔ تعمیر
اسلامی کی بنیاد ۲۴۹، مکہ کی تربیت گاہ ۲۵۱، قریش کے
خوفناک منصوبے ۲۵۲، اہل مدینہ کی دعوت ۲۵۳، فلسفہ
ہجرت ۲۵۵، انقلابی سیرت سازی کا ذریعہ ۲۵۶، ہجرت
نفاق شناسی کا علاج ۲۵۸، باطل کے مقابل مورچہ بندی ۲۵۹،
ہجرت اجتماع قوت کا ذریعہ ۲۶۰، ہجرت، اپنے پرائے
کی شناخت کا ذریعہ ۲۶۱، ہجرت جہاد کا دروازہ ۲۶۲،
کی شناخت کا ذریعہ ۲۶۱، ہجرت
جہاد کا دروازہ، ہجرت، انقلاب اسلامی
کا نقطہ آغاز ۲۶۳، طاغوت سے برابر کی ٹکر ۲۶۴،
ہجرت کامیابی کا زینہ ۲۶۶، ہجرت طریق کار میں تبدیلی
کا اعلان ۲۶۷، ہجرت، معیار وفاداری ۲۶۸، احکام
ہجرت ۲۶۹، قرآن کا اشارہ ہجرت ۲۷۰، ہجرت کے
احکام قرآنی ۲۷۱، ارشاد نبیؐ ۲۷۲، رسول اکرم کو ہجرت
کا حکم ۲۷۳، روداد ہجرت بزبانی حضرت عائشہ صدیقہؓ
۲۷۶، واقعات ہجرت ۲۷۷، کمزور مظلوم مسلمانوں کو
علاقہ امن میں جانے کی ہدایت ۲۷۸، ہجرت کے لئے
مدینہ کا انتخاب ۲۷۹، ہجرت کی تیاری ۲۸۰، اہل مدینہ
کا ایمان ۲۸۲، مسلمان مہاجرین ۲۸۳، ہجرت کا سفر ۲۸۴،
ہجرت کے پڑاؤ ۲۸۶، اثرات ہجرت ۲۸۷، غم واندوہ اور غور وفکر
۲۸۷، حضرت عمرؓ کا پہلا تاثر ۲۸۸، خاندان ابوسلمہؓ کے مصائب
۲۸۹، حضرت ابوبکر صدیق اور قبیلہ قارہ کا سردار ۲۹۰، مقام
ہجرت ۲۹۰، تاریخی پس منظر ۲۹۰، مدینہ۔ ہجرت سے پہلے اور
بعد ۲۹۲، مرکز اسلام اور داعی اسلام ۲۹۳، پہلی اسلامی ریاست
کا صدر مقام ۲۹۵، مدینہ محبوب بستی ۲۹۶، فوائد ہجرت ۲۹۷،
ہجرت کے تبلیغی فائدے ۲۹۷، ہجرت اور حکمت تبلیغ ۲۹۸،
ہجرت کامرانی کا باب ۳۰۰، ہجرت کے سیاسی فائدے ۳۰۲،
نتائج ہجرت ۳۰۶، ہجرت، ایمان کا امتحان ۳۰۶، ہجرت خدا
کی بادشاہت کی طرف سفر ۳۰۸، بے وطنی کا علاج، اصول
مواخاۃ ۳۰۹، معاشی مسئلے کا حل ۳۱۰، قانونی تعلقات اور
ہجرت ۳۱۱، بالاتر مرکز وفاداری ۳۱۳، جینے کا حق ۳۱۴،
ہجرت: جہاد اور غلبہ ۳۱۵، ہجرت تشکیل اجتماعیت کا ذریعہ
۳۱۶، ہجرت اور اسلامی انقلاب ۳۱۸
اصلاحی، شرف الدین: حضورؐ کے جوامع الکلم (۸) ۵۳۹ — ۵۴۰
جوامع الکلم کی لغوی تشریح ۵۳۹، تاریخی جائزہ ۵۴۰، جوامع
الکلم کا سب سے بڑا خزانہ قرآن مجید ہے ۵۴۲، ایجاز و
اختصار جوامع الکلم کی بنیادی خصوصیت ۵۴۳، جوامع الکلم
کی دوسری خصوصیت جامعیت ہے ۵۴۳، جوامع الکلم کے
چند نمونے ۵۴۴
اصلاحی، ضیاء الدین: حدیثوں کی جمع وتدوین (۶) ۲۱۵ — ۲۲۵
احادیث کے نقل وروایت میں اہتمام ۲۱۵، علم دین کی نشر

اشاعت ۲۱۶، عربوں کا قوی حافظہ اور اس کے نتائج ۲۱۷، روایت حدیث میں صحابہ کرام کی احتیاط پسندی ۲۱۸، عہد صحابہ میں راویوں پر نقد و جرح ۲۱۹، فن سیرت نگاری ۲۲۱، کتب حدیث کے مجموعے مرتب کرنے میں احتیاط ۲۲۴

اظہر، ظہور احمد: ارشادات نبویؐ (جوامع الکلمؐ) (۸) ۵۴۹ — ۵۶۵ جوامع الکلم سے مُراد ۵۴۹، جوامع الکلم کے بارے میں اقتباسات ۵۵۰، فیضان نبوت کے کچھ جوامع الکلم ۵۵۲

ت

تائب، حفیظ: اُردو نعت (۱۰) ۱۶۹ — ۱۹۲

فخر الدین نظامی کے نعتیہ اشعار ۱۶۹، سلطان محمد قلی قطب شاہ (۹۷۳ھ تا ۱۰۲۰ھ) ۱۷۰، مثنویوں میں نعتیہ اشعار ۱۷۱، مولود نامے ۱۷۱، وفات نامے ۱۷۱، معراج نامے ۱۷۲، نور نامہ ۱۷۲، منظوم سیرت ۱۷۲، بارہویں صدی ہجری میں ولی دکنی کے نعتیہ اشعار ۱۷۲، قاضی محمود بحری (م ۱۱۳۰ھ) ۱۷۳، سید محمد فراقی بیجاپوری (م ۱۱۴۴ھ) ۱۷۴، شیخ محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) ۱۷۴، مرزا محمد رفیع سودا (م ۱۱۹۵ھ) ۱۷۴، نور نامے ۱۷۴، معراج نامے ۱۷۵، تیرھویں صدی ہجری میں اُردو نعت ۱۷۶، کرامت علی شہیدی (م ۱۲۵۶ھ) ۱۷۶، انیس (م ۱۲۹۱ھ) اور دبیر (م ۱۲۹۲ھ) کے مراثی میں نعتیہ عنصر ۱۷۷، کفایت علی کافی ۱۷۷، غلام امام شہید (م ۱۲۹۶ھ) کی نعت گوئی ۱۷۸، لطف علی خاں لطف بریلوی (م ۱۲۹۸ھ) کی نعت نگاری ۱۷۹، مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۳۰۷ھ) کی اُردو نعت ۱۷۹، میر اعظم علی خاں شائق حیدر آبادی (م ۱۳۱۵ھ) ۱۸۰، غلام مصطفیٰ العشقی کی نعت نگاری ۱۸۰، سید واحد علی وحید مسوی (م ۱۳۱۶ھ) کی نعت ۱۸۰، مولوی محمد حسین تمنا مراد آبادی (م ۱۳۱۷ھ) کا نعتیہ دیوان ۱۸۰، سید محمد مرتضےٰ بیان دیدانی (م ۱۳۱۷ھ) ۱۸۰، امیر مینائی (م ۱۳۱۸ھ) ۱۸۱، محسن کاکوروی (م ۱۳۲۲ھ) کی نعت نگاری ۱۸۱، حالی (م ۱۹۱۴ء) ۱۸۲، شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) ۱۸۳، نظم طباطبائی (م ۱۹۳۳ء) ۱۸۳، ظفر علی خاں (م ۱۹۵۶ء) ۱۸۳، علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) ۱۸۳، شاد عظیم آبادی (م ۱۲۴۵ھ) ۱۸۴، احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) کی نعت نگاری ۱۸۴، حسن رضا خاں بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) ۱۸۴، اس عہد کے اور نعت نگار شعراء ۱۸۵، پاکستانی نعت نگار ۱۸۹، ماخذ ۱۹۲

ج

جعفر شاہ پھلواری: احادیث میں تمثیلات (۹) ۲۵۵ — ۲۵۶ پنج مقام نبوت کی تمثیل ۲۵۵، خاتم النبیینؐ کا صحیح مقام ۲۵۶، صدیق و فاروق رضی کی تمثیل ۲۵۶ (الف)، صراط مستقیم ۲۵۶ (الف)، واعظ بے عمل ۲۵۶ (ب)، نماز اور مغفرت گناہ ۲۵۶ (ب)، مجمع کو چیرنا ۲۵۶ (ب)، جان و مال کا احترام ۲۵۶ (ج)، اقامت حدود اللہ ۲۵۶ (ج)، تلاوت قرآن اور اثر صحبت ۲۵۶ (د)، حب جاہ و مال ۲۵۶ (د)

جمیل احمد رضوی، سید (مترجم): علم باب العلم کے الفاظ میں (۹) ۷۲۳ — ۷۲۸ اس میں حضرت علیؓ کے ان کلمات قصار کو مع ترجمہ جمع کیا گیا ہے جو "علم" کے بارے میں ہیں یہ کتاب: "ارشادات حضرت علیؓ" کے صفحات ۱۴ تا ۲۵ سے ماخوذ ہیں علم کے متعلق کلمات کی تعداد ۶۲ ہے۔ نمونے کے طور پر چند کو یہاں درج کیا جاتا ہے اَلعِلمُ کَنزٌ علم ایک خزانہ ہے ۷۲۱، اَلعِلمُ حَیَاۃٌ، الایمانُ نَجَاۃٌ۔ علم زندگی ہے اور ایمان نجات ۷۲۳، اَلعِلمُ قَاتِلُ الجَہلِ۔ علم جہالت کو مٹا دیتا ہے ۷۲۵، اَلعِلمُ لَا یَنتَہِی۔ علم کی انتہا نہیں ۷۲۵، اَلعِلمُ حَاکِمٌ وَالمَالُ مَحکُومٌ عَلَیہِ۔ علم حاکم ہے اور مال اس کا محکوم ہے ۷۲۷

ح

حامد علی، سید: موجودہ مشکلات اور سیرت رسولؐ (۹) ۲۸۲-۲۹۴

معاشرتی برائیاں ۳۸۳، حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے، ۳۸۴، اس حاکمیت پر سب انسان اکٹھے ہو سکتے ہیں ۳۸۴، وحدت انسانی کی بنیاد ۳۸۵، انسانی مساوات کا تصور ۳۸۵، انسان کی زندگی کا نصب العین خالق کی اطاعت ہے ۳۸۶، معاد کا عقیدہ اور اس کی اہمیت ۳۸۷، اسلامی نظام کی انسانیت کے لیے اہمیت ۳۹، معاشرے میں اخلاقیات کی ضرورت و اہمیت ۲۹۰، آپ نے تعمیر سیرت کا بہترین انتظام کیا ۳۹۰، خدا کے ساتھ محبت کی اہمیت ۳۹۱، عبادات کی ضرورت ۳۹۲، آپ کا اسوۂ حسنہ سب کے لیے عملی نمونہ ہے ۳۹۴

حجازی، عبدالوہاب: سرورِ عالمؐ نازک لمحات کی میزان پر (۸)، ۶۰۰ — ۶۲۶

زندانِ شعب ابی طالب ۶۰۰، طائف کا تبلیغی سفر ۶۰۲، واقعہ ہجرت ۶۰۳، غزوۂ بدر ۶۰۶، غزوہ احزاب ۶۰۹، غزوہ بنی قریظہ ۶۱۱، حادثہ افک ۶۱۲، صلح حدیبیہ ۶۱۵، صلح کے شرائط ۶۱۷، فتح مکہ ۶۱۹، غزوہ حنین وطائف ۶۲۲،

حریری، غلام احمد: رسول اکرمؐ اور تعمیر انسانیت، (۹)، ۳۹۵ — ۴۰۲

شرفِ انسانیت ۳۹۵، اسلام اور انسان ۳۹۵، نبوت کا کارنامہ ۳۹۶، سیرت سازی کے درخشاں نمونے ۳۹۷، خلفائے راشدین کا زہد اور ان کی سادگی ۳۹۸، پہلا اسلامی معاشرہ ۴۰۰، حضورؐ کی سیرت سازی کا اثر بعد کی نسلوں پر ۴۰۰

حسان بن ثابت: شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حسان رضؓ کی نظر میں (۹)، ۵۴۳

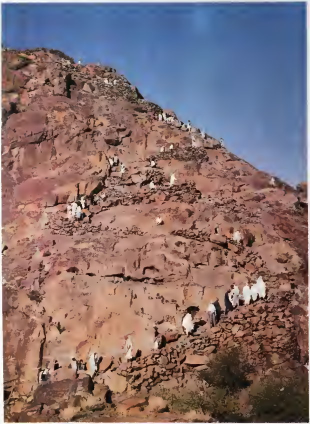
اس میں حضرت حسان رضؓ کے پانچ اشعار مع ترجمہ اور شرح شامل ہیں۔ یہ دیوان حسانؓ کی شرح از عبدالرحمن برقوقی مطبوعہ مصر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۹۹ سے ماخوذ ہیں۔

حسن، عبدالستار: حدیث کے ظنی ہونے کا ثبوت (۹) ۲۴۶ — ۲۵۴

ظن کی اصل حقیقت ۲۴۷، ظن کے مراتب و اقسام ۲۴۷، مراتب الیقین ۲۴۹، خبر واحد کا یقینی پہلو ۲۵۱، چند شبہات ۲۵۲، ایک لاکھ روایات ۲۵۳، روایت بالمعنیٰ ۲۵۴

حمید یزدانی، خواجہ: فارسی نعت۔ سرسری جائزہ (۱۰) ۱۴۶ — ۱۶۸

نعت کے لغوی معنی ۱۴۶، فخر الدین اسعد گرگانی کی نعت ۱۴۷، سنائی کی نعتیں ۱۴۸، انوری (م ۵۸۷ھ) ۱۴۸، خاقانی (م ۵۹۵ھ) کے نعتیہ قصائد ۱۴۹، نظامی (م ۶۱۴ھ) ۱۵۰، فریدالدین عطار (م ۶۲۷ھ) کے نعتیہ اشعار ۱۵۱، قطب الدین بختیار کاکیؒ (م ۶۳۳ھ) ۱۵۲، کمال اسمٰعیل (مقتول ۶۳۵ھ) کی نعتیں ۱۵۲، جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ) ۱۵۳، عراقی (م ۶۸۸ھ) کے نعتیہ قصائد ۱۵۴، صابر کلیری (م ۶۹۰ھ) ۱۵۴، سعدی (م ۶۹۰ھ) ۱۵۴، خواجہ ہمام الدین تبریزی (م ۷۱۴ھ) ۱۵۵، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ) ۱۵۶، حسن سجزی دہلوی (م ۷۳۸ھ) ۱۵۶، بو علی قلندر پانی پتی کی نعتیہ غزلیں ۱۵۷، بدرالدین فخر الزمان عرف بدر چاچ (م ۷۴۶ھ) کی نعت ۱۵۷، خواجو کرمانی (م ۷۵۰ھ) ۱۵۷، سلمان ساوجی (م ۷۷۸ھ) ۱۵۷، حافظ شیرازی ۱۵۸، جامی ۱۵۸، محتشم کاشانی (م ۹۹۶ھ) ۱۶۰، عرفی (م ۹۹۹ھ) فیضی (م ۱۰۰۴ھ) کے نعتیہ اشعار ۱۶۱، نظیری (م ۱۰۲۳ھ) ۱۶۲، جان محمد قدسی (م ۱۰۵۶ھ) میحا پانی پتی ۱۶۲، غنیمت کنجاہی (م ۱۱۱۰ھ) ۱۶۳، میرزا داراب بیگ جویا ۱۶۳، عبدالقادر بیدل (۱۱۳۳ھ) ۱۶۳، میر سید علی مشتاق اصفہانی (م ۱۱۷۱ھ) ۱۶۳، حزیں (م ۱۱۸۰ھ) ۱۶۴، قاآنی (م ۱۲۷۰ھ) ۱۶۴، اسداللہ خاں غالب دہلوی (م ۱۲۶۹ھ) کے نعتیہ اشعار ۱۶۵، گرامی جالندھری۔



جبلِ نوُر

(م ۱۹۲۷ء) کی نعتیں ۱۶۵، اقبالؒ (م ۱۹۳۸ء) ۱۶۶

خ

خازن مجددی، محمد نصر اللہ خاں: رسولؐ اکرم کے کلام کی فصاحت و بلاغت (۸) ۴۴۱ — ۴۴۹
حکیمانہ ادب پارے ۴۴۱، پُر حکمت تمثیلات ۴۴۳، جواہر حکمت ۴۴۵،

الخطیب، محمد عجاج: صدر اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین۔ ترجمہ از احمد خاں (۶) ۲۲۶ — ۲۳۸
حدیث کی کتابت ۲۲۶، حضرت ابوہریرہؓ (م ۵۹ھ) کے پاس محفوظ تحریریں ۲۲۸، عبداللہ بن عمرو بن العاص (م ۶۵ھ) کا صحیفہ صادقہ ۲۲۸، ابن عباسؓ کی تحریریں ۲۲۹، صحیفہ جابر بن عبداللہ انصاری (م ۷۸ھ) ۲۲۹، صحیفہ ہمام بن منبہ (۴۰ — ۱۳۱ھ) ۲۳۰، حوالہ جات و حواشی ۲۳۲

خلیق نقوی (مترجم): کتابت احادیث، عہد نبوی میں از محمد زبیر صدیقی (۶) ۲۳۹ — ۲۴۵
مقالے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں

خلیق دہلوی: معجزانہ قوتِ انقلاب کا داعی (۹) ۲۸۶ — ۲۹۰
عربی بادشاہ ہدایت کا ظہور ۲۸۶، معجزانہ قوت انقلاب ۲۸۷، روحانی انقلاب کی ارتقائی منزلیں آسان نہیں ۲۸۹، انقلاب لانے کی توفیق قدیر و حکیم کے دست قدرت میں ہے ۲۹۰

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبرؐ (۹) ۳۳۲ — ۳۵۲
محمدؐ قرآن میں ۳۳۲، مخلوق خدا کی خدمت ۳۳۲، دشمنوں کی نظر میں ۳۳۳، آپؐ کی زندگی کا مقصد ۳۳۳، آزادی ۳۳۴، پست اور کم درجہ انسانوں اور قوموں کے ساتھ اسلام کا سلوک ۳۳۵، اچھوت اسلام سے پہلے ۳۳۵، آنحضرتؐ اور پسماندہ قومیں ۳۳۵، غریبوں کا ہمدرد محمدؐ ۳۳۶، انسانیت ۳۳۷، آنحضرت نے انسان کو انسان بنایا ۳۳۷، آنحضرتؐ نے انسان کو بلند مرتبے پہ پہنچایا ۳۳۸، شرافت اور حدود کی پابندی ۳۳۸، آنحضرت بحیثیت انسان ۳۳۹، اسلامی تمدن ۳۴۰، آنحضرتؐ کی تعلیم اور تمدن ۳۴۱، آنحضرتؐ کی بعثت اور مدنیت ۳۴۲، عورت اسلام سے پہلے ۳۴۲، عورتوں پر احسانات ۳۴۳، اسلام میں عورت کا مرتبہ ۳۴۳، عورت کے لیے تحصیل علم ۳۴۴، عورت کا حق وراثت میں ۳۴۴، بیوہ کا نکاح ۳۴۵، بچوں کے ساتھ آپؐ کا برتاؤ، غلامی ۳۴۶، بحیثیت انسان سب برابر ہیں ۳۴۶، حضرت نے غلامی کو رد کیا ہے ۳۴۷، آنحضرتؐ اپنے غلاموں اور خادموں کے ساتھ ۳۴۸، آنحضرتؐ کا سلوک ہمسایہ قوموں سے ۳۴۹، خاتمہ ۳۵۱

خورشید احمد گیلانی، سید (مترجم): معمولاتِ رسولؐ (۹) ۴۲۳ — ۵۰۷
رسولِ اکرمؐ کا اپنے اصحاب سے مشورہ ۴۲۳، رسول اکرمؐ کی مجلس اور اس کے آداب اور متعلقات کا ذکر ۴۲۴، بیٹھنے کا مقام ۴۲۵، اہل مجلس کا خیال رکھنا ۴۲۶، صحابہؓ کی مجلس میں تربیت ۴۲۶، چھینک مارنے والے کو جواب دینا اور چھینکنے والا کیا کہے ۴۲۸، رسول اللہ کا بازار آنا جانا اور معاملہ فرمانا ۴۲۹، آپؐ کا معانقہ کرنا ۴۳۰، رسول اللہ کے کہیں جانے اور واپس آنے کے معمولات ۴۳۱، یہ بھی آپؐ کا معمول تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے، تو جو بھی گھر میں ہوتا اُسے سلام کرتے ۴۳۲، گھر سے نکلتے وقت تیاری کا معمول ۴۳۳، اجازت اور سلام و مصافحہ کا ذکر ۴۳۴، دربان بٹھانے اور اس کا کسی کو روکنے کا ذکر ۴۳۵، سلام اور مصافحہ ۴۳۵، بچوں اور عورتوں کو سلام کرنا ۴۳۵، مشرکوں اور اہل کتاب کا سلام کرنا ۴۳۶، کسی

کا سلام رد کر دینا ۴۳۶، آپؐ کا یہ کہنا کہ تم کیسے ہو کیسے صبح کی؟ اور کچھ ایسی ہی باتیں ۴۳۷، رسولؐ اللہ جس شخص کو سلام کا جواب نہ دیتے اور جب اشارے سے جواب دیتے ۴۳۸، مصافحہ کرنا ۴۳۹، رسول اللہ فرمایا کرتے پورا اسلام تو ہاتھ ملانا ہی ہے ۴۳۹، اٹھ کر استقبال اور معانقہ کرنا ۴۴۰، رسولؐ اللہ کے ہاتھ پاؤں اور چہرہ چومنا ۴۴۰، رسول اللہؐ کے کھانے کی خصوصیات ۴۴۱، آپؐ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے لیے دنیوی زندگی کی چمک دمک کی طرف توجہ کرنا ممنوع تھا ۴۴۲، کہ آپؐ کے لئے کن انکھیوں سے دیکھنا اور اشارہ کرنا ممنوع تھا ۴۴۴، بعض وہ باتیں جو اُمت کے بعض افراد کے لیے مخصوص ہیں ۴۴۵، رسولؐ اکرم کے لیے کچھ اوقات کی خصوصیت ۴۴۷، صدقات میں خصوصیات ۴۴۸، جہاد اور مالِ غنیمت میں آپؐ کی فضیلت ۴۵۰، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، شرائط نماز ۴۵۲، خاص مقامات کی خصوصیت اور فضیلت ۴۵۶، حرم کے مخصوص فضائل کا بیان ۴۵۷، کعبہ کا فضل و شرف ۴۵۷، مقام عرفات کی فضیلت ۴۵۸، منیٰ اور مسجد خیف کے فضائل ۴۵۹، مدینہ منورہ کے فضائل ۴۵۹، مسجد قبا کی خصوصیت کا ذکر ۴۵۹، کوہ احد کی فضیلت کا ذکر ۴۶۰، یمن کی برکت کی خصوصیت کا ذکر ۴۶۰، شام کی فضیلت اور برکت کا ذکر اور بیت المقدس ۴۶۰، بیت المقدس اور دیگر شہروں کی فضیلت ۴۶۱، مساجد کے مجموعی فضائل ۴۶۱، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصایا ۴۶۲، حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے لئے ۴۶۶، وفات کے وقت وصیت ۴۷۴، مواعظ اور وصایا ۴۷۵، ایک اور وعظ جس میں دجال کا ذکر ہے ۴۸۰، عورتوں کے لئے ایک وعظ اور ان سے صدقات کی وصولی ۴۸۵، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کبریٰ ۴۸۶، مہر نبوت اور آپؐ پر بادلوں کے سایہ کرنے کا ذکر ۴۸۶، آپ کے چہرۂ اقدس کی نورانیت کا ذکر ۴۸۷، اللہ تعالےٰ کے ہاں آپؐ کی عزت اور کتاب اللہ میں آپؐ کی قدر و منزلت کی خصوصیت کا بیان ۴۸۷، آپؐ کے مختلف اعضاء شریفہ کی خصوصیت ۴۹۳، آپؐ کی نیند کی خصوصیت کا ذکر ۴۹۴، رسولؐ اللہ کی تمام انبیاء پر فضیلت ۴۹۴، اُمتِ محمدیہ کی تمام امتوں پر فضیلت ۴۹۵، حضورؐ کی حاضر جوابی ۴۹۸، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعبیر خواب ۴۹۹، خواب کی تعبیر ۴۹۹

ر

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ (۸)، ۱۱ – ۱۱۲، ابتدائیہ ۱۱، خطبہ کے لغوی معنیٰ ۱۲، آپؐ کی خطابت کا انداز ۱۳، آپ کی فصاحت و بلاغت ۱۴، کوہ صفا کا خطبہ ۱۶، صفاتِ باری تعالیٰ ۱۸، اسلام کیا ہے ۱۹، صراطِ مستقیم ۲۰، کلام الٰہی ۲۲، نماز ۲۳، اللہ کا ذکر اور نمازِ جمعہ ۲۴، تاکید جمعہ ۲۵، برکاتِ جمعہ ۲۶، انفاق فی سبیل اللہ ۳۰، اسلام اور رہبانیت ۳۱، خطبۂ بدر ۳۲، الجماعت ۳۴، ضابطۂ حیات ۳۵، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۳۶، سنت اور بدعت ۳۷، تصورِ دیانت ۳۸، دیانت اور طمع ۳۹، خیانت سے اجتناب ۴۰، دنیا کا فتنہ ۴۱، دنیا اور نیکی ۴۲، اللہ سے عافیت طلب کرو ۴۳، قرابت داروں کے لئے صدقہ ۴۴، ایک مبارک خواب ۴۵، دوزخ سے بچو ۴۷، نیکی اور بدی کے راستے ۴۸، جہاد کی فضیلت ۴۹، جہاد ۵۰، کبائر سے اجتناب ۵۱، خطبۂ تبوک ۵۲، بہتر اور بدتر انسان ۵۴، سورج اور چاند گہن ۵۵، خطبۂ نکاح ۵۷، ضابطۂ حیات ۵۹، اسلام اور جاہلیت ۶۱، پانچ برائیاں ۶۲، فتح مکہ کے موقع پر ۶۴، جنگ کے اصول ۶۷، تین اہم باتیں ۶۹، آخری دور کے

فتنے ۷۰، دنیا کی مہلت غنیمت ہے ۷۱، رسولِ خدا کی حکمت ۷۲، انصار سے خطاب ۷۳، فتنۂ دجال ۷۷، پھر دجال کا ذکر ۷۹، آخرت یقینی ہے ۸۰، فکرِ آخرت ۸۱، آخرت کی تیاری ۸۲، شرعی حدود ۸۴، موت کی یاد ۸۵، جنگِ موتہ ۸۷، آخری وصیتیں ۸۸، حکمرانوں کی اطاعت ۸۹، آخری نصیحتیں ۹۰، موت کی دعوت قبول ۹۲، حوضِ کوثر ۹۳، آخرت ۹۵، موت کا وقت ۹۶، موت کے بعد قبر میں ۹۹، عذابِ قبر ۱۰۱، قبر کی آزمائش ۱۰۳، حشر میں احتساب ۱۰۵، حشر میں شفاعت رسولؐ ۱۰۶، شفاعت رسولؐ ۱۰۹، شفاعت رسولؐ ۱۱۰، حوضِ کوثر پر ۱۱۱، کتاب اللہ ۱۱۲

ریاست علی خاورقیؔ، محمد: سرورِ عالمؐ نازک ترین لمحات کی میزان پر (۸) ۵۷۷ — ۵۹۹، انسان کی آزمائش ۵۷۷، آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ تاریخ ساز تھا ۵۷۹، حجرِ اسود کی تنصیب ۵۸۱، شعبِ ابوطالب ۵۸۲، غم کا سال ۵۸۳، حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات ۵۸۴، سفرِ طائف ۵۸۵، صلح حدیبیہ ۵۸۸، فتح مکّہ اور عام معافی ۵۹۵

ریاض مجید: نعت (لغوی مفہوم) (۱۰) ۹ — ۶۳

نعت کا لغوی مفہوم ۹، نعت اور وصف کا فرق ۱۱، فارسی زبان میں لفظ نعت ۱۴، اردو زبان میں لفظ ۱۵، اصطلاحی مفہوم ۱۶، وصفِ رسولؐ میں لفظ نعت کا اوّلین استعمال ۱۷، نعت کا موضوع ۱۹، نعت کا فن ۲۴، عشقِ رسولؐ ۲۵، حفظِ مراتب کا خیال ۲۶، ادب و احترام ۲۸، مضامین ۲۹، طرزِ اظہار ۳۰، انتخاب الفاظ ۳۱، تشبیہہ و استعارات ۳۲، اندازِ خطاب ۳۳، حقیقت نگاری ۳۴، متفرق لوازمات ۳۶، ہیئتی تنوع ۳۷، نعت کی قسمیں ۴۱، رسمی نعت ۴۲، حقیقی نعت ۴۳، نعت کے مختلف انداز اور اسالیب ۴۴، توصیفی اندازِ نعت ۴۴، عشقیہ اندازِ نعت ۴۵، غزلیہ اندازِ نعت ۴۵، مقصدی اندازِ نعت ۴۶، ذاتی مقاصد ۴۶، معاشرتی مقاصد ۴۷، ملی مقاصد ۴۷، آفاقی مقاصد ۴۷، تاریخی اندازِ نعت ۴۸، نعت میں استمداد و استغاثہ کا انداز ۴۸، نعت میں صلوٰۃ و سلام کا انداز ۵۰، زمانی اعتبار سے نعت کے اسالیب ۵۱، قدیم اسلوبِ نعت ۵۱، جدید اسلوبِ نعت ۵۲، اردو نعت کے مضامین اور فن پر ہندوستانی اثرات ۵۳، نعت کے فن پر ہندی اثرات ۵۵

س

سالک، علم الدین: مساوات کا علمبردار (۹) ۲۹۶ — ۳۰۵

حقیقی مساوات اسلام اور داعیٔ اسلام کی تعلیمات میں ہے ۲۹۶، مذہبی نقطۂ نظر ۲۹۶، تمدنی پہلو ۲۹۷، مصری قدیم تمدن میں صورتِ حال ۲۹۷، یونان میں ایتھنز والوں کے حالات ۲۹۸، یورپ کے جدید تمدن میں نظریۂ مساوات ۲۹۸، امریکی حالات ۲۹۸، اسلام کا تصورِ مساوات ۲۹۹، خطبۂ حجۃ الوداع میں پیغامِ مساوات ۳۰۰، غلامی کا خاتمہ ۳۰۱، اسلام میں عورتوں کے حقوق ۳۰۲، آپؐ کے معمولات میں مساوات کی مثالیں ۳۰۳

سعداللہ، حافظ محمد: (مترجم) کاتبانِ وحی صلی اللہ علیہ وسلّم (۷) ۱۳۴ — ۱۸۹

حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ ۱۳۴، سیدنا حضرت ابوایوب الانصاریؓ ۱۳۵، سیدنا ابوبکر الصدیقؓ ۱۳۶، حضرت ابوسفیان حضرت ابوسلمۃ عبداللہ بن عبدالاسدؓ ۱۳۹، حضرت اُبی بن کعبؓ ۱۴۰، حضرت ارقم بن ابی الارقم عبدمناف بن اسد المخزومیؓ ۱۴۲، حضرت بریدہ بن الحصیبؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت جعفرؓ ۱۴۴، حضرت جہم بن سعدؓ ۱۴۵، حضرت جہیم بن الصلتؓ ۱۴۵، حضرت حاطبؓ بن عمرو بن عبدالشمس ۱۴۶، حضرت حذیفہ بن الیمان العبسیؓ ۱۴۶، حضرت حصین بن نمیرؓ ۱۴۸، حضرت حنظلہ بن الربیعؓ ۱۴۸، حضرت حویطب بن عبدالعزیؓ ۱۵۰، حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ ۱۵۱، بنوسعید کا وفاتِ رسول اللہؐ کے بعد عہدوں اور وظیفوں کو چھوڑ دینا ۱۵۲، حضرت خالد بن ولید بن مغیرہؓ ۱۵۳، حضرت زبیر بن عوامؓ ۱۵۴، حضرت زید بن ثابتؓ ۱۵۶

السجل ۱۵۸، سعید بن سعید بن العاصؓ ۱۶۰، شرجیل بن حسنہؓ ۱۶۱، طلحہ بن عبید اللہ بن عثمانؓ ۱۶۱، عامر بن فہیرہؓ ۱۶۳، العباسؓ ۱۶۵، عبد اللہ بن الارقمؓ ۱۶۵، عبد اللہ بن ابی بکر الصدیقؓ ۱۶۷، عبد اللہ بن خطل یا عبد العزیٰ بن خطل (قتلِ مرتد) ۱۶۸، عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہؓ ۱۶۹، عبد اللہ بن زید بن عبد ربہؓ ۱۷۱، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرحؓ ۱۷۲، عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلولؓ ۱۷۶، عثمان بن عفانؓ ۱۷۷، عقبہؓ ۱۷۸، العلاء بن الحضرمیؓ ۱۷۸، العلاء بن عقبہؓ ۱۷۹، علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب الہاشمی، عمر بن الخطابؓ، عمرو بن العاص القرشی السہمیؓ ۱۸۲، محمد بن مسلمہ بن سلمہؓ ۱۸۳، معاذ بن جبل الخزرجیؓ ۱۸۴، معاویہ بن ابی سفیانؓ، معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسیؓ ۱۸۷، المغیرۃ بن شعبہ بن ابی عامر الثقفی نصرانی من انصار ۱۸۸، یزید بن ابی سفیان الامویؓ ۱۸۹

سعد اللہ، محمد (مترجم): اصحاب صفہ از ابو نعیم احمد اصبہانی (۸) ۴۵۱ — ۵۱۷ اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں

سلیس سلطانہ: حضورؐ کی دعائیں (۹) ۵۰۸ — ۵۲۰

دعا اور اُس کے آداب ۵۰۸، قبولیتِ دعا کے شرائط ۵۰۹، دعا کے باطنی اور ظاہری آداب ۵۰۹، اوقات دعا ۵۱۱، دعا کے مقامات ۵۱۱، مستجاب الدعوات ۵۱۲، فلسفۂ دعا ۵۱۲، دعائیں ۵۱۵

سلیمان منصور پوری، محمد: اصحابِ بدر (۸) ۱۱۳ — ۲۰۸

مقامِ بدر ۱۱۳، مجلسِ شوریٰ ۱۱۵، میدانِ جنگ ۱۱۶، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش ۱۱۶، ملاحظہ میدانِ جنگ ۱۱۶، جنگ کے لیے صف بندی ۱۱۶، عرش اور دعا ۱۱۷، قتل ابو جہل لعنہ اللہ ۱۱۸، جذباتِ جاں نثاری و جوشِ صداقت دین ۱۱۸، قیدیوں سے حسنِ سلوک ۱۱۹، مشرکین کی مردہ لاشوں سے سلوک ۱۱۹، اسیرانِ بدر اور فدیہ ۱۲۰، فدیہ اور غنیمت کے لینے میں اشتباہ ۱۲۱، فضیلت اہلِ بدر ۱۲۱، فہرست اسماء مبارکہ ۱۲۲، شہدائے غزوہ بدر ۱۲۲، مہجع بن صالحؓ ۱۲۲، عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی ۱۲۲، عمیر بن ابو وقاص (مالک) بن اُہیب بن عبد مناف ۱۲۲، عاقل بن بکیر بن عبد یالیل، عمیر بن عبد عمر بن نضلہ ۱۲۲، عوف یا عوذ بن عفراء ۱۲۲، حارثہ یا حارثہ بن سراقہ بن حارثہ ۱۲۲، یزید بن حارث یا حرث بن قیس بن مالک ۱۲۳، رافع بن معلے بن لوذان ۱۲۳، عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام ۱۲۳، عمار بن زیاد بن سکن بن رافع ۱۲۳، سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی ۱۲۳، مبشر بن عبد المنذر بن زبیر بن زید ۱۲۳

مہاجرین ۱۲۴، سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۴، حضورؐ کا مختصر نسب نامہ ۱۲۵، ابو بکر صدیقؓ ۱۲۶، امیر المومنین عمر فاروقؓ ۱۲۸، ولادت ۱۲۸، قومی عہدہ ۱۲۸، حلیہ ۱۲۸، اسلام ۱۲۸، ہجرتِ مدینہ ۱۲۹، فضائل ۱۲۹، خلافت ۱۳۱، ان صحابہؓ کے نام جنہوں نے فاروقِ اعظم سے روایت حدیث کی ۱۳۵، ان تابعین کے نام جنہوں نے فاروقِ اعظم سے روایت حدیث کی ۱۳۶، اولیات عمرؓ ۱۳۶، حکومت پر عام رائے ۱۳۷، اسم عمر کی اہلبیت میں قبولیت اور نفاذ ۱۳۷، مشاہد غزوات ۱۳۷، امیر المومنین عثمان ذو النورینؓ ۱۳۷، امیر المومنین علی مرتضیٰؓ ۱۳۸، حلیہ مبارک ۱۳۹، ارقم بن ابو الارقم ۱۴۰، ایاس بن بکیرؓ ۱۴۰، بلال حبشیؓ ۱۴۱، حاطب بن ابی بلتعہؓ ۱۴۱، امیر المومنین حمزہ بن عبد المطلبؓ ۱۴۱، خنیس بن حذافہؓ ۱۴۲، ربیعہ بن اکثم بن سخبرۃ الاسدی ۱۴۲، ناہر بن حرام الاشجعیؓ ۱۴۲، زبیر بن العوامؓ ۱۴۲، زید بن خطاب القرشی العدوی ۱۴۳، زیاد بن کعب بن عمرو ۱۴۳، سالم بن معقلؓ ۱۴۳، سائب بن مظعون القرشی الجمحیؓ ۱۴۳، سائب بن عثمان بن مظعون القرشی الجمحی ۱۴۴، سبرہ بن فاتک الاسدی ۱۴۴، سعد بن ابی

وقاص قرشی الزہری ۱۴۴، سعد بن خولی رضؓ ۱۴۴، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی العدوی رضؓ ۱۴۵، سلیط بن عمرو القرشی العامری ۱۴۵، سوید بن مخشی الطائی ۱۴۵، سویبط بن سعد القرشی العبدری ۱۴۵، سہل بن بیضاء القرشی الفہری ۱۴۵، شجاع بن ابی وہب الاسدی ۱۴۶، شقران حبشی ۱۴۶، شماس بن عثمان بن شرید القرشی المخزومی ۱۴۶، صفوان بن بیضاء القرشی الفہری ۱۴۷، صہیب بن سنان الرومی رضؓ، طفیل بن حارث القرشی المطلبی رضؓ ۱۴۷، طلحہ بن عبیداللہ القرشی التیمی رضؓ ۱۴۸، طلیب بن عمیر بن وہب القرشی العبدری رضؓ ۱۴۸، عاقل بن بکیر رضؓ ۱۴۹، عامر بن حارث الفہری ۱۴۹، عامر بن ربیعہ العنزی العدوی رضؓ ۱۴۹، عامر بن عبداللہ بن جراح القرشی رضؓ ۱۴۹، عامر بن فہیرہ ازدی رضؓ ۱۵۰، عبداللہ بن جحش بن رباب الاسدی ۱۵۰، عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری ۱۵۰، عبداللہ بن سراقہ القرشی العدوی رضؓ ۱۵۰، عبداللہ بن سعید القرشی الاموی ۱۵۱، عبداللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامری ۱۵۱، عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال القرشی المخزومی رضؓ ۱۵۱، عبداللہ بن مخرمہ رضؓ ۱۵۲، عبداللہ بن مسعود الہذلی رضؓ ۱۵۲، عبیداللہ بن مظعون قرشی الجمحی رضؓ ۱۵۳، عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف قرشی المطلبی رضؓ ۱۵۳، عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری رضؓ ۱۵۴، عبد یالیل بن ناشب اللیثی رضؓ ۱۵۵، عمرو بن الحارث بن زہیر القرشی الفہری رضؓ ۱۵۵، عمرو بن سراقہ القرشی العدوی رضؓ ۱۵۶، عمرو بن ابی عمرو بن ابی شداد القرشی الفہری ۱۵۶، عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ القرشی الفہری ۱۵۶، عثمان بن مظعون القرشی الجمحی رضؓ ۱۵۶، عمار بن یاسر رضؓ ۱۵۷، عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری رضؓ ۱۵۸، عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمرو العامری ۱۵۸، عتبہ بن وہب ۱۵۸، عوف بن اثاثہ قرشی المطلبی ۱۵۸، عیاض بن زہیر بن ابی شداد القرشی الفہری ۱۵۸، قدامہ بن مظعون القرشی الجمحی رضؓ ۱۵۹، کثیر بن عمرو السلمی رضؓ ۱۶۰، کناز بن حصین ابو مرثد الغنوی رضؓ ۱۶۰، مالک بن امیہ بن عمرو السلمی رضؓ ۱۶۰، مالک بن الدخشم الجعفی رضؓ ۱۶۰، مالک بن عمرو السلمی رضؓ ۱۶۰، مالک بن عمیلہ بن السباق ۱۶۰، محرز بن نضلہ الاسدی ۱۶۰، مدلاج بن عمرو السلمی رضؓ ۱۶۱، مرثد بن ابو مرثد الغنوی رضؓ ۱۶۱، مسعود بن الربیع القاری ۱۶۲، سیدنا مصعب بن عمیر القرشی العبدری رضؓ ۱۶۲، معتب بن حمراء الخزاعی السلولی رضؓ ۱۶۳، معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ القرشی رضؓ ۱۶۳، مہجع بن صالح المہاجر ۱۶۳، واقد بن عبداللہ تمیمی الیربوعی ۱۶۳، وہب بن محصن الاسدی ۱۶۴، وہب بن ابی سرح القرشی الفہری رضؓ ۱۶۴، وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی ۱۶۴، ہلال بن ابی خولی رضؓ ۱۶۴، یزید بن قیس رضؓ ۱۶۴، ابو حذیفہ بن عتبہ رضؓ ۱۶۴، ابو سبرہ قرشی العامری رضؓ ۱۶۵، ابو کبشہ مولیٰ رسول اللہ صلعم ۱۶۵، ابو واقد اللیثی رضؓ ۱۶۵،

انصار ۱۶۵، ابی ثابت الانصاری رضؓ ۱۶۵، ابی بن کعب ۱۶۵، اسعد بن یزید بن فاکہہ رضؓ ۱۶۶، السبرہ بن عمرو انصاری النجاری رضؓ ۱۶۶، انس بن مالک بن نضر رضؓ ۱۶۷، انس بن معاذ بن انس بن قیس ۱۶۷، انیس بن قتادہ ۱۶۷، انسہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۷، اوس بن ثابت الانصاری ۱۶۷، اوس بن خولی بن عبداللہ ۱۶۸، اوس بن صامت الانصاری ۱۶۸، ایاس بن ورقہ الانصاری الخزرجی رضؓ ۱۶۸، بشیر بن سعد بن ثعلبہ رضؓ ۱۶۸، ثابت بن اخرم ۱۶۹، ثابت بن جذع و ثعلبہ رضؓ ۱۶۹، ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء الانصاری رضؓ ۱۶۹، ثابت بن عامر بن زید الانصاری ۱۶۹، ثابت بن عبید الانصاری ۱۶۹، ثابت بن عمرو بن زید بن عدی رضؓ بن سواد بن مالک بن النجار الانصاری ۱۶۹، ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری رضؓ ۱۷۰، ثعلبہ بن حاطب بن عمرو ۱۷۰، ثعلبہ بن عمرو بن عامرہ ۱۷۰، ثعلبہ بن غنمہ بن عدی ۱۷۰، جابر بن عبداللہ بن رباب ۱۷۰، جابر بن عتیک الانصاری المعادی الاوسی رضؓ ۱۷۰، حارثہ بن سراقہ ۱۷۱، خبیب بن عدی الانصاری ۱۷۱، خلاد بن رافع رضؓ ۱۷۲،

ربیع بن ایاس ۱۷۲، رفاعہ بن حارث بن رفاعہ رضؓ ۱۷۲،
رفاعہ بن رافع رضؓ ۱۷۲، ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر الانصاری رضؓ
۱۷۲، رفاعہ بن عمرو بن زید الخزرجی ۱۷۳، رفاعہ بن عمرو الجہنی ۱۷۳، زید بن اسلم بن ثعلبہ
بن عدی العجلانی رضؓ ۱۷۳، زید بن وشنہ الانصاری البیاضی رضؓ
۱۷۳، زید بن سہل الانصاری ۱۷۳، زید بن عاصم المازنی
الانصاری ۱۷۳، زید بن المزین الانصاری البیاضی ۱۷۳،
زید بن ودیعہ الانصاری رضؓ ۱۷۴، زیاد بن لبید بن ثعلبہ انصاری
البیاضی ۱۷۴، سالم بن عمیر الانصاری رضؓ ۱۷۴، سبیع بن قیس
بن عیشہ الانصاری الخزرجی ۱۷۴، سراقہ بن عمرو بن عطیہ الانصاری
۱۷۴، سفیان بن بشر بن حارث الانصاری الخزرجی ۱۷۴،
سراقہ بن کعب الانصاری رح سعد بن خولی الانصاری
رضی اللہ عنہ سعد بن خثیمہ الانصاری
الاوسی رضؓ ۱۷۵، سعد بن ربیع الانصاری الخزرجی ۱۷۵، سعد
بن زید زرقی الانصاری ۱۷۵، سعد بن سہل الانصاری
۱۷۵، سعد بن عبید الانصاری الاوسی رضؓ ۱۷۵، سعد مولی عتبہ
بن غزوان رضؓ ۱۷۶، سعد بن عثمان بن خلدہ الانصاری الزرقی
۱۷۶، سعد بن معاذ الانصاری سید الاوس رضؓ ۱۷۶، سعید بن سہیل
الانصاری الاشہلی رضؓ ۱۷۷، سفیان بن بشیر ۱۷۷، سلمہ بن
اسلم الانصاری الحارثی رضؓ ۱۷۷، سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری
الاشہلی ۱۷۷، سلمہ بن حاطب انصاری ۱۷۷، سلمہ بن سلامت
بن وقش ۱۷۷، سلیط بن قیس الانصاری ۱۷۷، سلیم بن حارث
الانصاری رضؓ ۱۷۸، سلیم بن قیس بن فہد الانصاری رضؓ ۱۷۸، سلیم
بن عمرو الانصاری السلمی رضؓ ۱۷۸، سلیم بن ملحان الانصاری ۱۷۸،
سماک بن خرشتہ الانصاری رضؓ ۱۷۸، سماک بن سعد الانصاری رضؓ ۱۷۸،
سنان بن ابی سنان رضؓ ۱۷۹، سنان بن صیفی رضؓ ۱۷۹، سہل بن حنیف
الانصاری الاوسی رضؓ ۱۷۹، سہل بن عتیک الانصاری ۱۷۹، سہل
بن قیس الانصاری السلمی رضؓ ۱۷۹، سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاری
۱۸۰، سہیل بن رافع الانصاری رضؓ ۱۸۰، سواد بن غزیہ الانصاری
السلمی رضؓ ۱۸۰، ضحاک بن حارثہ الانصاری السلمی رضؓ ۱۸۰، ضحاک بن عبد
عمرو الانصاری ۱۸۰، حمزہ بن عمرو الانصاری
۱۸۰، طفیل بن مالک الانصاری السلمی رضؓ ۱۸۰، عاصم
بن بجیر الانصاری ۱۸۱، عاصم بن ثابت الانصاری الاوسی رضؓ ۱۸۱،
عاصم بن قیس بن ثابت رضؓ ۱۸۱، عامر بن امیہ رضؓ ۱۸۱، عامر بن ثابت
انصاری رضؓ ۱۸۱، عامر بن سلمہ بن عامر البلوی رضؓ ۱۸۲، عامر بن عبد
عمرو الانصاری رضؓ ۱۸۲، عامر بن مخلد بن الحارث الانصاری ۱۸۲،
عائذ بن ماعص انصاری رضؓ ۱۸۲، عبداللہ بن ثعلبہ البلوی الانصاری
۱۸۲، عبداللہ بن جبیر بن النعمان انصاری رضؓ ۱۸۲، عبداللہ بن الجد رضؓ
۱۸۲، عبداللہ بن الحمیر الاشجعی رضؓ ۱۸۲، عبداللہ بن ربیع بن قیس انصاری
الخزرجی ۱۸۲، عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجی رضؓ ۱۸۲، عبداللہ
بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ الانصاری الحارثی رضؓ ۱۸۴، عبداللہ بن
سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی رضؓ ۱۸۴، عبداللہ بن سلمۃ العجلانی
البلوی الانصاری رضؓ ۱۸۴، عبداللہ بن سہل الانصاری رضؓ ۱۸۴،
عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی الانصاری رضؓ ۱۸۵، عبداللہ
بن عامر البلوی الانصاری رضؓ ۱۸۵، عبداللہ بن عبد مناف الانصاری
۱۸۵، عبداللہ بن عبس الانصاری رضؓ ۱۸۵، عبداللہ بن عبس
الانصاری رضؓ ۱۸۵، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول الانصاری
الخزرجی رضؓ ۱۸۵، عبداللہ بن عرفطہ الانصاری ۱۸۶، عبداللہ
بن عمرو بن حرام انصاری رضؓ ۱۸۶، عبداللہ بن عمیر بن عدی
انصاری الخزرجی ۱۸۶، عبداللہ بن قیس الانصاری رضؓ ۱۸۷،
عبداللہ بن کعب انصاری المازنی رضؓ ۱۸۷، عبداللہ بن نعمان
بن بلذمہ الانصاری رضؓ ۱۸۷، عبدالرحمن بن جبر الانصاری رضؓ ۱۸۷،
عبدالرحمن بن عبداللہ البلوی انصاری ۱۸۷، عبدالرحمن بن
کعب المازنی الانصاری رضؓ ۱۸۷، عبداللہ بن حق الانصاری
الساعدی رضؓ ۱۸۸، عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی رضؓ ۱۸۸،
عباد بن الخشخاش بن عمرو انصاری ۱۸۸، عباد بن عبید بن
التیہان رضؓ ۱۸۹، عباد بن قیس رضؓ ۱۸۹، عباد بن قیس الانصاری رضؓ

۱۸۹، عبادہ بن الصامت الانصاری السالمی رض ۱۸۹، عبادہ
بن قیس الانصاری رض ۱۸۹، عبید بن ابو عبید الانصاری رض ۱۸۹،
عبید بن اوس الانصاری الخضری رض ۱۸۹، عبید بن تیہان
الانصاری رض ۱۹۰، عبید بن زید الانصاری الزرقی رض ۱۹۰، عبس بن عامر
الانصاری رض ۱۹۰، عتبہ بن ربیعہ البہرانی الانصاری ۱۹۰، عتبہ
بن عبداللہ بن صخر بن خنساء الانصاری رض ۱۹۰، عتبہ بن غزوان
بن جابر المازنی رض عتبان بن مالک الانصاری السلمی رض ۱۹۰،
عدی بن الزغباء الجہنی الانصاری ۱۹۰، عصمت الانصاری رض
۱۹۱، عصمت بن الحصین الانصاری رض ۱۹۱، عصیمۃ الاسدی رض
۱۹۱، عصیمۃ الاشجعی رض ۱۹۱، عطیہ بن نویرہ رض ۱۹۱، عقبہ بن
عامر الانصاری الخزرجی السلمی ۱۹۱، عقبہ بن ربیعہ الانصاری رض
۱۹۱، عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق الانصاری رض
۱۹۱، عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ابو مسعود الانصاری رض ۱۹۲، عقبہ
بن وہب بن کلدۃ الغطفانی رض ۱۹۲، علیفہ بن عدی بن عمرو
الانصاری البیاضی رض ۱۹۲، عمرو بن ایاس بن زید الیمنی الانصاری رض
۱۹۲، عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاری ۱۹۲، عمرو بن الجموح الانصاری
السلمی رض ۱۹۰، عمرو بن عتمہ بن عدی الانصاری الخزرجی رض ۱۹۳
عمرو بن عوف الانصاری رض ۱۹۳، عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاری
المازنی رض ۱۹۳، عمرو بن قیس بن زید الانصاری النجاری ۱۹۳،
عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی رض ۱۹۳، عمارہ بن حزم
الانصاری الخزرجی رض ۱۹۳، عمرو بن معبد ۱۹۲، عمیر بن عامر بن مالک
الانصاری المازنی ۱۹۴، عمیر بن حارث بن ثعلبہ الانصاری ۱۹۴،
عمیر بن حرام بن عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رض ۱۹۴، عمیر بن
معبد بن ازعر الانصاری رض ۱۹۴، عمیر الانصاری رض ۱۹۴، عمارہ بن
زیاد بن سکن الانصاری رض ۱۹۴، عنترہ السلمی ثم ذکوانی رض ۱۹۵، عوف
بن عفراء الانصاری رض ۱۹۵، عویم بن ساعدہ بن عائش رض ۱۹۵،
عویم بن اشقر بن عوف الانصاری ۱۹۵، غنام رض ۱۹۵، فروہ
بن عمرو الانصاری رض ۱۹۵، فاکہہ بن بشیر الانصاری الزرقی رض
قتادہ بن نعمان بن زید الانصاری المظفری ۱۹۵، قطبہ بن عامر
بن حدیدۃ الانصاری الخزرجی رض ۱۹۶، قیس بن السکن الانصاری
الخزرجی رض ۱۹۶، قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنی رض ۱۹۶،
قیس بن محصن بن خالد بن مخلد الانصاری الزرقی رض ۱۹۶، قیس
بن مخلد الانصاری المازنی رض ۱۹۶، قیس بن ابی صعصعہ الانصاری
المازنی رض ۱۹۷، کعب بن جماز الانصاری رض ۱۹۷، کعب بن
زید الانصاری رض ۱۹۷، کعب بن عمرو بن عباد الانصاری السلمی رض
۱۹۷، مالک بن تیہان ۱۹۷، مالک بن دخشم الانصاری رض ۱۹۷،
مالک بن رافع بن مالک الانصاری ۱۹۸، مالک بن ربیعہ الانصاری
الساعدی رض ۱۹۸، مالک بن قدامہ الانصاری الاوسی رض ۱۹۸،
مالک بن مسعود بن البلدان الانصاری الساعدی رض ۱۹۸، مالک
بن نمیلہ مزنی الانصاری رض ۱۹۸، مبشر بن عبدالمنذر الانصاری ۱۹۸،
المجذر بن زیاد البلوی الانصاری ۱۹۸، محرز بن عامر بن مالک
الانصاری ۱۹۹، محمد بن مسلمہ الانصاری الحارثی ۱۹۹، مرارہ بن
ربیعہ العمری الانصاری رض ۱۹۹، مسعود بن اوس بن زید الانصاری رض
۱۹۹، مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی رض
۱۹۹، مسعود بن ربیع القاری رض ۲۰۰، مسعود بن سعد رض ۲۰۰، مسعود بن
عبد سود الانصاری ۲۰۰، امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری
الخزرجی رض ۲۰۰، معاذ بن عفراء الانصاری ۲۰۱، معاذ بن عمرو بن
الجموح الانصاری السلمی رض ۲۰۲، معاذ بن ماعص الانصاری الزرقی
۲۰۲، معبد بن عبادہ الانصاری السلمی رض ۲۰۲، معبد بن قیس
بن صخر الانصاری رض ۲۰۲، معبد بن وہب العبدی بن عبدالقیس رض ۲۰۲،
معتب بن بشیر بن ملیل الانصاری رض ۲۰۲، معتب بن عبید بن ایاس البلوی الانصاری رض
۲۰۲، معقل بن منذر بن سرح الانصاری ۲۰۲، معمر بن حارث
القرشی الجمحی ۲۰۳، معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ
البلوی الانصاری رض ۲۰۳، معن بن یزید بن اخنس بن خباب

اسلمیؓ ۲۰۳، معن بن عدیؓ الانصاری ۲۰۳، معوذ بن عفراء بن الجموح الانصاری ۲۰۳، مُلیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان الانصاریؓ ۲۰۳، منذر بن قدامہ الانصاری الاوسیؓ ۲۰۳، منذر بن عرفجہ الاوسی الانصاریؓ ۲۰۳، منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری ۲۰۴، نحاث بن ثعلبہ بن حزمہ البلویؓ ۲۰۴، نصر بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب الانصاری الظفریؓ ۲۰۴، نعمان بن ابی حزمہ الانصاری الاوسیؓ ۲۰۴، نعمان بن سنان الانصاریؓ ۲۰۴، نعمان بن عبد عمرو بخاری الانصاریؓ ۲۰۴، نعمان بن العصر بن الربیع البلوی الانصاریؓ ۲۰۴، نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاریؓ ۲۰۴، نعمان بن قوقل (بن ثعلبہ) ۲۰۴، نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری ۲۰۴، نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری ۲۰۵، نوفل بن ثعلبہ الانصاری السالمی الخزرجیؓ ۲۰۵، ہانی بن نیارؓ ۲۰۵، جبیل بن وبرہ الانصاریؓ ۲۰۵، ہلال بن امیہ الانصاری الواقفیؓ ۲۰۵، ہلال بن معلی الانصاری الخزرجی ۲۰۶، ہمام بن حارث بن ضمرہؓ ۲۰۶، ورقہ بن ایاس الانصاریؓ ۲۰۶، ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع الجہنیؓ ۲۰۶، یزید بن اخنس السلمیؓ ۲۰۶، یزید بن ثابت بن الضحاک الانصاری ۲۰۶، یزید بن ثعلبہ بن خزمہؓ ۲۰۶، یزید بن عامر بن حدیدہ الانصاریؓ ۲۰۶، یزید بن منذر الانصاری ۲۰۷، ابو صرمہ الانصاری المازنیؓ ۲۰۷، ابو الضیاحؓ الانصاری الاوسیؓ ۲۰۷، ابو معلی الحارثی الانصاریؓ ۲۰۷، ابو فضالہ انصاریؓ ۲۰۷، ابو قتادہ انصاری السلمیؓ ۲۰۷، ابو جبیل انصاری بطنیؓ ۲۰۸

سلیمان ندوی، سید: برصغیر میں علم حدیث (۲) ۷ — ۴۳

صحابہ اور ہندوستان ۷، ہندوستان میں پہلا محدث ۷، ہندوستان میں ایک تابعی ۸، ہندوستان کے ایک تاجر تبع تابعی ۸، دو مسلم سندھی محدث ۸، درہ خیبر کے راستے سے پہلا محدث ۸، دوسرا محدث صغانی ۹، علم دانائی اور دانشمندی اور حدیث سے بے توجہی ۹، بھینہ اور علم حدیث ۱۱، سلاطین گجرات اور علم حدیث ۱۱، ایران میں صفویوں کے تعصب کا اثر ۱۲، ہندوستان میں علم حدیث کا آغاز ۱۲، حافظ سخاوی کے تلامذہ ۱۲، دہلی کے مرکز میں پہلا محدث ۱۳، پہلا شارح بخاری ۱۴، حافظ ابن حجر کے تلامذہ ۱۴، عہد اکبری ۱۴، محدث سرہندی ۱۵، ابوالحسن بکری کے تلامذہ ۱۵، شیخ علی متقی ۱۵، عبدالوہاب متقی ۱۶، محمد طاہر فتنی ۱۶، متقی کے تلامذہ ۱۷، شیخ بہلول دہلوی ۱۸، ملا قاری اور ان کے تلامذہ ۱۹، درس بخاری لاہور میں ۱۹، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۹، جوہر ناتھ کشمیری ۲۰، شیخ محمد قاسم ۲۰، شیخ عبدالحق دہلوی کا سلسلہ ۲۰، استدراک و اضافہ ۲۳، شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی ۲۳، مولانا برہان الدین محمود ۲۴، مولانا کمال الدین زاہد دہلوی ۲۴، حضرت نظام الدین سلطان الاولیا ۲۴، مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی ۲۵، مولانا فخر الدین زرادی ۲۵، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاری ۲۵، شیخ جمکھاری کاکوروی ۲۶، کشمیر میں سلسلۂ حق ۲۶، صوبہ بہار میں علم حدیث اور سلسلۂ حق ۲۶، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۲۷، سلسلہ مجددیہ ۲۸، عبداللہ لاہوری ۳۰، حاجی عبدالولی طرخانی کشمیری ۳۰، شیخ محمد حیات سندھی ۳۰، علامہ غلام علی آزاد بلگرامی ۳۰، مدارس میں علم حدیث ۳۱، شیخ نور الدین احمد آبادی گجراتی ۳۲، شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ۳۲، شاہ صاحب کی اولاد امجاد ۳۴، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ۳۴، شاہ رفیع الدین ۳۴، شاہ عبدالقادرؒ ۳۴، شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے تلامذہ ۳۴، شاہ عبدالعزیزؒ کے تلامذہ ۳۵، شاہ رفیع الدین کے تلامذہ ۳۶، دہلی کے دو چراغ ۳۶، مرزا حسن علی محدث لکھنوی ۳۶، مولانا حسین احمد ملیح آبادی ۳۶، شاہ محمد اسحاق ۳۷، شاہ عبدالغنی صاحب مجددی ۳۷، شاہ عبدالغنی صاحب کے تلامذہ ۳۷، مولانا عبدالحی بڈھانوی اور مولانا اسماعیل شہید کے تلامذہ ۳۷، مولانا سخاوت علی صاحب جونپوری ۳۷، فرنگی محل اور علم حدیث ۳۸، ملا نظام الدین

۳۸، مولانا بحر العلوم ۳۸، ملا کین ۳۹، ملا حیدر ۳۹، مولانا عبدالرزاق
۴۰، مولانا عبدالحلیم ۴۱، مولانا محمد نعیم صاحب ۴۱، مولانا عبدالحیٔ
۴۱، مولانا عبدالباری صاحب مرحوم ۴۳

سلیمان ندوی، سید: برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ (۹)
۴۴ - ۴۸ قاضی ابوسعید الکریم سمعانی (م ۵۶۲ھ) ۴۴،
ربا سندھی ۴۵، منصوری ۴۵، دیبل ۴۶، لاہور ۴۷، ہندی ۴۷

سلیمان ندوی، سید: برصغیر میں کتب حدیث کی نایابی (۹) ۴۹ - ۵۲
عہد محمد تغلق المتوفی ۷۵۲ھ میں مشارق الانوار کا وجود ۴۹،
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمات ۴۹، سلاطین تیموریہ کے
کتب خانے ۵۰، بنگال میں کتب حدیث کی صورتحال ۵۰،
ہندوستان میں شمائل ترمذی کا نسخہ ۵۰، عرب سے ہندوستان
میں کتب احادیث کی آمد ۵۱

ش

شاکر علیمی: اُردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات (۱۰)
۹۲ - ۹۴ نعتیہ شاعری کی ابتدا ۹۴، حضرت حسان بن
ثابت اور کعب بن زہیر کے چند اشعار ۶۵، فارسی شاعری
پر قرآن و حدیث کے اثرات ۶۸، اُردو کی نعتیہ شاعری پر
قرآن و حدیث کے اثرات ۶۹، غلام امام شہید کی نعت گوئی
۷۱، محمد قلی قطب شاہ معانی ۷۲، مولانا نصرتی ۷۲، عاصی
۷۳، ولی دکھنی ۷۴، مفتی غلام سرور لاہوری ۷۶، مومن خاں
مومن ۷۷، نظیر اکبر آبادی ۷۸، محسن کاکوروی ۷۰، امیر مینائی
۸۲، مولانا حالی ۸۴، امجد حیدر آبادی ۸۶، مولانا احمد رضا خاں
۸۸، مولانا ظفر علی خاں ۹۰

الشامانی، صمد سولیم: سیرت کی چھیالیس مطبوعہ اور قلمی کتابیں ترجمہ
از انجمن اسلامی (۹) ۸۴ - ۹۴ کتاب المغازی مؤلفہ واقدی ۸۵،
فتوح الشام کے ترجمے ۸۵، سیرت ابن ہشام کا ترکی ترجمہ ۸۶،
مختصر سیرۃ رسولؐ مؤلفہ ابوالحسین احمد فارس بن زکریا قزوینی
م ۳۹۵ھ ۸۶، وسیلۃ المتعبدین فی سیرۃ سید المرسلین مؤلفہ عمر
بن محمد بن خضر اردبیلی (م ۵۷۰ھ) ۸۷، سیرۃ النبی مؤلفہ ابوالصالحات
سعداللہ بن الحسین بن ابی تمام التکریتی ۸۷، کتاب اللوامع
المنیرۃ فی جوامع السیرۃ مؤلفہ عمر بن عیسیٰ بن درباس الہمدانی
المازانی (م ۶۰۲ھ) ۸۸، کتاب نخبۃ السیرۃ فی اختصار السیرۃ
مؤلفہ تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن حسن بن الفرات (م بعد
۶۸۳ھ) ۸۸، الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ مؤلفہ
علاء الدین علی بن ابی الحزم القرشی المعروف بابن النفیس (م
۶۸۷ھ) ۸۹، السیرۃ النبویۃ مؤلفہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ
البکری البصری الواعظ (م بعد ۶۹۴ھ) ۸۹، مختصر السیرۃ
النبویۃ مؤلفہ احمد بن عبداللہ محمد محب الدین طبری (م ۶۹۴ھ)
۹۰، الذروۃ العلیا فی سیرۃ المصطفیٰ
مؤلفہ ظہیر الدین علی بن محمد کازرونی (م ۶۹۷ھ)
۹۰، کتاب الشجرۃ فی ذکر نسب وفی سیرۃ النبیؐ و اصحابہ العشرۃ
مؤلفہ عز الدین عبدالعزیز بن احمد بن سعید الدیری اندیرینی
(م ۶۹۷ھ) ۹۱، مختصر سیرۃ ابن ہشام مؤلفہ احمد بن ابراہیم
بن عبدالرحمٰن واسطی (م ۷۱۱ھ) ۹۱، المورد العذب الہنی فی
شرح السیرۃ للحافظ عبدالغنی مؤلفہ عبدالکریم بن عبدالنور بن
منیر حلبی (م ۷۳۵ھ) ۹۲، الجوہر الثمین من منتخب سیر الامین
مؤلفہ شہاب الدین احمد بن بیلبک المحسنی (م ۷۴۳ھ) ۹۲،
المنتقیٰ فی مولد المصطفیٰ مؤلفہ سعدالدین محمد بن مسعود گازرونی
(م ۷۵۸ھ) ۹۲، مختصر سیرۃ النبی/یا المختصر الصغیر فی سیرۃ
البشیر نذیر مؤلفہ ابوعمر عز الدین عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم
بن جماعہ کنانی (م ۷۶۷ھ) ۹۳، الفصول فی اختصار سیرۃ
الرسول مؤلفہ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (م ۷۷۴ھ)
۹۳، منتخب الحبیب فی سیرۃ الحبیب مؤلفہ شمس الدین
محمد بن احمد بن محمد بن احمد باعونی (م ۸۷۱ھ) ۹۳، المستقیٰ

من سیرۃ المصطفیٰ' مؤلفہ بدرالدین بن الحسن بن عمر بن حبیب حلبی (م ۷۷۹ھ) ۹۴' فتح القریب فی سیرۃ الحبیب مؤلفہ فتح الدین محمد بن ابراہیم بن محمد الشہید النابلسی (م ۷۹۳ھ) ۹۴' الدرر السنیۃ فی السیرۃ الزکیۃ مؤلفہ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن عراقی (م ۸۰۶ھ) ۹۴' شرح نظم السیرۃ النبویۃ / یا شرح العذر فی ھجرۃ سید البشر / یا العذر الضوئیۃ فی الہجرۃ النبویۃ مؤلفہ شہاب الدین احمد بن عماد الدین اقفہی (م ۸۰۸ھ) ۹۵ المنظومۃ الحبیبۃ فی سیرۃ' مؤلفہ ابوالولید محمد بن محمد بن محمود بن الشحنہ زین الدین حلبی (م ۸۱۵ھ) ۹۵ نور النبراس علی سیرۃ ابن سید الناس مؤلفہ برہان الدین ابراہیم بن محمد بن خلیل حلبی سبط ابن العجمی (م ۸۴۱ھ) ۹۵' جوامع الاخبار النبویہ ولوامع انوار المصطفویہ مؤلفہ محمد بن ابراہیم (م ۸۴۳ھ) ۹۵' الاخبار المرویۃ فی سیرۃ خیر البریہ' مصنف نامعلوم ۹۶' طیب الانفاس بمختصر سیرۃ ابن سید الناس مؤلفہ محمد بن عبداللطیف بن احمد اقصری محلی (م ۸۷۲ھ) ۹۷' مختصر سیرۃ الرسولؐ وثلاثۃ من الخلفاء الراشدین مؤلفہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط بقاعی (م ۸۸۵ھ) ۹۸' بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل مؤلفہ ابوزکریا عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر عامری (م ۸۹۳ھ) ۹۸' غایۃ المسئول فی سیرۃ الرسول مؤلفہ عبدالباسط بن خلیل بن شاہین الملاطی ابن الوزیر (م ۹۲۰ھ) ۹۸' الالمام بالروض وسیرۃ ابن ہشام الملقب بجلاء الافکار بسیرۃ المختار مؤلفہ ابوالفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن مقبل (م ۹۳۷ھ) ۹۸ الفتوحات السبحانیہ فی شرح نظم الدرر السنیہ للعراقی' مؤلفہ عبدالرؤف مناوی (م ۱۰۳۱ھ) ۹۹' خلاصۃ الاخبار فی احوال النبی المختار مؤلفہ عزیز محمود الاسکداری المعروف بہدائی عم (م ۱۰۳۸ھ) ۹۹' السیرۃ الحلبیہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مؤلفہ ابوالفرج علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر بن نور الدین حلبی (م ۱۰۴۴ھ) ۱۰۰' الدرۃ المنیفۃ فی سیرۃ النبویۃ الشریفۃ ۱۰۱' السیرۃ النبویۃ مؤلفہ محمد بن بسطام بن رستم بن قنبر الحسینی الخوشانی (م ۱۰۹۶ھ) ۱۰۲' اتحاف البریۃ بتحقیق السیرۃ الحلبیہ مؤلفہ تاج الدین موفق نابلسی شافعی' (م بعد ۱۱۵۵ھ) ۱۰۲' الاخبار المرضیۃ فی سیرۃ خیر البریۃ مؤلفہ احمد بن احمد حاتمی فیومی ۱۰۳' اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیت الطاہرینؓ مؤلفہ ابوالوفاء محمد بن علی الصبان (م ۱۲۰۶ھ) ۱۰۳' تحفۃ النظر لیۃ فی بیان السیرۃ الشریفۃ مؤلفہ علاء الدین ابوالحسن علی بن سیفی (؟) ۱۰۳' کشف الحجاب فی سیرۃ النبی المجتبیٰ والاصحاب مؤلفہ احمد بن سلیمان بن عثمان خالدی نقش بندی اردادی (م تقریباً ۱۲۷۵) ۱۰۴' تحفۃ العالم فی اخبار سید ولد آدم مؤلفہ عبدالقادر بن مصطفیٰ بن سعید: الحسنی (؟) ۱۰۴' سیرت پر ایک منظوم کتاب (؟) ۱۰۵' سیرت پر ایک کتاب (؟) ۱۰۵' حواشی و تعلیقات ۱۰۵

شاہ ولی اللہ دہلوی دیکھیے ولی اللہ دہلوی، شاہ

شبلی نعمانی: عہد فاروقیؓ میں تمدنی ترقی (؟) ۶۶۸ — ۶۹۵

ملک کی تقسیم، صوبجات اور اضلاع ۶۶۸' حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ صوبے ۶۶۸' نوشیروانی عہد کے صوبے ۶۶۹' صوبوں کے افسر ۶۶۹' حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی ۶۷۰' عامل ۶۷۱' عمالان فاروقی کی فہرست ۶۷۱' صیغۂ محاصل ۶۷۲' خراج کا طریقہ عرب میں حضرت عمرؓ نے ایجاد کیا ۶۷۲' حضرت عمرؓ کا استدلال ۶۷۳' عراق کا بندوبست ۶۷۳' افسران بندوبست ۶۷۴' عراق کا کل رقبہ ۶۷۴' عراق کا خراج ۶۷۴' زمیندار اور تعلقدار ۶۷۴' پیداوار اور آمدنی میں ترقی ۶۷۵' ہر سال مالگذاری کی نسبت رعایا کا اظہار لیا جانا ۶۷۵' خراج کا دفتر فارسی اور رومی زبان میں تھا ۶۷۵' مصر میں فرعون کے زمانے کے قواعد مالگذاری ۶۷۵' رومیوں کا اضافہ، حضرت عمرؓ نے قدیم زمانے کی اصلاح کی ۶۷۶' مصر میں وصول مالگذاری کا طریقہ ۶۷۶' مصر کا کل خراج ۶۷۷' مصر کا خراج بنوامیہ

اور عباسیہ کے زمانے میں ۶۷۷، شام ۶۷۷، قانون مالگذاری میں حضرت عمرؓ کی اصلاحات ۶۷۸، بندوبست مالگذاری میں ذمیوں سے رائے لینا ۶۷۹، ترقی زراعت ۶۷۹، محکمہ آب پاشی ۶۸۰، خراجی اور عشری ۶۸۰، اور ہر قسم کی آمدنیاں ۶۸۱، گھوڑوں پر زکوٰۃ ۶۸۱، عشور ۶۸۱، صیغۂ عدالت ۶۸۱، محکمہ قضا ۶۸۱، قواعد عدل کے متعلق حضرت عمرؓ کی تحریر ۶۸۳، قضاۃ کا امتحان کے بعد تقرر ۶۸۴، رشوت سے محفوظ رکھنے کے وسائل ۶۸۴، انصاف میں مساوات ۶۸۵، آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد کا کافی ہونا ۶۸۵، ماہرین فن کی شہادت ۶۸۵، محکمہ افتاء ۶۸۶، فوجداری اور پولیس ۶۸۶، جیل خانے کی ایجاد ۶۸۷، جلا وطنی کی سزا ۶۸۷، بیت المال یا خزانہ ۶۸۷، بیت المال پہلے نہ تھا ۶۸۷، بیت المال کس سنہ میں قائم ہوا ۶۸۸، بیت المال کے افسر ۶۸۸، بیت المال کی عمارتیں ۶۸۸، پبلک ورکس یا نظارت نافعہ ۶۸۹، حضرت عمرؓ نے جو نہریں تیار کروائیں ۶۸۹، نہر ابی موسیٰ ۶۸۹، نہر معقل ۶۸۹، نہر سعد ۶۸۹، نہر امیر المومنین ۶۹۰، جو عمارتیں تیار کرائیں ۶۹۰، دفتر ۶۹۱، خزانہ ۶۹۱، قید خانے ۶۹۱، مہمان خانے ۶۹۱، سڑکوں اور پلوں کا انتظام ۶۹۲، مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک چوکیاں اور سرائیں ۶۹۲، شہروں کا آباد کرنا ۶۹۲، بصرہ ۶۹۲، کوفہ ۶۹۳، فسطاط ۶۹۴، موصل ۶۹۵، جیزہ ۶۹۵

شبیر احمد خان غوری و رضاء اللہ انصاری: علم و تہذیب کی ترقی میں معارف محمدی کا حصہ (۸) ۵۱۸ – ۵۲۸ ۔ اسلام کا عقلیت پسند مزاج ۵۱۹، اسلام کی آئیڈیالوجی ۵۱۹، اسلام کی اجتماعی تنظیم ۵۱۹، اسلام کا نظام اقدار ۵۲۰، تسخیر کائنات کی ترغیب و تشجیع ۵۲۰، سائنسی علوم کے بارے میں اسلام کا رجحان ۵۲۲، مختلف سائنسی علوم کا سنگ بنیاد ۵۲۲، اسلامی ثقافت کے ترقی پذیر تقاضے ۵۲۸، عملی سوال کا جواب ۵۳۶

شجاعت علی قادری، سید: جوامع الکلم (۸) ۵۶۶ – ۵۷۶

معجزات انبیاءؑ ۵۶۶، آپؐ کو جوامع الکلم دیئے گئے ۵۶۶، اعجاز قرآن کی وجوہ ۵۶۷، دعاؤں میں جوامع الکلم ۵۶۹، جوامع الکلم بصورت امثال و حکم ۵۷۱

شرف قادری، محمد عبد الحکیم (مترجم): بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہونے والے وفود از ابن ہشام المعافری (۷)۔ ۶۶۰ – ۶۷۱

شرف الدین اصلاحی دیکھیے اصلاحی، شرف الدین

شیروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں: سیرۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) ۵۴۴ – ۶۴۱ باب اول ۵۴۴، نام نسب لقب، والدین ۵۴۴، ولادت ۵۴۴، ایام جاہلیت ۵۴۴، اسلام ۵۴۵، ہجرت ۵۴۸، ہجرت سے وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ۵۵۱، غزوہ بدر ۵۵۲، غزوہ احد بماہ رمضان ۳ھ بروز شنبہ ۵۵۳، غزوۂ خندق شوال ۵ھ ۵۵۵، حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ ۵۵۶، خیبر محرم ۷ھ ۵۵۸، فتح مکہ رمضان ۸ھ ۵۵۸، حنین ۵۵۹، تبوک رجب ۹ھ ۵۵۹، حج ۱۰ھ ۵۶۰، وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ۵۶۱

باب دوم ۵۶۶، سقیفہ بنی ساعدہ ۵۶۶، بیعت علیؓ ۵۷۰، جیش اسامہؓ ۵۷۲، ارتداد ۵۷۵، مہم قبائل طے (غزوۂ آشتی) ۵۸۰، مسیلمہ کذاب (معرکۂ رزم) ۵۸۱، مہم عراق ۵۸۵، حج (ذی حجہ ۱۲ھ) ۵۹۲، شام (۱۳ھ) ۵۹۲، ذاتی حالات ۶۰۳، حلیہ شریف ۶۰۵، اصول حکومت ۶۰۵، عُمّال و کاتب ۶۰۷، عمال ۶۰۷، علمی کمالات و علمی خدمات ۶۰۷، قرآن ۶۰۷، حدیث ۶۰۸، فقہ ۶۰۹، تعبیر رویا ۶۰۹، تصوف ۶۰۹، عقائد ۶۱۰، علم انساب ۶۱۰، بلاغت خطب ۶۱۰، محبت رسولؐ ۶۱۱، ازواج و اولاد ۶۱۱، باب سوم: فضائل ۶۱۲، آیات کلام مجید ۶۱۳، احادیث نبویؐ ۶۱۷، اشعار ۶۲۱، اقوال صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین ۶۲۳، خطبہ ۶۲۵

باب چہارم: ـ ادبیات سدلیقی ۶۳۱، خاتمہ ۶۳۲،
فرمانِ رسالت پناہ ۶۳۵، علمی خدمات ۶۳۹

شفا، محمد یحییٰ خاں: تقابل تقویمین (۹) ۲۶۹ — ۲۸۵

شمسی اور قمری نظام ۲۶۹، فلکیات کی اساس ۲۷۰، بارہ مہینوں کا مقرر کرنا ۲۷۱، قمری نظام مواقیت ۲۷۱، بروج دوازدہ ۲۷۲، جدول شہور سنین شمسی، قمری متداولہ ۲۷۲، حرمت والے مہینے ۲۷۳، مہینوں کی تقدیم و تاخیر کا جدول ۲۷۴، اسلامی سن کی تعیین اور ہجری سال کی تقدیم اختیار کرنے کا موجب ۲۷۵، ادوار صغیرہ کی جدول ۲۷۶، عربی مہینے اور ان کے ایام کی جدول، تقویمی رموز کے ساتھ ۲۷۷، آپؐ کی ولادت باسعادت کے سال مہینے اور دن کی تطبیقات کا عالمی تقویمی نقشہ ۲۷۸، اہم واقعات کی معروف مروج تقویموں سے تطبیق ۲۷۸، اسلامی تقویم کا مدار علیہ قمری نظام المواقیت ہے ۲۸۰، سات ستارے ۲۸۲، شب و روز کی مقررہ ساعتوں کی جدول ۲۸۲، جدول ماہانہ طلوع و غروب آفتاب ۲۸۳، کتابیات ۲۸۵

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام (۱۰) ۱۲۱ — ۱۴۵

عرب قبل از اسلام اور مدحیہ ادب ۱۲۱، اسلام میں شعر و شاعری کا مقام ۱۲۱، جوامع الکلم و بدایع الحکم ۱۲۲، شاعر رسالت ۱۲۳، نعت گوئی کا آغاز ۱۲۳، اسلامی شاعری میں حقیقت افروزی ۱۲۴، فخر رسل کا ذوق سخن ۱۲۴، مدحت ختم الرسل کا وجوب ۱۲۵، نعت گوئی کے مباحات ۱۲۵، خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۱۲۷، صاحب القرآن ۱۲۷، مدحیہ ادب کی وسعت و مقبولیت ۱۲۸، لمحہ فکریہ ۱۲۹، نعت گوئی کا ارتقاء ۱۲۹، اقدار نعت میں تحول کی کارفرمائی ۱۳۰، انتخاب المدایح ۱۳۱، جناب ابوطالب کے نعتیہ اور مدحیہ قطعات ۱۳۱، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے اشعار ۱۳۲، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اشعار ۱۳۲، حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار ۱۳۳، حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شعر ۱۳۴، حضرت عبداللہ زبعری کے شعر ۱۳۴، حضرت کعب بن زہیر کا قصیدہ ۱۳۵، خلفائے راشدین کے اشعار ۱۳۶، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے شعر ۱۳۷، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ۱۳۷، حضرت حسان بن ثابتؓ بلاد شاشیہ ۱۳۸، امام زین العابدین علی ابن الحسین کے اشعار ۱۳۸، امام اعظم ابوحنیفہ النعمان کے نعتیہ اشعار ۱۳۹، سعدی شیرازی کے شعر ۱۳۹، حافظ شیرازی کے اشعار ۱۳۹، الشیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد البوصیری کا سلام ۱۴۰، قصیدہ لامیہ ۱۴۱، الشہاب محمود کی نعت ۱۴۱، حافظ ابن حجر العسقلانی کی نعت ۱۴۲، شیخ تقی الدین محمد ابن دقیق العید المکی کے نعتیہ شعر ۱۴۳، محمد ابن العربی الاندلسی کے شعر ۱۴۳، شاہ ولی اللہؒ کے اشعار ۱۴۴، شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نعتیہ اشعار ۱۴۴، علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کے چند شعر ۱۴۵، نواب صدیق حسن خاں البخاری القنوجی کے شعر ۱۴۵

شفا، محمد یحییٰ خاں: مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اوّلین اسلامی حکومت (۹) ۱۴۱ — ۱۶۳

خداوند کی سچی آسمانی بادشاہت ۱۴۱، اسلام کا شجرۂ طیبہ ۱۴۱، وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے ۱۴۱، اے مسلمان آنے والے دور کی تصویر دیکھ ۱۴۲، اسلامی حکومت کے شور و پشت مخالفین ۱۴۳، ہر روز نیا ظلم نئی طرز ستم ہے ۱۴۳، وقوعہ بئر معونہ۔ عامر بن طفیل کی سازش ۱۴۳، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دور اندیشی ۱۴۴، فزت برب الکعبہ ۱۴۴، سریۂ رجیع ۱۴۵، حضرت زید کی شہادت ۱۴۶، حضرت خبیبؓ کا واقعۂ شہادت ۱۴۶، کفر دوں کا کارنامہ ۱۴۸، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم جزم ۱۴۹، یہ نبوع نبوت کی برہان ہے ۱۴۹، منافقین کی دسیسہ کاریاں ۱۵۰،

ابوعامر کی ایک نئی فتنہ انگیزی ۱۵۰، غزوۂ تبوک۔ جیش العسرۃ ۱۵۱، جنگی امور کے ماہرین حیران ہیں ۱۵۲، اہل کتاب کی فوجی تیاریاں ۱۵۲، جیش عسرت کا اہتمام ۱۵۳، ایک عظیم الشان مہم (معرکہ تبوک) ۱۵۴، چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار ۱۵۴، مجاہدین اسلام کی دلیرانہ پیش قدمی ۱۵۵، نتائج و ثمرات ۱۵۶، عام الوفود ۱۵۶، تاریخ عالم میں بے مثال سیاسی فتح ۱۵۷، نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم الشان اخلاقی قوت ۱۵۸، رحمۃ للعالمین کی امن پسندی ۱۵۹، وَمَا اُرِیدُ الاصلاح ما استطعت ۱۶۰، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان دوستی ۱۶۱، باطل کی نگونساری ۱۶۲، ابلق ایام پر سرورِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کنٹرول ۱۶۲۔

شمس بریلوی: رسول اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت (۸) ۳۹۳ — ۴۴۰

تاریخ عرب کے آخذ ۳۹۳، عرب بائدہ، عرب عاربہ اور عرب متعربہ ۳۹۴، آلِ اسماعیلؑ ۳۹۶، عربی زبان سامی الاصل ہے ۳۹۹، سبعہ معلقات ۴۰۰، عرب میں شاعر کا مقام ۴۰۳، اعجازِ قرآن ۴۰۵، کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت ۴۰۹، آپ کے چند ارشادات گرامی ۴۱۴، حضور سرورِ کونینؐ کے گرامی مکتوبات ۴۲۵، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات گرامی دعوت اسلام کے سلسلے میں ۴۲۷، قیصر روم ہرقل عظیم کے نام ۴۲۷، مکتوبِ گرامی اسامی بنام خسرو پرویز (کسریٰ) ۴۲۸، نجاشی شاہِ حبشہ کے نام حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ گرامی ۴۲۹، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات گرامی کی فصاحت و بلاغت ۴۳۱، خطبہ حجۃ الوداع اور کمال فصاحت و بلاغت ۴۳۴، ادعیۂ ماثورہ اور ان کی فصاحت و بلاغت ۴۳۶،

ض

ضیاءالدین اصلاحی: دیکھئے اصلاحی، ضیاءالدین

ظ

ظفرالاسلام (مترجم)، اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ از عبدالعزیز دوری (۹) ۵۱ — ۷۰
مقالے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں۔

ظہور احمد اظہر دیکھئے اظہر، ظہور احمد

ع

عاصم، عبدالوہاب خاں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر (۹) ۴۱۱ — ۴۲۲

کاہن اور شاعر ۴۱۱، شعر و شاعری کا اسلامی تصور ۴۱۲، شعر کی حقیقت ۴۱۴، شعر کی تعریف ۴۱۵، وزن شعر کا جزو لاینفک ہے ۴۱۶، شعر کا ماخذ نغمہ ہے ۴۱۶، رفع اشتباہ ۴۱۷، شعر اور حکمت ۴۱۸، قرآن اور شعریت ۴۱۸، آپؐ کا ذوقِ سخن ۴۱۹

عبدالحی: رسول اکرمؐ کا انتباہ (۹) ۲۷۲ — ۲۸۲

علامات قیامت ۲۷۲، معاشرتی برائیاں ۲۷۶، ایک شخص کا خواب اور اس کی تعبیر ۲۷۸، معاشرتی اصلاح ۲۷۹، جامع دعائیں ۲۸۰، توبہ کی اہمیت ۲۸۱

عبدالعزیز دوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ۔ ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰

زہری کے ابتدائی حالات ۵۱، زہری کی کتاب کے متفرق اجزا ۵۳، زمانہ ماقبل از اسلام ۵۳، عہد رسالتؐ کی دور ۵۳، ہجرت حبشہ ۵۴، مدنی دور ۵۴، سفر ہجرت ۵۴، غزوۂ بدر ۵۴، غزوہ سویق ۵۵، غزوۂ بنی قینقاع ۵۵، غزوۂ احد ۵۵، مدینہ سے بنونضیر کا

اخراج ۵۵، غزوۂ خندق ۵۵، صلح حدیبیہ ۵۵، فتح خیبر ۵۶، فتح مکہ ۵۶، فتح مکہ کے بعد کے غزوات ۵۶، خلافت راشدہ کے بارے میں بحث ۵۹، تعلیقات و حواشی ۶۳

عبدالغفار حسن: تدوینِ سنت (۶) ۱۹۲ - ۲۱۴
حدیث کی روایت کا حکم ۱۹۲، سنت اسلامی شریعت کا دوسرا ماخذ ہے ۱۹۳، کتابتِ حدیث کے بارے میں دو رائیں ۱۹۴، شروع شروع میں سنت کے ذخائر سینوں میں محفوظ رہے ۱۹۵، مشہور حافظین حدیث ۱۹۶، دورِ اوّل کا تحریری سرمایہ ۱۹۷، جامعین حدیث ۱۹۹، علومِ حدیث ۲۰۱، علم اسماء الرجال ۲۰۱، علم مصطلح الحدیث ۲۰۱، علم غریب الحدیث ۲۰۲، علم تخریج الاحادیث ۲۰۲، علم الاحادیث الموضوعہ ۲۰۲، علم الناسخ والمنسوخ ۲۰۲، علم التوفیق بین الاحادیث ۲۰۲، علم مختلف والمؤتلف ۲۰۲، علم اطراف الحدیث ۲۰۲، فقہ الحدیث ۲۰۳، تیسرے دور کے جامعین ۲۰۳، طبقات کتب حدیث ۲۰۴، سنت نبوی اور خلفائے راشدین ۲۰۶

عبدالقدوس انصاری: ہجرتِ نبویؐ، (قیام، راہیں، منزلیں) ترجمہ و تلخیص از محمد مسعود مشہدی (۸) ۲۲۱ - ۲۳۶
ابتداً تین الہامی اشاروں سے ۲۲۱، دوسرا الہامی اشارہ ۲۲۱، تیسرا الہامی اشارہ ۲۲۲، آخروہ عظیم شب آہی گئی ۲۲۲، وسنک ۲۲۳، ہجرت کی پہلی منزل جبل ثور ۲۲۶، صبح اسلام شام کفر ۲۲۶، ہجرت کا دوسرا مرحلہ ۲۲۸، سورج ڈھلنے کے بعد روانگی سے قبل کی مختصر تفصیل ۲۲۹، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ۲۳۲، فہرست مراجع ۲۳۵

عبداللہ، سید محمد: سیرت طیبہ حضورؐ کے اسماء والقاب کے آئینہ میں (۹) ۷ - ۲۵ حضورؐ کے اسمائے مبارکہ ۸، اسمائے قرآنیہ باعتبار حروف تہجی ۱۲، اسمائے مبارکہ مذکورہ کتب احادیث وسیر ۱۶

عبداللہ، محمد نیاز: سرورِ کائنات کی پیش گوئیاں (۹) ۳۵۲ - ۳۷۲
خندق میں سلطنتوں کی کنجیاں عطا ہوئیں ۳۵۳، آپؐ کے وعدے پورے ہوئے ۳۵۳، میں نے اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردیا ۳۵۴، جبرت پر جبرت ۳۵۴، امیر باذان مسلمان ہوگیا ۳۵۴، فاتح ایران کی بیماری اور حضورؐ کا ارشاد ۳۵۵، کسریٰ ہلاک ہوگیا اس کے بعد نہ کسریٰ ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا، اس کے بعد قیصر نہ ہوگا ۳۵۵، تم قسطنطنیہ کو ضرور فتح کرو گے ۳۵۶، کسریٰ کے خزانے جو خدا کی راہ میں تقسیم ہوئے ۳۵۶، تو دیکھے گا کہ ایک شخص زکوٰۃ کا سونا اور چاندی لئے ہوئے پھرے گا اور اُسے کوئی نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا پیسہ لینے والا ہو ۳۵۸، ابوہریرہ پانچ لاکھ درہم لے کر مدینہ میں آتے ہیں ۳۵۸، الطاف مسلسل ۳۵۹، آج بھی مسلمان دنیا میں ہر اعتبار سے بلند ہیں ۳۶۱، اسلام کی نمایاں باتیں ۳۶۲، چند معجزات ۳۶۲، ستون حنانہ ۳۶۲، ابوجہل کی مٹھی میں کنکریاں ۳۶۳، شق القمر ۳۶۳، کیا یہ نظر بندی تھی ۳۶۴، ایک تازہ نظیر ۳۶۴، اسم اقدس آسمان پہ ۳۶۵، فتنۂ تاتار اور اہل فرنگ کے موجودہ تفوق کی خبر ۳۶۵، فتنۂ تاتار ۳۶۵، اہل فرنگ کا موجودہ تفوق ۳۶۶، مدینہ منورہ کے متعلق ۳۶۶، نفی معجزہ بھی اسلام کا معجزہ ہے ۳۶۷، کفار معجزے طلب کیا کرتے تھے ۳۶۷، اس مطالبہ کا جواب ۳۶۷، اللہ تعالےٰ کی بے نیازی ۳۶۸، دورِ جدید کا رنگ ۳۶۹، آیات مندرجہ بالا کو نفی معجزہ کا ثبوت سمجھا گیا ۳۶۹، جاہل سے جاہل اقوام میں مسلمانوں کا خالص توحید کی روح پھونک، دنیا نہایت حیرت انگیز ہے ۳۶۹، مسیحیت اور تائید ربانی ۳۷۰، مسیحیت اور اسلام کے حالات کا مقابلہ ۳۷۰، اسلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے ۳۷۲

عبداللہ یٰسین حسنی دیکھئے یٰسین حسنی، عبداللہ

عبدالمالک، محمد: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے (۸) ۴۵۳ - ۴۶۰
معرفت کے لئے عقل کی ضرورت ۴۵۳، نبی اور رسولؐ کی

ضرورت ۶۵۳، نبی کے اوصاف ۶۵۵، انبیاء و رسل اور تبلیغ احکام ۶۵۶، معجزات اور خوارق ۶۵۶، نظام شمسی ۶۵۷، خاتم النبیینؐ کا سہرہ ۶۵۸، آپؐ کے اخلاق معاشرت اور تمدن کا ایک نمونہ ۶۵۹، آپؐ کے فضائل ۶۶۰۔

عبدالوہاب حجازی دیکھیے حجازی، عبدالوہاب

علم الدین سالک دیکھیے سالک، علم الدین

علی ہجویری، شیخ: عثمانؓ امام صوفیہ (۹) ۷۰۰ — ۷۰۲

حضرت حسن ابن علیؓ کا آپؐ کی خدمت میں آنا ۷۰۰، حضرت ابراہیمؑ اور آتش نمرود ۷۰۱، حضرت عثمانؓ نے انیدحسن کا گٹھا اُٹھار کھا تھا ۷۰۲

غ

غلام احمد حریری دیکھیے حریری، غلام احمد

ف

فاروق خورشید: ابوالحسن علی بن حسین علی المسعودی۔ ترجمہ از اسد اللہ (۹) ۷۱ — ۸۲ مسعودی کے ابتدائی حالات ۷۱، مسعودی کی کتب ۷۱، مروج الذہب ۷۲، اسلامی مورخین کے بارے میں ابن خلدون کا قول ۷۷، مسعودی نے پہلے مورخین کی تالیفات سے استفادہ کیا ۷۸، مسعودی نے غیر عربی اجنبی کتب سے بھی استفادہ کیا ۸۰، ڈاکٹر سید اسماعیل کاشف کی مسعودی کے طرز تالیف کے بارے میں رائے ۸۱، مسعودی کی دوسری اہم کتاب "اجنبیہ والاشراف" ہے ۸۲

فضل حق خورشید: اُردو کے نعتیہ گلدستے (۱۰) ۹۲ — ۱۲۰

اُردو شاعری کے گلدستے ۹۲، اہمیت ۹۳، نعتیہ گلدستے ۹۳، منشور شفاعت ۹۴، سفینۂ نجات دہلی ۹۵، گلزار خلد ۹۵، اشتہارات ۹۶، گلدستوں اور اخبار و جرائد کے اشتہارات ۹۶، تصانیف کے اشتہارات ۹۷، مذہبی منظومات ۹۷، دواوین میں ۹۸، ناولوں میں ۹۸، دیگر کتب میں ۹۸، سفینۂ نجات ۱۰۰، ادبی معلومات ۱۰۰، طرحی مصرعے ۱۰۳، بعض شعراء کے نام جن کا کلام ایک ہی طرح پر ملتا ہے ۱۰۵

فیض اللہ منصور دیکھیے منصور، فیض اللہ

ق

قدیر الدین احمد: حضورؐ بہ حیثیت مظہر تکمیل نبوت و رسالت (۸) ۷۳۲ — ۷۵۱، عنوان کا تجزیہ ۷۳۲، تعلیم کے لوازمات ۷۳۳، بنی نوع انسان کی تعلیم کا انتظام ۷۳۴، بنی نوع انسان کی تعلیم میں ارتقاء کا تصور ۷۳۶، آخری پیغام ہونے کا دعویٰ اور اس کی نوعیت ۷۳۹، آخری پیغام کی چند خصوصیات ۷۴۱، اختتام تدریس ۷۴۶، ختم نبوت کی ضرورت اور اثرات ۷۴۹، ختم نبوت کا تاریخی ثبوت ۷۵۰، آزادی عمل ۷۵۱

قطب شہید، سید: محمد رسولؐ اللہ کی فتح (۹) ۲۲۸ — ۲۳۱

فتح کی جیتی جاگتی دلیل ۲۲۸، اس پر فتح کے اسباب ۲۲۸، قربانیوں کا منطقی نتیجہ ۲۲۸، تین بنیادی مراحل ۲۲۹، تبلیغ دین میں عزم مصمم ۲۲۹، صحابہ کرام ایمان کی زندہ تصویریں ۲۲۹، اسلامی حکومت کا قیام ۲۳۰۔

ل

لعل شاہ بخاری، سید: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے۔ (۸) ۶۳۲ — ۶۵۲

قرآن مجید میں دعوتِ غور و فکر ۶۳۲، سلسلۂ نبوت ۶۳۹، نبوتِ محمدیؐ کے دلائلِ عقلیہ ۶۴۰، صداقتِ رسولؐ ۶۴۰، استقامتِ رسولؐ ۶۴۱، صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ جماعت بھی نبوتِ محمدیؐ کی دلیل ہے ۶۴۲، صحابہؓ کی استقامت ۶۴۳، اسلام کے بارے میں قیصر اور ابوسفیان کا مکالمہ ۶۴۵، آنحضرتؐ کا امی ہونا ۶۴۸، معجزات کا وقوع ۶۵۲

م

محمد ایوب قادری: اسلام کا نظام اقتصاد (۹) ۲۲۹ — ۲۵۹ زراعت ۲۲۹، مدینہ میں لگان ادا کرنے کا طریقہ ۲۲۹،

عہدِ اسلام میں زراعت ۲۳۰، ایک شبہہ اور اس کا ازالہ ۲۳۱، لگان اور مالگزاری ۲۳۲، لگان بصورت زر ۲۳۲، کاشت کار کی حیثیت ۲۳۳، عشری و خراجی زمین ۲۳۳، زمین کے اقسام ۲۳۴، لگان اور مالگزاری کا کم سے کم ہونا ۲۳۶، خصوصی حقوق و مراعات ۲۳۷، بعض بنیادی اصول ۲۳۹، بنجر زمین کو مزروعہ بنانا ۲۳۹، وسائل آبپاشی کی بہم رسانی اور سہولت ۲۴۰، تجارت ۲۴۱، قبل از اسلام ۲۴۲، بعد از اسلام ۲۴۲، بنیادی اصول ۲۴۳، فاسد اصول ۲۴۳، وکالت و کفالت ۲۴۵، اختیارات اور ذمہ داریاں ۲۴۵، شرکت العنان ۲۴۵، شرائط ۲۴۵، ذمہ داریاں اور اختیارات ۲۴۶، شرکت الوجوہ ۲۴۶، شرکت الصنائع ۲۴۶، مضاربت یا قراض ۲۴۸، وضاحت ۲۴۹، صنعت ۲۴۹، اسلام سے قبل عرب کی صنعتی حالت ۲۴۹، طائف ۲۴۹، مکہ ۲۴۹، صنعت اور قرآن کریم ۲۵۰، صنعت اور احادیث ۲۵۰، عمل صحابہ کرامؓ ۲۵۰، مسلمانوں کا مختلف صنعتوں سے اعتناء ۲۵۱، دست کاروں اور مزدوروں کے چند بنیادی اصول ۲۵۱، صنعت کی ترقی کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا ۲۵۱، ملیں اور کارخانے ۲۵۲، اجرت ۲۵۱، مزدوروں کی زبوں حالی ۲۵۲، قریش کا مسئلہ آجر و مزدور ۲۵۳، محنت اور قرآن ۲۵۳، اجیر اور آجر کی خصوصیات ۲۵۴، نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ ۲۵۴، عمل صحابہ کرام ۲۵۵، عظمت مزدور ۲۵۵، مسئلہ اجرت کی اہمیت ۲۵۶، تعین اجرت ۲۵۶، چند ضروری ہدایات ۲۵۷، شرکت منافع ۲۵۸، حکومت کی نگرانی ۲۵۸

محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی دیکھئے شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں

محمد حسین ہیکل دیکھئے ہیکل محمد حسین

محمد ذکی: مقامِ رسولؐ (۹) ۳۰۶-۳۲۷

آپؐ کی سیرت پر تحقیقی کام کی وسعت ۳۰۶، آپؐ کی سیرت کے مستند ماخذ موجود ہیں ۳۰۷، حضورؐ کی سیرت کا اولین ماخذ قرآن حکیم ہے ۳۰۷، دوسرا اہم ماخذ احادیث کا مجموعہ ہے ۳۰۸، اس مجموعہ کی خصوصیات ۳۰۹، سیرت اور تاریخ کی کتابیں ۳۱۰، سیرت کے مختلف پہلو اور ان پر تحقیقی کام ۳۱۰، اصلاحی کوششوں کی مشترک خصوصیات ۳۱۱، انقلابات ۳۱۲، اسلام کا انقلاب ۳۱۳، اس کی خصوصیات ۳۱۳، انقلاب اللہ کی طرف سے اور اسی کے نام سے رونما ہوا ۳۱۵، دنیا کے رہنماؤں کی خصوصیات ۳۱۶، زندگی کے ہر شعبے میں آپؐ کا اسوۂ حسنہ رہنمائی کے لئے موجود ہے ۳۱۳

محمد رفیع الدین ہاشمی دیکھئے رفیع الدین ہاشمی، محمد

محمد زبیر صدیقی: کتابت احادیث، عہد نبوی میں۔ ترجمہ از خلیق نقوی (۶) ۲۳۹ - ۲۴۵

جمع و تدوین حدیث کے متعلق مقالات ۲۳۹، سپرنگر اور گولڈسیہر کی رائے ۲۴۰، صحابہ کرامؓ کے صحیفے ۲۴۱، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے صحیفے ۲۴۲، رسول اللہ کی عربوں میں لکھنے پڑھنے کے فن کے فروغ کی کوشش ۲۴۳، تحریر حدیث کی قدامت ۲۴۵

محمد سلیمان منصور پوری دیکھئے سلیمان منصور پوری، محمد

محمد سعد اللہ دیکھئے سعد اللہ، محمد

محمد شریف، راجہ: حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۷) ۲۳۶ - ۲۴۵

نام و نسب ۲۳۶، قبول اسلام ۲۳۶، ہجرت ۲۳۶، غزوات ۲۳۶، متفرق خدمات ۲۳۸، شام کی سپہ سالاری ۲۳۹، فتح دمشق ۲۳۹، اردن کی فتح ۲۳۹، حمص کی فتح ۲۴۰، یرموک کا فیصلہ کن معرکہ ۲۴۰، رومیوں کی آخری کوشش ۲۴۲، امارت

۲۴۲، طاعون عمواس ۲۴۲، اخلاق و عادات ۲۴۳، حلیہ ۲۴۵، اولاد و ازواج ۲۴۵

محمد شریف، راجہ: حضرت اسامہ بن زید (ح) ۴۷۳ — ۴۸۰
نام و نسب ۴۷۳، پیدائش، اسلام اور ہجرت ۴۷۳، غزوات ۴۷۳، فتح مکہ ۴۷۴، سریہ اسامہؓ بن زید ۴۷۴، دور فاروقی ۴۷۶، عہد عثمانی ۴۷۶، عہد معاویہؓ و علیؓ ۴۷۶، وفات ۴۷۶، اہل و عیال ۴۷۶، ذریعہ معاش ۴۷۷، فضائل و اخلاق ۴۷۷، فضل و کمال ۴۷۹، اخلاق و عادات ۴۷۹، رسولؐ خدا کی خدمت ۴۷۹، سنت کی پابندی ۴۷۹، اطاعت والدین ۴۸۰

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ح) ۲۲۳ — ۲۲۸
پیدائش ۲۲۳، قبول اسلام ۲۲۳، شہادت ۲۲۳، نام و نسب ۲۲۳، مواخات ۲۲۴، ہجرت ۲۲۴، غزوات: غزوہ ودان ۲۲۵، غزوہ ذوالعشیرہ ۲۲۵، غزوہ بدر ۲۲۵، غزوہ بنو قینقاع ۲۲۵، غزوہ احد، شہادت، تجہیز و تکفین، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و ملال ۲۲۷، اخلاق ۲۲۸، ازواج و اولاد ۲۲۸

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (ح) ۴۴۴ — ۴۷۲
نام و نسب ۴۴۴، خاندانی حالات ۴۴۴، قبول اسلام سے پہلے ۴۴۵، قبول اسلام ۴۴۶، غزوات ۴۴۹، سریہ موتہ ۴۴۹، فتح مکہ ۴۵۰، سریۂ خالدؓ بن ولید انہدام عزیٰ ۴۵۰، سریہ خالد بن ولید الی بنو جذیمہ ۴۵۰، غزوۂ حنین ۴۵۱، غزوۂ طائف ۴۵۱، تبوک ۴۵۱، سریہ خالد بن ولید (سریہ نجران) ۴۵۲، حضرت خالد یمن میں ۴۵۲، دور صدیقیؓ کی مشکلات ۴۵۲، کاذب مدعی نبوت طلیحہ کی سرکوبی ۴۵۲، ام زمل کی سرکوبی ۴۵۳، مالک بن نویرہ کا قتل ۴۵۳، مسیلمہ کذاب کی پامالی جنگ یمامہ ۱۱ھ ۴۵۴، مرتدین کی سرکوبی ۴۵۵، عراق پر فوج کشی کے اسباب ۴۵۵، جنگ ابلہ ۴۵۶، جنگ مذار ۴۵۶، جنگ ولجہ ۴۵۶، جنگ الیس ۴۵۷، فتح امغیشیا ۴۵۷، حیرہ کی فتح ۴۵۷، نماز فتح ۴۵۸، جنگ انبار ۴۵۸، معرکہ عین التمر ۴۵۹، معرکۂ دومۃ الجندل ۴۵۹، حصید کی تسخیر ۴۵۹، فتح مصیخ ۴۶۰، جنگ ثنی اور بشر ۴۶۰، جنگ فراض ۴۶۱، حضرت خالد کا خفیہ حج ۴۶۱، فتوحات شام ۴۶۲، جنگ بصریٰ ۴۶۲، جنادین ۴۶۲، فتح دمشق ۴۶۲، معرکۂ فحل ۴۶۳، دمشق کا دوسرا معرکہ ۴۶۳، حمص ۴۶۳، فتح حاضر ۴۶۴، فتح قنسرین ۴۶۵، بیت المقدس ۴۶۵، حمص کی بغاوت ۴۶۵، حضرت خالد کی معزولی ۴۶۵، گورنری ۴۶۷، وفات ۴۶۷، اولاد ۴۶۸، فضل و کمال ۴۶۸، وضوئے نبویؐ ۴۶۹، احترام نبویؐ ۴۶۹، آثار نبویؐ سے تبریک ۴۶۹، جہاد فی سبیل اللہ ۴۶۹، آنحضرت صلعم کا مدح کرنا ۴۷۰، خلیفۂ رسولؐ کا مدح کرنا ۴۷۰، حضرت خالدؓ کی جنگی قابلیت ۴۷۱، حق پرستی ۴۷۲، اشاعت اسلام ۴۷۲

محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ح) ۲۲۹ — ۲۳۵
نام و نسب ۲۲۹، ابتدائی حالات ۲۲۹، اسلام ۲۳۱، شادی ۲۳۱، ہجرت ۲۳۱، غزوات ۲۳۲، متفرق کارنامے ۲۳۲، سریہ موتہ اور شہادت ۲۳۳، اخلاق ۲۳۴، اسلام سے محبت ۲۳۵، حلیہ اور عمر ۲۳۵، ازدواج و اولاد ۲۳۵

محمد شریف، راجہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (ح) ۴۱۵ — ۴۴۳
نام و نسب ۴۱۵، قبل از اسلام ۴۱۵، اسلام کی طرف میلان ۴۱۶، قبول اسلام ۴۱۶، ہجرت ۴۱۸، غزوات و سرایا ۴۱۸، سریہ ذات السلاسل ۴۱۸، سریہ عمرو بن العاص، انہدام سواع ۴۱۹،

سفارت ۴۱۹، فتنہ ارتداد ۴۲۰، فتوحات شام ۴۲۱، اجنادین ۴۲۱، دمشق ۴۲۲، فحل اور بیسان ۴۲۲، یرموک ۴۲۲، بقیہ فلسطین ۴۲۳، بیت المقدس ۴۲۳، طاعون عمواس ۴۲۴، فتوحات مصر ۴۲۴، فرما کی فتح ۴۲۵، بلبیس اور ام دنین کی فتح ۴۲۵، عین شمس یا فسطاط ۴۲۵، اسکندریہ کی طرف پیش قدمی ۴۲۶، نقیوس ۴۲۶، کریون ۴۲۶، اسکندریہ کی فتح ۴۲۶، فتوحات مغرب برقہ ۴۲۹، زویلہ ۴۲۹، طرابلس ۴۲۹، صبراتہ (سبرۃ) ۴۲۹، مصر کی گورنری اور سکندریہ کی بغاوت ۴۳۰، معزولی ۴۳۰، فلسطین کی سکونت ۴۳۲، عہد علیؓ و معاویہؓ ۴۳۲، مصر پر حملہ ۴۳۴، موقف میں اختلاف، قاتلانہ حملہ ۴۳۶، وفات ۴۳۶، اولاد ۴۳۸، حلیہ ۴۳۸، عادات و فضائل ۴۳۸، قوت ایمان ۴۳۹، حق پسندی ۴۴۰، تدبیر و سیاست ۴۴۰، جہاد فی سبیل اللہ ۴۴۰، صدقہ و خیرات ۴۴۱، فضل و کمال ۴۴۱، تعلیم و تلقین ۴۴۲، علم اجتہاد ۴۴۲، فصاحت و بلاغت ۴۴۲

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۹۷ - ۳۳۹

نام و نسب، خاندان ۲۹۷، قبول اسلام تک ۲۹۸، رسول اللہ سے تعلق ۲۹۹، قبول اسلام ۲۹۹، اشاعت اسلام ۳۰۰، مکی زندگی ۳۰۱، مسلسل رفاقت ۳۰۱، ہجرت حبشہ کا ارادہ ۳۰۲، رشتہ مصاہرت ۳۰۳، صدیق کا لقب ۳۰۳، ہجرت مدینہ اور رفاقت نماز ۳۰۳، مدینہ میں ورود مسعود ۳۰۷، مواخات ۳۰۷، تعمیر مسجد ۳۰۷، غزوات ۳۰۷، غزوہ بدر ۳۰۸، غزوہ احد ۳۰۸، آل ابوبکرؓ کی برکات ۳۰۸، واقعہ افک ۔۔ ایک کڑی آزمائش ۳۰۹، سریہ ام قرفہ ۳۱۰، واقعہ حدیبیہ ۳۱۰، سریہ بنو کلاب ۳۱۱، فتح مکہ ۳۱۲، غزوہ حنین و طائف ۳۱۲، غزوہ تبوک اور انفاق فی سبیل اللہ ۳۱۲، امارت حج ۳۱۲، صحابہ کی امامت، ایک عظیم شرف ۳۱۳، پیکر صبر و استقلال ۳۱۴، سقیفہ بنی ساعدہ اور بیعت خلافت ۳۱۴، حضرت علیؓ کی بیعت میں تاخیر کا سبب ۳۱۶، قضیہ فدک ۳۱۶، اسامہ بن زیدؓ والی مہم ۳۱۷، مدعیان نبوت کا استیصال ۳۱۸، مرتدین کا استیصال ۳۱۹، منکرین زکوٰۃ کی تادیب ۳۱۹، تدوین قرآن ۳۱۹، یہ نسخہ کب تک محفوظ رہا ۳۲۰، فتوحات — ایران و روم کی مخالف حکومتیں ۳۲۰، عراق کی مہم ۳۲۱، شام پر فوج کشی ۳۲۲، مرض الموت اور حضرت عمرؓ کا استخلاف ۳۲۳، آخری وصیتیں اور وفات ۳۲۳، ازواج و اولاد ۳۲۴، حلیہ ۳۲۴، لباس و غذا ۳۲۴، ذریعۂ معاش ۳۲۴، وظیفۂ خلافت ۳۲۵، انفاق فی سبیل اللہ ۳۲۵، اخلاق و عادات ۳۲۵، ایثار ۳۲۵، شجاعت ۳۲۶، تواضع ۳۲۶، مذہبی زندگی ۳۲۶، خانگی زندگی ۳۲۷، مہمان نوازی ۳۲۷، بخل سے نفرت ۳۲۷، شکر ۳۲۸، راز داری ۳۲۸، رقیق القلبی ۳۲۸، حب رسول ۳۲۹، حب اہل بیت ۳۲۹، عہد صدیقی پر مختصر تبصرہ ۳۳۰، نظام خلافت ۳۳۱، حکام کے انتخاب میں احتیاط ۳۳۱، حکام کی نگرانی ۳۳۲، مالی انتظام ۳۳۲، فوجی نظام ۳۳۳، ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت ۳۳۴، تحفظ دین ۳۳۴، خدمت حدیث ۳۳۴، محکمہ افتا ۳۳۵، تین چیزوں کی تمنا ۳۳۵، تین چیزیں آنحضرت صلعم سے پوچھنے کی آرزو ۳۳۵، علمی کمالات۔ خطابت ۳۳۵، طرز ادا ۳۳۶، تعبیر ۳۳۶، نسب دانی ۳۳۶، شاعری ۳۳۷، امامت و اجتہاد، فقاہت ۳۳۷، علم تفسیر ۳۳۸، خلافت صدیق پر اشارات نبویؐ ۳۳۸، جامع المناقب ۳۳۹

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(۷) ۲۴۶ - ۲۹۶

نام و نسب ۲۴۶، اسلام ۲۴۷، مکہ کی زندگی ۲۴۷، انتظام دعوت ۲۴۷، ہجرت ۲۴۸، جاں نثاری کا عدیم المثال کارنامہ ۲۴۸،

تعمیر مسجد ۲۴۹، غزوۂ بدر ۲۴۹، حضرت فاطمہؓ سے نکاح ۲۵۰، دعوتِ ولیمہ ۲۵۰، غزوۂ احد ۲۵۰، غزوۂ خندق ۲۵۱، غزوۂ بنو قریظہ ۲۵۱، سریہ فدک ۲۵۱، صلح حدیبیہ ۲۵۱، غزوۂ خیبر ۲۵۲، مکہ کی مہم ۲۵۲، ایک غلطی کا ازالہ ۲۵۳، غزوۂ حنین ۲۵۴، سریہ بنو طے ۲۵۴، اہل بیت کی حفاظت ۲۵۴، تبلیغ فرمانِ رسولؐ ۲۵۴، سریہ علیؓ بسوئے یمن ۲۵۵، حج الوداع میں شرکت ۲۵۵، صدمۂ عظیمہ ۲۵۵، خلیفۂ اول کی بیعت، توقف کی وجہ ۲۵۵، عہد فاروقی، دورِ عثمانی، بیعت خلافت، قاتلانِ عثمانؓ کی تلاش ۲۵۷، امیر معاویہؓ کی معزولی ۲۵۸، حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کی تیاریاں ۲۵۹، حضرت عائشہؓ کی قصاص پر آمادگی ۲۵۹، حضرت علیؓ کی تیاریاں ۲۶۰، مصالحت کی کوششیں اور سبائیوں کی فتنہ انگیزی ۲۶۱، جنگ جمل ۲۶۲، مرکز خلافت کی تبدیلی ۲۶۳، صلح کی دعوت ۲۶۴، پھر مصالحت کی کوشش ۲۶۶، معرکہ صفین ۲۶۷، پانی کے لئے کشمکش ۲۶۷، میدان جنگ میں مصالحت کی کوشش ۲۶۷، مصالحت کی آخری کوشش اور ناکامی ۲۶۷، لیلۃ الہریر کی فیصلہ کن جنگ ۲۶۸، تحکیم کی تجویز اور حکم کا انتخاب ۲۷۰، تحکیم کا نتیجہ ۲۷۱، فیصلہ کا اعلان ۲۷۲، خوارج کی سرکشی ۲۷۳، معرکۂ نہروان ۲۷۴، شام کا قصد اور حیدری لشکر کی کمزوری ۲۷۵، ابن حضرمی کی بصرہ میں آمد ۲۷۷، خریت بن راشد کی بغاوت ۲۷۷، امیر معاویہؓ کا طرز عمل ۲۷۷، حجاز اور عرب کے لئے کشمکش ۲۷۹، فریقین میں مصالحت ۲۷۹، فتوحات ۲۷۹، بغاوتوں کا استیصال ۲۸۰، حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ ۲۸۰، ازواج و اولاد ۲۸۱، حلیہ ۲۸۲، عہد مرتضوی پر ایک نظر ۲۸۲، نظام خلافت میں اصلاح ۲۸۴، فوجی انتظامات ۲۸۴، صیغۂ مال ۲۸۴، عمال کی اخلاقی نگرانی ۲۸۴، بیت المال کی حفاظت ۲۸۵، خراج کی آمدنی کا احتساب ۲۸۶، ذمیوں کے ساتھ سلوک ۲۸۶، عدل و مساوات ۲۸۷، بازار کی نگرانی ۲۸۷، مذہبی خدمات ۲۸۷، فضل و کمال ۲۸۷، تفسیر اور علوم القرآن ۲۸۸، علم حدیث ۲۸۸، فقہ و اجتہاد ۲۸۸، قضا اور فیصلے ۲۸۹، تقریر و خطابت ۲۹۰، شاعری ۲۹۲، علم نحو کی ایجاد ۲۹۲، اخلاق و عادات ۲۹۲، عبادت و ریاضت ۲۹۳، انفاق فی سبیل اللہ ۲۹۳، امانت و دیانت ۲۹۴، شجاعت ۲۹۴، اصابت رائے ۲۹۵، تواضع ۲۹۵، غذا اور لباس ۲۹۶، سیرۃ المرتضیٰؓ پر ایک جامع تبصرہ ۲۹۶

محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۳۴۰ — ۴۱۴

نام و نسب اور خاندان ۳۴۰، ولادت اور ابتدائی حالات ۳۴۰، قبول اسلام ۳۴۱، ہجرت ۳۴۳، اذان — دیباچۂ نماز ۳۴۴، غزوات و مشاہد ۳۴۴، غزوہ احد ۳۴۵، نکاح حضرت حفصہ ۳۴۶، غزوہ مریسیع تک ۳۴۶، غزوۂ خندق ۳۴۷، غزوۂ حدیبیہ ۳۴۷، غزوہ خیبر ۳۴۸، سریہ ترہیہ ۳۴۹، فتح مکہ ۳۴۹، غزوہ حنین ۳۴۹، غزوۂ تبوک ۳۵۰، وفات ابن ابی ۳۵۰، ذوالخویصرہ ۳۵۱، حجۃ الوداع ۳۵۱، وفات نبی صلعم ۳۵۱، بیعت سقیفہ ۳۵۲، خلافتِ صدیقی رضہ — جمع قرآن کا مشورہ ۳۵۲، حضرت عمرؓ کا استخلاف ۳۵۲، امیر المومنین کے اعمال عظیمہ ۳۵۳، خلافت اور فتوحات ۳۵۴، فتوحات عراق ۳۵۴، واقعہ بویب ۱۴ھ ۳۵۵، ایرانیوں کا جوش ۳۵۶، حضرت عمرؓ کی تیاریاں ۳۵۶، اسلامی سفارت ۳۵۷، جنگِ قادسیہ محرم ۱۴ھ ۳۵۷، ایران کے پایۂ تخت مدائن پر قبضہ ۳۵۹، جلولا کا معرکہ ۱۶ھ ۳۶۰، حلوان پر قبضہ ۳۶۰، جزیرہ ۳۶۰، تکریت پر قبضہ ۳۶۰، خوزستان ۳۶۱، عراق

عجم پر فوج کشی ۳۶۲، ایران پر عام لشکر کشی ۳۶۲، اصفہان ۳۶۳، ہمدان کی بغاوت ۳۶۳، رے وغیرہ کی فتح ۳۶۳، طبرستان ۳۶۳، آذربائیجان ۳۶۴، آرمینیہ ۳۶۴، فارس ۳۶۴، کرمان ۳۶۵، سیستان ۳۶۵، مکران ۳۶۵، خراسان کی فتح اور یزدگرد کا آخری مقابلہ ۳۶۶، فتوحات شام ۳۶۷، فتح دمشق ۳۶۷، اردن کی فتح — معرکۂ فحل ۳۶۸، حمص وغیرہ کی فتح ۳۶۸، میدان یرموک اور شام کی قسمت کا فیصلہ ۳۶۸، مسلمانوں کی تیاریاں ۳۶۹، معرکۂ یرموک ۳۶۹، بیت المقدس ۳۷۰، بیت المقدس کا سفر ۳۷۰، حمص میں بغاوت ۳۷۱، حضرت خالد بن ولید کی معزولی ۳۷۱، طاعون عمواس ۳۷۲، قیساریہ کی فتح ۳۷۳، مصر کی فتوحات ۳۷۳، فسطاط کا محاصرہ اور فتح ۳۷۳، اسکندریہ کی فتح ۳۷۴، متفرق فتوحات ۳۷۴، طرابلس الغرب کی تسخیر ۳۷۴، حضرت عمرؓ کی شہادت ۳۷۴، جانشین ۳۷۵، آخری وصیتیں ۳۷۶، وفات ۳۷۶، حلیہ ۳۷۷، مسکن ۳۷۷، ازواج و اولاد ۳۷۷، موالی ۳۷۸، فاروقی کارنامے ۳۷۸، حضرت عمر کا حقیقی کارنامہ ۳۷۹، جمہوری حکومت ۳۷۹، نظام حکومت ۳۸۱، عہدہ داروں کا انتخاب ۳۸۱، تنخواہ ۳۸۱، عاملوں کی تحقیقات ۳۸۱، صیغۂ محاصل ۳۸۳، محکمۂ آب پاشی ۳۸۳، اور قسم کی آمدنیاں ۳۸۴، بیت المال ۳۸۴، بیت المال کی حفاظت ۳۸۵، صیغۂ عدالت ۳۸۵، محکمۂ افتاء ۳۸۷، فوجداری اور پولیس ۳۸۷، جیل خانہ کی ایجاد ۳۸۷، تعمیرات ۳۸۷، مستعمرات ۳۸۸، فوجی انتظامات ۳۹۰، مذہبی خدمات ۳۹۲، شعبۂ تعلیم — خدمت قرآن ۳۹۳، حدیث کی خدمات ۳۹۳، فقہ کی خدمات ۳۹۵، تعمیر مساجد ۳۹۵، اجراء اور احکام ۳۹۵، نماز کی امامت ۳۹۶، امارت حج ۳۹۶، متفرق انتظامات ۳۹۷، ذمیوں کے حقوق ۳۹۸، غلامی کا رواج کم کرنا ۳۹۸، سیاست و تدبیر، امن و امان ۳۹۹، امن و امان کی حالت ۴۰۰، انصاف میں مساوات ۴۰۱، علم و فضل ۴۰۳، علم فقہ ۴۰۴، اخلاق و عادات ۴۰۴، خشیت الٰہی ۴۰۴، آیات قرآنی سے تاثر ۴۰۵، حب رسولؐ اور اتباع سنت ۴۰۵، حب اہل بیت، حب متعلقین رسالت ۴۰۷، حب مدینہ ۴۰۸، زہد و قناعت ۴۰۸، سادگی ۴۰۹، مزاج کی شدت ۴۰۹، شفقت ۴۰۹، غذا و لباس ۴۱۰، جود و سخا ۴۱۰، بخل سے اجتناب ۴۱۱، نظافت ۴۱۱، صلۂ رحمی ۴۱۱، محارم سے اجتناب ۴۱۲، عصمت ۴۱۲، شہادت ۴۱۲، حضرت عمرؓ کی جامعیت ۴۱۲، حضرت عمرؓ کی اولیات ۴۱۳

محمد عبدالحکیم شرف قادری دیکھئے شرف قادری، محمد عبدالحکیم

محمد عبدالمالک دیکھئے عبدالمالک، محمد

محمد عبداللہ سید دیکھئے عبداللہ، سید محمد

محمد عجاج الخطیب، دیکھئے محمد عجاج

محمد مسعود عبدہٗ: جنات بارگاہ نبوتؐ میں (۹) ۱۶۹ — ۱۸۲

قرآن مجید میں جنات کا ذکر ۱۶۹، شیاطین پر آگ کے شعلے ۱۷۰، جنات کی ایک جماعت کا مکہ معظمہ میں پہنچنا ۱۷۱، بارگاہ رسالتؐ میں جنات کی تعلیم ۱۷۱، آپؐ نے جنات کی ایک جماعت میں قتل کا فیصلہ فرمایا ۱۷۲، جن بھی عبادت کے لئے مکلف ہیں ۱۷۲، جنوں کو تبلیغ دین کے لئے بھیجنا ۱۷۴، جنوں کی پیدائش ۱۷۴، سیرت النبی از شبلی نعمانی میں جنات کا ذکر ۱۷۶، عرب شعراء کے کلام میں جنوں کا ذکر ۱۷۶

محمد مسعود عبدہٗ: مدینۃ الرسول، بزبان محمد رسول اللہؐ ۔ ترجمہ از مسعود مشہدی (۹) ۱۲۹ — ۱۴۰

ارشادات ۱۲۹، مدینہ منورہ کے لئے ضمانت تحفظ ۱۳۱، مدینہ

منورہ کی فضیلت ۱۳۱، مدینہ منورہ کے دوسرے نام ۱۳۲، حدودِ حرم مدینہ ۱۳۵، مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور ۱۳۶، مسجد نبویؐ میں عبادت کا ثواب ۱۳۷، آداب مسجد نبوی ۱۳۸

محمد تین ہاشمی، سید دیکھئے ہاشمی، سید محمد متین

محمد نصراللہ خاں خازن مجددی دیکھئے خازن مجددی، محمد نصراللہ خاں

محمد نیاز عبداللہ دیکھئے عبداللہ، محمد نیاز

محمد یٰسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر دیکھئے مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین

محمد یحییٰ خان شفا دیکھئے شفا، محمد یحییٰ خان

محمد یوسف فاروقی: عہد نبویؐ میں سفارتی ادارہ (۷) ۶۰۱ — ۶۱۰

اسلام سے قبل عربوں کی سفارتی سرگرمیاں ۶۰۱، اسلام کے بعد رابطوں کی تنظیم ۶۰۲، مدینہ میں پہلا مسلمان سفیر ۶۰۳، اسلامی مملکت کے بعد سفارتی رابطے ۶۰۳، حضرت دحیہ کلبی اور قیصر روم ۶۰۳، حکومتِ فارس کی طرف سفارت ۶۰۴، سفیر رسولؐ نجاشی کے دربار میں ۶۰۵، مملکت مصر سے سفارتی رابطہ ۶۰۵، بحرین کے لئے سفارت ۶۰۶، سلطنت عمان کے لئے سفارت ۶۰۶، یمامہ کی طرف ترسیل سفیر ۶۰۶، دمشق سے سفارتی رابطہ ۶۰۷، دوسری متفرق سفارتیں ۶۰۷، سفارتی رابطوں کے اثرات ۶۰۷، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیروں کے ساتھ طرز عمل ۶۰۸

مرتضیٰ المطہری، شہید: النبی الامی۔ ترجمہ از نور الٰہی (۷) ۲۱ — ۵۲

غیر مسلموں کے اعتراضات ۲۲، البعثت سے قبل کا دوسرا ۲۴، بعثت سے بعد کا دور ۲۴، عہد رسالتؐ بالخصوص قیام مدینہ کے دوران ۲۶، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خط و کتابت ۲۷، صلح حدیبیہ ۳۰، ڈاکٹر سید عبداللطیف کا عجیب و غریب دعویٰ ۳۳، لفظ امی کا مفہوم ۳۶، پہلی تفسیر ۳۶، دوسری تفسیر ۳۷، تیسری تفسیر ۳۸، کلام ہذا پر ناقدانہ نظر ۳۹، آخری قرآنی مقطع ۴۶، دوسرا واقعہ (یعنی صلح حدیبیہ کے واقعہ سے استدلال ۴۹، آخری نتیجہ ۵۰

مسعود سویلم الشامان دیکھئے الشامان، مسعود سویلم

مسعود مشہدی، سید: شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم (جنہوں نے حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا)' (۹) ۲۰۶ — ۲۲۸

سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت ۲۰۶، حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۲۰۶، حضرت حارث بن ابی ہالہ کی شہادت ۲۰۷، حضرت زیدؓ کی شہادت ۲۰۸، بنو خزاعہ کا قتل ۲۰۸، فتح مکہ کے دن کے شہید ۲۰۹، شہید کے معنی ۲۰۹، میدان بدر ۲۱۰، بدر کے شہید ۲۱۲، جبل احد کا تعارف ۲۱۵، غزوہ احد کے شہداء ۲۱۷، عریض کے شہید ۲۲۱، یوم رجیع کے شہید ۲۲۱، بئر معونہ کے شہداء ۲۲۲، شہید مریسیع ۲۲۲، شہدائے بنو قریظہ ۲۲۲، غزوۂ غابہ کے شہید ۲۲۲، ذی القصہ کے شہید ۲۲۳، سریہ وادی القریٰ کا شہید عرینین کا شہید ۲۲۳، خیبر کے شہید ۲۲۳، شہید سریہ حزبہ ۲۲۳، ابن ابی العرجاء ۲۲۳، شہید الطلح ۲۲۳، شہدائے موتہ ۲۲۴، زید بن حارث بن شرجبیل الکلبی ۲۲۴، جعفر طیار بن ابی طالب بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ۲۲۴، عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی ۲۲۴، شہدائے حنین ۲۲۵، شہدائے طائف ۲۲۵

مسعود مشہدی، سید: جنت البقیع (۹) ۱۶۴ — ۱۶۸

جنت البقیع کا محل وقوع ۱۶۴، اب آئیے اندر چلیں ۱۶۵، جن ہستیوں کے اجسام کو پہلے اس کے سپرد کیا گیا ۱۶۵، ازواج مطہرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۶، بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۷، اہل بیت ۱۶۷

مسعود مشہدی (مترجم): عظیم یادیں (جنہیں حضورؐ سے نسبت ہے) (۹) ۱۸۷ — ۲۰۵

مقامات سجود (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۸۷، خیمہ گاہ ۱۸۸،

بڑھیا کا گھر ۱۸۸، طویل سجدہ ۱۸۸، بطن الوادی یا وادی ذی صلب ۱۸۹، مشربۂ ام ابراہیم ۱۸۹، مسجد بنی ظفر ۱۸۹، مسجد الاجابہ ۱۸۹، مسجد احزاب، مسجد اعلیٰ اور مسجد فتح ۱۹۰، بنی حرام الکبیر ۱۹۲، کہف بنی حرام ۱۹۲، مسجد قبلتین ۱۹۲، مسجد سقیا ۱۹۲، ثنیۃ الوداع کے قریب ۱۹۲، مسجد البقیع ۱۹۳، رکن جبل العینین ۱۹۳، مصرع حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا مسجد العسکر ۱۹۳، مسجد ابی ذر غفاریؓ ۱۹۴، مسجد ابی بن کعب، بنی جدیلہ البقیع ۱۹۴، مسجد مصلی یا مسجد غمامہ ۱۹۴، مسجد ابی بن کعب ۱۹۴، حدود مدینہ منورہ ۱۹۴، مسجد ابی ابن کعب ۱۹۴، مسجد بنی حرام ۱۹۴، مسجد الخربہ ۱۹۵، مسجد بنی غفار ۱۹۵، مسجد بنی زریق ۱۹۵، مسجد بنی ساعدہ ۱۹۵، مسجد بنی حرادہ ۱۹۵، مسجد بنی رائج ۱۹۵، مسجد واقم، مسجد القرصہ ۱۹۵، مسجد حارثہ ۱۹۵، مسجد شیخین یا مسجد البدائع ۱۹۶، مسجد بنی دینار ۱۹۶، مسجد بنی عدی اور مسجد دار النابغہ ۱۹۶، مسجد بنی مازن ۱۹۶، مسجد بنی عمرو ۱۹۶، مسجد بقیع الزبیر ۱۹۶، مسجد صدقہ الزبیر ۱۹۶، مسجد بنی خدرہ ۱۹۶، مسجد بنی حارث و مسجد السنح ۱۹۷، مسجد بنی الحبلی ۱۹۷، مسجد بنی بیاضہ ۱۹۷، مسجد بنی خطمہ ۱۹۷، مسجد بنی امیہ العدسی ۱۹۷، مسجد بنی واقف ۱۹۷، مسجد بنی اتیف ۱۹۷، مسجد دار سعد ابن خیثمہ ۱۹۸، مسجد النور ۱۹۸، مسجد عتبان بن مالک ۱۹۸، مسجد منارتین ۱۹۸، مسجد فیفاء الخبار ۱۹۸، مسجد بین الحیتانہ و مبشر شداد ۱۹۸، مسجد التوبہ ۱۹۸، انبیاء کرام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کردہ راہیں اور قرب و جوار کی مساجد ۱۹۸، مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ ۱۹۸، سابقہ انبیاء علیہم السلام بھی انہی راہوں سے گزرے تھے ۱۹۸، مسجد شجرہ ۱۹۹، ذی الحلیفہ ۱۹۹، مسجد آخر ذی الحلیفہ ۱۹۹، مسجد المعرس ۱۹۹، مسجد شرف الروحاء ۱۹۹، مسجد المنصرف: الغزالہ ۲۰۰، مسجد الرویثہ ۲۰۰، مسجد ثنیۃ الرکوبہ ۲۰۰، مسجد الاثایہ ۲۰۱، مسجد العرج ۲۰۱، مسجد المنبجس ۲۰۱، مسجد لحی جمل ۲۰۱، مسجد السقیا ۲۰۱، مسجد مدلجہ تعهن ۲۰۱، مسجد الرمادۃ ۲۰۱، مسجد الابواء ۲۰۱، مسجد البیضہ ۲۰۱، مسجد عقبہ ہرشی ۲۰۱، مسجد الجحفہ ۲۰۱، مسجد غدیر خم ۲۰۱، مسجد طرف قدید ۲۰۲، مسجد عند حرۃ خلیص ۲۰۲، مسجد بطن مرالظہران ۲۰۲، مسجد سرف ۲۰۲، مسجد تنعیم ۲۰۲، مسجد عمرات الرسول ۲۰۲، مسجد ذی طوی ۲۰۲، موجودہ مجوزہ راہوں پر مساجد ۲۰۳، دبۃ المستعجلۃ ۲۰۳، شعیب میر ۲۰۳، متعدد مساجد ۲۰۳، مسجد الصفراء ۲۰۳، مسجد ثنیۃ البرک ۲۰۳، مسجد بدر ۲۰۳، مسجد العشیرہ ۲۰۳، مساجد الفرع ۲۰۳، مسجد الاعلیٰ ۲۰۳، مسجد الضیقہ ۲۰۴، مسجد مقمل ۲۰۴، مسجد العصر ۲۰۴، مسجد الصہباء ۲۰۴، خیبر کے قریب مساجد ۲۰۴، مسجد الشق اور نطاط ۲۰۴، مسجد شمران ۲۰۴، مساجد تبوک ۲۰۴، مسجد کدید ۲۰۴، مسجد شجرہ بالحدیبیہ ۲۰۴، مسجد ذات عراق ۲۰۵، مسجد الجعرانہ ۲۰۵، مسجد لیلیۃ ۲۰۵، مسجد الطائف ۲۰۵

مسعود مشہدی (مترجم): مدینۃ الرسولؐ بزبان محمد رسول اللہ۔ ترجمہ از مسعود مشہدی (۹) ۱۲۹ — ۱۴۰

مسعود مشہدی، محمد (مترجم): ہجرت نبویؐ (قیام، راہیں، منزلیں) از عبدالقدوس انصاری (۸) ۳۲۱ — ۳۲۶

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان، ضرورتِ نبوت اور ختم نبوت کی اہمیت۔ (۸) ۶۸۶ — ۷۲۱

علم کلام کی ایجاد ۶۸۶، مسلمان مفکرین کا تصور ارتقاء ۶۸۷، ڈارون کا نظریہ ارتقاء ۶۸۸، جوہر روح ۶۹۱، انسان شاہکار تخلیق ہے ۶۹۱، پروردگار عالم ہستی کا وجود ۶۹۳، منتخب گروہ انبیاءؑ کا ہے ۶۹۵، توحید پرستی یا خدا پرستی کا تصور ۶۹۶، تستری کا نظریہ نور محمدؐ ۶۹۸، بعثت سے قبل کا دور اور بعثت کے بعد کا دور ۷۰۳، تصور الٰہ ۷۰۴، مختلف مذاہب میں تصور الٰہ ۷۰۵، تصور نبوت ۷۰۹، تصور جزا و سزا ۷۱۲، صلوٰۃ ۷۱۸، الزکوٰۃ

۱۸ء، الصوم ۱۸ء، الحج ۱۹ء، الجہاد ۱۹ء، معاشرے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نفاذ ۲۲ء، خطبہ حجۃ الوداع سے اقتباس ۲۳ء، آپؐ نے احسان کا اعلان فرمایا ۲۵ء، حرفِ آخر ۲۶ء، مخلوقاتِ عالم پر نظر ڈال کر اللہ تعالیٰ کی حکمت ومصلحت معلوم ہوتی ہے ۲۹ء، واقعہ معراج کی اہمیت ۳۰ء

مطلوب حسین، سید: واقعۂ ہجرت کی عالمگیر اہمیت (۸) ۲۰۹ — ۲۲۳

ہجرت کا معنی ۲۰۹، ہجرت کی تاریخ ۲۰۹، انسان کی پہلی ہجرت ۲۱۰، دوسری ہجرت ۲۱۱، حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت ۲۱۱، حضرت یوسفؑ کی ہجرت ۲۱۲، حضرت موسیٰؑ کی ہجرت ۲۱۳، رسولِ خدا کی ہجرت ۲۱۴، ہجرت حبشہ ۲۱۶، ہجرت مدینہ ۲۲۱، فوری اثرات ۲۲۲، اسلامی اخوت کا درس ۲۲۲، یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ امن ۲۲۲، اہل مکہ کے ساتھ نبرد آزمائی اور جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کا نفاذ ۲۲۳، عالمگیر اثرات ۲۲۳، تصورات کی دنیا میں انقلاب ۲۲۳، احترام آدمی ۲۲۵، معراج علم وتحقیق ۲۲۸

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت (۵) ۳۴۱ — ۴۲۷

باب اول: ریاست کا ارتقاء ۳۴۲، اسلامی ریاست: منہاج ومقصد ۳۴۲، تاریخی ونظریاتی پس منظر ۳۴۳، پہلا مرحلہ: ہجرت ۳۴۵، دوسرا مرحلہ: امت کی تشکیل ۳۴۹، تیسرا مرحلہ: دستور نبویؐ ۳۵۲، متن دستور نبویؐ ۳۵۳، دستور مدینہ کا تجزیہ ۳۵۶، مقام رسول کریمؐ ۳۶۱، چوتھا مرحلہ: ابتدائی مہمیں ۳۶۴، پانچواں مرحلہ: عظیم جدوجہد کا زمانہ ۳۷۲، چھٹا مرحلہ: اندرونی مخالفت ۳۷۵، ساتواں مرحلہ: قبائل عرب کی عداوت ۳۷۸، آٹھواں مرحلہ: اقدام کا آغاز ۳۸۵، نواں مرحلہ: فتوحات عظیم ۳۹۰، دسواں مرحلہ: اوج تکمیل وکمال ۳۹۲، باب دوم: قبائل عرب: اور اسلام ۳۹۸،

قریش مکہ ۴۰۰، بنو عبد مناف ۴۱۰ (و) بنو ہاشم ۴۱۰، (ب) بنو عبد شمس (بنو امیہ ۴۱۴ وج) بنو المطلب ۴۱۹ (د) بنو نوفل ۴۲۰، بنو مخزوم ۴۲۱، بنو عدی ۴۲۵، بنو تیم ۴۲۸، بنو سہم ۴۲۹، بنو زہرہ ۴۳۰، بنو اسد ۴۳۳، بنو جمح ۴۳۴، بنو عبد الدار ۴۳۶، بنو عامر بن لوی ۴۳۷، بنو حارث بن فہر ۴۳۹، قریش الظواہر ۴۴۰، انصار مدینہ ۴۴۱، اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو مزیقیاء ۴۴۳، خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو مزیقیاء ۴۴۳، اسلام اور بدوی قبائل ۴۴۴، مغربی قبائل عرب ۴۴۶، بنو ضمرہ ۴۴۷، بنو مدلج ۴۴۸، بنو غفار ۴۴۸، بنو دئل اور بنو حارث بن عبد مناۃ ۴۴۹، بنو جذیمہ ۴۵۰، بنو لیث ۴۵۰، بنو خزاعہ ۴۵۱، بنو اسلم ۴۵۲، بنو کعب بن عمرو ۴۵۲، بنو مصطلق ۴۵۳، جہینہ ۴۵۴، مزینہ ۴۵۵، ازد شنوءہ، دوس ۴۵۷، مشرقی قبائل عرب ۴۵۸، بنو اسد بن خزیمہ ۴۵۹، بنو سُلیم ۴۶۱، بنو غطفان ۴۶۴، بنو اشجع ۴۶۵، بنو فزارہ ۴۶۶، بنو مرۃ، بنو عبس ۴۶۹، بنو ثعلبہ ۴۷۰، بنو محارب بن خصفہ ۴۷۰، ہوازن ۴۷۱، بنو عامر بن صعصعہ ۴۷۲، ثقیف ۴۷۵، باہلہ ۴۷۷، بنو ہذیل ۴۷۷، بنو طے ۴۷۸، شمالی قبائل ۴۸۰، بنو قضاعہ ۴۸۱، بنو بلی ۴۸۲، بنو بہراء ۴۸۳، سعد ہذیم ۴۸۴، بنو کلب ۴۸۷، بنو جذام ۴۸۸، بنو لخم ۴۸۹، بنو غسان ۴۹۰، جنوبی قبائل ۴۹۲، اشعر ۴۹۵، بجیلہ ۴۹۶، خثعم ۴۹۶، ہمدان ۴۹۷، حمیر ۴۹۸، مذحج ۴۹۸، بنو عنس ۴۹۹، بنو مراد ۵۰۰، سعد العشیرہ ۵۰۱، جعفی ۵۰۱، زبید ۵۰۲، رہاء ۵۰۲، صداء ۵۰۳، نخع ۵۰۳، بنو الحارث بن کعب ۵۰۳، خولان ۵۰۴، نہد ۵۰۵، ازد ۵۰۵، کندہ ۵۰۶، حضر موت / حضارمہ ۵۰۷، الابناء ۵۰۸، قبائل پراگندہ عرب ۵۱۰، عبد القیس ۵۱۱، بنو حنیفہ ۵۱۳، ازد عمان ۵۱۵،

مہرہ ۵۱۵، تمیم ۵۱۶، وائل ۵۱۷، بنو عنبر بن وائل ۵۱۸،
خلاصۂ بحث ۵۱۹، باب سوم : فوجی تنظیم عہدِ رسالت
میں ۵۲۳، امراء سرایا (فوجی مہموں کے قائدین) ۵۲۵،
غزوات نبویؐ ۵۳۸، عام نتائج ۵۴۰، اسلامی فوج کی
ساخت اور طریق جنگ ۵۴۱، الحرس (محافظ فوج)
۵۴۴، معسکر سالار ۵۴۶، عرض ۵۴۶، اسلامی فوج کے
ڈویژن ۵۴۷، شہسوار فوج (الخیل) کا ارتقاء ۵۴۷،
صوبائی فوجی تنظیم ۵۴۹، افسرانِ افواجِ اسلامی کی قبائلی نمائندگی
۵۵۰، علمبردار (اصحاب الالویۃ والرایات) ۵۵۲، طلیعہ
(گشتی دستے) ۵۵۶، جاسوس (عیون) ۵۵۸، راہبر
(دلیل) ۵۶۱، اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے نگران افسر
(اصحاب المغانم) ۵۶۳، اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر
(اصحاب السلاح والفرس) ۵۶۶، اسلامی ریاست
کا روز افزوں ذخیرہ حربی ۵۶۷، محافظِ جسم نوج یا دستے
۵۷۱، خلاصۂ بحث ۵۷۲، باب چہارم : اسلامی ریاست کا
شہری نظم و نسق ۵۷۸، مرکزی شہری نظم و نسق ۵۷۹، مدینہ
منورہ میں خلفاءؓ (نائبین) رسولؐ ۵۷۹، مشیرانِ نبوی (المشیرون)
۵۸۲، سیکرٹری (کاتبین) ۵۸۸، حضرت بلال حبشی کا
مقام ۵۹۴، سفیرانِ نبویؐ (رسل) ۵۹۶، مخصوص افسرانِ
نبویؐ (کمشنر) ۶۰۲، شعراء و خطباء (شاعر اور خطیب) ۶۰۴،
متفرق ماتحت اور چھوٹے کارکن ۶۰۶، صوبائی انتظامیہ،
شہری نظم و نسق ۶۰۸، والی، ولاۃ گورنر ۶۰۹، والیوں،
گورنروں کے اختیارات ۶۲۰، مقامی منتظمین ۶۲۲، نقیب
۶۲۷، قضاۃ (قاضی) ۶۳۱، بازار کا انتظام اور اس کے
افسر ۶۳۲، خلاصۂ بحث ۶۳۴، باب پنجم : اسلامی
ریاست کا مالی نظام ۶۴۰، مسلمانوں کی اقتصادی حالت ۶۴۰،

اسلامی ریاست کی آمدنی کے ذرائع اور وسائل ۶۴۵ —
(الف) عطیات ۶۴۵ (ب) اموالِ غنیمت : نقد و جنس
۶۴۸ (ج) اموالِ غنیمت : جائداد مشتمل بر اراضی ۶۵۴
(د) جزیہ (س) صدقات ۶۶۶، نصاب زکوٰۃ —
بھیڑ، بکری ۶۶۷، اونٹ ۶۶۷، گائے ۶۶۷، عمال الصدقات
(افسرانِ محصول) ۶۷۰، مرکزی عاملین صدقات ۶۷۲،
(افسرانِ محصول) ۶۷۰، مرکزی عاملین
صدقات ۶۷۴، مقامی عاملین صدقات ۶۸۱،
صدقات کے کاتبین ۶۸۶، خرص اور خارص (پیداوار کا تخمینہ
اور اس کے افسر) ۶۸۷، حمیٰ (چراگاہ) کا نظام اور اس
کے افسر ۶۹۰، عہدِ نبویؐ میں نظام تعلیم ۶۹۳، معلم، متعلم
۶۹۷، باب ششم : عہدِ نبویؐ کا مذہبی نظام ۷۰۲، دعوت
اور دعاۃ ۷۰۴، معلمین ۷۰۸، افتا اور مفتی ۷۱۴، ائمہ مساجد
۷۱۶، موذنینِ رسولؐ ۷۲۰، امور حج کی تنظیم ۷۲۲

مقصود احمد بھوپالی : سیر الطیبات [سرورِ کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]

(۷) ۱۹۰ — ۲۲۰

حضرت زینبؓ ۱۹۰، نام ۱۹۰، ولادت ۱۹۰، نکاح ۱۹۰، اسلام
۱۹۱، عام حالات ۱۹۱، اولاد ۱۹۴، وفات ۱۹۵، حضرت رقیہؓ
۱۹۶، نام ۱۹۶، ولادت ۱۹۶، نکاح ۱۹۶، اسلام ۱۹۶، حضرت
عثمانؓ کا قبولِ اسلام اور حضرت رقیہؓ سے عقد کا عجیب واقعہ
۱۹۷، ہجرت ۱۹۸، علالت و وفات ۱۹۹، اولاد ۱۹۹، عام
حالات ۲۰۰، حسن و جمال ۲۰۰، حضرت امّ کلثومؓ ۲۰۱، نام
۲۰۱، ولادت ۲۰۱، نکاح ۲۰۱، ہجرت ۲۰۲، حضرت فاطمہؓ ۲۰۳،
نام ۲۰۳، لقب ۲۰۳، ولادت ۲۰۴، نکاح ۲۰۴، شادی کا حال
حضرت علیؓ کی زبان قلم سے ۲۰۵، مہر ۲۰۶، سامان جہیز ۲۰۷،
فضائل و مناقب ۲۰۷، آنحضرت صلعم کی سرگوشی و حادثہ جانگداز
۲۱۵، وفات ۲۱۷، مدفن ۲۲۰، شرف فضیلت ۲۲۰

مناظر احسن گیلانی، سید: تدوین حدیث (۶) ۵۳ – ۱۹۱

موضوع بحث کی تشریح ۵۳، حدیث کی حقیقت ۵۲، عام تاریخ اور فن حدیث ۵۴، حدیث کی مذہبی تعریف ۵۶، عام تاریخی ذخیروں سے حدیث کے امتیازات ۵۷، تدوین حدیث کے قدرتی عوامل ۶۳، حدیث کے ابتدائی راویوں کی تعداد ۷۰، کثرت تعداد کا روایتوں کی وثاقت پر اثر ۷۱، صحابہ کرام حدیث کے زندہ نسخے تھے ۸۱، حدیث کا بہت بڑا حصہ متواتر ہے ۸۳، قرآن کی طرح حدیث کے بھی حفظ کا اہتمام تھا ۸۴، تقریباً سارے محدثین بے مزد خدمت حدیث میں مشغول رہے ۸۶، احتیاط کا حال ۸۹، محدثین کے زہد و تقویٰ کی چند مثالیں ۹۴، خط اور کتابت ۱۰۱، کتابت حدیث کی روایات و دلائل ۱۰۸، حکم تحریر حدیث اور عصمت نبویؐ ۱۱۳، حجیت حدیث کے چند قرآنی دلائل ۱۱۷، تاریخ تدوین حدیث ۱۱۸، آنحضرتؐ کے دور میں تدوین حدیث ۱۱۸، آنحضرتؐ سے روایت کرنے والوں کی تعداد ۱۲۴، عہد صدیقی اور تدوین حدیث ۱۲۵، حضرت ابوبکرؓ نے پانسو حدیثیں قلمبند کیں ۱۲۵، تحقیق حدیث کے لئے اصول شہادت کی بنیاد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھی ۱۲۷، تدوین حدیث کی تاریخ میں حضرت ابوبکرؓ کی ایک اور اہم خدمت ۱۳۲، حدیث سے متعلق عہد صدیقی کا ایک اہم وثیقہ اور اس پر مبسوط بحث ۱۴۵، عہد فاروقی اور تدوین حدیث ۱۶۲، حضرت عمرؓ کی روایات کی تعداد ۱۶۳، تدوین حدیث کا خیال، لیکن پھر بربنائے مصلحت تامل ۱۶۶، عہد مرتضوی اور تدوین حدیث ۱۸۱

منصور، فیض اللہ: رسولؐ اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۲ – ۵۹۹

باب الدیات والقصاص ۴۸۲، حضور سید الکونینؐ کے فیصلے ۴۸۲، حدود ۴۹۶، (الف) زنا سے متعلق فیصلے ۴۹۶، قذف ۵۰۸، (ب) لعان ۵۱۰، (ج) ظہار ۵۱۶، باب الحدود (جاری): شراب پینے، بنانے سے متعلق فیصلے/چوری (سرقہ) ۵۱۸، شراب کے لئے حدود ۵۱۸، باب السرقہ (چوری) ۵۲۲، باب الجہاد ۵۲۷، جناب سید الکونینؐ اور یہود مدینہ ۵۲۸، بنو قینقاع ۵۲۹، بنو نضیر ۵۳۰، غزوہ خندق (الف) بنی علقان (ب) بنو قریظہ ۵۳۲، غزوہ خیبر ۵۳۷، فتح مکہ ۵۳۹، جاسوس کی سزا کا فیصلہ ۵۴۲، متفرق ۵۴۲، اہل کتاب اور جزیہ ۵۴۳، ابواب النکاح والطلاق ۵۴۴، باب النکاح ۵۴۴، نکاح شغار ۵۵۲، باب الطلاق ۵۵۵، ایلاء ۵۵۸، ابواب الفرائض والاحکام ومتفرقات ومیراث ۵۶۱، ارشاد باری تعالیٰ ۵۶۱، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۶۲، متفرقات ۵۷۳، لقطہ (گری پڑی چیز) ۵۷۹، احکام ۵۸۰، مزارعت ۵۸۳، باب البیوع ۵۸۶، بیع نامہ ۵۸۶، کتابیات ۵۹۹

منصور، فیض اللہ: مکالمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۷) ۷ – ۱۲۳

عالمی ادب میں مکالمات ۷، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات کی خوبیاں ۸، آپؐ کے کلام کی خوبیاں ۹، آپؐ کے مکالمات کی حفاظت ۱۰، رسولؐ خدا کا انداز گفتگو ۱۱، مکالمات نبویؐ کی تاثیر ۱۵، حقیقت وحی ۱۷، بعثت نبویؐ ۱۷، تبلیغ اوّل ۱۹، اپنے خاندان کے لوگوں کو دعوت ۲۰، قبائل قریش کو دعوت ۲۰، عمرو بن عبسہ ۲۱، قریش کا ردِ عمل، ترغیب و تحریص کے ہتھکنڈے اور ناکامی ۲۴، مکالمہ ابوجہل ۲۷، ضماد کا اسلام ۲۸، عبداللہ بن سلام کا اسلام ۲۹، سفرِ طائف ۳۰، ہجرتِ مدینہ ۳۲، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان مکالمات ۳۲، غزوہ بدر الکبریٰ ۳۷، اسیرانِ بدر ۳۹، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ۴۰،

مکالمات بسلسلہ صلح حدیبیہ (فتح مبین) ۴۱، ابوبصیر صاحب حبس (بسلسلہ حدیبیہ) ۴۷، مکالمات بسلسلہ غزوہ فتح (فتح مکہ) ۴۹، حاطب بن ابی بلتعہ ۴۹، ابوسفیان (سے مکالمہ) ۵۱، عثمان بن طلحہ ۵۳، عکرمہ کا معاملہ ۵۶، غزوۂ حنین وطائف ۵۷، وفد بنی ہوازن ۶۰، بی بی شیماء ۶۲، عام الوفود ۶۳، ضمام بن ثعلبہ ۶۳، وفد عبدالقیس ۶۵، عدی بن حاتم طائی ۶۷، ثمامہ بن اثال ۶۹، ابورزین عقیلی ۷۱، ابن المنتفق ۷۲، معاویہ بن حیدہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت ۷۲، سوید ازدی کا وفد ۷۳، وفد کندہ ۷۵، وفد اشعریین ۷۵، وفد بنو حارث ۷۶، وفد بنو ثقیف ۷۶، مکالمہ جبرئیل علیہ السلام ۷۹، فتنوں کا ظہور اور ان سے بچنے کی تدابیر ۸۱، قصاص ۸۲، بیعت آخر ۸۳، صحف بنی اسرائیل ۸۳، اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے محبت ۸۳، ایک فیصلہ ۸۴، بغیر عمل کے علم بے معنی چیز ہے ۸۵، آسان احتساب ۸۶، بیعت عمرو بن العاص ۸۶، پند ونصائح ۸۶، کبیرہ گناہ ۸۷، اسلام وایمان ۸۸، حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک گفتگو ۸۹، قابل تعجب ایمان ۹۰، ایمان کی حقیقت ۹۱، شرم وحیا ۹۱، پند ونصائح ۹۱، رسالت مآبؐ مقام تشریع میں ۹۲، گناہ عظیم ۹۲، اللہ کا حق ۹۳، قیامت کی علامات ۹۴، افضل عمل ۹۴، جہاد فی سبیل اللہ ۹۵، بہترین اسلام ۹۵، مسلم اور مومن ۹۵، مقامات انبیا کی نشاندہی ۹۶، اعمال حسنہ ۹۷، حقیقت صدقہ ۹۷، پسندیدہ صفات ۹۸، اعمال جنت ۹۸، محبوب ومردود بندے ۹۹، ایک وصیت (حضرت ابوذر غفاریؓ) ۱۰۰، ایک جامع مکالمہ ۱۰۱، اسوۂ حسنہ ۱۰۲، ایک خاص واقعہ ۱۰۲، خیرات ۱۰۳، حکومت کے طلبگار ۱۰۳، قیامت میں رفیق ۱۰۴، طوالت نماز ۱۰۴، حضرت علی حیدرؓ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ ۱۰۴، یہود سے گفتگو ۱۰۵، تعلیمات ۱۰۶، صدقات، محنت کی کمائی ۱۰۶، انفاق اور توکل ۱۰۷، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر اور نہ کرنے کا خسارہ ۱۰۷، بہتر صدقہ ۱۰۸، مکالمہ ۱۰۸، اہل قرابت اور صدقہ ۱۰۸، مرنے والوں کی طرف سے صدقہ ۱۰۹، رمضان کا چاند (شہادت) ۱۰۹، روزے کا کفارہ ۱۱۰، نفلی روزے ۱۱۰، یوم عاشورہ کا روزہ ۱۱۲، حضرت عائشہ صدیقہ اور سرور کائنات کے درمیان گفتگو ۱۱۳، احرام ۱۱۳، یوم النحر کی گفتگو ۱۱۳، قربانی ۱۱۴، حرم پاک کی حرمت ۱۱۵، طہارت سے غفلت ۱۱۵، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں ۱۱۶، وضو — ایک مکالمہ ۱۱۷، ایک اعرابی (کے ساتھ مکالمہ) ۱۱۷، حضرت بلالؓ اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ ۱۱۸، حضور سرور عالمؐ کا غسل جنابت ۱۱۹، نماز ۱۱۹، عورتوں کی نماز کا حکم ۱۲۰، نماز باجماعت ۱۲۰، صحیح نماز ۱۲۱، نماز میں مناسب قرأت ۱۲۲، درود شریف: کعب بن عجرہؓ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ کے درمیان مکالمہ ۱۲۲، جمعہ کے دن کا خصوصی وظیفہ درود، اور انبیاء کے جسموں کی حفاظت ۱۲۳، عیدین ۱۲۳، عید قربان ۱۲۳، میت پر گریہ زاری ۱۲۴، رحمت وشفقت ۱۲۴، تعزیت کا ایک خط ۱۲۵، حضورؐ پر ایمان لانا۔ نجات کے لیے ضروری ہے ۱۲۵، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ۱۲۶، لا الٰہ الا اللہ ۱۲۶، وساوس ۱۲۷، عذاب قبر — ایک تعلیمی مکالمہ ۱۲۸، حیات بعد الموت ۱۲۹، رویائے باری تعالیٰ عزاسمہ ۱۲۹، زہد وترک دُنیا ۱۳۰، دنیاوی لذات کی حقیقت ۱۳۱، ایک اور موقع پر ۱۳۲، جامع نصیحت ۱۳۳، کتابیات ۱۳۳۔

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اردو)، ۱۰۱، ۳۸۹—۵۵۷
جن شعراء کا کلام اس میں شامل ہے، ان کے نام یہ ہیں:
امیر مینائی لکھنوی (م ۱۹۰۰ء) ۳۸۹، اسماعیل میرٹھی
(م ۱۹۱۷ء) ۳۹۰، عبدالباری آسی (الدنی) لکھنوی
(م ۱۹۳۹ء) ۳۹۱، بیدم شاہ وارثی (م ۱۹۴۴ء)
۳۹۲، حسرت موہانی (م ۱۹۵۱ء) ۳۹۳، بہزاد لکھنوی
(م ۱۹۵۵ء) ۳۹۴، اقبال سہیل (م ۱۹۵۵ء) ۳۹۵،
مولانا مناظر احسن گیلانی (م ۱۹۵۶ء) ۳۹۶، مولانا حامد
حسن قادری (م ۱۹۶۴ء) ۳۹۹، مولانا احمد رضا خان
بریلویؒ (م ۱۹۲۱ء) ۴۰۱، یحییٰ اعظمی (م ۱۹۷۲ء)
۴۱۱، یوسف ظفر (م ۱۹۷۲ء) ۴۱۲، آغا شورش
کاشمیری (م ۱۹۷۵ء) ۴۱۳، نصراللہ خاں عزیز
(م ۱۹۷۶ء) ۴۱۴، ماہر القادری (م ۱۹۷۸ء) ۴۱۵، حفیظ
جالندھری (م ۱۹۸۲ء) ۴۱۹، مرزا محمد رفیع سودا (م ۱۷۸۰ء)
۴۲۱، حکیم مومن خاں مومن دہلوی (م ۱۸۵۱ء) ۴۲۴، میر تقی
دہلوی (م ۱۷۹۸ء) ۴۳۰، راسخ عظیم آبادی (م ۱۸۳۲ء) ۴۳۱،
ناسخ لکھنوی (م ۱۸۳۸ء) ۴۳۲، کرامت علی شہیدی (م ۱۸۴۰ء)
۴۳۳، بہادر شاہ ظفر (م ۱۸۶۲ء) ۴۳۴، خواجہ الطاف حسین
حالی (م ۱۹۱۴ء) ۴۳۵، امیر مینائی (م ۱۳۱۸ھ) ۴۳۸، مولانا
احمد رضا خاں بریلوی (۱۹۲۱ء) ۴۴۲، محمد ہادی عزیز لکھنوی
(م ۱۹۳۶ء) ۴۴۸، مولانا محمد قاسم نانوتوی (م ۱۸۸۰ء) ۴۵۰،
مولانا نعیم الدین مُراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) ۴۵۳، محسن کاکوروی
(م ۱۹۰۵ء) ۴۵۵، مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد (م ۱۹۴۰ء)
۴۶۴، اقبال سہیل (م ۱۹۵۵ء) ۴۶۶، جوش ملیح آبادی
(م ۱۹۸۲ء) ۴۷۰، حافظ مظہر الدین (م ۱۹۸۰ء) ۴۷۲،
ملا وجہی (۱۶۳۶ء) ۴۷۷، ملا نصرتی (م ۱۶۷۴ء) ۴۷۹،
محمد رفیق فصاحی (م دوراندازاً ۱۷۰۸ء) ۴۸۱، امام دکنی (م اندازاً ۱۷۲۸ء)
۴۸۲، مختار (م ۱۷۵۹ء) ۴۸۳، سید شاہ سراج الدین سراج (م ۱۷۶۴ء)
۴۸۴، مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی (م ۱۸۳۱ء) ۴۸۵، سعادت
یار خاں رنگین (م ۱۸۳۵ء) ۴۸۶، صبا لکھنوی (م ۱۸۵۵ء)
۴۸۷، عبدالغفور نساخ عظیم آبادی (م ۱۸۸۸ء) ۴۸۸، شمس
العلماء ڈپٹی نذیر احمد (م ۱۹۱۲ء) ۴۸۹، شوق قدوائی (م ۱۹۲۵ء)
۴۹۱، سلیم احمد (م ۱۹۸۳ء) ۴۹۲، نظیر اکبر آبادی (م ۱۸۳۰ء)
۴۹۳، مولانا حالی (م ۱۹۱۴ء) ۴۹۵، شاد عظیم آبادی (م ۱۹۲۷ء)
۴۹۷، اکبر الہ آبادی (م ۱۹۲۱ء) ۴۹۹، میر انیس (م ۱۸۷۴ء)
۵۰۰، سراج لکھنوی (م ۱۹۶۸ء) ۵۰۲، جگر مراد آبادی (م ۱۹۶۰ء)
۵۰۳، نیاز فتحپوری (م ۱۹۶۶ء) ۵۰۴، جوش ملیح آبادی
(م ۱۹۸۲ء) ۵۰۷، احسان دانش (م ۱۹۸۲ء) ۵۰۹، سید
آلِ رضا (م ۱۹۷۸ء) ۵۱۱، مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۹۱۴ء)
۵۱۳، مولانا شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) ۵۱۶، وحید الدین سلیم
(م ۱۹۲۸ء) ۵۱۸، علامہ اقبالؒ (م ۱۹۳۸ء) ۵۱۹، خوشی محمد
ناظر (م ۱۹۴۰ء) ۵۲۴، آغا حشر کاشمیری (م ۱۹۳۵ء) ۵۲۶،
مولانا عبدالباری معنی اجمیری ۵۳۰، علامہ تاجور نجیب آبادی
(م ۱۹۵۱ء) ۵۳۵، حکیم احمد شجاع ساحر (م ۱۹۶۹ء) ۵۳۷،
مجید امجد ۵۳۹، حفیظ جالندھری (م ۱۹۸۲ء) ۵۴۰، آفتاب
صحرا (نظم نعتیہ) از قاضی نذر الاسلام، ترجمہ از یونس احمر ۵۴۱،
ظہور نظر ۵۴۵، اطہر نفیس ۵۴۷، مومن خاں مومن دہلوی
(م ۱۸۵۱ء) ۵۴۸، علی اوسط رشک لکھنوی (م ۱۸۶۷ء)
۵۵۰، منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی سرگباشی (م ۱۹۱۰ء)
۵۵۱، عبدالمجید سالک (م ۱۹۵۹ء) ۵۵۲، بیان یزدانی
(م ۱۹۰۰ء) ۵۵۳، عظیم قریشی ۵۵۵، حکیم احمد شجاع ساحر
(م ۱۹۶۹ء) ۵۵۸، ناصر کاظمی (م ۱۹۷۲ء) ۵۵۹، آغا شورش

کاشمیری (م ۱۹۷۵ء) ۵۶۱، رباعیات و قطعات: خواجہ
میر درد ۵۶۳، محسن کاکوروی ۵۶۴، امیر مینائی ۵۶۴،
حسن بریلوی ۵۶۴، مولانا رضا بریلوی ۵۶۴، مرزا سلامت علی
دبیر لکھنوی ۵۶۴، مولانا حالی ۵۶۵، بیان میرٹھی ۵۶۵،
قمر جلالوی ۵۶۵، فراق گورکھپوری ۵۶۶، تلوک چند محروم
۵۶۶، بکشش عظیم آبادی (م ۱۷۷۲ء) ۵۶۷، نوازش
علی شیدا (م ۱۷۷۲ء) ۵۶۸، مولانا محمد باقر آگاہ
(م ۱۸۰۵ء) ۵۶۹، میر ضیاء الدین عبرت (م اندازاً
۱۸۱۶ء) ۵۷۰، آفتاب الدولہ قلق لکھنوی (م ۱۸۱۶ء)
۵۷۱، مولانا کفایت علی کافی (م ۱۸۵۸ء) ۵۷۲، غلام امام
شہید (م ۱۸۷۹ء) ۵۷۳، غلام امام شہید (م ۱۸۷۶ء)
۵۷۶، میرزا دبیر لکھنوی (م ۱۸۷۵ء) ۵۷۵، عبدالقادر
دنا (م ۱۸۸۵ء) ۵۷۷، واجد علی شاہ اختر (م ۱۸۸۷ء)
۵۷۸، مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی (م ۱۹۱۴ء) ۵۸۰،
سید محمد فخر الدین حسین سخن دہلوی ۵۸۲، محسن کاکوروی
(م ۱۳۲۲ھ) ۵۸۴، صفی لکھنوی (م ۱۹۵۰ء)
۵۹۴، میر محبوب علی لائق (م اندازاً ۱۹۸۱ء) ۵۹۵،
مولانا حسن رضا خان بریلوی (م ۱۹۰۸ء) ۵۹۶، آغا
حشر کاشمیری (م ۱۹۳۵ء) ۵۹۹، نفیس خلیلی ۶۰۱،
عبدالعزیز فطرت (م ۱۹۶۷ء) ۶۰۲، تاج الدین تاج عرفانی
۶۰۵، اُمید حیدر آبادی (م ۱۹۶۱ء) ۶۰۹، م۔ حسن لطیفی
۶۱۱، وزیر الحسن عابدی (م ۱۹۷۹ء) ۶۱۶، ڈاکٹر
صفدر حسین صفدر (م ۱۹۸۰ء) ۶۱۹، عبداللہ خاور ۶۲۱،
راجہ محمد عبداللہ نیاز ۶۲۳، محمد قلی قطب شاہ (م ۱۶۱۱ء)
۶۲۵، انعام اللہ خاں یقین (م ۱۷۵۶ء) ۶۲۶،
سراج اورنگ آبادی (م ۱۷۶۴ء) ۶۲۷، شاہ حاتم
(م ۱۷۹۲ء) ۶۲۸، قائم چاند پوری (م ۱۷۹۳ء) ۶۲۹،
میر مہدی بیدار (م ۱۷۹۴ء) ۶۳۰، شیخ قلندر بخش
جرأت (م ۱۸۱۰ء) ۶۳۱، معروف دہلوی (م ۱۸۲۶ء)
۶۳۲، مومن خان مومن دہلوی (م ۱۸۵۱ء) ۶۳۳، شاہ غمگین
دہلوی، سید علی (م ۱۸۵۱ء) ۶۳۴، ذوق دہلوی (م ۱۸۵۴ء)
۶۳۵، امانت لکھنوی (م ۱۸۵۸ء) ۶۳۶، ناظم رامپوری (م ۱۸۶۵ء)
۶۳۷، نسیم دہلوی (م ۱۸۶۵ء) ۶۳۸، شیفتہ دہلوی
(م ۱۸۶۹ء) ۶۳۹، مولوی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی
(م ۱۸۷۳ء) ۶۴۰، قربان علی بیگ سالک (م ۱۸۸۰ء)
۶۴۱، مولا بخش قلق (م ۱۸۸۰ء) ۶۴۲، اسیر لکھنوی
(م ۱۸۸۲ء) ۶۴۳، احمد حسن رسوا (م اندازاً ۱۸۸۲ء) ۶۴۴،
صابر دہلوی (م ۱۸۸۲ء) ۶۴۵، لطف بریلوی (م ۱۸۸۲ء)
۶۴۶، محمد اقبال خان حسین عاشق دہلوی (م دور ۱۸۸۳ء)
مولانا عصمت اللہ الشیخ (م ۱۸۸۶ء) ۶۴۸، محمد شجاع الدین
(م دور ۱۸۸۶ء) ۶۴۹، حافظ حضور احمد خان آشم (دور
۱۸۸۶ء) ۶۵۰، فیض الحسن فیض سہارنپوری (م ۱۸۸۷ء)
۶۵۱، نواب کلب علی خاں نواب (م ۱۸۸۷ء) ۶۵۲، سرور
لاہوری (م ۱۸۹۰ء) ۶۵۳، مولانا امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی
(م ۱۸۹۲ء) ۶۵۴، سید محمد سلطان عاقل حیدر آبادی (م ۱۸۹۲ء)
۶۵۵، مولوی محمد حسین تمنا مراد آبادی (م ۱۸۹۷ء) ۶۵۶،
میر اعظم علی خاں شائق حیدر آبادی (م ۱۸۹۷ء) ۶۵۷، منشی
حسن عطا شوق (م ۱۹۰۰ء) ۶۵۸، امیر مینائی لکھنوی
(م ۱۹۰۰ء) ۶۵۹، ذکی دہلوی (م ۱۹۰۳ء) ۶۶۰، مجروح
(م ۱۹۰۰ء) ۶۵۹، ذکی دہلوی (م ۱۹۰۳ء)
۶۶۰، مجروح دہلوی (م ۱۹۰۳ء) ۶۶۱،
داغ دہلوی (م ۱۹۰۵ء) ۶۶۳، عالمگیر خان کیف
(م ۱۹۰۶ء) ۶۶۴، محمد آغا داؤد صحو ابو العلائی (م ۱۹۰۶ء)

۶۶۵، حسن بریلوی (م ۱۹۰۸ء)، ۶۶۶، مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی (م ۱۹۰۸ء)، ۶۶۷، نسیم بھرت پوری (م ۱۹۰۹ء)، ۶۶۸، جلال لکھنوی (م ۱۹۰۹ء)، ۶۶۹، تسلیم لکھنوی (م ۱۹۱۱ء)، ۶۷۰، مولوی محمد عمر جنوں (م ۱۹۱۱ء)، ۶۷۱، وفا رامپوری (م ۱۹۱۵ء)، ۶۷۲، پیارے لال رونق (م اندازاً ۱۹۱۵ء)، ۶۷۳، آسی غازی پوری (م ۱۹۱۶ء)، ۶۷۴، محمد مظفر الدین معلّی (م ۱۹۱۷ء)، ۶۷۵، رعب انصاری (م ۱۹۱۸ء)، ۶۷۶، منشی شمس الدین امیر حمزہ (م ۱۹۱۹ء)، ۶۷۷، مولانا احمد رضا خان بریلویؒ (م ۱۹۲۱ء)، ۶۷۸، مولانا احمد خاں بریلویؒ (م ۱۹۲۱ء)، ۶۷۹، ممتاز جہاں گنگوہی (م ۱۹۲۷ء)، ۶۸۰، عزیز صفی پوری (م ۱۹۲۷ء)، ۶۸۱، مولانا محمد علی جوہر (م ۱۹۳۰ء)، ۶۸۲، فصاحت لکھنوی (م ۱۹۳۰ء)، ۶۸۳، قاضی محمد شوکت شوکت مراد آبادی (م ۱۹۳۰ء)، ۶۸۴، فیروز طغرائی (م ۱۹۳۱ء)، ۶۸۵، چوہدری دلورام کوثری (م ۱۹۳۱ء)، ۶۸۶، بے نظیر شاہ (م ۱۹۳۲ء)، ۶۸۸، نظم طباطبائی (م ۱۹۳۳ء)، ۶۸۹، محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت (م اندازاً ۱۹۳۴ء)، ۶۹۰، ریاض خیر آبادی (م ۱۹۳۴ء)، ۶۹۱، محمد ضمیر الحق قیس آروی (م ۱۹۳۵ء)، ۶۹۲، میرزا عزیز لکھنوی (م ۱۹۳۵ء)، ۶۹۳، اصغر گونڈوی (م ۱۹۳۶ء)، ۶۹۴، آغا شاعر قزلباش (م ۱۹۴۰ء)، ۶۹۵، سرکشن پرشاد شاد (م ۱۹۴۰ء)، ۶۹۶، احسن مارہروی (م ۱۹۴۰ء)، ۶۹۷، بیدم شاہ وارثی (م ۱۹۴۴ء)، ۶۹۸، مجذوب سہارنپوری (م ۱۹۴۴ء)، ۶۹۹، مولانا سید حسن مرتضیٰ اشفق عماد پوری (م ۱۹۴۴ء)، ۷۰۰، نواب بہادر یار جنگ خلق (م ۱۹۴۴ء)، ۷۰۱، سائل دہلوی (م ۱۹۴۵ء)، ۷۰۲، جلیل مانک پوری (م ۱۹۴۶ء)، ۷۰۳، جلیل مانک پوری (م ۱۹۴۶ء)، ۷۰۴، نظامی بدایونی (م ۱۹۴۷ء)، ۷۰۵، اختر شیرانی (م ۱۹۴۸ء)، ۷۰۶، عزیز یار جنگ (م ۱۹۴۸ء)، ۷۰۷، صفی لکھنوی (م ۱۹۵۰ء)، ۷۰۸، سیماب اکبر آبادی (م ۱۹۵۱ء)، ۷۰۹، آرزو لکھنوی (م ۱۹۵۱ء)، ۷۱۰، صوفی محمد اکبر خان اکبر میرٹھی (م ۱۹۵۲ء)، ۷۱۱، پنڈت کیفی دتاتریہ (م ۱۹۵۵ء)، ۷۱۲، بے خود دہلوی (م ۱۹۵۵ء)، ۷۱۳، وحشت کلکتوی (م ۱۹۵۶ء)، ۷۱۴، مولانا ظفر علی خاں (م ۱۹۵۶ء)، ۷۱۵، سردار عبدالرب نشتر (م ۱۹۵۸ء)، ۷۱۶، سید علی اختر حیدر آبادی (م ۱۹۵۸ء)، ۷۱۷، ہری چند اختر (م ۱۹۵۸ء)، ۷۱۸، محی الدین احمد ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء)، ۷۱۹، دل شاہجہانپوری (م ۱۹۵۹ء)، ۷۲۰، مولانا غلام محمد ترنم (م ۱۹۵۹ء)، ۷۲۱، نوح ناروی (م ۱۹۶۲ء) ۷۲۲، ہادی مچھلی شہری (م ۱۹۶۳ء)، ۷۲۳، شوکت تھانوی (م ۱۹۶۳ء)، ۷۲۴، حاجی مصطفےٰ خان مصطفےٰ لکھنوی (م ۱۹۶۳ء)، ۷۲۵، فانی جائسی (م ۱۹۶۳ء)، ۷۲۶، اثر صہبائی (م ۱۹۶۳ء)، ۷۲۷، زائر حرم حمید صدیقی لکھنوی (م ۱۹۶۵ء)، ۷۲۸، یحییٰ تنہا (م ۱۹۶۶ء)، ۷۲۹، میر عثمان علی خان نظام دکن (م ۱۹۶۷ء)، ۷۳۰، عبدالعزیز فطرت (م ۱۹۶۷ء)، ۷۳۱، میرزا جعفر علی اثر لکھنوی (م ۱۹۶۷ء)، ۷۳۲، اُستاد سید محمد حسین قمر جلالوی (م ۱۹۶۸ء)، ۷۳۳، شکیل بدایونی (م ۱۹۷۰ء)، ۷۳۴، اختر علی تلہری (م ۱۹۷۱ء)، ۷۳۵، افقر موہانی (م ۱۹۷۱ء)، ۷۳۶، رہ کش صدیقی (م ۱۹۷۱ء)، ۷۳۷، علامہ محی الدین تمنا عمادی (م ۱۹۷۲ء)، ۷۳۸، سراج الدین ظفر (م ۱۹۷۲ء)، ۷۳۹، ابر احسنی گنوری (م ۱۹۷۳ء)، ۷۴۰، حفیظ ہوشیار پوری (م ۱۹۷۳ء)، ۷۴۱، بہزاد لکھنوی (م ۱۹۷۴ء)، ۷۴۲، یوسف جمال انصاری (م ۱۹۷۵ء)، ۷۴۳، محوی صدیقی

لکھنوی (م ۱۹۷۵ء) ۷۴۴، نجم آفندی (م ۱۹۷۵ء) ۷۴۵، شفیق کوٹی (م ۱۹۷۶ء) ۷۴۶، ماہر القادری (م ۱۹۷۸ء) ۷۴۷، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم (م ۱۹۷۸ء) ۷۴۸، پروفیسر محمد طاہر فاروقی (م ۱۹۷۸ء) ۷۴۹، عرش ملسیانی (م ۱۹۷۹ء) ۷۵۰، جمیل مظہری (م ۱۹۸۰ء) ۷۵۱، حافظ مظہر الدین (م ۱۹۸۰ء) ۷۵۲، فضل احمد کریم فضلی (م ۱۹۸۱ء) ۷۵۳، نیرؔ واسطی (م ۱۹۸۲ء) ۷۵۴، احسان دانش (م ۱۹۸۲ء) ۷۵۵

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴ — ۳۸۸

جن شعراء کا کلام اس انتخاب میں شامل ہے ان کے نام یہ ہیں

فخر الدین گرگانی (م ۴۴۶ھ/۱۰۵۴ء) ۲۹۴، حکیم ابو المجد مجدود بن آدم سنائی (م ۵۳۵ھ/۱۱۴۰ء) ۲۹۶، انوری (م ۵۸۷ھ/ ۱۱۹۱ء) ۲۹۹، استاد جمال الدین اصفہانی (م ۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء) ۳۰۰، حکیم خاقانی شروانی (م ۵۹۵ھ/ ۱۱۹۹ء)، نظامی گنجوی (م ۶۱۴ھ/۱۲۱۷ء) ۳۰۶، فرید الدین عطار نیشاپوری (۶۲۷ھ/ ۱۲۳۰ء) ۳۰۸، قطب الدین بختیار کاکی ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۵ء) ۳۱۰، اوحدی کرمانی (۶۳۵ھ/ ۱۲۳۷ء) ۳۱۲، خلاق المعانی کمال الدین اسمٰعیل (۶۳۵ھ/ ۱۲۳۸ء) ۳۱۴، مولانا جلال الدین محمد رومی (۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء) ۳۱۷، شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی (۶۸۸/ ۱۲۸۹ء) ۳۱۹، شیخ سعدی شیرازی (۶۹۰ھ/ ۱۲۹۱ء) ۳۲۱، مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری (۶۹۰ھ/ ۱۲۹۱ء) ۳۲۴، خواجہ ہمام تبریزی (۱۳۱۳ء/۱۳۱۴ء) ۳۲۵، امیر خسرو دہلوی (۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء) ۳۲۶، خواجو کرمانی (م ۱۳۴۹ء) ۳۲۹، ضیاء نخشبی بدایونی (م ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء) ۳۳۱، عماد فقیہہ کرمانی (م ۷۷۳ھ/ ۱۳۷۲ء) ۳۳۲، خواجہ جمال الدین سلمان ساوجی (م ۷۷۸ھ/ ۱۳۷۶ء) ۳۳۳، ابن عماد شیرازی (۸۰۰ھ/ ۱۳۹۸ء) ۳۳۶، مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ/ ۱۴۹۳ء) ۳۳۷، مولانا معین الدین معینی (م دسویں صدی ہجری/سولہویں صدی عیسوی) ۳۴۰، فغانی شیرازی (م ۹۲۵ھ/ ۱۵۱۹ء) ۳۴۲، جمالی دہلوی (۹۴۲ھ/ ۱۵۳۵ء) ۳۴۳، مولانا وحشی بافقی (۹۹۱ھ/ ۱۵۸۳ء) ۳۴۵، مولانا کمال الدین محتشم کاشانی (م ۹۹۶ھ/ ۱۵۸۸ء) ۳۴۶، محمد جمال الدین عرفی شیرازی (م ۹۹۹/ ۱۵۹۱ء) ۳۴۸، حکیم ابو الفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ/ ۱۵۹۶ء) ۳۵۱، خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) ۳۵۲، محمد حسین نظیری (م ۱۰۲۳ھ/ ۱۶۱۴ء) ۳۵۴، حکیم شیرازی (م ۱۶۳۳ء)، میرزا جلال اسیر (م ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء) ۳۵۸، حاجی جان محمد قدسی (م ۱۰۵۶ھ/ ۱۶۴۶ء)، سعد اللہ مسیحائے پانی پتی (م گیارھویں صدی ہجری/سترھویں صدی عیسوی) ۳۶۱، محمد اکرم غنیمت کنجاہی (م ۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۸ء) ۳۶۲، میرزا داراب بیگ جویا تبریزی (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۶ء) ۳۶۴، میرزا عبدالقادر بیدل (م ۱۱۳۳ھ/ ۱۷۲۱ء) ۳۶۴، ۳۶۵، میر سید علی مشتاق اصفہانی (۱۱۷۱ھ/ ۱۷۵۸ء) ۳۶۷، شیخ محمد علی حزیں (م ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء) ۳۶۹، حکیم قاآنی (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) ۳۷۱، اسد اللہ خاں غالب دہلوی (م ۱۸۶۹ء) ۳۷۴، نواب مصطفےٰ خان حسرتی شیفتہ (م ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء)، محمد حسن شہری (۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۱ء) ۳۷۹، نواب ضیاء الدین احمد خاں نیر رخشاں (رئیس لوہارو) (۱۸۸۳ء) ۳۸۰، خواجہ مستان شاہ کابلی (م ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء) ۳۸۱، علامہ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) ۳۸۲، غلام قادر گرامی جالندھری (م ۱۹۲۷ء) ۳۸۴، علامہ اقبالؒ (م ۱۹۳۸ء) ۳۸۵، سید منظور احمد محمود مکان شریفی (م ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) ۳۸۶، جگر مراد آبادی (م ۱۹۶۰ء) ۳۸۷

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (عربی) (۱۰) ۱۹۳ — ۲۹۳

روضۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار ۱۹۵، ھمزیۃ البوصیری (م ۱۲۹۶ھ) ۱۹۴، ابن حجۃ الحموی (م ۸۳۹ھ) ۱۹۵، شیخ عبدالرحیم البرعی (م ۱۴۰۰ء) ۱۹۷، ابن نباتہ مصری (م ۷۶۸ھ) ۲۰۲، شہاب الدین محمود الحلبی ۲۰۴، شیخ جمال الدین الصرصری (م ۱۲۵۸ء) ۲۰۷، عبدالرحمان بن خلدون (م ۱۴۰۶ء) ۲۱۲، علامہ ابن حجر (م ۱۴۴۸ء) ۲۱۵، شیخ عبداللہ شبراوی (م ۱۷۵۸ء) ۲۱۹، شیخ حسین دُجانی (م ۱۸۵۲ء) ۲۲۲، شیخ عبدالغنی نابلسی (م ۱۷۳۰ء) ۲۲۳، شیخ احمد تھانیسری (م ۱۴۱۷ء) ۲۲۵، حضرت ابُو طالب بن عبدالمطلب (م ۶۲۰ء) حضرت عثمان غنی رض (الشہید ۶۵۰ء)، حضرت عمر فاروق رض (الشہید ۶۴۴ء) ۲۳۰، حضرت ابوبکر صدیق رض (م ۶۳۴ء) حضرت حمزہ رض بن عبدالمطلب بن ہاشم (الشہید ۶۲۵ء) ۲۳۲، حضرت فاطمۃ الزہراؓ (م ۶۳۲ء) ۲۳۳، ام المومنین حضرت عائشہ رض صدیقہ (م ۶۷۷ء) ۲۳۴، ابن العربی ابوبکر محی الدینؒ (الشیخ الاکبر) (م ۱۲۴۰ء) ۲۳۵، حضرت کعب بن زُہیر (م ۶۲۲ء) ۲۳۶، اعشیٰ ۲۳۷، محمد جاراللہ السمہودی (قصیدۂ ذوقافیتین) ۲۳۹، حضرت ابُوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (۶۴۱ء) ۲۴۱، حضرت عباس رض بن مرداس ۲۴۳، حضرت عبداللہ بن رواحہ رض (م ۶۲۹ء) ۲۴۴، ابوالعتاہیہ (م ۸۲۶ء) ۲۴۶، حضرت عبداللہ بن زبعری رض ۲۴۹، حضرت کعب بن مالک رض ۲۵۱، حضرت حسان رض بن ثابت انصاری (م ۶۴۰ء) مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہ (م ۱۸۲۴ء) ۲۵۸، علامہ آزاد بلگرامی (م ۱۷۸۶ء) ۲۵۹، احمد شوقی (م ۱۹۳۲ء) ۲۶۳، ابوالعلی محمد بن المستنیر بن احمد قطرب (م ۸۲۱ء) ۲۶۹، شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۷۶۲ء) ۲۷۴، حضرت عمر رض (جن) ۲۷۹، حضرت عباس رض بن عبدالمطلب (م ۶۵۳ء) ۲۸۲، حضرت علی المرتضیٰ رض (الشہید ۶۶۱ء) ۲۸۴، مولانا محمد فضل حق خیر آبادی (م ۱۸۶۱ء) ۲۸۶، ابومحمد طاہر سیف الدین (م ۱۹۶۵ء) ۲۸۸، مولانا شاہ رفیع الدینؒ دہلوی ابن شاہ ولی اللہ (م ۱۸۱۸ء) ۲۹۰، امام زین العابدینؒ علی السجاد بن الحسین رض (م ۷۱۲ء)، امام اعظم ابُوحنیفہ کوفی، نعمان بن ثابت رض ۲۹۲۔

نامعلوم۔ حضرت علیؓ اور رسولؐ خدا (۹) ۷۱۳ — ۷۲۲

اس میں ان احادیث کو جمع کیا ہے، جو آپؐ کے فضائل و مناقب کے بارے میں ہیں۔ یہاں پر چند کے متعلق مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے، آپؐ نے حضرت علی سے فرمایا: "تم میرے بھائی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہو" ۷۱۷، آپؐ نے غدیر خم کے مقام پر فرمایا: جس شخص کا میں مولا ہوں علیؓ اس کا مولا ہے"۔ ۷۱۹، "علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے حاکم ہیں"۔ ۷۲۱، خیبر کے دن سرورِ کائناتؐ نے فرمایا: "میں ایسے مرد کو علم دوں گا، جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں" ۷۲۲۔

نثار احمد، ڈاکٹر: شعب ابی طالب (۹) ۲۶۰ - ۲۶۸

شعب ابی طالب کا مقاطعہ کیوں کیا گیا؟ اس کے شرائط ۲۶۱، ترکِ موالات کا معاملہ صرف بنو ہاشم کے ساتھ ہی کیوں مخصوص رکھا ۲۶۲، شعب ابی طالب کا محلِ وقوع ۲۶۳، پابندیوں کی تفصیل ۲۶۴، معاشرتی اور معاشی انقطاع ۲۶۶، مقاطعہ کیسے ختم ہوا ۲۶۷۔

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقاء (۵) ۱۱ - ۲۷۸

افتتاحیہ ۱۲، باب اوّل: بعثت نبویؐ کے وقت دنیا کا سیاسی نظام ۱۷، فارس ۲۲، ہندوستان ۲۶، چین ۲۹، دوسرے

ممالک ۲۰، عرب ۲۱، باب دوم: تاسیس ریاست ۴۴، ریاست کی فکری بنیادیں ۴۴ - (الف) ایمان باللہ ۴۸، (ب) ایمان بالملائکہ ۴۹، (ج) ایمان بالرسالت (د) ایمان بالکتب ۵۲، (ہ) ایمان بالآخرت ۵۳، تشکیل معاشرہ ۵۴، تنظیم معاشرہ ۷۴، (الف) پہلا مرحلہ ۷۴، آغاز ریاست ۹۰، باب سوم: توسیع ریاست ۱۱۲، دور اول (۱ھ تا ۵ھ) ۱۱۳، دور دوم (۶ھ تا ۱۱ھ) باب چہارم: استحکام ریاست ۱۶۱، دور اول ۱۶۱، دور دوم (وصال نبویؐ تک) ۱۷۷، باب پنجم: انتظام ریاست ۱۸۴، مقتدر اعلیٰ ۱۸۴، رئیس مملکت ۱۹۱، صیغۂ خاص ۲۰۱، صیغۂ توقیعات و فرامین ۲۰۲، صیغۂ احتساب ۲۰۲، صیغۂ جات امور داخلہ ۲۰۴، صیغۂ تعلقات خارجہ ۲۰۷، صیغۂ ہائے مالیات ۲۰۸ - (الف) غنیمت ۲۱۰ (ب) فے ۲۱۲، (ج) خراج ۲۱۲، (د) جزیہ ۲۱۳، (ہ) زکوٰۃ ۲۱۳، (د) صدقات ۲۱۵، صیغۂ ہائے عسکری ۲۱۶، صیغۂ عدالت ۲۲۰، صیغۂ ہائے تعلیم و تربیت ۲۲۵، صوبائی نظام ۲۲۷، حواشی باب اول: بعثت نبویؐ کے وقت دنیا کا سیاسی نظام ۲۳۱، حواشی باب دوم: تاسیس ریاست ۲۴۴ - تشکیل معاشرہ ۲۴۶، تنظیم معاشرہ ۲۵۳، حواشی - باب سوم: توسیع ریاست ۲۸۱، حواشی باب چہارم: استحکام ریاست ۳۰۵ - دور اول ۳۰۵، دور دوم ۳۰۸، حواشی - باب پنجم: انتظام ریاست ۳۱۳، اختتامیہ ۳۳۳، کتابیات ۳۳۵ - (۱) قرآن اور علوم قرآن ۳۳۵ (ب) احادیث و تراجم ۳۳۵، (ج) فقہ اور اصول فقہ ۳۳۶، (د) دیگر کتب ۳۳۶ (ہ) لغات اور معجم وغیرہ ۳۳۸ (د) کتب اردو ۳۳۹

نثار احمد، ڈاکٹر: مواخاۃ صحابہؓ (۹) ۵۲۳ - ۵۴۲

مواخاۃ کے معنی ۵۲۳، مواخاۃ کا زمانہ ۵۲۴، اس کے فوائد ۵۲۴، مواخاۃ کے تین پہلو ۵۲۸، پہلی مواخاۃ میں شامل لوگ ۵۲۹، مواخاۃ مدینہ ۵۳۰، مواخاۃ کا دوسرا پہلو ۵۳۰، اس کا تیسرا پہلو ۵۳۰، انصار و مہاجرین کی تعداد جن کے درمیان عقدِ مواخاۃ قائم کیا گیا ۵۳۱، اکیاسی مہاجرین اور اکیاسی انصار کے نام ۵۳۳، چودہ مہاجرین صحابہ ۵۳۷

نثار احمد، ڈاکٹر: ہجرت مدینہ کے اسباب و محرکات (۸) ۲۲۴ - ۲۴۵

ہجرت کے لغوی معنی ۲۲۵، مہاجرین کے لئے قرآن میں اجر و ثواب کا ذکر ۲۲۷، ہجرت سے سرفرازی، رفعت اور سربلندی کا حصول ۲۲۹، راہِ ہجرت کی رکاوٹوں کا دور ہونا ۲۴۱، ہجرت کے لئے ترغیب و تحریک ۲۴۳، ہجرت کے لئے مکمل رہنمائی ۲۴۴

نجار، غلام قادر (مترجم): عثمان پر کہے گئے مراثی کا ذکر (۹) ۷۰۸ - ۷۱۲

ان لوگوں کے نام جنہوں نے آپؓ کی شہادت پر مرثیے کہے ۷۰۸، کعب بن مالک انصاری ۷۰۹، ولید بن عقبہ ۷۰۹، نضر بن حارث ۷۱۰، حنظلہ بن ربیع تمیمی ۷۱۰، مغیرہ بن اخنس ۷۱۱، عثمانؓ کی شہادت پر جنات کا نوحہ ۷۱۱، جنوں کے نوحے ۷۱۲

نور الٰہی (مترجم): النبی الامی از شہید مرتضیٰ المطہری (۷) ۷۲۱ - ۷۵۲

نیاز فتحپوری: ہمارے نبیؐ کی قوت عمل (۹) ۴۰۳ - ۴۱۰

ترقی کی دو قسمیں ۴۰۴، عالم کے ارتقائی مدارج ۴۰۵، بعثت نبویؐ کے وقت عالم کی حالت ۴۰۶، تبلیغ رسالت میں مشکلات ۴۰۷، اسوۂ محمدی میں استقامت ۴۰۸، اسوۂ رسول میں قوت عمل کی تعلیم ۴۰۹

و

ولی اللہ دہلوی، شاہ: مآثر و اوصاف عثمانؓ (۹) ۷۰۲ - ۷۰۷

ذوالنورین ۷۰۳، حضرت عثمان کے لئے رسولؐ خدا کی دعا ۷۰۳، بے نفسی ۷۰۴، تواضع ۷۰۴، صبر ۷۰۴، حیاء ۷۰۴، رفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۴، مشابہت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۴،

حضرت عثمانؓ کے حکیمانہ اقوال ۷۰۵، اشاعتِ قرآن کے لئے اہتمام ۷۰۵، آخری نکتہ ۷۰۷

ھ

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۹) ۲۵۷ — ۳۱۵

سنت و حدیث اوران کی تشریعی حیثیت ۲۵۸، اصطلاحی معنی ۲۵۸، سنت اصطلاحِ فقہا میں ۲۵۸، سنت اصطلاحِ محدثین میں ۲۵۹، سنت اور حدیث ۲۵۹، علوم الحدیث ۲۵۹، اقسامِ حدیث ۲۶۰، مختصر تاریخ حدیث ۲۶۱، دورِ تابعین ۲۶۳، حدیث کی چند مستند اور مشہور کتابیں ۲۶۳، نامقبول رواۃ ۲۶۳، راوی کے امتیازات خصائص ۲۶۳، مشتبہ احادیث ۲۶۴، سنت کی تشریعی حیثیت ۲۶۴، ارشادات ربانی ۲۶۴،

اعتقادات ۲۶۷، نیت ۲۶۷، ایمان، اسلام، اعتصام (مضبوط پکڑنا) اقتصاد (میانہ روی) ۲۶۷، خدا اور بندے کا ایک دوسرے پر کیا حق ہے ۲۶۸، شفاعت کا سب سے زیادہ حق ۲۶۸، کلماتِ زبان کا انجام ۲۶۹، جنتی اور جہنمی فرقہ ۲۷۰، بدمذہب ۲۷۱، ایمان کی خصلتیں ۲۷۴، ایمان کا سب سے اعلیٰ اور سب سے ادنیٰ عمل ۲۷۴، تین چار قسمیہ کا بیان ۲۷۴، حلاوتِ ایمان کن کو حاصل ہوتی ہے ۲۷۴، تکمیلِ ایمان کے ذریعے ۲۷۵، مسلم اور مومن کی صحیح تعریف ۲۷۵، ایمان کی تین بنیادیں ۲۷۵، اقرارِ توحید کا اثر دنیا میں ۲۷۵، مغزِ اسلام (سات سوالوں کا جواب) ۲۷۶، تغییر اور تفرق ۲۷۶، سنت اور بدعت ۲۷۸، احکام ایمان اور بیعت ایمان ۲۷۹، عورتوں کے اسلام کا امتحان ۲۷۹، انسان فطرت اسلام پہ پیدا ہوتا ہے ۲۸۰، ایمان اور عمل کا گہرا تعلق ۲۸۰، دین صحیح کیا ہے ۲۸۰، عجیب و لطیف تمثیل ۲۸۱، پانچ باتیں ۲۸۱، جنت کی کیفیت ۲۸۲، وعظ ۲۸۲، علم اور علمائے کرام ۲۸۵، کتاب و سنت سے وابستگی ۲۸۸، چند وصایائے نبویؐ ۲۸۸، ہر کلمۂ خیر کا سرچشمہ زبان رسالت ہے ۲۸۹، بہترین کلام اور بہترین سیرت ۲۸۹، اقتدائے قرآن کا صلہ ۲۸۹، احیائے سنت نبویؐ کا انعام ۲۹۰، قرآن اور دیگر صحف انبیاء پر ایمان ۲۹۰، تھوڑی نیکی نئی بدی سے بہتر ہے ۲۹۰، بدعت پر وعید ۲۹۰، فرقے بندی کی لعنت اور انتباہ ۲۹۱، تقدیر کا بیان ۲۹۱، آخری بازگشت رحمتِ الٰہی ہے نہ کہ عمل ۲۹۲، دین اسلام میں سہولتیں ہیں نہ کہ سختیاں ۲۹۲، قبر کا عذاب حق ہے ۲۹۲، مصائب میں رحمت کا پہلو ۲۹۵، اسقاط شدہ بچہ شفیع ہوگا ۲۹۶، رقوب اور عدیم کا صحیح مفہوم ۲۹۶، مدینے کے لیے نجارہ کا انتخاب ۲۹۶، تقدیر و تدبیر ۲۹۷، تقدیر کی صحیح حقیقت ۲۹۷، گریہ و غم ۲۹۸، چند اور رسومِ جاہلیت اور ان کی سزا ۲۹۸، حوض کوثر اور شفاعت ۲۹۸، جنت کا بیان ۲۹۹، دوزخ کا بیان ۲۹۹، کتاب الزکوٰۃ ۳۰۰، تبلیغ میں حکمت تدریج اور زکوٰۃ کا مصرف ۳۰۰، قسم ۳۰۱، تصاویر ۳۰۱، تصاویر کی خاص نوعیت ۳۰۱، کتاب التفسیر ۳۰۲، رائے کو پابند قرآن ہونا چاہیے نہ کہ قرآن کو پابند رائے ۳۰۲، حقیقتِ قرآن بزبان رسالت ۳۰۲، انبیائے کرام زندہ ہیں ۳۰۳، برأت ۳۰۴، حجر۔ فراست مومن سے ہوشیار رہو، فرقان، رحمتِ الٰہی اور تکفیر سیآت ۳۰۵، تقدیر، نفع و نقصان اور مشیتِ الٰہی ۳۰۵، تقدیر و تدبیر کا طلب ۳۰۶، قضا و قدر پہ بے اطمینانی ۳۰۶، توفیق الٰہی ۳۰۷، اگر مگر کا غلط استعمال ۳۰۷، تقدیر کی جزئیات میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں ۳۰۷، سعادت و شقاوتِ انسانی ۳۰۹، جف القلم ۳۰۹، تقدیریات پر بحث نہ کرو ۳۰۹، توحید کی نزاکت ۳۱۰، جنت میں نیند نہیں ۳۱۰، دیدارِ الٰہی ۳۱۰

عبادات ۳۱۱، وضو ۳۱۱، حج ۳۱۲، دعا ۳۱۲، اعمال میں میانہ روی ۳۱۶، سنت نبویؐ کی توضیح اور عبادت کے غلط تصور کی اصلاح ۳۱۷، سنت کے معنیٰ تقشف کے نہیں ۳۱۸، صائم الدھر ہونا کوئی روزہ نہیں ۳۱۸، تھوڑے عمل میں مداومت ۳۱۹، اسلام میں تقشف نہیں ۳۱۹، پتے کی بات ۳۱۹، ہر شے میں اعتدال ۳۱۹، استنجا ۳۲۰، غسل ۳۲۱، ذکر ۳۲۱، کتاب طہارت و پاکیزگی ۳۲۲، کھڑے پانی کے اندر پیشاب کرنا ۳۲۳، کتے کا جھوٹا برتن ۳۲۳، تین جگہوں پر رفع حاجت ۳۲۳، رفع حاجت کے بعد ذکر الٰہی ۳۲۳، سیدھے اور الٹے ہاتھ میں تقسیم کار ۳۲۴، نماز ۳۲۴، زکوٰۃ ۳۲۶، وضو اور اس کے متعلقات ۳۲۷، گندگی بھی گناہ ۳۲۷، وضو اور مسواک ۳۲۸، سوکر اٹھنے کے بعد مسواک ۳۲۸، مسواک کی فضیلت ۳۲۸، سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا ۳۲۸، وضو میں پانی کا اسراف ۳۲۹، وضو کے بعد اعضاء کا پونچھنا ۳۲۹، مسح ۳۲۹، دونوں نیکو کاریں ۳۲۹، جماعت ۳۳۰، صلوٰۃ ۳۳۱، کتاب الصلوٰۃ ۳۳۲، نماز سے گناہ دھلنے کی تمثیل ۳۳۲، ذو وقت کی نماز بھی دوزخ سے بچالیتی ہے ۳۳۲، نماز میں پابندی وقت ۳۳۲، نماز وقت پر ادا ہونی چاہیے ۳۳۲، تین قسم کی تاخیر سے بچو ۳۳۳، مسجد ۳۳۴، مقام ستر کا پردہ کرنا ۳۳۵، نماز کے مقام ۳۳۵، نماز میں مصالح کا لحاظ ۳۳۶، ایک رکعت سے چار رکعات تک ۳۳۶، اوقات نماز میں موسمی لحاظ رکھنا چاہیے ۳۳۶، اول طعام بعدہ کلام ۳۳۶، سحر خیزی اور قرب الٰہی ۳۳۷، امام اور مؤذن کا مقام ۳۳۷، جمعہ ۳۳۸، نماز میں بات نہیں کرنی چاہیے ۳۳۹، مسجد ۳۳۹، حلال کمائی سے تعمیر مسجد کا انعام ۳۳۹، مسجدوں کو صاف اور معطر رکھو ۳۴۰، عورت کے لئے سب سے بہتر مقام نماز ۳۴۰، بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آؤ ۳۴۰، استقبال قبلہ ۳۴۱، سمت قبلہ کی وسعت ۳۴۱، کشتی میں نماز کس طرح ادا کی جائے ۳۴۱، یمنیٰ مسجد ۳۴۱، ایک کپڑے میں نماز ۳۴۱، عید اور بقر عید ۳۴۲، امام کے اوصاف ۳۴۳، مریض کی نماز ۳۴۴، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نمازیں ۳۴۵، نماز کے اندر عبد و معبود کے حصے ۳۴۵، نماز میں جائز و ممنوع افعال ۳۴۶، نماز میں سترہ ۳۴۶، اونگھتے ہوئے نماز ادا کرنا ۳۴۶، اجتماعیت کی اہمیت ۳۴۷، غسل و کفن ۳۴۷، صفوں کی ترتیب ۳۴۷، جماعت کے بعض احکام ۳۴۸، دوسری جگہوں میں جاکر امامت کا شوق نہ کرو ۳۴۸، کس قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ۳۴۸، مقتدی اکتا نہ جائیں (اقتدا کے بعد امامت) ۳۴۹، مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے ۳۴۹، عورت کی رعایت سے نماز میں اختصار ۳۴۹، تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے ۳۵۰، ہر عمل میں حضوری قلب ضروری ہے، رسولؐ اللہ کو لقمہ دینا ۳۵۰، جنازہ ۳۵۱، جمعہ کی نماز ۳۵۲، نماز جمعہ ۳۵۴، قربانی چھوٹی سی چھوٹی چیز کی بھی ہوسکتی ہے ۳۵۴، جمعہ کو حاضر ہونے کا طریقہ ۳۵۴، جمعہ میں کسی کو "چپ رہو" کہنا بھی بولنا ہے ۳۵۵، نہایت لطیف تشبیہ (مجمع کو چیرنے والوں کے لیے) ۳۵۵، دوران خطبہ میں نماز یا گفتگو نہ ہونی چاہیے ۳۵۵، نماز سفر ۳۵۵، تین فرسخ پر قصر نماز ۳۵۵، مسافرت میں نوافل نہ ادا کیے جائیں ۳۵۶، شہید ۳۵۶، قبروں کی زیارت ۳۵۷، نماز میں کمی کرنا ۳۵۷، رات کی نماز ۳۵۸، نماز خوف ۳۵۸، صلوٰۃ الخوف کا ایک طریقہ ۳۵۸، صلوٰۃ الخوف کا دوسرا طریقہ ۳۵۹، نماز عید ۳۵۹، عورتوں میں خطبۂ عید ۳۵۹، اگر جمعہ کے دن عید ہو تو جمعہ ضروری نہیں ۳۶۰، ہتھیار بند ہوکر عید کے لیے نکلنا ۳۶۰، نماز کسوف ۳۶۰، چھ رکعتوں میں صرف چار سجدے ۳۶۰، کتاب الزکاۃ ۳۶۱، روزہ ۳۶۲، نماز استسقاء ۳۶۵، توسل ۳۶۵، چاشت و استخارہ ۳۶۶، صدقے کا وسیع مفہوم ۳۶۶، تین عمل کے خوشگوار مفہوم ۳۶۶،

قیام لیل ۳۶۶، شب زندہ داری کی برکتیں ۳۶۶، نمازِ
شب کی تاکید ۳۶۷، مومن کا عزو شرف کس بات میں ہے
۳۶۷، طاعت و معصیت کا مقابلہ ۳۶۷، صدقۂ فطر ۳۶۸،
اہل و عیال کا خرچ، صدقہ کی فضیلت ۳۶۹، تراویح ۳۷۲،
نفل گھر پر ادا کرنا افضل ہے ۳۷۲، نمازِ عشاء کے بعد بے ضرورت
گفتگو ۳۷۲، نمازِ عشاء کے بعد مفید باتیں ۳۷۳، فنا فی اللہ
ہونے کا مطلب اور ذریعہ ۳۷۳، چند افضل عبادات ۳۷۴،
روزہ ۳۷۴، صلۂ رحم ۳۷۸، نمازِ جنازہ ۳۷۹، غائبانہ نماز
جنازہ ۳۷۹، خودکشی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے ۳۷۹، غیر مسلم
کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا ۳۷۹، خون شہیداں از آب اولیٰ
ترست ۳۸۰، ایک کفن میں کئی مُردے ۳۸۰، کتاب الزکوٰۃ
۳۸۰، جس کا سب کچھ اللہ کے لیے وقف ہو اس پر زکوٰۃ
نہیں ۳۸۰، وقت سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے ۳۸۱،
زکوٰۃ وصول کرنے میں آسانی کا حکم ۳۸۱، رویتِ ہلال ۳۸۲،
نجاست رفع کرنا اور پاک کرنا ۳۸۲، زکوٰۃ کہاں فرض ہے
۳۸۳، زیوروں پر زکوٰۃ ۳۸۳، مالِ یتیم کو تجارت میں
لگانے کا حکم اور اس کی مصلحت ۳۸۳، ہر مالِ تجارت پر
زکوٰۃ ہے ۳۸۴، صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے
۳۸۴، زکوٰۃ کس کو دینا جائز نہیں ۳۸۴، ابنائے ہاشم
کے لیے صدقہ جائز نہیں ۳۸۴، شبِ قدر ۳۸۵، موت
۳۸۵، صدقے کا وسیع مفہوم ۳۸۸، ردی کھجوروں کا صدقہ
۳۸۸، اعتکاف ۳۸۸، فضائل نماز، روزہ، زکوٰۃ
وغیرہ ۳۸۹، متعلقات صدقہ ۳۹۰، متاعِ عزیز کی مثال
۳۹۰، شوہر اور سوتیلے یتیم فرزند کو صدقہ دینا ۳۹۱، شوہر
کے مال میں سے صدقہ کرنا ۳۹۱، اعمال اور اقوال کے
فضائل۔ متفرق حدیثیں ۳۹۲، فتنہ و اختلاف وغیرہ ۳۹۲،

تلاوت قرآن مجید ۳۹۳۔ کتاب الصوم ۳۹۶، فضائل صوم
۳۹۶، صوم کا لا انتہا اجر اور اس کی فرحتیں ۳۹۶، صوم سپر بھی
ہے، بشرطیکہ شگاف نہ ڈالا جائے ۳۹۶، باب الریان ۳۹۷،
روزہ کھلوانے کا اجر ۳۹۷، روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے اور
نصف صبر ۳۹۷، طاعم شاکر اور صائم صابر یکساں ہیں ۳۹۷،
مساجد ۳۹۷، ہبہ و وصیت ۳۹۸، کتاب الحج ۳۹۸، روزے
کے متعلق چند خاص باتیں ۴۰۰، ایک ہی فتویٰ سب کے لیے
نہیں ہوتا۔ احوال و ظروف کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ۴۰۰، صورتِ
افطار کی مگر روح صوم کی ہو سکتی ہے ۴۰۱، معنیً افطار اور صورۃً
صوم ۴۰۱، دوسرے کو تکلیف دے کر روزہ نہ رکھا جائے ۴۰۱،
یوم عاشورا کا روزہ ۴۰۱، ظاہراً افطار اور حکماً روزہ اور روزے
داروں کا احترام ۴۰۲، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے
مہینے کے روزے صرف رمضان میں رکھے ۴۰۲، صائم ادھر
ہونے سے بچو ۴۰۲، جنگ کے موقع پر روزہ رمضان نہ رکھنا
چاہیے ۴۰۳، خدمت خلق، روزہ رکھنے سے زیادہ ثواب ہے ۴۰۳،
سفر میں روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے ۴۰۳، کسی جان کا خیال
روزے سے زیادہ ضروری ہے ۴۰۴، روزے میں قوت برداشت
کا لحاظ ضروری ہے ۴۰۴، میت کی طرف سے ولی بھی روزے
رکھ سکتا ہے ۴۰۴، ولی صوم نذر کو میت کی طرف سے ادا کرے ۴۰۴،
مدینہ طیبہ کی حاضری ۴۰۵، کتاب الحج ۴۰۵، پاکیزہ حج کب ہوتا
ہے ۴۰۵، آغاز کار کے بعد موت مانع امر نہیں ۴۰۶، حائض کا
حج کس طرح ہو ۴۰۶، خطبۂ حج ۴۰۶، دوسروں کو دھکا دے کر
حجر اسود کو چومنا ۴۰۶، طواف بھی نماز ہی کی ایک شکل ہے ۴۰۷،
کنکریاں چننے میں بھی غلو سے بچو ۴۰۷، رسم حج کی اصلی روح ۴۰۷،
قربانی ۴۰۷، صلۂ رحمی عید الاضحیٰ کی قربانی سے زیادہ افضل ہے
۴۰۷، حلال و حرام جانور ۴۰۸، قربانی ۴۰۸، قسم ۴۰۹، مضر قسم

کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے ۴۰۹، منت ۴۱۰، منت ماننے کے دو پہلو ۴۱۰، لایعنی منت کو پورا نہ کرنا چاہیے ۴۱۰، ناقابلِ برداشت منت میں ترمیم ۴۱۰، قسم اور نذر کہاں کہاں غلط ہے ۴۱۱، کسی کا دل رکھنے کے لئے ایفائے نذر کی اجازت ۴۱۱، عقیقہ ۴۱۲، کتاب الجہاد ۴۱۲، سرحد کی حفاظت ۴۱۳، حفاظتِ سرحد کی فضیلت ۴۱۳، سمندری سرحد کا پہرہ ۴۱۳، جہاد سے واپسی ۴۱۳، تساہل ۴۱۴، غزوے میں تساہل کرنے کا اثر ۴۱۴، مرنا یا زخمی ہونا ۴۱۴، راہ خدا میں مرنے اور زخمی ہونے کی قیمت ۴۱۴، جہاد کی بنیاد اور تمنائے نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ۴۱۵، دو قسم کی آنکھیں آگ سے محفوظ رہیں گی ۴۱۵، درجاتِ جنت اور جہاد ۴۱۶، جنت کہاں ہے ۴۱۶، راہ خدا میں تیر چلانا ۴۱۶، جہاد صرف قتال نہیں ۴۱۶، مجاہد کی تیاری ۴۱۷، صحیح مجاہد کی نشان ۴۱۷، خدا کی چار پسندیدہ چیزیں ۴۱۷، شہدا کی فضیلتیں ۴۱۸، شہید کی تمنا ۴۱۸، شہید کا قرض معاف نہیں ہوتا ۴۱۸، راہِ خدا میں قتل ہونے سے بندوں کا حق معاف نہیں ہوتا ۴۱۸، ایک بے عمل مگر خوش نصیب مجاہد و شہید ۴۱۹، صدق نیت کا اثر ۴۱۹، شہادت کی اقسام میں وسعت ۴۱۹، جہاد کے آداب و وجوب ۴۲۰، جہاد و نماز کا غیر معیاری امام اور اجتماعیت کی اہمیت ۴۲۰، جہاد میں ہر صلاحیت سے کام لینا چاہیے ۴۲۰، تمنائے جنگ کی ممانعت اور ثابت قدمی کا حکم ۴۲۰، ترکِ جہاد کا نتیجہ ۴۲۰، جہاد صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہیے ۴۲۱، ایک مخلص خوش نصیب کی داستان شہادت ۴۲۱، جنگی احتیاط ضروری چیز ہے ۴۲۲، مجاہد کا بھروسا اسباب پر نہیں بلکہ خدا پر ہوتا ہے ۴۲۲، جنگ میں قوانین اخلاق ۴۲۳، جہاد کے ضروری احکام ۴۲۳، عورتوں کی شرکت جہاد اور دوسرے چند مسائل ۴۲۴، مجاہد عورتوں کی خدمات ۴۲۵، اخلاص نیت اور قدر ۴۲۵، شہسواری و تیر اندازی ۴۲۶، کتاب التفسیر ۴۲۶، تلاوت قرآن حکیم کی برکات ۴۲۶، قرآن میں سفر و اقامت کا اجتماع ۴۲۷، انہماک قرأت کا اجر ۴۲۷، قرأتِ قرآن سری و جہری ۴۲۷، روانی کے ساتھ اور اٹک اٹک کر پڑھنے والے ۴۲۷، قرأت سے متعلق عمدہ تشبیہیں ۴۲۸، قاری قرآن غلام کو امیر بنایا گیا ۴۲۸، خانہ خراب کون ہے ۴۲۹، قرآن پڑھ کر کس سے سوال کیا جائے ۴۲۹، ایمان بالقرآن کس کا نہیں ہوتا ۴۲۹، کرامت قرآنی اور استعارے کی گفتگو ۴۲۹، برکاتِ قرآنی ۴۳۰، سبع مثانی کیا چیز ہے ۴۳۰، قرآن سیکھنے والے کی اعلیٰ مثالیں ۴۳۰، فضیلت سورہ بقرہ ۴۳۰، بعض اور سورتوں کے فضائل ۴۳۱، سورہ بقرہ ۴۳۱، آیتِ طوافِ صفا و مروہ کی تفسیر ۴۳۱، آیت اطاقت صوم کی صحیح تفسیر ۴۳۲، آیت تزود کی تفسیر ۴۳۲، فضل الٰہی کی جستجو کوئی گناہ نہیں ۴۳۲، سورۂ آلِ عمران ۴۳۳، ایک سوال کا لطیف جواب ۴۳۳، سورۃ النساء ۴۳۴، بحالتِ امن سفر میں قصرِ نماز کیوں ہے ۴۳۴، جزائے عمل کی ایک خاص نوعیت ۴۳۴، طٰہٰ ۴۳۵، دین کا مقصد ریاضت شاقہ نہیں ۴۳۵، روم ۴۳۵، قرآن حکیم میں نماز پنجگانہ ۴۳۵، تحریم ۴۳۵، تدبر قرآن کا مطلب محض لغوی تحقیق نہیں ۴۳۵، آداب تلاوت قرآن وغیرہ ۴۳۶، گر تو قرآن برین نمط خوانی ۴۳۶، قرأت سے دوسروں کو دق کرنا ۴۳۶، دورِ قرآنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۳۶، اذکار اور ادعیہ ۴۳۷، سو بات کی ایک بات ۴۳۷، حسین بدلے ۴۳۷، دنیا کی جنت ۴۳۷، قابلِ رشک اہل محبت ۴۳۸، اولیاء اللہ کی پہچان ۴۳۸، بہترین ذکر اور بہترین روزی ۴۳۸، غافلوں میں یاد الٰہی کرنے والے کا درجہ ۴۳۸، ذکرِ الٰہی کس حد تک ۴۳۹، ذکر الٰہی اور نجات ۴۳۹، دعا عین عبادت ہے ۴۳۹، دعا مغزِ عبادت ہے ۴۳۹،

سب سے بہتر دعا کس چیز کی ہوتی ہے ۴۴۰، دعا کی قبولیت کے کئی انداز ہیں ۴۴۰، دعا مومن کا ہتھیار ہے ۴۴۰، دعا کے اوقات اور کیفیات وغیرہ ۴۴۱، رحمت کی پکار ۴۴۱، اوقاتِ قبولیت ۴۴۱، سجدے میں دعا ۴۴۱، آسائش میں دعا کی برکات ۴۴۱، نذر دار التجا اللہ پر دباؤ ڈالا نہیں ۴۴۲، جامع دعا سے دلچسپی ۴۴۲، عدم قبول کا گلہ ۴۴۲، کلماتِ بد دعا سے اجتناب کرو ۴۴۲، جو مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگو ۴۴۳، ترکِ دعا کی عادت قابلِ ترک ہے ۴۴۳، قبولِ دعا کا انتظار بھی بہترین عبادت ہے ۴۴۳، اُمتی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلوٰۃ ۴۴۳، زیادتی کرنے والے کے لیے بد دعا ۴۴۴، اولاد کی دعا کیا اثر رکھتی ہے ۴۴۴، حکیمانہ دعا ۴۴۴، اسمائے حسنہ ۴۴۴، اسمائے الٰہیہ ۴۴۴

معاملات: ۴۴۷، جاہلیت کے اقسام نکاح ۴۴۷، تجرد کی زندگی کوئی تقویٰ نہیں ۴۴۸، کتاب البیوع ۴۴۹، حلال روزی ۴۴۹، ایمان، اسلام، اعتصام (مضبوط پکڑنا)، اقتصاد (میانہ روی)، امانت، امر معروف (نیک کام کا حکم)، امید، اجل وغیرہ ۴۴۹، کتاب النکاح ۴۵۰، نکاح محافظ نگاہ و عصمت ہے، مجرد کے لیے روزہ محافظ ہے ۴۵۰، نکاح کا مقصد نسل انسانی کی بقا بھی ہے ۴۵۰، زنِ صالحہ کی قدر و قیمت ۴۵۰، اچھا تاجر ۴۵۱، سود کا بیان ۴۵۱، بیع، راستی، امانت، سہولت، بزاز، حرام چیز کا بیچنا، دھوکا وغیرہ ۴۵۲، رہن اور بیع سلم ۴۵۶، شاہد داذن ۴۵۶، بغیر گواہوں کے عورت کو خود نکاح کرنا ۴۵۶، بالغہ کا اذن ضروری ہے ۴۵۷، نکاح بلا رضا کو عورت توڑ سکتی ہے، خواہ باپ ہی کیوں نہ کرے ۴۵۷، درخت کا پھل ۴۵۷، قرضدار کو مہلت دینا ۴۵۸

مہر ۴۵۹، صرف اسلام کا مہر ہونا، ام سلیم کی جرأتِ ایمانی ۴۵۹، ام المومنین ام سلمہؓ کا مہر صرف دس درہم تھا ۴۵۹، تین آسانیوں کا شمار عورت کی برکات میں ہے ۴۶۰، مہر ہضم کرنے والوں کا شمار زانیوں میں ہوگا ۴۶۰، تفسیر اور متفرق ۴۶۰، زمین پر ناجائز قبضہ ۴۶۰، ولیمہ ۴۶۱، بدترین طعام ولیمہ ۴۶۱، دعوتِ ولیمہ میں شرکت نہ کرنے والا ۴۶۱، عدد ہمزا) ۴۶۱ حلالہ ۴۶۱، دین یعنی قرض کی ادائیگی ۴۶۲، کتاب الطلاق ۴۶۲، مسئلہ طلاق میں وقتی حالات کی رعایت ۴۶۳، دماغ قابو سے باہر ہو جائے تو طلاق بے اثر ہے ۴۶۴، سخت غصے کی حالت میں طلاق بے اثر ہے ۴۶۴، عورت کسی کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کی جا سکتی ۴۶۴، اللہ کی نگاہ میں طلاق سب سے زیادہ قابلِ نفرت مباح ہے ۴۶۵، طلاق ایک ہی سبب سے ہو سکتی ہے ۴۶۵، بلاوجہ عورت کا خود مطالبہ طلاق کرنا ۴۶۵، تین باتوں میں سنجیدگی اور مزاح کا اثر یکساں ہے ۴۶۵، صرف ناپسندیدگی کی وجہ سے عورت مطالبہ خلع کر سکتی ہے ۴۶۵، الولد للفراش ۴۶۶، خلع کی عدت میں صرف ایک حیض کی مثال ۴۶۶، مطلقہ کے فرزند کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ۴۶۷، طلاق ۴۶۷، خرید و فروخت، کسبِ معاش ۴۶۸، علم کے باوجود مال مسروقہ کھانا چوری کرنے کے برابر ہے ۴۶۸، غذائے حرام سے پرورش پائے ہوئے جسم کا انجام ۴۶۸، مشتبہات سے بچنا ہی تقاضائے احتیاط ہے، دل کا مقام ۴۶۹، نیکی اور بدی کا فتویٰ اپنے دل سے لو ۴۶۹، جسے اللہ نے واضح کیا اور جس سے سکوت اختیار فرمایا ۴۷۰، سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی ۴۷۰، حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی ۴۷۰، اولاد بھی والدین کی کمائی ہے ۴۷۱، حکومت اسلامیہ کے عمال کے لیے معیار زندگی ۴۷۱، خلیفہ کا حق بیت المال میں ۴۷۱، جاگیروں سے زکوٰۃ ۴۷۲،

پانی اور درخت مفادِ عامہ کے لیے ہیں ۴۷۲، سب سے
زیادہ پاکیزہ کمائی ۴۷۲، اُجرت فوراً ادا کرنے کا حکم ۴۷۲،
دستکاری کی فضیلت ۴۷۲، سیدنا زکریاؑ بڑھئی کا کام کرتے
تھے، سونا چاندی اصل دولت نہیں ۴۷۳، باغبانی باعث
برکت ہے ۴۷۳، بلڈنگیں بنانا کوئی نیکی نہیں ۴۷۳،
ضرورت سے زیادہ مکان بنانا جائز نہیں ۴۷۴، امانت دار
تاجر کی فضیلت ۴۷۴، تاجر اگر نیکوکار نہ ہو؟ ۴۷۴،
تاجرانہ مبالغوں کی تلافی ۴۷۴، تجارت میں جھوٹی قسم
۴۷۴، فراخدل خریدار و فروشندہ ۴۷۵، ناپ
تول میں بے احتیاطی کا نتیجہ ۴۷۵، تاجر کے لیے اسلامی
اصولِ تجارت کا علم ضروری ہے ۴۷۵، دیانت ۴۷۵،
جائز و ناجائز بیع ۴۷۶، حرام اشیا کی تجارت ۴۷۶،
پھل تیار ہونے سے پہلے بیع کا معاملہ ۴۷۶، اس سے کیوں
روکا گیا ۴۷۷، بعد کے جھگڑوں سے بچنے کے لیے ۴۷۷،
چند اقسامِ بیع کی ممانعت ۴۷۷، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کا نیا حکم ۴۷۸، پانی کی بیع کی ممانعت ۴۷۸، پانی گھاس
اور ایندھن کو روک رکھنا ۴۷۸، اٹکل تجارت ۴۷۹، سکوں
کی بلا ضرورت تبدیلی ۴۷۹، چند ناجائز اقسام بیع ۴۷۹،
مال کا نقص ضرور بیان کر دیا جائے ۴۷۹، دھوکے کے لیے
اچھے بُرے مال کا اختلاط ۴۸۰، بعض ناجائز اقسامِ بیع
(ڈاک بڑھانا) ۴۸۰، دھوکے کے لیے ڈاک کی بولی زیادہ
دینا ۴۸۰، بعض دیگر اقسام ۴۸۱، خرید و فروخت میں
قیمتیں لگانے میں اعتدال ۴۸۱، کمائی ۴۸۲، ربوٰ
و سود اور اس کی قسمیں ۴۸۲، آیت الربوٰا ۴۸۳،
بچہ، شکم، شیرپستان، غلام آبق، حصہ غنیمت
کی بیع ۴۸۳، منڈی میں مال بیچنے سے پہلے
سودا کر لینا ۴۸۳، ایک بیع میں دو رنگ کی بات ۴۸۴،
حیوان اور بچے کی جداگانہ بیع ۴۸۴، اولاد کی مشابہت اور
نسب کا دعوےٰ ۴۸۴، ناپ تول اور حیوانات میں ربوٰا ۴۸۵،
لعنت سود کی ہمہ گیری ۴۸۵، دو مختلف جنسوں کا مبادلہ بھی
دست بدست ہونا چاہیے ۴۸۵، سود لینے والا اور دینے والا
دونوں یکساں ہیں ۴۸۶، ربوٰا صرف ادھار کی صورت میں ہوتا ہے
۴۸۶، کوالٹی مختلف ہو تو تفاضل ربوٰا نہیں بشرطیکہ نقداً نقد
ہو ۴۸۶، دینار کی بجائے ہم قیمت درہم لینے میں یا اس کے برعکس
میں مضائقہ نہیں ۴۸۶، ربوٰا کی بدترین قسم ۴۸۷، نکاح ۴۸۸،
بعض احکام بیع ۴۹۰، لین دین کرنے والوں میں اگر اختلاف
ہو ۴۹۰، دو خریداروں میں سے زیادہ حق کس کا ہے ۴۹۰، اگر
خریدار کے مال پر آفت آجائے ۴۹۰، منت کا بیان ۴۹۰، شفعہ
۴۹۱، حقِ شفعہ مشاعات میں ہوتا ہے، شریک کا اذن بلکہ انتظار
بھی ضروری ہے ۴۹۱، پڑوسی کا حق ۴۹۲، بیع میں دونوں
فریق کا فائدہ مدنظر ہو، پھل تیار ہونے سے پہلے درخت کی بیع
۴۹۲، احادیث مشترک ۴۹۲، ذخیرہ اندوزی ۴۹۳،
احتکار (ذخیرہ اندوزی) ۴۹۳، احتکار کرنے والے کی نفسی
کیفیت ۴۹۳، جرم احتکار کی کوئی تلافی نہیں ۴۹۳، احتکار
اور بھاؤ کی تیزی ۴۹۴، لعنت احتکار کی ہمہ گیری ۴۹۴،
حکومت کی طرف سے بھاؤ کا تعین ۴۹۴، جب بھاؤ کی کمی سے
دوسروں پر اثر ہو ۴۹۴، قرض اور اس کے آداب ۴۹۵،
ادائے قرض کا سامان نہ کرنے کا گناہ ۴۹۵، بدنیت قرضدار
کا حشر ۴۹۵، نیک نیت قرض دار پر فضل ۴۹۵، قرض دینے
والوں کے ساتھ اللہ ہے (عبداللہ بن جعفر کی ایک ادا) ۴۹۶،
ادائے قرض میں ٹال مٹول ۴۹۶، تین قابلِ نفرت اشخاص ۴۹۶،
تقاضے میں نرمی و شرافت کرنے والے کی عاقبت ۴۹۷، تنگ دست

کو مہلت دینے والے کا انعام ۴۹۷، فتح مکہ سے پہلے اور بعد قرضدار کی نمازِ جنازہ ۴۹۵، قرض دینے کا اجر ۴۹۸، قرض دینے سے خوف نہ کھاؤ ۴۹۸، قرض کا دخول جنت میں رکاوٹ بننا ۴۹۸، ذکرِ حق ۴۹۹، تنگدست قرض دار کے لیے کشادگی پیدا کرنا ۴۹۹، ادائے قرض کا اجر ۴۹۹، حکومت کی طرف سے دیوالیے کا حکم ۴۹۹، دیوالیے کا حکم ۴۹۹، عاریت، ہبہ وغیرہ ۵۰۰، کچھ دے کر واپس لینا ۵۰۰، جائز و ناجائز ہدایا ۵۰۰، مبادلۂ ہدایا کی برکت ۵۰۰، سفارش کی قیمت لینا بُرا ہے ۵۰۰، تعلیم دین کی اُجرت حرام ہے ۵۰۱، الغدایہ شرکت ۵۰۱، قرض خواہ کی خاطر مدارات ۵۰۱، شرکت ۵۰۲، معیت خداوندی، عدم خیانت سے مشروط ہے ۵۰۲، رہن ۵۰۲، مال مرہونہ ہر حال میں واپس کیا جائے ۵۰۲، زمین پر قبضہ ناحق ۵۰۲، زمین کو بٹائی یا کرائے پر دینا ۵۰۳، اُجرت پر زمین دینے کا جواز ۵۰۴، ملکیت زمین اور افتادہ زمین کی کاشت ۵۰۴، احیائے زمین (زمین میں کاشت کرنا) ۵۰۶، ملکیت زمین کی حقیقت (زمین خدا کی اور بندے بھی اسی کے) ۵۰۶، احیائے زمین کرنے والے کا حق تصرف ۵۰۶، سامانِ آبپاشی کرنے والے کا اجر ۵۰۷، بلا اجازت کسی کی زمین میں کاشت کرنا ۵۰۷، عہدۂ قضا اور اس کے احکام ۵۰۷، قاضی کی بے کسی ۵۰۷، جنتی اور جہنمی قاضی ۵۰۷، عہدۂ قضا کی خواہش اور اس سے گریز ۵۰۸، عہدۂ قضا کی خواہش کے بعد ۵۰۸، قاضی کے ساتھ رحمان یا شیطان کی معیت ۵۰۸، اجتہاد کا اجر ۵۰۸، قاضی ایک طبیب ہوتا ہے ۵۰۹، رشوت دینے والا اور لینے والا ۵۰۹، قاضی دونوں فریقوں کا بیان سُن کر فیصلہ دے ۵۰۹، غصے کی حالت میں فیصلہ نہ

دیا جائے ۵۱۰، فریقین میں ہر لحاظ سے برابری قائم رکھی جائے ۵۱۰، قاضی بلائے تو جانا ضروری ہے ۵۱۰، فیصلے کے بعد اپنی مظلومیت کا اظہار غلط ہے ۵۱۱، فیصلے کی تین بنیادیں (کتاب، سُنت اور اجتہاد) ۵۱۱، فیصلہ بیان فریقین کی بنیاد پر ہونا چاہیے اور "تذکیر" بھی ہو تو بہتر ہے ۵۱۲، دعویٰ، ثبوت اور گواہی کے احکام ۵۱۲، ثبوت اور قسم کس کے ذمے ہے ۵۱۳، ایک قسم اور ایک گواہی پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے ۵۱۳، کن لوگوں کی گواہیاں نامقبول ہیں ۵۱۳، کسی کے خلاف گواہی دینے والا اسی کی سطح کا ہونا چاہیے ۵۱۴، جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے ۵۱۴، بہترین گواہ کون ہے ۵۱۴، خزیمہ کی ایک عجیب ادا (ان کی ایک گواہی دو کے برابر ہے) ۵۱۴، کتمان شہادت جھوٹی گواہی کے برابر ہے ۵۱۵، ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی کا موقع ۵۱۵، ایک ہی عورت کی گواہی کا موقع ۵۱۶، اہل کتاب کی گواہی (جبکہ کوئی مسلمان نہ ملے) ۵۱۶، مجرم کو حبس میں رکھنا ۵۱۶، صحیح غلط جانے بغیر گواہی دینا اور گواہ ہونے کا مغالطہ دینا ۵۱۷، ظالم کی اعانت گویا ترکِ اسلام ہے ۵۱۷، کارِ خیر میں زمین وغیرہ کا وقف ۵۱۷، کسی میت کی طرف سے کارِ خیر ۵۱۷، زمین کو تقسیم نہ کرنا بہتر ہے ۵۱۸، صُلح جائز ۵۱۸، ناجائز شرطوں پر صلح غلط ہے ۵۱۸، امانت داری کے احکام ۵۱۸، امانت داری ہر ایک سے ہو ۵۱۸، امانت دار خزانچی کی تعریف اور اس کا درجہ ۵۱۹، لعنت غلامی کو ختم کرنے کے طریقے ۵۱۹، غلام کا مقام ۵۱۹، قیدی و غلام کو آزاد کرنے کا اجر ۵۲۰، غلام کو رہا کرنے کا اجر ۵۲۰، قتل کی تلافی غلام کی رہائی سے ۵۲۰، حسنِ سلوک ۵۲۱، احکام وصیت ۵۲۱، وصیت کی تاکید ۵۲۱، سب سے افضل صدقہ وہ ہے، جو تندرستی کی حالت میں دیا جائے ۵۲۲، زندگی میں ایک درہم دینا مرتے وقت کے سو

درہموں سے بہتر ہے ۵۲۲، اہل وعیال کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہیے (بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا بھی باعث اجر ہے) ۵۲۲، جن کا کوئی آگے پیچھے وارث نہ ہو ۵۲۳، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مال کی وصیت نہیں فرمائی (وصیت قرآن) ۵۲۳، وصیت کا اثر نجات پر ۵۲۳، حدود اللہ ۵۲۴، حدود اللہ کی ضرورت ۵۲۴، حدود سے بچانے کے لیے بہانے تلاش کرو ۵۲۴، جرم کی ستر پوشی بہتر ہے ۵۲۵، سفارش مجرم عدالت میں آنے سے پہلے تک ۵۲۵، تعزیر دس کوڑے سے زیادہ نہ ہو ۵۲۵، حدود اور رحمت الٰہی ۵۲۶، جائز و ناجائز قتل کے احکام ۵۲۶، غاصب سے کب قتال کیا جائے ۵۲۶، ساحر کی سزا ۵۲۶، قصاص ۵۲۷، نقصان جان وعضو کے معاوضے کی تین شکلیں ۵۲۷، قتل خطا کرنے والے مفلس کو معاف کیا جاسکتا ہے ۵۲۷، اگر ایک بیکس کو کئی آدمی مل کر مار ڈالیں ۵۲۸، قصاص میں آزاد و غلام یکساں ہیں ۵۲۹، قاتل اگر مجنوں ہو ۵۲۹، قصاص سے پہلے کی منزل ۵۲۹، رسم جاہلیت جو روحِ اسلام کے خلاف نہ ہو باقی رہ سکتی ہے ۵۲۹، دیت (خون بہا) ۵۳۰، جان اور مختلف اعضا کی دیت (خون بہا) ۵۳۰، قیمتِ شتر کے تفاوت سے رقم میں فرق ہو جاتا ہے ۵۳۱، دیت کا بعض فرق ۵۳۲، بچہ شکم کی دیت ۵۳۲، ادائے دیت میں اعانت کا درجہ ۵۳۳، مرتد کے ساتھ سلوک ۵۳۳، مرتد کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہیے ۵۳۳، سزائے زانی ۵۳۴، کنوارے زانی کی حد ۵۳۴، بیاہے زانی کی حد اور ایک مومنہ کی خدا ترسی ۵۳۴، حضرت عثمان رضؓ کی اجتہادی غلطی ۵۳۵، کن لوگوں پر قانونی گرفت نہیں ۵۳۵، سزا بقدرِ برداشت ہونی چاہیے ۵۳۶، حد لگاتے وقت چہرے کو بچانا چاہیے ۵۳۶، چوری کی سزا ۵۳۷، چور ماخوذ ہو تو قاضی کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے کہ وہ انکارِ جرم کرے ۵۳۷، قانون کی نظر میں سب برابر ہیں ۵۳۷، ہر چوری کی سزا قطع ید نہیں ۵۳۸، صرف مال لینا چوری میں داخل نہیں ۵۳۹، بعض چوروں پر سزا کی بجائے انعام بھی ہے ۵۳۹، بعض چوری قابلِ معافی ہے ۵۳۹، غلام اگر چوری کرے ۵۴۰، فیصلے پر قانون تنزیلی دوسرے ذرائع علم پر مقدم ہے ۵۴۰، غلام کی چوری پر آقا سے دوگنا ڈنڈ ۵۴۱، خدا کا مال اگر چرا لے ۵۴۰، محض شبہ سرقہ پر مار نا چاہیے ۵۴۱، اجرائے حد اور تاوان دونوں ایک ساتھ نہیں ۵۴۲، اگر کسی نیک نام کے پاس سے مال مسروقہ برآمد ہو ۵۴۲، سفر میں چوری کی حد نہیں، مے خواری کی سزائیں ۵۴۳، مے خواری کی سزا اسی درے ۵۴۳، سزا دینے سے گریز چاہیے ۵۴۳، اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھنے والا سزا یافتہ شرابی ۵۴۳، سزا یافتہ شرابی کے لیے دعائے خیر ۵۴۴، نشہ ۵۴۵، ہر گش گیرالخ ۵۴۵، نشہ وہ ہے جو "صلوٰۃ" سے غافل کر دے ۵۴۵، ہر نشے والی چیز حرام ہے ۵۴۵، نشہ پینے کے حیلے ۵۴۶، نشہ ام الخبائث ہے ۵۴۶، دائم الخمر مشرک جیسا ہے ۵۴۶، نشے کی بدمستی میں کیا ہوتا ہے ۵۴۶، دس ملعون ۵۴۶، خمر کی تعریف اور تشنہ مسائل ۵۴۷، نام دوسرا، کام وہی ۵۴۷، شراب چھڑوانے میں حکمت نبویؐ ۵۴۷، مصلحت پوری ہونے کے بعد حکم کی واپسی ۵۴۸، مشرک کے برتنوں کا استعمال ۵۴۹، لباس و زینت ۵۴۹، تولنے میں فراخدلی چاہیے ۵۴۹، غنیمت اور غلول ۵۴۹، مالِ غنیمت کا ناجائز استعمال ۵۴۹، دشمن سے بھی عہد کی پابندی کی تعلیم ۵۵۰،

اخلاقیات ۵۵۱، حسن نیت اور صدق وکذب ۵۵۱،

ایمان کی خصلتیں ۵۵۱، تین خصائل ایمان ۵۵۱، تکمیل ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ ۵۵۲، بہترین اسلام ۵۵۲، احکام ایمان اور بیعت ایمان ۵۵۲، ایمان کے بعض تقاضے ۵۵۲، گناہ کرتے وقت ایمان جُدا ہو جاتا ہے ۵۵۳، بدکاری کے وقت ایمان معلق رہتا ہے ۵۵۳، اعمال میں میانہ روی ۵۵۳، اچھی سیرت اور میانہ روی ۵۵۳، کتاب العلم ۵۵۳، عالم اور عابد کی فضیلتوں میں کیا تناسب ہے ۵۵۳، فقیہہ اور عابد کا فرق ۵۵۴، علم کے طفیل روزی ۵۵۴، جویان علم کا درجہ اور انبیا کی میراث ۵۵۴، اہل علم کی اہانت منافقت ہے ۵۵۵، اہل علم نجوم ہدایت ہیں ۵۵۵، تعلیم کے اجر میں عمل کا اجر بھی شامل ہو جاتا ہے ۵۵۵، حصول علم میں لگے رہنا فرض ہے، الٰہی ارادۂ خیر تفقہ فی الدین کی شکل میں ۵۵۶، حکمت مومن کی گمشدہ دولت ہے ۵۵۶، علم کے ساتھ حکمت بھی ضروری ہے، لقمان حکیم کی نصیحت ۵۵۶، علم کی کنجوسی اور اس کی سزا ۵۵۶، ہدایت کی قدر و قیمت ۵۵۶، علمی سوال و جواب کے آداب ۵۵۷، مواعظ میں سامعین کی اکتاہٹ کا خیال رکھنا ۵۵۷، فقیہہ کے اوصاف، غور و فکر کی غیر معمولی اہمیت ۵۵۷، گفتگو میں موقع و محل کی ضروری رعایت اور علم کا حق ۵۵۷، کلام بے محل ۵۵۸، دو قسم کے حریص ۵۵۸، حقوق علم کی ادائگی کی نصیحت کرنا ۵۵۸، تعلیم کا غلط ترین مصرف ۵۵۸، معلم بے عمل کی بلیغ مثال ۵۵۹، لغو مسائل کی تحقیق ۵۵۹، صاف اور سیدھی بات ۵۵۹، روایت و کتابت حدیث ۵۵۹، جیسا سنا جائے ویسا ہی بیان کیا جائے ۵۵۹، تعلیم دین عام نہ کرنے پر تہدید ۵۶۰، علم کس طرح اُٹھ جاتا ہے ۵۶۰، اہل علم کی موت ۵۶۰، جھوٹی روایت سے احتراز اور سچی کو جُھٹلانا ۵۶۱، جھوٹی حدیثیں بیان کرنا ۵۶۱، کتاب طہارت و پاکیزگی ۵۶۱، نجاست ۵۶۱، ایک نا زیبا حرکت کی اصلاح ۵۶۱، وضو اور اس کے متعلقات ۵۶۲، اکل و شرب سے پہلے ہاتھ دھو لینا ۵۶۲، مسجد ۵۶۲، تفرقہ و تفرق کا انجام کیا ہوتا ہے ۵۶۲، استقبال قبلہ ۵۶۲، حرام کمائی کے کپڑوں میں نماز۔ لباس اور امانت کی اہمیت ۵۶۲، کتاب الجنائز، امراض میں رحمت ۵۶۳، مومن کی ہر تکلیف کفارۂ گناہ ہے ۵۶۳، بخار کے فائدے ۵۶۳، سُرخ رو ہوتا ہے انسان آفتیں پانے کے بعد ۵۶۴، تراویح ۵۶۴، آزمائش میں اللہ کا ایک خاص مقصد ۵۶۴، چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی باعث اجر ہے ۵۶۴، اہل آزمائش کا غیر معمولی درجہ ۵۶۵، تقدیر و تدبیر ۵۶۵، اولاد کے مرنے پر حمد و استرجاع کا اجر ۵۶۵، دختر کے مرنے پر صبر کا اجر و انعام ۵۶۶، گذشتہ اُمتوں کی بعض سخت آزمائشیں اور اہل اسلام کے لیے خوشخبری ۵۶۶، صبر کا ایک خاص انداز اور اس کا اجر ۵۶۷، جلوت کی زندگی خلوت کی زندگی سے بہتر ہے ۵۶۷، موت کی تمنا کرنا ۵۶۷، عیادت مریض ۵۶۸، عیادت مریض کا اجر ۵۶۸، معمولی امراض میں عیادت ضروری نہیں ۵۶۸، مریض کو تسکین و تسلی دینا چاہیے ۵۶۸، مریض پر بار نہ ہونا چاہیے ۵۶۹، بندوں کا اتصال خدا سے ۵۶۹، مریض کی خواہش طعام کی اپیل ۵۷۰، موت ۵۷۰، خدا سے اچھی ہی امیدیں رکھنی چاہئیں ۵۷۰، گریہ و غم ۵۷۱، زبان کا مقام کیا ہے؟ ۵۷۱، جاہلیت کا ماتم ۵۷۱، تین موقعوں پر خاموشی ۵۷۲، نماز جنازہ ۵۷۲، حالات کے بدلنے سے احکام جنازہ میں تبدیلی ۵۷۲، جنازے کا حق کس طرح ادا ہوتا ہے ۵۷۳، مشایعت جنازہ ۵۷۳، شہادت علی الناس کا آغاز اسی دنیا سے ہوتا ہے ۵۷۳، ہمسایوں کی گواہی کی اہمیت ۵۷۳، تعزیت ۵۷۴، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا جامع تعزیت نامہ ۵۷۴، زیارت قبور کا مقصد آخرت کی یاد ہے ۵۷۴، کتاب الزکوٰۃ ۵۷۵، منع زکوٰۃ ہلاکتِ مال کا سبب بن جاتا ہے ۵۷۵، عامل صدقہ کو ہدایات ۵۷۵، محصل صدقہ کے لئے ضروری تنبیہ ۵۷۵، دیانت دار محصل کی فضیلت ۵۷۶، ادائے زکوٰۃ میں خوش دلی کی دعا کرو ۵۷۶، زکوٰۃ کس کو دینا جائز نہیں ۵۷۷، غنی اور ہٹے کٹے کے لئے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں ۵۷۷، صدقے کے استعمال میں حضرت عمرؓ کی احتیاط ۵۷۷، صدقات یا کارِ خیر ۵۷۷، مالِ طیب کی زکوٰۃ کا فضل ۵۷۷، کپڑا پہنانے کا اجر ۵۷۸، چند نیکیوں کی برکات ۵۷۸، سخی اور بخیل کا فرق ۵۷۸، چند مستحقین زکوٰۃ ۵۷۹، بال بچوں پر خرچ کرنا سب سے بہتر خرچ ہے ۵۷۹، اپنے آپ کو کھلانا بھی صدقہ ہے ۵۷۹، صدقے کے اول مستحق قرابت مند ہیں ۵۷۹، صدقے کا وسیع مفہوم ۵۸۰، کلمہ خیر بھی صدقہ ہے ۵۸۰، مسکین کی جو مدد ہو سکے کرو ۵۸۰، بہترین صدقہ اور اس کا اول حق دار ۵۸۰، اہم معاملات کے لئے اکیلی اذان و نماز ہوتی تھی ۵۸۱، متعلقات صدقہ ۵۸۲، صدقے کے کئی قابل لحاظ پہلو ۵۸۲، ید عُلیا اور ید سُفلیٰ کی شرح ۵۸۲، ایسا صدقہ نہیں چاہیئے جو خود کو مفلس کر دے ۵۸۲، دینا ہے تو لے حساب دو ۵۸۲، نیکی کا ثواب کافر کو بھی ملتا ہے ۵۸۴، بچ رہنے کا صحیح مطلب ۵۸۴، ہر کارِ خیر صدقہ ہے اور باعث اجر ۵۸۴، سات اہلِ فضل ۵۸۴، سوال اور قناعت ۵۸۶، پیشہ ور بھکاری کا انجام ۵۸۶، سوال سے لکڑی کا بوجھ ڈھو (اُٹھا) لینا بہتر ہے ۵۸۶، سوال سے فقر کا دروازہ کھلتا ہے ۵۸۶، سوال کس کے لئے جائز ہے (ایک قابل اقتدا اسوہ) ۵۸۷، سوال بس خدا ہی سے ہونا چاہیئے ۵۸۸، کامیاب آدمی کون ہے ۵۸۸، انسان کا دنیا میں اصلی حق کیا ہے ۵۸۸، سب سے زیادہ قابل رشک کون ہے ۵۸۸، غنا کا تعلق دل سے ہے نہ کہ مال سے ۵۸۹، مسکین کی صحیح تعریف ۵۸۹، نعمتِ الٰہی کی تحقیر سے بچنے کا علاج ۵۸۹، بلا سوال اگر کچھ مل جائے تو اُسے قبول کر لینا چاہیئے ۵۹۰، شیطان خون کے ساتھ دوڑتا ہے ۵۹۰، کتاب الحج ۵۹۱، ادائے قرض ادائے حج پر مقدم ہے ۵۹۱، روانگی جہاد میں عجلت نہ کرنے کا نتیجہ ۵۹۱، جانوروں پر رحم کی تعلیم ۵۹۲، تعطیل حج ۵۹۲، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت حضرت عمرؓ کا ایک ضروری انتباہ ۵۹۲، مفادِ عامہ کے لیے کسی کو حج سے روکنا ۵۹۳، اطاعت امیر کی نادر مثال ۵۹۳، ذخیرہ اندوزی حرم میں خصوصاً حرام ہے ۵۹۳، قسم ۵۹۳، جھوٹی قسم کا عند اللہ انجام ۵۹۳، شاہد و اِذن ۵۹۴، خدا کی نگاہ میں سب بندے یکساں ہیں، فضیلت صرف تقویٰ سے ہے ۵۹۴، ولیمہ ۵۹۴، بدترین طعام ولیمہ، دعوت ولیمہ میں شرکت نہ کرنے والا ۵۹۴، غیرتِ الٰہی کا تقاضا ہے تحریم فواحش ۵۹۵، اگر پرائی عورت پر دفعۃً نظر پڑ جائے ۵۹۵، دوسری بار نظر ڈالنا ۵۹۵، زنانے مرد اور مردانی عورت ۵۹۵، پردے میں کمال احتیاط ۵۹۶، کتاب الطلاق ۵۹۶، غلط انتساب کی ممانعت ۵۹۶، خرید و فروخت و کسبِ معاش ۵۹۶، درخت لگانا بھی کار خیر ہے ۵۹۶، رزقِ الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا ۵۹۷، روزی موت سے بھی زیادہ رسا ہے ۵۹۷، خادموں اور ماتحتوں سے سلوک ۵۹۷، خادموں سے درگزر ۵۹۷، خادموں کی دلداری اور مساویانہ سلوک ۵۹۸، آداب طعام ۵۹۸، اسلامی لیڈر کے معیار زندگی کا واجب الاتباع نمونہ ۵۹۸، دوسروں کی خاطر اپنے عیش میں کمی کرو ۵۹۸، جنتی ہونے کے لیے ۵۹۹، لباس و زینت ۵۹۹، چند اچھی اور بُری باتیں ۵۹۹، ریشم کی جائز مقدار ۶۰۰، ریشم کی اجازت ضرورتاً ۶۰۰، اعمال کی شکل اور نیت ۶۰۱، سادگی لباس تواضعاً للہ ہونا ۶۰۱،

صفائی و نظافت ۶۰۱، خوشبو کو رد نہ کرنا ۶۰۱، مرنا یا
زخمی ہونا ۶۰۲، دو قسم کے مجاہد ۶۰۲، دو متضاد چیزوں کا
اجتماع ۶۰۲، جنگ میں قوانین اخلاق ۶۰۳، غنیمت اور
غلول ۶۰۳، غلول کرنے والے کے جرم کو چھپانا ۶۰۳،
غلول کرنے والے کا انجام ۶۰۳، لوٹ کا مال حرام ہے
۶۰۴، سورہ آلِ عمران ۶۰۴، راسخ فی العلم کی تفسیر ۶۰۴،
سورۃ النساء ۶۰۵، کفارۂ گناہ کی ایک اور شکل ۶۰۵، سورۃ
الانعام ۶۰۵، فرقہ بندی کی بدعت ۶۰۵، رحمت الٰہی کی
وسعت ۶۰۶، مومنون ۶۰۶، دفع بالاحسن کی تفسیر ۶۰۶،
شوریٰ ۶۰۷، لمم کی تفسیر ۶۰۷، چھوٹے گناہوں سے کوئی
بندہ نہیں بچ سکتا ۶۰۷، رحمان ۶۰۸، خدا ترسی تمام گناہوں
کا کفارہ ہے ۶۰۸، حدید ۶۰۸، دل کی زندگی علم و حکمت
سے ہوتی ہے ۶۰۸، تقویٰ ۶۰۹، تقویٰ اور رزق کا تعلق
۶۰۹، نصرت و اخوت و سفارش و تعصب ۶۰۹، ظالم اور مظلوم
کی امداد ۶۰۹، مسلمان کی بے عزتی کے وقت مدد کرنا ۶۱۰،
کسی بھائی کی آبرو کا تحفظ ۶۱۰، عصبیت کی صحیح تعریف ۶۱۰،
خیر خواہی کی جزا اللہ کی طرف سے ہے ۶۱۰، دین اور خیر خواہی
کا ربط ۶۱۱، جماعت مومنین کی مثال ۶۱۱، ہنس مکھ ہونا
اور پڑوسی کا خیال رکھنا ۶۱۲، مرجع خلائق خادم قوم ۶۱۲،
ہدایت یا ضلالت کی طرف بلانے والا ۶۱۲، ایمان و اخلاق
کے تقاضے ۶۱۲، اہل ایمان کے باہمی ربط کی مثال ۶۱۲،
محبت کی اطلاع دینا ۶۱۳، محبت و عداوت میں میانہ روی
۶۱۳، محض اللہ تعالیٰ کے لیے باہمی محبت رکھنا ۶۱۳،
محبت و عداوت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۶۱۳، صرف
اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھنے والوں کا مقام ۶۱۴، حُب و
بغض کا فیصلہ پہلے آسمان پر ہوتا ہے ۶۱۴، محب کا حشر
محبوب کے ساتھ ۶۱۵، ارواح کی مختلف ٹولیاں ۶۱۵، اللہ اور
اس کے بندوں کے فیصلے کی یکسانی ۶۱۵، نماز روزے سے بھی
افضل عمل ۶۱۶، حسنِ خلق کی وصیت ۶۱۶، غرض بعثتِ نبویؐ
۶۱۶، حسنِ خلق کا عجیب درجہ ۶۱۶، مقیاس ایمان ۶۱۷، خلقِ حسن
کا وزن ۶۱۷، (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے زیادہ
پیارا اور سب سے زیادہ قابلِ نفرت ۶۱۷، اثم (گناہ) کی
قابلِ غور تعریف ۶۱۷، حیا اور بے حیائی کا انجام ۶۱۷، حیا
اور بے حیائی کا اثر دوسری چیزوں پر ۶۱۸، دین اسلام کا قوام
۶۱۸، دوست کا انتخاب ۶۱۸، حلقۂ احباب مقیاس ہے
۶۱۸، عفو و درگزر کی تاثیر ۶۱۸، سوءِ ظن سے بچو ۶۱۸،
دو رخا پن کا حشر ۶۱۹، اطمینان و سکون کی فضیلت ۶۱۹، کسی
کی تعریف کرنے کا طریقہ ۶۱۹، نرمی سے جو محروم ہو ۶۱۹، امر و نہی
اور خیر خواہی ۶۲۰، درجات ایمان اور اس کے تقاضے (برائی
کو دیکھنے کے بعد) ۶۲۰، ظلم سے نہ روکنے کی سزا ۶۲۰، امر و نہی
ایک دائمی فریضہ ہے ۶۲۰، سب سے بڑا جہاد ۶۲۱، واعظ بے عمل
کا حشر ۶۲۱، گمراہی اپنی انتہا کو کس طرح بتدریج پہنچتی ہے ۶۲۱،
تذلیل مومن کے وقت ترک مدد ۶۱۲، آٹے کے ساتھ گھن کیوں
پستا ہے ۶۲۲، امر و نہی کے لیے سو فیصد عمل ہونا ضروری نہیں
۶۲۲، دین ہر ایک کی خیر خواہی کا دوسرا نام ہے ۶۲۳، بیعت
اسلام کی شرط خاص ۶۲۳، حسنِ نیت اور صدق و کذب ۶۲۳،
جہاد کا مقصد ہدایت ہے نہ کہ غنیمت و قتل ۶۲۳، غلط مفتی
اور غلط مشیر ۶۲۴، مشورہ امانت ہے ۶۲۴، اللہ تعالیٰ کی
نظر ظاہر پر نہیں ہوتی ۶۲۴، شک سے اطمینان کی طرف ۶۲۵،
جھوٹ کا اثر ۶۲۵، کسی کو خوش کرنے کیلئے جھوٹ بولنا ۶۲۵،
دروغ گوئی کا بدترین انداز ۶۲۵، سخاوت و بخل ۶۲۶، سخی و
بخیل کا فرق ۶۲۶، مشفق پر خدا کا انفاق ۶۲۶، دولت مند خدا

کی بادشاہت میں کس طرح جاسکتا ہے ۶۲۶، شیخ بدترین
خصلت ہے ۶۲۷، جائیداد بنانے سے بچو ۶۲۷، اُمت
کے لیے سب سے بڑا فتنہ ۶۲۷، مال میں مالدار کا اصلی حصہ
کتنا ہے ۶۲۷، انسان کا اپنا مال کونسا ہے؟ ۶۲۸، دنیا مومن
و کافر کے لیے ۶۲۸، حبِ دنیا انسان کو کیا بنا دیتی ہے ؟
۶۲۸، انسان کی مثال اس دنیا میں ۶۲۸، آخرت کے مقابلے
میں دنیا کی ہستی کی مثال ۶۲۸، اخلاق رذیلہ ۶۲۹، بہادر
کون ہے ۶۲۹، غصّے کی حقیقت اور اس کا علاج ۶۲۹،
ترک غصہ کی نصیحت کی تکرار ۶۳۰، غصّے کا ایک اور علاج
۶۳۰، حکام کے لیے قابلِ غور ۶۳۰، غیبت کی تعریف اور
بہتان سے فرق ۶۳۰، شبہ غیبت پر نوٹس ۶۳۱، مسلمان
کی بے حرمتی بھی سُود خواری ہے ۶۳۱، چغل خور کا انجام
۶۳۱، بلیغ تنبیہ، لہو و لعب ۶۳۲، کبوتر بازی ۶۳۲،
نشانے بازی کی مشق ذی روح پر ۶۳۲، اظہارِ مسرت کا
ایک طریقہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ۶۳۲، لعن
طعن ۶۳۲، مومن کی زبان کا منفی پہلو ۶۳۲، مومن کو گالی
دینے اور قتل کرنے کا فرق ۶۳۳، کسی کو فاسق و کافر کہنے کا
نتیجہ ۶۳۳، کسی چیز پر لعنت کرنے کے بعد ۶۳۳، گالی کا
آغاز کرنے والا ۶۳۳، زمانے کو بُرا بھلا کہنا ۶۳۴، ہوا پر
ملامت کرنا ۶۳۴، مردوں کی بُرائی کرنا ۶۳۴، مردوں کی
خوبیاں بیان کیا کرو ۶۳۴، اونٹنی پر لعنت ۶۳۴، حسد و
بدگمانی و پردہ دری ۶۳۵، حسد و رشک کے دو جائز موقعے
۶۳۵، حسد کا انجام ۶۳۵، بدگمانی، ایک مسلمان دوسرے
کے لیے کیا ہو؟ ۶۳۶، تین دن سے زیادہ ترک کلام کیے رہنا ۶۳۶،
مومن کی حرمت کا قیام ۶۳۷، کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کا
انجام ۶۳۷، بلیغ انداز تنبیہ ۶۳۷، تکبر و ریاکاری وغیرہ
۶۳۸، تکبر اور جمال پسندی کا فرق ۶۳۸، ریاکار قاری
کا ٹھکانہ ۶۳۸، پوشیدہ نیکی کے ظاہر ہو جانے پر خوشی ۶۳۸،
اکبر الکبائر ۶۳۹، نو کبائر ۶۳۹، علامات نفاق ۶۳۹، جھگڑا
۶۴۰، مناظرہ قوموں کی بربادی ہے ۶۴۰، اللہ کے نزدیک
سب سے زیادہ قابلِ نفرت ۶۴۰، نام اور کنیت ۶۴۰، ناموں
میں جمالیاتی رعایت ۶۴۰، شاہنشاہ کا لقب ذلیل ترین نام
ہے ۶۴۱، ناموں میں ذوقِ نبویؐ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل
بُرے ناموں کے ساتھ ۶۴۱، حُسنِ بیان اور اچھے شعر کی قدر دانی
۶۴۱، شعر کہنا اور سُننا ۶۴۲، لبید کا حقیقت آگاہ مصرعہ
۶۴۲، مضمون کے لحاظ سے نظم و نثر میں کوئی فرق نہیں ۶۴۲،
زہد و فقر وغیرہ ۶۴۲، حب جاہ و مال کی قابلِ غور تمثیل ۶۴۲،
میانہ روی ۶۴۳، بڑھاپے میں کیا چیز جوان ہو جاتی ہے ۶۴۳،
رقائق و مواعظ وغیرہ ۶۴۳، امید و بیم والے کو خوش خبری ۶۴۳،
مرکز فکر کے فرق کے نتائج ۶۴۴، محتاجی کیسے ختم ہوتی ہے ۶۴۴،
فقیہ کون ہے ۶۴۵، نصیحت مسیح علیہ السلام ۶۴۵، نصیحت
لقمان حکیم ۶۴۵، زمین پر گمنام اور آسمان پر نام آور ۶۴۶،
کام کی باتیں ۶۴۶، ذکرِ الٰہی کی قدر و قیمت (عجیب اسوہ)
۶۴۶، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا ۶۴۷، چار بدبختیاں
۶۴۷، پانچ نصیحتیں ۶۴۷، نو احکام ۶۴۸، بدی کا علاج
کس طرح ہو؟ ۶۴۸، شاکر و صابر عند اللہ کون ہوتا ہے ۶۴۸،
نجات کی راہ کیا ہے ۶۴۹، مومن آپ اپنی تذلیل کب کرتا
ہے؟ ۶۴۹، ایک جامع نصیحت ۶۴۹، مومن کون ہے اور
فاجر کون ۶۵۰، مومن ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے ۶۵۰،
رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین طرح کے آدمیوں کے خلاف
ہوں گے ۶۵۰، بہشت کی ضمانت ۶۵۰، بدترین خصلتیں ۶۵۱،
محرومِ جنت اشخاص ۶۵۱، زیادتی اور فخر کی ممانعت ۶۵۱،
فنِ سلطابت کا غلط مقصد ۶۵۱، قوم کا بہت زیادہ ماتم

کرنے والے ۶۵۱، غلط اور صحیح تکلف ۶۵۱، اُلفت و اُنس باہمی مومن کی صفت ہے ۶۵۲، گناہ کا ثابت ہونا ۶۵۲، توبہ و مغفرت ۶۵۲، بے پایاں مغفرتِ الٰہی ۶۵۲، عجیب وصیت اور اس کا صلہ ۶۵۳، کتاب الفتن ۶۵۳، ماحول کا اثر اعمال پر ۶۵۳، قاتل و مقتول دونوں جہنم میں ۶۵۴، متکبر کا حشر ۶۵۴، مفلس کون ہے؟ ۶۵۴، بدی کی روک تھام نہ کرنے کا نتیجہ ۶۵۵، آخری نجات یافتہ شخص ۶۵۵، راہ خدا میں تھوڑا وقت اور بہشت کی تھوڑی جگہ کا مرتبہ ۶۵۵، سخی اور بخیل ۶۵۶،

نظامات ۶۵۷، بیمار کی مزاج پرسی ۶۵۷، صحیح معاشی نظام کا اثر کیا ہونا چاہیئے ۶۵۷، کتاب النکاح ۶۵۸، عورت کا اصلی وصف کیا ہے؟ ۶۵۸، تزوج نصف ایمان ہے ۶۵۸، تین باتوں میں اعانت کرنا اللہ پر حق ہوتا ہے ۶۵۸، نکاح سے پہلے عورت کو چھپ کر دیکھنا روا ہے ۶۵۹، نکاح خفیہ نہ ہونا چاہیئے، مسجد میں نکاح، دف اور کھیل ۶۵۹، رخصتی کے وقت دف بجانا اور گانا بہتر ہے ۶۶۰، نکاح سنت رسولؐ ہے ۶۶۰، فرائض زوجین ۶۶۰، اپنے شوہر سے کسی عورت کا ذکر کرنے میں احتیاط چاہیئے ۶۶۰، زوجین کو باحیا رہنا چاہیئے ۶۶۰، اولاد کی پرورش عورت کا جہاد ہے ۶۶۱، زوجین ایک دوسرے کے لئے ۶۶۱، عورت کے لئے شوہر کا مقام ۶۶۱، رضائے شوہر کا صلہ جنت ہے ۶۶۱، بہترین بیوی کے خصائل ۶۶۱، تقویٰ اللہ کے بعد سب سے بڑی نعمت الٰہی ۶۶۲، اختلافِ زوجین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب فیصلہ ۶۶۲، ایک جفاکش اور خدمت گزار عورت (اسماء بنت ابی بکرؓ) ۶۶۳، عورت کے چند فرائض اور اُن کی تکمیل کا صلہ ۶۶۴، عام عورتوں کی مزاجی کیفیت کی تمثیل اور حسن سلوک کی تاکید ۶۶۴، عورتوں کے حقوق مردوں پر ۶۶۵، مردوں کے لئے سب سے بڑی آزمائش عورتیں ہیں ۶۶۵، اہل ایمان کے لئے ایک غیرت آموز سبق ۶۶۵، اجازتِ شوہر کے بغیر عورت سے ملنا ۶۶۶، خرید و فروخت و کسب معاش ۶۶۶، رفاہِ عام کے لئے مکان اور باغ تیار کرنا بڑا کار خیر ہے ۶۶۶، آدابِ طعام ۶۶۶، اکٹھا کھانے اور بسم اللہ کی برکات ۶۶۷، شیطان نے اپنا کھایا ہوا اگل دیا ۶۶۷، کھانا بھی ذریعۂ مغفرت ہو سکتا ہے ۶۶۷، اجتماع کی برکت ۶۶۸، کم خوری ۶۶۸، صحیح مقدارِ طعام کیا ہے ۶۶۸، دعوت میں آخر کب تک بیٹھنا چاہیئے ۶۶۸، لباس و زینت ۶۶۹، پردے کی حد ۶۶۹، چیتھڑے پہننا کوئی بزرگی نہیں ۶۶۹، سونے کا دانت ۶۷۰، بال اور ڈاڑھی کو سلجھا کر رکھو ۶۷۰، خلافت و امارت ۶۷۰، تفریق پیدا کرنے والے کی سزا قتل ۶۷۰، حکومت اسلامیہ کا نظام ۶۷۱، راعی اور رعایا کی قسمیں ۶۷۱، عادل کا انعام ۶۷۲، خائن راعی کا انجام ۶۷۲، اللہ کے قرب و بُعد کا تعلق امام کے عدل و جور سے ۶۷۲، عہدوں کا نہ ملنا بڑی رحمت ہے ۶۷۲، عہدوں کی طلب چھوڑ دو ۶۷۳، عہدوں کی عرض ۶۷۳، عہدوں کا مطالبہ ۶۷۳، امارت و وزارت کا باہمی تعلق ۶۷۳، خوشامد اور ظلم سے امراء کی اعانت نہ کرو ۶۷۴، مشقت میں ڈالنے والا حاکم ۶۷۴، اولی الامر سے قصاص ظلم لیا جائے گا ۶۷۴، امارت کی سخت ذمے داری ۶۷۵، امت مسلمہ کے قیام کی غرض و غایت ۶۷۵، کسی بے کس کی حاجت روائی امراء سے کرا دینا ۶۷۵، اولی الامر کی اصلی ذمے داری ۶۷۵، اولی الامر کی خیر خواہی اور اس کا طریقہ ۶۷۶، اولی الامر کے سامنے جا کر ۶۷۶، امیر کا بیت المال میں کتنا حق ہے ۶۷۶، حضرت ابوبکرؓ کا عجیب اسوہ ۶۷۷، اطاعتِ امام اور جماعت سے وابستگی ۶۷۷، اطاعتِ امیر کی حد ۶۷۷، امیر

طاعت میں خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے ۶۷۷، امام کون ہوتا ہے؟ ۶۷۸، ترکِ اطاعت کب ہے؟ ۶۷۸، معصیت لئی میں کسی کی اطاعت نہیں ۶۷۸، اولی الامر کی ہر حال میں اطاعت ۶۷۹، بہترین اور بدترین ائمہ ۶۷۹۔ دنیا وی غرض سے بیعت ۶۷۹، اولی الامر کو کوسنا ۶۸۰، نظامِ اجتماع سے وابستگی ۶۸۰، ضلالت پر اجماع نہیں ہوتا ۶۸۰، اجتماع سے انقطاع ۶۸۰، کتاب اللہ اور حکومت کے افتراق کے وقت کیا کرنا چاہیے ۶۸۱، اولی الامر کے سامنے بے خوف حق گوئی ۶۸۱، گمراہ قدریں کیا طرزِ عمل ہو ۶۸۲، ظالم امام اور سرکش مقتدی ۶۸۲، معاہدے کے احکام ۶۸۲، معاہد کے ساتھ عدل و رحم کی تاکید ۶۸۲، پابندی عہد و معاہدہ ۶۸۲، اصول کی محافظت ۶۸۳، حورت کا درجہ ۶۸۳، بدعہدی کی سزا کیا ہوتی ہے ۶۸۳، مجوس اہلِ کتاب کی صف ۶۸۳، بدعہدی کی شہرت ۶۸۴، غنیمت اور غلول ۶۸۴، مرد و زن کے مساوی حصے ۶۸۴، مالِ غنیمت میں غیر مسلموں کے حصے ۶۸۵، حضرت عثمان غنی کا حصۂ غنیمت بلا شرکت جہاد ۶۸۵، تعبیر خواب وغیرہ ۶۸۵، خواب کی قسمیں اور بُرے خواب کا علاج ۶۸۵، خواب پریشان کے اثرات سے بچنے کا طریقہ ۶۸۶، مبشرات ۶۸۶، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر ۶۸۶، کتاب الطب ۶۸۶، دوا ہر مرض کی موجود ہے مگر حرام دوا نہ ہو ۶۸۷، بڑھاپے کی دوا نہیں ۶۸۷، معدے کی لطیف مثال ۶۸۷، جھاڑ پھونک فال وغیرہ ۶۸۸، جبر و قدر کا امتزاج ۶۸۸، بعض لغو اعتقادات ۶۸۸، سحر و نجوم وغیرہ ۶۸۸، نجوم کی لغویت ۶۸۸، پیروی علمِ نجوم کی گمراہی ۶۸۹، کہانت کی حقیقت ۶۸۹، سلام و مصافحہ وغیرہ ۶۸۹، سلام اور اندر آنے کی اجازت ۶۸۹، اپنے گھر کے اندر داخل ہونے کے آداب ۶۹۰، گفتگو سے پہلے سلام ہوتا ہے ۶۹۰، بچوں کو سلام کرنا ۶۹۰۔

سلام میں جماعت کی نمائندگی ۶۹۰، سلام میں سبقت ۶۹۱، ریکر ملکی کی عجیب تعلیم ۶۹۱، من نہ و یدم کہ گیے پیش سگے سر خم کرد ۶۹۱، لفظ سلام کا مصدر ۶۹۱، سب سے بڑا بخیل ۶۹۲، مصافحے کے موید ۶۹۲، اجر مصافحہ ۶۹۲، مصافحے اور ہدایا کی برکات ۶۹۲، صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے ۶۹۲، خواہش مندِ قیام جہنمی ہے ۶۹۳، داخلے کی اجازت ۶۹۲، پہلے سلام پھر اندر آنے کی اجازت ۶۹۳، سعدؓ کی ایک عجیب ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مساوا یانہ برتاؤ ۶۹۳، اپنے گھر میں اجازت داخلہ لینا ۶۹۴، میں کی ایک عادت ۶۹۵، بلا اجازت اندر گھسنا ۶۹۵، مختلف آداب ۶۹۵، چھینک اور جمائی کے آداب ۶۹۵، راستے کے حقوق ۶۹۶، اپنے لیے کسی کو اٹھانا ۶۹۶، بیٹھک کا زیادہ حقدار ۶۹۷، سب سے زیادہ ضروری ادبِ محفل ۶۹۷، دو آدمیوں کے بیچ میں بیٹھنا ۶۹۷، صدر نشینی کے شائق پر لعنت ۶۹۷، نصرت مانوت و سفارش و تعصب ۶۹۷، مومن پر مومن کے حقوق ۶۹۷، ایمان و اخلاق کے تقاضے ۶۹۸، گفتگو امانت ہوتی ہے ۶۹۸، کن بندوں کی تعظیم عین تعظیم الٰہی ہے ۶۹۸، بوڑھے کی تعظیم کا اجر ۶۹۸، بڑوں کی تعظیم ۶۹۹، خواجہ کی بندہ نوازی ۶۹۹، حسنِ سلوک کا زبانی جواب ۶۹۹، عطایا کا جواب ۶۹۹، محسن کی شکر گزاری ۷۰۰، حسنِ نیت اور صدق و کذب ۷۰۰، ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرتے پھرنا ۷۰۰، بچوں سے غلط گوئی میں احتیاط ۷۰۰، صرف تین جھوٹ کی اجازت ۷۰۰، حسنِ سلوک ۷۰۱، والدین ۷۰۱، خدمت و صحبت کا سب سے زیادہ حق دار ۷۰۱، حسنِ سلوک کے ترتیب وار حق دار ۷۰۱، اولاد مع اپنے مال کے باپ کی ہے ۷۰۲، سب سے زیادہ بدنصیب ۷۰۲، جہاد اور ہجرت سے پہلے والدین کی خوشنودی ۷۰۲،

جنت ان کے قدموں کے پاس ۷۰۳، مشرک ماں کی خدمت و امداد ۷۰۳، ماں کی قائم مقام ۷۰۳، والدین کی موت کے بعد بھی حسنِ سلوک ہو سکتا ہے ۷۰۳، رضاعی والدین اور بھائی کے ساتھ حسنِ سلوک ۷۰۴، ماں یا باپ کی طرف سے حج ۷۰۴، باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اور عفت کا اثر ۷۰۴، اولاد ۷۰۵، اولاد کی نافرمانی کو دور کرنے کا طریقہ ۷۰۵، لڑکی ۷۰۵، بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا نتیجہ ۷۰۵، سب سے افضل کارِ خیر ۷۰۵، جوانی تک لڑکیوں کی کفالت کا صلہ ۷۰۶، سب سے اعلیٰ عطیہ کیا ہے ۷۰۶، بہترین انسان کون ہے ۷۰۶، یتیم ۷۰۶، کفالت یتیم کا اجر ۷۰۶، سخت دلی کا علاج ۷۰۷، سب سے بہتر اور سب سے بدتر گھر ۷۰۷، مسکین ۷۰۷، شادی کا مقصد کثرتِ اولاد نہیں، محتاج و مسکین کی پرورش کا درجہ ۷۰۷، صدقہ (کارِ خیر) ۷۰۸، صدقہ کے اقسام ۷۰۸، ایامِ کفر کی نیکیوں کا اثر ۷۰۸، کافر کی نیکیاں کب نفع بخش ہو سکتی ہیں ۷۰۸، صلہ رحمی ۷۰۹، "رحم" کا اشتقاق اور صلہ رحمی ۷۰۹، کشائش رزق اور درازیٔ عمر کا ذریعہ ۷۰۹، قطع رحمی اور جنت ۷۰۹، دنیوی سزا جلدی دلانے والا جرم ۷۰۹، بدی کے جواب میں نیکی کرنے کا انعام ۷۱۰، ذی رحم کو صدقہ دینا ۷۱۰، پڑوسی ۷۱۰، پڑوسی کے حق پر زور ۷۱۰، بُرے پڑوسی کا غیر متشددانہ اور دلچسپ علاج ۷۱۱، شر انگیز پڑوسی مومن نہیں ۷۱۱، وعید شدید ۷۱۱، پڑوس کی حدود اربعہ ۷۱۲، تین شدید مصیبتیں ۷۱۲، زبان اور جنت و دوزخ کا فرق ۷۱۲، رحم و کرم ۷۱۳، زمین کا رحیم آسمان کا مرحوم ۷۱۳، بے رحم مستحق رحم نہیں ہوتا ۷۱۳، بچوں کا پیار علامتِ رحم ہے ۷۱۳، رحمت خداوندی غضبِ الٰہی پر غالب ہے ۷۱۳، بے پایاں رحمتِ الٰہی۔ رحمت و غضب کا توازن ۷۱۴، داخلے کی اجازت ۷۱۴، حدیث سلام میں حضرت عمرؓ کی احتیاط ۷۱۴، موت ۷۱۵،

سیرت و مناقب ۷۱۶، دفنِ میت ۷۱۶، بر یعنی نیکی۔ ماں، باپ، اولاد، اقارب اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک و متفرق ۷۱۶، سراپائے حبیبؐ ۷۱۷، سراپائے حبیبؐ ایک بوڑھی عورت (ام معبد) کی زبان سے ۷۱۷، روایت و کتابت حدیث ۷۱۸، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن خود لکھواتے تھے ۷۱۸، کتابتِ حدیث کی اجازت ۷۱۸، ابن عمرؓ حدیث لکھ لیا کرتے تھے ۷۱۹، دوسری زبان سیکھنے کا حکم ۷۱۹، وضو اور اس کے متعلقات ۷۱۹، گندگی سے پرہیز ۷۱۹، تیمم ۷۲۰، مسجد ۷۲۰، حضورؐ کی شرکت عام کاموں میں اور فن کی حوصلہ افزائی ۷۲۰، فن سپہ گری کا معائنہ عورت کے لیے ۷۲۱، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں کیوں دفن کیے گئے ۷۲۱، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا ۷۲۱، استقبالِ قبلہ ۷۲۱، مستعار لباس میں نماز ۷۲۱، مریض کی نماز ۷۲۲، نماز میں ایک ہی آیت کی تکرار ۷۲۲، نماز میں جائز و ممنوع افعال ۷۲۲، تعلیم و تفہیم کا لاجواب طریقہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۷۲۲، نماز جمعہ ۷۲۴، عمل.... میں میانہ روی ہونی چاہیے ۷۲۴، خطبہ چھوڑ کر حاجت روائی کرنا ۷۲۴، قیام لیل ۷۲۵، قیام لیل تقاضائے تشکر بھی ہے ۷۲۵، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آخری اور جامع بات ۷۲۵، "شبینہ" کوئی سنت نہیں ۷۲۵، کتاب الجنائز ۷۲۶، امراض میں رحمت ۷۲۶، آزمائش بمقدار دین ہوتی ہے ۷۲۶، موت ۷۲۶، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس مرض میں ہوئی ۷۲۶، روزے کے متعلق چند باتیں ۷۲۷، کتاب الحج ۷۲۷، قافلہ مجاہدین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ۷۲۷، شیطان

بھی مسلمان ہو سکتا ہے ۷۲۷، خطبۂ حج ۷۲۸،
حجۃ الوداع کا ایک خطبہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۷۲۸،
حجۃ الوداع کا ایک اور خطبۂ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)
۷۲۹، قومی جذبات کے احترام کی ایک عجیب مثال ۷۲۹،
جو قربانی نہ دے سکا ہو اس کی طرف سے بھی قربانی ادا ہو
چکی ہے ۷۲۹، نکاح سنتِ رسولؐ ہے ۷۳۰، زوجین
ایک دوسرے کے لیے ۷۳۰، ایک بہترین جوڑے کی
گھریلو زندگی کا نقشہ ۷۳۰، احکام وصیت ۷۳۲، اسلامی
ریاست کے بعض فرائض دربارہ قرض و وراثت ۷۳۲،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ۷۳۲، نبی کا ذریعۂ معاش
نبوت کے بعد ۷۳۳، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ترکہ چھوڑا
۷۳۳، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی ترکہ ۷۳۳، قصاص ۷۳۳،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص کا مطالبہ ۷۳۴، آدابِ
طعام ۷۳۴، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا کیسی تھی
۷۳۴، شانِ امتیاز و تکبر کے اظہار سے نفرت (قابلِ غور و
عبرت نمونہ) ۷۳۴، کسی کھانے کی برائی نہ کرنی چاہیے
۷۳۴، ذوقِ نبویؐ (کھانے کی بعض چیزوں میں) ۷۳۵،
شاہنشاہ کا فقیرانہ لباس ۷۳۵، سیرت رسول صلی اللہ علیہ
وسلم ۷۳۶، آغاز وحی ۷۳۶، آغاز وحی اور اس کی
کیفیات، بیوی کی شہادت وزیر کی ۷۳۶، تبلیغ اور مصائب
پر صبر ۷۳۷، دشمنانِ دین کی ایذا رسانی ۷۳۸، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش و صبر ۷۳۹، شقاوت ابوجہل ۷۴۰،
ہجرتِ حبشہ ۷۴۰، کوائف حبشہ، خطبۂ جعفر طیارؓ اور
شہادتِ نجاشی ۷۴۰، ظالموں سے رسولِ رحمت کی توقعات
۷۴۳، اللہ سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فریاد کا
عجیب انداز ۷۴۴، ہجرتِ مدینہ ۷۴۵، ابوبکرؓ اور رفاقت

نفس الرسول کا مقام ۷۴۵، پیغمبرؐ اور صدیقؓ کے حوصلوں کا فرق
۷۴۵، رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعائے ناز و نیاز
بموقع بدر ۷۴۶، غزوات ۷۴۷، بدر ۷۴۷، صدیقؓ و
فاروقؓ کی تمثیل بزبان رسالتؐ ۷۴۷، بنتِ رسولؐ کے شوہر
کا فدیہ اور عدل رسالت ۷۴۷، اہلِ بدر کی فضیلت ۷۴۸،
اُحد ۷۴۹، غزوات میں عورتوں کا حصہ ۷۴۹، شہادت کے
لیے بے چینی ۷۴۹، ایک شہید کا آخری پیغام ۷۴۹، ایک
مومنہ کا حوصلۂ ایمانی ۷۵۰، رجیع ۷۵۱، خبیبؓ کا اندازِ شہادت
اور پاسِ انسانیت ۷۵۱، خندق ۷۵۲، مجاہدین کا رجز اور
مصائب کی برداشت ۷۵۲، پیغمبری درویشی ہے نہ کہ شاہنشاہی
۷۵۳، حدیبیہ ۷۵۳، شوریٰ میں عورت کا مقام: عہد کی
پابندی ۷۵۳، موتہ ۷۵۴، کلمہ گو کی جان لینے پر حضور صلی اللہ
کی ناراضی ۷۵۴، فتح مکہ ۷۵۵، فتح مکہ کے دن رحمت نبویؐ
کی بارش ۷۵۵، نبوت بادشاہت سے بالکل الگ چیز ہے
۷۵۵، حنین ۷۵۶، انصار کا نصیبہ ۷۵۶، مجاہدہ عورت
(امِ سُلیم) ۷۵۷، بنی جذیمہ ۷۵۷، اطاعت صرف معروف
میں ہونی چاہیے ۷۵۷، تبوک ۷۵۸، شرکت جہاد کی صحیح غرض
کیا ہونی چاہیے ۷۵۸، براءت ۷۵۹، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کا تقاضائے رحمت ۷۵۹، ہود، واقعہ و مرسلات وغیرہ
۷۵۹، بعض سورتوں کا اثر حضور صلی اللہ علیہ کی صحت پر ۷۵۹،
شعرا ۷۶۰، مقامِ نبوت کی عجیب تمثیل اور سورۂ لہب کا نزول
۷۶۰، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کوئی کام نہ
آئے گی ۷۶۱، زمر ۷۶۱، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف
مبشر نہیں منذر بھی ہیں ۷۶۱، ممتحنہ ۷۶۲، رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا تقویٰ ۷۶۲، کتاب الطب ۷۶۲، نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندہ دلی آخری لمحات میں ۷۶۲، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے مزاح کی باتیں کرنا ۷۶۲، ایمان واخلاق کے تقاضے ۷۶۳، حیائے نبوتؐ کی فراوانی ۷۶۳، حیاداری کی انتہا ۷۶۳، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحیح پوزیشن ۷۶۴، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں مبالغہ ۷۶۴، سخاوت و بخل ۷۶۴، کوئی سائل آپؐ کے در سے کبھی خالی نہ گیا ۷۶۴، مالیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل ۷۶۴، کل کے لیے ذخیرہ ۷۶۷، جمع شدہ مال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی ۷۶۷، حوصلہ نبوت ۷۶۸، قابلِ عبرت تأسف ۷۶۸، اخلاقِ رذیلہ ۷۶۸، صحابہؓ کی برائی کرنے پر تنبیہ ۷۶۸، گانا بجانا ۷۶۹، عورتوں کا گانا سننا اور حبشیوں کے کرتب دیکھنا ۷۶۹، گانے والیوں کی اصلاح ۷۷۰، لہو و لعب ۷۷۰، گڑیا کھیلنا ۷۷۰، لعن و طعن ۷۷۰، نبوت کا قابو زبان پر ۷۷۱، بشریتِ رسولؐ کے تقاضوں کی عجیب تلافی ۷۷۱، مزاح ۷۷۱، مزاحِ نبویؐ کا انداز ۷۷۱، مزاحِ نبوی ایک سائلہ ۷۷۲، شعر کہنا اور سننا ۷۷۲، حسان بن ثابت کی عزت افزائی ۷۷۲، رحم و کرم ۷۷۲، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت ایک اونٹ پر ۷۷۲، چڑیا پر رحم ۷۷۲، مناقب ۷۷۴، ابراہیمؑ ۷۷۴، بہترین مخلوقات کون ہیں ۷۷۴، اسحاق ۷۷۴، ذبیح اللہ کون ہے؟ ۷۷۴، خاتم الانبیاءؐ ۷۷۴، خاتم النبیینؐ کا صحیح مقام ۷۷۴، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ۷۷۵، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت ۷۷۵، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لیے یکساں تھے ۷۷۵، قابلِ اقتدا اسوۂ نبویؐ ۷۷۶، کاشانۂ نبوتؐ کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاغل ۷۷۶، گستاخی کا جواب ۷۷۶، سیرت رسول اللہ کی سب سے قوی شہادت ۷۷۷، نبویؐ پیشگوئیاں ۷۷۸، کسریٰ و قیصر کے مغلوب ہونے کی پیش گوئی ۷۷۸، توکل علی اللہ کی عجیب مثال ۷۷۸، عبداللہ بن سلام کا اسلام اور یہود کا متضاد تبصرہ ۷۷۹، فتح ایران و روم کی خوش خبری ۷۷۹، حضرت ابوبکر صدیقؓ ۷۸۱، حضرت ابوبکر صدیقؓ ۷۸۱، حضرت ابوبکر صدیقؓ ۷۸۱، حضرت عمر فاروقؓ ۷۸۲، حضرت عمر فاروقؓ سے شیطان بھاگتا ہے ۷۸۲، حضرت عثمانؓ ۷۸۳، حضرت علیؓ ۷۸۴، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۷۸۴، اسامہؓ اور زیدؓ ۷۸۴، اسامہؓ اور زیدؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ۷۸۴، اسامہؓ رسول اللہ کی نظر میں ۷۸۵، ابوذر غفاریؓ ۷۸۵، امتِ محمدیہ کا واحد درویش ابوذر غفاریؓ ۷۸۵، حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب ۷۸۷، سیدالشہدا کون ہے (حضرت حمزہؓ) ۷۸۷، حضرت ورقہ بن نوفل ۷۸۷، ورقہ بن نوفل کا اسلام ۷۸۷، خدیجہؓ بنت خویلد ۷۸۷، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہؓ سے قلبی تعلق ۷۸۷، مریمؑ، خدیجہؓ فاطمہؓ اور آسیہؓ ۷۸۸، چار ممتاز ترین عورتیں ۷۸۸، فاطمہؓ و علیؓ، فاطمہؓ اور علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ کی نگاہ میں ۷۸۸، حضرت عائشہؓ ۷۸۹، عائشہؓ کی فضیلتِ علمی ۷۸۹، علمِ عائشہؓ ۷۸۹، زینبؓ، بنتِ جحش ۷۸۹، زینب بنت جحش (ام المومنین) ۷۸۹، امت محمدی ۷۹۰، یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے اجر کی تمثیل ۷۹۰، شفاعتِ محمدی ۷۹۱، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اہل کبائر کے لیے ہے، شفیع دوسرے بھی ہوں گے ۷۹۱، بنی دوس ۷۹۱، بنی دوس کے لیے دعا بحالتِ کفر ۷۹۱، لباسِ نبویؐ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائشیں اور غذا ۷۹۲، صحابہ کی غذائی حالت ۷۹۲، حضور علیہ السلام کی مالی حالت ۷۹۲، پوشاک رسول اللہ کی قلت ۷۹۳، تنگی میں صبر اور فراخی میں بے صبری ۷۹۳، فقر و غنا مال سے ہے یا دل سے؟ ۷۹۳، مال کی موجودگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بے چینی ۷۹۴، رسول خدا کی غذائی پسند ۷۹۴، ابنِ عمرؓ کو نصیحت نبویؐ ۷۹۵، خاتم النبیینؐ ۷۹۶،

ہیکل، محمد حسین، عمر فاروقؓ کے عہد میں نظامِ حکومت (۹) ۶۴۲ — ۶۶۷

فتوحات ۶۴۲، اسلامی نظامِ حکومت ۶۴۳، یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنا ۶۴۴، رسول اللہ کی ہجرت تاریخ و سنین کا نقطۂ آغاز ۶۴۵، نظام شوریٰ ۶۴۷، مسجد نبویؐ کی توسیع ۶۴۹، عدل فاروقی ۶۵۱، عمال کو ہدایات ۶۵۶، عمال کا محاسبہ ۶۵۷، حضرت معاویہ سے جواب طلبی ۶۵۸، حضرت عمیر بن سعد کا خراج کے بارے میں جواب ۶۵۹، ابوالدرداءؓ کو مدینہ کا قاضی مقرر کرنا ۶۶۰، شریحؓ کو کوفہ کا قاضی مقرر کرنا ۶۶۱، آدابِ قضا ۶۶۱، رجسٹر کو مرتب کرنے کا نظام ۶۶۴، وظیفوں کا مقرر کرنا ۶۶۴، مراسلت کا رجسٹر ۶۶۷۔

ی

یٰسین حسنی، عبداللہ: اقتباساتِ نہج البلاغہ (۹) ۷۲۹ — ۷۵۲

تعارفِ کتاب ۷۲۹، حمد و نعت ۷۲۹، زمانۂ بعثت ۷۳۰، خدارسیدہ ہستے کے کام ۷۳۰، ایمان ۷۳۰، ایمان اصلی و عارضی ۷۳۰، ایمان کے تین رکن ۷۳۰، اوصافِ ایمان ۷۳۱، یقین کی چار شاخیں ۷۳۱، عدل کے چار شعبے ۷۳۱، جہاد کی چار قسمیں ۷۳۱، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۷۳۲، دنیا میں ہر طرف فساد برپا تھا ۷۳۲، قرآن ۷۳۲، مجموعۂ عجائب و غرائب ۷۳۲، افضل ترین حدیث ۷۳۳، بولنے والی کتاب ۷۳۳، قرآن سراپا حکمت ہے اور اس کی آیتیں ایک دوسرے کی تفسیر و تصدیق ہیں ۷۳۳، خدا کی تجلی قرآن میں دیکھو ۷۳۳، راہِ نجات جنت کی کنجی ۷۳۳، قرآن میں سب ہے ۷۳۳، کتاب ناطق اور شفیق ازلی ۷۳۴، ناصح صادق، ہادی کامل ۷۳۴، ہر درد کی دوا، ہر مرض کی شفا ۷۳۴، شافع برحق ۷۳۴، ایمان، عمل، صبر، زہد ۷۳۴، کتاب ناطق کی تشریح ۷۳۵، دین میں رازِ نہیں، اسلام ظاہر ہے ۷۳۵، فضائل و اوصاف بےشمار ۷۳۵، جماعت کی تعریف، تفرقہ کی مذمت ۷۳۶، قرآن بس ہے ۷۳۶، قرآن کو مضبوطی سے پکڑو ۷۳۶، ایک ایک لفظ سند ہے ۷۳۶، اسلام ۷۳۷، اسلام ظاہر ہے ۷۳۷، ایک اصول ۷۳۷، خدا کا دین ۷۳۷، ہمہ صفت دین ۷۳۷، اصحابِ رسولؐ ۷۳۷، یادِ رفتگان ۷۳۸، اصحابِ رسولؐ ۷۳۹، علی اور عثمانؓ ۷۳۹، اگلی امتوں سے عبرت و نصیحت، رازِ عمل ۷۳۹، خوبیاں ۷۳۹، حضرت علیؓ کا خط معاویہؓ کے نام ۷۴۰، حضرت عمرؓ کے حق میں دعائے خیر ۷۴۰، مشورہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ بوقت جنگ فارس ۷۴۰، حضرت عمرؓ کے ساتھ خیرخواہی اور مشورہ بوقت جنگِ روم ۷۴۱، امام کی نیت ۷۴۱، تسلیم خلافت عثمانؓ ۷۴۱، امام کے دل میں اجماع کا احترام ۷۴۱، احترام گزشتہ رائے ۷۴۲، اختلاف کی جڑ ۷۴۲، خیر خدا کی شان ۷۴۲، نامراد اور خود غرض ساتھی ۷۴۲، متفرق ساتھی ۷۴۲، نافرمان ساتھی ۷۴۳، ایک اور دس ۷۴۳، صمٌّ بکمٌ عمیٌ ساتھی ۷۴۳، مایوسی امام ۷۴۳، جہاد سے جان چرانے والے ۷۴۳، نقطۂ ائمہ ضلالت ۷۴۴، امام کے ساتھیوں کی تصویر ۷۴۴، فریقین میں تفاوت ۷۴۴، امام کے ساتھیوں کا نقشہ ۷۴۴، حسب و نسب پہ فخر بےجا ہے ۷۴۵، حسب و نسب کام نہ آئے گا، عمل کام آئیں گے ۷۴۵، فرقہ بندی کی مذمت ۷۴۵، محب مفرط، مبغض مفرط ۷۴۵، فرقہ پرستی گردن زدنی ہے ۷۴۶، اسلام میں فرقہ بندی نہیں ۷۴۶، ارشادات ۷۴۶، اگلوں

کو گالیاں دینے والے اپنا عیب تو دیکھ ۷۴۶، لاکھ کی ایک بات ۷۴۶، توحید واخلاص اور احترام مسلمان ۷۴۶، دوسروں کو چھوڑ پہلے اپنا عیب دیکھ ۷۴۶، اسلامی شرافت اور گالیاں ۷۴۷، ترکِ دنیا کی مذمت ۷۴۷، نماز کی کسوٹی اعمال ہیں ۷۴۷، زندگی برائے بندگی ۷۴۷، احادیث کی نسبت رائے ۷۴۷، جھوٹی حدیثیں ۷۴۷، اقسام محدثین ۷۴۷، دقتِ احکام ۷۴۷، صبر کی تلقین، جزع فزع کی ممانعت ۷۴۷، امام کی آخری وصیت ۷۴۸، اس اُمت کے اگلے لوگ ۷۴۹، تکرار بین ۷۴۹، شیعہ سُنی طلاپ ۷۴۹

مقالات

ا

ابوالحسن علی بن حسین علی المسعودی : فاروق خورشید
ترجمہ از اسداللہ (۹) ۷۱ — ۸۳
احادیث میں تمثیلات : جعفر شاہ پھلواروی (۶) ۲۵۵ — ۲۵۶ (د)
ادبِ قبل از اسلام میں ذکرِ رسول ؐ : سید آلِ احمد رضوی
(۹) ۲۶ — ۵۰
اُردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات :
ڈاکٹر شاکر علیمی (۱۰) ۶۴ — ۹۲
اُردو کے نعتیہ گلدستے : ڈاکٹر فضل حق خورشید
(۱۰) ۹۳ — ۱۲۰
اُردو نعت : حفیظ تائب (۱۰) ۱۶۹ — ۱۹۲
ارشاداتِ نبوی ؐ (جوامع الکلم) : ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
(۸) ۵۴۹ — ۵۶۵
اسلام کا نظامِ اقتصاد : محمد ایوب قادری (۹) ۲۲۹ — ۲۵۹
اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصّہ : عبدالعزیز دوری۔
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰
اصحابِ بدر : قاضی محمد سلیمان منصور پوری (۸) ۱۱۳ — ۲۰۸
اصحابِ صفہ : حافظ ابو نعیم احمد اصبہانی : ترجمہ از حافظ محمد سعداللہ
(۸) ۴۵۱ — ۵۱۷
اقتباسات نہج البلاغہ : سید عبداللہ لیسین حسنی (۹) ۷۲۹ — ۷۵۲
اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم : سید محمد متین ہاشمی (مرتب)
(۶) ۷۵۷ — ۷۹۶
انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) : حفیظ تائب (۱۰) ۳۸۹ — ۷۵۵
انتخابِ نعتیہ اشعار (عربی) : حکیم محمد یحییٰ خان شفا (۱۰) ۱۹۳ — ۲۹۳
انتخابِ نعتیہ شاعری (فارسی) : ڈاکٹر عبدالحمید یزدانی (۱۰) ۲۹۴ — ۳۸۸

ب

بارگاہِ رسالت ؐ میں حاضر ہونے والے وفود : ابن ہشام المعافری
ترجمہ از محمد عبدالحکیم شرف قادری (۷) ۶۶۰ — ۷۲۰
برِ صغیر میں علم حدیث : سید سلیمان ندوی (۶) ۷ — ۴۳
برِ صغیر میں علمِ حدیث کی تاریخ : سید سلیمان ندوی
(۶) ۴۴ — ۴۸
برِ صغیر میں کُتبِ حدیث کی نایابی : سید سلیمان ندوی
(۶) ۴۹ — ۵۲

ت

تقابل تقویمین : محمد یحییٰ خان شفا (۹) ۲۶۹ — ۲۸۵
تدوینِ حدیث : سید مناظر احسن گیلانی (۶) ۵۳ — ۱۹۱
تدوینِ سنّت : عبدالغفار حسن (۶) ۱۹۲ — ۲۱۴

ج

جنات بارگاہِ نبوی ؐ میں : محمد مسعود عبدہٗ (۹) ۱۶۹ — ۱۸۲
جنت البقیع : سید مسعود مشہدی (۹) ۱۴۴ — ۱۶۸
جوامع الکلم : مفتی سید شجاعت علی قادری (۸) ۵۶۶ — ۵۷۶

ح

حدیث کے ظنی ہونے کا ثبوت : عبدالغفار حسن (۶) ۲۴۶ — ۲۵۴
حدیثوں کی جمع و تدوین : ضیاء الدین اصلاحی (۶) ۲۱۵ — ۲۲۵

حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۲۳۰—۲۴۵

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۴۷۳—۴۸۰

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۲۲۳—۲۲۸

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۴۴۴—۴۷۲

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۲۲۹—۲۳۵

حضرت علیؓ اور رسولِ خداؐ : نامعلوم (۹)، ۲۱۳—۲۲۷

حضرت عمرؓ کے آخری لمحات : ابوالکلام آزاد

(۹)، ۶۹۶—۶۹۹

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ : راجہ محمد شریف

(۷)، ۴۱۵—۴۴۳

حضورؐ بہ حیثیت مظہر تکمیلِ نبوت و رسالت : قدیرالدین احمد

(۸)، ۷۳۲—۷۵۱

حضورؐ کی دعائیں : سلیس سلطانہ (۹)، ۵۰۸—۵۲۰

حضورؐ کے جوامع الکلم : شرف الدین اصلاحی

(۸)، ۵۳۹—۵۴۸

خ

خطباتِ رسولؐ : ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی (مرتب)

(۸)، ۱۱—۱۱۲

د

دنیا کا آخری پیغمبرؐ : قاری خلیل احمد (۹)، ۳۳۲—۳۵۲

ر

رحمت للعالمینؐ کی قائم کردہ چراگاہیں : ابن حکیم غلام مصطفےٰ

(۹)، ۱۸۳—۱۸۶

رسالتِ محمدیؐ کا عقلی ثبوت : ارشد القادری

(۸)، ۶۲۷—۶۳۵

رسولِ اکرمؐ اور تعمیرِ انسانیت : غلام احمد حریری۔

(۹)، ۳۹۵—۴۰۲

رسولِ اکرمؐ بہ حیثیت مظہرِ ختم نبوت : شیخ آفتاب حسین

(۸)، ۶۶۱—۶۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر : عبدالوہاب خاں عاصم

(۹)، ۴۱۱—۴۲۲

رسولِ اکرمؐ کا انتباہ : ڈاکٹر عبدالحی (۹)، ۳۷۳—۳۸۲

رسولِ اکرمؐ کی حکمتِ سیاست : سید اسعد گیلانی

(۷)، ۶۱۱—۶۵۹

رسولُ اللہ کے فیصلے : پروفیسر فیض اللہ منصور

(۷)، ۴۸۱—۵۹۹

رسُول اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت : اشمس بریلوی

(۸)، ۳۹۳—۴۴۰

رسُولِ اکرمؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت : محمد نصراللہ خاں

خازن مجددی (۸)، ۴۴۱—۴۴۹

س

سرورِ عالمؐ نازک ترین لمحات کی میزان پہ : سید محمد ریاست علی فاروقی

(۸)، ۵۷۷—۵۹۹

سرورِ عالمؐ نازک لمحات کی میزان پہ : عبدالوہاب حجازی

(۸)، ۶۰۰—۶۲۶

سیرت اور مطالعۂ سیرت : ابوالکلام آزاد (۹)، ۱۰۹—۱۲۸

سرورِ کائناتؐ کی پیش گوئیاں : محمد نیاز عبداللہ

(۹)، ۳۵۳—۳۷۲

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ : راجہ محمد شریف
(۷)، ۲۹۷-۳۳۹

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ : راجہ محمد شریف
(۷)، ۲۴۶-۲۹۶

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ : راجہ محمد شریف
(۷)، ۳۴۰-۴۱۴

سیر الطیبات [سرورِ کائنات کی بیٹیوں کا ذکر] : مقصود احمد بھوپالی (۷)، ۱۹۰-۲۲۰

سیرۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی
(۹)، ۵۴۴-۶۴۱

سیرت طیبہ حضورؐ کے اسماء و القاب کے آئینہ میں :
ڈاکٹر سید محمد عبداللہ (۹)، ۷-۲۵

سیرت کی چھیالیس مطبوعہ اور قلمی کتابیں : مسعد سویلم الشامان۔
ترجمہ از اجمل اصلاحی (۹)، ۸۴-۱۰۸

ش

شان حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ۔ حضرت حسانؓ کی نظر میں :
حسان بن ثابتؓ (۹)، ۵۴۳

شعب ابی طالب : ڈاکٹر نثار احمد (۹)، ۲۶۰-۲۶۸

شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جنہوں نے حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا) : سید مسعود مشہدی (۹)، ۲۰۶-۲۲۸

ص

صدرِ اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین : محمد عجاج الخطیب۔
ترجمہ از احمد خاں (۶)، ۲۲۶-۲۳۸

ع

عثمانؓ امام صوفیہ : شیخ علی ہجویری ثم لاہوری رح
(۹)، ۴۰۰-۴۰۲

عثمانؓ پر کیے گئے مراثی کا ذکر : غلام قادر رنجار (مرتب و مترجم)
(۹)، ۴۰۸-۴۱۲

عربی زبان میں نعتیہ کلام : محمد یحییٰ خاں شفا
(۱۰)، ۱۲۱-۱۴۵

عظیم یادیں (جنہیں حضورؐ سے نسبت ہے) : مسعود مشہدی (مترجم) (۹)، ۱۸۷-۲۰۵

علم، باب العلم کے الفاظ میں : [مرتب و مترجم : سید جمیل احمد رضوی] (۹)، ۴۲۳-۴۲۸

علم و تہذیب کی ترقی میں معارف محمدیؐ کا حصہ : شبیر احمد خان غوری و رضاء اللہ الغازی (۸)، ۵۱۸-۵۳۸

عمر فاروقؓ کے عہد میں نظام حکومت : محمد حسین ہیکل
(۹)، ۶۴۲-۶۶۷

عہد فاروقی میں تمدنی ترقی : شبلی نعمانی (۹)، ۶۶۸-۶۹۵

عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت : ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی
(۵)، ۳۴۱-۴۲۴

عہدِ نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء : ڈاکٹر نثار احمد
(۵)، ۱۱-۳۴۰

عہدِ نبوی میں سفارتی ادارہ : محمد یوسف فاروقی
(۷)، ۶۰۱-۶۱۰

ف

فارسی نعت ۔ ایک سرسری جائزہ : ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی
(۱۰)، ۱۴۶-۱۶۸

فصاحتِ نبویؐ : ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (۸)، ۳۳۷-۳۹۲

ک

کاتبانِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم : حافظ محمد سعد اللہ (مترجم)
(۷)، ۱۳۴-۱۸۹

کائنات انسان، ضرورت نبوت اور ختم نبوت کی اہمیت:
ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۸) ۶۸۶ — ۷۳۱
کتابت احادیث عہدِ نبویؐ میں: تحسین نقوی (۶) ۲۳۹ — ۲۴۵

م

مآثر و اوصافِ عثمانؓ: شاہ ولی اللہ دہلوی (۹) ۷۰۳ — ۷۰۷
محمد رسول اللہ کی فتح: سید قطب شہید
(۹) ۳۲۸ — ۳۳۱
مدینۃ الرسولؐ بزبان محمد رسول اللہ (۹) ۱۲۹ — ۱۴۰
مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اوّلین اسلامی مملکت:
محمد یحییٰ خان شفا (۹) ۱۴۱ — ۱۶۳
مساوات کا علمبردار: علم الدین سالک (۹) ۲۹۶ — ۳۰۵
معجزات قوتِ انقلاب کا داعی: تحسین دہلوی
(۹) ۲۸۶ — ۲۹۰
معمولاتِ رسولؐ: سید خورشید احمد گیلانی (۹) ۴۲۳ — ۵۰۷
مقامِ رسولؐ: ڈاکٹر محمد ذکی (۹) ۳۰۶ — ۳۲۷
مکالماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: پروفیسر فیض اللہ منصور
(۷) ۷ — ۱۳۳
موجودہ مشکلات اور سیرتِ رسولؐ: سید حامد عسلی
(۹) ۳۸۳ — ۳۹۴
مواخاۃِ صحابہؓ: ڈاکٹر نثار احمد (۹) ۵۲۱ — ۵۴۲

ن

نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے: سید لعل بادشاہ بخاری
(۸) ۶۳۶ — ۶۵۲
نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے: محمد عبدالمالک
(۸) ۶۵۳ — ۶۶۰
النبی الاُمیؐ: علامہ شہید مرتضیٰ المطہری۔ ترجمہ
از نورالٰہی ایڈووکیٹ (۷) ۷۲۱ — ۷۵۲
نعت (لغوی مفہوم): ڈاکٹر ریاض مجید (۱۰) ۹ — ۶۳

و

واقعۂ ہجرت کی عالمگیر اہمیت: ڈاکٹر سید مطلوب حسین
(۸) ۲۰۹ — ۲۲۳
وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلّا رَحمَۃً لِلعٰلَمِین: شیخ آفتاب حسین
(۹) ۲۹۱ — ۲۹۵

ہ

ہجرت نبویؐ (راہیں، قیام، منزلیں) عبدالقدوس انصاری
ترجمہ و تلخیص از محمد مسعود مشہدی (۸) ۳۲۱ — ۳۳۶
ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: سید اسعد گیلانی
(۸) ۲۴۶ — ۳۲۰
ہجرتِ مدینہ کے اسباب و محرکات: ڈاکٹر نثار احمد
ہمارے نبیؐ کی قوتِ عمل: نیاز فتح پوری (۹) ۴۰۳ — ۴۱۰

موضوعات

ا

آخرت

رفیع الدین ہاشمی محمد (مرتب) ، خطبات رسولؐ

(۸) ۸۰—۸۳، ۹۵

نثار احمد، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقا

(۵) ۵۳—۵۴

ائمہ مساجد

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت

(۵) ۲۱۹—۲۲۰

(حضرت) ابوبکر صدیقؓ

حسان بن ثابت : شانِ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت حسان کی نظر میں

(۹) ۵۴۳

شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں : سیرۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) ۵۴۴—۶۴۱

محمد شریف راجہ : سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۹۷—۳۳۹

(حضرت) ابوعبیدہؓ بن الجراحؓ

محمد شریف راجہ : حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۳۶—۲۴۵۔

احتساب

نثار احمد، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۲۰۲—۲۰۳

اخلاقیات

حریری، غلام احمد : رسولِ اکرمؐ اور تعمیرِ انسانیت

(۹) ۳۹۵—۴۰۲

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۱) ۵۵۱—۶۵۶

یٰسین حسنی، عبداللہ : اقتباساتِ نہج البلاغہ

(۹) ۷۲۹—۷۵۲

ارتقاء دیکھیے نظریۂ ارتقاء

اردو نعت

تابش، حفیظ : اردو نعت (۱۰) ۱۶۹—۱۹۲

نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (اردو)

(۱۰) ۳۸۹—۷۵۵

اردو نعت — انتخاب

شاکر علیمی : اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات۔

(۱۰) ۶۴—۹۲

فضل حق خورشید : اردو کے نعتیہ گلدستے (۱۰) ۹۳—۱۲۰

نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰) ۳۸۹—۷۵۵

نیز دیکھیے : فارسی نعت ۔ عربی نعت

(حضرت) **اُسامہ بن زیدؓ**

محمد شریف، راجہ: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) ۴۷۳ — ۴۸۰

اسلام

رفیع الدین ہاشمی، محمد: (مرتب) خطباتِ رسولؐ
(۸) ۱۹، ۳۱ — ۴۶۱

اسلام - سیاست و حکومت

شفا، محمد یحییٰ خان: مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اوّلین اسلامی مملکت (۹) ۱۴۱ — ۱۶۳

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت (۵) ۳۴۱ — ۴۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء
(۵) ۱۱ — ۳۴۰

اسلامی انقلاب

خلیق دہلوی: معجزانہ قوتِ انقلاب کا داعی
(۹) ۲۸۶ — ۲۹۰

محمد ذکی: مقامِ رسولؐ (۹)، ۳۰۶ — ۳۲۷

نیاز فتح پوری: ہمارے نبیؐ کی قوتِ عمل (۹) ۴۰۳ — ۴۱۰

اسلامی ریاست

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت (۵) ۳۴۱ — ۴۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء
(۵) ۱۱ — ۳۴۰

اسلامی مساوات

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبرؐ (۹) ۳۳۲ — ۳۵۲

سالک، علم الدین: مساوات کے علمبردار (۹) ۲۹۶ — ۳۰۵

اسلامی معاشرہ، دیکھیے معاشرہ، اسلامی

اسمائے نبویؐ

عبداللہ، سید محمد: سیرتِ طیبہ حضورؐ کے اسماء والقاب کے آئینہ میں (۹) ۷ — ۲۵

اصحابِ بدرؓ

اصحابِ صفہؓ

ابو نعیم احمد اصبہانی: اصحابِ صفہ۔ ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ
(۸) ۴۵۱ — ۵۱۷

سلیمان منصور پوری، محمد: اصحاب بدر (۸) ۱۱۳ — ۲۰۸

اعجازِ قرآنی

شمس بریلوی: رسولؐ اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت
(۸) ۳۹۳ — ۴۴۰

اقتصادیات

محمد ایوب قادری: اسلام کا نظام اقتصاد (۹) ۲۲۹ — ۲۵۹

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت (۵) ۶۴۰ — ۷۰۱

نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء
(۵) ۲۰۸ — ۲۱۶

القابِ نبویؐ

عبداللہ، سید محمد: سیرتِ طیبہ حضورؐ کے اسماء والقاب کے آئینہ میں
(۹) ۷ — ۲۵

(حضرت) **اُمِّ کلثومؓ**

مقصود احمد بھوپالی: سیر الطیبات (سرورِ کائناتؐ کی بیٹیوں کا ذکر) (۷) ۱۹۰ — ۲۲۰

ب

بدعت

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب)، خطبات رسولؐ (۸)، ۳۷

بعثت نبویؐ۔ بشارتیں

آل احمد رضوی، سید: ادب قبل از اسلام میں ذکر رسولؐ

(۹)، ۲۶ — ۵۰

بلاغت علیؓ ابن ابی طالب

[جمیل احمد رضوی، سید (مترجم)] علم، باب العلم کے الفاظ میں

(۹)، ۷۲۳ — ۷۲۸

یٰسین حسنی، عبداللہ: اقتباسات نہج البلاغہ (۹)، ۷۲۹ — ۷۵۲

بلاغت نبویؐ

اصلاحی، شرف الدین: حضورؐ کے جوامع الکلم (۸)، ۵۳۹ — ۵۴۸

اظہر، ظہور احمد: ارشادات نبویؐ (جوامع الکلم)

(۸)، ۵۴۹ — ۵۶۵

اظہر، ظہور احمد: فصاحت نبویؐ (۸)، ۳۳۷ — ۳۹۲

جعفر شاہ پھلواری: احادیث میں تمثیلات (۶)، ۲۵۵ — ۲۵۶

خازن مجددی، محمد نصر اللہ خاں: رسول اکرمؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸)، ۴۴۱ — ۴۴۹

شجاعت علی قادری، سید: جوامع الکلم (۸)، ۵۶۶ — ۵۷۶

شمس بریلوی: رسولؐ اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸)، ۳۹۳ — ۴۴۰

منصور، فیض اللہ: مکالمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۷)، ۷ — ۱۳۳

(حضرت) بلالؓ

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵)، ۵۹۴ — ۵۹۵

بیع نامہ

منصور، فیض اللہ: رسولؐ اللہ کے فیصلے (۷)، ۱۸۴ — ۵۹۹

ت

تبلیغ اسلام

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵)، ۷۰۴ — ۷۱۴

تبلیغ و دعوت

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵)، ۷۰۴ — ۷۱۴

تجارت

محمد ایوب قادری: اسلام کا نظام اقتصاد

(۹)، ۲۲۹ — ۲۵۹

تقویم

شفا، محمد یحییٰ خاں: تقابل تقویمین (۹)، ۲۶۹ — ۲۸۵

تصاویر

اجتماع میدان عرفات، (تصویر) (۱۰)، ۲۷۲ کے بعد

جائے ولادت نبی پاک، جہاں ان دنوں لائبریری ہے (تصویر)

(۷)، ۱۲۸ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر) (۹)، ۱۰۴ کے بعد

خانہ کعبہ در رات کا منظر (تصویر) (۹)، ۳۸۴ کے بعد

خانہ کعبہ کا منظر (دوسری منزل سے) تصویر (۵)، ۶۵۶ کے بعد

خانہ کعبہ کا منظر، مسجد الحرام کی چھت سے (تصویر)،

(۱۰)، ۱۲۰ کے بعد

روضۂ رسولؐ کی جالی پر قرآنی آیات کی میناکاری (تصویر)

(۶)، ۳۲ کے بعد

قافلۂ حج، منیٰ سے عرفات کی جانب، تصویر (۵) ۶۰۸ کے بعد

گنبد خضریٰ (تصویر)، (۹)، ۸ کے بعد

مزدلفہ میں واقع مسجد تصویر (۵)، ۴۰۰ کے بعد

مسجدِ نبویؐ میں داخلے کا دروازہ تصویر (۵)، ۸۰ کے بعد
مسجدِ نبویؐ (اندرونی حصّہ، تصویر) (۶)، ۱۶۰ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا اندرونی منظر اور گنبد روضۂ رسولؐ تصویر
(۵)، ۲۴۰ کے بعد
مسجدِ نبویؐ کا بیرونی حصّہ اور روضۂ رسولؐ کا منظر (تصویر)
(۸)، ۲۷۲ کے بعد
مسجد الحرام کا بیرونی حصّہ (تصویر) (۸)، ۶۴ کے بعد
مسجد الخیف (منیٰ)، ایامِ حج میں (تصویر) (۷)، ۳۲۰ کے بعد
میدانِ عرفات اور پاکستانی پرچم (تصویر)
(۷)، ۵۴۴ کے بعد

تعبیرِ خواب

خورشید احمد گیلانی، سید (مترجم)، معمولاتِ رسولؐ
(۹)، ۴۲۳ — ۵۰۷

توحید

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان ضرورت نبوّت اور ختمِ نبوّت کی اہمیت (۸)، ۶۸۶ — ۷۳۱
نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبوی میں ریاست کا نشوو ارتقاء
(۵)، ۴۸ — ۴۹

ج

جزیہ

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت (۵)، ۶۶۲ — ۶۶۶

جنّات

محمد مسعود عبدہٗ: جنّاتِ بارگاہِ نبوی میں (۹)، ۱۶۹ — ۱۸۲

جنت البقیع

مسعود مشہدی، سید: جنت البقیع (۹)، ۱۶۴ — ۱۶۸

جہاد

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۴۹ — ۵۰، ۶۷ — ۶۸
منصورؔ، فیض اللہ: رسول اللہؐ کے فیصلے
(۷)، ۴۸۲ — ۵۹۹
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۳۱۱ — ۴۴۶

چ

چراگاہیں

ابنِ حکیم غلام مصطفےٰ: رحمۃ للعالمینؐ کی قائم کردہ چراگاہیں
(۹)، ۱۸۳ — ۱۸۶
مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت (۵)، ۶۹۰ — ۶۹۳

ح

حج

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵)، ۷۲۲ — ۷۲۴

حدود

منصورؔ، فیض اللہ: رسول اللہؐ کے فیصلے
(۷)، ۴۸۱ — ۵۹۹

حدیث، اصول

حسن، عبد الغفار: حدیث کے ظنی ہونے کا ثبوت
(۶)، ۲۴۶ — ۲۵۴
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۲۵۷ — ۲۶۶

حدیث ـ تاریخ

سلیمان ندوی، سید: برِصغیر میں علمِ حدیث (۶)، ۷ — ۴۳

سلیمان ندوی، سید: برصغیر میں علمِ حدیث کی تاریخ
(۶) ۴۴ — ۴۸
سلیمان ندوی، سید: برصغیر میں کتبِ حدیث کی نایابی
(۶) ۴۹ — ۵۲
عبدالغفار حسن: تدوین سنت (۶) ۱۹۲ — ۲۱۴
مناظر احسن گیلانی، سید: تدوینِ حدیث (۶) ۵۲ — ۱۹۱

حدیث — تدوین

اصلاحی، ضیاء الدین: حدیثوں کی جمع و تدوین (۶) ۲۱۵ — ۲۲۵
الخطیب، محمد عجاج: صدرِ اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین
(۶) ۲۲۶ — ۲۳۸
عبدالغفار حسن: تدوین سنت (۶) ۱۹۲ — ۲۱۴
محمد زبیر صدیقی: کتابتِ احادیث، عہدِ نبوی میں، ترجمہ از خلیق نوی
(۶) ۲۳۹ — ۲۴۵
مناظر احسن گیلانی، سید: تدوینِ حدیث (۶) ۵۲ — ۱۹۱
سُلیمان ندوی، سید: برصغیر میں علمِ حدیث (۶) ۷ — ۴۳

حشر

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) خطباتِ رسولؐ
(۸) ۱۰۵ — ۱۱۰

حقوق اولاد

ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۷ — ۷۱۴

حقوق العباد

ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۷ — ۷۱۴

حقوقِ نسواں

خلیل احمد: دُنیا کا آخری پیغمبرؐ (۹) ۲۳۲ — ۳۵۲

حقوقِ والدین

ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۷ — ۷۱۴

حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) ۲۲۳ — ۲۲۸

حوضِ کوثر

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) خطباتِ رسولؐ
(۸) ۹۲ — ۹۴، ۱۱۱

خ

(حضرت) خالد بن ولید

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(۷) ۴۴۴ — ۴۷۲

خانہ کعبہ (تصویر)

خانہ کعبہ (رات کا منظر) (۶)، ۴۳۸ کے بعد
خانہ کعبہ کا منظر دوسری منزل سے (۵)، ۶۵۶ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (۹) ۱۰۴ کے بعد
خانہ کعبہ کا منظر، مسجد الحرام کی چھت سے (۱۰) ۱۲۰ کے بعد

خطابتِ نبویؐ

شمس بریلوی: رسول اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت
(۸) ۳۹۳ — ۴۴۰

خلافتِ راشدہ

شبلی نعمانی: عہدِ فاروقی میں تمدنی ترقی (۹) ۶۶۸ — ۶۹۵
شروانی، محمد حبیب الرحمٰن خاں: سیرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ
(۹) ۵۴۴ — ۶۴۱
ہیکل، محمد حسین: عمر فاروق رضؓ کے عہد میں نظامِ حکومت
(۹) ۶۴۲ — ۶۶۷

خمر (نشہ)
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۶)، ۴۴۷ — ۵۵۰

خیانت
رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۳۹ — ۴۰

د

دجال
رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۷۷ — ۷۹

درود و سلام
نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اردو)، (۵)، ۳۸۹ — ۴۱۹

دعا
سلیس سلطانہ: حضورؐ کی دعائیں (۹)، ۵۰۸ — ۵۲۰
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۳۱۱ — ۴۴۶

دُنیا
رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۴۱ — ۴۲، ۷۱

ر

(حضرت) رقیہؓ
مقصود احمد بھوپالی: سیر الطیبات [سرورِ کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]
(۷)، ۱۹۰ — ۲۲۰

روزہ
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۳۱۱ — ۴۴۶

روضۂ رسولؐ (تصویر) (۹)، ۸ کے بعد
محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۲۹ — ۲۳۵

محمد شریف، راجہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۴۱۵ — ۴۴۳

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۹۷ — ۳۳۹

روضۂ رسولؐ کی جالی پر قرآنی آیات کی میناکاری (تصویر)
(۶)، ۳۲ کے بعد

مسجد نبویؐ کا بیرونی حصہ اور روضۂ رسول کا منظر
(۸)، ۲۷۲ کے بعد

ز

زھری، ابنِ شہاب م ۱۲۴ھ
عبدالعزیز الدوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ۔
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹)، ۵۱ — ۷۰

حضرت زید بن حارثہؓ
محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۲۹ — ۲۳۵

(حضرت) زینب رضؓ
مقصود احمد بھوپالی: سیر الطیبات [سرورِ کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]، (۷)، ۱۹۰ — ۲۲۰

س

سپہ سالارانِ اسلام
محمد شریف، راجہ: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۳۶ — ۲۴۵

محمد شریف، راجہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۴۷۳ — ۴۸۰

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۲۳ — ۲۲۸

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۴۴۴ — ۴۷۲

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
(۷)، ۲۴۶ — ۲۹۶

محمد شریف، راحبہ: سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) ۳۴۰ — ۴۴۴

سفارت

محمد یوسف فاروقی: عہد نبویؐ میں سفارتی ادارہ۔
(۷) ۶۰۱ — ۶۱۰

سفیرانِ نبویؐ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت (۵) ۵۹۶ — ۶۰۲

سرقہ (چوری)

منصورؔ، فیض اللہ: رسولؐ اللہ کے فیصلے
(۷) ۴۸۲ — ۵۹۹

سنت

رفیع الدین ہاشمی، محمد: (مرتب) خطباتِ رسولؐ
(۸) ۳۷

سیرت نبویؐ

ارشد القادری: رسالتِ محمدی کا عقلی ثبوت
(۸) ۶۲۷ — ۶۳۵

آزاد، ابوالکلام: سیرت اور مطالعۂ سیرت
(۹) ۱۰۹ — ۱۲۸

خلیل احمد: دُنیا کا آخری پیغمبرؐ (۹) ۳۴۲ — ۳۵۲

حجازی، عبدالوہاب: سرورِ عالم نازک لمحات کی میزان پر
(۸) ۶۰۰ — ۶۲۶

خورشید احمد گیلانی، سید (مترجم): معمولاتِ رسولؐ
(۹) ۴۲۳ — ۵۰۷

ریاست علی فاروقی، محمد: سرورِ عالم نازک ترین لمحات کی میزان پر (۸) ۵۷۷ — ۵۹۹

عبدالعزیز الدوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصّہ۔
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰

قطب شہید، سید: محمدؐ رسول اللہ کی فتح (۹) ۳۲۸ — ۳۳۸

محمد ذکی: مقامِ رسولؐ (۹) ۳۰۶ — ۳۲۷

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۹) ۷۱۶ — ۷۹۶

سیرت نبویؐ — کتابیات

الشامان، سعد سویلم: سیرت کی چھیالیس مطبوعہ اور قلمی کتابیں۔
ترجمہ از اجمل اصلاحی (۹) ۸۴ — ۱۰۸

سیرت نبویؐ اور عصرِ حاضر

حامد علی سید: موجودہ مشکلات اور سیرتِ رسولؐ
(۹) ۳۸۳ — ۳۹۴

سیرت نبویؐ اور قرآن

مرتضیٰ المطہری، شہید: النبی الامی۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۷) ۷۲۱ — ۷۵۴

سیرت نگارانِ رسولؐ

عبدالعزیز الدوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصّہ۔
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰

سیاسیات

اسعد گیلانی، سید: رسولؐ اکرم کی حکمتِ سیاست۔
(۷) ۶۱۱ — ۶۵۹

حجازی، عبدالوہاب: سرورِ عالمؐ نازک لمحات کی میزان پر
(۸) ۶۰۰ — ۶۲۶

ریاست علی فاروقی، محمد: سرورِ عالمؐ نازک ترین لمحات کی میزان پر (۸) ۵۷۷ — ۵۹۹

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت (۵) ۳۴۱ — ۷۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵) ۱۱ — ۳۴۰

سود

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۴۴۷ — ۵۵۰

ش

شعبِ ابی طالب

نثار احمد، ڈاکٹر : شعبِ ابی طالب (۹) ۲۶۰ — ۲۶۸

شفاعتِ رسولؐ

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) : خطباتِ رسولؐ
(۸) ۱۰۶ — ۱۱۰

شوریٰ

نثار احمد، ڈاکٹر، عہدِ نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵) ۱۹۵ — ۱۹۸

ہیکل، محمد حسین : عمر فاروق رضؓ کے عہد میں نظامِ حکومت
(۹) ۶۴۲ — ۶۶۷

شہدائے اسلام

مسعود مشہدی، سید : شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
جنہوں نے حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا،
(۹) ۲۰۶ — ۲۲۸

ص

صحابہ کرام رضؓ

ابونعیم احمد اصبہانی : اصحابِ صفہ - ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ
(۸) ۴۵۱ — ۵۱۷ -

سلیمان منصور پوری، محمد : اصحابِ بدر (۸) ۱۱۳ — ۲۰۸

مسعود مشہدی، سید : شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جنہوں نے
حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا)،
(۹) ۲۰۶ — ۲۲۸

صدقات

مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت
(۵) ۶۶۶ — ۶۸۷

صراطِ مستقیم

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب)، خطباتِ رسولؐ (۸)، ۲۰

صنعت و حرفت

محمد ایوب قادری : اسلام کا نظامِ اقتصاد
(۹) ۲۲۹ — ۲۵۹

ط

طلاق

منصور، فیض اللہ : رسولُ اللہ کے فیصلے
(۷) ۴۸۲ — ۵۹۹

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۴۴۷ — ۵۵۰

ظ

ظہار

منصورؔ، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے (۷)، ۴۸۲ — ۵۹۹

ع

عبادات

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۳۱۱ — ۴۴۶

عدل

شبلی نعمانی، عہدِ فاروقی میں تمدنی ترقی (۹)، ۶۶۸ — ۶۹۵

منصورؔ، فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے
(۷) ۴۸۲ — ۵۹۹

نثار احمد، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء (۵)، ۲۲۰—۲۲۵

عربی شاعری

عاصم، عبدالوہاب خاں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر (۹)، ۴۱۱—۴۲۲

عربی نعت

ریاض مجید : نعت (لغوی مفہوم)، (۱۰)، ۹ — ۶۳

شاکر علیمی : اُردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات (۱۰)، ۶۴ — ۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں : عربی زبان میں نعتیہ کلام (۱۰)، ۱۲۱—۱۴۵

نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (عربی)، (۱۰)، ۱۹۳—۲۷۲

عربی نعت — انتخاب

نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (عربی)، ۱۹۴—۲۷۲

نیز دیکھیے، نعت

(حضرت) عثمانؓ بن عفان

بخاری، غلام قادر (مترجم) : عثمانؓ پر کہے گئے مراثی کا ذکر (۹)، ۷۰۸ — ۷۱۲

علی ہجویری، شیخ : عثمان امام صوفیہ (۹)، ۷۰۰ — ۷۰۲

ولی اللہ دہلوی، شاہ : مآثر و اوصافِ عثمانؓ (۹)، ۷۰۳ — ۷۰۷

عقائد

نثار احمد، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء (۵)، ۴۸—۵۴

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹)، ۲۹۷—۳۱۰

علم

[جمیل احمد رضوی، سید (مترجم)] : علم، باب العلم کے الفاظ میں (۹)، ۷۲۳ — ۷۲۸

(حضرت) علیؓ ابن ابی طالب

محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (۷)، ۲۴۶ — ۲۹۶

نامعلوم، حضرت علیؓ اور رسولِ خدا (۹)، ۷۱۳—۷۲۲

(حضرت) عمر فاروقؓ

آزاد، ابوالکلام : حضرت عمرؓ کے آخری لمحات (۹)، ۶۹۶ — ۶۹۹

شبلی نعمانی : عہد فاروقی میں تمدنی ترقی (۹)، ۶۶۸—۶۹۵

محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷)، ۳۴۰—۳۴۳

ہیکل، محمد حسین : عمر فاروقؓ کے عہد میں نظامِ حکومت (۹)، ۶۴۲—۶۶۷

(حضرت) عمرو بن العاص

محمد شریف، راجہ : حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۷)، ۴۱۵ — ۴۴۳

علاماتِ قیامت

عبدالحی : رسول اکرمؐ کا انتباہ (۹)، ۳۷۳—۳۸۲

علوم

آفتاب حسین، شیخ : رسولِ اکرمؐ بہ حیثیت مظہر ختم نبوت (۸)، ۶۶۱—۶۸۵

شبیر احمد خاں غوری و رضاء اللہ انصاری : علم و تہذیب کی ترقی میں معارف محمدیؐ کا حصہ (۸)، ۵۱۸ — ۵۳۸

عیسوی تقویم

شفا، محمد یحییٰ خاں : تقابل تقویمین (۹)، ۲۶۹ — ۲۸۵

غ

غزوات

حجازی، عبدالوہاب : سرورِ عالم نازک لمحات کی میزان پہ
(۸)، ۶۰ — ۶۲۶
سلیمان منصور پوری، محمد : اصحاب بدر (۸)، ۱۱۳ — ۲۰۸
شفا، محمد یحییٰ خان : مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولین اسلامی مملکت (۹)، ۱۴۱ — ۱۶۳
محمد شریف، راجہ : حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۳۶ — ۲۴۵
محمد شریف، راجہ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(۷)، ۴۷۳ — ۴۸۰
محمد شریف، راجہ : حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(۷)، ۴۴۴ — ۴۷۲
محمد شریف راجہ : حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۲۳ — ۲۲۸
محمد شریف، راجہ : حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۲۹ — ۲۳۵
محمد شریف، راجہ : حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
(۷)، ۴۱۵ — ۴۴۳
محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۳۴۰ — ۴۴۳
محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷)، ۲۹۷ — ۳۳۹
محمد شریف، راجہ : سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ
(۷)، ۲۴۶ — ۲۹۶

غزوۂ بدر

سلیمان منصور پوری، محمد : اصحاب بدر
(۸)، ۱۱۳ — ۲۰۸

ف

فارسی نعت

حمید یزدانی : فارسی نعت — سرسری جائزہ
(۱۰)، ۱۴۶ — ۱۶۸
ریاض مجید : نعت (لغوی مفہوم) (۱۰)، ۹ — ۶۳
شاکر علیمی : اُردو کی نعتیہ شاعری پہ قرآن و حدیث کے اثرات
(۱۰)، ۶۴ — ۹۲
نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰)، ۲۹۴ — ۳۸۸

فارسی نعت — انتخاب

نامعلوم : انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰)، ۲۹۴ — ۳۸۸
نیز دیکھیے نعت اُردو نعت، عربی نعت

(حضرت) فاطمہ رضؓ

مقصود احمد بھوپالی : سیر الطیبات (سرورِ کائنات کی بیٹیوں کا ذکر)
(۷)، ۱۹۰ — ۲۲۰

فضائلِ نبویؐ

آل احمد رضوی، سید : ادب قبل از اسلام میں ذکرِ رسولؐ
(۹)، ۲۶ — ۵۰

فوجی تنظیم

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵)، ۵۲۳ — ۵۷۷

ق

قبائلِ عرب

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵)، ۳۹۸ — ۵۲۲

قبر

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) : خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۹۹ — ۱۰۴

قذف

منصور، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۹ — ۵۹۹

قرآن

یٰسین حسنی، عبداللہ : اقتباساتِ نہج البلاغہ
(۹) ۷۲۹ — ۷۵۲

قصاص

منصور، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۲ — ۵۹۹

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۴۴۷ — ۵۵۰

قضا

ہاشمی، سید محمد متین : اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۴۴۷ — ۵۵۰

قضاۃ (قاضی)

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت
(۵) ۴۳۱ — ۴۳۲

ک

کاتبانِ وحی

سعداللہ، حافظ محمد (مترجم) : کاتبانِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم
(۴) ۱۴۴ — ۱۸۹

کاتبینِ نبویؐ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین : عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت (۵) ۵۸۸ — ۵۹۴

گ

گنبدِ خضریٰ (تصویر)

گنبدِ خضریٰ (۹) ۸ کے بعد

ل

لعان

منصور، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے
(۷) ۴۸۲ — ۵۹۹

لقطہ

منصور، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے
(۷) ۴۸۱ — ۵۹۹

م

مدینہ منوّرہ

محمد مسعود عبدہٗ : مدینۃ الرسولؐ بزبان محمد رسول اللہ، ترجمہ از مسعود مشہدی (۹) ۱۲۹ — ۱۴۰

مزارعت

منصور، فیض اللہ : رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۱ — ۵۹۹

مساجد

مسعود مشہدی (مترجم) : عظیم یادیں جنہیں حضورؐ سے نسبت ہے (۹) ۱۸۷ — ۲۰۵

مسجد الحرام (تصویر)

مسجد الحرام کا بیرونی حصہ (۸) ۴ کے بعد

مسجد الخیف (تصویر)

مسجد الخیف (منیٰ) ایامِ حج میں (۷) ۳۲۰ کے بعد

مسجدِ نبویؐ (تصویر)

مسجد نبویؐ (اندرونی حصہ) تصویر (۶) ۱۶۰ کے بعد

مسجد نبویؐ

نثار احمد، ڈاکٹر : عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵) ۱۶۳ — ۱۶۴

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر اور گنبدِ روضۂ رسولؐ (تصویر)
(۵) ۳۴۰ کے بعد

مسجدِ نبویؐ کا بیرونی حصہ اور روضۂ رسولؐ کا منظر
(۸)، ۲۷۲ کے بعد
مسجدِ نبویؐ میں داخلے کا دروازہ تصویر (۵)، ۸۰ کے بعد
محمد مسعود عبدہٗ: مدینۃ الرسولؐ بزبان محمد رسول اللہؐ، ترجمہ مسعود مشہدی (۹)، ۱۲۹—۱۴۰

المسعودی، ابوالحسن علی بن حسین بن علی

فاروق خورشید: ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی۔ ترجمہ از اسداللہ (۹)، ۷۱—۸۳

معاشرۂ اسلامی

آفتاب حسین شیخ: وما اَرسلنٰک اِلّا رحمۃ للعالمین (۹)، ۲۹۱—۲۹۴
حویریؔ، غلام احمد: رسولِ اکرمؐ اور تعمیرِ انسانیت (۹)، ۳۹۵—۴۰۲
عبدالحی: رسولِ اکرمؐ کا انتباہ (۹)، ۳۷۳—۳۸۲
منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت (۵)، ۳۴۱—۷۲۴
نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقاء (۵)، ۱۱—۳۴۰

معاملات

ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (۶)، ۴۴۷—۵۵۰

معجزات

عبداللہ، محمد نیاز: سرورِ کائنات کی پیش گوئیاں (۹)، ۳۵۳—۳۷۲

مکالماتِ نبویؐ

منصورؔ، فیض اللہ: مکالماتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (۷)، ۷—۱۳۳

مکتوباتِ نبویؐ

شمسؔ بریلوی: رسول اللہؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت (۸)، ۳۹۳—۴۴۰

مکتبہ مکۃ المکرمہ (تصویر)

جائے ولادت نبی پاکؐ جہاں ان دنوں لائبریری ہے۔
(۷)، ۱۲۸ کے بعد

مشیرانِ نبویؐ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت (۵)، ۵۸۲—۵۸۸

مناقبِ صحابہؓ

ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (۶)، ۷۱۶—۷۹۶

مواخاۃ

نثار احمد، ڈاکٹر: مواخاۃِ صحابہ (۹)، ۵۲۳—۵۴۲

مواعظ

خورشید احمد گیلانی، سید (مترجم) معمولاتِ رسولؐ (۹)، ۴۲۳—۵۰۷

موت

رفیع الدین ہاشمی (مرتب): خطباتِ رسولؐ (۸)، ۸۵—۸۶، ۹۶—۹۹

مؤذنینِ رسولؐ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت (۵)، ۷۲۰—۷۲۲

میثاقِ مدینہ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یٰسین: عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت (۵)، ۳۵۲—۳۶۴

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقاء (۵) ۹۰ – ۱۱

میدانِ عرفات (تصویر)

اجتماعِ میدانِ عرفات (۱۰) ۲۷۲ کے بعد

میدانِ عرفات اور پاکستانی پرچم (۷)، ۵۴۴ کے بعد

میراث

منصور، فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے

(۷)، ۴۸۲ — ۵۹۹

ن

نبوت و رسالت

آفتاب حسین، شیخ: رسولِ اکرمؐ بہ حیثیت مظہر ختم نبوت

(۸) ۶۶۱–۶۸۵

ارشد القادری: رسالتِ محمدی کا عقلی ثبوت (۸) ۶۲۷– ۶۳۰

عبد المالک، محمد: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے

(۸) ۶۵۳ – ۶۶۰

قدیر الدین احمد: حضور بہ حیثیت مظہر تکمیل نبوت و رسالت

(۸) ۷۳۲ – ۷۵۱

لعل شاہ بخاری، سید: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے

(۸) ۶۳۲ – ۶۵۲

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان، ضرورتِ نبوت اور ختم نبوت کی اہمیت (۸) ۶۸۶ — ۷۳۱

نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبوی میں ریاست کا نشوو ارتقاء

(۵) ۵۰ — ۵۲

النبی الامی

مرتضیٰ المطہری، شہید: النبی الامی - ترجمہ از نور الٰہی

(۷) ۷۲۱ – ۷۵۲

نظریۂ ارتقاء

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان، ضرورت نبوت اور ختم نبوت کی اہمیت (۸) ۶۸۶ — ۷۳۱

نعت

تائب، حفیظ (۱۰) ۱۶۹ — ۱۹۲

حمید یزدانی: فارسی نعت — سرسری جائزہ

(۱۰) ۱۴۶ — ۱۶۸

ریاض مجید: نعت (لغوی مفہوم) (۱۰) ۹ – ۶۳

شاکر علیمی: اُردو کی نعتیہ شاعری پہ قرآن و حدیث کے اثرات (۱۰) ۶۴ — ۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام

(۱۰) ۱۲۱ — ۱۴۵

فضل حق خورشید: اردو کے نعتیہ گلدستے

(۱۰) ۹۲ — ۱۲۰

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰) ۳۸۹ – ۷۵۵

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (عربی) (۱۰) ۱۹۳ — ۲۷۲

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴ — ۳۸۸

نعت گو شعراء

تائب، حفیظ: اُردو نعت (۱۰) ۱۶۹ — ۱۹۲

حمید یزدانی، خواجہ: فارسی نعت — سرسری جائزہ

(۱۰) ۱۴۶ — ۱۶۸

شاکر علیمی: اُردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات

(۱۰) ۶۴ — ۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام (۱۰) ۱۲۱ — ۱۴۵

فضل حق خورشید: اُردو کے نعتیہ گلدستے (۱۰) ۹۲ — ۱۲۰

نعت گو شعراء (اُردو)

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اُردو) (۱۰) ۳۸۹ — ۷۵۵

نعت گو شعراء (عربی)

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (عربی) (۱۰)، ۱۹۳ — ۲۷۲

نعت گو شعراء (فارسی)

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰)، ۲۹۴ - ۳۸۸

نعتیہ آزاد نظم

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۵۴۱ - ۵۴۷

نعتیہ تضمین

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۵۴۸ — ۵۵۵

نعتیہ رباعیات

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۵۶۳ — ۵۶۶

نعتیہ غزل

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۵۶۳ — ۵۶۶

نعتیہ قصائد

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۴۲۱ — ۴۷۲

نعتیہ قطعات

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اُردو) (۱۰)، ۵۶۳ — ۵۶۶

نعتیہ گلدستے

فضل حق خورشید: اُردو کے نعتیہ گلدستے
(۱۰)، ۹۳ — ۱۲۰

نعتیہ مثنوی

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۴۷۵ — ۴۹۲

نعتیہ مخمس

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۴۹۳ — ۵۱۱

نعتیہ مسدس

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰)، ۴۹۳ — ۵۱۱

نقیب

منظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵)، ۶۲۷ — ۶۳۰

نکاح

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ (۸)، ۵۷
منصور پوری، قیص اللہ: رسولؐ اللہ کے فیصلے (۷)، ۴۸۲ — ۵۹۹
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۴۴۷ — ۵۵۰

نماز

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ (۸)، ۲۳
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۳۱۱ — ۴۴۶

نمازِ جمعہ

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطباتِ رسولؐ
(۸)، ۲۴ — ۲۸

و

وصایا

خورشید احمد گیلانی، سید: معمولاتِ رسولؐ (۹)، ۴۲۳ — ۵۰۷

وفود

ولاۃ (گورنر)

منظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵)، ۶۰۹ — ۶۲۲

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہونے والے وفود
(۷)، ۶۶۰ — ۷۲۰

ھ

ہجرت

اسعد گیلانی، سید: ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۸)، ۴۴۶ — ۳۲۰

عبدالقدوس انصاری: ہجرت نبویؐ (قیام، راہیں، منزلیں) ترجمہ و تلخیص از محمد مسعود مشہدی (۸) ۳۲۱-۳۳۶

مطلوب حسین، سید: واقعۂ ہجرت کی عالمگیر اہمیت (۸) ۲۰۹-۲۲۳

نثار احمد، ڈاکٹر: ہجرت مدینہ کے اسباب محرکات (۸) ۲۳۴ — ۲۴۵

ہجری تقویم

شفا، محمد یحییٰ خاں: تقابل تقویمین (۹) ۲۶۹ — ۲۸۵

ہیئت

شفا، محمد یحییٰ خاں: تقابل تقویمین (۹) ۲۶۹ — ۲۸۵

مقامات

ا

آبل (۹) ۵۹۳
آذربائیجان (۷) ۲۶۴، ۳۶۳—۳۶۴، ۳۸۱ (۹) ۱۷، ۷۵، ۶۶۹
آرمینیہ (۵) ۳۴ (۷) ۲۸۷، ۳۶۴ (۸) ۲۱۵ (۹) ۶۷۸
آسام (۵) ۲۸
آسٹریلیا (۵) ۱۷ (۸) ۷۳۲
آشوریہ (۸) ۳۹۳
آطام (۵) ۶۵۵
آکسفورڈ (۵) ۲۳۶ (۹) ۲۸۱ (۱۰) ۱۰۰
آگرہ (۶) ۱۳—۱۴، ۱۸، ۵۵ (۱۰) ۹۳
آمد (۷) ۴۶۷
اباصوفیا (۹) ۸۵
ابرق (۹) ۵۷۸، ۵۸۰
ابلہ (۷) ۳۲۱، ۳۸۸، ۴۵۶ (۸) ۱۴۷، ۱۹۰ (۹) ۳۹۹، ۵۸۷، ۵۹۰، ۶۹۲
ابواء (۵) ۳۶۷، ۵۳۸ (۷) ۵۰، ۲۲۵ (۸) ۱۲۵
ابی سینیا (۶) ۶۴
اٹاوہ ۵۲ (۱۰) ۱۰۱
اٹلی (۹) ۳۴۳
اثایہ (۹) ۲۰۱
الاجرد (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
اجنادین (۷) ۱۸۹، ۲۳۹، ۳۲۳، ۴۲۱
اجیاد (۷) ۱۵۱
اجین (۶) ۱۷
احد (۵) ۱۴، ۱۱۹—۱۲۱، ۱۲۳، ۱۵۷، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۹۷، ۲۱۹، ۲۶۳، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۷، ۲۸۹، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۲۱، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۸۰، ۴۰۶، ۴۵۶، ۴۶۲، ۵۲۴، ۵۳۸، ۵۴۳—۵۴۵، ۵۴۷، ۵۵۳، ۵۵۶، ۵۷۵، ۵۸۱، ۵۸۳، ۶۰۶، ۶۴۷ (۶) ۳۸۰، ۳۸۶—۳۸۷، ۷۲۳، ۷۴۹، ۷۶۸، ۷ ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۳—۱۴۴، ۱۵۳، ۱۶۲، ۱۶۹، ۱۷۶، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۷، ۲۴۴، ۲۵۰، ۲۸۳، ۲۹۴، ۳۴۵، ۳۵۰، ۴۰۰، ۴۴۶، ۵۴۳، ۵۶۵، ۷۲۶ (۸) ۲۵، ۴۱، ۵۰، ۹۱، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۶، ۱۴۱—۱۴۳، ۱۴۶—۱۴۷، ۱۴۹—۱۵۰، ۱۵۶، ۱۶۱—۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۲—۱۷۷، ۱۷۹—۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۹۴، ۱۹۶—۲۰۰، ۲۰۲—۲۰۸، ۲۹۲، ۲۹۷، ۳۱۶، ۴۷۷، ۴۸۷، ۴۹۱—۴۹۲، ۵۱۱، ۶۰۳

(۹) ۵۵، ۵۷، ۱۳۳، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۹۳-
۱۹۴، ۱۹۶، ۲۱۳-۲۱۴، ۲۱۷، ۲۲۰-
۲۲۱، ۲۲۲-۲۲۴، ۵۰۰، ۵۴۱، ۵۵۳-
۵۵۵، ۵۶۲۔
احمد آباد (۶) ۱۶-۱۷، ۵۰
اخضر (۹) ۲۰۴
اخمیم (۷) ۴۲۹
ادرج (۹) ۱۵۶
اذرح (۵) ۱۵۶، ۳۹۵، ۶۱۳، ۶۶۴-۶۶۵
اذرع (۹) ۱۵۶
اذرعات (۵) ۲۳۹
اران (۵) ۶۹۶
اردشیر خرہ (۹) ۶۶۹
اردن (۷) ۱۸۴، ۲۳۹-۲۴۰، ۳۳۲، ۳۶۷،
۳۶۹، ۳۹۱، ۴۶۳
ارکاٹ (۱۰) ۱۱۸
ارم (۷) ۱۹۳
اروپا (۱۰) ۶۱۲
ازھر (۹) ۵۲۳
اسپارٹا (۵) ۲۴۲
اسپین (۵) ۱۷، ۳۰ (۸) ۱۲۷، ۱۳۶، ۲۷۹
استنبول (۹) ۸۵، ۱۰۵
اسفرائن (۶) ۴۷
اسکندریہ (۵) ۳۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۲۳۴، (۷)
۳۷۳-۳۷۴، ۳۸۹، ۴۲۶، ۴۲۸،
۴۲۹-۴۳۰ (۸) ۱۴۱، ۴۳۰ (۹) ۶۳۹،
۶۹۴-۶۹۵
اسیریا (۵) ۳۱
اشبیلیہ (۸) ۲۳۱
اشعر (۵) ۶۱۶، ۶۸۴
اشوریا (اسیریا) (۵) ۲۳۸
اصطخر (۷) ۲۸۴-۲۸۵، ۳۶۵ (۸) ۱۴۳ (۹) ۷۶
اصطخر شیراز (۹) ۶۶۹
اصفہان (۶) ۴۸، ۵۱ (۷) ۲۹۴، ۳۶۳
(۹) ۶۶۹، ۶۷۲، ۶۹۶
اطالیہ (۵) ۱۷، ۲۰
اعظم گڑھ (۵) ۲۳۶-۲۳۷، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۵۸، ۲۶۱،
۲۷۲، ۳۱۱، ۳۳۳، ۳۳۹-۳۴۰ (۶) ۳۷ (۹)
۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۷ (۱۰) ۱۱۰، ۱۱۲
افریقہ (۵) ۱۷، ۳۱، ۱۱۰ (۶) ۲۰۰ (۷) ۱۷۳، ۴۳۰ (۸)
۱۳۸، ۲۱۵، ۲۳۷ (۹) ۳۶۱، ۳۶۲
افعی (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
افغانستان (۶، ۹) ۱۱، ۳۷ (۹) ۳۶۰-۳۶۲، ۳۸۲، ۴۳۲
اقشابیہ (۹) ۸۲
الکالۃ البلدان (مدینہ) (۹) ۱۳۲
الکالۃ القرنیٰ (مدینہ) (۹) ۱۳۲
اکسوم (۵) ۳۰
الہ آباد (۵) ۲۳۶، ۲۶۷ (۶) ۳۰
الیس (۷) ۴۵۶ (۹) ۵۸۸
ام العیال (۵) ۲۷۳ (۹) ۵۲۷
ام القریٰ (۶) ۲۶۶ (۷) ۲۳۷-۲۴۰ (۹) ۶۵۶ (۱۰)
۶۱۱، ۹۲۴

ام وِنیں (۷) ۳۷۳، ۴۲۵
امریکہ (۵) ۱۷، ۳۱۶ (۸) ۲۲۷، ۷۷۹، ۷۳۹ (۹)
۱۷۰، ۳۳۵، ۳۶۴
اَمینیشیا (۷) ۳۲۲، ۴۵۷
اناطولیہ (۹) ۶۴۲
انبار (۷) ۲۷۷، ۳۲۲ (۹) ۵۸۸
انبطاوہ (۸) ۲۱۵
اندلس (۶) ۲۰۰ (۹) ۳۶۰
انطاکیہ (۵) ۲۳۴ (۷) ۱۸۳، ۱۴۰، ۳۶۸، ۳۷۰،
۴۶۳ (۹) ۷۱
انقرہ (۹) ۸۶، ۹۱، ۹۸ — ۹۹، ۱۰۴
انگلستان (۵) ۳۲۸ (۶) ۱۹۶ (۸) ۷۷۹
انگلینڈ (۵) ۳۱، ۳۲۲
اُوتبہ (۹) ۵۸۷
اوطاس (۵) ۳۴۵ (۸) ۴۱۳، ۶۲۳ (۹) ۲۲۴
اورنگ آباد (۶) ۳۱
اہواز (۶) ۸۴ (۷) ۳۶۱ (۹) ۷۶۹، ۶۸۰
اہوازن (۵) ۶۷۳
ایاصوفیا (۹) ۹۰ — ۹۲، ۹۵
ایتھنز (۵) ۲۰
ایذج (۹) ۷۶۹
ایران (۵) ۱۷، ۲۴، ۲۶ — ۲۸، ۳۰، ۳۳ — ۳۴، ۶۳،
۱۲۹، ۱۴۴، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۹۶، ۲۱۰، ۲۱۲،
۲۱۷، ۲۲۴، ۳۰۱، ۳۹۰، ۴۴۴، ۵۰۸،
۵۷۷، ۵۹۷ — ۵۹۸، ۶۴۴، ۷۰۶ — ۷۰۷،
(۶) ۸، ۱۱ — ۴۸، ۵۴، ۶۴، ۹۲، ۷۷۹،
(۷) ۲۸۰، ۲۸۴، ۲۸۷، ۳۲۰ — ۳۲۱، ۳۵۴،
۳۵۷، ۳۶۲ — ۳۶۳، ۳۶۵ — ۳۶۶، ۳۷۸،
۳۸۸، ۴۰۰، ۴۰۷ — ۴۰۸، ۴۵۶، ۷۲۷،
۷۳۳ (۸) ۱۲۲، ۱۴۴، ۱۴۷، ۲۱۴، ۲۵۷،
۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۶، ۳۹۴، ۳۹۸، ۴۲۸، ۴۴۳،
۷۳۷ (۹) ۳۳، ۷۱، ۸۱، ۲۳۸، ۲۸۷، ۳۱۴،
۳۵۴ — ۳۵۵، ۳۶۲، ۵۸۵ — ۵۸۸، ۶۴۶،
۶۵۵، ۶۶۳، ۶۶۷، ۶۷۵ (۱۰) ۱۰۶، ۱۶۳
ایشیا (۵) ۱۷، ۲۷، ۳۲، ۱۱۰ (۸) ۷۲۷ (۹) ۳۱، ۸۱،
۴۸۹ (۱۰) ۵۴۲.
ایشیائے کوچک (۵) ۳۴
ایلہ (۵) ۳۸، ۲۰۵، ۲۵۸، ۲۶۰، ۳۹۵، ۶۱۲ — ۶۱۳،
۶۱۹، ۶۶۴ — ۶۶۶، ۷۰۷
ایلچ پُور (۶) ۱۴
ایلیا (۷) ۴۲۱، ۵۶۱ (۹) ۷۶۹

ب

باب العنبریہ (۱۰) ۶۱۳
بابل (۵) ۳۱ — ۳۲، ۳۶ (۷) ۲۵۹ (۸) ۲۱۴ — ۲۱۵،
۲۶۶، ۳۹۳ — ۳۹۴، ۳۹۶ (۹) ۲۸۷
باذان (۵) ۷۱۷
باذعیس (۹) ۷۶۹
بار (۹) ۵۸۹ — ۵۹۰
البارۃ والبرۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۲
بازنطین (۵) ۷۰۷
باسفورس (۵) ۳۴
باسم (۱۰) ۱۱، ۱۱۶

بالقیا (۷)، ۳۲۲
باندا (بندیل کھنڈ)، (۶)، ۴۱
باندہ (۶)، ۳۷
بالقیا (۷)، ۳۵۴ (۹)، ۵۸۹ - ۵۹۰
بانکی پور (۶)، ۵۰
بادرد (۹)، ۶۶۹
بجران (۵)، ۲۰، ۵۳۸، ۵۸۱
بحرۃ الزغار (۵)، ۲۰۵
البجرۃ والبحیرۃ (مدینہ) (۹)، ۱۳۲
بحرین (۵)، ۱۴۴، ۱۵۳، ۲۲۷، ۲۳۹ – ۲۴۰، ۲۶۰،
۲۹۹، ۳۰۱، ۳۹۳، ۴۵۸، ۵۱۱ – ۵۱۲،
۵۱۶، ۵۱۸، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۲۵، ۶۶۳، ۶۶۶،
۶۶۹، ۶۷۶، ۶۸۶ – ۶۸۷، ۷۱۳، ۷۱۸ (۶) ۶۶ (۷)،
۱۳۴ – ۱۳۵، ۱۷۹، ۲۶۳، ۲۸۶، ۳۳۱،
۳۶۴، ۳۸۷، ۴۰۶ (۸) ۲۷۵ (۹)، ۲۳۴،
۳۵۸، ۵۸۵، ۵۹۳، ۶۰۷، ۶۵۱، ۶۶۳،
۶۸۷ – ۶۸۸
بخارا (۶)، ۲۳، ۹۶ (۸)، ۲۳۱ (۹)، ۶۶۹
بدر (۵)، ۶۰، ۶۸، ۸۶ – ۸۷، ۹۰، ۱۰۰ – ۱۰۲،
۱۰۸، ۱۱۴ – ۱۲۱، ۱۲۳ – ۱۲۵، ۱۴۶ – ۱۴۸،
۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۱۱، ۲۱۹، ۲۲۶،
۲۳۹، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۷۹، ۲۸۱ – ۲۸۷، ۳۳۰،
۳۵۰ – ۳۵۳، ۳۶۵، ۳۶۹ – ۳۷۳، ۳۷۵ –
۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۶، ۳۹۹، ۴۰۶، ۴۱۲، ۴۱۸،
۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۷، ۴۴۸، ۵۴۲ – ۵۴۳،
۵۴۵ – ۵۴۶، ۵۴۹، ۵۵۳، ۵۵۶ – ۵۵۸،
۵۶۳، ۵۶۷، ۵۷۵، ۵۸۵ – ۵۸۶، ۶۱۹، ۶۴۵،
۶۴۶، ۶۴۹، ۷۱۴ (۶)، ۲۰۸، ۲۴۳، ۲۵۶
الف، ۵۵۰، ۷۳۹، ۷۴۶ – ۷۴۸، ۷۷۰ (۷)
۳۷، ۳۹ – ۴۰، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۵۵،
۱۶۲، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۶، ۱۷۹، ۱۸۵، ۱۹۱، ۱۹۹ –
۲۰۰، ۲۰۷، ۲۲۵ – ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۴۳، ۲۴۵
۲۴۹، ۲۹۴، ۳۰۸، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۸، ۳۴۵ –
۳۴۶، ۳۶۷، ۳۹۰، ۴۰۳، ۵۲۷، ۵۲۹، ۶۴۵،
۷۴۲ (۸)، ۳۲، ۱۱۳ – ۱۱۴، ۱۱۹ – ۱۲۲، ۱۲۵،
۱۳۶، ۱۳۹ – ۱۴۱، ۱۴۳ – ۱۵۱، ۱۵۳ – ۱۵۶،
۱۵۸ – ۱۶۵، ۱۶۷ – ۱۸۱، ۱۸۴ – ۲۰۰، ۲۰۲ –
۲۰۸، ۲۵۶، ۲۷۷، ۳۰۷، ۳۱۱، ۳۱۵ – ۳۱۶،
۳۸۹، ۴۷۲ – ۴۷۳، ۴۷۷، ۴۸۲، ۴۹۱، ۴۹۸،
۵۰۵، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۱۲، ۶۲۰ (۹)، ۵۴، ۵۷
۶۳، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۱۰ – ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۷،
۲۱۸، ۲۲۳ – ۲۲۴، ۲۳۴، ۳۰۳، ۳۴۰، ۳۴۹
۴۲۴، ۴۵۰، ۵۲۶، ۵۲۸، ۵۵۲ – ۵۵۳، ۵۵۵
۵۹۶، ۶۲۴ (۱۰)، ۲۹۵، ۷۲۹
بتاک (۹)، ۲۰۴
بربر (۸)، ۱۳۸
برطانیہ (۵)، ۱۹ (۸)، ۲۲۷ (۹)، ۳۱۲
برقہ (۷)، ۳۷۴، ۴۲۹
برک الغماد (۹)، ۵۴۷
برلن (۶)، ۱۹۸، ۲۳۱
برنطیم (قسطنطنیہ کا قدیمی نام) (۵)، ۲۳۱
برہانپور (۶)، ۱۴، ۱۶، ۱۷ – ۱۸، ۲۰، ۳۱

بریل (۶)، ۲۳۴
بریلی (۱۰)، ۳۳
بڑودہ (۱۰)، ۱۰۰
بسطام (۷)، ۲۶۳
بشردات (۷)، ۴۲۹
بصرہ (۵)، ۲۴۳ (۶)، ۳۶-۴۸، ۲۰۰، ۲۳۲ (۷)، ۱۳۳، ۱۷۹، ۱۸۸، ۲۶۰-۲۶۳، ۲۷۳، ۲۷۷، ۲۸۵، ۳۶۱، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۷ (۸)، ۱۱۲، ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۶۷، ۱۷۹، ۵۰۵ (۹)، ۵۱، ۱۸۵، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۹۹، ۵۸۷، ۶۶۸، ۶۷۱، ۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۳، ۶۹۴
بصریٰ (۵)، ۳۴، ۱۵۴، ۲۳۹، ۶۰۰ (۷)، ۲۳۳، ۲۳۹، ۳۲۲، ۴۴۹، ۴۶۲ (۸)، ۲۰۵
بطحا (۶)، ۳۲ (۸)، ۲۴۴ (۱۰)، ۵۶، ۸۵، ۱۴۵، ۱۸۹، ۲۰۹، ۲۸۱، ۳۹۴، ۴۱۱، ۴۴۷، ۴۶۱، ۵۲۷، ۶۲۰، ۷۱۲، ۷۵۱
بطحان (۵)، ۲۸۹، ۴۵۴
بطن (۶)، ۷۴۸
بطن مرالظہران (۹)، ۲۰۲
بطن نخلہ (۷)، ۲۳۲
بطن منیج (۹)، ۲۰۳
بعلبک (۷)، ۲۴۰، ۲۷۸ (۹)، ۷۶
بغداد (۵)، ۲۳۹، ۳۲۲، ۳۳۶ (۶)، ۹، ۲۳، ۲۵، ۲۹، ۴۴-۴۸، ۱۶۱، ۲۳۲ (۷)، ۳۵۶، ۳۸۹ (۸)، ۱۲۷، ۲۳۱ (۹)، ۷۱، ۱۰۶، ۱۰۹، ۳۶۰، ۵۸۹ (۱۰)، ۶۳۵
بقہ (۷)، ۷۲۴
بقیع (۶)، ۴۸۹ (۹)، ۱۸۹ (۱۰)، ۶۱۴
بقیع الزبیر (۹)، ۱۹۶
بقیع الغرقد (۷)، ۷۱۳
البلاط (مدینہ)، (۹)، ۱۳۲، ۷۰۶
بجہ (۹)، ۴۳
بلبیس (۷)، ۳۷۳، ۴۲۵
بجیم (۹)، ۲۹۹
بلخ (۹)، ۶۶۹
البلد (مدینہ)، ۱۳۲
بلدح (۹)، ۲۰۴
بلقاء (۵)، ۱۵۳، ۱۵۵، ۳۹۵ (۷)، ۱۷۱، ۲۳۳، ۴۵۱، ۴۴۹ (۹)، ۲۲۴، ۵۹۳
بلند شہر (۱۰)، ۱۰۰
بلوچستان (۹)، ۶۹۶
بمبئی (۹)، ۷، ۸۶ (۱۰)، ۹۳-۹۴، ۹۶، ۹۹-۱۰۰، ۱۰۶، ۱۰۸-۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷-۱۱۸
بنارس (۵)، ۲۳۶ (۶)، ۳۷-۳۸
بندنجین (۷)، ۲۷۴
بندیل کھنڈ (۶)، ۴۱
بنگال (۵)، ۲۸ (۶)، ۳۷، ۵۰
بنگالہ (۶)، ۲۶ (۱۰)، ۵۵
بنگلور (۱۰)، ۹۶
بواط (۵)، ۱۷۱، ۲۸۳، ۳۶۷-۳۶۸، ۳۷۰، ۵۲۸، ۵۸۰ (۸)، ۱۲۵
بوقا (۷)، ۳۷۰
بورنیو (۹)، ۲۴۲

بویب (۷) ۳۵۵
البویلہ (۵) ۶۵۵
بہار (۶) ۲۷، ۲۷، ۳۴۲
بھکر (۶) ۲۲، ۴۵، ۵۱
بھوپال (۶) ۴۲
بئر ابی الہیثم (۹) ۱۹۵
بئر اریس (۹) ۱۸۸
بئر حجر (۵) ۶۵۵
بئر رومہ (۵) ۶۴۸
بئر سقیا (۹) ۱۹۲
بئر علی (۹) ۱۹۵، ۱۹۹
بئر معونہ (۵) ۱۴، ۱۲۱–۱۲۲، ۲۲۶، ۴۴۶، ۴۵۳،
۴۶۲، ۵۲۲، ۶۰۶، ۷۰۳، ۷۰۶، ۷۱۰ (۷)
۱۶۴ (۸) ۱۵۰، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۸، ۱۹۷، ۲۰۱،
۲۰۲، ۲۰۳ (۹) ۱۴۲–۱۴۴، ۲۲۱
بیت اللّٰہ (۵) ۶۳، ۷۹، ۱۳۶–۱۳۸، ۱۴۲–۱۴۳،
۱۴۵، ۱۵۹، ۱۸۲ (۶) ۴۰۰، ۴۰۷ (۷) ۴۱،
۴۵، ۴۷، ۵۴، ۵۶، ۶۹، ۸۸، ۲۱۷،
۲۲۹، ۶۵۳، ۶۷۶ (۸) ۲۱۱، ۲۶۱، ۲۹۶،
۳۲۴، ۳۳۳، ۵۹۰، ۶۲۱، ۶۴۸ (۹) ۲۱۹،
۲۶۳، ۴۵۸، ۴۵۹، ۵۵۶–۵۵۷ (۱۰)
۱۷۷، ۲۰۳، ۲۰۸، ۲۷۰–۲۷۱
بیت جبرئیل (۷) ۱۸۹، ۳۷۰
بیت الحیہ (۹) ۹۲
بیت الرسولؐ (مدینہ) (۹) ۱۳۲
بیت العتیق (۷) ۹۷
بیت المقدس (۶) ۲۳، ۴۵، ۱۳۰، ۱۳۱ (۷) ۲۴۲،
۲۵۶، ۳۰۳، ۳۶۸، ۳۷۰–۳۷۱، ۴۰۹، ۴۶۳،
۴۶۵، ۶۰۹، ۶۵۴ (۸) ۱۸۹، ۲۱۳–۲۱۴،
۵۲۱ (۹) ۲۹، ۱۹۲، ۳۶۶، ۴۶۱، ۵۶۱، ۵۹۴
(۱۰) ۵۶۹
بیاپور (۶) ۱۲، ۵۰
بیرحا (۶) ۳۹۰
بیروت (۵) ۲۴۲، ۲۵۲–۲۵۳، ۲۶۴، ۲۶۶،
۲۹۹، ۳۲۲، ۳۳۱، ۳۳۵–۳۳۹ (۶) ۴۶–
۴۷، ۲۶۱ (۷) ۶۲۷، ۶۹۴ (۸) ۵۶۷ (۹)
۱۶۸
بیسان (۷) ۲۳۹، ۴۲۲

پ

پاک دیکھئے پاکستان
پاکستان (۵) ۲۴۵ (۸) ۲۴۰، ۳۹۸، ۶۸۴ (۹) ۷۱،
۲۹۱، ۲۹۴، ۳۶۱، ۳۷۵ (۱۰) ۴۹، ۱۵۶، ۱۸۵
پٹن (۶) ۱۴
پٹنہ (۶) ۲۰–۲۱، ۳۴، ۵۰، ۵۲
پٹھانکوٹ (۵) ۲۷۸، ۳۴۰
پٹیالہ (۱۰) ۱۰۷
پرتگال (۸) ۶۷۹
پشاور (۹) ۳۷۸
پنجاب (۶) ۱۵، ۱۸، ۵۱، ۵۵–۱۱، ۹۴، ۹۵، ۱۷۰، ۱۷۳، ۴۵۵

ت

تبوک (۵) ۳۵، ۱۵۶–۱۵۹، ۱۸۱، ۲۱۹، ۲۵۸، ۳۰۰،
۳۰۲، ۳۱۳، ۳۹۵، ۴۵۱، ۴۵۵–۴۵۶، ۴۶۷،
۴۸۹، ۴۹۷، ۵۲۹، ۵۴۳–۵۴۴، ۵۴۷،

۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۷، ۵۷۵، ۵۸۶، ۶۰۳،
۶۱۲، ۶۳۶، ۶۶۴، ۶۸۷، ۷۰۰، ۷۱۹ (۶)
۱۲۵، ۱۵۸، ۱۸۳ (۷) ۷۷، ۸۹، ۱۲۶، ۱۵۱،
۱۵۷، ۱۶۲، ۱۸۰، ۱۸۳، ۲۵۴، ۲۵۸، ۳۱۲، ۳۲۱،
۳۵۰، ۴۵۹، ۴۸۷، ۶۰۴، ۶۲۹، ۶۴۳، ۶۹۶،
۷۱۲ (۸) ۵۲، ۵۴، ۱۲۶، ۱۳۸، ۱۸۷، ۲۰۵،
۴۷۴، ۴۷۶ (۹) ۵۶، ۱۵۱، ۱۵۶، ۲۰۴،
۳۲۶، ۵۶۰–۵۶۱، ۵۹۳، ۶۰۳،
۶۳۵، ۷۲۲ ۔
تجیب (۷) ۷۰۶
تربہ (۵) ۳۹۱
ترکستان (۶) ۹–۱۱، ۳۰، ۴۴، ۴۸
ترکی (۶) ۲۴ (۹) ۲۶۲
تستر (۶) ۷۴ (۹) ۶۶۹
تسمانیا (۹) ۲۹۸
تکریت (۷) ۳۶۰
تندر (مدینہ) (۹) ۱۳۳
تورسس (۷) ۳۷۰
توزی (۷) ۳۷۰
توتہ (۷) ۳۷۴، ۴۲۹
تہامہ (۵) ۲۳۹، ۲۸۷، ۳۰۳ (۹) ۵۹۳ (۱۰) ۲۵۱
تیماء (۵) ۱۴۶، ۲۲۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۳۸۹، ۶۰۹،
۶۱۹، ۶۵۲، ۶۶۰–۶۶۲، ۶۶۴ (۷) ۲۷۸
(۹) ۳۷، ۵۹۳
تینس (۷) ۳۷۴، ۴۷۹
تیونس (۹) ۶۴۲

ٹ

ٹونک (۶) ۲۰، ۳۸ (۱۰) ۹۹
ٹھٹھہ (۶) ۴۶

ث

ثقیف (۵) ۷۱۵
ثنی (۹) ۵۸۹
ثنیہ (۹) ۵۹۴
ثنیۃ الرکوبہ (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
ثنیۃ العابر (۹) ۲۰۰
ثنیۃ العائرۃ (۸) ۳۳۲
ثنیۃ المرار (۵) ۱۳۵
ثنیۃ المرۃ (۸) ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۳۶
ثنیۃ الوداع (۸) ۳۲۸، ۳۳۴، ۳۳۶ (۹) ۱۹۳، ۲۲۴
(۱۰) ۲۰۷
ثور (بلاد مزینۃ)، (۹) ۶۰۷

ج

الجابرۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۳
جابیہ (۷) ۱۶۲، ۲۴۳، ۳۷۰، ۳۷۲
جاسوم (۵) ۳۰۲
جبارہ (۵) ۲۹۱
جبل (۶) ۸۹
جبل ابی قبیس (۹) ۲۱۹
جبل احد (۹) ۲۱۵، ۲۱۹
جبل شاقل (۸) ۳۳۲
جبل ثور (۷) ۳۲، ۳۰۴ (۸) ۳۲۶، ۳۲۸–۳۲۹
۳۳۶

جبل الحساد (۹)، ۲۰۰
جبل الحرام (۹)، ۲۰۰
جبل راہ (۹)، ۲۱۴
جبل طور (۸)، ۲۶۶، (۹)، ۲۱۹
جبل عینین (۹)، ۲۱۴
جبل بستان (۹)، ۲۱۹
جبل نور حرا (۹)، ۲۱۹
جبل کعبہ (۹)، ۲۱۹
جبل ورقان (۹)، ۲۱۹
جٹ لینسنڈ (۵)، ۳۱
جثجانہ (چراگاہ کا نام) (۹)، ۱۸۵
جج (۹)، ۷۴۸
جحفہ (۸)، ۱۱۳، ۳۳۱ (۹)، ۱۹۸، ۲۰۱، ۷۴۹
جدہ (۵)، ۳۹۶ (۸)، ۱۲۳، ۳۲۸، ۳۳۹، ۳۳۶ (۹)، ۲۰۴
جرباء (۵)، ۱۵۶، ۳۹۵، ۶۱۳، ۶۶۴ — ۶۶۵
(۹) ۱۵۶
جرجان (۷)، ۳۶۳ (۹)، ۷۱، ۷۵، ۶۶۹
جرش (۵)، ۳۸، ۲۶۰، ۶۸۴ (۷)، ۶۸۰، ۷۰۴
جرف (۷)، ۲۵۴، ۴۷۵ (۹)، ۲۳۱، ۵۷۳-۵۷۴
جرمنی (۵)، ۳۱، ۳۱۴ (۹)، ۱۹۸، ۲۳۲
الجزائر (۷)، ۴۳۰ (۹)، ۸۶
جزائر آذربائیجان (۸)، ۱۳۵
جزائر برطانیہ (۵)، ۳۱
جزائر فلپائن (۹)، ۳۶۱
جزائر مالٹا (۸)، ۱۳۸
جحدح (۹)، ۲۹۶
الجزیرہ (۵)، ۵۷ (۷)، ۱۳۷، ۲۴۲، ۳۶۰، ۳۷۱، ۳۸۱، ۴۶۱ (۹)، ۶۶۸، ۶۷۳
جزیرہ سندا (۹)، ۳۶۱
جزیرہ شعیبہ (۵)، ۳۹۶
جزیرۃ العرب (۵)، ۱۲۹ (۷)، ۴۰۰، ۶۰۴ (۹)، ۸۱، ۱۳۳، ۱۵۸، ۶۴۲، ۶۴۴ — ۶۴۶، ۶۶۵
جعرانہ (۵)، ۳۰۱، ۳۹۳، ۴۷۵ (۷)، ۶۹۸ (۸)، ۶۲۵
الجعفہ (۵)، ۶۹۵
جلنگاؤں (۱۰)، ۱۰۷
جلبولا (۷)، ۳۶۰، ۳۹۳
جمام (۵)، ۶۹۶
جمبوشہر (۱۰)، ۱۱۴
جموم (۷)، ۲۳۲
جنت البقیع (۹)، ۱۶۴، ۱۹۴، ۷۰۹، ۷۴۹ (۱۰)، ۲۵۹-۲۶۰
الجنۃ الحصینۃ (مدینہ) (۹)، ۱۳۳
جند (۵)، ۲۲۷، ۵۱۸، ۶۱۵ — ۶۱۶، ۶۸۴ (۷)، ۱۸۵ (۹)، ۶۰۷
جندلیسا پور (۹)، ۶۶۹
جنوبی اردن (۵)، ۳۹۱
جنوبی عرب (۵)، ۶۱۳ — ۶۱۶، ۶۱۹، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۴ — ۶۸۵، ۶۸۹، ۷۰۷، ۷۱۳، ۷۱۸
جنوبی ہند (۱۰)، ۱۴۲
جنوبی ہندوستان (۹)، ۲۴۲
جنوبی یورپ (۵)، ۱۷

جماثی (۵) ۷۱۸
جوانیہ (۶) ۴۲۳
جونپور (۶) ۱۴، ۱۷، ۳۱، ۳۷، ۴۱
جور (۷) ۲۶۵، (۹) ۶۶۹
جمجر (۱۰) ۹۲
جہینہ (۵) ۲۸۲، ۳۶۸، (۷) ۱۴۴، ۴۷۳
الجبیریہ (۹) ۳۶۲
جیزہ (۷) ۳۸۸–۳۸۹، (۹) ۶۹۵
الجیل (۹) ۷۵

چ

چاہ زمزم (۹) ۴۳
چین (۵) ۱۷، ۲۹ (۶) ۵۴ (۸) ۲۲۰، ۵۳۸، ۷۲۹، ۷۳۷،
(۹) ۷۱، (۱۰) ۲۴۲، ۴۲۷، ۴۷۰، ۷۰۰

ح

حاجبہ (۹) ۱۹۶
حاضرہ (۷) ۴۶۴
حبا آلی (۹) ۲۰۴
حباشہ (۵) ۶۴۳
حبش (۵) ۳۶، ۷۰، ۳۷۳، ۵۹۷ (۷) ۲۱۸، ۴۱۵ (۸) ۱۴۶
۲۴۸، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۸–۲۸۹، ۳۹۶ (۹)
۲۹۹، ۵۴۴، ۵۴۷، ۵۸۴
حبشہ (۵) ۱۷، ۳۰، ۴۲، ۱۵۳، ۲۳۴، ۲۳۷–۲۳۸، ۲۵۲
۲۶۲، ۲۷۴، ۳۷۳، ۳۹۶، ۴۰۴–۴۰۵، ۴۰۷،
۴۱۱، ۴۱۶–۴۱۷، ۴۲۲–۴۲۳، ۴۲۹، ۴۳۱
۴۳۲، ۴۳۶، ۴۳۸–۴۳۹، ۴۴۴–۴۵۷
۵۱۹، ۵۳۷، ۶۰۶ (۶) ۷۴۰، ۷۸۱ (۷) ۱۳۹–
۱۴۰، ۱۴۶، ۱۵۱، ۱۶۱، ۱۷۷، ۱۸۷، ۱۹۸–۲۰۰،
۲۳۶، ۳۰۲، ۳۲۶، ۴۳۹، ۶۰۱، (۸) ۱۰۵، ۱۴۲،
۱۴۷، ۱۴۹–۱۵۰، ۱۶۲، ۱۶۴–۱۶۵، ۱۸۶، ۱۹۰،
۲۱۷–۲۱۸، ۲۲۱، ۲۴۱، ۲۴۹، ۲۵۷، ۲۷۵، ۲۷۹،
۲۸۱، ۲۸۷–۲۸۸، ۲۹۰، ۳۲۰، ۳۲۹، ۴۷۷،
۶۰۰، (۹) ۵۴، ۵۹، ۲۲۴، ۵۳۹–۵۴۰، ۵۴۷
الجبیبہ (مدینہ) (۹) ۳۳
حجاز (۵) ۳۲، ۱۱۶، ۲۵۸–۲۵۹، ۲۹۷، ۳۲۷، ۳۷۸،
۴۵۸، ۴۸۸، ۶۶۰، (۶) ۶۶۵، ۹، ۱۲، ۱۶–۱۷،
۴۱، ۸۴، ۱۳۸، ۱۴۱، ۲۰۰، ۲۲۴ (۷) ۱۸۴، ۲۶۴،
۲۷۵، ۲۷۹، ۳۲۰، ۳۷۱، ۷۲۱، ۷۲۶، ۷۳۴،
۷۴۵ (۸) ۱۲۷، ۱۳۲، ۲۲۱، ۲۴۴، ۲۹۵، ۳۴۴،
۳۶۹، ۴۱۵ (۹) ۶۱، ۲۰۱، ۵۸۶، ۵۹۲، ۶۰۷،
۶۵۶ (۱۰) ۱۴، ۱۸۷، ۲۰۹، ۴۷۳، ۵۱۹، ۵۲۲،
۶۱۴، ۷۲۵، ۷۲۹
حجر (۵) ۳۲، ۲۸۷ (۸) ۳۹۵ (۹) ۲۰۴
حجر اسود (۶) ۲۰۶، ۵۹۲ (۷) ۲۳۰، ۴۰۷، ۶۱۶ (۸)
۵۸۱، ۶۴۰ (۱۰) ۴۰۴
حدود اعرب (۷) ۳۲۲
حدیبیہ (۵) ۱۳۳–۱۳۵، ۱۳۸–۱۴۰، ۱۵۰–۱۵۱، ۱۶۴–
۱۷۷، ۱۶۹، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۰۷–۲۰۸، ۲۱۹–۲۲۰،
۲۸۲، ۲۹۳–۲۹۴، ۲۹۷–۲۹۹، ۳۵۱، ۳۷۱،
۳۸۰، ۳۸۴–۳۸۵، ۳۸۷، ۳۸۹–۳۹۲، ۴۱۱–
۴۱۲، ۴۱۷–۴۱۸، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۳۵–۴۳۶، ۴۴۴،
۴۵۰–۴۵۱، ۴۶۷، ۴۷۸، ۴۸۷، ۴۸۹، ۵۱۲–
۵۱۴، ۵۲۳، ۵۳۹، ۵۴۸، ۵۵۷، ۵۶۰، ۵۶۳، ۵۸۶،

۵۹۱–۵۹۲، ۵۹۷، ۶۲۰، ۶۸۰، ۷۲۲–۷۲۳
(۶) ۴۴، ۱۸۰، ۲۰۸، ۷۵۳ (۷) ۲۴، ۸۷–
۸۹، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۵۳، ۱۶۹، ۱۸۶–۱۸۷، ۲۵۱،
۲۷۰، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۴۹، ۳۷۷، ۴۴۶، ۵۰۶،
۶۰۴، ۶۳۵، ۷۳۰، ۷۴۹ (۸) ۱۲۶، ۱۵۱، ۱۶۴،
۲۰۷، ۳۸۹، ۳۹۱، ۴۶۶، ۵۰۴، ۵۸۸–۵۹۰،
۵۹۲–۵۹۶، ۶۱۶–۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۱ (۹)
۵۵–۵۶، ۶۳، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۲۲–۲۲۳،
۳۲۵، ۵۵۶–۵۵۸، ۶۳۵
حسرا (۱۰) ۱۷، ۱۹۰، ۴۹۵، ۶۲۳، ۶۹۴، ۷۴۰
حسرۃ الوبرہ (۵) ۲۸۹
حسرم (۵) ۱۴۰ (۷) ۸۹، ۱۹۳، ۲۳۰ (۸) ۲۶۱،
۵۹۵ (۹) ۳۳ (۱۰) ۱۸۷، ۳۸۱، ۴۳۴،
۴۷۲–۴۷۳، ۴۷۸، ۵۱۷، ۵۵۳، ۶۰۶،
۶۲۱، ۶۳۶، ۶۸۵، ۷۲۷، ۷۲۹، ۷۴۷
الحرم (مدینہ) (۹) ۱۳۳
حرم بیت اللہ (۹) ۲۰۹
حرم رسول اللہ (مدینہ) (۹) ۱۳۳
حرم کعبہ (۵) ۱۳۶، ۱۴۰، ۷۲۱ (۷) ۲۵ (۸) ۲۷۷،
۵۸۱، ۵۸۹ (۹) ۲۰۷، ۲۶۳، ۵۴۶
حرم مکہ (۷) ۱۷۰ (۹) ۲۶۴
حرم نبوی (۷) ۲۶۴ (۹) ۵۷۴
حرۃ (۵) ۶۵۵ (۷) ۳۲۱
حران (۷) ۲۶۴، ۴۶۷
حسمیٰ (۵) ۱۳۲ (۷) ۲۳۳
حسنہ (۹) ۱۳۳

حصن ناعم (۷) ۵۳۷
حصید (۷) ۴۵۹–۴۶۰ (۹) ۵۸۸
حضرموت (۵) ۳۲، ۳۵–۳۷، ۴۲، ۲۲۷، ۲۳۸، ۲۴۰،
۳۹۴، ۳۹۷، ۵۰۷–۵۰۸، ۶۰۲، ۶۱۴–۶۱۶،
۶۱۹، ۶۲۵، ۶۶۶، ۶۶۸–۶۶۹، ۶۷۲، ۶۷۶،
۶۸۴–۶۸۵، ۷۰۷ (۷) ۱۸۵، ۳۳۱، ۷۱۵–۷۱۶،
(۸) ۱۲۷، ۳۹۵، ۴۱۶ (۹) ۴۶۰، ۵۴۷، ۶۰۷
حظیرۃ القدس (۱۰) ۲۶۳
حفیر (۹) ۵۸۸
حلب (۵) ۲۳۴ (۷) ۱۸۳، ۳۷۰، ۶۰۲ (۹) ۸۵
حلوان (۷) ۳۶۰ (۹) ۶۶۹
الحلیفہ (۹) ۱۹۹
حماۃ (۷) ۳۶۸، ۴۶۳ (۸) ۱۳۵
حمرا (قصر) (۱۰) ۵۲۵
حمراء الاسد (۵) ۱۲۱–۱۲۲، ۲۸۸، ۳۷۴، ۵۳۸، ۵۵۶،
۵۶۱، ۵۷۱، ۵۷۵، ۵۸۱، ۵۹۵ (۸) ۱۲۵
حمص (۵) ۲۳۴ (۷) ۲۴۰، ۳۲۲، ۳۶۷–۳۶۸، ۳۹۱،
۴۶۳–۴۶۵، ۴۶۷–۴۶۸ (۸) ۱۳۵ (۹)
۵۹۴، ۶۵۹، ۶۷۲
حمی (۱۰) ۲۲۵، ۲۲۷
حمی الایمن (۹) ۱۸۵
حمی ذی الشری (۹) ۱۸۴
حمی الربذہ (۹) ۱۸۴
حمی المرجدہ (۹) ۱۸۴
حمی ضریہ (۹) ۱۸۴
حمی النقیع (۹) ۱۸۴
حمی فید (۹) ۱۸۴



منا میں شیطان کو کنکریاں مارنے والوں کا ہجوم

حمیر (۵) ۳۶، ۵۹۸ (۷) ۶۸۰ (۸) ۴۹۱
حنین (۵) ۱۴۸ – ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۸۱، ۱۹۵، ۳۳۰، ۳۹۲–۳۹۳،
۴۰۹، ۴۱۳، ۴۶۰، ۴۶۳، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۲،
۴۷۴، ۴۷۸، ۴۹۰، ۵۱۶، ۵۳۹ – ۵۴۳ – ۵۴۴
۵۴۷، ۵۵۱، ۵۷۰، ۵۸۵، ۵۹۵، ۶۷۸، ۶۸۲
(۶) ۷۵۶ (۷) ۱۴، ۵۷، ۶۲، ۱۳۸، ۱۵۰ – ۱۵۱،
۱۵۴، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۸۹، ۲۷۴، ۳۴۹ – ۳۵۰
۴۵۱، ۴۹۱، ۵۴۱، ۶۴۹، ۷۰۱ (۸) ۱۴، ۷۳،
۱۲۶، ۲۹۴، ۶۲۲ – ۶۲۵ (۹) ۵۶، ۲۰۵،
۲۲۵، ۵۵۹، ۶۵۶ (۱۰) ۷۳۹
حوران (۵) ۲۳۹
حومل (۸) ۴۰۰
حیدرآباد دکن (۵) ۱۴، ۲۳۱ – ۲۳۲، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۵۴،
۲۶۳، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۸۵، ۳۲۰، ۳۳۲،
۳۳۵ – ۳۳۶، ۳۳۹ – ۳۴۰ (۶) ۱۱، ۱۴،
۱۶، ۴۰ – ۴۱، ۱۵۴، ۱۹۸، ۲۰۱ (۸) ۲۳۵
(۹) ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۸۹ – ۵۹۰ (۱۰) ۷۲، ۹۹،
۱۱۳، ۱۱۸، ۱۷۷، ۱۸۸
حیرہ (۵) ۲۴، ۲۷، ۳۳ – ۳۴، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۳۹
۳۲۰، ۳۲۲، ۳۵۴، ۳۵۶، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۸۷
۴۵۸، ۴۶۱ – ۷۲۴ – ۷۲۵ (۸) ۱۹۰، ۴۷۴
(۹) ۳۵۸، ۵۸۷ – ۵۸۸، ۵۹۱ – ۵۹۲ –

خ

خاخ (۵) ۳۱۰ (۷) ۳۵۳
خانہ ارقم (۷) ۲۲۴
خانہ کعبہ (۵) ۳۶، ۳۸، ۶۷، ۱۴۰، ۳۰۳، ۳۸۷، ۳۸۴
۵۹۵، ۷۱۸، ۷۲۱ – ۷۲۲، ۷۲۴ (۷) ۵۳،
۱۵۰، ۱۹۷، ۲۰۴، ۲۲۳ – ۲۲۴، ۲۴۷، ۲۵۴،
۳۴۰، ۳۴۵ (۸) ۱۹۸، ۲۱۲، ۲۸۲، ۳۹۶، ۳۹۷،
۴۰۱ (۹) ۳۲، ۴۳، ۲۶۳، ۵۵۹، ۷۳۰
خباب (۵) ۳۸۴
ختن (۱۰) ۷۰۰
خثعم (۵) ۶۶۹
خندار (۵) ۲۸۱، ۳۶۷
خراسان (۶) ۹ – ۱۰، ۲۰، ۲۳، ۴۴، ۴۸، ۲۲۴ (۷) ۲۶۴،
۳۶۳، ۳۶۶، ۳۸۱، ۴۰۰ (۸) ۱۳۸
خرتبا (۷) ۲۷۵
خربیہ (۹) ۶۹۲
خضرہ (۵) ۱۹۲
خطمی (۹) ۲۰۴
خلیج فارس (۸) ۳۹۵
خلیقہ (۵) ۱۷۹
خناقس (۷) ۴۵۹
خوارزم (۶) ۲۳، ۵۱
خورنق (۹) ۶۹۳
خوزنگاہ (۹) ۶۹۳
خوزستان (۶) ۴۸ (۷) ۳۶۱ – ۳۶۲ (۹) ۶۶۸، ۶۸۰
خم (۹) ۷۴۹
خولان (۷) ۷۰۷ (۹) ۶۰۷

خیبر (۵) ۴۲، ۱۲۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۵ – ۱۴۶، ۱۸۰ –
۱۸۱، ۱۸۴، ۲۱۱ – ۲۱۲، ۲۱۹، ۲۵۸ – ۲۶۰، ۲۸۲

۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۸، ۳۵۱، ۳۷۹، ۳۹۰، ۳۹۰–۴۱۳،
۴۲۰، ۴۳۵، ۴۴۹، ۴۵۷، ۴۶۵، ۴۶۸، ۴۸۹–
۴۹۰، ۵۲۴، ۵۲۹، ۵۳۴، ۵۴۶، ۵۴۸، ۵۵۷،
۵۶۲–۵۶۳، ۵۶۷–۵۶۸، ۵۸۷، ۵۸۵،
۵۹۵، ۶۱۹، ۶۴۵–۶۴۶، ۶۵۱، ۶۵۶، ۶۵۹–
۶۶۱، ۶۶۴، ۶۷۱، ۶۷۵، ۶۸۸، ۶۹۸، ۷۰۰(۶)
۴۷۷، ۵۱۸، ۵۳۰، ۶۰۳، ۶۸۴، ۷۲۰، ۷۹۳(۷)
۱۳۴، ۱۵۱، ۱۶۴–۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۱، ۲۳۷،
۲۵۱–۲۵۳، ۲۶۸، ۲۷۴، ۲۹۴، ۲۹۶، ۳۱۷،
۳۴۸–۳۴۹، ۳۸۳–۳۸۴، ۳۹۶، ۵۳۸، ۷۰۳،
۷۰۸، ۷۱۵، (۸) ۱۲۶، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۴۸، ۱۹۸، ۲۰۰،
۲۰۷، ۳۱۱، ۳۱۶، ۳۹۶، ۵۹۱، ۶۰۹(۹)۵۶–
۵۷، ۱۹۵، ۲۰۴، ۲۲۳، ۲۳۶، ۴۹۳، ۵۴۰–۵۴۱،
۵۵۸، ۶۴۴، ۷۲۲ (۱۰) ۱۴۲، ۲۵۱، ۲۹۵، ۴۰۹،
۴۳۷، ۶۰۳

الخیرہ (مدینہ) (۹) ۱۳۳
حیف (۹) ۱۹۸
خیمہ (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
خیوان (۵) ۷۰۰

د

دارالابرار (مدینہ) (۹) ۳۳
دارالبجرو (۷) ۳۶۵
دارالبجیرہ (۹) ۶۶۹
دارالانیاد (مدینہ) (۹) ۳۳
دارارقم (۵) ۷۳، ۲۸۲، ۴۰۱–۴۰۴، ۴۱۲، ۴۱۶ (۷)
۱۴۶، ۱۴۳ (۸) ۱۵۰، ۱۵۴، ۱۶۲ (۹) ۵۳۹، ۵۴۱

دارام ہانی (۸) ۲۲۹
دارالانصار (مدینہ) (۹) ۱۳۳
دارالایمان (۸) ۳۳۵ (۹) ۳۳۵
دارالرحمت (۸) ۳۳۵
دارالرسول (۸) ۳۳۵
دارالسنہ (مدینہ) (۹) ۱۳۳
دارالسلام (مدینہ) (۹) ۱۳۴
دارالندوہ (۸) ۲۱۲، ۲۷۶، ۶۰۳
دارالہجرت (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۲
دبا (۵) ۳۸، ۴۲ (۷) ۱۴۷ (۹) ۵۷۸
دبی دیکھیے دبا
دخول (۸) ۴۰۰
درب الغائر (۸) ۳۳۱–۳۳۲
درہ خیبر (۶) ۹، ۷–۱۰
دجلہ (۷) ۳۷۴، ۴۲۹
دلوک (۷) ۳۷۰
دلی دیکھیے دہلی
دمشق (۵) ۱۵۳، ۳۰۰ (۶) ۴۴، ۴۶–۴۷، ۹۴–۹۵،
۱۹۸، ۲۰۰، ۲۱۱، ۲۳۳، ۲۳۵–۲۳۷، ۲۶۱–۲۶۲ (۷)
۲۳۹–۲۴۰، ۲۴۲، ۲۵۸، ۲۵۹، ۳۲۲، ۳۶۷،
۳۶۸–۳۶۹، ۳۷۳، ۳۹۱، ۴۲۲–۴۲۳، ۴۳۳،
۴۶۲–۴۶۴، ۶۰۷ (۸) ۱۲۷، ۱۳۵، ۱۴۱، ۵۳۳
(۹) ۶۱، ۱۰۷، ۱۵۱، ۳۵۵، ۶۶۵ (۱۰) ۴۱۳
دمیاط (۷) ۳۷۴، ۴۲۹
دمیرہ (۷) ۳۷۴
دینور (۷) ۱۴۷ (۹) ۶۶۹

دوس (۱۰) ۲۵۱
دومہ (۵) ۶۱۳، ۶۶۶
دومۃ الجندل (۵) ۳۵، ۳۸، ۴۲، ۱۲۵، ۱۵۶، ۲۰۸، ۲۱۵، ۲۸۹،
۳۸۱-۳۸۵، ۳۹۵، ۴۸۱، ۴۸۵، ۴۸۷، ۵۰۶،
۵۳۷-۵۳۸، ۵۶۲، ۵۹۵، ۶۱۲، ۶۲۵، ۶۴۴،
۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۷۰، ۶۷۷، (۷)
۲۷۱، ۲۷۸، ۳۲۲، ۴۲۴، ۴۵۴، ۴۵۹، ۷۲۵
(۸) ۱۲۵، ۱۵۴ (۹) ۵۶، ۵۸۸، ۵۹۲، ۶۰۷
دہران گانو (۱۰) ۱۱۷
دھرن گاؤں (۱۰) ۱۱۸
دہلی (۵) ۲۴۵، ۲۴۸، ۲۶۶، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۹، ۳۲۰-
۳۲۱، ۳۲۳، ۳۳۶، ۳۳۹-۳۴۰ (۶) ۱۱، ۱۴،
۱۸-۲۰-۲۱-۲۲-۲۴، ۳۸-۳۹، ۴۲، ۴۵،
۵۰، ۵۶، ۲۱۲، ۲۶۲-۲۶۳ (۹) ۲۸۱،
۳۶۰، ۳۷۹ (۱۰) ۹۲-۹۸، ۱۰۰-۱۰۲، ۱۰۴،
۱۵۹-
دیبل (۶) ۴۴-۴۵ (۷) ۳۶۶
دیلم (۹) ۷۵

ڈ

ڈنمارک (۸) ۲۲۷
ڈھاکہ (۶) ۵۰

ذ

ذات الرقاع (۵) ۱۲۵، ۲۸۸، ۳۸۰، ۵۳۸، ۵۵۷ (۷)
۳۴۶ (۸) ۱۲۶، ۱۳۰
ذات السلاسل (۵) ۱۵۵ (۷) ۴۴۲
ذات اطلاح (۵) ۳۹۱
ذات اعشاح (۵) ۶۹۵
ذات الحجر (مدینہ) (۹) ۱۳۴
ذات الحوار (مدینہ) (۹) ۱۳۴
ذات عرق (۹) ۲۰۵
ذات العشیرہ (۵) ۵۸۰
ذات النخل (مدینہ) (۹) ۱۳۴
ذوالحلیفہ (۵) ۱۳۴، ۲۹۳-۲۹۴ (۷) ۳۱۰، ۳۴۷
ذوالجدر (۵) ۶۹۱
ذوسلم (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
ذوالعشیرہ (۵) ۱۱۷، ۳۷۰، ۵۳۸ (۸) ۱۲۵
ذوقرد (۵) ۵۳۸
ذوالمجاز (۵) ۴۲، ۶۴۴ (۶) ۷۳۰
ذوالمجنہ (۵) ۴۴۴
ذی اوان (۵) ۳۰۲
ذی حسی (۹) ۵۷۹
ذی الحلیفہ (۶) ۳۵۷ (۹) ۱۹۹، ۲۰۴
ذی خشب (۹) ۲۰۴
ذی سلم (۱۰) ۱۹۵، ۱۹۶
ذی طوی (۵) ۱۳۷ (۷) ۱۹۲
ذی القصہ (۷) ۳۳۵ (۹) ۲۲۳
۵۷۸-۵۸۰
ذی المروہ (۵) ۶۹۵ (۹) ۲۰۴
ذی وقار (۷) ۲۶۱

ر

رابغ (۵) ۳۷۱ (۸) ۳۲۸-۳۳۶
راجستان (۱۰) ۹۹

رامپور (۶) ۲۱، ۳۹
رامہرمز (۵) ۱۵۳ (۷) ۲۷۷ (۹) ۶۶۹
رائے پور (۱۰) ۹۳
رباط (۸) ۲۳۸
ربتہ المستقبلہ (۹) ۲۰۳
ربذہ (۶) ۶۹۱ (۷) ۷۸۵، ۱۸۴، ۶۹۹ (۸) ۱۹۹
(۹) ۱۸۵، ۵۷۹۔
ربیع (۵) ۱۲۱، ۱۳۵، ۲۲۶، ۳۸۱، ۳۴۶، ۵۲۲، ۷۰۰،
۷۰۶، ۷۱۰، (۹) ۱۳۵-۱۳۶، ۲۰۷، ۲۱۲،
۲۲۱-۲۲۲
رچپا (قصبہ) (۱۰) ۱۱۹
رحرجان (۷) ۶۸۷
رفیع (۷) ۴۲۳
رقہ (۷) ۲۶۴ (۹) ۲۰۳
رملہ (۵) ۶۹۶
رمع (۶) ۶۱۶، ۶۸۴، ۷۱۳
رملہ (۷) ۱۷۳، ۱۸۹
روذستان (۹) ۵۹۰
روذحاہ (۸) ۵۰۴
روڑکی (۱) ۱۱۸
روکس (۹) ۱۷۰، ۳۱۵ (۱۰) ۴۲۷
روضۂ خاخ (۷) ۴۹
روم (۵) ۱۷-۲۴، ۲۶-۲۸، ۳۰، ۳۲-۳۴، ۳۶-
۳۷، ۵۷، ۶۳، ۱۲۵، ۱۵۱-۱۵۷، ۱۸۱، ۱۹۶،
۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۷، ۲۲۴، ۲۳۵، ۲۹۹-۳۰۱،
۳۱۱، ۴۰۶ (۶) ۳۰، ۴۴، ۵۴، ۶۴، ۴۳۵، ۷۷۹ (۷)،
۲۴۰، ۲۴۲، ۲۶۵، ۳۱۲، ۳۲۰، ۳۵۰، ۳۶۷،
۳۷۳-۳۷۴، ۳۷۸-۳۷۹، ۴۰۰، ۴۰۷، ۴۲۱،
۴۲۹، ۴۳۲، ۶۰۳-۶۰۴، ۶۰۶، ۶۲۹، ۶۸۰،
۷۲۷ (۸) ۲۲۹، ۳۹۴، ۴۲۷، ۴۷۷، ۴۹۱،
۶۴۴-۶۴۵، ۶۴۷ (۹) ۱۵۲، ۲۲۴، ۲۳۸،
۲۸۶-۲۸۷، ۲۹۹، ۳۱۴، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۷۱،
۳۹۹، ۵۶۰، ۵۸۵، ۵۹۲-۵۹۳، ۶۰۶، ۶۴۶،
۶۵۵، ۶۶۷، ۷۱۳ (۱۰) ۹۷، ۴۰۷، ۴۱۶، ۴۲۱
روحا (۸) ۱۲۷، ۴۳۴، ۱۳۶، ۶۴۳ (۹) ۱۵۳، ۳۶۱، ۳۷۱ (۱۰) ۵۰۴
رومہ (۵) ۱۷-۲۲، ۳۰، ۳۲۹ (۸) ۲۱۹
رویشہ (۹) ۲۰۰
رہتک (۱۰) ۹۳
رے (۷) ۱۴۷، ۳۶۳
رے قزوین (۹) ۶۶۹

ز

زبیدہ (۵) ۲۲۷، ۶۱۶، ۷۱۳ (۷) ۱۸۵ (۹) ۶۰۷
زمیع (۹) ۶۰۷
زمعہ (۵) ۲۲۷
زمیل (۹) ۵۸۹
زنجان (۹) ۶۶۹
زولیہ (۷) ۴۲۹
زیدپور (۶) ۱۴
زیراد (۹) ۵۹۳

س

سابور (۹) ۶۶۹

ساحل (۷) ۱۸۵
سارنگ پور (۶) ۱۴
سالم (۵) ۲۹۸
سانٹا صوفیہ (۵) ۲۳۲
سائبیریا (۸) ۱۳۸ (۹) ۲۶۲
سبا (موجودہ صنعاء) (۵) ۲۳۸ (۸) ۲۱۵
سباع (وادی) (۷) ۱۵۶
سپین دیکھئے اسپین
سجستان (۸) ۱۳۸ (۹) ۶۹۶
سنج (۵) ۴۴۴ (۹) ۵۵۱، ۵۶۴، ۶۰۳ – ۶۰۴
السند (۵) ۶۹۶
سدرہ (صادرہ) (۹) ۲۰۵
سدوم (۸) ۲۴۶، ۲۶۶
سدیر (سہ در) (۹) ۶۹۳
سراندیپ (۵) ۲۳۴ (۱۰) ۳۰۵
سرحد (۶) ۱۰، ۳۷ (۸) ۲۴۷
سرخس (۹) ۶۶۹
سُرغ (۷) ۲۴۲، ۳۷۲
سرزین (۷) ۳۷۰
سرہند (۶) ۱۸، ۳۶
سری لنکا (۹) ۷۱
سغع وادی (۱۰) ۱۹۶
سقوان (۵) ۱۱۷، ۲۸۱، ۳۶۷، ۳۷۰
سفینہ (۵) ۶۹۷
سقاطیہ (۷) ۳۵۵
سقیا (۸) ۳۳۲ (۹) ۲۰۱
سلع (جبل) (۵) ۲۸۹ (۸) ۲۹۲ (۹) ۱۹۲ (۱۰) ۱۹۶
السلفۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
سلیمان پور (۱۰) ۱۱۸
سماترا (۹) ۲۴۲
سماء (۹) ۵۸۹ – ۵۹۰
سمرقند (۶) ۴۷ (۸) ۲۳۱
سیرا (۹) ۵۷۸
سندھ (۵) ۲۸ (۶) ۷، ۱۶، ۲۰، ۲۲، ۳۰، ۴۵، ۵۱ (۷) ۲۷۹، ۳۶۵ – ۳۶۶ (۹) ۷۵ – ۷۶، ۳۵۱
سواحل (۵) ۲۲۷، ۱۳۷
سواد (۷) ۳۵۶
سوڈان (۹) ۸۱
سواقیہ (۵) ۶۹۵
سوس (۹) ۶۶۹
سوق الاہواز (۹) ۶۷۲
سوق الثمانین (۸) ۲۱۱
سویق (۵) ۱۲۰، ۵۳۸
شوی (۷) ۳۲۲
سہارن پور (۱۰) ۱۱۵
سہسرام (۵) ۳۸
سیالہ (۹) ۱۹۹
سیدۃ البلدان (مدینہ) (۹) ۱۳۴
سیریہ (۹) ۲۰۳
سیستان (۷) ۲۷۹، ۳۶۳، ۳۶۵، ۴۰۰
سینا (۵) ۳۲ (۸) ۳۹۵ (۱۰) ۵۲۷
سینائی (۵) ۶۲۷

الشافیہ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
شام (۵) ۱۷، ۲۲-۲۳، ۳۶، ۵۷، ۸۴، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۳۱-
۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۵۱-۱۵۶، ۲۱۲، ۲۲۸-۲۲۹،
۲۵۹، ۲۸۲-۲۸۴، ۲۹۶-۲۹۷، ۳۰۱-۳۰۳، ۳۴۵-
۳۶۶، ۳۶۹-۳۷۱، ۳۷۶، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۲۷، ۴۳۴،
۴۴۴، ۴۸۲، ۵۲۳، ۵۶۴، ۵۷۷، ۵۹۸، ۶۲۳،
۶۴۲، ۶۴۴-۶۴۵، ۷۰۶، ۷۲۱، (۶) ۱۲، ۱۷،
۲۹-۳۰، ۴۴، ۴۸، ۵۱، ۶۶، ۹۴، ۱۱۰، ۲۰۰، ۲۹۶-
۲۹۷، ۳۲۳، (۷) ۳۲، ۶۸، ۱۳۵، ۱۵۲-۱۵۳، ۱۶۱،
۱۸۶، ۱۸۸-۱۸۹، ۱۹۳، ۲۲۲-۲۲۳، ۲۲۹-۲۴۳،
۲۴۴-۲۴۵، ۲۵۸، ۲۶۴-۲۶۶، ۲۶۹-۲۷۲، ۲۷۴-
۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۴، ۳۱۰، ۳۱۷-۳۱۸، ۳۲۱-
۳۲۲، ۳۳۲، ۳۳۵، ۳۶۸، ۳۷۰-۳۷۳، ۳۷۹، ۳۸۱،
۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۸، ۳۹۳-۳۹۴، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۰۹،
۴۲۲، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۹، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹،
۴۶۱-۴۶۲، ۴۶۴-۴۶۵، ۵۶۷-۴۶۸، ۴۷۵،
۷۲۳ (۸) ۱۳، ۳۵، ۱۲۷، ۱۳۶، ۱۶۱، ۱۵۶، ۱۸۴، ۲۱۴-
۲۱۵، ۲۳۹، ۲۳۲، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۶۳، ۴۷۰، ۴۹۱،
۵۹۳، ۶۹۷، (۹) ۴۰، ۶۱، ۷۱، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۴، ۲۱۱،
۳۵۳، ۳۵۵، ۳۵۹، ۳۶۲، ۳۳۹، ۴۶۰، ۴۸۶، ۴۸۷،
۵۴۴، ۵۶۰، ۵۸۱، ۵۹۲-۵۹۴، ۶۰۲، ۶۰۹، ۶۴۲،
۶۴۸-۶۴۹، ۶۵۱، ۶۵۸، ۶۶۴-۶۶۷، ۶۷۱، ۶۷۵،
۶۷۷-۶۷۸، ۶۸۸-۶۸۹، (۱۰) ۹۷، ۷۲۹
شاہجہانپور (۶) ۳۹
شجرہ (۵) ۴۲
شراف (۷) ۳۵۶
شطا (۷) ۳۷۴، ۴۲۹
شعب ابی طالب (۸) ۵۸۲-۵۸۴، ۵۹۹، ۶۰۱ (۹) ۲۶۰، ۲۶۳،
۲۶۴، ۲۶۶
شعب علی (۹) ۲۶۴
شعب مکہ (۹) ۲۶۷
شعب مولد (۹) ۲۶۴
شق (۵) ۲۹۸
شق تارہ (۹) ۲۰۴
شکاکو (۵) ۳۱۳
شمالی افریقہ (۹) ۳۶۰، ۶۴۲
شمالی عرب (۵) ۹۸، ۶۱۸، ۶۲۶ (۹) ۵۹
شمالی ہند (۱۰) ۱۷۲، ۱۷۶
شمالی یورپ (۵) ۱۷
شملہ (۶) ۵۵
شوشق (۹) ۲۰۴
شمولین (۷) ۴۲۹
شوستر (۷) ۳۶۱
شوط (۵) ۱۳۰
شہر زور (۹) ۶۶۹
شیراز (۶) ۱۳
شیرز (۷) ۳۶۸، ۴۶۳

ص

صامغان (۹) ۶۶۹
صبراتہ (۷) ۴۲۹
صحار (۵) ۳۸، ۴۲

صخر (۱۰) ۶۱۳
صخلا (۹) ۲۰۴
صخرۃ الطولیۃ (۸) ۳۲۸-۳۲۹، ۳۳۶
صدر غازی (۹) ۲۰۴
صدف وکندہ و صدف (۵) ۲۲۷
صراہ (۷) ۳۵۶
صعید (۹) ۷۷، ۶۶۹
صغد (۷) ۳۶۶
صعناء (۱۰) ۶۱۴
صفا (۵) ۶۰، ۲۵۱، ۲۹۹، ۳۰۰ (۶) ۲۵۵، ۳۰۶، ۳۳۱-
۳۳۲ (۷) ۲۰، ۵۴، ۱۴۲، ۲۲۳ (۸) ۲۶۶،
۳۸۵ (۱۰) ۷۱۲
الصفراء (۵) ۶۹۵ (۹) ۱۹۸، ۲۰۳
صفین (۷) ۱۸۸، ۲۶۷، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۸۳، ۳۳۳
(۸) ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۷، ۳۹۹
(۹) ۵۹
صقلیہ (۹) ۳۶۰
صلدو (۷) ۶۸۷
صنعاء (۵) ۴۲، ۲۲۷، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۷۶، ۶۸۴، ۷۱۳
(۶) ۹۳ (۷) ۱۸۵، ۳۳۱ (۸) ۱۱۲ (۹) ۵۴۷،
۵۷۶، ۶۰۷
صیاد (۹) ۲۰۴
صین (۱۰) ۶۱۲

ض

الضباب (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
ضجنان (۵) ۲۹۷
الفرط (۵) ۶۵۵

ط

طابہ (مدینہ منورہ)، (۵) ۲۵۴ (۹) ۱۳۴
طالقان (۹) ۶۶۹
طائف (۵) ۵۸، ۷۲، ۱۴۰، ۱۸۱، ۲۱۹، ۲۲۷، ۲۶۰،
۲۸۲، ۳۰۲، ۳۳۰، ۳۴۸، ۳۹۲—۳۹۳،
۴۰۷، ۴۰۹، ۴۶۳، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۸، ۵۱۶،
۵۳۹، ۵۴۳-۵۴۴، ۵۴۷، ۵۵۱، ۵۷۰، ۵۸۵،
۵۹۸، ۶۱۱، ۶۲۰، ۶۸۸-۶۸۹، ۶۹۲، ۷۱۳، ۷۱۸
(۶) ۱۴۱، ۴۴۷ (۷) ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۵۱، ۱۶۷،
۱۸۷، ۲۳۵، ۲۹۵، ۳۳۱، ۴۲۱، ۴۵۲ (۸) ۹۱،
۱۲۶، ۲۶۳، ۳۰۲، ۳۱۵—۳۱۶، ۵۸۵-۵۸۶
۶۰۲-۶۰۳، ۶۲۲—۶۲۵ (۹) ۲۰۵، ۲۲۴-
۲۲۵، ۲۳۴، ۲۴۹، ۲۶۷، ۶۰۷، ۶۱۲، ۶۷۱،
۷۱۶ .
طبرستان (۷) ۳۶۳-۳۶۴ (۹) ۶۶۹
طرابلس (۷) ۴۲۹ (۸) ۱۳۸ (۱۰) ۴۹، ۱۸۳
طرابلس الغرب (۷) ۳۷۴
طرخان (۶) ۳۰
طرف (۷) ۲۳۳
طور (۱۰) ۵۱۷، ۵۸۴، ۶۹۱
طوس (۹) ۳۲، ۶۶۹
طوسان (۹) ۷۵
طہران (۹) ۷۳، ۳۶۲
طیبہ (۵) ۲۵۴ (۹) ۱۳۴ (۱۰) ۱۰۱، ۱۹۱، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۵،
۲۱۷، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۵۶، ۳۲۹، ۳۰۵، ۴۵۴، ۵۶۲

۶۰۳، ۶۶۷، ۶۹۳، ۶۹۹، ۷۰۳، ۷۰۷، ۷۱۱،
۷۲۰، ۷۳۸، ۷۴۰، ۷۵۲

ظ

ظلیاب (مدینہ) (۹) ۱۳۴

ع

عادل پور (۶) ۳۰
العاصمہ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
العبابیب (۸) ۳۳۲
عدن (۵) ۳۸، ۴۲، ۲۲۷، ۳۹۴، ۵۷۷، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۸۴،
۷۱۳ (۷) ۱۸۵۔
عدوۃ القصویٰ (بدر کا ایک مقام) (۵) ۱۱۸
عراق (۵) ۱۷، ۲۲، ۳۲-۳۳، ۱۱۷، ۱۴۰، ۱۵۴، ۳۹۴،
۳۹۵، ۳۹۷، ۴۴۴، ۴۵۸، ۵۷۷، ۶۴۴، ۷۶
(۶) ۹، ۱۱، ۲۳، ۲۹، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۶۶،
۲۰۰، ۲۲۴ (۷) ۱۳۶، ۱۵۳، ۱۸۸، ۲۴۲،
۲۶۰-۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۹،
۲۸۵، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۳۵، ۳۴۵-۳۵۶، ۳۶۰-
۳۶۲، ۳۶۷، ۳۷۱، ۳۸۳، ۳۹۳-۳۹۴، ۴۰۹، ۴۵۶،
۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۵، ۶۹۹، ۷۱ (۸) ۱۲۷، ۲۱۱، ۲۱۴،
۳۹۴-۳۹۶، ۴۷۳، ۴۹۱، ۴۹۶، ۵۳۲، ۶۹۷
(۹) ۵۱، ۲۰۵، ۲۳۶-۲۳۷، ۳۵۶، ۳۶۲، ۴۶۰،
۵۸۵، ۵۸۷-۵۹۳، ۵۹۵، ۶۰۲، ۶۰۷، ۶۳۸،
۶۴۰، ۶۴۶-۶۴۷، ۶۵۸، ۶۶۷، ۶۷۲-۶۷۵،
(۱۰) ۲۰۹، ۷۲۹
غدیر (۹) ۲۰۱
الغدراء (مدینہ) (۹) ۱۳۴
العراء (مدینہ) (۹) ۱۳۴

عرب (۵) ۱۴-۱۵، ۱۷، ۲۲، ۳۰-۳۳، ۳۵، ۳۸-۴۰، ۴۳-
۴۷، ۵۱-۵۲، ۵۴، ۵۷-۵۹، ۶۱-۶۴، ۶۶، ۶۸-
۷۰، ۷۲، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۹۷، ۱۰۹، ۱۱۲-۱۱۴، ۱۱۶،
۱۱۸-۱۲۰، ۱۲۳-۱۲۵، ۱۲۸-۱۳۰، ۱۳۳-۱۳۴،
۱۳۶-۱۳۷، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴-
۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۸۱-۱۸۳، ۱۹۶، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۰۴-
۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۴-۲۲۵، ۲۳۴، ۲۳۸-
۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۵۲، ۲۵۸-۲۶۰، ۲۷۹، ۲۸۵،
۲۹۷، ۳۰۲، ۳۱۱، ۳۳۴، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۴۷، ۳۵۱-
۳۵۲، ۳۵۷، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۵، ۳۶۸-۳۶۹،
۳۷۲-۳۷۳، ۳۷۸، ۳۸۱-۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۸-
۳۹۰، ۳۹۳-۴۰۰، ۴۰۹، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۸، ۴۳۴،
۴۴۴-۴۴۶، ۴۵۹، ۴۶۴، ۴۷۱، ۴۷۶، ۴۸۰، ۴۸۳،
۴۸۵، ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۳-۴۹۵، ۵۰۳، ۵۰۵-۵۱۲،
۵۱۵-۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۱-۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۸-۵۲۹،
۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۴۲، ۵۴۹، ۵۵۱-۵۵۷،
۵۶۶، ۵۷۱-۵۷۲، ۵۷۴، ۵۷۶-۵۷۸، ۵۸۸،
۵۹۳-۵۹۴، ۵۹۶-۵۹۷، ۵۹۹-۶۰۲، ۶۰۴،
۶۰۹-۶۱۲، ۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۳-۶۲۴، ۶۲۶،
۶۳۳-۶۳۴، ۶۳۹، ۶۴۲، ۶۴۴-۶۴۵، ۶۵۵-
۶۵۶، ۶۵۹-۶۶۱، ۶۶۴-۶۶۵، ۶۷۵، ۶۷۸،
۶۷۹، ۶۸۰-۶۸۵، ۶۸۹-۶۹۰، ۷۰۰، ۷۰۳-۷۰۸،
۷۱۱-۷۱۲، ۷۱۸-۷۱۹، ۷۲۱ (۶) ۷، ۹، ۱۱-۱۴،
۱۶-۲۰، ۲۲، ۲۵-۲۷، ۳۰-۳۲، ۴۰، ۴۳-۴۵،
۵۰-۵۱، ۶۳، ۶۴-۶۷، ۱۰۵، ۱۲۵، ۱۲۸-۱۳۰، ۱۳۲،
۱۳۸، ۱۸۵، ۲۰۶، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۵۸ (۷) ۲۴، ۲۸، ۲۹،

۴۴-۵۴، ۱۳۷، ۱۸۷، ۱۸۹، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۷،
۲۵۱-۲۵۲، ۲۵۶، ۲۶۵، ۲۶۸-۲۶۹، ۲۷۵،
۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۳، ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۰۷، ۳۱۲، ۳۱۵،
۳۱۹-۳۲۱، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۶، ۳۴۱، ۳۴۳،
۳۵۰، ۳۵۶، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۷-۳۶۹، ۳۷۳،
۳۷۷، ۳۸۲-۳۸۳، ۳۹۲، ۴۰۲، ۴۰۷، ۴۱۴،
۴۱۹-۴۲۰، ۴۲۲، ۴۳۳، ۴۳۹، ۴۴۲، ۴۴۶-
۴۴۷، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۱-۴۶۲، ۴۶۴،
۴۶۸، ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۲۷، ۶۳۳، ۶۳۵-۶۳۶،
۶۴۵-۶۴۶، ۶۶۰، ۶۷۳، ۷۰۳، ۷۱۸، ۷۲۱-
۷۲۲، ۷۲۴، ۷۳۴، ۷۴۶ (۸) ۱۲، ۱۴، ۹۷، ۱۱۷-۱۲۷-
۱۲۸، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۴۷، ۲۱۱، ۲۱۴-۲۱۶، ۲۱۸،
۲۲۱، ۲۲۴-۲۲۶، ۲۲۸-۲۳۰، ۲۴۹، ۲۵۲-
۲۵۳، ۲۵۵، ۲۶۱، ۲۶۵، ۲۷۹، ۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۱
۳۰۸-۳۰۹، ۳۱۹، ۳۳۳، ۳۴۴-۳۴۶، ۳۵۷-
۳۵۸، ۳۶۴، ۳۷۰، ۳۷۴، ۳۸۴، ۳۹۳-۳۹۷،
۳۹۹-۴۰۰، ۴۰۲-۴۰۳، ۴۰۶-۴۰۷، ۴۱۲-
۴۱۳، ۴۱۸، ۴۳۷-۴۴۰، ۴۴۸، ۴۷۷، ۴۹۹، ۵۲۹، ۵۳۴،
۵۴۰، ۵۵۰-۵۵۱، ۵۶۷، ۵۸۵، ۵۹۲، ۵۹۵،
۶۰۹، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۲۲-۶۲۳، ۶۲۹-۶۳۰،
۶۳۴، ۶۴۶، ۶۵۳، ۷۲۴ (۹) ۱۸، ۲۸-۳۲،
۳۷، ۵۳، ۵۹، ۷۱-۷۲، ۸۲، ۱۵۱-۱۵۳، ۱۵۷،
۱۶۱، ۱۷۵-۱۷۷، ۲۲۴، ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۴۹، ۲۶۴،
۲۷۳، ۳۰۴، ۳۰۹، ۳۱۳، ۳۲۵، ۳۳۲، ۳۳۴،
۳۳۶، ۳۳۸، ۳۵۲، ۳۵۵-۳۵۷، ۳۵۹،
۳۶۲، ۳۷۱، ۳۹۹، ۴۱۹، ۵۲۷-۵۲۹، ۵۴۴-
۵۴۶، ۵۴۸-۵۴۹، ۵۶۰، ۵۶۶-۵۶۷، ۵۷۳،
۵۷۵، ۵۷۹، ۵۸۶-۵۸۷، ۵۹۲-۵۹۳، ۵۹۶،
۵۹۹، ۶۲۷، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۶، ۶۵۵-۶۵۶،
۶۶۳-۶۶۵، ۶۶۷، ۶۷۲، ۶۷۹-۶۸۱، ۶۹۰،
۶۹۳، ۶۹۸، ۷۰۸، ۷۲۰، ۷۵۰-۷۵۱ (۱۰) ۲۷،
۴۸، ۵۳-۵۴، ۵۶-۶۱، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۴۱، ۱۸۵،
۲۲۳، ۳۰۷، ۳۴۸، ۳۹۱، ۴۱۲، ۴۷۰، ۴۷۴، ۴۷۷،
۴۸۱، ۴۹۵، ۵۰۱-۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۷، ۵۰۹،
۵۱۸-۵۱۹، ۵۲۳، ۵۴۱-۵۴۲، ۵۵۱، ۵۵۴-
۵۵۶، ۵۵۸، ۵۷۹، ۵۹۲، ۶۰۷، ۶۲۰-۶۲۱،
۶۳۰، ۶۵۷، ۶۸۰، ۶۸۷، ۶۹۳، ۷۱۸، ۷۲۹،
۷۳۱، ۷۴۷

عریات (۷) ۴۲۱

عرج (۵) ۵۶۱ (۸) ۳۲۸، ۳۳۶ (۹) ۲۰۰-۲۰۱

عرفات (۵) ۳۹۷، ۴۴۴ (۶) ۱۲۴ (۷) ۷۲، ۶۹۸ (۸)
۲۶۱، ۴۲۴ (۹) ۴۵۸، ۵۱۳، ۵۷۶

عرفہ (۸) ۴۹۳

عرق الظبیۃ (۹) ۲۰۰

العقیق (۱۰) ۲۵۹، ۲۶۰

العروض (مدینہ) (۹) ۱۳۴

العریش (۵) ۴۸۹ (۷) ۴۲۴-۴۲۵

عریض (۵) ۲۸۷

عرینہ (۵) ۲۲۷

عرینین (۹) ۲۲۳

عسفان (۵) ۱۲۱، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۸، ۵۴۸، ۶۹۱ (۶)
۷۵۱ (۷) ۹۶ (۸) ۳۲۸-۳۲۹، ۳۳۶ (۹) ۲۲۱

عسقلان (۷) ۱۷۳، (۹) ۱۶۸
عسکرِ مکرم (۶) ۴۷
عصبہ (۸) ۴۸۱
عقبہ (۸) ۱۷۴، ۱۹۶ (۸) ۲۸۲ (۹) ۵۴، ۱۹۷، ۲۱۷، ۲۱۸، ۳۲۴، ۵۳۸-۵۳۹
عقبہ ہرشی (۹) ۲۰۱
عقبیٰ منیٰ (۵) ۸۰
عقیق (۵) ۱۲۰، ۲۸۹، ۶۹۵ (۷) ۷۰۰ (۸) ۱۴۴، ۴۵۴
عک (۵) ۶۱۶، ۶۸۴
عکاظ (۵) ۴۲، ۴۴۴، ۶۴۴ (۷) ۲۱، ۲۲۹، ۷۰۵ (۸) ۳۴۲ (۹) ۱۷۱
علی گڑھ (۵) ۳۱۳، ۳۴۰ (۶) ۵۲ (۱۰) ۱۸۴-۱۸۵
عمان (۵) ۳۵، ۱۴۴، ۲۲۷، ۲۶۰، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۹۴، ۵۱۵-۵۱۶، ۶۲۵، ۶۶۶، ۶۷۱، ۶۷۸، ۷۰۷ (۷) ۱۸، ۱۸۳، ۴۲۰، ۶۰۶ (۸) ۱۲۷ (۹) ۷۱، ۵۸۵، ۵۹۲
عمران الجوف (۵) ۷۰۰
عمرۃ القضاء (۵) ۵۴۸، ۵۵۱ (۷) ۱۵۱، ۱۶۹
عمواس (۷) ۱۸۶، ۳۷۰، ۳۷۳، ۴۲۴ (۸) ۱۴۹
عمیس (۸) ۹۳
عنق الجمل (۸) ۲۲۹
عیر (جبل) (۵) ۲۸۹
العیص (۵) ۳۶۶، ۳۷۱ (۷) ۱۹۲، ۲۳۲ (۸) ۶۱۸
عین المتمسر (۷) ۲۷۷، ۳۲۲، ۴۵۹ (۹) ۵۸۸
عین شمس (۷) ۴۲۵-۴۲۶

غ

غابہ (۵) ۱۳۲-۵۴۸
غار ثور (۷) ۱۳۶، ۳۰۵ (۸) ۱۲۶، ۲۶۴، ۲۸۵-۲۸۶، ۳۲۷ (۱۰) ۵۱۶
غارِ حرا (۶) ۲۳۷ (۷) ۱۷-۱۸ (۸) ۲۴۷، ۳۲۱ (۹) ۴۰۸ (۱۰) ۵۲۴، ۷۱۲
غارق (۷) ۳۵۵
غازی پور (۶) ۳۱، ۵۱
الغالبۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
غدیر الاشطاط (عقب عسفان) (۵) ۲۹۴ (۷) ۳۱۰
غدیر خم (۸) ۴۳۴ (۹) ۲۰۱-۲۰۲، ۷۱۹، ۷۴۹
الغراء (مدینہ) (۹) ۱۳۴
غران (وادی) (۸) ۳۳۰
غربی طرابلس (۷) ۱۸۳
غرشستان (۹) ۶۶۹
غرناطہ (۸) ۲۳۱
غزنی (۹) ۳۶۰
غسان (۵) ۷۰۷
غسفان (۸) ۱۸۱
غطفان (۵) ۱۲۵، ۵۲۷ (۷) ۳۴۵
الغمیم (۵) ۵۵۷
الغمر (۵) ۳۸۰
الغورہ (۵) ۶۹۵
غُوَیر (۱۰) ۱۹۷
غیر (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵

ف

فاران (۱۰) ۵۰۷، ۶۱۷
فارس (۵) ۲۲–۲۶، ۳۳، ۳۶–۳۷، ۱۵۲–۱۵۴، ۲۳۳، ۲۳۵–۲۳۶ (۶) ۴۶ (۷) ۲۶۹، ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۶۰–۳۶۱، ۳۶۴–۳۶۵، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۸، ۳۹۳، ۴۵۹، ۶۰۴–۶۰۵، ۶۰۸ (۸) ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۷، ۱۷۹، ۳۲۸، ۳۷۷، ۳۹۱، ۴۲۹، (۹) ۷۶، ۳۳۷، ۳۵۲، ۳۵۵، ۳۵۹، ۵۸۵، ۵۸۷، ۵۸۹، ۵۹۲، ۶۰۶، ۶۶۸–۶۶۹، ۶۷۸، ۶۸۹، ۶۹۲، ۷۴۰
فاریاب (۹) ۶۶۹
الفاضحہ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
فتح پور (۱۰) ۱۱۸
فحل (۷) ۳۶۸، ۴۲۲–۴۲۳، ۴۶۳
فدک (۵) ۳۸، ۱۳۰، ۱۴۶، ۲۲۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۹۱، ۲۹۸، ۳۸۴، ۳۸۹، ۳۹۱، ۴۵۲، ۶۶۰–۶۶۱، ۶۶۴، ۶۷۱ (۷) ۳۱۷، ۵۳۸–۵۳۹ (۸) ۲۹۶، (۹) ۵۶، ۲۲۳، ۶۴۴
فرات (۵) ۳۴
فرامن (۷) ۳۲۲، ۴۶۱، (۹) ۵۸۹، ۵۹۲
فرانس (۵) ۱۴، ۱۹، ۱۸۷، ۳۱۴–۳۱۵، ۳۳۳ (۸) ۲۲۷، ۶۷۹، (۹) ۳۱۲، ۳۱۵
فرخ آباد (۱۰) ۹۶
فُرع (۹) ۲۰۳
فرغانہ (۷) ۳۶۶
الفُرغین (۵) ۶۹۵
فرما (۷) ۳۷۳، ۴۲۵
فسا (۷) ۳۶۵ (۹) ۶۶۹
فسطاط (۷) ۳۷۳–۳۷۴، ۳۸۸–۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۴۲۶، ۴۲۹، (۹) ۱۷، ۷۶–۷۷، ۶۹۰، ۶۹۴–۶۹۵
فلالیج (۷) ۳۵۶ (۹) ۵۹۰
فلسطین (۵) ۱۴، ۳۵، ۲۳۳، ۲۵۸–۲۵۹، ۴۴۴، (۶) ۲۰۰ (۷) ۱۸۳، ۱۸۹، ۲۳۹، ۳۲۲، ۳۶۷، ۳۷۰، ۳۸۱، ۳۹۱، ۳۹۳، ۶۸۳ (۸) ۱۲۵، ۱۸۹، ۲۱۲–۲۱۵، ۲۴۴، ۲۶۶، ۲۹۱، ۳۹۴ (۹) ۱۶۱، ۱۷، ۳۶۱، ۳۶۵، ۵۹۳–۵۹۴، ۶۶۸–۶۶۹، (۱۰) ۷۲۹
فنیشیا (کنعان) (۵) ۳۱
فید (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
فیقہ (۹) ۲۰۵
فیفاء الفحلتین (۹) ۲۰۴
فیوم (۷) ۴۲۹

ق

القاحہ (۸) ۳۲۸، ۳۳۲، ۳۳۶ (۹) ۲۰۱
قادسیہ (۷) ۶۹، ۱۵۰، ۳۵۶–۳۵۹، ۳۶۲، ۴۶۱، ۴۱۷ (۸) ۱۳۶ (۹) ۳۵۶–۳۵۷
قادمہ (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
القاصمہ (مدینہ) (۹) ۱۳۴
قاہرہ (۵) ۲۳۴، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۶۳–۲۶۴، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۸۵، ۲۹۳، ۳۰۰، ۳۱۱، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۱–۳۲۲، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۵–۳۳۹ (۶) ۲۱۰، ۲۳۳–۲۳۴، ۲۳۷، ۲۴۱–۲۴۲ (۷) ۶۰۳، (۸) ۲۳۱، (۹) ۶۵، ۶۷، ۱۰۶–۱۰۸، ۱۷۷، ۵۲۵–۵۲۶، ۵۳۰، ۶۹۰ (۱۰) ۶۱۳

قبا (۵) ۸۷، ۱۳۳، ۲۷۳، ۳۴۸، ۴۲۲، ۷۱۹ (۷) ۱۳۵،
۳۰۶، ۳۲۴، ۷۲۷ (۸) ۲۸۷، ۳۲۸، ۳۳۲، ۳۳۳،
۳۳۶، ۴۸۱، ۶۰۵ (۹) ۱۸۷، ۱۹۷ — ۱۹۸، ۲۲۳،
۳۴۹، ۵۲۷ (۱۰) ۲۰۷
قبۃ الاسلام (مدینہ)، (۹) ۱۳۴
قرص (۵) ۲۳۴
القبیلہ (۵) ۲۹۲
قدید (۵) ۲۹۱، (۸) ۳۲۸، ۳۳۶ (۹) ۲۰۱ — ۲۰۲
قذق (۹) ۶۶۹
قزوین (۹) ۶۴۲
قرطبہ (۸) ۲۳۱
قرارۃ الکدر (۵) ۱۲۰، قرقرۃ الکدر (۵) ۱۲۰ (۸) ۱۲۵ (۹)
۵۵، ۵۷
قرئ عربیہ (۵) ۶۰۹، ۶۱۸، ۶۷۱
قریہ بنی خدرہ (۹) ۲۰۴
قریۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ)، (۹) ۱۳۴
قریظہ (۸) ۱۴۲
قسا (۷) ۳۶۳
قسطنطنیہ (۵) ۱۸، ۲۰، ۳۴، ۲۳۱، (۶) ۷۷ (۷) ۱۳۶، ۲۳۳،
۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۳، ۴۳۰، ۴۶۸ (۹) ۷۵، ۲۵۶،
۳۶۰، ۴۴۹
قصارہ (۵) ۲۹۸
قصر الشمع (۹) ۶۹۴
قصم (۷) ۳۲۲
قصور (۱۰) ۱۱۹
قطقطانہ (۷) ۲۷۸
قطیف بحرین (۵) ۲۲۷
قلب الایمان (مدینہ)، (۹) ۱۳۴
قلعہ کوٹ کرور (متصل ملتان)، (۶) ۲۳
قم (۹) ۶۶۹
قومس (۵) ۲۹۸ (۷) ۲۵۲
قناۃ (۵) ۲۸۹
قنسرین (۷) ۱۸۳، ۳۷۰، ۴۶۵ — ۴۶۶
قنوج (۵) ۲۷، (۹) ۷۵ (۱۰) ۹۳، ۹۶ — ۹۷
قونیہ (۹) ۹۱
قیساریہ (۷) ۳۹۲
قینقاع (۸) ۱۲۵

ک

کابل (۷) ۲۷۹ (۸) ۱۳۸ (۹) ۳۶۰، ۳۶۲
کارطہ (۹) ۶۶۹
کاشغر (۸) ۵۱۸ (۱۰) ۷۰۱
کاظمہ (۹) ۵۸۸، (۱۰) ۱۸۳
کاکوری (۶) ۲۶
کانپور (۵) ۳۲۳ (۶) ۲۶۱ (۱۰) ۹۲، ۱۱۲
کانگر (۹) ۲۹۹
کدر (۵) ۲۷۸، ۳۸۱، ۵۳۸
کدید (۵) ۲۹۱ (۹) ۲۰۴
کراچی (۵) ۲۳۵، ۲۴۴، ۲۵۹ — ۲۶۰، ۲۶۹، ۲۷۸، ۲۸۶،
۳۰۶، ۳۱۰، ۳۱۹ — ۳۲۰، ۳۳۶، ۳۳۹ — ۳۴۰ (۷)
۴۱۰، ۴۹۳ (۹) ۲۰۹، ۲۸۱، ۳۷۵، (۱۰) ۱۹۲
کراع الغمیم (۵) ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۲۷ (۹) ۳۶۴
کراکیس (۷) ۳۲۲

کربلا (۷) ۲۸۱ – ۲۸۲ (۸) ۲۵۰ (۹) ۵۹۲ (۱۰) ۹۵، ۱۴۷، ۶۱۹

کردستان (۶) ۲۹

کرمان (۷) ۲۸۰، ۳۶۳، ۳۶۵ (۹) ۶۶۸، ۶۷۸

کرناٹک (۶) ۳۱

کریٹ (۸) ۱۳۸

کریون (۷) ۴۲۶

کسکر (۷) ۲۶۴، ۲۵۴، ۲۵۶، ۴۵۶

کشمیر (۵) ۲۸ (۶) ۱۵، ۲۱ (۹) ۷۵

کعبہ (۵) ۳۹، ۵۷، ۵۹، ۷۵، ۱۳۴، ۱۵۹، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۸۵،
۴۳۵، ۴۳۶ – ۴۴۴، ۴۶۲، ۵۹۵، ۷۲۲ (۶) ۹۳۷،
۴۳۹، ۷۲۹، ۷۳۸ – ۷۳۹ (۷) ۳۰، ۳۱، ۴۳ – ۴۴،
۵۳ – ۵۴، ۲۳۰، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۹۸، ۳۱۰، ۳۴۳،
۴۰۰، ۴۵۳ (۸) ۱۴۸، ۳۴۱، ۳۹۶ – ۳۹۷، ۴۳۳،
۴۵۳، ۵۲۱، ۵۸۱، ۵۸۶، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۷،
۶۰۱، ۶۰۲، ۶۱۶، ۶۲۱ – ۶۲۲ (۹) ۳۵، ۳۵۸،
۴۳۶، ۴۵۷، ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۷۵، ۵۵۸ (۱۰) ۲۷، ۱۰۸،
۱۵۰، ۲۲۳، ۲۷۹، ۲۸۱، ۳۰۴، ۳۲۹ – ۳۳۰، ۳۸۹،
۴۰۳ – ۴۰۵، ۴۱۴، ۴۴۳، ۴۵۵، ۴۶۱، ۴۷۲،
۵۲۷، ۵۳۳، ۵۴۱، ۵۸۹، ۵۹۲، ۶۰۹، ۶۴۲، ۶۴۴، ۶۴۶،
۶۶۰، ۶۶۹، ۶۹۶، ۷۲۳، ۷۴۷

کعبۃ اللہ (۹) ۲۶۳

کلب (۵) ۵۲۷

کلکتہ (۵) ۲۳۶، ۲۸۱، ۳۲۹ (۶) ۲۰۱ (۹) ۳۶۲،
(۱۰) ۱۰۰، ۱۲۰

کمبوڈیا (۵) ۳۰

کندہ (۵) ۳۵، ۲۲۷، ۴۱۶، ۴۸۶، ۷۲۱ (۷) ۱۸۵

کنعان (۸) ۲۶۶، ۳۹۴

کواظم (۹) ۵۸۸

کوٹ سید موسیٰ قادری (۶) ۳۰

کوفہ (۶) ۱۸۵، ۱۸۸ – ۱۸۹، ۲۰۰، ۲۳۲ (۷) ۱۸۸، ۲۵۸، ۲۶۱،
۲۶۳، ۲۶۶، ۲۷۳ – ۲۷۴، ۲۷۹ – ۲۸۱، ۳۴۱ – ۳۴۲،
۳۸۱، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۷ (۸) ۴۳، ۴۴، ۱۵۳، ۱۹۲،
۱۸۴، ۴۹۸ (۹) ۵۱، ۵۳، ۵۹، ۱۴۵، ۲۲۱، ۵۸۷،
۶۵۱، ۶۶۱، ۶۶۸، ۶۷۱، ۶۸۴، ۶۸۷، ۶۸۹، ۶۹۱،
۶۹۳ – ۶۹۴، ۶۹۶، ۷۴۳

کوکن (بمبئی کا علاقہ) (۷) ۲۷۹

کوہ ثور (۸) ۲۸۵

کوہ احد (۹) ۴۶۰

کوہ اضم (۱۰) ۱۸۳

کوہ طور (۹) ۴۲

کوہاٹ (۱۰) ۱۰۷

کوہستان (۶) ۴۸

کھنبایت (۶) ۱۲

کہف بنی حرام (۹) ۱۹۲

کیتہ (۷) ۵۳۸

کیمبرج (۵) ۲۷۷

کینیڈا (۹) ۲۹۸

گ

گجرات (۶) ۱۱ – ۱۴، ۱۶، ۵۰ (۱۰) ۱۷۰

گاذرون (۹) ۶۶۹

گڑھ شتی (۷) ۵۳۸

گورداس پور (۱۰) ۱۱۷
گولڈ کوسٹ (۹) ۳۶۱
گوالیر (۱۰) ۱۰۰
گیامٹی (۱۰) ۱۱۷

ل

لاذقیہ (۷) ۳۶۸
لاوہ (۵) ۶۵۵
لاہور (۵) ۱۵، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۵۵، ۲۵۷–۲۵۸، ۲۷۰، ۲۷۷–۲۷۸، ۲۸۰–۲۸۱، ۲۹۲، ۲۹۸، ۳۰۷–۳۰۹، ۳۱۸–۳۱۹، ۳۲۹، ۳۳۵، ۳۳۹–۳۴۰، (۶) ۸–۹، ۱۴، ۱۸–۱۹، ۴۵، ۴۷، ۵۲، ۸۸ (۷) ۱۳۳، (۹) ۱۰، ۲۰۹، ۵۰۸، ۵۳۲، (۱۰) ۲۵، ۳۲، ۳۵، ۱۹۲،
لبنان (۹) ۲۷۵
لد (۷) ۲۷۰
لرتہ (۷) ۴۶۷
لکھنؤ (۵) ۲۷۹، ۳۳۶، ۳۴۰، (۶) ۲۰، ۲۶، ۳۶، ۳۹، ۴۲، ۴۴، ۲۶۴ (۱۰) ۲۵، ۴۹۳
لندن (۵) ۱۲–۱۳، ۲۳۱–۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۵۸، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۷۹، ۲۹۲، ۳۱۳، ۳۳۴، (۹) ۵۱، ۱۰۵
لنکا (۹) ۴۴۲
لوی (۱۰) ۲۲۵، ۲۲۷
لیڈن (۶) ۲۴۴ (۹) ۸۳
لیبر (۹) ۲۰۵

م

مآب (۷) ۱۷۱
مآرب (۵) ۶۱۶ (۸) ۳۹۵
ماسبذان (۹) ۶۶۹
مالوہ (منڈو)، (۶) ۱۲
مالیگاؤں (۱۰) ۱۱۴
ماوراء النہر (۶) ۴۴، ۵۱
المبارکہ (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
مبوا الحلال والحرام (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
مبین الحلال والحرام (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
متھرا (۱۰) ۴۵۵، ۴۶۳
مجد (۹) ۱۸۵
المجبۃ (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
مجنہ (۵) ۶۴۴
المحبہ (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
المجبورۃ (مدینہ)، (۹) ۱۳۵
المحرمۃ (مدینہ)، (۸) ۳۳۵
المحفوظۃ (مدینہ)، (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۵
محمود نگر (۶) ۳۶
المختارہ (مدینہ)، (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۵
مدار (۹) ۵۸۸
مدائن (۷) ۱۴۷، ۲۶۴، ۲۷۳، ۲۷۷، ۳۶۰ (۹) ۳۲، ۳۵۴، ۳۹۸، ۵۸۸–۵۸۹، ۵۹۱، ۶۷۱–۶۷۲، ۶۹۳، (۱۰) ۷۵۱
مدخل الصدق (مدینہ) (۹) ۱۳۵
مدراس (۵) ۱۳، ۳۲۹ (۶) ۳۱ (۱۰) ۱۲۰
مدران (۹) ۲۰۴
مدلجۃ الحجاج (۸) ۳۲۸، ۳۳۶

مدلجہ تعہن (۹) ۲۰۱
مدین (۵) ۳۲ (۸) ۲۱۳، ۲۴۶، ۲۵۴
مدینا دیکھئے مدینہ
مدینہ (۵) ۱۴-۱۵، ۲۵-۲۶، ۳۵، ۳۸، ۴۰-۴۲، ۴۷-۴۸،
۸۶-۹۱، ۹۶-۱۰۳، ۱۰۵-۱۱۳، ۱۱۵-۱۳۵، ۱۴۰-
۱۴۱، ۱۴۴-۱۴۶، ۱۴۸-۱۵۰، ۱۵۲-۱۵۵، ۱۶۱،
۱۶۳-۱۶۵، ۱۶۷-۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۴-۱۷۵،
۱۷۷، ۱۸۲-۱۸۴، ۱۸۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۶،
۲۰۸-۲۰۹، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۵-۲۲۷، ۲۴۸،
۲۵۳-۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳-۲۶۶، ۲۷۰-۲۷۳،
۲۷۵، ۲۷۷، ۲۸۱-۲۸۴، ۲۸۶-۲۹۴، ۲۹۷-
۲۹۸، ۳۰۱-۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۲۱-۳۲۳،
۳۲۶، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۴۵-۳۵۳، ۳۵۶-۳۵۸،
۳۶۰-۳۷۸، ۳۸۱-۳۸۵، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۹۲-
۳۹۵، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۰۷-۴۰۸، ۴۱۲-۴۱۳،
۴۱۶-۴۲۰، ۴۲۲-۴۲۷، ۴۳۰، ۴۳۳-۴۳۵،
۴۳۷-۴۳۸، ۴۴۲، ۴۴۴-۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰،
۴۵۱-۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۱-۴۶۲، ۴۷۰، ۴۷۲،
۴۷۴، ۴۷۹، ۴۸۳-۴۸۶، ۴۸۹-۴۹۱، ۴۹۳،
۴۹۵-۴۹۶، ۴۹۹-۵۰۲، ۵۰۴-۵۰۵، ۵۰۷،
۵۱۵-۵۱۶، ۵۱۸-۵۱۹، ۵۲۲-۵۲۳، ۵۲۸،
۵۴۳، ۵۴۵، ۵۵۷، ۵۶۴، ۵۶۷-۵۶۸، ۵۷۱،
۵۷۲-۵۷۳، ۵۷۵، ۵۷۸-۵۷۹، ۵۸۶،
۵۹۰، ۵۹۷، ۶۰۸، ۶۱۲-۶۱۴، ۶۲۴-۶۲۵،
۶۲۸، ۶۳۱، ۶۳۳، ۶۳۸-۶۳۹، ۶۴۱-۶۴۵،
۶۴۷-۶۴۸، ۶۵۰، ۶۵۴-۶۵۵، ۶۶۳،
۶۶۴-۶۶۵، ۶۷۶-۶۸۰، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۸۸،
۶۹۰-۶۹۱، ۶۹۳-۶۹۴، ۷۰۰، ۷۰۹، ۷۱۱-۷۱۴،
۷۱۶-۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۳ (۶) ۸، ۱۲، ۱۵، ۱۷-۱۸،
۲۲-۲۳، ۲۸، ۳۰-۳۱، ۳۷، ۴۰-۴۱، ۴۳، ۵۱،
۶۶-۶۷، ۶۹، ۷۲-۷۳، ۷۷، ۷۹، ۱۱۲، ۱۲۴،
۱۳۰، ۱۴۶، ۱۵۷، ۱۸۵-۱۸۶، ۱۹۷، ۲۰۰، ۲۱۶،
۲۲۷، ۲۳۰، ۲۴۲-۲۴۳، ۲۶۲، ۲۹۶، ۳۴۲،
۳۸۷، ۳۹۰، ۴۳۵، ۴۵۷، ۵۳۹، ۵۵۰، ۶۳۲، ۶۸۹،
۷۱۶، ۷۵۴، ۷۷۵ (۷) ۱۲، ۲۳، ۲۹، ۳۲، ۳۷، ۳۹،
۴۷-۴۹، ۵۳-۵۴، ۶۸، ۷۵، ۷۷، ۹۶، ۱۰۲، ۱۱۰،
۱۳۴-۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۲-۱۴۳، ۱۴۷، ۱۵۱-۱۵۳، ۱۵۶،
۱۵۸، ۱۶۴، ۱۷۳-۱۷۴، ۱۷۶-۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۴،
۱۸۷، ۱۹۱-۱۹۴، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۹-
۲۱۰، ۲۲۴-۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۱-۲۳۸، ۲۴۶، ۲۴۹،
۲۵۱-۲۶۱، ۲۶۳-۲۶۴، ۲۷۶، ۲۷۸-۲۷۹،
۳۰۲-۳۰۳، ۳۰۵-۳۰۷، ۳۰۹-۳۱۰، ۳۱۷،
۳۲۱، ۳۲۶، ۳۲۹، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۴۴، ۳۴۶-
۳۴۷، ۳۴۹، ۳۵۶، ۳۶۱، ۳۷۲-۳۷۳، ۳۷۶-
۳۷۷، ۳۸۱، ۳۸۴-۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۱، ۴۰۰، ۴۰۳،
۴۰۸، ۴۱۳، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۸، ۴۳۲-۴۳۳،
۴۴۷-۴۴۸، ۴۵۲-۴۵۴، ۴۶۷، ۴۷۵-۴۷۶،
۴۸۳، ۴۹۲، ۵۰۲، ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۲۷، ۵۲۸-۵۳۰،
۶۰۱، ۶۰۹، ۶۱۸، ۶۲۱-۶۲۵، ۶۲۸، ۶۳۱، ۶۳۷،
۶۴۳-۶۴۶، ۶۴۹، ۶۷۹، ۶۹۰، ۶۹۲، ۶۹۹،
۷۱۰، ۷۲۶-۷۲۷، ۷۲۹-۷۳۴، ۷۴۲، ۷۵۱،
(۸) ۹، ۱۳، ۲۲، ۴۴، ۵۹، ۸۱، ۸۸، ۱۱۳-۱۱۶،

۱۲۱، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۸، ۱۴۲–۱۴۷، ۱۵۱،
۱۵۳–۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۱–۱۶۲، ۱۶۴–
۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۹۲، ۱۹۵–
۱۹۶، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۲۱–۲۲۵،
۲۳۰–۲۳۲، ۲۳۴–۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۳–
۲۴۶، ۲۴۹–۲۵۷، ۲۵۹–۲۶۰، ۲۶۳–۲۶۶،
۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵–۲۸۰، ۲۸۲–۲۸۷،
۲۸۹–۲۹۳، ۲۹۵–۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۰–۳۰۱،
۳۰۳–۳۰۴، ۳۰۸–۳۱۰، ۳۱۳–۳۱۴، ۳۱۶، ۳۲۸،
۳۳۲، ۳۳۴–۳۳۶، ۳۹۶، ۴۳۷، ۴۷۲، ۴۷۴،
۴۸۲، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۵، ۵۹۳، ۵۹۶، ۵۹۸،
۶۰۳، ۶۰۵–۶۰۶، ۶۰۸–۶۱۰، ۶۱۳، ۶۱۷–
۶۱۸، ۶۴۴ (۹) ۲۵، ۳۷، ۳۹–۴۱، ۵۱–۵۲،
۵۴–۵۷، ۶۱، ۱۰۷، ۱۲۹–۱۳۹، ۱۴۱–۱۴۳،
۱۵۰، ۱۵۲–۱۵۳، ۱۵۸–۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۸۱،
۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۲–۱۹۶، ۱۹۸–۱۹۹، ۲۰۴،
۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۲۱–۲۲۳، ۲۲۹، ۲۳۴، ۲۵۰،
۲۹۲، ۲۹۹، ۳۰۴، ۳۵۴، ۳۵۷–۳۵۸، ۳۶۶،
۳۹۹، ۴۲۴، ۴۳۰، ۴۴۶، ۴۵۹، ۵۰۰، ۵۲۳،
۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۶–۵۴۱، ۵۵۰–۵۵۲، ۵۵۴،
۵۵۶–۵۵۸، ۵۶۰–۵۶۱، ۵۷۳، ۵۷۵–
۵۷۹، ۵۸۱، ۵۸۴–۵۸۵، ۵۸۱، ۵۹۳، ۶۰۲،
۶۰۴، ۶۰۶، ۶۱۱–۶۱۲، ۶۳۴، ۶۳۷،
۶۴۰، ۶۴۲، ۶۴۴–۶۴۹، ۶۵۱، ۶۵۶،
۶۶۰، ۶۶۳، ۶۶۵، ۶۶۸، ۶۸۰،
۶۹۰–۶۹۲، ۶۹۴، ۶۹۶–۶۹۷، ۷۰۹،
۷۱۹، ۷۴۹، (۱۰) ۲۰–۲۱، ۴۵، ۵۴، ۵۶،
۵۸، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۸–۱۱۰، ۱۱۳، ۱۱۸–
۱۲۰، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۹۱، ۲۵۹–۲۶۰، ۳۹۱،
۳۹۴، ۳۹۷، ۴۱۱، ۴۲۶، ۴۳۶، ۴۴۱، ۴۵۳،
۴۵۴، ۴۶۳–۴۶۴، ۵۱۶، ۵۴۸، ۵۶۱، ۵۶۶،
۵۷۴، ۵۸۲، ۶۰۸–۶۰۹، ۶۱۳، ۶۴۱، ۶۶۰،
۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۳، ۶۷۵، ۶۸۰، ۶۸۳–۶۸۴
۶۹۱، ۶۹۶، ۶۹۹، ۷۰۲، ۷۰۷، ۷۱۶، ۷۲۰،
۷۲۴–۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۵
مدینہ الرسول (۵) ۲۵۴ (۸) ۵۸۸، ۵۹۵
مدینۃ المقرر (۸) ۳۳۵
مدینۃ النبیؐ (۵) ۱۵۵، ۲۵۵–۲۵۶
مڈغاسکر (۹) ۱۷، ۳۶۱
مذار (۷) ۴۵۶
مذحج (۵) ۷۰۶
مُرادآباد (۱۰) ۹۴، ۱۰۹، ۱۱۲
مراکش (۶) ۲۹ (۷) ۴۳
مراکو (۸) ۱۲۷ (۹) ۳۶۱
مربطہ (۵) ۲۹۸
مرج الدیباج (۷) ۲۴۲
مرج راہط (۷) ۳۲۲
المرحومۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۵
مرزبان (۷) ۳۶۵
المرزوقۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۵
مرالظہران (۵) ۱۲۴ (۷) ۵۱، ۳۴۹ (۹) ۲۲۱
مرقد بقیع (۹) ۱۶۸
مرو (۶) ۴۴، ۴۸ (۷) ۱۴۳، ۳۶۲، ۳۶۶ (۸) ۱۳۸

مرو شاہجہان (۷)، ۳۶۶
مروہ (۹)، ۴۰۶، ۴۳۱-۴۳۲ (۸)، ۲۶۶ (۱۰)، ۷۱۲
مریسیع (۵)، ۱۳۰، ۲۹۱، ۳۸۳، ۴۵۱، ۴۵۳، ۵۳۸، ۵۸۷، ۶۵۰، ۶۹۲ (۷)، ۲۳۲ (۹)، ۲۲۲-
مزاحم (۹)، ۵۲۷
مزدلفہ (۸)، ۲۶۱
مزینہ (۹)، ۶۰۷
مساجد الفتح (۹)، ۲۰۳
مستجلہ (۹)، ۲۰۳
مسجد آخر بذنب الحلیفہ (۹)، ۱۹۹
مسجد ابن عدی (۵)، ۷۱۷
مسجد الابواء (۹)، ۲۰۱
مسجد ابی ذر غفاری (۹)، ۱۹۴
مسجد ابی بن کعب (۵)، ۷۱۷، (۹)، ۱۹۴
مسجد الاثابیہ (۹)، ۲۰۱
مسجد الاجابہ (۹)، ۱۸۹، ۱۹۰
مسجد امیر المومنین علی ابن ابی طالب (۹)، ۱۹۲
مسجد بالجیزتین (۹)، ۲۰۳
مسجد بذخوان و موضع بذنب ذفران المقبل (۹)، ۲۰۳
مسجد بدر (۹)، ۲۰۳
مسجد بزات احدال (۹)، ۲۰۳
مسجد بطحا (۹)، ۱۹۹
مسجد بطن مرالظہران (۹)، ۲۰۲
مسجد البقیع (۹)، ۱۹۳
مسجد احزاب (۹)، ۱۹۰
مسجد اعلیٰ (۹)، ۱۹۰، ۲۰۳
مسجد اقصیٰ (۹)، ۶۱ (۹)، ۲۹، ۴۶۰ (۱۰)، ۵۷
مسجد بقیع الزبیر (۹)، ۱۹۶
مسجد بنو ابی فیصلہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو امیہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو بیاضیہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو حبلیٰ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو خدرہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو دینار (۵)، ۷۱۷
مسجد بنو عصیہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنی امیہ الدرکا (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی اتیف (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی بیاضہ (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی حارث (۵)، ۷۱۷، (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی حارثہ (۵)، ۷۱۷
مسجد بنی الحبلی (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی حرام (۹)، ۱۹۴
مسجد بنی خدرہ (۹)، ۱۹۶
مسجد بنی خرارہ (۹)، ۱۹۵
مسجد بنی حنظلہ (۵)، ۷۱۷ (۹)، ۱۹۷
مسجد بنی دینار (۹)، ۱۹۶
مسجد بنی راتج (۹)، ۱۹۵
مسجد بنی زریق (۹)، ۱۹۴-۱۹۵، ۵۳۸
مسجد بنی ساعدہ (۹)، ۱۹۵
مسجد بنی سالم (۹)، ۵۳۸
مسجد بنی ظفر (۵)، ۷۱۸
مسجد بنی عبدالاشہل (۵)، ۷۱۸

مسجد بنی عدی (۹) ۱۹۶
مسجد بنی عمرو (۹) ۱۹۶
مسجد بنی غفار (۹) ۱۹۴– ۱۹۵
مسجد بنی قریظہ (۵) ۷۱۸، (۹) ۱۸۸
مسجد بنی مازن (۹) ۱۹۶
مسجد بنی معاویہ (۵) ۷۱۸
مسجد بنی واقف (۹) ۱۹۷
مسجد بنی وائل (۵) ۷۱۸
مسجد البعینہ (۹) ۲۰۱
مسجد بین الجبتبائیہ و بئر شداد (۹) ۱۹۸
مسجد تنعیم (۹) ۲۰۲
مسجد توبہ (۹) ۲۰۴
مسجد ثنیۃ المرکوبہ (۹) ۲۰۰
مسجد ثنیۃ البرک (۹) ۲۰۳
مسجد الجعرانہ (۹) ۲۰۵
مسجد جہینہ (۹) ۱۹۴، ۱۹۵
مسجد حارثہ (۹) ۱۹۵
مسجد حرام (۵) ۱۸۱، ۷۱۸، (۷) ۵۲، ۲۵۰، (۸) ۵۹۷،
۴۲۱–۴۲۲، (۹) ۲۹، ۴۵۷، ۴۶۰، (۱۰) ۷۵
مسجد حرام الکبیر (۹) ۱۹۲
مسجد الحمید (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
مسجد الخربہ (۹) ۱۹۴، ۱۹۵
مسجد خلیص (۹) ۲۰۲
مسجد خیف (۹) ۴۵۹
مسجد دار سعد ابن خیثمہ (۹) ۱۹۸
مسجد دار النابغہ (۹) ۱۹۶
مسجد ذات عرق (۹) ۲۰۵
مسجد ذی الحلیفہ (۹) ۱۹۹
مسجد ذی طویٰ (۹) ۲۰۳
مسجد الرایہ (۵) ۲۷۳ (۹) ۵۲۷
مسجد الرمادۃ (۹) ۲۰۱
مسجد المروشیہ (۹) ۲۰۰
مسجد سجدہ (۹) ۱۸۹
مسجد السنح (۹) ۱۹۷
مسجد سرف (۹) ۲۰۲
مسجد السقیاء (۹) ۱۹۲، ۲۰۱
مسجد سلع (۹) ۱۹۰
مسجد سلمان فارسی (۹) ۱۹۲
مسجد الشجرہ (۵) ۷۱۸ (۹) ۱۹۹
مسجد شجرہ بالحدیبیہ (۹) ۲۰۴
مسجد شرف الروحاء (۹) ۱۹۹
مسجد الشق اور فنطاط (۹) ۲۰۴
مسجد شمران (۹) ۲۰۴
مسجد شمس (۹) ۱۸۸
مسجد شیخین (۹) ۱۹۶
مسجد صدقۃ الزبیر (۹) ۱۹۶
مسجد الصہباء (۹) ۲۰۴
مسجد ضرار (۵) ۱۵۸، ۳۰۲، ۳۶۳، ۳۷۷، ۹۳۶
مسجد الطائف (۹) ۲۰۵
مسجد طرف قدید (۹) ۲۰۲
مسجد عاتکہ (۵) ۷۱۸
مسجد عتبان بن مالک (۹) ۱۹۸

مسجد العرج (۹) ۲۰۱
مسجد عریش (۹) ۲۱۱
مسجد العسکر (۹) ۱۹۳
مسجد العشیرہ (۹) ۲۰۳
مسجد العصر (۹) ۲۰۴
مسجد عقبہ ہرشی (۹) ۲۰۱
مسجد عمرات الرسول (۹) ۲۰۲
مسجد عنذجرۃ خلیص (۹)، ۲۰۲
مسجد غدیر خم (۹)، ۲۰۱
مسجد غزالہ (۹)، ۱۹۸، ۲۰۰
مسجد غمامہ (۹)، ۱۹۴
مسجد فسیح (۹)، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲
مسجد الفصیح (۹)، ۱۸۸
مسجد الفضیح (۵)، ۷۱۷
مسجد فیقا الخبار (۹)، ۱۹۸
مسجد الفیقہ (۹)، ۲۰۴
مسجد قبا (۵)، ۲۲۶، ۳۰۳، ۷۲۱ (۷)، ۳۰۷ (۸)، ۳۳۴
۶۰۵ (۹)، ۱۳۷، ۱۵۱، ۱۸۸، ۱۹۸، ۴۵۹—۴۶۰
مسجد قبلتین (۹)، ۱۹۲
مسجد القرصہ (۹)، ۱۹۵
مسجد کدید (۹)، ۲۰۳
مسجد لحی جمل (۹)، ۲۰۱
مسجد لیۃ (۹)، ۲۰۵
مسجد مدلجۃ تعہن (۹)، ۲۰۱
مسجد منارتین (۹)، ۱۹۸
مسجد الملجس (۹)، ۲۰۱
مسجد المنزلہ (۹)، ۲۰۴
مسجد المنصرف (۹)، ۲۰۰
مسجد مصلی (۹)، ۱۹۴
مسجد المعرّس (۹)، ۱۹۹
مسجد مقمل (۹)، ۲۰۴
مسجد نابغہ (۵)، ۷۱۷
مسجد نبویؐ (۵)، ۸۷، ۱۲۷، ۱۶۳—۱۶۴، ۱۷۰، ۱۹۸، ۲۰۴
۲۰۶، ۲۲۱، ۲۲۵—۲۲۶، ۲۷۱—۲۷۲، ۲۸۷
۲۸۹، ۳۰۳، ۳۱۹، ۳۲۴، ۳۴۸، ۵۸۶، ۶۴۷،
۷۱۷، ۷۱۹ — ۷۲۱ (۶)، ۶۶، ۷۳، ۱۳۰، ۲۳۰،
۲۵۸، ۳۰۲—۳۹۰ (۷)، ۱۲، ۱۵، ۷۵، ۶۷—۶۸
۱۲۲، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۹۶، ۴۰۹، ۴۱۸، ۴۲۵،
۴۵۳، ۷۰۹، ۷۱۰ (۸)، ۹، ۱۳، ۲۴، ۱۲۶، ۱۸۰،
۲۸۷، ۳۴۱، ۳۷۱، ۴۵۲، ۴۵۵، ۴۹۲، ۵۱۴
۶۱۳ (۹)، ۱۵۱، ۱۶۴، ۱۸۷، ۳۰۴، ۳۶۲، ۵۲۳
۵۲۴، ۵۵۸، ۵۶۶، ۵۷۰، ۵۷۹، ۶۰۰، ۶۰۴،
۶۲۲، ۶۳۳، ۶۳۶، ۷۰۹، ۷۱۲ (۱۰)، ۲۱، ۴۵۔
مسجد النور (۹)، ۱۹۸
مسجد دام قم (۹)، ۱۹۵
مسجد وقیم (۵) ۷۱۸
مسجد العلیجہ (۹)، ۲۰۲
مسفلہ (۸) ۳۲۹
المسکینہ (مدینہ)، (۸) ۳۳۵ (۹)، ۱۳۵
المسلہ (مدینہ) (۹)، ۱۳۵
مشرقی عرب (۵)، ۶۱۸، ۶۲۶، ۶۸۱
مشقر (۵)، ۴۲، ۶۴۴

مشہد جنت المعلّٰیؓ (۹) ۱۶۷

مصر (۵) ۱۷، ۳۰–۳۲، ۳۳، ۳۶، ۱۱۷، ۱۵۲، ۱۵۳، ۲۱۲، ۲۳۱، ۲۳۳–۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۹، ۲۵۴–۲۵۵، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۳–۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۳، ۲۷۹، ۲۹۹، ۳۱۲، ۳۱۷–۳۱۸، ۳۲۱–۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۵، ۳۳۷–۳۳۹، ۳۹۰، ۴۴۴، ۴۸۹، ۵۹۸، ۶۲۷، ۷۰۶–۷۰۷ (۹) ۱۱–۱۲، ۱۷، ۲۹–۳۱، ۳۳، ۴۶، ۴۸–۴۹، ۶۶، ۷۷–۷۸، ۹۴، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۳۲–۲۳۳، ۲۳۵–۲۳۶، ۲۵۸–۲۵۹ (۷) ۱۵۵، ۱۷۲، ۱۸۳، ۲۵۶–۲۵۷، ۲۶۳–۲۶۵، ۲۷۵–۲۷۷، ۲۸۳، ۳۷۲–۳۷۴، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۱–۳۹۳، ۴۰۰، ۴۰۸، ۴۲۳–۴۲۶–۴۲۹، ۴۳۱–۴۱۹، ۴۴۳ (۸) ۵۴، ۱۱۷، ۱۳۵–۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۱، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۳۶، ۲۵۶، ۲۶۰، ۲۶۶، ۳۹۳–۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۳۰، ۴۹۳، ۴۹۸، ۶۹۷، ۷۲۹ (۹) ۵۹، ۷۱، ۷۶–۷۷، ۸۱، ۸۳، ۸۸، ۹۰، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۲۷، ۲۳۱، ۲۸۶–۲۸۷، ۲۹۷، ۳۵۵، ۳۶۰–۳۶۲، ۵۲۳–۵۲۴، ۵۲۶، ۵۳۰، ۵۳۵، ۵۴۰، ۶۶۳، ۶۶۷–۶۶۸، ۶۷۱، ۶۷۵–۶۸۰، ۶۸۹–۶۹۰، ۶۹۶ (۱۰) ۸۹، ۲۱۷، ۵۰۴، ۷۰۱

مصرع حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ (۹) ۱۹۳

مصلی (۱۰) ۲۰۷

مصنع (۷) ۴۶۰، ۴۴ (۹) ۵۸۸

مضیع الرسولؐ (مدینہ) (۸) ۲۳۵ (۹) ۱۳۵

مضا (۵) ۶۱۳

مضیق الصفراء (۹) ۲۰۳

المطیبہ (مدینہ) (۹) ۱۳۵

المظلہ (۵) ۶۹۹

معان (۵) ۱۵۳ (۷) ۱۴، ۲۳۴

معبد قروح (۹) ۲۰۴

معرۃ النعمان (۷) ۲۶۸، ۶۴۳

معین (۵) ۲۳۸

مغرب اقصٰی (۵) ۱۷

مغربی عرب (۵) ۶۲۶، ۶۸۱

مقام ابراہیمؑ (۸) ۵۳۱ (۱۰) ۷۴۷

مقام رکن (۱۰) ۲۷۹، ۲۸۱

المقدسہ (مدینہ) (۹) ۱۳۵

المعزز (مدینہ) (۹) ۱۳۵

مقطم (۷) ۷۳۸

مقنا (۵) ۱۵۶، ۲۰۸، ۲۵۸، ۲۶۰، ۳۹۵، ۶۶۴

مکران (۷) ۳۶۳، ۳۶۵–۳۶۶ (۹) ۴۹۶

المکنان (مدینہ) (۹) ۱۳۵

مکہ (۵) ۱۱، ۲۵، ۳۶، ۳۸–۴۰، ۴۶، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۶۵، ۷۱، ۷۳–۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۴–۸۶، ۸۹، ۹۷، ۹۹، ۱۱۳، ۱۱۵–۱۱۸، ۱۲۰–۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۲–۱۳۷، ۱۳۹–۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۷۷، ۱۸۱، ۲۰۸، ۲۱۹، ۲۲۴، ۲۲۶–۲۲۷، ۲۴۲–۲۴۳، ۲۴۷، ۲۵۰، ۲۵۴–۲۵۷، ۲۶۱–۲۶۶، ۲۷۰، ۲۷۹، ۲۸۱–۲۸۸،

۲۹۳–۲۹۷، ۳۰۲–۳۰۳، ۳۰۸، ۳۱۱، ۳۲۲–
۳۲۴، ۳۴۳–۳۴۵، ۳۴۷، ۳۴۹–۳۵۱، ۳۵۴،
۳۵۸، ۳۶۰–۳۶۱، ۳۶۴، ۳۶۶–۳۶۸، ۳۷۵–
۳۷۷–۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۵–۳۸۹، ۳۹۱–
۳۹۶، ۳۹۸–۴۰۱، ۴۰۳–۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۴–
۴۳۴، ۴۳۶–۴۴۲، ۴۴۴–۴۴۶، ۴۴۸–۴۵۱، ۴۵۴،
۴۵۴–۴۵۵، ۴۵۷–۴۶۴، ۴۶۹، ۴۷۲، ۴۷۴–
۴۷۵، ۴۷۷–۴۷۸، ۴۸۲، ۴۸۵، ۴۸۷–۴۸۹،
۴۹۱–۴۹۳، ۴۹۷، ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۷، ۵۱۱،
۵۱۲–۵۱۳، ۵۱۵–۵۱۶، ۵۱۸–۵۲۴، ۵۳۱،
۵۳۳، ۵۳۹، ۵۴۳، ۵۴۷–۵۴۹، ۵۵۱–۵۵۲،
۵۵۴، ۵۵۷، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۹–۵۷۰،
۵۷۵، ۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۵، ۵۸۷–۵۸۸، ۵۹۰،
۵۹۶، ۵۹۹، ۶۰۵، ۶۱۰–۶۱۱، ۶۱۸–۶۲۰، ۶
۶۳۳، ۶۳۷، ۶۳۹، ۶۴۱–۶۴۲، ۶۶۱، ۶۶۵،
۶۶۸، ۶۷۰–۶۷۱، ۶۷۳–۶۷۴، ۶۷۸، ۶۸۲،
۶۸۹–۶۹۱، ۶۹۴–۶۹۵، ۷۰۰، ۷۰۵، ۷۱۱–
۷۱۳، ۷۱۸، ۷۲۱–۷۲۴ (۶) ۱۲–۱۳، ۱۵، ۱۷–۲۰،
۲۹، ۳۷–۳۸، ۴۰، ۴۵، ۴۷–۴۸، ۹۴–۹۵، ۱۲۴،
۱۶۹–۱۷۰، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۵۵، ۳۲۸،
۳۵۷، ۳۶۸، ۳۷۳، ۳۹۷، ۴۱۵، ۷۱۸، ۷۲۷–
۷۲۸، ۷۵۱، ۷۵۵ (۷) ۱۳، ۲۱، ۲۳–۲۴، ۲۸،
۳۲، ۳۷–۳۹، ۴۱–۴۴، ۴۷–۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶–
۵۷، ۷۰، ۸۲–۸۳، ۹۶، ۱۱۴–۱۱۵، ۱۳۴، ۱۳۷–
۱۳۸، ۱۴۱، ۱۴۶، ۱۵۰–۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۲،
۱۶۵، ۱۶۸–۱۶۹، ۱۷۲–۱۷۴، ۱۸۳، ۱۸۵،

۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱–۱۹۲، ۱۹۴–۱۹۵، ۱۹۸–۱۹۹، ۲۰۲،
۲۲۳–۲۲۵، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۳۷–۲۳۸،
۲۴۶–۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۲–۲۵۵، ۲۵۹–۲۶۰،
۲۷۳–۲۷۴، ۲۷۸–۲۷۹، ۲۸۵، ۲۹۷–۲۹۹،
۳۰۱–۳۰۳، ۳۰۷–۳۰۸، ۳۱۱–۳۱۲، ۳۲۱، ۳۴۳،
۳۴۷، ۳۴۹–۳۵۰، ۳۸۱–۳۸۲، ۳۸۸، ۴۱۳،
۴۱۷–۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۴، ۴۳۴، ۴۴۷–۴۴۸،
۴۵۰، ۴۵۲، ۵۶۹، ۶۰۱، ۶۱۷، ۶۱۹–۶۲۲،
۶۳۴، ۶۳۸، ۶۴۹–۶۵۰، ۶۵۳، ۶۶۰، ۷۰۳،
۷۱۱، ۷۱۳، ۷۲۰، ۷۲۷، ۷۳۹ (۸) ۱۰، ۱۴، ۶۴،
۷۳، ۸۰–۸۱، ۱۱۴، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸–۱۲۹،
۱۳۸، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۶–۱۵۸،
۱۶۱–۱۶۲، ۱۶۴–۱۶۵، ۱۷۲، ۱۸۱–۱۸۳، ۱۹۰،
۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۱۲، ۲۱۴–۲۱۹، ۲۲۱،
۲۲۴–۲۲۵، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۳۸–۲۳۹،
۲۴۳، ۲۴۸–۲۵۲، ۲۵۶–۲۵۷، ۲۵۹–۲۶۱،
۲۶۳، ۲۶۶–۲۶۸، ۲۷۰–۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۶–
۲۷۸، ۲۸۰–۲۸۱، ۲۸۳–۲۸۵، ۲۸۷، ۲۹۰–۲۹۲،
۲۹۴–۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۱–۳۰۳، ۳۰۶–۳۰۷،
۳۰۹، ۳۱۱–۳۱۲، ۳۱۵، ۳۲۲، ۳۲۴–۳۲۵،
۳۲۷، ۳۲۸–۳۲۹، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۹۶–۳۹۸،
۴۰۱، ۴۰۴، ۴۳۳، ۴۶۲، ۴۶۸، ۴۸۶، ۴۹۸–
۴۹۹، ۵۱۷، ۵۳۱، ۵۳۵، ۵۷۹، ۵۸۵، ۵۸۸–۵۹۵،
۵۹۷–۵۹۹، ۶۰۳–۶۰۶، ۶۱۶–۶۱۷، ۶۱۹–
۶۲۰، ۶۲۲–۶۲۴، ۶۲۹، ۶۴۰، ۶۴۴–۶۴۵،
۶۴۸–۶۴۹، ۶۷۰، ۷۳۰ (۹) ۱۷، ۲۰، ۲۷، ۲۹، ۳۱،

۳۴، ۳۶-۳۷، ۳۹، ۴۳، ۵۶-۵۷، ۶۲،
۱۳۳-۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۶-۱۴۷، ۱۵۶-۱۵۷، ۱۶۸،
۱۷۱، ۱۷۸-۱۷۹، ۱۸۵، ۱۹۳، ۱۹۸-۲۰۲، ۲۰۶-
۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۴۲،
۲۴۹، ۲۶۳-۲۶۵، ۲۶۷، ۲۹۹، ۳۲۶، ۳۵۵،
۳۶۲، ۳۶۴، ۴۲۰، ۴۲۶، ۴۳۸، ۴۴۴، ۴۵۶،
۴۵۹، ۴۸۹، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۴،
۵۴۷-۵۴۹، ۵۵۱-۵۵۲، ۵۵۵-۶۰۰، ۵۶۵، ۵۷۵،
۵۸۱، ۶۰۶-۶۰۷، ۶۱۱، ۶۳۴، ۶۵۶، ۶۵۸،
۶۶۳، ۶۶۸، ۶۷۱، ۶۸۷، ۶۹۲، ۷۴۹ (۱۰)
۲۰، ۸۲، ۱۰۱، ۱۹۶، ۴۳۳-۴۳۶، ۵۳۹، ۵۴۹، ۶۴۹
ملتان (۶) ۱۱، ۱۶، ۲۳، ۴۹ (۷) ۱-۶
ملیبار (۶) ۷، ۳۱
ملیح آباد (۹) ۳۶
مناۃ الطاغیہ (۹) ۲۰۲
مناذر (۹) ۶۶۹
منبج (۷) ۱۸۳ (۹) ۶۸۱
منیع (۵) ۳۶۷
منڈوا (مالوہ) (۶) ۱۶
منصورہ (۶) ۴۴-۴۵
منگولیا (۹) ۳۶۱
منیٰ (۵) ۴۲، ۶۴۴، ۷۱۳ (۷) ۴۴۴، ۶۸۸ (۸)
۲۶۱، ۳۴۱، ۴۳۴ (۹) ۱۸۵، ۴۵۹
موتا دیکھیے موتہ
موتہ (۵) ۱۵۴-۱۵۶-۱۸۱، ۲۱۷، ۳۰۱، ۳۹۱، ۳۹۴،
۴۸۳، ۵۳۹، ۵۴۳ (۶) ۷۵۳ (۷) ۱۷۱، ۲۳۲-
۲۳۳، ۲۳۵، ۳۱۸، ۴۳۹، ۴۷۰ (۸) ۸۷، ۱۲۷،
۱۴۴، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۸۳، ۱۸۸-۱۸۹ (۹) ۲۲۴-۲۲۵
۵۷۲، ۵۹۳ (۱۰) ۴۸۳
موصل (۵) ۵۷ (۷) ۲۶۴، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۹۱ (۸)
۱۴۵، ۱۴۷ (۹) ۶۷۲، ۶۹۵
موقان (۷) ۳۶۴
مولتاہ (۹) ۷۵
مرو (۹) ۶۶۹
مرو رود (۹) ۶۶۹
المؤفیہ (مدینہ) (۹) ۱۳۵
المؤمنہ (مدینہ) (۹) ۱۳۵
مہرجان (۹) ۶۶۹
مہروز (۵) ۶۵۵ (۹) ۵۲۷
مہیعہ (۹) ۵۰۰
میڈئین (۹) ۴۱
میرٹھ (۱۰) ۱۰۰
میسان (۷) ۱۸۸ (۹) ۶۷۲
میفعہ (بلقاء) (۵) ۵۷
میفعہ (نجد) (۵) ۲۹۱
المیقات المدنی (۹) ۱۹۹

ن

نابلس (۷) ۳۷۰
الناعمیہ (مدینہ) (۸) ۳۲۵ (۹) ۱۳۵
نازیہ (۹) ۲۰۳
ناگ پور (۱۰) ۱۱۵
ناگاساکی (۹) ۱۶۰

نباط (۹)، ۲۲۳
نباج (۷)، ۴۵۶
نبلاء (مدینہ) (۹)، ۱۳۵
نجد (۵)، ۱۲۱، ۲۲۶، ۲۹۱، ۳۷۶، ۳۹۱، ۴۵۸، ۴۹۶
۵۶۴، ۶۶۵ (۶)، ۱۳۸، ۲۱۲، ۷۷۸ (۷)، ۱۲،
۱۳۴، ۳۵۱، ۶۷۳ (۸)، ۱۲۷، ۱۴۵، ۳۶۴،
۳۶۹، ۴۱۵ (۹)، ۱۴۴، ۱۸۴، ۲۰۵، ۲۲۳،
۵۷۸، ۵۸۱ (۱۰)، ۶۱۳
نجران (۵)، ۳۶، ۱۸۱۔۔۱۸۲، ۲۰۸، ۲۲۷، ۳۱۰ — ۳۱۱،
۳۲۴، ۳۴۱، ۳۹۳، ۳۹۶، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۳۷،
۵۹۱، ۶۱۳ — ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۹، ۶۳۵، ۶۴۲-۶۴۴
۶۶۶، ۶۷۰، ۶۷۲، ۶۷۶، ۶۸۰، ۶۸۴،
۶۸۹، ۷۰۷ (۶)، ۴۷، ۳۴۲ (۷) ۱۳۹، ۲۳۸،
۳۴۵، ۴۵۲، ۴۶۸، ۵۴۳-۵۴۴، ۶۰۹،
۷۲۰ (۹)، ۵۷، ۶۰۷، ۶۴۴
نجف (۵)، ۳۲۱، ۳۳۸ (۸) ۲۹۶ (۱۰)، ۹۵، ۶۳۵،
۶۴۲
النخر (مدینہ) (۸)، ۳۳۵ (۹) ۱۳۵
نخب (۹)، ۲۰۵
نخلہ (۵)، ۱۱۶، ۲۸۲، ۳۶۸، ۳۷۱ (۹)، ۱۷۱، ۲۲۳
نصیبین (۷)، ۲۷۸
نطاۃ (۵)، ۲۹۸ (۷)، ۵۳۸
نقا (۱۰)، ۲۰۷
نقیوسس (۷)، ۴۲۶
نوبندجان (۹)، ۶۶۹
نوبہ (۹)، ۶۴۲

نہاوند (۷)، ۱۴۷، ۲۵۶ (۹)، ۶۶۹
نہر تیری (۹)، ۶۹۹
نہروان (۷)، ۲۷۳—۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۹۱، ۴۳۶
نیپال (۵)، ۲۸
نیشاپور (۶)، ۴۶—۴۷ (۹)، ۶۶۹ (۱۰)، ۶۲۱
نینوئی (۷)، ۳۱ (۸)، ۳۹۴، ۶۰۲
نیویارک (۵)، ۱۲، ۲۲۱، ۳۱۴ (۹)، ۳۶۱
نیو فاؤنڈلینڈ (۹)، ۲۹۸

و

وادی (۱۰)، ۶۱۳
وادی الواھر (۹)، ۲۰
وادی ایج (۸)، ۳۳۰
وادی ایمن (۱۰)، ۷۵۱
وادی بطحا (۸)، ۴۹۸
وادی بطحان (۹) ۱۹۰، ۱۹۴، ۱۹۶
وادی بنی سالم (۹) ۱۹۹
وادی تہامہ (۹) ۲۰
وادی الجزع (۱۰) ۱۹۶
وادی الخرار (۸) ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۹
وادی الروحاء (۹) ۱۹۹
وادی سلم (القاحہ) (۸) ۳۳۲
وادی سینا (۹) ۱۴۰
وادی شیغر (۹) ۱۹۹
وادی عقیق (۸) ۳۳۲ (۹) ۱۸۴
وادی قدید (۸) ۳۳۰
وادی القریٰ (۵) ۳۲، ۱۳۲، ۱۴۶، ۲۲۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۹۸،
۳۸۳ - ۳۸۴، ۳۸۹، ۳۹۱، ۶۱۸، ۶۴۵، ۶۵۱ —

۶۵۲، ۶۶۰ - ۶۶۱، ۶۶۴، ۶۷۱، ۶۸۷، ۶۹۵-
۶۹۶، ۷۰۰ (۷) ۲۳۳، ۴۷۷، ۷۲۵ (۸) ۱۲۶،
۳۹۵ - ۳۹۶ (۹) ۷۹، ۲۰۴
وادی العقیق (۵) ۱۶۷
وادی لیہ (۹) ۲۰۵
وادی مجاج (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
وادی مدلجہ مجاج (۸) ۳۳۲
وادی نیل (۸) ۲۱۵، ۲۱۹
الوبر (وادی) (۷) ۴۵۶
وَدّان (۵) ۱۱۷، ۳۶۷، ۳۷۰، ۵۳۸، ۵۸۰ (۸) ۱۲۵
وراقہ (چراگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
ورقان (۹) ۲۰۰
وسط ایشیا (۵) ۱۷
وسطی یورپ (۵) ۱۷
وسکونسن (۹) ۳۶۴
وسیط الغائر (۸) ۳۲۸، ۳۳۶
ولجہ (۷) ۴۵۶ - ۴۵۷ (۹) ۵۸۸
ومیرہ (۷) ۴۲۹

ھ

ہالینڈ (۸) ۶۷۹
ہائیڈل برگ (جرمنی) (۹) ۲۳۲
ہجر (۵) ۵۱۲، ۶۴۴ (۷) ۶۹۲
ہدان (۷) ۱۸۸
ہدہ (۷) ۴۴۸
الہندرابر (مدینہ) (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۵
ہرات (۹) ۶۶۹
ہمدان (۵) ۵۹۱، ۶۱۶، ۶۲۰، ۶۲۵، ۶۸۵، ۷۰۶، ۷۱۳،
(۶) ۱۵ (۷) ۱۶۴، ۲۷۷، ۳۶۳، ۴۸۷ (۸) ۴۱۶
ہند (۵) ۸۲ (۶) ۷ - ۸، ۱۱ - ۱۲، ۲۰، ۳۰، ۳۲، ۵۴، ۸۰، ۱۵۴
۲۳۴ (۷) ۲۸۰ (۸) ۳۹۹ (۹) ۱۷، ۲۹۶، ۶۹۲
(۱۰) ۴۹، ۴۷، ۹۹، ۱۵۶، ۴۱۲، ۴۸۶، ۴۹۹
ہندوستان (۵) ۱۷، ۲۶ - ۲۸، ۳۰ (۶) ۷ - ۸، ۱۰ - ۱۲،
۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۳ - ۲۴، ۲۷ - ۲۹، ۳۳ - ۳۴،
۳۹، ۴۱، ۴۴ - ۴۵، ۴۷ - ۵۱، ۵۸، ۸۲، ۸۸،
۱۵۰، ۱۵۷، ۲۰۵ (۷) ۲۷۹، ۳۶۵ - ۳۶۶،
۳۸۸ (۸) ۲۲، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۴۶، ۴۰۶،
۴۱۶، ۴۳۷ (۹) ۸۱ - ۸۲، ۲۲۵، ۳۳۷، ۳۴۳،
۳۴۷ - ۳۴۸، ۳۵۱، ۳۶۱، ۳۷۵، ۵۸۷، ۶۹۲
(۱۰) ۵۹، ۷۰، ۵۰۴، ۶۱۲
ہوازن (۷) ۲۹۴، ۴۲۱، ۶۵۰ (۹) ۵۶، ۴۲۰
ہیرکوشیا (۹) ۱۶۰

ی

یابان (۱۰) ۶۱۲
یثرب (۵) ۸۱ - ۸۲، ۹۱، ۹۳، ۹۶ - ۹۷، ۹۹، ۲۵۳ -
۲۵۶، ۲۶۰، ۲۸۱، ۳۴۵ - ۳۴۷، ۳۵۳، ۳۵۶،
۵۲۳ (۶) ۳۲ (۷) ۲۴۹، ۶۹۱ - ۶۹۲ (۸) ۲۵۴ -
۲۵۵، ۲۸۲، ۲۹۰، ۲۹۳، ۳۳۵، ۳۹۶، ۶۰۵
(۹) ۴۱، ۱۳۶ (۱۰) ۲۷، ۵۴، ۵۷ - ۵۸، ۶۰ - ۶۱،
۱۱۹، ۲۱۴، ۲۱۹، ۲۶۷، ۴۱۱، ۴۳۵ - ۴۳۶،
۴۶۱، ۵۲۶، ۶۱۱، ۶۱۳ - ۶۱۴، ۶۲۰، ۷۰۲،
۷۰۵، ۷۲۰، ۷۲۲، ۷۳۱، ۷۳۸، ۷۵۲
یحییٰ گنج (۶) ۳۶

یرموک (۶) ۲۲۹، (۷) ۱۳۵، ۱۳۸ – ۱۳۹، ۱۹۵، ۲۴۱،
۳۶۸ – ۳۷۰، ۳۷۹، ۳۹۲، ۴۲۳، ۴۶۱،
۴۶۳ – ۴۶۴، ۷۱۱ (۸) ۱۳۶ (۹) ۵۹۵،
۵۹۹، ۶۷۲ (۱۰) ۱۸۳ ۔

یروشلم (۹) ۶۱

یزن (۵) ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۶۹

یلیخ (۹) ۲۰۵

یمامہ (۵) ۳۲، ۴۲، ۱۵۳، ۴۵۸، ۵۱۳ – ۵۱۴، ۵۱۶،
۵۹۸، ۶۹۶ – ۶۹۷، ۷۰۷ (۶) ۶۶، ۲۳۸
(۷) ۲۷، ۱۴۴، ۱۵۷، ۱۸۸، ۳۵۲، ۴۵۴،
۶۷۲ (۸) ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۱ – ۱۵۲، ۱۵۷،
۱۶۰، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۷ – ۱۷۸، ۱۹۱، ۱۹۳،
۱۹۷، ۲۰۴، ۲۰۶ (۹) ۵۸۱ – ۵۸۲، ۵۸۷، ۶۰۷

یمن (۵) ۲۴، ۳۰، ۳۲، ۳۵ – ۳۷، ۴۰، ۱۴۰، ۱۴۴،
۱۵۴، ۱۸۲، ۱۹۶ – ۱۹۷، ۲۰۳، ۲۱۳، ۲۲۲،
۲۲۶ – ۲۲۸، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۱، ۲۵۷ –
۲۵۸، ۲۶۰، ۲۹۱، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۲۲،
۳۳۲، ۳۸۴، ۳۹۰، ۳۹۴، ۳۹۶ – ۳۹۷،
۵۰۰، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۰۸ – ۵۰۹، ۵۱۵، ۵۱۸،
۵۲۹، ۵۷۶، ۵۹۸، ۶۰۰، ۶۰۹، ۶۱۴، ۶۱۷،
۶۶۴، ۶۶۸، ۶۷۱، ۶۷۴، ۶۷۸، ۶۸۹، ۷۰۷
(۶) ۹، ۱۲، ۱۷، ۶۶ – ۷۵، ۹۳، ۱۲۸ – ۱۲۹،
۲۰۰، ۲۲۸، ۲۶۲، ۳۰۰، ۴۳۲، ۵۰۹، ۶۹۲
(۷) ۵۶، ۷۵، ۸۹، ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۸۵، ۲۱۷،
۲۲۹، ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۷۹، ۲۸۷، ۳۲۰، ۳۵۱،
۳۸۴، ۳۹۲، ۴۵۲، ۴۷۲، ۴۹۵، ۵۲۱،
۵۴۱، ۶۸۲، ۷۰۸، ۷۱۴ – ۷۱۶، ۷۱۹ – ۷۲۰،
(۸) ۱۲۷، ۱۴۹، ۱۵۷، ۲۰۰، ۲۲۱، ۳۶۴،
۳۹۳ – ۳۹۶، ۴۱۶، ۴۹۱ (۹) ۵۷، ۱۵۶،
۲۳۴، ۳۵۳ – ۳۵۴، ۳۵۹، ۴۶۰، ۵۴۴ ۔
۵۴۵، ۵۴۷، ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۸۱، ۵۸۶، ۵۹۳،
۶۰۷، ۶۳۷، ۶۷۱، ۶۹۴، ۷۳۶ (۱۰) ۵۵۷، ۷۲۹

ینبع (۸) ۲۲۸، ۲۳۶

ینبوع (۵) ۳۸، ۱۰۸، ۱۱۷، ۲۸۶، ۳۷۱، ۳۹۰ (۸) ۱۱۳، ۲۰۷

یثرب (۵) ۱۷، ۱۹، ۲۱ – ۲۲، ۲۷، ۳۱، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۸۷، ۱۸۹،
۲۳۲، ۲۱۴ – ۲۱۵ (۶) ۴۲، ۵۰، ۵۵، ۲۴۴ (۸) ۲۲۹،
۲۴۷، ۲۷۷ (۹) ۴۶، ۲۹۹، ۲۹۸، ۳۰۲ – ۳۰۳، ۳۳۵،
۳۶۱، ۳۷۱، ۵۵۹ (۱۰) ۶۱۲

یوگوسلاویہ (۹) ۳۶۱

یونان (۵) ۱۷، ۲۲، ۲۶، ۳۳، ۱۰۷، ۲۴۲ (۶) ۵۴ (۸) ۲۱۵،
۲۲۹، ۳۹۴، ۷۰۶، ۷۲۹، ۷۳۷ (۹) ۱۸، ۳۴۲، ۶۸۲
(۱۰) ۵۰۴، ۶۱۶

کتب

ا

آثار السنن: شوق نیموی (۶)، ۴۲
آثارِ مدینہ منورہ: عبدالقدوس انصاری (۸)، ۳۳۵ (۹)، ۱۸۷
آداب المریدین (۱۰)، ۹۸
آرائشِ محفل: میر شیر علی افسوس (۱۰)، ۳۸، ۳۹
آفتابِ صحرا: نذرالاسلام (۱۰)، ۵۴۱
آفتابِ نبوت: محمد طیب (۹)، ۹
آں خنک شہرے: صائم چشتی (۱۰)، ۱۹۰
آہ سحرگاہی: بیگم نصرت عبدالرشید (۱۰)، ۱۹۱
آہنگِ حجاز: افضل حق (۱۰)، ۱۶، ۲۶، ۳۶، ۱۹۰
آئینہ پیغمبر: حافظ پیلی بھیتی (۱۰)، ۱۸۵
آئینہ نعت (۱۰)، ۹۷
ابجد العلوم: صدیق حسن خاں (۶)، ۱۵، ۲۸
ابطال FIEROES: کارلائل (۷)، ۲۲۷
ابوبکر صدیقؓ اکبر: محمد حسین ہیکل (۷)، ۲۱۷، ۳۳۲
اتحاف البریہ بمنتقی السیرة الحلبیہ: تاج الدین مرفق قالبسی شافعی م ۱۱۵۵ھ (۹)، ۱۰۲
اتحاف النبلاء: صدیق حسن خاں (۶)، ۱۷
الاتقان فی علوم القرآن: جلال الدین السیوطی (۵)، ۳۲۵، ۳۳۵ (۶)، ۴۰ (۸)، ۴۰۸، ۴۱۰، ۵۶۸، ۹۸۵
استفسروید (۹)، ۲۶–۲۷
اثبات الجز: عبدالستار حسن عمرپوری، م ۱۳۲۴ھ (۶)، ۲۰۳
احسن التفاسیر (۶)، ۴۵
احسن تقویم: عبدالکریم ثمر (۱۰)، ۱۹۰
الاحکام: ابن حزم اندلسی (۶)، ۲۰۳
احکام السلطانیہ: ماوردی (۵)، ۲۱۳، ۳۲۷–۳۲۸، ۳۱۰، ۳۳۵، ۳۳۸
احکام القرآن: ابوبکر جصاص (۵)، ۳۲۱، ۳۳۵
احوال الامامہ: المسعودی (۹)، ۷۳
احیاء العلوم: امام غزالی (۶)، ۱۰، ۲۰۲ (۸)، ۳۴۰، ۳۶۵، ۵۵۰
اخبار الاخیار: عبدالحق محدث دہلوی (۹)، ۱۲–۱۴، ۱۶–۱۷، ۲۰، ۲۳، ۲۵
اخبار الدول (۷)، ۲۳
اخبار الزمان فی ابادة الحدثان: المسعودی (۹)، ۷۳–۷۴
اخبار الزمان و اخبار الملوک: المسعودی (۹)، ۸۲
اخبار الطوال: ابوحنیفہ احمد بن داؤد الدینوری (۵)، ۲۳۴–۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۰،
الاخبار المروی فی سیرة خیر البریہ: نامعلوم (۹)، ۹۶

اخبارالمرضیۃ فی سیرۃ خیرالبریۃ : احمد بن احمد حاتمی فیومی (۹)، ۱۰۲

اخبار مکہ وما جاء فیہا من الآثار : ابُوالولید محمد بن عبداللہ بن الازرقی (۵)، ۲۴۲، ۳۳۶، ۶۲۲

اختر شیرانی اور جدید اردو ادب : ڈاکٹر یونس حسنی (۱۰)، ۱۶

ادب الحدیث النبوی : بکری شیخ امین (۸)، ۳۶۰، ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۳، ۵۶۰

الادب العربی و تاریخ (۸)، ۳۵۸

ادبی نقوش : شاہ معین احمد ندوی (۱۰)، ۲۷

اذان بت کدہ، مرتبہ محمد دین فوق : دلورام کوثری (۱۰)، ۱۸۶

اذکار شوق : ممتاز احمد ممتاز تھانوی (۱۰)، ۱۸۵

اربعین : امام نووی (۶)، ۳۵

اربعین : شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۶)، ۲۸

اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۵)، ۲۵۷، ۳۴۰

اُردو شاعری کا مذہبی اور فلسفیانہ عنصر : اے - ڈی نسیم (مقالہ) (۱۰)، ۲۵، ۱۳۱

اردو شعراء پر تنقیدیں : اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی (۱۰)، ۲۱

اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ : عبدالحق (۱۰)، ۱۶۹

اردو کی قدیم منظوم داستانیں : خلیل الرحمٰن داؤدی (مرتب) (۱۰)، ۱۵

اُردو کی نعتیہ شاعری : اشفاق احمد (۱۰)، ۳۶

اُردو کی نعتیہ شاعری : طلحہ رضوی برق (۱۰)، ۱۹۲

اُردو کی نعتیہ شاعری : سید رفیع الدین اشفاق (۱۰)، ۱۸، ۵۳-۱۹۲

اُردو کی نعتیہ شاعری : فرمان فتح پوری (۱۰)، ۱۶، ۲۵، ۴۴، ۱۸۰، ۱۹۲

اُردو میں نعتیہ شاعری : اشفاق احمد (۱۰)، ۲۷، ۴۲، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰

اُردو میں نعتیہ شاعری : رفیع الدین اشفاق (۱۰)، ۱۷۰، ۱۷۴

اُردو نعت : مقبول بیگ بدخشانی (۱۰)، ۱۶

اُردو نعت (مقالہ پی ایچ ڈی) ریاض مجید (۱۰)، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۹۲

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری : قسطلانی (۶)، ۲۲ (۸) ۷۳

ارض القرآن : سلیمان ندوی (۵)، ۳۱، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۵۳-۲۵۵، ۳۱۰، ۳۳۹، (۸)، ۳۹۴

ارکان اربعہ : عبدالعلی بحرالعلوم (۶)، ۳۹

ارمغانِ حرم : اقبال سہیل (۱۰)، ۱۸۷

ارمغانِ حرم : راسخ عرفانی (۱۰)، ۱۸۹

ارمغانِ حرم : سکندر لکھنوی (۱۰)، ۱۸۹

ارمغانِ عقیدت : منظور حسین منظور (۱۰)، ۱۸۹

ارمغانِ نعت : ساجد صدیقی (مرتب) (۱۰)، ۱۸۲

ارمغانِ نعت : شفیق بریلوی (۱۰)، ۲۸، ۳۸، ۱۷۸، ۱۸۶

ارمغانِ نور : نور الحسن چشتی (۱۰)، ۱۹۱

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء : شاہ ولی اللہ دہلوی (۶)، ۳۳، ۱۴۶، ۱۶۴، ۱۷۲ (۷)، ۲۷۵ (۹)، ۵۷۲، ۶۰۵، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۱۷، ۶۲۳، ۶۳۵، ۷۱۳

اُس قدم کے نشان : ادیب رائے پوری (۱۰)، ۱۹۰

اساس البلاغہ : زمخشری (۵)، ۲۷۶، ۳۳۹
الاستذکار لمافی سالف الاعصار : المسعودی (۹)، ۷۱
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ابن عبدالبر، م ۴۶۳ھ (۵)، ۲۶۳، ۲۷۱، ۳۳۲، ۳۳۵، ۴۴۷، ۵۸۹-
۵۹۰، (۷)، ۱۳۴-۱۳۶، ۱۳۹-۱۴۱، ۱۴۴،
۱۴۶-۱۴۸، ۱۵۰-۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷-۱۵۸
۱۶۰، ۱۶۷، ۱۷۰-۱۷۴، ۱۷۶-۱۷۷، ۱۷۹-
۱۸۹، ۱۹۴-۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۷-۲۰۹
۲۱۳، ۲۱۴-۲۱۹، ۲۳۵ (۸)، ۱۵۳ (۹)، ۲۴۳،
۶۱۲، ۶۳۱
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ : ابن الاثیر، م ۶۳۰ھ (۵)
۴۵۲، ۴۶۴، ۵۴۳، ۵۵۹، ۵۶۴-۵۶۵، ۵۷۰،
۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۹، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۱۵، ۶۱۷،
۶۳۰، ۶۴۷، ۶۷۸، ۶۸۴، ۶۸۸، ۶۹۶، ۷۱۶
۷۱۷، ۷۲۱، ۷۲۳، (۶)، ۱۲۵، ۱۳۲، ۲۲۸، ۲۳۵،
۲۴۰، ۲۴۳ (۷)، ۱۳۴، ۱۳۶-۱۴۴، ۱۴۶،
۱۵۰، ۱۵۴-۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۲-۱۶۳، ۱۶۶،
۱۷۱-۱۷۳، ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۷-۱۸۸،
۱۹۵، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۵-۲۰۹، ۲۱۵-
۲۱۹، ۴۶۷، ۷۳۲
اسرار النجوم (۹)، ۲۸۵
اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی و فضائل اہل بیت الطاہرین :
ابوالوفاء محمد بن علی الصبان م ۱۲۰۶ھ (۹)، ۱۰۳
اسلام اور عربی تمدن : معین الدین ندوی (۵)، ۳۴۰
اسلام اور عقلیات : اشرف علی تھانوی (۹)، ۳۶۵
اسلام کا نظامِ حکومت : حامد الانصاری غازی (۵)، ۱۵، ۳۲۱،
۳۳۰، ۳۴۰
اسلام کے معاشی نظریات : یوسف الدین (۵)، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۴۰
الاسلام والحضارۃ العربیۃ، ترجمہ از شاہ معین الدین احمد ندوی :
کرد علی (۵)، ۳۳۳
اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی :
ابوالاعلیٰ مودودی (۵)، ۲۴۵-۲۴۶، ۳۴۰
اسلامی حدود (۷)، ۵۰۵
اسلامی ریاست : ابوالاعلیٰ مودودی (۵)، ۳۱۴، ۳۱۸، ۳۴۰
اسلامی معاشیات : مناظر احسن گیلانی (۹)، ۲۵۱
الاسما فی تحقیق الدعاؑ : عبدالحلیم (۶)، ۴۱
اشعۃ اللمعات : عبدالحق محدث دہلوی (۹)، ۲۰، ۴۰، ۲۳۵
اشکال التاسیس : محمد بن اشرف سمرقندی (۸)، ۵۳۴
الاصابہ فی تمیز الصحابہ : ابن حجر عسقلانی (۵)، ۲۶۳، ۳۲۶،
۳۳۵، ۶۷۸ (۶)، ۷۱، ۷۵، ۸۲، ۱۱۰، ۲۰۱،
۲۳۴، ۲۳۴، ۲۳۸ (۷)، ۲۳، ۱۳۴-۱۳۶،
۱۳۸-۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶-
۱۵۹، ۱۶۱-۱۶۲، ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۳
۱۷۷-۱۸۰، ۱۸۳-۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۴-۱۹۹،
۲۰۳-۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۱-۲۱۲، ۲۱۵-۲۱۶،
۲۱۸، ۲۲۰، ۴۴۱، ۴۶۹، ۴۶۷، ۴۷۲، ۶۰۶
(۹)، ۲۰۷، ۶۱۳، ۶۲۴
اصح السیر : عبدالرؤف دانا پوری (۷)، ۴۵۰ (۹)، ۲۶۷
اصول اقلیدس : عربی ترجمہ از اسحاق بن حنین (۸)، ۵۳۴
اصول اقلیدس، عربی ترجمہ از ثابت بن قرہ (۸)، ۵۳۴-۵۳۵
اصول قانون : سائنٹنڈ (۹)، ۱۳۴
اضواء علی السنۃ المحمدیہ : ابوریۃ (۹)، ۲۳۶

اظہار الحق : رحمت اللہ الہندی (۶) ۱۷۲
الاعتذار الی محمد و القرآن : جان ڈیون پورٹ (۷) ۲۲۷
اعجاز احمدی : نوازش علی شیدا (۱۰) ۱۷۵
اعجاز اسلام یا عمود مادیہ (۱۰) ۹۷
اعجاز سیرت : محمد ذکی (۹) ۳۲۲
اعجاز القرآن : ابوبکر الباقلانی (۸) ۲۲، ۳۷۵، ۳۷۶،
اعجاز القرآن : ابوعبداللہ محمد بن یزید الواسطی (۸) ۴۰۸، ۴۸
اعجاز قرآن : فخر الدین رازی (۸) ۴۰۸
اعجاز القرآن : مصطفیٰ صادق الرافعی (۸) ۳۵۳–۳۵۴، ۳۸۶، ۳۹۰، ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۱–۴۱۲، ۵۵۱
اعجاز مصطفیٰ : اعجاز رحمانی (۹) ۱۰۰
اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین : ابن طولون (۵) ۳۰۰، ۳۳۷
اعلام الموقعین : ابن قیم (۵) ۳۲۵، (۹) ۳۲، ۲۱۰
اعلام النبوۃ : ابوالحسن الماوردی (۸) ۳۶۴، ۵۶۳–۵۶۴
الاعلان بالتوبیخ لمن ذم لاہل التاریخ : سخاوی (۹) ۵۲–۵۳، ۶۳
اغصان اربعہ : (۶) ۴۰–۴۱
افضل الفوائد : امیر خسرو دہلوی (۶) ۲۴
اقرأ : صہبا اختر (۱۰) ۱۹۱
افسان : (۹) ۸۲ الف لیلہ ولیلہ (۹) ۸۲
الفیہ العراقی فی السیرۃ : زین الدین عبدالرحیم بن الحسین
الالمام بالروض وسیرۃ ابن ہشام الملقب بجلاء الافکار بسیرۃ المختار : ابوالفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن مقبل ۔۔۔۔ م ۹۳۷ھ (۹) ۹۸
امریکن پیپلز انسائیکلوپیڈیا (۹) ۲۸۱
الامصار : جاحظ (۹) ۷۵
امتاع الاسماع بما للرسول من الانباء والاموال والحفدۃ والمتاع : تقی الدین احمد المقریزی (۵) ۲۷۹، ۳۳۸
انجاح الحاجہ : شاہ عبدالغنی مجددی (۶) ۳۷
انجام محبت (۱۰) ۹۸
انجیل (۵) ۲۴۹، ۳۲۵، ۶۲۸، (۶) ۳۰۸، ۷۳۷، (۷) ۱۲۵، ۳۵۳ (۸) ۲۱۱، ۳۹۳، ۳۹۹، ۶۴۹، ۷۱۲، ۷۱۵، (۹) ۴۵–۴۸، ۲۹۷، (۱۰) ۳۲۲، ۵۳۲، ۵۴۳–۵۵۴
انجیل برنابا : ترجمہ آسی ضیائی (۹) ۴۹، ۵۰
انحطاط اور زوال : گبن (۹) ۳۵۵
انساب الاشراف : البلاذری (۵) ۸۲–۸۳، ۲۶۲–۲۶۳، ۲۶۵–۲۶۷، ۴۰۷، ۶۸–۴۶۹، ۴۷۵، ۴۸۸، ۵۱۴، ۵۳۴، ۵۹۴، ۶۰۰، ۶۰۷، ۶۱۲، ۶۱۵، ۶۱۹، ۶۲۲، ۶۲۸، ۶۴۷–۶۴۸، ۶۶۸، ۶۷۷، ۶۸۸، (۷) ۲۰، ۱۴۶، (۹) ۵۳، ۶۳–۶۴، ۶۹–۷۰
انسان العین : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۶) ۲۹، ۳۲
انسان کامل : ڈاکٹر علوی (۷) ۵۹۹
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر : ابوالحسن علی ندوی (۵) ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۳۴۰
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۹) ۶۳، ۱۰۰
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۸) ۲۲۷
انصاف، شاہ ولی اللہ دہلوی (۶) ۱۵۰
انقلاب نیم تاریخی (۱۰) ۹۸
انوار احمدی : محمد صاحب لدھیانوی (۱۰) ۲۳

انوارِ طیبہ : بیدل جبل پوری (۱۰)، ۱۹۱
انوارِ عقیدت : اختر الحامدی (۱۰)، ۱۹۰
انوارِ محمدیہ فی سیرۃ المصطفویہ : محمد ضیاء اللہ قادری (۱۰)، ۱۹
انوار ومفتاح السرور والافکار فی مولد النبی المختار : ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری م بعد ۶۹۴ھ (۹)، ۸۹، ۹۰
اوجز السیر لخیر البشر : ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا قزوینی (۹)، ۸۶
الاوسط : المسعودی (۹)، ۸۲
اوقات صرف ونحو : کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۸
اہلِ کتاب صحابہ وتابعین : مجیب اللہ ندوی (۵)، ۲۵۸ تا ۲۵۹، ۳۴۰
ایام العرب فی الجاہلیہ : محمد احمد جاد، علی محمد البجاوی اور محمد ابوالفضل ابراہیم (۵)، ۲۶۰، ۳۳۱، ۳۳۸
ایران کی شہزادی (۱۰)، ۹۸
ایقاد المصابیح فی صلوٰۃ التراویح عبدالحلیم (۶)، ۱۴۱
ایضاح المکنون (۹)، ۱۰۳، ۱۰۸
اینوچل : ہیزل (۶)، ۵۵

ب

بابِ جبریل : حافظ مظہر الدین (۱۰)، ۱۸۹
بابِ حرم : مظفر وارثی (۱۰)، ۱۹۰
باغ فردوس المعروف گلزار رضوی : ایوب علی رضوی (۱۰)، ۱۸۵
باغ کلام اکبر : صوفی محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی (۱۰)، ۱۸۵
بالِ جبریل : علامہ محمد اقبال (۱۰)، ۱۷
بامِ عرش : سید منظور احمد مہجور (۱۰)، ۱۹، ۲۳، ۳۴، ۳۷
بانت سعاد : کعب بن زہیر (۹)، ۴۲۲
بانگِ درا : علامہ محمد اقبال (۱۰)، ۱۷
بائبل (۶)، ۱۶۸ (۹)، ۳۶، ۳۰۷
بائیسکل کا شوقین (۱۰)، ۹۸
بحر المعانی : محمد بن مجتبیٰ مہدوی (۱۰)، ۱۷۵
بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد : ابن رشد القرطبی (۵)، ۳۲۷، ۳۳۶۔
البدایۃ والنہایۃ : ابن کثیر (۵)، ۲۹۹، ۳۲۷ (۶)، ۲۱۰ (۷)، ۱۳۵، ۱۳۷–۱۳۸، ۱۴۱–۱۴۲، ۱۵۰–۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۷۲–۱۷۳، ۱۷۷–۱۷۹، ۱۸۱–۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶–۱۸۸، ۶۰۴–۶۰۵ (۸)، ۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۵، ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۵ (۹)، ۱۰۹، ۳۹۹
بحار الانوار : مجلسی (۷)، ۷۲۶–۷۲۷–۷۴۰، ۷۴۸
بحضورِ سرورِ کائنات : اثر صہبائی (۱۰)، ۱۸۹
بدر النساء کی مصیبت (۱۰)، ۹۸
بزمِ ایمان کلاں (۱۰)، ۹۷
بزمِ طرب : کنور اندر سہائے سکینہ علم بدایونی، مرتب، (۱۰)، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۰، ۶۱،
بزمِ میلاد کلاں (۱۰)، ۹۷
بستانِ حرم : حمید صدیقی (۱۰)، ۱۸۷
بستان المحدثین : شاہ عبدالعزیز (۶)، ۳۴
بعد از خدا : طفیل دارا (۱۰)، ۱۹۰
بغلی گھونسا (۱۰)، ۹۸
بلاغِ مبین : حفظ الرحمان سیوہاروی (۷)، ۱۴۳

بلوغ الادب فی احوال العرب : محمود شکری آلوسی
(۵) ۲۲۹، ۳۳۶
بلوغ المرام : ابن حجر (۶) ۲۰۵
بوستان نعت : سیف کلانوری (مرتب)، (۱۰) ۱۸۶
بہار احمدی : احمد حسین احمد چشتی قادری (۱۰) ۱۸۵
بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل :
ابوزکریا عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر عامری تہامی م ۸۹۳ھ
(۷) ۱۷۷، ۱۸۳ (۹) ۹۸
بہشت بریں (۱۰) ۹۸
بھگوت گیتا (۹) ۲۷
بے مثال : عارف عبدالمتین (۱۰) ۱۹۱
البیان فی اسماء الائمہ (۹) ۷۳
بیان القرآن : اشرف علی تھانوی مترجم (۵) ۶۲۷،
(۷) ۵۷۳
البیان والتبیین : جاحظ (۸) ۳۲۸، ۳۴۰، ۳۴۳-
۳۴۴، ۳۴۷-۳۴۹، ۳۵۵، ۳۵۸-
۳۵۹، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۶، ۳۷۰-۳۷۲،
۵۴۹-۵۵۰، ۵۵۲-۵۵۶، ۵۶۲-

پ

پرشین لٹریچر : اسٹوری (۹) ۸۵، ۱۰۵
پرنس (بادشاہ)، ترجمہ از محمود حسین : میکیاولی
(۵) ۲۷۸، ۳۴۰
(دی) پریچنگ آف اسلام (دعوت اسلام)، اردو ترجمہ از
محمد عنایت اللہ دہلوی : سر تھامس آرنلڈ (۵) ۸۹،
۱۱۱، ۲۷۳، ۲۸۰، ۳۳۹
پنجاب میں اردو : محمود شیرانی (۱۰) ۱۷۳
پوتھی راماسنگو رام : بیاسی جی مترجمہ تلسی داس (۹) ۲۹
پھول بن : ابن نشاطی (۱۰) ۱۷۱
پھول حمد و نعت : طالب حسین طالب (۱۰) ۱۹۱
پھولوں کا ہار عرف مدینے کی بہار : میاں فیاض الدین
(۱۰) ۵۶
پہلی کرن آخری روشنی : اعجاز رحمانی (۱۰) ۱۹۰
پیر مغاں (۱۰) ۹۸
پیراہن یوسفی (۱۰) ۹۸، ۳۸
پری پیکر (۱۰) ۹۸
پیغمبر اعظم : طاہر ادیبی (۹) ۳۹

ت

التاج الجامع الاصول فی احادیث الرسول : منصور علی ناصف
(۵) ۳۲۹، ۳۳۶
تاج العروس : محمد مرتضی الزبیدی (۱۰) ۹، (۱۰)
۱۱، ۱۲
تاج دار مدینہ : صوفی برکت علی (۱۰) ۱۹۱
تاریخ : ابن خلدون (۵) ۲۱، ۳۲-۳۴، ۶۹، ۲۳۱،
۲۳۳-۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۴۳،
۲۵۷-۲۵۸، ۲۶۴، ۲۷۱، ۳۳۷، ۵۱۴، ۵۴۱،
۵۶۵، ۶۱۵ (۶) ۱۸۵ (۷) ۴۵۵، ۴۶۰
(۹) ۷۷-۷۸، ۵۲۳
تاریخ : خلیفہ (۷) ۱۳۴، ۱۳۸-۱۳۹، ۱۵۰، ۱۵۸،
۱۷۳، ۱۷۶، ۱۸۶
تاریخ : فرشتہ (۶) ۲۳-۲۴، ۴۹
تاریخ : یعقوبی (۵) ۲۶۴، ۳۰۲ (۷) ۱۴۱، ۱۴۶، ۱۴۸،
۱۵۰، ۱۶۱، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۶-۱۸۸

۷۲۸، ۷۳۱ (۹)، ۶۱، ۷۰، ۶۶۸-۶۶۹
تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ: جرجی زیدان (۹)، ۷۱-۷۲
تاریخ ادب اردو: ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۰)، ۱۹۲
تاریخ آداب العرب (۸)، ۴۱
تاریخ الادب العربی: احمد حسن زیات (۸)، ۳۸۳
تاریخ الادب العربی بروکلمان (۹)، ۷۳-۷۴-
۸۳، ۸۴، ۸۶-۹۰، ۹۲-۹۳، ۹۹، ۱۰۰
۱۰۲-۱۰۳
تاریخ الادب العربی (ذیل ۱) بروکلمان (۹)، ۱۰۶
تاریخ الادب العربی (ذیل ۲): بروکلمان (۲)، ۹، ۱۰۴-۱۰۸
تاریخ ادبیات ایران در عہد جدید: ترجمہ سید وہاج الدین احمد
کنتوری- ایڈورڈ جی براؤن (۱۰)، ۱۵۹
تاریخ اسلام: معین الدین ندوی (۷)، ۲۵۹، ۲۶۲،
۲۶۵، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۸۴-۲۸۵، ۲۹۲،
۲۹۶، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۵۴-۳۵۶
۳۶۲، ۳۶۷، ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۶، ۳۸۰-
۳۸۱، ۳۸۳-۳۸۵، ۳۸۷، ۳۹۴-۳۹۵
۳۹۸، ۴۰۴، ۴۵۸-۴۵۹، ۴۶۲، ۴۶۶،
۴۶۷-
تاریخ اسلام (منظوم): سید منیر علی جعفری (۱۰)، ۱۸۹
تاریخ الاسلام وطبقات المشاہیر والاعلام: الذہبی (۵)، ۲۶۴،
۳۳۸ (۹)، ۲۳۷-۲۳۸
تاریخ الامم: علی بن حمزہ اصفہانی (۵)، ۲۳۳
تاریخ اندلس: ریاست علی ندوی (۵)، ۲۳۷
تاریخ اندلس: ترجمہ از محمد خلیل الرحمٰن: ایس-پی سکاٹ (۵)،
۲۳۳، ۳۳۹

تاریخ ایران قدیم: ڈاکٹر غلام سرور (۵)، ۲۳۵
تاریخ بابل: ولیم راجرسس (۸)، ۳۹۴
تاریخ بغداد: خطیب بغدادی (۵)، ۳۲۲، ۳۳۷ (۶)، ۸۷،
۸۹-۹۰، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰-۱۰۱، ۱۲۴، ۱۹۹
تاریخ بنو سلیم (۸)، ۳۳۵
تاریخ تدوین حدیث: عبدالسلام قدوائی ندوی (۹)، ۲۳۹
تاریخ التراث الاسلامی: فواد سزگین (۹)، ۸۴-۸۵، ۹۳،
۹۸، ۱۰۵، ۱۰۷-۱۰۸
تاریخ التمدن الاسلامی: جرجی زیدان (۵)، ۳۲۹، ۳۳۷
تاریخ تہذیب: ترجمہ از غلام رسول مہر: کرین برنٹن، جان بی
کرسٹوفر، رابرٹ ایل ولف (۵)، ۲۳۱، ۲۳۲، ۳۴۰
تاریخ الخلفاء: جلال الدین السیوطی (۷)، ۲۹۷، ۳۰۳، ۴۵۵،
(۸)، ۱۲۸، ۹۰، ۶۰۸، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۱۶، ۶۲۳
۶۳۱-
تاریخ الخمیس: دیار بکری (۷)، ۱۹۹، ۲۰۳
تاریخ دمشق: ابن عساکر (۶)، ۱۰۲
تاریخ دمشق: علی بن حسن ہبۃ اللہ (۶)، ۲۳۶
تاریخ الرسل والملوک: ابن جریر الطبری، م ۳۱۰ھ (۵)، ۱۵۰،
۲۲۸، ۲۳۳-۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۵۱، ۲۶۳،
۲۶۴، ۲۶۸، ۲۷۹، ۲۸۷-۲۹۰، ۲۹۲-
۲۹۷، ۲۹۹-۳۰۱، ۳۲۰-۳۲۳، ۳۲۸،
۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۶۶-۳۶۷، ۳۹۶،
۴۱۳، ۴۵۲، ۴۷۰، ۴۷۴، ۴۹۷، ۵۰۰، ۵۱۴،
۵۱۸، ۵۴۳، ۵۵۶، ۵۶۲، ۵۶۵، ۵۸۳،
۵۸۹، ۵۹۹-۶۰۰، ۶۱۵-۶۱۷، ۶۲۸،
۶۴۸، ۶۶۰، ۶۷۰، ۶۷۳، ۶۷۶، ۶۷۸، ۷۰۶-

۷۰۷، ۷۱۳، ۷۲۳ (۶) ۱۹۹ (۷) ۲۰، ۲۲، ۲۷،
۳۱، ۳۳، ۴۰، ۴۸، ۵۷، ۶۳، ۶۹، ۷۹
۱۳۳، ۱۴۱–۱۵۲، ۱۵۸، ۱۶۶–۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۶،
۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۶، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۵–۱۹۶،
۲۵۶، ۲۶۰، ۲۷۲، ۲۷۵–۲۷۶،
۲۷۹، ۲۸۱، ۳۱۸، ۳۳۲، ۳۳۵، ۳۶۰،
۳۶۴، ۳۹۱، ۴۳۲، ۴۶۰، ۴۶۴–۴۶۵،
۵۰۹، ۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۲–۵۳۳، ۵۳۷،
۵۳۹، ۵۴۱، ۵۹۹، ۶۰۳–۶۰۵، ۷۳۹
(۸) ۲۰، ۹۰، ۱۶۳، ۲۸۸، ۳۳۵، ۴۲۹–
۴۳۰ (۹) ۵۳، ۶۰، ۶۳–۶۶، ۷۹،
۱۱۵، ۳۲۶، ۳۹۹، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۹،
۶۹۱–۶۹۲

تاریخ سلطنت روما، ترجمہ از ہاشمی فرید آبادی جے۔ بی۔
بیوری (۵) ۲۳۱، ۳۳۹

تاریخ صحافت اُردو : امداد صابری (۱۰) ۹۳

تاریخ علمائے ہند: (۶) ۸، ۱۰، ۱۴،
۱۵، ۲۱، ۲۹، ۳۲

تاریخ فی احوال الرجال : یحییٰ بن معین (۸) ۴۸۵، ۵۱۴

(التاریخ فی، اخبار الامم من العرب و العجم :
المسعودی (۹) ۷۳

تاریخ فیروز شاہی : برنی (۶) ۱۱

تاریخ القرآن : عبدالصبور شاہین (۷) ۱۴۴

تاریخ القرآن : محمد اسلم جیراجپوری (۶) ۲۱۳

تاریخ الکبیر: بخاری (۵) ۵۹۲ (۶) ۲۳۴ (۷) ۱۴۹،
۱۵۶ (۹) ۶۸، ۷۰

تاویل مختلف الحدیث : ابن قتیبہ (۶) ۱۹۴–۲۴۲

تاریخ مدینہ وحیدہ (۸) ۳۳۵

تاریخ مکہ : ازرقی (۹) ۲۶۳

تاریخ یورپ : ترجمہ از عبدالماجد وغیرہ۔ الیور تھیچر
(۵) ۳۳۹۔

تجارب الامم : ابن مسکویہ (۷) ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۰–
۱۴۱، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۳،
۱۶۶، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱–۱۸۲، ۱۸۷، ۱۸۹

تجرید للصحاح الستہ : رزین (۶) ۲۸۱، ۲۸۹–۲۹۰،
۳۱۹، ۳۲۴، ۳۴۱، ۳۵۰، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۳۹،
۴۷۸، ۴۹۳–۴۹۴، ۵۰۷، ۵۵۲، ۵۵۹،
۵۶۹، ۵۹۰–۵۹۱، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۲۲، ۶۲۴،
۶۲۸، ۶۳۹، ۶۴۵–۶۴۶، ۶۴۸، ۶۵۵،
۶۵۹، ۶۸۹، ۷۰۱، ۷۰۴، ۷۸۱، ۷۹۱۔

تجلیات : حافظ مظہر الدین (۱۰) ۱۸۹

تجلیات نعت : ضیاء القادری (۱۰) ۱۸۷

تجلیاتِ شمس : شمس مینوی (۱۰) ۱۹۰

تحائف اشرفی : علی حسین اشرفی (۱۰) ۱۸۵

تحفۂ خیر نعتیہ : خدا (۱۰) ۹۷

تحفۂ سبحانی ترجمہ اردو فتح الربانی والفیض الرحمانی ملفوظات حضرت
غوث صمدانی (۱۰) ۹۸

تحریر اصول اقلیدس : محقق طوسی (مرتب) (۸) ۵۳۴

تحریر فی الاصول : ابن ہمام (۶) ۳۹–۴۰

تحفۂ اثنا عشریہ : شاہ عبدالعزیز (۶) ۳۴

تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف : حافظ مزی (۶) ۲۰۲

تحفۃ الفضلاء معروف بہ تاریخ علمائے ہند (۹)، ۱۵
التحفۃ الظریفہ فی بیان سیرۃ الشریفہ : علاء الدین ابوالحسن علی بن
السیقی (۹)، ۱۰۳
تحفۃ العالم فی اخبار سید ولد آدم : عبدالقادر بن مصطفیٰ بن
سعید ... المبیروتی الحسنی (؟) ۱۰۴
التحفۃ المرسلہ الی النبی : شاہ محمد بن فضل اللہ (۹)، ۱۷
تحقیقات اسلامیہ (۶)، ۲۴۰ — ۲۴۲
تخریج احادیث : ملا علی قاری (۹)، ۱۹
تدریب : جلال الدین سیوطی (۹)، ۱۰۶ — ۱۰۷، ۱۲۴
تدوین حدیث : مناظر احسن گیلانی (۶)، ۲۰۳، ۳۹۹، (۷)، ۵۹۹
تذکرۂ اردو مخطوطات : ہاشمی (۱۰)، ۱۷۴
تذکرۃ الاولیا : شیخ معین الدین بیجاپوری (۹)، ۲۳
تذکرۃ الحفاظ : ذہبی (۶)، ۸۶، ۸۸ — ۸۹، ۹۲ — ۹۵،
۹۹، ۱۴۵، ۱۶۱ — ۱۶۳، ۱۶۵، ۲۰۰ — ۲۰۱ —
۲۱۳ — ۲۱۴، ۲۳۲، ۲۳۶ — ۲۳۸، ۲۶۲
(۷)، ۱۳۶ -
تذکرہ شعرائے کشمیر (۱۰)، ۱۵
تذکرۃ الشہداء (۱۰)، ۹۸
تذکرہ صابریہ : منشی حافظ اللہ صاحب (۱۰)، ۹۷
تذکرۂ عندلیبان ریاض رسول : نظیر لودھیانوی (۱۰)، ۱۷۸
تذکرہ علمائے ہند (۹)، ۳۰، ۳۶، ۳۸
تذکرہ علمائے فرنگی محل (۹)، ۳۹
تذکرۃ الموضوعات : محمد طاہر فتنی (۹)، ۱۷
تذکرۃ الموضوعات : ملا علی قاری (۹)، ۱۹
التراتیب الاداریہ : کتانی الفاسی (۵)، ۲۱۸، ۲۲۴، ۲۳۲
۳۲۴، ۳۲۶ — ۳۲۷، ۳۳۰ — ۳۳۲، ۳۳۸
۴۰۶، ۴۴۰، ۵۹۱، ۵۹۶، ۶۰۰، ۶۲۲، ۶۳۱،
۶۶۶، ۶۸۳ — ۶۸۴، ۶۸۸، ۶۹۱، ۷۱۰، ۷۲۱
(۶)، ۹۱، ۱۰۵، ۱۸۹ — ۱۹۰ (۷) ۴۰۳
ترتیل : سید اختر حسین اختر (۱۰)، ۱۸۹
ترجمان السنۃ : بدر عالم میرٹھی (۷)، ۲۴، ۲۹، ۳۴، ۳۶،
۴۰، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۱، ۷۳ — ۷۴، ۸۹،
۹۱ — ۹۲، ۹۷، ۱۰۱، ۱۳۳، (۹)، ۳۱۹ — ۳۲۰،
۳۲۷ -
ترجمان القرآن : ابوالکلام آزاد (۷)، ۵۹۹
ترغیب و ترہیب : طبرانی (۷)، ۸۷، ۹۸ — ۹۹، ۱۰۱
تسبیح رعنا : رعنا اکبر آبادی (۱۰)، ۱۹۰
تسکین روح : سکندر لکھنوی (۱۰)، ۱۸۹
التشریع فی الاسلام : صبحی المحمصانی (۵)، ۳۳۶
تصویر کمالِ محبت : ادیب رائے پوری (۱۰)، ۱۹۰
تبصیر المنتبہ : ابن حجر (۶)، ۲۰۲
تعلیقات السندی علی البخاری (۶)، ۲۰۸
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا (۱۰)، ۹۸
تفسیر : جصاص (۶)، ۱۳۳، ۱۵۱
تفسیر در منثور : سیوطی (۷)، ۵۴۴
تفسیر : طبری (۷)، ۱۵۹ (۸)، ۶۹۲
تفسیر القرآن : تستری (۸)، ۶۹۸ — ۷۰۱
تفسیر قرآن : قرطبی (۵)، ۵۸۹
تفسیر القرآن العظیم : ابن کثیر دمشقی (۵)، ۸۲، ۱۹۷، ۲۵۲،
۲۶۶، ۳۲۰ — ۳۲۱، ۳۳۵ (۷)
۱۵۹ (۸)، ۳۳۵ (۹)، ۲۸۵
تفسیر قرآن مجید : یعقوب صرفی (۹)، ۱۵

تفسیر کشاف: ابوالقاسم محمود زمخشری (۱۰)، ۱۳۹
تفسیر مظہری: محمد ثناء اللہ پانی پتی (۵)، ۳۲۰، ۳۳۵
تفسیر نیشاپوری (۱۰)، ۱۹
تفہیم القرآن: ابوالاعلیٰ مودودی (۵)، ۱۴۴، ۲۴۸، ۲۵۵،
۲۵۸ - ۲۶۰، ۲۹۱، ۲۹۸، ۳۰۲ - ۳۰۵،
۳۰۸ - ۳۱۱، ۳۴۰ (۷)، ۵۰۹، ۵۱۳، ۵۲۸،
۵۹۹ (۹)، ۳۲۵
تفسیر کبیر: رازی (۹)، ۱۰۹، ۳۶۷
تقدمۃ المعرفۃ الجرح والتعدیل: عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی
(۶)، ۲۳۶، ۲۳۷ - ۲۳۸
تقریب التہذیب: ابن حجر (۶)، ۲۱۳
تقویم تاریخی: عبدالقدوس ہاشمی (۹)، ۲۸۵
تقویم ہجری و عیسوی: ابوالنصر محمد خالدی (۹)، ۲۸۵
التقویمان الہجری والمیلادی: حسام محی الدین الآلوسی
(۹)، ۲۸۵
تقیید العلم: خطیب بغدادی (۶)، ۲۳۳، ۲۳۵ - ۲۳۶
تلقیح: ابن جوزی (۶)، ۱۳۶، ۱۶۴، ۲۵۴
تمدن عرب ترجمہ از سید علی بلگرامی: گستاؤ لیبان (۵)، ۲۴۳
- ۳۴۰
التنبیہ والاشراف: ابوالحسن علی الحسین المسعودی (۵)، ۳۲۲ -
۳۲۳، ۳۳ (۷)، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲،
۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۶ - ۱۶۷، ۱۷۹، ۱۸۶،
۱۸۸، ۴۲۸ - ۴۲۹ (۹)، ۸۲ - ۸۳
توجیہ النظر: طاہر بن صالح الجزائری
(۶)، ۲۰۱، ۲۳۳
توریت (۵)، ۶۲، ۲۴۹، ۳۲۵ (۶)، ۱۱۰، ۱۷۲، ۳۰۷،
۳۰۸ (۷)، ۳۵ - ۳۶، ۴۰۰، ۴۸۱، ۴۹۶ -
۴۹۸ (۸)، ۳۹۳، ۳۹۹، ۶۴۹، ۶۵۱، ۶۶۹،
۶۷۰، ۷۰۳، ۷۱۲، ۷۴۵ (۹)، ۴۲ - ۴۵،
۶۹۶ (۱۰)، ۱۳، ۱۸ - ۱۹، ۳۲۲، ۵۳۲، ۵۴۳
توشۂ آخرت (۱۰)، ۹۷
التوفیقات الالہامیہ فی مقابلۃ التاریخ الہجرۃ: محمد مختار پاشا
(۸)، ۳۴۵
تولد نامہ: امین گجراتی (۱۰)، ۱۷۱
تہذیب الاسماء واللغات: النووی (۵)، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۳۶
(۸)، ۱۲۹
تہذیب التہذیب: ابن حجر (۶)، ۸، ۱۸۸، ۱۹۸ - ۲۰۱، ۲۳۴،
۲۳۸، ۲۴۱ (۹)، ۶۳ - ۶۹ (۱۰)، ۲۴۳
تہذیب الکمال: امام یوسف مزی (۶)، ۲۰۱ (۷)، ۱۳۷، ۱۴۱،
۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۷۷،
۱۸۱ - ۱۸۲، ۱۸۷
تیسیر القاری: نورالحق محدث دہلوی (۶)، ۲۰
تیسیر الوصول فی احادیث الرسول: (۶)، ۵۱

ث

ثقات: ابن حبان (۶)، ۸
ثنا: الطاف قریشی (۱۰)، ۱۹۱
ثنائے حبیب: بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷
ثنائے خواجہ: حافظ لدھیانوی (۱۰)، ۱۹۰

ج

جاپاس نامہ: جاپاس (۹)، ۳۳
جام حیات: ساحر صدیقی (۱۰)، ۱۸۹
جام طہور: صابر براری (۱۰)، ۱۹۰

جامِ طہور : عبدالرحمٰن عاجز (۱۰) ۱۹۰
جامِ کوثر : درد کاکوروی (۱۰) ۱۹۱
جامِ کوثر : انجم وزیر آبادی (۱۰) ۱۹۰
جامِ نور : عزیز حاصل پوری (۱۰) ۱۸۹
جامع : ابن جریج (۶) ۲۰۰، ۲۶۳
جامع : ابن المبارک (۶) ۲۰۰ ۲۶۳
جامع : اوزاعی (۶) ۲۰۰، ۲۶۳
جامع : جریر ابن عبدالحمید (۶) ۲۶۳
جامع : حماد بن مسلم (۶) ۲۶۳
جامع : سفیان ثوری (۶) ۲۶۳
جامع : معمر (۶) ۲۶۳
الجامع الاحکام القرآن : القرطبی (۵) ۲۳۹، ۳۳۵
الجامع الاخلاق الراوی : خطیب بغدادی (۶) ۲۳۳، ۲۳۶،
۲۳۸
جامع الاصول : (۶) ۳۹
جامع البیان (۱۰) ۱۹
جامع بیان العلم : ابن عبدالبر (۶) ۷۷—۸۰، ۸۵، ۹۳،
۱۱۱، ۱۵۱—۱۵۳، ۱۶۲—۱۶۳—۱۶۵—۱۶۶—
۱۷۰، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۰۳، ۲۱۱، ۲۲۳—۲۳۴،
۲۳۶، ۲۴۰—۲۴۱، ۲۵۸۔
جامع الاخبار النبویہ و لوامع الانوار المصطفویہ : محمد بن ابراہیم الکجی م
تقریباً ۳۴۸ھ (۹) ۸۵
جامع ترمذی : ترمذی (۵) ۳۰۰، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۸،
۳۳۱—۳۳۲، ۳۳۶، ۶۳۲—۶۳۳ (۶) ۲۷،
۳۰، ۴۰، ۵۱، ۱۲۰، ۱۹۳، ۲۰۴، ۲۱۲، ۲۳۵،
۲۴۰—۲۴۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۶ب، ۲۶۳،
۲۶۸—۲۷۰، ۲۷۵، ۲۷۷—۲۷۹، ۲۸۳—
۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸—۲۸۹، ۲۹۱—۲۹۲، ۲۹۵۔
۲۹۶، ۲۹۸—۲۹۹، ۳۰۱—۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۵—
۳۱۷—۳۱۹، ۳۲۱—۳۲۳، ۳۲۶—۳۲۹،
۳۳۲—۳۳۶—۳۴۰—۳۴۴، ۳۴۶—۳۵۰،
۳۵۲—۳۵۶، ۳۵۸، ۳۶۲—۳۶۴، ۳۶۷—
۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۷۷—۳۸۳، ۳۸۵—۳۸۸،
۳۹۱—۳۹۸، ۴۰۰—۴۰۳، ۴۰۵—۴۰۷، ۴۱۰،
۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۶—۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۵، ۴۲۷۔
۴۳۱، ۴۳۳، ۴۳۷—۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۳—۴۴۴،
۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰—۴۵۱، ۴۵۳—۴۵۷،
۴۶۲—۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۴—۴۷۵،
۴۸۱، ۴۸۵، ۴۸۸—۴۹۲، ۴۹۶—۴۹۷،
۵۰۰، ۵۰۶—۵۱۰، ۵۱۲—۵۱۴، ۵۱۷—۵۱۸
۵۲۰—۵۲۶، ۵۲۸، ۵۳۳—۵۳۵، ۵۳۸—
۵۳۹، ۵۴۵، ۵۴۷، ۵۵۱—۵۶۱، ۵۶۳—
۵۶۵—۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۶، ۵۷۸،
۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۲،
۵۹۴—۶۰۲، ۶۰۵، ۶۰۸، ۶۱۰—۶۲۱،
۶۲۳—۶۳۱، ۶۳۳—۶۳۴، ۶۳۶—۶۴۴،
۶۴۸—۶۵۱، ۶۵۳—۶۵۶، ۶۶۰—۶۶۱،
۶۶۵—۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۱—۶۷۴، ۶۷۸،
۶۸۴—۶۸۸، ۶۹۰—۶۹۳، ۶۹۵—۷۰۳،
۷۰۵—۷۰۶، ۷۰۸—۷۱۱، ۷۱۳—۷۱۵، ۷۱۸
۷۲۰، ۷۲۵—۷۲۷، ۷۲۹—۷۳۱، ۷۳۵،
۷۳۹، ۷۴۴، ۷۵۳، ۷۵۶، ۷۶۰، ۷۶۲،

۷۶۷ – ۷۷۲، ۷۷۴، ۷۷۶، ۷۸۴، ۷۸۸،
۷۹۰، ۷۹۲ – ۷۹۳،
۷۹۵ – ۷۹۶ (۷) ۲۰ – ۲۱،
۸۹، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۳۰ – ۱۳۲، ۱۳۷، ۱۴۹،
۲۰۸، ۴۸۲، ۵۴۸، ۵۶۳، ۵۸۶، ۵۹۲،
۵۹۹، ۷۲۸ (۸) ۴۳، ۴۵، ۱۰۹، ۱۲۹ –
۱۳۱، ۱۳۹، ۲۷۵، ۲۷۷، ۳۳۵، ۳۵۹،
۴۱۲، ۴۹۱، ۴۹۹، ۵۳۰، ۵۴۵ – ۵۴۸
۵۶۹ – ۵۷۵ (۹) ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴ – ۲۵
۹۵ – ۹۶، ۱۱۷، ۱۷۵، ۵۰۹، ۵۱۱ – ۵۱۲،
۵۱۵ – ۵۲۰، ۶۱۹، ۶۲۰ – ۶۲۲، ۷۰۶،
(۱۰) ۷۶، ۸۸ ۔

الجامع الصغیر: السیوطی (۹) ۲۱

جامع المسانید: ابنِ جوزی (۹) ۲۷

جانِ جہان: حافظ محمد افضل فقیر (۱۰) ۱۹۱

جانِ رحمت: ہلال جعفری (۱۰) ۱۹۱

جدول مقارنۃ التواریخ الحجریۃ والمیلادیہ: سر ولزلے ہیگ
(۹) ۲۸۱

جذبۂ عشق: کفایت علی کافی (۱۰) ۷۷

جزیرۃ العرب: ہمدانی (۸) ۳۳۵

جعل ساز (۱۰) ۹۸

جغرافیہ: بطلیموس (۹) ۸۰

جگر پارہ المعروف بہ ارمغان بیدم: بیدم وارثی
(۱۰) ۱۸۵

جلالین: جلال الدین سیوطی و جلال الدین محلی (۱۰) ۱۹

جلوۂ نعت (۱۰) ۹۷

جمالِ حرم: مسرور کیفی (۱۰) ۱۹۰

جمالِ مدینہ: مرتضیٰ خاور (۱۰) ۱۹۱

جمع بین الصحیحین: حمیدی (۶) ۵۱

جمع الفوائد (۶) ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۸۵ (۹) ۵۱۷

جمہرۃ انساب العرب (۸) ۳۴۳

جمہرۃ خطب العرب فی عصور العربیۃ الزاہرہ احمد زکی صفوت
(۵) ۲۹۹ (۸) ۸۰ (۹) ۲۸۵

جمہرۃ اللغہ: ابنِ درید (۵) ۲۴۵، ۲۵۲، ۳۳۸
(۸) ۲۳۵

جنگ نامۂ اسلام: منظور حسین منظور (۱۰) ۱۸۹

جلوہ گاہ: حافظ مظہر الدین (۱۰) ۱۸۹

جوامع السیرۃ: ابنِ حزم الاندلسی (۵) ۲۲۷، ۲۶۴،
۲۹۳، ۳۲۲، ۳۲۶، ۳۳۲، ۳۳۶، ۴۰۶، ۴۴۷،
۴۴۱ – ۴۶۲، ۴۷۶، ۴۷۹، ۴۸۸، ۴۹۷،
۵۰۷ – ۵۰۸، ۵۱۷، ۵۱۹، ۶۸۶، ۷۲۳

جوامع الکلم، ترجمہ از احمد فتحی زغلول: گستاؤلیبان
(۸) ۵۴۰

جوانہ مرگ (۱۰) ۹۸

جوہرِ اقبال: عبدالرحمٰن طارق (۱۰) ۷۴

الجوہر الثمین من تخب سیر الامین: شہاب الدین احمد بن …
الحسنی م ۷۵۳ ھ (۹) ۹۲

الجہاد فی الاسلام: ابوالاعلیٰ مودودی (۵) ۲۷۸، ۳۲۹، ۳۴۰

چ

چادرِ رحمت: منیر قصوری (۱۰) ۱۹۱

چار دیوان: سعادت یار خاں رنگین (۱۰) ۴۸۹

چالیس جان نثار: خیر المشرو (۷) ۹۰

چالاک عورت (۱۰)، ۹۸
چراغِ حرا : مسرور کیفی (۱۰)، ۱۹۰
چکاوتی سنگھ ناد : ستناڈی (۹)، ۳۱
چراغِ نور : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷
چرخیاتِ نصرتی (۱۰)، ۱۷۵
چشمۂ کوثر : اثر صہبائی (۱۰)، ۱۸۹
چشمۂ کوثر : ڈاکٹر ظہیر الدین علوی (۱۰)، ۱۹۱
چمن مناقب نعتیہ (۱۰)، ۹۷
چمنستان حمزہ : محمد شمس الدین امیر حمزہ (۱۰)، ۱۸۶
چمنستانِ نعت (۱۰)، ۹۷
چند ہم عصر : عبد الحق (۱۰)، ۲۹، ۳۰
چین و عرب کے تعلقات اور ان کے نتائج : بدر الدین چینی
(۵)، ۲۳۷، ۳۳۹

ح

الحاوی فی الفتاوی : سیوطیؒم ۹۱۱ھ (۹)، ۹۰، ۱۰۶
حاشیہ مشکوٰۃ شریف : سید شریف جرجانی (۶)، ۵۱
جبل المتین۔ (۶)، ۱۵۹
حج اکبر : امجد حیدر آبادی (۱۰)، ۱۸۶
حجۃ اللہ البالغہ : شاہ ولی اللہ (۵)، ۹۱، ۲۴۹ (۶)، ۲۰۳
(۸)، ۶۹۸، ۷۳۵ (۹)، ۲۳۱
حجیت حدیث : ادریس کاندھلوی (۶)، ۲۶۴
حدائق بخشش : احمد رضا خاں (۱۰)، ۲۱، ۵۱، ۶۲، ۸۸،
۱۸۴
حدیقہ بخشش : مولوی محمد عرفان (۱۰)، ۱۸۵
حدائق الحنیفہ : فقیر محمد جہلمی (۶)، ۲۱
حدیث آشنا : اقبال صلاح الدین (۱۰)، ۱۹۰
حدیث جاں : راسخ عرفانی (۱۰)، ۱۸۹
حدیث وداع : محمد اکبر (۵)، ۲۸۰، ۳۰۵
حدیث شوق : راجا رشید محمود (۱۰)، ۱۹۰
حدیث اور قرآن : ابو الاعلیٰ مودودی (مرتب)
(۶)، ۲۰۳
حسرتِ نعت : پروفیسر آسی ضیائی (۱۰)، ۱۹۱
حسنِ کلام : راسخ عرفانی (۱۰)، ۱۸۹
حسینۂ گنہگار (۱۰)، ۹۸
حصن حصین : جزری (۶)، ۲۷ (۱۰)، ۸۶
حضرت عمرو بن العاص : محمد فرج (۷)، ۳۲۴
الحطہ فی اخبار صحاح الستہ : صدیق حسن خان (۶)، ۲۲-۲۳،
۳۰-۳۱
حلیۃ الاولیاء : ابو نعیم (۶)، ۹۰، ۹۴ (۹)، ۶۳، ۷۰، ۹۱، ۱۹۸
۶۲۲
حُلیۂ شریف : کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۷
حطایا : عبد العزیز خالد (۱۰)، ۱۸۹
حمد و نعت : سرور بجنوری (۱۰)، ۱۹۱
حمید و امینہ (۱۰)، ۹۸
حمید و ریحانہ (۱۰)، ۹۸
حیات ولی (شاہ ولی اللہؒ) (۱۰)، ۹۸
حواشی الشفاء : برہان حلبی (۵)، ۵۸۹
حیاۃ محمدؐ : محمد حسین (۵)، ۲۶۳، ۳۳۸

خ

خالد سیف اللہ : ابو زید شلبی (۷)، ۴۴۴، ۴۴۸، ۴۵۱،
۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۷، ۴۶۰ - ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۵
۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱

ختم نبوت : مُرتضیٰ مظہری شہید (۸)، ۶۸۵
ختم نبوت کامل : محمد شفیع (۸)، ۷۴۱
خدا کا آخری پیغام : خلیل احمد (۹)، ۳۵۹، ۳۶۷، ۵۷۶
خرقۂ امجد : امجد حیدر آبادی (۱۰)، ۱۸۶
خزائن العرفان : محمد نعیم الدین مراد آبادی (۷)، ۶۹۲
خزائن الملوک و سر العالمین : المسعودی (۹)، ۷۳
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری (۶)، ۲۱
خزینۂ رحمت : غریب سہارنپوری (۱۰)، ۱۸۶
خزینۂ نعت : ادیب سیمابی (۱۰)، ۱۸۹
الخصائص الکبریٰ : جلال الدین السیوطی (۷)، ۶۰۹، (۸)، ۳۴۱،
۵۶۸ (۹)، ۲۳ (۱۰)، ۱۸
الخطابۃ العربیۃ (۸)، ۳۵۸
خطبات مدراس : سید سلیمان ندوی (۹)، ۲۲۱
۲۳۹ (۹)، ۱۱
خطط : مقریزی (۵)، ۴۲۱ (۶)، ۲۳۶ (۹)، ۷۶۷
خطیب العرب (۵)، ۳۲۱، ۳۲۴، ۳۲۸-۳۲۹،
۳۳۱-۳۳۲
خلاصۃ مطالب قرآن (۷)، ۸۱
خلاصۃ الاخبار فی احوال النبی المختار : عزیز محمود الاسکداری
المعروف بہدائی م ۱۰۳۸ھ (۹)، ۹۹
خلاصۃ الحقائق (۹)، ۳۴
خمخانۂ محمد : قمر یزدانی (۱۰)، ۱۸۹
خمخانۂ زمزم : نیاز زبیری (۱۰)، ۱۹۰
الخوارج : المسعودی (۹)، ۷۳
خوب ترنگ : خوب محمد چشتی (۱۰)، ۱۶۹
خوب تریاق : رضوان مراد آبادی (۱۰)، ۹۷
خونِ ناحق یا خودکشی (۱۰)، ۹۸
خیر البشر کے حضور میں : ممتاز حسن (۱۰)، ۱۶، ۲۲، ۲۴، ۲۹، ۳۶، ۱۸۲
خیابانِ فردوس اردو ترجمہ (ترغیب اہل سعادت) : شاہ عبدالحق
(۱۰)، ۱۷۸
خیر الکلام فی احوال العرب والاسلام (۱۰)، ۹۸
خیر الکلام فی مسائل الصیام : عبدالحلیم (۶)، ۴۱
خیر الوریٰ : ظہیر صدیقی (۱۰)، ۱۹۰

د

دارین : احسان دانش (۹)، ۱۹۰
داستان تاریخ اُردو : حامد حسین قادری (۱۰)، ۱۷۸
داستان صادق : کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۷
الدائرۃ العظیم : السیوطی (۹)، ۲۸۵
دار الثمین (شرح حصن حصین) : ملا علی قاری (۶)، ۵۱
دار المنثور : جلال الدین سیوطی (۶)، ۳۹-۴۰ (۷)، ۱۹۱،
۱۹۴-۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۱۹،
(۸)، ۷۱
دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینہ (۷) ۱۵۷
دربارِ نبوی کے فیصلے : قرطبی (۷)، ۵۹۹
الدرۃ البیضا (۷)، ۲۱۳، ۲۱۴
درۃ التحقیق : شاہ محمد فاخر الٰہ آبادی (۶)، ۳۱
درد کا درماں : درد کاکوروی (۱۰)، ۱۹۱
درد نامہ : امین گجراتی (۱۰)، ۱۷۴
الدار السنیۃ فی السیرۃ الزکیہ : زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن
عبدالرحمٰن عراقی م ۸۰۶ھ (۹)، ۹۴
الدرۃ المضویۃ فی الہجرۃ النبویہ : شہاب الدین احمد بن عماد الدین
اقفہسی م ۸۰۸ھ (۹)، ۹۵

الدرۃ المنیفہ فی السیرۃ النبویۃ الشریفہ : علی بن عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ انصاری م ۱۰۵۷ ھ (۹)، ۱۰۱

الدرر فی اختصار المغازی والسیر : ابن عبدالبر (۵)، ۲۶۳، ۲۶۹، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۳۷ (۷)، ۱۶۹ (۹)، ۲۶۸، ۵۳۳–۵۳۴، ۵۳۹–۵۴۰

درگمیش نندنی یعنی ایک زمیندار کی لڑکی (۱۰)، ۹۸

درمان غم : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷

دساتیر : زرتشت (۹)، ۳۱

دعوتِ دین اور اس کا طریق کار : امین احسن اصلاحی (۵)، ۲۴۹–۲۵۱، ۳۳۹

دفتر برکات : ممتاز احمد ممتاز تھانوی (۱۰)، ۱۸۵

دکن میں اُردو : نصیر الدین ہاشمی (۱۰)، ۱۷۳

دلائل الاعجاز : عبدالقاہر جرجانی (۸)، ۴۰۸

دیارِ نبیؐ : ضیاء القادری (۱۰)، ۱۸۷

الدیباج المذہب (فی معرفۃ اعیان علماء المذہب) : ابن فرحون (۶)، ۹۶

دیوان : حسان بن ثابت (۸)، ۳۳۵، ۳۵۱–۳۵۲ (۹)، ۱۸–۱۹، ۲۴–۲۵، ۲۶۸، ۵۴۳، ۷۰۸

دیوان : حنظلہ بن ربیع تمیمی (۹)، ۷۱۰، ۷۱۱

دیوان : علیؓ (۷)، ۲۹۲

دیوان : مغیرہ بن اخنس (۹)، ۷۱۰

دیوان : امیر مینائیؒ (۱۰)، ۹۸

دیوان : اکبر (۱۰)، ۹۷

دیوان : دوست (۱۰)، ۵۷

دیوان : سائل (۱۰)، ۹۷

دیوان : شاد (۱۰)، ۹۸

دیوان : شیفتہ (۱۰)، ۹۷

دیوان : شہیدی (۱۰)، ۷۶

دیوان : عزیز (۱۰)، ۹۸

دیوان : غریب سہارنپوری (۱۰)، ۹۸

دیوان : فضل حق (۱۰)، ۹۷

دیوان : کافی (۱۰)، ۱۷۷

دیوان : لطف علی خاں لطف (۱۰)، ۱۷۹

دیوان : معظم (۱۰)، ۹۷

دیوان : محفوظ (۱۰)، ۹۸

دیوان : محمد علی قطب شاہ معانی (۱۰)، ۲۷

دیوان : مضطر (۱۰)، ۹۸

دیوان : ممتاز (۱۰)، ۹۷

دیوان : مہر (۱۰)، ۹۸

دیوان : ناچیز (۱۰)، ۹۸

دیوان : ہما (۱۰)، ۹۷

دیوان : ولی دکنی (۱۰)، ۷۱

دیوان : ہدایت (۱۰)، ۹۷

دیوان پنجم : شور (۱۰)، ۹۸

دیوان نعتیہ : سید افضل شاہ خاں چشتی طوفان (۱۰)، ۱۸۶

دیوان نعتیہ : سید واحد علی وحید سہسوی (۱۰)، ۱۸۵

دیوان نعتیہ : مولوی احمد علی (۱۰)، ۱۸۵

ذ

ذات شریف (۱۰)، ۹۸

ذخائر العلوم وما کان فی سالف الدهور : المسعودی (۹)، ۷۱–۷۳

الذروۃ فی السیرۃ النبویۃ : احمد بن عبداللہ بن محمد ابوالحسن البکری (۹)، ۸۹

المذرویۃ العلیا فی سیرۃ المصطفیٰ، ظہیر الدین علی بن محمد کازرونی م ۶۹۷ھ (۹)، ۹۰
الذریعہ الی مکارم الشریعہ: راغب اصفہانی (۵)، ۳۲۱، ۳۳۸
ذکرِ جمیل: ماہر القادری (۱۰)، ۵۱، ۱۸۷
ذکرِ حبیب، مرتبہ خالد مینائی: امیر مینائی (۱۰)، ۱۸۱
ذکرِ خیر: راسخ عرفانی (۱۰)، ۱۸۹
ذکرِ خیر الانام: حنیف اسعدی (۱۰)، ۱۹۱
ذوقِ نعت (۱۰)، ۱۸۴

ر

رامائن (۱۰)، ۵۳
راوی دیاں چھلاں: نصیر واکی (مرتب)، (۱۰)، ۱۵
راہِ عمل (۷)، ۸۶
الرائد (۱۰)، ۱۲
رباعیات امجد: امجد حیدر آبادی (۱۰)، ۱۸۷
رباعیات مستحسنہ: ممتاز احمد ممتاز تھانوی (۱۰)، ۱۸۵
رد الدارمی علی بشر (۶)، ۲۳۴، ۲۳۶
رحمۃ للعالمین: قاضی محمد سلیمان منصور پوری (۵)، ۲۷۷، ۲۸۱، ۳۴۰ (۷)، ۱۰، ۱۰۵، ۱۳۳، ۱۳۵، ۳۰۶، ۳۹۷ (۹)، ۳۵۳، ۳۵۸، ۳۶۶
رسالاتِ نبویہ: عبد المنعم (۸)، ۴۲۶
الرسالہ: امام شافعی (۶)، ۱۲۸، ۲۰۳
رسالہ: سمرہ بن جندب (۶)، ۱۹۹
رسالہ السکین (۶)، ۱۵۹
الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ: ابن النفیس م ۶۸۷ھ (۹)، ۸۹
الرسالۃ المستطرفۃ: محمد بن جعفر الکتانی (۶)، ۲۳۸
رسالہ الناسخ والمنسوخ: ابن الجوزی (۶)، ۱۹۴
رسائل الارکان: بحر العلوم ابی العیاش عبد العلی محمد (۵)، ۲۷۹، ۳۳۶
الرسائل والاستذکار بما فی سالف الاعصار: المسعودی (۹)، ۷۳
رسولِ اکرم کی سیاسی زندگی: ڈاکٹر حمید اللہ (۵)، ۱۵، ۲۶۰، ۲۷۲، ۲۸۶، ۲۸۹، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۲، ۳۳۹ (۷)، ۶۱۵، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۵۷ (۹)، ۵۲۶—۵۲۷
رسول اللہ فی القرآن الحکیم: طنطاوی (۹)، ۸
الرسول القائد: محمود شیت خطاب (۵)، ۲۹۴، ۲۹۶—۲۹۸، ۳۳۸
رسولُ اللہ میدانِ جنگ میں: احسان بی اے (۵)، ۳۱۰، ۳۳۹
رسولِ رحمت: آزاد، غلام رسول مہر (۷)، ۲۲۷، ۴۴۵، ۴۴۹
رفاہ المسلمین (اردو ترجمہ مسائل اربعین)، (۱۰)، ۹۸
رگِ وید (۹)، ۲۶
روبھی جوانی (۱۰)، ۹۸
روحِ کائنات: صائم چشتی (۱۰)، ۱۹۰
روز البجرٹ کامل، رینالڈ کے ناول کا ترجمہ (۱۰)، ۹۸
روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی: آلوسی (۵)، ۲۴۰—۲۴۳ (۷)، ۵۷۳
الروض الانف: ابو القاسم عبد الرحمن السہیلی م ۵۱۸ھ (۵)، ۲۶۴، ۲۷۲، ۳۳۸ (۷)، ۱۳۷، ۶۰۱، ۶۰۶، ۶۶۹—۶۷۰، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۸۶ (۸)، ۳۴۳، ۳۴۴ (۹)، ۳۲۷، ۵۲۴، ۵۳۳
الروس السبعۃ بسیاسۃ العالم واسرارہ: المسعودی (۹)، ۷۳
روشنی: سیف زلفی (۱۰)، ۱۹۰

روضۃ الاحباب : جمال الدین (۶)، ۱۹
روضۃ الاطبار : نوازش علی خاں شیدا (۱۰)، ۷۱
روضۂ اکبر : صوفی محمد اکبر خاں میرٹھی (۱۰)، ۱۸۵
روضۃ الانوار : ملی ویلوری (۱۰)، ۱۷۵
روضۂ رحمۃ للعالمین : م حسن لطیفی (۱۰)، ۱۸۷
رموزات الاشواق : محمد عبدالقدیر صدیقی (۱۰)، ۱۸۶
روئداد ادارہ معارف اسلامیہ (۶)، ۲۳۹
ریاض احمد : امجد حیدرآبادی (۱۰)، ۵۹، ۱۸۷
ریاض معلی : محمد مظفر الدین معلی (۱۰)، ۱۸۶
ریاض السیر : غلام محمد حسرت (۱۰)، ۱۷۵
ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین : النووی (۵)، ۳۲۸، ۳۳۶ (۶)، ۲۰۵
الریاض النضرۃ (۹)، ۶۱۲، ۶۲۳، ۶۲۹

ز

زادِ راہ (۷)، ۸۷، ۹۷ - ۹۸
زاد المسیر فی علم التفسیر : ابن الجوزی (۵)، ۸۲، ۲۵۱، ۲۶۶، ۳۳۵
زاد المعاد فی ہدی خیر العباد : ابن قیم (۵)، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۹۷، ۳۱۱، ۳۲۴، ۳۳۷ (۶)، ۲۰، ۲۰۹ (۷)، ۳۱، ۴۸، ۶۳، ۶۷، ۷۹، ۵۴۴، ۶۰۷، ۶۰۹ (۸)، ۳۰، ۵۲، ۴۷، ۷۸، ۸۱، ۳۶۳، ۴۳۰، ۶۰۵، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۵، ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۵ (۹)، ۴۴۳، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۳۸
زبدۃ المقادیر : ابو اسمٰعیل یوسف حسین الخانپوری (۹)، ۲۸۵
زبور (۸)، ۳۹۹ (۱۰)، ۵۳۲، ۵۵۴، ۵۸۹
زمزمۂ دل : سرور سہارنپوری (۱۰)، ۱۹۰
الزرقانی علی المواہب اللدنیہ : زرقانی (۵)، ۷۳، ۲۵۳، ۲۷۱ - ۲۷۳، ۲۸۲ — ۲۸۳، ۲۹۳، ۳۰۰، ۳۰۵، ۳۲۲ - ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۸ (۷)، ۱۹۰ - ۱۹۱، ۱۹۳، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۷، ۶۹۹، ۷۱۵، ۷۲۰ (۸)، ۴۲۹، ۴۳۰، ۵۶۷، ۵۶۹ (۹)، ۱۱ - ۵۳۰، ۵۴۰ (۹)، ۵۳۵

ژ

ژند اوستا : زرتشت (۹)، ۳۱

س

سازِ حجاز : سیماب اکبرآبادی (۱۰)، ۱۸۷
سام وید (۹)، ۲۶ - ۲۷
سبز گنبد : ساغر صدیقی (۱۰)، ۱۹۰
سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد : الصالحی شامی (۹)، ۷، ۸، ۱۱، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵
سپاہی کی دلہن (۱۰)، ۹۸
ستیارتھ پرکاش : سوامی دیانند (۸)، ۲۲۰
سحابِ رحمت : سکندر لکھنوی (۱۰)، ۱۸۹
سحر البیان : میر حسن، مرتبہ احسان الحق (۱۰)، ۳۰
سدرہ و طوبیٰ : الم مظفر نگری (۱۰)، ۱۹۱
سر الحیاۃ : المسعودی (۹)، ۷۳
سراج السالکین، اردو ترجمہ منہاج العابدین : امام غزالی (۱۰)، ۹۸
سراج المجالس (ترجمہ اردو خیر المجالس ملفوظات حضرت شیخ نصیر چراغ دہلوی) (۱۰)، ۹۸
سراج المنیر (۱۰)، ۱۹
سرورِ کائنات : ہلال جعفری (۱۰)، ۱۹۱
سرورِ نور : ماجد صدیقی (۱۰)، ۱۹۰
سعادت الکونین (۱۰)، ۹۷
سعید (ناول) (۱۰)، ۹۸

سفارت نامہ : محمد بن آجا (۹)، ۸۵
سفرنامہ ارض القرآن : محمد عاصم (۹)، ۲۶۳
سفرنامہ روم و شام : شبلی نعمانی ۹۷
سفر تنگ و ساتیر (۹)، ۳۲
سفینۂ نعت (۱۰)، ۱۸۶
سلطان صلاح الدین : (۹)، ۴۰۱
سلمان الطاهر : اسینیوں (۷)، ۷۲۳
سلیم وحیدر کلار (۱۰)، ۹۸
السنۃ قبل التدوین : محمد عجاج الخطیب (۷)، ۶۰۲
سفر السعادۃ : فیروز آبادی (۶)، ۱۴
سند الانام شرح مسند الامام (ابی حنیفہ) : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
السنۃ النبویۃ : عباس متولی حمادہ (۶)، ۲۵۹
سنن : ابن ماجہ (۵)، ۳۲۳، ۳۳۱، ۳۳۵ (۶)، ۲۷، ۳۰،
۳۷، ۵۱، ۲۰۴، ۲۳۵، ۲۶۳، ۲۸۵، ۲۹۹–
۳۰۱، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۹،
۳۳۶، ۳۴۱–۳۴۳، ۳۴۶، ۳۴۹، ۳۵۲،
۳۵۵، ۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۶۸–۳۶۹،
۳۷۱–۳۷۲، ۳۷۵، ۳۹۱–۳۹۲، ۳۹۶،
۴۰۵–۴۰۶، ۴۰۸–۴۱۱، ۴۱۷، ۴۲۱، ۴۲۴،
۴۵۰–۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۷، ۴۶۳،
۴۷۲، ۴۷۶–۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۵، ۴۹۱–
۴۹۲، ۴۹۶، ۵۲۲–۵۲۳، ۵۳۸، ۵۵۱، ۵۵۳،
۵۶۷، ۵۸۲، ۵۸۶، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۱۹،
۶۲۳، ۶۳۶، ۶۴۰، ۶۶۰، ۶۷۲، ۶۷۸، ۶۸۶،
۶۹۸، ۷۰۲، ۷۱۵، ۷۲۰، ۷۲۹ (۷)، ۸۶، ۹۲،
۱۱۶–۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۳۰، ۳۸۲، ۴۸۴
۴۹۰، ۴۹۲، ۵۱۸، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۴۸، ۵۶۲–۵۶۸،
۵۷۲–۵۷۷، ۵۷۹–۵۸۳، ۵۸۵–۵۸۶، ۵۸۸،
۵۹۱–۵۹۳، ۵۹۷–۵۹۹ (۸)، ۱۹، ۲۴، ۳۷،
۴۳، ۴۶–۴۷، ۳۴۳، ۵۷۰ (۹)، ۱۹، ۲۱–۲۲،
۲۴–۲۵، ۱۱۳، ۲۳۵، ۵۱۱–۵۱۲، ۵۲۰، ۶۲۲
(۱۰)، ۱۱، ۷۶
سنن : ابوداؤد (۵)، ۲۴۶، ۲۵۹، ۲۸۱، ۳۰۵، ۳۱۲، ۳۲۰،
۳۲۱، ۳۲۳–۳۲۴، ۳۲۷–۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۵،
۶۴۶، ۶۶۸، ۶۸۸، ۷۱۶ — ۷۱۷ (۶)، ۲۷، ۳۰، ۳۰۰،
۹۱، ۱۱۴، ۱۴۷، ۱۹۳، ۲۰۴، ۲۱۲، ۲۲۴، ۲۳۳–
۲۳۵، ۲۴۲–۲۴۳، ۲۵۶ الف – ۲۵۶ (ب)، ۲۵۶ د،
۲۶۱، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۸۶–۲۸۹، ۲۹۴، ۲۹۷،
۳۰۳، ۳۰۶، ۳۱۰، ۳۱۳–۳۱۴–۳۱۶، ۳۱۸–
۳۱۹، ۳۲۳–۳۲۴، ۳۲۶–۳۲۷، ۳۲۹ ——
۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۹–۳۴۳، ۳۴۶–۳۵۰، ۳۵۲،
۳۵۳، ۳۵۵–۳۵۶، ۳۵۸، ۳۶۰، ۳۶۳، ۳۶۵،
۳۶۶، ۳۶۸، ۳۷۱–۳۷۳، ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۰،
۳۸۴، ۳۸۶–۳۸۹، ۳۹۱–۳۹۳، ۳۹۶، ۳۹۸،
۴۰۰، ۴۰۳–۴۰۶، ۴۰۸–۴۱۳، ۴۱۷، ۴۲۰،
۴۲۲، ۴۲۴–۴۲۵، ۴۲۷–۴۲۸، ۴۳۰،
۴۳۲–۴۳۳، ۴۳۶، ۴۴۰، ۴۴۴، ۴۴۸،
۴۵۰، ۴۵۴–۴۵۷، ۴۶۱–۴۶۸، ۴۷۱–
۴۷۲، ۴۷۵–۴۸۳، ۴۸۵–۴۸۶، ۴۸۸،
۴۹۲، ۴۹۴، ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۰۵–۵۰۶
۵۰۷–۵۰۹، ۵۱۰–۵۱۹، ۵۱۲، ۵۲۱–۵۲۲
۵۲۸–۵۲۹، ۵۳۲، ۵۳۵–۵۳۸، ۵۴۰،

۵۴۲ – ۵۴۶، ۵۴۹ – ۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۶،
۵۶۷ – ۵۶۸، ۵۷۲، ۵۷۶، ۵۸۰، ۵۸۲ –
۵۸۳، ۵۸۶، ۵۸۸، ۵۹۱، ۵۹۳ – ۵۹۸، ۶۰۰ –
۶۰۴، ۶۱۰، ۶۱۲ – ۶۱۶، ۶۱۸ – ۶۲۱، ۶۲۳ –
۶۲۵، ۶۲۷، ۶۲۹ – ۶۳۸، ۶۴۰ – ۶۴۱، ۶۵۰
۶۵۱، ۶۵۴، ۶۵۶، ۶۵۹ – ۶۶۰، ۶۶۳، ۶۶۵
۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۲ – ۶۷۵، ۶۷۸، ۶۸۰، ۶۸۲ –
۶۹۸، ۷۰۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۰۶ – ۷۱۱ – ۷۱۳
۷۱۵ – ۷۱۶ – ۷۱۹ – ۷۲۰، ۷۲۴، ۷۳۵، ۷۴۷،
۷۵۲، ۷۵۴ – ۷۵۵ – ۷۵۸، ۷۶۷، ۷۶۹ –
۷۷۰، ۷۷۲ – ۷۷۵، ۷۷۷، ۷۹۶ (۷) ۳۶،
۸۹، ۱۰۸، ۱۱۸ – ۱۱۹، ۱۵۹، ۱۹۱، ۲۰۸ – ۲۰۹، ۲۱۲،
۵۰۱ – ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۵ – ۵۰۷، ۵۱۰، ۵۱۹،
۵۲۰ – ۵۲۱، ۵۲۶، ۵۴۲، ۵۴۵، ۵۴۷ – ۵۴۸
۵۶۳، ۵۷۶، ۵۸۰، ۵۸۲، ۵۸۵، ۵۸۷،
۵۹۲، ۵۹۹، ۷۰۹ (۸) ۳۴، ۶۴ – ۶۶، ۱۰۲
۲۷۵، ۴۰۹، ۴۱۲، ۵۴۷، ۵۷۱ – ۵۷۳ (۹)
۱۷، ۲۴، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۲۱، ۲۳۴ – ۲۳۵، ۵۱۱
۵۱۲، ۵۱۵، ۵۲۰ (۱۰) ۸۸

سنن : بیہقی (۱) ۲۰۴، ۲۱۱، ۳۲۵، ۳۳۵، ۳۴۷،
۳۹۵، ۳۹۹، ۴۰۵، ۴۹۹، ۴۵۲، ۴۶۱
(۷) ۱۳۱، ۱۴۴ – ۱۴۵، ۱۵۹، ۱۶۵ – ۱۶۷
(۸) ۱۰۳، ۵۶۷، ۵۶۹

سنن : ترمذی دیکھیے جامع ترمذی

سنن : دارمی (۵) ۳۲۳، ۳۳۶ (۶) ۷۷ – ۷۹، ۱۸۵،
۱۹۹، ۲۰۴، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۷۰

۵۲۰، ۵۵۷ – ۵۵۸، ۶۴۳، ۶۴۶ (۷) ۸۱، ۹۵
(۹) ۱۸، ۲۵، ۱۱۳ (۱۰) ۱۱، ۱۳، ۱۸، ۶۹

سنن : دارقطنی (۶) ۲۰۴، ۲۴۲، ۲۶۲ – ۲۶۳، ۴۰۵،
۴۵۲ (۷) ۱۲۱، ۱۲۶ (۸) ۵۷۴

سنن : نسائی (۶) ۲۷، ۳۰، ۴۰، ۱۲۸، ۱۴۷، ۲۳۴ –
۲۳۵، ۲۵۶، ب ۲۶۳، ۲۷۰، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۸۰،
۳۰۳، ۳۱۴، ۳۱۷ – ۳۱۹، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۲۸ –
۳۳۰، ۳۳۲ – ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۵۰، ۳۵۳
۳۵۶، ۳۵۹، ۳۶۵، ۳۶۹، ۳۷۸ – ۳۷۹، ۳۸۱،
۳۸۳ – ۳۸۴، ۳۸۷، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۲ – ۴۰۳
۴۰۵ – ۴۰۶ – ۴۰۸، ۴۱۰ – ۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۵ –
۴۱۸، ۴۲۰ – ۴۲۱، – ۴۲۲،
۴۳۲، ۴۳۶، ۴۴۱، ۴۴۲ – ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۳ –
۴۵۴، ۴۵۷ – ۴۵۹، ۴۶۲ – ۴۶۴، ۴۷۶،
۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۵، ۴۸۸ – ۴۹۲، ۴۹۵،
۴۹۷، ۵۰۵، ۵۱۰، ۵۱۲، ۵۱۵، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۲
۲۳، ۵۲۶، ۵۲۸ – ۵۳۰، ۵۳۲، ۵۳۷ – ۵۴۰
۵۴۲، ۵۴۵، ۵۴۸، ۵۵۱ – ۵۵۳، ۵۶۷ – ۵۶۸
۵۷۰، ۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۲ – ۵۸۳، ۵۸۶، ۵۹۰
۵۹۲، ۶۰۰ – ۶۰۲، ۶۰۴، ۶۱۹، ۶۲۳، ۶۲۵،
۶۲۷ – ۶۲۸، ۶۳۲ – ۶۳۳، ۶۳۶، ۶۴۰
۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۸ – ۶۵۹، ۶۶۲، ۶۶۹ –
۶۷۲ – ۶۷۴، ۶۷۸ – ۶۸۰، ۶۸۶، ۶۹۵،
۶۹۸، ۷۰۲ – ۷۰۳، ۷۰۸، ۷۱۰، ۷۱۵، ۷۲۰
۷۲۲، ۷۲۴ – ۷۲۶، ۷۲۸ – ۷۳۰، ۷۴۹ –
۷۵۰، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۱، ۷۶۷، ۷۶۸ – ۷۶۹

۷۷۷، ۷۸۱، ۷۹۰، ۷۹۳ (۷) ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۱۸،
۱۲۳، ۱۵۹، ۲۱۲، ۴۸۵-۴۸۷، ۴۹۱-
۴۹۶، ۵۰۲، ۵۱۳-۵۱۶، ۵۲۱-۵۲۷،
۵۴۵، ۵۴۷، ۵۵۵، ۵۵۷-۵۵۸، ۵۷۶-
۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۷، ۵۹۴-۵۹۷، ۵۹۹
۸۱، ۲۳، ۵۳۰، ۵۷۱-۵۷۲ (۹) ۱۱۳، ۱۱۷،
۵۰۹، ۵۱۵-۵۲۰

سنن صغریٰ: نسائی (۶) ۲۲۴
سنن کبریٰ: بیہقی (۹) ۱۹، ۳۵۸، ۵۱۶، ۶۲۳
سنن کبریٰ: نسائی (۶) ۲۲۴
سوانح عمری امیر تیمور و حمیدہ بانو بیگم (۱۰) ۹۸
سوانح عمری زیب النساء (۱۰) ۹۸
سوانح عمری حکیم بوعلی سینا (۱۰) ۹۸
سوانح عمری علی حزیں (۱۰) ۹۸
سوانح عمری کلاں (حضرت معین الدین چشتی) (۱۰) ۹۸
سوانح عمری مولانا غلام محمد خاں چشتی (۱۰) ۹۸
سوشل اسٹرکچر آف اسلام: ریوین لیوی (۵) ۳۵۲
السیاستہ الاسلامیہ فی عہد النبوۃ: عبدالمتعال
الصعیدی (۵) ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۲۷، ۳۳۸
السیاستہ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیۃ:
ابن تیمیہ (۵) ۱۹۹، ۳۲۱، ۳۳۶
سیاسی وثیقہ جات: محمد حمید اللہ (۸) ۴۲۶
سیاسیات کے اصول: ہارون خاں شیرانی
(۵) ۳۱۳-۳۱۴، ۳۴۰
سید الاذکار یعنی میلاد احمد مختار: محمد بدرالحسن (۱۰) ۵۶، ۵۹
سیر اعلام النبلاء: الذہبی (۷) ۱۳۴، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۱-
۱۶۳، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۷۹، ۱۸۲-۱۸۴، ۱۸۹ (۹)
۵۳۳
سیر انصار: سعید احمد انصاری (۵) ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۷۳، ۳۳۹
(۹) ۵۲۷، ۵۳۸
سیر الاولیاء: میر خورد دہلوی (۶) ۲۴
سیر الصحابہ: (۷) ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۶-۲۴۸، ۲۵۰،
۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۶-۲۶۹،
۲۷۶، ۲۸۰، ۲۸۷-۲۸۹، ۲۹۵-۲۹۶، ۳۰۱-
۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۱، ۳۱۴-۳۱۷،
۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۴-۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۶،
۳۳۹، ۳۴۱، ۳۴۳،
۳۴۶-۳۵۳، ۳۵۶، ۳۶۳، ۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۵-
۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۷، ۳۹۰-
۳۹۴، ۳۹۶-۳۹۸، ۴۰۲-۴۰۳، ۴۰۵-
۴۰۷، ۴۱۰-۴۱۱، ۴۱۶-۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۱۔
۴۲۲، ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۳۰-۴۳۲، ۴۳۴،
۴۳۶، ۴۳۸-۴۴۲، ۴۴۹، ۴۵۱-۴۵۲،
۴۵۷-۴۵۹، ۴۶۳، -۴۶۸، ۴۷۰
۴۷۲، ۴۷۶، ۴۶۵
سیر الصحابیات (۷) ۲۰۴
سیر کبیر: امام محمد (۶) ۳۴
سیرت: ابن اسحٰق (۵) ۹۱، ۱۷۷، ۲۷۲، ۲۹۰، ۲۹۶،
۳۴۴، ۳۴۹، ۳۵۲-۳۵۳، ۳۵۸، ۳۶۷-
۳۶۸، ۳۸۹، ۴۰۲-۴۰۴، ۴۰۶، ۴۰۹،
۴۱۵-۴۱۷، ۴۲۱، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۴،
۴۳۱، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۳۹، ۴۴۷- ۴۵۱

۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۹، ۴۶۲، ۴۶۶، ۴۷۲،
۴۷۵، ۴۹۰، ۵۱۷، ۵۸۰، ۵۸۳، ۵۸۹، ۵۹۴
۶۰۵، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۷، ۶۲۸، ۶۳۷، ۶۴۳
۶۵۷-۶۶۰، ۷۰۰، ۷۱۶، ۷۲۳ (۷) ۳۰،
۳۲، ۶۶، ۷۷، ۱۳۹، ۱۴۴-۱۴۵؛ ۱۶۹،
۱۷۵، ۶۶۰، ۶۶۳، ۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۳
۶۷۶، ۶۷۸ - ۶۷۹، ۶۸۳، (۸) ۲۲
۱۵۱، ۱۴۵، ۱۶۶، ۱۷۳، ۱۷۷،
۱۸۲، ۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۳، ۲۰۸،
۳۳۵، ۴۰۳، ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۹۷، ۵۱۲،
۵۱۷ (۹) ۷۹، ۹۷، ۲۰۳-۲۰۵، ۵۲۴،
۶۱۸

سیرت: ابن ہشام (۵) ۵۶-۵۸، ۶۸، ۷۷، ۸۶، ۹۱،
۱۵۰، ۱۶۸-۱۶۹-۲۳۵، ۲۴۰-۲۴۲،
۲۴۴، ۲۴۷-۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۵، ۲۶۰-
۲۶۶، ۲۶۸-۲۷۱، ۲۷۶-۲۷۹، ۲۸۱-
۲۸۳، ۲۸۶-۳۰۳، ۳۰۵-۳۱۲، ۳۲۰-
۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۶-۳۲۷، ۳۲۹-۳۳۰،
۳۳۲، ۳۳۷، ۳۶۷، ۳۷۳، ۴۵۰، ۵۱۲،
۵۱۷، ۵۸۰، ۵۸۹، ۵۹۷، ۶۱۵، ۷۱۶ (۶)
۲۳۳، (۷) ۱۹، ۲۰-۲۱، ۲۷، ۳۲-۳۳،
۳۶، ۴۰، ۴۸، ۵۷، ۶۳، ۶۷، ۶۹، ۷۵، ۷۷،
۷۹، ۱۳۳، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۵،
۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۹۱-
۱۹۳، ۱۹۶، ۲۲۷، ۲۹۹-۳۰۰، ۵۰۹، ۵۲۸،
۵۳۰، ۵۳۲-۵۳۳، ۵۳۷، ۵۳۹، ۵۴۱،
۵۴۹، ۶۰۷، ۶۰۹، ۶۶۰، ۶۷۱، ۶۷۸، ۶۸۶،
۷۳۱، ۷۴۹ (۸) ۳۳۵، ۴۰۳، ۶۰۱، ۶۰۳،
۶۰۵، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۵، ۶۱۸، ۶۲۱،
۶۲۵ (۹) ۲۰، ۲۳، ۸۴، ۸۶، ۹۰، ۹۳، ۹۷،
۱۰۶، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۸۵، ۵۲۲-۵۲۴-۵۳۲-
۵۳۳ - ۳۳۵ - ۵۳۶، ۵۲۹ - ۵۴۰، ۵۵۸
(۱۰) ۴۱، ۲۲۴، ۲۵۲

سیرت: باسورتھ (۶) ۷۲
سیرت: زینی دحلان (۷) ۷۲۷
سیرت حلبی: ابراہیم بن مصطفیٰ ابن ابراہیم حلبی مداری م ۱۱۹۰ھ (۹) ۱۰۰
السیرۃ الحلبیہ، انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون: ابوالفرج علی بن ابراہیم بن احمد علی بن نورالدین م ۱۰۴۴ھ (۹) ۱۰۰
سیرت حلبیہ: علی ابن برہان الدین الحلبی (۵) ۲۹۴-۲۹۶، ۳۰۰، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۳۷ (۷) ۶۰۴ - ۶۰۹، ۷۴۹ (۹) ۲۶۴
سیرت الرسولؐ: محمد رضوان و انتظام اللہ (۹) ۴۵
سیرۃ رسولؐ: انتظام اللہ شہابی (۹) ۳۶
سیرت رسولؐ: ولیم میور (۹) ۳۰۸
سیرت سرور دو عالم: ابوالاعلیٰ مودودی (۷) ۲۰، ۱۳۳
سیرت صدیق اکبر: محمد رضا (۷) ۳۲۳، ۴۵۸، ۴۶۸، ۴۷۰
سیرۃ عمر بن الخطاب: علی الطنطاوی (۷) ۱۸۱
سیرت المصطفیٰ (۷) ۷۶، ۳۰۳، ۵۴۴
سیرۃ نبوی: زہری (۹) ۵۲
سیرۃ النبی: ابوالسعادات سعد اللہ بن الحسین بن ابی تمام التکریتی (۹) ۸۷

سیرت نبوی ترکی لٹریچر میں : مسعود سلیم الشامان (۹)، ۸۴
سیرت النبیؐ : سیلمان ندوی (۵)، ۱۵، ۲۳۶ — ۲۳۹، ۲۴۵
۲۲۴، ۳۴۰ (۶) ۲۲۱، ۲۳۹ (۸) ۷۴۶
(۹) ۱۱، ۲۰۷، ۳۲۷ (۱۰) ۳۸
سیرت النبیؐ : شبلی نعمانی (۵)، ۱۵، ۲۶۲، ۲۷۱ — ۲۷۷،
۴۴ — ۲۸۶، ۲۹۸، ۳۱۱ — ۳۱۲، ۳۲۷، ۳۴۰
۳۶۵، ۳۸۵، ۳۹۹ (۷) ۲۵۲، ۳۰۰، ۳۱۱ —
۳۱۴، ۳۲۱، ۳۳۷، ۳۴۲، ۳۴۹، ۳۵۱،
۴۵۰، ۵۳۰، ۶۰۱ — ۶۰۲ (۸) ۲۳۵، ۳۶۲
۳۶۳، ۴۷۹ (۹) ۳۲۶، ۳۵۵، ۴۲۱، ۵۲۳
السیرۃ النبویہ : ابن کثیر (۵)، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۲، ۳۳۷
(۹) ۵۲۵، ۵۳۳، ۵۳۵
السیرۃ النبوۃ : ابوالحسین احمد بن عبداللہ البکری المصری م بعد
۶۹۴ھ (۹)، ۸۹
السیرۃ النبویۃ : محمد بن بسطام بن رستم بن قنبر الحسینی الخوشابی
م ۱۰۹۶ھ (۹) ۱۰۲
السیرۃ النبویہ و آثار المحمدیہ : سید احمد الزینی (۸)، ۹۳
سیف الملوک و بدیع الجمال : غواصی (۱۰)، ۱۷۱

ش

شاخ سدرہ : عبدالکریم ثمر (۱۰)، ۲۴، ۲۶، ۱۹۰
شاخ طوبیٰ : ادیب سیمابی (۱۰)، ۱۸۹
شاخ طوبیٰ : آغا صادق (۱۰)، ۱۸۹
شانِ مصطفےٰ : شیر محمد ترمذی (۱۰)، ۲۳
شاہنامۂ اسلام : حفیظ جالندھری (۱۰)، ۲۶، ۴۰، ۴۸،
۵۰، ۱۸۷
شذرات الذہب : ابن العماد الحنبلی (۶)، ۲۳۷
شرح اربعین نووی : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح الفیہ : العراقی (۷)، ۱۳۶ — ۱۳۷، ۱۳۹ — ۱۴۱ —
۱۴۵ — ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲
شرح ثلاثیات بخاری : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح تعرف (۹)، ۳۴
شرح حصن حصین : ملا علی قاری (۶)، ۱۹، ۵۱
شرح الدرر فی ہجرۃ سید البشر : شہاب الدین احمد بن عماد الدین
اقفہسی م ۸۰۸ھ (۹)، ۹۵
شرح السنہ (۶)، ۳۳۴، ۱۶۷ (۷)، ۷۴۹
شرح شواہد المغنی : ابن ہشام (۱۰)، ۲۴۳
شرح السیر الکبیر : محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (۵)،
۲۷۲، ۳۳۶
شرح السیرۃ : القطب الحلبی (۷)، ۱۴۸
شرح سیرۃ ابن سید الناس : ابوعز یزالدین عبدالعزیز بن
محمد بن ابراہیم بن جماعہ کنانی م ۷۶۷ھ (۹)، ۹۳
شرح شفا قاضی عیاض : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح شمائل ترمذی : حاجی درشاید حاجی محمدؒ ۶، ۱۵
شرح شمائل ترمذی : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح صحیح بخاری : یعقوب صرفی (۶)، ۱۵
شرح صحیح مسلم : امام نووی (۶)، ۲۶، ۲۰۹، ۲۵۴ (۷)
۲۹۱، ۶۹۳، ۷۰۲
شرح صحیح مسلم : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح سفر السعادۃ : عبدالحق محدث دہلوی (۶)، ۲۰
شرح عقائد نسفی : ملا علی قاری (۶)، ۱۹
شرح معانی الآثار : طحاوی (۶)، ۱۴۱، ۱۹۳
شرح موطا امام محمد : ملا علی قاری (۶)، ۱۹

شرح نخبۃ الفکر : ملا علی قاری (۶)، ۱۹، ۲۵۴
شرح نظم السیر النبوۃ : شہاب الدین احمد بن عماد الدین
اقفہسی م ۸۰۸ھ (۹)، ۹۵
شرح نہج البلاغہ : سید علی نقی (۹)، ۷۲۹
شرح المواہب (۷)، ۴۷، ۵۴۴
شرح نووی برحاشیہ مسلم (۶)، ۲۳۳
الشریعۃ : محمد حسین آجری (۹)، ۷۱۱
شش جہت : سعادت یار خاں (۱۰)، ۴۸۶
شعب الایمان : بیہقی (۷)، ۱۰۷
شعر الہند (۱۰)، ۷۰
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ : قاضی عیاض (۶)، ۳۰ (۷)، ۱۰۵
(۸)، ۳۳۹، ۳۴۱–۳۴۲، ۳۴۴، ۳۶۳–
۳۶۴، ۴۰۷، ۴۱۵، ۴۱۷–۴۱۸–۵۴۹
۵۵۰، ۵۵۶ ۵۵۸
شفاء الغرام باخبار البلد الحرام : الفاسی (۹)، ۲۶۳
شمائل : ترمذی (۶)، ۷، ۳۲، ۵۰—۵۲ (۷)، ۲۱ (۸)
۳۶۰ (۱۰)، ۱۲، ۱۸، ۹۷
شمائل النبی : عبدالحمید ترین (۱۰)، ۱۷۵
شمس و قمر : قمر میرٹھی (۱۰)، ۱۹۰
شمسی توانائی : سلطان علی (۹)، ۱۰
شمشیر ضیا بار : رحمٰن کیانی (۱۰)، ۱۹
شواہد النبوت : جامی (۹)، ۳۶، ۴۰
شہادت الاقوام : (۹)، ۲۹
شہر آشوب لندن کامل (۱۰)، ۹۸

ص

صبح الاعشیٰ : قلقشندی (۵)، ۶۳۲ (۹)، ۸۹، ۱۰۶
صبح سعادت : سید یزدانی جالندھری (۱۰)، ۱۹۱
صحاح : جوہری (۹)، ۴۱۳ (۱۰)، ۱۱–۱۲
صحیح : ابن ابی حاتم (۶)، ۲۶۳
صحیح : ابن حبان (۶)، ۲۶۳ (۸)، ۵۳۰ (۹)،
۵۱۱، ۵۲۰
صحیح : ابن خزیمہ (۶)، ۲۶۳
صحیح : ابن عوانہ (۶)، ۲۶۳
صحیح بخاری : محمد بن اسماعیل بخاری، م ۲۵۶ھ
(۵) ۷۰، ۱۴۸، ۲۱۸، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۲،
۲۶۱، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۲، ۲۷۹، ۲۸۱،
۲۹۳—۲۹۴، ۲۹۸—۲۹۹، ۳۰۹—۳۱۰، ۳۱۹-
۳۲۴، ۳۲۶—۳۳۲، ۳۳۵، ۴۵۲، ۴۹۵،
۵۸۳، ۵۹۰، ۶۰۷—۶۰۸، ۶۱۵، ۶۲۳، ۶۲۷،
۶۴۴، ۷۰۹—۷۱۰، ۷۱۶—۷۱۷، ۷۲۰، ۷۲۲
(۶) ۱۲، ۱۴، ۱۹، ۲۰—۲۲، ۲۶—۲۷—۳۰
۳۵، ۳۸، ۴۰، ۴۹، ۵۰—۵۲، ۵۷، ۶۱—۶۲،
۶۴، ۶۷—۶۸، ۷۴، ۸۱، ۱۰۵، ۱۱۱، ۱۱۶،
۱۲۱—۱۲۲، ۱۲۵، ۱۷۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۰۱،
۲۰۳—۲۰۴، ۲۰۶—۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۲۰،
۲۲۴، ۲۳۱، ۲۴۰—۲۴۱، ۲۵۱—۲۵۲،
۲۵۵—۲۵۶، ۲۵۶ ب ۲۵۶ح، ۲۶۱،
۲۶۳، ۲۶۸، ۲۷۵—۲۷۷، ۲۸۰—۲۸۲
۲۸۳، ۲۸۹، ۲۹۲، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱.

۳۰۶، ۳۱۰–۳۱۱، ۳۱۸–۳۱۹–۳۲۱، ۳۲۳
۳۲۴، ۳۲۶، ۳۲۹–۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸،
۳۴۰–۳۴۳، ۳۴۵–۳۴۷، ۳۴۹–۳۵۵
۳۵۷–۳۵۸، ۳۶۰–۳۶۱، ۳۶۴–۳۶۶
۳۶۸–۳۷۰، ۳۷۲–۳۷۵، ۳۷۷–۳۷۹
۳۸۱–۳۸۲، ۳۸۴–۳۹۲، ۳۹۴–۳۹۷
۴۰۰–۴۰۷، ۴۱۰–۴۱۴، ۴۱۵–۴۱۷
۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۵، ۴۲۸
۴۳۲، ۴۳۶–۴۳۷–۴۴۲، ۴۴۸، ۴۵۰،
۴۵۴–۴۵۸–۴۶۱–۴۶۳، ۴۶۵–۴۶۶
۴۷۰، ۴۷۲، ۴۷۵–۴۷۸، ۴۸۰–۴۸۱
۴۸۳، ۴۸۵، ۴۸۸–۴۸۹، ۴۹۱–
۴۹۳، ۴۹۶–۴۹۷، ۵۰۲، ۵۰۸، ۵۱۰،
۵۱۲، ۵۱۸–۵۲۵، ۵۳۵–۵۳۸–۵۴۴
۵۴۵، ۵۵۱، ۵۵۲–۵۵۳، ۵۵۶، ۵۵۷
۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۳، ۵۶۵–۵۶۸، ۵۷۰
۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۲، ۵۸۶، ۵۸۹
۵۹۱، ۵۹۴–۵۹۷، ۶۰۰، ۶۰۱–۶۰۳،
۶۰۷، ۶۰۹، ۶۱۱–۶۱۵، ۶۱۹، ۶۲۱،
۶۲۳، ۶۲۶–۶۳۶، ۶۳۹–۶۴۳،
۶۵۰، ۶۵۳–۶۵۴، ۶۵۷–۶۵۹، ۶۶۴
۶۶۵، ۶۶۸، ۶۷۱–۶۷۳، ۶۷۷–
۶۷۸، ۶۸۰، ۶۸۶، ۶۸۹–۶۹۰، ۶۹۵
۶۹۶، ۶۹۸، ۷۰۱–۷۰۳، ۷۰۵، ۷۰۸
۷۰۹، ۷۱۱، ۷۱۳–۷۱۵، ۷۱۹–۷۲۱،
۷۲۵، ۷۲۷، ۷۲۹، ۷۳۱–۷۳۳–۷۳۵
۷۳۸–۷۳۹، ۷۴۴، ۷۴۶، ۷۴۹–۷۵۰
۷۵۲، ۷۵۶، ۷۵۸–۷۶۰، ۷۶۲–۷۶۴
۷۶۷–۷۷۲، ۷۷۵–۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹
۷۸۲–۷۸۳، ۷۸۵، ۷۸۸–
۷۹۰–۷۹۳، ۷۹۵
۷۹۶، (۷) ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۳۰، ۴۸، ۵۷،
۶۳، ۶۵، ۶۷، ۷۱–۷۲، ۷۶، ۸۱–۸۳، ۸۵، ۹۰،
۹۳–۹۶، ۱۰۳–۱۰۴، ۱۱۶، ۱۱۸–۱۲۲، ۱۲۴–۱۲۵،
۱۲۷–۱۲۸، ۱۳۱–۱۳۳، ۱۳۷–۱۳۸، ۱۴۰، ۱۵۶،
۱۵۸، ۱۶۰، ۱۸۸، ۲۱۳، ۲۱۷، ۴۸۲–۴۸۶، ۴۸۸،
۴۹۰–۴۹۱، ۴۹۸، ۵۰۰–۵۰۱، ۵۰۳–۵۰۴،
۵۱۳–۵۱۶، ۵۱۸–۵۲۰، ۵۲۴، ۵۲۵–۵۲۶،
۵۵۰–۵۵۱، ۵۵۵، ۵۵۷–۵۶۰، ۵۶۲–
۵۶۴، ۵۶۶–۵۶۷، ۵۶۹–۵۷۱، ۵۷۴،
۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۴–۵۸۵، ۵۸۷، ۵۸۹–
۵۹۱، ۵۹۳–۵۹۴، ۵۹۷–۵۹۹، ۶۵۸، ۷۲۰،
۷۳۱، ۷۴۷–۷۴۹ (۸) ۳۰، ۱۴، ۶۴، ۷۲–۷۴،
۹۱، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۴۸، ۱۵۳، ۱۶۶، ۱۹۲،
۲۳۵–۲۳۶، ۲۷۷، ۳۲۱، ۳۳۵، ۳۶۰، ۴۲۱،
۴۲۸، ۴۵۲، ۵۴۰، ۵۴۳–۵۴۸، ۵۵۸، ۵۶۰،
۵۷۴، ۶۴۱ (۹) ۱۴–۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴–۲۵،
۳۷، ۴۶، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۴۷، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۳۱،
۲۸۵، ۳۵۸، ۳۶۵–۳۶۶، ۴۱۳–۴۱۴،
۴۲۰، ۴۲۲، ۵۱۲، ۵۱۵–۵۱۶، ۵۱۸، ۵۲۰،
۵۲۶، ۵۴۷، ۶۱۸–۶۱۹، ۶۲۲–۶۲۳، ۶۳۱،
۷۰۳ (۱۰) ۶۶، ۷۶، ۸۶–۸۷، ۹۰، ۱۴۳

صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری،

م ۲۶۱ھ (۵) ۲۵۲، ۳۰۰، ۳۲۱، ۳۲۳،
۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۶، ۶۰۸، ۶۲۶، ۶۷۹،
۶۸۷، ۷۲۳ (۶) ۲۰، ۲۷، ۳۱، ۴۰، ۴۹،
۵۱ - ۵۲، ۶۲، ۱۰۵، ۱۴۳، ۱۹۲، ۱۹۸، ۲۰۴،
۲۰۶ - ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۹، ۲۴۲، ۲۵۱، ۲۵۵ -
۲۵۶، ۲۵۶ ب، ۲۶۳، ۲۶۷ - ۲۶۸، ۲۷۱ -
۲۷۲، ۲۷۵ - ۲۷۷، ۲۷۹ - ۲۸۳، ۲۸۵،
۲۹۱ - ۲۹۲، ۲۹۷ - ۳۰۱، ۳۰۶ - ۳۰۷،
۳۱۰ - ۳۱۱، ۳۱۵، ۳۱۸ - ۳۱۹، ۳۲۱ - ۳۲۶،
۳۲۸ - ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸ - ۳۴۱، ۳۴۶ -
۳۵۸، ۳۶۰ - ۳۶۱، ۳۶۵ - ۳۶۶، ۳۶۸ -
۳۷۵، ۳۷۸ - ۳۷۹، ۳۸۱ - ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۶،
۳۸۷ - ۳۹۳، ۳۹۵ - ۳۹۷، ۴۰۰، ۴۰۱ - ۴۰۷،
۴۰۹ - ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۵، ۴۱۶ - ۴۱۸، ۴۲۰ -
۴۲۱، ۴۲۵، ۴۲۸ - ۴۲۹، ۴۳۳، ۴۳۷،
۴۴۱ - ۴۴۲، ۴۵۰ - ۴۵۱، ۴۵۳ - ۴۵۴،
۴۵۶ - ۴۶۱، ۴۶۳ - ۴۶۴، ۴۷۰، ۴۷۳،
۴۷۵ - ۴۷۸، ۴۸۰ - ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۵ -
۴۸۶، ۴۸۸ - ۴۹۲، ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۰۸ - ۵۱۰،
۵۱۲، ۵۱۴، ۵۱۹ - ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۸، ۵۳۰،
۵۳۵، ۵۳۸، ۵۴۵، ۵۴۸ - ۵۵۳، ۵۵۶ -
۵۵۸، ۵۶۰ - ۵۶۱، ۵۶۳ - ۵۶۵، ۵۶۷ -
۵۷۰، ۵۷۵ - ۵۷۶، ۵۷۸ - ۵۸۰، ۵۸۲،
۵۸۵ - ۵۸۶، ۵۸۸ - ۵۹۱، ۵۹۴، ۵۹۸،
۶۰۰ - ۶۰۲، ۶۰۷، ۶۱۱ - ۶۱۳، ۶۱۵،
۶۱۹ - ۶۲۱، ۶۲۳، ۶۲۶ - ۶۳۶، ۶۳۸ -
۶۴۳، ۶۵۰، ۶۵۳ - ۶۵۵، ۶۵۷ - ۶۵۹،
۶۶۴ - ۶۶۵، ۶۷۰، ۶۷۱ - ۶۷۴، ۶۷۸ -
۶۸۰، ۶۸۶، ۶۸۹ - ۶۹۰، ۶۹۵ - ۶۹۸،
۷۰۰ - ۷۰۳، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۸ - ۷۱۱، ۷۱۳ -
۷۱۵، ۷۲۰ - ۷۲۱، ۷۲۴ - ۷۳۰، ۷۳۲ - ۷۳۳،
۷۳۵، ۷۳۸ - ۷۳۹، ۷۴۴، ۷۴۶، ۷۴۹ -
۷۵۰، ۷۵۲ - ۷۶۰، ۷۶۲ - ۷۶۴، ۷۶۸ -
۷۷۱، ۷۷۴ - ۷۷۸، ۷۸۲ - ۷۸۳، ۷۸۵،
۷۸۸، ۷۹۰، ۷۹۲ - ۷۹۳، ۷۹۶ (۷) ۲۴، ۲۹،
۳۵، ۴۱، ۴۸، ۵۷، ۶۲، ۶۵، ۶۷، ۸۱، ۸۳،
۸۵ - ۸۶، ۹۲، ۹۷، ۱۰۲، ۱۰۷ - ۱۰۹، ۱۱۲،
۱۱۴ - ۱۲۲، ۱۲۴ - ۱۳۳، ۱۴۷، ۱۶۰، ۱۸۲، ۱۸۵ -
۱۸۶، ۱۸۸، ۴۸۳، ۴۸۶، ۴۹۴، ۴۹۸، ۵۰۱، ۵۰۴ - ۵۰۵
۵۱۳، ۵۱۵ - ۵۱۶، ۵۲۱ - ۵۴۷، ۵۵۱ - ۵۵۲، ۵۵۵ -
۵۵۷، ۵۵۹ - ۵۶۳، ۵۶۶ - ۵۶۷، ۵۶۹، ۵۷۵
۵۷۶، ۵۷۸ - ۵۸۰، ۵۸۷ - ۵۸۸، ۵۹۰،
۵۹۳، ۵۹۷ - ۵۹۹، ۶۹۳ (۸) ۱۸، ۳۸،
۴۰، ۴۹، ۵۹، ۶۴، ۷۰، ۹۲، ۱۰۵، ۱۱۱، ۱۳۰،
۱۴۸، ۱۶۶، ۳۶۳، ۳۸۰، ۴۲۱، ۴۵۲، ۵۴۰،
۵۴۴ - ۵۴۸، ۵۶۷، ۵۶۹ - ۵۷۰، ۶۰۳،
۶۶۱ (۹) ۱۷ - ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۹۵ - ۹۶،
۱۱۷، ۱۱۹، ۱۸۷، ۱۹۷، ۱۹۹، ۳۶۵ - ۳۶۶،
۴۱۳، ۴۲۲، ۵۰۹، ۵۱۲، ۵۱۵ - ۵۱۶، ۵۱۸ -
۵۱۹، ۵۲۰، ۶۱۳، ۶۲۲ (۱۰) ۸۷، ۹۰

صحیفہ: سعد بن عبادہ (۶) ۱۹۹

صحیفہ: وہب بن منبہ (۶) ۲۲۰، ۲۳۱،

صحیفۂ صادقہ: عبداللہ بن عمر بن العاص (۶)، ۱۹۷، ۲۲۸، ۲۳۵
الصحیفۃ الصحیحہ موسوم بہ صحیفہ ہمام بن منبہ م ۱۰۱ھ:
حمید اللہ (مرتب)، ۲۳۲ (۹)، ۱۹۸—۱۹۹،
۲۳۳، ۲۳۷
صحیفۂ نور: عزیز حاصل پوری (۱۰)، ۱۸۹
صحیفۂ ولا: محمد ہادی عزیز لکھنوی (۱۰)، ۱۸۶
صلصلۃ الجرس: عمیق حنفی (۱۰)، ۱۴۱
صدیق اکبر: محمد رضا (۷)، ۴۵۹
صراح (۱۰)، ۱۲
صیغز واختر (۱۰)، ۹۸
صفوۃ الصفوہ: ابن جوزی (۶)، ۹۴—۹۵ (۹)، ۶۳، ۶۸،
۷۰، ۱۹۶، ۴۰۰، ۶۱۳
صلِ علیٰ: محمد احمد شاد (۱۰)، ۱۹۱
صلّوا علیہ وآلہٖ: حفیظ تائب (۱۰)، ۱۹۰
صلی اللہ علیہ وسلم: راز کاشمیری (۱۰)، ۵۱
صواعق محرقہ: ابن حجر مکی (۶)، ۱۴، ۱۶
صواعق مرسلہ: ابن قیم (۶)، ۲۰۳
صہبائے حرم: ساجد صدیقی لکھنوی (۱۰)، ۶۰
صہبائے مدینہ: آثم نظامی (۱۰)، ۱۸۹
صید الخاطر: ابن جوزی (۶)، ۹۱
صور من حیاۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: امین دویدار (۹)، ۱۷۷
الصلوٰۃ الہامیہ: مصطفیٰ ابن کمال الدین خلوتی (۹)، ۶۱۲

ض

ضوء الدراری: غلام علی آزاد (۶)، ۲۲
الضوء اللامع: السخاوی (۶)، ۱۳
ضیاء الانوار: احمد بن عبداللہ بن محمد ابو الحسن البکری (۹)، ۸۹
ضیاء القرآن: کرم شاہ (۸)، ۶۶۱

ط

طاب طاب: عبدالعزیز خالد (۱۰)، ۱۸۹
طب النفوس (۹)، ۷۳
طبقات: ابن سعد (۵)، ۳۸، ۸۳، ۱۰۲، ۱۲۶، ۱۳۳، ۱۴۱،
۱۵۰، ۱۵۹، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۷،
۲۶۲—۲۷۳، ۲۷۹، ۲۸۱—۲۸۳، ۲۸۵—۳۰۶،
۳۱۰—۳۱۲، ۳۲۰—۳۲۲، ۳۲۵—۳۲۸، ۳۳۳،
۳۳۴، ۳۳۷، ۳۶۷—۳۶۸، ۳۸۹، ۳۹۶—
۳۹۷، ۴۰۶—۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۲۱، ۴۲۶،
۴۳۱، ۴۳۶—۴۳۷، ۴۴۷، ۴۴۹—۴۵۲،
۴۵۵—۴۵۷، ۴۶۱—۴۶۲، ۴۶۴—
۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۱، ۴۸۸، ۴۹۵،
۴۹۷، ۵۰۳—۵۰۴، ۵۱۴—۵۱۵، ۵۱۷—۵۱۸،
۵۵۷، ۵۶۴، ۵۸۹، ۵۹۸—۵۹۹، ۶۱۳، ۶۱۵،
۶۲۴، ۶۲۸، ۶۳۳، ۶۵۴، ۶۷۲، ۶۷۵—۶۵۶،
۶۷۸—۶۷۹، ۶۹۱، ۷۱۵—۷۱۷، ۷۱۹—۷۲۰
(۶) ۷، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۵، ۹۵، ۱۱۱، ۱۱۸، ۱۳۱،
۱۷۰، ۱۷۲، ۱۸۵—۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۸، ۲۱۴، ۲۲۹،
۲۳۴—۲۳۷، ۲۴۰—۲۴۳، ۲۶۱ (۷) ۱۳۹، ۱۴۴،
۱۴۷، ۱۵۰—۱۵۱، ۱۵۳—۱۵۴، ۱۵۶، ۱۶۹، ۱۷۲،
۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۴، ۱۹۰—۱۹۱، ۱۹۳—۲۰۷، ۲۱۰—
۲۱۲، ۲۱۵—۲۱۸، ۲۲۳—۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۸،
۲۳۶، ۲۴۴—۲۴۵، ۲۵۴، ۲۵۷، ۲۸۱، ۲۸۸،
۲۹۷، ۲۹۹—۳۰۰، ۳۱۶، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۳۵—
۴۳۸، ۴۴۴—۴۴۹، ۴۷۵—۴۷۸، ۴۸۰، ۵۰۶،

۵۷۷، ۵۸۳، ۶۰۷، ۶۰۹ - ۶۱۰، ۶۸۰،
۶۹۴ - ۶۹۸، ۷۰۰ - ۷۲۰، ۷۲۷ (۸) ۱۶۹،
۳۳۵، ۳۴۰ - ۳۴۲، ۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۵، ۶۰۸،
۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۵ (۹) ۷۰، ۹۷، ۵۲۳،
۵۳۱ - ۵۳۳، ۶۸۸

الطبقات: مسلم بن حجاج القشیری (۷) ۱۴۹، ۱۶۶

طبقات الحفاظ (۶) ۲۴۱

طبیعیات، عربی ترجمہ از سلام الابرش: ارسطو (۸) ۵۳۵

طحاوی شریف (۷) ۵۹۹

طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام: شیخ الاسلام (۶) ۲۱

الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ: ابن قیم (۵) ۳۳۱، ۳۳۷

طلوع سحر: ہلال جعفری (۱۰) ۱۹۱

طوطی نامہ: غوامی (۱۰) ۱۷۱

طیب الانفاس بمختصر سیرۃ ابن سید الناس: محمد بن عبد اللطیف
بن احمد اقصری حملی م ۸۷۲ھ (۹) ۹۷

ظ

ظفر علی خان: غلام حسین ذوالفقار (۱۰) ۳۶

الظفر المبین (۶) ۱۵۹

ظفر الوالہ بمظفر وآلہ: عبداللہ بن محمد بن عمر المکی (۶) ۱۶

ظہور رحمت: شاہ عظیم آبادی م ۱۳۴۵ھ (۱۰) ۱۵۴

ظہور قدسی: مفتی انتظام اللہ شہابی (۱۰) ۱۹۱

ظہیر الاسلام (۸) ۵۵۶

ع

عبدہٗ: عبد العزیز خالد (۱۰) ۱۸۹

العتیق: عبد الحفیظ (۸) ۱۲۸

عبقریۃ محمد: عباس محمود العقاد (۸) ۳۶۲، ۳۶۸، ۳۹۲

العجالہ شرح الفیہ: العراقی (۷) ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۴۴،
۱۵۴، ۱۵۶، ۱۶۰ - ۱۶۱، ۱۶۳ - ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۱ -
۱۷۲، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱ - ۱۸۴، ۱۸۷ - ۱۸۹

العجالۃ السینہ علی الفیہ السیرۃ: ثعلبی (۷) ۱۴۸

العجالۃ السنیہ والفیۃ العراقی: الیعمری (۷) ۱۳۶، ۱۴۰

عجالۂ نافعہ: شاہ عبد العزیز (۶) ۳۴

العرب قبل الاسلام: جرجی زیدان (۵) ۲۳۸ - ۲۴۱، ۳۳۷

عرب اور اسلام، ترجمہ از مبارز الدین و محمد معین خان: حتی (HITTI)
(۵) ۲۴۳

عربی اسلامی تہذیب: گوستاف لی بان (۷) ۲۲۷

عزیز مصر (۱۰) ۹۸

عصر النبی: محمد عزۃ دروزۃ (۵) ۲۵۹، ۳۳۸

عطر جذبات: احمد علی اثر ہاپوڑی (۱۰) ۱۹۸

عطیہ شکریہ (ہدیۂ مہدویہ کا جواب) (۱۰) ۹۸

عظمت حدیث: ضیاء احمد بدایونی (۶) ۲۲۹

عظمۃ الرسول: محمد عطیہ الابراشی (۸) ۳۶۲، ۳۶۹، ۵۴۹

عقائد فخریہ: معروف بہ نظام العقائد (۱۰) ۹۷

العقد الثمین (۷) ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳،
۱۷۲، ۱۷۳، ۱۸۹

العقد الفرید: ابن عبد ربہ (۵) ۲۴۲، ۳۳۷، ۵۹۲ (۸)
۵۵۹ - ۵۶۰، ۵۶۳

عقیدت: محمود اختر کیانی (۱۰) ۱۹۰

عقیدت کے پھول: اسلم جالندھری (۱۰) ۱۹۱

عقیدت کے پھول: محمد عاشق (۱۰) ۱۹۰

عقیدہ الحمویہ: شیخ واسطی (۹) ۱۱۱

علل الشرائع : صدوق (۷) ۷۲۹
علم الحدیث : العمادی (۶) ۲۶۲
العلم الشامخ : (۶) ۱۰۲
علم القلوب : ابوطالب بن محمد (م۹۴۹ء) (۸) ۶۹۸
العلل : ابن مدینی (۷) ۱۵۷
علوم الحدیث : تقی الدین الشہرزوری (۶) ۲۳۳
علوم الحدیث و مصطلحہ : صبحی صالح (۶) ۲۳۳، ۲۲۷ (۷) ۵۹۹
علی نامہ : نصرتی (۱۰) ۲۷، ۱۷۱
علی حاشی الشفا (۸) ۳۳۹
عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار : احمد بن عبد الحمید العباس (۵) ۲۵۴، ۳۴۸
عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر : عبدالحلیم (۶) ۴۱
عمدۃ القاری : عینی (۵) ۲۱۰ (۷) ۱۷۱
عمر بن خطاب : طنطاوی (۷) ۳۴۳
عمر فاروق اعظم : محمد حسین ہیکل (۷) ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۶۶
عمرو بن العاص : محمد فرج (۷) ۴۲۰، ۴۳۲ – ۴۳۳، ۴۳۵،
۴۳۸، ۴۴۳
عہد نبویؐ کے میدان جنگ : محمد حمید اللہ (۵) ۲۸۵، ۳۳۹، ۳۷۶، ۵۵۶
عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی : ڈاکٹر حمید اللہ (۵) ۱۵، ۹۶ – ۹۸، ۱۱۰،
۱۱۷، ۲۲۶، ۲۴۱ – ۲۴۳، ۲۷۵ – ۲۸۰، ۲۸۳،
۳۲۹ – ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۹ (۹) ۵۲۶
عینی شرح صحیح بخاری (۵) ۷۱۷
عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر : ابن سید الناس (۵)
۷۳، ۲۵۳، ۲۶۴ – ۲۶۵، ۲۹۵، ۲۷۷، ۳۲۱،
۳۳۷ (۷) ۱۳۵ – ۱۳۷، ۱۳۹ – ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۰،
۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۶۰ – ۱۶۱، ۱۶۳ – ۱۶۴،
۱۶۸، ۱۷۱ – ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱ – ۱۸۴،
۱۸۷ – ۱۸۹، ۶۰۵ – ۶۰۷، ۶۰۹ (۹) ۶۴ –
۶۸، ۹۷، ۲۶۴، ۲۶۸، ۵۳۰، ۵۳۳
عیون الاخبار (۸) ۳۴۷، ۳۵۸، ۵۹۱
عیون الاخبار الرضا (۷) ۵۱۷

غ

غایۃ السئول فی سیرۃ الرسول : عبدالباسط بن خلیل بن شاہین الملطی
بن الوزیر م ۹۲۰ھ (۹) ۹۸
غایۃ الکلام فی بیان الحلال والحرام : عبدالحلیم (۶) ۴۱
غبار حجاز : راسخ عرفانی (۱۰) ۱۸۹
غرور حسن (۱۰) ۹۸
غزلیات غالب (فارسی) مرتبہ وزیر الحسن عابدی : غالب (۱۰) ۳۷
غنچۂ نور : حافظ الٰہی بخش بسمل (۱۰) ۱۸۵
غیاث اللغات (۱۰) ۱۴

ف

فارقلیط : عبدالعزیز خالد (۱۰) ۴۱، ۴۸، ۶۲، ۱۸۹
الفاروق : شبلی نعمانی (۵) ۳۲۹ (۷) ۳۴۰ – ۳۴۱، ۳۴۴ –
۳۴۹، ۳۵۲، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۶۱ – ۳۶۲، ۳۶۶ –
۳۶۸، ۳۷۰ – ۳۷۱، ۳۷۵، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۶،
۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۲ – ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۹ – ۴۰۰،
۴۰۸، ۴۲۱، ۴۲۷، ۴۶۲، ۴۶۷ (۹) ۵۵۲
فاکہۃ البستان (۱۰) ۱۲
فتح الباری : ابن حجر (۵) ۲۱۰، ۳۲۵ – ۳۲۶ (۶) ۳۹ – ۴۰،
۵۰، ۱۹۴، ۲۰۹، ۲۳۳ – ۲۳۴، ۲۴۱ (۷) ۷۶، ۱۳۷،
۱۵۸، ۱۷۲، ۴۴۴، ۵۴۴، ۶۰۴ (۸) ۲۱، ۴۲۱، ۴۲۴
(۹) ۲۵۰
فتح القدیر : ابن ہمام (۶) ۳۹ – ۴۰

الفتح القریب فی سیرۃ الحبیب : فتح الدین محمد بن ابراہیم بن محمد الشہید
النابلسی م ۷۹۳ھ (۹) ۹۴
الفتح المبین (۶) ۱۵۹
فتح المغیث : ابن الجوزی (۶) ۴۲، ۲۳۵، ۲۶۴
فتح الملہم : شبیر احمد عثمانی (۶) ۱۶۷، ۲۰۳، ۲۵۰، ۲۵۳
فتوح البلدان : البلاذری (۵) ۲۵۵، ۲۸۸، ۲۹۶، ۳۰۲،
۳۱۱، ۳۲۴، ۳۲۷، ۳۳۷، ۳۹۶ – ۳۹۷ (۶)
۲۳۴، ۲۴۲ – ۲۴۳ (۷) ۱۳۷، ۱۳۹، ۲۴۰، ۲۷۹،
۳۵۶، ۳۹۲، ۴۲۰، ۴۲۲ – ۴۲۳، ۴۳۰، ۴۴۳،
۴۷۴، ۴۷۹ (۸) ۲۲۹ (۹) ۶۶ – ۷۰، ۶۸۷، ۶۹۱
الفتوحات السبحانیہ فی شرح نظم الدرر السنیہ للعراقی : عبدالرؤف
مناوی م ۱۰۳۱ھ (۹) ۹۹
فتوحات مکیہ : شیخ اکبر (۶) ۱۴۳
فتوح الشام : واقدی (۹) ۸۵، ۹۰
فجر الاسلام : احمد امین (۵) ۲۴۳، ۳۳۷ (۹) ۸۱
فخر کونین : محشر رسول نگری (۱۰) ۴۸، ۱۸۹
الفخری فی آداب السلطانیہ والدول الاسلامیہ : ابن الطقطقی (۵)
۱۸۵، ۳۱۳، ۳۳۷
فرائد الدرر و فوائد الفکر : ابن بادیس القسطینی م ۷۸۷ھ (۹) ۸۷
فردوس : دیلمی (م ۵۰۹ھ) (۹) ۲۰۵
فردوس : ماہر القادری (۱۰) ۱۸۷
فروغ ابدی نعتیہ : (۱۰) ۹۷
فرہنگ : انندراج (۸) ۱۴، ۵، (۱۰) ۱۴
فرہنگ آموزگار : حبیب اللہ آموزگار (۱۰) ۱۴
فرہنگ عامرہ (۱۰) ۱۵
فریاد داغ (۱۰) ۸
الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول : ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر
الدمشقی م ۷۷۴ھ (۹) ۹۳
الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین : شاہ ولی اللہ
(۶) ۳۳
فلسفۃ التشریع الاسلام : صبحی محمصانی (۵) ۳۳۱
فلورا فلورنڈا : شرر (۱۰) ۹۸
فن شعر اور شعراء پر تنقید یں : اصغر حسین لدھیانوی (۱۰) ۲۶
فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت : عبدالعلی بحر العلوم (۶) ۳۹ – ۴۰،
۱۲۱ – ۱۲۲
فوائد الفواد : حسن دہلوی (۹) ۲۴
فوائد الفواد (ملفوظات) : نظام الدین اولیاء (۱۰) ۹۸
الفوائد المجموعہ : قاضی شوکانی (۶) ۲۰۲
فوائد المریدین : شرف الدین یحییٰ منیری بہاری (۶) ۲۵
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر : شاہ ولی اللہ (۵) ۳۳۵
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر مع فتح الخبیر، مترجم سید محمد مہدی الحسنی
و حبیب الرحمٰن صدیقی : شاہ ولی اللہ (۵) ۳۰۶
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر و یلیہ الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف :
شاہ ولی اللہ (۵) ۳۰۶ – ۳۰۷
فہرس دار الکتب المصریہ (۹) ۱۰۲، ۱۰۹
فہرس الظاہریۃ تاریخ و ملحقاتہ : یوسف العش (۹) ۱۰۷، ۱۰۸،
فہرس متحف الطوبقبو سرای (۹) ۹۷
فہرس المخطوطات العربیہ المصورہ (۹) ۸۷
فہرس المخطوطات المصدرہ (۹) ۹۲ – ۹۳، ۹۸، ۱۰۶ – ۱۰۸
فہرست : ابن ندیم (۶) ۸، ۲۳۷ – ۲۳۸ (۷) ۱۵۶، ۲۸۸، ۲۵۷،
۲۷۹ (۹) ۶۴، ۶۶
فہرست الکتب الترکیہ الموجودۃ فی الکتبخانہ خدیویہ : علی حلمی داغستانی
(۹) ۱۰۶
فہرست کتب فارسی کتب خانہ پٹنہ (۶) ۱۵

فوات الوفیات : ابن شاکر کبتی (۹) ۷۱، ۷۲، ۷۳
فیض الباری شرح صحیح بخاری : (۶) ۱۴
فیضانِ کرم : عابد نظامی (۱۰) ۱۹۱
فیوض الحرمین : محمد عبدالعزیز شوقی (۱۰) ۱۹۰

ق

قاب قوسین : اقبال عظیم (۱۰) ۱۹۰
قاسم خلد : سکندر لکھنوی (۱۰) ۱۸۹
القاموس العصری (۱۰) ۱۲
القاموس المحیط : مجدالدین الفیروزآبادی (۵) ۲۵۳ – ۲۵۴،
۳۳۹ (۱۰) ۱۲
قانون بین الممالک : محمد حمید اللہ (۵) ۱۴، ۳۳۹
قانون الموضوعات : محمد طاہر فتنی (۶) ۱۷
قبالۂ بخشش : صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی (۱۰) ۱۹۱
قدسی : نفیس خلیلی (۱۰) ۱۸۶
قرآن (۵) ۳۱ – ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۴۵، ۴۹ – ۵۰، ۵۳،
۵۸ – ۶۲، ۶۴، ۶۷، ۶۹، ۷۳، ۸۵، ۱۰۱، ۱۰۳،
۱۰۷، ۱۱۸ – ۱۱۹، ۱۲۵، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۴۴،
۱۴۹، ۱۶۰، ۱۶۴ – ۱۶۵، ۱۶۹ – ۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۶،
۱۸۹، ۱۹۲ – ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۹ – ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۰۸،
۲۱۱ – ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۴ – ۲۲۹،
۲۳۷ – ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۴۶ – ۲۵۰، ۲۵۴ – ۲۵۷،
۲۶۶، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۸۵ – ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۹،
۳۰۲ – ۳۰۳، ۳۰۷ – ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۱۶،
۳۱۸ – ۳۱۹، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۵،
۳۴۴، ۳۴۶، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۹۸،
۴۰۲، ۴۰۷، ۴۱۳، ۴۴۴، ۴۸۶، ۴۹۲، ۵۱۱،
۵۵۷، ۵۸۲، ۵۸۹، ۶۰۳، ۶۱۵، ۶۲۶، ۶۳۱،
۶۳۵، ۶۴۶، ۶۶۶، ۶۷۰، ۶۷۹، ۷۰۸ – ۷۱۳،
۷۱۵ (۶) ۷، ۲۲ – ۲۴، ۲۹، ۴۴، ۵۹ – ۶۲، ۶۴،
۶۹، ۷۲ – ۷۳، ۸۲، ۸۹، ۹۴، ۹۶ – ۹۷، ۱۰۱، ۱۰۴،
۱۰۹ – ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴ – ۱۱۷، ۱۱۹ – ۱۲۲، ۱۳۷ –
۱۴۳، ۱۴۷، ۱۵۵ – ۱۵۶، ۱۶۵، ۱۷۱ – ۱۷۳، ۱۷۷،
۱۸۳، ۱۹۲ – ۱۹۵، ۲۱۰ – ۲۱۱، ۲۱۳ – ۲۱۵، ۲۱۷،
۲۲۴ – ۲۲۵، ۲۴۰، ۲۴۲ – ۲۴۳، ۲۴۷ – ۲۵۰،
۲۵۴، ۲۵۶ (الف)، ۲۵۸، ۲۶۳، ۲۶۵ – ۲۶۶،
۲۷۶، ۳۰۲ – ۳۰۳، ۳۸۰، ۳۹۳ – ۳۹۶، ۴۲۶ –
۴۳۰، ۴۳۵ – ۴۳۶، ۵۰۱، ۵۲۱، ۵۷۲، ۶۲۳،
۷۲۳ (۷) ۱۰، ۱۲، ۲۰، ۴۰، ۵۰، ۶۳، ۱۱۱،
۱۳۰ – ۱۳۱، ۱۵۲ – ۱۵۳، ۱۵۶ – ۱۵۸، ۱۷۰،
۱۷۳ – ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۵، ۱۹۷ – ۱۹۸، ۲۱۷،
۲۳۱، ۲۵۶، ۲۶۹، ۳۰۱، ۳۱۹ – ۳۲۰، ۳۲۷،
۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۸، ۳۴۱، ۳۵۳،
۳۷۷، ۳۸۵ – ۳۸۶، ۳۹۳ – ۳۹۴، ۳۹۹،
۴۰۳، ۴۱۱ – ۴۱۳، ۴۲۲، ۴۵۵،
۴۶۸، ۶۳۹، ۶۴۸ – ۶۵۵، ۶۶۱،
۶۷۲، ۶۸۵، ۶۹۰، ۷۲۱، ۷۲۳،
۷۲۸، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۳۸ – ۷۳۹، ۷۴۱ – ۷۴۳،
۷۴۵ – ۷۴۷، ۷۵۰ – ۷۵۲ (۸) ۹، ۱۳، ۵۲ – ۵۴،
۹۲، ۹۸، ۱۲۶ – ۱۲۹، ۱۳۴ – ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۳،
۱۵ – ۱۵۳، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۷۵، ۱۸۵، ۱۹۲،
۱۹۶، ۲۰۰ – ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۱۱، ۲۱۸، ۲۳۰، ۲۳۴ –
۲۴۲، ۲۴۴، ۲۵۳، ۲۶۹، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۹۹،
۳۲۱، ۳۲۳، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۴ – ۳۴۵،
۳۵۰ – ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۶۲، ۳۷۰، ۳۷۳ – ۳۸،

۳۸۱–۳۸۳، ۳۸۵–۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۳–۳۹۷، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۱۹، ۴۲۲–۴۲۳، ۴۲۵، ۴۳۰، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۴۸، ۴۸۱، ۴۸۶–۴۸۷، ۵۰۴، ۵۱۴، ۵۱۹، ۵۲۲–۵۲۴، ۵۲۶–۵۲۷، ۵۲۹–۵۳۰، ۵۳۷–۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۲–۵۴۳، ۵۴۵، ۵۶۳، ۵۶۶، ۵۶۸، ۶۰۳، ۶۰۷، ۶۱۴، ۶۲۳، ۶۲۶، ۶۳۴–۶۳۸، ۶۴۳، ۶۴۷–۶۵۲، ۶۵۹، ۶۶۲–۶۸۳، ۶۸۵، ۶۹۴، ۷۰۰، ۷۰۴–۷۰۵، ۷۰۷–۷۰۸، ۷۱۴، ۷۱۹، ۷۲۵–۷۲۷–۷۲۹، ۷۴۱ (۹) ۸–۱۰، ۱۵، ۱۶، ۲۵، ۲۸، ۳۰، ۳۸، ۴۱–۴۲، ۴۴، ۵۸–۵۹، ۱۱۲–۱۱۴، ۱۱۸–۱۲۰، ۱۲۳–۱۲۴، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۶۹–۱۷۴، ۱۸۰، ۱۸۹، ۲۲۳، ۲۲۷–۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۵۱، ۲۴۷، ۲۵۰، ۲۷۱، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۹۳، ۳۰۰، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۷، ۳۲۰–۳۲۲، ۳۲۴، ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۵۳، ۳۶۴–۳۶۵، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۹۵–۳۹۶، ۴۱۲، ۴۱۷–۴۱۹–۴۲۱، ۴۵۳، ۴۸۹، ۵۰۲، ۵۰۸، ۵۱۰–۵۱۱، ۵۱۴، ۵۳۸، ۵۴۸–۵۶۳–۵۶۴–۵۷۱–۵۷۲، ۵۸۱، ۵۸۳، ۶۰۵، ۶۰۷–۶۰۸، ۶۳۱، ۶۳۹، ۶۴۳، ۶۵۶، ۶۸۳–۶۸۴، ۷۰۴–۷۰۶، ۷۱۳، ۷۲۹، ۷۳۳–۷۳۷، ۷۳۹، ۷۵۰، ۷۵۱ (۱۰) ۱۲، ۱۷، ۱۹، ۴۴، ۶۴، ۶۸–۷۰، ۷۲، ۷۴، ۷۶–۸۰، ۸۳–۸۴، ۸۶، ۸۸، ۹۹، ۱۲۲، ۱۳۶–۱۳۷، ۱۳۶–۱۴۷، ۱۵۳، ۱۷۰، ۲۳۳، ۲۹۱، ۳۰۳، ۳۱۶، ۳۲۲، ۴۰۵، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۹، ۴۴۱، ۴۷۶، ۴۹۴، ۵۰۳، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۲۳، ۵۲۷، ۵۳۲، ۵۶۴–۵۶۵، ۵۶۰، ۵۷۹، ۵۹۵، ۵۹۷، ۶۰۲، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۲۷، ۶۷۵، ۶۸۶، ۷۱۵، ۷۵۵

(دی) قرآن: رچرڈ بیل (۵) ۶۲۷

قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں: ابوالاعلیٰ مودودی (۵) ۴۴۲، ۴۴۰

قرۃ العینین فی رفع الیدین: شاہ محمد فاخر الہ آبادی (۶) ۳۱

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب، ترجمہ منشی پریم چند، ہیرا چند اوجھا دھوپادھیا تے گوری شنکر (۵) ۲۳۶

قزوینی (۴) (۶) ۲۹۰، ۲۹۵، ۳۲۹، ۳۹۷، ۴۸۰، ۴۸۲–۴۸۳، ۴۹۰، ۴۹۵–۴۹۶، ۴۹۸، ۵۰۱، ۵۲۴، ۵۴۱، ۵۴۶، ۵۵۵، ۵۷۰، ۵۷۶، ۶۲۴، ۶۶۲، ۶۶۹، ۶۷۸، ۷۰۶–۷۰۷، ۷۲۰، ۷۳۴، ۷۶۳، ۷۸۵، ۷۹۲

قصائد قاسمی: محمد قاسم نانوتوی (۱۰) ۱۸۵

قصائد معجز نظام (۱۰) ۹۷

قصص الانبیاء: قدرتی (۱۰) ۱۷۲

قصص القرآن: حفظ الرحمٰن (۹) ۳۲۷

قصہ بہرام وگل اندام: طبیبی (۱۰) ۱۷

قصہ بے نظیر: صنعتی (۱۰) ۱۷۲

قصہ زیتون و محمد حنیف: علی خان (۱۰) ۱۵

قصیدہ بردہ: امام محمد بن سعید بوصیری (۸) ۴۰۲ (۹) ۴۲۲ (۱۰) ۶۷

قصیدہ ہرنی (۱۰) ۱۷۵

قصیدہ معجزہ: جنونی گجراتی (۱۰) ۱۷۵

القضایا والتجاریب: المسعودی (۹) ۷۳

قطب مشتری : ملا وجہی (۱۰) ۱۷۱
قندیل : غافل کرنالی (۱۰) ۱۹۰
قندیل عرش (در بیان معراج) (۱۰) ۹۸
قواعد التحدیث : جمال الدین قاسمی (۶) ۲۰۱، ۱۹۳، ۲۳۶
قوس قزح : شبنم سحابی (۱۰) ۴۹۱
القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل والسنن : عبد الحلیم (۶) ۴۱
التقویم فی حدیث النبی الکریم : سخاوت علی (۶) ۳۸

ک

الکاشف : ذہبی (۶) ۵۰
الکافی : کلینی (۷) ۲۴۷
کال کوٹھری اور جنگ پلاسی (۱۰) ۹۸
کامل : المبرد (۸) ۵۵۴، ۵۶۱
الکامل فی التاریخ : ابن الاثیر (۵) ۲۳۴ - ۲۳۵، ۲۳۸،
۲۷۹، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۲۰، ۳۳۶، ۳۴۶ - ۳۴۷،
۴۱۲، ۴۴۰، ۴۴۷، ۴۴۹ - ۴۵۰، ۴۵۷،
۴۷۱، ۵۰۵، ۶۶۱، ۶۶۵ (۷) ۲۰، ۲۱،
۱۳۵، ۱۴۱، ۱۵۲، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱، ۴۱۸،
۴۷۹ (۸) ۶۴ - ۶۵ (۹) ۶۳، ۶۸ - ۷۰
کتاب الآثار : امام محمد (۶) ۳۲، ۴۲، ۲۰۱
کتاب الاذکار : نووی (۶) ۲۷
کتاب الاشتقاق : ابن درید ازدی (۵) ۴۵۶
کتاب الاعتبار : امام محمد بن موسیٰ حازمی (۶) ۲۰۲
کتاب الاغانی : ابن عبد ربہ (۶) ۲۴۳ (۹) ۶۳ - ۶۴، ۶۹
کتاب الاحکام : ابوبکر جصاص (۵) ۳۲۰، ۳۲۶
کتاب الام : امام شافعی (۶) ۲۰۲
کتاب الاموال : ابو عبید قاسم بن سلام (۵) ۹۱، ۱۰۴، ۱۸۱،
۲۷۳ - ۲۷۶، ۲۷۹ - ۲۸۰، ۲۹۵ - ۲۹۶،
۳۰۰، ۳۰۲، ۳۱۰، ۳۲۸ - ۳۲۹، ۳۳۷ (۶)
۲۰۳، ۲۲۳ - ۲۲۴ (۷) ۵۸۵ (۹) ۲۳۴
کتاب الانساب : سمعانی (۶) ۴۴ - ۴۸ (۹) ۶۳
کتاب الاوائل : ابو ہلال عسکری (۹) ۶۸۵
الکتاب الاوسط : المسعودی (۹) ۷۳
کتاب البر والصلہ : عبداللہ بن مبارک (۶) ۴۶
کتاب التاریخ فی اخبار الامم من العرب والعجم : المسعودی (۹) ۷۱
کتاب التفسیر : ابن عیینہ (۶) ۴۶
کتاب التمییز : امام مسلم (۶) ۱۰۷
کتاب جرے النیرین : ارسطرخس (۸) ۵۳۶
کتاب حدیث (۷) ۵۸۳
کتاب الخراج : ابو یوسف (۵) ۱۳۷، ۲۱۱، ۲۹۳ - ۲۹۷، ۳۱۱،
۳۲۰ - ۳۲۱، ۳۲۷، ۳۲۹، ۳۳۷، ۴۵۵ - ۴۵۷،
(۶) ۶۷، ۲۰۱، ۲۰۳ (۷) ۲۳۴ (۸) ۲۹۹ (۹)
۲۳۴، ۴۷۴، ۴۹۲ - ۴۹۳
کتاب الخراج : یحییٰ بن آدم (۵) ۴۵۵، ۴۶۵، ۴۶۸
کتاب الرسائل : المسعودی (۹) ۷۱
کتاب الشجرۃ فی ذکر نسب (فی سیرۃ) النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ
العشرۃ : عز الدین عبد العزیز بن احمد بن سعید الدھری الدیرینی
م ۶۹۷ھ (۹) ۹۱
کتاب الثقاۃ : ابن حبان (۹) ۶۹۱
کتاب الفرائض ؟ : محمد بن سحنون (۷) ۵۶۳، ۵۶۴
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ : عبد الرحمٰن الجزیری (۵)
۲۷۹، ۳۳۶
کتاب فیہ مختصر سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ابو الحسین احمد
بن فارس زکریا (۹) ۸۶
الکتاب الکبیر (۹) ۸۰

کتاب اللوامع المنیرہ فی جوامع السیرۃ : عمر بن عیسٰی بن درباس
الہمدانی المازانی م ۶۰۲ھ (۹) ۸۸
کتاب المجر: ابن حبیب بغدادی (۵) ۲۴۰، ۲۴۳، ۲۵۳،
۲۶۸، ۲۷۰، ۲۸۱، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۳۶،
۳۶۷ - ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۶، ۵۰۷، ۵۱۴،
۵۵۷، ۶۰۸ - ۶۰۹، ۶۱۲، ۶۲۸، ۶۴۴،
۶۵۴، ۷۱۰ (۹) ۵۲۳ - ۵۲۴، ۵۲۹، ۵۳۲-
۵۳۳، ۵۳۸ - ۵۳۹
کتاب المختصر فی اخبار البشر : عماد الدین اسماعیل ابوالفداء
(۵) ۳۳۷
کتاب مرقوم (شرح مثنوی مولانا رومؒ) (۱۰) ۹۸
کتاب المصاحف : ابوداؤد (۷) ۱۵۱، ۱۵۲
کتاب المغازی : ابن اسحاق (۹) ۲۸۵
کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ (۵) ۳۱۹
کتاب بجنۃ السیرۃ فی اختصار السیرۃ : تاج الدین ابونصر (۹) ۸۸
کتاب الوسائل الاصیۃ والرسائل المحمدیہ : عزالدین عبدالعزیز
احمد بن سعید الدیری الدیرینی م ۶۹۷ھ (۹) ۹۱
کرامات عزیزی (۱۰) ۹۸
کرم بالائے کرم : بہزاد لکھنوی (۱۰) ۱۸۷
کرشمۂ الفت (۱۰) ۹۸
کرمانی شرح بخاری : (۶) ۵۱
الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل :
الزمخشری (۵) ۸۲، ۲۶۶، ۳۳۵
کشف : ابوزید دبوسی (۶) ۱۲۱
کشف : بزودی (۶) ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶،
کشف الحجاب فی سیرۃ النبی المجتبیٰ والاصحاب : احمد بن سلیمان
بن عثمان خالدی نقشبندی - م تقریباً ۱۲۷۵ھ (۹) ۱۰۴
کشف الظنون : حاجی خلیفہ (۶) ۷، ۱۰، ۱۴
کشف الغطا عما لزم للمولی عن الاحیاء : شیخ الاسلام (۶) ۲۱
کشف المحجوب (۹) ۶۰۹، ۶۳۹، ۷۰۰ - ۷۰۱
کشف المحجوب : شیخ علی ہجویری، ترجمہ ابوالحسنات محمد احمد قادری
(۱۰) ۱۴
کشف الظنون : حاجی خلیفہ (۹) ۵۲، ۶۳ - ۶۴، ۹۲، ۹۹،
۱۰۶ - ۱۰۷
الکفایۃ فی علم الرواۃ : خطیب بغدادی (۶) ۸۶، ۱۰۸، ۲۳۳-
۲۳۴، ۲۳۶ - ۲۳۷
کلام دلدار علی مذاق بدایونی (۱۰) ۹۷
کلچرل سائڈ آف اسلام (۸) ۶۷۴
کلاسیکل ڈکشنری (۹) ۲۸۰
کلیات : احمد خاں ہوش (۱۰) ۹۷
کلیات : امیر خسرو (۱۰) ۴۶
کلیات : سعدی (۹) ۱۲۸
کلیات : سودا (۱۰) ۳۰
کلیات : شائق (۱۰) ۵۳، ۵۴
کلیات : شہید (۱۰) ۱۷۸
کلیات : نظیر اکبر آبادی (۱۰) ۴۹۳
کلیات محسن (۱۰) ۵۴، ۶۲، ۱۸۲
کلیات : مومن (۱۰) ۱۷۷
کلیات : ولی (۱۰) ۷۴، ۱۷۳
کلیات اقبال اردو : علامہ محمد اقبال (۱۰) ۱۷
کلیات مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی : میر (۱۰) ۱۷۶
کلیات مرتبہ ڈاکٹر محمد حفیظ : قاضی محمود بحری (۱۰) ۱۷۳

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال : شیخ علی متقی (۶)، ۱۶، ۲۴۲، ۲۶۲ (۷)، ۱۲۰، ۳۸۷ (۸)، ۸۵، ۱۱۲ (۹)، ۵۱۷ – ۵۱۸ (۱۰)، ۷۷ – ۷۸، ۸۵، ۹۱

کنز المکنون، ترجمہ سرور المحزون : شاہ ولی اللہ (۱۰)، ۹۷

کنور جی لیلے (۱۰)، ۹۸

کیف مسلسل : حافظ لدھیانوی (۱۰)، ۱۹۰

کیف و سرور : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷

گ

گل مغفرت : حیدر بخش حیدری (۱۰)، ۳۸

گلبانگِ حرم : حمید صدیقی (۱۰)، ۱۸۷

گلبن نعت (۱۰)، ۹۷

گلدستہ طرب المعروف بہ شمع عرب : سید منظور علی منظور بدایونی (۱۰)، ۱۸۵

گلزار داغ (۱۰)، ۹۸

گلستان : سعدی (۶)، ۱۵۶

گلستان اکبر : صوفی محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی (۱۰)، ۱۸۵

گلشن فرخ معروف بہ سرکار یثرب : بی بی سلطان فرخ (۱۰)، ۱۸۵

گلشن عشق : نصرتی (۱۰)، ۷۲، ۱۷۱

گلگشت بہشت : میر سید شائق دہلوی (۱۰)، ۱۸۵

گنج سخن : ذبیح اللہ صفا (۱۰)، ۱۴ – ۱۵

گنج شریف اُردو : سید شرافت نوشاہی (۱۰)، ۱۷۱

گنجینۂ نعت (۱۰)، ۱۸۶

ل

لال کپستان (۱۰)، ۹۸

لسان العرب : ابن منظور الافریقی (۵)، ۲۴۷، ۲۵۴ – ۲۵۵، ۲۷۶ – ۲۷۷، ۲۷۹، ۳۳۹ (۶)، ۲۳۶، ۲۵۸ (۸)، ۵۴۰ (۱۰)، ۱۱ – ۱۳

لسان المیزان : ابن حجر عسقلانی (۹)، ۸۹، ۱۰۶

لغات الحدیث (۱۰)، ۱۲

لغات القرآن : عبد الرشید نعمانی سید عبد الدائم الجلالی (۹)، ۲۰۹

لغات کشوری (۱۰)، ۱۵

لکھنؤ کا دبستان شاعری : ابو اللیث صدیقی (۱۰)، ۲۵

اللآلی المصنوعہ : جلال الدین السیوطی (۶)، ۲۰۲

لطائف : ابن حبان (۶)، ۲۷

لمعاتِ اوج : اوج گیاوی (۱۰)، ۱۹۱

لمعاتِ نور : نور الدین نور (۱۰)، ۵۰

لمعات شرح مشکوٰۃ : عبد الحق محدث دہلوی (۶)، ۳۰

اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان : محمد فواد عبد الباقی (۵)، ۲۴۷ – ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۳۶

م

مآثر الکرام : غلام علی آزاد (۶)، ۱۹، ۳۰ – ۳۲، ۵۲

ماذ ماذ : عبد العزیز خالد (۱۰)، ۱۸۹

ماں کی بیٹی (۱۰)، ۹۸

ماہِ کامل (۱۰)، ۹۸

مباحثہ عالمگیر (شیخ ابراہیم مہدی اور قاضی ابو سعید کے مابین) (۱۰)، ۹۸

المبسوط : سرخسی (۵)، ۲۹۳ (۶)، ۱۷۴ (۹)، ۲۳۱، ۲۴۷، ۵۷

متاعِ عزیز : عزیز لکھنوی (۱۰)، ۱۹۱

مثنوی تجلی دربار نبی کریمؐ : کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۷

مثنوی چراغِ کعبہ : محسن کاکوروی (۱۰)، ۷۲
مثنوی معنوی : رومی (۹)، ۱۱۹
مثنوی مقامِ محمود : آغا محمد صدیق حسن (۱۰)، ۱۸۷
مجالس رنگین : سعادت یار خاں رنگین (۱۰)، ۴۸۶
مجمع بحار الانوار : محمد طاہر فتنی (۶)، ۱۷ (۱۰)، ۱۳
مجمع البیان : طبرسی (۷)، ۷۳۷ - ۷۳۸
مجمع الزوائد و منبع الفوائد : نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (۵)
۲۶۴، ۲۶۶، ۲۹۰، ۳۳۶ (۶)، ۱۲۰ (۸)، ۲۵
مجموعہ تصوف : خواجہ محمد چشتی (۱۰)، ۹۷
مجموعہ خانی (۸)، ۱۲۴
مجموعہ قوالی (۱۰)، ۹۷
مجموعہ مناجات (۱۰)، ۹۷
مجموعہ الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدہ
محمد حمید اللہ (۵)، ۲۸۵، ۳۰۰ - ۳۰۱، ۳۱۱، ۳۲۶،
۴۶۴، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۶۶۲،
۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۳ (۶)، ۱۹۹، ۲۲۳ (۷)،
۱۳۸، ۱۴۱ - ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۱،
۱۶۴ - ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۷۸، ۵۸۳،
۵۹۹
محاضرۃ الاوائل : سیوطی (۹)، ۶۳۱
محاضرۃ الاوائل : علاء الدین سکنواری (۹)، ۶۳۱
محامد پیغمبری : احمد یار خاں سالک (۱۰)، ۱۸۶
محامد خاتم النبیین : امیر مینائی (۱۰)، ۸۲، ۹۷
محامد محمدی الموصوف بہ توصیفات مصطفوی :
غلام مصطفےٰ اعشقی (۱۰)، ۱۸۵
محبوب کائنات : عبد الحمید دہلوی (۷)، ۱۳۳
محبوبہ لندن (۱۰)، ۹۸
المحدث الفاصل (۶)، ۲۳۵ — ۲۳۷
محلی : سلام اللہ (۶)، ۲۱
محمد اور یہود : برکات احمد (۵)، ۳۵۲، ۳۷۶، ۶۴۹
محمد ایٹ مدینہ (محمد مدینہ میں) منٹگمری واٹ (۵) ۳۸۴،
۴۰۰، ۴۰۶، ۴۳۰، ۴۴۰، ۴۴۶، ۴۴۴، ۴۴۹،
۴۵۲، ۴۵۸، ۴۹۲، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۳،
۵۲۰، ۵۲۵، ۵۶۸، ۶۹۰ (۸) ۲۱۶
محمد رسول اللہ : محمد رضا (۷)، ۴۱۹، ۴۴۸، ۶۰۳
م ۔ ص : فدا خالدی (۱۰)، ۱۹۱
محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بنو اسرائیل : مصطفےٰ کمال وصیفی (۵)،
۲۸۰، ۳۳۸
محفل گیارہویں (۱۰)، ۹۸
محمود و شکیلہ (۱۰)، ۹۸
مخزن الحسنات (۱۰)، ۹۷
مختار کل : انور فیروز پوری (۱۰)، ۱۹۰
مختارہ : ابن ضیاء الدین المقدسی (۶)، ۲۶۳
مختصر التاریخ : کازرونی (۹)، ۱۰۶
مختصر جامع بیان العلم : ابن عبد البر (۶)، ۱۹۷، ۱۹۹ — ۲۰۰
مختصر سیرۃ ابن ہشام : احمد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن نابلسی
م ۷۱۱ھ (۹)، ۹۱
مختصر السیرۃ الحلبیہ : احمد بن محمد بن عبد الغنی النباد میاطی م ۱۱۱۷ھ
(۹)، ۱۰۲
مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم : ابو الحسین احمد بن فارس
بن زکریا قزوینی (۹) ۸۶
مختصر سیرۃ الرسول وثلاثۃ من خلفاء الراشدین : برہان الدین

ابراہیم بن عمر بن حسن الرباط البقاعی م ۸۸۵ھ (۹) ۹۷
مختصر سیرۃ النبی: ابو عمر عزالدین عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن جماعہ
کنانی م ۷۶۷ھ (۹) ۹۲
مختصر سیرۃ النبویۃ: احمد بن عبداللہ بن محمد محب الدین طبری م
۶۹۴ھ (۹) ۹۰
المختصر الصغیر فی سیرۃ البشیر النذیر: ابو عمر عزالدین عبدالعزیز بن
محمد بن ابراہیم بن جماعۃ کنانی م ۷۶۷ھ (۹) ۹۲
مختلف الحدیث: شافعی (۶) ۲۰۲
مدارج النبوۃ: عبدالحق محدث (۶) ۲۰ (۷) ۲۰۳، ۶۸۹ – ۶۹۰
مدحت: عاصی کرنالی (۱۰) ۱۹۰
مدحت خیر البشر: راغب مراد آبادی (۱۰) ۱۹۰
مدخل: بیہقی (۶) ۹۱، ۱۶۷
المدونۃ الکبریٰ: امام مالک (۹) ۲۴۷
مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ: غلام رسول (۹) ۳۱
مذہب کا اسلامی تصور: ابوالاعلیٰ مودودی (۵) ۴۴۴، ۳۴۰
مراۃ احمدی (۶) ۱۶ – ۱۷
مراۃ الجنان: یافعی (۹) ۶۳، ۶۴، ۷۰
مرسل آخر: قمر ہاشمی (۱۰) ۱۹۱
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ملا علی قاری (۶) ۱۹
مرقع نعت (۱۰) ۹۷
مروج الذہب: المسعودی (۵) ۲۳۴ – ۲۳۵، ۲۳۸ – ۲۴۰،
۲۴۳، ۲۸۲، ۳۲۷، ۳۳۸ (۹) ۷۱ – ۷۴، ۷۶،
۷۷ – ۷۹، ۸۱ – ۸۳
مستدرک: حاکم (۶) ۵۹، ۶۱، ۷۶، ۹۱، ۱۱۸، ۲۰۴، ۲۶۳
(۷) ۳، ۹۱، ۹۷، ۲۹۲ (۸) ۵۳۰ (۹) ۲۱،
۵۰۹، ۵۱۱، ۵۱۷ – ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۵۴، ۶۲۰،
۶۲۲، ۶۲۹، ۶۳۰
مشر بیز کابل (۱۰) ۹۸
مسح المدح: ابن سید الناس (۵) ۶۰۶
مستعذب الاخبار باطیب الاخبار: ابو مدین فاسی م ۱۱۸۱ھ (۹) ۸۷
مسدس: حالی (۱۰) ۴۹، ۸۴، ۱۸۳
مسدس رنگین: سعادت یار خاں رنگین (۱۰) ۴۸۶
مسند: ابن ابی عاصم (۶) ۲۶۳
المسند: ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی (۵) ۳۱۹، ۳۳۶
مسند: ابو حنیفہ (۶) ۲۷، ۴۲
مسند: ابو داؤد (۷) ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۲۱، ۱۲۳ – ۱۲۴، ۱۲۷
مسند: ابو یعلیٰ موصلی (۶) ۲۵، ۲۷۴، ۲۹۶، ۳۱۰، ۳۲۸، ۳۲۹، ۴۳۸ – ۴۴۰، ۴۵۹، ۴۷۰، ۴۹۴، ۴۹۸، ۵۱۹،
۵۴۹، ۵۸۶، ۵۹۹، ۶۸۹، ۷۱۲، ۷۲۶، ۷۳۹،
۷۹۴ (۸) ۷۴ (۹) ۶۲۹
مسند: ابی شیبہ (۷) ۸۸۴
مسند: ابی لیلیٰ (۶) ۲۶۳
مسند: احمد بن حنبل (۵) ۳۱۸ – ۳۱۹، ۳۳۵، ۶۳۲، ۷۰۹
(۶) ۲۷، ۳۰، ۹۱، ۱۱۲، ۱۳۸، ۱۶۷، ۱۷۸، ۱۸۰ – ۱۸۴،
۱۹۰، ۱۹۶ – ۱۹۸، ۲۰۳، ۲۲۴، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۸۸،
۲۳۵، ۲۴۰ – ۲۴۲، ۲۶۳، ۲۷۰، ۲۷۴، ۲۷۶،
۲۸۰، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۷، ۳۱۲، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۳۱،
۳۶۷، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۹۴، ۳۹۸، ۴۰۸، ۴۱۳،
۴۲۹، ۴۳۸ – ۴۳۹، ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۷۰،
۴۷۲، ۴۸۴، ۴۹۴، ۴۹۸، ۵۱۹، ۵۵۵، ۵۶۲،
۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۹، ۵۹۲، ۶۰۸، ۶۲۲، ۶۳۰،
۶۴۳، ۶۴۷، ۶۵۲، ۶۵۷، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۷۶

۶۸۱، ۷۰۷، ۷۱۳، ۷۳۰، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۸۶،
۷۹۴ (۷) ۳۴، ۵۷، ۶۵، ۷۱، ۷۳، ۸۶، ۸۹،
۱۰۰، ۱۱۸ - ۱۲۰، ۱۲۳ - ۱۲۴، ۱۳۸، ۱۴۴، ۵۰۷،
۵۸۴، ۵۹۳ (۸) ۳۴ - ۳۵، ۴۵، ۱۰۷، ۱۱۰،
۳۳۵، ۵۳۰، ۵۴۰، ۵۷۳، (۹) ۲۱ - ۲۲، ۲۴،
۱۱۷، ۱۲۱، ۲۰۲، ۵۱۱، ۵۱۵، ۵۱۹، ۶۱۳، ۶۲۳
(۱۰) ۱۱، ۱۳، ۱۸
مسند: اسحاق ابن راہویہ (۶) ۲۶۳ (۸) ۵۳۰
مسند: امام شافعی (۶) ۲۷، ۲۰۴، ۲۶۳
مسند: امام محمد (۹) ۶۲۹ - ۶۳۰
مسند: بزار (۶) ۲۶۹، ۲۸۰، ۲۸۹، ۲۹۶، ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۲۸،
۳۴۰ - ۳۴۱، ۳۶۷، ۴۱۴، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۴۴،
۴۵۹، ۴۶۵، ۴۷۲، ۴۸۳ - ۴۸۴، ۴۹۶، ۴۹۸ -
۴۹۹، ۵۱۹، ۵۵۲، ۵۶۱، ۵۶۳، ۵۸۴، ۵۹۷،
۶۱۸، ۶۴۷، ۶۵۲، ۶۵۴، ۶۶۱، ۶۷۰، ۶۷۵،
۶۹۱، ۶۹۹، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۳۰، ۷۴۳، ۷۷۴،
۷۸۶ - ۷۸۷ (۹) ۶۲۴
مسند: بقی بن مخلد (۶) ۱۴۶
مسند: حمیدی (۶) ۲۶۳
مسند: دارمی (۶) ۳۲، ۳۵، ۲۶۳، ۲۸۶ - ۲۸۷، ۳۱۲،
۳۲۵، ۳۹۴ - ۳۹۶، ۳۹۸ - ۳۹۹ (۷) ۴۰۳
مسند: رزین (۶) ۲۶۳
مسند: عبداللہ بن عمرو (۶) ۲۳۵
مسند: علی بن مدینی (۶) ۲۶۳
مسند کبیر: بخاری (۶) ۲۶۳
مسوّی شرح مؤطا: شاہ ولی اللہ (۶) ۱۲۶

مسئلہ قومیت: مودودی (۵) ۲۷۸، ۲۸۰، ۳۴۰
مشکل الآثار: امام طحاوی (۶) ۲۰۲
مشارق الانوار: حسن بن محمد صاغانی (۶) ۹ - ۱۰، ۲۴ - ۲۵، ۲۷،
۴۹ (۱۰) ۸۸
مشکوٰۃ المصابیح: الخطیب العمری التبریزی (۵) ۲۴۶ (۶)
۱۹، ۲۱، ۲۷، ۲۹، ۳۸، ۳۲، ۳۵، ۳۷، ۵۱، ۶۳،
۱۴۷، ۱۹۳، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۶۶، ۲۷۰ - ۲۷۱،
۲۷۸ - ۲۷۹، ۲۸۵ - ۲۸۸، ۲۹۱ - ۲۹۲، ۲۹۴ -
۲۹۵، ۲۹۸ - ۳۰۰، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۳۴، ۳۳۲،
۳۶۲، ۳۷۵، ۳۹۸ - ۳۹۹، ۴۴۹، ۴۵۲، ۴۵۶،
۴۵۸، ۷۱۶، ۷۹۶ (۷) ۲۰، ۴۸، ۹۱، ۹۸، ۱۰۲،
۱۳۳، ۴۸۷، ۵۰۵ - ۵۰۶، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۵ -
۵۵۶، ۵۶۴ - ۵۶۶، ۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۷ -
۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۹ - ۵۹۰، ۵۹۷ (۸) ۲۹، ۲۷۵
(۹) ۳۷۳ - ۳۷۵ (۱۰) ۷۳، ۷۸، ۸۰، ۸۲ - ۸۳،
۸۶، ۸۸، ۹۰
مصابیح: بغوی (۶) ۱۰، ۲۷، ۴۹
مصادر التاریخ الاسلامی: سیدہ اسماعیل کاشف (۹) ۷۲، ۸۱، ۸۳
المصباح المضئ: الانصاری (۷) ۱۳۵ - ۱۳۷، ۱۳۹ - ۱۴۶،
۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰ - ۱۶۱،
۱۶۳ - ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۱ - ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۵،
۱۷۷ - ۱۷۹، ۱۸۱ - ۱۸۴، ۱۸۶ - ۱۸۹، ۱۹۲
المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی: احمد بن محمد بن علی المقری
الفیومی (۵) ۲۵۳، ۳۳۹
مصحف بیدم: بیدم وارثی (۱۰) ۱۸۵
مصنف: ابن ابی شیبہ (۶) ۴۰، ۴۳، ۲۶۳

مصنف : عبدالرزاق (۵)، ۷۲۱، (۶)، ۴۰، ۲۶۳، (۷)، ۲۰، ۴۸۳، ۴۸۹، ۴۹۲، ۵۲۵–۵۲۶، ۵۴۵، ۵۴۷ – ۵۴۸

المصنوع فی معرفۃ الموضوع : ملاعلی قاری (۹)، ۱۹

مظاہر الاخبار وطرائف الآثار : المسعودی (۹)، ۷۳

منظر اور ربابات : عاشق حسین لکھنوی (۱۰)، ۹۸

مظہر المیلاد : وزیر علی عاقل (۱۰)، ۱۸۵

مظہر نور : گوہر ملسیانی (۱۰)، ۱۹۱

معارج النبوت : معین الدین مسکین م ۹۰۷ھ (۹)، ۳۸، (۱۰)، ۱۵۹

المعارف : ابن قتیبہ (۵)، ۲۳۹، ۳۳۷، ۴۲۱، (۹)، ۶۳، ۷۰، ۵۴۰

معارف الحدیث : محمد منظور نعمانی (۷)، ۸۱، ۱۰۷–۱۰۹، ۱۱۶–۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۱–۱۳۳

معارف القرآن : مفتی محمد شفیع (۷)، ۵۰۹، ۵۱۳، ۵۲۸، ۵۹۹۔

معالم التنزیل : بغوی (۶)، ۴۰، (۸)، ۳۱

معالم القرآن : محمد علی صدیقی (۷)، ۵۹۹

معانی زجاج (۷)، ۵۱۷

معجزاتِ رسالت : مخدوم حسینی (۱۰)، ۱۷۵

المعجم الاعظم (۱۰)، ۱۲

معجم اوسط : طبرانی (۶)، ۲۰۴، ۲۶۳، ۲۸۰، ۳۱۰، ۳۴۰، ۳۶۰، ۳۶۶–۳۶۷، ۴۰۶، ۴۶۰، ۴۶۵، ۴۷۲–۴۷۳، ۴۷۷، ۴۸۴، ۴۸۷، ۴۹۴، ۴۹۶، ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۷، ۵۱۵–۵۱۷، ۵۱۹، ۵۳۳، ۵۴۶، ۵۴۹، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۷۰، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۸۰، ۵۹۷، ۵۹۹، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۲–۶۲۳، ۶۴۳، ۶۵۲، ۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۷۵–۶۷۶، ۶۸۰–۶۸۲، ۶۸۷، ۶۸۹، ۶۹۹، ۷۰۵، ۷۱۸، ۷۲۶، ۷۵۰، ۷۸۷، (۸)، ۳۹، ۳۳۵، (۹)، ۶۲۳

معجم البلدان : یاقوت الحموی الرومی (۵)، ۲۵۳–۲۵۴، ۲۵۸–۲۵۹، ۲۹۴، ۳۳۹، (۸)، ۳۳۵، (۹)، ۵۲۷، ۶۹۳

معجم : طبرانی (۸)، ۴۸، ۶۹، ۸۹، ۳۴۲، (۹)، ۵۱۱، ۵۱۸، ۵۲۰، ۶۱۸–۶۲۰، ۶۲۴، ۵۷۳–۵۷۴

معجم صغیر : طبرانی (۶)، ۲۰۴، ۲۶۳، ۳۶۶، ۴۶۰، ۴۸۰، ۴۹۹، ۵۶۵، ۶۰۶، ۶۲۳، ۶۵۸، ۶۷۶

معجم العربیہ (۱۰)، ۱۲

معجم کبیر : طبرانی (۶)، ۲۰۴، ۲۶۳، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۹۰، ۲۹۷، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۵۵، ۴۰۵، ۴۰۸، ۴۱۹، ۴۳۰، ۴۳۵، ۴۳۸، ۴۴۴، ۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۲–۴۷۴، ۴۸۰، ۴۹۸، ۵۰۱، ۵۰۷، ۵۱۵–۵۱۷، ۵۴۶، ۵۵۵–۵۵۶، ۵۵۸–۵۶۰، ۵۷۴، ۵۷۸، ۵۹۷، ۶۰۵، ۶۰۸–۶۰۹، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۲۲، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۵۲، ۶۶۱، ۶۶۶، ۶۷۵–۶۷۷، ۶۸۰–۶۸۲، ۶۸۶، ۶۸۹، ۶۹۱–۶۹۲، ۷۱۲، ۷۱۹، ۷۲۹–۷۳۴، ۷۳۹، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۸، ۷۵۶، ۷۸۹، ۷۹۴، (۷)، ۳۱، ۸۸، ۱۲۵، (۸)، ۳۶، ۳۹

المعجم المفہرس (۶)، ۲۰۳

المعجم المفہرس الالفاظ احدیث النبوی (۱۰)، ۱۲
المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الحکیم : محمد فؤاد عبدالباقی (۵)، ۳۵۷؛ (۸)، ۳۵؛
معجم المولفین : کحالہ (۹)، ۱۰۲، ۱۰۶–۱۰۸
المعجم الوسیط (۱۰)، ۱۲
معدن المعانی (۶)، ۲۶
معراج انسانیت : غلام احمد پرویز (۵)، ۲۹۸، ۳۰۹، ۳۳۹
معراج سخن : جلیل حسن جلیل (۱۰)، ۱۸۶
معراج مصطفےٰ : ہلال جعفری (۱۰)، ۱۹۱
معراج نامہ : امین گجراتی (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : اعظم دکنی (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : اعظم بیجاپوری (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : سید بلاقی (۱۰)، ۱۷۲
معراج نامہ : سید میراں ہاشمی (۱۰)، ۱۷۲
معراج نامہ : شاہ ابوالحسن قربی بیجاپوری (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : شاہ کمال الدین کمال (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : شفیق اورنگ آبادی (۱۰)، ۱۷۵
معراج نامہ : مختار (۱۰)، ۱۷۲
معراج نامہ : معظم بیجاپوری (۱۰)، ۱۷۲
معراج نامہ : نصرتی (۱۰)، ۷۳
معرفۃ علوم الحدیث : الحاکم (۶)، ۸۵، ۹۳، ۱۰۵–۱۰۶ (۸) ۲۰۳، ۴۱۴
معروضہ : محمد الیاس برنی (۱۰)، ۵۹، ۱۹۱
معلقات سبعہ (۸)، ۳۴۲
مغازی الرسول : محمد بن عمر والواقدی (۵)، ۱۳۱، ۲۶۱، ۱۵۴، ۲۸۵ – ۲۹۰، ۲۹۲ – ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۳۸، ۳۶۶ – ۳۶۸، ۳۹۶، ۴۴۷، ۴۵۱، ۴۵۵، ۴۶۶، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۸، ۴۸۳، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۹۸، ۵۰۲، ۵۱۸، ۵۲۶، ۵۴۳، ۵۴۶، ۵۵۰، ۵۵۷، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۹، ۵۸۳، ۵۸۹، ۵۹۴، ۶۴۸ – ۶۴۹ – ۶۵۲، ۶۵۵ – ۶۵۷ – ۶۵۹، ۶۶۵، ۶۶۸، ۶۷۵، ۶۹۸، ۶۹۱، ۷۰۰ – ۷۰۱، ۷۱۹، (۶) ۲۴۱، (۷) ۱۳۹، ۱۴۱ – ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۷۵، ۲۱۸، ۲۲۰، ۴۶۷، ۷۴۸ – ۷۴۹، (۸) ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۲ – ۱۷۳، ۲۰۰، ۴۷۸، ۵۰۴، ۵۱۴، (۹) ۶۳ – ۶۶، ۷۸ – ۷۹، ۸۴ – ۸۵، ۵۴۱
مغازی النبوۃ : یعقوب صرفی کشمیری (۶)، ۱۵
مغربی تہذیب، آغاز و انجام : محمد زکی (۹)، ۳۲۱
المغنی عن حمل الاسفار : زین الدین عراقی (۶)، ۲۰۲
مغنی اسماء الرجال : محمد طاہر فتنی (۶)، ۱۷
مفتاح کنوز السنہ (۶)، ۲۰۲
المفردات فی غریب القرآن : راغب اصفہانی (۵)، ۵۰، ۲۴۵، ۲۷۷، ۳۱۷، ۳۲۹، ۳۳۵ (۶)، ۲۴۸ (۷)، ۷۳
مفید الیقین (مولود نامہ)، قاضی (۱۰)، ۱۷۱
المقاصد الحسنہ : سخاوی (۶)، ۴۲
المقالات فی اصول الدیانات : المسعودی (۹)، ۷۳
مقام حدیث (۶)، ۱۹۳
مقامات حریری (۶)، ۲۴.

الکلام مقتبس من تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۷)، ۱۳۶
المقتفی من سیرۃ المصطفیٰ : بدرالدین بن الحسن بن عمر بن حبیب حلبی م ۷۷۹ھ (۹)، ۹۴
مقدمہ : ابنِ خلدون (۵) ۲۵۲، ۳۲۰ (۷) ۴۶،
مقدمہ : ابن الصلاح (۶) ۱۰۶، ۱۹۴، ۲۰۱، ۲۵۰ - ۲۵۳
مقدمہ : نووی (۶) ۲۶۳
مقدمہ تحفۃ الاحوذی : عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری (۶) ۱۹۸، ۲۰۳
مقدمہ ترجمان السنۃ : بدر عالم میرٹھی (۶) ۲۰۳
مقدمہ فتح الباری : ابن حجر (۶) ۱۹۱، ۲۰۳
مقدمہ قرآن : رچرڈ بیل (۹) ۲۰۸
مقدمہ المیزان : الشعرانی (۶) ۲۱۰
مکالمات نبوی : ابویحییٰ امام خان نوشہروی (۷) ۱۳۳
مکتوبات : شاہ ولی اللہ (۶) ۱۳۰
مکتوبات : نافع (۶) ۱۹۹
مکتوبات دوصدی (۶) ۲۶
مکہ المدینہ فی الجاہلیہ وعہد الرسول : احمد ابراہیم الشریف (۵) ۲۵۴، ۳۳۸
ملجا و ماویٰ : مسرور کیفی (۱۰) ۱۹۰
الملفوظ : احمد رضا خاں (۱۰) ۲۴
مناقب الخلفاء : نورالحسن خاں (۹) ۶۳۱
مناہج النبوۃ (اُردو ترجمہ مدارج النبوۃ) (۱۰) ۹۸
منح المعلم : نورالحق محدث دہلوی (۶) ۲۰، ۲۱
منتخب التواریخ : بدایونی (۶) ۱۳ - ۱۵، ۱۸ - ۱۹
منتخب التواریخ : ضیاءالدین برنی (۵) ۶۳۲ (۶) ۴۹
منتخب اللغات (۱۰) ۱۴
منتقی الاخبار : ابن تیمیہ (۶) ۲۰۵
منتقی : ابن جارود (۶) ۲۶۳
المنتقی فی مولد المصطفیٰ : سعدالدین محمد بن مسعود گازرونی م ۷۵۸ھ (۹) ۹۲
منتہی الارب (۷) ۲۴، (۱۰) ۱۲
منجد : لوئیس معلوف (۸) ۵۴۰ (۹) ۱۸۱، ۲۰۹ (۱۰) ۱۲
منح قصیدہ ھمزیہ (۷) ۲۰۳
منحۃ اللبیب فی سیرۃ الحبیب : شمس الدین محمد بن احمد بن محمد بن احمد باعونی م ۷۷۶ھ (۹) ۹۳
منحمنا : عبدالعزیز خالد (۱۰) ۱۸۹
منطقۃ ابروج : محمد بن علی القدوسی (۹) ۲۸۵
المنطلق (۹) ۸۰
منظور حق : منور احمد خاں آثم (۱۰) ۱۸۵
منظوم سیرۃ : زین الدین عراقی (۵) ۵۰۹
المنظومۃ الجلیۃ فی السیرۃ : ابوالولید محمد بن محمد بن محمود بن الشحنہ زین الدین حلبی م ۸۱۵ھ (۹) ۹۵
منور نعتیں : منور بدایونی (۱۰) ۱۸۹
منہاج السالکین ترجمہ اُردو جوگ بشٹ (۱۰) ۹۷
منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعہ القدریہ : ابن تیمیہ (۵) ۳۱۸، ۳۳۶
منہج : شیخ بھکھاری کاکوروی (۶) ۲۶
مواخاۃ صحابہ : نثار احمد (۵) ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۳
الموافقات : امام شاطبی (۶) ۲۰۳
مواہب الفتحیہ (۸) ۶۱، ۸۴
المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ : شیخ شہاب الدین احمد ابن محمد القسطلانی م ۹۲۳ھ (۶) ۲۴۱ (۷) ۲۰۳، ۴۹۸ (۸) ۲۰ (۹) ۱۱

موج تسنیم: عبدالباری معنی اجمیری (۱۰) ۱۸۷
موج زمزم: حشر کاشمیری (۱۰) ۱۸۷
موج طہور: بہزاد لکھنوی (۱۰) ۱۸۷
موج کوثر: اقبال سہیل (۱۰) ۵۱
المورد العذب الہنی فی شرح السیرۃ للحافظ عبدالغنی: عبدالکریم بن
عبدالنور بن منیر حلبی م ۷۳۵ھ (۹) ۹۲، ۹۷
موضح قرآن: شاہ عبدالقادر (۶) ۳۴
موضوعات: سیوطی (۶) ۴۲
مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی: بشیر احمد قادری (مقالہ ایم اے
پنجاب یونیورسٹی) (۱۰) ۲۷، ۳۲
مولد محبوب خدا (۱۰) ۹۷
مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القرطبی (۷) ۱۴۵، ۱۴۸
مولود بہاریہ بہار خلد: کفایت علی کافی (۱۰) ۱۸۷
مولود حرز ایمان (۱۰) ۹۷
مولود سعیدی (۱۰) ۶۱
مولود شریف: شہید (۱۰) ۱۷۸
مولود طپش (۱۰) ۵۸
مولود لطیف (۱۰) ۹۸
مولود نامہ: مختار (۱۰) ۱۷۱
مولود نامہ: عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱
مولود نامہ / تولد نامہ: عبدالملک بھروچی (۱۰) ۱۷۱
مولود نامہ: قاسم (۱۰) ۱۷۱
مہا بھارت (۹) ۲۸ (۱۰) ۵۳
مہاجرین: معین الدین (۵) ۲۷۲ (۹) ۵۳۹، ۵۲۵
مومنی عورت (۱۰) ۹۸
موطا: امام مالک (۵) ۳۳۶ (۶) ۲۰، ۲۷، ۳۲، ۳۵، ۳۷،
۴۰، ۴۳، ۴۹، ۵۱، ۱۲۶، ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۱۲، ۲۵۶،
۲۶۲-۲۶۳، ۲۷۴، ۲۹۷، ۳۰۱، ۳۱۳، ۳۱۵، ۳۱۷،
۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۸، ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۴۰-۳۴۱،
۳۴۶، ۳۵۳-۳۵۴، ۳۵۸، ۳۷۱، ۳۹۲، ۴۰۵-
۴۰۶، ۴۱۵، ۴۱۷، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۵۳، ۴۵۵،
۴۶۲، ۴۶۷-۴۶۹، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴، ۵۰۶،
۵۰۹، ۵۱۴، ۵۲۵، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۳، ۵۳۸،
۵۴۰-۵۴۱، ۵۴۳، ۵۵۳، ۵۶۲، ۵۶۴-۵۶۵،
۵۶۷، ۵۷۷، ۵۹۰، ۵۹۳، ۵۹۸-۶۰۲، ۶۱۳،
۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۳، ۶۲۹، ۶۳۴، ۶۴۰-۶۴۱،
۶۴۷، ۶۵۱، ۶۵۳، ۶۵۷، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۳،
۶۷۸، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۹۲، ۶۹۵، ۶۹۸، ۷۰۲،
۷۲۰-۷۲۱، ۷۲۷، ۷۳۲ (۷) ۱۳۳، ۴۸۵-۴۸۶،
۴۹۸-۵۰۰، ۵۱۳، ۵۱۵، ۵۴۷، ۵۷۱-۵۷۲،
۵۷۴ (۸) ۵۷۰ (۹) ۲۴، ۵۱۱
مؤطا (مع شرح تنویر الحوالک از سیوطی): امام مالک (۵) ۳۳۱
مہر درخشاں: قمر یزدانی (۱۰) ۱۸۹
مہر عرب: افضل حق ۱۹۰
مہر نبوت: محمد مردان خاں رعنا (۱۰) ۱۸۶
میزان الاعتدال: ذہبی (۶) ۸، ۴۲ (۹) ۲۳۵، ۸۹، ۱۰۶
میلاد اکبر گلزار اکبر: صوفی محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی (۱۰) ۱۸۵
مینائے کوثر: انجم وزیر آبادی (۱۰) ۱۹۰

ن

النبی الخاتم: مناظر احسن گیلانی (۸) ۴۲۶
نجم سحر: ذوقی مظفر نگری (۱۰) ۱۹۱
نذر امجد: امجد حیدر آبادی (۱۰) ۱۸۷

نسب قریش (۹) ۶۹
نسیم جنت (چہل حدیث کا ترجمہ) : کفایت علی کافی (۱۰) ۱۷۷
نسیم طیبہ : جنگ بہادر خاں تابش (۱۰) ۱۸۶
نشتر (۱۱)، ۹۸
نشید حضوری : حافظ لدھیانوی (۱۰)، ۱۹۰
نصب الرایہ : حافظ زیلعی (۶)، ۲۰۲
نصرتی : عبدالحق (۱۰)، ۷۳
نظرۃ عامۃ فی تاریخ الفقہ الاسلامی (۶)، ۲۳۴، ۲۳۸
نظریۂ سیاست ترجمہ از قاضی تلمذ حسین جے۔ کے۔ بلنچی (۵)
۱۲-۱۳، ۲۳۱، ۲۳۲، ۳۳۹
نظریات سیاسیہ (از منہ قدیم و قرونِ وسطیٰ) ترجمہ از قاضی تلمذ حسین : ولیم آرچ بالڈ ڈننگ (۵)، ۲۰، ۲۳۱-۲۳۲،
۳۳۹ -
نظم القرآن : جاحظ (۸)، ۴۰۸
نعت احمد (۱۰)، ۱۸۶
نعت حبیب : شیدا وارثی (۱۰)، ۱۹۱
نعت حضرت رسولِ اکرمؐ در شعر فارسی : ضیاء الدین دہشیری (۱۰)، ۱۵، ۱۵۹
نعت حضورؐ : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷
نعت خاتم النبیینؐ (۱۰)، ۱۸۶
نعت سلطان عرب المعروف بہ بہار یثرب : فضل الدین گگے زئی (۱۰)، ۵۴، ۵۷، ۵۸، ۵۹
نعت سلطان عرب (۱۰)، ۱۸۶
نعت سید المرسلینؐ (۱۰)، ۱۸۶
نعت کے پھول : محمد احمد شاد (۱۰)، ۱۹۱
نعت محمل : اختر الحامدی (۱۰)، ۱۹۱
نعت مصطفےٰؐ (۱۰)، ۱۸۶
نعت مصطفےٰؐ : قیصر قاسمی (۱۰)، ۲۵
نعت مصطفےٰ : قیوم نظر (۱۰)، ۱۹۰
نعت ہی نعت (۱۰)، ۹۷، ۱۸۶
نعتیہ دیوان، بیکس جبل پوری (۱۰)، ۱۸۶
نعتیہ دیوان و چمن مناقب کا : ممتاز جہاں گنگوہی (۱۰)، ۱۸۶
نعتیہ قطعات : حافظ لدھیانوی (۱۰)، ۱۹۰
نعم : کرم حیدری (۱۰)، ۱۹۰
نغماتِ حرم : مرتضٰی خاور (۱۰)، ۱۹۱
نغمۂ بہار جدید : سلطان احمد (۱۰)، ۵۷
نغمۂ ربانی : ضیاء القادری (۱۰)، ۱۸۷
نغمۂ روح : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷
نغمۂ فردوس : شکیل بدایونی (۱۰)، ۳۹
نغمات ماہر : ماہر القادری (۱۰)، ۱۸۷
نغمۂ نور : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷
نفح الطیب : مقری (۶)، ۱۰۵
نقد النثر : (۸)، ۳۴۶ - ۳۴۸-۵۵۹
نقش بیاں : ڈاکٹر سید صفدر حسین (۱۰)، ۱۸۰
نقشِ سیرت (۷)، ۶۱۶
نقشِ وفا : وفا ڈبائیوی (۱۰)، ۱۸۹
نگینۂ نعت (۱۰)، ۱۸۶
نوادر المخطوطات العربیہ فی ترکیا : رمضان ششن (۹)، ۸۴، ۹۰، ۹۲، ۱۰۶-۱۰۸
النوادر السلطانیہ (۹)، ۴۰۱
نوائے بردہ (ترجمہ قصیدہ بردہ) : فروغ احمد (مترجم) (۱۰)، ۱۹۰

نوائے ظہوری : محمد علی ظہوری (۱۰)، ۳۶، ۱۹۱
نورِ ایمان (۱۰)، ۱۸۶
نور الایمان فی آثار حبیب الرحمٰن : عبدالحلیم (۶)، ۴۱
نور الروض : محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی م ۷۶۷ھ (۹)، ۹۳
نور النبراس علی سیرۃ ابن سید الناس : ابراہیم بن محمد بن سبط العجمی م ۸۴۱ھ (۹)، ۹۰، ۹۵
النور السافر : عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدروسی (۶)، ۱۲
نورُ السنہ : شاہ محمد فاخر الہ آبادی (۶) ۳۱
نور القاری شرح صحیح بخاری : ملا علی قاری (۶) ۱۹
نور اللغات : نور الحسن کاکوروی (۸) ۵۴۱ (۱۰) ۱۵
نور المعرفت : دلی (۱۰) ۴۷
نور نامہ : احمد (۱۰) ۱۷۲
نور نامہ : سیدی (۱۰) ۱۷۴
نور نامہ : شریف (۱۰) ۱۷۴
نور نامہ : عنایت شاہ قادری (۱۰) ۱۷۴
نور نامہ : ملک خوشنود
نور و نکہت : فیاض احمد کاوش (۱۰) ۱۹۰
نور یزداں : مسرور کیفی (۱۰) ۱۹۰
نہالِ روضۂ اکبر : محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی (۱۰) ۱۸۵
النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر : ابن اثیر (۶) ۲۰۲، (۱۰) ۱۱، ۱۲، ۱۳
نہایۃ الاقدام فی علم الکلام : شہرستانی (۹) ۱۰۹
نہج البلاغہ : علی ابن ابی طالب (۷) ۲۹۰ - ۲۹۱ (۸) ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۹ (۹) ۷۲۹ - ۷۳۰، ۷۳۲ - ۷۴۹
نہج الفصاحت : نصیر الاجتہادی (۷) ۱۳۲
نیرِ اعظم : محمد اعظم چشتی (۱۰) ۱۹۰
نیرنگ دنیا یا گمشدہ لڑکی (۱۰) ۹۸
نیرنگ فصاحت، ترجمہ نہج البلاغہ : اردو سید ذاکر حسین (مترجم)، (۹) ۷۲۹ - ۷۳۰، ۷۳۲ - ۷۴۹
نیل الاوطار : قاضی شوکانی (۶) ۲۰۵ (۷) ۵۰۵

و

وائی بطحا : عنایت اللہ خاں عنایت (۱۰) ۱۸۹
وثائق السیاسیہ : محمد حمید اللہ دیکھیے مجموعۃ وثائق السیاسیہ : محمد حمید اللہ
وحی الٰہی : سعید اکبر آبادی (۵) ۲۴۵، ۳۳۹
ورفعنا لک ذکرک : راجہ رشید محمود (۱۰) ۲۲، ۲۶، ۳۱، ۳۶، ۱۹۰
الوزراء والکتاب : الجہشیاری (۷) ۱۴۱، ۱۴۸ - ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۶۶ - ۱۶۷، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۶ - ۱۸۸
وزرہ شناس (۹) ۸۲
الوسیط (۸) ۲۷۰، ۲۷۲
وسیلۃ المتعبدین فی سیرۃ سید المرسلین : عمر بن محمد بن خضر الاربیلی م ۵۷۰ھ (۹) ۸۷
وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم : عمر بن محمد بن ... الموصلی م ۵۷۰ھ (۹) ۴۲۲ کے بعد ۴۲۳
وسیلۂ نجات : محمد عالمگیر کیف ٹونکی (۱۰) ۱۸۶
وفات نامہ : امین گجراتی (۱۰) ۱۷۴
وفات نامہ : عالم گجراتی (۱۰) ۱۷۱
وفات نامہ : عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱
وفات نامۂ سرور کائنات : امام دکنی (۱۰) ۱۷۵
وفات نامہ سرور کائنات : علی بخش دریا (۱۰) ۱۷۴
وفادار عورت (۱۰) ۹۸

وفائے دلبر (۱۰) ۹۸
وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ: نورالدین السمہودی (۵) ۲۵۳-۲۵۴، ۲۵۷-۲۵۸، ۲۳۸، ۳۷۹ (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۹۸، ۱۸۵، ۱۸۷، ۴۲۱
وفیات الاعلام: شاہ خوب اللہ (۶) ۳۱
وفیات الاعیان: ابن خلکان (۷) ۴۰۷ (۹) ۵۲، ۶۳
وید (۱۰) ۵۳

ہ

ہدایۃ: برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی (۶) ۲۴-۲۵، ۲۰۲ (۷) ۳۱
ہدیۂ شاد: سرکشن پرشاد شاد (۱۰) ۱۸۶
ہدیۃ العارفین: بغدادی (۹) ۱۰۸
ہدیۂ عثمانی: عثمان احمد قاسمی (۱۰) ۳۶
ہری خلعت (۱۰) ۹۷
ہشت بہشت: محمد باقر آگاہ (۱۰) ۴۰، ۱۷۵
ہمند (۱۰) ۱۲۴
ہوائے طیبہ: قاضی عبدالرحمٰن (۱۰) ۱۹۱
ہیری (ناول) (۱۰) ۹۸
ہیرے کی کنی (۱۰) ۹۸

ی

یا حبیبی مرحبا: عبدالستار نیازی (۱۰) ۱۹۱
یاد ایام: عبدالحی (۶) ۱۲-۱۴
یادگار نعت (۱۰) ۹۷
یجبر وید (۹) ۲۶، ۲۷
یوسف و دل آراء (رام پور کا سچا واقعہ) (۱۰) ۹۸
یہ ہیں کارنامے رسولؐ خدا کے: راجہ عبداللہ خاں نیاز (۱۰) ۱۸۹

انگریزی کتب

A

American Peoples Encyclopaedia (9) 285

Ancient India : R. C. Mujamdar (5) 236

Arab Administration S. Q. Hussani (5) 329

The Arab Civilization : Joseph Hell , Tr. by S. K. Baksh (5) 15, 277.

The Arab Kingdom and its Fall, tr. Margaret Graham Weir : J. Wellhausen (5) 47, 244.

B

A Book of Leadership : R. M. Strgdill (9) 10

C

The Caliphs Last Heritage: Sir Mark Sykes (5) 334

Cografya Yazmalari Katalogu : Turkce Tarih (9) 105 — 106

D

The Decline and Fall of the Roman Empire : Edward Gibbon (5) 231 — 232.

Descriptive Catalogue of the Garrett Collection (9) 108.

Dictionary of Word Origins : Joseph Shipley T. (5) 12.

A Dictionary of the Social Sciences' (edd), Juluis Gould, William L. Kolle (5) 314 — 315.

E

Encyclopaedia Britannica (5) 237, 313 (9) 285

The Elements of Jurisprudence: Sir Thomas Ershine Gilchrist (5) 13.

F

The First Written Constitution of the World :Muhammad Hamidullah (9) 526.

The Foundations of Political Theory : H. R. G Graves (5) 13.

G

Great Political Thinkers (Plato to Present) : William Ebenstein (5) 232.

Greek Political Theory: Sir Earnest Barker (5) 12, 13.

Gettles History of Political Thought: Lawrence C. Wanlass (5) 232 — 233.

H

Heroes of Islam: Amir Hasan Siddiqi (9) 10.

The Historians/ History of the World : Wellhausen (5)105, 110, 260, 279 — 280.

A History of Civilization in India: R. C. Dutt (8) 220.

A History of Egypt (From the Earliest Times to the Persian Conquest James Breasted (5) 258.

History of India : Mukerji (5) 236.

History of India ; V. A. Smith (5) 236.

History of Mankind (Cultural & Scientific Development) Tr. G. E. F. Chiloq and Sylina Chilver : Luigi Parati (5)236.

A History of Medieval Islam : J. J. Saunders (5) 277.

A History of Political Theory: Sahine (5) 233.

A History of Egypt (From the Earliest Times to the Persian Conquest) : James Breasted (5) 258.

The Holy Roman Empire James Viscount Bryce (5) 231, 232, 236.

The International Critical Commentary, ed. by I. Skinnev (9) 307.

Islam and the Integration of Society : W. Montgomery Watt. (5) 261, 267.

L

Lectures on Jurisprudence : Austin (5) 316.

A Literary History of the Arab: R. A. Nicholson (5)276, 277, 280.

Life of Mohammad : Sprenger (6) 244.

The Life of Mahomet : William Muir (5) 75, 103, 242, 263, 279.

M

The Making of Humanity: Robert Briffault (5) 20, 232 (8) 231.

Masters of Political Thought : W. T. Jones (5) 313.

Mohammedanism: D. S. Margoliouth (5) 292, 298.

Muhammad at Medina ; Montgomery Watt (5) 101, 103 — 104, 278, 286 — 289, 298, 352 — 353, 357—358, 362 — 363.

Muhammad The Holy Prophet: Ghulam Sarwar (5) 270 (9) 532.

Mohammdische Studien : (6) 239, 241—245.

Muslim And Christian Calender: G. S. P. Freeman (9) 281.

O

On the Commonwealth:
Bowen (5) 313.

Origin of Species :
Darwin (8) 688 –689.

The Orient under the Caliphs
Tr. S. Khuda Baksh: Van
Krener (5) 329.

Oxford English Dictionary
(5) 12.

P

Political Science & Government:
Garner James Walford (5) 314–315, 316.

Popkapi Sarayi Muzesi Kutup: ı
Karatay (9) 106.

Principles of Political Science
R. N. Gilchrist (5) 13,
314 – 315.

Proceedings of Idara-i-M'arif-i-Islamia (5) 293.

Public Administration in Ancient
India Pramathanath Banerjea
(5) 236.

R

The Relations Between Arabs
and Israelities Prior to the
Rise of Islam : D.-S. Margoliouth (5) 33, 238, 240 - 241,
243, 257–258.

S

Shorter Encyclopaedia of Islam
(5) 256.

The Shorter Oxford English Dictionary, ed. by William Little,
H. W. Fowler, & J. Coulson
(5) 12, 13.

The Shorter Oxford English Dictionary on Historical Principles
(5) 314.

The Sira in Verse : Arabic &
Islamic Studies in Honour of
H. A. R. (9) 107.

Sketches from Eastern History,
Tr. John Southarland Black:
Theodor Noldeke (5)334.

The Social Contract and the
Islamic State : Ilyas Ahmad
(5) 267.

The Social Contract or Principles
of Political Right, Tr. J. Henry
Tozier (5) 334.

Sovereignity, Islamic and Modern:
Ilyas Ahmad (5) 313, 314.

The Story of Bible
(9) 307.

W

Webster's Biographical
Dictionary (5) 231, 232.

اشاریہ نقوش

رسول نمبر

جلد یازدہم تا دوازدہم

شمارہ نمبر ۱۳۰ ـ جنوری ۱۹۸۵ء

مقالہ نگاران

(اور مقالات کے اہم نکات)

ا

ابن اسحٰق، سیرۃ ابن اسحٰق مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث و المغازی تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔
ترجمہ از نور النبی (۱۱) ۷-۳۵۴
تقدیم از محمد الفاسی ۸
باب ۱: سلسلۂ نسب (از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا حضرت آدم علیہ السلام) ۱۰، جناب عبدالمطلب بن ہاشم کا زمزم کو کھودنا ۱۱، زمزم کا محل وقوع ۱۳، حضرت اسمٰعیلؑ اور سیدہ ہاجرہ کی مکہ میں آبادی ۱۴، جناب عبدالمطلب کے اشعار ۱۵، بنو ضبیعہ ۱۷، ابو تقاضب اور اس کے بھائیوں کا واقعہ ۱۸۔
باب ۲: (جناب) عبدالمطلب کی نذر ۲۰، قرعۂ فال جناب عبداللہ کے نام ۲۱، جناب عبدالمطلب کے اشعار اور قرعہ فال اونٹوں پر نکلنا ۲۲-۳۲،
باب ۳: (جناب) عبداللہ بن مطلب کی شادی ۳۳، ام قبال بنت نوفل بن اسد کے اشعار ۳۴، رسول اللہؐ کی ولادت باسعادت اور جناب عبدالمطلب کے اشعار ۳۸-۴۱،
باب ۴: رسول اللہؐ کی ولادت باسعادت ۴۴، حلیمہ بنت حارث کی زبان سے معجزات نبویؐ کا بیان ۴۶، دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ ۴۵،
باب ۵: قبیلہ حمیر کے بادشاہ تبع اوسط کی حکایت ۴۸، تبع کی لشکر کشی ۴۸، اس کے اشعار ۴۸،
باب ۶: تبع کی قتل گاہ ۵۲، رئیس ہمدان (ذو رعین) کے اشعار ۵۲، عبد کلال کے اشعار ۵۲، ابرہہ کا روزبہ کو قتل کرانا ۵۵،
باب ۷: اصحاب الفیل کا واقعہ ۵۶، جناب عبدالمطلب کے اشعار ۵۷، ابرہہ اور جناب عبدالمطلب کی ملاقات ۵۷، مکہ پر چڑھائی کا قصد ۵۸، نفیل کے اشعار ۵۹، جناب عبدالمطلب کی بددعا ۵۹، لشکر ابرہہ کی تباہی ۶۰، رسول اللہؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۶۱،
باب ۸: آنحضرتؐ کے جد امجد کی وفات ۶۳، امیمہ کے اشعار ۶۳، صفیہ کے اشعار ۶۴، ام حکیم البیضاء کے اشعار ۶۴، برہ کے اشعار ۶۵، اروی بنت عبدالمطلب کے اشعار ۶۵، جناب عبدالمطلب کے اشعار ۶۶،
باب ۹: حصہ دوم، بحیرا راہب کا قصہ ۶۸، (جناب) ابوطالب کے ہمراہ شام کا سفر ۶۸، بحیرا راہب اور جناب ابوطالب کا مکالمہ ۶۹، اس واقعہ کے بارے میں جناب ابوطالب کے اشعار ۷۰، آنحضرتؐ کے اخلاقی فضائل ۷۳،
باب ۱۰: خدیجہؓ بنت خویلد کا واقعہ ۷۶، آں حضرتؐ

کی تجارت اور حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح ۷۶، حضرت خدیجہؓ کا نسب ۷۷،

باب ۱۱ : رسول اللہؐ کے متعلق علمائے یہود کی بشارت ۷۸، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توراۃ میں ۷۸، اس بارے میں قرآنِ حکیم کی آیات ۷۸، ایک یہودی کی پکار ۸۰، ابوالہیبان یہودی کی بشارت ۸۱،

باب ۱۲ : سلمان فارسیؓ کا اسلام لانا ۸۳، ان کا سفرِ شام ۸۴، موصل کا سفر ۸۴، ان کا نصیبین پہنچنا ۸۵، ان کا عموریہ جانا ۸۵، حضرت سلمان فارسیؓ کا مدینہ آنا ۸۶، غلامی سے نجات ۸۷، مہرِ نبوت ۸۸، دورِ جاہلیت میں قریش کا دین ۸۹ -

باب ۱۳ : آثارِ کعبہ ۹۰، حضرت آدمؑ کا حج ۹۰، حضرت ابراہیمؑ کا حج کا اعلان کرنا ۹۰، خلیل اللہ کا بیت اللہ کو تعمیر کرنا ۹۱، حجرِ اسود ۹۲، دورِ جاہلیت میں حج کا تلبیہ ۹۳، جاہلیت میں مردوں اور عورتوں کے طواف کا طریقہ ۹۳، وقوفِ عرفات اور حمس کا معمول ۹۴، صفا اور مروہ کے درمیان سعی ۹۶، منیٰ میں رمی، جمار ۹۷، عرب میں نسئ کا قاعدہ اور تقدیم ۹۷، مناسکِ حج کی اصلاح ۹۸، حمس اور اس کے معمولات ۹۸ -

باب ۱۴ : تعمیرِ کعبہ ۱۰۱، کعبہ کی تعمیرِ نو ۱۰۱، ابووہب کے متعلق ایک عرب شاعر کے اشعار ۱۰۲، پرانے کتبوں کی دریافت ۱۰۳، حجرِ اسود پر جھگڑا ۱۰۴، عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کے اشعار ۱۰۴، وھب بن عبد مناف کے اشعار ۱۰۵، رسول اللہؐ نے اس نزاع کا فیصلہ کیا ۱۰۶، زبیر بن عبدالمطلب کے سانپ کے بارے میں اشعار ۱۰۷، ولید بن مغیرہ کے اشعار ۱۰۸، تورات و انجیل اور عرب کاہنوں کے ہاں نبیؐ کا ذکر ۱۰۹، شیاطین کو غیبی خبریں سننے سے روک دینا ۱۱۰،

جنوں کا قرآن سننا ۱۱۱، تاروں کے پھینکے جانے کی وجہ ۱۱۳، نبیؐ کے متعلق ورقہ بن نوفل کا بیان ۱۱۴، ان کے اشعار ۱۱۴، تعمیرِ نو کے بعد کعبہ کا حج ۱۱۵، زید بن عمرو بن نُفَیل کا واقعہ ۱۱۶، زید بن عمرو بن نُفیل کے اشعار ۱۱۶، بعثت سے قبل نبیؐ کو زید کی طرف سے بتوں کا ذبیحہ کھانے کی ممانعت ۱۱۸، قریش کا طریقۂ حج ۱۲۰، آن حضرتؐ کے سچے خواب ۱۲۱، غارِ حرا میں حضورؐ کا دورہ تحنث اور نزولِ وحی کی ابتدا ۱۲۱، ورقہ بن نوفل کا بیان ۱۲۳، اس کے اشعار ۱۲۴، نظر لگنے کے بارے میں آنحضرتؐ کا معمول ۱۲۵، انبیاؑ کا بکریاں چرانا ۱۲۶، نبیوں کے وصی اور اسباط ۱۲۶ -

باب ۱۵ : حصہ سوم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ۱۲۸، سیدنا محمدؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی مدد کرنے کے لیے انبیاء کا عہد و پیمان ۱۲۸، پہلی وحی کی تاریخ نزول ۱۲۹، اولوالعزم رسولؑ اور سیدنا یونسؑ کا طرزِ عمل ۱۳۱، حضرت خدیجہؓ پہلی مومنہ خاتون ۱۳۱، سچے خواب ۱۳۲، ورقہ بن نوفل سے ملاقات ۱۳۲ - حضرت خدیجہؓ کا جبریلؑ کو شیطان سے ممیز کرنا ۱۳۳، تخلیقِ آدمؑ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ۱۳۴، بعثت کے بعد آنحضرتؐ کے مکہ اور مدینہ میں قیام کی مدت ۱۳۴، طریقِ تبلیغ و دعوت ۱۳۵، نزولِ وحی کے بعد وقفہ ۱۳۶، وضو اور نماز کی تعلیم ۱۳۸ -

باب ۱۶ : حضرت علیؓ بن ابی طالب کا اسلام ۱۴۰، حضرت

علیؓ کی آپؐ کے ساتھ نماز ۱۴۰۔

باب ۱۷ : حضرت ابوبکرؓ صدیق کا اسلام لانا ۱۴۲،

باب ۱۸ : حضرت ابوذرؓ کا اسلام لانا ۱۴۴، گزشتہ امتوں کی تعداد ۱۴۴، توراۃ میں نبی موعود کی صفت ۱۴۴، نبیؐ کے اسماءِ مبارکہ ۱۴۵۔

باب ۱۹ : مہاجرین کا اسلام ۱۴۷، قبائل عرب میں سے لوگوں کا ایمان ۱۴۷، دعوت ذوالعشیرہ ۱۴۸، نزول وحی کے بعد آنحضرتؐ کا معمول ۱۵۰، مشرکین کی عداوت ۱۵۱، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۵۲، جناب ابوطالب نے آپؐ کی حمایت کا ارادہ کرلیا اور قوم کی مخالفت ۱۵۴، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۵۷،

باب ۲۰ : مسلمانوں پر ظلم وستم اور تشدد ۱۵۹، جناب ابوطالب کا کہنا کہ میں آپ کی ہر حال میں حمایت کروں گا ۱۵۹، ان کے حمایتِ رسولؐ میں اشعار ۱۶۰، صفیہ بنت عبدالمطلب کے اشعار ۱۶۲، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۴، شعب ابی طالب کی محصوری اور بائیکاٹ کی دستاویز ۱۶۶، شعب ابی طالب کے متعلق جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۷، ابوالبختری کے اشعار ۱۶۸، شعب ابی طالب کی دستاویز پر دیمک کا مسلط ہونا ۱۶۹، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۹، متاطعہ کی دستاویز کا خاتمہ ۱۷۳، عمارہ بن ولید اور عمرو بن العاص حبشہ میں ۱۷۵، عمرو کے عمارہ کے متعلق اشعار ۱۷۷۔

باب ۲۱ : حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا اسلام لانا ۱۷۹، ان کے اشعار ۱۸۰، ان کے مزید اشعار ۱۸۱۔

باب ۲۲ : اصحاب رسولؐ کی ہجرت حبشہ ۱۸۳۔

باب ۲۳ : اسمائے گرامی مہاجرین حبشہ۔ پہلا مرحلہ ۱۸۶، قصہ غرانیق ۱۸۷، حبشہ سے واپس آنے والے مسلمانوں پر کیا گزری؟ ۱۸۸، عثمان بن مظعون کے اشعار ۱۹۰۔

باب ۲۴ : حضرت عمرؓ کا اسلام ۱۹۱، حضرت عمرؓ کا اپنی بہن کے گھر جانا ۱۹۲، سورہ طٰہٰ کی تلاوت ۱۹۳، حضرت عمرؓ کے اشعار ۱۹۴۔

باب ۲۵ : مکہ مکرمہ میں قرآن کریم کی جہری تلاوت کی ابتداء ۱۹۷، حضرت عبداللہ بن مسعود کا مقام ابراہیم پر کھڑے ہوکر تلاوت قرآن کرنا ۱۹۷۔

باب ۲۶ : حصہ چہارم، تعذیب اہلِ ایمان ۱۹۹، حضرت ابوبکرؓ کا نہدیہ کو آزاد کرانا ۲۰۱، مکہ کے بتوں کے متعلق حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے ۲۰۲، مشرکین سرداروں کو دھوکا سے قتل کرنے کا قصد ۲۰۳، مسلمانوں پر ظلم وستم ۲۰۳، حضرت علیؓ کے مدنی دور کا ایک واقعہ ۲۰۴، نبی اکرمؐ کی مدنی زندگی ۲۰۵، اراشی اور ابوجہل کا واقعہ ۲۰۶۔

باب ۲۷ : رسول اللہؐ کے ساتھ مشرکین کی مخاصمت ۲۰۸، مشرکین کے مختلف مطالبے ۲۰۸، ابوجہل کا آپؐ کو پتھر مارنے کا ارادہ ۲۱۱، نضر کے بارے میں قرآن کریم کی آیات ۲۱۲، عقبہ بن معیط کا علمائے یہود کے پاس مدینہ جانا ۲۱۳، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علمائے یہود اور اہلِ کتاب کی رائے ۲۱۴، تورات میں نبیؐ کا ذکر ۲۱۴، سیدنا علیؑ اور قصہ ذوالقرنین ۲۱۵، رسول اللہؐ کی تلاوتِ قرآن کو مشرکین کا چھپ کر سننا ۲۱۶، نبیؐ کثیر السکوت تھے اور آپؐ کا نور سب سے زیادہ زبردست تھا ۲۱۷، نبیؐ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لئے مشرکین کے حربے ۲۱۸، عتبہ بن ربیعہ کی جانب سے نبیؐ کی مدافعت ۲۱۹، جناب ابوطالب کے عتبہ بن ربیعہ کی مدح میں اشعار ۲۱۹، بلاد روم و ایران کی

فتح کی بشارت ۲۲۱، ابوجہل کے کافرانہ عزائم ۲۲۲، جناب ابوطالب کے اشعار ۲۲۴۔

باب ۲۸ : سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت ۲۲۶، نجاشی کا مسلمانوں کو گفتگو کے لیے بلانا ۲۲۷، مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا نمائندہ مقرر ہونا ۲۲۷، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں گفتگو ۲۲۸، نجاشی کی تاجپوشی ۲۳۰، سیدہ رقیہؓ بنت النبیؐ حبشہ میں ۲۳۱، حبشہ کے نصارٰی کا وفد ۲۳۲، نجاشی کی نماز جنازہ ۲۳۲، ابن عمرؓ کی آرزو ۲۳۴، نجاشی کے بیٹے کا اسلام لانا ۲۳۴، ہجرت حبشہ کے متعلق عبداللہ بن حارث بن عدی بن سلیم کے اشعار ۲۳۵، جناب ابوطالب کے اشعار ۲۳۶

باب ۲۹ : مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی۔ دوسرا حلہ ۲۳۸، نبیؐ کا مکتوب گرامی بنام شاہ حبش ۲۴۴، عبداللہ بن حارث سہمی کے اشعار ۲۴۴۔

باب ۳۰ : قریش کی رسولؐ اللہ کو ایذا رسانی ۲۴۶، قرآن حکیم کی آیات ۲۴۷۔

باب ۳۱ : اہل عرب کو رسول اللہؐ کی تبلیغ عام ۲۴۹، قبائل عرب کو دعوت ۲۴۹، طارق بن عبداللہ المحاربی کا واقعہ ۲۴۹، جناب ابوطالب کا مطالبہ اور حضرت ابوبکرؓ کا جواب ۲۵۰، کفار کی زیادتیوں کے باوجود نبیؐ کا حلم ۲۵۱، کفار کی حضرت فاطمہؓ بنت النبیؐ کو ایذا رسانی ۲۵۱، نبیؐ اور آپ کے رضاعی بھائی ۲۵۲، مکہ میں حضرت ابوبکرؓ کی اپنے گھر میں مسجد ۲۵۲

باب ۳۲ : سید ابوطالب کی وفات ۲۵۴، جناب ابوطالب کی بنی عبدالمطلب کو وصیت ۲۵۵، ابن عباسؓ کی روایت ۲۵۷، حضرت علیؓ کا جناب ابوطالب کے متعلق مرثیہ ۲۵۸۔

باب ۳۳ : حصۂ پنجم، وفات خدیجہؓ بنت خویلد ۲۶۰، جنت میں خدیجہؓ کا گھر ۲۶۰، حضرت خدیجہؓ و عائشہؓ ۲۶۰، حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ساتھ نبیؐ کا حسن سلوک ۲۶۱، دنیا و آخرت کی برگزیدہ عورتیں ۲۶۱، حضرت خدیجہؓ کی اولاد ۲۶۲،

باب ۳۴ : حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۲۶۴،

باب ۳۵ : حضرت عمرؓ بن خطاب اور ام کلثومؓ بنت علیؓ کا نکاح ۲۶۶،

باب ۳۶ : سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ کا عون بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ نکاح ۲۶۸،

باب ۳۷ : حضرت علیؓ اور فاطمہؓ بنت رسولؐ اللہ کی صاحبزادی زینبؓ کا نکاح ۲۷۰،

باب ۳۸ : حضرت عثمانؓ بن عفان کا نکاح ۲۷۲۔

باب ۳۹ : حضرت خدیجہؓ کے علاوہ رسولؐ اللہ کی دیگر ازواج مطہراتؓ ۲۷۴، ام المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ ۲۷۴، ام المومنین، حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ ۲۷۴، ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ ۲۷۶، ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہؓ ۲۷۶، ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ ۲۷۶، ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ۲۷۷، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ۲۷۸، ام المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث ۲۷۹، ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی ۲۸۰، ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث ہلالیہ ۲۸۱، اسماء بنت کعب اور عمرہ بنت یزید کے ساتھ رسول اللہؐ کے نکاح ۲۸۲، قبیلہ غفار کی ایک خاتون ۲۸۲، وہ خواتین جنہوں نے اپنے آپ کو نبیؐ کے لیے ہبہ کیا ۲۸۳، وہ خواتین

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک یمین میں تھیں ۲۸۵ ، اولاد نرینہ کے عوض کوثر کا عطیہ ۲۸۷ ۔

باب ۴۰ : مذاق اڑانے والوں کا المناک انجام ۲۸۹ ، رکانہ بن عبدیزید کا واقعہ ۲۹۲ ،

باب ۴۱ : علاماتِ نبوت ۲۹۳ ، ایک اونٹ کا واقعہ ۲۹۳ ، ایک بچے کی شہادت ۲۹۴ ، دو درختوں کا باہم مل جانا ۲۹۴ ، ایک عمر رسیدہ اونٹ کی فریاد ۲۹۴ ، بھیڑیے کا ایک گڈریے سے کلام کرنا ۲۹۶ ، ایک گائے کا کلام کرنا ۲۹۷ ،

باب ۴۲ : اُمِ شریکؓ دوسیہ کا اسلام لانا ۳۰۰ ،

باب ۴۳ : قبیلہ دوس کے حضرت ابوہریرہؓ کا اسلام لانا ۳۰۲

باب ۴۴ : عدیؓ بن حاتم اور دیگر چیدہ چیدہ اشخاص کا اسلام لانا ۳۰۳ ۔ ایک اعرابی کا اسلام لانا ۳۰۶ ، ایک صحرائی رئیس کا اسلام لانا ۳۰۶ ، جریرؓ بن عبداللہ کا اسلام لانا ۳۰۷ ، سرزمین ایران کی فتح کی بشارت ۳۰۷ ، عبدالقیس کے ایک شخص کا اسلام لانا ۳۰۸ ، ایک شخص جو اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد فوت ہوگیا ۳۰۸ ، آنحضرتؐ کی بردباری اور ایک یہودی کا اسلام لانا ۳۰۹ ، عبداللہ ذوالبجادین کا اسلام لانا ۳۱۱ ،

باب ۴۵ : واقعہ اسرا — مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک حضورؐ کا لے جایا جانا ۳۱۲ ، آپؐ کی حضرات ابراہیمؑ ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے ملاقات ۳۱۳ ، پہلے مؤذن حضرت بلالؓ تھے ۳۱۶ تحویل قبلہ ۳۱۷ ، قطعۂ ثانی از مجموعۂ مخطوطات ظاہریہ دمشق ۔ روایت محمد بن سلمہ ۳۱۹

باب ۴۶ : غزوۂ بدر ۳۲۰ ، اس بارے میں قرآنی آیات ۳۲۰ ، آپؐ کی پانچ امتیازی خصوصیات ۳۲۲ ، شہدائے بدر ۳۲۴ ، غزوۂ کدر ۳۲۵ ۔

باب ۴۷ : غزوۂ سویق ، ابوسفیان کے اشعار ۳۲۷ ،

باب ۴۸ : غزوۂ ذی امر ۳ھ (بجانب نجد) ۳۲۹ ، غزوۂ نجران ۳۳۰ ، غزوۂ بنی قینقاع ۳۳۰ ، یہود بنی قینقاع کے بارے میں قرآنی آیات ۳۳۰ ، عبادہ بن صامت اور عبداللہ بن اُبی کے متعلق سورۂ مائدہ کی آیات ۳۳۲ ۔

باب ۴۹ : سریۂ زیدؓ بن حارثہ ۳۳۴ ، حضرت حسانؓ کے اشعار ۳۳۴ ۔

باب ۵۰ : کعب بن اشرف کا قتل ۳۳۶ ، محیصہ کے اشعار ۳۳۹ ، حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے اشعار ۳۳۹ ،

باب ۵۱ : غزوۂ اُحد ۳۴۱ ، ابوعزہ کے اشعار ۳۴۲ احد کی گھاٹی میں ڈیرہ ڈالنا ۳۴۴ ، حضرت ابودجانہؓ کی بہادری ۳۴۵ ، ہندہ بنت عتبہ کے اشعار ۳۴۵ ، آپؐ کا زخمی ہونا ۳۴۶ ، حضرت مصعبؓ بن عمیر کا جہاد ۳۴۷ ، حضرت انسؓ بن نضر کی شہادت ۳۴۸ ، حضرت حسانؓ بن ثابت کا اُبی بن خلف کے متعلق شعر ۳۴۹ ، فرشتوں نے حضرت حنظلہ کو غسل دیا ۳۵۱ ، ہندہ بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتوں کا شہدا کا مثلہ کرنا ۳۵۱ ۔ ابوسفیان کا پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کرنا ۳۵۱ ، حضرت عمرؓ کا جواب ۳۵۱ ، حضرت علیؓ بن ابی طالب کو تعاقب میں بھیجنا ۳۵۲ ، حضرت سعد بن ربیع کی شہادت ۳۵۲ ، حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھ کر آپ کا غیظ و غضب ۳۵۳ ، صدقے کا حکم اور مثلہ سے منع فرمانا ۳۵۴ ،

ح

حمید اللہ ، محمد : محاکمہ سیرت ابن اسحٰق (۱۱) ۳۵۵-۳۹۶ ،

محمد ابن اسحاق کی کتاب "المبتداء والمبعث والمغازی ۳۵۷، اس کتاب میں اشعار ۳۵۷، تاریخ کی کتاب ۳۵۸، پیغمبرؐ اسلام ۳۵۸، اسلام سے قبل عربوں کے ہاں تاریخ کا علم ۳۶۱، اہلِ مکہ میں انجلیس ۳۶۲، نضر بن حارث کے پاس تاریخ ایران کے متعلق کتاب ۳۶۳، عہد نبوت ۳۶۳، جزیرۂ عرب میں اسلام کی دعوت ۳۶۴، عہد رسولؐ اللہ میں تاریخ کی طرف توجہ ۳۶۵، عہد صحابہ ۳۶۵، حضرت انس بن مالک کے پاس پمفلٹوں کی شکل میں رجسٹر ۳۶۷، مسلمانوں کے ہاں کتب تاریخ کی تالیف ۳۶۸، ابنِ اسحاق سے پہلے کے مؤرخ ۳۶۹، جن کا ذکر وسٹنفیلڈ نے نہیں کیا ان میں سے ۳۷۲، یزید بن ابی حبیب (م ۱۲۸ھ) ابن اسحاق کے مصری استاذ ۳۷۲، معمر بن راشد (م ۱۵۴ھ) ابن اسحاق کے ہمعصر ۳۷۲، ابن اسحاق کے متعلق خطیب بغدادی کا بیان ۳۷۳، درس و تدریس ۳۷۶، ابن اسحاق کی پیدائش اور تعلیم ۳۷۶، زہری ان کے استاد ہیں ۳۷۶، ابنِ اسحاق کا مصر کی طرف جانا ۳۷۷، ان کا حیرہ میں آنا ۳۷۸، ابنِ اسحاق اور امام مالک و ہشام بن عروہ کی منافرت ۳۷۹، امام ابوحنیفہ اور ابن اسحاق کی گفتگو ۳۸۱، ابنِ اسحاق اور شرجیل کے درمیان منافرت ۳۸۲، ان کا فاطمہ زوجہ ہشام سے روایت کرنا ۳۸۲ ابنِ اسحاق کا طریقِ کار ۳۸۵، تالیفات ابن اسحاق ۳۸۷، ان کی کتابوں کے راوی ۳۸۸، دیگر نسخے ۳۹۰، شروح و تراجم کتاب ۳۹۰، اظہارِ تشکر ۳۹۱، مصادر ۳۹۳۔

حمید اللہ، محمد (مرتب) : سیرۃ ابن اسحٰق مسماۃ بکتاب المبتداء والمبعث والمغازی تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۷-۳۵۴،

م

محمد حمید اللہ دیکھئے حمید اللہ، محمد۔
محمد لیسین مظہر صدیقی دیکھئے مظہر صدیقی، محمد لیسین

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱) ۵۶۷-۷۶۳

باب ۱ : عرب قبل از اسلام۔ نسب نامہ، جغرافیہ، سیاست ۵۶۸، نسب نامہ ۵۶۸، عرب بائدہ، عرب عاربہ، عرب مستعاربہ ۵۶۸، جغرافیہ ۵۷۰، العربیۃ السعیدہ، العربیۃ الصحراویہ، العربیۃ الحجریہ ۵۷۰، جزیرہ نمائے عرب کے پانچ خطے، حجاز، تہامہ، یمن، عروض اور نجد ۵۷۱، سیاسیات ۵۷۱، قدیم عرب بادشاہتیں ۵۷۲، ثمود ۵۷۲، لحیان ۵۷۳، نبطی۔ بطراؔ ۵۷۳، ترمور ۵۷۴، غسان ۵۷۵، لخم ۵۷۵، کندہ ۵۷۵، حوالہ جات و تشریحات ۵۷۸،

باب ۲ : قبل از اسلام عرب میں نظامِ عدل ۵۸۷، سیاسی نظام ۵۸۷، سرداری ۵۸۷، بادشاہتیں ۵۸۹، وسطی مغربی عرب میں نظامِ عدل ۵۸۹ قانون ساز اور مشاورتی ادارے ۵۹۰، حجاز میں نظام عدل ۵۹۱، قبائل میں مقدمات کا تصفیہ ۵۹۲، مکہ کی شہری ریاست ۵۹۳، ترقیاتی منصوبے ۵۹۳، البطاح ۵۹۳، ظواہر ۵۹۴، احابیش ۵۹۴، ان کے بارے میں مختلف نظریات ۵۹۴، تجارت اور کاروبار ۵۹۸، بلدیاتی نظام ۶۰۰، عدلیہ اور انتظامیہ کے اداروں کا قیام ۶۰۰، قریش کے درمیان سیاسی گروہ بندیاں ۶۰۱، مکہ کی شہری ریاست میں نظامِ عدل ۶۰۲، عدلیہ کے ادارے ۶۰۲، ضلعی کونسل (دارالاسرہ) ۶۰۲، مجلس اعلیٰ (دارالندوہ) ۶۰۲، مجلس اعلیٰ کا طریقِ کار ۶۰۳، کثیر المقاصد ادارہ

۶۰۴، مجلس اعلیٰ کی ہیئت ۶۰۴، شہری ریاست کا
دستور ۶۰۵، حلف الفضول (انجمن انصاف) ۶۰۵،
تحکیم (ثالثی) ۶۰۸، کہانت ۶۱۱، عراف، عرافہ
۶۱۲، سالانہ میلوں پر انصاف ۶۱۳، حوالہ جات
اور تشریحات ۶۱۶۔
باب ۳: دستور مدینہ کے تحت عدلیہ ۶۲۱، دستور
مدینہ ۶۲۲، دستور کا مطالعہ ۶۲۹، صحت متن ۶۲۹،
زمانۂ تحریر ۶۳۰، تعداد دفعات ۶۳۲، یہودی قبائل
۶۳۳، اسلامی ریاست کا وفاق ۶۳۴، مذہبی
اور سماجی خود مختاری ۶۳۴، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا منصب ۶۳۵، سربراہ ریاست ۶۳۵، سپہ سالار
۶۳۵، چیف جسٹس ۶۳۵، عدالتی نظام ۶۳۶،
چند مقدمات ۶۳۷، مقدمہ کی روداد ۶۳۷، ربیون
(علماء) کے ساتھ ملاقات ۶۳۷، جرح اور حلف ۶۳۸،
متن پیش کرنا ۶۳۸، قانون کو پوشیدہ رکھنے کے
اسباب ۶۳۸، فیصلہ ۶۳۹، قانون میں امتیاز ۶۳۹،
ایک مسلم اور یہودی کے درمیان جھگڑا ۶۳۹، غداری
۶۴۰، بنو قینقاع کی مدینہ سے جلا وطنی ۶۴۱، بنو نضیر
کی غداری ۶۴۱، دستور کی پامالی ۶۴۱، بنو نضیر کی
مدینہ سے جلا وطنی ۶۴۲، بنو قریظہ کی غداری ۶۴۲،
فیصلہ کا اعلان ۶۴۳، یہودیت قبول کرنے والوں
پر تنازعہ ۶۴۳، یہودیوں کے قرضے ۶۴۳، دستور مدینہ
میں غداری کی سزا ۶۴۷، بنو قریظہ کے واقعہ سے
چند اہم دستوری نکات ۶۵۰، ریاست مدینہ کا ضابطہ
دیوانی اور پاکستان میں رائج ضابطۂ دیوانی ۶۵۲،
حوالہ جات اور تشریحات ۶۵۴،

باب ۴: قرآنی دستور کے تحت نظام عدالت ۶۵۹،
قرآن کے بنیادی دستوری اصول ۶۵۹، عدل ایک خدائی
ضابطہ ۶۵۹، عدل کا ماخذ ۶۵۹، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار ۶۶۰، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرائض ۶۶۲، غیر مسلم خود مختاری ۶۶۳، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات تمیزی ۶۶۴، قانون اور
انصاف کی بالادستی ۶۶۵، قانون کا علم ۶۶۶، اس بارے
میں قرآن کا حکم ۶۶۷، قانون شہادت ۶۶۸، چار گواہوں
کا لزوم ۶۶۹، دو گواہوں کا لزوم ۶۶۹، دو مردوں
یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ۶۷۰، خاوند کی
گواہی چار گواہوں کے برابر ۶۷۱، ایک گواہ اور قسم ۶۷۲،
شہری اور بدوی شہادت ۶۷۳، عورت کی گواہی
۶۷۵، قرض کی دستاویز کی وثیقہ نویسی ۶۷۷،
قرآن حکیم کی آیت ۶۷۸، لفظ "الضلال" کے معانی
۶۷۸، مرد اور عورت کی برابر گواہی ۶۸۰، قرآن میں
گواہ کے لیے لفظ "شاہد" کا استعمال ۶۸۱، سنت
سے عورت کی پوری گواہی ۶۸۱، فقہی مذاہب میں عورت
و مرد کی گواہی کی نوعیت ۶۸۳، ابن القیم کی رائے ۶۸۴،
دستاویزی شہادت ۶۸۶، گواہوں کے لئے ہدایات ۶۸۷،
عدلیہ کی دستوری دفعات کی تنفیذ ۶۸۸، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا عدالتی طریق کار ۶۸۹، شہادت کی بالادستی
۶۸۹، بطور گواہ مسلمانوں میں مساوات ۶۹۱، نا اہل
گواہ ۶۹۳، قرائنی شہادت ۶۹۴، تفتیش اور قانونی
کارروائی ۶۹۶، عدالتی کارروائی ۶۹۹، فریقین مقدمہ کی
ذمہ داریاں ۶۹۹، اقبال جرم ۷۰۰، مصالحت ۷۰۱،
عدالتی حکم کا نفاذ ۷۰۲، بے رو رعایت عدلیہ ۷۰۳،

حوالہ جات اور تشریحات ۷۰۴

باب ۵ : عہد رسالت میں صوبائی نظام عدالت ۷۱۰، تمہید ۷۱۰، قضاۃ اور عمال کی فہرست ۷۱۰، عدالتی ترتیب ۷۱۴، مدینہ کا مستقل قاضی ۷۱۵، صوبائی اور ضلعی قاضی ۷۱۷، عتاب بن اسید منتظم مکہ ۷۱۷، یمن میں نظامِ عدالت ۷۱۹، یمن میں قانون اور عدلیہ کے ماہرین کا تقرر ۷۱۹، ابوموسیٰؓ بطورِ قاضی ۷۲۱، معاذؓ بن جبل بطورِ قاضی ۷۲۳، ان کے فیصلے ۷۲۹، عمروؓ بن حزم کا تقرر ۷۳۰، عدلیہ کے ماہرین کے فرائض ۷۳۰، یمن کی عدلیہ پر حضرت علیؓ کا تقرر ۷۳۱، عدالتی طریق سے متعلق ہدایات ۷۳۲، یمن میں حضرت علیؓ کے فیصلے ۷۳۳، حوالہ جات اور تشریحات ۷۳۷۔

باب ۶ : عہد رسالتؐ کا نظامِ عدل اور جدید معترضین و مستشرقین ۷۴۱، علی عبدالرازق اور ایمل تیاں کے دور افتادہ نتائج ۷۴۱، قرآن کی بنیادی قانونی اور عدالتی اصطلاحات ۷۴۳، پانچ الفاظ — امر، حکم، قضاء، عدل اور قسط ۷۴۴، امر کے معنی ۷۴۴، حکم سے مراد ۷۴۵، عدل کا مفہوم ۷۴۷، قضاء کے مختلف مفاہیم ۷۵۱، قسط کے مختلف معانی ۷۵۴، تیاں کے نظریات پر تبصرہ ۷۵۵، حوالہ جات و تشریحات ۷۶۰۔

(۱۰) عالم قریشی (مترجم) : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ از ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ (۱۱) ۵۶۷ — ۷۶۳

مصطفیٰ سباعی الشیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوات والتسلیمات بطور پند و نصائح۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۲) ۳۵۵ — ۴۹۲، عرضِ مترجم ۳۵۱، ترتیب مضامین ۳۵۷، عرضِ مؤلف ۳۵۸، مقدمہ — ا۔ سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات ۳۶۱، پہلے انبیاء کی سیرت ۳۶۱، آپؐ کی سیرت کے جملہ واقعات موجود ہیں ۳۶۲، آپؐ کی سیرت ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے ۳۶۳، آپؐ کی سیرت انسانیت کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے ۳۶۳، آپؐ کی سیرت رسالت و نبوت کے لیے دلائل مہیا کرتی ہے ۳۶۴۔

(ب) سیرت نبویہ کے مآخذ — ۱۔ قرآن کریم ۳۶۷، سنتِ نبویہ صحیحہ ۳۶۸، عہد رسالت کے ہمعصر شعراء کا کلام ۳۶۹، کتب سیرت ۳۷۰، سیرت ابن ہشام ۳۷۰، طبقات ابنِ سعد ۳۷۱، تاریخ طبری ۳۷۱، تالیفِ سیرت کے اسلوب میں تبدیلی ۳۷۱۔

فصل اوّل : آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت ۳۷۳، تاریخی واقعات ۳۷۳، پند و نصائح ۳۷۶، شرافت و نجابت کے حامل داعی کے پیغام کو لوگ بڑے غور سے سنتے ہیں ۳۷۶، حالتِ یتیمی کے اثرات ۳۷۷، فطری خصائل کے اثرات ۳۷۷، داعی کی ذہانت و فطانت ۳۷۸، معیشت میں خود کفیل ہونا ۳۷۸، قبل از بعثت کی زندگی ۳۷۸، سفر کے تجربات جمہور کے ساتھ معاشرت، مصائب و مشکلات میں شرکت ۳۷۹، خلوت گزینی ۳۸۰۔

فصل دوم : آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ بعثت سے ہجرت تک ۳۸۲، ا۔ واقعات ۳۸۲، ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ۳۸۲۔

ب۔ پند و نصائح، معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہی اور بگاڑ کے خلاف نفرت ۳۸۸، جبریلؑ کا وحی لے کر آنا ۳۸۸، اعلانیہ دعوت الی اللہ کا مناسب وقت ۳۸۸،

اہل عرب کو پیغام اور اس کی نوعیت ۳۸۸، دعوت میں پختہ کاری اور استقامت ۳۸۹، طریق دعوت کی تعلیم ۳۸۹، قریبی رشتہ داروں کو دعوت ۳۸۹، مامن کی تلاش ۳۸۹۔

فصل سوم: ہجرت حبشہ سے ہجرت مدینہ تک ۳۹۱، ۱۔ تاریخی واقعات ۳۹۱، انصار کے اسلام کی ابتدا ۳۹۳ بیعت عقبہ ۳۹۲۔ پند و نصائح ۳۹۴ قریبی رشتہ دار کی حمایت ۳۹۴، نیکوکار بیوی ۳۹۴، دعوت میں عزم صمیم ۳۹۵ معجزہ اسراء و معراج کے اسرار و رموز ۳۹۶، دعوت کا طریق کار ۳۹۷۔

فصل چہارم: ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ میں ٹھکانا حاصل کرنے تک ۳۹۹، ۱۔ تاریخی واقعات ۳۹۹، یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ ۴۰۲، ب۔ پند و نصائح ۴۰۳، عملی جد و جہد کا اعلان ۴۰۳، کسی تحریک کے مخالفین کا طریق کار ۴۰۴، قائد کی سلامتی ۴۰۴، آپؐ کی امانت و دیانت ۴۰۴، دارالہجرت کی تلاش ۴۰۴، تحریک میں نوجوانوں کا کردار ۴۰۴، خواتین کے لیے دعوتِ اصلاح کی اہمیت و ضرورت ۴۰۵، خارق عادت امور کا ظہور ۴۰۶، تحریک کے سچے مجاہد کی خطرے میں کیفیت ۴۰۶، آپؐ کا توکل علی اللہ ۴۰۷، سراقہ کا واقعہ ۴۰۷، مسجد کی تعمیر ۴۰۸، اسلام میں مسجد کی اہمیت ۴۰۹، عمل اجتماعی ۴۱۰۔

فصل پنجم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی معرکے ۴۱۲، ۱۔ تاریخی واقعات ۴۱۲، غزوۂ بدر کبریٰ ۴۱۲، غزوۂ اُحد ۴۱۶، غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ احزاب ۴۲۳، غزوۂ بنی قریظہ ۴۲۵، غزوۂ حدیبیہ ۴۲۸، غزوۂ خیبر ۴۳۱، غزوۂ موتہ ۴۳۲، فتح مکہ ۴۳۴، غزوۂ حنین ۴۳۶، غزوۂ تبوک ۴۳۸، ب۔ پند و نصائح ۴۴۰، قتال کی اجازت ۴۴۱، غزوۂ بدر ۴۴۴، لشکر کی قوت اخلاقی کی اہمیت ۴۴۵، سالارِ لشکر کا اعتماد ۴۴۶، قائد کی زندگی کی اہمیت ۴۴۶، غزوۂ بدر میں فرشتوں کا نازل ہونا ۴۴۶، قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی حکمت ۴۴۶۔ ۴۴۷، قائد کے حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ ۴۴۷، دنیوی لالچ سے کمزوری اور بزدلی پیدا ہوتی ہے ۴۴۸، مسلمان عورت کا دعوت اسلام میں کردار ۴۴۸، غزوۂ اُحد میں مشرکین کا شہداء کے ساتھ سلوک ۴۴۹، مشاورت کی اہمیت ۴۴۹، شورائیت کا اصول ۴۵۰، قائد کے لیے شجاعت اور ثابت قدمی کی اہمیت ۴۵۰، قائد کے حکم کی تعمیل ۴۵۰، ان تجربوں سے استفادہ کرنا جو اُمت اور سوسائٹی کے لیے مفید ہوں ۴۵۲، اسلامی جنگ میں انسانیت کے لیے رحمت ۴۵۳، تحریک کی پیش رفت کے لیے مخلص کارکنوں کی ضرورت ۴۵۴، یہودیوں کے ساتھ حسنِ سلوک فائدہ نہیں دیتا ۴۵۵، فتح مکہ میں پند و نصائح ۴۵۶، اہل مکہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ ۴۵۶، کم وقت میں دعوت کی کامیابی ۴۵۶۔

فصل ششم: فتح مکہ کے بعد سے رسولؐ کی وفات تک کے اہم واقعات ۴۵۸۔ ۱۔ غزوہ حنین ۴۵۸، مالِ غنیمت ۴۷۱، تالیفِ قلوب کے لیے مال غنیمت کا دینا ۴۷۲، آپؐ کا انصار سے خطاب ۴۷۴، بت شکنی ۴۷۶، غزوۂ تبوک ۴۸۱، اس کے اسباب ۴۸۲، حجۃ الوداع ۴۸۵، خطبہ ۴۸۵، جیش اسامہ ۴۸۸، رسول اللہؐ کی وفات ۴۹۰۔

منظہر صدیقی، محمد یٰسین: تعلیقات و حواشی (متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت" بقایا جلد پنجم) (۱۲) ۱۰۰ - ۲۷۹

اہلِ مکہ کے جاسوسی نظام پر بحث ۴۲۹، تعلیقات و حواشی ۴۳۱ -

منظہر صدیقی، محمد یٰسین: نبوی غزوات و سرایا کی اقتصادی اہمیت (۱۱) ۳۹۷ - ۴۸۰

غزوات و سرایا کے متعلق مستشرقین کی رائے ۳۹۸، ان کی نظر میں یہود مدینہ کے قبائل کی معاشی بہتر حالت اور مسلمانوں کا ان کو تہس نہس کرنا ۳۹۹، مؤرخین اسلام بھی ان کی رائے سے متفق نظر آتے ہیں ۴۰۰، واقدی کے نزدیک غزوات و سرایا کی تعداد ۴۰۰، سریۂ نخلہ میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کا تجزیہ ۴۰۱، غزوۂ بدر اور مالِ غنیمت ۴۰۲، اس مال کی تقسیم ۴۰۳، اسیرانِ بدر کا زرِ فدیہ ۴۰۴، بنو قینقاع کے خلاف فوجی کارروائی ۴۰۵، ایک جدید ہندوستانی مؤرخ کی رائے ۴۰۷، غزوۂ سویق ۴۰۸، ۳ ہجری میں مسلمان جانبازوں کی سات مہمیں ۴۰۸، غزوۂ الکدر ۴۰۸، سریۂ زید بن حارثہ ۴۰۹، غزوۂ احد ۴۰۹، سریۂ قطن ۴۰۹، بنو نضیر کے خلاف غزوۂ نبوی ۴۱۰، غزوۂ دومۃ الجندل ۴۱۲، بنو مصطلق پر حملہ ۴۱۲، غزوۂ احزاب یا خندق ۴۱۳، غزوۂ بنو قریظہ ۴۱۴، سریۂ قرطاءٔ ۴۱۵، سریۂ ذوالقصہ ۴۱۵، سریۂ العیص، ۷ھ میں غزوات و سرایا ۴۱۶، غزوۂ عمرۃ القضاء ۴۱۶، غزوۂ خیبر ۴۱۶، خیبر کے منقولہ اموال غنیمت ۴۱۸، خیبر کی فے اراضی ۴۱۹، خیبر کے بعد تین یہودی بستیوں پر سیاسی بالادستی ۴۲۰، ۸ھ کی مہمیں ۴۲۱، علاقہ الکدید کا سریہ ۴۲۱، سریہ موتہ ۴۲۲، سریہ ذات السلاسل ۴۲۲، فتح مکہ ۴۲۲، غزوۂ حنین ۴۲۲، غزوۂ حنین میں مالِ غنیمت ۴۲۳، ۹ھ کی مہمیں ۴۲۴، ہجرت کے دسویں برس سریہ حضرت علی بن ابی طالب یمن کی جانب ۴۲۵، کل اموالِ غنیمت کا عملی تجزیہ ۴۲۵، اس تجزیہ کی روشنی میں معیشت مدینہ پر تبصرہ ۴۲۸، مدینہ کی آبادی ۴۲۹، مذہبی و سیاسی مہمات پر مصارف ۴۳۰، کل مسلمان مجاہدین کی تعداد ۴۳۱، حربی مصارف اور خسارے ۴۳۲، کرز بن جابر فہری کا مدینہ کے قریب ایک چراگاہ پر حملہ ۴۳۲، العریض پر ابوسفیان بن حرب اموی کا حملہ ۴۳۲، مسلم معیشت کے بنیادی عناصر و معالم ۴۳۴، مالِ غنیمت کے متعلق اسلام کا نظریہ ۴۳۵، اموالِ غنیمت میں ملنے والے دینار و درہم سے سرمایہ کاری ۴۳۶، تاجرانِ عرب کا مہموں میں تجارت کا سامان ساتھ لے جانا تاکہ اگر فرصت ملی تو کاروبار کریں گے ۴۳۷، اموالِ غنیمت کی اقتصادی اہمیت کی نوعیت ۴۳۸، تعلیقات و حواشی ۴۴۰ -

ن

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت (۱۱) ۴۸۱-۵۶۵

تعارف ۴۸۲، آغاز کار ۴۸۴، مستشرقین پر کتابیں ۴۸۴، سرسید احمد خان نے اردو میں آغاز کیا ۴۸۵، ابتدائی جائزہ ۴۸۷، شبلی کی تنقید ۴۸۸، مستشرقین کے متعلق مضامین ۴۹۰، نوعیت مسئلہ ۴۹۱، تحریک استشراق ۴۹۳، استشراق اور مستشرق کی اصطلاحیں ۴۹۳، تحریک استشراق کا آغاز ۴۹۶، اس کا آغاز سولہویں صدی عیسوی میں ہوا ۵۰۱، اس کا آغاز خالص مسیحی مشنری اور کلیسائی پس منظر میں ہوا ۵۰۲، تحریک کا ارتقاء ۵۰۲، مستشرقین اور ان کی کتابیں ۵۰۳، تحریک استشراق کا عروج ۵۰۹، مشاہیر مستشرقین کا تعارف ۵۱۳، عہد جدید ۵۱۷، مطالعہ سیرت کے حوالے سے اعتدال اور انصاف پسندی کی روایت ۵۱۸، عہد جدید میں نئے رجحانات اور نئی تحریکیں ۵۲۰،

اوّل ۱۰۰، باب دوم ۱۵۴، باب سوم ۲۱۱، باب چہارم ۲۳۰، باب پنجم ۲۵۰، باب ششم ۲۷۲

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: ضمائم (متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت") ۔ نقایا جلد پنجم (۱۲) ۸ – ۹۹

ضمیمہ اوّل - ۱: امرائے سرایا (مہموں کے قائدین) ۸، ضمیمہ اوّل - ۲: امرائے خمیس (سالارانِ رسالہ) ۱۲، ضمیمہ اوّل - ۳: امرائے علم / علمبردار (اصحاب الالویۃ والرایات) ۱۴، ضمیمہ اوّل - ۴: افسران طلیعہ (گشتی دستے) ۱۸، ضمیمہ اوّل - ۵: جاسوس (عیون) ۲۰، ضمیمہ اوّل - ۶: راہ بر (دلیل) ۲۱، ضمیمہ اوّل - ۷: اموال غنیمت اور قیدیوں کے نگران افسر (اصحاب المغانم) ۲۲، ضمیمہ اوّل - ۸: اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر (اصحاب السلاح والفرس) ۲۴، ضمیمہ اوّل - ۹: محافظ دستوں کے افسر -

ضمیمہ دوم - ۱: خلفائے رسولؐ (نواب خلفاءؐ) ۲۶، ضمیمہ دوم - ۲: مشیران نبوی (المشیرون) ۲۸، ضمیمہ دوم - ۳: سیکرٹری (کاتبین رسولؐ) ۳۰، ضمیمہ دوم - ۴: سفیرانِ نبوی (رسل الرسول) ۳۲، ضمیمہ دوم - ۵: مخصوص افسرانِ نبوی / کمشنر ۳۴، ضمیمہ دوم - ۶: شعراءؐ و خطباءؐ رسولؐ ۳۵، ضمیمہ دوم - ۷: متفرق ماتحت کارکن ۳۶، ضمیمہ دوم - ۸: والی / ولاۃ نبوی (گورنر) ۳۷، ضمیمہ دوم - ۹: مقامی تنظیمیں رؤسا / شیوخ ۳۹، ضمیمہ دوم - ۱۰: نقباء رہنما ۔۔۔

ضمیمہ سوم - ۱: مرکزی عاملین صدقات (عمال الصدقات) ۴۲، ضمیمہ سوم ۲: مقامی عاملین صدقات ۔ ۴۴، ضمیمہ سوم ۳: پیداوار کے تخمینہ کے افسر (خارص) ۴۶، ضمیمہ سوم - ۴: عاملین علی الحمٰی (چراگاہ کے افسر) ۴۷ -

ضمیمہ چہارم - ۱: مبلغین و معلمین ۴۸، ضمیمہ چہارم - ۲: مفتیان گرامی ۵۰، ضمیمہ چہارم - ۳: ائمہ مساجد و نماز ۵۱، ضمیمہ چہارم - ۴: مؤذنینِ رسولؐ ۵۲، ضمیمہ چہارم - ۵: افسران امورِ حج ۵۳ -

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: عہد نبویؐ کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد (۱۲) ۲۸۱ — ۳۶۰

پہلی مہم ۲۸۳، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں سیف البحر کی جانب گئی تھی ۲۸۴، مہم بھیجنے کا مقصد ۲۸۵، قبیلہ جہینہ کے ساتھ دوستی کے تعلقات استوار کرنا ۲۸۵، دوسری مہم حضرت عبیدہ بن حارث کی سرکردگی میں رابغ کے علاقے میں بھیجی گئی ۲۸۶، اس کو بھیجنے کا سبب ۲۸۷، تیسری مہم سریہ خرار تھا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے زیر کمان خرار نامی علاقے تک گیا تھا ۲۸۸، مہم بھیجنے کی وجہ ۲۸۸، چوتھی مہم غزوۂ ودّان ۲۸۹، پانچویں مہم غزوہ بواط ۲۹۱، چھٹی مہم غزوہ بدر اولیٰ اور غزوہ سفوان کے نام سے معروف ہے ۲۹۲، ساتویں مہم غزوہ ذی العشیرہ کے نام سے موسوم ہے ۲۹۲، اس کا سبب ۲۹۵، آٹھویں مہم مقام نخلہ کو بھیجی گئی ۲۹۶، واقدی کی روایت میں اس مہم کے بارے میں اضافے ۲۹۹، جدید مغربی مؤرخین کی بحث ۳۰۱، اس مہم کا مقصد و محرک ۳۰۲، واٹ کے دلائل ۳۰۵، قریش پر نظر رکھنے کی ہدایت ۳۰۸، یہ حملہ کب ہوا اور کیوں ہوا ۳۱۰، واٹ کی مزید بحث ۳۱۲، اس کے دعوے کی تردید ۳۱۵، قریش کا شام کی جانب کارواں ۳۱۸، نویں اور دسویں مہمیں ۳۱۹، نویں مہم ینبع کے علاقے میں گئی ۳۲۰، آخری تجزیہ ۳۲۱، ان مہموں کے محرکات، مسائل اور مقاصد ۳۲۱، وہ منازل جن کی جانب یہ مہمیں بھیجی گئیں ۳۲۴، فوجی حکمت عملی ۳۲۵،

عہد حاضر کے چند مشاہیر مستشرقین کا تعارف ۵۲۳، تحریک استشراق کے پسِ پردہ اسباب و محرکات ۵۲۷، اعتراضات، الزامات، مفتریات و مفوات ۵۳۱، نام، حسب و نسب ۵۳۲، تعارف ۵۳۲، نبوت و رسالت ۵۳۴، کارہائے نبوت و رسالت۔ واقعاتِ سیرت ۵۳۶، متفرقات ۵۳۸، اعترافات ۵۴۰، اثر انگیز شخصیت ۵۴۰، ناقابلِ فراموش ۵۴۰، جامعیت کبریٰ ۵۴۱، بے مثال کارنامہ ۵۴۱، تاریخ کی پوری روشنی میں ۵۴۲، انقلاب، انقلاب، انقلاب ۵۴۲، منفرد مقام ۵۴۲، سب سے بڑا انسان ۵۴۲، عظیم و مخلص ۵۴۳، مقام و مرتبہ ۵۴۴، روشنی ۵۴۴، نور ہی نور ۵۴۵، عظیم فاتح ۵۴۵، صاحب خلقِ عظیم ۵۴۶، سنجیدگی، اخلاص، وفاداری ۵۴۶، مشن کی سچائی ۵۴۷، سچے رسولؐ ۵۴۸، امتحان سخت سے گزرے ۵۴۸، آسمانوں کی بادشاہت زمین پر ۵۴۸، ہمہ گیر اصلاح ۵۴۹، عظمتوں کے نشان ۵۴۹، صدق و صفا ۵۵۰، اتمام و اکمال ۵۵۰، فہرست مستشرقین ۵۵، فہرست مستشرقین حصہ اوّل مع کتب ۵۵۱، فہرست مستشرقین حصہ دوم ۵۶۱،

نور الٰہی (مترجم): سرور انسانیت علیہ الصلوات والتسلیمات، بطرز پند و نصائح از شیخ مصطفیٰ سباعی (۱۲) ۵ ۳۵-۴۹۲ ۔

نور الٰہی (مترجم): سیرۃ ابنِ اسحٰق مسماۃ بکتاب المبتدا و المبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ (۱۱)، ۷-۳۵۴

مقالات

ت

تعلیقات وحواشی [متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت" بقایا جلد پنجم] : محمد یٰسین مظہر صدیقی (۱۲)، ۱۰۰–۲۷۹

س

سرورِ انسانیت علیہ الصلوات والتسلیمات، بطرز بینڈ ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی : شیخ مصطفےٰ سباعی (۱۲)، ۳۵۵–۴۹۲

سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی : ابنِ اسحٰق تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۷–۳۵۴

ع

عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں۔محرکات، مسائل اور مقاصد : محمد یٰسین مظہر صدیقی (۱۲)، ۲۸۱–۳۵۴

عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ : محمد یوسف گورایہ، ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۵۶۷–۷۶۳

ض

ضمائم [متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت" بقایا جلد پنجم] : محمد یٰسین مظہر صدیقی (۱۲) ۸–۹۹

م

محاکمہ سیرت ابنِ اسحٰق : محمد حمید اللہ (۱)، ۳۵۵–۳۹۶

مستشرقین اور مطالعۂ سیرت : ڈاکٹر نثار احمد (۱)، ۴۸۱–۵۶۵

ن

نبویؐ غزوات وسرایا کی اقتصادی اہمیت : محمد یٰسین مظہر صدیقی (۱)، ۳۹۷–۴۸۰

موضوعات

ا

اسمٔ مساجد

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: ضمائم [متعلقہ "عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت"؛ بقایا جلد پنجم] (۱۲) ۵۱

ابنِ اسحاق (۸۵ھ-۱۵۱ھ)

حمید اللہ، محمد، محاکمہ سیرت ابنِ اسحٰق (۱)، ۳۵۷-۳۹۶

(حضرت) ابوبکر صدیقؓ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ کتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱)، ۱۴۲-۱۴۳، ۲۰۰-۲۰۱، ۲۵۲-۲۵۳

(حضرت) ابو ذرؓ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ کتاب المبتدا والمبعث والمغازی تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱)، ۱۴۴-۱۴۶

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ کتاب المبتدا والمبعث والمغازی تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱)، ۶۳-۷۵، ۱۴۷-۱۴۸، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۴-۲۲۵، ۲۵۰-۲۵۱، ۲۵۴-۲۵۹

(حضرت) ابو موسیٰؓ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۷۲۱-۷۲۳

(حضرت) ابو ہریرہؓ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ کتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱)، ۳۰۲

اخلاقِ نبویؐ

مصطفیٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی

(۱۲)، ۳۵۵-۴۸۸

اخلاقیات

مصطفیٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی

(۱۲)، ۳۵۵-۴۸۸

استشراق

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت

(۱)، ۴۸۱-۵۶۵

اسلام، سیاست وحکومت

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۵۶۷-۷۶۳

اسلامی ریاست

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۵۶۷-۷۶۳

اسلامی معاشرہ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ ۔
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱) ۵۶۷–۷۶۳

اسماء بنت کعب جونیہ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱) ۲۸۲

اصحاب الغنائم

مظہر صدیقی، محمد یٰسین : ضمائم [متعلقہ " عہدِ نبویؐ میں تنظیم
ریاست و حکومت " بقایا جلد پنجم]
(۱۲) ۲۲–۲۳

اصحاب الفیل

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتداء والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۵۶–۶۲

افسرانِ امورِ حج

مظہر صدیقی ۔ محمد یٰسین : ضمائم [متعلقہ " عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت " بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۵۳

افسرانِ فوج

مظہر صدیقی ۔ محمد یٰسین : ضمائم [متعلقہ " عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست
و حکومت " بقایا جلد پنجم] (۱۲) ۸–۱۹

اقتصادیات

مظہر صدیقی، محمد یٰسین : نبویؐ غزوات و سرایا کی اقتصادی اہمیت
(۱۱) ۳۹۷–۴۸۰

(حضرت) اُمّ حبیبہؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۲۷۶

(حضرت) اُمّ سلمہؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱) ۲۷۷–۲۷۸

اُمِّ شریکؓ دوسیہ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۳۰۰–۳۰۱

اُمِّ کلثومؓ بنتِ علیؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۲۶۶–۲۶۹

اُمہات المومنینؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۲۷۴–۲۸۸

ب

بُت شکنی

مصطفیٰ سباعی، الشیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطور
پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲) ۴۵۸–۴۸۰

بعثتِ نبویؐ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۱۲۸–۱۳۹

بعثتِ نبویؐ کی بشارتیں

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱) ۷۸–۸۲

ت

تبع اوسط (قبیلہ حمیر کا بادشاہ)

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتداء والمبعث والمغازی۔ تحقیق و
تعلیق از محمد حمیداللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۱)، ۴۷–۵۵

تبلیغ اسلام

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمغازی۔ تحقیق و تعلیق

از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۲۴۹
- ۲۵۳

مصطفیٰ سباعی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات، بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۲)، ۳۵۵ - ۴۸۸

تبلیغ و دعوت

مصطفیٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰت والتسلیمات، بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۲)، ۳۵۵ - ۴۹۲۔

تجارت

منظر صدیقی، محمد لیٰسین: نبوی غزوات و سرایا کی اقتصادی اہمیت (۱)، ۳۹۷ - ۴۸۰

ج

(حضرت) جویریہؓ بنت حارث

ابن اسحٰق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۲۷۹ - ۲۸۰

جہاد

مصطفیٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات، بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۲)، ۴۱۲ - ۴۵۵۔

منظر صدیقی، محمد لیٰسین: عہدِ نبویؐ کی ابتدائی مہمیں۔ محرکات، مسائل اور مقاصد (۲)، ۲۸۱ - ۳۵۴

ح

حج

ابن اسحٰق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۹۰ - ۱۲۷

منظر صدیقی، محمد لیٰسین: ضمائم [متعلقہ "عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت" بقایا جلد پنجم] (۲)، ۵۳

(حضرت) حفصہؓ بنت عمرؓ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۲۷۶

(حضرت) حمزہؓ بن عبد المطلب

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۱۷۹ - ۱۸۲

خ

(حضرت) خدیجہؓ بنت خویلد

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱)، ۷۶ - ۷۷، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۳۱ - ۱۳۴، ۲۶۰ - ۲۶۳

خطباتِ رسولؐ

منظر صدیقی، محمد لیٰسین: ضمائم [متعلقہ عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت۔ بقایا جلد پنجم] (۲)، ۳۵

خلفائے رسولؐ

منظر صدیقی، محمد لیٰسین: ضمائم [متعلقہ "عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت" بقایا جلد پنجم] (۲)، ۲۶ - ۲۷

د

دستورِ مدینہ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۶۲۱ - ۶۵۸

دعوتِ ذوالعشیرہ

ابنِ اسحٰق، سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔ تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی۔ (۱)، ۱۵۰

ز

زمزم

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱) ۱۰-۱۹

(حضرت) زینبؓ بنت جحش

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱) ۲۷۸-۲۷۹

(حضرت) زینبؓ بنت خزیمہ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱) ۲۷۶

س

سریہ زید بن حارث

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱) ۳۳۴-۳۳۵

سفیرانِ نبویؐ

مظہر صدیقی، محمد یٰسین : ضمائم [متعلقہ عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت " نقابا جلد پنجم] (۱۲) ۳۲-۳۳

(حضرت) سلمان فارسیؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی

(۱) ۸۲-۸۹

سیرت نبویؐ

مصطفٰی سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات،
بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲) ۳۵۵-۳۹۲

سیرت نبویؐ - خصائص

مصطفٰی سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات،
بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی

(۱۲) ۳۶۱-۳۴۲

سیرت نبوی - قبل از بعثت

مصطفٰی سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات،
بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲) ۳۷۳-۳۸۱

سیرت نبویؐ - ماخذ

مصطفٰی سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰة والتسلیمات،
بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی

(۱۲) ۳۶۱-۳۷۲

سیرت نبویؐ اور غیر مسلم دانشور

نثار احمد، ڈاکٹر : مستشرقین اور مطالعۂ سیرت

(۱) ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاران رسولؐ

نثار احمد، ڈاکٹر : مستشرقین اور مطالعۂ سیرت (۱) ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاری

نثار احمد، ڈاکٹر : مستشرقین اور مطالعۂ سیرت

(۱) ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاری اور مستشرقین

نثار احمد، ڈاکٹر : مستشرقین اور مطالعۂ سیرت

(۱) ۴۸۱-۵۶۵

ش

شعب ابی طالب

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۱۶۶ - ۱۶۵

شعرائے رسولؐ
مظہر صدیقی، محمد یٰسین : ضمائم ۳ متعلقہ "عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت" بقایا جلد پنجم (۱۲)، ۳۵
شہادت دیکھئے تاوان شہادت

شہدائے بدر
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی - تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۳۲۴ - ۳۲۵

ص

(حضرت) صفیہؓ بنت حیی
ابن اسحاق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۲۸۰ - ۲۸۱

ع

عالمِ عرب (قبل از اسلام)
محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۵۷۴

عاملین صدقات
مظہر صدیقی، محمد یٰسین : ضمائم ۳ متعلقہ "عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت" بقایا جلد پنجم (۱۲)، ۳۲

(حضرت) عائشہؓ بنت ابی بکرؓ
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۲۷۴ - ۲۷۵

(جناب) عبد اللہ بن عبد المطلب
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۲۰ - ۴۰

(حضرت) عبد اللہ بن مسعودؓ
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۱۹۷ - ۱۹۸

(جناب) عبد المطلب
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۱۰ - ۲۱، ۵۶، ۹۴

(حضرت) عتابؓ بن اُسید
محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۷۱۷ - ۷۱۸

(حضرت) عثمانؓ بن عفان
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۲۴۲ - ۲۴۳

عدل
محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱)، ۵۹۷ - ۷۶۳

عدیؓ بن حاتم
ابن اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱)، ۳۰۳ - ۳۰۵

عربی شاعری

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی
(۱) ۹ - ۳۵۴

عربی نعت

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی
(۱) ۹ - ۳۵۴

(حضرت) علیؓ بن ابی طالب

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی۔
(۱) ۱۴۰ - ۱۴۱، ۲۰۴ - ۲۰۵، ۲۱۵ - ۲۱۶،
۲۶۴ - ۲۶۵

محمد یوسف گورایہ : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ از
محمود عالم قریشی (۱) ۴۳۱ - ۴۳۶

علمبردارِ نبویؐ

منظر صدیقی، محمد یٰسین، ضمائم [متعلقہ عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست
و حکومت" بقایا جلد پنجم] (۲) ۱۴ - ۱۷

(حضرت) عمرؓ بن خطاب

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی۔
(۱) ۱۹۱ - ۱۹۶، ۲۶۶ - ۲۶۷

(حضرت) عمروؓ بن حزم

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر، عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔
ترجمہ از محمود عالم قریشی۔ (۱) ۴۳۰

عمرہ بنت یزید

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی،
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نورِ الٰہی۔
(۱) ۲۸۲

عون بن جعفر بن ابی طالب

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی۔
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی
(۱) ۲۶۸ - ۲۶۹

غ

غزوات

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی
(۱) ۳۲۰ - ۳۳۳، ۳۴۱ - ۳۵۴

مصطفےٰ سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطور پند و نصائح، ترجمہ از نُورِ الٰہی (۲) ۴۱۲ - ۴۵۷

منظر صدیقی، محمد یٰسین : نبویؐ غزوات و سرایا کی اقتصادی
اہمیت (۱) ۳۹۷ - ۴۸۰

منظر صدیقی، محمد یٰسین : عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں۔ محرکات،
مسائل اور مقاصد (۲) ۲۸۱ - ۳۵۴

غزوۂ اُحُد

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از حمید اللہ۔ ترجمہ از نورِ الٰہی (۱)، ۳۴۱، ۳۵۴

غزوۂ بحران

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی (۱)، ۳۴۰

غزوۂ بدر

ابنِ اسحٰق : سیرت، مساۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نُورِ الٰہی
(۱) ۳۲۰ - ۳۲۵

غزوہ بنی قینقاع

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۳۳۰ - ۳۳۳

غزوہ حُنین

مصطفٰی سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۴۵۸ - ۴۸۱

غزوہ ذی امر

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۳۲۹ - ۳۳۰

غزوہ سویق

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۳۲۶ - ۳۲۸

ف

(حضرت) فاطمہؓ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۲۶۴ - ۲۶۵

ق

قانونِ شہادت

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ
از محمود عالم قریشی (۱۱)، ۶۵۹ - ۷۰۹

قضاۃ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر : عہدِ نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ
از محمود عالم قریشی (۱۱)، ۷۱۰ - ۷۴۰

ک

کاتبینِ رسولؐ

مظہر صدیقی، محمد یسین : ضمائم [متعلقہ " عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست وحکومت" - بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۳۰ - ۳۱

کعب بن اشرف

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۳۳۶ - ۳۴۰

کعبہ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الٰہی۔
(۱۱)، ۹۰ - ۱۲۷

م

مالِ غنیمت

مصطفٰی سباعی : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند ونصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۴۵۸ - ۴۹۰

مبلغین ومعلمین

مظہر صدیقی، محمد یسین : ضمائم [متعلقہ " عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست وحکومت" - بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۴۸ - ۴۹

مستشرقین

نثار احمد، ڈاکٹر : مستشرقین اور مطالعۂ سیرت
(۱۱)، ۴۸۱ - ۵۶۵

مشیرانِ نبویؐ

مظہر صدیقی، محمد یسین : ضمائم [متعلقہ عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت - بقایا جلد پنجم - (۱۲)، ۲۸ - ۲۹

(حضرت) معاذؓ بن جبل

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہدِ نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ - ترجمہ از
محمود عالم قریشی (۱۱)، ۷۲۳ - ۷۲۹

معجزات

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۴۲ - ۴۶ - ۲۹۳ - ۲۹۹

مصطفےٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرزِ پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۳۹۹ - ۴۱۱

معراج

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۳۱۲ - ۳۱۷

مصطفےٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرزِ پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۳۹۱ - ۳۹۸

مغتیات

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: ضمائم [متعلقہ "عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست
و حکومت" بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۵۰

مہاجرینؓ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۴۷ - ۱۵۸

مہاجرینِ حبشہ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۸۶ - ۱۹۰، ۲۳۸ - ۲۴۵

مؤذنانِ رسولؐ

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: ضمائم [متعلقہ "عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست
و حکومت" بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۵۲

میثاقِ مدینہ

مصطفےٰ سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرزِ
پند و نصائح - ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۳۹۹ - ۴۱۱

(حضرت) میمونہؓ بنت حارث ہلالیہ

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۲۸۱ — ۲۸۲

ن

نعت

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۹ - ۳۵۴

نقباءِ مدینہ

مظہر صدیقی، محمد یٰسین: ضمائم [متعلقہ عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست
و حکومت - بقایا جلد پنجم] (۱۲)، ۴۱

نماز

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۳۸ - ۱۳۹

و

وحی

ابنِ اسحٰق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۲۸ - ۱۳۹، ۱۵۰

مصطفےٰ، سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرزِ پند و نصائح ۔ ترجمہ از نور الٰہی (۱۲)، ۳۸۲ - ۳۹۰

ورقہ بن نوفل

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۲۳ - ۱۲۵، ۱۳۲ - ۱۳۳

وضو

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی،
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی
(۱۱)، ۱۲۸ - ۱۲۹

ولادتِ نبویؐ (گوشت)

مظہر صدیقی، محمد یسین : ضمائم ۲ متعلقہ " عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و
حکومت "۔ بقایا جلد پنجم ۲ (۱۲) ۳۷ - ۳۸

ہ

ہجرت

مصطفےٰ سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرزِ پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی
(۱۲) ۳۹۱ - ۳۹۸

ہجرتِ حبشہ

ابنِ اسحٰق : سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ ۔ ترجمہ از نور الٰہی ۔
(۱۱)، ۱۸۳ - ۱۹۰، ۲۲۶ - ۲۴۵

ہجرتِ مدینہ

مصطفےٰ سباعی، شیخ : سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرزِ پند و نصائح، ترجمہ از نور الٰہی ۔
(۱۲) ۳۹۹ - ۴۱۱

مقامات

ا

آسٹریا (۱۱) ۳۸۷، ۵۱۰

آکسفورڈ (۱۱) ۴۴۳، ۴۹۳، ۵۰۳، ۵۱۴، ۵۱۸، ۵۴۶، ۵۴۹، ۵۸۳، ۵۸۴، ۶۵۵، ۷۶۱، (۱۲) ۱۰۰، ۱۰۳، ۳۳۴،

ابوا (۱۱) ۶۱ (۱۲) ۲۸۷، ۲۸۹ — ۲۹۱، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۳۶،

اپسالوس (۱۱) ۵۵۶

اٹرٹ UTRUHT (۱۱) ۵۵۶

اٹلی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰

اجنادین (۱۱) ۲۴۳

احد (۱۱) ۱۲، ۸۷، ۹۲، ۱۸۶، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۵۱، ۳۹۰، ۴۲۶، ۴۳۱، ۴۳۳، (۱۲) ۱۴ — ۱۵، ۱۸، ۲۰ — ۲۱، ۲۵ — ۲۶، ۲۸، ۴۱، ۱۱۶ — ۱۱۷، ۱۲۵ — ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۶۱، ۲۲۱، ۳۴۲ — ۳۴۳، ۴۱۶ — ۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۵ — ۴۴۶، ۴۴۹، ۴۶۳، ۴۷۲، ۵۸۸، ۵۹۶، ۶۳۲، ۶۴۱ — ۶۴۲، ۶۴۶، ۶۴۹۔

ادیار (۱۱) ۵۵۲

اذرعات (۱۱) ۳۴۰

اردن (۱۱) ۵۷۱، ۷۱۳، ۷۲۸

ازہر (۱۱) ۳۸۴

اسپین (۱۱) ۵۰۹ — ۵۱۰

استنبول (۱۱) ۳۹۴

اسکندریہ (۱۱) ۳۷۶ (۱۲) ۲۴۲

اسلام آباد (۱۱) ۴۹۰، ۵۲۲، ۵۲۰

اشعر (۱۲) ۳۸

اطالینا ITALINA (۱۱) ۵۵۷

اطونا ATONA (۱۱) ۵۵۷

اعظم گڈھ (۱۱) ۴۴۳، ۴۵۱ (۱۲) ۱۰۱، ۳۳۲، ۳۳۴، ۴۸۲، ۴۸۸، ۴۹۱، ۴۹۳، ۴۵۵، ۴۹۹، ۵۱۱، ۵۱۶، ۵۲۹، ۵۴۳، ۵۸۱

اعوص (۱۱) ۳۵۰

افریقہ (۱۱) ۵۳۰، ۵۳۱

الجیریا (۱۱) ۷۲۸

الہ آباد (۱۱) ۴۹۱، ۵۵۲

ام قرفہ (۱۲) ۹

ام القریٰ (۱۱) ۳۶۱
امریکہ (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰، ۵۹۷، ۷۳۳
اندلس (۱۱) ۳۵۹، ۴۸۵، ۵۰۱، ۵۰۹، ۵۲۸، ۵۳۰
انڈونیشیا (۱۱) ۷۲۸
انگلستان (۱۱) ۴۸۶، ۴۸۸، ۵۰۳، ۵۱۰
اوطاس (۱۲) ۱۳، ۳۴۵
اوہن ہیون AHAN HAVEN (۱۱) ۵۵۳
ایڈنبرا (۱۱) ۵۳۲ (۱۲) ۱۰۴، ۲۴۸
ایڈنبرگ (۱۱) ۷۶۱
ایران (۱۱) ۵۰، ۲۱۲، ۲۲۱، ۲۳۴، ۳۰۷، ۳۶۲–۳۶۳، ۳۶۵، ۳۷۴، ۳۷۸، ۳۹۰، ۷۱۹ (۱۲) ۳۲، ۱۴۱، ۱۸۴، ۳۵۰، ۴۰۷، ۴۷۱
ایٹر (۱۱) ۵۵۹
ایشیا (۱۱) ۴۹۴، ۵۰۱، ۵۳۰–۵۳۱
ایشیائے کوچک (۱۱) ۵۷۴
ایلہ (۱۱) ۲۸۷ (۱۲) ۳۷، ۱۵۲
ایلیا (۱۱) ۳۱۲
ایمسٹرڈم (۱۱) ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۵۱، ۵۵۳–۵۵۴

ب

بابل (۱۱) ۵۷۲
بادیہ (۱۱) ۳۵۹
بازنطین (۱۱) ۵۷۲، ۵۷۵
بالا (۱۲) ۲۹۷
بتاریا BATARIA (۱۱) ۵۶۰
بجران (۱۱) ۳۳۰
بحرین (۱۱) ۷۱۲
بدر (۱۱) ۸۷، ۱۲۹–۱۳۰، ۱۸۶، ۲۲۴، ۲۳۸، ۲۴۱، ۳۲۴–۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۶، ۳۴۱–۳۴۲، ۳۵۱–۳۵۲، ۳۹۰، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۲۵، ۴۳۲، ۴۳۷–۴۳۸، ۴۴۸، ۴۴۴، ۴۵۰–۴۵۲، ۶۰۴، ۶۳۰–۶۳۲، ۶۴۰–۶۴۱، ۶۴۶، ۶۴۸–۶۴۹، ۶۵۶، ۷۵۳، (۱۲) ۱۲، ۱۴–۱۵، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴–۲۸، ۳۲، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۱۵–۱۱۷، ۱۱۹–۱۲۰، ۱۲۶–۱۲۷، ۱۶۰–۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۶–۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۹۰، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۱۵، ۲۲۱–۲۲۲، ۲۲۵، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۸۱، ۲۹۲–۳۳۹، ۳۴۱–۳۴۴، ۳۴۸–۳۴۹، ۳۵۳، ۴۱۲، ۴۱۴–۴۱۷، ۴۱۹، ۴۴۴–۴۴۶
بجران (۱۲) ۲۶، ۱۲۶، ۱۲۹، ۳۰۰، ۳۰۶، ۳۴۰، ۳۴۲–
بحرین (۱۲) ۳۲، ۳۷، ۲۰۸، ۲۳۷، ۲۴۲، ۲۶۳
برطانیہ (۱۱) ۴۸۵، ۵۲۷
برلن (۱۱) ۳۷۲، ۳۷۶، ۳۸۶، ۳۸۶، ۳۹۳، ۳۹۵، ۵۱۵، ۵۵۴، ۵۶۰
برلین دیکھئے برلن
بزواء (۱۲) ۳۳۶
بصرہ (۱۱) ۳۷۳، ۳۸۸، ۵۷۶
بصریٰ (۱۱) ۳۷، ۴۵، ۶۸، ۷۰، ۱۱۴، ۳۳۹، ۵۳۶، ۵۷۴ (۱۲) ۳۳، ۱۳۲، ۱۴۱، ۳۷۶، ۴۳۲–۴۳۳
بطی (۱۱) ۶۵
بطراٗ (۱۱) ۵۷۴، ۵۸۴

بطن اضم (۱۲) ۱۰
بغداد (۱۱) ۳۷۵، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۷، ۳۸۸، ۵۷۸ (۱۲) ۲۳۱ – ۲۳۲، ۲۳۴ – ۲۳۵
بقیعہ (۱۱) ۲۷۱
بقیع الغرقد (۱۱) ۳۳۷
بجیم (۱۱) ۵۱۰، ۵۱۹
بلقاء (۱۱) ۱۱۹ (۱۲) ۱۵۱، ۴۳۳، ۴۷۶، ۴۸۸
بلقین (۱۲) ۱۵۰
بلی (۱۲) ۱۵۰
بمبئی (۱۱) ۵۲۱، ۵۴۵، ۵۵۳
بواط (۱۲) ۱۴، ۲۹۰، ۳۲۴، ۳۳۰
بوڈاپسٹ (۱۱) ۵۵۱، ۵۵۷، ۵۶۰
بئر ابن ضمرہ (۱۲) ۲۴۰
بئر ابن عنبسہ (۱۲) ۳۴۰
بئر ابن المرتفع (۱۲) ۳۴۰
بئر جرم (۱۱) ۱۱۴، ۴۵۸
بئر حجر (۱۱) ۴۱۱، ۴۵۸
بئر صالح (۱۱) ۴۵۸
بئر معونہ (۱۱) ۱۱۴، ۴۳۳، ۴۴۴ (۱۲) ۸، ۱۱۷، ۱۲۶ – ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۸۷، ۲۷۳، ۲۹۸، ۳۴۰
بئر سہم (۱۱) ۴۵۸
بیت الحرام (۱۲) ۴۷۹
بیت اللہ (۱۱) ۲۴، ۴۱، ۴۹ – ۵۰، ۵۵، ۵۷، ۹۰، – ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸ – ۹۹، ۱۰۲، ۱۰۴ – ۱۰۵، ۱۲۱، ۱۶۱، ۱۶۷، ۱۷۴، ۲۵۹، ۳۰۴، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۳ (۱۲) ۴۲۸، ۴۳۶، ۴۷۶، ۴۸۰
بیت المدارس (۱۱) ۶۳۸ (۱۲) ۳۹۲، ۴۶۹
بیت المقدس (۱۱) ۳۰۲، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۷، ۶۲۱
بیروت (۱۱) ۴۴۳، ۴۵۳، ۴۷۹، ۵۴۳، ۵۷۸، ۵۸۴، ۵۸۵، ۶۱۶ – ۶۱۷، ۶۱۹، ۷۳۷ (۱۲) ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۴۳، ۲۱۲، ۳۳۴، ۳۳۶ – ۳۳۷

پ

پاک دیکھئے پاکستان
پاکستان (۱۱) ۳۹۱، ۶۱۸، ۶۵۲ – ۶۵۳، ۶۸۰، ۶۹۲، ۷۱۴
پرتگال (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰
پنجاب (۱۱) ۴۹۷
پیرس (۱۱) ۳۹۲، ۵۰۲، ۵۱۲، ۵۱۴، ۵۵۲، ۵۵۴ – ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۸۵ (۱۲) ۳۳۶
پیٹرا (PETRA) (۱۱) ۲۵۹

ت

تبالہ (۱۲) ۱۵۳
تبوک (۱۱) ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۸، ۴۷۱ (۱۲) ۱۳، ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۷، ۲۹، ۵۱، ۱۵۰، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۲۲، ۲۴۰، ۲۹۸، ۳۳۱، ۳۴۲، ۳۴۶، ۳۴۸، ۴۳۹، ۴۵۵، ۴۸۱ – ۴۸۲
تدمر (۱۱) ۵۷۰ – ۵۷۱، ۵۷۴، ۵۸۹
تربہ (۱۲) ۹
ترکی (۱۱) ۳۷۲، ۷۲۸
تستر (۱۱) ۶۱
تونس (۱۱) ۷۲۸
تہامہ (۱۱) ۱۶۷، ۳۴۲، ۵۶۹، ۵۷۱، ۵۸۱، ۵۹۵
تھائی لینڈ (۱۱) ۷۲۸

تہران (۱۲) ۱۰۷، ۲۴۹
تیماءٔ (۱۱) ۴۲۰، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۶۷، ۵۷۲ (۱۲) ۲۷، ۱۴۱، ۲۴۰

ث

ثعلبہ (۱۲) ۹
ثنیۃ المرہ (۱۲) ۲۸۶-۲۸۷، ۳۳۶-۳۳۷
ثقیف (۱۲) ۴۳، ۴۷

ج

الجابیہ (۱۱) ۵۷۵
جُبر (۱۲) ۱۳۵
جبل حراء (۱۲) ۳۷۶
جحفہ (۱۲) ۱۹۱، ۲۸۷، ۳۳۶، ۳۳۷
جدہ (۱۱) ۱۰۱، ۴۵۲، ۵۶۹ (۱۲) ۳۷
جدیلہ (۱۱) ۷۱۱
جذیمہ (۱۲) ۱۰
جرش (۱۲) ۳۸، ۱۵۳، ۲۴۳، ۴۲۲
جُرُف (۱۲) ۲۹۲
جرمنی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰
جزیرہ (۱۱) ۳۷۸
جعرانہ (۱۲) ۲۳، ۵۲
جلیق (۱۱) ۵۷۵
جماءٔ (۱۱) ۴۳۲ (۱۲) ۲۹۲
الجمع (۱۲) ۴۷
الجموم (۱۲) ۹
جناب (۱۲) ۹-۱۰، ۱۳۵
جند (۱۱) ۷۱۳، ۷۱۹-۷۲۰، ۷۲۳، ۷۳۱ (۱۲) ۳۷، ۲۴۶
جنوبی عرب (۱۱) ۵۸۴
جنیوا (۱۱) ۵۵۵
جہینہ (۱۲) ۴۴، ۴۸۴

چ

چین (۱۱) ۳۵۹، ۵۰۱، ۵۷۴
چیکوسلواکیہ (۱۱) ۵۱۰

ح

حبش (۱۱) ۲۴۴، ۲۷۷ (۱۲) ۱۵۸، ۳۸۷، ۳۹۰
حبشہ (۱۱) ۵۴، ۱۶۵، ۱۷۵-۱۷۷، ۱۸۳، ۱۸۶-۱۸۸، ۱۹۱، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۰-۲۳۲، ۲۳۴-۲۳۵، ۲۳۷-۲۴۰، ۲۴۲-۲۴۳، ۲۷۴، ۲۷۶-۲۷۷، ۲۸۵، ۳۶۲، ۳۶۵، ۴۴۱، ۵۲۸، ۵۴۲، ۵۹۴-۵۹۵، ۵۹۸، ۵۹۹-۶۰۳، ۷۱۲ (۱۲) ۱۰، ۱۵۵، ۱۶۴-۱۶۵، ۱۶۷-۱۶۸، ۱۷۴، ۱۸۷، ۳۵۰، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۸۷، ۳۹۱
حجاز (۱۱) ۱۳، ۲۵، ۴۷، ۱۶۷، ۳۰۴، ۳۳۰، ۴۲۰-۴۲۱، ۵۶۸، ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۵-۵۷۷، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۹۱، ۷۰۱، ۷۱۵ (۱۲) ۱۰۶، ۱۲۳، ۲۰۱، ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۸۸، ۲۹۷، ۳۲۷، ۴۳۸، ۴۵۵۔
حجر (۱۱) ۱۱، ۱۲، ۲۴۴، ۲۴۶۔
حجر اسود (۱۱) ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۵،
حدیبیہ (۱۱) ۲۳۸، ۴۴۹، ۵۹۶، ۶۳۶ (۱۲) ۱۹-۲۱، ۲۵، ۲۷-۲۸، ۳۲، ۵۳، ۱۰۷، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۵۹، ۱۸۴، ۱۸۷، ۲۰۲، ۲۱۳، ۲۳۰، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۴۶، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۳-۴۳۴، ۴۵۱

حراء (۱۱) ۱۱۸

حرۃ العریض (۱۱) ۳۳۸

حرم (۱۱) ۵۶، ۵۸، ۶۷، ۸۵، ۸۸، ۹۳، ۹۵، ۹۹، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۸۹، ۲۲۱، ۵۶۹، ۵۹۴، ۶۱۱ (۱۲) ۵۳، ۴۷۶

حرم مکہ (۱۲) ۵۳، ۲۹۷

حسمٰی (۱۱) ۴۱۵ (۱۲) ۹، ۱۳۵، ۲۰۲

حضرموت (۱۱) ۵۶۸، ۵۷۲، ۵۷۹، ۵۸۹، ۶۱۳، ۷۴۳، ۷۱۹ (۱۲) ۳۷-۳۸، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۶۶

حطیم (۱۱) ۱۰۳، ۲۲۰

حمراء الاسد (۱۲) ۱۵، ۲۱، ۲۵، ۱۱۷، ۲۲۹ ـ

حمس (۱۱) ۹۴، ۱۱۹

حنین (۱۱) ۴۲۷، ۴۲۲-۴۲۳، ۴۳۱، ۴۷۲، ۴۷۷ (۱۲) ۱۳، ۱۷، ۱۹-۲۰، ۲۳-۲۴، ۲۷، ۲۹، ۱۴۸، ۲۴۱، ۳۴۵، ۴۳۶، ۴۴۵، ۴۴۴-۴۴۶، ۴۵۴، ۴۶۳، ۴۶۷، ۴۷۳

حوران (۱۱) ۵۷۴

حیدرآباد دکن (۱۱) ۲۹۰، ۳۹۴، ۴۴۳، ۴۵۲، ۴۹۴ (۱۲) ۱۱۵، ۱۳۳، ۱۸۶، ۲۲۱، ۳۳۲-۳۳۴، ۳۳۷، ۳۴۹، ۴۵۳

حیرا (۱۱) ۵۸۵

حیرہ (۱۱) ۲۱۲، ۳۰۳-۳۰۴، ۳۷۸-۳۷۹، ۵۷۵-۵۷۶، ۵۸۹، ۶۷۷

حیفر (۱۲) ۴۵۳

خ

خانہ کعبہ (۱۱) ۱۲، ۲۷، ۴۹، ۵۸، ۸۹، ۹۳-۹۴، ۱۰۲-۱۰۳، ۱۰۸-۱۰۹، ۱۱۸-۱۱۹، ۱۲۳، ۱۷۹، ۲۲۳، ۲۴۶، ۴۶۹، ۵۳۹ (۱۲) ۵۲-۵۳، ۱۱۵، ۲۷۹، ۴۳۶، ۴۸۰

خبط (۱۲) ۱۰

خمار (۱۲) ۱۴۸، ۳۲۴، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۴۵

خراسان (۱۱) ۳۵۹، ۵۴۲

الخط (۱۲) ۲۴۲

خضرہ (۱۲) ۱۰

خولان (۱۲) ۳۹

خیبر (۱۱) ۲۵، ۲۳۷، ۳۸۰، ۴۱۲، ۴۱۹-۴۲۱، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۳۸، ۴۵۰، ۴۶۳-۴۶۷، ۴۷۲، ۴۷۷—۴۷۸، ۶۱۲، ۶۹۴-۶۹۶، ۷۱۱-۷۱۲ (۱۲) ۹، ۱۳، ۱۵، ۱۹-۲۱، ۲۳، ۲۷-۲۹، ۳۷، ۴۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۳۴، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۴۰، ۲۵۱، ۲۶۰، ۲۷۲، ۳۳۷، ۳۴۶، ۴۲۲، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۴۹، ۴۵۴

خیزران (۱۱) ۳۷۵، ۳۷۶

د

دارالندوہ (۱۱) ۶۰۲ (۱۲) ۴۹۹

داروم (۱۲) ۴۸۸

دبا (۱۲) ۳۷

دما (۱۲) ۲۶۳

دمشق (۱۱) ۲۴۲-۲۴۳، ۳۱۹-۳۲۰، ۳۶۸، ۴۹۹، ۵۷۳، ۵۷۵، ۵۸۳ (۱۲) ۱۳۱، ۴۸۲ ـ

دومہ (۱۲) ۲۱، ۱۳۱، ۱۵۲
دومۃ الجندل (۱۱) ۴۱۲، ۴۲۶، ۴۲۷-۴۵۸، ۵۷۲، ۶۱۳ (۱۲) ۹-۱۰، ۲۱، ۲۷، ۳۹، ۱۳۱، ۲۱۳، ۲۷۲، ۳۴۶
دوس (۱۲) ۱۰
دہلی (۱۱) ۱۴۴-۴۴۳، ۴۶۵، ۴۷۹، ۶۲۰، ۷۳۹ (۱۲) ۱۰۰، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۵۴، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۳، ۲۱۲-۲۱۳، ۲۵۰-۲۵۱، ۳۵۰
ویدان (۱۱) ۵۸۹
ویریاسیکی (۱۲) ۴۵۳

ڈ

ڈنمارک (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰، ۵۶۰

ذ

ذات اطلاع (۱۲) ۹
ذات الرقاع (۱۲) ۱۸، ۲۵، ۲۳۰
ذات السلاسل (۱۲) ۱۰
ذات اطلاح (۱۱) ۴۴۴
ذات العشیرہ (۱۲) ۱۴، ۲۶، ۱۱۰، ۲۹۳-۲۹۵، ۳۲۴، ۳۳۰
ذوزود (۱۲) ۴۸
ذوالجدر (۱۲) ۴۷
ذوالحلیفہ (۱۱) ۲۹۶ (۱۲) ۱۴۲، ۳۳۶
ذوالخلصہ (۱۲) ۱۱، ۱۴۸
ذوالقصہ (۱۱) ۴۲۶، ۴۳۳ (۱۲) ۷۹، ۱۳۰
ذومران (۱۲) ۴۸
ذی خشب (۱۲) ۲۹۱
ذی المجاز (۱۱) ۲۴۹، ۶۱۳
ذی وقار (۱۲) ۲۱۵

ر

رابغ (۱۲) ۸، ۱۴۰، ۲۸۷، ۳۲۴، ۳۳۶
رباط (۱۱) ۳۸۹، ۳۹۱ (۱۲) ۱۴۸
ربذہ (۱۱) ۲۵۰
المربیہ (۱۱) ۶۱۳
رجیع (۱۱) ۱۴، ۴۴۴ (۱۲) ۸، ۱۳۰، ۲۰۰، ۱۱۷، ۱۲۶، ۱۳۱
رضہ (۱۲) ۱۴۳
رکن اسود (۱۱) ۴۹
رمع (۱۲) ۳۸
روحا (۱۱) ۹۲
روم (۱۱) ۸۵، ۲۲۱، ۳۰۳-۳۰۴، ۳۶۲، ۳۶۵، ۵۰۹، ۵۲۸، ۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۸-۵۵۹، ۵۹۸ (۱۲) ۳۲، ۱۳۵، ۱۴۱، ۴۳۳، ۴۸۲
روما (۱۱) ۲۲۱، ۵۲۳ (۱۲) ۴۷۱
رُمتہ (۱۱) ۵۷۶
روس (۱۱) ۴۸۵، ۴۱۰، ۵۱۲
رے (۱۱) ۳۷۸-۳۷۹، ۳۸۸
ریاست ہائے متحدہ امریکہ (۱۱) ۴۴۳

ز

زبید (۱۱) ۷۱۹-۷۲۱، ۷۳۱ (۱۲) ۳۸، ۴۰
زربہ (۱۲) ۱۴۳
زمزم (۱۱) ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۲۲، ۳۸، ۶۶، ۱۶۷
زمع (۱۱) ۷۱۹

س

ساحل (۱۲) ۳۸

سبا (۱۱) ۵۸۹
سٹاک ہام (۱۱) ۵۵۷
شٹگرٹ STUTTGART (۱۱) ۵۵۴، ۵۵۹–۵۶۰
سٹرابو (۱۱) ۵۸۰
سرف (۱۱) ۳۴۹
سسلی (۱۱) ۵۲۸
سفوان (۱۲) ۳۲۴، ۳۳۸
سکاسک (۱۱) ۷۱۲، ۷۱۹
سکورم SUCCORUM (۱۱) ۵۶۰
سکون (۱۱) ۷۱۲، ۷۱۹
سلالم (قلعہ)، (۱۱) ۴۶۴
سنائی (۱۱) ۵۷۱
سواع (۱۲) ۱۰
سوڈان (۱۱) ۳۵۹، ۷۲۸
سویڈن (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰
سوئٹزرلینڈ (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰
سیف البحر (۱۲) ۸، ۱۴

ش

شام (۱۱) ۱۳، ۳۷، ۴۵، ۶۸، ۷۰، ۷۶، ۸۱، ۸۴، ۸۸، ۹۱، ۱۱۹، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۴۱–۲۴۲، ۲۸۷، ۳۱۷، ۳۲۹، ۳۴۰، ۳۵۹، ۳۶۶، ۳۷۴، ۳۹۹، ۴۱۱، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۷، ۴۴۱، ۴۵۸، ۵۲۸، ۵۴۲، ۵۷۰–۵۷۱، ۵۸۳، ۵۸۵، ۵۹۸–۵۹۹، ۶۰۳، ۶۱۲، ۶۷۷، ۷۲۸ (۱۲) ۹، ۳۳، ۱۲۱، ۱۳۱–۱۳۲، ۱۴۲، ۱۵۱

۱۹۹، ۲۲۳، ۲۳۹، ۲۵۵، ۲۸۷–۲۸۸، ۲۹۲، ۲۲۶، ۳۲۵، ۳۲۷–۳۳۰، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۴۰، ۳۵۰، ۳۵۲، ۴۰۵، ۴۳۸، ۴۷۶، ۴۸۲، ۴۸۸
شعب ابی طالب (۱۱) ۱۶۶
الشق (قلعہ) (۱۱) ۴۲۰، ۴۶۳، ۴۶۵
شکاگو (۱۱) ۴۹۴، ۵۵۱
شمالی افریقہ (۱۱) ۵۲۸، ۵۴۲
شنگھائی (۱۱) ۵۵۸
الشہر (۱۱) ۶۱۳
شوط (۱۱) ۳۴۳
شیراز (۱۱) ۳۹۰

ص

صدا، (۱۲) ۴۰
الصعب (قلعہ)، (۱۱) ۴۱۶، ۴۱۷
صفا (۱۱) ۹۴، ۹۶، ۱۶۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۹۰، (۱۲) ۴۳۶
صفد (۱۲) ۴۵۳
صفراً (۱۱) ۳۲۴
صفین (۱۲) ۱۷۸، ۲۰۱
صقلیہ (۱۱) ۵۰۱، ۵۰۹
صنعاً (۱۱) ۵۵، ۶۱، ۲۸۷، ۶۱۳، ۷۱۱، ۷۱۳، ۷۱۹، (۱۲) ۳۷–۳۸، ۱۴۳، ۲۴۵

ض

ضبوعہ (۱۲) ۲۹۳
ضجنہ (۱۲) ۲۹۱
ضجرات الیمام (۱۲) ۲۹۲

ط

طائف (۱۱) ۵۶، ۱۱۸، ۱۸۲، ۲۸۹، ۳۹۸، ۴۴۶، ۵۹۱،
۷۱۱ ۔
(۱۲) ۱۳، ۲۳، ۲۷، ۲۹، ۳۳، ۳۷، ۴۶-۴۷،
۴۹، ۲۰۷، ۲۹۷، ۳۰۸، ۳۴۰، ۳۴۵-۳۴۶
۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۵، ۴۷۸

الطرف (۱۲) ۹

طیبہ (۱۱) ۱۳

ظ

ظفار (۱۱) ۵۰

ع

عالمہ (۱۲) ۴۸۲

عدن (۱۱) ۶۱۳، ۷۱۱، ۷۱۹ (۱۲) ۳۸

عذرہ (۱۲) ۱۵۰

عراق (۱۱) ۲۰۹، ۳۰۴، ۳۶۶، ۳۷۳، ۳۷۸، ۳۸۰،
۴۱۱، ۵۷۰-۵۷۲، ۵۸۵، ۵۹۹، ۶۷۷، ۷۲۷-
۷۲۸ (۱۲) ۴۷۸

عرب (۱۱) ۲۸، ۵۴، ۵۶، ۶۰، ۷۸، ۸۰، ۸۶، ۹۵، ۱۰۱،
—۱۰۳، ۱۰۹-۱۱۲، ۱۱۹، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۵،
۱۵۶، ۱۶۰، ۱۷۷، ۲۰۸، ۲۳۴، ۲۴۹، ۲۷۸، ۲۸۱،
۳۰۲-۳۰۴، ۳۳۶، ۳۵۳، ۲۵۹، ۳۶۲، ۳۶۴،
۳۶۶، ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۵، ۴۱۴،
۴۲۵، ۴۲۸-۴۳۰، ۴۳۵، ۴۳۷، ۴۵۸، ۴۶۰،
۴۹۷، ۵۲۸، ۵۳۲، ۵۳۷-۵۳۸، ۵۴۲-۵۴۳،
۵۴۵، ۵۵۰، ۵۶۸-۵۷۱، ۵۷۴-۵۷۵، ۵۷۷،
۵۷۹، ۵۸۰-۵۸۲، ۵۸۵، ۵۸۷-۵۹۱، ۵۹۵،
۵۹۹، ۶۰۴، ۶۰۷-۶۱۰، ۶۱۳-۶۱۴، ۶۲۱، ۶۳۶،
۶۷۷، ۶۷۹، ۷۰۱-۷۱۱، ۷۱۹، ۷۲۸، ۷۴۳، ۷۵۷،
(۱۲) ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۱۷-۱۱۸، ۱۲۶، ۱۳۲-۱۳۴،
۱۳۶-۱۳۸، ۱۴۳، ۱۴۸-۱۵۲، ۱۸۴، ۱۸۹،
۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۵، ۲۷۲، ۲۸۲، ۳۰۵،
۳۱۵-۳۱۶، ۳۲۰-۳۲۲، ۳۲۹، ۳۴۶، ۳۷۳،
۳۷۷، ۳۸۸، ۴۲۳، ۴۲۸-۴۲۹، ۴۳۳-۴۳۴
۴۳۸، ۴۵۱-۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۵-۴۵۵، ۴۶۳، ۴۶۷
۴۷۳، ۴۷۶-۴۷۸، ۴۸۰-۴۸۲، ۴۸۵-۴۸۷
۴۹۲

العربیۃ الحجریہ (۱۱) ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۳-۵۷۴،

العربیۃ السعیدہ (۱۱) ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۵-

العربیۃ الصحراویہ (۱۱) ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۵-

العرج (۱۲) ۱۰، ۲۱ -

عرفات (۱۱) ۹۴-۹۵، ۹۸، ۹۹-۱۰۹، ۱۲۱، ۴۳۰

عرنہ (۱۲) ۱۰

عروش (۱۱) ۵۷۱

عریض (۱۱) ۳۲۶

عرینہ (۱۲) ۹، ۴۷

عسفان (۱۲) ۱۲۹، ۴۲۸

عقبہ (۱۲) ۱۳، ۱۰۱، ۱۰۷، ۳۹۳

عک (۱۱) ۷۱۹ (۱۲) ۳۸

عکا (۱۲) ۴۵۳

عکاظ (۱۱) ۴۲، ۵۹۲، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۳

العلاء (۱۱) ۵۷۲، ۵۷۳،

علی گڈھ (۱۱) ۴۴۱، ۴۵۹، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۸۰ (۱۲) ۱۰۵،

۱۱۲، ۱۱۴، ۱۵۵، ۱۵۷، ۲۲۸، ۲۹۹، ۳۳۴
عمان (۱۱) ۵۹۸، ۷۱۳ (۱۲) ۳۲-۳۳، ۳۷، ۴۲، ۵۱،
۲۰۹، ۲۴۲، ۲۶۳
عمر (۱۱) ۵۶۹
عموریہ (۱۱) ۸۵
العریض (۱۱) ۴۳۲
العیص (۱۱) ۴۱۵ (۱۲) ۹، ۱۴۲، ۲۸۴-۲۸۵، ۳۲۴-
۳۲۵، ۳۳۵، ۳۵۲
عین التمر (۱۱) ۳۷۲

غ

الغابہ (۱۲) ۱۰، ۴۷
غارثور (۱۲) ۱۰۵، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۶
غارحرا (۱۱) ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳ (۱۲) ۳۸۲-۳۸۵، ۳۸۸
غال (فرانس) (۱۱) ۳۵۹
غدیرخم (۱۲) ۳۳۶
غرب الہند (۱۱) ۳۵۹
غرناطہ (۱۱) ۵۰۹
غسان (۱۱) ۵۷۰، ۵۸۹ (۱۲) ۴۷۷، ۴۸۲
غطفان (۱۲) ۱۲، ۱۵، ۲۱، ۲۶، ۳۲
الغمر (۱۲) ۸

ف

فارس (۱۱) ۸۳، ۲۱۲، ۳۵۹، ۳۸۹، ۵۲۸، ۵۴۲، ۵۷۲،
۵۸۵، ۵۹۸، ۷۱۹
فالکرک FALKIRK (۱۱) ۵۶۰
فدک (۱۱) ۴۰۸، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۶۸ (۱۲) ۹-
۱۰، ۴۷، ۴۸، ۱۳۴، ۱۴۱، ۲۴۳

فرانس (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۰۷، ۵۱۰، ۵۱۹، ۵۲۷
فرینکفرٹ (۱۱) ۵۵۳
فلپائن (۱۱) ۷۲۸
الفلس (۱۲) ۱۰
فلسطین (۱۱) ۳۵۹، ۴۳۷، ۵۲۸، ۵۷۱، ۵۷۴، ۵۸۵
(۱۲) ۱۳۱-۱۳۲، ۱۵۱، ۳۹۶، ۴۵۳، ۴۸۸
فرع (۱۲) ۳۴۰
فلاڈلفیا (۵) ۵۵۱
فن لینڈ (۱۱) ۵۱۰

ق

قادسیہ (۱۲) ۱۷۴، ۳۰۵، ۳۰۷
قاہرہ (۱۱) ۲۹۵، ۴۴۳، ۴۵۱، ۴۷۸، ۴۸۴، ۴۸۸، ۵۹۳، ۵۹۸،
۶۱۷، ۷۰۷
قاہرہ (۱۲) ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۳۳، ۱۶۵،
۲۱۵، ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۹۲، ۲۷۰، ۳۳۴، ۳۴۲
قبا (۱۱) ۴۷، ۸۶ (۱۲) ۵۱، ۱۰۵، ۲۷۶، ۴۰۱، ۴۰۸
قتبیہ (۱۲) ۴۵۳
قتبان (۱۱) ۵۸۹
قُدَید (۱۲) ۳۳۶، ۴۷۶
القردہ (۱۲) ۸
القرطاَ (۱۲) ۸، ۱۰
قرقرۃ الکدر (۱۱) ۳۲۶ (۱۲) ۲۹۲
قزوین (۱۱) ۳۸۹-۳۹۰
قرنی عربیہ (۱۲) ۳۷، ۷۲، ۲۴۰
قسطنطنیہ (۱۱) ۵۷۶ (۱۲) ۳۷۷
قطن (۱۲) ۸

قلعہ ابی (۱۱) ۴۶۴ - ۴۶۵
قلعہ سمران (الشق)، (۱۱) ۴۶۳ - ۴۶۵
قلعہ الزبیر (۱۱) ۴۶۵
قلعہ الشق (۸) ۴۶۶
قلعہ الصعب بن معاذ (۱۱) ۴۶۵ - ۴۶۶
قلعہ مرحب (ناعم)، (۱۱) ۴۶۴ - ۴۶۵
قلعہ النزار (۱۱) ۴۶۴ - ۴۶۵
قموص (۱۱) ۱۶، ۴۶۴ - ۴۶۵

ک

الکتیبہ (قلعہ)، (۱۱) ۴۱۷
الکدر (۱۱) ۴۰۸، ۴۲۶ (۱۲) ۱۴، ۲۶، ۱۳۱
الکدید (۱۱) ۴۲۱، ۴۲۷ (۱۲) ۹
کراچی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۹۰، ۵۱۱، ۵۳۹، ۷۶۱ (۱۲)
۳۴۷
کرسٹیانیکا KRISTIANNICA (۱۱) ۵۵۳
کعبہ (۱۱) ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۲۰، ۳۳، ۳۸، ۴۹، ۵۵ - ۵۶، ۶۰
— ۶۱، ۷۴، ۹۰ — ۹۳، ۹۸، ۱۰۱ — ۱۰۸، ۱۱۵ — ۱۱۶،
۱۲۱، ۱۲۹، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۶۵ — ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰ — ۱۷۹،
۱۹۶، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۲۳، ۲۳۳، ۲۸۹، ۳۰۳، ۴۹۷،
۵۷۴، ۵۷۷، ۵۷۹، ۵۹۴، ۶۰۰ — ۶۰۱، ۶۰۶، ۶۰۹
— ۶۱۲، ۶۲۰، ۶۳۱، ۷۳۵ (۱۲) ۵۳، ۳۲۸، ۴۳۶،
۴۷۶
کلکتہ (۱۱) ۴۸۰، ۴۸۶، ۵۶۰ (۱۲) ۲۵۰
کناڈا (۱۱) ۵۲۶
کندہ (۱۱) ۷۱۹ (۱۲) ۴۰
کوٹنگن (۱۱) ۴۸۶
کوفہ (۱۱) ۱۴۰، ۳۶۸ - ۳۷۹، ۳۸۱ — ۳۸۲، ۳۸۸
کوہ حرا (۱۲) ۳۷۶
کویت (۱۱) ۳۹۳، ۷۲۸
کیلیفورنیا (۱۱) ۷۰۴
کیمرج (۱۱) ۴۴۳، ۴۸۴، ۵۱۸ (۱۲) ۲۶۱

گ

گجرات (۱۲) ۴۰۵
گرونیڈا (GRONADA) (۱۱) ۵۵۱
گوٹنگن (۱۲) ۱۸۸

ل

لاسن (LAUSANNE) (۱۱) ۵۵۶
لاہور (۱۱) ۴۴۱ - ۴۴۲، ۴۴۸، ۴۷۴، ۴۷۸، ۴۸۳، ۴۸۶
— ۴۸۷، ۴۹۰، ۴۹۵ — ۴۹۷، ۵۰۱، ۵۰۴، ۵۱۱،
۵۲۱، ۵۳۹، ۵۴۲، ۵۴۷، ۵۵۲، ۵۵۵، ۵۵۸،
۶۵۸، ۷۰۹، ۷۶۱ (۱۲) ۳۳۴
لائیڈن (۱۱) ۷۶۰
لحیان (۱۱) ۵۸۹
لخم (۱۱) ۵۷۰ (۱۲) ۴۸۲
لندن (۱۱) ۳۹۶، ۴۴۱، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۹۷، ۵۰۴، ۵۱۸،
۵۲۳، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۴۰، ۵۴۴،
۵۴۶ — ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۱ — ۵۶۰، ۵۷۸،
۵۸۰، ۵۸۳ — ۵۸۴ (۱۲) ۱۰۰ — ۱۰۱، ۱۰۳ — ۱۰۴،
۱۱۰، ۱۱۴، ۱۳۴، ۱۵۰، ۱۸۴، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۳۸،
۲۵۱، ۳۳۲ — ۳۳۳
لیبیا (۱۱) ۷۲۸ -
لیپزگ (۱۱) ۳۹۵، ۵۱۴، ۵۲۳، ۵۵۲ — ۵۵۶، ۵۸۰

لیڈ (۱۲) ۲۴۲،
لیدن دیکھئے لیڈن
لیڈن (۱۱) ۳۹۶، ۵۱۴، ۵۶۰، ۵۸۹، ۶۲۰ (۱۲) ۲۴۲

م

مآرب (۱۱) ۵۰، ۳۳۹، ۱۹۰، ۷ (۱۲)
ماوراالنہر (۱۱) ۹، ۳۵، ۵۴
مادن (۱۲) ۱۴۳
مداشن (۱۱) ۳۰۴
مدین (۱۱) ۲۴۴، ۵۷۴ (۱۲) ۹
مدینہ (۱۱) ۲۵، ۴۷، ۶۱، ۸۶، ۱۰۷، ۱۳۴-۱۳۵،
۱۸۳-۱۸۶، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۳۷-۲۳۸،
۲۵۰، ۲۷۶-۲۷۷، ۲۸۲، ۲۹۲، ۲۹۶، ۳۰۴،
۳۱۱، ۳۱۳-۳۱۵، ۳۱۷، ۳۲۵-۳۲۷، ۳۲۹
-۳۳۰، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۵۲،
۳۵۹، ۳۶۶، ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۵-۳۸۱،
۳۸۳، ۳۸۸، ۳۹۹-۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۷
-۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲-۴۱۴، ۴۱۶، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۴
-۴۲۵، ۴۲۸-۴۳۰، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۵
-۴۳۸، ۴۶۲، ۴۷۴، ۴۷۸، ۵۲۰-۵۲۲،
۵۲۷، ۶۱۲، ۶۲۱، ۶۲۹-۶۳۱، ۶۳۴-۶۳۷، ۶۴۰
-۶۴۹، ۶۵۱-۶۵۴، ۶۵۶، ۶۶۰، ۶۶۳،
۶۹۵، ۶۹۶، ۷۰۱-، ۷۱۱، ۷۱۵-۷۱۹، ۷۲۳،
۷۲۷، ۷۳۰-۷۳۱ (۱۲) ۱۲-۱۳، ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۶،
۲۸-۲۹، ۳۴-۳۶، ۴۱، ۴۶-۵۳، ۱۰۱-۱۰۴،
۱۰۷-، ۱۱۰، ۱۱۲-۱۱۴، ۱۱۷، ۱۲۱-۱۲۳، ۱۲۵،
۱۲۹-۱۳۱، ۱۳۴-۱۳۶، ۱۴۲-۱۴۳، ۱۴۵-۱۴۶،
۱۴۹-۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۲، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۸،
۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۸، ۲۰۴، ۲۱۴، ۲۱۸، ۲۲۳
-۲۲۴، ۲۲۷، ۲۴۰-۲۴۱، ۲۴۳، ۲۵۴-۲۵۶،
۲۶۹، ۲۷۴-۲۷۶، ۲۸۱-۲۸۳، ۲۸۵-۲۸۸،
۲۹۰-۲۹۷، ۳۰۰-۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۰-۳۱۲ -
۳۱۳، ۳۱۶، ۳۱۸-۳۱۹، ۳۲۱-۳۲۲، ۳۲۴-۳۳۲
۳۳۴، ۳۳۶-۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۵۰ -
۳۵۲، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۷، ۳۹۹-۴۰۲
۴۰۸-۴۰۹، ۴۱۲-۴۱۸، ۴۲۱-۴۲۳، ۴۲۶، ۴۳۱
۴۳۳-۴۳۵، ۴۴۰، ۴۵۴، ۴۶۰، ۴۶۳، ۴۷۴، ۴۷۶
- ۴۷۷، ۴۸۸، ۴۹۰
مراکش (۱۱) ۳۹۱، ۷۲۸
المرابطہ (۱۱) ۴۶۵
مرج الصفر (۱۱) ۲۴۲
مروہ (۱۱) ۴۹، ۹۶ -
مریسیع (۱۱) ۴۱۱-۴۱۲، ۴۶۰، ۴۳۸، ۷۷۴ (۱۲) ۱۲، ۱۵،
۲۰-۲۲، ۲۷، ۴۸، ۲۰۸
مز MIZZ (۱۱) ۵۵۶
مزدلفہ (۱۱) ۹۴-۹۵، ۹۸، ۱۲۱
مزینہ (۱۱) ۴۷۴
مسجد اقصیٰ (۱۱) ۳۱۲ (۱۲) ۳۹۲-۳۹۳، ۳۹۶، ۴۶۹
مسجد بنی خطمہ (۱۲) ۵۱
مسجد جشم (۱۲) ۵۱
مسجد حرام (۱۱) ۱۴، ۱۶، ۱۶۹، ۱۹۵، ۲۳۲، ۳۱۲، ۳۱۶، ۶۲،
(۱۲) ۵۲، ۲۹۸، ۴۲۸، ۴۳۵
مسجد قبا (۱۲) ۵۲، ۴۰۱

مسجد نبوی (۱۱) ۲۶۷ (۱۲) ۵۱-۵۲، ۱۰۷، ۲۶۹، ۴۰۲،
۴۰۹
المشقر (۱۱) ۶۱۳
مصحیب (۱۲) ۱۰
مصر (۱۱) ۳۵۹، ۳۷۶ — ۳۷۸، ۳۹۳-۳۹۴، ۴۳۴،
۴۷۸، ۴۸۴، ۴۹۱، ۴۹۷، ۵۱۵، ۵۲۸، ۵۳۴، ۵۷۲،
۵۷۴، ۵۷۸، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۸۵، ۶۱۹، ۶۵۵،
۶۵۷-۶۵۸، ۶۶۹، ۶۷۷، ۶۸۵،
۷۰۵، ۷۰۹، ۷۲۷ — ۷۲۸ (۱۲) ۳۴، ۱۰۸،
-۱۰۹، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۶۵،
معافر (۱۱) ۴۹
مغربی ہند (۱۱) ۵۴۲
المغمس (۱۱) ۵۷، ۵۹
مقنا (۱۲) ۱۵۲
مکہ (۱۱) ۱۴، ۲۰، ۲۶، ۳۵، ۴۳-۴۴، ۴۸-۴۹، ۵۶،
۵۸، ۶۰، ۶۶، ۷۰، ۷۴-۷۶، ۸۱، ۸۶،
۹۰، ۹۳-۹۴، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۷،
۱۱۸-۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۳۴-۱۳۵، ۱۴۴، ۱۴۷،
-۱۴۸، ۱۵۱، ۱۶۴-۱۶۵، ۱۷۴-۱۷۵،
۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۱-
۲۰۳، ۲۰۶، ۲۱۲-۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۹،
۲۲۲، ۲۲۶-۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۴،
۲۳۷، ۲۵۱-۲۵۳، ۲۷۴، ۲۸۱-۲۸۲، ۲۹۱،
-۲۹۲، ۲۹۵، ۳۱۲، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۱،
۳۳۶، ۳۴۵، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۵۲، ۳۶۱،
-۳۶۴، ۳۶۹-۳۷۰، ۳۹۸-۳۹۹، ۴۰۱-
۴۰۲، ۴۰۸، ۴۲۲، ۴۲۷، ۴۲۹-۴۳۳، ۴۳۷،
۴۴۱، ۴۴۴، ۴۴۶، ۴۵۰-۴۵۱، ۴۶۸، ۴۷۴،
۴۷۷-۴۷۸، ۴۹۷، ۵۲۰-۵۲۱، ۵۳۲،
۵۳۷، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۶۹، ۵۷۳، ۵۷۶،
۵۷۹، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۹۱، ۵۹۳-۵۹۹،
۶۰۱-۶۰۳، ۶۰۵-۶۰۶، ۶۱۰، ۶۱۴-۶۱۵،
۶۳۶، ۶۷۷، ۷۱۱، ۷۱۷-۷۱۸، ۷۲۱-۷۲۲،
۷۳۷، ۷۵۸،
(۱۲) ۸، ۱۳، ۱۵-۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۷،
۳۲-۳۴، ۳۷، ۴۸، ۵۲-۵۳، ۱۰۵،
۱۱۳-۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۷-۱۴۰، ۱۴۲،
-۱۴۳، ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۸-۱۶۴،
۱۶۴-۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۸۴، ۱۸۶،
۱۹۲، ۱۹۸، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۰۶، ۲۱۹-۲۲۰،
۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۸، ۲۴۱-۲۴۲، ۲۵۰،
-۲۵۱، ۲۵۳-۲۵۴، ۲۷۸، ۲۸۱-۲۸۲
۲۸۶-۲۸۷، ۲۹۱-۲۹۸، ۳۰۲-۳۰۴،
۳۱۲-۳۱۳، ۳۱۸-۳۱۹، ۳۲۴، ۳۲۷-
۳۲۹، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۴۰
-۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۸-۳۵۰، ۳۵۲-۳۵۳
۳۵۹، ۳۷۴-۳۷۶، ۳۹۳، ۳۹۵-۳۹۷،
۴۰۰، ۴۱۲-۴۱۳، ۴۱۷، ۴۲۳، ۴۲۹، ۴۳۱،
۴۳۴-۴۳۷، ۴۴۲، ۴۵۶، ۴۵۸،
۴۶۰، ۴۷۶، ۴۷۸-۴۸۰، ۴۸۱
ملائشیا (۱۱) ۷۲۸
ملانو (۱۱) ۵۵۵، ۵۵۷، ۵۵۹،

ممسٹر (۱۱) ۵۵۸
منقا (۱۱) ۳۵۰
منیٰ (۱۱) ۹۸، ۱۳۱، ۱۴۱ (۱۲) ۴۸
موتہ (۱۱) ۲۴۲، ۴۲۲، ۴۲۷، ۵۳۸ (۱۲) ۱۰-۱۱، ۳، ۴۱، ۴۶، ۱۴۴-۱۴۶، ۱۵۰، ۱۶۸، ۲۱۱، ۲۱۵، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۵۳، ۴۷۷،
موصل (۱۱) ۸۴-۸۵، ۵۸۰
میڈرڈ (۱۱) ۵۵۹

ن

نبط (۱۱) ۵۸۹
نجد (۱۱) ۶۷، ۱۲۱، ۱۶۷، ۲۳۲، ۳۲۹، ۳۳۴، ۴۲۶، ۵۷۱، ۵۷۵-۵۷۷، ۵۸۱، ۵۸۸، ۷۱۰ (۱۲) ۹، ۱۱، ۱۲۳، ۱۲۹، ۱۴۳، ۲۰۸، ۳۴۶۔
نجران (۱۱) ۲۳۲، ۶۰۹، ۷۱۲-۷۱۳، ۷۱۹، ۷۳۰-۷۳۱ (۱۲) ۱۱، ۳۳، ۳۸، ۴۸، ۱۴۳، ۱۴۹، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۶۵۔
نجف (۱۲) ۲۴۲
نخلہ (۱۱) ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۲۵ (۱۲) ۱۰، ۱۴۸، ۱۷۱، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۹۴، ۲۹۶-۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۳، ۳۰۶-۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۸، ۳۱۹-۳۲۴، ۳۳۱، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۴، ۳۴۵-۳۵۱۔
نصیبین (۱۱) ۸۵
نطاۃ (۱۱) ۴۱۶، ۴۶۳-۴۶۶ (۱۲) ۴۳۲
نقیع (۱۲) ۷۴
نیویارک (۱) ۵۲۰، ۵۲۴، ۵۴۰، ۵۵۱، ۵۵۹، ۵۸۴

و

وادی بطحا (۱۱) ۱۶۴
وادی سفوان (۱۲) ۲۹۲
وادی عقیق (۱۲) ۲۹۲
وادی القریٰ (۱۱) ۸۶، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۵-۴۲۶، ۵۷۳، ۷۱۲ (۱۲) ۱۵، ۲۵، ۲۷، ۳۷، ۱۳۵، ۱۴۱، ۲۰۱، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۶۱، ۳۸۰، ۴۸۲، ۴۸۴
وادی محصب (۱۱) ۵۹
وادی حل (۱۲) ۳۴۱
وادی رج (۱۱) ۵۶۱ (۱۲) ۴۷
وادی ینبع (۱۲) ۲۹۳
وارسا (۱) ۵۵۲
واشنگٹن (۱۱) ۴۴۰
ودان (۱۲) ۱۴، ۲۶، ۱۰۳، ۲۸۷، ۲۸۹-۲۹۰، ۳۲۴-۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۶
الوطیح (قلعہ)، (۱) ۴۶۴
ولنسیا L. VALENCIA (۱۱) ۵۶۰
ووکنگ (۱۱) ۵۵۸، ۵۶۰
ویانا (۱۱) ۵۱۵

ہ

ہالینڈ (۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰، ۵۱۴، ۵۲۰، ۵۲۴
ہائیڈلبرگ (۱۱) ۵۰۴

ہیول (۱۱) ۵۵۷
ہجر (۱۱) ۵۷۲ – ۵۷۳، ۶۱۳، ۷۱۲ (۱۲) ۱۰۴، ۱۴۹
ہرسٹ (۱۱) ۵۵۲
ہمبوگ (۱۱) ۵۵۶
ہمدان (۱۱) ۵۲، ۷۱۲، ۷۱۹ (۱۲) ۳۸ – ۳۹
ہمر (۱۱) ۵۵۲
ہند (۱۱) ۹۰ – ۹۲، ۶۱۸، ۷۱۴
ہندوستان (۱۱) ۶۰، ۲۲۴، ۳۹۰، ۴۷۹، ۵۱۲، ۵۷۳،
۵۸۱
ہنگری (۱۱) ۵۱۰
ہنوور (۱۱) ۵۵۹
ہوسٹن (۱۱) ۵۵۴
ہیڈلبرگ (۱۱) ۳۷۱

ی

یانا (۱۲) ۴۵۳
یثرب (۱۱) ۸۰، ۳۲۷، ۵۷۷، ۵۹۱، ۶۲۷ – ۶۲۸
(۱۲) ۱۰۲، ۱۲۳، ۳۲۲، ۳۹۹، ۴۱۸، ۴۲۷
یربوع (۱۲) ۴۵
یروشلم (۱۱) ۳۱۲، ۵۷۵ (۱۲) ۱۲۴
یلیلم (۱۲) ۱۰
یمامہ (۱۱) ۲۰۹، ۴۳۷، ۵۸۸
(۱۲) ۳۲ – ۳۳، ۱۰۴، ۲۰۹، ۲۷۴
یمن (۱۱) ۴۷، ۴۹ – ۵۰، ۵۴ – ۵۶، ۵۸، ۸۱، ۱۶۱،
۲۸۷، ۲۹۹، ۳۵۹، ۳۶۵ – ۳۶۷، ۳۷۰، ۴۲۵،
۴۲۷، ۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۶، ۵۸۸ – ۵۸۹، ۵۹۳،
۵۹۸ – ۵۹۹، ۶۰۳، ۶۰۶، ۶۰۹ – ۶۱۰، ۶۱۴،
۶۷۷، ۷۱۰ – ۷۱۳، ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۴،
۷۲۵، ۷۲۹، ۷۳۱ – ۷۳۵، ۷۳۸، ۷۴۱، ۷۵۷،
۷۶۰ (۱۲) ۹، ۱۱، ۱۳، ۳۲ – ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۸،
۵۰، ۱۳۵، ۱۴۹، ۱۵۳، ۲۱۳، ۲۳۵، ۲۳۷،
۲۴۴، ۲۴۶، ۲۵۸، ۲۶۵، ۳۲۵، ۳۵۰، ۴۰۰
ینبع (۱۲) ۳۲۴
ینبوع (۱۲) ۱۴۸
یورپ (۱۱) ۳۶۵، ۳۷۰، ۳۸۵، ۳۹۳، ۴۷۹، ۴۸۹، ۴۹۴،
۴۹۷، ۵۰۰، ۵۰۲ – ۵۰۳، ۵۰۷، ۵۰۹ –
۵۱۰، ۵۲۹ – ۵۳۲، ۵۳۴، ۵۹۷، ۶۵۲،
۷۳۳ ،
یل (۱۱) ۵۵۸

کتب

ا

(دی) آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (۱۱) ۳۶۳، ۳۹۳، ۵۱۲، ۵۱۳ -
آؤٹ لائن آف ورلڈ ہسٹری، ایچ جی ویلز (۱۲) ۱۰۵
اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن، جان ڈیون پورٹ (۱۱) ۴۸۶، ۵۱۱
این اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن، ڈیون پورٹ (۱۱) ۴۹۵،
۵۴۷، ۵۴۹ -
احکام السلطانیہ : ماوردی (۱۱) ۵۱۵، ۶۱۸، (۱۲)
۲۷۰ - ۲۷۱
اخبار الطوال : ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری (۱۱)
۵۷۸ - ۵۸۴
اخبار القضاۃ : وکیع (۱۱) ۷۲۲، ۷۳۸ - ۷۴۰
اخبار مکہ : الازرقی (۱۱) ۴۷۹، ۵۹۴، ۶۱۷، ۶۱۸ -
۶۲۰ (۱۲) ۱۰۰، ۲۰۴، ۲۱۲، ۲۲۸، ۲۳۶، ۲۴۳،
۲۴۶، ۲۵۲، ۲۷۸، ۳۳۷ -
اخلاص محمد : لامنس (۱۱) ۵۱۹، ۵۵۸
اراضی مدینہ منورہ : وسٹنفیلڈ (۱۱) ۵۶۰
اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (۱۱) ۴۹۷، ۵۰۱، ۵۰۳،
۵۱۱ - ۵۱۲
اُردو میں سیرت نگاری : سید ابوالخیر کشفی (۱۱) ۴۸۵
ارض القرآن : سید سلیمان ندوی (۱۱) ۵۸۱
ارلی کرسچینٹی ان اریبیہ : تھامس رائٹ (۱۱) ۴۹۷
اسباب النزول : واحدی (۱۱) ۶۵۷
(دی) اسپرٹ آف اسلام : امیر علی (۱۱) ۴۴۳
الاستبصار : ابن قدامہ (۱۲) ۲۴۰
استعمال ابن اسحاق للاسناد (بزبان انگریزی) (۱۱) روبسن ۹،
۳۵۶ -
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ابن عبد البر م ۴۶۳ھ (۱۱)
۳۸۷ (۱۲) ۱۰۸، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۰،
۱۷۲ - ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۹ - ۱۸۳،
۲۳۷، ۲۴۶، ۲۵۳، ۲۶۳
(دی) اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری : عبدالحق (۱) ۴۹۴
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ : ابن الاثیر م ۶۳۰ھ (۱۱) ۵۹۸،
(۱۲) ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۲۰ - ۲۲ - ۲۴ - ۲۸،
۳۰، ۳۲، ۳۴ - ۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۴،
۴۶ - ۴۸، ۵۰ - ۵۳، ۱۰۷، ۱۲۰، ۱۴۷،
۱۵۶ - ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۸۳، ۱۸۶،
۱۸۸، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۶ - ۱۹۹، ۲۰۱ - ۲۰۲، ۲۰۴،
۲۱۲، ۲۱۶ - ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۶، ۲۲۹ - ۲۳۰ -
۲۳۵، ۲۴۳ - ۲۴۷، ۲۴۹ - ۲۵۰، ۲۵۲ -
۲۵۳، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۶ - ۲۷۱، ۲۷۳ - ۲۷۹،
۳۳۵ - ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۴۳ -
الاسلام : مونٹے (۱۱) ۵۲۳
اسلام، حال و مستقبل : مونٹے (۱۱) ۵۲۳ -

اسلام اینڈ ویسٹرن اورینٹلسٹ : ابوالحسن علی (۱۱) ۴۹۶
اسلام سے پہلے قبائلی عرب کی تکوین و ترتیب : کارو الفانسو نلینو (۱۱) ۵۲۳
اسلام صحرائے عرب میں : صمویل زویمر (۱۱) ۵۲۵
اسلام کا زرعی نظام : محمد تقی امینی (۱۲) ۲۵۰
اسلام کا نظام حیات : ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) ۱۱۱
الاسلام واصول الحکم : علی عبدالرازق (۱۱) ۷۱۳، ۷۳۷، ۷۴۱، ۷۵۷، ۷۶۰
الاسلام والمستشرقون : عبدالجلیل شلبی (۱۱) ۴۸۴
اسلامہ تاریخ ومورخلر : شمس الدین (۱۱) ۳۹۴
اسلامک ہسٹری : ایم۔ اے شعبان (۱۱) ۴۴۳
اسلامی تہذیب : بارتھولڈ (۱۱) ۵۲۵
اشباہ (۱۱) ۶۸۳
اشتقاق : ابن درید (۱۱) ۵۸۴ - ۵۸۵، ۶۱۶، ۶۱۸
الاصابہ فی تمییز الصحابہ : ابن حجر العسقلانی (۱۱) ۴۵۲، ۶۵۷، (۱۲) ۱۰۷، ۱۵۵ - ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۰ - ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷ - ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴ - ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۶ - ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۹، ۲۰۱ - ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۱۰ - ۲۱۱، ۲۴۳، ۲۴۶، ۲۷۱، ۲۷۹، ۳۳۸، ۳۴۳ -
الاعلام : خیر الدین الزرکلی (۱۱) ۵۱۵، ۵۵۰
اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین : ابن طولون (۱۱) ۴۶۷
اعلام الموقعین : ابن القیم الجوزیہ (۱۱) ۶۸۳، ۶۸۴، (۱۲) ۲۴۹
اعلام النساء : عمر رضا کحالہ (۱۱) ۳۸۲
الغنیہ : حافظ العراقی (۱۱) ۷۱۳، ۷۳۷
اللہ کی کامن ویلتھ (ALLAH'S COMMEN WEALTT) الیف، ای پیٹر (۱۲) ۱۱۱
انجیل (۱۱) ۳۷، ۷۹، ۱۰۹، ۱۲۳، ۳۷۳، ۶۶۴، (۱۲) ۲۴۸، ۳۸۳
انڈیکس اسلامیکس (۱۱) ۵۱۸
انساب الاشراف : بلاذری (۱۱) ۳۵۸، ۳۶۶، ۴۴۳، ۴۴۷ - ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۶ - ۴۵۹، ۴۶۳، ۴۶۷ - ۴۶۹، ۴۷۱ - ۴۷۲، ۴۷۴ - ۴۷۷، ۴۷۹، ۴۹۵، ۵۹۹، ۶۱۷، ۶۱۹ -
انساب الاشراف : بلاذری (۱۲) ۸ - ۹، ۴۲، ۴۸، ۱۰۱ - ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹ - ۱۲۴، ۱۲۶ - ۱۲۷، ۱۲۹ - ۱۳۶، ۱۴۰ - ۱۴۱، ۱۴۳ - ۱۴۴، ۱۴۷ - ۱۴۸، ۱۵۰ - ۱۵۱، ۱۵۳ - ۱۵۴، ۱۵۶ - ۱۵۷، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۵، ۱۸۷ - ۱۹۱، ۱۹۳ - ۱۹۴، ۱۹۶ - ۱۹۷، ۱۹۹ - ۲۰۲، ۲۱۰ - ۲۱۳، ۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۹ - ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹ - ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۱ - ۲۵۸، ۲۶۱ - ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۳، ۲۳۴، ۳۳۶ - ۳۳۸، ۳۴۱ - ۳۴۲، ۳۴۹ -
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۱۱) ۵۸۲، ۶۱۷، ۶۲۰، (۱۲) ۱۱۱، ۲۰۹، ۳۴۷ -
انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (۱۱) ۴۹۴
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱۱) ۴۹۸، ۵۸۳ - ۵۸۴
اورینٹلزم اینڈ دی سٹڈی آف اسلام ان دی ویسٹ : م۔ م۔ احسن، (۱۱) ۴۹۲
ایام العرب فی الجاہلیۃ : محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد بجادی

محمد ابوالفضل ابراہیم (۱۲) ۳۳۶، ۳۴۴، ۳۵۰

ب

بال جبریل : علامہ محمد اقبالؒ (۱۲) ۳۹۶
بانگِ درا : علامہ محمد اقبال (۱۲) ۳۹۷
بائبل (۱۲) ۲۴۸
بائبل ڈکشنری (۱۱) ۵۸۰
بدایۃ المجتہد (۱۱) ۶۷۱
البدایہ والنہایہ : ابن کثیر (۱۱) ۴۴۳ - ۴۴۵، ۴۴۷ - ۴۵۴، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹ - ۴۷۲، ۴۷۴ - ۴۷۷، ۵۸۲، (۱۲) ۱۰۹
بازنطینی صلیبوں تک : مونٹے (۱۱) ۵۲۳
بلادعرب : صموئیل زویمر (۱۱) ۵۲۵
بلوغ الارب : النویری (۱۱) ۵۸۵، ۶۱۷، ۶۱۹ - ۶۲۰
بلوغ الصول فی اقضیۃ الرسول : صدیق حسن خان بھوپالی (م ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء)، (۱۲) ۲۴۹

پ

پاکستان میں مسیحیت : محمد نادر رضا (۱۱) ۵۰۱
(دی) پریچنگ آف اسلام : ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ (۱۲) ۱۰۱، ۱۰۶

ت

تاج العروس : زبیدی (۱۱) ۵۷۹، ۵۹۴، ۶۱۷، ۶۱۹ - ۶۵۴
تاریخ : ابن خلدون (۱۱) ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۴۸ - ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۰ - ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۸، ۵۸۵، ۵۸۶، (۱۲) ۱۶۵، ۲۰۴، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۹، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۳۰، ۲۳۴، ۲۳۶ - ۲۳۸، ۲۴۱ - ۲۴۷، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۴، ۲۸۱، ۳۳۹ -
تاریخ : ابوالفداء (۱۱) ۴۸۶، ۵۱۳ - ۵۱۵، ۵۸۴
تاریخ یعقوبی (۱۱) ۴۰۴، ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۷ - ۴۴۸، ۴۵۱، ۴۵۹ - ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹ - ۴۷۱، ۴۷۴ - ۴۷۷، ۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۱ - ۵۸۴ - ۵۸۶، ۵۹۹ - ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۳، ۶۱۹ - ۶۲۰، ۶۳۴، ۶۵۶ (۱۲) ۲۲۳، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۱، ۲۹۳، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۲۳ - ۳۲۴، ۳۳۴، ۳۳۶ - ۳۳۸ - ۳۴۱ -
تاریخ الادب العربی (بزبان جرمن) : بروکلمان (۱۱) ۹، ۳۵۶
تاریخ الادیان : نیان (۱۱) ۵۱۱
تاریخ اسلام : مونٹے (۱۱) ۵۲۳
تاریخ اشراف مکہ : وسٹنفیلڈ (۱۱) ۵۱۵، ۵۶۰
تاریخ اقوام مسلم : کامل بروکلمان (۱۱) ۵۲۵
تاریخ بغداد : خطیب بغدادی (۱۱) ۳۷۳ - ۳۸۰، ۳۸۲ - ۳۸۳، ۳۸۵ - ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۳، ۶۲۹، (۱۲) ۲۴۹، ۲۵۵
تاریخ ترکی و النونس دی لامارٹین (۱۱) ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۱ -
تاریخ ترکستان : بارتھولڈ (۱۱) ۵۲۵
تاریخ الرسل والملوک : محمد ابن جریر الطبری م ۳۱۰ھ (۱۱) ۳۵۹، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۴ - ۳۷۵، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۳، ۴۳۳، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۵۵ - ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۵، ۴۶۷ - ۴۶۹، ۴۷۲ - ۴۷۴، ۴۷۷، ۵۷۹، ۵۸۲، ۵۸۴ - ۵۸۵، ۵۹۴، ۵۹۶، ۵۹۹، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۹، ۶۳۲، ۶۵۷، ۶۵۸، ۷۳۴، ۷۳۹ - (۱۲) ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۲۰ - ۲۲، ۲۴ - ۲۶، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴ - ۳۷،

۳۹ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۴ ، ۴۶ ، ۴۸ ، ۵۰ ، ۵۳ ،
۱۰۱ ، ۱۰۳ ، ۱۰۶ ، ۱۱۳ ، ۱۱۶ ، ۱۲۱ ، ۱۲۷ ، ۱۲۹ ،
۱۳۶ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۱۴۳ ، ۱۴۴ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ،
۱۵۰ ، ۱۵۴ ، ۱۶۳ ، ۱۶۶ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۹ ،
۱۹۰ ، ۱۹۲ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۲۰۲ ، ۲۰۴ ، ۲۱۱ ،
۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ،
۲۲۶ ، ۲۲۹ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۹ ، ۲۴۲ ،
۲۵۰ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۹ ، ۲۶۱ ، ۲۶۴ ،
۲۶۸ ، ۲۷۲ ، ۲۷۵ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۸۴ ،
۲۸۶ ، ۲۸۹ ، ۲۹۴ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۰۶ ،
۳۱۰ ، ۳۳۴ ، ۳۴۲ ، ۳۵۲ ، ۳۷۱

تاریخ زوال روما : ایڈورڈ گبن (۱) ۵۰۸ -

تاریخ سیرت : لامنس (۱) ۵۱۹

تاریخ العرب : پرسیوال (۱) ۵۱۱

تاریخ عرب : حتی (۱) ۵۲۶

تاریخ العرب قبل الاسلام : جواد علی (۲) ۱۱۵

تاریخ عرب قبل از اسلام : قلائیشر (۱) ۵۱۴

تاریخ الادب وآدابہم : ارشبنوٹ (۱) ۵۵۲

تاریخ فیروز شاہی ، مرتبہ سید احمد خاں : ضیاء الدین برنی (۲) ۲۵۰

التاریخ الکبیر : امام بخاری (۱) ۳۷۷ ، ۳۷۸ ، ۳۸۶ ، ۳۹۳

تاریخ مدینہ : سمہودی (۱) ۴۸۶

تاریخ مدینۃ دمشق ، مرتبہ صلاح الدین
المنجد : ابن عساکر (۲) ۲۶۴

تاریخ مکۃ المکرمہ ، وسٹنفیلڈ (۱) ۵۱۵ ، ۵۶۰

تاریخ یمن قبل اسلام ، کارلو الفانسو نلینو (۱) ۵۲۳

تبصرۃ الاحکام (۱) ۶۸۲ ، ۶۸۳

تدریب الراوی : السیوطی (۱) ۷۱۶

تذکرۃ الحفاظ : ذہبی (۱) ۳۷۴ ، ۳۹۳

التراتیب الاداریہ : عبدالحی کتانی ، دیکھئے نظام الحکومۃ النبویۃ المسمّٰی
التراتیب الاداریۃ : عبدالحی کتانی -

ترجمہ قرآن : اشرف علی تھانوی (۲) ۲۴۸

ترجمہ قرآن : شاہ عبدالقادر دہلوی (۲) ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۴

التشریع الجنائی الاسلامی : عبدالقادر عودہ (۱) ۷۰۷

تفسیر ابن کثیر (۱) ۴۷۸ ، ۵۹۸ ، ۷۰۹ ، ۷۳۷ ، (۲) ۳۰۶ ،
۳۱۱ ، ۳۱۴ ، ۳۴۲ ، ۳۴۴ ، ۳۴۷

تفسیر : القرطبی (۱) ۵۹۹

تفسیر : محمد ابن جریر الطبری ، م ۳۱۰ ھ (۱) ۳۸۷ ، ۳۹۰ ، ۴۷۸ ،
۷۱۸ ، ۷۳۷ ، ۷۶۳ ، (۲) ۲۴۸ ، ۳۱۱ ، ۳۱۴ ، ۳۴۲ ،
۳۴۵ ، ۳۴۷

تفہیم القرآن : ابوالاعلیٰ مودودی (۲) ۲۴۸ ، ۳۵۶

تنویر الحوالک (۱) ۷۰۵

تورات دیکھئے توریت

توریت (۱) ۳۷ ، ۵۰ ، ۵۱ ، ۷۲ ، ۷۹ ، ۱۰۹ ، ۱۲۳ ، ۱۲۸ ،
۱۴۴ ، ۱۴۵ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۳۷۴ ، ۶۳۷ ، ۶۳۹ ،
۶۴۳ ، ۶۵۱ ، ۶۶۳ ، ۶۶۵ ، ۷۳۶ (۲) ۳۶۱

تہذیب الاحکام : ابن القیم الجوزیہ (۱) ۶۷۵ ، ۶۸۵ ،
۶۸۶ ، ۷۰۷ ، ۷۲۸ ، ۷۳۷ ، ۷۳۹

تہذیب الاسماء : نووی (۱) ۳۶۹

تہذیب التہذیب : ابن حجر (۱) ۳۷۱ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۹ ،
۳۸۲ ، ۳۸۵ ، ۳۸۷ ، ۳۹۳

ث

ثمار القلوب : ثعلبی (۱) ۵۹۹ ، ۶۱۸ ، ۶۱۹

ج

جامع : ترمذی (۱) ۳۶۷ ، ۳۷۵ ، ۳۸۷ ، ۶۲۹ ، ۶۸۲ ،
۶۹۷ ، ۷۰۵ ، ۷۰۸ ، ۷۰۹ ، ۷۲۴ ، ۷۳۷ ، ۷۳۸ ،
۷۴۰ ، ۷۵۸ (۲) ۲۴۹ ، ۲۵۳ ، ۲۷۷ ،
۳۶۸ ، ۳۷۳

جامع بیان العلم : ابن عبدالبر (۱) ۳۶۷

الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ؐ و ایامہ : محمد بن اسمٰعیل
بخاری (۱) ۳۶۵

جزیرۂ ادراسلام : ترجمہ از غلام رسول مہر : ڈینیٹ
(۲) ۲۶۲

جغرافیہ : پولیمی (۱) ۵۷۸

جمہرۃ انساب العرب : ابن حزم (۱) ۵۸۵ (۲) ۱۵۶ ،
۱۵۷ ، ۱۶۳ ، ۱۶۴ ، ۱۶۶ ، ۱۸۳ ، ۱۸۵ ،
۱۸۶ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۲ ، ۱۹۵ ، ۲۰۷ ، ۲۰۹ ،
۲۱۲ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۳ ، ۲۴۶ ، ۲۷۴ ، ۲۷۹

جوامع السیرۃ : ابن حزم (۲) ۱۴۳

ح

حاشیہ متن بخاری : احمد علی سہارنپوری (۱) ۷۲۲

حروب صلیبیہ : ارنسٹ بارکر (۱) ۵۰۰

حماسہ : ابوتمام (۱) ۵۸۲

حیاتِ جاوید : الطاف حسین حالیؔ (۱) ۴۸۵

حیاتِ محمدؐ : صموئیل زویمر (۱) ۵۲۵

حیاتِ محمدؐ : کارلو الفانسونلینو (۱) ۵۲۳

حیاتِ محمدؐ : ترجمہ از ابویحییٰ امام خاں نوشہروی ۔ محمد حسین ہیکل
(۱) ۴۹۰ ، ۴۹۲ ، ۴۹۸

حیاتِ محمدؐ : محمد حسین ہیکل (انگریزی) ترجمہ از اسماعیل راجی فاروقی
(۲) ۳۳۴

خ

خالد بن ولید المخزومی : محمود شیث خطاب (۲) ۲۱۲

الخبر عن البشر : المقریزی (۱) ۳۵۹ ، ۳۶۲

الخطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرت المحمدیہ : سر سید احمد خاں (۱)
۴۸۵ ، ۴۸۶

خلافت و ملوکیت : ابوالاعلیٰ مودودی (۲) ۱۰۰ ، ۲۱۳

خلفائے راشدین : بارتھولڈ (۱) ۵۲۵

د

دائرۃ المعارف الاسلامیہ (۱) ۳۷۱ ۳۹۴

دُرِّمختار (۱) ۶۸۳

دلائل النبوۃ : ابوبکر بیہقی (۲) ۳۱۱

دلائل النبوۃ : ابونعیم (۱) ۳۸۷

دلائل النبوۃ : اصفہانی (۲) ۳۷۱

دنیا میں اسلام : صموئیل زویمر (۱) ۵۲۵

دین اسلام : گارسن دی تاسی (۱) ۵۱۴

دیوان : اُمیّہ بن ابی صلت (۱) ۵۸۲

دیوان : حسان بن ثابت (۱) ۵۷۸ ، ۵۸۴ (۲) ۲۳۸

دیوان شرح البطلیوسی : النابغہ ذبیانی (۱) ۵۷۹

ذ

ذیل المذیل (۱) ۳۹۴

ر

رحمۃ للعٰلمین : سلیمان منصور پوری (۱) ۴۴۲ ، ۴۸۷ ، ۶۵۷ ، (۲)
۱۵۸ - ۳۳۴ - ۳۳۸

الرسالات النبویہ : نثار احمد فاروقی (۲) ۱۱۵ ، ۱۴۹

رسائل : الجاحظ (۱) ۵۹۴ ، ۵۹۹

رسولِ رحمت: مرتبہ، غلام رسول مہر: ابوالکلام آزاد (۱۱) ۴۴۳
الرسول القائد: محمود شیت خطاب (۱۲) ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸
روح المعانی: آلوسی (۱۱) ۵۸۲
الروض الانف: سہیلی (۱۱) ۳۷۸، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۳، ۶۰۶، ۶۱۸، ۶۲۰
روض المناظر: (۱۱) ۳۹۴

ز

زاد المعاد: ابن قیم جوزی (۱۲) ۳۷۱
الزرقانی علی المواہب اللدنیہ: زرقانی (۱۲) ۳۷۱
زوالِ سلطنتِ روما: گبن (۱۱) ۵۴۰

س

سنن: ابن ماجہ، م ۲۷۳ھ (۱۱) ۳۷۵، ۳۸۷، ۶۲۹، ۶۷۳، ۶۹۷، ۷۰۱، ۷۰۷، ۷۰۹، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۴۰ (۱۲) ۲۴۳، ۳۶۸
سنن: ابوداؤد (۱۱) ۳۶۷، ۳۷۵، ۳۸۳، ۳۸۷، ۴۵۹، ۶۲۹، ۶۵۵، ۶۵۸، ۶۷۳، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۹۰، ۶۹۴، ۷۰۵، ۷۰۷، ۷۰۹، ۷۲۴، ۷۳۲، ۷۳۹، ۷۴۰ (۱۲) ۵۱، ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۳، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۶۲، ۲۶۶، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۸، ۳۵۰، ۳۶۸
سنن: دارمی (۱۱) ۳۶۷، ۶۲۹ -
سنن: علی بن عمر دارقطنی (۱۱) ۷۰۹، ۷۳۴
سنن: نسائی (۱۱) ۳۷۵، ۳۸۷، ۶۲۹، ۶۸۲، ۷۰۸ (۱۲) ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۸، ۳۶۸
سوشل اسٹرکچر آف اسلام: ریوبن لیوی (۱۲) ۱۰۹، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۲۸

سیر اعلام النبلاء، تحقیق محمد اسعد طلس، ذہبی (۱۲) ۱۶۵
سیرت: ابن اسحاق (۱۱) ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۷، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۷، ۳۰، ۳۳، ۳۶، ۴۲، ۴۵، ۴۷، ۵۰، ۵۲، ۵۶، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۶، ۶۸، ۷۳، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۸۰، ۸۲، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۵، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۷، ۳۰۲، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۶، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۴۵، ۳۵۹، ۳۶۸، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۱، ۴۱۸، ۴۲۳، ۴۲۹، ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۲، ۴۷۷، ۶۲۹، ۶۳۲، ۶۳۷، ۶۵۴ (۱۲) ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۵،

۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۳۰،
۲۳۲، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۶، ۲۴۸،
۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۶۱،
۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۸،
۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲،
۲۹۳، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۹،
۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۷، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۳۲،
۳۳۴، ۳۳۶، ۳۴۴، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۱،
۳۵۴، ۳۷۰، ۳۸۴ -

ابن کثیر (۱۱) ۴۲۳

سیرت ابن ہشام (۱۱) ۱۰، ۱۱، ۷۷، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۴۶،
۱۶۸، ۲۴۲، ۳۵۷، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۷۳، ۳۸۰،
۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۳، ۴۴۳، ۴۴۵،
۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۹، ۴۶۰،
۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۱،
۴۷۲، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۸۶، ۵۱۱، ۵۱۴،
۵۱۵، ۵۲۱، ۵۷۸، ۵۹۳، ۵۹۶، ۵۹۸،
۶۰۹، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۲، ۶۳۲، ۶۵۴، ۶۵۸،
۷۳۱، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۶۳، (۱۲) ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۸،
۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۳۹،
۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۳، ۱۰۸،
۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۹، ۱۲۹، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۳،
۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶،
۱۶۱، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۵،
۲۰۸، ۲۱۰، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۱،
۲۴۵، ۲۴۷، ۲۵۰، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۶۸،
۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۸، ۲۸۴، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲،
۲۹۴، ۲۹۸، ۳۰۲، ۳۰۷، ۳۲۳، ۳۳۴، ۳۴۵،
۳۳۷، ۳۴۰، ۳۴۳، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۲،
۳۷۰، ۳۸۴، ۴۰۲، ۴۱۵، ۴۳۳، ۴۵۸،
۴۶۶، ۴۷۸،

سیرت ابن ہشام مع متن و ترجمہ لاطینی : جونگ بمعاونت دی خویہ (۱۱) ۵۵۵

سیرت ابن ہشام مع تعلیقات : وسٹنفیلڈ (۱۱) ۵۶۰

سیرت حلبیہ (۱۱) ۵۲۱، ۵۱۹

سیرت رسول اللہ : سید نواب علی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۷

سیرت سرورِ دو عالمؐ : ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) ۳۸۵

سیرت النبیؐ : سید سلیمان ندوی (۱۱) ۳۴۳، ۵۵۰ -
(۱۲) ۱۰۰، ۱۳۲، ۱۴۶،
۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۷۳، ۲۳۴

سیرت النبیؐ : شبلی نعمانی (۱۱) ۳۴۳، ۴۵۱، ۴۷۸، ۴۸۶،
۴۸۸، ۴۸۹، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۷،
۵۱۰، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۳۰، ۵۳۲،
۵۳۸، ۵۳۹، ۶۵۸، ۷۳۶
(۱۲) ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶،
۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۲،
۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۷،
۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۸، ۱۸۴، ۲۱۲، ۲۴۴،
۲۵۰، ۲۵۳، ۲۶۴، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۶، ۳۳۲،
۳۳۴، ۳۳۸، ۳۴۴، ۳۵۰ -

سیرت نبویؐ کی ابتدائی کتابیں اور اُن کے مؤلفین : نثار احمد فاروقی (۱۲) ۳۴۳

السیرۃ النبویہ : ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعی (۱۲) ۳۵۶

ش

شباب قریش : عبدالمتعال صعیدی (۱۲) ۱۶۸
شرح البخاری : الکرمانی (۱۱) ۷۰۷
شرح دیوان : زہیر بن ابی سلمیٰ (۱۱) ۵۷۹
شرح دیوان امرالقیس (۱۱) ۵۷۹
شرح دیوان لبید بن ربیعہ العامری (۱۱) ۵۸۵
شرح سنن ابی داؤد : الخطابی (۱۱) ۷۲۶ ، ۷۴۷
شرح صحیح الترمذی : ابن العربی المالکی (۱۱) ۶۹۰ ، ۷۰۸ ، ۷۰۹ ، ۷۱۵ ، ۷۳۹
شرح کنز : امام زیلعی (۱۱) ۶۸۱ ، ۶۸۳
شرح مسلم : نووی (۱۱) ۷۰۵ ، ۷۳۹
شرح مواہب اللدنیہ : زرقانی (۱۲) ۱۰۴ ، ۱۲۰ ، ۱۳۱ ، ۱۹۱ ، ۲۳۲ ، ۲۳۴ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۵۳ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵
شذرات الذہب : ابن العماد (۱۲) ۱۲۱
شذور العقود ، مرتبہ ایل ، اے ، میئر (۱۲) ۲۴۲
الشعر العربی قبل الاسلام : رینی باسے (۱۱) ۵۱۶
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ : قاضی عیاض (۱۲) ۲۶۵ ، ۲۷۱
شمائل ترمذی (۱۲) ۲۳۵ ، ۳۷۱

ص

الصادقہ : عبداللہ (۱۱) ۳۶۷
صبح الاعشیٰ فی صنعۃ الانشاء : ابوالعباس احمد بن علی القلقشندی (۱۱) ۵۷۸ ، ۵۷۹ ، ۵۸۲ ، ۵۸۶
الصحیح : ابن حبان (۱۱) ۷۴۰
صحیح ترمذی ، دیکھئے
جامع ترمذی ۔
الصحابہ : ابن حبان (۱۱) ۷۳۷
صحیح بخاری : محمد بن اسماعیل بخاری ، م ۲۵۶ھ (۱۱) ۳۷۵ ، ۳۸۳ ، ۳۸۷ ، ۳۵۹ ، ۶۱۳ ، ۶۲۰ ، ۶۲۹ ، ۶۳۱ ، ۶۵۵ ، ۶۵۷ ، ۶۷۰ ، ۶۸۲ ، ۶۹۶ ، ۷۰۷ ، ۷۰۹ ، ۷۲۰ ، ۷۲۳ ، ۷۳۸ ، ۷۳۹ (۱۲) ۳۱ ، ۴۳ ، ۵۱ ، ۵۳ ، ۱۰۴ ، ۱۰۶ ، ۱۱۱ ، ۱۱۳ ، ۱۱۸ ، ۱۲۱ ، ۱۲۳ ، ۱۲۷ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۳ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۵۰ ، ۱۵۱ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ، ۱۶۱ ، ۱۸۶ ، ۱۸۹ ، ۱۹۷ ، ۳۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۶ ، ۲۰۸ ، ۲۱۰ ، ۲۱۲ ، ۲۱۹ ، ۲۲۴ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ، ۲۴۳ ، ۲۴۵ ، ۲۵۰ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۶۲ ، ۲۶۴ ، ۲۶۶ ، ۲۷۳ ، ۲۷۹ ، ۳۴۸ ، ۳۵۳ ، ۳۶۸ ، ۳۷۴ ، ۳۸۰ ، ۳۸۲ ، ۳۹۵ ، ۴۲۶ ،
صحیح مسلم : مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری ، م ۲۶۱ھ (۱۱) ۳۷۵ ، ۳۸۷ ، ۴۷۱ ، ۵۹۸ ، ۶۲۹ ، ۶۵۶ ، ۶۵۷ ، ۷۰۵ ، ۷۰۸ ، ۷۳۹ (۱۲) ۱۰۴ ، ۱۰۹ ، ۱۱۱ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۲۳ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۵۱ ، ۱۵۵ ، ۱۸۹ ، ۲۱۲ ، ۲۲۴ ، ۲۳۳ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۴۲ ، ۲۵۲ ، ۲۵۴ ، ۲۶۴ ، ۲۶۸ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸
صحیفہ ابن ہمام (۱۱) ۳۶۸
صفت جزیرۃ العرب : المدانی (۱۱) ۵۸۰ ، ۵۸۱ ، ۵۸۵

ض

ضحی الاسلام : احمد امین (۱۱) ۳۷۲ ، ۳۹۴
ضرب کلیم ، علامہ محمد اقبال (۱۲) ۳۹۷

ط

طب النبویؐ: جلال الدین ابی سلیمان (۱) ۵۱۳
طبقات ابن سعد (۱) ۳۶۷، ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۷۷،
۳۹۳، ۳۹۶، ۴۱۱، ۴۲۳، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۴۴، ۴۴۷،
۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۴، ۴۶۶،
۴۶۸، ۴۷۲، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۹، ۵۱۵، ۵۲۱،
۵۹۳، ۵۹۹، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۴،
۶۳۲، ۶۵۶، ۶۵۷، ۷۳۶، ۷۳۸
(۲) ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴،
۲۶، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۲،
۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۳، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳،
۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۹،
۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۷، ۱۵۶،
۱۵۸، ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۸، ۱۹۱،
۱۹۸، ۲۰۷، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۳،
۲۳۶-۲۳۸، ۲۴۱، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۹،
۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۹،
۲۸۴، ۲۸۶، ۲۹۲، ۳۰۷، ۳۲۴، ۳۲۹،
۳۳۴، ۳۳۹، ۳۴۱، ۳۴۳، ۳۴۸، ۳۴۹،
۳۵۲، ۳۵۴، ۳۷۱
طبقات المدلسین (۱) ۳۹۴
الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة: ابن القیم الجوزیہ (۱) ۷۶۹،
۲۸۳ (۲) ۲۶۶

ع

عالم اسلام: بارتھولڈ (۱) ۵۲۵
عالم اسلامی: مونٹے (۱) ۵۲۳
العبر فی خبر من غبر: ذہبی (۱) ۳۷۵، ۳۸۸، ۳۹۳
عرب کنگڈم اینڈ اٹس فال: ولہاوزن (۲) ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳
عربک۔ انگلش ڈکشنری: ہنس وہر (۲) ۲۴۵
العقد الفرید: ابن عبد ربہ (۱) ۳۶۲، ۵۸۴، ۵۸۶، ۶۱۹
(۲) ۱۰۰، ۲۱۲، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۹
علم التاریخ: الدوری (۱) ۳۹۴
(حضرت) عمر بن عبد العزیز: بارتھولڈ (۱) ۵۲۵
عہد نبویؐ کے غزوات و سرایا: رودفہ اقبالؒ (۱) ۴۴۳، ۴۷۶
عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ (انگریزی): محمد حمید اللہ (۱)
۴۵۲، ۴۶۵، ۴۷۶ (۲) ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰،
۱۲۳، ۲۱۶، ۳۳۳، ۳۴۷، ۳۵۱
عیون الاثر فی فنون المغازی فی السیر: ابن سید الناس (۱) ۳۷۸،
۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۸۷،
۳۹۳، ۶۲۹۔
عیون الاخبار: ابن قتیبہ (۱) ۶۱۹

غ

غربال الزمان (۱) ۳۹۴

ف

فاطمہؓ اور دیگر بنات محمدؐ: لامنس (۱) ۵۱۹
الفتاوی النبویة فی المسائل الدینیه والدنیویة: ابو علی حسین بن
المبارک الموصلی (۲) ۲۴۹
فتح الباری: ابن حجر العسقلانی (۱) ۶۹۷، ۷۰۷ (۲) ۱۴۸،
۲۴۳
فتوح البلدان: بلاذری (۱) ۳۵۹، ۴۴۳، ۴۵۳، ۴۷۱،
۴۷۹، ۶۱۸، ۶۲۹ (۲) ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۸، ۲۰،
۲۲، ۲۴، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۳۹،

۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۳، ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۲۰، ۱۲۱، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۳،
۱۶۵، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۳۷، ۲۳۹،
۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱،
۲۶۶، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۸۴، ۲۸۶،
۲۸۸، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۵، ۳۰۱، ۳۱۴، ۳۳۴،
۳۳۵،

فتوح مصر: واقدی (۱۱) ۳۸۷

الفصول فی سیرۃ الرسولؐ: ابن کثیر (۱۱) ۴۲۹، ۴۴۳، ۴۴۷

فرہنگ عامرہ: محمد عبداللہ خویشگی (۱۱) ۴۹۵۔

الفہرست: ابن الندیم (۱۱) ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۵،
۳۸۲، ۳۸۷، ۳۹۳

فیروز اللغات: فیروز الدین (۱۱) ۴۹۵

ق

قاموس الاعلام: خیر الدین زرکلی (۱۱) ۳۹۴

قادۃ فتح العراق والشام: (۱۲) ۲۱۲

قرآن (۱۱) ۷۴، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۴۲، ۱۴۳،
۱۴۷، ۱۵۰، ۱۸۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۱۴، ۲۱۶،
۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۳،
۲۹۱، ۲۹۲، ۳۱۱، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۶۱،
۳۶۳، ۳۶۴، ۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۸،
۵۰۵، ۵۱۴، ۵۱۶، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۴،
۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۲، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۷۲،
۵۷۳، ۵۸۱، ۵۹۷، ۵۹۸، ۶۱۸، ۶۲۱،
۶۳۰، ۶۳۱، ۶۴۳، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۵۴،
۶۵۶، ۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۲، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۳،
۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۸۶،
۶۸۸، ۶۹۳، ۶۹۴، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۷، ۷۰۹،
۷۱۸، ۷۲۰، ۷۲۵، ۷۲۸، ۷۳۰، ۷۳۸، ۷۴۳،
۷۵۱، ۷۵۴، ۷۵۷، ۷۶۱، ۷۶۳، (۱۲)،
۱۱، ۱۱۲، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۴۷، ۱۵۵، ۱۸۴،
۲۰۳، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۲۳، ۲۳۸، ۲۴۳،
۲۵۳، ۲۶۴، ۲۷۳، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۱۳، ۳۱۵،
۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۸، ۳۷۶، ۳۸۱، ۳۸۲،
۳۹۳، ۴۱۲، ۴۱۵، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۳۷،
۴۳۹، ۴۵۲، ۴۶۱، ۴۶۷، ۴۷۶، ۴۷۸، ۴۷۹،
۴۹۱۔

(دی) قرآن: رچرڈ بیل (مترجم) (۱۲) ۱۰۴، ۱۱۱، ۲۴۸

قرآن، اردو ترجمہ از شاہ ولی اللہ (۱۲) ۱۱۱

(دی) قرآن انٹرپریٹڈ (THE QURAN INTERPRETED) آربری (۱۲) ۱۰۴،

قرآن: ترجمہ ایڈورڈ ہنری پامر (۱۱) ۵۱۴

قرآن: ترجمہ از مونٹے (۱۱) ۵۲۳

قصیدہ بردہ: بوصیری (۱۱) ۵۱۶

قصیدۃ الحمیریہ: نشوان (۱۱) ۵۱۵

قضاۃ دمشق: ابن طولون (۱۲) ۲۴۹

قوانین فقہیہ (۱۱) ۶۸۳

ف

فاطمۃ و بنات محمدؐ: لامنس (۱۱) ۵۵۸

ک

الکامل فی التاریخ: ابن اثیر (۱۱) ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۵۱،
۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۳،

۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۱، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۶، ۴۷۷،
۵۷۸، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۹۴، ۶۱۷ (۲) ۱۴۳،
۲۴۲، ۲۴۹، ۲۶۶، ۲۸۳، ۲۸۵، ۳۰۲،
۳۰۷، ۳۳۴، ۴۳۳
کتاب الاحکام، الکرمانی (۱) ۶۹۷، ۷۰۷، ۷۰۸
کتاب الاشتقاق، مرتبہ وسٹنفیلڈ (۲) ۱۸۸
کتاب الاشراف، المسعودی (۱) ۶۳۴، ۶۵۶
کتاب الاصنام: ابن الکلبی (۱) ۵۸۲
کتاب الاغانی، ابوالفرج اصفہانی (۱) ۳۷۱، ۳۸۷،
۵۸۴، ۵۹۸، ۶۱۷
کتاب اقضیہ رسول اللہؐ: ابوبکر بن ابی شیبہ (۲) ۲۴۹
کتاب الام: امام شافعیؒ (۱) ۶۸۲، ۷۰۵
کتاب الاموال: ابوعبید قاسم بن سلام (۱) ۶۵۴، (۲) ۱۴۰،
کتاب البخلاء: جاحظ (۱) ۶۱۹
کتاب تقدم الآداب الشرقیہ: نیان (۱) ۵۱۱
کتاب الخراج: ابویوسف (۱) ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۸، (۲)
۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۰
کتاب الخراج: یحییٰ بن آدم (۲) ۲۳۲، ۲۴۰، ۲۵۸، ۲۶۳،
۲۶۹، ۲۷۱
کتاب الخلفاء: ابن اسحاق (۱) ۳۸۷
کتاب الرسل: نیان (۱) ۵۱۱
الکتاب الکبیر: ابن اسحاق (۱) ۳۴۸
کتاب المحبر، محمد بن حبیب بغدادی (۱) ۳۹۸، ۴۳۳، ۴۴۴،
۴۵۸، ۴۷۹، (۲) ۱۱۴، ۱۲۱، ۱۳۱، ۱۸۹، ۲۰۷،
۲۰۸، ۲۲۳، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۸،
۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۶۳، ۲۶۸، ۲۷۴، ۲۷۸،
۲۸۳، ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸،
۳۴۰، ۳۴۹
کتاب المختصر فی اخبار البشر، ابوالفداء (۱) ۵۸۵، ۵۸۶
کتاب المغازی: ابن اسحاق (۱) ۳۷۸
کتاب المنتقی فی اخبار ام القری: فاکہی (۲) ۲۱۲، ۲۴۱، ۲۷۷،
کتاب السیرۃ والمبتدا والمغازی: ابن اسحاق (۱) ۳۸۷
کتب السیرۃ الاولی ومؤلفوہا (بزبان انگریزی) ہیروفتس (۱) ۳۵۶
کتاب المغازی: معمر بن راشد (۱) ۳۷۲
کتاب المغازی: موسیٰ بن عقبہ (۱) ۳۷۲
کتاب المنمق فی اخبار قریش: مرتبہ خورشید احمد انصاری: محمد بن
حبیب بغدادی (۲) ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۶۴، ۱۷۴،
۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۶، ۲۰۱، ۲۵۰، ۳۳۷، ۳۴۹
کتاب نسب قریش، مرتبہ لیفی پروفنسال: مصعب زبیری (۲)
۱۱۹، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۵۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰،
۱۷۲، ۱۸۲، ۲۳۳، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳،
۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۷۹
کتاب الوزراء والکتاب: جہشیاری (۲) ۲۳۴، ۲۳۵،
۲۴۲، ۲۶۲
کتب السیرۃ الاولی ومؤلفوہا (بزبان انگریزی): ہیروفتس
(۱) ۳۵۶
الکشاف: زمخشری (۱) ۵۸۲
کلاسیکل اسلام: گرونی بام (انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن) (۲) ۱۰۰،
۱۸۴، ۲۱۲، ۳۳۳
الکمال فی معرفۃ الرجال: جماعیلی (۱) ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۷،
۳۸۶، ۳۹۳
کیمبرج ہسٹری آف اسلام (۱) ۵۲۶

گ

گہوارۂ اسلام : لامنس (۱) ۵۱۹

ل

لائف آف محمدؐ : مرگولیس (۱) ۴۸۹
لائف آف محمدؐ : ولیم میور (۱) ۴۸۵، ۵۳۲، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، (۲) ۱۱۴
لباب فی اسباب النزول : سیوطی (۲) ۳۵۰
لسان العرب : ابن منظور (۱) ۵۸۲، ۶۱۷، ۶۱۸، (۲) ۱۴۳، ۲۲۵، ۳۴۱

م

المبسوط : سرخسی (۱) ۶۵۸، ۶۶۹، ۷۰۵
المبشرون والمستشرقون فی موقفہم عن الاسلام : محمد البہی (۱) ۴۸۴
المبعث والمغازی : ابن اسحاق (۱)، ۳۵۷
مجلۃ الاحکام العدلیۃ (۱) ۶۴۲، ۶۸۳
مجموعۃ الوثائق السیاسیہ للعہد النبویؐ والخلافۃ الراشدہ : محمد حمید اللہ (۱) ۳۰۵ (۲) ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۱۱، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۶۰، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۳۴۹
محلیٰ : ابن حزم (۱) ۶۶۹، ۶۷۱، ۷۸۳
محمدؐ : ای رائسٹن پائیک (E. ROYSTON PIKE) (۱) ۴۲۵
محمدؐ : ظہیر احمد (۱) ۴۴۳
محمدؐ : ہیوبرٹ گرم (۱) ۶۵۵
محمدؐ : انگریزی ترجمہ این کارٹر : مکسیم رودنسان (۲) ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۹
محمدؐ اور فتوحاتِ اسلام : فرانسسکو جبریل (۲) ۱۰۳
محمدؐ اور فروغِ اسلام : ڈی، ایس مارگولیتھ (۱) ۵۲۰
محمدؐ اور یہود : برکات احمد (۱) ۴۱۴، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۸، ۴۶۱، ۴۷۴ (۲) ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۲۰، ۱۲۲، ۲۵۱، ۲۵۸
محمدؐ ایٹ مدینہ : منٹگمری واٹ (۱) ۳۹۹، ۴۱۲، ۴۴۸، ۴۶۵، ۴۷۱، ۴۷۵، ۴۷۸، ۶۳۰، ۶۳۲، ۶۵۵ (۲) ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۷، ۲۳۴، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۴، ۲۸۵، ۲۹۲، ۲۹۶، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۲، ۳۱۵، ۳۲۶، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۶، ۳۵۲
محمدؐ ایٹ مکہ ، آرنلڈ (۲) ۱۰۳
محمدؐ ایٹ مکہ : مونٹگمری واٹ (۲) ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۸۲، ۱۸۴، ۲۵۲،
محمدؐ اینڈ دی رائز آف اسلام (انگریزی) : ڈی، ایس مارگولیتھ (۱) ۵۳۲، ۵۳۷، ۵۰۱ (۲) ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۲۵۱، ۲۵۲

محمدؐ اینڈ دی کونکوئسٹ آف اسلام (انگریزی ترجمہ از ورجینیا اور لوسو، میک گراہل) (۱) ۵۲۲

محمدؐ دی پرافٹ ۔ اے سلیکٹڈ ببلیوگرافی : حماد سے (۱) ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۸، ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۵۰۔

محمدؐ رسول اللہ (انگریزی) محمد حمید اللہ (۱) ۴۳۰، ۴۳۳، ۴۴۴، (۲) ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۲۱، ۱۳۱، ۱۸۴، ۲۵۸۔

محمد رسول اللہؐ : ابوالحسن علی ندوی، انگریزی ترجمہ محی الدین احمد (۱) ۴۴۲

محمدؐ القائد : محمود شیت خطاب (۲) ۲۱۵

محمدؐ مکہ میں : منٹگمری واٹ (۱) ۵۹۴، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۹، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۱۸، ۶۱۹

محمدؐین مدینہ (۱) ۴۸۶

مختصر سنن ابی داؤد : المنذری (۱) ۶۶۳، ۶۷۵، ۶۸۲، ۶۸۵، ۷۰۷، ۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۲، ۷۴۰

مد القاموس : لین (۱) ۶۵۳

مرأۃ الجنان : یافعی (۱) ۳۸۷

مروج الذہب : مسعودی (۱) ۳۶۵، ۴۸۶، ۵۱۶، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۹۴، ۶۱۹

مسالک الابصار : ابن فضل اللہ عمری (۱) ۳۸۲

المستشرقون : نجیب العقیقی (۱) ۴۸۴، ۴۹۷، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۵۰

المستشرقون والمبشرون فی العالم الاسلامی : زکریا ہاشم (۱) ۴۸۴، ۵۰۱، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۶، ۱۶۹۔

المستشرقون والاسلام : زکریا ہاشم (۱) ۵۱۷

المستشرقون والاسلام : محمد اللہ دسوقی (۱) ۴۸۴

المستشرقون ومشکلات الحضارۃ : دکتورہ عفاف صبرہ (۱) ۴۸۴، ۴۹۳، ۴۹۵

مستشرقین اور تحقیقات اسلامی : عبدالقدوس ہاشمی (۱) ۵۲۸، ۵۳۰

مسند : احمد بن حنبل (۱) ۶۸۳ (۲) ۱۳۰، ۲۳۶، ۲۵۲، ۲۷۳

مسند : امام شافعی (۱) ۶۸۲، ۷۰۵

مسند : مرتبہ احمد محمد شاکر، احمد بن حنبل (۱) ۳۷۰، ۳۸۶، ۴۵۱، ۶۲۹، ۶۵۵، ۶۶۹، ۷۴۰

مصباح اللغات : عبدالحفیظ بلیاوی (۲) ۲۳۳، ۲۴۵

مصنف : ابن ابی شیبہ (۲) ۱۰۹

المصنف : عبدالرزاق (۱) ۶۲۹

مطالعہ تاریخ : ٹائن بی (۱) ۵۲۱

المعارف : ابن قتیبہ (۱) ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۸، ۳۸۲، ۳۹۳، ۴۸۶، ۵۸۱، ۵۸۴، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۸۶ (۲) ۱۶۵، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۲۱، ۲۳۳، ۲۴۱، ۲۶۸، ۲۷۷، ۳۴۳

معاشیات اسلام، مرتبہ خورشید احمد : ابوالاعلیٰ مودودی (۲) ۲۵۰

معالم السنن : ابوسلیمان الخطابی (۱) ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۸۵، ۷۲۶، ۷۳۴

معجم : طبرانی (۱) ۳۷۱

معجم الادباء : یاقوت (۱) ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۹۳

معجم البلدان : یاقوت الحموی (۱) ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۵

(۱۲) ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۵۰، ۱۵۱، ۳۳۶، ۳۳۸،
۳۴۰، ۳۴۱
معجم الشعراء (۱۱) ۶۱۶
معجم ما استعجم: البکری (م ۴۸۷ھ) (۱۱) ۳۹۳
المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبویؐ: اے، جے۔ ونسنک (۱۲) ۱۱۰
المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم: محمد فواد عبدالباقی (۱۲) ۱۱۰، ۲۶۲
معجم المؤلفین: عمر رضا کحالہ (۱۱) ۳۹۴
مغازی الرسولؐ: محمد بن عمر والواقدی، م ۲۰۷ھ (۱۱) ۴۰۰،
۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۹، ۴۱۱، ۴۱۶، ۴۱۸،
۴۲۳، ۴۲۹، ۴۳۳، ۴۷۹، ۴۸۶، ۵۱۵،
۵۲۵، ۵۸۴، ۵۹۵ (۱۲) ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۵،
۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴،
۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰،
۵۳، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۱۴، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۳۷،
۱۴۰، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۶۰،
۱۶۱، ۱۶۵، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۸،
۲۱۰، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۴۳،
۲۴۷، ۲۵۰، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۴،
۲۷۶، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶،
۲۸۸، ۲۹۵، ۲۹۹، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۹،
۳۱۱، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۶،
۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۴۲، ۳۴۹،
۳۵۲ - ۳۵۴
المغنی: ابن قدامہ (۱۱) ۶۶۹، ۶۷۱، ۶۸۳
المفضلیات: المفضل بن محمد الضبی الکوفی (۱۱) ۲۸۱، ۵۸۶

مقاتل الطالبین: ابوالفرج اصفہانی، م ۳۵۶ھ (۱۲) ۱۵۹
مقدمہ، ابن خلدون (۱۲) ۲۱۵
مقدمہ، انگریزی ترجمہ از فرانز روزنتھال: ابن خلدون
(۱۲) ۳۳۲
مقدمہ بر سیرت رسول اللہ از ابن اسحاق: اے۔ گیوم (۱۲) ۳۳۲
مناقب الامام الاعظم: کردری (۱۱) ۳۸۲
المنتخب المنتقی: ابن ابی مروان اشبیلی (۱۲) ۲۴۹
المنجد: لویس معلوف (۱۲) ۳۴۱
منظومۃ الوہبانیۃ: ابن وہبان (۱۱) ۶۸۳
مکاتیب: مرتبہ سید سلیمان ندوی شبلی (۱۱) ۴۸۸، ۴۸۹، ۵۲۰،
مکتوبات: سرسید احمد خان، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی (۱۱) ۴۸۶،
ملٹینٹ اسلام: جانسن (۱۱) ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۷
مناقب الامام الاعظم: موفق بن احمد مکی (۱۱) ۳۸۲
المنجد فی الادب والعلوم (۱۱) ۵۰۱
منتخبات القرآن (۱۱) ۵۲۳
مواہب اللدنیہ: زرقانی (۱۱) ۶۲۹ (۱۲) ۱۰۷، ۱۴۰،
۳۷۱ -
مہدالاسلام: لامنس (۱۱) ۵۵۸
مورخین عرب: وسٹنفیلڈ (۱۱) ۳۶۸
مؤطا: امام مالکؒ، م ۱۷۹ھ (۱۱) ۳۷۹، ۳۸۹، ۶۵۷،
۷۰۴، ۷۰۵، ۷۳۹ (۱۲) ۱۷۵، ۴۷۹
میراث اسلام: روڈنسن (۱۱) ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۶، ۵۰۷
میراث اسلام: سرتامس آرنلڈ والفرڈ گیام، اردو ترجمہ از
عبدالمجید سالک (۱۱) ۴۹۷
میزان الاعتدال۔ ذہبی (۱۱) ۳۷۳، ۳۷۵ - ۳۸۲، ۳۸۴،
۳۸۷، ۳۹۳، ۴۰۷

ن

نساء العرب قبل الاسلام و مابعد: ڈاکٹر پیرون (۱۱) ۵۱۳

نسب قریش: مصعب زبیری دیکھئے کتاب نسب قریش: مصعب زبیری -

نصوص علی البردی: نابیہ عبود (۱۱) ۳۸۷

نظام اسلامی مشاہیر اسلام کی نظر میں: خلیل حامدی (مرتب و مترجم) (۱۱) ۴۹۰

نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ: عبدالحیٔ الکتانی، (۱۱) ۱۰، ۱۴، ۲۷، ۲۸، (۱۲) ۴۳-۴۶، ۵۲، ۱۰۹، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۷۳، ۲۷۹، ۳۴۸، ۳۴۹،

نقائض جریر و فرزدق: ابوعبیدہ (۱۱) ۵۹۹، ۵۸۶، ۶۲۰

نقش سیرت: نثار احمد (۱۱) ۵۳۹

النقود الاسلامیہ، مرتبہ محمد السید علی: مقریزی (۱۲) ۲۴۲

النقود العربیۃ: اے۔ کریم کرملی (۱۲) ۲۴۲

نور الیقین فی سیرت سید المرسلین: محمد خضری (۱۲) ۳۷۲، ۴۳۳

نہایۃ الادب: النویری (۱۱) ۵۰۹، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۹۹

نیو ویبسٹرز ڈکشنری آف انگلش لینگویج (۱۱) ۴۹۴

و

ورشۃ نبوۃ: صموئیل زویمر (۱۱) ۵۲۵

حضرت ولید بن عقبہ اموی — حیات و شخصیت: محمد مظہر الدین صدیقی (۱۲) ۱۴۳، ۱۶۵، ۱۸۸، ۲۶۵

وفاء الوفاء: سمہودی (۱۲) ۱۲۱، ۱۳۳ -

وفیات الاعیان: ابن خلکان (۱۱) ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۹۳، ۵۱۴، ۶۸۶

ویبسٹرز بائیوگرافیکل ڈکشنری (۱۱) ۴۹۹، ۵۰۳، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۵، ۵۱۷، ۵۲۰، ۵۲۴، ۵۲۵ -

ہ

(اے) ہسٹری آف انٹلیکچوئل ڈویلپمنٹ آف یورپ: جون ولیم ڈریپر (۱۱) ۵۴۰

ہسٹری آف سیریا: فلپ کے، حتی (۱۲) ۱۵۰

ہسٹری آف دی اسلامک پیوپل (انگریزی ترجمہ): کارل بروکلمن، (۱۲) ۱۰۵

ہسٹری آف دی عربس: فلپ کے حتی (۱۱) ۵۳۹ -

انگریزی کتب

A

An Account of the Rise and Progress of Mohammatanism: Henry Stubbe (11)483,504,551
Ancient Records of Assyria and Babylonia (11) 580
Die Angebliche Sira des Ibn Ishaq M. Hartman (11) 395
Allahe-ilaue Prafeta Parma : Magnami (11) 559
Anacdotes of Hazrat Mohammad: R. W. Karimi (11) 557
Ancient Account of Polmyra and Zenibia with Travels and Adventures in Bashan and the Desert : William Wright (11) 584
Annali dell's Islam : Leone Caetani (11) 444, 557
The Apology of al-kindi : al-Kindi (11) 557
Apology for Mohammad and the Quran : John Davenport (11) 555
An Apology for the Life and Character of the Celebrated Prophet of Arabia Called Mohammad or the Illustrious Higgins (11) 560
Arab Kingdom and its Fall Wellhausen (12)350
The Arabian Prophet, a Life of Mohammad from Chinese and Arabic Soureces : Lew Che Fi (11) 558
Das Arabische Reich Und Sein Sturx : J. Wellheusen (11) 278, 396
Arabs in History: J. Schacht (11) 526
Archaeological Studies, Published by the Museum of Archaeology of the American University of Beirut (11) 583

B

Die Bedeutung der Beduine in der Geschichte Araber: Warner Caskel (11) 278
The Begger or the Soldier Gautame or Mahomet : Henry Buckle (11) 553
The Bible Dictionary (11) 583
Bibliotheca Historica (11) 580
Das Bilal Muhammeds in Wandel der Zeiten : Hoas Hoas (11) 560
Budha, Muhammad, Jesus : O. E. Briem (11) 553

C

The Cambridge Ancient History (11) 583
Classical Islam : G. E. Grunebaum (11) 441, 442
A Comprehensive Arabic English Dictionary : F. Steingass (12) 341
Commentary of Ibn Hisham's Biography of Muhammad (11) 395
Die Commentaren des Ibn Ishaq Und Ibne Scholien : P. Bioenle (11) 395
Comte dp. L. Islam. Impressions et etudes., Henridelse Castries (11) 557
Confutacion del Alovany Secta Muhammetana: Oksegon (11) 551
Contra Lospartalista San Paswal Pedio (11) 554

Conversion and the Poll Tax in Early Islam : Damial C. Dennet (12) 261, 262

The Alcoran of Mahomet : Anare Duryer (11) 555

A Critical Examination of the Life and Teachings of Mohammad : Ameer Ali (11) 487,511

D

The Decline and Fall of the Roman Empire : Edward Gibbon (11) 580, 584

Development of Mnslim Theology, Jurisprudence and Constitutional Theory : Duncan B. Macdonald (11) 743, 761

The Dictionary Historical and Critical of Mr. Peter Bayle (Ed) : Pierre Bayle (11)552

A Dictionary of the Bible · William Smith (11) 280

Le Doctorine et les Deviors de La Religion Musulmane : Garcin de Tassy (11) 557

E

The Earliest Biographies of the Prophet and their Authors: J. Horovitz (11) 9, 356

Des Effects de Tareligion de Mohammed : Oelsner (11)551

Encyclopaedia of Religion and Ethics (11) 583

An English Arabic Lexicon . George P. Badger (11) 494

The Era of Mahomet : G. L. Brown (11) 553

Essal sur L. Historire des Arabes; Caussin de Perceval (11) 557

Essays on the Life of Mohammad (11) 486

F

False Divinites : On Moses Christ and Mahomet and Other Religions Deceptives : Moses

Le Fanatisme on Mohammetle Prophete (11) 509

The First State of Mohammentanism , or an Account of the Author and Doctrines of that imposture : Lan Celot Addison (11) 505

The First State of Mahmudifin : Or an Account of the Author and Doctrines of Imposture : Sancelot Addison (11) 440

Founders of Great Religions Being Personal Sketches of the Famous Leaders : Miller Burrows (11) 553

Fra Missionen Blanat Muhammedaners : H. Wellejus (11) 560

Freya Sterk on the Euphrate (11) 584

Fueck, Johann; Muhammad ibn Ishaq (11) 372,376, 388

G

Le Gadenza Religiose de Maometto G. Sacco (11) 556

Geographia Geographike Hyphegesio (11) 580

The Geographie Geography of Starbo (11) 280

Gescbte Des Arabischen Schrifttums: Fuad Seizgin (11) 396

Geschichte des Qorans (11) 396

Die Geschichtschiedier der Arber: Terdinand Wuestenfeld (11) 396

Geschichte der arabischen Litteratur, und Supplementbaendei Brockelmann (11) 395

Goudaike Archaeologia and Periton Goidaikon Polemon: Josephus Flavius (11) 583

H

Half Hours With Muhammad: Being a Popular Account of the Prophet of Arabia and of His More Immediate Followers together with a Short Synopsis of the Religion He Founded:

A. N. Wollaston (11) 560
Handhuck der Nordsemitischen Epigraphike Nelest Ausgewahlten Inschriften : Mark Libzbarski (11) 583
Hayyey Muhammad : Josef J. Rivin (11) 556
Das Hebsen Muhammads nach der Quellen Popular Largestelt: Noldeke (11) 524
Das Heben Muhammed, shach der Quellen Popular Darquistett: Theodor Noldeke (11) 559
The Hero as Prophet - Mahomet: Thomas Carlyle (11) 545,557
Histoire de la'Organisation Judiciare En Pays D' Islam : ایمل تیان (11) 713, 714, 737, 743-744. 755-762
Histoire deca Turquie : Lamartine (11) 541, 542
L Histore Mahometane: Pierre Vattier (11) 560
Historia del Falsay Perverso Profete Mahoma : M. J. Martin (11) 559

The Historical Geography of Arabia : Charles Foster (11) 578, 579
Historia Plantarum (11) 280
The Historians' History of the World (11) 581
Histore de la Turquire . A. M. Lamartine (11) 558
Historedes Arabes, aved la vie de Mahomet : Boulian Villers (11) 553
Historie de la vie de Mahomet legislative de L Arahic : F. R. Turpin (11) 554
The History of Herodotus (11) 579
History of History Writing in Medieval India : جگدیش نرائن سرکار (12) 332
A History of Islamic Law Coulson (11) 743, 761
History of Mahomet the Great Imposter : Frederick H. Hillard (11) 560
A History of Medieval Islam : J. J. Saunders (11) 497, 556
The History of Mohammadanism : W. C. Taylor (12) 333
History of Mohametanism and its Sects: W. C. Taylor (11) 554
An History of Muhammedanism: Charles Mills (11) 559
History of religions, Judaism, Christianity, Mohammedanism: G. F. Moore (11) 559
History of the Arahs: P. K. Hitti (11) 441, 442 (12) 333
History of the Islamic Peoples Carl Brockelmann (11) 399, 441, 442, 553
History of the Saracaus: Simon Ockley (11) 507, 551
The Holy Sworel the Story of Islam from Muhan to the present : P. R. S. Payne (11) 554
The 100 : (A Ranking of the Most Influential Persons in History) Michael H. Hart (11) 529, 540

I

Ibn Ishaq's Use of Isnad : J. Robson (11) 9, 356
Islam, Beliefs and Institutions: H. Lammens (11) 440
Islam - Her Moral and Spiritual Value : A. G. Leonard (11) 544, 558
Index Islamicus : J. D. Pearson (11) 484
An Introduction to Islamic Law : Joseph Schacht (11) 743,761
Islam, A Short Study: Archihald Brooks (11) 553

Islam-a Way of Life (11) 441, 442
Islam Mohammad and His Religion

· Arthur Jaffery (11) 554
Islam and Western Orientalists : Abul Hasan Ali Nadvi (11) 492
Islam in History: J. Schacht (11) 526
L' Islam: Mahomet et les Origins de L'Islam: M. Rodinson (11) 556
L. Islam et son Prophet: F. Th. Rink (11) 556
Islam; its History, Character and Relation to Christianity (11) 551
Islam Under the Arabs: R. D. Osbon (11) 551
Islamic Methodology in History: Fazl-ur-Rahman (11) 761

K

The Kings of Kindah : Grunner Olinder (11) 585
Die Kommentare des Soharli in der Sira deo Ibn Hisham (11) 395
The Koran or Al-Coran of Mohammed : George Sale (11) 556

L

The Land of the Messiah, Mohomet and the Pope: John Aiton (11) 551
Leban Muhammad, s des stifters der Muhammadanism religion : J. F. G. Clemens (11) 557
Das Lebas and die Lehredes Mohammad : A. Sprenger (11) 552
Lectures on Arabic Historians: D. S. Margoliouth (11) 396 (12) 332
The Life and Death of Mahomet: W. Raleigh (14) 555
The Life and Death of Mohammad, the Author of the Turkish Religion : L. Addison (11) 505, 551
The Life and Teachings of Muhammad : Annie Besant (11) 552
The Life and Times of Muhammad: John Bagot Glubb (11) 441, 449, 453
Life of Mahomet : Edward Gibbon (11) 558
Life of Mahomet : Sir William Muir (11) 440, 441, 442, 446, 448, 449, 451, 453, 475
Life of Mahomet: Washington Irving (11) 551
The Life of Mahomet, Founder of the Religion of Islam and the Empire of the Saracens: Samuel Green (11) 558
The Life of Mahomet from Original Sources: William Muir (11) 559
Life of Mohammad : A Sprenger (11) 552
The Life of Mohammed: Edward Sell (11) 556
Life of Mohammed: George Bowen (11) 553
The Life of Mohammed: Founder of the Religion of Islam and the Empire of the Saracens: George Bush (11) 553
The Life of Muhammad: محمد حسین ہیکل (11) 443
Des Leban Muhammeds: Buhl (11) 553
The Life and the Religion of Mohamad and the Prophet of Arabia: J. L. Menezes (11) 559
A Literary History of the Arabs: R. A. Nicholson (11) 559

M

Mahoma su vida : Montero (11) 559
Mahomet : Gaudefroy Demombynes (11) 558
Mahomet : M. Rodinson (11) 556

Vie de Mahomet : R. Lerougue (11) 558
Mehomet, at son Denure : Gold (11) 558
Mahomet, Founder of Islam: G. M. Draycott (11) 555
Mahmomet at les Arabs: Theodore Bachelat (11) 552
Vie de Mahomet d apres la tradition Lameiresse (11) 558
Mahomet dauson lemps : Raymond Ducasse (11) 555
Mahomet et ler Origines de L Islamism : Ernest Renan (11) 556
Mahomet in les grand Bommes de orient : A. M. Lamartine (11) 558
Mahomet ne imposter : Magnami (11) 559
Mahomet: La Science ehezes Arabs : Alexis Fevrot (11) 557
Mahometanism Unveiled : Charles Forster (11) 557
Mahomometiv ita Rerunque Gestarm Synopsis : Loius Maracci (11) 559
Maishaya Muhammad : Dale Codetrey (11) 555
The Making of Humanity: Robert Briffault (11) 524
Memories of the Life of Mahomet: H. H. Millman (11) 559
Maometton Burno Ducati (11) 555
Maometto egli Ebrei Guid Corinalde (11) 557
Maometto eil paradise · Pina Messara (11) 559
Maometto Profeta L' Arabia . Leone Caetani (11) 557
The Messenger: R. V. C. Bodley (11) 441, 543
The Messenger — the life of Mohammed : R. V. C. Bodley (11) 553
Militant Islam : G. H. Jansen (11) 483
Vie de Mohammot J. Gugnier (11) 508
Mohamet Prophete des Arabs : Harri Holma (11) 560
Mohammed : Hoevell (11) 560
Mohammad : R. F. Dibble (11) 555
Mohammed : A. Genery (11) 554
Mohammad (A Benglai Account of the Life of Muhammad) : Rene Vieillard (11) 560
Mohammad, His Biography and the Beginning of the Religion of Islam: Simon Bernfeld (11) 552
Mohammad the Man and His Faith (Tr.) : Tor-And-rae (11) 556
Mohammad a Pegebbi Zsidosag Megitelescben : Dezro Fried (11) 557
Mohammad and Mohammadanism Issac Adamns (11) 551
Mohammad and the Rise of Islam: D. S. Margoliouth (11) 559
Mohammad and Mohammedanism S. W. Koelle (11) 557
Mohammad de prophet sein leban and scine lechre : Gustar Weil : (11) 559
Mohammad der prophet : P. Kroppen (11) 557
Mohamad Des Leban Nachden Quellen : Grimm Hubett (11) 558
Mohammad elete estana : Peter er Hatala (11) 560
Mohammad Messenger d, Allah : Rene Vieillard (11) 560
Mohammad Prophet and Statesman : W. Montgomery Watt (11) 549
Mohammad the Man and His Faith : Tor Andre (11) 440
Mohammad und die Seninen : H. Reckender (11) 555
Mohammad und de Seinen : H C. Beckendarf

E. Sawary (11) 556
Moyammad : Addler
(11) 551
Muhammed : E. Von Trampe
(11) 554
Muhammad, Hans Lefnad beratted
: Carl Kastman (11) 557
Muhammad : Lings Martin
(11) 558
Muhammad, the Prophet — A
selected Bibliography :
Mohammad Hamadah (11) 503
Muhammad and His Power : P.
Lacy de Johnston (11) 555
Muhammad and Mohammadanism
: R. Bosworth Smith
(11) 521, 542, 543, 552
Muhammad and the Conquests of
Islam : Francesco Gabriele
(11) 554
Muhammad at Mecca : W. M.
Watt (11) 547, 559
Muhammad at Medina: W. Montgomery Watt (11) 441, 442,
444, 449, 451, 452, 453, 459,
559, 654 - 656
Muhammad Ibn Ishaq : Johann
Fueck (11) 395
Muhammad in Selected Works(ed)
: C. S. Hurgronje (11) 560
Muhammad Islam Store profet,
Eva Blytt (11) 553
Muhammad Prophet and Statesman : W. M. Watt
(11) 559 (12) 333
Muhammad Skuespiel, the Akter:
C. E. C. Brandes (11) 553
Muhamad the Great Arabian :
Townsend (11) 554
Muhammad und sein werk :
Friechich Wuerz (11) 560
Muhammed's religionaus deen
Koran: H. H. Cludius (11)557
Muhammadanism : G. W. Leitner
(11) 558
Muhammadenism : Gibb
(11) 526
Muhammai Mais Hayake, Pamoje
no Haboriza Waslium na
Maturuki : A. C. Madan
(11) 558
(11) 552
Mohammad und die welf des Islam
H. S. Rehm (11) 555
Mohammad and Islam . A comparison with Orthodox Christianity
A. S. Bacon (11) 552
Mohammad and the rise of Islam:
D. S. Margoliouth
(11) 440, 445, 451
Mohammad de Profet der Arabieren : Jakob Eigeman
(11) 551
Mohammad of Koramen :
P. Blom (11) 552
Mohammed : Jacob Romro
(11) 556
Mohammed Undder Koran: Rudi
Poner (11) 554
Mohammedanism an Historical
Survey : H. A. R. Gibb
(11) 558
Mohammad & Islam : Goldziher
(11) 558
Vie de Mohammed : N. Desvergers (11) 555
La vie de Mahomet : C. V. Cheorghur (11) 555
Vie de Mahomet : J. Gagnier
(11) 554
Vie de Mahomet : Boulain
(11) 506, 553
Mohammedis Impos Turaen
W. Bedwell (11) 552
Mohammadein Characrbild : E. F
Georgens (11) 554
Mohammadis Imposturae · Bedwell
(11) 504, 533
Mohammadism : G. W. Leither
(11) 544
Mohammadalis Religious Stifter :
Karl Abrin (11) 551
Moises Jesus, Mahomet: Paul H.
Holback : (11) 560
Moise Jesus et Mahomet on les
Trios grands : Simon Levy
(11) 558
Mommsan Provinces of the
Roman Empire, Rostoutzeff,
Caravan Cities (11) 584
Morale de Mahomet : Claude

Muhammadtestics Veritatis Contraseipsum : M. G. Schroeder (11) 556
The Muslim Conduct of State : Muh-Hamid-Ullah (11) 658
Muslim Institutions: Guadefrory Demombyness (11) 544

N

Naturalis Historia (11) 280
Notice Sur Mahomet : J. J. Reinad (11) 556

O

On Understanding Islam : W. C. Smith (11) 483
Organisation of Government under the Prophet : Muhammad Yasin Mazhar Siddiqui (11) 464-465, 470(12)334
Orientalism : Edward W. Said (11) 484, 492, 500, 522-523
An Outline of Islam: C. E. Norlth (11) 559

P

Petra, its History and Monuments: B. W. Kennedy (11) 582,583
Pilgrimage to Mecca and Medina: Burton (11) 554
Portraits of Persian Poets : Arberry (11) 482
The Preaching of Islam: Sir Thomas Arnold (11) 523,551
The Principles of State and Government in Islam : Muhammad Asad (11) 704
Le Problems de Mahomet Regis Blachore (11) 521, 552
Prophet Muhammad and His Mission : الرحمٰن (11) 442

Q

Quosuccessu Davidros Hymanas Unitatussit Muhammed : Swan (11) 556

R

Reflections on Mohammedenism and the conduct of Mohammed: A. Reeland (11) 555
Refutatco Mohammadis : Nicetas (11) 499
Religio Turcica, Mahometisvita : J. U. Wallich (11) 560
Risalah - Ed. Tien; al-kindi (11) 557
De Religione Mohammedica Libra due : H. Reland (11) 556

S

Sances of the Quien : Tinsdall (11) 554
The Saracens : Arthun Gilman (11) 546, 558
A Short History of the Saracens : Ameer Ali (11) 442
Skizzen : Wellahausen (11) 655, 656
The Speeches and Table Talk of the Prophet Muhammad: Stainley Lane Pool (11) 546
The Soeial Structure of Islam : Ruben Levy (11) 463
Spanish Islam : R. P. A. Dozy (11) 555
The Speeches and Table Talk of the Prophet Mohammad: Stainley Lane Pool (11) 558
Spiritual Heroes, a Study of Some of the World's Prophets : D. S. Muzzay (11) 559
The Story of Mohammad : Edith Holland (11) 560
The Story of the Nabataeans : N. Glueck (11) 583
Studies in Biography : H. J. Trotter (11) 554
Studies in Relationship Between Islam and Christianity : Loofty Levonian (11) 482
A Study of History : A. J. Toynbee (11) 554

T

The Three Great Prophets of the World: Ronald G. Headley

(11) 560
Talks on Mohammed and His Followers : Tbeodore Barton (11) 552
A Test Book of North-Semitic Inscriptions Mobite, Hebrew, Phoexician Armaic, Nahat aean , Palmyrene, Jewish: G. A. Cooke (11) 583

U

Uber die Bluctrache beiden Vores-lamisschen Arabern und Mahomeds : Otto Prucksch (11) 554
The Universal Jewish Encyclopaedia (11) 583

V

Veber Muhammed : Brequigny (11) 553
La Vie de Mahomet : Le Counte de Boulain - Villiers (11) 544
La vita di Maometto : Manfredi (11) 559
Vita di Maometto · C. A. Nathene (11) 559
Vita di Maometto : Ram Polde (11) 555
Vizist Muhammad Kuranjanak Ethik Alabiz : S. Ostern (11) 551
Voice le vray Mohammed et Faux Goran : Henna Zakarias (11) 556

W

War and Peace in the Law of Islam : Majid Khadduri (11) 743, 761
Way of the Prophet : An Introduction to Islam : S. A. Brown (11) 553
Webster's Biographical Dictionary (11) 485
Western Views of Islam in the Middle Ages : R. W. Southern (11) 500
The Works of Flavius Gosephus .... : A. R. Shillato (11) 583